جلاء العیون

جلد اوّل

سوانح چہاردہ معصومین علیہم السلام

تالیف

ملاّ محمد باقر مجلسیؒ بن علاّمہ محمد تقی مجلسیؒ

ترجمہ

علاّمہ سید عبدالحسین مرحوم اعلی اللہ مقامہ

ناشر

عباس بک ایجنسی

رستم نگر، درگاہ حضرت عباسؑ، لکھنؤ، انڈیا

فون نمبر۔ 260756, 269598

مارچ 2001 ہدیہ -/

فہرست

حرفِ اوّل

دُنیا میں مقدس ترین خدمت یہ ہے کہ بنی آدم کے اخلاق کی اصلاح کی جائے۔ اس مقصد کے حصول کے کئی طریقے ہیں۔ مثلاً وعظ ونصیحت (لیکچر) کے ذریعہ فن اخلاق میں کتابیں لکھی جائیں۔ لوگوں کو نیکی کرنے پر مجبور کیا جائے اور بدکاروں کو سزا دی جائے لیکن ان تمام راستوں میں موثر ترین طریقہ یہ ہے کہ کسی انسان کو یا اس کے حالات کو انسانوں کے سامنے پیش کر دیا جائے۔ جو اخلاقی اعتبار سے کامل ہو۔ اور جو کچھ اپنی زبان سے کہے اس پر خود بھی عمل کرے۔ یہی اصول قرآن نے پیش فرمایا ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ "حسنۃ" لمن کان یرجوا اللّٰہ والیوم الاٰخر و ذکر اللّٰہ کثیرا ہ تحقیق تمہارے واسطے حیات رسول میں اچھی متابعت یعنی آپ کی ذات مبارک پیروی کرنے کے واسطے۔ جو امید رکھتا ہے بقائے الٰہی کی اور روز آخرت کی اور جس نے ذکر خدا کیا کثرت سے۔ نیز یہ بھی ایک مسلمہ امر ہے کہ دن کی قدر نہیں ہوتی اگر رات نہ ہوتی۔ دھوپ اچھی نہ لگتی اگر سردی نہ ہوتی۔ آرام کی عزت نہ ہوتی اگر تکلیف نہ ہوتی۔ کھرے کا پتہ نہ چلتا۔ اگر کھوٹا نہ ہوتا۔ نیکی کی قیمت نہ ہوتی اگر بدی نہ ہوتی۔ نیکوں کی تمیز نہ ہوتی اگر بد نہ ہوتے۔ سچوں کی پیروی نہ کی جاتی اگر جھوٹے نہ ہوتے۔ پس معلوم ہو گیا کہ ضدین کا پایا جانا ضروری ہے۔ لہٰذا جہاں نیک اور صالح شخصیتوں کے حالات سے عوام کو آگاہ کیا جائے پیروی کرنے کے واسطے وہاں بُرے اور جھوٹے لوگوں کے حالات سے بھی عوام کو آگاہ کیا جائے ان سے بچنے کے واسطے اس لئے دونوں فریق نیک و بد کے حالات کا قلمبند ہونا ضروری ہے۔ اس طریق کار کو کہا جاتا ہے تاریخ۔ لہٰذا میں پہلے آپ کو تاریخ سے واقفیت کراتا ہوں۔

تاریخ

تاریخ وہ مشعل ہے راہ دُنیا طے کرنے والوں کے لئے جس کی روشنی میں یہ روز روشن کی طرح صاف نظر آتا ہے کہ ایک قوم بد لوگوں کی پیروی کر کے نیکوں کی روایات کو بھول کر کے پستی کے گڑھے میں کس طرح گری اور ایسی گری کہ پھر اُبھر نہ سکی۔ اور دوسری قوم نیک لوگوں کی اتباع کر کے کس طرح عزت و

حشمت کے آسمان پر آفتاب بن کے چمکی لہٰذا تاریخ یہ سبق دیتی ہے ان غلطیوں سے بچو جو ان کی تباہی کا باعث ہوئیں تاریخ ہی فقط ایک ایسی مشعل ہے جس کی روشنی میں انسان مختلف شاہراؤں سے ہوتا ہوا آخر اپنی منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے۔ بشرطیکہ وہ تعصب اور طرفداری کے جذبہ سے کام نہ لے۔ مثلاً ایک انسان کی زندگی خوبیوں سے بھری ہوئی ہے اور کامیاب زندگی ہے لیکن اس کا تعلق ایک ایسے مذہب سے ہے جس کے دعاوی تمہارے لئے قابل قبول نہیں۔ اس لئے تم اس کی زندگی کے اہم اور سبق آموز واقعات کو از راہ تعصب نظر انداز کر دیتے ہو۔ اُن سے فائدہ نہیں اُٹھاتے دوسرا شخص تمہارا ہم مذہب ہے دولت مند ہے لیکن فیاض نہیں۔ یتیموں کو نہیں دیتا۔ غریبوں سے ہمدردی نہیں کرتا۔ لوگ اس کی بخیلی کی شکایت کرتے ہیں۔ آپ فوراً اس کی طرفداری کرتے ہوئے جواب دیتے ہیں کہ آپ کا مقصد ہے وہ اپنی کمائی لُٹا دے۔ طرفداری کا یہ جذبہ انسان کے دل میں فیاضی کے خیالات پیدا ہونے نہیں دیتا۔ اس لئے تاریخ کے لئے لازمی ہے غیر جانبدار ہو تاکہ خوبیوں کو اپنایا جا سکے اور زندگی کو بہتر بنایا جا سکے۔

تاریخ کی ابتدا

یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ اس فن تاریخ کی ابتدا کب سے ہوئی۔ کیونکہ ابتدا میں لکھنے پڑھنے کا رواج نہ تھا۔ اس لئے عہد قدیم کے حالات تاریکی میں ہیں۔ مورخوں نے عہد قدیم کی تاریخ مرتب کرتے وقت ان چیزوں کی طرف توجہ کر کے تاریخ مرتب کی ہے۔ (کریمہ) یعنی شہروں۔ قلعوں۔ شاہی عمارتوں، مقدس مذہبی عمارات کے کھنڈرات کے آثار۔ مجسمے۔ کتبے۔ سکے۔ اسلحہ۔ کپڑے اور اسباب زراعت وغیرہ وغیرہ۔ (منقولہ یعنی وہ قصے۔ اشعار اور امثال جو آباؤ اجداد سے منقول چلے آتے تھے۔ اور ہر زمانے میں اس کو یاد رکھا جاتا تھا۔ (آثار مطبوعہ) یعنی کتابیں۔ اوراق۔ دفاتر کے کاغذات۔ قوانین۔ معاہدات۔ مذہبی رسوم وغیرہ۔ ان چیزوں سے تاریخ اور واقعات کا ذکر دُنیا کی پیدائش سے نسبت دے کر کیا جاتا تھا۔ مثلاً یہ واقعہ پیدائش دنیا کے اتنا عرصہ پہلے یا اتنے سال بعد ظہور میں آیا۔ جب طوفان نوحؑ آیا۔ تو لوگوں نے پیدائش دُنیا کو چھوڑ کر اس واقعہ کی طرف نسبت دے کر اس طرح تاریخ مرتب کی۔ کہ فلاں شخص نے فلاں شخص کو طوفان نوحؑ سے اتنے سال پہلے قتل کیا تھا۔ فلاں بادشاہ نے فلاں سلطنت کو طوفان نوحؑ کے اتنے سال بعد اپنے قبضہ میں کیا۔ اس کے بعد سلاطین کا دور آیا۔ اور ان کی حکومت کے عہد کی طرف واقعات کو نسبت دے کر تاریخ مرتب

کی جانے لگی۔ اس طرح مورخین اپنا کام کرتے رہے اور دنیا آگے بڑھتی رہی۔ آخر وہ زمانہ آگیا۔ جب تین اہم واقعات کو تاریخ کا مبداقرار دے دیا۔ (۱) پیدائش عالم (۲) ولادت مسیح (۳) ہجرت نبوی صلعم پیدائش عالم سے جن واقعات کا شمار ہوتا ہے وہ دنیا کی پیدائش سے غالباً تین ہزار سال بعد کے واقعات ہیں۔ اور ولادت مسیح کے زمانہ پر یہ حساب پہنچ کر ختم ہوجاتا ہے اور ولادت مسیح سے تاریخ کا سلسلہ پھر نئے سرے سے شروع ہوجاتا ہے۔ جس کا رواج اب بھی ہے اور ہجرت نبوی صلعم کی ابتدا حضور کی مدینہ میں تشریف آوری سے شروع ہوتی ہے جس کا سلسلہ اسلامی دُنیا میں جاری ہے۔ اور ہمیشہ رہے گا۔

دُنیا کی ابتدا

دورس التاریخ میں دُنیا کی ابتدا کے متعلق لکھا ہے کہ حضرت مسیح کی پیدائش سے چار ہزار سال پہلے انسان (آدم علیہ السلام) پیدا ہوا۔ اور بعض کا خیال ہے چھ ہزار سال پہلے اور یہ بھی خیال ظاہر کیا جاتا ہے کہ لاکھوں سال پہلے اور جب تاجدار منبر سلونی حضرت علی ابن ابی طالب علیہم السلام سے پوچھا گیا۔ کہ دُنیا کی ابتدا کب ہوئی۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ شاید تم لوگ یہ ہی خیال کرتے ہو کہ خلاق عالم نے صرف اسی عالم اور آدم کو پیدا کیا۔ نہیں بلکہ خلاق عالم نے اسی طرح کے دس لاکھ عالم اور دس لاکھ آدم پیدا کئے ہیں۔ تم سب سے آخر عالم اور سب سے آخر آدم کی اولاد ہو۔ لہٰذا اب یہ تعین کرنا دشوار ہے کہ دُنیا کی ابتدا کب سے ہوئی اور یقین کے ساتھ دُنیا کی ابتدا کے متعلق وہ عرصہ قائم نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن ہر ایک تاریخ لکھنے والے نے دُنیا کی ابتدا کے متعلق اپنی مہر تصدیق ثبت کردی ہے جو کہ دُنیا کی ابتدا کی تاریخ معلوم نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کے فکر کی حدبندی کی تاریخ ہے نیز اس کے ساتھ ساتھ ہر ایک تاریخ دان نے یہ تسلیم کیا ہے کہ دُنیا کی پرانی قومیں چینی۔ ہندوستانی اور مصری ہیں۔ اور یہ دُنیا میں آج سے چھ ہزار سال یا دس ہزار سال پہلے سے پائی جاتی ہیں۔ اقوام عالم کے مؤرخین نے صحت تاریخ کے لئے کوئی اصول وضع نہ کئے۔ اس لئے جو واقعہ ان کو ملا یا کسی سے سُنا انہوں نے اس کو سچ اور جھوٹ۔ بناوٹی نہ دیکھا۔ کیونکہ ان کے پاس کوئی اصول نہ تھا۔ لہٰذا آج اُن کی مرتبہ تاریخ سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھا سکتا۔ کیونکہ وہ لغویات سے پُر ہے۔ ثبوت کے طور پر ایک واقعہ ایک انسان سے یا قوم سے نسبت دے کر ایک مورخ نے لکھا تو دوسرے نے اس کی تردید کی ہے بلکہ وہ واقعہ اور عجیب عجیب الفاظ میں پیش کیا۔ اس کے علاوہ اکثر مورخین ایک واقعہ نقل کرتے ہیں دوسرے اس کو جھوٹا قرار دیتے ہیں۔ تاریخ کا طالب علم متاخرین مورخین سے فائدہ حاصل نہیں کرسکتا۔ کیونکہ وہ ایک واقعہ جو ایک تاریخ میں دیکھتا ہے اُسے دوسرا اپنی تاریخ میں جھوٹ لکھ دیتا ہے۔ دونوں کے پاس صحیح اور جھوٹ کے جانچنے کا کوئی اصول نہیں فقط اپنی عقل کے پیمانہ کے مطابق صحیح اور جھوٹ قرار دیا۔ لہٰذا متلاشی حق کو ان تواریخ سے فائدہ نہ ہوسکا۔

مقدمہ ثانی

دینِ حق

پارٹی۔ جماعت۔ گروہ بنانے والا۔ پارٹی اور جماعت تشکیل دینے سے قبل آئین۔ دستور تیار کرتا ہے۔ جس پر پارٹی۔ جماعت۔ گروہ نے عمل پیرا ہوتا ہے اور ایک مقصد (منزل) پیش نظر ہوتی ہے جس پر افرادِ جماعت نے دستور پر عمل کرکے پہنچنا ہوتا ہے۔ ایسے ہی زمین و آسمان۔ عرش و کرسی۔ لوح و قلم۔ سیارے۔ ستارے۔ کواکب شمس و قمر۔ حور۔ ملک۔ جن و بشر نباتات و جمادات۔ حیوانات و معدنیات۔ وحوش و طیور۔ مکان و لامکان۔ زمان و لازماں تخلیق فرمانے سے قبل خالق نے ان کی منزل قرار دی۔ اور ایک دستور۔ آئین بنایا جس کا نام اسلام رکھا۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ہ اللہ کا مقبول۔ پسندیدہ دستور۔ آئین۔ دین۔ اسلام ہے یہ اصول خالق سے تحریر فرماکر کتابی شکل میں عالمین کے سامنے پیش فرمائے تو اس کتاب کا نام قرآن رکھا۔ تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا ہ (فرقان) صاحب خیر و برکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر فرقان کو نازل فرمایا تاکہ فرقان عالمین کے لئے نذیر ہو۔ اس نظام۔ آئین۔ دستور کو مختلف ادوار میں چلانے والے سیاسین الٰہیہ نمائندگان کبریا۔ خاصانِ خدا لفظ نبی۔ رسول۔ خلیفہ۔ امام کے نام سے یاد کئے گئے اور یہ سب کے سب اللہ نے بھیجے یہ مسلمہ امر ہے یہ تمام ہستیاں نمائندہ خالقِ عالمین تھیں اور سب ایک دستور۔ آئین۔ دین دنیا میں نافذ کرنے قائم کرنے کے لئے تشریف فرما ہوئے تو یہ سب اُسی آئین دستور اور دین کے پابند تھے۔ شَرَعَ لَکُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰی بِہٖ نُوْحًا وَّ الَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ وَ مَا وَصَّیْنَا بِہٖٓ اِبْرٰہِیْمَ وَ مُوْسٰی وَ عِیْسٰٓی اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَ لَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْہِ ط (شوریٰ) حبیبؐ آئین دستور۔ دین دیا وہی تم کو جو دیا تھا نوحؑ کو اور جو دیا ہم نے ابراہیمؑ۔ موسیٰ۔ عیسیٰ علیہم السلام کو یہ کہ اس دین کو قائم کردو اور اس میں افتراق پیدا نہ ہو۔

تو انہوں نے اپنی جماعت پارٹی کا کیا نام رکھا۔ لہٰذا قرآن پاک اس امر کے متعلق ارشاد فرماتا ہے وَ اِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرٰہِیْمَ (الصّٰفّٰت) حضرت نوحؑ کے بارے میں اور

جناب ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے کہ جناب ابراہیم علیہ السلام جناب نوح علیہ السلام کے شیعوں میں سے تھا۔ یہ آیت بتارہی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب نوح علیہ السلام تک ان تمام ہستیوں نے اپنے آپ کو شیعہ کہلایا اور ان ہی کے شیعوں میں سے جناب ابراہیم علیہ السلام تھے۔ جناب ابراہیم علیہ السلام نے اس پارٹی کا ایک اور نام رکھا۔ مسلمان۔ مِلَّۃَ اَبِیْکُمْ اِبْرَاھِیْمَ ط ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ قَبْلُ وَ فِیْ ھٰذَا (رکوع) ملت تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی ہے اُسی نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے پہلے سے اور اس آئین (قرآن) میں بھی آیت سے ظاہر ہے ابراہیم علیہ السلام اُمتِ محمدیہ کے باپ ہیں اور ہمیشہ شریف لائق باپ اچھے پیارے بیٹے کو اصل نام کے علاوہ دوسرے نام پکارتے ہیں جیسے پپّو گڈو حالانکہ یہ اصل نام نہیں اور ان کے پکارنے میں گناہ حرج بھی ہیں۔ ایسے باپ ابراہیمؑ نے شیعہ کا پیار میں مسلمان نام رکھا۔ چنانچہ یہ دونوں نام ایک کے ہی ہیں۔

جناب ابراہیم علیہ السلام کے پاس جو دستور تھا اُس کا نام اسلام تھا اور ملت کا نام شیعت تھا افرادِ ملتِ شیعت کو مسلمان کہلانے کا حکم دیا حضرت اسماعیلؑ اور جناب اسحاقؑ بھی اسی ملت کے پابند تھے۔ آگے یہ سلسلہ دو حصوں میں تقسیم ہو گیا سلسلہ اسمالیہ اور سلسلہ اسحاقیہ تمام انبیاء بنی اسرائیل سلسلہ اسحاقیہ میں آئے اور جناب اسحاقؑ کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام نے وقت وفات اپنے بیٹوں سے فرمایا۔ اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِیْہِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰھَکَ وَاِلٰہَ اٰبَآئِکَ اِبْرٰھِیْمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ اِلٰھًا وَّاحِدًا وَّ نَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ (بقرہ ۵) جب قریب آئی یعقوبؑ کے موت تو فرمایا اپنے بیٹوں سے میرے بعد کس کی عبادت کرو گے۔ بولے ہم عبادت کریں گے تیرے معبود اور تیرے باپ دادا ابراہیمؑ اسماعیلؑ اسحٰقؑ کے معبود کی جو واحد ہے اور ہم مسلمان ہیں اُس کے اور جناب یوسف علیہ السلام نے زندان میں اپنے قیدی ساتھیوں اور زندان کے عملہ سے اپنی ملت کے بارے میں فرمایا۔ وَاتَّبَعْتُ مِلَّۃَ اٰبَآءِیْ اِبْرٰھِیْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ (یوسف) اور میں نے اتباع کی ہوئی ہے اپنے آباؤ اجداد جناب ابراہیمؑ اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام کی ملت کی۔

آگے سلسلہ یوسف علیہ السلام میں اولادِ ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے جناب

موسیٰ اور ان کی جماعت کے بارے میں فرمایا۔ وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ (قصص) آئے جناب موسیٰؑ شہر میں جب وہاں لوگ غفلت میں تھے تو پایا دو آدمیوں کو لڑتے ہوئے ایک اُن میں جناب موسیٰ علیہ السلام کا شیعہ تھا اور دوسرا جناب موسیٰ علیہ السلام کا مخالف یعنی غیر شیعہ تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی پیرو۔ غلام۔ جماعت شیعہ کہلاتی تھی۔ جناب سرکار دو عالم حضرت محمدؐ مصطفٰے خاتم النبیین۔ شفیع المذنبین راحتہ العاشقین۔ رحمتہ العالمین کو بھی پروردگار عالم نے فرمایا ہے یہی اعلان کرو۔ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا (عمران) فرمادیجئے سچ فرمایا ہے اللہ نے اے میرے امت تم تابع ہو جاؤ ملت ابراہیمؑ کے جو یہودی۔ عیسائی ان تمام سے علیحدہ یعنی جدا ملت ہے۔

گویا از حضرت آدم علیہ السلام تا خاتم الانبیاءؑ جناب محمدؐ مصطفٰے محبوبؐ کبریا تمام کے تمام دنیا میں اللہ کے نمائندے تھے اور ایک دستور۔ آئین۔ دین رکھتے تھے جس کا نام اسلام ہے اور ایک ملت رکھتے تھے جس کا نام شیعت ہے۔ شیعوں کا نام مسلمان جناب ابراہیم علیہ السلام نے رکھا ہے حضور اکرمؐ کے دُنیا سے تشریف لے جاتے بعد حضرت علی علیہ السلام ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ کے عموماً اور جناب محمدؐ مصطفٰے کے خصوصاً وارث۔ وصی۔ ولی۔ جانشین قرار پائے۔ اور دنیا کے شیعت کے امام اوّل بنے بحکم خدا اور با اعلان رسول کریمؐ اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار نمائندگان (انبیاءؑ) کو جو دستور۔ آئین۔ دین (اسلام) دیا وہ ہی دستور۔ دین (اسلام) علی علیہ السلام کا دستور۔ آئین تھا اور جو ملت انبیاءؑ کرام کی تھی وہ ہی جناب علی علیہ السلام کی تھی جس کا نام ہے شیعت اور تابعداران علی علیہ السلام کو آج تک لفظ شیعہ سے یاد کیا جاتا ہے اور تا قیامت اسی لفظ سے تابعداران علی علیہ السلام کو پکارا جائے گا۔ حضور سرکار دو عالم خاتم النبیین رحمتہ العلمین جن کی زبان مبارک بغیر وحی الہٰی کے جنبش نہیں فرماتی نے بھی شیعوں کے لئے ارشاد فرمایا ہے ملاحظہ ہو۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝ (بینہ) جو لوگ یقیناً ایمان لائے اور اعمال صالح کئے وہی سب سے اچھی جماعت ہیں۔ جب یہ ایت نازل ہوئی جناب رسولِ خداؐ نے جناب علیؑ سے فرمایا۔ يَا عَلِيُّ اَنْتَ وَشِيْعَتُكَ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ تَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَنْتَ وَشِيْعَتُكَ رَاضِيْنَ مَرْضِيِّيْنَ صواعق محرقہ باب اا علامہ ابن حجر یا علی تو اور تیرے شیعہ خیر البریہ (عالمین میں بہترین جماعت) ہیں قیامت کے دن تو اور تیرے شیعہ

ایسے ہوں گے خدا اور رسولؐ اُن سے راضی ہوگا اور وہ خدا اور رسولؐ سے راضی ہوں گے۔ علامہ جلال الدین سیوطی اپنی تفسیر دُرِّ منثور جلد دوم ص۳۷۹ ابن عساکر سے جناب جابر بن عبداللہ انصاری سے مذکورہ آیت کے شانِ نزول میں ہدایت درج کرتے ہیں۔ جناب جابر فرماتے ہیں میں رسول پاکؐ کی خدمت میں حاضر تھا کہ جناب علی علیہ السلام تشریف فرما ہوئے تو حضورؐ نے فرمایا۔ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّ ھٰذَا وَشِیْعَتَہٗ ھُمُ الْفَائِزُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اے علیؑ مجھے قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قیامت کے دن تو اور تیرے شیعہ نجات پا گئے ابن صباغ مالکی اپنی کتاب فصول المہمہ ص۱۲۲ پر جناب عبداللہ بن عباس سے روایت نقل کرتا ہے جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو رسول پاکؐ نے جناب علیؑ سے فرمایا ھُوَ اَنْتَ وَشِیْعَتُکَ تَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَنْتَ وَھُمْ رَاضِیْنَ مَرْضِیِّیْنَ وہ تو اور تیرے شیعہ ہیں اور قیامت کے دن تو اور تیرے شیعہ اس حال میں ہوں گے خدا اور رسولؐ اُن سے راضی ہوگا۔ اور یہ خدا اور رسولؐ سے راضی ہوں گے کتب اہل سنت والجماعت میں کثرت سے ایسی روایات درج ہیں تذکرہ علامہ سبط ابن جوزی ص۳۱ مودۃ القربیٰ ص۹۳ حافظ گنجی شافعی ص۹۱۱ ابن اثیر نہایہ میں اور سمہودی نے جواہر العقدہ میں اور ابو جعفر طبری نے اپنی تفسیر میں یہ لکھا اور تسلیم کیا ہے کہ تاجدارِ مدینہ وحی ترجمان سے لفظ شیعہ جناب علی علیہ السلام کی پارٹی۔ جماعت اور تابعداروں سے منسوب کیا اور استعمال فرمایا ہے اور غلامانِ علیؑ کا نام شیعہ رکھا ہے۔

آئینِ الٰہی کے لئے نمائندوں کا قیام

جس گھڑی اور لمحہ سینۂ ارضی پر انسان کا قدم آیا اُسی کے ساتھ ساتھ خداوند کریم سے خطۂ ارضی پر اپنا دستور۔ آئین۔ دین۔ (اسلام) نافذ فرمایا۔ تو اس دستور پر اہالیان ارضی سے عمل کرانے کے لئے جو ہستی منتخب ہوئی اُس کا انتخاب کیسے عمل میں آیا۔ کیا اہالیان ارضی نے اپنی کثرت سے منتخب کیا اور یا خالق نے خود مقرر فرمایا۔ تو یہ معلوم کرنے کے لئے عالمین کی سب سے معتبر تاریخ اور آئینِ کبریا کی کتاب جس کا نام قرآن پاک ہے اس میں مرقوم ہے کہ اہالیان ارضی کو خداوند کریم نے دستور تیار فرما کر ارشاد فرمایا وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ط (بقر ۷) اور جب فرمایا تیرے رب نے تمام عالمین کی طاقتوں کو

میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ تمام طاقتیں خاموش ہیں کہ تہیں ہم بنائیں گے۔ فرشتے تھوڑے سے بولے مگر قدرت نے چند نام پیش کر کے فرمایا اچھا میرا خلیفہ مت تم دو نہیں یہ بتاؤ یہ نام کن کے ہیں فرشتے بتا نہ سکے۔ اور جناب آدمؑ نے بتا دیا یہ نام اس کا ہے۔ اور یہ نام اس کا ہے خداوند کریم نے خلافت کا تاج حضرت آدم علیہ السلام کے سر پر رکھ دیا اور یہ بھی اصول بنا دیا خلیفہ عالم ہوتا ہے ساتھ یہ مسئلہ حضرت آدم علیہ السلام تک نہیں رکھا گیا بلکہ آیت میں لفظ استعمال ہوا ہے اِنِّیْ جَاعِلٌ۔ اِنِّیْ لفظ استمرار ہے اور جَاعِلٌ فاعل کا صیغہ ہے استمرار کا معنی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اور جَاعِلٌ کا معنی بنانے والا جیسے اِنِّیْ رَازِقٌ میں ہی ہمیشہ ہمیشہ رزق دینے والا ہوں اسی طرح میں ہی ہمیشہ ہمیشہ بنانے والا ہوں خلیفہ کا اور جیسے میرے سوا کسی کو رزق دینے والا ماننا شرک ہے اسی طرح کسی کو میرے سوا خلیفہ بنانے والا ماننا شرک ہے لہٰذا جب حضرت آدم علیہ السلام کا وقت وفات قریب آیا اُس وقت زمین پر اولادِ حضرت آدم علیہ السلام آدمیوں کی آبادی چالیس ہزار افراد پر مشتمل تھی تو جناب آدم علیہ السلام نے چالیس ہزار پوتوں نواسوں کو نہیں فرمایا کہ تم میرے بعد خلیفہ بنا لینا بلکہ ان کے لئے بحکم خداوند کریم خود بنایا اور نام بتایا کہ یہ میرے بعد تمہارا خلیفہ ہے۔

لَمَّا حَضَرَتْ آدم الوفاۃ دعا ابنہ شیثًا فعھد اِلَیْہِ وَکَتَبَ وصیتہ اِنَّ آدم علیہ السلام مرض قبل موتہ احد عشر یومًا وَاوصٰی اِلٰی ابنہ شیث علیہ السلام وکتب وصیتہ ثم دفع کِتَابُ وصیتہ الٰی شیثًا وَامرہٗ ان یُخْفِیْہِ مِنْ قابیل وَوَلَدِہٖ لِاَنَّ قابیل قد کان قتل ھابیل حسدًا مِنْہُ۔

تاریخ طبری جلد اوّل صفحہ ۸۶ تاریخ کامل جلد اوّل صفحہ ۱

جب حضرت آدم علیہ السلام کا وقت وفات قریب آیا تو اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کو قریب بُلا یا ان کو اپنا ولی عہد مقرر فرمایا اور یہ وصیت نامہ بھی لکھ دیا حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی وفات سے گیارہ دن پہلے بیٹے شیث علیہ السلام کو ولی عہد اور وصی مقرر کیا اور وصی ہونے کا مضمون لکھ دیا اور اس تحریر کو جناب شیث علیہ السلام کے حوالے کر دیا اور اُن کو حکم دیا اس تحریر کو قابیل اور اس کی اولاد سے چھپا لینا کیونکہ اس نے حسد سے ہابیل کو قتل کر دیا تھا۔

حضرت شیث علیہ السلام

حضرت شیث علیہ السلام جناب آدم علیہ السلام کے ۲۳۰ سال کی عمر میں پیدا ہوئے اور حضرت آدم علیہ السلام کے جانشین خلیفہ۔ وصی مقرر ہوئے بحکم حضرت آدم علیہ السلام آپ کی زندگی میں اولاد آدمؑ دو گروہوں میں تقسیم ہو گئی ایک قابیل کی پیرو جنہوں نے حضور کو حضرت آدمؑ کا خلیفہ تسلیم نہ کیا اور وہ بت پرستی میں مبتلا ہو گئے۔ حضرت شیث علیہ السلام نے ۹۱۲ سال عمر مبارک پائی جب آپ کا وقت وفات قریب آیا الوصیٰ الی ابنہ انوش وفات جناب شیث علیہ السلام بیماری میں جب مبتلا ہوئے تو اپنے بیٹے جناب انوش کو اپنا وصی مقرر فرمانے کے بعد انتقال فرما گئے۔ تاریخ کامل جلد اوّل صہ۲۱

جناب انوش کے ہاں بہت سے لڑکے پیدا ہوئے مگر جناب نے اپنا وصی حضرت قینان کو مقرر فرمایا پھر قینان کے ہاں جناب مھلائیل اور بہت سے لڑکے پیدا ہوئے مگر جناب قینان نے اپنا وصی مھلائیل کو مقرر فرمایا پھر جناب مھلائیل کے ہاں یارد اور کئی لڑکے پیدا ہوئے۔ مگر جناب مھلائیل نے اپنا وصی یارد کو مقرر فرمایا پھر یارد کے ہاں جناب خنوخ پیدا ہوئے اور یہی حضرت ادریس علیہ السلام ہیں۔ پس جناب ادریسؑ اپنے باپ یارد کی وفات کے بعد اُن کل امور ہیں جن میں مھلائیل کے والد نے مھلائیل کو وصی مقرر کیا تھا اپنے باپ یارد کے وصی اور خلیفہ مقرر ہوئے۔

ولد انوش قینان وَنفراً بشراً وَ اِلَیۡہِ الوصیتہ فولد قینان مھلائیل ونفر امعہٗ والیہ الوصیتہ توکد مھلائیل یرد وَھُوَ البارد و نفراً معہٗ وَ اِلَیۡہِ الوصیتہ فولد یرد خنوخ و ھُوَ ادریسؑ

تاریخ طبری جلد اوّل صہ۸۲

فکان وصی ابیہِ وخلیفتہٗ فی ما کان والد مھلائیل اوصیٰ الی مھلائیل واستخلفہ علیہ بعد وفاتہٖ

تاریخ طبری جلد اوّل صہ۸۵

حضرت ادریس علیہ السلام

حضرت ادریس علیہ السلام جناب آدم علیہ السلام کی ستانویں پشت میں پیدا ہوئے۔ لکھنا پڑھنا اور علم نجوم کپڑا سینا یہ امور جناب ہی کی ایجاد ہیں۔ ۳۶۵ سال جناب نے عمر مبارک پائی۔

ہے۔آپ کے اوپر ۳۰ صحیفے نازل ہوئے ہیں۔جب آپ کا وقت وفات

فَاسْتَخْلَفَ خنوخ عَلَىٰ اَمْرِ اللّٰهِ وَ اوصاه

تاریخ طبری جلد اول صلہ

فلما حضرت متوشلخ الوفاة استخلف لملك وعلى امره و اوصاه بمثل ما كان اٰبائه بوصوت به

تاریخ طبری جلد اول صلہ

امور خداوندی معاملات دین میں خود اپنا خلیفہ اور جانشین بنا گئے اپنے بیٹے جناب متوشلخ علیہ السلام کو۔

جب جناب متوشلخ علیہ السلام کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے اپنے آباء و اجداد کے طریقے کے مطابق اپنے بیٹے لمک کو اپنا جانشین مقرر فرمایا اور اُن کل باتوں میں اُن کو وصیت کر دی جو بزرگوں نے آپ کو وصیت کی تھی۔

حضرت نوح علیہ السلام

حضرت نوح علیہ السلام جناب لمک علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔ جناب لمک علیہ السلام کی عمر ۸۲ سال کی تھی جب نوح علیہ السلام پیدا ہوئے۔ جناب لافع یعنی لمک نے آپ کو اپنا وصی مقرر فرمایا جب آپ کی عمر مبارک ۴۸۰ سال تھی۔ ۱۲۰ سال تک آپ نے تبلیغ فرمائی پھر بدکردار لوگوں پر عذاب کا حکم ہوا۔ جناب نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم ہوا آپ نے کشتی بنا کر ہر جاندار کا جوڑا کشتی میں بٹھا لیا پھر پانی کا عذاب آگیا بارش شروع ہو گئی۔ اور تنور سے پانی نکلنے شروع ہو گئے اور اسّی آدمیوں کو جو مومن تھے کشتی میں سوار کئے یہ عذاب سے بچ گئے جناب آدمؑ اور نوح علیہ السلام کے درمیان ایک ہزار پانچ سو سال کا عرصہ گذرا ہے جب عذاب ختم ہوا اور پانی زمین سے ختم ہو گیا اور حضرت نوح علیہ السلام زمین پر تشریف لائے تو آپ نے خطۂ زمین اپنے تین بیٹوں جناب حام۔ سام۔ یافث میں تقسیم کر دیا۔ حام کو دریائے نیل کے مغرب کا کل حصہ دیا اور یافث کو فیشون اور اُس کے اطراف کا حصہ دیا اور ربوں ملک عرب ایران۔ روم۔ شام وغیرہ کے باشندے سام کی اولاد ہوئے کیونکہ ان کے حصہ میں زمین کا وسطی دیا دریائے نیل فرات دجلہ دسیمان و فیشون وغیرہ کے اطراف و جوانب کے علاقے تھے۔ دریائے نیل کے مغربی حصوں کے لوگ حام کی اولاد ہوئے۔ یورپ اور ترک علاقے کے لوگ یافث کی اولاد ہیں اس طرح تمام

زمین پر ان کی اولاد پھیل گئی اور ۷۲ زبانیں یہ بولنے لگ گئے۔ اور یوں جناب نوح علیہ السلام نے اپنی زندگی میں حام سام یافث کو وصی۔ جانشین مقرر فرمایا۔ تاریخ طبری جلد اوّل صفحہ ۱۰۵ اور جناب سام نے اپنے بیٹے ارفخشد کو اپنا وصی وقت وفات مقرر کیا اور ارفخشد نے اپنے بیٹے شارخ کو وصی مقرر کیا وفات کے وقت مقرر کیا اور شارخ نے اپنے بیٹے عابر کو مقرر کیا اور ان ہی کو ہود علیہ السلام کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے حضرموت میں علاقہ احقاف کی طرف ایک قوم آباد تھی حضرت ہودؑ اسی قوم کی طرف پیغمبر مبعوث ہوئے یہاں ہی جناب کا انتقال ہوا اور مکہ معظمہ کے نزدیک مقام حجر یہ دفن ہوئے اور وقت وفات جناب ہودؑ علیہ السلام نے اپنے بیٹے فالغ کو اپنا جانشین اور وصی مقرر فرمایا۔ تاریخ طبری جلد اوّل صہ ۱۱۱

حضرت صالح علیہ السلام

حضرت صالح علیہ السلام آپ ثمود بن غاثر بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام سے ہیں۔ قوم ثمود کی طرف آپ مبعوث ہوئے ہیں قوم کے معجزہ طلب کرنے پر پہاڑ سے اونٹنی معہ بچہ کے نکلی افراد قوم بہت کم تعداد میں ایمان لائے۔ کثرت گمراہ رہی گمراہ لوگوں نے اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ دیں جس سے قوم پر عذاب آیا آپ فلسطین کی طرف چلے گئے آخر وقت مکہ معظمہ تشریف لائے یہاں انتقال ہوا اور مقام حجر میں دفن ہوئے۔ جو لوگ صاحبان ایمان تھے جناب صالح علیہ السلام نے وقت وفات ان پر اپنے بیٹے کو وصی اور جانشین مقرر فرمایا۔ تاریخ طبری جلد اوّل صہ ۱۱۹

حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیمؑ بن تارخ بن ناحور بن ساروغ بن ارغو بن فالغ بن عابر بن شافع بن قینان بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام طبری جلد اوّل صہ ۱۱۹ آذر آپ کا والد تھا۔ بلکہ چچا تھا جناب ابراہیمؑ علیہ السلام یتیم ہو گئے تھے آذر چچا نے پرورش کی تھی مال والدہ ابراہیمؑ کا نگران یہ کرتا تھا ورنہ جناب ابراہیمؑ علیہ السلام آذر کے گھر نہ کھاتے تھے اور نہ پیتے تھے عربی زبان میں پرورش کرنے والے کو آب کہتے ہیں اور جس سے بچہ پیدا ہو اُس کو والد کہتے تھے اور ہیں چنانچہ اِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ لِاَبِيْهِ پ۷ ع ۵) جب ابراہیم

علیہ السلام عالم اسلام جن کی ملت پر ہے حضور نے ۱۷۵ سال کی عمر میں وفات پائی اور حضور نے وقت وفات جناب اسماعیل علیہ السلام اور جناب اسحاق علیہ السلام کو اپنا جانشین اور خلیفہ مقرر فرمایا۔ تاریخ ابو الفداء جلد اوّل صفحہ ۱۵ حضرت لوط علیہ السلام جناب کے صرف دو لڑکیاں پیدا ہوئیں اور کوئی بیٹا نہ تھا آپ جس قوم کی طرف مبعوث ہوئے اُن میں ایک آدمی بھی مسلمان نہ ہوا۔ یہاں تک آپ کی بیوی بھی مسلمان نہ تھی عذاب آیا تمام قوم اور بیوی صاحبہ ہلاک ہو گئے نہ کوئی بچا اور نہ وصی بنانے کا کسی کے لئے سوال پیدا ہوا۔ قرآن مجید پ ۱۲ ع ۷، اور تاریخ طبری جلد اوّل صفحہ ۱۵۷

حضرت اسماعیل علیہ السلام

حضرت اسماعیلؑ جناب ہاجرہ سے تھے اور جناب اسحاقؑ سارہ سے تھے دونوں بھائیوں میں انتہائی محبت اور پیار تھا جناب ابراھیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیلؑ کی قربانی دی جن کی یاد میں عید قربان منائی جاتی ہے جناب اسماعیل علیہ السلام نے ۱۳۷ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ اور وقت وفات آپ نے اپنے بھائی جناب اسحاق علیہ السلام کو اپنا جانشین اور وصی مقرر فرمایا اور تحریر بھی کر کے جناب اسحاق علیہ السلام کو دی۔

اِنَّ اِسْمٰعِیْلَ لَمَّا حضرت الوفاۃ اوصیٰ اِلیٰ اَخِیْہِ اِسْحَاقَ ازواج ابنتہ من العیص ابن اسحاق روضۃ الصفا جلد اوّل صفحہ ۵۸

جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کا وقت وفات قریب آیا تو آپ نے اپنا وصی اپنے بھائی اسحاقؑ کو مقرر کیا اور اپنی بیٹی کا نکاح جناب اسحاق علیہ السلام کے بیٹے عیص سے کر دیا۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام نے شام میں اپنا جانشین مقرر فرمایا تھا۔ جناب اسحاق علیہ السلام کو اور حجاز میں مقرر فرمایا تھا جانشین اور خلیفہ جناب اسماعیل علیہ السلام کو تاریخ کامل جلد اوّل صفحہ ۲۶ جناب اسماعیل علیہ السلام بڑے تھے اور جناب اسحاق علیہ السلام چھوٹے لہٰذا جناب اسماعیل علیہ السلام کا جب وقت وفات قریب آیا تو آپ نے بڑے ہونے کے سبب شام میں اپنا خلیفہ اور وصی جناب اسحاق علیہ السلام کو مقرر فرمایا اور حجاز میں اپنے بیٹے قیدار کو اپنا جانشین اور وصی مقرر فرمایا۔ تاریخ روضۃ الصفا جلد اوّل صفحہ ۱۰۶ جناب اسماعیل مکہ معظمہ میں مقام حجر اسماعیل میں دفن کئے گئے۔

حضرت ایوب علیہ السلام

حضرت ایوب علیہ السلام آپ مقام دمشق میں رہتے تھے آپ کا شجرہ نسب یوں بیان کیا جاتا ہے۔ ایوب بن موص بن دازح بن عیص بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام جناب کی بیوی بہت مالدار تھی۔ رحمہ اُن کا اسم مبارک تھا آپ کے ۲۶ لڑکے پیدا ہوئے۔

إنّ ایوب کان تلا تاد تسعین سنۃ و انّہٗ اوصیٰ عند موتہٖ إلی ابنہٖ حومل
تاریخ طبری جلد اوّل ص ۱۶۷

جناب ایوب علیہ السلام کی عمر مبارک ۹۳ سال کی ہوئی ہے۔ جب آپ کا وقت وفات قریب آیا تو آپ نے اپنے بیٹے حومل کو اپنا وصی مقرر فرمایا۔

حضرت ذوالکفل علیہ السلام

حضرت ذوالکفل پیغمبر جناب کا اصل نام بشر تھا اور لقب ذوالکفل تھا۔ آپ حضرت ایوب علیہ السلام کے بیٹے تھے خداوند کریم نے جناب ایوب علیہ السلام کے بعد حضور کو نبی مبعوث فرمایا آپ تمام عمر ملک شام میں رہے اور ۷۵ سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی اور جناب نے وقت وفات اپنے بیٹے عبدان کو اپنا وصی مقرر فرمایا۔ تاریخ طبری جلد اوّل ص ۱۶۷

حضرت شعیب علیہ السلام

جناب شعیب علیہ السلام جناب مدین کے بیٹے تھے جناب مدین نے جو شہر آباد فرمایا اس کا نام اپنے نام پر ہی رکھا جناب شعیب علیہ السلام اسی شہر مدین کے لوگوں کی طرف نبی مبعوث ہوئے جناب نے اپنی بیٹی جناب صفورہ کا عقد جناب موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔ آپ کے کوئی بیٹا نہ تھا جناب نے وقت وفات اپنا وصی اپنے داماد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مقرر فرمایا۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کے دو بیٹے تھے جو جڑواں پیدا ہوئے تھے جناب یعقوب علیہ السلام اور عیص حضرت اسحاق علیہ السلام ۱۰۰ سال زندہ رہے آپ کی وفات ملک شام دمشق کے علاقہ میں ہوئی جناب نے وقت وفات اپنا وصی اور جانشین اپنے بیٹے جناب یعقوب علیہ السلام کو مقرر فرمایا۔ روضۃ الصفا جلد اوّل ص ۹۱-۹۲

حضرت یعقوب علیہ السلام

حضرت یعقوب علیہ السلام کے ۱۲ بیٹے تھے جناب کا اصلی نام اسرائیل ہے اور جناب کی اولاد کو بنی اسرائیل کہتے ہیں ۹۱ سال کی عمر میں جناب یوسفؑ آپ سے جدا ہوگئے۔ فراق یوسفؑ میں رو رو کر آنکھیں سفید ہوگئیں ۱۴۷ سال کی عمر میں جناب نے وفات پائی۔ اور وقت وفات اپنا جانشین اور وصی اپنے بیٹے جناب یوسفؑ کو مقرر فرمایا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی وفات ملک مصر میں ہوئی ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام

جناب یوسف علیہ السلام حُسن و جمال میں ثانی نہ رکھتے تھے والد آپ سے بہت محبت کرتے تھے اسی وجہ سے بھائیوں نے آپ کے قتل کا منصوبہ بنایا آخر قتل نہ کیا کنویں میں ڈال دیا۔ وہاں سے قافلہ نکال لے گیا مصر میں بکے شاہ مصر سے خرید کئے ان کی بیوی زلیخا عاشق ہوگئی جب آپ نے اُس کی بات نہ مانی تو راعیل (زلیخا) نے آپ پر تہمت لگا کر اپنے شوہر سے شکایت کرکے قید کرا دیا۔ سات سال آپ قید رہے۔ قید میں دو قیدیوں کو خواب تعبیر دی۔ جب وہ رہا ہوئے تو انہوں نے عزیز سے آپ کا ذکر کیا عزیز مصر کو خواب آیا آپ نے اس کو تعبیر بتائی۔ عزیز مصر خوش ہوا اس نے رہا کرکے دربار میں جگہ دیدی پھر اُس نے آپ کو وزیر خزانہ مقرر کر دیا۔ جب عزیز مصر مر گیا تو تمام مصر پر آپ کی حکومت ہوگئی دُنیا میں قحط پڑ گیا مصر کے علاوہ دُور دراز سے لوگ غلّہ کے لئے مصر آئے آپ کے بھائی بھی آئے آپ نے اُن کو پہچان لیا مگر بھائیوں نے غلّہ لیا آپ نے چوری کے الزام میں حقیقی بھائی بن یامین کو رکھ لیا اس طرح سے باپ ماں اور دیگر بھائی جناب سے جا ملے جناب یعقوبؑ مصر میں آنے کے ۱۷ سال بعد انتقال کر گئے جناب یوسف علیہ السلام کی ۱۱۰ سال عمر ہوئی وقت وفات جناب یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی یہودا کو اپنا وصی مقرر کیا۔ تاریخ طبری جلد اوّل صفحہ ۱۷۲

حضرت موسیٰ بن عمران

حضرت موسیٰ علیہ السلام جناب عمران کے بیٹے اور جناب یعقوبؑ کے پوتے قاہاث

کے پوتے تھے۔ فرعون مصر کے عہد میں آپ مبعوث برسالت ہوئے آپ مصر سے بھاگ کر مدائن چلے گئے تھے وہاں جناب شعیب علیہ السلام کی ۲۰ سال بکریاں چرائیں جناب شعیب نے اپنی بیٹی صفورا سے نکاح کر دیا آپ نے واپس آ کر فرعون کو تبلیغ کی۔ فرعون معہ لشکر دریائے نیل میں غرق ہو گیا اور مصر پر اسرائیل کا قبضہ ہو گیا۔ جناب موسیٰؑ کا ذکر کثرت سے قرآن میں ہے۔ جناب نے اپنی زندگی میں اپنا وصی جناب ہارون کو مقرر فرمایا جناب ہارون موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں انتقال کر گئے تو جناب یوشع بن نون کو وصی کر دیا۔ روضۃ الصفا جلد اوّل صفحہ ۱۲۵ حضرت موسیٰؑ نے ۱۲۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

جناب یوشع بن نون

جناب یوشع بن نون اریحا میں نبی مبعوث ہوئے جناب موسیٰؑ نے آپ کو اپنا جانشین مقرر کیا بنی اسرائیل کی ہدایت و سرداری آپ کے ذمہ تھی۔ حضرت موسیٰؑ کی زوجہ جناب صفورا نے آپ سے لوگوں کو جمع کر کے اپنے ساتھ ملا کر جنگ کی جس میں ۷۰ ہزار آدمی مارے گئے آخر میں جناب صفورا کو شکست ہوئی۔ اور جنگ میں گرفتار ہوئیں۔ جناب یوشع بن نون نے آپ کو باعزت و احترام رہا کیا اور گھر پہنچایا۔ جناب یوشع بن نون نے حضرت موسیٰؑ کے ۲۸ سال بعد ۱۱۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ وفات سے قبل جناب نے تبرکات اور تابوت سکینہ اولاد ہارون کے سپرد کر دیئے۔ ثُمَّ تَوَفَّاهُ اللّٰهُ فَاسْتَخْلَفَ عَلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ کالب بن یوفنا تاریخ طبری جلد اوّل صفحہ ۱۲۸ تاریخ کامل جلد اوّل صفحہ ۷۱ جب یوشع بن نون کا وقت وفات آیا تو آپ نے اپنا خلیفہ بنی اسرائیل پر کالب بن یوقا کو مقرر کر دیا۔

جناب حزقیل

جناب یوشع بن نون نے اپنا خلیفہ کالب بن یوفا کو بنی اسرائیل پر مقرر فرمایا جناب کالب بن یوفا نے اپنا خلیفہ جناب حزقیل کو مقرر فرمایا ۶۰ ہزار آدمی جناب حزقیل بن بوذی کی زندگی میں مرض طاعون میں ہلاک ہو گئے۔ جناب حزقیل نے مقام کوفہ پر انتقال فرمایا اور وہیں دفن ہوئے۔

جناب الیاس

جناب حزقیل کی وفات کے بعد خداوند کریم نے جناب الیاس کو پیغمبر مبعوث فرمایا آپ علاقہ لعل بک پر مبعوث ہوئے بنی اسرائیل اس زمانہ میں بت پرستی میں مبتلا تھے اور خرافات میں لوگوں نے آپ کی ہدایت قبول نہ کی۔ آپ پہاڑی پر چلے گئے آپ نے بددعا کی سخت قحط پڑا تین سال تک بارش نہ ہوئی۔ وقت کے بادشاہ نے آپ کو گرفتار کرنے کے لئے فوج روانہ کی۔ آگ ظاہر ہوئی جس نے تمام کو ہلاک کر دیا اور جناب الیاس کو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھا لیا۔ جناب الیسع حضرت الیاس کے چچازاد بھائی تھے آپ جناب الیاس کے وصی اور حضور کے بعد پیغمبر ہوئے۔ روضتہ الصفا جلد ا ص ۱۴۵۔ آپ اندھوں کو ٹھیک کر دیتے اور کوڑھوں کا علاج کرتے جناب الیاس کے بعد ۸ سال تبلیغ کی جناب عیسیٰؑ سے ۱۸۸ سال پہلے کا زمانہ ہوا ہے۔ جناب الیسع نے اپنا خلیفہ ذوالکفل کو مقرر کیا۔ روضتہ الصفا جلد اوّل ص ۱۴۵

حضرت شموئیل

حضرت شموئیل حضرت موسیٰؑ کی شریعت پر تھے علاقہ غزہ۔ عسقلان میں قوم عمالقہ پر آپ مبعوث ہوئے۔ آپ نے وحی الٰہی کے مطابق اپنا وحی اور بنی اسرائیل کا سردار طالوت کو مقرر فرمایا سورہ بقرہ پ۲ آخری رکوع ۲۵ سال مبعوث نبوت ہونے کے بعد آپ نے انتقال فرمایا۔

حضرت طالوت

جناب داؤد

جناب طالوت نے بادشاہ جالوت سے لڑنے کے لئے جناب داؤدؑ کو اپنا جانشین مقرر کر کے لڑنے کے لئے بھیجا جناب داؤد علیہ السلام غالب آئے جالوت کو قتل کرایا اس وقت جناب داؤدؑ کی عمر ۴۵ سال تھی اس کے بعد آپ مبعوث برسالت ہوئے خداوند کریم نے آپ کو زبور کتاب عطا فرمائی آپ صاحب کتاب اور شریعت نبی ہوئے ۴۵ سال

آپ نے نبوت فرمائی ہے ۷۰ سال کی عمر میں آپ نے انتقال فرمایا۔ فَلَمَّا مَاتَ وَ وَرِثَ سُلَيْمَانُ مُلْكَهُ وَعِلْمَهُ وَنبوتهٗ تاریخ کامل جلد اوّل صفحہ ۸۲ جب حضرت داؤد علیہ السلام نے انتقال فرمایا تو آپ کے وارث آپ کے بیٹے جناب سلیمانؑ ہوئے حکومت کے بھی اور علم کے نبوت کے بھی۔

جناب سلیمان

جناب داؤد علیہ السلام کے ۱۹ لڑکے تھے۔ سب سے بڑے بیٹے جناب سلیمان علیہ السلام تھے ۱۹ سال کی عمر میں جناب داؤدؑ نے آپ کو اپنا وصی۔ جانشین مقرر کیا تمام روئے زمین پر شمال سے جنوب اور مشرق سے مغرب تک تمام وحوش وطیور انس وجن پر آپ کی حکومت تھی۔ بادل۔ ہوا۔ پانی تمام حشرات الارض وغیرہ آپ کے زیر فرمان تھے آپ نے چالیس سال تک حکومت کی آخری عمر میں چار سال بیت المقدس کی تعمیر شروع ہوئی۔ آپ خود نگرانی فرمایا کرتے تھے اور لاٹھی کے سہارے کھڑے تھے ٹھوڑی کے نیچے آپ کی وفات ہوگئی اور جناب ایسے ہی کھڑے رہے ایک سال بعد دیمک نے لاٹھی کو نیچے سے کھا لیا لاٹھی گری جناب سلیمانؑ گر گئے۔ اب آپ کی وفات کا علم ہوا جناب نے ۵۹ سال کی عمر میں وفات پائی اور وفات سے پہلے جناب نے اپنا وصی آصف بن برخیا کو مقرر فرمایا۔

جناب عزیر

جناب عزیر بنی اسرائیل تھے جناب عزیر قریۂ ایلیا کی ایک بستی کے پاس سے گزرے تمام لوگ مرض طاؤن سے مرے پڑے تھے آپ نے دیکھ کر تعجب کیا فرمایا خالق یہ کیسے زندہ ہوں گے وہاں آپ اسی خیال میں کچھ دیر آرام فرمانے کے لئے لیٹ گئے سواری (گدھا) کھڑا کر دیا قدرت نے موت دیدی ۱۰۰ سال تک وہاں رہے اس وقت آپ کی عمر ۳۰ سال تھی ۱۰۰ سال بعد قدرت نے زندہ کر دیا ۲۰ سال مزید زندہ رہے ۱۵۰ سال کی عمر میں وفات پائی اور آپ نے اپنا خلیفہ اپنے بیٹے عزیز کو مقرر فرمایا جناب عزیز کے بعد دانیال پیغمبر ہوئے بخت نصر بادشاہ نے آپ کو کنویں میں ایک شیرنی کے ساتھ قید کر دیا وہ شیرنی

آپ کو دودھ پلاتی رہی۔ مدت بعد بخت نصر نے دیکھا اور آپ کو زندہ پایا باہر نکال لیا۔ اپنا وزیر بنا لیا۔ علم رمل آپ کی ایجاد ہے ان کے بعد جناب یونس بن متی ہوئے ہیں جن کو قرآن پاک نے صاحب الحوت بھی فرمایا ہے ذوالنون بھی آپ کا لقب ہے ۱۲۷ سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی اور جناب زکریاؑ آپ کے جانشین ہوئے۔

جناب زکریا

حضرت زکریا علیہ السلام بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے ہیں اور جناب سلیمانؑ کی اولاد سے ہیں آپ نے اولاد رہے۔ آخری عمر میں آپ نے دعا فرمائی جس کا ذکر قرآن سے یوں فرمایا ہے۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِیًّا ۝ وَ اِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ وَ كَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا ۝ یَّرِثُنِیْ وَ یَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ (سورہ مریم)

عرض کیا زکریاؑ نے اے رب میرے بوڑھی ہو گئیں میری ہڈیاں اور بال سر کے سفید ہو گئے بوجہ بوڑھاپے کے۔ اور تجھ سے مانگ کر میں کبھی محروم بھی نہیں رہا اور میں ڈرتا ہوں اپنے عزیز و اقارب سے سسرال وغیرہ کہ میرے پیچھے میری جائداد پر قابض ہو جائیں گے اور عورت بھی میری بانجھ ہے۔ سو تو مجھ کو اپنے پاس سے وارث عطا فرما جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو۔

پروردگار عالم نے جناب یحییٰؑ کو پیدا فرمایا جو از روئے قرآن وارث ذکریاؑ ہوئے ۱۰۰ سال کی عمر میں آپ کو شہید کر دیا آپ ظالموں سے ڈر کر بھاگ گئے پیچھے پیچھے لوگ تھے جناب نے درخت سے فرمایا مجھے پناہ دے درخت نے پناہ دی لوگوں نے درخت کو آرے سے چیر دیا اور آپ شہید ہو گئے۔

جناب یحییٰ

جناب یحییٰؑ جناب زکریاؑ کے وارث۔ وصی۔ جانشین تھے جناب عیسیٰؑ کی والدہ مریم کے خالہ زاد بھائی تھے بادشاہ وقت نے اپنی بھتیجی یا بھانجی یا حقیقی لڑکی سے نکاح کرنا چاہا

جناب نے فرمایا یہ حرام ہے وہ عورت بھی بادشاہ پر عاشق ہوگئی آخر بادشاہ نے نکاح کر لیا۔ اور جناب یحییٰ کو شہید کر دیا جناب یحییٰؑ حضرت عیسیٰؑ سے چھ ماہ بڑے تھے۔ جناب عیسیٰؑ کے آسمان پر جانے سے چند ماہ قبل کا واقعہ ہے۔

جناب عیسیٰؑ

جناب عیسیٰ علیہ السلام جناب مریم کے بیٹے ہیں۔ آپ بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں۔ اسی وجہ سے آپ کو روح اللہ بھی کہتے ہیں۔ جناب زکریا حضرت مریمؑ کے خالو تھے الیساع اور حنہ دو بہنیں تھیں۔ الیساع کی شادی جناب زکریاؑ سے اور حنہ کی شادی عمران سے ہوئی۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام ۱۴ سال کی عمر میں مریم بی بی تھی تو پیدا ہوئے آپ نے گہوارہ میں اپنی والدہ کی عصمت کی گواہی دی۔ آپ صاحب شریعت اور صاحب کتاب رسول ہیں۔ انجیل آپ کے اوپر نازل ہوئی۔ آپ اندھے۔ کوڑھی۔ گونگے ہر مرض اور ہر قسم کے بیمار کو ہاتھ لگا کر درست کر دیتے مردہ کو ٹھوکر سے زندہ کرتے۔ مٹی سے پرندہ بنا کر اڑا دیتے۔ غیب کی خبر دیتے پانی پر چلتے۔ یہودی آپ کے دشمن ہو گئے آپ کو پکڑ لیا گیا اور پھانسی دینا چاہی۔ خدا نے چھت کے راستے سے آپ کو آسمان پر اٹھا لیا۔ اور یہودا جو آپ کا حواری تھا اور مخبر وہ آپ کی شکل ہو گیا اُس کو پکڑ کر سولی دے دیا گیا۔ جناب عیسیٰؑ کو جب خداوند کریم نے زمین سے زندہ اٹھا لیا اُس وقت بشری دنیا میں آپ کی عمر ۲۹ سال کی تھی جب آپ پیدا ہوئے تو جناب مریم کی عمر ۱۴ سال کی تھی آپ کے بعد جناب مریم چھ سال زندہ رہی جناب عیسیٰ علیہ السلام نے اس واقعہ سے قبل اپنا خلیفہ خود ہی مقرر فرمایا۔

از جملہ وصایائے عیسیٰ یکے آں بود کہ خدائے تعالیٰ مرا امر فرمودہ است کہ شمعون را بر شما خلیفہ گردانم وحواریان او خلافت دے قبول کردند روضۃ الصفا جلد اول صفحہ ۱۸۴	حضرت عیسیٰ کی وصیتوں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ فرمایا مجھے خدائے تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ شمعون کو تم لوگوں پر اپنا خلیفہ مقرر کروں اور آپ کے حواریوں نے ان کی خلافت قبول کرلی۔

جناب آدم علیہ السلام سے لے کر جناب عیسیٰ علیہ السلام تک کتب اہل سنت تاریخ کامل

تاریخ طبری۔ روضۃ الصفا اور قرآن پاک سے ثابت کر دیا ہے کہ ہر ایک رسول اور نبی نے دُنیا سے جانے سے قبل اپنا وصی ۔ جانشین ۔ خلیفہ خود مقرر فرمایا امت کو دیکھا یا نام بنایا ہے امت کو بغیر خلیفہ کے چھوڑ کر کوئی نبی دُنیا سے نہیں گیا۔ ہر نبی اپنے اپنے دور میں آئین الٰہیہ کا محافظ نگران جاری کرنے والا تھا اور عند اللہ اسلامی حکومت کا سربراہ تھا۔ اور ان کے بعد وہ ہستیاں جن کو وصی مقرر کیا گیا گویا از حضرت آدمؑ تک عیسیٰؑ ہیں جمہوریت اور اجماع کا نام نہیں ہے۔

ایک نظر

جناب آدم علیہ السلام سے سلسلہ جناب نوح علیہ السلام کے پاس آیا اور جناب نوح علیہ السلام کے تین بیٹے تھے ۔ حام ۔ سام ۔ یافث ۔ طوفانِ نوحؑ کے بعد ان تینوں سے نسل انسانی چلی ہے ۔ دیگر کشتی میں سوار آدمیوں سے نسل انسانی نہیں چلی جناب نوح علیہ السلام کو آدم ثانی بھی کہا جاتا ہے جناب کی اولاد میں سے سام کی نسل میں جناب ابراہیمؑ آئے ہیں ۔ سلسلہ نسب یوں ہے ابراہیمؑ بن تارخ بن تاحور بن ساروغ بن ارغوا بن فالغ بن عابر بن شالخ بن قینان بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام جناب ابراہیمؑ علیہ السلام کے دو بیٹے جناب اسماعیلؑ اور اسحاقؑ دونوں میں نبوت چلی اور دونوں کو جناب ابراہیمؑ نے اپنا وصی ۔ جانشین ۔ خلیفہ مقرر فرمایا شام میں جناب اسحاقؑ کو اور حجاز میں اسماعیلؑ کو تاریخ کامل جلد اوّل ص۲۶ جناب اسحاقؑ نے وقت وفات اپنا خلیفہ اپنے بیٹے جناب یعقوبؑ کو بنایا ۔ روضۃ الصفا جلد اوّل ص۹۱-۹۲ اور جناب اسماعیلؑ نے وقت وفات اپنا خلیفہ اپنے بیٹے قیدار کو حجاز میں بنایا روضۃ الصفا جلد اوّل ص۹۱ یہ دونوں سلسلے چلتے رہے ۔ سلسلہ اسحاقیہ کے آخری وصی جناب سلمانؓ فارسی ہیں جو آ کر حضرت محمدؐ مصطفےٰ سے مل گئے آپ کی غلامی کر لی اور سلسلہ اسحاقیہ کی خلافت ۔ وصایت یہاں آ کر ختم ہو گئی ۔ سلسلہ اسماعیلیہ کے آخری وصی جناب ابو طالب بن عبدالمطلب ہیں یہ وصایت بھی خاتم النبیین پر آ کر ختم ہو گئی جناب عبداللہ باپ کی زندگی میں وفات پا گئے تو جناب عبدالمطلب کے وصی بڑے بیٹے ابو طالب قرار پائے جناب آدمؑ سے لے کر حضرت عبداللہ اور ابو طالب تک کہیں بھی سلسلہ نسب محمدیہ میں کفر اور شرک

نہیں پایا جاتا اور نہ آپ کے آباؤ اجداد کو کافر کہا جاتا ہے کیونکہ خالق نے بھی فرمایا ہے وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ۝ پ۱۹ سورہ نمل اور ہم نے تجھ کو سٰجدین سے ساجدین میں ہی منتقل کیا ہے اصلاب اور ارحام میں نیز خواہ دُنیا میں کتنا ہی تاریکی اور گمراہی چھا جائے مگر خطۂ حجت خدا یعنی وصی سے خالی نہیں رہ سکتی رسالت مآبؐ کا فرمان ہے اَلْحُجَّةُ قَبْلَ وَمَعَ الْخَلْقِ وَبَعْدَ الْخَلْقِ حجت مخلوق سے پہلے اور مخلوق کے ساتھ اور مخلوق کے بعد بھی رہے گی۔ نیز ارشاد ختمی مرتبت ہے اگر دُنیا میں صرف دو آدمی رہ گئے تو ہیں اُن میں ایک حجت خدا ہوگا۔ خداوند کریم نے ہر دور میں اپنے آئین اور دستور کے مطابق سربراہ حکومت اسلامیہ الٰہیہ بصورت نبی۔ رسول۔ امام۔ وصی۔ جانشین۔ خلیفہ مقرر کیا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اقوں نے شیطان کی سربراہی قبول کی اور اسلامی حکمران کی اطاعت قبول نہ کی۔ لیکن خالق نے اپنے نظام کے مخالفوں کو ہمیشہ ہلاک کرکے زمین کو پاک کر دیا اب بھی نظام اسلام جو خدا اور رسول لائے وہ صحیح معنوں میں رائج نہیں ہوگا تو خداوند کریم تمام کو برباد کرے گا۔ اور وہ ہستی جو امام مہدی کے نام سے دُنیا میں مشہور ہے ظہور فرما کر نظام مصطفٰے جاری کرے گی اور دنیا کو عدل و انصاف امن و امان سے ایسے ہی پُر کر دے گی۔ جیسے وہ ظلم و جور سے پُر ہوگی کہیں بھی خطۂ ارضی پر کوئی نظام۔ آئین نہ ہوگا سوائے نظام اسلام اور آئین خداوندی کے علاوہ اور نہ کوئی حکومت اسلام کے علاوہ اور نہ کوئی فرمانروا ہوگا۔ قائم آل محمدؑ علیہم السلام کے علاوہ حکومت ہوگی۔

جناب خاتم الانبیاء محمدؐ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خاتم الانبیاء والمرسلین۔ شفیع المذنبین۔ رحمۃ اللعالمین۔ حبیب کبریا۔ شفیع یوم جزا محمدؐ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصٰی بن کلاب بن مرّہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اود بن یسع بن ہمیسع بن سلامان بن نبت بن حمل بن قیدار بن اسماعیل بن ابراہیم یہ سلسلہ نبوت ختم ہے آپ جب اس عالم خاک میں قدم رنجہ فرما ہوئے تو باپ کا سایہ نہ تھا چند سال کے تھے دادا کا سایہ نہ رہا اور پھر والدہ گرامی جناب آمنہ بنت وھب کا سایہ بھی نہ رہا۔ یتیمی میں بے سروسامانی

میں جناب فاطمہ بنت اسد کی آغوش اور زیر سرپرستی جناب ابو طالب علیہما السلام آپ نے پرورش پائی جبکہ عرب میں کفر شرک بت پرستی ۔ شراب ۔ جوا ۔ زنا وغیرہ بدعادات کا زور تھا ۔ مگر آپ بچپنے اور شباب میں کبھی کسی محفل میں شریک نہیں ہوئے جہاں خلاف اسلام حرکات تھیں ۔ شفیق چچا سفر میں ہمراہ رکھتے عالم جوانی میں تجارت شروع کی جناب خدیجہ کا مال لے جاتے ۔ خدیجہ نے آپ کو انتہائی امین و دیانتدار ۔ راست بازی صدق اور پاکیزہ اخلاق اور حسن معاملہ کی وجہ سے جناب خدیجہ نے حضورؐ سے نکاح فرمالیا ۔ یہ واقعہ غالباً ۵۹۴ء کا ہے آپ کی ظاہرہ بشری عمر مبارک ۲۵ سال تھی اور خطبۂ نکاح آپ کے چچا جناب ابو طالب نے پڑھا ۴۰ سال کی عمر میں آپ نے کاروبار کو ترک کر کے عالم تنہائی غار حرا جس کو جبل ثور بھی کہتے ہیں جو مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے ۔ میں جاکر وقت گذارنا شروع کر دیا چالیس سال کی عمر مبارک تھی ایک دن آپ غار حرا میں ہی تشریف فرما تھے کہ جبرئیلؑ امین تشریف لائے اور پہلی وحی جناب پر نازل ہوئی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ سب سے پہلی قرآن پاک کی یہ آیت نازل ہوئی ہے یہ واقعہ ۲۷ رجب (۶۱۹ء) کا ہے جب آپ نے پہلی نماز اس روز پڑھی تو آپ کے ساتھ جناب خدیجہ ۔ حضرت علیؑ اپنے آپ کو نبوت محمدؐ پر ایمان ظاہر کر کے شریک نماز ہوئے ۔ پھر زید بن حارثہ مسلمان ہوئے پھر ابوبکر مسلمان ہوئے ۔ سیرۃ النبی جلد اول ص۱۵۱ تین سال تک حضور نبی اکرمؐ نے نہایت رازداری کے ساتھ فرض تبلیغ ادا کیا ۔ اب آفتاب رسالت طلوع ہو چکا تھا صاف حکم آیا حبیب فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَر اور جو آپ کو حکم دیا گیا ہے وہ صاف صاف الفاظ میں اعلان کر ساتھ ہی یہ حکم بھی نازل ہو گیا وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ ۝ اپنے نزدیکی خاندان والوں کو عذاب سے ڈرا اور حق کی ہدایت فرما یہ واقعہ دعوت ذوالعشیرہ کے نام سے تاریخ میں مرقوم ہے چنانچہ جناب رسالت مآبؐ نے حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ سرداران قریش کو دعوت دے آؤ ۔ جناب علیؑ بحکم رسولؐ تمام سرداران قریش کو مدعو کر آئے اور بحکم رسولؐ جناب ابو طالب کے گھر سے کھانے کا انتظام فرمایا ۔ چالیس آدمی جن میں ابوجہل ۔ ابولہب ۔ ابوسفیان وغیرہ بھی شامل تھے شریک دعوت ہوئے کھانے کے بعد سرکار رسالت مآبؐ نے کھڑے ہو کر فرمایا اے سرداران قریش میں تمہارے پاس ایسی چیز لایا ہوں جو آخرت اور دنیا دونوں جہان میں تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہے اور اس سے پہلے میں یہ کہتا ہوں جو

کچھ میں تم سے کہوں گا۔ کیا تم میری بات مانو گے۔ سب نے کہا ہاں آپ صادق اور امین ہیں۔ آپ نے فرمایا لوگو خدا نے مجھے رسول بنایا ہے اور تمام عالمین کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے اور مجھے حکم ملا ہے سب سے پہلے اپنے عزیزوں اور اقرباء کو پیغام توحید دوں۔ اور عذاب آخرت سے تم کو ڈراؤں تم میں سے کون ایسا ہے جو سب سے پہلے اُٹھ کر میری تصدیق کرے بیعت کرے اور اس امر میں میرا مددگار ہو۔ میں اس کو اپنا بھائی۔ وزیر۔ وصی۔ خلیفہ مقرر کردوں گا یہ سُن کر سب چپ ہو رہے اور اُٹھ کر چلے گئے۔ متواتر تین دن ایسے ہوا تیسرے روز ابوطالب نے راستہ روکا اور فرمایا جاؤ نہیں بات مکمل سُن کر ہاں یا انکار کر کے جاؤ۔ آج بھی حسب معمول خاموش مگر جب خاموشی تھی تو جناب علیؑ اُٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کی مدد کروں گا جو آپ حکم کریں گے میں اس کی تعمیل کروں گا۔ آپ کے دشمنوں کی آنکھیں نکال ڈالوں گا۔ اُن کے پیٹ پھاڑ ڈالوں گا۔ رسول پاکؐ نے فرمایا علیؑ ٹھہر جاؤ بڑے بیٹھے ہیں آپ خاموش ہو گئے۔ رسولؐ نے پھر اعلان فرمایا مگر کوئی نہ بولا۔ حضرت علیؑ نے پھر پہلے والا جواب دیا رسول پاکؐ نے پھر خاموش کر دیا پھر رسالت نے اعلان فرمایا اب کے بھی سوائے علیؑ کوئی نہ بولا آخری بار رسول پاکؐ نے علیؑ کو اپنے پاس بلایا بیعت لی اپنے گلے سے لگا لیا اور فرمایا لوگو

یہ علیؑ دُنیا اور آخرت میں میرا بھائی ہے اور میرا وصی ہے میرا وزیر ہے۔ اور میرا خلیفہ ہے۔	هٰذَا عَلِيٌّ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ اَخِيْ وَ وَصِيِّيْ وَ وَزِيْرِيْ وَ خَلِيْفَتِيْ

اور فرمایا لوگو آج سے تم میرے بھائی میرے وصی میرے وزیر اور میرے خلیفہ کی بات ماننا اور اطاعت کرنا یہ سُن کر ابولہب نے جناب ابوطالب کو طعنہ بھی دیا کہ بیٹے کی اطاعت کرو اور سب قریشی ہنستے ہوئے چلے گئے۔ سابقہ انبیاء کی طرح آج رسول پاکؐ نے جہاں اپنی نبوت کا اعلان کیا وہاں اپنے بعد وصایت ولایت وزارت خلافت علیؑ کا بھی اعلان کر دیا ہے کہ میرے بعد حکومت اسلامیہ کا سربراہ علیؑ ہے تاریخ کامل جلد دوم صـ۲۴ تاریخ طبری جلد دوم صـ۲۱۷ تاریخ ابوالفدا جلد اول صـ۱۱۶ تاریخ گبن جلد سوم صـ۴۹۹ تفسیر معالم التنزیل جلد پنجم صـ۱۰۵ کتاب کارلائل صـ۶۱ کتاب اوکلی صـ۱۵ کتاب دیون پورٹ صـ۵ رسولِ اسلام نے اعلانیہ تبلیغ کا کام شروع کر دیا جگہ جگہ پر کفار نے روڑے اٹکائے

اذیتیں دیں ابو لہب اور ابو سفیان بن حرب خاندان بنی امیہ خاص کر دشمن بن گئے آخر قریش
نے بائیکاٹ کر دیا اور آپ خاندان ہاشم کے ساتھ شعب ابی طالب میں چلے گئے پورا خاندان
تین سال شعب ابی طالب میں رہا جناب ابو طالب رات کو سوتے میں رسول پاکؐ کو اُٹھا کر
کبھی علیؑ کے بستر اور کبھی جعفرؑ و عقیل کے بستر لٹاتے اور علیؑ کو یا عقیل و جعفر کو بستر رسولؐ
پر لٹا دیتے کہ اگر کافر کبھی داخل ہو جائیں ارادۂ قتل سے تو میرے بیٹے قتل ہو جائیں اور محمدؐ بچ
جائے - غالباً ۸ نبوت لغایت ۶۱۹ء تک آپ شعب میں رہے - پانچ قریشیوں کو اپنے
شعب کے عزیزوں پر ترس آیا اور عہد نامہ توڑنے کی سوچنے لگے اور عہد نامہ توڑ دیا گیا -
یہ بھی رسول پاکؐ کا ایک معجزہ تھا ہاشمی باہر تشریف لے آئے اور رسول پاکؐ بھی دیگر لوگ جو
اِدھر اُدھر چلے گئے تھے وہ بھی واپس مکہ میں آ گئے سلسلہ تبلیغ جاری رہا کفار نے انتہائی سختیاں
شروع کر دیں چنانچہ لوگ تو جناب جعفر طیار کی ماتحتی میں ہجرت کر کے بحکم رسول حبشہ کو چلے
گئے -

اور جب کافروں نے دیکھا دین محمدؐ تو دن بدن پھیل رہا ہے تو آپ کے قتل کا منصوبہ بنایا
چنانچہ دار الندوہ میں اجلاس ہوا مختلف آراء کافروں نے دیں - جلا وطن کرنے کی اور قید
کرنے کی زنجیریں ڈالنے کی مگر بے سود آخر قتل پر سب تیار ہو گئے اور ہر ایک خاندان سے ایک جوان یا
چالیسؑ جوان تیار ہوئے کہ رات کو دروازہ رسولؐ پر کھڑے رہیں جب آپ باہر آئیں تو آپ کو قتل
کر دیا جائے خداوند کریم نے بذریعہ وحی فرمایا حبیب تمہارا سرپرست ابو طالب اب نہ رہا وہ
وفات پا گئے لہذا ہجرت کر جاؤ آپ نے جناب علی مرتضٰے کو بلایا اور فرمایا علیؑ مجھے خداوند کریم
نے ہجرت کا حکم دیا ہے - میں نے آج رات مکہ سے چلا جانا ہے تم میرے بستر پر سو رہو -
صبح کو تمام اہل مکہ کی امانتیں اُن کو دے کر مستورات اور اپاہج مسلمان لوگوں کو اور غریبوں
کو ساتھ لے کر تم بھی چلے آنا میں مدینہ کے قریب تمہارا انتظار کروں گا جب تم آ جاؤ گے تو
تمہارے ساتھ مدینہ میں داخل ہوں گا - ہاں علیؑ رات کو میرے بستر پر سونے میں قتل کا شدید
خطرہ ہے آپ نے عرض کیا میرے سونے سے آپ کی جان تو محفوظ رہے گی - آپ نے فرمایا
ہاں عرض کیا یا رسول اللہ خیر ہے آپ سلامت رہیں میں بستر پر سوؤں گا - لہذا جناب علیؑ
بستر رسولؐ پر سو گئے اور چالیسؑ کفار ننگی تلواریں لئے تمام رات کھڑے رہے اور دراز دہا
سے دیکھتے رہے کہ سو رہے ہیں اب نکلے اور قتل ہوئے رسولؐ آرام سے نکلا اور ان کی

آنکھوں میں خاک جھونکتا چلا گیا خداوندکریم نے ملاءِ اعلیٰ میں فرشتوں کے ساتھ فخر کیا دیکھو ملائکہ آج بھائی پر بھائی قربان ہو رہا ہے تم میں بھی ایسا ہے جو اپنی زندگی اپنے بھائی کو دیدے اور قرآن میں فرمایا۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ م بِالْعِبَادِ ٥ سورہ بقرہ پ۲	اور لوگوں میں سے بعض ایک ایسے بھی ہیں جو بیچ دیتے ہیں اپنی جان کو رضائے خدا کے لئے اور اللہ تعالیٰ ایسے بندوں پر رؤف ہے مہربانی کرنے والا ہے۔

واقعہ ہجرت نے اور آیت سے بھی یہ بات واضح کر دی ہے کہ کوئی آدمی خواہ وہ کسی عظمت و احترام کا مالک ہو اور کتنا ہی نبوت اور رسالت کے قریب ہو مگر وہ آدمی نبی کا لباس پہن کر بالکل نبی کی طرح اُسی انداز میں لوگوں کے سامنے نہیں آسکتا اگر کوئی ایسا کرے تو شرعاً جرم ہے اس کے باوجود رسول پاکؐ نے جناب علی مرتضٰے کو اپنی چارپائی اور اپنا بستر دیا اور اپنی ہی چادر دی اُسی طرح لیٹنے اور سونے کو کہا جس طرح آپ خود آرام فرما ہوتے۔ جناب علی مرتضٰے بستر رسولؐ میں رسولؐ کی طرح لیٹ گئے اور ہمیشہ سے محمدؐ اور علیؑ کو دیکھنے والے تمام رات اسی شک میں رہے کہ علیؑ نہیں سونے والا محمدؐ ہے۔ جب آپ صبح کو بیدار ہوئے اور باہر آئے تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ تمام رات ہم جس کو محمدؐ سمجھتے رہے وہ محمدؐ نہیں بلکہ علیؑ ہے جناب رسول پاکؐ نے چلتے ہوئے یہ بھی فرمایا جو امانتیں اہل مکہ نے میرے پاس رکھی ہوئی ہیں وہ صبح کو ہر ایک کے سپرد اُن کی امانت کر کے چلے آنا واقعہ ہجرت بھی یہ ظاہر کر رہا ہے کہ رسول پاکؐ نے اپنا بستر اور چادر نیز امانتیں سپرد فرما کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ میری عدم موجودگی میں اگر میرے بستر پر میری ہی صورت میں میری طرح کوئی لیٹ سکتا ہے اور امانتوں کی طرح میرے بعد میرے امور انجام دے سکتا ہے تو وہ علی علیہ السلام ہے۔ اور دعوت ذوالعشیرہ میں وعدہ کے مطابق علیؑ نے تلواروں میں سو کر وعدے کی پختگی کا بھی مظاہرہ کر دیا۔ نیز قدرت نے بھی یہ اعلان کر دیا اگر کوئی لباس محمدؐ پہن کر محمدؐ کی طرح ہو سکتا ہے تو وہ علیؑ ہے جناب ام حبیبہ ام المومنین نے اپنے باپ ابوسفیان کو رسول پاکؐ کے بستر پر لیٹنے سے منع کر دیا اور بستر اکٹھا کر دیا پوچھنے پر فرمایا یہ بستر محمدؐ ہے آپ کے لائق نہیں ہے اور قرآن میں آیت نازل فرما دی گئی اور آیت کا نزول

یہ ظاہر کر رہا ہے بستر محمدؐ نہیں تھا بلکہ خلافت کی نیلامی کی دوکان تھی جو کہ تمام موجودہ صحابہ میں علیؑ نے خریدلی ہے اور کوئی خریدار پیدا نہ ہوا اور قرآن میں بطور سند لکھ دیا گیا ہے ۔ خدا کا یہ اعلان کہ انسانوں میں اور اُن انسانوں میں جو رسول پاکؐ کا کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہو گئے ہیں خدا کی رضا کے لئے تمام دولت قربان کر دیتے ہیں مگر جان کو قربان نہیں کرتے تو ان انسانوں میں اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں جو اللہ کی رضا کے لئے اپنی جان تک دے دیتے ہیں خدا اپنے بندوں پر شفقت کرنے والا ہے ۔ صبح کو جب قاتل ارادۂ قتل سے گھر میں گھسے تو حضرتؐ کی جگہ حضرت علیؑ کو پایا ۔ تاریخ خمیس جلد اوّل ص۳۶۶ ۔ اسد الغابہ ۔ احیاء العلوم ۔ روضۃ الاحباب وحبیب السیر ۔ مدارج النبوۃ حضورؐ غار ثور سے چل کر مقام قبا میں تین دن قیام پذیر رہے حضرت علیؑ تمام امانتیں اُن کے وارثوں کے سپرد کر کے عازم مدینہ ہوئے مستورات کو ساتھ لے کر اور مقام قبا پر خدمت رسولؐ میں حاضر ہو گئے رسول پاکؐ اپنے اخی وصی ۔ ولی ۔ جانشین وزیر کو بہت ہی خوش ہوئے دیکھ کر اور اپنے سینے سے لگا لیا ہجرت کے پانچ یا آٹھ ماہ بعد رسول پاکؐ نے مہاجر اور انصار کا بھائی چارہ قائم کر دیا غالباً پچاس کے قریب مہاجر اور انصار بھائی بھائی بنا دیئے اور اپنا بھائی جناب علیؑ کو بنایا تاریخ خمیس جلد اوّل ص۳۹۸ ریاض النضرہ جلد دوم ص۱۵ ابو الفداء جلد اوّل ص۱۲۷ فتح مکہ کے بعد رسول پاکؐ کو معلوم ہوا کہ نصارائے شام نے ہرقل شاہ روم سے ۴۰ ہزار فوج لے کر مدینہ پر حملے کا ارادہ کر لیا ہے تو جناب تیس۳۰ ہزار فوج لے کر مدینہ میں جناب علیؑ کو اپنا خلیفہ مقرر کر کے تبوک کی طرف چل پڑے ۔ جو مدینہ سے چودہ منزل کے فاصلے پر مدینہ اور دمشق کے درمیان واقع ہے یہاں حضورؐ نے بیس۲۰ روز تک قیام کیا ۔ مگر رومی فوج مقابلے پر نہ آئی ۔ منافقین کے غلط پروپیگنڈے کی وجہ سے جناب علیؑ نے رسول پاکؐ سے عرض کیا حضور مجھے آپ بچوں اور عورتوں میں خلیفہ بنا کر چھوڑے جا رہے ہیں رسول پاکؐ نے یہ سن کر فرمایا الا ترضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ موسٰی اِلَّا اِنَّہٗ لَیْسَ نبی بعدی صحیح بخاری پ۱۸ ص۸۹ کتاب المغازی رسول پاکؐ نے فرمایا ۔ اے علیؑ کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ سے تھی فرق صرف یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا ۔ اور بعض کتب میں اس طرح مرقوم ہے ۔

اِنَّہٗ لا ینبغی ان اذھب الا وَ	بعض کتب میں ہے حضورؐ نے فرمایا یہ کسی طرح مناسب

اَنْتَ خَلِیْفَتِیْ ازالۃ الخلفاء جلد دوم ص۲۶۰
اَلَا ترضیٰ اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھارون من موسیٰ اِلَّا النبوۃ وانت خَلِیْفَتِیْ تذکرہ خواص ا ص۱۲
خَلَفْتُکَ لِتکون خَلِیْفَتِیْ فَاِنَّ المَدِیْنَۃِ لا تُصْلِحُ اِلَّا بِیْ اَوْ بِکَ
کنز العمال جلد دوم ص۴۰۴

نہیں ہے کہ میں جاؤں اور تم میرے خلیفہ نہ ہو۔ اے علیؑ تم اس سے خوش نہیں ہوتے ہو کہ تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو جناب ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ سے تھی اور میرے خلیفہ تم ہی رہو گے۔ اے علیؑ میں تم کو چھوڑے جاتا ہوں تاکہ تم ہی میرے خلیفہ رہو اس لئے کہ مدینہ کی حالت یا میرے رہنے سے درست رہے گی یا تمہارے رہنے سے۔

غزوہ تبوک سے واپسی کے بعد ذی الحجہ ۹ھ رسول پاکؐ نے تین سو مسلمانوں کا ایک قافلہ مدینہ سے مکہ روانہ کیا اور حضرت ابوبکر کو سردار مقرر کیا سورہ برات دی کہ مکہ میں اس کی تبلیغ بھی کریں ان کے روانہ ہونے کے بعد جبرئیل امین نازل ہوئے اور فرمایا اے رسول پاکؐ یہ کام یعنی تبلیغ قرآن پاک آپ ہی انجام دے سکتے ہیں یا وہ آدمی جو آپ ہی میں سے ہو حضرت رسول پاکؐ نے فوراً جناب علیؑ کو بھیجا اور حضرت ابوبکر کو معزول کر دیا فرمایا اے علیؑ تم جاکر سورت حضرت ابوبکر سے لے لو اُن کو میرے پاس بھیج دو اور مکہ میں تبلیغ تم خود کرنا اور امیر قافلہ بھی تم ہی رہنا حضرت ابوبکر واپس آکر رونے لگے میرے سے کیا گناہ ہو گیا ہے جو معزول کر دیا۔ حضورؐ نے فرمایا مجھے حکم خدا ہوا ہے کہ میں تبلیغ کروں یا وہ آدمی جو مجھ سے ہی ہو۔ صحیح بخاری پ۲ ص۲۳۸ فتح الباری پ۱۹ ص۱۹۶ کنز العمال جلد اوّل ص۱۴۹ درمنثور جلد سوم ص۲۱۰ تاریخ خمیس جلد دوم ص۱۵۶۔ شاہ ولی اللہ نے تحریر فرمایا ہے رسول پاکؐ نے ابوبکر۔ عمر دونوں کو امیر مقرر کیا تھا۔ اور دونوں کا برات کا مبلغ مقرر کیا تھا اور دونوں کو معزول کر کے حضرت علیؑ کو مقرر فرما دیا قرۃ العینین ص۲۳۴ ۱۰ھ ۲۵ ذیقعدہ رسول پاکؐ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کے ساتھ حج کے لئے روانہ ہوئے۔ یہ آپ کا حج آخر ہے ۴ ذی الحجہ کو مکہ پہنچ گئے تمام ازواج اور جناب فاطمہ زہراؑ بھی ہمراہ تھیں حضرت علی علیہ السلام یمن میں تھے حضورؐ بھی تشریف لے آئے۔ حج کیا بعد ازاں واپس مدینہ منورہ ہوئے تو ۱۴ ذی الحجہ کو مکہ سے سفر کیا ۱۸ ذی الحجہ ۱۰ھ قریب جحفہ مقام خم پر پہنچے۔ جہاں ایک تالاب تھا جس کا نام خم غدیر ہے یہاں پر یہ ایت مبارکہ نازل ہوئی۔

یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ
اے رسولؐ جو حکم ہم نے آپ کو دیا ہے دو

اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ وَ اللّٰہُ یَعْصِمُکَ من الناس سورہ مائدہ پ۶

لوگوں کو پہنچا دو اگر آپ نے نہ پہنچایا تو سمجھا یہ جائے گا کہ گویا تم نے رسالت کا کوئی کام نہیں کیا اور اللہ تم کو لوگوں کے شر سے بچائے گا۔

رسول پاکؐ رُک گئے پالان شتر کا ممبر بنوایا اور جناب بلال سے اذان دلوا کر تمام حجاج کو واپس بُلا لیا ممبر پر تشریف لے جا کر حضورؐ نے توحید بیان فرمائی اور ذکر رسالت پھر فرمایا صحابہ کیا میں تم سے اولیٰ نہیں ہوں تمام مجمع سے باتفاق آواز اُٹھی ہاں آپ ہم سے اولیٰ ہیں تب آپ نے علیؑ کا بازو پکڑ کر بلند فرمایا اور ارشاد فرمایا۔

مَنْ کُنْتُ مولاہُ فھٰذا علیٌّ مولاہُ اَللّٰھُمَّ والِ مَنْ والاہُ وَ عَادِ مَنْ عَادَاہُ وَانْصُرْ مَنْ نصرہٗ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَہٗ وَاَدِرِ الحق معہٗ حَیْثُ داس امام احمد بن حنبل جلد سوم ص۲۸۱ صحیح مسلم جلد دوم ص۳۲۵ حافظ ابو جعفر محمد بن احمد جریر طبری تفسیر کبیر جلد ہشتم ص۵۸۳ درمنثور جلد دوم ص۲۹۸ صواعق محرقہ ص۲۶ ریاض النضرہ

جس کا میں مولا ہوں اُس کا یہ علیؑ مولا ہے۔ اے اللہ جو علیؑ کو اپنا مولا سمجھے تو اس کو دوست رکھ اور جو ان کو دشمن رکھے اس کو تو بھی دشمن رکھ اور جو ان کی مدد کرے تو بھی اس کی مدد کر جو ان کو چھوڑ دے اس کو تو بھی چھوڑ دے اور جدھر علیؑ پھرے اُدھر حق پھرے۔

بعد ازاں حضرت ابوبکر اور عمر دیگر صحابہ نے جناب علیؑ کو ان الفاظ کے ساتھ مبارکباد دی۔

اَمْسَیْتَ یَا ابْنَ ابی طالبِ مَوْلَایَ وَ مَوْلَا کُلِّ مومنٍ وَ مُؤْمِنَۃٍ

مبارک ہو فرزند ابوطالب آپ نے آج شام یوں کی ہے آپ میرے اور ہر مومن مرد اور عورت کے مولا بن گئے ہیں۔

بعد ازاں سرکار رسالت نے اپنی دستار مبارک علیؑ کے سر اقدس پر باندھ دی۔ جب پگڑی مکمل ہو گئی تو یہ آیت نازل ہوئی۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ

آج میں نے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمت کو تم پر تمام کر دیا اور میں دین اسلام

لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا پٌ مائدہ | سے آج تم سے راضی ہو گیا ہوں۔

جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوا۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ آج اے محمد صلعم میں تمہارے اسلام سے راضی ہو گیا ہوں اور دین کو میں نے آج تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے۔ اپنی نعمات کو آپ کے اوپر تمام کر دیا ہے جناب رسول خدا نے پھر ممبر پر دوبارہ کھڑے ہو کر بلند آواز سے تکبیر فرمائی اور دونوں ہاتھ بلند کر کے باآواز بلند فرمایا۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ عَلٰی اِکْمَالِ الدِّیْنِ وَاِتْمَامِ النِّعْمَۃِ وَرِضَا الرَّبِّ بِرِسَالَتِیْ وَوِلَایَۃِ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ مِنْ بَعْدِیْ تفسیر ابن کثیر جلد دوم ص۱۲ درمنثور جلد دوم ص۲۵۹ تفسیر روح المعانی جلد دوم ص۲۴۹ | خداوند کریم بزرگ و برتر ہے جس نے دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت کو تمام کر دیا۔ اور میری رسالت سے راضی ہو گیا اور علیؑ کے ولی بن جانے سے میرے بعد راضی ہو گیا۔

بعد ازاں رسول پاکؐ نے صحابہ اور ازواج کو حکم دیا کہ خیمے میں جا کر علیؑ کی اُس کے ولی ہونے پر بیعت کریں اور مبارک دیں چنانچہ صحابہ جاتے رہے اور بیعت علیؑ کرتے رہے اور ازواج رسول بھی (امام حاکم صحیح مستدرک) یہاں تک جب جناب عمر بن خطاب نے علی علیہ السلام کی بیعت کی اور مبارک باد دے کر آئے تو ایک اجنبی نے یہ گفتگو جناب عمر سے فرمائی اور جناب عمرؓ نے آکر رسول پاکؐ سے یوں عرض کیا۔

عن عمر ابی الخطاب قال نصب رسول اللہ علیًا علمًا فقال مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَہٗ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَہٗ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ شَھِیْدِیْ عَلَیْھِمْ ثم قال عمر وکان فی جنبی شاب حَسَنُ الْوَجْہِ طَیِّبُ الرِّیْحِ فقال لی یا عمر لَقَدْ عَقَدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَابْنِ عَمِّہٖ عَقْدًا لَا یَحُلُّہٗ اِلَّا مُنَافِقٌ فَاحْذَرْ اَنْ تَحُلَّہٗ قال عمر یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّکَ | جناب عمر بن خطاب کہتے ہیں جب رسول پاک نے جناب علی علیہ السلام کو بلند فرمایا اور فرمایا جس کا میں مولا ہوں اُس کا یہ علیؑ مولا ہے اے میرے اللہ جو علیؑ کو مولا مانے تو اس سے محبت کر اور جو علیؑ سے دشمنی رکھے تو اس سے دشمنی رکھ اور جو علیؑ کو مولا نہ مانے تو بھی اس کو چھوڑ دے اور جو علیؑ کی نصرت کرے تو بھی اُس کی نصرت کر اے خدا تو میرے اس کلام پر اور لوگوں کے علیؑ کو مولا تسلیم کرنے پر میرا اور ان کا گواہ رہ جناب عمر کہتے ہیں۔

حَيْثُ كُنْتُ نِي عَلِيِّ كان فِي جَنْبِي شَابٌّ حَسَنُ الْوَجْهِ طِيبُ الرِّيحِ وَقَال لَهُ كذا اتَاكَ النبي صلعم نعم يا عمر إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ وُلْدِ ادَمَ لكِنَّهُ جبرئيل ٥ أَرَادَ أَنْ يُؤَكِّدُ عَلَيْكُمْ مَا قُلْتُهُ فِي عَلِيٍّ
مودة القربیٰ صہ ۵

میں نے مبارک باد دی اور اُس وقت میرے پہلو میں ایک خوبصورت اچھی خوشبو والا جوان کھڑا تھا جس کو میں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا اس نے مجھ سے کہا اے عمر رسول پاکؐ نے اپنے چچازاد کے لئے جو عہد لے کر علیؑ اور مومنین اور تم میں گانٹھ باندھ دی ہے اُس کو نہ توڑے گا۔ مگر منافق اے عمر خبردار تم کہیں اس گانٹھ یعنی عہد سے نہ پھر جانا عمر فرماتے ہیں۔ میں نے آکر رسول پاکؐ سے عرض کیا جناب میرے پہلو میں ایک حسین جوان اچھی خوشبو والا کھڑا میرے ساتھ یہ بات کر گیا ہے تھا وہ اجنبی رسول پاکؐ نے فرمایا ہاں اے عمر وہ آدمی اولاد آدمؑ سے نہ تھا بلکہ وہ جبرئیل تھا اُس نے ارادہ کیا آج جو میں نے اپنے بعد تمام مومنین کا علیؑ کو مولا بنا دیا ہے اس کے بارے میں تم کو تاکید کرے۔

مدینہ منورہ میں رسول پاکؐ تشریف لے آئے آپ نے نجران کے عیسائیوں کو دعوت اسلام دی۔ اُن کے علما کی ایک جماعت مدینہ منورہ میں آئی اور حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں وہ لوگ رسول پاکؐ سے مناظرہ کرتے رہے۔ آخر جب وہ لوگ کسی طرح سے نہ مانتے تو حضورؐ نے بحکم خداوند کریم اُن کو یہ ارشاد فرمایا۔

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ (عمران)

پس آپ فرمادیں آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو اور تم بلاؤ اپنے بیٹوں کو ہم اپنی بیٹیوں کو اور تم اپنی بیٹیوں کو ہم اپنے نفوس اور تم اپنے نفوس کو پھر ہم کریں لعنت کاذبین پر

یہ واقعہ ۲۵ ذی الحج سنہ ۱۰ھ کا ہے۔ روز مباہلہ رسول پاکؐ نے تمام عالم اسلام سے اپنی بیٹی فاطمہؑ اور بیٹوں میں حسنؑ اور حسینؑ کو لیا نفس کی جگہ مولا علیؑ کو لیا تفسیر علامہ محمود الحسن دیوبندی علامہ شبیر احمد عثمانی علامہ ابن اثیر جزری۔ درمنثور تاریخ اسلام جلد دوم صـ۱۶۲ مدینہ منورہ میں ماہ صفر سنہ ۱۱ھ میں حضورؐ کی طبیعت علیل ہو گئی آخر مرض بڑھتا رہا تو ایک روز جب جناب کے پاس اہل بیت میں جناب علیؑ امام حسنؑ اور حسین علیہم السلام دیگر صحابہ جن میں ابوبکر۔ عمر۔ عثمان وغیرہ بھی تشریف فرما تھے۔ بلا تحقیق فرمایا میرے پاس قلم دوات لاؤ۔

قال ابن عباس یوم الخمیس وما یوم الخمیس اشتد برسول اللہ صلعم وجعہ فقال ائتونی اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ ابدا فتنازعوا ولا ینبغی عند نبی تنازع فقالوا ما شانہ اھجر استفھموہ فذھبوا یردون عنہ فقال دعونی فالذی انا فیہ

صحیح بخاری باب مرض النبی

جناب عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں جمعرات کا دن بھی کیا مصیبت کا دن تھا جب رسول پاکؐ پر بیماری نے غلبہ کیا تو آپ نے فرمایا مجھے قلم دوات دو۔ تاکہ میں ایک وصیت نامہ لکھ دوں اس پر عمل کرنے کے بعد تم لوگ میرے بعد گمراہ نہ ہو گے پس حاضرین میں نزاع ہو گیا اور رسولؐ کے سامنے کسی طرح نزاع تکرار لازم نہ تھا پس اصحاب نے کہا رسولؐ ہذیان بول رہے ہیں یہ سن کر رسولؐ نے فرمایا مجھے چھوڑ دو جس حال میں بھی ہوں۔

ولما مات رسول اللہ صلعم قال قبل وفاتہ ائتونی بدوات وبیاض لازیل عنکم اشکال الامر واذکر لکم من المستحق بعدی قال عمر دعوا الرجل فانہ لیھجر وقیل یھذر

سر العالمین امام غزالی صـ۹

جب رسول پاکؐ کا وصال ہوا تو آپ نے وفات سے قبل فرمایا میرے پاس کاغذ دوات اور قلم لاؤ تاکہ تمہارے لئے خلافت کا مسئلہ حل کر دوں کہ میرے بعد خلیفہ کون ہو گا مگر حضرت عمر نے اس وقت کہا ان کو چھوڑ دو ان کو ہذیان ہو گیا ہے۔

مدارج النبوۃ جلد چہارم صـ۲۴۲ تاریخ حبیب السیر جلد سوم صـ۱۴۴ روضۃ الاحباب جلد اول صـ۵۵

مسلم شریف مع شرح امام نوری جلد دوم صـ۴۳ صحیح بخاری کتاب العلم رسولؐ کو ہذیان کہنے والا عمر تھا اور رسول پاکؐ آخر میں بھی خلافت لکھنا چاہتے تھے چنانچہ قاضی عیاض نے بھی یہی لکھا ہے وَذُکِرَ اِنَّ الَّذِی طلب کتابَتَہٗ امر الخلافت بَعْدَہٗ وَتَعْیین الخلافت کتاب شفا صـ۳ میں ذکر کیا گیا ہے کہ رسول پاکؐ کا مقصد اس وقت وصیت لکھنے سے امر خلافت کا یہ فیصلہ اور خاص کر خلیفہ کا تعیین و مقرر کرنا تھا اپنے بعد کے لیئے۔

ابن عباس سے یہ روایت منقول ہے کہ عمر بن خطاب نے کہا ہے کہ اے ابن عباس تم پر اونٹوں کی قربانی لازم ہو اگر تم جھوٹ بولو۔ سچ بتاؤ کہ کیا اب بھی علیؑ کے دل میں خلافت کا سودا موجود ہے ابن عباس نے کہا ہاں۔ بلکہ زیادہ بات یہ ہے کہ میں نے اپنے باپ عباس سے یہی بات پوچھی تھی تو انہوں نے فرمایا تھا۔ علیؑ کا دعویٰ خلافت سچا ہے یہ سُن کر حضرت عمر بن خطاب نے کہا رسول پاکؐ نے بھی علیؑ کے بارے چند بار ایسے کلمات تو کہے ہیں۔ لیکن وہ کچھ ثابت نہیں کرتے اور نہ ہی ان سے قطع حجت ہوتی ہے کیونکہ رسول پاکؐ علیؑ کی محبت کی وجہ سے ایسے کلمات کہہ دیا کرتے تھے اور جب آنحضرتؐ نے اپنے مرض الموت میں حق کو چھوڑ کر (معاذ اللہ) باطل کی طرف جانا چاہا تاکہ علیؑ کے نام کی صراحت کر دیں تو خدا کی قسم میں نے امت کی شفقت اور اسلام کی محبت کی وجہ سے آنحضرتؐ کو قلم دوات نہ دیا اور لکھنے سے منع کر دیا کیونکہ قریش علیؑ کی خلافت پر اتفاق نہ کرتے تھے اگر علیؑ خلافت پا جاتے تو عرب کے لوگ ان میں مخالفت میں کھڑے ہو جاتے۔ پس رسول پاکؐ نے جان لیا کہ میں عمر رسولؐ کے دل کے راز کو جان گیا ہوں پس رسولؐ خاموش ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کو جو منظور تھا وہ ہوا تاریخ بغداد مصنفہ احمد بن طاہر خطیب بغداد جلد اول صـ۵۵ شرح ابن ابی الحدید جلد اوّل صـ۱۵

رسول پاکؐ نے اعلان نبوت دعوتِ ذوالعشیرہ سے لے کر ۲۸ صفر ۱۱ھ تک بار بار اپنے بعد خلافت۔ ولایت۔ وصایت۔ امارتِ علی علیہ السلام کا امت اور صحابہ میں اعلان اور بیعت بھی کرائی اب یہ کہنا کہ رسول پاکؐ امت کو ویسے ہی چھوڑ گئے خلیفہ نہ بنایا سراسر رسالت پر الزام غلط بیانی اور گناہ ہے بلکہ جس طرح حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر جناب عیسیٰؑ تک ہر ایک نبی دُنیا کو اپنا وصی۔ خلیفہ بنا کر دکھا کر گیا اسی طرح رسول

پاک علی علیہ السلام کو خلیفہ بنا کر گئے ہیں۔

اُولی الامر

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ (سورہ نسا)

اے صاحبان ایمان تم اطاعت کرو اللہ کی اور رسول پاکؐ کی اور اُولی الامر کی جو تم میں سے ہے یعنی جو تم میں ہے۔

اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی تو لازماً بات ہے اُس زمانے میں صحابہ مومنین کو رسولؐ سے پوچھنا چاہیئے وہ اولی الامر کون ہے جس کی ہم اطاعت کریں اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اُولی الامر زمانہ رسالت میں موجود ہے اب زمانہ رسالت میں صحابہ نے تین کی اطاعت کرنی ہے۔ اللہ۔ رسولؐ۔ اُولی الامر اگر زمانہ رسالت میں صحابہ اطاعت اُولی الامر نہ کریں تو اُن کا اس آیت پر عمل نہیں ہوتا لہذا صحابہ سے قرآن پاک کی ایک آیت چھوٹتی ہے مگر وہ صحابہ ہیں انہوں نے اس آیت پر عمل کیا ہے لہذا ماننا پڑے گا یہاں اُولی الاُمر سے مراد حضور رسولؐ کا ولی عہد وصی۔ خلیفہ۔ جانشین ہے دعوت ذوالعشیرہ سے لے کر ۲۸ صفر سنہ ۱۱ھ تک جس کا بار بار اعلان حضورؐ نے فرمایا ہے۔ جناب جابر بن عبداللہ انصاری فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی میں نے صحابہ سے پوچھا حضور فرمائیں آیت میں اُولی الامر سے مراد کون ہیں جن کی ہم اطاعت کریں۔ تو رسول پاکؐ نے صحابہ سے مخاطب ہو کے ارشاد فرمایا۔

اَنَا سَيِّدُ النَّبِيِّيْنَ وَ عَلِيٌّ سَيِّدُ الْوَصِيِّيْنَ وَ اِنَّ اَوْصِيَائِيْ مِنْ بَعْدِيْ اِثْنَا عَشَرَ اَوَّلُهُمْ عَلِيٌّ وَ آخِرُهُمُ الْقَائِمُ الْمَهْدِيْ

ینابیع المودة ج ص ۴۴۶

میں نبیوں کا سردار ہوں اور علیؑ اوصیا کا سردار ہے اور میرے اوصیا میرے بعد بارہ۱۲ ہوں گے۔ ان کے پہلے علی علیہ السلام اور آخری قائم المہدی ہیں۔

هُمْ خُلَفَائِیْ مِنْ بَعْدِیْ اَوَّلُهُمْ عَلِیٍ ابن ابی طالب ثم الحسنؑ ثم الحسینؑ ثم علی بن الحسین ثم محمد بن علی المعروف فی التوراة بالباقر دستدركهٗ یا جابر فاذا ادركتهٗ فاقرءهٗ منی السلام

رسول پاکؐ نے فرمایا میرے بعد یہ خلفا ہوں گے اوّل علی بن ابی طالب پھر حسنؑ پھر حسینؑ پھر علی بن حسین پھر محمدؐ بن علی جن کا نام تورات میں باقر ہے اور اے جابر تم انکا زمانہ پاؤ گے جب تم ان سے ملنا تو میرا اسلام کہنا پھر ان

ثم الصادق جعفر بن محمد ثم موسیٰ
بن جعفر ثم علی بن موسیٰ ثم محمد
بن علی ثم علی بن محمد ثم الحسن بن علی
ثم حجۃ اللہِ فی ارضیہ وبقیۃٌ فی عبادتہٖ
روضۃ الاحباب جلد اوّل ص۴۲ مولفہ میر جمال الدین
حسینی سنی

کے بعد خلیفہ ہوں گے صادق جعفر
پھر موسیٰ بن جعفر پھر علی بن موسیٰ پھر محمد
بن علی پھر علی بن محمد پھر حسن بن علی اور
پھر حجتہ اللہ قائم آل محمدؐ ہوں گے۔

وعن الاعمش قال حدثنی ابو اسحاق بن
حارث وسعد بن بشیر عن علی بن ابی
طالب کرم اللہ وجہہ قال قال رسول اللہ
اَنَا واردکم علی الحوض وَانت یا علی
الساقی والحسن والحسین الامر وعلی بن
الحسین الفاطر ومحمد بن علی الناشر و
جعفر بن محمد السائق وموسیٰ بن جعفر
سحق المحبین وَالمُبغِضِینَ وَقالع المنافقین و
علی ابن موسیٰ مزین المومنین ومحمد بن علی
الجنۃ الیٰ درجاتھم وعلی بن محمد خطیبھم
یزوجھم حور العین والحسن بن علی سراج اھل
الجنۃ یتضیئون و اھل بہٖ والمھدی
شفیعھم حیث لاشفاعۃ الا باذن
اللہ لمن یشاء ویرضٰی بہٖ
مودۃ القربیٰ ص۱۳۹
مولفہ سید علی ہمدانی سنی شافعی

اعمش سے روایت ہے کہ مجھ سے ابو اسحاق
بن حارث اور سعد بن بشیر نے علی بن ابی طالب
سے روایت کی ہے کہ جناب رسالت مآبؐ
نے فرمایا میں حوض کوثر پر تم (امت) کو وارد
کرنے والا ہوں اے علیؑ تم ساقی ہو اور حسنؑ
حسینؑ لوگوں کو کوثر پینے کا حکم دینے والے
اور علیؑ بن حسینؑ فاطر ہیں محمد بن علیؑ ناشر ہیں۔
اور جعفر بن محمد سائق یعنی مومنوں کو اپنے لگا کر
جنت میں لے جانے والے اور موسیٰ بن جعفر
دوستوں اور دشمنوں کو شمار کرنے والے اور
منافقوں کی بیخ کنی کرنے والے اور علی بن
موسیٰ مومنوں کی زینت کرنے والے اور محمد
بن علی اہل جنت کو اُن کے درجات میں اُتارنے
والے اور علی بن محمد خطیب حوروں سے
مومنوں کا نکاح پڑھنے والے اور حسنؑ بن علیؑ اہل
جنت کے چراغ ہیں یعنی ان کو روشنی دینے والے
اور امام مہدی ان کی شفاعت کرنے والے
اُس وقت جبکہ کسی کی شفاعت قبول نہ ہو گی مگر
خدا کی اجازت سے جس کے لئے وہ باری تعالیٰ

اجازت دے اور چاہے۔

ابن احمد خوارزمی نے ابن عباس سے روایت لکھی ہے شیخ الاسلام حموینی نے بھی نقل کی ہے اور شیخ سلیمان قندوزی نے بھی ینابیع المودة میں نقل کی ہے صـ ۳۳۵

اَنَاوَعَلِیٌّ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ وَتِسْعَةٌ مِنْ وُلْدِ الْحُسَیْنِ مُطَهَّرُوْنَ مَعْصُوْمُوْنَ

حضرت رسول پاکؐ نے فرمایا میں اور علیؑ اور حسنؑ حسینؑ اور اولاد حسینؑ میں سے نو۹ افراد پاک ہیں اور معصوم ہیں۔

زوائد فی المسند احمد بن حنبل جلد اوّل صـ ۱۶۲ ۔ مناقب خوارزم جلد اوّل صـ ۲۳۴ ۔ مصباح الظلم مولفہ مولوی امداد صـ ۲۳۵ مواقبت الجواہر جلد دوم صـ ۱۴۵ شواہد النبوۃ صـ ۳۱۴ کنز الاعمال جلد چہارم صـ ۱۵۴ الاصابہ جلد دوم صـ ۵۰۹ ان تمام کتب میں بارہ امام اولی الامر کے یہی مذکورہ نام درج ہیں۔ رسول پاکؐ نے جو ولی وصی۔ جانشین۔ خلیفہ۔ امام۔ اولی الامر بیان فرمائے وہ بارہ ہیں۔ حضرت علیؑ۔ حسنؑ۔ حسینؑ۔ علی زین العابدینؑ۔ محمد باقرؑ۔ جعفر صادقؑ۔ موسیٰ کاظمؑ۔ علی رضاؑ۔ محمد تقیؑ۔ علی نقیؑ۔ حسن عسکریؑ۔ قائم المہدی علیہم السلام اور اہل سنت نے جن کو بنایا وہ یہ ہیں۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علیؑ۔ معاویہ۔ یزید۔ مروان۔ عبدالملک۔ ہشام۔ ولید۔ سلیمان بن عبدالملک عمر بن عبدالعزیز شرح فقہ اکبر ملا علی قاری صـ ۱۲۵ مگر آج کا اہل سنت ان کو نہیں مانتا اور رسول پاکؐ نے ان کا نام بھی لیا اور قرآن نے بنی اُمیّہ کو شجرہ ملعونہ فرمایا ہے اور وہ بادشاہ بنی اُمیّہ کے ہوتے بھی تیرہ ہیں۔ بنی عباس کے خلیفہ ۳۵ گذرے ہیں لہٰذا وہی اولامر ہیں جو اہل بیت رسولؐ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن کے نام رسول پاکؐ نے فرمائے ہیں۔ موجودہ دور کے مشہور اہل سنت علامہ وحیدالزمان نے اہل سنت عقیدہ بیان کیا ہے ملاحظہ ہو۔

اهل الحدیث تبرءون من الروافض الذین یبغضون ولیبونهم كذالك تبرءون من طریق الخوارج و نواصب الذین یبغضون اهل البیت و الائمة الاطهار بطریقهم هی الطریقة المثلی و الجادہ الفضلی هم

اہل حدیث تبرا کرتے ہیں روافض جس طرح تبرا کرتے ہیں صحابہ سے اور اُن کو بُرا کہتے ہیں اور اہل حدیث تبرا کرتے ہیں جس طرح تبرا کرتے ہیں خوارج اور نواصب ائمہ اہل بیت سے پس طریقہ ان کا یہی طریقہ مثلیٰ اور

سِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَهُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ وَحَارِبٌ
لِمَنْ حَارَبَهُمْ وَ لوجری الحرب بین
سیدنا علی دبین معاویہ فی عصرنا
لِكُنَّا مع عَلِى بَعْدَهٗ مع امامنا الحسن
بن علی ثُمَّ بعدهٗ معہ امامنا الحسین
بن علی ثُمَّ بعدهٗ معہ امامنا علی بن
الحسین ثُمَّ بعدهٗ معہ امامنا الباقر
ثُمَّ بعدهٗ معہ امامنا جعفر محمد الصادق
ثُمَّ بعدهٗ امامنا موسٰی بن جعفر ثُمَّ بعدهٗ
معہ امامنا علی بن موسٰی الرضا ثُمَّ معہ
امامنا محمد بن علی الجواد ثُمَّ بعدهٗ
معہ امامنا علی بن محمد الهادی ثُمَّ بعدهٗ
معہ امامنا حسن بن علی العسکری النقی
ثُمَّ اِنَّ يَقِيْنًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ نکون مع
امامنا السید محمد بن عبد اللّٰه
المهدی الفاطمی المنتظر هٰؤلَاءِ الائمةِ
الاثنا عشرهم اُمَرَاءُ فی الحقیقیہ
نتهت اِلَيْهِمْ خلافة سید المرسلین
وَ ریاسة الدین المتین فَهُمْ شموس السماءِ
اُلاَيمان وَ الیقین وَ اَمَّا ملوك بنی اُمَيَّہ
وَ العباسیر فلم یکونوا ائمة الدین بل اکثر
هُمْ کانوا الصوماً مُتَغَلِّبِيْنَ سفکرا دماء المسلمین
و ملاء الارض جوراً وظلماً وعدا وة
کما ملاءت فی عهد النبی وخلفاء الراشدین
عدلاً و نوراً و ایماناً اللّٰهم اُحشرنا مع

جادہ بہتر ہے یہ لوگ دوست رکھتے ہیں
اہل بیتؑ کو اور دشمن ہیں اُن کے جو دشمن
ہیں اہل بیتؑ کے اگر ہوتی لڑائی درمیان
سیدنا مولا علی اور معاویہ کے اس زمانے
میں تو اہل حدیث مولا علی کے ساتھ ہوتے پھر
اپنے امام حسنؑ کے پھر اپنے امام حسینؑ کے
پھر اپنے امام علیؑ بن حسینؑ کے پھر اپنے امام
محمد باقرؑ کے پھر اپنے امام جعفر صادقؑ کے
پھر اپنے امام موسٰی کاظمؑ کے پھر اپنے امام
علی بن موسٰی رضاؑ کے پھر اپنے امام محمد بن
علیؑ کے پھر اپنے امام علیؑ بن محمد کے پھر اپنے
امام حسن العسکریؑ بن علیؑ کے پھر انشاء اللہ
ساتھ ہوں گے۔ امام منتظر حضرت امام مہدیؑ
آخر زماں علیہ السلام کے یہی بارہ[۱۲] امام ہمارے
ہیں یہی لوگ حقیقت میں اُمراء ہیں اور
منتہی ہوتی ان کی طرف خلافت رسول پاکؐ
اور ریاست دین متیں کی یہی لوگ آفتاب
آسمان ایمان و ایقان ہیں لیکن بادشاہان
بنی اُمیّہ اور بنی عباس وہ ائمہ دین نہ تھے بلکہ
اکثر ان کے خائن تھے جنہوں نے غلبہ حاصل کیا
اور مسلمانوں کا خونِ ناحق بہایا اور زمین کو
ظلم و جور سے بھر دیا جیسا کہ عہد رسولؐ اور
خلفاء راشدین میں عدل و انصاف سے
بھری تھی خداوندا ہم کو ائمہ اثنا عشر کے
ساتھ محشور کرنا اور ہم کو ان کی ہی محبت

هٰؤلآءِ الائمۃ الاثنا عشرۃ ثبتنا علیٰ حُجّتھم الیٰ یوم النشر کتاب ہدیۃ المہدی ص۱۰۲ | پر یوم نشر تک قائم رکھنا۔

رسالہ عقل وتہذیب اہل حدیث'
مصنفہ مولانا مظہر الاسلام ص۱۲۱ تا ص۱۲۲

رسول پاکؐ اپنے بعد اولی الامر آیت قرآنیہ سے صحابہ اور امت کو بتا گئے یہی خلیفہ امام۔ وصی۔ ولی۔ اولی الامر۔ نائب جانشین ہیں۔ اور اللہ اور رسولؐ نے خلیفہ۔ امام۔ وصی۔ ولی۔ اولی الامر۔ نائب و جانشین کا معاملہ۔ اجماع۔ جمہوریت۔ امت کے سپرد نہیں فرمایا ہے نہ اجماع۔ جمہوریت اسلام میں درست ہے نہ قرآن وحدیث میں اس کا وجود ہے اور نہ یہ حق اور صدق سے تعلق رکھتے ہیں۔ نیز بعد وفات رسول پاکؐ حضرت علی علیہ السلام سے لے کر قائم المنتظر المھدی کے علاوہ حضرت ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ معاویہ اور دیگر خلفاء بنی اُمیّہ بنی عباس وغیرہ شاہان غلاماں۔ مغلیہ۔ تغلق۔ لودھی۔ فاطمیہ۔ سلجوقیہ۔ سعودیہ۔ افغانستان۔ عراق۔ اُردن۔ یمن۔ لیبیا۔ مصر۔ شام۔ انڈونیشیا۔ نائجیریا۔ افریقہ۔ امریکہ۔ روس۔ ایران ترکی۔ سعودی عرب۔ ہندوستان۔ پاکستان۔ چین۔ اسٹریلیا۔ ایشیا غرضیکہ تمام خطۂ ارضی پر جو حکمران گذرے ہیں یا گذر رہے ہیں اور گذریں گے مسلمان اور غیر مسلمان وہ اولی الامر نہیں ہیں۔ نہ وہ نائب رسولؐ اور خلیفہ۔ وصی۔ امیرالمومنین کے لفظ سے یاد کئے جاسکتے ہیں ان کا طریق کار قانونِ اسلامی ہے اور نہ شریعت رسولؐ ہے ان پر تنقید کرنے سے ان کو بُرا کہنے سے اُن کو نہ ماننے سے کفر لازم نہیں آتا۔ آج مکہ معظمہ۔ سعودی عربیہ وغیرہ کے حکمران بانص قرآن اولی الامر نہیں ہیں اور نہ اہل اسلام مل کر کسی کو اولی الامر بنا سکتا ہے بلکہ یہ دُنیا کے خود غلبہ پا کر الیکشن۔ زبردستی سے ڈپلومیسی سے اپنے تدبر سے حکمران بن کر تختِ حکومت پر غالب قابض ہوتے ہیں۔ خدا۔ رسول اور قرآن کے مقرر کردہ نہیں ہیں۔

بیعت

بیعت البیعت اسم البایعہ یہ مبایعت کا نام ہے اور مبایعت بروزن مفاعلہ ہے جیسے معانقہ۔ مصافحہ۔ مقابلہ۔ مقاتلہ مناظرہ وغیرہ اور باب مفاعلہ ہے جب کوئی لفظ

اس باب سے اس وزن پر آئے تو یہ فعل ایک آدمی سے صادر نہیں ہوتا کم از کم دو آدمیوں سے ہوتا ہے جیسے معانقہ ایک سے نہیں دو آدمیوں سے اسی طرح مقاتلہ ایک آدمی سے نہیں دو آدمیوں سے مناظرہ ایک آدمی سے نہیں دو آدمیوں سے تو اس میں لفظ مبایعہ باب مفاعلہ سے تو مبایعہ بھی دو آدمیوں سے سرزد ہوگا اور اس کا نام ہے بیعت

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ سورہ فتح	تحقیق جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے۔ پس اللہ کا ہاتھ اوپر ہے ان کے ہاتھ کے میں جس نے توڑ دیا بیعت کو اُس نے اپنا نقصان کیا۔

لہذا بیعت والے دو توں ہوں گے مادہ ہے بیعت کا بیع۔ مبایعہ۔ بیعت یہ الفاظ بیع سے نکلے ہیں دو آدمی آپس میں سودا کرتے ہیں ایک آدمی کچھ دیتا ہے اور دوسرا بھی کچھ دیتا ہے دو آدمی جو آپس میں خرید و فروخت کرتے ہیں جو چیز بیچی جائے اس کو عربی میں کہتے ہیں مبیع اور جو بیچ رہا ہے اُس کو کہتے ہیں بایع اور خریدنے والے کو کہتے ہیں مشتری اور قیمت کو کہتے ہیں ثمن۔ ایک آدمی اپنی جائداد۔ مال۔ مکان۔ عزت۔ عظمت۔ اولاد حتیٰ کہ اپنی جان۔ زندگی تک کو بیچ رہا ہے اور دوسرا خرید رہا ہے جو بیچ رہا ہے وہ چاہتا ہے مرضی خدا اور جنت اور جو خرید رہا ہے بھی دے گا اُس کو ثمن یعنی قیمت مرضی خدا اور جنت۔ عام انسان۔ غوث۔ قطب۔ ابدال۔ ولی۔ مجتہد۔ مرشد۔ پیر۔ صحابی غرضیکہ یہ تمام بندے متلاشی ہیں۔ رضائے خدا اور جنت کے تو جب یہ خود دولتِ رضا خدا اور جنت نہیں رکھتے تو کسی کو یہ کیسے خدا کی مرضی اور جنت دے سکتے ہیں۔ جب یہ دے نہیں سکتے تو کسی کے نفس کو خرید نہیں سکتے یعنی بیعت نہیں لے سکتے۔ خدا کی مرضی تو ہے محمدؐ اور آل محمدؐ کے پاس اور جنت بھی ہے ان کے پاس اب اگر کوئی رضائے خدا اور جنت خریدنا چاہے اپنے مال اولاد جائداد اور نفس کو فروخت کر کے تو وہ محمدؐ و آل محمدؐ کے پاس بیچے اسی کا نام ہے بیعت۔ خداوند کریم نے قرآن پاک میں دست محمدؐ کو فرمایا ہے یَدُ اللّٰہ اور رسول نے آل محمدؐ مولا علیؑ۔ حسنؑ۔ حسینؑ دیگر ائمہ کو فرمایا ہے۔ یَدُ اللّٰہ ملاحظہ ہو۔

یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ سورہ فتح	جب مقام حدیبیہ پر صحابہ نے حضورؐ کی بیعت کی تو ان کا ہاتھ نیچے ہوتا تھا اور رسول پاکؐ کا ہاتھ ان کے اوپر دست محمدؐ کو قرآن

نے یَدُ اللّٰہ فرمایا۔

اپنی مرضی خدا جب دے گا اور اپنی جنت جب مال۔ اولاد۔ جائداد اور اپنی جان کو بیچنے والا اللہ کے ہاتھ بیچ دے۔ اللہ کا ہاتھ ہے دستِ محمدؐ اور حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ رسولؐ نے فرمایا تھا علیؑ کا ہاتھ مجھ محمدؐ کا ہاتھ ہے لہذا علیؑ کا ہاتھ دستِ محمدؐ ہے اور دستِ محمدؐ یَدُ اللّٰہ ہے یعنی محمدؐ و آل محمد علیہم السلام دستِ خدا ہیں۔ رضائے خدا اور جنت کے لئے اگر انسان اپنا مال اولاد۔ جائداد نفس بیچ رہا ہے تو بیچے یعنی بیعت کرے رسول پاکؐ کی یا جناب مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام کی اگر دنیا کا باغ۔ زمین۔ مکان۔ شراب۔ عورت۔ لذت وغیرہ کے لئے اپنی اولاد، جائداد۔ جان کو بیچنے کے لئے تیار ہے تو پھر اختیار ہے اقلح کے ہاتھ بیچ دے یا جس ایرے غیرے نتھو خیرے کے ہاتھ لہذا اسلام میں محمدؐ مصطفٰے اور ائمہ اثنا عشر کے علاوہ اور کسی کی بیعت کرنا حق نہیں بلکہ باطل ہے۔ پیر۔ مرشد۔ اگر عوام سے بیعت لیتے ہیں کہ ہم تم کو محمدؐ و آل محمدؐ کے سپرد کرتے ہیں تو درست ورنہ ان کی بیعت حرام ہے۔ یہی وجہ ہے رسولؐ مرضی خدا اور جنت کا وارث ہے ارشاد خدا خود بول رہا ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (آل عمران)	فرمادے اگر تم اللہ سے محبت کر کے اُس کی رضا چاہتے ہو پس میری اتباع کرو تو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔

یہی وجہ ہے رسولؐ کسی کی بیعت نہیں کرسکتا۔ حضرت ابوبکر۔ اور عمر۔ عثمان وغیرہ تمام صحابہ بکے (بیعت) کئے ہوئے ہیں رسول اکرمؐ کی اور جو مال خود بک جائے وہ کسی دوسرے کو نہیں خرید سکتا لہذا اب اگر صحابہ کو رضائے خدا اور جنت دے سکتے ہیں بعد محمدؐ تو وہی علیؑ اور دیگر امام اہل بیعت صحابہ اور دیگر مسلمان رسولؐ اور آل رسولؐ کی بیعت کرسکتے ہیں۔ مگر رسولؐ اور آل رسولؐ کسی صحابی اور مسلمان کی بیعت نہیں کرسکتے۔ لہذا حضرت علیؑ سے جناب ابوبکر۔ عمر۔ عثمان کی بیعت نہیں کی نہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ علیہما السلام نے اور نہ امام حسین علیہ السلام نے یزیدؒ کی بیعت کی۔ نہ کسی امام نے اہل بیعت سے کسی کی بیعت کی ہے رسول پاکؐ کے بعد ابوبکر۔ عمر۔ عثمان کی بیعت خواہ ۱۲۴ ہزار صحابہ نے کی

یا پچاس ہزار نے ان لوگوں نے صرف یوں بیعت کی کہ یہ بادشاہ بن کر ہم کو دُنیا میں آرام دیں گے ۔ جاگیر ۔ عہدہ ۔ باغ وغیرہ دیں گے جس کو ضرورت تھی اس نے کی اور جس کو دُنیا کی ضرورت نہ تھی اُس نے بھی بیعت نہ کی جیسے ابوذر ۔ سلمان فارسی ۔ ابوایوب انصاری ۔ ابوسعید خدری وغیرہ کثیر صحابہ یہ مومن کامل اور کامل مسلمان تھے عالم اسلام کا اتفاق ہے کوئی ابوبکر ۔ عمر ۔ عثمان کی بیعت نہ کرے تو وہ کافر منافق نہیں اگر کرے تو اس کا ایمان زیادہ نہیں ہوتا یہ ہے معنی بیعت ۔ ہاں جو محمدؐ مصطفٰے اور مولائے کائنات یا دیگر ائمہ اہل بیعت کی بیعت نہ کرے یا بیعت کر کے توڑ دے تو وہ اسلام سے خارج ہے جیسے ابوجہل ۔ ابولہب ۔ یزیدؑ ۔ شمر ۔ خولی ۔ عمر بن سعد وغیرہ یہ بیعت ظاہری ہو یا باطنی اسی طرح سے توڑنا ظاہری ہو یا باطنی اس وقت بھی آدمی محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام کی بیعت کر سکتا اور توڑ کر کافر بھی ہو سکتا ہے کیونکہ وہ مردہ نہیں زندہ ہیں اور ان کے ہی قدوم میمنت سے یہ جہان قائم ہے اور دنیا کے سینے پر زندگی کا وجود ہے ۔

وُوٹ

وُوٹ انگلش زبان کا لفظ ہے اور یہ مذکر جس کا معنی ہے مشورہ ۔ قیاس ۔ پرچی ۔ نشان ۔ اور رائے ۔ اس کا معنی اپنی جائداد ۔ اولاد ۔ مال جان کو بیچنا نہیں ہے (فیروز اللغات) دو آدمی یا تین ۔ چار ۔ پانچ یا زیادہ صدارت ۔ چیئرمینی ۔ وزارت کے لئے کھڑے ہوں تو عوام کا اپنی اپنی جگہ ہر آدمی کے لئے قیاس کرنا ۔ مشورہ دینا ۔ پرچی ۔ پر نشان لگا کر صندوقچی میں ڈالنا ووٹ کہلاتا ہے ڈالنے والا ووٹر کہلاتا ہے اور ہمیشہ ایسا ہوتا آیا ہے اور ہوتا رہے گا جس کو مشورہ سے قیاس سے یعنی ووٹ سے چُنا وہ ہمیشہ انسانوں کے اُس قیاس پر پورا نہیں اُترا جس قیاس پر وہ چُنا گیا تھا ۔ تو عدم اعتماد کی تحریک چلی چننے ہوئے کو سور کہا ۔ کُتا کہا ۔ ہائے ہائے کے نعرے لگائے جلوس نکالے آخر ہٹایا ۔ قید کیا اور قتل کیا سولی دیا وغیرہ وغیرہ حشر تمام دنیا کے ممالک میں ہے تو جو ووٹ دیتے ہیں ۔ وہ مسلمان نہیں ہو جاتے اور جو نہیں دیتے وہ کافر نہیں بن جاتے ۔ ووٹ ۔ رائے ۔ مشورہ اور قیاس ہے ۔ لہذا اسلام نے جو مفہوم بیعت بیان ہے جس کو ہم نے اوپر لکھ دیا ہے ۔ وہ بیعت اور ووٹ دونوں ایک نہیں ہیں بیعت اور ہے ووٹ اور ہے ۔

دونوں کو ایک جاننا حماقت۔ جہالت اور اسلام سے دوری ہے۔ حضرت ابوبکر۔ عمر۔ عثمان کے لئے جو ہوا تھا وہ قیاس۔ مشورہ۔ رائے یعنی ووٹ تھا۔ بیعت نہ تھی یہی وجہ ہے آج بہت سے علما ہیں اور کل بھی تھے انہوں نے ووٹ دیا تھا۔ قائداعظم محمد علی جناح مرحوم اور لیاقت علی خاں۔ خواجہ ناظم الدین۔ غلام محمد گورنر جنرل۔ محمد ایوب خاں۔ ذوالفقار علی بھٹو وغیرہ اور محترمہ فاطمہ جناح کو اور یہ لوگ ایک مدت تک تخت حکومت پر بیٹھے بھی مگر پیر دیول شریف۔ پیر گولڑہ شریف۔ پیر شرقپور۔ مولانا احتشام الحق مولانا شبیر احمد عثمانی۔ مولانا مودودی۔ مولانا شاہ احمد نورانی وغیرہ علما سے افضل اور اعلیٰ نہیں تھے۔ اگرچہ وہ حاکم تھے اور یہ زیر حکم اسی طرح سے ان لوگوں نے اپنی جان مال اولاد کو ان کے ہاتھ فروخت (بیعت) نہیں کیا تھا بلکہ ووٹ دیا تھا اسی طرح سے حضرت ابوبکر عمر عثمان کو لوگوں نے ووٹ دیا تھا اور بیعت نہیں کی تھی حضرت علیؑ امام حسنؑ امام حسین علیہ السلام اہل بیت دیگر صحابہ نے پہلے تو ووٹ بھی نہیں دیا تھا اور ان بزرگوں کے تخت حکومت پر بیٹھنے سے اہل بیت دیگر صحابہ کی فضیلت میں بھی کوئی فرق نہیں آیا۔ آج کل اسلامی اور غیر اسلامی ملکوں میں جو طریق انتخاب ہے وہ اسلامی طریق بیعت نہیں ہے بلکہ ووٹ ہے۔

اسلامی حکومت کے فرمانروا کا طریق انتخاب

حضورؐ سرکار دوعالم کے بعد اسلامی روحانی اور جسمانی حکمراں تھے حضرت علیؑ سے لے کر جناب امام حسن عسکریؑ تک ۱۱ امام یعنی ۲۵۹ھ تک مگر دنیا نے ایسی تبدیلی کی جس نے آئین کبریائی کو درہم برہم کر دیا۔ سرکار دوعالم کے بعد اسلام کی روحانی حکمرانی تو جناب علیؑ اور دیگر ائمہ اہل بیت کے پاس رہی اور حکومتِ دنیا۔ دنیاداروں کے پاس آ گئی۔ آج ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے بارھویں امام۔ امام زمانہ صاحب العصر اور اولی الامر ہیں جو کہ غیب ہیں اُن کی غیبت میں اسلامی حکومتوں کے حکمراں کون ہوں اور وہ کیسے منتخب ہوں اسلامی طریق کار کیا ہے۔ پہلی بات تو یہ عرض کرتا ہوں۔ جو عہدے القاب اللہ نے قرآن اور حدیث میں رسولؐ اور ائمہ اثناعشر کو دیئے ہیں وہ کسی کو نہیں دیئے جا سکتے مثلاً شفیع المذنبین۔ رحمتہ اللعالمین۔ ام المومنین کسی پیر اور عورت نہیں کہا جا سکتا اسی طرح کسی کو اولی الامر۔ خلیفہ۔ نائب رسول نہیں کہا جا سکتا۔ ایسے ہی قرآن پاک کی آیات پر عمل کر کے علم الا سما حاصل

کیا جاسکتا ہے مگر حصول کے بعد آدم نہیں بن سکتا نہ کہلا سکتا ہے ایسے ہی ریاضت کر کے مردے کو زندہ کر سکتا ہے مگر عیسیٰؑ نہیں کہلا سکتا عصا کا سانپ بنا سکتا ہے مگر موسیٰؑ نہ بن سکتا ہے نہ کہلا سکتا ہے اور کنکروں جانوروں سے کلام کر سکتا ہے مگر محمدؐ عربی نہیں بن سکتا۔ ایسے ہی حکمران اپنے ریاضت اور سلوک سے یہ صفات پیدا کر سکتا ہے کہ درندے سانپ حشرات الارض۔ اس کو سلام کریں وہ مردے زندہ کر دے مگر وہ اولی الامر اور خلیفہ نہیں بن سکتا قرآن پاک کسی آدمی سے یا جماعت سے خاص نہیں اگر خاص ہو تو عالم اسلام کے لئے خواص کے بعد نا قابل عمل ہو مگر ایسا نہیں قابل عمل ہے۔ آیات حکمران اور خلافت و امارت۔ انبیاء۔ اوصیا۔ محمدؐ مصطفےٰ اور مولا علیؑ دیگر ائمہ کے لئے خاص اور تا قیامت مسلمانوں کے لئے عام ہیں ان پر عمل کریں اب ہم یہاں قرآن پاک اور احادیث سے موجودہ دور میں حکمران مقرر کرنے کا طریق بیان کرتے ہیں۔ حکمران نے نظام چلانا ہے آئین۔ دستور تو قرآن کی صورت میں موجود ہے لہذا اس کو رائج کرنا ہے آئین بنانا نہیں ہے طریق انتخاب بیان کرنے سے پہلے یہ بتا دیتے ہیں کہ اسلامی حکومت کا سربراہ غیبت امام میں کون ہو۔

اسلامی حکومت کا حکمران کون ہو

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ص وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ط وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ٥

سورہ نور آیت ۵۸

وعدہ کیا ہے اللہ نے تم میں سے اُن لوگوں سے جو تم میں یعنی تمام مسلمانوں میں ایمان میں اعلیٰ اور کئے ہیں انہوں نے تمام اعمالِ صالح ان کو پیچھے حاکم کرے گا (زمین) ملکوں کا جس طرح حاکم بنایا ہے ان سے پہلوں کو اور اُن کے لئے اُن کا دین مضبوط کر دے گا وہ دین جو مرتضےٰ ہے اور اُن کے خوف کو جو دشمنانِ دین سے ہے امن میں بدل دے گا یہ لوگ یعنی حکمراں میری ہی عبادت کریں گے اور میرے ساتھ ذرہ برابر بھی شرک نہ کریں گے اور جو کوئی انکار

کرے گا ان حکمرانوں کا وہ فاسق ہوں گے۔

آیت بالا خاص ہے مولائے کائنات جناب امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام سے لے کر صاحب الامر امام زمانہ حجتہ اللہ القائم المہدی علیہ السلام تک اصحاب رسول ہیں وہ صفات جو آیت میں ہی نہیں پائی جاتیں۔ مثلاً تمام بت پرست تھے سوائے علی علیہ السلام کے اور بارہ جانشینان رسول کے بعد اسلامی حکومت کے حکمراں ہیں جو غیبت امام میں ہوں گے لفظ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ البتہ ان کے پیچھے (بعد محمدؐ علیؑ اور علیؑ کے گیارہ جانشین اور امام مہدی کی غیبت میں ان کے پیچھے حکمراں ہوں گے آیت خاص ہے خلفائے اثنا عشر اہل بیت کے لئے اور عام ہے تا ظہور امام اسلامی حکمرانوں کے لئے۔ یعنی اعلان نبوت سے لے کر غیبت امام تک اور غیبت امام سے لے کر ظہور امام تک وہ لوگ حکمرانی کے قابل اور لائق نہیں جو ایمان میں اعلیٰ اور اتباع رسولؐ میں کامل اُن کو بعد رسولؐ حکومت اسلامیہ کا حکمراں بنائے گا دین محمدیؐ کے احکام شریعت دُنیا میں ان کے ہاتھوں جاری اور قائم کرے گا۔ دنیا میں یہ لوگ دین محمدیؐ کو جما دیں گے خشکی اور تری میں اس کا سکہ بٹھا دیں گے اور وہ لوگ حکمراں دشمنوں سے خائف ہوں گے اللہ اُن کے خوف کو امن میں تبدیل کر دے گا۔ اور وہ بے ڈر بے خوف احکام شریعت اسلامیہ کو جاری کریں گے۔ ہر طرح اسلامی حکومت میں ان حکمرانوں سے امن و امان قائم ہوگا۔ اور یہ حکمراں خاص خدائے واحد کی عبادت کریں گے ذرہ برابر بھی شرک نہ ہوگا شرک جلی بھی نہ ہوگا اور شریک خفی بھی نہ ہوگا۔ یعنی یہ اپنے نفس کی پیروی کرتے ہوئے لوگوں پر حکمرانی نہیں کریں گے بلکہ نفس کا تزکیہ کر چکے ہوں گے وہ اب خدائے واحد اور محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام کی اتباع کریں گے۔ اُن ہی کے احکام پر عمل کرنا ان کا جینا ہوگا اور ان ہی کی اتباع میں اُن کا مرنا ہوگا۔ خدا۔ محمدؐ۔ آل محمدؐ ان تین ہستیوں کے علاوہ وہ نہ کسی کی اتباع کریں گے نہ بات مانیں گے اور نہ کسی کی خواہش پر عمل کریں گے احکام شریعت اسلام جاری کرنے میں اور مجرموں پر حد شرع جاری کرنے میں کسی قسم کا ان پر مخلوق سے خوف اور ہراس طاری نہ ہوگا جو لوگ ان حکمرانوں کی مخالفت کریں گے وہ مومن مسلمان نہ ہوں گے بلکہ فاسقین کا گروہ ہوگا۔ خدا۔ رسولؐ۔ آل رسولؐ ان سے ناراض ہوں گے ان حکمرانوں کی صفات کو دوسرے مقام پر قرآن نے وضاحت کے ساتھ فرمایا ہے ملاحظہ ہو۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ
هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا
سَلٰمًا ○ وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا
وَّقِیَامًا ○ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ
عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ
غَرَامًا ○ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ
مُقَامًا ○ وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِ
فُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَكَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ
قَوَامًا ○ وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ
اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ
الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ ○
وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا ○
یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ
یَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا ○ اِلَّا مَنْ تَابَ
وَ اٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ
یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَ
كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ○ وَمَنْ تَابَ
وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ یَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ
مَتَابًا ○ وَالَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ
وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ○
وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ
یَخِرُّوْا عَلَیْهَا صُمًّا وَّعُمْیَانًا ○ وَالَّذِیْنَ
یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّ
یّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ
اِمَامًا ○ سورہ فرقان پ ۱۹ آیت ۶۳ تا ۷۴

اور بندے (حکمراں) رحمٰن کے وہ ہیں جو زمین
پر نرمی سے چلتے ہیں کسی مخلوق خدا انسان اور
غیر انسان کو ناحق تکلیف نہیں دیتے اور
بیماروں کی طرح زمین پر آہستہ آہستہ قدم
نہیں رکھتے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اُن کی چال
متکبرانہ اور مغرورانہ نہیں ہوتی اور جب
جاہل یعنی خدا۔ رسولؐ۔ آل رسول کے
مخالف ان سے جھگڑا کرتے ہیں تو وہ اُن
سے لڑتے نہیں بلکہ ان کے سلامتی کے کلمات
کہتے اور دعا کرتے ہیں۔ اور رات کو وہ
قیام اور سجدۂ خدا (تہجد) میں بسر کرتے ہیں
اور ان لوگوں کی ہر وقت یہی دعا ہوتی ہے۔
ہمارے رب دوزخ کا عذاب ہم سے ہٹائے
رکھنا بیشک دوزخ کا عذاب چمٹنے والا
ہے اور وہ بُری جگہ ہے اور یہ لوگ اخراجات
میں اسراف نہیں کرتے نہ زیادہ خرچ کرتے
ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں۔ بلکہ وہ بین بین
رہتے ہیں اور وہ لوگ اللہ کے سوا کسی کو
نہیں جھکتے یہاں تک اپنی نفسانی خواہشات
کو بھی نہیں جھکتے۔ اور وہ لوگوں کو قتل (جنگ)
نہیں کرتے مگر جب ان کا قتل (جنگ) حق
ہو تو قتل کرتے ہیں اور نہ وہ زنا کے نزدیک
جاتے ہیں اور جو یہ کام ناحق قتل اور زنا
(بدکاری) کرے گا وہ گناہ گار ہے اُس کو
دوگن عذاب دیں گے اور قیامت کے دن

وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہے
گا۔ مگر یہ لوگ اگر توبہ کریں اعمال صالح
کریں تو اللہ تعالیٰ بدل دے گا اُن کی
بُرائیوں کو نیکیوں سے اور اللہ تعالیٰ بخشنے
والا مہربان ہے اور جس نے توبہ کی اور عمل
صالح کئے پس وہ اللہ کی طرف لوٹ آیا۔
قرب خدا بہترین ٹھکانہ ہے اور وہ لوگ
نہ جھوٹی گواہی دیتے ہیں نہ جھوٹے کاموں
میں شرکت کرتے ہیں۔ اور جب وہ کھیل تماشے
راگ رنگ ناچ گانے وغیرہ لغویات
افعال کے پاس سے گذرتے ہیں تو ان کی
طرف نظر نہیں کرتے بلکہ شریفانہ اور
بزرگانہ کردار سے سر جھکائے خاموشی
سے گذر جاتے ہیں اور جب اُن کے سامنے
ان کے رب کی آیات کا ذکر ہوتا ہے
تو وہ اندھے بہرے ہو کر اُن کو سجدہ کے
لئے نہیں گرتے بلکہ عرفان حاصل کرنے کے
بعد وہ دعا کرتے ہیں ہمارے رب ہماری
بیویاں تیری اور تیرے رسولؐ کی فرمانبردار
ہوں وہ تیری اور تیرے رسولؐ کی اطاعت
کریں اور ہماری اولاد بھی ہماری آنکھیں ٹھنڈی
رہیں ہم اہل ایمان صاحبان تقویٰ مسلمانوں
کے حاکم ہوں۔

تمام عالم اسلام کا اتفاق ہے مندرجہ بالا آیات خاص ہیں۔ جناب فاطمہ۔ علی۔
حسن۔ حسین۔ علی۔ محمد۔ جعفر۔ موسیٰ۔ علی۔ محمد۔ علی۔ حسن۔ القائم مہدی علیہم السلام کے لئے

اور عام ہیں تا قیامت غیبت امام سے لے کر ظہور امام تک اسلامی حکومت کے حکمرانوں کے لئے ہیں دونوں آیات ظاہر کر رہی ہیں۔ عقیدہ اثنا عشریہ امامیہ دین اسلام میں غیبت امام میں جب اسلامی حکومت قائم کی جائے گی تو حکمران ان اوصاف کا عامل ہوگا جو قرآن میں ان آیات میں بیان ہوئی ہیں۔

۱۔ مومن کامل ہو۔
۲۔ تمام اعمال صالح پر عامل ہو۔
۳۔ ہر امر میں متبع رسولؐ ہو۔
۴۔ خداوند کریم کے مقرر کردہ دین مرتضےٰ کا پیرو ہو۔
۵۔ دین مرتضےٰ کی جڑیں خشکی اور تری میں مضبوط کرے۔
۶۔ احکام شریعت اسلامیہ نافذ کرنے کے لئے کافر۔ مشرک۔ منافق۔ فاجر۔ فاسق۔ دشمن خدا۔ رسول۔ آل رسول سے خائف نہ ہو دشمنانِ خدا رسول شریعت۔ آل۔ کو ختم کر کے خدا ان کے خوف کو امن میں بدل دے گا۔
۷۔ دنیا میں قدم رنجا لانے کے بعد اُن لوگوں نے خدا کے ساتھ شرک نہ کیا ہو جلی بھی اور خفی بھی۔ اپنی خواہشات کو بھی خدا نہ بنایا ہو۔
۸۔ اللہ کے غلام ہوں۔
۹۔ اُن کی چال تکبرانہ مغرورانہ نہ ہو۔
۱۰۔ وہ لوگ جو اُن کو بُرا کہیں گالیاں دیں بوجہ جہلالت اُن کی ذاتیات پر حملے کریں وہ ذاتی طور پر ذاتیات میں آ کر اُن کو کچھ نہ کہیں اُن سے سلام کریں اور اُن کی سلامتی کا انتظام کریں اُن کے راہ راست پر آنے کے لئے دعا کریں۔
۱۱۔ تمام رات خالق کے لئے قیام اور سجود کی حالت میں رہیں یعنی شب بیدار تہجد گزار ہوں۔
۱۲۔ اُن کی دعا ہو خالق اسلامی نظام کے نفاذ میں اگر کوتاہی ہو تو ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچانا یعنی کوتاہی کو معاف کرنا تحقیق وہ عذاب آنے والا ہے اور دوزخ بُرا ٹھکانہ ہے۔
۱۳۔ اور وہ لوگ اپنی ذات اور انتظام اسلامی حکومت میں اخراجات نہ حد سے بڑھ کر کرتے ہیں نہ حد سے کم یعنی نہ زیادہ اور نہ تنگی کے ساتھ بلکہ بین بین رہتے ہیں۔
۱۴۔ اللہ کے سوا کسی ذات کی یہاں تک اپنی نفسانی خواہشوں کی بھی اتباع نہیں کرتے اور احکام شریعت اسلام کے نفاذ میں کسی غیر مسلم کی ہاں میں ہاں اور فاسق

فاجر۔ منافق کی بھی رائے پر عمل نہیں کرتے۔

۱۵۔ جو لوگ قرآن اور سنّت محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام میں واجب القتل ہوں۔ اُن کو قتل کرتے اور اُن ہی سے جنگ کرتے ہیں۔ بغیر نہ کسی کو قتل کریں نہ کسی ملک سے جنگ کریں۔

۱۶۔ اور نہ وہ لوگ زنا (بدکاری) کے قریب جاتے ہیں کیوں کہ یہ بہت ہی بُرا جرم اور گناہ ہے خدا ایسے لوگوں کو دوگُنا عذاب دے گا اور ایسے گُناہ کرنے والے اسی لائق ہیں کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں۔ ہاں کسی شخص کے قتل یا کسی ملک سے جنگ ہوگئی ہو یا اپنے گھر میں ایک ہی فرش پر سوئی ہوئی عورتوں میں بیوی کی جگہ لوکرانی سے جماع کر لیا ہو بعد میں معلوم ہو یعنی جماع کرتے وقت یہ میری بیوی نہیں تو دونوں صورتوں میں وہ رُو رُو کر نماز استغفار پڑھ کر توبہ کرے اور عمل صالح توبہ کے ساتھ کرے تو اُن کی اس بُرائی کو معاف کر دیا جائے گا۔

۱۷۔ وہ لوگ نہ جھوٹے۔ غلط کاموں میں شریک ہوں گے اور نہ جھوٹی شہادت دیں گے نہ لغو باتیں کریں گے۔

۱۸۔ وہ لوگ جیب۔ ہاکی۔ کرکٹ۔ والی بال۔ کبڈی۔ سینما۔ تماشہ۔ راگ رنگ ناچ گانا وغیرہ لغو محافل کے پاس سے نہ گذریں شامل ہونا تو درکنار اگر وہ جا رہے ہوں اور راستے میں کہیں ایسی محفل ہو تو اس میں شامل ہونا تو درکنار سر جھکا کر شریفانہ انداز میں بزرگوں کی طرح نظر پھیر کر گذر جائیں۔

۱۹۔ جب کوئی کافر۔ منافق۔ فاسق۔ فاجر اپنی حرکات فاجرانہ۔ فاسقانہ۔ منافقانہ۔ کافرانہ کے جواز میں آیات قرآنی پیش کرے تو وہ اُن آیات کو سُن کر اندھے بہرے لوگوں کی طرح سجدے میں نہیں گرتے یعنی ان کی ہاں میں ہاں نہیں ملاتے بلکہ خود غور فکر کرتے ہیں پھر اُن آیات پر عمل کرتے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔

۲۰۔ وہ لوگ خدا سے یہ دعا کرتے ہیں کہ ہماری ازواج صحیح معنوں میں اور اولاد خدا اور محمدؐ و آل محمدؐ کی فرمانبردار ہو ان کے پابند شریعت اسلامیہ ہونے سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی رہیں بیوی۔ اولاد دونوں فتنہ ہیں بیوی نے جدھر کہا شوہر چل پڑا اولاد

نے جو فعل کیا باپ نے محبت
پدری میں کچھ نہ کہا اس لئے یہ دونوں
ایسے ہوں جو اُس کو غلط راستے پر
نہ لے چلیں بلکہ اُن کے کردار سے
اُن کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں کیوں کہ

لوگوں نے ان کی اتباع اور اطاعت کرنی
ہے احکام شریعت اسلامیہ میں اور
ان لوگوں نے احکام شریعت اسلامیہ
کو ملک میں نافذ کرنا ہے۔

ریاست اسلامیہ کے حکمران میں بیان کردہ قرآن پاک کی مذکورہ شرائط کا پایا جانا لازمی ہے یعنی لازم ہے ہاتھ غلط نہ اُٹھے پاؤں لغزش نہ کھائے نظر غلط نہ دیکھے زبان لغو نہ بولے اور کان فضول نہ سُنیں دل دماغ ناحق امور کی انجام دہی نہ سوچے انسان کا اپنے تمام اعضائے جسم پر پورا پورا شریعت اسلامیہ کے تحت کنٹرول (حکومت) ہو اگر اپنے جسم پر ہی (کنٹرول) نہیں تو ازروئے قرآن وسنت دیگر افراد انسانی کے جسموں پر حکومت کرنے کا حق نہیں رکھتا۔

رائے

ووٹ انگلش کا لفظ ہے جس کا معنی اظہار رائے ۔ یا پرچی ڈالنا انتخاب میں اور رائے ہندی زبان کا لفظ ہے ۔ اسلام میں رائے دینے کا حق ہے مگر ہر ایک کو نہیں جمہوری نظام میں بالغ رائے دہی کا طریق خلاف اسلام ہے کیوں کہ اسلام نو سال کی لڑکی اور پندرہ سال کے لڑکے کو بالغ قرار دیتا ہے اور جمہوری حکمرانوں نے سولہ سال کی لڑکی اور اٹھارہ سال کا لڑکا بالغ قرار دیا ہے پندرہ سولہ یا اٹھارہ سالہ کی رائے اور ایک ڈاکٹر۔ وکیل۔ بیرسٹر۔ عالم دین ۔ پروفیسر۔ بزرگ کی رائے ایک جیسی نہیں ہے اور جمہوریت میں عالم دین ۔ پروفیسر ۔ بیرسٹر۔ وکیل بزرگ ۔ ۱۸ سالہ لڑکا یا اکیس سالہ مرد ان تمام کی رائے ۔ ووٹ جاہل ان پڑھ بے وقوف نتھو۔ فتو ایک ہی سطح پر شمار ہوتا ہے ۔ اسی لئے حکیم الامت علامہ ڈاکٹر اقبال نے فرمایا ہے ؎

جمہوریت اک طرز حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں جاتا

نہ رائے دینے والے کو تولا جاتا ہے کہ وہ کس معیار کا عقل کا فہم کا کردار کا مالک ہے

اور جس کو ووٹ دیا جا رہا ہے اُس امیدوار کو تولا جاتا ہے کہ وہ کس فہم و فراست اور تدبر کا مالک ہے جمہوریت میں تو ایک لائن میں وکیل۔ ڈاکٹر۔ پروفیسر۔ بیرسٹر۔ مفتی۔ محدث۔ عالم۔ پیر۔ مرشد۔ جاہل۔ ان پڑھ۔ باعمل۔ بے عمل۔ مومن۔ فاسق۔ فاجر۔ متقی۔ زاہد۔ پابند شریعت اسلامیہ اور غیر پابند شرع مرد۔ عورت سب کے سب ایک جیسے اور سب کی مرضی سب کی فکر، عقل، عظمت ایک جیسی سمجھی جاتی ہے حالانکہ قرآن میں ارشاد ہے اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ تم میں سب سے زیادہ اللہ کے نزدیک قابل عزت وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے۔ مگر جمہوری طرز میں سب ایک ہیں اور یہ بھی مسلمہ امر ہے اٹھارہ سالہ یا اکیس سالہ مرد عورت بالغ ہیں مگر راشد نہیں جب وہ راشد نہیں تو ایک عالم کے برابر اُن کی رائے کیسی ہو سکتی ہے پھر جمہوریت میں جو اُمیدوار ہے اگر وہ بے سمجھ نالائق۔ ظالم۔ فاسق۔ فاجر ہے اور اکثریت سے ووٹ دیدیا تو وہ کامیاب اب وہ کیا حکومت کرے گا۔ اور عوام کو کیا انصاف دے گا۔ جس کا نتیجہ انقلاب ہے اور آئے دن اس جمہوریت کے انقلاب دُنیا میں مختلف ملکوں میں ہو رہے ہیں اور بنائے ہوئے آئین ٹوٹتے بنتے رہتے ہیں لہٰذا اس طرز جمہوریت اور بالغ رائے دہی کا قرآن اور سُنتِ محمدؐ و آلِ محمدؐ میں کہیں وجود نہیں ہے اور اس طرز کی حکومت نہ اسلامی حکومت ہے۔

بیعت اور ووٹ ایک نہیں

کہا جاتا ہے اسلام ووٹ کا قائل نہیں بیعت کا قائل ہے ووٹ اور بیعت ایک ہے لہٰذا اسلام میں ووٹ ہے۔ یہ غلط ہے ووٹ کی تشریح تو بیان کر دی ہے جو آج مسلم اور غیر مسلم جمہوری ملکوں میں رائج ہے اب یہاں صرف بیعت کا ذکر کرتے ہیں۔

بیعت البیعت اسم البایعہ۔ یہ ہے مبایعت کا نام اور مبایعت ہے بروزن مفاعلہ جیسے مصافحہ۔ معانقہ۔ مقاتلہ۔ مقابلہ۔ مناظرہ اس کا باب ہے مفاعلہ جب کوئی لفظ اس باب سے ہو تو وہ فعل ایک آدمی سے صادر نہیں ہوتا بلکہ دو آدمیوں سے صادر ہوتا ہے جیسے مصافحہ ایک آدمی سے نہیں وقوع پذیر ہو گا بلکہ دو آدمیوں سے ظاہر ہو گا ایسے ہی مقابلہ یہ فعل ایک آدمی سے صادر نہیں ہو گا بلکہ دو آدمیوں سے صادر ہو گا اسی طرح مبایعہ یہ بھی ایک آدمی سے صادر نہیں ہو گا بلکہ دو آدمیوں سے صادر ہو گا۔ اس مبایعہ کا نام ہے بیعت۔

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ سورہ الممتحنۃ پ ۲۸

اے نبی جب تیرے پاس مومنہ عورتیں بیعت کرنے کو آئیں اس امر پر کہ وہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کریں۔ چوری۔ زنا۔ اولاد کا قتل نہ کریں اور کسی مومن مرد عورت پر بہتان نہ لگائیں اور ہاتھ پاؤں باندھ کر غلط جھوٹی بات گواہی نہ دیں۔ اور تیری نافرمانی نہ کریں۔ غرضیکہ جب تمام ہاتھ کان پاؤں زبان دل دماغ فکر حرکات تجھ کو بیچ دیں تو اُن کو بیعت کر لے اور اللہ سے ان کی مغفرت کر نا اللہ بخش دے گا۔

ایک بیعت کرنے والا اور ایک بیعت لینے والا۔ مصدر ہے بیعت کا بیع جس کا معنی ہے بیچنا اب بیعت کرنے والا اور بیعت لینے والا۔ وہ بھی کچھ بیچ رہا ہے اور یہ بھی کچھ بیچ رہا ہے۔ بیعت کرنے والے نہ جو بیچا رہ ملکیت ہو گیا بیعت لینے والے کی اور جو بیعت لینے والے نہ بیچا وہ ملکیّت ہو گیا بیعت کرنے والے کی۔ اس معاہدہ کا نام ہے بیعت جب دونوں فریق میں یہ معاہدہ ہو گیا تو اصطلاح اسلام اور قرآن میں ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ رکھکر اقرار کرنا معاہدہ کی تکمیل کی سند ہے۔ لہٰذا بیعت کرنے والا اپنے ہاتھ پاؤں آنکھ۔ زبان۔ دل۔ دماغ غرضیکہ کل جسم اور جان بیعت لینے والے کے ہاتھ میں بیچ دیتا ہے۔ اب جو اختیارات اُس کو اپنے جسم و جان پر تھے وہ سلب ہو گئے اور وہ ہی اختیارات بیعت لینے والے کے ہو گئے لہٰذا بیعت نام ہے اپنے جسم و جان کے بیچ دینے کا واضح ہو کہ جسم و جان خدا کی ملکیّت ہیں انسان ملکیت خدا کو کسی غیر کے ہاتھ فروخت نہیں کر سکتا اسی لئے تمام دنیا کی موتوں میں خودکشی جرم ہے کیوں کہ جسم و جان ملکیت خدا ہیں وہ جب چاہے لے انسان خود اپنی مرضی سے جسم و جان کو بیچے یا قتل کرے تو جرم ہے ناقابل معافی لہٰذا اگر اپنے آپ کو بیچے یعنی بیعت کرے تو اللہ کے ہاتھ میں یا اس ہاتھ میں جس کو اللہ کہے یہ میرا ہاتھ ہے اب جو آدمی بیعت کرے گا تو اللہ کی یا اُس کی جس کو اللہ نے اپنا ہاتھ کہا ہے ملاحظہ ہو قرآن میں اللہ نے جس کو اپنا ہاتھ فرمایا ہے۔

يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۔ سورۂ فتح | اوپر ہے اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے ۔

جب رسول پاکؐ بیعت لے رہے تھے تو نیچے لوگوں کا ہاتھ ہوتا اوپر سرکار رسالت کا ہاتھ ہوتا لہٰذا قرآن نے محمدؐ مصطفٰی کے ہاتھ کو اللہ کا ہاتھ فرمایا ہے اور وصی ترجمان زبان نے آل محمدؐ کے متعلق فرمایا ہے اَوَّلُنَا مُحَمَّدٌ وَآخِرُنَا مُحَمَّدٌ وَاَوْسَطُنَا مُحَمَّدٌ وَكُلُّنَا مُحَمَّدٌ نَحْنُ وَجْهُ اللّٰهِ وَنَحْنُ يَدُ اللّٰهِ ہمارا اوّل محمدؐ ہے ہمارا آخر محمدؐ ہے ہمارا درمیانہ محمدؐ ہے ہم سب کے سب محمدؐ ہیں۔ ہم وجہ اللہ ہیں ہم اللہ کا ہاتھ ہیں۔ لہٰذا اب اسلام میں بیعت ہو سکتی تو محمدؐ مصطفٰی کے ہاتھ پر یا ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے ہاتھ پر ان کے علاوہ کسی اور کے ہاتھ پر بیعت کرنا یعنی اپنے آپ کو بیچنا انتہائی ناقابل معافی جرم ہے لہٰذا اب معلوم ہو گیا کہ ووٹ اور بیعت میں ایمان و کفر کا فرق ہے ووٹ جس کے معنی رائے ہے اور جس کو چاہے دے سکتا ہے مگر بیعت کسی کی نہیں کر سکتا لہٰذا ووٹ اور بیعت کا نہ معنی ایک ہے اور نہ استعمال ایک ہے یہ دونوں الگ الگ ہیں اور ان کا استعمال بھی الگ الگ ہے۔

اسلامی حکومت کے حکمران کا انتخاب

اسلامی سربراہ مملکت کا چناؤ کس طریق پر ہے۔ تو اس کا طریق ہے علمائے کرام پر جن کو اہل خیرہ کہا جاتا ہے علماء ہی ایک وہ گروہ ہے جو صاحب فکر۔ دانش۔ غور۔ عقل اور ناشران شریعت محمدیہ ہیں اور علوم محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام کے حامل حافظ ہیں۔ عالم اگر قائم ہے تو دنیا امن و امان کے ساتھ قائم ہے۔ اگر عالم قائم نہ رہا تو دنیا میں امن و امان نہ رہا۔ قرآن نے علمائے کرام کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ؕ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ۝

سورہ توبہ پ ۱۱

اور ایسا نہیں کہ تمام کے تمام مومنین اپنے اپنے گھروں سے نکل پڑیں سب مل کر کے۔ پس کیوں ایسا نہیں کرتے کہ ہر فرقہ یعنی بستی۔ محلہ۔ جماعت۔ گروہ خاندان۔ قبیلہ شہر سے ایک ایک آدمی یا پارٹی نکل آئے اور علم دین حاصل کر کے تفقہ فی

دین کریں پھر واپس آکر اپنے شہر۔ بستی۔ محلہ۔ قبیلہ۔ خاندان قوم کو احکام شریعت اسلامیہ سے خبردار کریں تاکہ وہ عذاب خدا سے ڈرتے رہیں۔

آیت صاف بتلا رہی ہے کہ تمام انسانی معاشرہ علم دین حاصل کر کے محدث۔ منطقی علامہ۔ مجتہد نہیں بن سکتا بلکہ ہر برادری سے قبیلہ سے چند افراد کی پارٹی نکل کر تعلیم قرآن وسنت محمدؐ وآل محمدؐ حاصل کرے پھر وہ واپس آکر اپنی برادری۔ قوم قبیلہ کو احکام شریعت محمدیہ بتائے وہ اُن پر عمل کریں اور خدا رسولؐ کی ناراضی سے عذاب سے بچیں یہ لوگ جن کو قرآن پاک تعلیم دین حاصل کرنے کے بعد تفقہ فی الدین کی ڈگری دے رہا ہے یہی لوگ اس قابل ہیں کہ غیبت امام میں اسلامی حکومت کے سربراہ کا انتخاب کریں۔ ان میں بھی کالی بھیڑیں شامل ہو جاتی ہیں خود ارشاد خداوندی ہے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۗ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ سورہ توبہ پ ۱۰

اے صاحبانِ ایمان بیشک بہت سے عالم اور سجادہ نشین۔ خانقاہ نشین درویش۔ شیخ۔ مشائخ کھاتے رہے اور کھا رہے ہیں کھاتے رہیں گے لوگوں سے مال باطل طریقوں سے اور روکتے ہیں دین حق سے اور وہ رؤساء بھی جو سونے چاندی کے ذخائر رکھتے ہیں۔ مگر خدا کی راہ میں خرچہ نہیں کرتے اُن کو دردناک عذاب ہوگا۔

یہ آیت بھی ثابت کر رہی ہے کہ علمائے کرام اور مشائخ حضرات میں اکثریت اُن کی ہے جو لوگوں کا مال غلط ناجائز خلاف شرع ہضم کرتے ہیں اور سرمایہ دار طبقہ بھی اُن علما کے ساتھ ہے وہ بھی خدا کی راہ میں تو خرچ نہیں کرتے بلکہ ان علما کے طرفدار ہیں اور یہ علما اور مشائخ ٹکے بٹورنے کے لئے لوگوں کو اُن کی مرضی کے مطابق مسائل بتاتے ہیں اور ان مسائل کو شریعت محمدیہ کا نام دیتے ہیں حالانکہ وہ مسائل شریعت محمدی سے دور کا بھی تعلق نہیں رکھتے بلکہ ان علما اور مشائخ ہوائے نفس عوام کی مرضی کے مطابق تیار کئے ہیں۔ اور اپنی

ریاست۔ سیادت برقرار رکھنے کے لئے لوگوں کو صحیح شریعت اسلامیہ سے آگاہ نہ کیا بلکہ اپنی بتائی ہوئی شریعت پر لگادیا اور شریعت محمدؐیہ دین کبریا سے ان کو دور کر دیا وفات رسول پاکؐ سے لے کر آج تک اسلامی سربراہوں کے ساتھ ایسے ہی علماء اور مشائخ کی جماعت رہی جنہوں نے سربراہ کو خوش کرنے کے لئے اس کی مرضی سے مسائل تیار کر کے اُن کو شریعت اسلامیہ کا نام دیا اور روپیہ کمایا اپنی سرداری قائم رکھی وفات رسولؐ کے بعد صرف حکومت حضرت علیؑ اور حضرت امام حسنؑ یہ دو حکومتیں ہی ایسی گذری ہیں جن کو صحیح معنوں اسلامی حکومت کہا جاتا ہے ورنہ کوئی ملک ہو اور کوئی حکمران وہ اسلامی حکومت قائم نہ کر سکے اور نہ اُن کو اسلامی حکومت کہا جاتا ہے اور یہ بھی یاد رہے آیت اوّل میں جو علمائے تفقہ فی الدین بیان کئے گئے وہ مدارس دینیہ کے فارغ التحصیل صاحب سند۔ مسجد کے ملاں۔ خطیب مدرس۔ مفتی محدث مراد نہیں کیوں کہ یہی آیت ثانیہ کے مطابق کالی بھیڑیں ہیں جن کے بارے حکیم الامت علامہ ڈاکٹر اقبال نے کہا ہے ؎

دین ملاں فی سبیل اللہ فساد

بلکہ یہ وہ علماء مراد ہیں جو تفقہ فی الدین رکھتے ہوں مسجد کے ملاں ہوں یا نہ مدرس ہوں یا نہ کسی دینی مدرسہ کے فارغ التحصیل ہوں یا نہ مفتی اور محدث ہوں یا نہ بلکہ وہ عالم ہوں اور اپنے نفس کا تزکیہ رکھتے خوف خدا ان پر سوار ہو ایسے لوگ درویش۔ مشائخ عالم دین کہلانے کے حقدار ہیں ملاحظہ ہو فرمان خداوندی۔

اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیۡزٌ غَفُوۡرٌ ﴿۲۸﴾ سورہ فاطر پ۲۲	بیشک اللہ سے ڈرتے ہیں خشیت رکھتے ہیں انسانوں میں سے صرف وہ ہی جو علماء ہیں تحقیق زبردست غلبے والا اور مغفرت والا ہے۔

آیت نے بتلایا علماء وہ ہیں جن پر خشیہ کبریا ہر لحظہ طاری ہے اُن کا بند بند کانپتا ہے آنکھ میں آنسو رہتے ہیں خوف خدا سے یہ روپیہ کے لالچ میں نہیں آتے موت کی دھمکی سے گھبرا کر خوف تلوار سے ظالم اور جابر کے سامنے نہیں جھکتے بلکہ ان کا سب سے بڑا جہاد سلطان جابر کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے یہ دُنیا کے پیچھے نہیں بلکہ دُنیا ان کے پیچھے بھاگتی ہے ایسے علماء درویش۔ شیخ ہر برادری قبیلہ۔ خاندان قوم میں موجود ہیں یہ سب

اپنے میں سے اُس ہستی کا انتخاب کرنے کے حقدار ہیں جو ان سب میں اعلیٰ اور افضل ہے علم دین اور اتباع رسولؐ میں اور ایسے افراد کو اپنے میں ہر برادری قبیلہ جانتا ہے تمام ملک میں اسلامی سربراہ کے لئے گروہ رائے دینے کا حق رکھتا ہے امام زمانہؑ نے غیبت کبریٰ میں جانے کے لئے سائل کو اپنے بعد اپنے اپنے علاقے محلہ۔ برادری۔ خاندان قبیلہ کا ممبران الفاظ میں دیا ہے۔

اِنَّمَا عُلَمَائِیْ حُجَّۃٌ عَلَیْکُمْ وَ اَنَا عَلَی الْعُلَمَاءِ حُجَّۃُ اللّٰہِ (احتجاج طبرسی) — بیشک میرے علماء تم پر حجت ہیں اور میں علماء کے اوپر اللہ کی حجت ہوں۔

حضرت امام حسن عسکری سے سوال کیا گیا۔ حضور یہ فرمایئے اسلامی حکومت کا سربراہ تو تو ہے معصوم اولی الامر۔ امام۔ مگر جب امام نہ ہو غیبت میں ہو تو عوام اب اپنا سربراہ۔ حاکم۔ پیشوا کس کو بنائیں۔ تو امام نے فرمایا تمام علماء۔ فقہا مل کر اپنے میں اُس ہستی کا انتخاب کریں جو اُس میں سے اپنے نفس پر پورا پورا کنٹرول رکھتا ہو خوف خدا اس پر چھایا ہو اور اپنے مولا۔ خدا۔ رسولؐ۔ امام کی ہر امر دینی اور دنیاوی میں وہ اتباع کر رہا ہو پس عوام کے لئے لازم ہے فَلِلْعَوَامِ اَنْ یُّقَلِّدُوْہُ پس لوگ اُس کو اپنا سربراہ بنالیں اور اس کی اتباع کریں۔ یہ ہے اسلام میں سربراہ قائم کرنے کا طریق جو قرآن نے بیان فرمایا ہے۔ اسی منتخب شدہ ہستی کو شیعہ اثنا عشریہ نے مجتہد اعظم کا نام دیا ہے ایت اللہ بھی کہا گیا ہے اور مرجع الخلائق بھی اسی کو اسلامی حکومت کا سربراہ ہونے کا اسلام میں حق ہے۔

اسلامی حکومت میں مجلس مشاورت

اسلامی حکومت میں۔ دو جماعتیں۔ حزب اقتدار اور حزب اختلاف نہیں ہوتیں یہ جماعتیں نظام جمہوری میں ہوتی ہیں۔ حزب اختلاف کا مقصد۔ برسر اقتدار جماعت کے اموری منصوبوں پر شدید مخالفت کے پس پردہ تنقید کرنا ہوتا ہے اور جیسے ہی موقع ہاتھ آئے عدم اعتماد یا کسی اور صورت میں اقتدار سے ٹانگ کھینچ لینا ہوتا ہے۔ حضور سرکار دو عالم کی حیات طیبہ میں حزب اختلاف نہیں تھا اگر تھا تو اُس کو قرآن سے منافقین کا نام دیا ہے سربراہ مملکت خود عنان حکومت ہاتھ میں رکھے یا کسی ہستی کو اقتدار کی کرسی پر بٹھا کر خود اُس کی سرپرستی۔ نگرانی کرے یہ اُس کی مرضی ہے گورنر۔ وزراء غرضیکہ انتظامی ڈھانچہ

وہ خود تیار کرے گا جیسا حضور سرکار رسالت مآبؐ خود فرمایا کرتے تھے۔ اسلامی حکومت میں پارلیمنٹ، اسمبلی وغیرہ نہیں ہوا کرتی یہ تو ہوتی ہیں آئین بنانے کے لئے یا آئین میں وقتاً فوقتاً ترمیم کرنے کے لئے اسلامی حکومت میں آئین تو خالق کائنات نے قرآن کی صورت میں دے رکھا ہے نہ اس میں زیادتی کی جا سکتی ہے اور نہ کمی یا کسی حکم کی منسوخی کی جا سکتی ہے بلکہ ایسا کرنا کفر ہے بلکہ اسلامی حکومت میں تو آئین کبریا کو نافذ کرنا ہے اسی لئے قران پر سربراہ مملکت کا پوری طرح سے عبور حاصل ہونا اور اس کی تشریحات یعنی شریعت اور فقہ۔ حدیث پر عبور ہونا لازمی ہے۔ سربراہ مملکت کے لئے تمام شہروں۔ قصبوں۔ قبائل خاندانوں صوبوں سے ایسی مقتدر ہستیوں کا جو سربراہ کا انتخاب کر رہی ہیں صاحبان علم دین و عرفان کا ایک مجلس مشاورت کی صورت میں موجود ہونا لازمی ہے جو سربراہ مملکت کو اسلامی قوانین کے نفاذ میں مدد کرے تاکہ قرآن وسنت کا صحیح نفاذ ہو سربراہ مملکت پانچ۔ دس جیسا بہتر خیال کرے اپنے معاون حضرات رکھ سکتا ہے جو اس کے ساتھ ساتھ تعمیری امور میں معاونت کریں۔

نظام مرتضےٰ

جناب سرکار دو عالم محمدؐ مصطفےٰ احمد مجتبےٰ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عالم خاک سے عالم نور کی طرف تشریف لے جانے کے بعد تین حکومتیں یکے بعد دیگرے وجود میں آئیں۔ خلافت حضرت ابو بکر۔ عمر۔ عثمان ان حکومتوں نے چند ایک نئے اصول تیار کئے اور قانون بنائے مثلاً اکثریت صحابہ ایک مسئلہ پر اتفاق کر جائے اور اجماع صحابہ کے خلاف آیت موجود ہو قرآن میں تو آیت کو منسوخ سمجھا جائے گا اور اجماع صحابہ کو حق (اصول کرخی) اصول ۲۸ جیساکہ صحابہ نے اجماع کیا کہ اولاد رسولؐ اور علیؑ کو خمس نہیں دیا جائے اور قرآن میں دسواں پارہ پہلی خمس کو ادا کرنا مال غنیمت سے ثابت کر رہی ہے لہذا اجماع صحابہ حق اور آیت منسوخ سمجھی جائے گی۔ اور ایسے ہی حضرت عمر ابن خطاب نے اپنی خلافت میں خطبۂ جمعہ میں اعلان فرمایا۔

مُتْعَتَانِ کَانَتَا عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاَنَا اَنْهٰی عَنْهُمَا وَاُعَاقِبُ عَلَيْهِمَا	عہد رسول پاکؐ میں دو متعہ تھے جن پر بحکم رسولؐ عمل ہو رہا تھا اور میں اُن

مُتْعَۃَ الْحَجِّ وَمُتْعَۃَ النِّسَآءِ
احکام القرآن جلد اوّل ص۳۴۲ وعلی نقی
کنز العمال جلد ہشتم ص۲۹۳ بیہقی جلد ہفتم ص۲۰۶
اِنَّ رَسُولَ اللّٰہِ ھٰذَا الرَّسُولُ وَالْقُرْاٰنُ
ھٰذَا الْقُرْاٰنُ وَاَنَّھُمَا کَانَتَا عَلٰی عَھْدِ
رَسُولِ اللّٰہِ وَاَنَا اَنْھٰی عَنْھُمَا وَ
اُعَاقِبُ عَلَیْھِمَا اِحْدٰھُمَا مُتْعَۃُ
النِّسَآءِ وَلَا اَقْدِرُ عَلٰی رَجُلٍ تَزَوَّجَ
اِمْرَأَۃً اِلٰی اَجَلٍ اِلَّا غَیَّبْتُہٗ بِالْحِجَارَۃِ
وَالْاُخْرٰی مُتْعَۃُ الْحَجِّ
سنن بیہقی جلد ہفتم ص۲۰۶

دونوں کو حرام کرتا ہوں اور جو اُن کو ادا کرے گا اُس کو سزا دوں گا۔

بیشک رسول اللہ نے جو یہ رسول محمد صلعم ہے اور قرآن نے جو یہ قرآن تحقیق ان دو چیزوں کو عہد رسولؐ میں جاری وساری کیا اور میں ان دونوں کو روکتا ہوں اور ان پر جو ادا کرے گا سزا دوں گا اور میں اس کو برداشت نہیں کرتا کوئی مرد عورت سے کچھ مدت کے لئے نکاح کرے اگر کسی نے ایسا کیا تو اس کو سنگسار کروں گا اور دوسرا متعہ الحج ہے۔

حالانکہ قرآن نے متعہ الحج کے لئے فرمایا ہے وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ لِلّٰہِ حج اور عمرہ کو برائے خدا تمام کرو فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِہٖ مِنْھُنَّ فَاٰتُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ فَرِیْضَۃً پ۵ سورہ نساء پس جن عورتوں سے تم متعہ کرو اُن کے حقوق (مہر) وغیرہ ادا کرو واجب ہے ایسے دور عثمان میں اذان ثانی کا اجرا اور قرآن کی نزول ترتیب کو ختم کرکے موجودہ ترتیب قائم کرنا۔ حضرت ابوبکر کو سقیفہ میں منتخب کرنا اور حضرت ابوبکر کا عمر کو ولی عہد مقرر کرنا اور حضرت عمر کا شوریٰ قائم کرنا برائے عثمان وغیرہ وغیرہ نئے نئے قوانین وجود میں آئے جو آج تک اسلام کے نام سے دُنیا میں جاری ہیں حالانکہ صحابہ کی حرکات جزو اسلام نہیں بلکہ صحابہ پیروکاران محمدؐ وآل محمد علیہم السلام تھے اُن کو قانون بنانے کا اور ترمیم کرنے کا حق نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے اسلام کا شیرازہ منتشر ہوا۔ بوقت قتل عثمان پر آئی اور بعد جناب امام حسن علیہ السلام میں ملوکیت آ گئی لہذا آج تاریخ کے صفحات میں نہ حضرت ابوبکر۔ عمر۔ عثمان کا جاری کردہ اسلام نظام ہے نہ اس کا وجود دیگر شور ہے کہ خلافت راشدہ کا نظام جاری کرو یہ مسلمان نہیں کہتے خدا کا بنایا ہوا اور رسول اعظم کا لایا ہوا نظام جاری کرو۔ خدا۔ رسولؐ سے محبت

نہیں حلیفوں سے ہے اور جبکہ اسلام میں دو عظیم جماعتیں ہیں۔ سُنّی۔ شیعہ اور حضرت ابوبکر۔ عمر۔ عثمان سے اختلاف ہے تاریخ کو بھی اور شیعہ کو بھی اُن کا جاری کردہ کوئی دستور ہے۔ حضرت علیؑ وہ ہستی ہے جس کو سُنّی۔ شیعہ دونوں مانتے ہیں لہذا عالم اسلام میں اتفاق ہے اسلامی حکومتوں کے لئے آئین جاری کرنے کے لئے قرآن اور بنایا ہوا۔ افسران مملکت کے لئے دستور جناب علیؑ کا جو نہج البلاغہ کے صفحات پر آج تک موجود ہے۔

علیؑ کی گورنمنٹ

قرآن پاک کتب الہامیہ میں صرف واحد کتاب ہے۔ جس کو اہل دُنیا نے بدلا نہیں جس طرح جناب خاتم الانبیاء محمدؐ مصطفٰے پر یہ کتاب نازل ہوئی اور جو الفاظ زبانِ وحی ربّانی۔ محبوب سبحانی سے نکلے جوں کے توں اُسی نوک پلک زیر۔ زبر۔ پیش اور شد مد کے ساتھ محفوظ ہیں آج چودہ سو ۱۴۰۰ سال کا عرصہ گذر رہا ہے۔ تمام اقوام عالم کے پاس اپنی اپنی کتب سماوی موجود ہیں مگر اُن الفاظ میں نہیں جن میں اُن کا نزول ہوا بلکہ تراجم کی صورت میں اور اصلی نسخہ لاپتہ ہے تراجم زبان در زبان جب گئے تو اصلیت نہ رہی ایک مسلمانوں کی کتاب قرآن ہے۔ انگلش۔ چینی۔ روسی۔ ترکی۔ فارسی۔ ہندی۔ سنسکرت۔ گجراتی۔ لاطینی۔ افریقی۔ اُردو۔ پنجابی۔ جرمنی وغیرہ دنیا کی تمام زبانوں میں ترجمہ ہے مگر صفحہ کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ پر اصل قرآن کی عربی عبارت اور دوسرے حصہ پر ترجمہ جس زبان میں بھی ہو رہا ہے موجود ہے تاکہ دیکھنے والا اصل عبارت قرآن کو بھی دیکھے اور ترجمہ کو بھی اگر ترجمہ میں کہیں شک ہو جائے تو اصل عبارت میں خود غور کرے اور مقصد حاصل کرے خود قرآن نے بھی یہی اعلان بار بار کیا ہے فَاعْتَبِرُوا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ پس اے صاحبانِ بصیرت غور کرو۔ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ صاحبان عقل شاید تم امورِ قرآن میں عقل سے کام لو۔ قرآن صبح و شام ہر لمحہ خطۂ ارضی پر برائے عبادت اور خیر و برکت کے لئے پڑھا جا رہا ہے ایک منٹ میں چالیس کروڑ بار یہ کتاب پڑھی جا رہی ہے۔ مسلم اور غیر مسلم دونوں بلکہ غیر مسلم اقوام نیو یارک ریاستہائے متحدہ امریکہ ہنگری ٹوکیو وغیرہ مقامات پر سائنس دان آیات قرآنیہ کے مفہوم و مطالب پر تحقیقات

کر رہے ہیں اور انہوں نے بہت کچھ حاصل کیا اور کریں گے۔

قرآن پاک کا رہتی دنیا تک کے لئے یہ چیلنج بھی ہے وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ اگر تم کو شک ہو اس میں جو ہم نے کتاب الفاظ۔ مفہوم۔ مطالب اپنے بندے پر نازل کئے ہیں تو تم اس جیسی کوئی ایک سورۃ بناؤ۔ آج تک کسی قوم نے نہ بنائی اور قیامت تک نہ کوئی بنائے گا۔ دوسرا دعویٰ اس کتاب کا ہے لَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ہ نہیں کوئی تر اور خشک شے جس کا علم اس کتاب مبین میں نہیں۔ علماء نے اس کی تفاسیر معانی مطالب بیان کئے۔ مگر اس بحر علم میں جو بھی غوطہ زن ہوا وہ پہلے سے نرالے اور زیادہ علم کے موتی لے کر آیا قرآن میں ایک چھوٹی سی سورت ہے جس کا نام ہے سورہ توحید اُس کی ایک بار کی تلاوت کا ثواب برابر ہے دس پاروں کے دو بار کا ثواب برابر ہے بیس پاروں کے اور تین بار کا ثواب ہے پورے قرآن کے برابر اب دیکھئے عظمت علیؑ عزت علیؑ شوکت علی اور مقام علیؑ قال

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَخْبَرَنِیْ جِبْرِیْلُ اَنَّهٗ قَالَ لِیْ مَثَلُ حُبِّ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ مَثَلُ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ فِی الْقُرْاٰنِ فَمَنْ قَرَاَهَا مَرَّةً وَّاحِدَةً کَانَ لَهٗ ثَوَابُ ثُلُثِ الْقُرْاٰنِ وَمَنْ قَرَاَهَا مَرَّتَیْنِ کَانَ لَهٗ ثَوَابُ ثُلُثَیِ الْقُرْاٰنِ وَمَنْ قَرَاَهَا ثُلُثًا کَانَ لَهٗ ثَوَابُ قَرَاءَ الْقُرْاٰنِ کُلِّهٖ وَکَذَا حُبُّ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ فَمَنْ اَحَبَّهٗ بِلِسَانِهٖ کَانَ لَهٗ ثَوَابُ ثُلُثِ اُمَّتِكَ وَمَنْ اَحَبَّهٗ بِلِسَانِهٖ وَقَلْبِهٖ کَانَ لَهٗ ثَوَابُ ثُلُثَیِ اُمَّتِكَ وَمَنْ اَحَبَّهٗ بِلِسَانِهٖ وَقَلْبِهٖ وَعَمَلِهٖ کَانَ ثَوَابُ اُمَّتِكَ بِاَسْرِهَا ترجمہ جناب رسالت مآبؐ نے ارشاد فرمایا ہے۔ مجھے جبرئیلؑ امین نے خبر دی ہے محبت علی (علی کی نہیں) کی مثال ایسی ہے جس طرح قرآن میں سورہ قل کی مثال ہے جس نے ایک بار سورہ توحید کو پڑھا اُس کا ثواب برابر ہے دس پاروں کے اور دو دفعہ پڑھا تو ثواب برابر ہے بیس پاروں کے اور تین دفعہ پڑھا تو ثواب اس کا برابر ختم قرآن کے اور اس طرح ہے محبت علیؑ پس جو مومن زبانی دوستی رکھے علیؑ سے تو اُس کا ثواب ہے ثلث آیت کی عبادات کے ثواب کے برابر اور جو مومن دوست رکھے علیؑ کو زبان اور دل سے تو ثواب اس کے آیت کے دو حصوں کی عبادات کے ثواب کے برابر اور جس نے محبت

کی علیؑ سے اپنی زبان اور دل اور اپنے اعمال سے تو اس کا ثواب ہے تمام امت کے عبادات کے ثواب کے برابر اور یہ بھی یاد رکھیئے۔ امت محمدؐ یہ ہیں انبیآء۔ رسول۔ اولیاء۔ اوصیاء۔ قطب ابدال۔ غوث۔ صحابی۔ تابعی۔ پیر۔ مرشد۔ انسان۔ حیوان۔ جنات۔ چاند۔ سورج۔ ستارے۔ سیارے۔ باغ بہار۔ کرہ خاک۔ ناتم علوی۔ سفلی غرضیکہ تمام عالمین اُمتِ محمدؐ ہیں تو ان تمام عبادات کا ثواب اور میرے مولا کے ملنگ جس کی زبان دل اور اعمال ہیں علیؑ علیؑ ہے ایک لمحہ برابر ہے ثواب عالمین کے اور ملنگ کی ساری زندگی کی عبادات میں اب قیمت کیا ہوگی اور جس علیؑ کی محبت کا یہ حال ہے وہ علیؑ خود کیا ہوگا ؎

یاعلی ذَاتت ثبوتِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ
نام تو نقشِ نگیں اَمْرِ اللّٰهِ الصَّمَدُ
لَمْ يَلِدْ اَز مَادرِ گیتی وَلَمْ يُوْلَدْ چو تو
لَا یَکُنْ بعد اَز نبی مثلث لَهٗ کفواً اَحَدٌ

صادق محمدؐ عربی نے علیؑ کے متعلق دو دعوے فرمائے ایک اَلْقُرْاٰنُ مَعَ عَلِیٌّ وَ عَلِیٌّ مَعَ الْقُرْاٰن۔ قرآن علیؑ کے ساتھ ہے اور علیؑ قرآن کے ساتھ ہے اور دوسرا دعویٰ اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے اور دو دعوے علیؑ نے اپنے بارے میں فرمائے ایک اَنَا قُرْاٰنُ نَاطِقٌ میں بولتا ہوا قرآن ہوں اور دوسرا دعویٰ جو علوم وفنون اور اسرار و رموز کائنات خالق نے کتب سماویہ میں رکھے وہ سب قرآن میں رکھ دیئے اور جو قرآن میں وہ سورہ اَلْحَمْدُ میں وہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ میں جو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ میں وہ بسم اللہ کی ب میں ہے اور جو ب میں ہے وہ ب کے نقطے میں ہے اور اَنَا نُقْطَةٌ تحت الباء میں ہوں وہ نقطہ جو ب کے نیچے ہے عالم اسلام نے آج تک نہ دونوں اقوال رسول کو غلط کہا اور نہ مولائے کائنات کے دونوں دعوؤں کو غلط کہا اعلان رسول ہے علوم کائنات کا نام علیؑ ہے اور نظام کائنات کا نام علیؑ ہے اور یہی اعلام و اعلان علیؑ ہے یعنی علوم و حکمت عالمین میں ہوں اور قرآن ناطق ضابطہ حیات عالمین میں ہوں قابل غور یہ بات ہے خاتم النبیین نے بھی فرمایا اور اعلان علیؑ نے بھی کیا کہ علیؑ ہے علوم عالمین اور ضابطۂ حیات عالمین کا نام رسولؐ کو اس اعلان میں کذاب کہا تو درکنار رسول کی طرف کذب کی نسبت دینا بھی کفر اور علیؑ کو تمام عالم اسلام کرم اللہ وجہہ کہتا ہے اس کی

طرف بھی لفظ غلط اور کذب کو نسبت دینا کفر اور یہ بھی مسلّمہ امر ہے

۱۔ علیؑ نے نوع انسانی کی تباہی کے لئے کوئی کام نہیں کیا۔
۲۔ علیؑ نے کوئی تعلیمات انبیاء اور محمدؐ عربی کے خلاف قدم نہیں اٹھایا۔
۳۔ علیؑ نے زندگی بھر جھوٹ کذب افترا کا کوئی کلمہ زبان پر نہیں لایا۔
۴۔ علیؑ نے کوئی حرکت قرآن و سنت سے ہٹ کر نہیں کی۔
۵۔ علیؑ نے کہیں بھی اور کسی وقت بھی حقوق انسانی کو پامال نہیں کیا۔
۶۔ علیؑ نے کہیں بھی اور کبھی بھی ظلم جور ستم کا رویہ اختیار نہیں کیا۔
۷۔ علیؑ نے حکومت میں برسر اقتدار آکر شکم پروری اور کنبہ پروری نہیں کی۔
۸۔ علیؑ نے کہیں بھی اور کبھی بھی عدل۔ انصاف۔ رحم۔ کرم کا دامن نہیں چھوڑا۔
۹۔ علیؑ کی حکومت کو کسی نے بھی خود غرض حکمراں کی حکومت نہیں کہا۔
۱۰۔ علیؑ کی حکومت کو کسی نے بھی ظالمانہ حکومت نہیں کہا۔
۱۱۔ علیؑ کی حکومت کو کسی نے بھی غلط حکومت نہیں کہا۔
۱۲۔ علیؑ کو کسی نے بھی ذات کا بندہ نہیں کہا۔
۱۳۔ علیؑ کو لوگوں نے وجہہ اللہ نفس اللہ باب اللہ کہا۔
۱۴۔ علیؑ کو اہل دنیا نے شیر ہوا نہیں شیر خدا کہا۔

اب مسلمان اور غیر مسلمان مورخ اور تاریخ کا طالب علم یہاں آکر سوچتا ہے۔ جس علیؑ کو محمدؐ عربی نے علوم و فنون عالمین اور ضابطۂ حیات عالمین کہا اور خود جس علیؑ نے اپنے آپ کو علوم و فنون اسرار و رموز عالمین کہا اور خود کو ضابطۂ حیات عالمین کہا وہ علیؑ حکمراں بھی ہوا اور ایک عالم انسان کو نظام بھی دے گیا اُس کی حکومت کو خلافت راشدہ بھی کہا گیا تو ۴۰ھ سے لے کر آج تک عالم اسلام علیؑ کی گورنمنٹ کیوں قائم نہیں کرتا۔ سعودی عرب۔ مصر۔ شام۔ سوڈان۔ عراق۔ اُردن۔ ترکی۔ مراکش۔ یمن۔ صومالیہ۔ انڈونیشیا۔ ملائیشیا۔ افغانستان۔ پاکستان وغیرہ تمام ممالک سوشلزم۔ جمہوریت۔ شہنشاہیت۔ کمیونزم اور خود ساختہ مولوی کا نظام اسلام جاری کرتے رہے اور کر رہے ہیں خطۂ ارضی پر ۱۱ھ سے پہلے بعد رسولؐ اور ۴۰ھ کے بعد سے آج تک علیؑ کی گورنمنٹ قائم کرنے کے لئے مسلمان کیوں تیار نہ ہوا اور کیوں تیار نہیں ہے۔

علمائے عصر۔ مفکرین دہر۔ ماہرین اقتصادیات اور سربراہان ممالک اسلامیہ سے سوال ہے کیا رسول کا فرمان کہ علیؑ قرآن کے ساتھ اور قرآن علی کے ساتھ اور میں شہر علم اور علیؑ دروازہ ہے۔ علیؑ پر صادق نہیں آیا۔ اگر آیا ہے تو پہلوں نے علیؑ کی گورنمنٹ کیوں قائم نہ کی اور آج بھی تم خطۂ ارضی پر علیؑ کی گورنمنٹ قائم کر کے نوع انسانی کو بھوک۔ افلاس۔ ایٹمی خطرات سے بچانے کے لیے کیوں تیار نہیں ہو۔

ختم شد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ الصَّارِعُ بِالشَّرْعِ الْمَتِيْنِ وَالدِّيْنُ الْمُبِيْنُ وَعِتْرَتِهِ الغرّ المیامین مادامت السمٰوٰت والارضین

امابعد بندہ گناہگار سید عبدالحسین بن عمدۃ الاطائب الاطاہر مجمع معالی و مفاخر قبلہ کونین جناب سید صادق حسین مرحوم و مغفور متوطن قدیم قصبہ ککرولی ضلع مظفر نگر معروف بار ہا برادران ایمانی و اصدقاء روحانی کے خدمت میں عرض کرتا ہے کہ کتاب مستطاب جلاء العیون مصنفہ عالم ربانی جناب اخوند ملا محمد باقر مجلسی اصفہانی علیہ الرحمہ جو کہ مشتمل بر حالات چہاردہ معصومین علیہم اسلام بزبان فارسی ہے اور نہایت مستند و معتبر ہے جس کو بامید ثواب و حسنات و باقیات الصالحات و حصول ذریعہ و وسیلۂ نجات اردو میں صاف صاف لفظاً لفظاً ترجمہ کر کے جناب حاوی الفضائل الجلیلہ والفواضل النبیلہ مولوی مرزا محمد علی صاحب ادام اللہ افضالہم کو سنادیا۔ اور حتی الامکان الفاظ غیر مانوسہ و غیر مستعملہ کو جو اہل علم کی زبان پر کم جاری ہیں داخل نہیں کیا۔ حضرات مومنین و شیعیان آل طٰہٰ و یٰسین سے توقع ہے کہ اس کے مطالعہ سے جب مستفیض ہوں مجھ گناہگار کو دعائے خیر سے فراموش نہ کریں۔ قدر دانان علم و ہنر و منصفان داد گر انصاف گستر سے گذارش ہے کہ مقام لغزش و خطا میں مواخذہ نہ فرمائیں اور بذیل بخش دیں کہ راقم خود بے بضاعتی کا معترف ہے۔ اَللّٰهُمَّ اجعلہ خالصاً لوجھك الكريم وتقبل منا انك انت السميع العليم۔ اب اس جگہ مناسب جانا کہ تیمناً و تبرکاً دیباچہ اصل کتاب بجنسہٖ زبان فارسی میں درج کیا جائے گا کہ باعث برکت و عزت ہے۔

اصل دیباچۂ کتاب مستطاب جلاء العیون بزبان فارسی

ستایش بیشمار و انبار سزاوار خداوند بے نیاز یست که تذکرۂ مصائب و استماع نوائب سربازان
مسالک قرب و وصال و جانفشانان معارک و انتقال خود را موجب جلای عیون ارباب ایمان و
یقین گردانید و غبار فتنۂ اشرار را در نظر بادیه پیمایان مراحل معرفت و اعتبار از کحل الجواہر البصار و
آبروی عزت و افتخار بدرجات برتر نشانید و صلوات متوالیات و تحیات متواترات بر سید انبیاء
و نخبۂ اصفیا خلاصہ ارباب محبت و بلاد نقادۂ اصحاب محنت و ابتلا فرمان فرمائے عوالم غیب و شہود و صدر نشین
محفل قرب رحیم و دود و شفیع درماندگان روز جزا ذخیرۂ تہیدستان عالم بقا محمد مصطفےٰ و بر آل بیمثالش که
بصیقل محبت و ولای خود آئینہ سینہ ہای مومنان را از زنگ شکوک و شبہات جلا داده قابل انعکاس
گلرخان انجمن حسن و عقیدت ساختہ اند و در بوستان شجاعت گلہائے رنگارنگ شہادت بنیان مشام
جان مجرمان را بشمیم شفاعت نواختہ اند فصلوات الله علیہ و علیہم ابد الأبدین و لعنۃ الله
علیٰ اعدائہم و قاتلیہم و ظالمیہم الی یوم الدین اما بعد تشنہ لب زلال فیوض ربانی و
آرزومند ادراک سعادت جاودانی محمد باقر بن محمد تقی عفی الله جرائمہما بر لوائح ضمائر اخوان ایمانی
و اخلاے روحانی تصویر و لقہ رمینماید که چون بمقتضای اخبار متوازہ و آثار متکاثرہ تذکیر گریستن و گریان
گردانیدن و محزون ساختن بر بلایا و محن اہل بیت رسالت که از جمیع قربان بارگاه احدیت عظیم تر ست
و نالہ و شیون ہائے این مصائب و از ملائکۂ مقربان و انبیائے مرسلان و شائستگان بندگان ارض و سماء و
مرغان ہوا و ماہیان دریا و وحشیان صحرا از ہمہ مصیبت بیشتر است و اعظم طاعات و اشرف قربات و سبب
نیل سعادت و رفع درجات میگردد و اطلاع بر احوال سعادت مآل پیشوایان دین و مقربان رب
العالمین موجب قوت و ایمان و یقین میشود و در ہنگام نزول حوادث و در ان حدوث نوائب
زمان تفکر در آلام و مصائب ایشان و راضی شدن بقضای ربانی در دفع وساوس شیطانی تاثیر عظیم
دارد و آنچه درین باب بعربی و فارسی در سلک تالیف در آورده اند بعضی ناقص و ناتمام است و
بعضی را از کتب سیر و اخبار مخالفان اخذ نموده اند که اعتماد در ان نمی شاید و بسا باشد که برائے جمعی که
مایۂ وافری از علم نداشتہ باشند ضرر عظیم نماید و موجب خلل در عقاید ایمانی ایشان گردد و این شکستہ
در کتاب بحار الانوار و آنچه متعلق باحوال شریفہ ایشان ست در چندین مجلدات استیفا کرده
ام و در کتاب حیات القلوب نیز اکثر آنہا بر وجہ اختصار مذکور است و چون از کتب

اوّل عوام را چندان انتفاعی نیست وتحصیل کتاب دوم بر اکثر مردم متعسراست لهذا قلیل البضاعت را با اختلال احوال ووفور اشتغال وہجوم ہموم آلام وطریان عوارض واسقام بخاطر فاتر رسید کہ کتاب وجیزی درین باب بلغت فارسی تالیف نماید کہ مقصود بر ذکر ولادت وشہادت وفوت سید المرسلین وائمہ طاہرین صلوٰۃ اللّٰہ علیہم اجمعین بودہ باشد بروجہی نوشتہ شود کہ ہمہ خلق را ازاں بہرہ بودہ باشد وبترجمۂ روایات معتبرہ اقتصار نمودہ مقید بحسن عبارات وتنوع استعارات نگردد وازغیر احادیث معتبرہ کہ از کتب افاضل محدثان امامیہ رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین اخذ نمودہ چیزے نقل نماید تا مومنان بخواندن وشنیدن آن بثواب احیاء احادیث ائمہ دین علیہم السلام کہ اشرف طاعات وارفع سعادات است فائز گردند وبمحزون گردیدن وگریستن بر مصائب جلیلۂ برگزیدگان رب العالمین بدرجات مقربین برسند بہرہ از مثوبات۔ جزیلۂ ایشان باین غریق بحر سیئات درحال حیات و بعد از وفات عائد گردد وچون ترتیب ابن الواب مترجم الفوائد بتالیف این کتاب شریفۃ المقاصد از برکات عہد داداں سلیمانی ثانی بود کہ مرغ و ماہی در پناہ معدلتش آرمیدہ اند وبیامن ترتیب خسرو قدردانی جلوہ نمودہ کہ بفیض سحاب مکرمتش عروسان خلوت خانۂ غیب بہ جلوہ گاہ ظہور خرامیدہ اعنی سلطان نشان ودارو دارا دربان غرۂ ناصیۂ اقبال ونور باصرۂ جاہ وجلال موسس بنیان سلطنت وکامگاری مشیر ارکان عظمت وبختیاری بانی مبانی مروت وانصاف ماحی مراسم جور واعتساف گلدستۂ چہار باغ عناصر وارکان منتخب مجموعۂ کون ومکان اعنی السلطان الاعظم والخاقان الاکرم مالک بلاد الترک والدیلم مطوق رقاب العرب والعجم فرع الشجرۃ الطیبۃ النبوۃ غصن الادحۃ العلیۃ العلویہ معدن الجود والامتنان منبع الفضل والاحسان السلطان ابن السلطان ابن السلطان والخاقان ابن الخاقان ابن الخاقان السلطان سلیمان الموسوی الصفوی بہادر خان خلد اللّٰہ ملکہ وظلال جلالہ علی مفارق اہل الایمان لہٰذا ناصیۂ این نورسیدہ گلشن را باسم اقدس مطلع خورشید سعادت منور گردانید واین تحفہ را بدرگاہ جہاں پناہ مرفوع داشتہ باوج عزت و کرامت رسانید چون مشتمل بر غرر اخبار آبای اطہار آن سلالۂ اخیار ومحتوی بہ احوال شریفۂ اجداد امجاد آن زبدۂ نتائج لیل ونہار است امید وصول بمنتہای درجۂ عز وقبول دارد وعجز وقصور خود را مانع حصول این ماقول نمیداند چون اشک ریختن در مصائب پیشوایان دین موجب جلاء دیدہ ہائے ظاہر وباطن مومنین میگردد آن را بہ جلاء العیون مسمّی گردانید وبر مقدمہ وچہاردہ[۱۴] باب بعد ومقربان رب الارباب مرتب ساخت۔ وَعَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ فِیْ جَمِیْعِ اُمُوْرِیْ وھو حسبی ونعم الوکیل ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آغاز ترجمۂ کتاب مستطاب

جلاء العیون

مقدمہ

ثوابِ آہ و بکا بر مصائب رسالت پناہ و آلِ اطہار صلوٰۃ اللہ علیہم

ابن بابویہ وغیرہم رضوان اللہ علیہم نے بسند ہائے معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جو ہماری اُن مصیبتوں پر اور ظلموں کو جو دشمنوں سے ہم پہنچے ہیں یاد کرکے روئے پس تحقیق کہ وہ شخص بروز قیامت ہمارے ساتھ ہوگا۔ ہمارے درجہ میں۔ اور جو شخص مجلس میں ہماری مصیبتوں کا ذکر کرے اور روئے اور رولائے نہ روئیگی وہ آنکھ اُس کی جس دن تمام آنکھیں روتی ہونگی اور جو شخص مجلس میں ہمارے ذکر کو زندہ کرے نہ مرے گا دل اُس کا جس دن تمام دل مردہ ہوں گے۔ علی بن ابراہیم نے بسندِ حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے جو شخص ہماری مصیبتوں کو یاد کرکے روئے یا سُنے اور اُس کی آنکھ سے بقدر پر پشہ آنسو نکلے پس حق تعالیٰ گناہ اس کے بخش دے گا۔ ہرچند کہ مثل کفِ دریا ہوں۔ شیخ مفید و شیخ طوسی نے بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جو شخص مہموم و مغموم رہے اُن ستموں پر جو ہم پر گذرے پس جو سانس لے گا ثواب تسبیح کا اُس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا۔ اور مومن شیعہ کا غمگین رہنا عبادت ہے اور ہمارے بھید کو دشمنوں سے پوشیدہ رکھنا مثل جہاد راہ خدا ہے۔ حضرت علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ کہ اس حدیث کو آب طلا سے لکھنا چاہیئے۔ ایضاً شیخ طوسی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جس شخص کی آنکھ سے ایک قطرہ آنسو کا نکلے ہمارے خون بہنے یا ہمارے حق کم ہو جانے یا ہمارے اور ہمارے تابعوں شیعوں کے حق ضائع ہو جانے پر پس حق تعالیٰ اُس شخص کو بہشت میں جگہ دے گا۔ اور صاحب نعمت کرے گا۔ ایضاً شیخ مفید اور شیخ طوسی نے احمد بن یحیٰی سے روایت کی ہے۔ اُس نے مخول بن ابراہیم سے اُس نے ربیع بن منذر سے اُس نے اپنے

باپ منذر سے کہ حضرت امام حسینؑ سے میں نے سنا ہے فرماتے تھے جس شخص کی آنکھ سے ہم اہل بیت کی
مصیبت پر ایک قطرہ آنسو کا نکلے اُس کو اللہ تعالیٰ بہشت و خلد میں جگہ دے گا۔ پس احمد بن یحییٰ نے کہا کہ ایک رات
جناب امام حسین علیہ السلام کو میں نے خواب میں دیکھا اور خدمت میں عرض کی کہ مخول بن ابراہیم نے
یہ روایت آپ سے بیان کی ہے آیا آپ نے فرمایا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ ہاں پس احمد بن یحییٰ نے کہا کہ سند
اس حدیث کی بلاواسطہ میں نے حاصل کی۔ علی بن ابراہیم سے و ابن بابویہ و ابن بابویہ و سید ابن طاؤس نے
بسند ہائے صحیح حضرت امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت امام حسینؑ کے شہید ہونے
پر جس آنکھ سے ایک قطرہ آنسو کا نکلے اور منہ پر جاری ہو حق تعالیٰ بہشت میں اُس کے لئے غرفہائے
کرامت مہیا کرے گا۔ اور جس مومن کی آنکھ سے آنسو نکل کر رخسارہ پر جاری ہو اُن مصیبتوں پر جو ہم پر
دشمنوں سے گذریں حق تعالیٰ اُس کے لئے بہشت میں ایک مکان آراستہ اور خوشنما مہیا رکھے گا۔ اور
دُنیا میں مومن کو بسبب ہماری محبت کے ایذا اور آزار پہونچنے اور شدتِ مصیبت و آزار سے آنسو اُس کے
چہرے پر جاری ہوں۔ حق تعالیٰ ہر آزار کو اُس سے دور کرے گا۔ اور ہولِ قیامت اور اپنے غضب اور آتشِ
جہنم سے بےخوف کرے گا۔ حمیری نے قرب الاسناد میں بسند صحیح روایت کی ہے کہ حضرت صادقؑ نے
فضل بن یسار سے فرمایا۔ آیا تم شیعہ مجلسوں میں بیٹھ کر ایک دوسرے سے ذکر ہم اہل بیت کا کرتے ہو۔
اُس نے عرض کی۔ میں فدا ہوں آپ پر بہت ایسا ہوتا ہے۔ حضرت نے فرمایا میں اُن مجلسوں کو دوست
رکھتا ہوں۔ اے فضل خدا رحمت کرے اُن پر جو احادیث ہمارے ذکر کرتے اور زندہ کرنے میں ہمارے
امر کو۔ اے فضل جو ہم کو یاد کرے یا ہم کو اور لوگ اُس کے سامنے یاد کریں۔ اور اُس کی آنکھ سے بقدر پر مگس
آنسو نکلے۔ خدا گناہ اُس کے بخش دے گا۔ اگرچہ مثل کفِ دریا ہوں۔ اور اس حدیث کو ابن قولویہ اور
برقی نے بھی بہت ہی اسناد معتبرہ سے روایت کیا ہے۔ ایضاً بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت
کی ہے کہ جس کے سامنے ہمارا ذکر ہو اور اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں۔ حق تعالیٰ اُس
کے منہ اور بدن پر آتشِ جہنم کو حرام کرے گا۔ ابن بابویہ نے بسند حضرت امام رضاؑ سے روایت کی
ہے کہ حضرت نے ریان بن شبیب سے فرمایا۔ کہ اگر تو چاہتا ہے۔ درجات عالیہ بہشت میں ہمارے
ساتھ ہو۔ پس ہمارے رنج و اندوہ پر محزون ہو اور ہماری خوشی پر خوش و شادمان ہوا کر بشرطیکہ تجھ میں ہو
ولایت اور محبت ہماری۔ بتحقیق اگر کوئی شخص پتھر کو دوست رکھے۔ حق تعالیٰ اُس کو اُس پتھر کے ساتھ
محشور کرے گا۔ اور بسند ہائے معتبر روایت کی ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا۔ خدا نے نظر کی
طرف اہل زمین کے اور ان میں سے ہم کو پسند کیا۔ اور ہمارے واسطے چند شیعہ اختیار کئے کہ وہ

ہماری مددگاری کریں وہ لوگ ہماری خوشی پر خوشی کرتے ہیں اور ہمارے اندوہ پر اندوہگین ہوتے ہیں اور مال و جان کو ہمارے لئے صرف کرتے ہیں یہ لوگ ہم سے ہیں اور اُن کی بازگشت ہماری طرف ہے۔ سید ابن طاؤس نے روایت کی ہے کہ ائمہ طاہرین نے فرمایا۔ جو شخص ہماری مصیبت پر روئے اور سو آدمیوں کو رُلائے۔ پس بہشت اُس کے لئے ہے اور جو شخص خود بھی روئے اور پچاس کو اپنے ساتھ رُلائے بہشت اُس کے لئے ہے اور جو خود بھی روئے اور بیس شخصوں کو رُلائے بہشت اُس کے لئے ہے اور جو آپ بھی روئے دس شخصوں کو رُلائے بہشت اس کے لئے ہے اور جو شخص آپ بھی روئے اور ایک ہی آدمی کو رُلائے بہشت اس کے لئے ہے اور جو شخص تنہا ہی مشغولِ بکا ہو بہشت اُس کے لئے ہے۔

باب اوّل

ولادت و وفات اشرف کائنات و بعض احوال کریمہ اور مناقب شریفہ کا بیان

اس باب میں چھ فصلیں ہیں۔ پہلی فصل نسب شریف اور اسم مبارک اور لقب آنحضرت میں۔ بنا بر مشہور نسب شریف حضرت رسولؐ یہ ہے۔ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصیٰ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اد بن اُود بن الیسع بن ہمیسع بن سلامان بن النبت بن حمل بن قیدار بن اسمٰعیل بن ابراہیم خلیل اللہ بن تارخ بن ناخور بن شروع بن ارغو بن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح بن ملک بن متوشلخ بن اخنوخ بن الیارد بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم علیہ السلام اور نسب مبارک میں اقوال دیگر بھی ہیں جو حیات القلوب میں ذکر کئے ہیں۔ اور مشہور تر یہ ہے کہ نام عبدالمطلب کا شیبۃ الحمد ہے اور اسم شریف ہاشم عمرو اور اسم عبدمناف مغیرہ اور اسم قصی زید اور اُن کو مجمع بھی کہتے تھے اور اسم قریش نضر تھا۔ اور ہر ایک ان میں سے بسبب خاص لسامی مذکورہ سے مسمّٰی ہوئے اور کہتے ہیں کہ ارغو اسم ہود تھا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ عابر اسم آنحضرت تھا۔ اور اخنوخ اسم ادریس ہے۔ والدہ آنحضرت آمنہ بیٹی وہب بن عبدمناف بن قصی بن کلاب کی تھیں۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر جابر انصاری رضؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا۔ میں شبیہ ترین مردم

ہوں آدمؑ اور حضرت ابراہیمؑ شبیہ ترین مردم تھے۔ مجھ سے خلق اور خلقت میں اور حق تعالیٰ نے میرے لئے عرش عظمت وجلال پر دس نام رکھے اور صفت میری بیان کی اور ہر پیغمبر کی زبان سے خوشخبری اور بشارت میری پیدائش کی اُن کی اُمت کو پہونچائی۔ اور تورایت وانجیل میں میرے نام کو بہت جگہ یاد کیا۔ اپنا کلام مجھے تعلیم فرمایا۔ اور مجھے آسمان پر لے گیا۔ اور میرا نام اپنے نام بزرگ سے مشتق فرمایا۔ نام اُس کا محمود ہے اور نام میرا محمدؐ رکھا۔ اور مجھے بہترین زمانے میں پیدا کیا۔ اور بہترین اُمت میں ظاہر کیا۔ تورایت میں نام میرا احید ہے اس لئے کہ بوجہ اقرار توحید ویگانہ پرستی خدا نے آتش جہنم کو میری امت پر حرام فرمایا۔ اور انجیل میں مجھے بلفظ احمد یاد فرمایا۔ اس لئے کہ میں آسمان پر محمود ہوں اور میری امت حمد کرنے والی ہے اور زبور میں مجھے ماحی کہا۔ اس وجہ سے کہ میں نے زمین سے بتوں کی پرستش کو محو کیا۔ اور قرآن میں میرا نام محمدؐ رکھا۔ اس سبب سے کہ بروز قیامت کل امتیں میری حمد وستائش کریں گی۔ کیونکہ سوائے میرے کوئی پیغمبر قیامت میں شفاعت نہ کرے گا۔ مگر میری اجازت سے اور مجھے قیامت میں حاشر کہیں گے۔ کیونکہ میری امت کا زمانہ حشر سے متصل ہے اور میرا موقف نام رکھا۔ کیونکہ میں لوگوں کو خدا کے سامنے مقام حساب میں رکھوں گا۔ اور نام میرا عاقب رکھا۔ اس لئے کہ میں سب پیغمبروں کے بعد آیا۔ اور میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں۔ میں ہوں رسولؐ رحمت اور رسولؐ توبہ اور رسولؐ ملاحم یعنی لڑائیوں کا اور میں ہوں مقفی کہ پیچھے قضائے انبیاء کے مبعوث ہوا۔ اور میں ہوں قثم یعنی جامع کمالات اور مجھ پر میرے پروردگار نے رحم فرمایا اور کہا اے محمدؐ میں نے ہر پیغمبر کو بزبان امت بھیجا اور ہر پیغمبر کو زمانہ خاص اور وقت معین کے لئے بھیجا۔ اور تجھے ہر سرخ وسیاہ پر مبعوث کیا۔ اور تجھے میں نے یاری ومددگاری دی اور اُس خوف وہیبت سے جو تجھ سے تیرے دشمنوں کے دل میں بجز تیرے اور کسی پیغمبر کے لئے میں نے ایسا نہیں کیا۔ غنیمت کفار تجھ پر حلال کی اور سوائے تیرے کسی اور پر حلال نہ کی تھی۔ بلکہ پیغمبران سابق کو حکم دیا تھا۔ کہ غنیمت کافروں کی جلادیں اور تجھے اور تیری امت کو خزانہائے عرش سے عطا کیا کہ وہ سورہ فاتحۃ الکتاب اور آیات سورۂ بقر ہیں اور تیرے اور تیری امت کے لئے تمام روئے زمین کو محل سجدہ ونماز کیا۔ برخلاف امتہائے گذشتہ کہ ان کو حکم تھا اپنے معبدوں میں عبادت کریں اور خاک زمین کو تیرے لئے مطہر یعنی پاک کنندہ کیا اور کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ اور اَللہُ اَکْبَرُ تیری امت کو عطا کیا اور تیرے ذکر کو اپنے ذکر سے متصل کیا۔ کہ جس وقت تیری امت مجھے بوحدانیت یاد کرے تجھے بہ پیغمبری یاد کرے پس طوبیٰ میں نے تجھ کو اور تیری امت کو دیا۔

حدیث معتبر میں روایت ہے کہ ایک گروہ یہود خدمت رسول مقبولؐ میں آیا۔ اور سوال کیا کہ کس سبب سے آپ کا محمدؐ واحمدؐ وابوالقاسمؐ وبشیرؐ ونذیرؐ نام رکھا گیا۔ فرمایا ابوالقاسم میرا اس لئے نام رکھا کہ

حق تعالیٰ بہشت و دوزخ کو روز قیامت میرے سبب سے تقسیم کرے گا۔ اور کافروں کو جو ایمان نہیں لائے جہنم میں بھیجے گا۔ اور جو ایمان مجھ پر لائے ہیں اور میری پیغمبری کا اقرار کرتے ہیں ان کو بہشت میں داخل کرے گا۔ اور میرا داعی اس لئے نام رکھا۔ کہ میں لوگوں کو دین پروردگار کی طرف دعوت کرتا ہوں اور مجھے نذیر فرمایا اس لئے کہ نافرمانوں کو میں آتش دوزخ سے ڈراتا ہوں۔ اور مجھے بشیر کہا اس لئے کہ اپنے مطیعوں کو بشارت بہشت دیتا ہوں۔ حدیث موثق میں روایت ہے کہ حسن بن فضال نے حضرت امام رضاؑ سے پوچھا۔ کس سبب سے رسالت پناہ کی کنیت ابو القاسم ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ قاسم نام فرزند رسولؐ کا تھا۔ حسن نے عرض کی۔ کیا حضرت آیا مجھے آپ قابل زیادہ اس توضیح کے جانتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ ہاں مگر تو نہیں جانتا کہ حضرتؐ نے فرمایا۔ میں اور علیؑ دو باپ اس اُمت کے ہیں۔ میں نے عرض کی صحیح ہے پھر فرمایا تو نہیں جانتا — کہ آنحضرت باپ اس امت کے ہیں۔ میں نے عرض کی درست ہے پھر فرمایا تو نہیں جانتا کہ حضرت تقسیم کنندہ بہشت و دوزخ ہیں۔ میں نے عرض کی بجا ہے۔ فرمایا پس پیغمبر تقسیم کنندہ بہشت و دوزخ ہیں۔ اور اسی سبب سے خدا نے کنیت حضرت کی ابو القاسمؐ رکھی۔ پھر حسن بن فضال نے عرض کی کہ پدر اُمت کے کیا معنی۔ فرمایا یعنی شفقت حضرت رسولؐ کی جمیع امت پر مانند شفقت پدری کے اولاد پر اور علیؑ بہترین امت حضرت رسول مقبولؐ ہیں اور اسی طرح شفقت امیر المومنین علیؑ کی اُمت پر بعد حضرت رسول مقبولؐ مانند شفقت آنحضرت تھی کیونکہ علیؑ امیر المومنین وصی اور جانشین اور امام و پیشوا اس اُمت کے بعد ان حضرتؐ کے ہیں۔ اس وجہ سے حضرتؐ نے فرمایا۔ میں اور علیؑ اس امت کے دو باپ ہیں۔ ایک روز جناب رسول خدا منبر پر تشریف لے گئے۔ اور فرمایا۔ جو شخص کوئی مال یا قرض چھوڑ جائے۔ پس وہ اُس کے وارث کا ہے اور اداء قرض اُس کا مجھ پر ہے اسی سبب سے آنحضرتؐ کو نفوس اُمت سے اولویت ہوئی اور اسی طرح جناب امیرؑ بعد آنحضرتؐ اولیٰ نفوس امت پر تھے۔ حدیث موثق میں حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبولؐ کے دس نام تھے پانچ قرآن میں ہیں اور وہ نام محمدؐ و احمد و عبد اللہ و یٰسین و نون ہیں۔ اور جو قرآن میں نہیں وہ فاتح و خاتم و کافی و مقفی و حاشر ہیں۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرتؐ کا مزمل اس واسطے نام رکھا کہ جس وقت وحی نازل ہوئی تھی۔ اس وقت حضرتؐ جسم مبارک چادر سے چھپائے تھے اور خطاب مدثر باعتبار رجعت آنحضرتؐ قبل قیامت ہے یعنی اے شخص کہ کفن میں لپٹا ہوا ہے بار دگر زندہ ہو اور لوگوں کو بار دگر عذاب پروردگار سے ڈرائے۔ روایت کثیر میں وارد ہے کہ حضرت رسول مقبولؐ نے فرمایا۔ حق تعالیٰ نے مجھے اور علیؑ کو ایک نور سے پیدا کیا۔ اور میرے دو نام اپنے ناموں سے مشتق کئے۔ پس خداوند عرش پر محمود ہے اور میں محمدؐ اور خدا تعالیٰ علی اعلیٰ ہے اور امیر المومنین

علیؑ ہے۔ ابن بابویہ نے بسند صحیح حضرت امام باقرؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کا نام صحف ابراہیمؑ میں ماحی اور توریت میں عاد اور انجیل میں احمد اور قرآن میں محمدؐ۔ لوگوں نے پوچھا۔ ماحی کس وجہ سے نام ہے امامؑ نے فرمایا۔ یعنی محو کرنے والا بتوں اور قمار اور صورتوں اور ہر معبود باطل کا۔ لیکن معنی عاد یعنی دشمنی کرنے والا دشمنان خدا سے خواہ وہ یگانے ہوں یا بیگانے معنے احمد کے یہ ہیں کہ حق تعالیٰ نے جا بجا تعریف حضرت کی بوجہ افعال شائستہ و پسندیدہ فرمائی ہے اور محمدؐ کی تاویل یہ ہے کہ خدا اور فرشتگان پیغمبران و رسولان امت نے تعریف حضرت کی فرمائی ہے اور درود حضرت پر بھیجا ہے اور نام حضرت کا عرش پر محمدؐ رسول اللہ لکھا ہے اور صفار نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول مقبولؐ کے قرآن میں دس نام ہیں۔ محمدؐ۔ احمدؐ۔ عبداللہ۔ طٰہٰ۔ یٰسین۔ نون۔ مزمل۔ مدثر۔ ذکر۔ رسول۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ وَمَا كَانَ مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ۔ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ۔ و لما قام عبد الله کادوا یکونون علیه لبدًا۔ وطٰہٰ۔ ما انزلنا علیک القرآن لتشقی ویٰسین والقرآن الحکیم۔ ونون والقلم وما یسطرون۔ ویا ایها المزمل۔ ویا ایها المدثر۔ وانزلنا الیکم ذکراً رسولاً۔ حضرت صادق نے فرمایا کہ ذکر نام ہے آنحضرت سے ہے اور ہم اہل ذکر ہیں۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے قرآن میں حکم فرمایا۔ کہ جو کچھ نہ جانو اہل ذکر سے پوچھو۔ اور بعض علماء نے چار سو نام آنحضرتؐ کے قرآن سے نکالے ہیں اور مشہور یہ ہے کہ نام حضرت کا توریت میں موذ موذ اور انجیل میں طاب۔ طاب اور زبور میں فارقلیط ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ انجیل میں فارقلیط ہے لیکن اسماء اور القاب آنحضرتؐ کے اکثر علماء نے قرآن مجید سے استخراج کئے ہیں علاوہ ان اسمائے مبارکہ کے جو نقل ہو چکے ہیں۔ شاہد۔ شہید۔ مبشر۔ بشیر۔ نذیر۔ داعی۔ سراج۔ منیر۔ رحمۃ للعالمین و رسول اللہ و خاتم النبیین و نبی۔ امی۔ نور۔ نعمت ورؤف۔ رحیم۔ منذر۔ مذکر و نجم و شمس و حم و سماوتین۔

فصل دوم

رسالتؐ پناہ کے نور مبارکہ کے اذکار عالیہ

ابتدائے نور شریف آنحضرتؐ کا بیان بسند معتبر ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا۔ میں اور علیؑ ایک نور سے پیدا ہوئے اور جانب راست عرش تسبیح خدا پیدائش آدمؑ سے دو ہزار سال قبل کرتے تھے اور جب خدا نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا۔ اس وقت اس نور کو پشت آدمؑ میں جگہ دی۔ اور

جب حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا۔ وہ نور ان میں تھا۔ اور ہمیشہ خدا ہمارے نور کو اصلاب پاکیزہ سے رحمہائے مطہرہ میں منتقل فرماتا رہا۔ یہاں تک کہ عبدالمطلب تک وہ نور پہنچا۔ اس وقت اس نور کے دو حصے کئے۔ مجھے صلب عبداللہ میں اور علیؑ کو صلب ابوطالب میں رکھا مجھے پیغمبری اور برکت دی۔ اور علیؑ کو فصاحت و شجاعت۔ میرے لئے دو نام اپنے نام سے مشتق فرمائے۔ پس خداوند صاحب عرش محمود ہے اور میں محمدؐ ہوں اور خداوند بزرگوار علیؑ اعلیٰ ہے اور میرا بھائی علیؑ ہے میرے لئے رسالت و پیغمبری عطا ہوئی اور علیؑ کے لئے وصایت و امامت اور فیصلہ حکم بحق لوگوں میں۔ بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ محمدؐ و علیؑ دو نور نزدیک حق تعالیٰ کے تھے دو ہزار سال قبل ایجاد خلائق جب ملائکہ نے یہ دو نور دیکھے ایک کو اصل پایا اور اس سے ایک شعاع لامع و ساطع تھی کہ وہ اس کی فرع تھی۔ پس عرض کیا۔ خداوندا یہ نور کس کا ہے ارشاد جناب باری ہوا۔ یہ نور میرے نور سے ہے۔ اصل اس کی پیغمبری اور فرع اس کی امامت ہے پیغمبری محمدؐ سے ہے کہ وہ بندہ اور رسول میرا ہے اور امامت علیؑ سے کہ وہ حجت اور خلیفہ میرا ہے اور اگر یہ نور نہ ہوتے تو میں کوئی خلق پیدا نہ کرتا۔ حدیث معتبر دیگر میں آنحضرتؐ سے منقول ہے۔ کہ حق تعالیٰ نے حضرت رسول مقبولؐ سے خطاب فرمایا۔ کہ اے محمدؐ تجھے اور علیؑ کو ایک نور سے خلق کیا ہے یعنی ایک روح بے بدن سے قبل پیدائش آسمان و زمین و عرش و دریا پس تم دونو ہمیشہ تسبیح و تہلیل و تمجید کرتے رہے اور مجھے بوحدانیت و عظمت یاد کیا کئے۔ اس لئے میں نے تمہاری دونوں روحوں کو باہم جمع کر کے ایک کر دیا۔ وہ بہ پاکی و بزرگی مجھے یاد کرتی رہی۔ پس اس روح کو دو قسم کیا۔ اور اس سے محمدؐ و علیؑ و حسنؑ و حسینؑ کو پیدا کیا۔ حق تعالیٰ نے فاطمہ کو نور تنہا سے پیدا کیا۔ اور اس سے ایک روح بلا جسم کو پیدا کیا۔ چنانچہ وہ نور ہم اہل بیت میں جاری و ساری ہے۔ حدیث معتبر میں حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے۔ کہ ہمیشہ حق تعالیٰ واحد و منفرد و یگانگی میں تھا۔ اور سوائے اس کے کوئی نہ تھا۔ پس محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ کو خلق فرمایا۔ اور بعد ہزار سال کے جمیع اشیاء کو خلق فرمایا۔ اور ان اشیاء کو ان کی پیدائش پر گواہ کیا۔ اور اطاعت ان کی جمیع مخلوقات پر واجب کی اور امور خلق ان کو سپرد کئے اور یہ کوئی کام نہیں کرتے مگر حکم خدا سے اور کسی کام کا ارادہ نہیں کرتے مگر مشیت الٰہی سے اور حضرت امام حسن عسکریؑ سے منقول ہے کہ حضرت رسول مقبولؐ نے فرمایا۔ بہشت فردوس میں ایک چشمہ ہے کہ شہد سے شیریں اور مسکہ سے نرم اور برف سے خنک اور مشک سے زیادہ تر خوشبو ہے اور اس چشمہ میں ایک طینت ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اور میرے شیعوں کو اس طینت سے خلق کیا ہے اور جو اس طینت سے نہیں وہ ہم سے اور ہمارے شیعوں سے نہیں اور دوسری حدیث میں فرمایا۔ کہ میں نے اپنے جد حضرت رسولؐ سے سنا ہے۔ فرماتے تھے۔ میں نور خدا سے پیدا ہوا ہوں اور میرے اہل بیت

میرے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور محبانِ اہل بیت نور اہل بیت سے پیدا ہوئے ہیں باقی لوگ آتش جہنم سے ہیں۔ ابو سعید خدری سے بسند معتبر منقول ہے کہ ایک شخص نے رسول خداؐ سے قول حق تعالیٰ کی تفسیر پوچھی کہ شیطان سے حق تعالیٰ نے خطاب فرمایا۔ جبکہ اُس نے سجدۂ آدمؑ سے انکار کیا۔ قولہ تعالیٰ استکبرت امکنت من العالین کہ آیا تکبر کیا تو نے یا تھا تو بلند مرتبہ والوں سے۔ اس شخص نے پوچھا۔ وہ بلند مرتبہ کون ہیں جن کا مرتبہ بلند ہے ملائکہ سے بھی۔ حضرت نے فرمایا۔ میں اور علیؑ اور فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ۔ کیونکہ ہم سراپردۂ عرش الٰہی ہیں۔ تسبیح و تہلیل کرتے تھے اور ملائکہ ہماری تسبیح سے تسبیح کرتے تھے دو ہزار سال قبل پیدائش حضرت آدمؑ کے جب حق تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا کیا۔ اور فرشتوں کو حکم دیا کہ سب سجدہ کریں۔ سب فرشتوں نے سجدہ کیا۔ مگر شیطان نے انکار کیا۔ اور سجدہ نہ کیا۔ اس وقت حق تعالیٰ نے خطاب کیا۔ آیا تکبر کیا تو نے یا تھا تو بلند مرتبہ والوں سے کہ سجدہ کریں آدمؑ کو بغیر اُن پانچ بزرگواروں کے جن کے نام سرا پردہ عرش الٰہی پر لکھے ہیں۔ اور حدیث میں معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے اور امام جعفر صادقؑ سے کہ حق تعالیٰ نے حضرت رسول مقبولؐ کو اس طینت سے پیدا کیا جو مثل موتی کے عرش کے نیچے تھی۔ اور اس کی زیادتی طینت سے علی ابن ابی طالب کو پیدا کیا۔ اور زیادتی طینت علیؑ سے ہم اہل بیت کو پیدا کیا۔ اور ہماری زیادتی طینت سے قلوب شیعہ کو ہمارے پیدا کیا۔ اس سبب سے ہمارے شیعوں کے قلوب ہماری طرف مائل و مشتاق ہیں اور ہمارے دل اُن کی طرف مہربان ہیں مثل مہربانی پدر بفرزند اور ہم ان کے لئے بہتر ہیں سب سے اور یہ ہمارے لئے بہتر ہیں سب سے اور بسند معتبر امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے محمدؐ و علیؑ اور گیارہ امام کو ان کی ذریت سے اپنے نور عظمت سے پیدا کیا۔ یہ بزرگوار پرتو نور خدا میں اس کی تسبیح اور عبادت قبل پیدائش کرتے تھے۔ حدیث معتبر میں جناب صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے چودہ ہزار سال قبل پیدائش خلق چودہ نور پیدا کئے اور وہ نور ارواح ہمارے تھے۔ لوگوں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ کون وہ چودہ ارواح ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ اور نو امام فرزندان حسینؑ سے کہ آخر امام ان کا حضرت قائمؑ ہیں اور وہ غائب ہوں گے۔ اور بعد غائب ہونے کے پھر ظاہر ہوں گے۔ دجال کو ہلاک اور زمین کو جور و ستم سے پاک کریں گے۔ اور بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت رسول مقبولؐ سے پوچھا گیا۔ کہ کس وجہ سے آپ کی ذات سب پیغمبروں سے افضل اور برتر ہوئی۔ حالانکہ سب کے بعد آپ مبعوث ہوئے۔ حضرت نے فرمایا۔ اس لئے کہ میں ان میں سے پہلا ہوں۔ جنہوں نے اپنے پروردگار کا اقرار کیا۔ اور پہلے جواب کہا۔ جس وقت عہد و میثاق پیغمبروں سے حق تعالیٰ نے لیا۔ اور اُن کو اُن پر گواہ کیا۔ اور کہا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ۔ سب نے

کہا۔ ہاں۔ پس فرمایا۔ میں نے ان سب میں سے پہلے اقرار کیا۔ اس وجہ سے مجھے سب پر سبقت ہے۔ کہ سب سے پہلے میں نے اقرار اپنے پروردگار کا کیا۔ اور دوسری حدیث میں ان حضرت سے منقول ہے۔ کہ جب حق تعالیٰ نے ارواح کو پیدا کیا۔ تو سامنے اپنے رکھا۔ اور خطاب کیا۔ کہ تمہارا پروردگار کون ہے پہلے جس نے جواب دیا۔ رسول خدا اور علیؑ امیر المومنین اور گیارہ فرزندان کے تھے۔ اور کہا پروردگار ہمارا تو ہی ہے۔ لہذا حق تعالیٰ نے علم اور دین اُن پر دامنح کیا۔ بعد اس کے فرشتوں سے حق تعالیٰ نے کہا۔ کہ یہ خزینہ دار ہمارے علم دین کے ہیں اور امین ہمارے تمام مخلوق پر ہیں۔ میرے علوم کو ان سے دریافت و استغفار کرو فرزندان آدمؑ سے خطاب کیا۔ اور کہا اقرار کرو واسطے خدا کے اس کی پروردگاری پر اور واسطے اس گروہ کے محبت اور ولایت اور فرمانبرداری پر سب نے عرض کی۔ اے پروردگار ہم نے اقرار کیا۔ پھر حق تعالیٰ نے ملائکہ سے ارشاد فرمایا۔ گواہ رہو اور آئندہ یہ نہ کہو کہ ہم غافل تھے۔ انہوں نے عرض کی ہم گواہ ہیں۔ جناب صادقؑ فرماتے ہیں۔ بخدا سوگند ہماری ولایت پر پیغمبروں کو تاکید فرمائی اور بروز الست ان سے عہد و میثاق لیا۔ اور شیخ ابوالحسن بصری نے کتاب انوار تاریخ ولادت سیّد ابرار میں لکھا ہے اور بسند خود عبداللہ بن عباس اور ایک اور جماعت صحابہ سے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے چاہا محمد صلعم کو پیدا کرکے فرشتوں سے کہا۔ میں چاہتا ہوں ایک خلق پیدا کروں اور ان کو شرافت و فضیلت جمیع خلائق پر دوں۔ اور ان کو بہترین اگلے اور پچھلے کا کروں اور شفیع روز قیامت کروں اور اگر ان کو نہ پیدا کرتا تو بہشت و دوزخ کو بھی پیدا نہ کرتا۔ تم کو لازم ہے کہ ان کی منزلت کو پہچانو اور ان کو بوجہ ان کی کرامت اور میری عظمت کے بزرگ جانو۔ فرشتوں نے کہا۔ اے ہمارے اللہ اور اے ہمارے سیّد بندوں کو اپنے آقا پر اعتراض نہیں ہوتا۔ ہم سب نے سُنا اور اقرار کیا۔ اور اطاعت کی۔ پس حق تعالیٰ نے جبرئیلؑ اور حاملان عرش کو حکم دیا۔ کہ تربت نورانی حضرت رسول مقبولؐ کو موضع ضریح مقدس سے اٹھالیں اس وقت جبرائیلؑ اس تربت کو آسمان پر لے گئے اور چشمۂ سلسبیل میں غوطہ دیا۔ یہاں تک کہ مثل موتی سفید پاکیزہ ہوئی۔ اس طرح ہر روز اس کو ایک نہر میں نہر ہائے بہشت کے اندر لے جاتے اور ملائکہ کو دکھلاتے تھے فرشتے جب نور اور ضیا کو دیکھتے تحیۃ و سلام و اکرام کرتے اور جس صف میں کہ صفہائے ملائکہ سے اس کو دکھلاتے وہ اس کے فضل کا اقرار کرتے اور عرض کرتے کہ اگر ہم کو حکم سجدہ کا ہو ہم سجدہ کریں۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ حق تعالیٰ تھا اور کوئی چیز نہ تھی۔ پس پہلے جو چیز پیدا کی وہ نور اپنے حبیب محمد مصطفےٰ کا تھا۔ اس کو چار سو چوبیس ہزار سال قبل پیدائش آب و عرش و کرسی و آسمان و زمین و لوح و قلم و بہشت و دوزخ و ملائکہ پیدا کیا۔ جب نور حضرت پیغمبر کو پیدا کیا۔ ہزار سال

اپنے رب کے سامنے کھڑا رہا۔ اور حمد و ثنا کرتا رہا۔ اور حق تعالیٰ نظر رحمت اس نور کی جانب رکھتا تھا۔ اور فرماتا تھا۔ کہ تو ہی مراد و مقصود خلق عالم سے ہے اور تو ہی برگزیدہ خلق سے ہے۔ میں اپنی عزت اور جلال کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر تو نہ ہوتا۔ تو میں آسمان کو پیدا نہ کرتا۔ جو تجھے دوست رکھے میں اس کو دوست رکھتا ہوں اور جو تجھے دشمن رکھے اور تیری پیروی نہ کرے میں اسے دشمن رکھتا ہوں۔ نور حضرت کا چمکتا تھا۔ اور شعاع بلند ہوتی تھی پھر حق تعالیٰ نے اس نور سے بارہ حجاب پیدا کئے۔ حجاب قدرت۔ حجاب عظمت اور حجاب عزت و حجاب ہیبت و حجاب جبروت و حجاب رحمت و حجاب نبوت۔ و حجاب کبریا و حجاب منزلت و حجاب رفعت و حجاب سعادت و حجاب شفاعت حق تعالیٰ نے حکم فرمایا۔ نور محمدیؐ کو کہ حجاب قدرت میں داخل ہو۔ وہ نور بارہ ہزار سال اُس حجاب میں یہ تسبیح کہتا رہا۔ سبحان ربی الاعلیٰ اور حجاب عظمت میں گیارہ ہزار سال یہ کہا کیا سبحان عالم السر و اخفی۔ اور حجاب عزت میں دس ہزار سال کہا کیا سبحان الملک المنان اور حجاب ہیبت میں نو ہزار سال کہا کیا سبحان من ھو غنی لایفتقر اور حجاب جبروت میں آٹھ ہزار سال کہا کیا سبحان کریم الاکرم۔ اور حجاب رحمت میں سات ہزار سال کہا کیا سبحان رب العرش العظیم اور حجاب نبوت میں چھ ہزار سال کہا کیا سبحان ربك رب العزت عما یصفون اور حجاب کبریا میں پانچ ہزار سال کہا کیا سبحان عظیم الاعظم اور حجاب منزلت میں چار ہزار سال کہا کیا سبحن العلیم الکبیر اور حجاب رفعت میں تین ہزار سال کہا کیا سبحان من یزیل الاشیاء و لا یزول اور حجاب شفاعت میں ایک ہزار سال کہا کیا سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان العظیم۔ حضرت امیر المومنین نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے نور محمدیؐ سے بیس دریائے نور پیدا کئے اور ہر دریا میں ایک ایسا علم تھا۔ کہ بغیر خدا کے کوئی نہ جانتا تھا۔ پس حکم فرمایا نور حضرت کو کہ دریائے عزت اور دریائے صبر اور دریائے خشوع اور دریائے تواضع اور دریائے رضا اور دریائے وفا اور دریائے پرہیزگاری اور دریائے خشیت اور دریائے انابت اور دریائے عمل اور دریائے صدق اور دریائے امانت اور دریائے جود اور دریائے علم اور دریائے مزید اور دریائے ہدایت اور دریائے عصیانت اور دریائے حیا اور دریائے حلم میں جائے۔ غرضیکہ ان بیسوں دریاؤں میں غوطہ کھایا۔ جب آخر دریا سے باہر آیا حق تعالیٰ نے وحی کی۔ کہ اے حبیب میرے اور اے بہترین پیغمبران اور اے بہترین بندگان اور اے ابتدائے آفرینش اے آخر رسولاں تو ہی شفیع روز جزا ہے۔ یہ سُن کر نور شریف حضرت رسول مقبولؐ نے سجدہ کیا۔ اور جب سر سجدہ سے اُٹھایا۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار نور کے قطرے جبین مطہر سے گرے۔ پس ہر قطرہ نور حضرت رسولؐ سے ایک پیغمبر حق تعالیٰ نے خلق فرمایا۔ وہ سب نور حضرت رسولؐ کے نور پر طواف کرتے تھے اور کہتے تھے سبحان من ھو عالم لا یجھل

سبحان من ھو حلیمٌ لا یعجل سبحان من ھو غنی لا یفتقر۔ اس وقت جناب احدیت سے سب کو ندا ہوئی آیا مجھے پہچانتے ہو۔ اس وقت نور محمدیؐ نے سب نوروں سے پہلے جواب دیا۔ انت اللہ الذی لا الٰہ الّا انت وحدک لاشریک لک رب الارباب وملک الملوک۔ آواز آئی تو ہی میرا برگزیدہ اور دوست میرا اور تیری امت بہتر سب امتوں سے ہے بعد اس کے نور حضرت سے ایک جوہر پیدا کیا۔ اس کو دو حصے کیا ایک کو بنظر ہیبت دیکھا۔ وہ حصہ آب شیریں ہوا۔ دوسرے کو بنظر شفقت دیکھا۔ اور اس سے عرش کو پیدا کیا۔ اور عرش کو پانی پر قرار کیا۔ کرسی کو نور عرش سے پیدا کیا۔ اور نور کرسی سے نور لوح کو پیدا کیا۔ اور نور لوح سے قلم کو پیدا کیا۔ اور قلم کو حکم دیا۔ کہ لکھ میری توحید قلم اس کلام ملک علام کے سننے سے (۱) ہزار سال بیہوش رہا اور جب ہوش میں آیا کہا اے پروردگار کیا چیز لکھوں فرمایا لکھ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ قلم نے جب یہ نام سنا سجدہ کیا۔ اور کہا سبحان اللہ الواحد القہار سبحان اللہ العظیم الاعظم پھر سر سجدہ سے اٹھا کر شہادتین کو لکھا۔ اور کہا اے پروردگار محمدؐ کون ہے جس کے نام کو اپنے نام کے ساتھ اور اس کی یاد کو اپنی یاد کے ساتھ تو نے نزدیک کیا۔ حق تعالیٰ نے وحی کی اے قلم اگر وہ نہ ہوتا۔ تو میں تجھے اور دوسری مخلوق کو پیدا نہ کرتا۔ مگر اسی کے سبب سے یہ آفرینش ہوئی۔ وہی ہے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور روشن کرنے والا چراغ نور کا۔ اور شفاعت کرنے والا۔ اور دوست میرا ہے۔ قلم نے حلاوت نام مبارک محمدیؐ سے کہا۔ السلام علیک یا رسول اللہ حضرت نے جواب دیا علیک السلام منی ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اس دن سے سلام کرنا سنت اور سلام کا جواب دینا واجب ہوا۔ پھر حق تعالیٰ نے قلم کو فرمایا۔ میری قضا و قدر کو لکھ اور جو کچھ میں پیدا کرنے والا ہوں تا بہ قیامت اس کو بھی لکھ۔ اس وقت خدا نے چند فرشتے پیدا کئے کہ محمدؐ اور آل محمدؐ پر صلوات بھیجیں اور واسطے شیعوں کے تا قیامت استغفار کریں۔ اس کے بعد خدا نے نور محمدیؐ سے بہشت کو پیدا کیا۔ اور چار صفت سے اس کو زینت بخشی۔ تعظیم و جلالت و امانت و سخاوت اور بہشت کو دوستوں اور اہل طاعت آنحضرتؐ کے لئے قرار دیا اور آسمانوں کو پانی کے دھوئیں سے پیدا کیا۔ اور اس کے کف سے زمین کو پیدا کیا۔ اس وقت زمین مانند کشتی کے حرکت میں تھی لہٰذا اس کے استحکام اور قرار کے واسطے پہاڑوں کو پیدا کیا۔ تب زمین قائم ہوئی۔ پھر ایک فرشتہ پیدا کیا۔ کہ زمین کو اس نے اٹھایا۔ اور ایک بہت بڑا پتھر پیدا کیا کہ پاؤں اس فرشتہ کے اوپر ٹھہرے اور ایک بہت بڑی گائے پیدا کی اور اس پتھر کو اس پر ٹھہرایا۔ اور ایک بہت بڑی مچھلی پیدا کی کہ اس کی پیٹھ پر گائے کھڑی ہوئی اور اس مچھلی کو پانی پر ٹھہرایا اور پانی کو ہوا پر اور ہوا کو ظلمت پر اور جو کچھ ظلمت کے نیچے ہے پس اسے بغیر خدا کوئی نہیں جانتا۔ پس عرش کو دو نور سے منور کیا۔ ایک نور فضل اور دوسرا نور عدل۔ نور فضل سے عقل و حلم و سخاوت پیدا فرمائی اور عقل سے

خوف و بیم اور حلم سے رضا و خوشنودی اور حلم سے مودت اور سخاوت سے محبت پیدا کی۔ پس ان سب صفات کو طینت محمدؐ اور اہل بیت میں خمیر کیا۔ بعد اس کے ارواح مومنین کو پیدا کیا اور بعد اس کے چاند سورج ستارے۔ رات دن روشنی سیاہی اور جمیع ملائکہ کو نور محمدیؐ سے پیدا کیا۔ بعد ازاں اس نور کو تہتر[۴۳] ہزار سال سدرۃ المنتہیٰ میں ساکن فرمایا۔ بعد اس کے ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی جانب منتقل فرمایا۔ یہاں تک کہ آسمان اوّل تک پہنچا۔ آسمان اوّل میں ساکن رہا۔ یہاں تک کہ خدا نے چاہا کہ حضرت آدمؑ کو پیدا فرمائے۔ اس وقت جبرئیلؑ کو حکم کیا۔ کہ زمین پر جا کر ایک قبضہ خاک زمین سے بدنِ آدمؑ کے لئے لائے۔ ابلیس لعین جبرئیلؑ سے پہلے زمین پر آیا۔ اور زمین سے کہا۔ خدا چاہتا ہے تجھ سے ایک خلق پیدا کرے اور اسے آگ سے عذاب کرے۔ تجھے لازم ہے کہ جب ملائکہ آئیں ان سے کہہ میں پناہ مانگتی ہوں خدا سے کہ مجھ سے کوئی چیز لے جائیں کہ آگ میں اس کا حصہ ہو۔ جب جبرئیلؑ نازل ہوئے۔ زمین نے پناہ مانگی۔ جبرئیلؑ پھر گئے اور عرض کی اے پروردگار زمین نے تجھ سے پناہ مانگی پس مجھے رحم آیا۔ پس اسی طرح میکائیلؑ اور اسرافیلؑ آئے اور واپس گئے۔ اس وقت حق تعالیٰ نے عزرائیلؑ کو بھیجا۔ حسب معمول زمین نے خدا سے پناہ مانگی۔ عزرائیلؑ نے کہا۔ میں بھی پناہ اپنے خدا سے مانگتا ہوں کہ اُس کی نافرمانی کروں پس ایک قبضہ ہر قسم اور ہر رنگ سفید و سرخ و سیاہ و زرد و نرم و درشت زمین سے اُٹھایا اور اسی وجہ سے خلق اور رنگ فرزندانِ آدمؑ کا مختلف ہوا۔ اس وقت حق تعالیٰ نے عزرائیلؑ کو وحی فرمائی۔ کہ تو نے کیوں زمین پر رحم نہ کیا جس طرح اوروں نے رحم کیا۔ عزرائیل نے عرض کی اے پروردگار تیری اطاعت و فرمانبرداری اس پر رحمت سے بہتر تھی۔ پس حق تعالیٰ نے وحی فرمائی۔ میں چاہتا ہوں اس خاک سے ایک خلق پیدا کروں کہ پیغمبران و شایستگان و اشقیا و بدکاران میں ہوں اور تجھے قابض ارواح ان سب کا مقرر کروں۔ پھر جبرئیلؑ کو حکم ہوا۔ کہ وہ قبضۂ سفید نورانی جس سے طینت پیغمبر آخر الزمان اور اصل جمیع مخلوقات کی ہے۔ حاضر کرے۔ جبرئیلؑ ملائکہ کروبین و ملائکہ صافون و مسبحون کے ہمراہ تربت ضریح مقدس آنحضرت رسول مقبولؐ آئے اور ایک قبضۂ خاک اُٹھا کر اس کو آب تسنیم و تعظیم و تکریم و تکوین و رحمت و خوشنودی و عفو میں خمیر کیا۔ پس سر مطہر حضرت رسولؐ کو ہدایت سے اور سینہ کو شفقت سے اور ہاتھوں کو سخاوت سے اور دل کو صبر و تلقین سے اور فرج یعنی شرمگاہ کو عفت سے اور پاؤں کو شرف سے اور نفس کو بوئے خوش سے پیدا کیا۔ پھر اس طینت کو طینتِ آدمؑ میں مخلوط کیا۔ جب آدمؑ کا جسم مبارک درست ہوا۔ اس وقت فرشتوں کو حکم ہوا۔ کہ میں ایک بشر مٹی سے پیدا کرتا ہوں۔ جب اس کو درست کروں اور اس میں روح پھونکوں اور وہ روح داخل بدن ہو۔ اس وقت تم سب کے سب اس کے قریب سجدہ کرو۔ یہ سُن کر ملائکہ جسد مبارک آدمؑ کو بہشت میں

لئے ہوئے منتظر حکم تھے کہ جس وقت وحی آئے اسی وقت سجدہ کریں۔ پس روح کو حکم ہوا کہ بدن آدمؑ میں داخل ہو۔ روح نے مکان تنگ دیکھ کر داخل ہونے سے پناہ مانگی۔ حکم ہوا کراہت سے اندر جا اور کراہت سے باہر آنا۔ جس وقت روح آنکھوں میں پہنچی۔ حضرت آدمؑ نے اپنے جسد مبارک کو دیکھا اور آواز تسبیح ملائکہ سنی۔ جب روح دماغ میں پہونچی۔ اس وقت چھینک آئی۔ پس خدا تعالیٰ نے گویائی عطا فرمائی۔ حضرت آدمؑ نے کہا۔ الحمد للہ اور یہ پہلا کلمہ ہے حضرت آدمؑ نے جس سے کلام کیا۔ حق تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ یرحمک اللہ اے آدمؑ واسطے رحمت کے تجھے میں نے پیدا کیا اور رحمت کو تیرے لئے اور تیری اولاد کے لئے خلق کیا۔ جبکہ مثل اس کے کلام کریں۔ اسی سبب سے چھینکنے والے پر دعا کرنا سنت ہوا اور کوئی چیز شیطان پر اس سے زیادہ گراں نہیں کہ چھینکنے والے پر دعا کریں۔ اس وقت حضرت آدمؑ نے عرش کی طرف نظر کی۔ دیکھا کہ عرش پر لکھا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اسمائے اہل بیت حضرت رسولؐ کو بھی دیکھا کہ عرش پر لکھے ہیں۔ اور جب روح ساق مبارک تک پہنچی اور ہنوز پاؤں تک نہ پہنچی تھی۔ حضرت آدمؑ نے چاہا کہ کھڑے ہو جائیں اور نہ کھڑے ہو سکے اسی سبب سے خدا نے فرمایا ہے کہ خلق الانسان من عجل یعنی پیدا ہوا ہے آدمی جلدی کرنے والا کاموں میں۔ اور حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ روح ایک سَو سال آدمؑ کے سر میں تھی اور سَو سال سینہ میں تھی اور سَو سال پیٹھ میں تھی اور سَو سال رانوں میں تھی اور سَو سال پنڈلیوں میں اور سَو سال پنجوں میں۔ جب ٹھیک کھڑے ہوئے اس وقت خدا نے ملائکہ کو فرمایا۔ کہ سجدہ کرو۔ اور یہ حکم بعد ظہر روز جمعہ تھا۔ ملائکہ سجدے میں تھے کہ وقت عصر آدمؑ نے عقب سے صدائے تسبیح و تہلیل و تقدیس الٰہی مانند صدائے مرغ سُنی۔ عرض کی اے پروردگار یہ کیا آواز ہے حکم ہوا یہ تسبیح محمدؐ عربی کی ہے کہ بہترین اوّلین و آخرین سے ہے۔ سعادت مند ہے وہ جو اطاعت اس کی کرے اور بدبختی اس کے لئے ہے جو اس کی نافرمانی کرے۔ اے آدمؑ لے میرے عہد کو اور نہ رکھ اس کو مگر صلب ہائے پاکیزہ میں اور رحمہائے طیبہ میں زنانِ عفیفہ اور پشتہائے پاکیزہ مردانِ پاک میں۔ آدمؑ نے عرض کی بارالٰہا بسبب اس مولود سراپا مسعود کے رونق و شرف و حسن و وقار کو میرے تو نے زیادہ کیا۔ پھر حق تعالیٰ نے طینت پہلوئے آدمؑ سے حوا کو پیدا کیا۔ خواب نے حضرت آدمؑ پر غلبہ کیا۔ جب بیدار ہوئے اور حوا کو اپنے پاس دیکھا۔ کہا تو کون ہے۔ کہا میں حوا ہوں۔ حق تعالیٰ نے مجھے تمہارے لئے پیدا کیا ہے۔ آدمؑ نے کہا۔ کیا اچھی تیری صورت ہے۔ اور خلقت۔ اس وقت حق تعالیٰ نے آدمؑ کو وحی فرمائی۔ کہ یہ میری کنیز ہے اور تو میرا بندہ ہے اور میں نے تجھے بہشت کے لئے پیدا کیا ہے۔ مجھ کو برپا کی یاد کر اور میری حمد و سپاس کر۔ اے آدمؑ مجھ سے حوا کی خواستگاری کر اور اس کا مہر دے۔ آدمؑ نے عرض کی۔ مہر اس کا کیا ہے فرمایا مہر اس کا یہ ہے کہ محمدؐ و آل محمدؐ پر دس مرتبہ درود

بھیج پس حضرت آدمؑ نے عرض کی۔ اے پروردگار ان نعمتوں کے عوض جب تک زندہ رہوں میں تیری حمد و سپاس کروں گا۔ پس حوا کو حضرت آدمؑ کے ساتھ تزویج کیا۔ قاضی خداوند عالمیان اور عقد کنندہ جبرئیل امین تھے اور ملائکہ مقربین گواہ ہوئے۔ ملائکہ عقب آدمؑ کھڑے ہوئے۔ آدمؑ نے کہا اے پروردگار ملائکہ میرے پیچھے کس لئے کھڑے ہیں۔ حکم ہوا اس لئے کہ نور محمدیؐ کو دیکھیں کہ اس نور کو میں نے تیرے صلب میں منتقل کیا ہے۔ آدمؑ نے عرض کی اے پروردگار اس نور کو میرے آگے سامنے رکھ دے کہ ملائکہ میرے سامنے کھڑے رہیں۔ پس ملائکہ برابر آدمؑ کے صف بہ صف کھڑے ہوئے۔ آدمؑ نے عرض کی نور محمدیؐ ایسے مقام پر رہے کہ میں دیکھ سکوں۔ حق تعالےٰ نے اس نور کو انگشت شہادت آدمؑ میں جگہ دی۔ اور نور علیؑ کو بیچ کی انگلی میں اور نور فاطمہؑ کو اس انگلی کے بعد اور نور حسنؑ کو اس کے بعد اور نور حسینؑ کو انگوٹھے میں ظاہر کیا۔ اور ہمیشہ یہ سب نور حضرت آدمؑ سے مانند آفتاب درخشاں رہے اور آسمان و زمین و عرش و کرسی و سراپردہ ہائے عظمت و جلال ان انوار متبرکہ سے منور و روشن رہا کئے۔ جب حضرت آدمؑ کو منظور ہوتا تھا۔ کہ حوا سے مقاربت کریں۔ ان کو فرماتے وضو کریں۔ اور کہتے خدا اس نور کو تیری روزی کرے گا۔ اور یہ امانت و میثاق خدا ہے۔ پس ہمیشہ وہ نور آدمؑ کے ہمراہ تھا۔ یہاں تک کہ حضرت حوا حاملہ ہوئیں اور حضرت شیثؑ رحم طاہرہ حضرت حوا میں تشریف لائے اور وہ نور پیشانی حضرت حوا میں آیا۔ پس ملائکہ حضرت حوا پاس آئے۔ اور تہنیت و مبارکباد دیتے۔ جب شیثؑ متولد ہوئے نور محمدیؐ جبین شیثؑ میں چمکتا جبرئیلؑ نے ایک پردہ حوا اور شیثؑ کے درمیان حائل کر کے شیثؑ کو پوشیدہ کر دیا جب حضرت شیثؑ حد بلوغ کو پہونچے اس وقت آدمؑ نے بلایا۔ اور فرمایا۔ اے فرزند اب زمانہ میری مفارقت کا نزدیک ہے میرے قریب آ کہ تجھ سے عہد و پیمان لوں جس طرح حق تعالیٰ نے مجھ سے عہد لیا۔ پھر آدمؑ نے سر مبارک بجانب آسمان بلند کیا۔ اور حق تعالیٰ نے مراد آدمؑ کی معلوم کر کے فرشتوں کو حکم دیا کہ تسبیح و تقدیس ترک کر کے اپنا بال پیٹی اور ساکنان بہشت نے بحکم خدا غرفہائے بہشت سے جھانکنا شروع کیا۔ اور صدائیں دروازہ ہائے بہشت اور نہر ہائے بہشت سے موقوف ہوگئیں۔ اور سب کے سب آواز آدمؑ کے منتظر تھے اس وقت حق تعالیٰ نے وحی کی۔ اے آدمؑ کیا چاہتا ہے بیان کر۔ آدمؑ نے عرض کی۔ اے خالق نفس و روشنی بخش قمر و شمس مجھے تو نے جس طرح چاہا پیدا کیا اور میرے سپرد نور مقدس کیا جس کی وجہ سے میں نے کرامتیں معائنہ کیں۔ اب وہ نور میرے فرزند شیثؑ میں منتقل ہوا۔ میں چاہتا ہوں اس سے عہد و پیماں لوں جس طرح تو نے مجھ سے عہد لیا۔ حکم ہوا اے آدمؑ اپنے فرزند شیثؑ سے عہد لے اور جبرئیلؑ و ملائکہ کو گواہ کر۔ پھر حق تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو حکم فرمایا۔ کہ زمین پر جا اور ستر ہزار ملائکہ اپنے ہمراہ لے جا اور ہر ایک فرشتہ

علم و تسبیح ہاتھ میں لئے تھا۔ اور جبرئیلؑ کے ہاتھ میں ایک حریر اور ایک قلم تھا۔ پس آدمؑ سے مخاطب ہو کر کہا۔ خدا
نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ اپنے فرزند شیثؑ سے وہ عہد و پیماں لے اور لکھ مجھے اور
میکائیلؑ اور جمیع ملائکہ کو گواہ کر۔ حضرت آدمؑ نے وہ نامہ لکھا۔ اور جبرئیلؑ نے وہ نامہ مہر کر کے شیثؑ کے سپرد
کیا۔ اور لباس سُرخ پہنایا۔ کہ نور آفتاب سے روشن اور خوش رنگ زیادہ تھا اور کسی کا سیا ہوا نہ تھا۔ بلکہ خداو
عالم نے حکم فرمایا تھا ہو اور پیدا ہو گیا۔ پس نور محمدیؐ ہمیشہ پیشانی شیثؑ میں چمکتا رہا۔ یہاں تک کہ شیثؑ نے محاوا
بیضاء سے تزویج کیا۔ اور حضرت جبرئیلؑ نے اس حوریہ کا حضرت شیثؑ سے عقد کیا۔ اور جب اس سے ہم بستر ہو
انوشؑ حمل میں آ گئے۔ اس وقت منادی نے آسمان سے ندا کی۔ کہ اے بیضا گوارا اور مبارک باد ہو کہ حق تعالیٰ
نے نور سید پیغمبراں اور بہترین گذشتگان اور آئندگان کو تیرے سپرد کیا۔ جب انوشؑ حد بلوغ کو پہنچے۔ شیثؑ نے
عہد و پیمان لیا۔ اور نور محمدیؐ قینانؑ ان کے فرزند میں منتقل ہوا۔ اور اُن سے ملائیلؑ اور اُن سے الیارؑد اور اُن
اخنوخؑ ہیں کہ ادریسؑ ہیں۔ اور ادریسؑ سے متوشلخؑ اور متوشلخؑ سے ملکؑ میں اور اُن نوح علیہ السلام میں۔
اور نوحؑ سے سامؑ اور سامؑ سے ارفخشدؑ اور اُن سے عابرؑ اور ان سے فالغؑ اور اُن سے ارغوؑ اور اُن سے
شارغؑ اور اُن سے ناخورؑ اور اُن سے تارخ اور اُن سے ابراہیم علیہ السلام اور اُن سے اسمٰعیل علیہ السلام
اور اُن سے قیدارؑ اور اُن سے ہمیسعؑ اور اُن سے نبتؑ اور اُن سے یشجبؑ اور اُن سے اود اور اُن سے
عدنانؑ اور اُن سے معد اور اُن سے نزار اور اُن سے مضر اور اُن سے الیاس اور اُن سے مدرکہ اور اُن سے خزیمہ
اور اُن سے کنانہ اور اُن سے قصیٰ اور اُن سے لوی اور اُن سے غالب اور اُن سے فہر اور اُن سے عبد مناف
اور ان سے ہاشم ہیں کہ ان کو عمرو العلا کہتے تھے منتقل ہوا۔ اور نور حضرت رسول مقبولؐ ہمیشہ پیشانی ہاشم
میں اس قدر تاباں و درخشاں تھا۔ کہ جب مسجد الحرام میں جاتے ہمیشہ روئے انور سے روشنی آسمان پر جاتی۔
اور اہل مکہ اس حال کے مشاہدہ سے تعجب کرتے اور جب آپ بطن عاتکہ سے متولد ہوئے تو دو گیسو مانند گیسوہائے
اسمٰعیل سر اقدس پر تھے۔ کہ نور ان کا جانب آسمان ساطع تھا۔ اور قبائل عرب ہر طرف سے دیکھنے کو مکہ میں آئے
کاہنوں کو تشویش ہوئی۔ بت فضیلت حضرت رسالت مآبؐ میں گویا ہوئے جس سنگ و کلوخ کی جانب گذر ہوتا۔
بقدرت خدا گویا ہوتے اور کہتے اے ہاشم بشارت ہو عنقریب تمہاری ذریت سے ایک فرزند پیدا ہوگا کہ نزدیک
حق تعالیٰ گرامی ترین خلق و شریف ترین عالم ہوگا۔ یعنی محمد مصطفےٰؐ کہ خاتم پیغمبران ہے اور جب ہاشم اندھیرے میں
جاتے روشنی نور محمدیؐ ہر طرف اندھیرے میں چمکتی۔ جب وقت وفات عبد مناف آیا۔ ہاشم سے عہد و پیمان
لیا۔ کہ نور حضرت رسالتؐ پناہ کو نہ سونپے مگر رحمہائے پاکیزہ ترین زنان مسلمہ و صالحہ نجیبہ میں حضرت ہاشم
نے قبول عہد فرمایا۔ بادشاہان وقت آرزو کرتے تھے کہ ہم اپنی لڑکی ہاشم کو دیں اور مال و ہدایا بھیجنے کہ

شاید ہاشم راضی ہو جائیں اور حضرت ہاشم جب جانب کعبہ آتے سات بار طواف کرتے اور پردہ ہائے کعبہ میں لپیٹتے تھے ۔ جو شخص حضرت ہاشم کے پاس آتا اس کی بزرگی کرتے ننگوں کو کپڑا پہناتے ۔ بھوکوں کو کھلاتے محتاجوں اور پریشانوں کی حاجت روائی کرتے ۔ قرضداروں کا قرض ادا کرتے اور ہرگز دروازہ مہمانوں اور مہمان داری سے نہ بند کرتے تھے اور جب ولیمہ یا اطعام فرماتے اس قدر کھانا پکواتے کہ آدمیوں سے بچ رہتا اور وہ بچا ہوا وحشیوں اور جانوروں کو دیا جاتا ۔ آوازۂ کرم حضرت ہاشم تمام جہان میں مشہور ہوا ۔ اور بادشاہی مکہ آپ پر مسلم ہوئی اور جمیع امور متعلق کعبہ مثل کلید برداری اور آب زمزم حاجیوں کو دینا اور حجابت کعبہ اور مہمانداری حاجیوں کی یہ سب کام حضرت ہاشم سے متعلق ہوئے اور علم حضرت نزار و کمان اسمٰعیل پیراہن حضرت ابراہیمؑ و نعلین شیثؑ و انگوٹھی نوح صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین ان سب کو میراث میں لیا ۔ پس حضرت ہاشم حاجیوں کو بزرگ جانتے اور حاجت روائی حاجیوں کی فرماتے ۔ اور جب چاند ماہ ذوالحجہ کا نکلتا لوگوں کو حکم فرماتے کہ کعبہ معظمہ کے پاس جمع ہوں ۔ پس خطبہ پڑھتے اور فرماتے تھے ۔ اے گروہ مردم بتحقیق کہ تم امان یافتگان خدا اور ہمسائیگان خانہ خدا ہو ۔ اور اس فصل میں زیارت کرتے خانۂ خدا کے آتے ہیں اور یہ لوگ مہمان خدا کے ہیں ۔ لازم ہے کہ مہمانوں کو اوروں سے بزرگ جانو ۔ حق تعالیٰ نے تم کو اس کرامت سے مخصوص کیا ہے ۔ اور اب بہت جلدی حاجی تمہاری طرف ژولیدہ و گرد آلود ہر جانب سے آتے ہیں یہ مہمان خدا کے ہیں ان کی طرفداری کرو ان کو بزرگ رکھو تاکہ خدا تم کو بزرگ رکھے ۔ اس نصیحت سے کار قریش مالہائے عظیم حاجیوں کے لئے لاتے اور حضرت ہاشم حاجیوں کے لئے چمڑے کے حوض بنواتے ۔ اور آب زمزم سے بھرواتے ۔ ساتویں دن سے ضیافت حاجیوں کی شروع ہوتی منیٰ و عرفات میں کھانا بھجواتے اتفاقاً ایک سال مکہ میں قحط پڑا ۔ اور کچھ بھی موجود نہ تھا جس سے حاجیوں کی دعوت کریں ۔ مگر کچھ اونٹ تھے ان کو شام میں بیچنے کو بھیجا اور بیچ ڈالا ۔ اور ان کی قیمت جس قدر ملی سب حاجیوں کی دعوت اور مہمانداری میں خرچ فرمائی ۔ اور ایک رات کا کھانا اپنے واسطے نہ رکھا ۔ اس سبب سے آوازۂ کرم حضرت ہاشم اطراف عالم میں پہنچا ۔ اور تمام جہان میں آپ کی ہمت کا شہرہ ہوا ۔ اور یہ خبر جب نجاشی بادشاہ حبشہ اور قیصر بادشاہ روم کو پہونچی ان لوگوں نے نامے لکھے اور ہدیے بھیجے اور خواہش و التماس کی کہ ہم سے ہماری لڑکیاں قبول کریں شاید نور محمدیؐ ان کے شکم میں منتقل ہو ۔ اس لئے کہ کاہنوں ۔ رہبانوں اور عالموں نے ان کو خبر دی تھی کہ وہ نور حضرت ہاشم کی پیشانی میں ہے مگر حضرت نے کسی کی لڑکی قبول نہ فرمائی اور اپنے عزیزوں میں سے جو لوگ حسب نسب میں نجیب الطرفین تھے اُن سے اسندعا کی اور اپنی شادی فرمائی اور تین لڑکے پیدا ہوئے ۔ اسد و نضر و صیفی اور چار لڑکیاں صعصعہ و رقیہ و شعثا و خلادہ مگر وہ نور اسی طرح پیشانی ہاشم میں تاباں رہا ۔ اور اس سبب سے زیادہ محزون رہا کرتے ۔

ایک رات خانۂ کعبہ کے گرد طواف کر رہے تھے اور الحاج وزاری بارگاہ باری میں فرماتے اور دعا کرتے تھے خداوندا مجھے ایسا فرزند عطا فرما جس میں یہ نور منتقل ہو۔ ناگاہ نیند نے غلبہ کیا۔ اور آپ سو گئے۔ اس وقت آواز ہاتف آئی۔ کہ سلمیٰ دختر عمرو کہ طاہرہ پاکدامن گناہوں سے ہے اس کی خواستگاری کرو۔ اور مہر زیادہ دو کہ مثل اس کے دوسری عورت نہ ملے گی۔ اور اس سے تم کو فرزند عطا ہوگا۔ کہ اس سے سید پیغمبراں پیدا ہوگا۔ ہاشم خائف و ترساں جو تکے اور اپنے بھائی مطلب اور بھتیجوں کو جمع کیا۔ اور ان سے خواب بیان کیا عبدالمطلب نے کہا اے بھائی جس عورت کا تم نام لیتے ہو وہ قبیلہ بنی النجار سے ہے۔ ہرچند کے وہ صاحب عفت ہیں ولیکن تم ان لوگوں سے شرافت و نسب میں افضل ہو اور تمام بادشاہ تم سے خواستگار ہیں اگر تمہارا قصد یہی ہے تو مجھ کو اجازت دو کہ تمہارے لئے خطبہ کروں۔ ہاشم نے کہا۔ اپنا کام اپنے ہی سے خوب ہوتا ہے۔ میں چاہتا ہوں تجارت کروں اور شام میں جاؤں اور اثنائے راہ میں اس زن کریمہ کی خواستگاری کروں۔ پس اسباب سفر مہیا کیا۔ اور اپنے بھائی حضرت مطلب اور بھتیجوں کو ہمراہ لیا۔ اور متوجہ مدینہ ہوئے۔ نور محمدیؐ نے جو پیشانی حضرت ہاشم میں ساطع تھا تمام مدینہ کو روشن اور تمام گھروں کو منور کر دیا۔ سب لوگ حاضر ہو کر جمع ہوئے اور کہا تم لوگ کون ہو۔ ہرگز ہم نے تم سے بہتر خوبصورت آدمی نہیں دیکھے خصوصاً یہ صاحب نور جس کے جمال نے تمام شہر کو روشن کر دیا ہے مطلب نے کہا ہم اہل خانۂ خدا اور ہم ساکنانِ حرم حق تعالیٰ ہیں۔ ہم اولاد لوی بن غالب سے ہیں۔ اور یہ صاحب نور روشن میرا بھائی ہاشم بن عبد مناف ہے۔ ہم خواستگاری کو تمہارے پاس آئے اور تم لوگ جانتے ہو اس میرے بھائی کی تمام بادشاہوں نے استدعا کی ہے اور اس نے انکار کیا۔ اب خواہش و رغبت یہ ہے کہ کرے کہ خطبہ سلمیٰ کا باپ بھی ان لوگوں میں تھا۔ اس نے جواب دیا۔ آپ لوگ صاحبان عزت و فخر و شرف و سعادت و فتوت و جود و کرم ہیں اور جس لڑکی کا آپ نے خطبہ فرمایا۔ وہ میری دختر ہے اور خود مختار ہے وہ کل سے اکابر زنان قبیلۂ بنی قینقاع کے ہمراہ گئی ہے اگر یہاں تھوڑی دیر توقف فرمائیں عنایت ہوگی۔ ورنہ اگر آپ جانا چاہتے ہیں تو اختیار ہے اب فرمایئے آپ میں کون شخص ہے جس نے خواستگاری کی ہے۔ کہا یہ صاحب نور لامع و شعاع ساطع چراغ بیت اللہ الحرام مصباح ظلام صاحب جود و اکرام ہاشم بن عبد مناف ہے۔ پدر سلمیٰ نے کہا۔ بہتر بہتر ہم بلند پایہ ہوئے سر ہمارا اوج رفعت پر پہنچا۔ اب ہماری رغبت اس کی طرف زیادہ ہے۔ جو ہماری طرف ہے۔ ولیکن وہ دختر ہماری خود مختار ہے میں آپ کے ہمراہ چلوں گا۔ اے بہترین زوّار و فخر قبیلۂ نزار اس وقت آپ توقف فرمائیں۔ پس پدر سلمیٰ نے حضرت ہاشم اور ان کے اقارب کو بہ نہایت عزت و حرمت مہمان رکھا۔ اور انواع و اقسام کا ضیافت و دعوت میں اہتمام کیا۔ کچھ اونٹ اسی وقت نحر کر کے متعدد خوان کھانے کے حاضر کئے۔ جمیع مردمان مدینہ و قبیلۂ اوس و خزرج مشاہدۂ جمال حضرت ہاشم کو حاضر ہوئے۔ علمائے یہود نے حضرت ہاشم کے جمال مبارک پر نظر کی۔

جہان روشن ان کی آنکھوں میں تاریک ہوا۔ اس لئے کہ اپنی کتابوں یعنی تورایت وغیرہ میں پڑھ چکے تھے کہ یہ علامت اور نور پیغمبر آخر الزمانؐ کا ہے۔ پس مشاہدۂ جمال نور محمدیؐ سے ملول وگریاں ہوئے۔ تمام اہل شہر نے پوچھنا شروع کیا کہ تمہارے رونے کا کیا سبب ہے۔ یہود نے کہا۔ یہ نور علامت اس شخص کی ہے کہ وہ بہت جلد ظاہر ہوگا۔ اور خونریزی کرے گا۔ ملائکہ اس کی مدد کریں گے۔ اور ہماری کتاب میں اس کا نام ماحی ہے یہ نور وہی ہے کہ ظاہر ہوا ہے پس تمام یہود اس خبر کے سننے سے رونے لگے اور سب نے حضرت ہاشم کی طرف سے دل میں دشمنی ٹھان لی۔ اور اس روز سے نور محمدیؐ کے بجھانے کا قصد کیا۔ جب دوسرا دن ہوا۔ ہاشم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا۔ کہ جامہائے فاخرہ پہنیں اور خود سروں پر رکھیں اور زرہیں زیب تن کریں اور علم نزار کو بلند کریں۔ یہ سن کر سب نے لباس ہائے فاخرہ پہن کر حضرت ہاشم کو بیچ میں لے لیا جس طرح چاند ستاروں کی جھرمٹ میں ہوتا ہے۔ اور اس شان وشوکت سے کہ غلام آگے آگے اور خدم وحشم پیچھے پیچھے روانہ بازار قینقاع ہوئے۔ اور پدر سلمیٰ مع اکابر قوم وجماعت یہود ہمراہ خدمت میں چلے۔ جب نزدیک بازار پہنچے ساکنان شہر واطراف نزدیک و دور وہاں موجود تھے۔ سب نے اپنے اپنے کام چھوڑ دیئے اور محو نور جمال ہاشم ہوئے ہر طرف سے آکر ہجوم کر لیا۔ اور سلمیٰ بھی اس گروہ میں محو جمال ہاشم تھی۔ ناگاہ باپ نے اُس سے کہا۔ میں تجھے بشارت دیتا ہوں ایسے امر کی جو موجب سرور وشادی اور باعث فخر وعزت ابدی ہو۔ سلمیٰ نے کہا۔ وہ بشارت کون سی ہے۔ باپ نے کہا یہ آفتاب اوج عزت وماہ برادرج شرافت جسے تو دیکھ رہی ہے تیری خواستگاری کو آیا ہے اور اطراف جہاں میں کریم وسخی وعفیف مشہور ہے۔ یہ سن کر سلمیٰ نے بکمال شرم وحیا سر جھکا لیا۔ اور باپ نے فحوائے کلام سے رضامندی وخوشنودی سمجھ لی۔ پس ہاشم نے ایک جامہ وخیمہ حریر سرخ برپا کیا۔ گرد خیمہ سراپردہ کھینچی اور خیمہ میں رونق افروز ہوئے۔ اہل شہر ہر طرف سے آکر جمع ہوئے اور حالات دریافت کرتے تھے۔ جب حقیقت حال پر مطلع ہوئے۔ شعلۂ حسد ان کے سینوں میں بھڑکنے لگا۔ اس لئے کہ سلمیٰ حسن وجمال وعفت وآداب وسیرت خلق وکمال میں یکتائے زمان اور نادرۂ دوران تھی اس وقت شیطان بصورت پیرمرد سلمیٰ کے پاس آیا اور کہا کہ میں اصحاب ہاشم سے ہوں۔ تجھے نصیحت کرنے آیا ہوں۔ واضح ہو اگرچہ حسن وجمال اس مرد میں واقعی بہت ہے جیسے تو نے خود دیکھا۔ ولیکن عورتوں سے بہت کم راغب ہے اور جس عورت سے صحبت کرتا ہے۔ دو مہینے سے زیادہ اس کو نہیں رکھتا۔ بکثرت عورتوں سے مباشرت وصحبت کر کے ان کو طلاق دے چکا ہے۔ لڑائی میں شجاع نہیں۔ بلکہ ڈرپوک ہے۔ سلمیٰ نے کہا۔ اگر تو سچ کہتا ہے میں ہرگز اس سے رغبت نہ کروں گی۔ اگرچہ قلعہ ہائے خیبر کو میرے لئے سونے سے بھر دے۔ پھر ابلیس لعین دوسرا بھید بدل کر اصحاب ہاشم کی صورت میں سلمیٰ پاس آیا۔ اور بہت کچھ برائیاں مثل سابق بیان کیں۔ پھر تیسری شکل بدل کر انہیں باتوں کو دہرایا۔ جب پدر سلمیٰ آیا۔ اور اسے غمگین وملول پایا۔ پوچھا۔ اے سلمیٰ تو اداس

اور آج چُپ چاپ کیوں ہو۔ یہ دن شادی و خوشی و سرور کا ہے کہ عزت و مکرمت ابدی تجھے میسّر ہوئی۔ سلمیٰ نے کہا۔ اے بابا تمہارا ارادہ ہے۔ کہ مجھے ایسے شخص سے تزویج کرو۔ جو عورتوں سے رغبت نہیں رکھتا۔ لڑائیوں میں ترساں و خائف ہے اور بکثرت عورتوں کو طلاق دے چکا ہے۔ باپ نے جب یہ سُنا ہنسا۔ اور کہا۔ جن صفات کا تو نے ذکر کیا یہ شخص ان صفات کا متصف نہیں بلکہ جود و کرم و سخاوت و شجاعت میں یہ شخص ضرب المثل ہے اور کثرت مہمانداری و فراوانی گوشت و استخوان سے جو مہمانوں کے واسطے مہیا کرتا ہے اُسے ہاشم کہتے ہیں اور ہرگز اس نے کسی عورت کو طلاق نہیں دیا۔ شجاعت و جوانمردی میں شہرۂ آفاق ہے۔ خوشخوئی و خوش بیانی میں بے مثل ہے۔ بیشک جس نے تجھ سے اس کی برائیاں بیان کیں وہ شیطان رجیم ہے۔ جب دوسرا دن ہوا۔ سلمیٰ نے ہاشم کو دیکھا محبت نور پیشانی انور سے بیتاب ہو کر قاصد سے کہلا بھیجا۔ کہ آپ میرے کل کے روز خواستگاری کریں اور جو مہر میرا باپ مانگے آپ اقرار کر لیں۔ میں اپنے مال سے آپ کی کفالت کروں گی۔ پس دوسرے دن ہاشم مع اصحاب کبار خیمۂ پدر سلمیٰ میں آئے۔ ہاشم و مطلب اور یہ چچیرے بھائی صدر مجلس میں بیٹھے۔ مطلب نے کہا اے اہل شرافت و کرامت ہم اہل بیت اللہ الحرام ہیں و صاحبان مشاعر عظام ہیں۔ ہماری طرف رجوع جمیع خلائق ہے اور تم خود ہماری شرافت و بزرگی جانتے ہو۔ تم پر ظاہر ہے کہ نور باہرۂ محمدیؐ حق تعالیٰ نے ہم سے مخصوص کیا ہے اور ہم فرزندان لوی بن غالب ہیں۔ اور وہ نور محمدیؐ حضرت آدمؑ سے منتقل ہوتا ہوا ہمارے پدر عبد مناف تک پہنچا۔ اور اُن سے ہمارے بھائی ہاشم میں منتقل ہوا۔ اب خدا نے ہم کو تمہاری طرف بھیجا ہے کہ ہاشم کے لئے تمہاری دختر کی خواستگاری کریں۔ پس سلمیٰ کے باپ اور چچا نے کہا۔ کہ البتہ تحیت و کرامت تمہارے ہی لئے ہے۔ ہم نے تمہارا ہی خطبہ قبول کیا۔ اور تمہاری خواستگاری منظور کی۔ ولیکن ہم عادت قدیم سے مجبور ہیں کہ مہر گراں اور ذیشاں میں مقدم ہے اور اگر یہ عادت قدیم نہ ہوتی تو ہم ہرگز ذکر نہ کرتے۔ مطلب نے کہا۔ ہم بعوض مہر ایک سَو اُونٹ سیاہ چشم و سُرخ مو دینگے۔ پس ابلیس لعین جو کہ حاضرین میں موجود تھا رونے لگا۔ اور پدر سلمیٰ کے پاس جا کر کہا۔ مہر زیادہ کرو۔ پدر سلمیٰ نے کہا اے بزرگان قوم کیا قدر میری بیٹی کی تمہارے نزدیک اسی قدر ہے۔ مطلب نے کہا۔ ہم ہزار مثقال طلا بھی دیں گے۔ پھر شیطان نے اشارہ کیا۔ کہ اور زیادہ چاہو۔ پدر سلمیٰ نے کہا اے جوان ہمارے حق میں کمی ہے۔ مطلب نے کہا۔ ایک خروار عنبر اور دس جامۂ مصری اور دس جامۂ عراقی ہم نے زیادہ کئے۔ پھر شیطان نے کہا۔ اور زیادہ مانگ۔ پدر سلمیٰ نے کہا۔ آپ کا ہم پر احسان اور کچھ زیادہ فرمائیے۔ مطلب نے کہا۔ ہم پانچ لونڈیاں بھی ان کی خدمت میں دیں گے۔ پھر شیطان نے اشارہ کیا۔ کہ اور زیادہ چاہو۔ پدر سلمیٰ نے کہا۔ آپ جو کچھ دیں گے وہ آپ ہی کا ہے۔ مطلب نے کہا۔ کہ دس اوقیہ مشک اور پانچ قدح کافور اور اضافہ کیا۔ پھر شیطان نے چاہا۔ کہ وسوسہ کرے۔ پدر سلمیٰ نے آواز دی۔ اے

پیر بدضمیر دور ہو۔ تو نے مجھے اس محفل میں خجل کیا۔ پس مطلب نے شیطان کو لعنت ملامت کر کے خیمے سے نکال دیا۔ اور یہودی بھی ذلیل و خوار خیمے سے نکل گئے۔ یہودیوں کے سردار نے پدر سلمیٰ سے کہا۔ کہ یہ مرد پیر حکیم و دانا ترین شام و عراق ہے۔ اس کی تدبیر سے کیوں انکار کرتے ہو اور ہم رضامند نہیں ہیں کہ اپنی لڑکی سوائے اہل شہر کسی کو دو۔ پس چار سو نفر یہود جو یہاں موجود تھے۔ سب نے تلواریں کھینچ لیں اور سامنے آکھڑے ہوئے سادات اہل حرم چالیس مرد تھے انہوں نے بھی تلواریں کھینچیں۔ مطلب نے سردار یہود پر حملہ کیا اور حضرت ہاشم ابلیس لعین پر جھپٹے۔ ابلیس بھاگا۔ حضرت ہاشم نے نزدیک پہنچ کر اُسے زمین پر دے مارا۔ جب نور محمدیؐ اس پر چمکا ایک نعرہ کیا اور مثل ہوا ہاتھ سے نکل گیا۔ جب ہاشم نے مطلب پر نظر کی دیکھا کہ رئیس یہود کو دو ٹکڑے کر دیا ہے۔ بغرضیکہ ہاشم اور اصحاب ہاشم نے بہت یہود کو واصل جہنم کیا۔ جب یہ خبر مدینہ پہنچی مرد و عورت دوڑے اور بیشتر یہودی مارے گئے۔ باقی کو ہزیمت ہوئی اور عداوت حضرت رسول مقبولؐ اُن کے دلوں میں محکم ہو گئی۔ پس ہاشم نے فرمایا۔ اب میرے خواب کی تعبیر پوری ہوئی۔ پدر سلمیٰ نے مطلب اور ہاشم سے التماس کیا۔ کہ اب آپ ہاتھ لوٹائیے اور شادی کو مبدل باندوہ نہ فرمائیے۔ پس ہاشم اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے اور اسباب ولیمہ مہیا کر کے جمیع حاضرین کو کھانا کھلایا۔ پدر سلمیٰ نے سلمیٰ سے کہا۔ تو نے شجاعت ہاشم کی دیکھی۔ اگر میں التماس نہ کرتا تو ایک یہود کو زندہ نہ چھوڑتے۔ سلمیٰ نے کہا۔ اے پدر میرے حق میں بہتر اور مناسب معلوم ہو مجھے منظور ہے۔ ملامت و شماتت حاسدین سے پرواہ نہ کرو۔ پدر سلمیٰ اہل حرم کے پاس آیا۔ اور کہا۔ اے صاحبو اندوہ کینہ اپنے سینہ سے نکال ڈالو میری دختر ہدیہ ہے اور کسی چیز کی میں تم سے آرزو نہیں کرتا۔ مطلب نے کہا۔ جو میں نے کہا ہے اس سے زیادہ دوں گا۔ یہ کہہ کر ہاشم سے مخاطب ہوئے اور کہا اے برادر جو میں نے کہا تم اس سے راضی ہو گے۔ ہاشم نے اقرار کیا۔ اس وقت سب نے آپس میں مصافحہ کیا۔ اور پدر سلمیٰ نے مال و زر و مشک و عنبر وکافور بیشمار ہاشم و مطلب اور جمیع اصحاب پر نثار کئے۔ سب نے جانب مدینہ مراجعت کی۔ اور نور محمدیؐ پیشانیٔ نورانی سلمیٰ سے ساطع ہوا۔ تمام اہل یثرب نے بسبب اس کرامت عظمیٰ کے سلمیٰ کو تہنیت و مبارکباد دی۔ اس نور سے حسن سلمیٰ مضاعف ہوا۔ زنانِ مدینہ معاینۂ نور سے حیران و ششدر تھیں۔ جس سنگ و کلوخ و شجر پر گذر ہوتا تہنیت دیتے اور تحیت و اکرام کرتے اور ہمیشہ داہنی جانب سے آواز آتی۔ کہ السلام علیک یا سید البشر سلمیٰ ان غرائب کو ہاشم سے بیان کرتی اور لوگوں سے پوشیدہ رکھتی۔ یہاں تک کہ ایک رات منادی ندا کرتا ہے تجھے بشارت ہو کہ حق تعالیٰ نے فرزند بہترین اہل شہر و صحرا عنایت فرمایا۔ جب سلمیٰ نے یہ ندا سنی تو اس دن سے حضرت ہاشم سے ہم بستری نہ چاہی۔ ہاشم چند روز مدینہ میں رہے بعد اس کے سلمیٰ سے رخصت ہوئے اور کہا اے سلمیٰ میں نے وہ امانت تیرے سپرد کی جو حق تعالیٰ نے آدمؑ کے سپرد کی تھی۔ اور آدمؑ نے شیثؑ کو ان کے بعد اکابرین دین اس نور مبین کو ایک دوسرے کے سپرد کرتے آئے۔ یہاں تک کہ یہ نور بزرگوار

مجھ تک پہنچا۔ اور میری کرامت بسبب اس نور کے دو چند ہوئی اور اب اس نور کو میں نے بحکم پروردگار تیرے سپرد کیا۔
میں تجھ سے عہد و پیمان لیتا ہوں کہ اس نور کی نگہبانی و حفاظت کرنا اور اگر میرے پیچھے یہ فرزند پیدا ہو۔ تو لازم ہے
اپنی آنکھوں کا تارا اور جان سے زیادہ عزیز رکھنا۔ اگر ہو سکے تو ایسا انتظام کرنا۔ کہ کوئی اسے نہ دیکھے اس لئے کہ اس
کے دشمن بہت ہیں۔ خصوصاً یہود کہ ان کی عداوت پہلے ہی دن ظاہر ہوگئی۔ اور اگر اس سفر سے میں بخیریت واپس
نہ آؤں یا تم کو خبر وفات میری پہنچے۔ لازم ہے اس کی حفاظت اور کرامت میں تقصیر نہ کرنا۔ اور جب سن شباب پہونچے
حرم خدا میں لے جانا اور اس کے چچاؤں سے علیحدہ نہ کرنا کہ خانۂ خدا خانۂ عزت و نصرت ہمارا ہے۔ سلمیٰ نے کہا یہ
سب باتیں میں نے سُنیں اور بجان و دل قبول کیں۔ لیکن اپنی مفارقت سے تم نے میرے دل کو دردناک کیا۔ خدا سے
سوال ہے کہ جلد تم کو مجھ تک واپس لائے۔ پس ہاشم مع برادران و اقارب باہر تشریف لائے اور سب کے سامنے
آکر کہا۔ اے بھائیو موت وہ چیز ہے کہ جس کسی کو چارہ نہیں اور تم سے غائب ہوتا ہوں نہ معلوم پھروں یا نہ پھروں،
لہٰذا تم کو وصیت کرتا ہوں کہ آپس میں ایک دوسرے پر شفیق و مہربان رہنا۔ اور ایک دوسرے سے جدا نہ
ہونا۔ کہ بادشاہوں اور رئیسوں کے نزدیک باعث ذلت و خواری ہے۔ بوجہ عزت و دولت کے دشمن تم سے طمع رکھتے
ہیں۔ اور برادر مطلب کو میں تم پر خلیفہ مقرر کرتا ہوں۔ اس لئے کہ وہ میرے نزدیک عزیز ترین خلق ہیں۔ اگر میری
وصیت پر عمل کرو۔ پس ان کو اپنا پیشوا جانو اور اگر کلید برادری کعبہ و سقایت زمزم و علم جدم نزار اور جو کچھ کہ پیغمبروں
سے مجھ کو ملا ہے۔ سب ان کے سپرد کروگے فیروزمند و سعادتمند ہوں گے۔ اور دوسری وصیت تم کو یہ کرتا ہوں وہ فرزند
جو شکم سلمیٰ میں ہے اس کی شان عظیم اور مرتبۂ بزرگ ہے۔ کسی چیز میں میری مخالفت نہ کرنا۔ ان سب نے کہا۔ ہم نے سُنا
اور اطاعت آپ کے قول اور ارشاد کی قبول کی۔ و لیکن ہمارے دلوں کو اس وصیت سے آپ نے غمگین کیا۔ پس
ہاشم جانب شام روانہ ہوئے اور جب منزل مقصود پر پہونچے اور اسباب فروخت کیا متاع مناسب خرید فرمائے۔
اور تحفہ و ہدایا سلمیٰ کے واسطے خرید کر کے چاہا جانب مدینہ سفر کریں ناگاہ بیمار ہوگئے۔ اور رفیقوں سے چھوٹ
گئے روز بروز مرض شدید ہوتا گیا۔ اکثر رفقا اور غلاموں سے فرمایا۔ کہ میں علامات مرگ مشاہدہ کرتا ہوں اور گویا اس
درد سے رہائی نہ ہوگی۔ تم لوگ مکہ پھر جاؤ اور جب مدینہ میں پہونچو سلمیٰ سے میرا سلام کہو اور اس کو تعزیت دو اور
در بارۂ فرزند اس کو وصیت کرو کہ کوئی غم مجھے سوائے فرزند نہیں پس بعد دو روز کے آثار مرگ ظاہر ہوئے اور
لشکر موت متواتر پہونچے۔ فرمایا بٹھاؤ اور دوات و کاغذ طلب کیا۔ جب دوات و کاغذ حاضر کیا۔ بعد نام جناب ایزدی
لکھا کہ یہ بندۂ ذلیل لکھتا ہے اس وقت میں کہ جب فرمان مولا پہونچا کہ اسباب باندھے اور اس جہان فانی سے
جانب عالم جاودانی کوچ کرے۔ امابعد یہ نامہ اس وقت میں نے لکھا ہے کہ جب میری جان کشاکش مرگ
میں تھی۔ اور کسی کو اس سے چارہ نہیں۔ واضح ہو کہ میں نے اپنا مال تجھ کو بھیجا ہے کہ مساوی آپس میں تقسیم کر لو۔

اور وہ کریم کہ تم سے دور ہے اور نور و شرف اس کے ہمراہ ہے یعنی سلمیٰ اس کو فراموش نہ کرنا اور میں تم کو وصیت
کرتا ہوں کہ اس کے فرزند کے حق میں رعایت و احترام کرنا اور پیام میرا سلمیٰ کو پہونچانا اور کہنا کہ آہ آہ میں دیدار
فرزند ارجمند سے بہرہ مند نہ ہوا۔ سلام و رحمت خدا قیامت تک تم پر ہو۔ پس نامہ لپیٹا۔ اور مہر کر کے ہمراہیوں کے
سپرد کیا۔ اور کہا مجھے لٹا دو۔ جب لیٹے آسمان کی جانب نظر کی۔ اور کہا اے رسولِ پروردگار بحق نور مصطفیٰ جس کا
میں حامل تھا۔ مجھ سے مدارا کر۔ جب یہ کہا بآسانی عالم بقا کو رحلت فرمائی۔ گویا چراغ روشن تھا او بجھ گیا۔ پس
غسل و کفن دے کر بعض مواضع شام میں اس معدن کرم و انعام کو دفن کیا۔ اور جانب مکہ روانہ ہوئے۔ جب
مدینہ طیبہ میں پہونچے صدا بتالہ وا ہاشما بلند ہوئی۔ اس آواز دردناک کے سننے سے زنان و مردان مدینہ اپنے
گھروں سے دوڑے۔ سلمیٰ اور پدر سلمیٰ نے مع عزیزوں کے غم ہاشم میں جامے چاک کئے اور سلمیٰ نے فریاد
کی وا ہاشما کرم و عزت و حرمت میری اور میرے فرزند کی تمہارے مرنے سے کون کرے گا۔ پس سلمیٰ نے شمشیر
ہاشم کھینچکر اشتران و اسپان ہاشم کو پے کیا۔ اور ان سب کی قیمت اپنے مال سے دی۔ اور وصی ہاشم سے کہا۔
کہ مطلب سے میرا سلام کہو۔ اور کہو کہ میں تمہارے بھائی کے عہد و پیمان و میثاق پر ہوں اور اب ان کے بعد
دوسرے مرد مجھ پر حرام ہیں۔ جب اموال و غلامانِ ہاشم مکہ میں پہونچے۔ زنانِ مکہ نے بال کھولے گریبان چاک کئے اور
مراسم تعزیت اس طرح ادا کئے کہ زمین و آسمان اُن پر روئے۔ جب وصیت نامہ ہاشم کھولا گیا مصیبت و اندوہ از سر نو
تازہ ہوا۔ اور بموجب وصیت مطلب کو رئیس و پیشوا کیا۔ علم اکرم نزار و کلید برداری کعبہ معظمہ و سقایت زمزم و مہمانداری حاجیان
حرم و کمانِ اسمٰعیلؑ و نعلین شیثؑ و پیراہن ابراہیمؑ و انگشتری نوحؑ اور تمام تبرکات انبیاء سب مطلب کے سپرد کیا۔ جب وقت
وضع حمل سلمیٰ قریب ہوا۔ وہ کسل و بے چینی جو عورتوں کو ہوتی ہے سلمیٰ کو نہ ہوئی۔ ناگاہ آواز ہاتف آئی کہ اے زینت
زنانِ بنی النجار اپنے فرزند ارجمند کو چھپا لینا۔ اور لوگوں سے پوشیدہ رکھنا۔ کہ تمام مردیان عالم اس سے سعادت مند
ہونگے۔ سلمیٰ نے جب یہ صدائے ہاتف سُنی دروازے بند کر کے پردے ڈال دیئے اور کسی کو اپنے حال کی خبر نہ کی۔ ناگاہ دیکھا۔
ایک نور حجاب زمین سے آسمان تک حائل ہو گیا تاکہ شیطان پاس نہ آئے۔ پس شیبۃ الحمد متولد ہوئے اور نور محمدیؐ ان
میں چمک رہا تھا۔ بعد ایک ساعت کے متبسم ہوئے جب ان کو گود میں لیا تو ایک سفید بال سر پر دکھائی دیا۔ اس وجہ سے
شیبۃ الحمد ان کا نام ہوا۔ اور سلمیٰ نے ایک مہینہ لوگوں سے مخفی رکھا۔ اور کوئی مطلع نہ ہوا۔ بعد ایک مہینہ کے جب
زنانِ قبیلہ کو معلوم ہوا مبارکباد کو آئیں اور غرائب احوال مولود مسعود سے متعجب ہوئیں۔ جب دو مہینے کے ہوئے چلنے لگے۔
یہودیوں نے دیکھ کر حسد کیا۔ اور بغض و کینہ سے بیتاب ہو گئے۔ اس لئے کہ علامت نور سے جانتے تھے کہ یہ نواسی پیغمبر
کا ہے جو ان کو قتل اور ان کے دین کو برطرف کرے گا۔ اور جب سات برس عمر شریف سے گذرے جوان باقوت
و شوکت و صولت ہوئے بارہائے گراں اٹھاتے اور اطفال کو اٹھا کر دے مارتے۔ اتفاقاً ایک شخص قبیلہ بنی الحارث

سے ایک حاجت لے کر حاضر ہوا۔ اس کی نظر ایک لڑکے پر پڑی جس کے چہرے سے نور چمکتا تھا۔ اور لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ پس وہ شخص قریب آیا۔ اور تماشا دیکھنے لگا۔ حسن صورت اور خوبی سیرت شبیۃ الحمد سے حیران ہوکر کہنے لگا۔ زہے سعادتمند وہ شخص جس کے شہر میں تو رہے۔ شبیۃ الحمد کھیلتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے۔ کہ میں فرزند صاحب زمزم و صفا پسر ہاشم ہوں اور یہ شرف میرا کافی ہے وہ شخص قریب آیا اور کہا اے جوان تیرا کیا نام ہے۔ فرمایا میرا نام شبیۃ الحمد پسر ہاشم پسر عبد مناف ہے۔ میرے باپ نے انتقال کیا۔ چچاؤں نے مجھ پر جفا کی مجھے معہ والدہ وفا کو یہاں چھوڑ دیا۔ اے مرد پیر تیرا کہاں سے آنا ہوا۔ اُس نے کہا۔ میں مکہ سے آیا ہوں۔ فرمایا۔ جب مکہ واپس جانا۔ اور فرزندانِ عبد مناف سے ملاقات ہو۔ میرا سلام کہنا اور کہنا ایک طفل یتیم کا پیام لایا ہوں۔ جس کا باپ مر گیا ہے اور چچاؤں نے اس پر جفا کی ہے اور کہنا۔ اے فرزندانِ عبد مناف بہت جلد تو نے وصیت ہاشم کی بھلا دی اور اس کی نسل کو ضائع کیا۔ جو ہوا مکہ سے آتی ہے میں اس سے تمہاری بو سونگھتا ہوں اور تمہاری آرزوئے ملاقات میں بیتاب ہوں۔ وہ مرد اس کلام سے جانب مکہ گریاں و نالاں رواں ہوا۔ جب مجلس اولاد عبد مناف میں پہونچا۔ بعد تحیت و سلام بیان کیا۔ اے اکابر و اشراف ملے فرزندانِ عبد مناف تم اپنی عزت سے غافل ہو گئے۔ اپنا چراغ ولایت اوروں کے گھروں میں روشن کیا۔ اس کے بعد پیغام شبیۃ الحمد پہونچایا۔ اور ان لوگوں نے جواب دیا۔ ہم نہ جانتے تھے۔ وہ اس مرتبہ کو پہونچا ہے۔ اس شخص نے کہا۔ بخدا اس کی فصاحت کے سامنے فصحا گونگے اور عقلا اس سے گفتگو میں عاجز ہیں۔ وہ خورشید اوج حسن و جمال اور نور دیدہ اہل فضل و کمال ہے۔ پس عبد المطلب اسی دن تنہا گھوڑے پر سوار ہوکر جانب مدینہ روانہ ہوئے۔ اور بہت جلد داخل مدینہ ہوئے۔ ناگاہ شبیۃ الحمد کو دیکھا۔ کہ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ مطلب نے نور محمدیؐ سے پہچانا اور دیکھا کہ بہت بڑا پتھر اُٹھایا۔ اور کہا۔ میں فرزند ہاشم ہوں کہ مشہور بہ عزائم ہے۔ جب مطلب نے یہ سُنا۔ اونٹ کو بٹھایا۔ اور کہا۔ اے میرے بھائی کی یادگار میرے پاس آ۔ پس شبیۃ الحمد دوڑے اور کہا۔ آپ کون ہیں کہ میرا دل آپ کی جانب مائل ہے۔ میرا گمان یہ ہے کہ آپ میرے چچاؤں میں سے ہیں۔ کہا میں مطلب تیرا چچا ہوں۔ یہ کہا اور گود میں لے کر خوب پیار کیا۔ اور رونے لگے۔ پس کہا۔ اے فرزند تجھے منظور ہے۔ کہ تیرے چچاؤں پاس تیرے شہر تجھے لے جاؤں۔ کہا۔ ہاں اے چچا مجھے منظور ہے۔ پس مطلب سوار ہوئے اور شبیۃ الحمد کو اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ اور جانب مکہ روانہ ہوئے۔ شبیۃ الحمد نے کہا۔ اے چچا مجھے خوف ہے کہ میری ماں کے عزیز و اقارب مطلع ہو جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ قبیلہ اوس و خزرج آپس میں مل جائیں اور مجھ کو نہ جانے دیں۔ مطلب نے کہا۔ اے جان عم کچھ غم نہیں۔ حق تعالیٰ کفایت شر فرمائے گا۔ جب یہود مطلع ہوئے کہ شبیۃ الحمد تنہا ہمراہ چچا جانب مکہ روانہ ہوئے۔ ان کو طمع دامنگیر ہوئی اور ارادۂ قتل کیا۔ ان کے رؤسا میں سے ایک یہودی جس کا نام

دہیہ کہتے تھے اور اس کے بیٹے کا نام لاطبہ تھا۔ وہ ایک روز ہمراہ اطفال کھیل رہا تھا۔ کہ شیبۃ الحمد نے استخوان شتر اٹھا کر لاطبہ کے سر پر مارا اور کہا۔ اے فرزند یہودی تیری اجل نزدیک ہے اور بہت جلد تمہارے مکان خراب ہوں گے۔ جب یہ خبر اس کے باپ کو پہونچی۔ نہایت خشمناک ہوا اور یہ کینہ جدید علاوہ اس کینۂ قدیم کے اسے ہوا۔ جب یہ خبر سُنی کہ شیبۃ الحمد روانہ مکہ ہوئے۔ اس وقت اپنی قوم کو خبر دی کہاے گروہ یہود آگاہ ہو۔ جس لڑکے سے تم ڈرتے تھے وہ اپنے چچا کے ہمراہ گیا ہے۔ لازم ہے کہ اس کی خبر لو اور جس طرح ہو سکے مار ڈالو کہ اس کے شر سے بے خطر ہو جاؤ۔ پس ستر نفر یہود مسلح ہو کر روانہ ہوئے۔ جب رات کو آواز سم اسپاں سنی کہا اے فرزند برادر جن سے خوف تھا وہ آپہونچے۔ شیبۃ الحمد نے کہا۔ اے چچا دوسری راہ چلو۔ مطلب نے کہا اے پسر برادر تیرا نور پیشانی ان گمراہوں کی راہ نمائی کرے گا۔ جدھر ہم جائیں گے۔ یہ اُدھر پہنچینگے۔ شیبۃ الحمد نے کہا۔ اے چچا میرا منہ چھپا لو۔ شاید وہ نور مخفی ہو جائے۔ پس عبدالمطلب نے تین تہ کر کے کپڑے کو شیبۃ الحمد کے منہ پر ڈالا۔ مگر وہ نور اسی طرح روشن تھا۔ اور مطلق فرق نہ تھا۔ مطلب نے کہا اے پسر برادر یہ نور خورشید جمال نور خدا ہے خاک ڈالے سے کہیں چھپتا ہے کوئی نہیں اس کو چھپا سکتا۔ تیری خدا کے نزدیک قدر و منزلت عظیم ہے جس خدا نے نور عطا کیا ہے وہی ہر بلا سے محفوظ بھی رکھے گا۔ جب یہود قریب پہنچے۔ شیبۃ الحمد نے کہا۔ اے چچا مجھے آپ نیچے اُتار دیجئے اور قدرت الٰہی کا تماشا دیکھئے جب زمین پر اُترے۔ منہ پر خاک ملی اور سجدہ کیا۔ اور عرض کی کہ اے پروردگار نور و ظلمت و گردانندہ ہفت فلک با رفعت و قسمت کنندۂ روزی ہائے امت میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ بحق شفیع روز جزا اور اس نور بزرگوار کے تصدق سے جو تو نے میرے سپرد فرمایا ہے کہ مجھے دشمنوں کے مکر و شر سے محفوظ رکھ۔ ابھی دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ گروہ یہود آپہونچا اور سامنے صف آرا ہوا۔ ناگاہ بہ قدرت خدا خوف و مہابت شیبۃ الحمد و مطلب یہود کے دلوں پر غالب ہوئی اور براہ خوشامد کہنے لگے اے بزرگواران نیکو کردار ہم آپ کو ضرر پہنچانے نہیں آئے بلکہ ہمارا مطلب یہ ہے کہ شیبۃ الحمد کو واپس اس کی ماں کے پاس لے جائیں۔ جو ہمارے شہر کا چراغ اور باعث برکت و نعمت ہے۔ شیبۃ الحمد نے جواب دیا۔ کہ میں تمہاری دشمنی کو جانتا ہوں۔ اس وقت جو قدرت الٰہی تم پر ظاہر ہوئی ہے اس سے جان بچانے لگے۔ پس یہود خائف و نااُمید پھر گئے۔ جب تھوڑی دور پہونچے لاطبہ پسر دہیہ نے کہا تم نہیں جانتے۔ کہ یہ لوگ معدن سحر ہیں۔ اور ہم پر جادو کیا ہے۔ اب پیادہ چلو اور ان کو قتل کرو۔ پس تلواریں کھینچ کر پھر لوٹے اور جب نزدیک پہونچے مطلب نے کہا۔ اب مطلب اور مقصد تمہارا ظاہر اور جہاد تم سے واجب ہوا۔ پس مطلب نے کمان ہاتھ میں لی اور کئی تیروں سے جوانان یہود کو قتل کیا۔ یہود سب کے سب ایک بار حملہ آور ہوئے اور مطلب نے بھی نام خدا لے کر

اُن پر حملہ کیا۔ شیبۃ الحمد تضرع و زاری بارگاہ باری میں کر رہے۔ ناگاہ گرد و غبار دور سے ظاہر ہوا۔ گھوڑوں
کی ہنہناہٹ اور ہتھیاروں کی کھڑکھڑاہٹ کان میں پہنچی۔ مطلب نے دیکھا۔ کہ سلمٰی مع پدر و چار سو نفر شجاعان
اوس و خزرج شیبۃ الحمد کے لینے کو آئے ہیں۔ جب سلمٰی نے دیکھا۔ کہ یہود مطلب سے لڑ رہے ہیں۔ آواز دی۔
اور یہ کیا کر رہا ہے۔ پس لاطیہ بھاگا مطلب نے کہا۔ او دشمن کہاں جاتا ہے یہ کہا۔ اور دو ٹکڑے کیا۔ یہ دیکھتے
ہی شجاعان اوس و خزرج یہودیوں پر ٹوٹ پڑے اور ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑا۔ اس کے بعد مطلب سے
مخاطب ہوئے اور مطلب شمشیر برہنہ ہاتھ میں لئے تھے۔ سلمٰی نے بخوف قتل پسر اپنے قبائل کو لڑنے سے
منع کیا۔ اور مطلب سے کہا تم کون ہو جو میرے بیٹے کو لئے جاتے ہو۔ اور مجھ سے میرے فرزند کو جدا کرتے ہو۔ مطلب
نے کہا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کے شرف و عزت کو زیادہ کروں اور تم سے میں ان پر زیادہ مہربان ہوں امیدوار
ہوں کہ حق تعالیٰ اس کو صاحب حرم اور پیشوائے امم کرے۔ میں اس کا چچا مطلب ہوں۔ پس سلمٰی نے کہا
خوش آمدی۔ اے مطلب تم نے مجھ سے خبر کیوں نہ کی۔ اس لئے کہ اس کے باپ نے مجھ سے وصیت کی تھی اس کو جدا نہ کرنا۔
پھر سلمٰی نے شیبۃ الحمد سے کہا۔ اے فرزند تجھے اختیار ہے اگر تو چاہے چچا کے ساتھ جا اور اگر چاہے میرے ہمراہ چل۔
جب شیبۃ الحمد نے یہ بات ماں سے سُنی سر نیچا کر لیا اور رونے لگے اور کہا اے مادر مہربان تمہاری مخالفت سے میں خائف
و ترساں ہوں۔ اور میں خانۂ کعبہ کی مجاورت چاہتا ہوں اگر اجازت ہو تو جاؤں ورنہ واپس پھر چلوں۔ سلمٰی نے رو رو کر کہا اے
فرزند تیری خواہش کو میں نے اپنی خواہش پر اختیار کیا۔ اور بضرورت تیرے درد مفارقت کو میں نے قبول کیا۔ اُمید ہے
کہ ہم کو بھول نہ جانا اور اپنی خبر سے ہم کو نہ ترسانا۔ پس شیبۃ الحمد کو گود میں لے کر پیار کیا۔ اور وداع کیا۔ اور مطلب سے
کہا۔ اے ابن عبد مناف وہ امانت جو تمہارے بھائی نے میرے سپرد کی تھی وہ اب امانت میں نے تمہارے سپرد کی۔ لازم ہے
کہ اس کی حفاظت کرنا۔ اور جب بیاہنے کے دن آئیں تو جو عورت عزت و شرف میں مناسب سمجھنا اس سے بیاہ کر دینا۔
مطلب نے کہا۔ اے کریمۂ بزرگوار تو نے مجھ پر کرم و احسان کیا۔ جب تک زندہ ہوں تیرے حق کو فراموش نہ کروں گا۔ پس شیبۃ الحمد
کو ساتھ لیا۔ اور جانب مکہ روانہ ہوئے۔ جب آفتاب جمال شیبۃ الحمد اطراف مکہ سے طالع ہوا۔ اور پرتو نور نے کوہ ہائے مکہ معظمہ
کو روشن کیا۔ اس وقت اہالیان مکہ کو تعجب ہوا اور اپنے اپنے گھروں سے باہر نکل آئے جب مطلب کو دیکھا۔ ان سے پوچھا یہ
کون ہے جس کو اپنے ساتھ لائے ہو۔ مطلب نے ازراہ مصلحت کہا میرا غلام ہے۔ اس وجہ سے شیبۃ الحمد کو عبد المطلب کہنے لگے۔
پس مطلب شیبۃ الحمد کو اپنے مکان میں لے گئے اور مدت تک پوشیدہ رکھا۔ لوگ اُن کے نور سے تعجب کرتے تھے یہ نہ جانتے تھے کہ وہ
جدِ رسول خدا ہیں اور ان کا حکم مردان قریش میں جاری ہوگا۔ ہر کام میں اس نور سے برکت پاتے تھے اور ہر مصیبت
و بلا میں اس سے پناہ مانگتے تھے۔ قحط و شدت میں متوسل بہ نور آنحضرت ہوتے تھے۔ اور حق سبحانہٗ و تعالیٰ دفع شدائد
ان سے کرتا تھا۔ اور اکثر معجزات باہرات اس نور سے ظاہر ہوتے تھے۔

فصل تیسری

بیان تاریخ ولادت باسعادت رسول مقبولؐ

واضح ہو کہ اجماع امامیہ اس پر ہے کہ ولادت باسعادت حضرت رسول مقبولؐ سترھویں ربیع الاوّل کو واقع ہوئی اور مخالفین بارھویں کو جانتے ہیں۔ اور بہت کم مخالفین سے آٹھویں یا دسویں کے قائل ہیں۔ اور بعض ماہ رمضان میں کہتے ہیں۔ محمدؐ بن یعقوب کلینیؒ نے کہا ہے کہ ولادت حضرت اس وقت ہوئی جب بارہ راتیں ربیع الاوّل سے گذریں تھیں۔ اس سال جب اصحاب الفیل بقصد خرابی کعبہ آئے اور ابابیل کی کنکریوں سے ہلاک ہوئے۔ بروز جمعہ وقت زوال اور دوسری روایت میں نزدیک طلوع فجر چالیس سال قبل بعثت اور والدۂ ماجدہ حضرت رسالتؐ ایام تشریق میں نزدیک جمرۂ وسطیٰ منزل عبداللہ بن عبدالمطلب میں حاملہ ہوئیں۔ اور ولادت آنحضرتؐ مکہ معظمہ شعب ابو طالب خانۂ محمد بن یوسف میں جاتے ہوئے جانب جمرۂ چپ واقع ہوئی بعد اُس کے اس حجرہ کو اس مکان سے خیزران نے نکال ڈالا۔ اور وہ جگہ مسجد میں ملادی۔ کہ لوگ اس مقام متبرک پر نماز پڑھیں اس جگہ کلام کلینیؒ ختم ہوا۔ گویا تعین روز ولادت میں تقیہ فرمایا۔ کہ موافق مشہور روایت مخالفان بیان کیا۔ اور کتاب عدد قویہ میں لکھا ہے کہ ولادت آنحضرتؐ نزدیک طلوع فجر روز جمعہ سترھویں ربیع الاوّل کو بعد پچاس روز ہلاکت اصحاب فیل سے ہوئی اور بقول دیگر پنتالیس روز یا تیس روز کے واقع ہوئی اور بعضوں نے کہا ہے کہ زمانۂ بادشاہی ہرمز فرزند نوشیرواں میں ہوئی۔ اور شیخ طوسیؒ نے کہا ہے کہ بیالیس سال ابتدا سے بادشاہی نوشیرواں سے گذرے تھے اور مویّد اس قول کے مشہور وہ روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا۔ کہ میں عہد بادشاہ عادل میں متولد ہوا۔ اور کہتے ہیں کہ آٹھویں شباط رومی کو ہوا۔ اور بعضوں نے کہا ہے۔ غرّہ یا بیسویں یا اٹھائیسوں تیراں ماہ رومی مطابق سترھویں دی ماہ فرس کو کہ قمر منزل غفر میں طالع تھا ولادت ہوئی۔ اور ابو معشر نے کہا ہے کہ وقت طالع ولادت حضرت بیسویں درجہ جدی میں تھا۔ اور زحل و مشتری دونوں عقرب میں اور مریخ اپنے برج میں اور آفتاب شرف برج حمل میں اور زہرہ و عطارد شرف حوت میں اور قمر اوّل میزان و راس جوزا میں اور ذنب قوس میں تھا۔ اور آنحضرتؐ اپنے گھر میں پیدا ہوئے۔ پس اس مکان کو حضرتؐ نے عقیل پسر ابوطالب کو بخشا۔ اور عقیل نے محمد بن یوسف برادر حجاج کے ہاتھ فروخت کیا اور اُس نے اپنے مکان میں شامل کیا۔ جب زمانۂ ہارون ہوا۔ خیزران مادر ہارون نے وہ مکان محمد بن یوسف کے مکان سے علیحدہ کر دیا۔ اور اس کی مسجد بنوادی۔ اور اب تک اسی حال پر اسی جگہ باقی ہے اور لوگ زیارت کو جاتے

ہیں۔ ابن بابویہ نے کہا ہے کہ اٹھارہویں جمادی الآخر شب جمعہ کو مادر آنحضرتؐ حاملہ ہوئیں اور پھر ابن بابویہ نے بسند معتبر آ
ابوطالب سے روایت ہے کہ عبدالمطلب نے کہا۔ ایک رات میں حجرۂ اسمٰعیل میں سو رہا تھا۔ ناگاہ ایک خواب عجیب میں
نے دیکھا۔ اور چونکا۔ راہ میں ایک کاہن یعنی نجومی نے لرزتا مجھے پایا۔ اور دیکھا۔ کہ میرے سر کے بال شانوں پر پل رہے
ہیں جب ایسی میری حالت متغیر دیکھی۔ اس کاہن نے پوچھا۔ اے بزرگ عرب کیا ہوا ہے جو رنگ اس قدر متغیر ہوا
ہے۔ آیا کوئی حادثہ حوادث زمانہ سے پہنچا ہے۔ میں نے کہا۔ آج کی رات میں حجرہ میں سو رہا تھا۔ ناگاہ خواب میں دیکھ
میری پیٹھ سے ایک درخت اُوگا۔ اور اس قدر بلند ہوا کہ چوٹی اس درخت کی آسمان پر جا پہنچی شاخیں مشرق و مغرب
میں پھیل گئیں اور ایک نور ساطع ہوا۔ کہ ستر درجہ بڑھ کر نور آفتاب سے تھا۔ عرب و عجم کو دیکھا کہ اس درخت
کو سجدہ کر رہے ہیں اور عظمت و نور اس درخت کا بڑھتا جاتا تھا۔ ایک گروہ قریش نے چاہا۔ کہ اس درخت کو اُکھا
ڈالیں۔ مگر جب نزدیک پہنچتے ہیں ایک جوان نہایت شکیل و جمیل ان کو پکڑ لیتا ہے اور پشت ہائے قریش
کو شکست کرتا اور ان کی آنکھوں کو نکال لیتا ہے۔ اس اثنا میں میں نے ہاتھ بلند کیا۔ اور چاہا۔ کہ اس کی شاخوں میں
سے ایک شاخ لے لوں۔ اس نوجوان نے مجھے آواز دی اور کہا تیرا اس میں حصہ نہیں۔ میں نے کہا۔ درخت
میرا ہے اور حصہ میرا نہیں۔ اس جوان نے کہا۔ اس میں حصہ اس گروہ کا ہے جو اس میں لٹکے ہوئے ہیں۔
میں ہراساں اس خواب سے چونکا۔ اور اُٹھ کھڑا ہوا۔ جب کاہن نے یہ خواب سُنا۔ اس کا رنگ متغیر ہو گیا۔ اور کہا اگر
یہ سچ کہتے ہو تو ایک فرزند تمہارے صلب سے متولد ہوگا۔ کہ مالک مشرق و مغرب اور پیغمبر ہوگا پس عبدالمطلب نے کہا
اے ابوطالب کوشش کرو۔ کہ وہ جوان جس نے نصرت و مددگاری کی تم ہو پس ہمیشہ بعد بعثت حضرت رسالتؐ
ابوطالب اس خواب کو بیان کرتے اور کہتے تھے کہ واللہ وہ درخت ابوالقاسم امین تھا مولف فرماتے ہیں کہ بظاہر
اس جوان سے تعبیر امیرالمومنین ہوں۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے۔ کہ جب ماموں پر وفور علم و فضل منجمین سے
ایک نجومی کا کہ نام اس کا ایزد خواہ تھا ظاہر ہوا۔ ایک روز اس سے کہا۔ تو باوجود اس علم و عقل کے ہمارے پیغمبرؐ
پر کس لئے ایمان نہیں لاتا۔ اس نے کہا۔ کیونکر ایمان لاؤں حالانکہ ان کا دروغ مجھ پر ظاہر ہو گیا۔ کیونکہ انہوں نے کہا
ہے میں خاتم پیغمبراں ہوں اور اس کو دروغ جانتا ہوں۔ اس لئے جس طالع میں وہ پیدا ہوئے ہیں۔ جو اس طالع
میں پیدا ہو چاہیئے کہ وہ پیغمبر نہ ہو۔ اس وقت ایک حکیم موجود تھا۔ اس نے جواب دیا۔ میں اس طالع کی تاثیر
کو جانتا ہوں کہ وہ سچے ہیں اس لئے کہ حکما نے اتفاق کیا ہے کہ طالع ان کا مشتری و عطارد و زہرہ و مریخ ہے
اور جو اس طالع میں متولد ہو لازم ہے کہ اسی وقت مر جائے اور اگر جیتا بھی رہے۔ ستائیسویں روز سے پہلے مر جائے
اور وہ پیغمبر اس طالع میں پیدا ہوا ہے۔ اور تریسٹھ [۶۳] سال زندہ رہے اور یہ علاوہ ان کے جمیع معجزات سے ہے یہ سُن کر
اس حکیم نے اقرار کیا۔ اور مسلمان ہوا۔ ماموں نے اس کا ایزد خواہ و ماشاء اللہ نام رکھا پس نظر مشتری علامت علم و حکمت

وزیر کی دانشمندی وسیاست و ریاست آنحضرتؐ تھی۔ اور نظر عطارد و نشان لطافت و ظرافت و ملاحتؐ فصاحت حضرت تھی اور نظر زہرہ دلیل صباحت و شادی و بشاشت و حسن و جمال و خوبی سیرت و خصال تھی۔ اور نظر مریخ شجاعت و جلاوت و قتال و قہر و غلبہ و جنگ و جدال آنحضرتؐ پر دال تھی۔ پس حق تعالےٰ نے حضرت رسولؐ میں جمیع صفات جمع فرمائے اور بعض منجموں نے کہا ہے کہ طالع پیغمبران سنبلہ و میزان ہے اور طالع حضرت رسولؐ میزان تھا۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ طالع آنحضرتؐ سماک رامح تھا۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر عبداللہ ابن عباس اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ جب میرے باپ عبدالمطلب کے گھر عبداللہ پیدا ہوئے ان کے چہرے سے ایک نور مثل آفتاب چمکتا دیکھا۔ اس وقت میرے باپ نے کہا۔ اس پسر کی شان و شوکت بزرگ ہوئی۔ پھر ایک رات میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ عبداللہ کی ناک سے ایک مرغ سفید باہر آیا۔ اور اُڑ گیا۔ یہاں تک کہ مشرق و مغرب عالم میں پہونچا۔ جب پھرا خانۂ کعبہ پر بیٹھا۔ اس وقت جمیع قریش نے اس کو سجدہ کیا۔ میں بہ حیرت اس مُرغ کو دیکھ رہا تھا۔ ناگاہ ایک نور بلند ہوا۔ اور اُس نے آسمان و زمین مشرق و مغرب کو گھیر لیا۔ جب میں بیدار ہوا۔ ایک کاہنہ بنی مخدوم سے پوچھا۔ اس نے کہا۔ اے عباس اگر خواب تمہارا درست ہے پس ضرور ہے کہ پشت عبداللہ سے ایک فرزند پیدا ہوگا۔ کہ اہل مشرق و مغرب اس کے تابع ہوں۔ عباس نے کہا۔ میں ہمیشہ اس خواب کے بعد عبداللہ کے مقدمہ میں منتظر رہا۔ یہاں تک کہ عبداللہ نے آمنہ سے عقد کیا۔ اور آمنہ جمیلہ ترین زنانِ قریش سے تھیں اور جب عبداللہ رحمتِ الٰہی واصل ہوئے اور حضرت رسول مقبولؐ حضرت آمنہ سے متولّد ہوئے میں نے دیکھا۔ کہ نور حضرت رسول کی دونوں آنکھوں کے درمیان ساطع تھا۔ اور جب میں نے ان کو گود میں لیا۔ بوئے مشک آتی تھی۔ اور مثل نافۂ مشک میں خوشبو ہو گیا۔ پھر آمنہ نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ جب مجھے درد زہ شدید ہوا جس مکان میں تھی۔ وہاں سے میں نے آوازیں سُنیں کہ آدمیوں کی آوازوں سے مشابہ نہ تھیں اور ایک علم سندس بہشت کا میں نے دیکھا کہ چھڑا اس کی یاقوت کی تھی۔ جس نے آسمان و زمین کو گھیر لیا تھا۔ اور ایک نور سر آنحضرتؐ سے ساطع ہوا۔ اور اُس نے آسمان کو روشن کر دیا۔ قصر ہائے شام کو میں نے دیکھا کہ وفور نور سے مانند شعلۂ آتش ہو گئے تھے اور اپنے گرد میں نے بہت سے جانور مثل اسفرو بازو کھوے دیکھے۔ اور شعیرۂ اسدیہ کو میں نے دیکھا کہ وہ مجھ سے کہہ رہی ہے اے آمنہ دیکھنا تیرے اس فرزند سے کاہن اور بُت کس طرح ہلاک ہوں گے۔ اور ایک جوان بلند کو میں نے دیکھا۔ کہ سب سے بلند و خوشرو اور لباس پاکیزہ پہنے ہے۔ میں نے جانا کہ عبدالمطلب ہیں اس نے آکر میرے فرزند کو اُٹھا لیا۔ آب دہان اس کے منہ میں ڈالا۔ اور ہمراہ اُس کے ایک طشت طلا تھا۔ کہ اُس کو زمرد سے مرصع کیا تھا۔ اور کنگھی بھی طلائی تھی۔ پس شکم فرزند کو شگافتہ کیا اور دل کو نکال کر چاک کیا۔ ایک نقطۂ سیاہ اس دل منور سے باہر نکال پھینک دیا۔ پھر ایک تھیلی حریر سبز کی نکالی اور کھولی۔ اس تھیلی میں ایک گھانس مثل زہرہ سفید تھی۔ اس دل

دل مقدس کو اس سے مملو کیا۔ اور پھر اپنی جگہ رکھ دیا۔ پھر ہاتھ شکم مبارک پر پھیرا۔ اور حضرت سے باتیں کیں۔ حضرت نے بھی جواب دیئے اور مجھے کچھ وہ باتیں سمجھائی نہ دیں۔ مگر اس قدر کہ اس نے کہا۔ امان و حفاظت و حمایت خدا میں رہ بتحقیق کہ تیرے دل کو ایمان و علم و حلم و یقین و عقل و شجاعت سے میں نے بھر دیا۔ تو بہترین خلق سے ہے۔ خوشحال اس کا جو تیری متابعت کرے اور وائے اس پر جو تیری مخالفت کرے۔ پھر دوسری تھیلی حریر سفید کی نکالی اور منہ اس تھیلی کا کھول کر ایک انگوٹھی اس میں سے نکالی۔ اور درمیان دو کتف مبارک اس سے مہر کی۔ کہ نقش ابھر آیا۔ اور کہا مجھے پروردگار نے حکم کیا ہے کہ تجھ میں روح القدس پھونکوں۔ یہ کہا اور پھونک دی پھر ایک پیراہن حضرت کو پہنایا۔ اور کہا۔ یہ امان تیرے لئے ہے آفتہائے دنیا سے ہے۔ اے عباس یہ سب میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ عباس نے کہا۔ میں نے کتف ہائے مبارک کھولیں اور نقش مہر کو کھولا۔ اور پڑھا۔ ہمیشہ اس حال کو میں پوشیدہ رکھتا تھا۔ یہاں تک کہ میں بھول گیا۔ جب بشرف اسلام مشرف ہوا۔ حضرت رسول مقبولؐ نے مجھے یاد دلایا۔ ایضاً بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ابلیس لعین ساتویں آسمان پر جاتا۔ اور اخبار سماویہ کو سنتا تھا۔ جب حضرت عیسیٰؑ متولد ہوئے شیطان تین آسمان سے منع کیا گیا۔ اور چوتھے آسمان تک جاتا تھا۔ حضرت رسول مقبولؐ متولد ہوئے تو شیطان سب آسمانوں سے منع کیا گیا۔ اور شیطانوں کو بہ تیر ہائے شہاب درہائے آسمان سے نکال دیا۔ قریش نے کہا۔ اہل کتاب ذکر کرتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے دنیا آخیر ہوئی اور قیامت نزدیک ہے اس وقت عمر بن امیہ نے کہ داناترین اہل جاہلیت سے تھا کہا دیکھو اگر ستارہ ہائے معروف جن سے لوگ ہدایت پاتے ہیں اور ان سے زمانہائے زمستان و تابستان دریافت کرتے ہیں اگر ان میں سے ایک گرے اس وقت جانو وہ وقت ہے کہ جمیع خلائق ہلاک ہوگی۔ اور اگر وہ ستارے بدستور ہیں اور علاوہ ان کے اور ظاہر ہوتے ہیں۔ پس جانو کہ ایک امر غریب حادث ہوا ہے اور اس دن کی صبح کو حضرت رسول مقبولؐ متولد ہوئے جو جو بت جہاں جہاں جس عالم میں تھے وہ سب کے سب منہ کے بل گر پڑے اور ایوان کسریٰ یعنی نوشیرواں میں زلزلہ ہوا۔ اور چودہ کنگرے اس کے گر پڑے۔ دریائے سادہ جس کی کفار پرستش کرتے تھے خشک ہو گیا اور نزدیک کاشان ہو ہی ہے کہ نمک ہو گیا اور صحرائے سماوہ جہاں برسوں کبھی کسی نے پانی نہ دیکھا تھا۔ اس میں پانی جاری ہو گیا۔ اور آتش کدہ فارس جو ہزار سال سے روشن تھا۔ اس رات کو بجھ گیا۔ ایک عالم نے داناترین مجوس سے اس رات خواب میں دیکھا۔ کہ ایک شتر سخت چند اسپان عربی کو کھینچ رہا ہے۔ اور دجلہ سے گذر کر داخل بلاد مجوس ہوا۔ اور طاق کسریٰ بیچ سے شگافتہ ہو کر دو حصے ہو گیا۔ اور آب دجلہ درمیان سے جدا ہو کر قصر کسریٰ میں جاری ہوا۔ ایک نور جانب حجاز سے ظاہر ہو کر عالم میں منتشر ہو گیا۔ اور پرواز کیا۔ یہاں تک کہ تا بمشرق پہنچا۔ اور ہر ایک بادشاہ کا تخت اسی رات اوندھا ہو گیا۔ جمیع بادشاہ اس رات گونگے ہو گئے۔

اور بات نہ کر سکتے تھے[1] اور علم کاہناں برطرف اور سحر جادوگراں معطل ہو گیا۔ جو کاہن تھا وہ اپنے ہمزاد کو کھو بیٹھا۔ قبیلۂ قریش درمیان عرب بزرگ ہو گئے۔ آل اللہ کہلاتے تھے۔ اس لئے کہ یہ خانۂ خدا میں تھے۔ آمنہ کہتی ہیں جب میرا فرزند زمین پر آیا۔ ہاتھوں کو زمین پر رکھا اور سر بسوئے آسمان بلند کر کے اطراف آسمان پر نظر کی پھر اس سے ایک نور ساطع ہوا۔ کہ جمیع اشیاء کو روشن کیا۔ اور اس نور کے سبب میں نے قصر ہائے شام دیکھے اور اسی روشنی کے درمیان میں نے ایک آواز سُنی کہ کوئی کہتا ہے۔ بہترین خلق تجھ سے تولد ہوا۔ اس کا نام محمدؐ رکھ اور جب آنحضرتؐ کو عبد المطلب کے پاس لے گئے عبد المطلب نے گود میں لے لیا۔ اور کہا۔ میں حمد و شکر کرتا ہوں ۔ اس خدا کا جس نے مجھے یہ پسر خوشرو۔ خوشبو عطا فرمایا۔ کہ گہوارا میں جمیع اطفال پر سیادت و بزرگی رکھتا ہے پس ایک تعویذ دیا جس میں ارکان کعبہ مندرج تھے۔ اور چند شعر فضائل آنحضرتؐ میں ارشاد فرمائے۔ اس وقت شیطان نے اپنی اولاد کو آواز دی ۔ اور سب اس کے پاس جمع ہو گئے۔ سب نے کہا۔ اے سردار تم کو کس چیز نے فکر مند کیا ۔ شیطان نے کہا۔ وائے ہو تم پر اوّل شب سے اس وقت تک احوال آسمان و زمین کو متغیر دیکھتا ہوں ۔ معلوم ہوتا ہے کہ حادثۂ بزرگ زمین پر واقع ہوا ہے کہ جب سے عیسیٰؑ آسمان پر گئے ہیں۔ اس وقت سے کوئی حادثہ ایسا نہیں گذرا۔ پس جاؤ اور ڈھونڈو کہ کون امر عجیب حادث ہوا ہے۔ یہ سُن کر شیاطین متفرق ہوئے اور پھر

---

[1] رسول پاکؐ کی آنکھ ظاہرہ طور پر بند ہوتے ہی دُنیا اہل بیت سے پھر گئی۔ امت نے اہل بیت کی جاگیریں ضبط کیں ۔ حقوق چھینے ۔ انقلاب تک کو بدلا۔ فضائل کو چھپایا جس نے محبت آل محمدؐ کا دعویٰ کیا۔ اس کے خون سے اپنے ناپاک ہاتھوں کو رنگا بلکہ خود حضرت علی علیہ السلام کو بُرا بھلا کہنا قانوناً جاری کیا۔ اور اس پر عمل کرایا۔ علماء نے اہل بیت کی گدی سے زبانیں نکلوائیں۔ ملت جعفریہ کے کتب خانوں کو نذرِ آتش کیا۔ غرضیکہ اپنے خیال میں اُمت نے تذکرہ اہل بیت کو بدلنے کی کیا مٹانے کے لئے کوئی تدبیر اور کسر اُٹھا نہ رکھی ایسے وقت میں غیروں نے بغض کے سبب اور اپنوں نے جان کے خوف سے تقیۃً فضائل اہل بیت کو چھپایا۔ لیکن ؎

فانوس بن کے جس کی حفاظت قضا کرے وہ شمع کیوں بُجھے جسے روشن خدا کرے

مخالفین نے اہل بیت کو ذلیل کرنے کے لئے رسولؐ کی عزت کی بھی کوئی پروانہ کی نہ ایسی ایسی احادیث تیار کیں ۔ بلکہ ان کو صحت کا جامہ دیدیا جن کو دیکھ کر کافروں نے معاذ اللہ محمدؐ عربی کو رنگیلا رسول کہا۔ اور خود آج مسلمانوں کو ان احادیث کی روشنی میں صحیح شانِ رسولؐ۔ ذاتِ رسولؐ۔ تعلیم رسولؐ اور اسوہ رسولؐ معلوم کرنا اگر نا ممکن نہیں تو مشکل ہو گیا۔ بہر حال جب زمانہ نے پلٹا کھایا اور مذہب امامیہ کو کچھ آرام و سکون میسر ہوا۔ تو علمائے امامیہ نے سوانح حیات رسولؐ اور آل رسولؐ کو قلمبند کر کے دُنیا کے سامنے پیش کرنے کی طرف قدم بڑھایا۔ اپنا لٹریچر موجود نہ تھا۔ لہٰذا مخالفین کی کتب سے ہر وہ روایت جس میں کچھ بھی تذکرہ رسولؐ اور آل رسولؐ ملا۔ ان کو تحریر کیا۔ نزاکت دور زمانہ سے راویوں پر جرح نہ کر سکے کیونکہ اقتدار ان ہی راویان حدیث کے معتقدین کا تھا (باقی صفحہ ۱۴۰)

آئے اور کہا ہم نے تو کچھ نہیں پایا۔ اس ملعون نے کہا۔ اس کا دریافت مجھ ہی سے ہوگا۔ یہ کہہ کر دنیا میں آیا۔ اور خوب دنیا میں پھر کر دیکھا۔ یہاں تک کہ حرم میں پہنچا۔ اور دیکھا ملائکہ اطراف حرم کو گھیرے ہوئے ہیں۔ جب فرشتوں نے شیطان کو دیکھا۔ للکارا وہ ملعون پھر آیا۔ اور مثل کنجشک چھوٹا بن کر کوہ حرا کی طرف سے حرم میں داخل ہوا۔ جبرئیلؑ نے آواز دی۔ اے ملعون دور ہو۔ شیطان نے کہا۔ اے جبرئیلؑ میں ایک بات تجھ سے پوچھتا ہوں۔ بتاؤ تو کہ اس رات کیا حادثہ زمین پر گذرا ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ بہترین پیغمبران گذشتگان ہیں۔ آج کی رات پیدا ہوئے ہیں۔ شیطان نے پوچھا۔ آیا ان میں میرا حصہ ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ نہیں۔ شیطان نے کہا۔ ان کی اُمت میں میرا حصہ ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ ہاں۔ یہ سُن کر شیطان نے کہا۔ اب میں خوش ہوا۔ اور دوسری حدیث میں روایت ہے کہ آمنہ نے کہا۔ جب مجھے حمل ہوا۔ اور رسول خداؐ میرے شکم میں تشریف لائے۔ مطلق کوئی اثر حمل مجھ میں نہ تھا۔ اور جو حالات عورتوں کو حمل میں ہوتے ہیں مجھے نہ ہوئے اور میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک شخص میرے پاس آیا۔ اور کہا۔ کہ تو حامل ہے بہترین خلق کی۔ اور جب وقت ولادت ہوا باآسانی حضرت متولد ہوئے۔ مجھے اور کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ اور پہلے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھے پھر تشریف لائے۔ ہاتف مجھے آواز دی۔ کہ بہترین بشر تجھ سے متولد ہوا۔ اس کو شر ہر ظالم سے اور ہر حاسد سے پناہ و خدا میں رکھ اور بروایت دیگر کہا کہ جب اس کو زمین پر رکھنا تو کہنا۔ اعیذہ بالواحد

بقیہ حاشیہ ص ۱۳۹ ایسے علامہ مجلسیؒ نے ہر ایک وہ روایت اپنی کتب میں جمع کرنے کی کوشش کی جس میں کچھ بھی تذکرہ رسول پاکؐ یا آل رسولؐ تھا۔ اگرچہ وہ روایت مسلمات شیعہ بھی نہ تھی ایسی روایات جو جلاء العیون میں آئی ہیں بندہ نے ان کے متعلق تحریر کر دیا ہے لہٰذا ان روایات سے نہ حضرت علامہ مجلسیؒ پر کوئی حرف آتا ہے اور نہ مذہب شیعہ پر کوئی اعتراض ہے کیونکہ یہ روایات مسلمات شیعہ سے نہیں۔ اسی طرح یہ حدیث شق صدر والی مسلمات شیعہ سے نہیں۔ بلکہ مسلمات مخالفین سے ہے مشکوٰۃ بخاری مسلم۔ ابوداؤد وغیرہ کتب اور جمہور مفسرین اہل سنت کے معتقدات سے اس کا تعلق ہے۔ اس حدیث کا راوی انس بن مالک ہے جو رسولؐ کے رحلت فرماتے ہی اہل بیت سے بدل گیا۔ اور حکمران پارٹی سے مل گیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے روز بیعت ابوبکر دربار میں انس سے فرمایا۔ انس تم اس مجمع میں تھے۔ جس میں رسول پاکؐ نے میرے متعلق فرمایا۔ کہ من کنت مولاہ فہذا علیؑ مولاہ ۔ انس نے کھڑے ہو کر کہا مجھے کوئی علم نہیں کب کہا تھا اور کیا تھا۔ جناب امیرؑ نے انس کی اس دروغ گوئی پر فوراً دست مبارک دعا کے لیئے بلند فرمائے اور انس کے لئے بد دعا کی۔ جو فوراً قبول ہو گئی۔ چنانچہ یہ مرض برص میں مبتلا ہو گیا۔ اور اسی میں مرا۔ نیز جب امام حسینؑ اور رسولؐ زادیاں اسیر ہو کر ابن زیاد کے سامنے پیش ہوئے۔ تو یہ ابن زیاد کے برابر دربار میں بیٹھا تمام نظارہ کر رہا تھا۔ جب ابن زیاد نے دندان مبارک امام حسینؑ پر چھڑی رکھی۔ فقط اس نے کہا۔ ابن زیاد میں نے ان ہونٹوں کے رسولؐ کو بوسے لیتے دیکھا (باقی ص ۱۴۱)

من شر کل حاسد وکل خلق مارد یاخذ بالمراصد فی طرق الموارد من قائم۔ پس حضرت ایک روز میں اس قدر بڑھتے تھے اور بچے جس قدر ایک ماہ میں بڑھتے تھے۔ ایضاً

واقعہ لیث بن سعد وکعب الاحبار۔ لیث بن سعد سے روایت ہے کہ میں ایک روز معاویہ کے پاس بیٹھا تھا۔ اور کعب الاحبار بھی وہاں حاضر تھا۔ میں نے اس سے پوچھا تم نے صفت ولادت حضرت رسالتؐ میں کس طرح دیکھی ہے آیا کوئی فضیلت عزت رسولؐ اپنی کتابوں میں پائی ہے۔ یہ سنکر کعب نے معاویہ کی طرف دیکھا۔ کہ آیا وہ میرے بیان پر راضی ہے یا نہیں۔ اس وقت حق تعالیٰ نے زبان معاویہ پر جاری

اگر محبت اہل بیت رسولؐ دل میں ہوتی تو نصرت حسینؑ کے لئے کربلا میں شریک ہوتے مگر جو مبغض اہل بیت ہو اور طرفدار دشمنان اہل بیت ہو۔ اس کی بیان کردہ روایت کے قابل قبول ہو سکتی ہے۔ نیز علماء اسلام اور مورخین ومحدثین کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ تمام مخلوقات کے وجود سے قبل پروردگار عالم نے نور محمد مصطفیٰؐ خلق فرمایا تھا چنانچہ فرمان رسولؐ ہے۔ اوّل ما خلق اللہ نوری۔ اور فرمان خداوندی ہے۔ قل للرحمٰن کان ولدٌ فانا اوّل العابدین۔ سب عابدوں سے پہلا میں عابد ہوں۔ ابھی نہ وجود بشریت تھا نہ انسانیت نہ حیوانیت نہ ارض وآسمان نہ بحر وبر نہ شجر وحجر نہ شمس وقمر نہ حور نہ غلمان نہ انبیاء ورسل نہ ابلیس تھا نہ ابلیس کی شیطانیت نہ جسد آدمؑ بنا تھا نہ ابلیس کو ابھی حکم سجدہ ہوا تھا نہ اس نے انکار سجدہ کیا تھا۔ تو قلب محمدؐ میں حظ الشیطان کہاں سے آگیا۔ اگر یہ کہا جائے کہ جب آپ لباس بشریت میں آئے۔ جب یہ حصہ آیا تو شیطان نے خود یہ خداوندکریم سے وعدہ کیا تھا۔ کہ میں اولاد آدمؑ کو گمراہ کروں گا۔ لیکن الاعبادك منهم المخلصين ان میں سے تیرے مخلص بندوں کے نزدیک نہ جاؤں گا۔ تو محمدؐ عربی کیا مخلص نہ تھے؟ بلکہ سرتاج مخلصین تھے اور عبد اللہ نہیں بلکہ عبدہٗ کے مصداق تھے سہ عبد دیگر عبدہٗ چیزے دیگر۔

اس قرآنی وعدہ کی کیا مخالفت ہوگئی کہ محمدؐ عربی میں حظ الشیطان آگیا۔ قرآن حق۔ وعدہ ابلیس سچ کہ مخلصین میں میرا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ نبی کریم پاک حظ الشیطانی سے بلکہ یہ ستم امت ہے جنہوں نے دشمنی اہل بیت میں عزت رسولؐ کی بھی پرواہ نہ کی اور جبرئیلؑ جیسے خادم اہل بیت فرشتے سے رسول کا اپریشن کروا دیا۔ اور حظ الشیطان رکھتے ہوئے مخلص نہ تھے اور کمل انسانیت نہ تھی بلکہ مریض تھے اور جبرئیلؑ معالج تھے۔ معالج ہمیشہ مریض سے عالم اور افضل ہوا کرتا ہے۔ استغفر اللہ جبرئیلؑ تو یہ کہے میں در محمدؐ کی غلامی سے جبرئیلؑ بنا اور مسلمان اس کو اپریشن ڈاکٹر کا رتبہ دیں۔ افسوس آتا ہے ان لوگوں پر جو الزام شیطان پر رکھتے ہیں اور حرکات شیطانی کے مرتکب ہیں سہ

عقل حیراں ہے میری اس حضرت انساں پر   فعل بد تو خود کرے لعنت کرے شیطان پر

خداوندا اپنے محبوب کی عزت کی حفاظت کر اور ان لوگوں کو معرفت رسولؐ کی توفیق دے۔ (کوثر بریلوی عفی عنہ)

کیا۔ اس نے کہا۔ اے ابواسحاق جو تجھے معلوم ہے اور جو تو نے دیکھا ہے بیان کر۔ کعب نے کہا۔ میں نے بہتر
کتابیں جو آسمان سے نازل ہوئی ہیں۔ ان میں دیکھا ہے۔ اور صحف دانیال کو بھی پڑھا ہے ان سب میں
ذکر ولادت آنحضرتؐ اور ولادت عترت آنحضرتؐ لکھا ہے۔ بتحقیق کہ نام حضرت کا تمام کتابوں میں
معروف ہے۔ اور کسی پیغمبر کی ولادت کے وقت بغیر حضرت عیسیٰؑ اور احمدؐ ملائکہ نازل نہیں ہوئے۔
اور پردہ ہائے بہشت بغیر مریم اور آمنہ کسی عورت کے لئے نہیں گرے اور ملائکہ کسی عورت کے پاس
وقت حمل سوائے مادرِ عیسیٰؑ اور مادرِ احمدؐ موکل نہیں ہوئے اور علامت حمل آنحضرتؐ وہ تھی کہ
جس رات آمنہ حاملہ ہوئیں۔ منادی نے ساتوں آسمانوں پر بشارت دی۔ اور تمام زمین اور دریاؤں
میں اس مژدۂ مسرت افزا کی ندا دی گئی اور زمین پر کوئی چلنے والا اور کوئی پرند باقی نہ رہا جو ولادت
شریف آنحضرتؐ پر مطلع نہ ہوا۔ اور شب ولادت آنحضرتؐ ستر ہزار قصر یاقوت سرخ اور ستر ہزار قصر مروارید
آبدار کے بنائے گئے اور ان کا قصر ہائے ولادت نام رکھا اور سب بہشتوں کو آراستہ کیا۔ اور ندا کی کہ
شاد اور بالیدہ ہو جاؤ کہ تمہارے دوستوں کا پیغمبر پیدا ہوا۔ پس بہشت ہنسا اور قیامت تک خنداں رہے گا۔
میں نے سُنا کہ ایک مچھلی ماہیان دریا سے ہے کہ اس کو طرما کہتے ہیں اور وہ مچھلیوں کی سردار ہے اور سات
لاکھ اس کی دُمیں ہیں۔ اور اس کی پیٹھ پر سات سو گائے راہ چلتی ہیں کہ ہر ایک گائے کے سات لاکھ سینگ
زمرد سبز کے ہیں اور اس مچھلی کو ان گاؤں کے چلنے کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ اس دن وہ مچھلی ولادت باسعادت
حضرت رسالتؐ سے حرکت میں آئی۔ اور اگر خدا اس کو ساکن نہ کرتا تو زمین کو الٹ دیتی۔ اور میں نے سُنا
ہے کہ اس روز کوئی پہاڑ باقی نہ رہا جس نے ایک دوسرے کو بشارت ولادت آنحضرتؐ نہ دی۔ اور سب
نے آواز بہ لا الٰہ الا اللّٰہ بلند کی اور تمام پہاڑ نزدیک کوہ ابوقبیس واسطے کرامت حضرت رسالتؐ
کے خاضع اور خاشع ہوئے اور تمام درختوں نے اپنے اپنے شاخوں اور میووں سے بشادی و سرور ولادت
باسعادت حضرت رسالتؐ کی تصدیق کی حق تعالیٰ کی آمد درمیان زمین و آسمان ستر ستون انواع اقسام سے
نور کے نصب کئے کہ ایک دوسرے سے مشابہ نہ تھا۔ اور روح حضرت آدمؑ کو بشارت ولادت آنحضرتؐ
کی دی۔ پس ستر درجہ حسن و ضیا اس کا مضاعف اور اس وقت تلخی مرگ اُن سے برطرف ہوئی۔ حوضِ کوثر
نے بہشت میں اضطراب کیا۔ اور ستر ہزار قصر در و یاقوت طیب شادی ولادت آنحضرتؐ حوض کوثر نے
اوگل دیئے۔ شیطان کو زنجیروں سے باندھ دیا۔ اور چالیس روز قلعہ میں قید رکھا۔ عرشی نے اس کو
روز پانی میں غرق رکھا۔ سب بُت سرنگوں ہو گئے اور فریاد و واویلا ان میں بلند تھی۔ اور ایک آواز کعبہ
سے سُنائی دی کہ اے آلِ قریش تمہاری بشارت دینے والا اور ڈرانے والا عذاب سے آیا۔ اور اس کے

ساتھ عزت ابدی و سود مندی بزرگ ہے وہ خاتم پیغمبراں ہے اور ہم نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ عترت اس کی بعد اس کے بہترین خلائق ہے اور لوگ امان میں ہیں عذاب خدا سے جب تک ان میں سے ایک بھی زمین پر راہ چلتا ہے۔ معاویہ نے کہا اے ابو اسحٰق عترت اس کی کون ہے۔ کعب نے کہا فرزندانِ فاطمہ۔ پس معاویہ ترش رو ہوا۔ اور ہونٹ چبا کر ہاتھ داڑھی پر پھیرنے لگا۔ کعب نے کہا۔ میں نے صفت ان دو فرزند پیغمبر کی جو شہید ہونگے پائی ہے اور وہ دو فاطمہ کے فرزند ہونگے۔ ان دونوں کو بدترین خلق خدا شہید کرے گا۔ معاویہ نے کہا۔ ان کو قتل کریگا۔ کعب نے کہا۔ ایک مرد قریش۔ یہ سنتے ہی معاویہ بیتاب ہوا۔ اور کہا۔ یہاں سے اُٹھ جا۔ پس کعب اُٹھ کھڑا ہوا۔ ایضاً بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت اسد مادر امیرالمومنین ابو طالب پاس آئیں اور ولادت حضرت رسالت کی بشارت دے کر بہت عجائب و غرائب ان سے بیان کئے۔ ابو طالب نے کہا۔ تیس ۳۰ سال صبر کرو کہ تمہارے بھی ایک فرزند پیدا ہوگا۔ کہ وہ جمیع کمالات میں سوائے پیغمبری مثل اس فرزند کے ہوگا۔ شیخ کلینیؒ نے بہ سند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ وقت ولادت حضرت رسالتؐ فاطمہ بنت اسد آمنہ کے پاس موجود تھی۔ ایک نے دوسرے سے کہا۔ کیا دیکھتی ہو کہ یہ نور ساطع جس نے مابین مشرق و مغرب کو گھیر لیا ہے۔ پس یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ ابو طالب آئے اور ان سے پوچھا۔ تمہیں کیوں تعجب ہے۔ فاطمہ نے اس نور کا حال بیان کیا۔ ابو طالب نے کہا۔ چاہتی ہو کہ میں تم کو بشارت دوں۔ فاطمہ نے کہا۔ ہاں۔ ابو طالب نے کہا۔ تم سے بھی ایک فرزند پیدا ہوگا کہ وہ وصی اس فرزند کا ہوگا۔ ایضاً روایت کی ہے۔ کہ ابو طالب نے ساتویں روز آنحضرتؐ کا عقیقہ کیا۔ اور آل ابو طالب کو بلایا۔ انہوں نے پوچھا یہ کھانا کیسا ہے۔ ابو طالب نے کہا۔ یہ عقیقہ احمدؐ ہے۔ انہوں نے کہا۔ احمد کیوں ان کا نام رکھا۔ ابو طالب نے کہا۔ اہل آسمان اس کی ستائش کریں گے۔ ایضاً۔ کلینیؒ اور شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر حضرت امام محمد و امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جس رات کو حضرت رسولؐ پیدا ہوئے ایک عالم علمائے اہل کتاب سے مجلس قریش میں کہ اس میں اشراف قریش جمع تھے حاضر ہوا۔ اور ان میں ہشام اور ولید پسران مغیرہ و عاص بن ہشام و ابو وجزہ بن عمر بن امیہ و عتبہ بن ربیعہ بھی بیٹھے تھے۔ اس عالم نے کہا۔ آیا تم میں کوئی اس رات فرزند پیدا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا۔ نہیں۔ اس نے کہا ضرور پیدا ہوا ہوگا کہ نام اس کا احمدؐ ہے اور اس میں ایک علامت بھی ہوگی بزنگ خز کہ سیاہی مائل ہو۔ ہلاک ہونا خصوصاً اہل کتاب کا یعنی یہود کا اس کے ہاتھ سے ہوگا۔ شاید وہ پیدا ہوا اور تم اس سے مطلع نہ ہو۔ جب اس مجلس سے اٹھ کر متفرق ہوئے اور دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ ایک فرزند عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر پیدا ہوا ہے۔ پس عالم مذکور کو بلایا۔ اور کہا ہاں فرزند پیدا ہوا ہے۔ اس عالم نے کہا۔ جب میں نے پوچھا تھا اس سے پہلے پیدا

ہوا یا بعد ہیں۔ انہوں نے کہا۔ اس سے پہلے پیدا ہوا ہے۔ اس عالم نے کہا مجھے اس کے پاس لے چلو کہ میں اسے دیکھوں۔ جب آمنہ پاس آئے اور کہا اپنے فرزند کو باہر لاؤ۔ کہ ہم بھی دیکھیں آمنہ نے کہا۔ واللہ میرا فرزند اور بچوں کی طرح نہیں پیدا ہوا۔ بلکہ ہاتھوں کو زمین پر رکھا۔ اور سر جانب آسمان بلند کیا۔ اور ایک ایسا نور اس سے ساطع ہوا۔ کہ میں نے قصر ہائے بصرہ و شام مشاہدہ کئے۔ اور ہاتف نے درمیان ہوا آواز دی کہ تم سے سید امت پیدا ہوا پس کہہ اعیذہ بالواحد من شر کل حاسد اور اس کا نام محمدؐ رکھ۔ اس عالم نے کہا۔ اس کو باہر لاؤ۔ کہ میں بھی دیکھوں۔ جب آمنہ حضرت رسولؐ کو باہر لائیں اور اس عالم کی نظر حضرت پر پڑی۔ اس نے پیٹھ اور شانے کھولے اور مہر نبوت دیکھتے ہی بیہوش ہو کر گر پڑا۔ حضرت کو اٹھا کر آمنہ کو دے دیا اور مبارکباد دی جب وہ عالم ہوش میں آیا۔ لوگوں نے پوچھا تجھے کیا ہو گیا۔ اس نے کہا پیغمبری بنی اسرائیل تا روز قیامت برطرف ہوئی۔ واللہ یہ وہ ہے کہ ان کو ہلاک کریگا۔ جب اس نے دیکھا۔ کہ قریش اس کی خبر سے شاد ہوئے اس نے کہا۔ واللہ ایسا دبدبہ تم کو دکھائے کہ اہل مشرق و مغرب یاد کریں گے۔ ابن شہر آشوب اور صاحب کتاب انوار وغیرہ نے حضرت آمنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جب ولادت حضرت رسالتؐ قریب پہنچی۔ اس وقت ایک دہشت مجھ پر غالب ہوئی۔ اس وقت ایک مرغ سفید میں نے دیکھا۔ کہ اس نے اپنا پر میرے دل پر پھیرا۔ یہاں تک کہ خوف مجھ سے برطرف ہو گیا۔ پھر میں نے کئی عورتیں دیکھیں جو کہ مثل درخت خرما بلند تھیں میرے گھر میں آئیں اور ان سے بوئے مشک و عنبر آتی تھی۔ کپڑے بہشت کے رنگے ہوئے پہنے ہوئے تھیں۔ اور مجھ سے باتیں کرتی تھیں۔ ان کی باتیں میں نے سنیں مگر آدمیوں کی باتوں سے مشابہ نہ تھیں۔ اور ان کے ہاتھوں میں کاسہائے بلور سفید تھے اور ان کاسوں میں شربتہائے بہشت تھا۔ مجھ سے کہا۔ اے آمنہ تھوڑا سا شربت اس سے نوش کر۔ اور تم کو بہترین گذشتگان و آیندگان محمد مصطفےٰؐ کی بشارت ہو۔ جب وہ شربت میں نے پیا۔ وہ نور جو میرے منہ پر چمکتا تھا۔ روشن ہوا۔ اور میرے سراپا کو گھیر لیا۔ اور مانند دیبائے سفید ایک چیز میں نے دیکھی کہ آسمان و زمین کو اس سے بھر دیا۔ اور آواز ہاتف سنی کہ کہتا تھا۔ کہ اٹھا لے بہترین خلائق کو اور کئی مرد میں نے دیکھے کہ ہوا میں کھڑے تھے اور ابریقیں ان کے ہاتھوں میں تھیں اور مشرق و مغرب زمین کو میں نے معاینہ کیا۔ اور ایک علم سندس دیکھا جس کو یاقوت سرخ پر باندھ کر بام کعبہ پر نصب کیا تھا کہ زمین سے آسمان تک اس کی روشنی تھی۔ اور جب آنحضرتؐ متولد ہوئے۔ جانب کعبہ سجدہ کیا اور ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کیا۔ اور حق تعالےٰ سے مناجات کرتے تھے اور ایک ابر سفید میں نے دیکھا آسمان سے اترا۔ اور حضرت کو گھیر لیا۔ اور ایک ہاتف نے آواز دی کہ محمدؐ کو مشرق و مغرب میں اور تمام دریاؤں میں پھرا لا۔ کہ جمیع خلائق نام اور صفت اور صورت اس کی پہچان لیں۔ جب ابر برطرف ہوا۔ میں نے دیکھا حضرت کو سفید کپڑے میں لپیٹا ہے کہ وہ دودھ سے زیادہ سفید ہے اور اس کے نیچے حریر سبز بچھایا ہے اور تین کنجیاں موتیوں کی

حضرت کے ہاتھ میں ہیں اور کوئی کہہ رہا ہے کہ محمدؐ نے نصرت اور سودمندی اور پیغمبری کی کنجیاں لے لیں۔ پس دوسرا ابر آیا اور حضرت کو میری آنکھوں سے پہلی مرتبہ سے زیادہ پوشیدہ کر دیا۔ اور دوسری آواز میں نے سُنی کہ محمدؐ کو مشرق و مغرب میں پھرا لاؤ۔ اور روحانیاں جن و انس و مرغان و درندگان عالم کو دکھلاؤ اور صفائے آدمؑ و رقت نوحؑ و خلت ابراہیمؑ و زبان اسمٰعیلؑ و جمال یوسفؑ و بشارت یعقوبؑ و صدائے داؤدؑ و زہد یحییٰؑ و کرم عیسیٰؑ اس کو عطا کرو۔ اور جب ابر پھٹا۔ میں نے دیکھا۔ کہ ایک حریر سفید ہاتھ میں لئے ہیں اور بہت مضبوط لپیٹا ہے اور میں نے سُنا ہے کوئی کہتا ہے کہ محمدؐ نے تمام دُنیا کو اپنے قبضۂ تصرف میں لے لیا۔ اور کوئی چیز نہیں رہی مگر یہ کہ اس کے قبضۂ قدرت میں داخل ہو گئی۔ اور تین مرد میں نے دیکھے گویا خورشید ان کے چہروں سے طالع تھا۔ ایک کے ہاتھ میں ابریق نقرہ اور مشک نافہ تھا۔ اور دوسرے کے ہاتھ میں طشت زمرد سبز تھا اور اس طشت کے چار کونے تھے اور ہر جانب ایک موتی نصب تھا اور رکھنے والا کہتا تھا یہ دُنیا ہے لے دوست خدا لے لے پس وسط اس کا لے لیا۔ اس وقت کسی نے کہا کعبہ کو اختیار کیا۔ اور تیسرے کے ہاتھ میں حریر سفید لپیٹا ہوا تھا۔ اس کو کھولا۔ اور انگوٹھی اس میں سے باہر لائے کہ اس کی چمک نے آنکھوں میں چکا چوند ڈال دی۔ پس حضرت کو سات مرتبہ اس پانی سے دھویا۔ جو اس ابریق میں تھا۔ پھر اس انگوٹھی سے درمیان میں دو کتف مبارک مہر کی کہ نقش اُبھر آیا۔ اور حضرت سے کچھ کہا۔ حضرت نے جواب دیا۔ حضرت کو اس نے دعا دی اور ہر ایک نے ایک ایک ساعت حضرت کو اپنے پروں میں رکھا۔ اور جس نے کہ حضرت کو ان صفات مذکورہ سے نسبت دی۔ وہ رضوان خازن بہشت تھا۔ بعد اس کے روانہ ہوا۔ اور جانب حضرت ملتفت ہو کر کہا۔ بشارت ہو تجھے لے مایۂ عزت دنیا و آخرت اور بسند دیگر روایت کی ہے کہ عبدالمطلب شب ولادت آنحضرتؐ نزدیک کعبہ سو رہے تھے۔ ناگاہ دیکھا کہ خانۂ کعبہ نے مع ارکان جمیع زمین سے اُٹھ کر جانب مقام ابراہیمؑ سجدہ کیا۔ بعد اس کے سیدھا ہوا اور کہا اللہ اکبر پروردگار محمدؐ مصطفٰے نے اب مجھے نجاستہائے مشرکین اور کافرین بیدین سے پاک کر دیا۔ یہ سُن کر بُت کانپ اُٹھے اور منہ کے بل گر پڑے اور ناگاہ دیکھا۔ کہ تمام جانور جانب کعبہ جمع ہوئے اور کوہہائے مکہ جانب کعبہ مائل ہوئے اور ایک ابر سفید دیکھا کہ متصل حجرۂ آمنہ استادہ ہے۔ میں جانب خانۂ آمنہ دوڑا۔ اور میں نے ان سے کہا میں سوتا ہوں یا جاگتا ہوں۔ آمنہ نے کہا۔ جاگتے ہو۔ میں نے کہا وہ نور جو تیری پیشانی میں تھا کیا ہو گیا۔ آمنہ نے کہا۔ اس فرزند میں ہے جو مجھ سے متولد ہوا۔ اور کئی مرغ اس کو مجھ سے لے گئے ہیں۔ اور میرے پاس نہیں چھوڑتے اور یہ ابر وقت ولادت مسعود سے مجھ پر سایہ فگن ہے میں نے کہا۔ میرے فرزند کو میرے پاس لاؤ کہ میں بھی دیکھوں۔ کہا تین روز تک تمہیں دیکھنے نہ دیں گے۔ اس وقت میں نے تلوار کھینچ لی۔ اور کہا۔ میرے فرزند کو باہر لاؤ۔ ورنہ تم کو مار ڈالوں گا۔ آمنہ نے کہا۔ حجرہ میں ہے تم جانو اور بچہ۔ جب میں گیا اور داخل حجرہ ہوا۔ ایک آدمی باہر آیا۔ اور مجھ سے کہا پھر جاؤ۔ فرزندانِ

آدم اس کو نہ دیکھ سکیں گے۔ جب تک تمام ملائکہ اس کی زیارت نہ کرلیں۔ اس وقت میں کانپنے لگا۔ اور پھر گیا۔
اور روایت ہے کہ حضرت ختنہ کئے ہوئے اور ناف بریدہ پیدا ہوئے۔ عبدالمطلب کہتے تھے کہ اس میرے فرزند
کی شان عظیم و بزرگ ہے۔ حضرت امیرالمومنین سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ متولد ہوئے۔ بُت
ہائے کعبہ منہ کے بل گر پڑے۔ اور جب شام ہوئی آسمان سے آواز آئی کہ جاء الحق وزہق الباطل ان
الباطل کان زھوقا اور تمام دنیا اس رات کو روشن ہوگئی۔ اور ہر سنگ و کلوخ و درخت ہنسا۔ اور جو کچھ زمین میں یا آسمان
میں تھا۔ سب نے تسبیح خدا کی۔ شیطان بھاگا۔ اور کہتا تھا۔ کہ محمدؐ بہترین جمیع امت اور بہترین خلائق و گرامی ترین بندگان
و بزرگترین عالمیان ہے۔ شیخ طبرسیؒ نے کتاب احتجاج میں حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت کی ہے۔ کہ جب
جناب رسولؐ شکم مادر سے زمین پر تشریف لائے۔ بائیں ہاتھ کو زمین پر رکھا۔ اور داہنے ہاتھ کو آسمان
کی طرف بلند فرمایا۔ اور لبہائے مبارک کو بکلمۂ توحید حرکت دی اور دہان مبارک سے ایک نور ساطع ہوا کہ اہلِ
مکہ نے قصر ہائے بصرہ و فارس اور اس کے حوالی کو معائنہ کیا۔ اور قصر ہائے سطح یمن اور اس کے نواحی اور قصر ہائے
سفید اصطخر کو دیکھا۔ اور اس شب دُنیا روشن ہوگئی۔ یہاں تک کہ جن وانس و شیاطین خائف و ترساں ہوئے اور کہا
زمین پر کوئی امر غریب حادث ہوا اور فرشتوں کو دیکھتے تھے۔ کہ آتے جاتے فوج فوج اور تسبیح و تقدیس خدا کرتے
تھے۔ ستارے حرکت میں آکر درمیان ہوا گرتے۔ اور یہ سب علامات ولادت آنحضرت تھے شیطان نے چاہا کہ بوجہ
ان غرائب کے آسمان پر جائے اس لئے کہ تیسرے آسمان پر اس کی جگہ تھی۔ اور وہاں سے شیاطین جمیع ملائکہ کی باتوں
کو سُنتے تھے۔ جب وہاں واسطے دریافت حقیقت گیا۔ فرشتوں نے بسبب ولادت حضرت رسالتؐ تیر ہائے شہاب
سے مارا ابن بابویہ وغیرہم نے روایت کی ہے کہ شب ولادت آنحضرتؐ ایوان کسریٰ کانپنے لگا اور چودہ کنگرے اُس
کے گر پڑے۔ دریائے سادہ خشک ہوگیا۔ آتشکدہ فارس بُجھ گیا۔ اور ایک بڑے عالم فارس نے خواب میں دیکھا۔ کہ
ایک شتر سخت نے چند اسپاں عربی کو کھینچا۔ یہاں تک کہ دجلہ سے گذر کر بلاد عجم میں منتشر ہوگئے۔ جب کسریٰ نے یہ
احوال غریب سُنا تاج پہن کر تخت پر بیٹھا۔ امراء اور ارکان دولت کو جمع کر کے انہیں مطلع کیا۔ اثنائے گفتگو میں خط
پہونچا۔ اس میں مندرج تھا کہ آتشکدہ بُجھ گیا۔ پس غم واندوہ کسریٰ مضاعف ہوا۔ اس وقت اس عالم نے کہا۔ اے
بادشاہ میں نے بھی ایک خواب عجیب و غریب دیکھا ہے۔ اور اپنا خواب بیان کیا۔ بادشاہ نے کہا۔ اس خواب کی
تعبیر کیا ہے۔ عالم نے کہا۔ تعبیر اس کی یہ ہے کہ حادثہ جانب مغرب حادث ہوا ہے پس کسریٰ نے نعمان بن منذر
بادشاہ عرب کے نام نامہ لکھا کہ علمائے عرب سے ایک عالم کو میرے پاس بھیج دے میں ایک مشکل مسئلہ کا اس سے
سوال کروں گا۔ جب نامہ نعمان کے پاس پہنچا۔ اس نے عبدالمسیح بن عمرو غسانی کو بھیجا۔ جب عبدالمسیح آیا۔ اور
وقائع کو اس سے بیان کیا۔ اس نے کہا۔ میں اس خواب کی تعبیر اور اس کے اسرار پر مطلع نہیں ہوں لیکن میرا خالو

سطیح شام میں رہتا ہے وہ اس خواب کی تعبیر جانتا ہے۔ کسریٰ نے کہا۔ وہاں جا اور اس سے دریافت کر کے مجھ سے بیان کر۔ جب عبدالمسیح مجلس سطیح میں داخل ہوا۔ اس وقت سطیح سکرات موت میں تھا۔ عبدالمسیح نے سلام کیا۔ مگر جواب نہ سُنا۔ اس وقت عبدالمسیح نے چند شعر پڑھے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ میں راہ دور سے مصیبت جھیل کر ایک بزرگ پاس سے آیا۔ کہ تم سے سوال کروں یہاں آکر جواب سے ناامید ہوا جب سطیح نے شعر سُنے آنکھیں کھول دیں اور کہا عبدالمسیح اونٹ پر سوار سطیح پاس اس وقت آیا۔ جب وہ قریب المرگ ہے۔ عبدالمسیح کو بادشاہ بنی ساسان نے بھیجا ہے کہ زلزلہ ایوان کسریٰ اور آتشکدہ فارس بجھ گیا۔ اور خواب دیکھنا ایک بہت بڑا عالم مجوس کا۔ اور خشک ہو جانا دریائے سادہ کا۔ مجھ سے سوال کرے سا اے عبدالمسیح جس وقت تلاوت قرآن بہت ہو۔ اور ایک پیغمبر مبعوث ہو۔ اور عمہائے کو چک ہاتھ میں رکھتا ہو اور رود خانہ سماوہ پانی سے بھر جائے اور دریائے سادہ خشک ہو جائے ملک شام و عجم ان کے تصرف سے نکل جائے اور جس قدر کنگرے ان کے ایوان کے گرے ہیں اسی قدر بادشاہ بادشاہی کر چکیں اس وقت ان کی بادشاہی جاتی رہے گی۔ اور جو کچھ ہونے والا ہے ہو کر رہے گا۔ اور مر گیا۔ یہ سُن کر عبدالمسیح سوار ہوا۔ اور بہت جلد بادشاہ عجم کے پاس پہنچا۔ اور جو کچھ سطیح سے سُنا تھا۔ بیان کیا کسریٰ نے کہا۔ جب تک چودہ آدمی بادشاہی کریں۔ ہم میں سے ایک زمانہ اس کو چاہیئے۔ پس دس آدمیوں نے چار سال کے اندر بادشاہی کی۔ اور باقی چار سال کے اندر تا امارت عثمان بادشاہی کر کے متاصل ہوئے۔ اور سطیح سیل العرم میں متولد ہوا۔ اور بادشاہی ذو نواس تک زندہ رہا۔ اور زندگی اس کی تیس[۳۰] قرن سے زیادہ ہوئی۔ ہر قرن تیس[۳۰] سال کا یا اس سے زیادہ ہوتا ہے قطب راوندی نے روایت کی ہے۔ کہ ابن عباس سے احوال سطیح دریافت کیا۔ ابن عباس نے بیان کیا حق تعالیٰ نے سطیح کو بغیر استخوان پیدا کیا۔ کہ خرمے کی لکڑیوں پر اس کو رکھ کر جہاں چاہتے لے جاتے اور کوئی ہڈی و بھوڑا اس کے بدن میں بغیر سر و گردن نہ تھا۔ اور پاؤں سے چیز گردن تک اس کو لپیٹتے تھے جس طرح کپڑا لپیٹتے ہیں اور کوئی عضو اس کا بغیر زبان حرکت نہ کرتا تھا۔ اور جب لوگوں نے چاہا۔ اس کو مکہ میں لے جائیں اس وقت کوئی چیز خرمے کی چھال سے بٹ کر بنائی اور اس پر اس کو ڈال کر مکہ میں لائے۔ اس وقت چار آدمی قریش سے اس کے پاس آئے اور کہا۔ ہم تیرا علم و فضل سُن کر تیرے پاس آئے ہیں۔ ہم کو خبر دے ہمارے زمانے میں اور بعد ہمارے کیا ہوگا۔

تعبیر خواب زبانی سطیح نجومی ۔ سطیح نے کہا۔ اے گروہ عرب تم کو علم و فہم نہیں۔ تمہارے بعد ایک گروہ پیدا ہوگا۔ وہ لوگ ہر علم تحصیل کریں گے۔ بتوں کو توڑ دیں گے۔ عجم کو ماریں گے۔ غنیمت طلب کریں گے۔ قریش نے کہا۔ اے سطیح یہ لوگ کس جماعت سے ہوں گے۔ سطیح نے کہا۔ بحق خانہ صاحب ارکان تمہارے

بعد تمہاری اولاد سے ہوں گے۔ وہ خدا کو بہ یگانگی پرستش کریں گے۔ اور ترک عبادت شیطان و اصنام کریں گے۔ قریش نے
پوچھا کس نسل سے ہوں گے سطیح نے کہا نسل شریف ترین اشراف عبدمناف سے ہوں گے۔ قریش نے کہا۔ کس شہر سے
وہ لوگ ہوں گے۔ سطیح نے کہا۔ بحق خدا جو ہمیشہ باقی رہے گا۔ بتحقیق اسی سرزمین سے ہونگے۔ لوگوں کو رشد و صلاح
ہدایت اور اپنے معبود برحق کی عبادت کریں گے۔ سید ابن طاؤس نے بسند خود وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ
کسریٰ نوشیروان نے دجلہ پر ایک دیوار بنوائی تھی۔ اور بہت روپیہ خرچ کیا تھا۔ اور ایک طاق اپنے لئے اس جگہ
بنوایا تھا۔ کہ کسی نے مثل اس کے عمارت نہ دیکھی تھی اور وہ عمارت مجلس دیوان کسریٰ تھی کہ تاج پہن کر تخت
پر اجلاس کرتا تھا۔ اور تین سو ساٹھ ساحر اور کاہن منجم اس مجلس میں حاضر ہوتے تھے اور ان حاضرین میں ایک
منجم عرب تھا جس کو سائب کہتے تھے اور باذان حاکم یمن نے اس کو بھیجا تھا۔ وہ اپنے احکام میں کم خطا کرتا تھا۔
اور مشکل جو بادشاہ کو پیش آتی تھی۔ کاہنوں اور ساحروں اور منجموں کو بلاتا۔ اور ان سے بیان کرکے اس سے بچنا
دریافت کرتا۔ جب حضرت رسولؐ پیدا ہوئے اور ایک روایت میں ہے کہ جب آنحضرتؐ مبعوث ہوئے اور کسریٰ صبح کو
جاگا۔ دیکھا کہ طاق بیچوں بیچ ٹوٹ کر دجلہ میں جا پڑا ہے۔ اور اس قصر پر پانی جاری ہے اپنے دل میں کہا۔
اب میری بادشاہی اور سلطنت پر زوال آیا۔ اور نہایت صدمہ ہوا۔ منجموں اور کاہنوں کو بلایا۔ اور اس واقعہ کا
حال ان سے دریافت کیا۔ اور حکم دیا۔ کہ فکر و تفحص کرکے اس حادثہ کا سبب مجھ سے بیان کرو۔ اور سائب منجم
بھی ان لوگوں میں تھا۔ جب دربار سے باہر آئے ہر ایک نے فکر کی۔ مگر کچھ بھید نہ کھلا۔ اور کہانت و نجوم وغیرہ
کی راہوں کو مسدود پایا۔ دیکھا کہ سحر ساحران اور کہانت کاہنان اور احکام منجماں باطل ہو گئے ہیں۔ سائب اس رات کو
ایک ٹیلے پر بیٹھا تھا۔ اور اس ماجرے سے حیران تھا۔ ناگاہ ایک برق مشاہدہ کی کہ حجاز کی طرف سے ساطع ہوئی سار
پرواز کرکے مشرق تک پہنچی۔ جب صبح ہوئی اور اپنے پاؤں کے نیچے اس کی نظر پڑی۔ ایک باغ سبز اس کو دکھائی دیا۔
سائب نے کہا۔ جو کچھ میں نے دیکھا ہے۔ اس کا مقتضی یہی ہے کہ حجاز کی طرف سے ایک بادشاہ ظاہر ہوگا اس کی بادشاہی
مشرق و مغرب تک پہنچے گی۔ اور ہر بادشاہ سے زیادہ اس کی بادشاہی میں زمین آباد ہو گی۔ جب جمیع کاہن و منجم آپس میں
بیٹھے سب نے کہا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے سحر اور کہانت کا باطل ہونا اور ہمارے علم کی راہوں کو مسدود ہوتا
بغیر حدوث امر آسمانی نہیں یہ بات ضرور ہے کہ یا تو کوئی پیغمبر مبعوث ہوا ہے یا مبعوث ہوگا۔ اور بادشاہی
بادشاہوں کی اس کے سبب سے برطرف ہو گی۔ اب اگر ہم کسریٰ سے کہیں وہ ہم کو مار ڈالے گا۔ مناسب ہے کہ
اس سے پوشیدہ رکھیں کہ اور قرینوں سے اس پر ظاہر ہو جائے۔ بعد اس کے کسریٰ کے پاس آئے اور اس سے کہا۔ کہ
ہم نے غور و فکر کے بعد یہ پایا ہے کہ بنائے قصر و دیوار دجلہ ساعت نحس میں واقع ہوئی۔ اور حساب میں غلطی ہو گئی
تھی اس وجہ سے منہدم ہو گیا ہے۔ اب لازم ہے کہ ساعت سعد میں اس کو بنائیں کہ پھر نہ گرے۔ اس نے ساعت نیک

میں تعمیر شروع کی۔ اور چھ مہینے میں تمام ہوئی۔ مال وزر بے حساب خرچ کیا جب تعمیر عمارت سے فارغ ہوئے۔ ایک نیک ساعت مقرر کر کے کسریٰ نے بام قصر پر جلوس کیا۔ فرشہائے زنگار رنگ بچھائے۔ انواع واقسام کے پھول اپنے گرد رکھے اور جب مطمئن ہو کر بیٹھا قصر منہدم ہو کر دجلہ میں جا گرا اور کسریٰ کو اس وقت دریا سے نکالا۔ جب ایک رمق جان باقی تھی۔ اس وقت کاہنوں اور منجموں کو جمع کیا۔ اور ایک سو نفر کے قریب قتل کئے اور کہا میں نے تم کو اپنا مقرب کیا۔ اور مال وزر اپنا تم کو بے حساب دیا۔ اور تم نے مجھ سے دغا کی۔ اور مجھے فریب دیا۔ ان منجموں نے کہا اے بادشاہ ہم نے حساب منجمان سابق غلط کیا تھا اور اب ہم دوسرا حساب کرتے ہیں۔ اور موافق اس حساب کے قصر بنواتے ہیں۔ بعد اس کے آٹھ مہینے تک بہت روپیہ خرچ کر کے پھر قصر تیار کیا۔ اور کسریٰ کو جرأت نہ ہوئی کہ وہاں بیٹھے پس سوار ہو کر داخل ہوا۔ اور قصر شق ہوا۔ اور پانی میں جا گرا۔ اور کسریٰ غرق ہو گیا۔ مگر ایک رمق جان باقی تھی کہ اس کو دریا سے نکالا کسریٰ نے منجموں کو بلا کے بہت ڈرایا۔ اور کہا میں تم کو قتل کروں گا۔ اور تمہارے پیٹ کی آلائش وکثافت نکلوا دوں گا۔ اور ہاتھیوں کے پاؤں کے نیچے کچلوا ڈالوں گا۔ اگر تم لوگ سچ سچ بھید مجھ سے نہ بیان کرو گے۔ سب نے کہا اے بادشاہ اس دفعہ اب ہم سچ بیان کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جب آپ نے اپنا خواب ہم سے بیان کیا۔ اس وقت ہم سب نے غور وفکر کی مگر دروازہ ہائے علم مسدود پائے۔ لہٰذا ہم نے جانا کہ یہ بسبب حادثہ آسمانی یہ امور غریبہ صادر ہوئے ہیں۔ اور ضرور ہے کہ ایک پیغمبر مبعوث ہوا ہو۔ یا مبعوث ہوگا۔ اور اپنے خوف قتل سے ہم نے آپ سے بیان نہیں کیا تھا۔ پس کسریٰ نے کہا۔ تمہارا برا ہو تم نے پہلے مجھ سے کیوں نہ کہا۔ کہ میں نے اپنے کام کا بندوبست کر لیتا۔ پس کسریٰ نے منجموں اور بنائے قصر سے ہاتھ اٹھایا۔ اور باز رہا۔

فصل چوتھی

بیان وصایائے حضرت رسول مقبولؐ

چوتھی فصل بیان وصایائے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از جمع وتارئع کہ قریب انتقال واقع ہوئے۔ شیخ مفیدؒ شیخ طوسیؒ نے روایت کی ہے کہ جب حضرت رسولؐ نے حجۃ الوداع سے مراجعت فرمائی اور حضرت کو معلوم ہوا۔ کہ زمانۂ رحلت قریب ہے ہمیشہ خطبہائے بلیغ فرماتے اور لوگوں کو اپنے احکام کی مخالفت اور اپنے بعد فتنہ وفساد برپا کرنے سے منع فرماتے اور ڈراتے اور وصیت فرماتے تھے کہ میرے طریقہ سے اور سنت سے دست بردار نہ ہونا اور دین خدا میں بدعت نہ کرنا۔ میری عترت واہل بیت کی اطاعت ونصرت ومتابعت کرنا۔ اور ان سے موافق رہنا مخالفت نہ کرنا۔ مرتد نہ ہو جانا۔ اور مکرر فرماتے۔ ایہا الناس میں تم سے پہلے جاتا ہوں۔ اور تم

حوض کوثر پر میرے پاس آؤ گے۔ اور میں تم سے سوال کروں گا۔ کہ تم نے ان دو بزرگ چیزوں کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ جن کو چھوڑ آیا تھا۔ یعنی کتابِ خدا اور عترت و اہل بیت میرے پس تم سوچو اور غور و فکر کرو۔ کہ کس طرح ان دو چیزوں سے برتاؤ کرو گے۔ بتحقیق کہ خداوند لطیف و خبیر نے مجھے اطلاع دی کہ یہ دونوں چیزیں جدا نہ ہوں گی۔ جب تک حوض کوثر پر میرے پاس نہ آئیں۔ ان دو چیزوں کو میں تم میں چھوڑے جاتا ہوں۔ میرے اہل بیت پر سبقت نہ کرنا اور ان سے پراگندہ نہ ہونا۔ اور ان کے حق میں تقصیر نہ کرنا ہلاک ہو جاؤ گے اور کوئی چیز ان کو تعلیم نہ کرنا یہ تم سے داناتر ہیں۔ اور ایسا نہ ہو کہ میرے بعد میرے دین سے پھر جاؤ اور کافر ہو جاؤ۔ آپس میں ایک دوسرے پر تلوار کھینچو۔ پس مجھ سے یا علیؑ سے ملاقات کرو لشکر میں مانند سیل تند و شریر کے ایھا الناس جاننا چاہیئے۔ کہ علی ابن ابی طالب میرا چچازاد بھائی۔ اور میرا وصی ہے وہ قتال تاویل قرآن پر کرے گا جس طرح میں نے تنزیل قرآن پر کیا۔ اور اسی طرح کے کلام مجالس متعدد میں فرماتے تھے بعد اس کے آنحضرتؐ نے اسامہ بن زید کو امیر کیا۔ اور ایک لشکر منافقان و اہل فتنہ وغیرہ سے اس کے لئے ترتیب دیا اور حکم دیا کہ ہمراہ اکثر اصحاب جانب بلاد روم جس جگہ اس کا باپ شہید ہوا تھا۔ جائیں اور غرض حضرت کی اس لشکر کے بھیجنے سے صرف یہ تھی کہ مدینہ اہل فتنہ اور منافقوں سے خالی ہو جائے۔ اور کوئی علی ابن ابی طالب سے مخالفت و منازعت نہ کرے اور امر خلافت جناب امیر علیہ السلام پر مستقر اور محکم ہو جائے۔ لوگوں کو باہر جانے پر نہایت مبالغہ فرماتے تھے۔ اور اسامہ کو حکم دیا۔ کہ جُرف میں جائے اور فرمایا وہاں بھیجکر توقف کرے کہ لشکری وہاں آ کر جمع ہو جائیں۔ اور ایک جماعت کو مقرر فرمایا۔ کہ لوگوں کو نکال دیں۔ اور ان کو تاکید سے تجدید فرماتے تھے۔ پس اسی حالت میں رسولؐ پر وہ مرض موت طاری ہوا۔ کہ جس سے بجوار رحمت الٰہی مراجعت فرمائی۔ جب حالت آنحضرتؐ نے مشاہدہ فرمائی۔ علی ابن ابی طالب کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور متوجہ بہ بقیع ہوئے اور اکثر اصحاب پیچھے پیچھے آتے تھے۔ پس حضرت نے فرمایا حق تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا کہ مردگانِ بقیع پر استغفار کروں۔ اور جب بقیعہ میں پہونچے ارشاد فرمایا۔ السلام علیکم اے اہل قبور۔ تم کو وہ حالت گوارا ہو جس میں تم نے صبح کی اور اس فتنۂ و فساد سے نجات پائی جو لوگوں کو درپیش ہے۔ بتحقیق کہ مانند پارہ ہائے شب تار فساد و فتنہائے عظیم نے لوگوں کی جانب رخ کیا ہے۔ یہ فرما کر عرصہ تک اہل بقیع کے لئے طلب آمرزش کی۔ اور جناب امیر علیہ السلام کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ جبرئیلؑ مجھ پر ہر سال ایک دفعہ قرآن عرض کرتے تھے اور اس سال دو دفعہ عرض کیا۔ گمان میرا اس سے یہی ہے کہ میرا وقت وفات نزدیک ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ یا علیؑ حق تعالیٰ نے مجھے خزانہائے دنیا پر مخیر فرمایا۔ کہ میں چاہوں ہمیشہ دنیا میں رہوں یا بہشت میں اور میں نے لقائے پروردگار کو اختیار کیا۔ جب میں انتقال کروں تم میری شرمگاہ ڈھانپ دینا کہ جس کی نظر پڑ جائے گی وہ اندھا ہو جائیگا۔ یہ فرما کر بجانب منزل مراجعت فرمائی اور مرض

حضرت شدید ہوا۔ تیسرے روز اس صورت سے مسجد میں تشریف لائے کہ سر مبارک پر عصابہ بندھا تھا۔ اور داہنا ہاتھ دوش مبارک جناب امیرؑ پر اور بایاں ہاتھ فضل بن عباس کے کندھے پر تھا۔ یہاں تک کہ مسجد میں تشریف لاکر منبر پر گئے اور بیٹھے۔ پس فرمایا اے گروہ مردم اب وہ وقت قریب ہے کہ میں تم سے غائب ہو جاؤں۔ جس کسی کا مجھ سے وعدہ ہو وہ آئے اور مجھ سے وعدہ لے لے اور جس کسی کا مجھ پر قرض ہو وہ مجھ سے طلب کرے۔ اے گروہ مردم کسی متنفس اور خدا کے درمیان کوئی وسیلہ بجز عمل طاعت خدا نہیں۔ جس کے سبب سے کوئی عمل خیر ہو یا کوئی شر اس سے دفع ہو۔ ایھا الناس کوئی مدعی دعویٰ نہ کرے کہ میں بغیر عمل رستگار ہونگا۔ اور کوئی آرزومندی نہ کرے کہ میں بغیر طاعت خدا رضائے خدا حاصل کر سکتا ہوں۔ میں قسم کھاتا ہوں اس خدا کی جس نے مجھے بحق بھیجا ہے کہ عذاب الٰہی سے نجات حاصل کرے مگر نیک عمل اور رحمت حق تعالیٰ سے اور اگر میں معصیت کروں جہنم میں چلا جاؤں۔ خداوندا میں نے تیری رسالت پہونچا دی۔ پس منبر سے نیچے آئے اور لوگوں کے ساتھ نماز بسہولت ادا فرما کر ام سلمہؓ کے گھر تشریف لے گئے اور ایک یا دو روز وہاں رہے۔ پس عائشہ نے اور عورتوں کو راضی کیا۔ اور حضرت سے آکر کہا۔ آپ میرے گھر چلیں۔ اور جب آنحضرتؐ عائشہ کے گھر تشریف لے گئے مرض حضرت شدید ہوا۔ بلالؓ وقت نماز صبح حاضر ہوا۔ اور جب آیا تو حضرت اس وقت بیہوش تھے۔ جب بلال نے آواز نماز دی حضرت کو خبر نہ ہوئی۔ عائشہ نے کہا میرے باپ ابوبکر سے کہو کہ نمازیوں[1] کو نماز پڑھائیں۔ اور حفصہ نے کہا میرے باپ عمر سے

---

[1] لوگوں کا یہ کہنا کہ حضرت ابوبکر کو رسول پاکؐ نے آخری وقت میں نماز پڑھانے کا حکم دیا لہٰذا وہ خلیفہ ہیں۔ یہ روایت صاف بتا رہی ہے کہ رسولخداؐ نے حضرت ابوبکر کو نماز کی امامت کرنے کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ یہ حکم امامت کا حضرت ابوبکر کی بیٹی عائشہ صدیقہ نے دیا ہے کتب اہل سنت میں صحاح ستہ کی کتب ابن ماجہ ص۸۹ مطبوعہ کراچی میں یہی روایت درج ہے ان الفاظ میں کہ رسول پاکؐ نے فرمایا علی کو بلاؤ جناب عائشہ نے اپنے باپ ابوبکر کو بلا لیا۔ رسولؐ نے پھر فرمایا علی کو بلاؤ جناب حفصہ نے اپنے باپ عمر کو بلا لیا رسولؐ نے ناراض ہو کر فرمایا یہاں سے نکل جاؤ چلتے ہوئے جناب عمر نے ابوبکر سے فرمایا تم چل کر مسجد میں ہم کو نماز پڑھاؤ تمام لوگ آگئے اذان ہوئی اور جناب ابوبکر نے مصلائے رسالتؐ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھانی شروع کر دی جب رسول پاکؐ کو پتہ چلا آپ نے جناب عباس اور حضرت علیؑ سے فرمایا مجھے مسجد میں لے چلو چنانچہ ایک بازو جناب عباس نے پکڑا اور دوسرا جناب علیؑ نے پکڑا۔ اس طرح رسول پاکؐ کو مسجد میں لائے آپ کے آنے کا جب علم ہوا تو ابوبکر مصلے سے ہٹ گئے اور رسول کریمؐ مصلے پر بیٹھ گئے نماز پڑھائی اگر رسول پاکؐ جناب ابوبکر کو نماز پڑھانے کا حکم دیتے تو حالت بیماری میں اس حال میں اور اس حالت سے مسجد میں نہ آتے۔ کوثر بھریلوی

کہو کہ نماز پڑھائیں۔ جب حضرت رسولؐ نے یہ باتیں سنیں۔ فرمایا۔ ان باتوں سے ہاتھ اٹھاؤ تم مثل انہی عورتوں کے ہو
جنہوں نے چاہا کہ یوسف کو گمراہ کریں۔ اس وقت حضرت کو یاد آیا۔ کہ میں نے ابوبکرؓ و عمرؓ کو حکم دیا تھا۔ کہ ہمراہ لشکر کے
جائیں۔ اور اب معلوم ہوا۔ کہ یہ مدینہ میں پھر آئے ہیں۔ اس سبب سے حضرت کو نہایت صدمہ ہوا غم اور اسی حالت

مخالفت لشکر اسامہ ۔ شدت مرض میں اُٹھے۔ اور حضرت تشریف لے چلے اس طرح کہ ایک ہاتھ
جناب امیر کے دوش مبارک پر اور دوسرا ہاتھ فضل بن عباس کے کندھے پر ڈالے ہوئے نہایت ضعف ناتوانی
سے قدم اُٹھاتے مسجد تک پہنچے۔ اور جب نزدیک محراب آئے دیکھا کہ ابوبکر نے سبقت کی ہے اور بجائے حضرت
کے نماز شروع کی ہے پس حضرتؐ نے دست مبارک سے اشارہ فرمایا۔ کہ پیچھے کھڑا ہو۔ اور خود داخل محراب ہوئے۔
اور لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر نماز کو پھر سے ادا فرمایا۔ اور بعد سلام نماز گھر میں تشریف لے گئے۔ ابوبکرؓ و عمرؓ اور ایک
جماعت مسلمانوں کو طلب فرمایا۔ ارشاد کیا۔ میں نے تم کو حکم نہیں دیا تھا۔ کہ ہمراہ لشکر اسامہ باہر چلے جاؤ۔ ان سب نے
اقرار کیا۔ کہ بیشک حضرت نے حکم ہم کو یہ دیا تھا حضرت نے فرمایا کس لئے میرے حکم کی اطاعت تم نے نہ کی۔ ابوبکر
نے کہا۔ میں گیا۔ اور اس لئے پھر آیا۔ کہ اپنا عہد تازہ کروں۔ عمر نے کہا۔ میں اس لئے نہ گیا۔ کہ آپ کی بیماری کا حال اور
سے دریافت کروں۔ اس وقت پھر حضرتؐ نے حکم دیا کہ لشکر اسامہ کے ہمراہ باہر چلے جاؤ۔ اور فرمایا کہ بیزاری نفرین
خدا اس پر ہو جو لشکر اسامہ سے مخالفت کرے اس کلمہ کو حضرت نے تین دفعہ فرمایا۔ اور بے ہوش ہو گئے اس لئے
کہ آمد و رفت مسجد سے اس حالت علالت میں اور پھر مشاہدۂ احوال و اطوار ناپسندیدۂ منافقین سے حضرت کو
نہایت صدمہ اور حزن و اندوہ ہوا تھا۔ اور نیت فاسدہ لوگوں کی آپ سمجھ گئے تھے۔ پھر حضرت کو غش آگیا۔ اس لئے
مسلمان رونے لگے اور آواز نوحہ و گریہ برزنان و فرزندان حضرت اور صدائے غل و شور مردان و زنان مسلمانان
بلند ہوئی۔ حضرت نے چشم کھول کر طرف دیکھا۔ اور کہا۔ دوات اور کتف کو سفند لاؤ۔ کہ تمہارے لئے میں ایک نامہ

بیان حدیث قرطاس ۔ لکھوں کہ میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو۔ یہ سن کر اصحاب میں سے ایک شخص اُٹھ کھڑا
ہوا۔ کہ دوات اور کتف گوسفند لائے۔ عمر نے کہا۔ لوٹ آ کہ یہ مرد ہذیان کہتا ہے اور اس پر بیماری نے غلبہ کیا ہے۔
ہم کو کتاب خدا کافی ہے اس بات سے جو لوگ وہاں موجود تھے ان میں اختلاف ہوا۔ بعضوں نے کہا قول قول عمرؓ اور

---

[1] عن ابن عباس قال لما حضر رسول اللہ صلعم وفی بیت رجال فیھم عمر بن الخطاب
قال النبی صلعم ھلم اکتب لکم کتابًا لا تضلون بعدہٗ ابدًا فقال عمر ان رسول اللہ صلعم قد
غلب علیہ الوجع وعندکم القرآن حسبنا کتاب اللہ فاختلف اھل البیت فاختصموا منھم
من یقول قربوا یکتب لکم رسول اللہ کتابًا لن تضلوا بعدہٗ ومنھم ما یقول عمر فلما اکثروا (باقی ص۱۱۳)

اور بعضوں نے کہا۔ قول قول پیغمبر ہے اور ایسی حالت میں مخالفت پیغمبر کیونکر جائز ہے۔ دوسری دفعہ پوچھا کہ جو آپ نے طلب کیا۔ وہ ہم لائیں حضرت نے فرمایا۔ ان بیہودہ باتوں کے بعد جو میں نے تم سے سنیں اب مجھے دوات و قلم کی حاجت نہیں۔ ولیکن میں تم وصیت کرتا ہوں کہ میرے اہل بیت سے نیک سلوک کرنا اور روگردانی نہ کرنا۔ مولف فرماتے ہیں۔ کہ حدیث دوات و کاغذ صحیح بخاری و مسلم اور جمیع کتب معتبرہ اہل سنت میں ہے اور متعدد طریقوں سے مذکور ہے اور اہل سنت نے ابن عباس سے اس طرح روایت کی ہے کہ ابن عباس اس قدر روئے کہ ان کے آنسوؤں سے سنگریزہ مسجد بھیگ گئے اور کہا۔ کہ روز پنجشنبہ اور کون پنجشنبہ وہ جس دن حضرت پر مرض شدید ہوا۔ اور حکم دیا۔ کہ دوات و کاغذ لاؤ کہ میں تمہارے لئے ایک وصیت لکھوں کہ اس کے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو۔ لوگوں نے آپس میں قریب حضرت رسولؐ نزاع کی۔ عمر نے کلام رسول خداؐ کو بہ ہذیان نسبت دی اور بروایت دیگر عمر نے کہا۔ کہ رسولؐ پر مرض کی شدت ہے اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے وہ ہم کو اور تم کو کافی ہے۔ یہ سن کر لوگوں نے آپس میں اختلاف کیا۔ بعضوں کہا۔ لانا چاہیئے کہ رسول خداؐ تمہارے لئے ایک ایسی وصیت لکھیں کہ اس کے بعد تم گمراہ نہ ہو۔ اور بعضوں نے قول عمر پسند کیا۔ اور جب حضرت کے نزدیک آوازیں بلند ہوئیں آپ نے دل تنگ ہو کر فرمایا۔ میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ ابن عباس کہتے تھے مصیبت اور بدترین مصیبت وہ تھی کہ پیغمبر کو تحریر وصیت سے مانع ہوئے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۲۔ اللغو واختلاف عند رسول اللّٰہ قال رسول اللّٰہ قوموا قال عبید اللّٰہ فکان ابن عباس یقول ان الرزیۃ کل الرزیۃ ما حال بین رسول اللّٰہ وبین ان یکتب لہم ذالک الکتاب من اختلافہم ولغطہم۔ (صحیح مسلم جلد دوم ص۴۳) قال ابن عباس یوم الخمیس وما یوم الخمیس اشتد برسول اللّٰہ صلعم وجعہٗ فقال ائتونی اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہٗ ابداً فتنازعوا ولا ینبغی عند نبی تنازع فقالوا ما شانہ اھجر استفہموہ فذہبوا یردون عنہ فقال دعونی فالذی انا فیہ خیر مما تدعونی الیہ واوصاہم بثلث قال اخرجوا المشرکین من جزیرۃ العرب واجیزوا الوفد نحو ما کنت اجیزہم وسکت عن الثالثۃ او قال فنسیتہا (بخاری جلد دوم ص)

ابن عباس نے کہا۔ جمعرات کا روز عجیب دن تھا کہ شدت مرض میں نبی کریمؐ نے فرمایا۔ لاؤ کاغذ و قلم تاکہ میں ایک نامہ لکھ دوں کہ اس پر عمل کرنے کے بعد تم لوگ گمراہی میں نہ پڑو گے۔ پس حاضرین میں نزاع ہوئی اور حضور نبیؐ کو نزاع و تکرار کسی طرح جائز نہ تھا۔ پس عمر ابن خطاب نے کہا۔ نبی کریمؐ کو ہذیان ہے یعنی بڑبڑاہٹ کر رہے ہیں۔ ہم کو کتاب خدا کافی ہے۔ رسولؐ نے غصہ میں فرمایا۔ میں جس حالت میں ہوں مجھے چھوڑ دو اور یہاں سے نکل جاؤ۔ بعدہ نبی نے تین وصیتیں کیں۔ مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دینا۔ جزیہ لینا جیسے لیا کرتا تھا۔ تیسری کے وقت خاموش ہو گئے۔ یا راوی بھول گیا۔ (کوثر بھریلوی عفی عنہ)

اور آنحضرتؐ کے روبرو آوازیں بلند کیں۔ یہاں تک کہ انتقال فرمایا۔ الغرض تمامی اہل مدینہ و مہاجر و انصار آخری زیارت زیارت حضرت رسولؐ کو مسجد میں حاضر ہوئے۔ یہاں تک کہ دختران ناکتخدا اپنے اپنے گھروں سے مسجد میں چلی آئیں۔ تمام مرد و عورت روتے پیٹتے تھے۔ بعضے وا ویلا اور انا للہ کہتے تھے۔ اور حضرت آخری

خطبہ آخری حضرت رسولؐ ۔ خطبہ پڑھ رہے تھے کبھی ضعف و ناتوانی سے خاموش ہو جاتے تھے۔ اور پھر خطبہ شروع فرماتے تھے۔ اثنائے خطبہ میں ارشاد فرمایا۔ اے گروہ مہاجر و انصار اور جو شخص اس وقت یہاں موجود ہے۔ آدمیوں اور جنات سب سے میرا خطاب ہے کہ جو کچھ میں تم سے کہتا ہوں۔ تم لوگ ان لوگوں کو جو یہاں موجود نہیں ہیں پہونچا دو اور حق کو نہ چھپاؤ۔ کہ میں اب جاتا ہوں اور تم میں کتاب خدا چھوڑے جاتا ہوں۔ جو کہ منور بنور ہدایت ہے۔ اور جس چیز کی امت محتاج ہو اس سب کا بیان اس میں ہے اور حجت خدا تم پر ہے میری طرف سے اور میں تم میں علم اکبر چھوڑے جاتا ہوں۔ کہ وہ نشان راہ دین اور نور ہدایت ہے اور وہ علی ابن ابی طالب میرا وصی ہے وہ ریسمان محکم خدا ہے۔ لازم ہے تم سب اس سے متمسک رہو۔ اس سے پراگندہ نہ ہو۔ نعمت خدا کو یاد کرو۔ واضح ہو جب تم آپسمیں ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ اس وقت خدا نے تمہارے دلوں میں محبت ڈال دی۔ اور بسبب نعمت خدا آپس میں بھائی ہو گئے۔ ایھا الناس علی ابن ابی طالب علم و حکمت میں خدا کا خزانہ ہے جو شخص اس کو اس روز کے بعد اور اس روز بھی دوست رکھے اس پر واجب ہے کہ اس نے عہد خدا کو وفا کیا۔ اور جو اس سے اس دن اور بعد اس دن کے دشمنی کرے وہ قیامت کے دن اندھا اور بہرا محشور ہوگا۔ اور اس کو خدا پر کوئی حجت نہ ہوگی۔ ایھا الناس بروز قیامت دنیا کے ہمراہ میرے پاس نہ آنا۔ در آنحالیکہ میرے اہل بیت آئیں۔ الجھے بال مٹی بھرے ہوئے آزار کشیدہ ستم دیدہ خون ان کا تمہارے منہ کے سامنے بہتا ہوا تمہاری بیعتائے ضلالت اور مشورہ تمہائے جہالت کی وجہ سے اور اس سبب سے کہ تم نے ان کی نصرت و مددگاری نہ کی ہو۔ ایھا الناس امامت و پیشوائی کے لئے کچھ لوگ ہیں کہ ان کیلئے علامتیں ہیں۔ اور حق تعالیٰ نے ان کی تعریف قرآن مجید میں بیان فرمائی ہے اور میں نے ان کو تمہارے لئے نامزد کیا ہے۔ اور جو کچھ ان کے حق میں کہنا ضرور تھا۔ وہ میں نے تم کو پہونچایا۔ ولیکن تم میں سے ایک گروہ نادان کو دیکھ رہا ہوں۔ کہ بعد میرے کا فر اور میرے دین سے پھر گئے۔ اور تاویل کتاب خدا بجہل و بہ خواہشہائے نفس کرتے ہو۔ دین میں بدعتیں جاری کر رہے ہو۔ اس لئے کہ ہر سنت و حدیث اور جو بات قرآن کے خلاف ہے۔ وہ باطل ہے اور قرآن پیشوائے راہ ہدایت ہے اور قرآن کے لئے ایک راہ نما ہے کہ وہ لوگوں کو اپنی طرف بلانے گا اور جو شخص قرآن کی تاویل اور تفسیر جانتا ہے وہ علی ابن ابی طالب وارث علم و حکمت ملک منان و محرم راز پنہاں پیغمبر آخرالزمان ہے۔ اور تمام پیغمبروں کی میراث اس کے پاس ہے۔ ایھا الناس میں تم کو اپنے اہل بیت کے حق

وصایائے رسولؐ درحق اہل بیت ۔ میں خدا کی قسم دیتا ہوں ۔ کہ یہ ارکان دین اور چراغ راہ یقین
ومعدن علم رب العلمین ہیں ۔ اور میرا بھائی علیؑ ہے اور میرا وارث اور میرا وزیر اور میرا امین ہے اور بعد
میرے وہ میرا خلیفہ ہے اور وہ بعد میرے ۔ میرے عہد پر وفا کرے گا ۔ وہ سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے ۔
اور سب کے بعد مجھ سے جدا ہوگا ۔ اور سب سے پہلے بروز قیامت میرے پاس ہوگا بس یہ میرا حکم جو حاضر ہیں وہ
غیر حاضروں تک پہنچا دیں ۔ جو کوئی بغیر علی ابن ابی طالب پیشوا لئے جماعت ہو وہ کافر ہے ۔ ایھاالناس جس کا کوئی
حق مجھ سے ہو وہ آئے اور لے لے اور جس کسی سے میں نے وعدہ کیا ہے وہ میرے بعد علیؑ پاس جائے کہ وہ میرے
وعدوں کا ضامن ہے ۔ پھر جناب امیر علیہ السلام سے مخاطب ہو کر فرمایا ۔ یا علی اکثر اس جماعت سے کافر ہو
جائیں گے ۔ اور دین سے پھر جائیں گے ۔ اور تلواریں ایک دوسرے پر کھینچیں گے ۔ اور جب میں دُنیا سے
انتقال کر جاؤں گا ۔ اس وقت یہ حال جو میں نے بیان کیا تم پر ظاہر ہو جائے گا ۔ یا علیؑ جو تم سے لڑائی کرے میری
عورتوں یا میرے اصحاب میں سے اس نے میری معصیت کی ہے اور جس نے میری معصیت کی اس نے خدا
کی معصیت کی ۔ اور میں اس سے بیزار ہوں ۔ اور تم بھی اس سے بیزار ہو ۔ جناب امیر نے فرمایا ۔ میں
اس سے بیزار ہوں ۔ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا ۔ گواہ رہ بعد اس کے ۔ فرمایا ۔ یا علیؑ یہ لوگ آپس میں عہد و
پیمان کر رہے ہیں ۔ کہ میرے بعد تم پر ظلم و ستم کریں ۔ اور اس خیال باطل میں رات دن مبتلا ہیں ۔ اور جس کسی
کے دل میں مکر و فریب ہو ۔ میں اس سے بیزار ہوں ۔ اور قرآن میں یہ آیۃ ان کے حق میں نازل ہوا ہے ۔
بیت طائفۃ منھم غیر الذی تقول واللہ یکتب ما یبیتون یعنی رات کو دن کرتے ہیں ۔ ایک گروہ
ان میں سے بغیر اس کے کہ تو کہتا ہے ۔ اور خدا لکھتا ہے جو کچھ یہ لوگ راتوں کو صلاح و مشورہ کرتے
ہیں ۔ سید ابن طاؤس نے حضرت امام موسیٰ بن جعفر سے روایت کی ہے کہ جناب صادق نے ارشاد
وصایائے رسولؐ از انصار ۔ فرمایا ۔ کہ جب وقت وفات سرور کائنات ہوا ۔ اس وقت انصار کو
بلایا ۔ اور فرمایا اے گروہ انصار و یاران احمد مختار میری مفارقت تم سے نزدیک ہے اور حق نے مجھے اپنے
جوار رحمت میں طلب کیا ہے ۔ اور اجابت دعوتِ حق لازم ہے تم نے میرے ہمراہ نیک طریقہ اختیار کیا
اور جو کچھ شرائط نصرت و مددگاری تھی وہ تم لوگ بجالائے اور مال میں مہاجرین سے تم نے مضائقہ نہیں کیا ۔
اور اپنی خیر و نیکی کو تم نے مسلمانوں پر وسعت دی ۔ اور راہ خدا میں تم نے اپنی جانوں سے دریغ نہ کیا ۔ اور
حق تعالیٰ بعوض اعمال پسندیدہ تم کو جزائے جزیل و ثواب جمیل عطا کرے گا ۔ واضح ہو کہ دو چیزیں رہ گئیں ہیں ۔
کہ تمہارا ہر کام ان کے ساتھ ہوگا ۔ اور بغیر اس کے کوئی علم تم کو فائدہ نہ دے گا ۔ اور وہ دو چیزیں آپس
میں جدا نہ ہونگی ۔ اور وہ کتاب خدا اور میرے اہل بیت ہیں ۔ پس کتاب خدا سے دستبردار نہ ہونا ۔ وہ حجت و

برہان و گواہ عادل مسلمانوں کی ہے اور جنہوں نے اس پر عمل نہیں کیا۔ وہ ان سے بروز قیامت مخاصمہ کرے گی۔
اور ان کے پاؤں کو صراط سے پھسلا دے گی۔ اے گروہ انصار میری نصرت و اعانت کرو۔ میرے اہل بیت کے حق
میں کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ کتاب خدا ان سے جدا نہ ہو گی۔ جب تک کہ مجھ پر حوض کوثر پر وارد نہ ہوں۔
جاننا چاہیئے کہ اسلام مانند چھت کے ہے۔ اور اس کے کھمبے اطاعت و متابعت امام کی ہے اے گروہ
مسلمانان ہرگز میرے اہل بیت سے دستبردار نہ ہونا۔ کہ یہ چراغہائے راہ ہدایت اور معدن ہائے علم اور چشمہ ہائے
حکمت ہیں۔ ان پر ملائکہ آسمان سے نازل ہوتے ہیں۔ ان میں کا پہلا علی ابن ابی طالب ہے کہ وہ میرا وصی اور
میرا امین ہے اور میرا وارث ہے اور وہ مجھ سے بمنزلہ ہارونؑ ہے موسیٰؑ سے اے گروہ انصار فاطمہؑ میری درگاہ
حرمت ہے۔ اور گھر اس کا میرا گھر ہے۔ جس نے اس کی حرمت کو ضائع کیا۔ اس نے حرمت خدا کو ضائع
کیا۔ پس حضرت امام موسیٰ بن جعفر بہت روئے اور کہا۔ اے مادر بزرگوار تمہاری حرمت کو ضائع کیا۔ اور
تمہاری درگاہ جلالت کی توقیر اور حرمت خدا کی رعایت نہ کی۔ پھر امام نے فرمایا کہ حضرت رسولؐ نے مہاجرین

وصایائے رسولؐ از مہاجرین ۔ کو جمع کیا۔ اور کہا۔ ایھا الناس حضرت رب العزت نے مجھے بلایا ہے۔

اور بہت جلد دعوت حق قبول کرتا ہوں۔ اور میں مشتاق لقائے پروردگار اور آرزومند ملاقات برادران یعنی
پیغمبران گذشتہ ہوا ہوں۔ اور تم کو مانند بہائم بے سردار نہیں چھوڑتا ہوں۔ بلکہ تمہارے کام کو اپنے وصی یعنی علیؑ
کے سپرد کرتا ہوں۔ اور جو کچھ تمہارے لئے ضرور ہے وہ میں نے علیؑ کے لئے کہہ دیا ہے۔ پس عمرؓ نے اٹھ کر کہا۔ کہ
یا حضرت آپ نے بحکم خدا اس وصیت کو فرمایا۔ یا کہ اپنی طرف سے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے عمر بیٹھ جا۔ میں
نے بحکم خدا اور بحکم علیؑ کو وصی کیا ہے۔ اور میرا حکم خدا کا حکم اور میری اطاعت خدا کی اطاعت اور
میری معصیت خدا کی معصیت۔ جس نے میرے وصی کی نافرمانی کی۔ اس نے میری نافرمانی کی اور جس نے میری
نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی۔ یہ فرما کر حضرت نے غضب آلود و خشمناک ہو کر ان کی طرف سے منہ پھیر
لیا۔ اور فرمایا۔ ایھا الناس۔ میری وصیت غور سے سنو۔ جس نے میرا ایمان اختیار کیا۔ اور میری پیغمبری
کی تصدیق کی۔ میں اس کو وصیت کرتا ہوں کہ ولایت اور اطاعت علیؑ کی قبول کرے اور تصدیق کرے۔
کہ اس کی ولایت میری ولایت اور میری ولایت پروردگار کی ولایت ہے۔ مجھے جو کچھ لازم تھا وہ تم سے کہہ دیا۔
چاہیے کہ اس میرے کلام کو حاضرین غیر حاضرین تک پہنچا دیں۔ تحقیق کہ علیؑ علم اعظم ہے جو اس سے پیچھے
رہ گیا۔ اور جس نے اس پر سبقت کی۔ اس کی راہ جہنم کی طرف ہے کہ علیؑ کو چھوڑ کر دائیں بائیں بھٹکا پھرا اور ہلاک
اور گمراہ ہو گا کلینیؒ نے بسند معتبر حضرت موسیٰ بن جعفر سے روایت کی ہے۔ امام نے فرمایا میں نے اپنے بزرگوار سے
پوچھا۔ آیا ایسا نہ تھا۔ کہ حضرت امیرالمومنین کاتب وصیت نامہ رسول خداؐ تھے کہ حضرت رسولؐ نے سمجھا دیا اور جبرئیلؑ

و ملائکہ مقربین گواہ تھے۔ حضرت صادقؑ نے ایک لحظہ سکوت فرمایا۔ اور بعد اس کے ارشاد کیا کہ ایسا ہی تھا۔ جیسا تم نے بیان کیا۔ ولیکن جب وقت وفات حضرت رسولؐ ہوا۔ جبرئیلؑ جانب خداوند جلیل سے نامہ لکھ کر مہر کر کے ہمراہ امینان خداوند عالمیان و ملائکہ مقربین حاضر ہوئے۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ یا محمدؐ جو لوگ آپ کے پاس ہیں ان کو باہر کر دیجئے اور علی ابن ابی طالب اپنے وصی کو اپنے پاس رہنے دیجئے کہ نامۂ آسمانی مجھ سے لے لیں۔ اور آپ مجھے گواہ کیجئے کہ علیؑ نے نامہ لے لیا۔ اور علیؑ ضامن ہوں کہ اس میں جو کچھ لکھا ہے اس پر عمل کریں۔ پس حضرت نے فرمایا کہ بغیر علی ابن ابی طالب جو لوگ موجود ہیں سب کو باہر کر دیں۔ اور فاطمہ علیہا السلام پردہ میں بیٹھی تھیں پس جبرئیلؑ نے کہا۔ اے محمدؐ تمہارے پروردگار نے سلام کہا ہے اور فرمایا یہ نامہ وہ نامہ ہے جس کا شب معراج اور علاوہ اس کے میں نے تم سے شرط اور عہد کیا تھا۔ اور میں خود گواہ ہوا تھا۔ اور ملائکہ کو تم پر گواہ کیا تھا۔ باوجودیکہ میں خود گواہی کے واسطے کافی ہوں۔ جب حضرت رسولؐ نے یہ سنا اعضائے بدن خوف الٰہی سے کانپنے لگے۔ اور فرمایا۔ اے جبرئیلؑ میرا پروردگار جمیع نقص سے سالم ہے اور اسی سے سب سلامتی ہے اور اسی کی طرف سب تحیت ہے میرے پروردگار نے سچ فرمایا۔ اور اپنے وعدہ کی وفا فرمائی۔ وہ مجھے نامہ دو۔ جبرئیلؑ نے وہ نامہ حضرت کو دیا۔ اور کہا۔ آپ جناب امیرؑ کو دیجئے۔ حضرت نے جب وہ نامہ جناب امیرؑ کو دیا تو فرمایا۔ اے علیؑ پڑھو۔ جناب امیرؑ نے تمام حرف آخر تک پڑھا۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ عہد میرے پروردگار کا مجھ پر ہے اور وہ شرط ہے کہ مجھ سے لی ہے اور یہ امانت اس کی میرے پاس ہے۔ اور میں نے اس کا حکم پہنچا دیا۔ اور جو شرط خیر خواہی امت تھی اس کی تعمیل اور ادائے رسالت کر دی۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ میں گواہی دیتا ہوں میرے پدر و مادر آپ پر فدا ہوں۔ آپ نے تبلیغ رسالت اور خیر خواہی امت فرما دی۔ اور جو کچھ آپ نے فرمایا۔ میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ اور میرے کان اور آنکھیں اور گوشت اور خون گواہی دیتے ہیں۔ پس جبرئیلؑ نے کہا۔ میں بھی آپ دونوں کے ساتھ کلام پر منجملہ گواہ ہوں۔ پس حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ اے علیؑ میری وصیت تم نے قبول کی۔ اور اس کو سمجھ لیا۔ اور واسطے میرے اور خدا کے ضامن ہوئے جو کچھ اس عہد نامہ میں لکھا ہے۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ ہاں یا رسول اللہ **بیان عہد نامہ حضرت رسولؐ** میرے پدر و مادر آپ پر فدا ہوں تعمیل اس حکمنامہ کی مجھ پر ہے۔ اور میں خدا سے اُمیدوار ہوں کہ وہ میری نصرت و مدد فرمائے۔ اور توفیق عطا کرے کہ میں اس نامہ پر عمل کروں۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ اے علیؑ میں چاہتا ہوں کہ تم پر کسی کو گواہ کروں کہ جب تم میرے پاس بروز قیامت آؤ۔ تو وہ گواہی دیں کہ میں نے حجت تم پر تمام کی۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ ہاں آپ گواہ لیں۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ جبرئیلؑ اور میکائیلؑ مع ملائکہ مقربان حاضر ہیں۔ اور میرے تمہارے درمیان گواہ ہیں۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ اے ملائکہ گواہ رہو۔ اور یا حضرت میں بھی انہی کو گواہ کرتا ہوں۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ حضرت رسولؐ نے

ملائکہ کو گواہ کیا۔ اور منجملہ جمیع شرائط جس شرط پر جبرئیلؑ کو بحکم خداوند جلیل گواہ کیا۔ یہ بھی کہ یا علیؑ جو کچھ اس نامہ میں ہے اس پر وفا کرو۔ اور اس نامہ میں لکھا ہے کہ خدا اور رسولؐ خدا کے دوست سے دوستی کرنا۔ اور دشمن سے دشمنی کرنا۔ اور بیزاری کرنا۔ اور اپنے حق تلف ہو جانے اور خمس غصب ہو جانے اور ہتک حرمت پر صبر کرنا۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ بہت اچھا یا رسول اللہ میں نے قبول کیا۔ پس جناب امیرؑ فرماتے ہیں میں قسم کھاتا ہوں۔ اس پروردگار کی جس نے دانا شگافتہ کیا اور خلائق کو پیدا کیا۔ میں نے جبرئیلؑ سے سُنا کہ کہتے تھے۔ یا نبی اللہ علیؑ کو آگاہ کرو۔ کہ ان کی ہتک حرمت کریں گے۔ اور ان کی حرمت خدا اور رسولؐ کی حرمت ہے اور ان کی ریش مبارک کو ان کے خون سے خضاب کریں گے۔ پس جناب امیرؑ نے فرمایا۔ جب جبرئیلؑ سے میں نے یہ کلمہ سُنا بیہوش ہو کر منہ کے بل گر پڑا۔ اور میں نے کہا۔ قبول کیا اور راضی ہوا۔ ہر چند میری ہتک کریں اور سنتہائے رسولؐ کو ترک کریں اور قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کریں اور کعبہ کو خراب کریں۔ اور میری داڑھی میرے خون سے رنگین کریں۔ میں سب حال میں صبر کروں گا۔ اور اپنے خدا سے امید اجر رکھوں گا۔ یہاں تک کہ آپ کے پاس مظلوم آؤں۔ اس وقت حضرت رسولؐ نے فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ کو بلایا۔ اور ان کو بھی مثل جناب امیرؑ آگاہ کیا۔ اور انہوں نے بھی مثل جناب امیرؑ قبول کیا۔ پس وصیت نامہ

بیان سپردگی وصیّت نامہ۔ پر مہر ہائے طلائی بہشت سے مہر کی کہ آگ اس طلا تک نہ پہنچی تھی۔ اور نامہ جناب امیرؑ کے سپرد کیا۔ جب حضرت امام موسیٰؑ نے یہاں تک بیان فرمایا۔ راوی نے پوچھا۔ اس وصیت نامہ میں کیا لکھا تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ سنتہائے خدا و رسولؐ خدا۔ راوی نے پوچھا۔ آیا اس وصیت نامہ میں لکھا تھا۔ کہ منافق غصبِ خلافت جناب امیرؑ کریں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ ہاں۔ واللہ جو کچھ ان لوگوں نے کیا۔ وہ سب کچھ اس میں درج تھا مگر تو نے قول حق تعالیٰ نے سُنا۔ انا نحن نحی الموتی و نکتب ماقدموا واثارھم وکل شیئٍ احصینا فی امام مبین۔ یعنی زندہ کرتا ہوں مردوں کو اور لکھتا ہوں جو کچھ انہوں نے آگے بھیجا۔ اور جو کچھ بعد ان کے حالات پر ہونے والا ہے اور سب چیزوں کو میں نے احصا کیا ہے امام مبین یعنی لوح محفوظ یا امیرالمومنینؑ میں۔ پس حضرت نے فرمایا۔ کہ رسول خداؐ نے جناب امیرؑ اور جناب فاطمہؑ سے ارشاد فرمایا۔ کہ آیا تم سمجھے جو کچھ میں نے تم سے بیان کیا۔ اور تم نے قبول کیا۔ کہ اس پر عمل کرو گے۔ کہا ہاں ہم نے قبول کیا جو حق قبول کرنے کا ہے اور ہم اس پر صبر کریں گے۔ جو ہم پر دشوار ہوگا۔ اور ہم کو غصہ میں لائے گا۔ سید ابن طاؤسؒ نے حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ کہ حضرت رسولؐ نے مجھے وقت وفات بلایا۔ اور مکان میں تخلیہ کر دیا۔ مگر جبرئیلؑ و میکائیلؑ اس مکان میں تھے۔ اور میں ان کی آواز سُنتا تھا۔ مگر ان کو دیکھتا نہ تھا۔ پس حضرت نے وصیت نامہ انہی جبرئیلؑ سے لیا۔ اور مجھے دیا۔ اور فرمایا۔ مہر کھول کر پڑھو۔ میں نے سب پڑھا حضرت نے فرمایا۔ یہ نامہ جبرئیلؑ

خداوند جلیل کی طرف سے تمہارے واسطے لائے ہیں۔ جب میں نے پڑھا سب موافق وصیت رسولؐ پایا۔ کہ جو مجھ سے وصیت کر چکے تھے۔ اور اس وقت حضرت میرے سینے سے تکیہ فرما ہوئے تھے۔ پس فرمایا میرے سامنے آؤ۔ اور جبرئیلؑ نے حضرت کا تکیہ اپنا سینہ کیا۔ اور میکائیلؑ داہنی جانب بیٹھے۔ حضرت نے فرمایا۔ یا علیؑ اپنی مٹھیاں بند کر لو۔ پھر فرمایا۔ یا علیؑ میں تم سے دو امینان پروردگار عالمیان یعنی جبرئیلؑ ومیکائیلؑ کے سامنے عہد لیتا ہوں۔ اور تم کو بحق دو بزرگوار یعنی جبرئیلؑ ومیکائیلؑ قسم دیتا ہوں۔ کہ قبول کرو اور عمل کرو۔ اور جو کچھ اس وصیت نامہ میں لکھا ہے۔ بصبر وشکیبائی وپرہیزگاری میری سنت اور میرے طریقے پر نہ بطریقہ بدعت اور قبول کرو بہ نیت درست اور بہ دل قوی کہ جو تم کو خدا نے دیا ہے۔ پس اپنا دست مبارک میرے دونوں ہاتھوں کے درمیان داخل فرمایا۔ اور مجھے ایسا معلوم ہوا کہ میرے دونوں ہاتھوں کے درمیان کوئی چیز گر پڑی۔ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ یا علیؑ تمہارے دونوں ہاتھوں کے درمیان علم وحکمت ڈال دی۔ اور کوئی مسئلہ اور حکم تم پر مخفی نہ ہوگا۔ اور جب تمہارا وقتِ وفات آئے تم بھی اپنے وصی سے اسی طرح وصیت کرنا۔ پس جناب امیرؑ نے فرمایا۔ کہ عنوان وصیت نامہ کا یہ تھا۔

مضمون وصیّت نامہ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝۔ یہ وصیّت وعہد وپیمان محمدؐ بن عبداللہ بحکم الٰہی جانب وصایت پناہ علی ابن ابی طالب امیر مومنان ہے اور آخر وصیّت نامہ میں لکھا تھا کہ جبرئیلؑ ومیکائیلؑ و اسرافیلؑ اس وصیّت پر جو محمدؐ نے علیؑ کو کی ہے گواہ ہوئے اور علیؑ نے اس وصیّت کو قبول کیا۔ اور ضامن ہوئے۔ جو کچھ اس میں لکھا ہے۔ اس پر عمل کریں جس طرح ضامن ہوئے یوشعؑ بن نون واسطے موسیٰ بن عمران کے اور شمعونؑ بن حمون واسطے عیسیٰؑ بن مریم اور جس طرح ضامن ہوئے اوصیا پہلے ان کے واسطے پیغمبروں کے باوجود کہ محمدؐ بہترین پیغمبران اور علیؑ بہترین اوصیا ہے۔ اور محمدؐ نے علیؑ کو ولی امر خلافت کیا اور عہد کیا کہ بعد محمدؐ کے کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ نہ واسطے علیؑ کے اور نہ واسطے اوروں کے اور خدا اس سب پر گواہ۔ پس حضرت صادقؑ نے فرمایا۔ کہ جب وصایائے رسولؐ تمام ہوئیں۔ فرمایا۔ یا علیؑ جواب اپنا مہیا رکھو کہ کل بروز قیامت نزدیک حق تعالیٰ ادا کرنا ہوگا۔ بتحقیق کہ میں بروز قیامت تم پر حجت تمام کروں گا۔ حلال وحرام ومحکم ومتشابہ کتاب خدا سے جس طرح بھیجا ہے اور جس طرح میں نے تم کو بفرائض واحکام امر کیا ہے اور نیکی کا حکم دینا ہے اور بدی سے منع کیا ہے۔ اور اقامتِ حدود خدا اور نماز کا برپا رکھنا اور زکوٰۃ کا مستحقوں کو دینا اور حج خانۂ خدا اور جہاد راہ خدا میں۔ پس یا علیؑ تم کیا جواب دو گے۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ میں اس کرامت اور منزلت کا امیدوار ہوں۔ جو آپ کو خدا کے نزدیک ہے۔ اور اُن نعمتوں کا جو حق تعالیٰ نے آپ کو عطا کیں ہیں۔ اور جو کچھ آپ نے فرمایا۔ اس کی بجا آوری پر میرا پروردگار میری نصرت کرے گا۔ اور آپ کی سنت اور

بیان قبول وصیّت نامہ - طریقہ پر ثابت قدم رکھے گا۔ یا حضرت جب بروز قیامت میں آپ سے
ملاقات کروں۔ خدا سے اُمیدوار ہوں کہ کوئی تقصیر مجھ سے اور تفریط میں نے نہ کی ہو۔ اور اثر خجالت آپ کی
جبین مبین پر میری جانب سے نہ ہو۔ آپ پر سے میرا منہ اور میرے ماں باپ کا منہ فدا ہو۔ بلکہ یا حضرت
میرے ماں باپ کو اور مجھے اپنا مطیع اپنی وصیت اور طریقۂ سنت میں پائیں گے۔ جب تک کہ زندہ رہوں اور
اسی طرح ہر ایک امام کو تیرے فرزندوں میں سے جناب امیرؑ نے فرمایا۔ جب کلام یہاں تک پہنچا۔ ایک شعلۂ
حسرت میرے سینہ میں بھڑکا۔ اور اپنے سینے کو حضرت پر گرا دیا۔ اور اپنا منہ حضرت کے منہ پر رکھ کر ایک نعرہ
بلند کیا۔ کہ واحسرتا اس وحشت و تنہائی پر جو بعد آپ کے آئے گی۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا۔ افسوس اس حسرت و
وحشت پر آپ کی دختر بزرگوار اور آپ کے فرزندان بیقرار کے کہ ایک لحظہ بغیر آپ کے دیکھے ان کو آرام
نہیں اور افسوس اس غم جانگداز اور اندوہ دور دراز پر آپ ایسے دمساز کی مفارقت پر کہ بعد آپ کے ہمارے
گھر سے خبر ہائے بارگاہ آسمانی منقطع ہو جائیں گی۔ نہ جبرئیلؑ سے خبر اور نہ میکائیلؑ سے اثر پائیں گے۔ پس
ہمارے سامنے حضرت رسولؐ متوجہ رب الارباب ہو کر بے ہوش ہو گئے۔ بیبیاں اور بیٹیاں حجرۂ طاہرہ میں آئیں۔ اور
صدائے نوحہ و زاری بلند ہوئی۔ مہاجرین و انصار باہر کھڑے نالۂ وا محمداہ و اسیلہ آسمان ہم تک پہنچاتے تھے۔
حضرت نے چشم کھول کر جناب امیرؑ کو طلب فرمایا۔ جناب امیرالمومنینؑ آئے۔ حضرت نے جناب امیرالمومنینؑ
کو آپ نے سینے سے لگایا۔ اور کہا اے برادر محمدؐ خدا تجھے سمجھ دے اور تجھے توفیق رفیق عطا فرمائے اور تجھے بلند
آواز کرے اے برادر جب میں دنیا سے رحلت کروں اور منافقین امت غدار مجھ سے متفرق ہو کر قبل غسل و دفن
تو تم ان کی طرف نہ جانا۔ اور ان سے اپنا حق طلب نہ کرنا جب وہ خود تم کو بلاتے نہ آئیں۔ اس لئے کہ یا
علیؑ تمہاری مثال کعبہ کی مثل ہے کہ وہ اپنی جگہ ثابت و قائم ہے۔ مگر تمام لوگوں کو لازم ہے کہ اطراف عالم سے
کعبہ کی طرف آئیں۔ اور یا علیؑ تم علم و ہدایت اور روشنی زمین و آسمان ہو۔ اے برادر بحق پروردگار جس نے مجھے
براستی بجانب خلق بھیجا ہے قسم کھاتا ہوں۔ کہ تیری امامت اور تیرے وجوب متابعت کا حکم میں نے سب
کو پہونچا دیا۔ اور سب سے اقرار اور بیعت میں نے لے لی۔ اور سب اظہار بفرمانبرداری کیا۔ اور میں جانتا
ہوں۔ کہ میرے عہد پر وفا نہ کریں گے۔ یا علیؑ جب میں بجانب عالم بقا رحلت کروں اور میرے غسل و کفن اور نماز
سے فرصت ہو بیٹھو۔ قرآن کو بترتیب جس طرح خدا نے بھیجا ہے جمع کرو۔ اور جو کچھ میں نے تم کو حکم کیا ہے بجا
لاؤ۔ اور ملامت خلق سے پرواہ نہ کرنا جور و ظلم امت سے صبر کرنا۔ یہاں تک کہ میرے پاس آؤ۔ پس حضرت فاطمہؑ و
حسنؑ و حسینؑ کو بلایا۔ اور باقی سب کو گھر سے باہر کر دیا۔ ام سلمہؓ کو حکم دیا کہ نزدیک دروازے کے کھڑی ہوں۔
اور کسی کو دروازے کے پاس نہ آنے دیں۔ پس فرمایا۔ یا علیؑ میرے نزدیک آؤ۔ کہ اب وقت وداع ہے۔ پس

اپنی نور دیدہ فاطمہؑ کا ہاتھ اپنے منہ پر رکھا۔ اور دست مبارک سے جناب فاطمہؑ کا ہاتھ پکڑ کر ایک ساعت بچشم حسرت و یاس دونوں صاحبوں کو دیکھا کئے اور اشک حسرت دیدۂ حضرت پر جاری تھے۔ جب چاہتے تھے۔ کچھ کہیں رقت مانع ہوتی تھی۔ یہ دیکھ کر تمام اہل بیت رونے لگے۔ حضرت فاطمہؑ نے کہا۔ اے پدر بزرگوار آپ نے اپنے رونے سے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور میرے جگر کو جلا دیا۔ اور میرے سینۂ پُر حسرت میں آگ

بیان رخصت رسولؐ اور اہل بیت

بھڑکا دی۔ اے سید پیغمبراں، اے بہترین گذشتگان و آئندگان، اے امین پروردگار عالمیان اے رسولؐ خدا و نذر رحمان اپنے حبیب منان آپ کے بعد میرے فرزندوں کی کون حمایت کرے گا۔ اور آپ کی امت سے جو ذلت مجھے پہونچے گی۔ اس وقت کون میری مدد کرے گا۔ کون اس وقت جو رد بیداد امت سے جو علیؑ کو کہ ناصر دین خدا ہے پہونچے گی فریاد رسی کرے گا۔ کون بعد آپ کے وحی خدا سنے گا۔ اور حکم خدا لوگوں کو پہونچائے گا۔ یہ کہہ کر اپنے پدر بزرگوار کے سینے سے لپٹ گئیں۔ منہ سے بوسے لینے لگیں۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ نالۂ آہ جگر خراش آسمان تک بلند تھا۔ حضرت رسولؐ نے امام حسنؑ اور حسینؑ کو گود میں لیا۔ اور ہر ایک کو وداع کیا۔ صدائے الوداع الوداع و خروش الفراق الفراق زمین سے آسمان تک بلند ہوا۔ پھر فاطمہؑ زہرا کا ہاتھ علی ابن ابی طالب کے ہاتھ میں

وصیت مخصوص بحق فاطمہؑ

دیا۔ اور فرمایا۔ یا علیؑ یہ امانت خدا اور امانت رسولؐ خدا ہے۔ کہ بحرمت خدا اور حرمت رسول خدا اس کے حق میں رعایت کرنا۔ اور جانتا ہوں کہ رعایت کرو گے یا علیؑ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ بہترین زنان گذشتگان و آئندگان ہے اور بخدا سوگند یہ مریم سے خدا کے نزدیک بزرگ تر ہے اور بخدا سوگند کہ میری جان اس جگہ تک نہیں پہونچی مگر یہ کہ حق تعالیٰ سے اور تمہارے لئے میں نے سوال کیا جس میں تمہارے واسطے خیر ہے۔ اور جو کچھ میں نے مانگا۔ وہ خدا نے عطا فرمایا۔ یا علیؑ میں نے چند امور بامر جبرئیلؑ خداوند جلیل کی طرف سے میں نے فاطمہؑ سے کہے ہیں وہ تم سے کہے گی۔ جو کچھ وہ کہے اس پر عمل کرنا۔ یا علیؑ واضح ہو جس سے میری دختر راضی ہے۔ میں اس سے راضی ہوں۔ اور اسی طرح پروردگار عالمیاں اور ملائکہ زمین و آسمان اس سے خوشنود ہیں جس سے فاطمہؑ خوشنود ہے۔ اے علیؑ وائے اس پر جو ستم کرے۔ اور عذاب جہنم اس کے لئے ہے۔ جو اس کا حق غصب کرے اور ہلاکت اس کے لئے ہے جو اس کی ہتک و عزت کرے اور بُرا حال اس کا جو اس کے گھر کا دروازہ جلائے اور عذاب الیم اس پر جو اس کے دوست کو اذیت پہونچائے اور اسفل درجات جہنم اس کے لئے ہے جو اس سے نزاع و جنگ کرے۔

وصیت مخصوص جناب فاطمہؑ

خداوندا میں ان لوگوں سے بیزار ہوں۔ اور وہ مجھ سے بیزار ہیں پھر حضرت رسولؐ نے ان لوگوں کے نام لئے جن سے یہ تمام افعال زشت و ظلم و جور صادر ہوں گے۔ پس فاطمہؑ اور حسنینؑ کو

گود میں لیا۔ اور کہا۔ خداوندا میں ان کا اور ان کے شیعوں کا یاور ضامن ہوں۔ کہ ان کے سب دشمن داخل جہنم ہوں گے اور جو لوگ ان سے دشمنی کریں یا ان پر ستم کریں یا ان پر سبقت کریں یا ان سے پیچھے رہ جائیں اور ان کی متابعت و پیروی نہ کریں۔ میں ان سے دشمنی و مخاصمت کروں گا۔ اور میں ضامن ہوں کہ ان کے سب دشمن داخل جہنم ہوں گے۔ پھر تین مرتبہ فرمایا۔ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ میں ان سے راضی نہ ہوں گا۔ جب تک اے فاطمہؑ تو ان سے راضی نہ ہو گی۔ اور میں ان سے خوشنود نہ ہوں گا۔ جب تک تو ان سے خوشنود نہ ہو گی۔ بعد اس کے جناب امیرؑ سے خطاب فرمایا۔ اور کہا۔ یا علیؑ بعض ازواج میرے بعد تم سے جدال اور نزاع کرینگی۔ اور... بشکر گراں سے کہ تم پر خروج کرے گی۔ اور ایک دوسرے کو اجازت دیگی کہ تیرے لئے لشکر جمع کرے۔ اور دونوں آپس میں تیری عداوت پر یکساں ہونگی۔ یا علیؑ اس وقت تم کیا کروگے۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ یا حضرت اگر ایسا کریں گی۔ تو پہلے کتاب خدا ان پر حجت کروں گا۔ اگر اس کو قبول نہ کریں گی۔ آپ کی سنت اور جو کچھ کہ آپ نے میری اطاعت کے وجوب میں فرمایا ہے اور میرے حق کے بارے میں ارشاد ہوا ہے۔ اس سے ان پر حجت لاؤں گا۔ اگر اس کو بھی نہ مانیں گی۔ خدا اور رسولؐ خدا کو ان پر گواہ کر کے اُن سے قتال کروں گا۔ حضرت رسولؐ نے ارشاد فرمایا۔ یا علیؑ ان سے لڑنا اونٹ کو بے کرنا۔ اور پروا نہ کرنا۔ پس فرمایا۔ خداوندا تو گواہ رہ۔ بعد اس کے کہا۔ یا علیؑ یہ اگر ایسا کریں اسوقت ان کو طلاق دینا اور مجھ کو بیگانہ جاننا۔ کہ دونوں مجھ سے دنیا و عقبیٰ میں بیگانہ ہیں اور ان کے ساتھی وبال اعمال میں انکے شریک ہیں۔ پھر فرمایا۔ یا علیؑ ظالموں کے ستم پر صبر کرنا۔ واضح ہو کہ کفر و ارتداد و نفاق لوگوں میں پھیلے گا۔ خلافت غیر کو اختیار کریں گے۔ اور زمانہ اس سے بدتر و ستمگار ہوگا۔ اور اس طرح تیسرا بھی ہوگا۔ جب وہ قتل ہوگا۔ یا علیؑ تمہارے واسطے ایک گروہ شیعہ جمع ہوگا۔ اور تم ان کے ہمراہ ناکثان و مارقان و قاسطان سے جہاد کروگے ان پر نفرین کروگے۔ کہ یہ اور ان کے دوست گروہ کفر و نفاق ہیں۔ جب رات ہوئی پھر علیؑ و فاطمہؑ اور حسنینؑ کو

وصیت از جناب فاطمہؑ

طلب کیا۔ اور فرمایا۔ گھر کا دروازہ بند کرلیں کہ بغیر ان کے کوئی نہ ہو۔ پس جناب فاطمہؑ کو قریب بلایا اور کچھ اسرار بیان فرمائے۔ جب اہل بیت نے دیکھا کہ حضرت رسولؐ جناب فاطمہؑ سے راز بیان کر رہے ہیں۔ سب کے سب باہر چلے گئے۔ اور قریب دروازہ کھڑے ہوئے۔ اور اکثر لوگ دروازے کے باہر تھے۔ اور حضرت کی بیبیاں دیکھ رہی تھیں کہ جناب امیرؑ اور حسنؑ و حسینؑ قریب دروازہ کھڑے ہیں۔ پس عائشہ نے کہا۔ وہ کون امر عظیم ہے جس کے لئے تم کو باہر کر کے اپنی بیٹی سے تخلیہ کیا ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اس لئے تخلیہ کیا ہے کہ جو کچھ چند نفر نے صلاح و مشورہ کیا ہے اور اس کے انجام کرنے میں کوشش کر رہے ہیں۔ اس کو بیان کریں جب عائشہ نے یہ سنا اور جانا۔ کہ اہل بیت اس راز

پر مطلع ہو گئے۔ کچھ جواب نہ دیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اس وقت فاطمہؑ نے مجھے بلایا۔ جب میں گیا۔ دیکھا۔ حضرت رسولؐ کا غیر حال ہے۔ مجھ سے ضبط نہ ہو سکا اور میں بے اختیار رونے لگا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ اے علیؑ کیوں روتے ہو۔ یہ وقت تعزیت نہیں بلکہ وقت وصیت ہے میرا وقت مفارقت نزدیک ہے۔ اور حق تعالٰے نے سرائے عقبیٰ کو سرائے دنیا پر میرے لئے اختیار کیا ہے۔ اے برادر تم کو خدا کو سونپا اور مجھے غم و اندوہ اس کا ہے کہ بعد میرے تم پر اور فاطمہؑ پر ظلم و ستم کریں گے۔ اور ایک گروہ منافقان امت نے اتفاق کیا ہے کہ تم پر ظلم کریں۔ اور میں نے تم کو خدا کے سپرد کیا ہے۔ اور اس نے میری امانت قبول کی۔ یا علیؑ میں نے فاطمہؑ کو چند وصیتیں کی ہیں اور اس کو حکم کیا ہے۔ وہ تم سے بیان کرے۔ پس جو کچھ فاطمہؑ کہے اس کو بجا لانا۔ اور سچ جاننا۔ کہ وہ صادق البیان اور راست گفتار ہے پھر دوسری مرتبہ اس گوہر صدف عصمت کو آغوش مبارک میں لیا۔ اور سر کے بوسے لے کر فرمایا۔ اے فاطمہؑ باپ تجھ پر فدا ہو۔ یہ سن کر جناب فاطمہؑ نے صدائے گریہ و زاری اور فریاد بلند فرمائی۔ تیسری مرتبہ پھر حضرت نے فاطمہؑ کو آغوش مبارک میں لیا۔ اور کہا۔ بخدا سوگند خداوند کریم تیرے دشمنوں سے انتقام لے گا۔ اور تیرے غضب سے غضب فرمائے گا۔ ہلاکت اور عذاب الیم و آتش جحیم تیرے دشمنوں اور ستمگاروں کے لئے مہیا ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اس وقت حضرت کی آنکھوں سے آنسو مانند باراں ریش مبارک پر بہنے لگے اور چادر جو حضرت کے منہ پر پڑی تھی آنسوؤں سے بھیگ گئی اور اس قدر روئے کہ میرا جگر حضرت کے رونے پر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اس وقت سر مبارک حضرت رسول مقبولؐ میں اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھا۔ اور حضرت مجھ پر تکیہ کئے ہوئے تھے۔ اور فاطمہ زہراؑ کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھے۔ اور حسنینؑ حضرت کے قدمہائے مبارک چوم رہے تھے۔ اور اپنی آنکھوں سے مل رہے تھے اور بصدائے بلند رو رہے تھے اور جبرئیلؑ بھی اس وقت موجود تھے۔ اور میں ان کے رونے کی آواز سن رہا تھا۔ اور گریہ و زاری حضرت فاطمہؑ سے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا زمین و آسمان گریہ و فغاں کر رہے ہیں۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا اے دختر گرامی

وصیت حضرت رسولؐ بجانب فاطمہؑ ۔ خدا میری جانب سے تجھ پر خلیفہ ہے اور خدا تم پر اچھا اور نیک خلیفہ ہے۔ قسم اس خدا کی۔ جس نے مجھے بحق بھیجا ہے کہ جمیع آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے اور عرش اعلیٰ و ساکنان عالم بالا تیرے رونے سے روئے اور تیری نالہ و زاری سے گریہ و فغاں میں آئے اے فاطمہؑ بخدا سوگند بہشت جمیع خلائق پر حرام ہے جب تک میں نہ داخل ہو لوں اور میرے بعد تو اے دختر خوش خوش زیور و جامہائے بہشت پہنے داخل بہشت ہو گی۔ اے فاطمہؑ نعمتہائے بہشت تجھے گوارا ہوں اے فاطمہؑ بخدا سوگند تو سب زنان بہشت سے بہتر ہے۔ اے بیٹی بروز قیامت جہنم ایسا خروش کرے گا۔ کہ جمیع ملائکہ مقربین اور تمام پیغمبر اس کی دہشت سے بیہوش ہو جائیں گے۔ اس وقت حق تعالیٰ جہنم کو حکم کرے گا۔ کہ

اے جہنم تجھے میری عزت کی قسم ساکن ہو جا۔ اور تھم جا۔ کہ فاطمہؑ بنت محمدؐ تجھ پر سے جانب بہشت گذر جائے۔ اور تیرا غبار و دھواں اس کے دامن عزت تک نہ پہنچنے پائے۔ اے بیٹی بخدا سوگند اس طرح تو داخل بہشت ہو گی۔ کہ داہنی جانب حسنؑ اور بائیں جانب حسینؑ ہوں گے۔ یہاں تک کہ اعلائے غرفہ ہائے بہشت پر آ کر مقام محشر تک پہنچے گی۔ اور علم حمد علیؑ کے ہاتھ میں ہو گا۔ اور بخدا سوگند خدا اس روز تیرے دشمنوں سے دشمنی کرے گا۔ اور وہ لوگ جنہوں نے تیرا حق غصب کیا ہے اور تیری محبت اور مودت کو قطع کیا ہے اور مجھ پر تہمت دروغ[1] رکھی ہے وہ پشیمان ہوں گے۔ اور ملائکہ ان کو میرے پاس سے لیجا کر جہنم میں ڈال دیں گے۔ میں

---

[1] فابیٰ ابوبکر ان یدفع الیٰ فاطمۃ شیئاً فوجدت فاطمۃ علی ابی بکر فی ذالک قال فھجرتہ فلم تکلمہ حتیٰ توفیت وعاشت بعد رسول اللہ ستۃ اشھر فلما توفیت دفنھا زوجھا علی ابن ابی طالب لیلاً ولم یوذن بھا ابابکر وصلی علیھا علی (صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۹۱) عروہ بن زبیر حضرت عائشہ کی زبانی حدیث بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جناب فاطمہؑ کے طلب میراث پر حضرت ابوبکر نے فدک دینے سے انکار کر دیا۔ فاطمہ ابوبکر پر غضبناک ہوئیں اور ابوبکر سے قطع تعلق کر لیا۔ یہاں تک وفات پائی اور بعد رسولؐ چھ ماہ زندہ رہیں۔ حضرت علیؑ نے نماز جنازہ پڑھائی اور شب میں دفن کیا اور شرکت جنازہ کی ابوبکر کو اجازت نہ دی۔ عن سلمۃ بن عبد الرحمٰن قال لما جلس ابوبکر علی المنبر کان علی والزبیر وناس من بنی ہاشم فی بیت فاطمۃ فجاء عمر الیھم فقال والذی نفسی بیدہ لتخرجن الی البیعۃ ولاحرقن البیت علیکم (شرح ابن ابی الحدید ص۲۲) ان عمر ضرب بطن فاطمۃ علیھا السلام یوم البیعۃ حتی القت المحسن من بطنھا وکان یصیح احرقوھا بمن فیھا وما کان فی الدار علی فاطمۃ والحسن والحسین (کتاب الملل والنحل مطبوعہ مصر ص۲) یعنی حضرت عمر نے حضرت ابوبکر کی بیعت کے دن فاطمہ زہرا کے شکم مطہر پر ضرب لگائی جس کی وجہ سے محسن نامی بچہ شکم سے ساقط ہو گیا اور حضرت عمر نے بلند آواز سے کہا۔ جلا دو اس گھر کو اور جو اس میں ہیں اور اس میں علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ اور حسینؑ تھے۔ ان واقعات کو تاجدار دو عالم کی نظر دور بین دیکھ رہی تھی کہ میرے بعد میری بیٹی سے یہ ہو گا۔ تو آپ اپنی پیاری بیٹی کو ان واقعات کی طرف اشارہ کر کے یہ فرما رہے تھے جو علامہ موصوف خطبہ رسالت دے رہے ہیں اور ان لوگوں کے انجام سے بھی بیٹی کو خبر دے کر ان الفاظ میں آپ دل زہرا کو مسرور کر رہے تھے۔ عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ قال یرد علی القیمۃ رھط من اصحابی فیقال انک لاعلم لک بما احدثوا بعدک انھم ارتدوا علی ادبارھم القھقریٰ قال صلعم فاقول سحقاً لمن غیر بعدی۔ (بخاری شریف باب الرقاق جلد دوم ص) ابوہریرہ نے کہا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ قیامت کے روز ایک جماعت صحابہ میرے اوپر پیش ہو گی۔ اور مجھ کہا جائے۔ اے نبی کیا تو نہیں جانتا۔ انہوں نے تیرے بعد کیا کیا بدعتیں کیں۔ میں کہوں گا کہ دور کرو دور کرو۔ جنہوں نے میرے بعد دین میں تغیر و تبدل کیا۔ (کوثر بھر بلوی عفی عنہ)

کہوں گا یہ میری امت سے ہیں۔ اور ملائکہ کہیں گے انہوں نے تیرے بعد دین بدل دیا۔ اور راہ جہنم اختیار کی۔ بعد اس کے حضرت نے ارشاد فرمایا۔ اے علیؑ و فاطمہؑ یہ حنوط ہے جسے جبرئیلؑ بہشت سے میرے لئے لائے ہیں۔ اور تم کو سلام کہتے ہیں اور کہتے ہیں اس حنوط کو آپس میں تقسیم کریں۔ حضرت فاطمہؑ نے کہا۔ یا رسول اللہ اس کا ثلث آپ کا ہے اور باقی کو علیؑ ابن ابی طالب تقسیم کریں۔ پس حضرت رونے لگے اور فاطمہؑ کو آغوش میں لیا۔ اور فرمایا۔ تو ہمیشہ سے توفیق و ہدایت و الہام یافتہ ہے۔ جو کچھ تو نے کہا۔ موافق رضائے الٰہی کہا۔ یا علیؑ باقی حنوط کے تم دو حصے کرو۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ یا حضرت کچھ باقی ہے۔ اس کا نصف حصہ فاطمہؑ کا ہے اور نصف جو باقی بچا۔ اس کو جیسا فرمائیے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا نصف تمہارا ہے اور وہ تم نصف لے

بیان اخبار آئندہ زبانی رسولؐ

لو۔ اور جیسا مناسب جانو صرف کرو۔ پھر کہا۔ یا علیؑ میرے قرض کے تم ضامن ہونے کہ ادا کرو۔ جناب امیرؑ نے عرض کی ہاں یا حضرت میں ضامن ہوا۔ حضرت نے فرمایا۔ خداوندا تو گواہ رہنا۔ پھر فرمایا۔ یا علیؑ تم مجھے غسل دو اور سوائے تمہارے اور کوئی مجھے غسل نہ دے کہ اندھا ہو جائے گا۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ کیوں یا رسول اللہ۔ حضرت نے فرمایا۔ جبرئیلؑ نے جناب رب جلیل سے اسی طرح کہا ہے کہ بعد تمہارے انتقال کے جس کی تمہارے بدن پر نظر پڑے گی اندھا ہو جائے گا۔ حضرت علیؑ نے کہا۔ یا حضرت میں اکیلا کیونکر غسل دے سکوں گا۔ حضرت نے فرمایا۔ جبرئیل و میکائیلؑ و اسرافیلؑ و عزرائیلؑ و اسمٰعیلؑ کہ آسمان اوّل پر موکل ہیں۔ میرے غسل دینے پر تمہاری اعانت کریں گے۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ پانی کون دیگا۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ فضل بن عباس۔ و لیکن اس کو چاہیئے کہ اپنی آنکھیں بند رکھے کہ میرے بدن پر نظر نہ پڑے۔ اس لئے کہ اس پر اور میری عورتوں اور سب مردوں اور عورتوں پر بجز تمہارے حرام ہے۔ کہ میرے بدن پر نظر کریں۔ اور یا علیؑ جب تم میرے بدن کو دھو تا۔ اور مجھ کو تختے پر رکھنا۔ اس وقت چاہ غرس سے چالیس ڈول پانی کے میرے بدن پر ڈالنا۔ پس فرمایا۔ کہ حسنؑ اور حسینؑ کو بلاؤ اور مجھ سے خبر گذشتہ اور شدہ شنو اور جو دل چاہے وہ پوچھو۔ کہ میں انشاء اللہ تعالیٰ جواب دوں گا۔ یا علیؑ جو کچھ میں نے کہا۔ تم نے قبول کیا۔ جناب امیرؑ نے عرض کی ہاں یا حضرت میں نے قبول کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ خداوندا تو گواہ رہنا۔ پس فرمایا۔ یا علیؑ تم کیا کرو گے۔ اگر یہ گروہ میرے بعد تم بدامیر ہوں اور تم پر سبقت کریں۔ اور زبردستی تم کو بیعت کے لئے بلائیں اور جب تم انکار کرو اور تم کو گریبان سے پکڑ لیں اور تم کو اندوہ ناک بے یار و غمگسار لے جائیں اور بعد ازاں میری جگر گوشہ فاطمہؑ کو آزردہ و رنجیدہ کریں۔ جب جناب فاطمہؑ نے اس خبر جانسوز کو سُنا۔ صدائے فریاد و فغاں بلند فرمائی۔ اور حضرت رسولؐ بھی گریہ فاطمہؑ دیکھ کر رونے لگے۔ پھر فرمایا۔ اے دختر گرامی نہ رو اور جس قدر یہاں تیرے یا درا اور

ہمنشین یعنی ملائکہ بیٹھے ہیں ان کو اپنے رونے سے اذیت نہ دے کہ اس وقت جبرئیلؑ و میکائیلؑ و صاحب اسرار خدا اسرافیلؑ تیرے رونے سے رو رہے ہیں۔ اے فرزندہ پسندیدہ و نوردیدہ نہ رو کہ تمام آسمان و زمین کو تم نے رولایا۔ اور دیدۂ مہر و ماہ اور مقربان درگاہ کو آہ حسرت سے تیرہ کردیا پس جناب امیرؑ نے کہا یا حضرت اگر یاور نہ ملیں تو صبر کروں گا۔ لیکن ان سے بیعت نہ کروں گا۔ مگر یاور ملیں گے۔ تو ان سے قتال کروں گا۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ خداوندا تو بھی گواہ رہنا۔ پھر حضرت رسولؐ نے کہا۔ یا علیؑ قرآن کی نسبت کیا کروگے۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ یارسول اللہ قرآن کو جمع کرکے ان لوگوں کے پاس لے جاؤں گا۔ اگر انہوں نے قبول کیا یا نہ کیا دونوں صورتوں میں خدا کو اور آپ کو گواہ کروں گا۔ حضرت رسولؐ نے ارشاد فرمایا۔ یا علیؑ جب

وصایا حضرت رسولؐ درباب دفن۔ مجھے غسل دینا۔ تو اسی جگہ جہاں میری روح قبض ہو مجھے دفن کرنا۔ اور کفن تین جامہ کا دینا۔ کہ ان میں سے ایک جامہ یمنی ہو۔ اور بجز تمہارے کوئی دوسرا میری قبر میں نہ آئے اور جب غسل سے فارغ ہونا تو یہاں تک توقف کرنا کہ جبرئیلؑ تم کو اجازت دیں۔ پس ہمراہ فاطمہؑ و حسنینؑ مجھ پر نماز پڑھنا۔ اور پچھتر مرتبہ تکبیر کہنا۔ بعد اس کے میرے مردان اہل بیت فوج فوج مجھ پر نماز پڑھیں بعد اس کے عورتیں بعد تمام لوگ مجھ پر نماز پڑھیں۔ اس وقت حضرت عائشہ نے کہا۔ یارسول اللہ جس وقت آپ کو میرے حجرہ میں دفن کریں گے تو میں کہاں رہوں گی۔ حضرت نے فرمایا۔ میں گھر میں تیرا دل چاہے وہاں رہنا۔ اور تیرا کچھ میرے حجرہ میں[1] حق نہیں ہے اور اپنے گھر میں جاکر رہ اور بطریق اہل کفر و جاہلیت گھر سے باہر نہ جانا۔ اور اپنے مولیٰ و اولیٰ یا مرخود یعنی علی ابن ابی طالب سے از روئے ستم و شقاق و نفاق قتال نہ کرنا۔ اور مجھے معلوم ہے کہ کرے گی۔ جب یہ خبر ثانی کو پہونچی تو حفصہ سے کہا حضرت عائشہ کو کہدے۔ کہ دربارۂ علیؑ ہمراہ رسولؐ معارضہ اور مخاصمہ نہ کرے۔ کہ وہ ہمیشہ سے فریفتہ محبت علیؑ ہیں اور خاطر جمع رکھ کہ یہ گھر تیرا ہے اور کوئی تجھے گھر سے باہر نہ کرسکے گا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ میں اس رات کو پاس حضرت رسولؐ کے

---

[1] سرکار دوعالم کے ارشاد سے صاف ظاہر ہے کہ زوجہ شوہر کی جائداد غیر منقولہ کی وارث نہیں ہوتی خواہ اولاد ہو یا نہ ہو۔ وہ تو صرف شوہر کی جائداد منقولہ۔ درخت۔ فصل۔ جانور۔ زیور۔ نقدی۔ برتن۔ پارچہ جات۔ مکان کی عمارت۔ اینٹ لکڑی وغیرہ میں وارث ہے۔ غیر منقولہ جائداد شوہر کی اولاد یا اولاد نہ ہونے کی صورت میں اُس کے شرعی وارثوں کا حق ہے۔ لہٰذا جناب عائشہ یا دیگر ازواج رسول پاکؐ کی جائداد غیر منقولہ کی وارث نہیں تھیں وہ اپنے مکان میں نہ کسی کو دفن ہونے کی اجازت دینے کی حقدار تھیں اور نہ روکنے کی۔

تھا۔ اور ایک باریک کپڑا حضرت کے منہ پر ڈال دیا تھا۔ اور حضرت متوجہ عالم قدس تھے اور اہل بیت رسولؐ مشغول گریہ وزاری تھے اور کلمہ اِنا للّٰہ وانا الیہ راجعون کہتے تھے ناگاہ حضرت نے فرمایا۔ چند منہ سفید ہوئے اور چند منہ سیاہ ہوئے۔ اور ایک جماعت سعادتمند ہوئی اور ایک گروہ بدبخت ہوا اور اصحاب عبا پانچ آدمی ہیں۔ اور میں ان کا سردار ہوں۔ اور یہ میرے اہل بیت میرے مقربان درگاہ اللہ ہیں۔ وہ سعادتمند ہوگا۔ جو متابعت اور پیروی ان کی میرے دین اور میرے پدران بزرگ کے دین پر کرے۔ پروردگارا اپنے وعدوں کو تو میرے اہل بیت کے حق میں تا روزِ قیامت عمل میں لانا پھر فرمایا۔ تشنہ و روسیاہ جہنم میں گئے وہ جنہوں نے ثقل اکبر یعنی قرآن کو پھاڑ ڈالا۔ ثقل اصغر کو میرے اہل بیت ہیں ضائع کیا۔ اور اپنی جگہ سے ان کو دور کیا۔ اور ان کا حساب خدا پر ہے۔ ہر ایک اپنے کردار کا مختار ہے اور بعد ان کے کے تیسرا[1] اور چوتھا[2] ہوگا۔ منہ ان کا سیاہ ہو وہ بہت مال جمع کریں گے اور لوگوں کو جہنم کی طرف کھینچیں گے۔ اور ان کے زمانے میں کتاب خدا کا چرچا اُٹھ جائے گا۔ اور اہل بیت کا گھر مہجور و متروک ہو جائیگا۔ اور حکم بنادانی کریں گے۔ علیؑ و آل علیؑ کے دشمن جہنم میں ہیں اور دوستان علیؑ اور آل علیؑ بہشت میں ہیں یہ فرما کر حضرت ایک ساعت کو خاموش ہو گئے۔ اور روح مقدس نے آشیان بدن سے جانب کنگرۂ عرش قرب ملک منان و ریاض خلد جاوداں پرواز کیا۔ اور ساتھ کھڑے ہو کر رفیق اعلیٰ کے انبیاء اور اولیاء اور شہداء سے ملحق ہوئے۔

بیان وصایائے حضرت رسولؐ - ایضاً کلینیؒ نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جبرئیلؑ اس وقت جانب رب جلیل سے اس وقت خبر وفات سرور کائنات لائے۔ جبکہ حضرت کو درد والم نہ تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ منادی ندا کرے کہ مہاجرین و انصار جمع ہوں اور حکم دیا۔ کہ ہتھیار سج لیں۔ جب سب لوگ جمع ہوئے۔ حضرت منبر پر تشریف لے گئے۔ اور ان سے اپنی خبر وفات بیان فرمائی۔ اور ارشاد کیا۔ خدا کو میں اُسے یاد دلاتا ہوں۔ جو بعد میرے میری اُمت پر سردار ہو کہ البتہ مسلمانوں کی جماعت پر اور ان کے ضعیفوں پر رحم کرے اور ان کے عالم کی تعظیم کرے اور ان کو ضرر نہ پہونچائے۔ کہ ان کا باعث مذلت ہو۔ اور ان کو فقیر نہ کرے کہ باعث ان کے کفر کا ہو۔ اور اپنا دروازہ ان پر بند نہ کرے۔ کہ ان کے اقویا ضعیفوں پر مسلط ہوں اور ان کو سرحد ہائے کافران میں بہت حبس نہ کرے۔ کہ باعث قتل نسل

---

[1] تیسرے سے مراد یہاں معاویہ بن ابی سفیان ہیں۔ جنہوں نے علی علیہ السلام کو ایک دن چین نہ لینے دیا۔ اور امام حسنؑ کو زہر دلوایا۔ جنازہ پر تیروں کی بارش کروائی۔ نزدیک قبر رسولؐ دفن نہ ہونے دیا۔ یزید کو ولی عہد مقرر کیا۔ اور دوسرے تیسرے سے مراد تیسرے صاحب بھی ہیں۔

[2] یزید بن معاویہ قاتل اہل بیت رسولؐ۔ (کوثر بریلوی)

میری امت کا ہو۔ واضح ہو کہ تبلیغ رسالت میں نے کر دی اور میں خیر خواہی تمہاری بجا لایا۔ تم سب گواہ رہو۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا۔ یہ آخری وعظ تھی۔ جو حضرتؐ نے منبر پر فرمائی۔ کلینیؒ۔ ابن بابویہؒ اور شیخ طوسیؒ۔ شیخ مفیدؒ اور اکثر محدثین فریقین نے بسند ہائے معتبر حضرت امام زین العابدینؑ و امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ وغیرہم صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین سے روایت کی ہے کہ جب وقت وفات حضرتؐ ہوا۔ اور بیماری حضرتؐ پر سنگین ہوئی۔ جناب امیر علیہ السلام اور عباس کو بلایا۔ اور گھر اصحاب مہاجرین و انصار سے بھرا ہوا تھا۔ جب جناب امیرؑ تشریف لائے۔ حضرت رسول مقبولؐ نے اپنا سر مبارک دامن جناب امیرؑ میں رکھا۔ اور عباسؓ سامنے کھڑے ہو کر اپنی چادر کے کونے سے مگس رانی کرنے لگے۔ حضرت رسولؐ نے چشم مبارک کھول کر فرمایا اے عباسؓ۔ اے عم رسولؐ خدا میری وصیت کو میرے اہل بیت اور میری عورتوں کے حق میں قبول کرو۔ میری میراث لو اور میرا دین ادا کرو۔ میرے وعدوں کو عمل میں لاؤ اور مجھے بری کرو۔ عباسؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ میں مرد پر عیالدار ہوں اور آپ ہوائے تند اور ابر بہار سے زیادہ تر بخشش اور سخاوت فرمانے والے ہیں۔ میرا مال آپ کے وعدوں کی بخششوں کو وفا نہیں کر سکتا۔ اس سے مجھے معاف رکھیئے اور اس شخص کو حکم کیجئے۔ جو طاقت میں اور ہمت میں مجھ سے زیادہ ہو۔ حضرتؐ نے تین بار اس کلام کا اعادہ فرمایا۔ اور ہر مرتبہ عباس نے وہی جواب دیا۔ اس وقت حضرتؐ نے فرمایا۔ میں اپنی میراث اسے دوں گا جو قبول کرے۔ جو حق قبول کرنے کا ہے اور وہ اس کے لائق ہے اور جس طرح اے عباس تم نے جواب دیا۔ وہ جواب نہ دے گا پس جناب امیرؑ سے خطاب فرمایا۔ اور ارشاد کیا۔ یا علیؑ تم میری میراث لو کہ تم سے

بیان سپردگی میراث

مخصوص ہے اور کسی کو اس میں نزاع نہیں میری وصیت قبول کرو اور میرے وعدوں پر عمل کرو۔ اور میرے قرض کو ادا کرو۔ یا علیؑ تم میرے خلیفہ میرے اہل بیت میں رہو۔ اور میری تبلیغ رسالت بعد میرے لوگوں پر کرو۔ جناب امیرؑ نے عرض کیا۔ جب میں نے نظر کی اور دیکھا کہ سر مبارک آنحضرتؐ شدت مرض سے میرے دامن میں کانپ رہا ہے میں بیتاب ہو گیا۔ اور میری آنکھوں سے آنسو بہ کر حضرتؐ کے روئے مبارک پر ٹپکے۔ دل میرا تڑپنے لگا۔ اور میں جواب حضرتؐ کا نہ دے سکا۔ حضرتؐ نے دوسری دفعہ اعادہ فرمایا۔ اور پھر رقت نے مجھ پر جوش کیا۔ اور بہ نہایت دشواری بصدائے ضعیف میں نے کہا۔ ہاں یا رسول اللہ میرے پدر و مادر آپ پر فدا ہوں میں نے قبول کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھے بٹھاؤ۔ حضرتؐ کو میں نے بٹھایا۔ اور پشت مبارک کو اپنے سینے سے لگایا۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ یا علیؑ تم ہی میرے بھائی ہو۔ دنیا و آخرت میں اور تم ہی میرے وصی اور خلیفہ ہو میرے اہل بیت اور میری امت میں پھر فرمایا۔ بلالؓ جا اور میرا خود جس کا نام ذوالجبین اور میری زرہ جسے ذات العقول کہتے ہیں اور میرا علم جسے عقاب کہتے ہیں۔ اور میری شمشیر جسے ذوالفقار کہتے ہیں۔ اور میرا عمامہ جسے سحاب کہتے ہیں اور دوسرا عمامہ

جسے ضحیہ کہتے ہیں۔ اور میری چادر۔ اور میرا ابرقہ اور میرا عصائے کوچک اور میری چھڑی جسے ممشوق کہتے ہیں لے آ۔ عباس نے کہا۔ میں نے وہ ابرقہ پہلے نہ دیکھا تھا۔ اور جب قریب لائے نزدیک تھا کہ اس کا نور نگاہ کو خیرہ کر دے۔ پس حضرت نے ارشاد کیا۔ یا علیؑ جبرئیلؑ یہ جامہ میرے لئے لائے اور کہا۔ یا محمدؐ اس کو عقلہائے زرہ میں داخل کرو۔ اور بجائے منطقہ کمر پر باندھو۔ پس دو جوڑی نعل عربی کی مانگی۔ کہ ایک ٹکی ہوئی۔ اور دوسری ٹکی نہ تھی اور اس پیراہن کو جو شب معراج پہنا تھا۔ اور وہ پیراہن جو بروز احد پہنے تھے۔ اور دوسری وہ ٹوپی جو عید کے دن پہنتے تھے اور تیسری وہ ٹوپی جو پہن کر اصحاب میں رونق افروز ہوتے تھے۔ پھر فرمایا۔ اے بلالؓ میرے دونوں اشتر جن میں ایک کا نام شیبا اور دوسرے کا نام دلدل ہے۔ لے آ۔ اور دو ناقہ میرے کہ ایک غضبا اور دوسرا صہبا ہے اور دو گھوڑے میرے ایک کا نام جناح اور دوسرا خیردم ہے لے آ۔ جناح وہ گھوڑا تھا جو مسجد کے دروازے پر حاضر رہتا تھا۔ اور حضرت جس کسی کو کہیں جانے کا حکم دیتے تھے وہ اس پر سوار ہو کر جاتا تھا۔ اور خیردم وہ گھوڑا تھا۔ جس پر بروز جنگ احد سوار تھے۔ اور جبرئیلؑ درمیان ہوا کہتے تھے۔ چل اے خیردم۔ اور دراز گوش اپنا طلب فرمایا جسے یعفور کہتے تھے۔ جب بلالؓ نے ان سب کو حاضر کیا۔ حضرت نے عباس کو بلایا۔ اور فرمایا۔ بجائے علیؑ بیٹھو کہ میں اپنی پیٹھ کا تکیہ کروں اور کہا۔ یا علیؑ اُٹھو اور ان سب پر میری زندگی میں قبضہ کرو کہ یہ جماعت مردم جو اس وقت حاضر ہیں سب گواہ ہو جائیں۔ اور کوئی بعد میرے تم سے نزاع نہ کر سکے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ میں اٹھا اور میرے پاؤں میں طاقت چلنے کی نہ تھی۔ پس نہایت مشقت سے وہ تبرکات لے کر اپنے گھر آیا۔ اور جب پھر خدمت حاضر میں آیا۔ اور حضرت کے سامنے کھڑا ہوا۔ اور حضرت کی نظر مبارک مجھ پر پڑی۔ انگشتری مبارک دست حق پرست سے نکال کر میرے ہاتھ میں پہنادی۔ اور اس وقت گھر تمام مسلمانوں اور بنی ہاشم سے بھرا ہوا تھا۔ حضرت نے باوجود اس ضعف کے سر ہلانا دشوار تھا۔ داہنے بائیں جانب سر اقدس کو حرکت دی اور بآواز بلند فرمایا کہ سب نے سُنا اے گروہ مسلمانان علیؑ میرا بھائی ہے اور وصی اور میرا خلیفہ میرے اہل بیت اور کرامت میں ہے۔ اور علیؑ میرا دین ادا کرے گا۔ اور میرے وعدوں کو وفا کرے گا۔ اے فرزندان ہاشم و فرزندان عبدالمطلب اور اے گروہ مسلمانان علیؑ سے دشمنی نہ کرنا۔ اور اس کے امر کی مخالفت نہ کرنا۔ کہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ اور علیؑ پر حسد نہ کرنا۔ اور اُس کو چھوڑ کر دوسری طرف نہ جانا۔ کہ کافر ہو جاؤ گے۔ پس فرمایا۔ اے عباس تم علیؑ کی جگہ سے اُٹھو۔ عباس نے عرض کی یا حضرت آپ پیر مرد کو اٹھاتے اور ایک لڑکے کو اس کی جگہ بٹھاتے ہیں۔ حضرت نے تین مرتبہ اس سخن کو ارشاد فرمایا۔ اور عباس نے وہی جواب دیا۔ آخر عباس غضبناک اٹھ کھڑے ہوئے اور جناب امیرؑ ان کی جگہ پر بیٹھے۔ جب حضرت

رسولؐ نے عباس کو غضبناک پایا۔ فرمایا اے عباس۔ اے عم رسول خدا ایسا کام نہ کرو کہ میں دُنیا سے جاتے ہوئے تم پر خشمناک جاؤں اور میرا غضب تم کو جہنم میں لے جائے۔ جب عباس نے یہ سُنا پھر کر بیٹھ گئے۔ حضرت نے کہا۔ یا علیؑ مجھے لٹا دو۔ اور حضرت لیٹے۔ ارشاد فرمایا۔ اے بلالؓ میرے دونوں فرزند حسنؑ و حسینؑ کو لے آؤ۔ جب امام حسنؑ اور حسینؑ حاضر ہوئے۔ حضرت نے دونوں کو سینے سے لگایا۔ اور ان دو گل بوستان رسالت کو سونگھتے تھے اور پیار کرتے تھے۔ جناب امیرؑ نے بخیال مزید اندوہ آنحضرتؐ کے نزدیک جا کر چاہا۔ کہ حسنینؑ کو علیحدہ کریں۔ حضرت نے ارشاد کیا۔ یا علیؑ رہنے دو کہ میں ان کو سونگھوں اور یہ مجھے سونگھیں۔ اور یہ اپنا توشہ میری ملاقات سے اور میں اپنا توشہ ان کے دیکھنے سے حاصل کروں۔ کیوں کہ یہ دونوں بعد میرے بلا ہائے عظیم اور مصیبتہائے بزرگ میں پھنس جائیں گے۔ خدا ان پر لعنت کرے جو ان کو ڈرائے اور جو ان پر ظلم و ستم کریں۔ خداوندا میں نے ان دونوں کو تیرے اور شائستہ مومنان یعنی علی ابن ابی طالب کے سپرد **وصایائے حضرت در حق حسینؑ** کیا۔ شیخ مفیدؒ نے روایت کی ہے۔ کہ حضرت نے لوگوں کو رخصت کیا۔ سب چلے گئے۔ عباس اور ان کے بیٹے فضل اور علیؑ بن ابی طالب علیہ السلام اور اہل بیت رسولؐ مخصوص نزدیک رہ گئے۔ عباس نے کہا۔ یا رسول اللہ۔ اگر امر خلافت ہم بنی ہاشم میں قرار پائے گا۔ ہمیں بشارت دیجئے کہ ہم خوش ہوں اور اگر آپ جانتے ہیں کہ ہم پر ستم کریں گے اور ہم سے خلافت کو غصب کر لیں گے۔ پس اپنے اصحاب سے سفارش کیجئے۔ حضرت نے فرمایا تم کو بعد میرے ضعیف کریں گے اور تم پر غالب ہوں گے۔ یہ سُن کر سب اہل بیت رونے لگے۔ اور اس مرض میں جناب امیرؑ شب و روز خدمت میں حاضر رہتے تھے اور بغیر کسی کام مفارقت نہ کرتے تھے۔ ابن بابویہ و شیخ مفیدؒ و شیخ طوسی و صفار و شیخ طبرسی اور ابن شہر آشوب وغیرہ ہم رضوان اللہ علیہم نے بسند ہائے متواترہ حضرت امیر المومنین اور امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ و ام سلمہ وغیرہ سے روایت کی ہے۔ کہ آخر مرض حضرتؐ میں جناب امیرؑ کسی ضروری کام کو تشریف لے گئے تھے۔ حضرت نے فرمایا۔ میرے یار و میرے دوست اور بھائی کو بلاؤ۔ یہ سُن کر حضرت عائشہ نے ابوبکر کو اور حضرت حفصہ نے عمر کو بلایا۔ جب دونوں آگئے اور حضرت کی نظر پڑی۔ اپنا سر مبارک کپڑے سے چھپا لیا۔ اور بروایت دیگر اپنا مُنہ دوسری طرف کر لیا۔ جب وہ دونوں اُٹھ کر باہر تشریف لے گئے۔ تو پھر حضرت نے مُنہ کھول کر فرمایا۔ میرے خلیل اور میرے حبیب اور میرے برادر کو بلاؤ۔ پھر عائشہ نے اپنے بابا کو اور حفصہ نے اپنے بابا کو بلایا جب وہ دونوں آئے حضرت نے اپنا مُنہ کپڑے میں کر لیا۔ حضرت ابوبکر نے کہا۔ رسولؐ ہم نہیں بلاتے بلکہ علی کو بلا رہے ہیں۔ پس جناب فاطمہؑ نے جناب امیرؑ کو بلایا۔ جب جناب امیرؑ آگئے۔ حضرت نے ان کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ اور اپنا دہن

مبارک جناب امیرؑ کے کان پر رکھ کر اپنا جامہ جناب امیرؑ کو اوڑھایا۔ ان کا پسینہ ان پر اور ان کا پسینہ ان پر گرتا تھا۔ اور عرصہ تک جناب امیرؑ سے راز بیان فرمائے۔ اکثر لوگ مکان کے پیچھے جمع تھے اور ابوبکر وعمر بھی دروازہ کے باہر کھڑے تھے۔ جب جناب امیرؑ باہر آئے۔ لوگوں نے پوچھا۔ یہ کون سا راز تھا۔ جو حضرت نے تم سے کہا۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ ہزار باب علم حضرت نے مجھے تعلیم فرمائے کہ ہر دروازے سے ہزار دروازے کھلتے ہیں اور دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ خضر علیہ السلام نے جناب امیرؑ کو دہلیز خانہ جناب رسولؐ میں دیکھا۔ پوچھا۔ آیا پیغمبر نے تم سے کوئی راز کہا ہے۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ ہاں ہزار قسمیں مجھے علم کی تعلیم فرمائیں۔ کہ ہر قسم سے ہزار دوسری قسمیں نکلتی ہیں۔ خضرؑ نے کہا۔ آیا سب کو سمجھ کر یاد کر لیا۔ جناب خضرؑ نے پوچھا۔ چاندنی چھائیاں کیا چیز ہیں۔ جناب امیرؑ نے ارشاد کیا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ وجعلنا اللیل والنھار اٰیتین فمحونا اٰیۃ اللیل وجعلنا اٰیۃ النھار مبصرۃ۔ خضرؑ نے کہا۔ یا علیؑ تم نے خوب جواب یاد کیا ہے اور عائشہ کی روایت میں ہے کہ جب جناب امیرؑ حاضر ہوئے۔ حضرت نے ان کو اپنے لحاف میں لے کر اپنے آغوش مبارک میں لے لیا۔ اور جناب امیرؑ سے راز کہہ رہے تھے۔ یہاں تک کہ روح مقدس بدن اطہر سے مفارقت کر گئی۔ اور ہاتھ حضرت کا جناب امیرؑ کے جسم پر تھا۔ اور ابن بابویہؒ نے بسند معتبر جناب امیرؑ سے روایت کی ہے کہ جب وقت وفات حضرت ہوا۔ مجھے بلایا۔ اور فرمایا۔ یا علیؑ تم میرے وصی اور میرے خلیفہ میری حیات اور وفات میں میرے اہل بیت اور اُمت میں ہو۔ تمہارا دوست میرا دوست اور میرا دوست خدا کا دوست اور تمہارا دشمن میرا دشمن اور میرا دشمن خدا کا دشمن۔ یا علیؑ جو تمہارا منکر امامت میرے بعد میں ہے وہ منکر رسالت میری حیات میں ہے۔ اس لئے یا علیؑ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ پس مجھے قریب بلایا۔ اور ہزار باب علم مجھ پر کھول دیئے کہ ہر باب سے ہزار باب مفتوح ہوئے اور دوسری روایت میں فرمایا۔ کہ ہزار باب حلال و حرام اور جو کچھ گذرا اور تا قیامت گذرے گا مجھے تعلیم فرمائے کہ ہر باب سے ہزار باب مجھ پر مفتوح ہوئے یہاں تک کہ مرگ و بلاہائے مردم پر مطلع ہوا۔ اور حکمہائے حق جو درمیان مردم کرنے چاہئیں اس کو جان لیا۔ صفار نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت رسولؐ نے بحالت علالت نماز صبح مسجد میں ادا فرمائی۔ اس وقت پیراہن سیاہ پہنے تھے۔ پس خطبہ پڑھا۔ اور اس خطبہ میں لوگوں کو امر و نہی فرمائی اور وعظ کیے اور آخرت یاد دلائی۔ بعد اس کے تنبیہ مردم کے لئے ارشاد کیا۔ اے فاطمہؑ عمل کر اور اطاعت خدا بجالا کر بغیر عمل مجھ تجھ سے فائدہ نہ پہنچے گا۔ جب لوگوں نے حضرت کا خطبہ سنا خوش ہو گئے۔ اور حضرت کی زیارت سے مسرور ہوئے اور زنان حضرت شاد ہو گئیں۔ کہ

حضرت نے شفا پائی۔ بالوں میں کنگھی کی اور آنکھوں میں سرمہ لگایا۔ مگر اسی دن حضرت نے رحلت فرمائی۔
راوی نے پوچھا۔ وہ کون سا وقت تھا۔ حضرت نے جناب امیرؑ کو ہزار باب علم تعلیم فرمائے۔ جناب صادق
نے فرمایا۔ کہ وہ روز وفات سے پہلے تھا۔ شیخ مفیدؒ نے بسند معتبر عبداللہ ابن عباس سے روایت کی۔ علی
ابن ابی طالب اور عباس۔ فضل بن عباس اس بیماری میں جس میں حضرت نے انتقال کیا۔ پاس آئے اور کہا۔
یارسول اللہ مردان و زنان انصار مسجد میں جمع ہیں۔ اور سب آپ کے لئے رو رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔
کیوں روتے ہیں۔ عرض کیا۔ ڈرتے ہیں۔ کہ اس مرض میں آپ ان سے مفارقت فرمائیں گے۔ حضرت نے فرمایا۔
میرا ہاتھ پکڑو۔ پس باہر تشریف لائے اور ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے اور سر پر عصابہ باندھے ہوئے تھے۔
مسجد میں آکر منبر پر تشریف لے گئے۔ اور حمد و ثنائے حق تعالیٰ ادا فرمائی اور کہا۔ اما بعد ایھا الناس اپنے
پیغمبر کے مرنے سے کیوں ڈرتے ہو۔ میں نے مکرر اپنی خبر مرگ تم سے بیان کی۔ اگر مجھ سے پہلے کوئی پیغمبر دنیا
میں رہتا تو میں بھی البتہ ہمیشہ تم میں رہتا۔ ایھا الناس واضح ہو۔ میں اپنے پروردگار کے پاس رہنا چاہتا ہوں۔
اور تم میں دو گراں چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ اگر ان سے موافق رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ اور وہ کتاب خدا ہے۔
جو تمہارے پاس موجود ہے۔ ہر صبح و شام اس کی تلاوت کرتے رہو۔ تم کو چاہیئے کہ دنیا پر رغبت نہ کرو۔ اور
ایک دوسرے پر حسد نہ کرو اور آپس میں دشمنی نہ کرو۔ بلکہ باہم بھائیوں کی طرح رہنا جس طرح خدا نے فرمایا
ہے۔ اور بتحقیق میں اپنی اہل بیت کو تم میں چھوڑے جاتا ہوں اور تم کو ان کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔
اور میں تم کو انصار کے حق میں وصیت کرتا ہوں۔ اس لئے کہ تم ان کے حقوق جانتے ہو اور ان کی جانفشانی
اور کوشش خدا و رسولؐ خدا اور مومنوں کے ہمراہ تم کو معلوم ہے۔ اپنے گھروں میں تمہارے لئے زحمت اٹھائی۔
اور آدھا میوہ تم کو بخش دیا۔ اور تم کو اپنے اوپر مقدم کیا۔ ہر چند کہ خود محتاج تھے جو شخص کہ حاکم مسلمان ہو لازم ہے
کہ انصار نیکوکار کی رعایت اور بدکار سے درگذر کرے۔ اور آخری مجلس موعظہ تھی۔ کہ حضرت منبر پر تشریف لے گئے۔
یہاں تک کہ حق تعالیٰ سے ملاقات ہوئی۔ اور شیخ مفیدؒ نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جب
وقت وفات حضرت آیا۔ جبرئیلؑ حاضر ہوئے اور کہا۔ یارسول اللہ آپ چاہتے ہیں کہ دنیا میں پھر جائیں۔ فرمایا۔
نہیں بلکہ میں رفیق اعلیٰ یعنی انبیاء۔ اوصیا۔ اولیا اور دوستداران خدا سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ پس حضرت
نے موعظہ فرمایا۔ اور فرمایا۔ ایھا الناس کوئی پیغمبر میرے بعد نہ ہوگا۔ اور کوئی سنت بعد میری سنت کے
نہیں۔ جو کوئی بعد میرے دعوائے پیغمبری کرے یا کوئی بدعت دین میں نکالے اس کا دعویٰ جھوٹا اور اس
کی بدعت دوزخ میں ہے اور جو کوئی ایسا دعویٰ کرے اس کو قتل کر دینا۔ اور جو کوئی اس کی پیروی کرے۔
وہ جہنم میں ہے۔ ایھا الناس۔ قصاص اور حق کو زندہ کرو۔ پراگندہ نہ ہو جانا۔ اور مسلمان رہنا۔ اور بیٹھو ایا ان

دین کی اطاعت کرنا۔ کہ عذاب دینا اور آخرت سے محفوظ رہو۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔ کتب اللہ لاغلبن وانا ورسلی ان اللہ قوی عزیز ا۔ ایضاً بسند معتبر

بیان خطبۂ حضرت رسولؐ ۔ ابوسعید خدری نے روایت کی ہے جو آخری خطبہ حضرت رسولؐ نے ہمارے لئے پڑھا وہ خطبہ تھا جو آخری مرض میں پڑھا اور گھر سے جناب امیرؑ اور میمونہ پر جو آنحضرتؐ کے آزاد کرتے تھے تکیہ کئے ہوئے باہر تشریف لائے۔ اور منبر پر بیٹھ کر فرمایا۔ ایھا الناس بدرستیکہ میں تم میں دو بزرگ چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ یہ فرمایا۔ اور چپ ہو گئے۔ ایک شخص اٹھ کھڑا ہوا۔ اور کہا۔ دو چیزیں جن کو آپ نے فرمایا کون ہیں۔ حضرت غضبناک ہوئے اور رنگ مبارک سرخ ہو گیا۔ اور فرمایا میں نے چاہا تھا کہ اس کی تفسیر کردوں لیکن ضعف بیماری سے میرا نفس تنگی کرنے لگا۔ پس فرمایا۔ ان دو چیزوں میں سے پہلے قرآن ہے۔ کہ ایک ریسمان آسمان سے زمین کی طرف لٹکی ہوئی ہے۔ ایک سرا اس کا خدا کے ہاتھ میں اور دوسرا سرا اس کا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ اور ان دو چیزوں میں سے دوسری میرے اہل بیتؑ ہیں۔ پس فرمایا۔ بخدا اس کلام کو میں تم سے بیان کر رہا ہوں۔ اور جانتا ہوں چند لوگ ایسے ہیں جو ابھی تک پشتہائے اہل شرک میں ہیں۔ اور دنیا میں نہیں آئے اور مجھے امید ان سے تم اکثروں سے زیادہ ہے۔ پس فرمایا۔ کوئی بندہ میرے اہل بیت کو بخدا دوست نہیں رکھتا۔ مگر یہ کہ حق تعالیٰ بروز قیامت اس کو ایک نور عطا کرے گا۔ یہاں تک کہ مجھ سے حوض کوثر پر ملاقات کرے اور کوئی بندہ میرے اہل بیت کو دشمن نہیں رکھتا۔ مگر یہ کہ حق تعالیٰ بروز قیامت اپنی رحمت کو اس سے چھپالے گا۔ راوی نے کہا۔ میں نے اس حدیث کو حضرت امام محمد باقر کی خدمت میں عرض کیا۔ اور حضرت نے اس کی تصدیق فرمائی۔ شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ سلمان فارسیؓ نے کہا۔ میں حضرت رسولؐ کی خدمت میں اس مرض میں کہ جس میں حضرت نے انتقال فرمایا حاضر تھا۔ اور بیٹھ کر احوال شریف پوچھنے لگا۔ جب میں نے چاہا۔ اٹھ کر باہر جاؤں۔ فرمایا۔ اے سلمان بیٹھے رہو اور گواہ رہو اس امر پر جو کہ بہترین امور ہے۔ میں بیٹھ گیا۔ ناگاہ میں نے دیکھا۔ چند مرد اہل بیت حضرت سے اور چند مرد اصحاب حضرت سے گھر میں آئے اور جناب فاطمہؑ بھی گھر میں تشریف لائیں۔ جب حضرت کا ضعف ملاحظہ کیا رونے لگیں۔ اور اشک جناب سیدہ روئے مبارک آنحضرتؐ پر ٹپکے۔ جب حضرت نے جناب فاطمہؑ کو روتے دیکھا۔ فرمایا۔ اے دختر کس لئے روتی ہے۔ خدا تیری آنکھیں روشن رکھے۔ اور کبھی نہ رلائے۔ جناب فاطمہؑ نے عرض کی اے پدر بزرگوار میں آپ کو اس حالت میں دیکھوں۔ پھر کیسے نہ روؤں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ خدا پر توکل کر اور صبر کر جس طرح اور پیغمبروں نے کیا۔ کہ وہ تیرے باپ تھے اور جس طرح پیغمبروں کی بیویوں نے کیا۔ کہ وہ تیری مائیں تھیں۔ آیا اے فاطمہؑ جانتی ہے کہ میں تجھے

بشارت دوں۔ فاطمہؑ نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ۔ حضرت نے فرمایا۔ مگر نہیں تجھے معلوم کہ حق تعالےٰ نے
جمیع خلائق سے تیرے باپ کو اختیار کیا۔ اور اس کو مرتبۂ پیغمبری تک پہونچایا۔ اور تمام خلق پر مبعوث کیا۔ بعد
اس کے علیؑ کو اختیار کیا۔ اور مجھے حکم فرمایا۔ تجھے اس کے ساتھ تزویج کروں اور علیؑ کو میں نے بحکم پروردگار
اپنا وزیر اور وصی کیا۔ اے فاطمہؑ حق علیؑ کا تمام مسلمانوں پر سب کے حق سے عظیم تر اور اسلام علیؑ کا سب سے
قدیم تر ہے۔ اور علم اس کا سب سے بیشتر اور حلم اس کا سب سے افزوں تر اور میزان قدرت و منزلت میں
قدر اس کی سب سے گراں تر۔ پس جناب فاطمہؑ خوش ہو گئیں۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ میں نے تجھے خوش

فضائل جناب امیرؑ زبانی رسولؐ

کیا۔ جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ ہاں۔ اے پدر بزرگوار۔ پھر حضرتؐ نے
فرمایا اے فاطمہؑ اس سے اور زیادہ تیرے شوہر تیرے پسر عم یعنی علیؑ کی فضیلت بیان کروں۔ جناب فاطمہؑ نے
عرض کی ہاں یا رسول اللہ۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ علیؑ سب سے پہلے اس اُمت سے خدا پر ایمان لایا۔ اور اس کے رسولؐ
پر اور اس کے بعد سب سے پہلے خدیجہؑ تمہاری ماں ایمان لائیں۔ اور پہلے جس نے پیغمبری میں میری نصرت و مددگاری
کی وہ علیؑ تھا۔ اے فاطمہؑ علیؑ میرا بھائی اور میرا برگزیدہ ہے اور میرے فرزندوں کا باپ ہے۔ حق تعالیٰ نے
علیؑ کو چند ایسی خصلتیں عطا کی ہیں۔ کہ کسی کو اس سے پہلے اور اس کے بعد نہیں عطا کیں۔ اے فاطمہؑ
صبر کر اور سمجھ جا سب سے پہلے تیرا باپ رب تعالیٰ سے ملحق ہوگا۔ فاطمہؑ نے عرض کی اے پدر بزرگوار پہلے
تو آپ نے مجھے خوش کیا۔ اور آخر میں رنجیدہ اور غمگین فرمایا۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ دنیا کے امور
اسی طرح ہیں۔ شادی اور غم دنیا میں ملا ہوا ہے۔ صفائی دنیا کدورت سے مخلوط ہے اے فاطمہؑ چاہتی ہے۔
کہ تیری خوشی اور زیادہ کروں۔ جناب سیدہؑ نے عرض کی۔ ہاں یا رسول اللہ۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ حق تعالیٰ نے
خلق کو پیدا کیا۔ اور ان کو دو حصّہ کیا۔ مجھے اور علیؑ کو عمدہ اور اچھے حصّہ میں قرار دیا۔ کہ وہ اصحاب
الیاسین ہیں۔ پھر ان دونوں حصّوں کے قبیلے کئے۔ مجھے اور علیؑ کو بہترین قبائل میں قرار دیا۔ چنانچہ
حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ
اتقکم پس ان قبیلوں سے گھر آباد کئے مجھے اور علیؑ کو ان سب گھر والوں سے بہتر قرار دیا۔ چنانچہ
فرمایا۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔
حق تعالیٰ نے مجھے میرے اہل بیت سے اختیار کیا۔ اور علیؑ۔ حسنؑ۔ حسینؑ اور تجھے ان میں سے اختیار کیا۔
میں بہترین فرزندانِ آدم سے ہوں۔ اور علیؑ بہترین عرب ہے اور تو بہترین زنان عالمیان ہے۔ اور
حسنؑ و حسینؑ بہترین جوانان اہل بہشت سے ہیں۔ اور تیری ذرّیت سے مہدی ہے کہ حق تعالیٰ اس کی
برکت سے زمین کو بعدالت بھر دیگا۔ بعد از انکہ جور و ستم سے بھر گئی ہو۔ اور فرات بن ابراہیم نے

بیان فضائل اہل بیت زبانی رسولؐ۔ بسند معتبر جابرؓ انصاری سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے اپنے آخر مرض میں جناب فاطمہؑ سے کہا۔ اے فاطمہؑ میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔ اپنے شوہر کو بلا۔ جناب سیدہ نے امام حسنؑ سے کہا۔ جاؤ اپنے باپ سے کہو۔ آپ کو نانا بلاتے ہیں۔ جب جناب امیرؑ تشریف لائے سُنا کہ جناب فاطمہؑ کہہ رہی ہیں۔ اے پدر بزرگوار آپ کے شدت الم اور آزار سے کس درجہ مجھ پر اندوہ والم ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ آج کے بعد پھر شدت تیرے باپ پر نہیں۔ اے فاطمہؑ واضح ہو کہ پیغمبر کے مرنے میں گریبان چاک نہ کرنا چاہیئے اور بال نوچنے نہ چاہئیں۔ اور واویلا[1] نہ کہنا چاہیئے اور وہ کہنا چاہیئے جو تیرے باپ نے ابراہیم کے مرنے پر کیا۔ کہ آنکھیں روتی ہیں اور دل دردمند ہے اور میں وہ نہیں کہتا۔ کہ موجب غضب پروردگار اے ابراہیم میں تجھ پر اندوہ ناک ہوں۔ اور اگر ابراہیم زندہ رہتا تو لازم تھا کہ پیغمبر ہوتا۔ پس فرمایا۔ اے علیؑ میرے قریب آؤ۔ جب جناب امیرؑ قریب گئے۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ اپنا کان میرے مُنہ کے قریب رکھو۔ اور جب عائشہ وحفصہ نے چاہا۔ کہ کلام حضرتؐ کا سنیں۔ حضرتؐ نے کہا۔ خداوندا ان کے کانوں..... کر دے کہ نہ سُنیں۔ پس فرمایا۔ اے میرے برادر تم نے سُنا۔ جو کچھ حق تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے۔ ان الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت اولئک ھم خیر البریۃ۔ بدرستیکہ وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں اور اعمال شائستہ کرتے ہیں اور وہ بہترین خلق ہیں۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ ہاں یا حضرتؐ میں نے سُنا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ یہ شیعہ اور تیرے یاور ہیں۔ اور وعدہ گاہ ان کی اور میری بروز قیامت نزدیک حوض کوثر ہے۔ اس وقت جب تمام امت دوزانوں ہوں اور ان کے اعمال حق پر عرض کئے جائیں۔ اس وقت خدا تمہیں اور تمہارے شیعوں کو بلائے۔ اور تم اور تمہارے

---

[1] پیغمبر اسلام اپنی بیٹی کو یہ کلمات برائے تسلّی انداز بشریت میں ارشاد فرما رہے تھے جیسا کہ انسان سفر پر جاتے ہوئے اپنے بچوں کو کہتا ہے دیکھو میرے بعد گھبرانا نہیں فکر نہ کرنا نہ رونا پیٹنا آرام سے رہنا۔ لیکن باپ کے سفر پر چلے جانے کے بعد اگر وہ گھبرائیں یا روئیں تو یہ فعل نہ گناہ ہے اور نہ جرم۔ نہ آج تک کسی نے ان کو مجرم کہا۔ اسی طرح جناب فاطمہؑ کا نوحہ کرنا اور رونا پیٹنا نیز آج ہمارا بھی نوحہ کرنا اور رونا پیٹنا فرمان رسولؐ کے خلاف نہیں بلکہ عین مطابق ہے یہ فرمان تو آپؐ نے سفر کرتے ہوئے فرمایا۔ ورنہ اگر رونا پیٹنا گناہ ہوتا۔ تو آپ کی زندگی میں جب جناب حمزہؑ نے یہ فعل کیا آپ سختی سے منع کرتے۔ فاطمہ زہراؑ چوں ایں آواز شنید دست بر سر زناں از خانہ بیرون دوید و میگریست و ہم زنان ہاشمیہ مے نالید ند (مدارج النبوۃ جلد دوم ص۱۲۳) جنگ احد میں جناب سیدہ اپنے باپ کی وفات سُن کر ہاشمیہ عورتوں کے ہمراہ نالہ کرتی اور پیٹتی ہوئی آئیں۔ نیز نوحہ کرنے اور ماتم کرنے کا حکم عورات انصار و ہاشمیاں کو لاش حضرت حمزہ پر خود رسول پاکؐ نے دیا۔ (کوثر نیر بلوی)

شیعہ اس حالت میں جبکہ سیر و سیراب ہو اور اس صورت سے کہ منہ اور ہاتھ اور پاؤں نور سے چمکتے ہوں حاضر ہوں۔ یا علیؑ تم نے سُنا ہے کہ خدا فرماتا ہے۔ ان الذین کفر و امن اھل الکتاب والمشرکین فی نار جہنم خالدین فیھا اولئک ھم شر البریۃ۔ کہا ہاں یا رسول اللہ میں نے سُنا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ یہ لوگ یہود اور بنی امیہ اور ان کے اتباع اور تیرے اور تیرے شیعوں کے دشمن ہیں بروز قیامت بھوکے پیاسے روسیاہ۔ شقاوت اور تعصب اور عذاب شدید میں گرفتار اور مبعوث ہوں گے اور یہی حدیث کتاب سلیم بن قیسؒ میں جناب امیرؑ سے منقول ہے اور تفسیر محمد بن عیاشؒ بن ماہیار میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے اور ابن بابویہؒ نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت رسولؐ نے وقت وفات جناب سیدہؑ سے کہا۔ اے فاطمہؑ جب میں انتقال کر جاؤں اس وقت تو اپنے بال میری مفارقت میں نہ نوچنا اور اپنے گیسو پریشان نہ کرنا۔ اور واویلا[۱] نہ کرنا۔ اور کتاب بشارت

---

[۱] یہ الفاظ سرکار رسالتؐ کے فاطمہ زہراؑ کو اس کی بشارت تھے۔ بیٹی عنقریب تو میری جدائی میں ہر وقت بے چین ہو گی روئے پیٹے گی۔ نہ بیٹی ایسا نہ کرنا۔ تو جلد عنقریب سب سے پہلے میرے پاس آجائے گی۔ تو ان الفاظ میں رونے پیٹنے کی ممانعت نہیں بلکہ سکون دل زہراؑ کے لئے یہ الفاظ دہن رسالتؐ سے نکلے تھے اور جناب سرور کائناتؐ جانتے بھی تھے کہ میری ازواج یہ افعال تمام کریں گی۔ مگر آپ نے یہ نہ فرمایا۔ کہ ہماری شہادت میں یہ افعال کرنے والا جہنمی ہوگا۔ یہ تو تقاضۂ بشریت رونا پیٹنا۔ تسلی دینا انسان کا فطری کام ہے۔ کسی نے یہ کبھی نہیں کہا سفر کرتے وقت یا آتے وقت اپنی اولاد کو کہ خوب رونا پیٹنا کپڑے پھاڑنا۔ نہیں تسلی دینا فطرت انسانی اور رونا پیٹنا تقاضۂ بشریت ہے۔ اسی لئے حضرت عائشہ نے وفات رسولؐ پر یہ کام کیا۔ عن عبد اللہ ابن زبیر قال سمعت عائشہ تقول مات رسول اللہ بین سحری و نحری و فی دولتی لم ظلم فیہ احدا فمن سفھی و حداثۃ من ان رسول اللہ قبض وھو فی حجری ثم وضعت راسہ علی وسادۃ وقمت التدم و مع النساء واضرب وجھی و صدری۔ (سیرۃ ابن ہشام جلد چار ص۳۵) عبد اللہ ابن زبیر سے روایت ہے کہ میں نے سُنا بی بی عائشہ ام المومنین فرماتی تھیں کہ رسول خدا میرے سینہ پر اور میری باری میں فوت ہوئے۔ میں نے کسی پر ظلم نہیں کیا۔ میری سفاہت اور کم سنی ہے۔ تحقیق رسول خدا فوت ہوئے میری گود میں پھر میں حضرت کا سر تکیے پر رکھ دیا۔ اور خود اُٹھ کر دو عورتوں کے ساتھ رونے اور پیٹنے لگی۔ اور میں اپنا منہ اور سینہ پیٹتی تھی۔ لہٰذا اگر یہ فعل جہنمیوں کا فعل ہوتا تو حضرت عائشہ ام المومنین وفات رسولؐ پر نہ کرتیں۔ آج کل کے ملاؤں نے مفت میں مفتی بن کر غم اہل بیت میں رونے پیٹنے والوں کو بدعتی اور جہنمی قرار دے دیا۔ حالانکہ وہ کم عقل خود یہ بھی جانتے ہیں (باقی ص۱۳۷ پر)

المصطفیٰ میں روایت ہے کہ جب حضرت رسولؐ بیمار ہوئے۔ جس بیماری میں کہ دنیا سے رحلت فرمائی۔ جناب فاطمہؑ امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو لے کر حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ جب حضرت کو اس حال میں مشاہدہ فرمایا۔ بیتاب ہو کر حضرتؐ کے مُنہ پر گر پڑیں۔ اور اپنا سینہ حضرت کے منہ پر رکھ کر بہت روئیں۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ نہ رو اور صبر اختیار کر۔ یہ سُن کر حضرت سیدہؑ اٹھیں اور چشمہائے مبارک حضرت سے آنسو جاری تھے۔ پس تین مرتبہ فرمایا۔ خداوندا یہ میرے اہل بیت ہیں اور میں ان کو تیرے اور ہر مومن کے سپرد کرتا ہوں۔ شیخ مفیدؒ نے روایت کی ہے کہ جب رحلت حضرتؐ بجانب ریاض جنت نزدیک ہوئی۔ جناب امیرؑ سے ارشاد کیا۔ یا علیؑ میرا سر اپنے دامن میں لے لو۔ کہ حکم خدا آ پہنچا ہے اور جب روح میرے جسم سے مفارقت کر جائے۔ اپنے ہاتھ سے مجھے اپنے مُنہ کی طرف کر دینا۔ اور متوجہ تجہیز ہونا۔ اور پہلے تم مجھ پر نماز پڑھنا۔ اور مجھ سے جدا نہ ہونا۔ جب تک قبر میں نہ اُتار لینا۔ اور ان سب امور میں خدا سے نصرت چاہنا۔ جب جناب امیرؑ نے سر مبارک اپنے دامن میں رکھا۔ حضرت بیہوش ہو گئے۔ پس جناب فاطمہؑ حضرت کے جمال پر نظر فرماتیں اور روتی تھیں اور بیان کرتی تھیں اور شعر پڑھتی تھیں کہ مضمون اس کا یہ ہے۔ وہ سفید رو کہ جس کی برکت سے طلب باراں کرتے ہیں۔ فریادرس یتیماں و پناہ زناں ہے۔ حضرتؐ نے آواز جناب سیدہؑ سُنی آنکھیں کھول دیں اور بآواز ضعف فرمایا۔ اے دختر یہ کلام تیرے چچا ابو طالب کا ہے اس کو نہ کہہ ولیکن یہ کہہ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ اور جب جناب فاطمہؑ بہت روئیں۔ حضرت رسولؐ نے قریب اپنے بلایا۔ اور کان میں کوئی راز کہا۔ جسے سُن کر جناب سیدہؑ شاد ہو گئیں اور جب روح مقدس حضرتؐ سے مفارقت کی۔ جناب امیرؑ کا ہاتھ بلند کیا۔ اور اپنے مُنہ کی طرف اُٹھایا۔ اور آنکھیں حضرتؐ کی ڈھانپ دیں۔ اور چادر حضرت کے قامت مبارک پر اوڑھا دی۔ پھر جناب سیدہؑ سے پوچھا۔ وہ راز کیا تھا جسے حضرت

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: ـ کہ یہ فعل حضرت رسول مقبولؐ نے لاش حمزہ پر کیا۔ اور حضرت عائشہ نے وفات رسولؐ پر اور ان کے فتوے کی زد میں رسول مقبولؐ اور حضرت عائشہ بھی آجاتی ہیں لیکن ان کی پرواہ نہیں۔ مخالفت شیعہ کرنی ہے۔ خواہ کافر ہو کر جہنم کے ساتویں طبقے میں چلے جائیں۔ فقہ کی کتاب نور الانوار (اہل سنت) ص۲۹۹ پر ہے الحرام داخل فی الفرض باعتبار الترك۔ حرام فرض میں داخل ہے بلحاظ ترک کے۔ فرض وہ ہے جو دلیل بلاشبہ قطعی سے ثابت ہو اور ہم شیعہ کا دعویٰ ہے کہ مخالفین ماتم و نوحہ کے پاس اس کی حرمت کے لئے کوئی دلیل قطعی الثبوت اور قطعی بسند نہیں اور خیالات سے حرام ثابت کرنا سفاہت کی دلیل دین سے لاعلمی کی نشانی دشمنی اسلام کی علامت ہے۔ (کوثر بھر یلوی عفی عنہ)

رسولؐ نے تمہارے کان میں کہا۔ اس وقت تمہارا غم و اندوہ بہ شادی مبدل ہو گیا۔ اور قلق و اضطراب کم ہو گیا۔ جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ میرے پدر بزرگوار نے مجھے خبر دی کہ پہلے میرے اہل بیت سے جو مجھ سے ملاقات کریگا۔ وہ تو ہے اور میری مدت حیات بعد حضرت سرور کائنات بہت نہ ہو گی۔ اس وجہ سے شدت اندوہ و غم میرا جاتا رہا۔ اس لئے کہ مجھے معلوم ہو گیا۔ کہ مدت مفارقت آنحضرتؐ بہت نہ ہو گی۔

فصل پانچویں
دربیان حضرت رسولؐ کی رحلت

بیان کیفیت وقوع مصیبت کبریٰ و حادثۂ عظمیٰ یعنی وفات سید انبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بیان غسل و کفن و دفن اور نماز آنحضرتؐ اور جو کچھ واقعات اس وقت یا اس وقت کے بعد پیدا ہوئے۔ جاننا چاہیئے کہ اکثر علمائے خاصہ و عامہ یعنی علمائے شیعہ و سُنی کا اعتقاد یہ ہے کہ ارتحال سید انبیا بعالم بقا دوشنبہ کو ہوا۔ اور اکثر علمائے شیعہ کا اعتقاد یہ ہے کہ اس دن اٹھائیسویں ماہ صفر کی تھی اور اکثر علمائے اہل سنت بارھویں ربیع الاوّل کہتے ہیں۔ اور محمد بن یعقوب کلینیؒ اس قول کے قائل ہیں۔ اور پہلا قول یعنی اٹھائیسویں صفر کی صحیح اور بہت مشہور ہے۔ اور بعض علمائے اہل سنت دوسری اور بعض پہلی۔ اور بعض اٹھارویں اور بعض دسویں اور بعض بارھویں اور بعض آٹھ ربیع الاوّل کہتے ہیں اور اس میں اختلاف نہیں کہ سن حضرت کا تریسٹھ ۶۳ سال کا تھا۔ اور دسواں سال ہجرت سے تھا۔ اور کشف الغمہ میں حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے۔ کہ حضرت رسولؐ نے دسویں سال ہجرت میں انتقال فرمایا۔ اور عمر شریف حضرت سے تریسٹھ سال گذرے تھے۔ چالیس ۴۰ سال مکہ میں رہے کہ وحی نازل ہوئی اور بعد اس کے تیرہ ۱۳ سال اور مکہ میں رہا کئے اور جب مدینہ میں ہجرت فرمائی۔ اس وقت ترپن ۵۳ سال عمر شریف سے گذرے تھے۔ اور دس سال بعد ہجرت کے مدینہ میں رہے اور وفات حضرت کی دوسری ربیع الاوّل بروز شنبہ واقع ہوئی۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ اس قول کا علمائے شیعہ سے کوئی قائل نہیں شاید نہ قول محمول تقیہ پر ہو۔ ایضاً کشف الغمہ میں لکھا ہے کہ عمر شریف حضرت کی تریسٹھ ۶۳ سال کی ہوئی اور اپنے پدر بزرگوار کے ہمراہ دو سال چار ماہ رہے اور جب عبدالمطلب نے وفات پائی۔ اس وقت آٹھ سال حضرت کی عمر کے گذرے تھے اور بعد ان کے چچا ابوطالب حضرت کی حمایت اور کفالت کرتے رہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ وقت وفات پدر بزرگوار حضرتؐ سات ۷ ماہ کے تھے اور جب چھ ۶ سال کے ہوئے والدہ ماجدہ نے انتقال کیا۔ اور جب ابوطالبؑ

حضرتؐ کے چچا نے جانب ریاض جنت رحلت فرمائی۔ اس وقت عمر حضرتؐ سے چھیالیس سال اور آٹھ مہینے چوبیس روز گذرے تھے۔ اور اس کے تیسرے روز حضرت خدیجہؑ نے انتقال فرمایا۔ پس اس وجہ سے اس سال کا نام عام الحزن رکھا۔ اور حضرت بعد بعثت کے تیرہ سال مکہ میں رہے پھر تین یا چھ روز غار میں پوشیدہ رہے اور بعد ازاں بجانب مدینہ ہجرت فرمائی۔ اور گیارھویں ربیع الاوّل دوشنبہ کے دن مدینہ میں داخل ہوئے۔ اور دس سال مدینہ میں رہے۔ پس دسویں سال ہجرت سے بتاریخ اٹھائیسویں ۲۸ ماہ صفر رحلت فرمائی۔

بیان تعین تاریخ وفات حضرت رسولؐ۔ خطب راوندی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ ایک روز ابوسفیان خدمت آنحضرتؐ میں آیا۔ اور کہا یا رسول اللہ میں آپ سے ایک سوال کرتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ اگر تجھے منظور ہو تو میں قبل تیرے بیان کے تیرے سوال کا جواب دے دوں۔ ابوسفیان نے کہا۔ اچھا حضرتؐ نے فرمایا۔ تو مجھ سے سوال کرنے آیا ہے کہ میری عمر کس قدر ہوگی۔ اس نے کہا۔ ہاں میں یہی پوچھنے آیا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ میں ترسیٹھ ۶۳ سال زندہ رہوں گا۔ ابوسفیان نے کہا۔ آپ نے سچ کہا۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ زبان سے کہتا ہے نہ دل سے۔ اور ابن بابویہؒ نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا۔ دوشنبہ کو سفر نہ کرو۔ اور روزہ نہ رکھو کہ اس روز حضرت رسولؐ نے دنیا سے رحلت فرمائی اور اس مضمون کی بہت کی حدیثیں ائمہ اطہار سے منقول ہیں اور شیخ طوسیؒ وغیرہ نے بسند ہائے معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا۔ جب کوئی مصیبت در پیش آئے مصیبت رسول خداؐ کی یاد کرو۔ کہ ایسی مصیبت ہرگز کسی پر نہیں ہوئی۔ اور نہ ہوگی۔ ابن شہر آشوبؒ نے روایت کی ہے۔ کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ یا علیؑ جس کو کوئی مصیبت در پیش آئے وہ میری مصیبت کو یاد کرے کہ میری مصیبت سب مصیبتوں سے عظیم ہے۔ اور ابن بابویہؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جبرئیلؑ چالیس درم کافور بہشت سے واسطے حنوط حضرت رسولؐ کے لائے۔ پھر اس کے برابر تین حصے کئے۔ ایک حصہ اپنے لئے رکھا۔ اور ایک حصہ علیؑ کو دیا۔ اور ایک حصہ فاطمہؑ کو دیا۔ اور شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر جناب امیرؑ سے روایت کی ہے کہ فرمایا میں اس وقت علالت حضرتؐ کی خدمت میں گیا۔ میں نے دیکھا۔ کہ حضرت کا سر مبارک ایک شخص کے دامن میں ہے کہ اس سے زیادہ میں نے خوبصورت کسی کو نہ دیکھا تھا۔ اور حضرت آرام فرما رہے تھے۔ جب میں گیا۔ اس شخص نے کہا آؤ اور اپنے پسر عم کا سر اپنی گود میں لو۔ کہ تم مجھ سے زیادہ سزاوار اور مستحق اس کے ہو۔ جب میں قریب گیا وہ شخص اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور سر حضرتؐ کو میری گود میں دیدیا۔ ایک ساعت میں بیٹھا۔ کہ حضرت بیدار ہوئے اور فرمایا وہ شخص کہاں گیا جس کی گود میں میرا سر تھا۔ جناب امیرؑ نے جو کچھ گذرا تھا۔ بیان کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ اے علیؑ تم نے اس شخص کو پہچانا۔ جناب امیرؑ نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ میں نے نہیں پہچانا۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ وہ جبرئیل امینؑ تھے۔ کہ

جب مجھ پر مرض کی شدت ہوئی۔ انہوں نے باتیں کیں اور میں نے ان سے باتیں کیں کہ میری آنکھ لگ گئی۔

بیان غسل وکفن حضرت رسولؐ ۔ ابن بابویہؒ نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے کہا میں نے حضرت رسول خداؐ سے پوچھا۔ کہ آپ کو آپ کے انتقال کے بعد کون شخص غسل دے گا۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ ہر پیغمبر کو اس کا وصی غسل دیتا ہے۔ میں نے پوچھا۔ یا حضرت آپ کا وصیؐ[1] کون ہے حضرتؐ نے

---

[1] عن علی بن حسین علیہما السلام عن ابن عمر قال مر سلمان الفارسی وھو یرید ان یعود رجلاً ونحن جلوس فی حلقۃ وفینا رجلٌ قال یقول لو شئتُ لانباتکم بافضل ھٰذہ الامۃ بعد نبینا افضل من ھٰذین الرجلین ابی بکر وعمر فسقام سلمان فقال ماواللہ لوشئتُ لانبا تکم بافضل ھٰذہ الامت بعد نبینا افضل من ھٰذین الرجلین ابوبکر وعمر ثم مضٰی سلمان فقیل لہٗ یاعبد اللہ ماقلت لہ قال سلمان دخلت علی رسول اللہ وھو فی غمرات الموت فقلت یارسول اللہ ھل اوصیت قال یاسلمان اتدری من الاوصیاء قلتُ اللہ ورسولہٗ اعلم قال اٰدم وکان وصیہٗ شیثؑ وکان افضل من ترک بعدہٗ من ولدہ وکان وصی نوحؑ سامؑ وکان افضل من ترکہٗ بعدہ وکان وصی موسٰی یوشع وکان افضل من ترکہ وکان وصی سلیمانؑ اٰصف بن برخیا وکان افضل من ترکہٗ وکان وصی عیسٰیؑ شمعون بن فرخیا وکان افضل من ترک بعدہ وانی اوصیتُ الی علیؑ وھو افضل من اترکہ بعدی (مودۃ القربیٰ ص۳۳۔ فردوس الاخبار دیلمی ص۱۰۲) امام علی ابن حسین زین العابدین علیہما السلام نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ سلمان فارسی کسی شخص کی عیادت کے ارادے سے جا رہے تھے کہ ان کا گذر ہم پر سے ہوا۔ اور ہم آدمیوں کے حلقہ میں بیٹھے تھے۔ ایک شخص ہم میں سے کہہ رہا تھا۔ اگر میں چاہوں۔ تو تم کو ایک ایسے شخص کے حال سے خبر دوں جو ہمارے نبی کے بعد ساری امت سے افضل اور ان دونوں ابوبکر وعمر سے افضل ہے۔ پھر اس نے سلمان سے درخواست کی۔ تب سلمان نے کہا۔ اے لوگو! خدا کی قسم اگر میں چاہوں تو تم کو ایسے شخص سے خبر دوں جو بعد رسولؐ ساری امت اور ابوبکر وعمر سے افضل ہے یہ کہہ کر سلمان روانہ ہوئے لوگوں نے کہا۔ اے عبداللہ تم نے بیان نہ کیا۔ سلمان نے فرمایا۔ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جبکہ آپ نزع کی حالت میں تھے۔ میں نے عرض کی۔ آیا آپ نے اپنا وصی مقرر کیا ہے۔ فرمایا۔ اے سلمانؓ تم اوصیا کو جانتے ہو۔ میں نے عرض کی کہ اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا آدمؑ کے وصی شیثؑ تھے۔ اور وہ اولاد آدمؑ سے جو ان کے بعد باقی رہی بہتر ہے اور نوحؑ کے وصی سامؑ تھے جو ان سب سے افضل تھے جن کو نوحؑ نے اپنے بعد چھوڑا۔ اور حضرت موسیٰؑ کے وصی یوشع تھے اور وہ ان سب سے افضل تھے جو حضرت موسیٰؑ کے بعد باقی رہے اور سلیمانؑ کے وصی آصف بن برخیا تھے اور جن کو سلیمانؑ نے اپنے بعد چھوڑا سب سے افضل تھے۔ اور حضرت عیسیٰؑ کے

فرمایا۔ میرا وصی علیؑ ہے۔ میں نے پوچھا۔ علیؑ آپ کے بعد کتنے سال زندہ رہیں گے۔ حضرت نے فرمایا تیس سال۔
جس طرح یوشع بن نون وصی موسیٰؑ بعد موسیٰ کے تیس سال زندہ رہے اور صفیرا دختر شعیبؑ کہ زوجہ موسیٰؑ
تھی۔ یوشع پر خروج کیا۔ اور کہا میں تم سے زیادہ مستحق خلافت موسیٰؑ ہوں۔ یوشع نے اس سے مقابلہ کیا۔ اور قید
کر لیا۔ بعد قید کرنے کے اس کی عزت کی۔ اسی طرح میری زوجہ عائشہ دختر ابوبکر ہمراہ چند ہزار نامرد جو میری
امت سے ہوں گے علیؑ پر خروج کرے گی۔ اور علیؑ اکثر مردان لشکر عائشہ کو قتل اور عائشہ کو اسیر کرے گا اور
پھر اس پر احسان کرے گا۔ کلینیؒ و صفارؒ و شیخ طوسیؒ و ابن بابویہؒ و قطب راوندیؒ وغیرہ نے بسند ہائے معتبر

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ وصی شمون بن فرخیا تھے جو سب سے افضل تھے۔ جن کو عیسیٰؑ
نے اپنے بعد چھوڑا۔ اور میں نے علیؑ بن ابی طالب کو اپنا وصی کیا۔ اور وہ میرے بعد سب لوگوں سے جن کو میں پیچھے چھوڑ
رہا ہوں افضل ہیں۔ ہر نبی اپنا وصی یعنی خلیفہ خود مقرر کرتا ہے کسی امت نے اجماع نہیں کیا۔ تو جب دیگر امتوں نے اجماع سے وصی
مقرر نہیں کئے تو امت محمدیہ کیوں کرے اور جب دیگر انبیاء نے خود مقرر کئے تو ہمارا نبی بغیر مقرر کئے چلا جائے۔ اوصیا انبیاء کے تقرر ملاحظہ
ہوں۔ آدمؑ نے مرض الموت میں شیثؑ کو اپنا وصی و خلیفہ مقرر کیا۔ روضۃ الصفا ص۱۲ اور حضرت شیثؑ نے اپنے بیٹے انوش کو مرض الموت
میں اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ تاریخ کامل جلد اوّل ص۱۹ حضرت انوش نے اپنے بیٹے قینان کو مقرر کیا مرض الموت میں تاریخ کامل جلد اوّل ص۲۰
حضرت قینان نے اپنے بیٹے مہلائیل کو مقرر کیا۔ تاریخ کامل جلد اوّل ص۲۱ اور حضرت مہلائیل نے اپنے بیٹے برد کو تاریخ کامل ص۲۱
اور حضرت برد نے اپنے بیٹے ادریس کو تاریخ کامل جلد اوّل ص۲۱ حضرت ادریس نے اپنے بیٹے متوشلخ کو اور انہوں نے اپنے
بیٹے نوحؑ کو اور حضرت نوحؑ نے اپنے بیٹے سام کو۔ تاریخ کامل جلد اوّل ص۲۲ یہ سلسلہ ایسے ہی حضرت ابراہیمؑ تک آیا۔ ابراہیمؑ نے
اسحاق شام میں اور اسمٰعیلؑ عرب میں اپنے خلیفے مقرر کئے۔ روضۃ الصفا ص۱۲ حضرت اسمٰعیلؑ نے اپنے بیٹے قیدار کو۔ اور حضرت اسحاقؑ
نے حضرت یعقوبؑ کو اور حضرت یعقوبؑ نے یوسفؑ کو اور حضرت یوسفؑ کے بعد یہ سلسلہ حضرت موسیٰؑ تک آیا۔ حضرت موسیٰؑ نے ہارونؑ
اور بعد انتقال حضرت یوشع بن نون اور اسی طرح حضرت داؤدؑ نے حضرت سلیمانؑ کو۔ روضۃ الصفا ص۱۹ اور حضرت عیسیٰؑ نے
خود حضرت شمعون کو اپنا وصی اور خلیفہ مقرر کیا۔ روضۃ الصفا ص۱۲۶ اور یہاں سے یہ سلسلہ خاندان قریش سے ہوتا ہوا بنی ہاشم
میں حضرت محمد مصطفیٰؐ کے پاس پہنچا۔ لہٰذا مثل سابق انبیائے ماسلف تاجدار دو عالمؐ کے لئے بھی یہ ضروری ولازمی ہو گیا کہ اپنے
بعد خلیفہ اور وصی خود مقرر کریں۔ اور امت کو اجماعی گمراہی سے بچائیں۔ خداوند تعالیٰ نے بھی آپ کو یا ایھا الرسول
بلغ ما انزل آیت بھیج کے تنبیہہ فرمائی۔ اور اپنے غدیر خم پر علی ابن ابی طالب کو اپنے بعد تمام
مومنین و مومنات کا مولا و امیر اور اپنا وصی و خلیفہ مقرر کر دیا۔ سر العالمین امام غزالی ص۹ تذکرہ
خواص الامہ ص۳۶ ۔ (کوثر نیر بلوی عفی عنہ)

جناب امیر المومنینؑ و امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے جناب امیرؑ کو بلایا۔ اور فرمایا۔ اے علیؑ جب میں انتقال کر جاؤں ۔ تم مشک پانی چاہ غرس سے کھینچ کر مجھے اچھی طرح اس سے غسل دینا۔ اور کفن و حنوط کرنا۔ اور جب غسل و کفن و حنوط سے فارغ ہونا میرا گریبان کفن پکڑ نا اور مجھے لٹانا۔ اور جو کچھ جی چاہے مجھ سے پوچھنا۔ جو پوچھو گے میں اس کا جواب دوں گا چنانچہ جناب امیرؑ نے ایسا ہی کیا۔ اور فرمایا۔ اس وقت بھی ہزار باب مجھے تعلیم فرمائے کہ ہر باب سے ہزار باب مجھ پر مفتوح ہوئے اور دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ جب جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا، حضرتؐ نے جو کچھ قیامت تک گذرے گا۔ اس کی مجھے خبر دی۔ پس کوئی گردہ مردم نہیں مگر یہ کہ میں جانتا ہوں ان میں سے راہ حق پر کون ہے۔ اور گمراہ کون ہے اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ حضرت نے جو کچھ فرمایا۔ جناب امیرؑ نے سب کچھ اس وقت لکھ لیا۔ اور شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی کہ حضرت رسولؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا اے علیؑ جب میں انتقال کر جاؤں مجھے غسل اس طرح دینا کہ بغیر تمہارے کوئی میری شرمگاہ نہ دیکھ سکے۔ اس لئے جو دیکھ لے گا اندھا ہو جائے گا۔ جناب امیرؑ نے عرض کی۔ یا حضرت میں تنہا غسل کیسے دے سکوں گا۔ بغیر اس کے چارہ نہیں کہ دوسرا شخص بھی ہو۔ حضرت نے فرمایا۔ بوقت غسل جبرئیلؑ تمہارے معین ہوں گے۔ اور فضل بن عباسؓ کو حکم دو کہ وہ تم کو پانی دے مگر کہدو کہ پٹی آنکھوں پر باندھ لے اس لئے کہ اگر اس کی نظر میری شرمگاہ پر پڑیگی تو وہ اندھا ہو جائے گا۔

بیان کفن حضرت رسولؐ ۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ دو مرد قریش امام زین العابدینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے کہا۔ تم چاہتے ہو کہ میں تم کو وفات سرور کائنات کی خبر دوں۔ ان دو قریش نے کہا۔ ہاں۔ حضرت نے فرمایا۔ میرے پدر بزرگوار نے خبر دی کہ تین روز پہلے وفات رسول خداؐ سے جبرئیلؑ آئے اور کہا۔ اے احمدؐ حق تعالےٰ نے مجھے آپ کے پاس بسبب آپ کے فضل اور بزرگی کے بھیجا ہے اور پوچھا ہے کہ باوجودیکہ وہ خوب جانتا ہے کہ اے محمدؐ کیسے ہو۔ حضرت نے فرمایا۔ اے جبرئیلؑ بےچین ہوں۔ جب تیسرا روز ہوا۔ جبرئیلؑ مع ملک الموت پھر حاضر ہوئے اور ان کے ہمراہ اسمٰعیل موکل ہوا بھی ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ آیا۔ اور جبرئیلؑ ان سے پہلے وہ ہی پیغام لائے۔ اور حضرتؐ نے بھی وہی جواب دیا۔ اس وقت ملک الموت نے اجازت گھر میں آنے کی چاہی۔ جبرئیلؑ نے کہا یہ ملک الموت ہے۔ اور اجازت گھر میں آنے کی مانگتا ہے۔ اور اس نے کبھی کسی سے قبل آپ کے گھر میں آنے کی اجازت نہیں مانگی۔ اور بعد آپ کے کسی سے بھی نہ مانگے گا۔ حضرت نے فرمایا۔ اجازت ہے آئیں۔ جبرئیلؑ نے اجازت دی۔ جب ملک الموت حاضر ہوئے۔ ادب سے حضرت کی خدمت میں کھڑے ہوئے اور کہا۔ احمدؐ حق تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ کی اطاعت کروں اگر حکم ہو تو روح قبض کروں۔ اور اگر حکم ہو تو پھر جاؤں۔ حضرت

نے فرمایا۔ اے ملک اگر میں تم کو حکم دوں کہ پھر جاؤ تو پھر جاؤ گے اور مجھے چھوڑ دو گے۔ ملک الموت نے عرض کی۔ ہاں یا محمدؐ مجھے ایسا ہی حکم ہوا ہے۔ کہ آپ جو کچھ فرمائیں میں اس کی اطاعت کروں۔ اس وقت جبرئیلؑ نے کہا۔ اے احمدؐ حق تعالیٰ آپ کا مشتاق لقا ہے۔ یہ سُن کر حضرت نے فرمایا اے ملک الموت جس کام پر تم مامور ہوئے ہو مشغول ہو۔ اس وقت جبرئیلؑ نے کہا۔ یہ میرا آنا زمین پر آخری تھا[1]۔ آپ ہی دُنیا میں میری حاجت تھے اور آپ ہی سے مجھے کام تھا۔ اب دُنیا میں میرا کوئی کام نہیں۔ پس روح مقدس نے حضرت کے بدن اطہر سے مفارقت کی۔ ناگاہ ایک شخص آیا۔ اور اس نے ان کو تعزیت دی۔ آواز

تعزیت حضرت خضرؑ

اس کی سُنتے تھے مگر دکھائی نہ دیتا تھا۔ پس کہا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کل نفس ذائقۃ الموت وانما توفون اجورکم یوم القیمۃ فمن زحزح عن النار وادخل الجنۃ فقد فاز وما الحیوۃ الدنیا الامتاع الغرور۔ یعنی ہر نفس ذائقہ موت چکھنے والا ہے۔ اور تم اپنی اجرت بروز قیامت پاؤ گے پس جو دور کیا جائے آتش جہنم سے اور داخل کریں اس کو بہشت میں وہ رستگار ہوا۔ اور نہیں ہے زندگانی دنیا۔ مگر متاع فریب۔ پھر کہا۔ صبر فرمانے والی ہر مصیبت سے ہے اور خدا خلیفہ ہر ہالک کا ہے اور تدارک اس کے عوض ثواب کا کرتا ہے۔ پس خدا پر اعتماد کرو۔ اور اسی سے امید رکھو۔ کیونکہ مصیبت زدہ وہی ہے جو رحمت خدا سے محروم رہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ یہ حضرت خضرؑ تھے جو ہماری تعزیت کو آئے تھے۔ ایضاً۔ ابن بابویہؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے۔ کہ جب حضرت بستر بیماری پر لیٹے۔ اور اصحاب گرد جمع ہوئے۔ اس وقت عمار بن یاسرؓ اُٹھے۔ اور کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ یا حضرت جب آپ بجوارِ رحمت پروردگار واصل ہوں۔ کون ہم سے آپ کو غسل دے۔ حضرت نے فرمایا مجھے علیؑ غسل دے گا۔ کیونکہ جس عضو کے دھونے کا قصد کرے گا۔ ملائکہ اس کے اُٹھانے کا قصد کریں گے۔ پھر عمار بن یاسرؓ نے پوچھا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ ہم سے آپ پر پہلے کون نماز پڑھے گا۔ حضرت نے فرمایا۔ خدا رحمت کرے چپ رہو۔ پس جناب امیرؑ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے علیؑ جب دیکھنا کہ روح نے میرے بدن سے مفارقت کی مجھے غسل دینا۔ اور اچھی طرح غسل

---

[1] جبرئیلؑ کا یہ کہنا کہ اب یہ میرا زمین پر آنا آخری ہے برائے نبوت تھا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی تھے اور آپ کے بعد اب کوئی نبی اور رسول نہ آئے گا جس کے پاس جبرئیلؑ من جانب اللہ پیغام لائیں۔ یعنی جبرئیلؑ اب نبوت کے لئے زمین پر نہیں آئے گا۔ بلکہ جبرئیلؑ اوصیائے نبوت کے پاس آتا رہا۔ اور آئندہ بھی آئے گا۔ لہٰذا جبرئیلؑ کا میدان کربلا میں وصی وخلیفہ رسول امام حسین علیہ السلام کے پاس آنا سُنی شیعہ دونوں فریقین کی کتب میں مرقوم ہے اور مشہور ہے حوالہ کی ضرورت نہیں (کوثر مبر یلوی عفی عنہ)

دینا۔ اور ان دو کپڑوں میں جو میں پہنے ہوں مجھے کفن کرنا۔ پاجامہ سفید مصری اور چادر یمنی میں مجھے کفن کرنا۔
اور کفن میرا بہت گراں نہ کرنا۔ اور مجھے اُٹھا کر نزدیک قبر رکھ دینا پہلے جو مجھ پر نماز پڑھے گا وہ خداوند جبار
ہے کہ عرش عظمت و جلال پر مجھ پر صلوات بھیجے گا۔ بعد ازاں جبرئیلؑ و میکائیلؑ و اسرافیلؑ ہمراہ لشکر ہائے ملائکہ
کہ ان کی گنتی بغیر پروردگار کوئی نہیں جانتا مجھ پر نماز پڑھیں گے۔ بعد ان کے وہ ملائکہ نماز پڑھیں گے جو عرش
الٰہی کو احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ ان کے بعد ساکنانِ ہر آسمان ایک دوسرے کے بعد مجھ پر نماز پڑھیں گے۔
اس کے بعد جمیع اہل بیت میرے اور بیبیاں میری بحسب مراتب اشارہ اور سلام مجھ پر کریں گے۔ جو حق
اور اشارہ سلام کرنے کا ہے۔ اور آزار یعد لئے نالہ و فغاں نہ ہو بجائیں۔ پھر حکم فرمایا۔ اے بلالؓ لوگوں کو
میری مسجد میں جمع کر۔ جب لوگ جمع ہوئے۔ حضرت باہر تشریف لائے۔ عمامہ سر مبارک پر اور کمان پر تکیہ
کئے یہاں تک کہ منبر پر گئے۔ اور حمد و ثنائے الٰہی بجا لائے۔ اور فرمایا۔ اے گروہ اصحاب میں تمہارے لئے
کیسا پیغمبر تھا۔ آیا میں نے تمہارے واسطے جہاد نہیں کیا۔ آیا میرے آگے کے دانتوں کو تم نے نہیں توڑا۔ آیا
میری پیشانی کو خاک آلود تم نے نہیں کیا۔ آیا خون میرے منہ پر تم نے نہیں بہایا۔ یہاں تک کہ میری
داڑھی رنگین ہو گئی۔ آیا میں متحمل شدتوں اور سختیوں کا اپنی قوم کے نادانوں کے ہاتھوں نہیں ہوا۔ آیا
بھوک سے پتھر میں نے اپنی امت کی رعایت کے لئے پیٹ پر نہیں باندھا۔ اصحاب نے کہا۔ ہاں یا رسول اللہ
تحقیق آپ صبر کرنے والے واسطے خدا کے اور منع کرنے والے برائیوں کے تھے۔ حق تعالیٰ آپ کو
ہم سب کی طرف سے جزائے خیر دے۔ حضرت نے فرمایا۔ خدا تم کو بھی جزائے خیر دے۔ پھر حضرت نے

بیان قصاص حضرت رسولؐ ۔ فرمایا۔ حق تعالیٰ نے حکم کیا ہے اور میں نے قسم کھائی ہے۔
کہ اس سے ظلم کسی ستمگار کا نہ چل سکے گا۔ لہٰذا میں تم کو قسم دیتا ہوں۔ کہ جس کسی پر محمدؐ سے مظلمہ ہوا ہو۔
البتہ اُٹھ کھڑا ہو اور مجھ سے قصاص لے لے کہ قصاص دنیا میرے نزدیک قصاص عقبیٰ سے سامنے گروہ
ملائکہ اور انبیاء کے بہتر اور محبوب تر ہے۔ یہ سُن کر ایک شخص سب سے پیچھے سے اُٹھا۔ کہ اس کا سوادا بن قیس
نام تھا۔ اور کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ یا رسول اللہ جب آپ طائف سے آئے تھے۔
میں آپ کے استقبال کو آیا۔ اور آپ ناقہ عضبا پر سوار تھے۔ اور عصائے ممشوق آپ کے ہاتھ میں تھا۔
جب آپ نے عصا کو بلند کیا۔ کہ اس کو اونٹ پر ماریں۔ وہ میرے پیٹ پر لگا۔ نہیں معلوم آپ نے عمداً
مارا یا سہواً۔ حضرت نے فرمایا۔ معاذ اللہ اگر میں نے عمداً ایسا کیا ہو۔ پس فرمایا۔ اے بلالؓ فاطمہؑ کے گھر
جا اور وہی عصا لے آ۔ جب بلالؓ مسجد سے باہر آئے۔ بازار مدینہ میں منادی کی اے گروہ مردم کون ہے قبل روز
قیامت اپنے نفس کو قصاص فرمائے۔ اس وقت رسول خدا قبل قیامت اپنا قصاص چاہتے ہیں اور جب

دروازہ سیّدہ پر پہونچے۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ اور کہا۔ اے جناب فاطمہؑ حضرت اپنا عصائے ممشوق طلب فرماتے ہیں۔ جناب سیّدہ نے کہا۔ اے بلالؓ آج عصا کا کام نہیں۔ کیوں حضرت طلب فرماتے ہیں بلالؓ نے کہا۔ اے فاطمہؑ مگر آپ نہیں جانتی کہ آپ کے پدر بزرگوار منبر پر تشریف رکھتے اور تمام لوگوں کو وداع فرمارہے ہیں۔ جب جناب سیّدہ نے کلام سُنا۔ فریاد کی۔ اور کہا۔ افسوس غم واندوہ حسرت میرے دل فگار کی۔ اے پدر بزرگوار آپ کے غم واندوہ پر ہو۔ بعد آپ کے اے حبیب خداؐ و محبوب قلوب فقرا فقیروں اور بیچاروں اور غریبوں اور محتاجوں کی کون خبر لے گا۔ اور یہ لوگ کس سے پناہ مانگیں گے۔ پس بلالؓ نے عصا لیا اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب عصا حضرت کو دیا۔ حضرت نے فرمایا۔ وہ پیر مرد کہاں گیا۔ اس نے کہا۔ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان میں حاضر ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ مجھ سے قصاص لے کر تو رضامند ہو جائے۔ اس مرد نے کہا۔ یا حضرت اپنا شکم کھولیئے۔ جب حضرت نے شکم مبارک کھولا۔ اس مرد نے کہا۔ یا حضرت میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اجازت دیجئے کہ میں اپنا مُنہ آپ کے شکم مبارک پر رکھوں۔ جب اجازت پائی۔ اس مرد نے شکم مکرم سیّد عالم کو بوسہ دیا۔ اور کہا میں آتش جہنم سے بروز قیامت پناہ مانگتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے سوادہ آیا قصاص کرتا ہے یا عفو کرتا ہے۔ سوادہ نے کہا۔ بلکہ عفو کرتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا خداوندا جس طرح سوادہ نے تیرے پیغمبر کو عفو کیا۔ تو بھی سوادہ سے عفو کر۔ یہ فرماکر حضرت منبر سے اترے اور ام سلمہؓ کے گھر تشریف لے گئے اور فرماتے تھے۔ خداوندا میری امت کو آتش جہنم سے محفوظ رکھنا۔ اور ان پر حساب روز جزا آسان کرنا۔ ام سلمہؓ نے کہا۔ یا حضرت کس لئے آپ کو غمگین اور آپ کا رنگ مبارک متغیر پاتی ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ جبرئیلؑ نے اس وقت مجھے خبر مرگ پہنچائی۔ پس تم پر سلام ہو دُنیا میں کہ بعد اس دن کے پھر آواز محمدؐ کی نہ سنو گی۔ ام سلمہؓ نے جب یہ خبر وحشت اثر حضرت سے سُنی چلائیں اور کہا۔ واحسرتا۔ آپ پر البا غم واندوہ مجھے ہوا۔ کہ جس کی ندامت وحسرت کا تدارک نہیں کر سکتی۔ پس حضرت نے صدائے غم زادئے دختر نیک اختر سُنی چشمہائے مبارک کھولیں۔ اور فرمایا۔ اے دختر گرامی۔ بہت جلد میں تجھ سے مفارقت کرتا۔ اور تجھے وداع کرتا ہوں۔ اے دختر تجھ پر سلام ہو۔ جب جناب سیّدہ نے یہ خبر وحشت اثر سیّد بشر سے سُنی آہ سرد دل پر درد سے کھینچا۔

ملاقات حضرت رسولؐ در حشر ۔ اور کہا۔ اے پدر بزرگوار بروز قیامت کہاں ملاقات آپ سے کروں۔ حضرت نے فرمایا۔ میں جہاں حساب خلائق ہوگا ملوں گا۔ جناب سیّدہ نے کہا۔ اگر آپ کو وہاں نہ پاؤں تو کہاں ڈھونڈوں۔ حضرت نے فرمایا۔ مقام محمود میں کہ حق تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ کہ وہاں گنہگاران امت کی شفاعت کروں گا۔ جناب سیّدہ نے عرض کی۔ اگر وہاں سے نہ پاؤں تو کیا کروں۔

حضرت نے فرمایا۔ نزدیک صراط تلاش کرنا۔ جس وقت کہ امت میری صراط سے گذرتی ہو۔ اور میں وہاں کھڑا ہوں۔ اور جبرئیلؑ میرے دائیں جانب اور میکائیلؑ بائیں طرف اور جمیع ملائکہ حق تعالیٰ میرے پس و پیش کھڑے ہوں۔ اور سب کے سب درگاہ قاضی الحاجات میں دعا کریں کہ پروردگار سلامت سے امتِ محمدؐ کو صراط سے اُتار دے۔ اور ان پر حساب کو آسان کر دے۔ پس جناب فاطمہؑ نے پوچھا۔ میری ماں خدیجہ کبریٰ کہاں ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ ایک قصر میں ہیں۔ چار دروازے اس قصر کے بہشت کی طرف کھلے ہیں۔ یہ فرما کر حضرت بے ہوش ہو گئے۔ اور متوجہ عالم قدس ہوئے۔ اور جب بلالؓ نے آواز نماز دی اور کہا۔ الصلوٰۃ یرحمک اللہ۔ حضرت ہوش میں آئے اور مسجد میں تشریف لا کر نماز سبک ادا فرمائی۔ اور جب فارغ ہوئے اسامہؓ بن زید اور جناب امیرؑ کو بلایا۔ اور کہا مجھے فاطمہؑ کے گھر لے چلو۔ جب جناب سیدہ کے گھر تشریف لائے۔ اپنا سر مبارک سیدہ کی گود میں دیا۔ امام حسنؑ اور امام حسینؑ اپنے نانا کا یہ حال دیکھ کر بیتاب ہو گئے اور رونے لگے اور کہتے تھے۔ ہماری جانیں آپ کی جان پر فدا ہوں اور ہمارے مُنہ آپ کے مُنہ پر فدا ہوں۔ حضرت نے پوچھا۔ یہ کون ہیں۔ جناب امیرؑ نے عرض کی۔ یہ آپ کے فرزندان گرامی حسنؑ و حسینؑ ہیں۔ حضرت نے قریب بُلایا۔ اور ہاتھ ان کی گردن میں ڈال کر اپنے سینے سے لگا لیا۔ جب جناب حسنؑ بہت روتے تھے۔ حضرت فرماتے تھے حسنؑ اس قدر نہ رو۔ اور ٹھہر جا۔ کہ تیرا رونا مجھے سخت ناگوار اور باعث آزار دلفگار ہے۔ ناگاہ ملک الموت حاضر ہوئے اور کہا۔ السلام علیک یا رسول اللہ۔ حضرت نے فرمایا۔ وعلیک السلام اے ملک الموت۔ میری تم سے ایک حاجت ہے۔ ملک الموت نے کہا۔ یا رسول اللہ آپ کی کیا حاجت ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ میری روح جب تک جبرئیلؑ نہ آئیں۔ اور مجھے سلام نہ کر لیں اور میں ان کو سلام نہ کر لوں اور وداع نہ کر لوں قبض نہ کرنا۔ پس ملک الموت باہر چلے گئے اور کہتے تھے یا محمدؐ آہ اتنے میں جبرئیلؑ ہوا سے ملک الموت کے پاس آئے۔ اور پوچھا۔ اے ملک الموت قبض روح محمدؐ کر چکے۔ ملک الموت نے کہا۔ نہیں اے جبرائیلؑ حضرت رسولؐ نے مجھ سے سوال کیا۔ کہ جب تک جبرئیلؑ سے ملاقات نہ کر لوں۔ اور ان کو وداع نہ کر لوں میری روح قبض نہ کرنا۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ اے ملک الموت نہیں دیکھتے کہ حوران بہشتی نے روح حضرت محمدؐ کی تشریف آوری میں اپنا بناؤ سنگار کیا ہے۔ پس جبرئیلؑ قریب حضرت کے آئے۔ اور کہا۔ السلام علیک یا ابا القاسمؐ۔ حضرت نے فرمایا۔ وعلیک السلام یا جبرئیلؑ۔ اے جبرئیلؑ ایسی حالت میں مجھے تم تنہا چھوڑ دیتے ہو۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ یا حضرت آپ کو رحلت فرمانا چاہیئے اور سب کو مرگ درپیش ہے اور ہر نفس ذائقہ مرگ چکھنے والا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے جبرئیلؑ اے میرے حبیب میرے پاس آؤ۔ جبرئیلؑ قریب آئے۔ اور ملک الموت بھی آئے۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ اے ملک الموت در بارہ قبض روح محمدؐ وصیت حق تعالیٰ یاد رکھنا۔ پس

جبرئیلؑ داہنی طرف اور میکائیل بائیں جانب اور ملک الموت سامنے کھڑے ہوئے اور مشغول قبض روح اطہر ہوئے۔
بیان رحلت حضرت رسولؐ - ابن عباس نے کہا - کہ حضرت اس روز مکرر فرماتے تھے - میرے حبیب کو بلاؤ۔
اور جس کو لوگ سامنے لاتے تھے - اس سے حضرت منہ پھیر لیتے تھے - جناب فاطمہؑ سے لوگوں نے کہا - ہمیں یقین ہے -
حضرت علی ابن ابی طالب کو بلاتے ہیں - جناب فاطمہؑ گئیں اور جناب امیرؑ کو بلا لائیں - جب نظر مبارک سید انبیاء
روئے منور سید اوصیاء پر پڑی - ہنسنے لگے اور مکرر فرمایا - اے علیؑ میرے پاس آؤ - یہاں تک کہ ہاتھ جناب امیرؑ
کا پکڑ کر اپنے سرہانے بٹھایا - اور بیہوش ہو گئے - اتنے میں حسنؑ اور حسینؑ تشریف لائے اور جب ان کی نظر
اپنے نانا کے جمال بے مثال پر پڑی اور حضرت کا وہ حال دیکھا - فریاد واجداہ وا محمداہ کر کے روتے ہوئے
سینۂ حضرت پر گر پڑے - جناب امیرؑ اٹھے کہ ان کو اٹھائیں - حضرت ہوش میں آئے - اور کہا - اے علیؑ ان کو رہنے
دو - کہ میں ان دونوں اپنے باغ کے پھولوں کو سونگھوں اور یہ میرے گل رخسار کو سونگھیں اور میں ان کو
وداع کر دوں - اور یہ مجھے وداع کریں - یہ دونوں بعد میرے مظلوم ہوں گے - تیغ ظلم و ستم زہر سے مارے جائینگے۔
پس تین مرتبہ فرمایا - خدا کی لعنت ان پر ہو - جو ان پر ظلم کرے - پھر ہاتھ جناب امیرؑ کا تھام کر لحاف کے اندر لے
لیا - اور اپنا منہ ان کے منہ کے اوپر اور دوسری روایت میں اپنا منہ جناب امیرؑ کے کان کے اوپر رکھا - اور بہت راز کہے -
اور اسرار الہی و علوم غیر متناہی بیان فرمائے - یہاں تک کہ روح مقدس حضرت نے جانب آشیان عرش رحمت پروردگار
بیان رحلت حضرت رسولؐ - پرواز فرمائی - جناب امیرؑ لحاف بشیر و نذیر سے باہر تشریف لائے اور کہا
حق تعالی تمہارے اجر کو تمہارے پیغمبر کی مصیبت میں عظیم کرے - واضح ہو کہ خداوند عالمیان روح برگزیدہ پیغمبر
آخر الزمان کو اپنی طرف لے گیا - یہ سن کر صدائے خروش و شیون اہل بیت رسالت سے بلند ہوئی - اور کچھ لوگ
مومنین سے جو غصب خلافت میں مشغول نہ ہوئے - تعزیت اور مصیبت اہل بیت میں شریک ہوئے - ابن عباس
نے کہا - کہ جناب امیرؑ سے پوچھا - وہ راز جو حضرت نے آپ سے لحاف کے اندر کہا تھا - جناب امیرؑ نے فرمایا -
ہزار باب علم مجھے تعلیم فرمائے کہ ہر باب سے اور ہزار باب کھل گئے - ابن بابویہؒ نے بسند معتبر روایت
کی ہے کہ جناب امیرؑ نے فرمایا - بعد حضرت رسولؐ پہلی بلا اور امتحان جو مجھ پر وارد ہوا یہ تھا - کہ میرا بغیر حضرت
مسلمانوں میں کوئی مونس و مددگار نہ تھا - کہ میں اس پر اعتماد کرتا - اور امید نصرت اس سے رکھتا - حضرت نے
مجھے بچپن میں تربیت کی - اور جب میں بڑا ہوا - اپنی پناہ میں رکھا - یتیمی سے نکالا - میرے اور میرے عیال
کے خرچ کی کفالت فرمائی - مجھے ہر حاجت سے بے نیاز کیا - حضرت کی برکت سے محتاج نہ ہوا - اور اسی طرح
چند نعمتہائے دنیا حضرت کی برکت سے مہیا تھیں - اور یہ سب باوجود زیادتی اس شفقت اور مرحمت کے سامنے
کم تھیں کہ مجھے درجات عالیہ اور کمالات نامتناہیہ پر فائز کیا - اور علوم ربانی سے ممتاز فرمایا - اور راہ نمائی مراتب قرب وصال

دو اصل ملک متعال سے فرمائی۔ افعال و اقوال و آداب حسنہ سے آراستہ فرمایا۔ پس وفات حضرت سرور کائنات
سے ایسے چند اندوہ والم مجھ پر نازل ہوئے کہ مجھے گمان ہے اگر مصیبتوں کو پہاڑوں پر ڈالوں تو وہ تاب وتحمل نہ
لاسکیں۔ اس مصیبت میں۔ میں نے لوگوں کو مختلف پایا۔ بعضوں کا رونا پیٹنا اس درجہ تھا۔ کہ مطلق ضبط نہ
کر سکتے تھے اور قوتِ تحمل اس مصیبت عظیم پر نہ تھی۔ شدت غم و اندوہ نے صبر ان سے دور کر دیا تھا۔ اور ان کی
عقل کو پریشان کر دیا تھا۔ سمجھنے سمجھانے اور کہنے سننے والوں کے درمیان ان کی جزع اور مصیبت حائل تھی یہ
حال اہلِ بیت و خویشان حضرت اور فرزندان عبداللہ کا تھا۔ اور تمام لوگوں کی یہ کیفیت تھی۔ کہ بعضے ماتم پرسا
دیتے تھے اور کہتے تھے۔ اس کوہ مصیبت و اندوہ عظیم میں جو دفعتًہ مجھ پر ٹوٹ پڑا۔ میں نے صبر و شکیبائی و
خاموشی اختیار کی۔ اور جو کچھ حضرت نے غسل وکفن وحنوط و نماز و دفن کرنے اور کتاب جمع کرنے میں مجھے وصیت
فرمائی تھی۔ اس میں مشغول ہوا۔ اور مجھے بجا آوری امور ضروری میں کہ حضرت کی جانب سے مامور تھا۔ گریہ بیتابانہ
اور آہ و نالہ سوزش سینہ اور مصیبت دردناک مانع ہوئی۔ یہاں تک کہ جو حق تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر لازم تھا۔
سب میں نے ادا کیا۔ اور از روئے صبر و شکیبائی و امیدواری رحمت نامتناہی الٰہی ان درد اور مصیبتوں کو
میں نے بھلا دیا۔ یہاں تک کہ تمام احکام خدا اور رسولؐ سے فارغ ہوا۔ ابن شہر آشوب نے ابن عباس سے
روایت کی ہے۔ کہ جب حضور ایک روز شدت مرض میں بے ہوش ہو گئے۔ ناگاہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔
اذن ملک الموت در خانۂ رسولؐ ۔ جناب سیدہ نے فرمایا۔ کون ہے جو دروازہ کھٹکھٹاتا ہے۔ اس
نے کہا۔ میں ایک غریب مرد ہوں اور حضرت رسولؐ سے ایک سوال کرنے آیا ہوں۔ اجازت ہے کہ گھر میں داخل
ہوں۔ جناب سیدہ نے کہا۔ اپنے کام کو جا۔ خدا تجھ پر رحمت نازل کرے۔ کیونکہ حضرت اپنے مرض میں ہیں تجھ سے
بات نہ کر سکیں گے۔ یہ سن کر وہ شخص چلا گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر کے بعد آیا۔ اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ اور کہا۔
ایک غریب رخصت چاہتا ہے کہ حضرت رسولؐ کے پاس آئے۔ آیا غریبوں کو رخصت دیتے ہو۔ اس
وقت حضرت رسولؐ ہوش میں آئے۔ اور آنکھیں کھول کر فرمایا اے فاطمہؑ تم جانتی ہو یہ کون ہے۔ جناب
سیّدہ نے کہا۔ اے پدر بزرگوار میں نہیں جانتی۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ جماعت کا پراگندہ کرنے والا۔ اور لذتوں
کا برطرف کرنے والا۔ اے فاطمہؑ یہ ملک الموت ہے۔ مجھ سے پہلے کسی سے گھر میں آنے کی اجازت اس نے
نہیں لی۔ اور نہ بعد میرے کسی سے اجازت طلب کرے گا۔ مجھے جو کرامت اپنے پروردگار کے نزدیک
ہے۔ اس سبب سے اجازت چاہتا ہے۔ اے فاطمہؑ اجازت دو کہ آئیں۔ جناب سیّدہ نے فرمایا۔ خدا رحمت
کرے گھر میں داخل ہو۔ پس مثل نسیم تند ملک الموت داخل ہوئے اور اہل بیت رسالت پر سلام کیا اور کہا۔
بیان اذن ملک الموت۔ السلام علیٰ اہل بیت رسول اللہ۔ حضرت نے جناب امیرؑ کو

وصیت فرمائی۔ کہ جور وجفا وظلم وستم اشقیا سے صبر کرنا اور فاطمہؑ کی حفاظت کرنا۔ اور قرآن کو جمع کرنا۔ میرے قرض کو ادا کرنا۔ اور مجھے غسل دینا اور میری قبر کے گرد دیوار بنانا۔ اور حسنؑ وحسینؑ کی حفاظت کرنا۔ کشف الغمہ میں روایت ہے کہ وقت وفات حضرت ایک شخص نے اجازت چاہی کہ حاضر خدمت ہو۔ جناب امیرؑ باہر تشریف لائے - اور فرمایا۔ کیا کام ہے۔ اُس شخص نے کہا۔ میں حضرت سے ملاقات کرنے آیا ہوں۔ جناب امیرؑ حضرت رسولؐ کی خدمت میں آئے۔ اور اس شخص کے لئے اجازت طلب کی۔ حضرت نے فرمایا۔ کہو آئیں۔ جب وہ شخص حضرت کے سرہانے بیٹھا۔ اور کہا۔ اے پیغمبر خدا میں حق تعالیٰ کی طرف سے برسالت آپکے پاس آیا ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ تم کون ہو۔ اُس شخص نے کہا۔ میں ملک الموت ہوں حق تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ اور اختیار دیا ہے۔ خواہ آپ دُنیا میں تشریف رکھیں یا لقائے پروردگار قبول فرمائیں۔ حضرت نے فرمایا - مجھے جبرئیلؑ کے آنے تک مہلت دو۔ کہ ان سے مشورہ کرلوں۔ جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا رسول اللہ آپ کے لئے دنیا سے آخرت بہتر ہے۔ اور حق تعالیٰ آخرت میں ایسے قرب وکرامت ومنزلت کے درجے اور شفاعت کے قبول فرمائے گا۔ آپ بہت خوش ہوں گے۔ اور لقائے دنیا سے لقائے پروردگار بہتر وبرتر ہے۔ یہ سُن کر حضرت نے ملک الموت سے کہا۔ جس پر تم خدا کی طرف سے مامور ومقرر ہو۔ اس کام کو بجالاؤ۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ اے ملک الموت جلدی نہ کرو۔ میں اپنے پروردگار کے پاس ہو آؤں۔ ملک الموت نے کہا۔ اے جبرئیلؑ روح مقدس وہاں تک پہنچی کہ تاخیر کرنا جائز نہیں۔ یہ سُن کر جبرئیلؑ نے کہا۔ یہ زمین پر میرا آنا آخری تھا۔ اور اب زمین پر آنے کی مجھے کوئی حاجت نہیں۔ ایضاً ثعلبی نے روایت کی ہے کہ جس وقت مرض رسولؐ پر سنگین ہوا۔ اس وقت ابوبکر آئے اور کہا۔ یا حضرت آپ کس وقت انتقال کریں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ میری اجل حاضر ہے۔ ابوبکر نے کہا۔ آپ کی بازگشت کہاں ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ جانب سدرۃ المنتہیٰ وجنت الماویٰ ورفیق اعلیٰ وعیش گوارا وجو عیائے شراب قرب حق تعالیٰ۔ ابوبکر نے کہا۔ آپ کو غسل کون دے۔ حضرت نے فرمایا۔ جو میرے اہل بیت سے **وصیّت غسل وکفن** مجھ سے قریب ہوگا۔ ابوبکر نے پوچھا کس چیز میں آپ کو کفن کریں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ ان ہی کپڑوں میں جو میں نے پہن رکھے ہیں۔ یا جامہائے یمنی ومصری میں۔ ابوبکر نے پوچھا۔ کس طرح آپ پر نماز پڑھیں۔ اس وقت شور وغلغلہ جوش وخروش آواز مردم بلند ہوا۔ اور در و دیوار کانپنے لگے۔ حضرت نے اہل بیت سے فرمایا۔ صبر کرو۔ خدا تم لوگوں سے عفو کرے۔ جب مجھے غسل دینا۔ اور کفن اس وقت مجھے قبر کے نزدیک ایک تختہ پر رکھنا اور ایک ساعت علیحدہ ہو جانا۔ اور مجھے تنہا چھوڑ دینا۔ کہ پہلے جو سب سے مجھ پر نماز پڑھیگا۔ وہ خداوند عالمیان ہے۔ پھر ملائکہ کو اجازت دے گا۔ وہ مجھ پر نماز پڑھیں گے۔ اور سب سے پہلے جبرئیلؑ نازل ہوں گے۔ بعد ان کے اسرافیلؑ ان کے بعد میکائیلؑ ان کے بعد ملک الموت اور ان کے بعد تمام لشکرہائے ملائکہ آئینگے۔

اور مجھ پر نماز پڑھیں گے۔ اس وقت تم لوگ فوج فوج اس گھر میں آنا اور مجھ پر صلوٰت بھیجنا اور سلام کرنا اور مجھے آزار نہ دینا۔ اور لازم ہے کہ سب سے پہلے آدمیوں سے وہ مجھ پر نماز پڑھے گا۔ جو میرے اہل بیت سے مجھ سے قریب ہوگا۔ بعد اس کے عورتیں اور لڑکے میرے اہل بیت سے ان کے بعد اور لوگ نماز پڑھیں۔ ابوبکر نے کہا۔ آپ کو قبر میں کون اُتارے گا۔ حضرت نے فرمایا۔ جو شخص میرے اہل بیت میں سے مجھ سے بہت قریب ہوگا۔ ہمراہ چند ملک مجھے قبر میں اُتاریگا۔ ان فرشتوں کو تم نہ دیکھو گے۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا۔ اُٹھ جاؤ اور جو کچھ میں نے بیان کیا ہے اس سے اور لوگوں کو مطلع کرو۔ ایضاً۔ جناب امیرؑ سے روایت کی ہے کہ آخری بیماری میں جبرئیلؑ ہر روز اور ہر شب نازل ہوتے تھے۔ اور کہتے تھے السلام علیک یارسول اللہ۔ پروردگار نے آپ کو سلام کہا۔ اور فرمایا ہے آپ کا کیا حال ہے باوجودیکہ وہ آپکا حال آپ سے بہتر جانتا ہے لیکن چاہتا ہے کہ آپ کے شرف وکرامت کو زیادہ کرے جس طرح آپ کو جمیع خلق پر فضیلت دی۔ اور چاہتا ہے کہ عیادت بیماروں کی آپ کی امت میں سنت ہو جائے اگر حضرت کے درد ہوتا تو فرماتے درد ہے جبرئیلؑ کہتے یا حضرت کوئی شخص حق تعالیٰ کے نزدیک گرامی تر آپ سے نہیں۔ آپ کو اس لئے درد دیا ہے۔ کہ آپ کی صدائے دعا کا سُننا اچھا معلوم ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ آپ کے درجے بہشت میں بلند فرمائے۔ اور اگر حضرت فرماتے میں راحت میں ہوں۔ جبرئیلؑ کہتے۔ عافیت پر خدا کی حمد کیجئے کہ خدا تعالیٰ حمد کرنے والوں کے حمد کو دوست رکھتا ہے اور اپنی نعمت کو ان پر زیادہ کرتا ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ جس وقت جبرئیلؑ نازل ہوتے اور ان کے آنے کے آثار ہم پر ظاہر ہوتے۔ سب لوگ سوائے میرے گھر سے باہر چلے جاتے۔ آخر مرتبہ جبرئیلؑ نے حضرت سے کہا۔ یا محمدؐ پروردگار سلام فرماتا ہے اور آپ کا حال پوچھتا ہے باوجودیکہ وہ بہتر جانتا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ میں سفر آخرت پر آنے کو مہیا دیکھتا ہوں۔ اور آثار مرگ اپنے میں پاتا ہوں۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ یا محمدؐ بشارت ہو کہ بسبب اس حال کے جو آپ کا ہے۔ حق تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کے جس قدر درجات ہیں سب کو اختیار فرمایئے۔ باوجودیکہ آپ کے درجے کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے جبرئیلؑ ملک الموت نے اجازت گھر میں آنے کی چاہی۔ اور کئے مگر میں نے اُن سے مہلت تمہارے آنے تک کی مانگی ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ یا محمدؐ پروردگار آپ کا مشتاق ہے اور ملک الموت نے بغیر آپ کے کسی سے اجازت نہیں طلب کی۔ اور نہ طلب کرے گا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے جبرئیلؑ جب تک ملک الموت نہ آلیں تم نہ جانا۔ پس حضرت نے بیبیوں اور فرزندوں کو رخصت کیا۔ اور جناب فاطمہؑ سے کہا۔ اے دختر میرے پاس آ۔ جب آئیں حضرت نے کوئی راز کان میں کہا۔ جب سیدہ نے اوپر سر اٹھایا۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ حضرت نے دوسری دفعہ قریب بُلایا۔ اور گود میں لیا۔ اور کوئی راز کان میں کہا۔ جب جناب سیدہ نے سر اُٹھایا ہنسنے لگیں۔ زنان حضرت نے اس حال سے تعجب کیا۔ اور جناب سیدہ سے پوچھا۔ فرمایا پہلی مرتبہ خبر وفات اپنی مجھ سے بیان فرمائی اور اس سبب سے میں رونے لگی۔ دوسری مرتبہ فرمایا۔ اے دختر نہ

رد۔ میں نے پروردگار سے سوال کیا پہلے سب سے میرے اہل بیت سے جو میرے پاس آئے وہ تو ہو۔ اور
حق تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی ہے اور میرے بعد دنیا میں تو بہت نہ رہے گی۔ اس کے سننے سے خوش ہو گئی۔
پس حضرت نے حسنینؑ کو طلب فرمایا۔ اور پیار کر کے رونے لگے۔ شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے۔ کہ
صدائے شیطان بعد وفات حضرت رسولؐ ۔ جب حضرت رسولؐ نے دنیا سے رحلت کی۔
ایک پردہ حضرت کے سامنے ڈال دیا۔ اور جناب امیر پردہ کے آگے بیٹھے تھے اور شدت اندوہ سے اپنے
دونوں ہاتھ روئے مبارک کے نیچے رکھے تھے اور جب ہوا چلتی تھی۔ پردہ روئے مبارک پر لگتا تھا اور اصحاب
دروازہ پر اور مسجد میں بھرے ہوئے تھے۔ اور صدا ہائے نالہ و زاری بلند تھی۔ روتے اور خاک اُڑاتے تھے، ناگاہ ایک
آواز حضرت کے گھر سے بلند ہوئی۔ کہ کہنے والے کو نہ دیکھتے تھے۔ وہ شخص کہتا تھا۔ تمہارا پیغمبر طاہر و مطاہر تھا۔ دفن
کر دو۔ اور غسل نہ دو۔ جب امیرؑ نے یہ آواز سُنی جانا۔ یہ آواز شیطان کی ہے۔ فتنہ انگیزی سے خائف ہو کر سر زانوئے اندوہ
سے اُٹھایا۔ اور فرمایا۔ اے دشمنِ خدا دور رہو۔ حضرت نے مجھے حکم دیا ہے ان کو غسل و کفن دوں اور دفن کروں اور یہ
سنت تا قیامت سب لوگوں کے لئے جاری رہے۔ بعد اس کے دوسری آواز آئی کہ علیؑ شرمگاہ وقت غسل اپنے
پیغمبر کی لوگوں سے چھپا دینا۔ اور اس کا پیراہن سے جدا نہ کرنا۔ شیخ مفیدؒ اور شیخ رضی الدین وغیرہ نے بسند ہائے معتبر ابن عباس
وغیرہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت رسولؐ نے دار فنا سے عالم بقا کی طرف رحلت فرمائی۔ جناب امیرؑ متوجہ غسل ہوئے۔ اور
عباس حاضر تھے۔ فضل بن عباس جناب امیرؑ کی مدد کرتے تھے۔ جب غسل سے فارغ ہوئے اور کفن پہنایا۔ جناب امیرؑ
نے مُنہ حضرت کا کھول کر کہا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ زندگی میں اور بعد مرنے کے کیسے طیّب و طاہر ہیں۔
وہ آپ کے مرنے سے منقطع ہوا۔ جو کسی پیغمبر کے مرنے سے منقطع نہ ہوا تھا۔ آپ کے بعد وحی آسمانی منقطع ہو گئی۔ آپ
کی مصیبت اس درجہ عظیم ہوئی۔ کہ اوروں کی مصیبت سے تسلّی دینے والی ہوئی۔ اور آپ کی محنت وفات
ایسی عام ہوئی۔ کہ آپ کی مصیبت میں جمیع خلق صاحب مصیبت ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا۔ کہ آپ نے مجھے صبر
کا حکم فرمایا ہے اور رونے سے منع کیا ہے۔ البتہ میں آپ کی مصیبت میں آنسو بہاتا اور آپ کے درد مصیبت کی
ہرگز دوا نہ کرتا۔ اور آپ کے جراحت مفارقت کو ہرگز سینہ سے باہر نہ کرتا۔ اور اس سب کی آپ کی مصیبت
میں کچھ حقیقت نہیں اور حسرت کا کوئی چارہ نہیں اور آپ کا حُزن مفارقت برطرف ہونے والا نہیں۔ میرے ماں
باپ آپ پر قربان۔ مجھے اپنے پروردگار کے سامنے یاد کرنا۔ اور مجھے اپنے دل سے بھلا نہ دینا۔ یہ کہکر حضرت
کے روئے اقدس پر گر پڑے اور روئے مبارک کے بوسے لئے اور آہ حسرت سینہ پر درد سے کھینچی۔ بعد اس کے کپڑا
حضرت کے مُنہ پر ڈال دیا۔ اور بصائر الدرجات میں منقول ہے کہ جس دن جناب امیرؑ نے حضرت کو غسل دیا حق تعالیٰ نے
بیان شرکت ملائکہ در تجہیز و تکفین حضرت رسولؐ و آئمہ طاہرین ۔ ان سے راز کہے۔

ایضاً بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت ہے کہ جب حضرت رسولؐ نے بعالم بقا رحلت فرمائی۔ جبرئیلؑ اور ملائکہ
اور روح کہ شب قدر میں حضرت پر نازل ہوئے تھے پس حق تعالیٰ نے جناب امیرؑ کی آنکھیں روشن کردیں کہان کو منتہائے
آسمان سے زمین تک دیکھتے تھے۔ اور یہ سب جناب امیرؑ کو غسل دینے اور نماز پڑھنے میں اعانت کرتے تھے اور قبر
کھودتے تھے۔ اور بخدا سوگند بجز ملائکہ اور کسی نے حضرت کی قبر نہیں کھودی۔ یہاں تک کہ جناب امیرؑ داخل
قبر ہوئے اور حضرت رسولؐ کو قبر میں اُتارا۔ پس حضرت رسولؐ فرشتوں سے کلام فرماتے اور حق تعالیٰ نے جناب
امیرؑ کے کانوں کو سُننے کا حکم فرمایا۔ کہ حضرت فرشتوں سے جناب امیرؑ کی سفارش فرماتے ہیں۔ یہ سن کر جناب امیرؑ
رونے لگے اور سُنا کہ ملائکہ حضرت سے کہتے ہیں۔ ہم علیؑ کی خدمت و نصرت و اعانت و خیر خواہی میں کمی نہ کریں گے۔
اور وہ ہمارے صاحب۔ امام اور پیشوا ہیں اور ہم ہمیشہ ان کے پاس آئیں گے۔ ولیکن وہ بغیر آج کے ہم کو نہ دیکھیں گے۔
مگر آوازیں ہماری سُنیں گے۔ اور جب جناب امیرؑ نے فرمایا۔ جبرئیلؑ اور ملائکہ اور روح۔ جناب امام حسنؑ اور امام حسینؑ
پر نازل ہوئے اور دونوں صاحبوں نے فرشتوں کو دیکھا۔ اور جو کچھ وفات حضرت سرور کائنات میں واقع ہوا
اور جناب پیغمبر خدا کو دیکھا۔ کہ ہمراہ ملائکہ دفن و کفن جناب امیرؑ میں مدد و اعانت فرماتے ہیں۔ اور جب امام حسنؑ نے
رحلت فرمائی۔ امام حسینؑ نے جبرئیلؑ و ملائکہ اور روح اور رسول خداؐ۔ امیرالمومنین کو دیکھا کہ نازل ہوئے اور غسل و
کفن و دفن میں شریک ہوئے اور جب امام حسینؑ شہید ہوئے امام زین العابدینؑ نے جبرئیلؑ و ملائکہ و روح اور حضرت
رسولؐ۔ جناب امیرؑ۔ جناب حسنؑ کو دیکھا۔ کہ تشریف لائے ہیں اور جمیع امور میں جناب عابدؑ کی نصرت و مددگاری فرمائی۔
اور جب امام زین العابدینؑ نے وفات فرمائی۔ امام محمد باقرؑ نے جناب رسول خداؐ۔ جناب امیرؑ۔ امام حسنؑ۔ امام حسینؑ کو دیکھا کہ
میری مدد و نصرت ہے جبرئیلؑ و ملائکہ اور روح فرماتے ہیں۔ اور جب امام محمد باقرؑ نے انتقال کیا جناب صادقؑ فرماتے ہیں۔
میں نے دیکھا کہ حضرت رسول خداؐ۔ جناب امیرؑ۔ امام حسنؑ۔ امام حسینؑ اور امام زین العابدینؑ اور ملائکہ و روح غسل و کفن
و دفن اور نماز و جمیع امور میں میری مدد و نصرت اور اعانت کرتے تھے۔ اور یہ حکم آخر امام تک جاری اور باقی ہے۔
مولف فرماتے ہیں شاید ان حدیثوں سے مراد یہ ہو جن میں گذرا ہے کہ جبرئیلؑ نے کہا۔ میں اب زمین پر نازل نہ ہوں گا یہ ہو۔ کہ
وحی لیکر نہ آؤں گا۔ تاکہ ان احادیث کے خلاف نہ ہو۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ بعد حضرت رسولؐ کے زمین پر آئے نہ ہوں۔
اور بالائے ہوا یہ سب کام کرتے ہوں۔ شیخ طوسیؒ اور کلینیؒ وغیرہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ کو تین کپڑوں
میں کفن دیا۔ ایک چادر حریری سُرخ اور دو جامۂ سفید سحارہ میں سے ایضاً بسند حسنؑ جناب صادقؑ سے روایت کی ہے
بیان نماز جنازہ حضرت رسولؐ ۔ کہ عباس جناب امیرؑ کی خدمت میں آئے اور کہا۔ لوگوں نے اتفاق کیا
ہے۔ کہ حضرت کو بقیع میں دفن کریں اور ابوبکر آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھائے۔ جناب امیرؑ نے جب منافقوں کا فساد جانا
گھر سے باہر گئے اور فرمایا۔ ایھا الناس رسول خداؐ۔ امام و پیشوا ہمارے حیات اور ممات میں ہیں۔ اور حضرت نے خود فرمایا

ہے میں وہاں دفن ہونگا۔ جہاں میری روح قبض کی جائے۔ اس وقت اس وجہ سے یہ لوگ اپنا کام نکال چکے
تھے۔ اس امر میں ہارج اور مانع نہ ہوئے اور کہا۔ جو بہتر جانو وہ کرو جناب امیرؑ دروازے کے آگے کھڑے ہوئے۔
اور حضرت کی نماز پڑھی۔ اور اس کے بعد اصحاب کو اجازت دی۔ دس دس نفر داخل ہوتے اور گرد جنازہ کے
کھڑے ہوتے تھے اور جناب امیر اُن کے بیچ میں کھڑے ہو کر یہ آیت پڑھتے تھے۔ ان اللہ وملائکتہٗ یصلون
علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ؕ اور یہ لوگ بھی یہی آیت پڑھتے تھے اور
درود حضرت پر بھیجتے اور باہر جاتے تھے یہاں تک کہ جمیع اہل مدینہ و اطراف مدینہ نے درود بھیجا اور طبرسیؒ نے
امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ دس دس آدمی جاتے اور بغیر امام نماز پڑھتے تھے بروز شنبہ اور شب سہ شنبہ سے صبح
تک اور صبح سہ شنبہ سے شام تک یہاں تک کہ جمیع خرد و بزرگ و مرد و زن مدینہ و اطراف مدینہ سب نے اسی طرح حضرت
پر نماز پڑھی۔ اور کلینیؒ نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت رسولؐ نے انتقال کیا۔ جمیع ملائکہ۔
مہاجرین و انصار فوج فوج آئے اور نماز پڑھنے لگے۔ اب جناب امیرؑ نے فرمایا حضرت رسولؐ نے حالت صحت میں فرمایا۔
کہ آئیہ مذکورہ مجھ پر نماز پڑھنے کے بارہ میں بعد میری رحلت کے نازل ہوا۔ اور طبرسیؒ نے بسند معتبر آنحضرتؐ روایت کی
ہے کہ جب جناب امیرؑ نے حضرت کو غسل دیا۔ ایک کپڑا حضرت کے مُنہ کے اوپر ڈال دیا۔ اور گھر میں لٹا دیا۔ جو
گروہ آتا تھا۔ حضرت کے گرد کھڑا ہو کر درود بھیجتا تھا۔ اور نماز پڑھتا تھا۔ اور پھر باہر چلا جاتا تھا۔ اس کے بعد
دوسرا گروہ آتا تھا۔ جب سب نماز سے فارغ ہوئے۔ جناب امیرؑ داخل قبر آنحضرتؐ ہوئے اور فضل بن عباس
کو بھی قبر میں لے گئے۔ جب جناب امیرؑ نے حضرت کو ہاتھوں میں لیا۔ کہ قبر میں اُتاریں۔ ناگاہ ایک مرد انصاری نے
گروہ بنی خیلا سے جس کا نام اوس بن خولی تھا۔ اس نے گھر کے باہر سے دیکھ کر کہا۔ میں تم کو قسم دیتا ہوں ہمارے
حق کو قطع اور ہماری خدمت کو فراموش نہ کرو۔ اور ہم کو بھی اس شرف سے بہرہ اندوز کرو۔ یہ سُنکر جناب امیرؑ نے اسکو
بلایا۔ اور داخل قبر کیا۔ اور وہ شخص جنگ بدر میں حاضر ہوا تھا۔ راوی نے پوچھا۔ جنازہ حضرت کا کس جگہ رکھا تھا۔
جناب امیرؑ نے فرمایا۔ قبر کے پائنتی رکھا تھا۔ اور وہاں سے داخل قبر کیا۔ کتاب احتجاج اور کتاب سلیم بن قیس ہلالی
میں سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ جب جناب امیرؑ غسل و کفن حضرت سے فارغ ہوئے مجھے اور ابوذر۔ مقداد۔
اور فاطمہؑ و حسنینؑ کو گھر میں لے گئے اور آپ آگے کھڑے ہوئے اور ہم نے پیچھے صف باندھی اور حضرت پر نماز
پڑھی۔ عائشہ وہاں موجود تھی۔ مگر ہمارے نماز پڑھنے سے مطلع نہ ہوئی۔ اس وجہ سے کہ جبرئیلؑ اس کی آنکھیں ڈھانپتے
تھے۔ پس دس دس نفر کو داخل حجرہ فرماتے اور یہ لوگ درود بھیجتے اور باہر آتے یہاں تک کہ مہاجرین و انصار بھی فارغ
ہوگئے۔ اور نماز حضرت پر وہی تھی جو جناب امیرؑ نے بیان فرمائی اور کتاب کفایۃ الاثر میں بسند عمار بن یاسر سے
روایت ہے کہ جب وقت وفات حضرت ہوا۔ جناب امیرؑ کو بلایا۔ اور بہت راز ان سے فرمائے۔ پس فرمایا۔ تو میرا

وصی اور وارث میرا ہے اور حق تعالے نے تجھے علم و فہم عطا کیا ہے۔ جب میں دُنیا سے رحلت کرونگا۔ اس وقت کینہ ہائے دیرینہ جو ایک جماعت کے سینوں میں پنہاں ہے ظاہر کریں گے۔ اور تیرا حق غصب کریں گے۔ یہ سُن کر جناب سیدہ و حسنینؑ رونے لگے۔ حضرت رسولؐ نے فاطمہؑ سے فرمایا۔ اے بہترین زنان عالمیاں کیوں روتی ہے۔ جناب سیدہ نے عرض کی۔ اے پدر بزرگوار۔ میں ڈرتی ہوں کہ بعد آپ کے میرا حق غصب کریں اور میری حرمت کی رعایت نہ کریں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ بشارت ہو کہ پہلے سب سے جو میرے اہل بیت سے ملحق ہوگا وہ تو ہے گریہ نہ کر اور اندوہناک نہ ہو۔ تحقیق اے فاطمہؑ تو بہترین اہل بہشت ہے اور تیرا باپ بہترین پیغمبران ہے اور تیرا ابن عم پسر بہترین اوصیائے پیغمبران ہے اور دو فرزند تیرے بہترین جوانان اہل بہشت ہیں اور حق تعالیٰ اصلب حسینؑ سے نو فرزند ظاہر کرے گا۔ وہ سب مطہر اور معصوم ہونگے اور میری اولاد سے مہدی اسی امت کا مددگار ہوگا۔ بعد اس کے جناب امیرؑ سے خطاب فرمایا۔ اے علیؑ مجھے غسل و کفن بغیر تمہارے اور کوئی نہ دے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا حضرت آپ کے غسل دینے میں میری کون اعانت کریگا۔ حضرت نے فرمایا۔ جبرئیلؑ تمہاری اعانت کریں گے اور فضل بن عباسؓ تمہیں پانی دیں گے۔ اور فقہ الرضا میں مذکور ہے جب جناب امیرؑ حضرت کے غسل سے فارغ ہوئے۔ اپنی زبان سے جو کچھ گرد چشم رسول خدا تھا چاٹ لیا۔ اور کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ حیات اور وفات میں طیب و پاکیزہ ہیں۔ اور نہج البلاغہ میں ہے کہ بعد وفات جناب سیدہ حضرت امیرالمومنین نے جناب رسول خداؐ سے خطاب فرمایا۔ کہ یارسول اللہ مفارقت عظیم اور مصیبت دردناک آپ کی مجھے صبر فرمائے والی ہر مصیبت سے ہے اس لئے کہ میں نے ہاتھ اپنے سے آپ کو قبر میں اتارا اور آپ کی روح مقدس نے میری آغوش میں مفارقت کی۔ دوسرے خطبہ میں فرمایا۔ کہ جب روح مقدس کو قبض کیا۔ اس وقت سر مبارک حضرت کا میرے سینے پر تھا۔ اور جان حضرت کی میرے بیچ میں جاری ہوئی۔ اور حضرت کو میں نے اپنے مُنہ کی جانب اُٹھا لیا۔ اور آپ ہی متوجہ غسل حضرت ہوا۔ اور ملائکہ میرے معین و مددگار تھے۔ اس وقت وہ گھر اور اطراف خانہ صدائے ملائکہ سے بھرا ہوا تھا۔ ایک گروہ ملائکہ آسمان کے اوپر جاتا اور دوسرا نیچے آتا۔ اور میں ان کی آوازیں سُنتا تھا۔ کہ حضرت پر درود بھیجتے ہیں۔ یہاں تک کہ میں نے جسد مطہر کو مرقد منور میں پنہاں کیا۔ پس مجھ سے زیادہ کون حیات اور بعد وفات سزاوار ہے۔ کلینیؒ نے روایت کی بسند حسن جناب صادقؑ

بیان دفن رسولؐ ۔ سے کہ ابو طلحہ انصاری نے لحد حضرت رسولؐ کھودی۔ مولف فرماتے ہیں ہوسکتا ہے کہ بظاہر ایسا ہو لوگوں کی نظروں میں کہ ابو طلحہ کھودتا ہے۔ اور حقیقت میں ملائکہ کھودتے ہوں کہ منافات حدیث سابق نہ ہو۔ کلینیؒ نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ شقران آزادہ کردہ رسول خدا نے قبر حضرت میں اینٹیں دیں۔ بسند صحیح دیگر جناب صادق سے روایت ہے کہ جناب امیرؑ نے حضرت کی قبر میں اینٹیں دیں بسند معتبر حضرت

صادق سے روایت ہے کہ قبر حضرت پر سنگریزہ ہائے سرخ بچھائے کلینیؒ وحمیری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ جب میں انتقال کروں۔ تم مجھے اسی مکان میں دفن کرنا۔ اور میری قبر زمین سے چار انگشت اونچی کرنا اور اس پر پانی چھڑکنا شیخ طوسیؒ نے دوسری حدیث میں روایت کی ہے۔ کہ قبر شریف حضرت کو ایک بالشت زمین سے اونچا کیا۔ مؤلف فرماتے ہیں۔ کہ احادیث بخصوص بلندی چار انگشت بہت ہیں۔ اور احتمال ہے کہ باعتبار اختلاف کئی ہوں۔ اس لئے چار انگشت کشادہ قبر قریب ایک بالشت کے ہے۔ اور احتمال ہے کہ پہلے چار انگشت ہو اور بعد سنگریزے بچھانے ایک بالشت ہو گئی ہو۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ حدیث تقیہ پر محمول ہو۔ شیخ طوسیؒ نے روایت کی ہے۔ کہ ام سلمہؓ نے کہا جب حضرت نے بعالم بقا رحلت فرمائی۔ میں نے اپنا ہاتھ حضرت کے سینہ پر رکھا۔ پس کئی ہفتہ تک جب کھانا کھاتی یا وضو کرتی خوشبو مشک کی میرے ہاتھ سے آتی تھی۔ کلینیؒ نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے جس رات کو حضرت نے جانب ریاض جنت رحلت فرمائی۔ وہ رات اہل بیت پر تمام راتوں سے طولانی تھی اور ایک ایسی حالت ان پر طاری تھی یہ نہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ آسمان کے نیچے ہیں یا زمین پر اس لئے کہ حضرت نے واسطے رضائے خدا کے ہر نزدیک و دور سے دشمنی کی تھی۔ اور ان سے بہت لوگ قتل کئے تھے پس انتقام کافرین و منافقین سے اہل بیت ترساں تھے۔ حق تعالیٰ نے اس حالت میں ایک فرشتہ بھیجا۔ بروایت دیگر جبرئیلؑ کو بھیجا کہ دیکھتے نہ تھے۔ مگر آواز سنتے تھے کہ اس نے کہا۔ السلام علیکم یا اھل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ واضح ہو کہ خدا ہر مصیبت سے تسلی دینے والا اور ہر مہلکہ سے نجات دینے والا ہے۔ اور ہر چیز فوت شدہ کا تدارک کرنے والا ہے۔

پھر یہ آیت پڑھی کل نفسٍ ذائقۃ الموت وانما توفون اجورکم یوم القیمۃ فمن زحزح عن النار وادخل الجنۃ فقد فاز وما الحیوۃ الدنیا الامتاع الغرور حق تعالیٰ نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اور تمام لوگوں پر فضیلت دی ہے۔ گناہوں اور عیبوں سے پاک کیا ہے اور تم کو اپنے پیغمبر کا اہل بیت کیا ہے اور اپنا علم تمہارے سپرد کیا ہے اور اپنی کتاب تمہاری میراث میں دی ہے اور تم کو اپنا صندوق علم کہا ہے۔ اور تم کو اپنا عصائے عزت کیا ہے۔ اور تمہارے واسطے اپنے نور سے مثال دی ہے اور تم کو معصوم گردانا ہے اور لغزش فتنہ و فساد سے تم کو بے خوف کیا ہے۔ پس خدا کے لئے صبر کرو۔ حق تعالیٰ تم سے اپنی رحمت دور نہیں کرتا۔ اور اپنی نعمت تم سے زائل نہیں فرماتا۔ بخدا سوگند تم لوگ اہل خدا ہو تمہارے سبب سے اپنی نعمت کو خلق پر تمام کیا۔ اور پراگندہ کو مجتمع کیا۔ اور کلمات کو متفق کیا۔ اور تم خدا کے دوست ہو۔ جو کوئی تمہاری ولایت اختیار کرے وہ رستگار ہے اور جو کوئی تم پر ستم کرے اور تمہارا حق تم سے چھین لے وہ ہلاکت میں ہے۔ حق تعالیٰ نے تمہاری محبت کو اپنی کتاب میں مومنوں پر واجب کیا۔ اور خدا جس وقت چاہے تمہاری نصرت و

مددگاری پر قادر ہے۔ لہٰذا صبر کرو اور عاقبت بخیر کے منتظر رہو۔ کیونکہ بازگشت جمیع امور کی خدا کی طرف سے ہے۔
اور بتحقیق کہ پیغمبر خدا نے تم کو حق تعالیٰ کے سپرد کیا۔ اور حق تعالیٰ نے قبول کیا۔ اور تم کو زمین پر اپنے دوستوں اور
مومنوں کے سپرد کیا۔ جو شخص امانت ادائے الٰہی کرے اور تمہاری ولایت کو اپنے اوپر واجب جانے اور تمہاری
حرمت کی رعایت کرے۔ حق تعالیٰ اجر اُسے نیک اس کو قیامت میں دے گا۔ تم لوگ امانت خدا اور رسول ؐ ہو۔ اور
تمہاری محبت واجب اور اطاعت فرض ہے۔ اور حضرت دنیا سے نہیں گئے۔ جب تک کہ دین کو تمہارے
لئے کامل نہیں کیا اور تمہارے لئے راہ نجات کو واضح کیا۔ اور کسی جاہل کے لئے کوئی حجت باقی نہیں۔ اگر کوئی
نادان ہو یا اظہار نادانی کرے۔ یا کسی حق کا انکار کرے یا بھول جائے۔ یا اظہار فراموشی کرے۔ خدا پر اس کا
حساب ہے اور خدا تمہاری حاجتیں برلانے والا ہے اور تم کو میں خدا کے سپرد کرتا ہوں والسلام۔ راوی نے حضرت
سے پوچھا۔ یہ تعزیت کس طرف سے تھی۔ حضرت نے فرمایا یہ تعزیت خدا کی طرف سے تھی۔ اور احادیث معتبرہ میں وارد

بیان درزہر کتف گوسفند۔ ہے کہ حضرت رسول ؐ شہید دنیا سے گئے۔ چنانچہ صفار ؒ نے بسند معتبر حضرت

صادقؑ سے روایت کی ہے کہ بروز جنگ خیبر حضرت کو دست بزغالہ میں زہر دیا۔ اور جب حضرت نے لقمہ تناول
فرمایا۔ اس گوشت نے کہا۔ یا رسول اللہؐ مجھے زہر آلود کیا ہے۔ چنانچہ حضرت اپنے مرض موت میں فرماتے تھے۔
آج کے دن اس زہر نے جو میں نے خیبر کے دن کھایا۔ میری کمر کو شکستہ کیا ہے اور کوئی پیغمبر۔ وصی پیغمبر نہیں مگر یہ
کہ شہید دنیا سے جاتا ہے اور دوسری روایت میں فرمایا۔ کہ زن یہودیہ نے حضرت کو کتف گوسفند میں زہر دیا۔
اور جب حضرت نے اس سے کچھ تناول فرمایا۔ اس کتف نے کہا مجھے زہر آلود کیا ہے یہ سُن کر حضرت نے اُسے
پھینک دیا۔ اور ہمیشہ وہ زہر جسم مبارک میں اثر کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اسی زہر سے رحلت فرمائی۔ شیخ مفیدؒ
شیخ طوسیؒ و شیخ طبرسیؒ اور جمیع محدثین فریقین روایت کی ہے کہ جب حضرت نے دُنیا سے رحلت فرمائی۔
منافقین مہاجرین و انصار نے اہل بیت رسالت کو اسی حال پر چھوڑ دیا۔ اور ان کی تعزیت کو نہ آئے۔ اور
نہ متوجہ تجہیز و تکفین حضرت ہوئے۔ اسی وجہ سے ان میں سے اکثر کو نماز جنازہ حضرت میسر نہ ہوئی۔
جناب امیرؑ نے بریدہ کو ان کے پاس بھیجا کہ حضرت پر نماز پڑھنے حاضر ہوں۔ اور یہ نہ آئے یہاں تک کہ
حضرت کو دفن کر چکے تھے اور جب صبح ہوئی۔ جناب سیدہ نے فریاد کی۔ کہ واسوء صباحاً۔ یعنی اے روز بد آکہ تیرا
دن ہے۔ اور انہوں نے غنیمت جانا۔ کہ جناب امیرؑ متوجہ تجہیز و تکفین ہیں۔ اور بنی ہاشم مصیبت جدائی حضرت
میں بے قرار ہیں۔ ان سب نے آپس میں اتفاق کیا۔ کہ ابوبکر کو خلیفہ کریں جس حالت حیات سرور کائنات
میں مشورہ کیا تھا۔ جب انہوں نے (انصار نے) چاہا۔ کہ سعد بن عبادہ کو خلیفہ کریں۔ وہ مہاجرین کی برابری نہ کر سکے اور
مغلوب ہوئے۔ جب بیعت ابوبکرؓ کی تمام ہوئی ایک شخص اس وقت جناب امیرؑ کی خدمت میں آیا جب حضرت بیلچہ ہاتھ

میں لئے ہوئے قبر رسالت مآبؐ کو درست فرما رہے تھے۔ اس شخص نے کہا۔ لوگوں نے ابوبکر سے بیعت کی اس
خوف سے کہ جب آپ فارغ ہو جائیں تو وہ طلب خلافت نہ کر سکیں۔ یہ سن کر جناب امیرؑ نے بیلچہ ہاتھ سے زمین پر رکھ دیا۔
اور یہ آیت پڑھی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الٓمٓ ۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا
وھم لا یفتنون ولقد فتنا الذین من قبلھم فلیعلمن اللہ الذین صدقوا ولیعلمن
الکاذبین ام حسب الذین یعملون السیئات ان یسبقونا ساء ما یحکمون اور تفصیل اس
قصہ کی آئندہ انشاء اللہ بیان ہو گی۔ شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے۔ کہ امام محمد تقیؑ سے لوگوں نے
کلام حضرت امیر المومنینؑ ۔ پوچھا۔ کیا جناب امیرؑ نے آنحضرتؐ کو غسل دیا۔ تو خود بھی غسل
کیا۔ حضرت نے جواب دیا۔ کہ حضرت رسولؐ طاہر و مطاہر تھے۔ ولیکن جناب امیرؑ نے غسل کیا۔ کہ سنت جاری
رہے کہ جو شخص میت کو چھوئے وہ غسل کرے۔ شیخ طوسیؒ۔ شیخ طبرسیؒ و جمیع محدثین فریقین نے روایت کی ہے۔
کہ بروز شوریٰ جناب امیرؑ نے منافقین پر حجت تمام کی ارشاد فرمایا تم میں بغیر میرے کوئی ایسا ہے۔ جس نے
حضرت رسولؐ کو ہمراہ ملائکہ مقربین غسل دیا ہو۔ اور وہ ملائکہ ہمراہ اپنے خوشبو و گلہائے بہشت کو لائے تھے۔
اور اعضائے حضرت کو ایک جانب سے دوسری جانب پھیرتے تھے۔ اور میں انکی باتیں سنتا تھا اور وہ کہتے
تھے کہ اپنے پیغمبر کی شرمگاہ چھپاؤ۔ کہ حق تعالیٰ تمہاری شرمگاہ چھپائے۔ سب نے یہ سن کر کہا۔ بغیر آپ کے
کوئی ایسا نہیں۔ پھر جناب امیرؑ نے فرمایا۔ بغیر میرے کوئی تم میں ایسا ہے جس نے حضرت کو کفن دیا اور اپنے
ہاتھ سے دفن کیا۔ سب نے کہا۔ نہیں۔ پھر جناب امیرؑ نے فرمایا۔ آیا سوا میرے کوئی شخص تم میں ہے جسے
حق تعالیٰ نے پرسا دیا ہو۔ جس وقت کہ حضرت نے دنیا سے رحلت فرمائی۔ اور فاطمہؑ رو رہی تھیں۔ ناگاہ
سامنے سے میں نے ایک آواز سنی کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے اور ہم سب اس کو نہیں دیکھتے۔ کہتا وہ یہ ہے۔
السلام علیکم یا اھل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تمہارا پروردگار تم کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے رحمت
و ثواب الٰہی ہر مصیبت میں ہے اور ہر امر گذشتہ سے تسلی فرمانے والا ہے اور ہر امر فوت شدہ کا تدارک کرنے والا
ہے۔ لازم ہے خدا کی تعزیت فرمانے سے صبر کرو۔ اور جانو کہ سب اہل زمین مر جائیں گے۔ اور اہل آسمان سے کوئی
باقی نہ رہے گا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اور اس وقت اس گھر میں بغیر میرے اور فاطمہؑ اور حسنینؑ
کے کوئی اور نہ تھا۔ حضرت رسولؐ بیچ میں لیٹے ہوئے تھے۔ اور کپڑا حضرت کے منہ پر ڈالا تھا۔ سب نے کہا۔ بجز
آپ کے کوئی نہیں۔ پھر جناب امیرؑ نے فرمایا۔ آیا تم میں کوئی ایسا ہے۔ جس نے حضرت رسولؐ کو حنوط بہشت
دیا ہو۔ اور فرمایا۔ اس کے تین حصے کرو۔ ایک ثلث سے مجھے حنوط اور ایک ثلث سے میری دختر فاطمہؑ کو اور
ایک ثلث واسطے اپنے رکھو۔ سب نے کہا۔ نہیں۔ پھر فرمایا آیا تم میں کوئی ہے جو حالت حیات میں حضرت کا

مجھ سے زیادہ مقرب ہو۔ سب نے کہا۔ نہیں۔ پھر فرمایا۔ تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں۔ آیا تم میں بغیر میرے کوئی ایسا ہے۔ جس کو حضرت نے ہزار کلمے علم تعلیم فرمائے ہوں کہ ہر کلمہ کنجی دوسرے ہزار کلمہ کی ہو۔ سب نے کہا۔ نہیں۔ کلینیؒ نے بسند

ذکر مصحف حضرت فاطمہؑ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے۔ جب حضرت نے انتقال کیا۔ جناب سیدہ کو وفات پدر بزرگوار جور و ستم ــــ امت سے اس درجہ حزن و اندوہ ہوا کہ بغیر حق تعالیٰ کوئی اس حزن و رنج و غم سے واقف نہ تھا۔ پس حق تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو جناب فاطمہؑ کے پاس بھیجا۔ کہ باتیں کرے اور شدت اندوہ و غم جناب سیدہ کو تسکین کریں۔ چنانچہ ہر روز جبرئیلؑ آتے اور دلجوئی و تسکین جناب فاطمہؑ کی فرماتے۔ اور بعد ان کے ان کی ذریت طاہرہ پر جو جو مصیبتیں دشمنوں پر گذریں گی اس کا ذکر کرتے تھے اور جو کچھ ان کے دشمنوں پر عذاب ہوگا۔ اور جو کوئی اس امت میں سلطنت یا دولت بحق باطل کریگا۔ ان سب کا حال بیان کرتے تھے۔ جب جناب سیدہ نے یہ حالت ملاحظہ فرمائی۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ کوئی شخص آتا ہے اور اس اس طرح کی خبریں سناتا ہے۔ مجھ سے جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ جب تمہارے پاس وہ آئے مجھے خبر کرنا۔ پس جس وقت جبرئیلؑ آتے۔ جناب فاطمہؑ حضرت امیرؑ کو خبر کرتی تھیں اور جو کچھ جبرئیلؑ کہتے۔ جناب امیرؑ لکھتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک کتاب جمع ہو گئی۔ اور وہ مصحف فاطمہؑ ہے۔ کہ اس میں احوال آئندہ تا روز قیامت مندرج ہیں۔ اور وہ کتاب اب حضرت قائم آل محمدؑ کے پاس ہے۔ اور حضرت نے فرمایا۔ جناب فاطمہؑ بعد رحلت حضرت رسولؐ پچھتر دن زندہ رہیں۔ اور ہمیشہ محزون و غمگین رہیں۔ یہاں تک کہ اپنے پروردگار سے ملحق ہو گئیں۔ صلوٰۃ اللہ علیہا و علیٰ ابیہا و علیٰ بعلہا و علیٰ اولادہا الطاہرین و لعنۃ اللہ علیٰ اعداءھم اجمعین۔

فصل چھٹی
بیان بعد دفن آنحضرتؐ

فصل چھٹی۔ بیان اُن چند احوال کا جو بعد دفن آنحضرتؐ واقع ہوئے اور جو کچھ قریب ضریح اقدس ظاہر ہوا۔ و بیان غرائب احوال روح پُرفتوح آنحضرتؐ شیخ طوسیؒ نے روایت کی ہے کہ جب چاہا روضۂ اقدس پر عمارت بنائی ہے۔ اس وقت ضریح کے سرہانے اور پائنتی سے مشک نکلا۔ کہ ایسا خوشبو مشک نہ دیکھا تھا۔ کلینیؒ نے بسند معتبر حضرت جعفر بن مثنیٰ خطیب سے روایت کی ہے۔ کہا میں مدینہ میں تھا۔ کہ سقف مسجد حضرت رسولؐ جس جگہ قبر شریف تھی وہاں سے منہدم ہو گئی۔ اور معمار و مزدور چھت پر آتے جاتے تھے۔ میں نے اسمٰعیل بن عمار معمار سے کہا۔ کہ جناب صادقؑ سے پوچھو۔ آیا ہم چھت پر جا سکتے ہیں۔ اور وہاں سے جا قبر شریف دیکھ

سکتے ہیں۔ دوسرے روز اسمٰعیل خبر لائے۔ میں نے پوچھا۔ حضرت نے فرمایا۔ میں اچھا نہیں جانتا۔ کہ کوئی قبر شریف حضرت سے مشرف ہو۔ اور میں بے خوف نہیں ہوں۔ کہ وہ ایسی چیز دیکھے کہ اندھا ہو جائے۔ اس سبب سے کہ وہ دیکھے حضرت کھڑے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں یا یہ دیکھے کہ ہمراہ بعض زنانِ طاہرہ بیٹھے ہیں۔ **بیانِ نصب منبر بحکم معاویہ**۔ ایضاً بسند صحیح جناب صادق سے روایت کی ہے۔ کہ اکتالیسویں سال ہجرت حضرت سے معاویہ نے ارادۂ حج کیا۔ اور بڑھئی معہ لکڑیوں اور اوزاروں کے بھیجے اور حاکم مدینہ کو نامہ لکھا۔ کہ حضرت رسولؐ کا منبر اکھیڑ کر اتنا ہی بڑا منبر میں نے شام میں بنوایا ہے۔ بنا دے۔ جب قصد منبر کے اکھیڑنے کا کیا۔ سورج کو گہن لگا۔ اور زلزلۂ عظیم زمین سے ظاہر ہوا۔ اور لوگوں نے منبر نہ اکھیڑا۔ اور یہ قضیہ معاویہ کو لکھا۔ معاویہ نے جواب میں لکھا۔ جو میں نے کہا ہے۔ اس کی تعمیل کرنا لازم ہے۔ پس بحکم معاویہ منبر حضرتؐ کا اکھیڑ ڈالا۔ اور بڑا بنایا صفارؒ وغیرہ نے بسند ہائے صحیح و معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے۔ ایک روز حضرت رسولؐ نے اصحاب سے فرمایا۔ میری زندگی اور موت تمہارے لئے بہتر ہے۔ اصحاب نے کہا۔ یا رسول اللہ یہ تو ہم جانتے ہیں آپ کی زندگی ہمارے لئے بہتر ہے۔ ہم نے آپ کے سبب سے آتش جہنم اور ضلالت سے نجات پائی۔ مگر آپ کا انتقال ہمارے لئے کس طرح بہتر ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ بعد میرے انتقال کے تمہارے اعمال مجھے دکھائے جائیں گے۔ جو عمل نیک تم سے دیکھوں گا دعا کروں گا۔ خدا تمہاری توفیق زیادہ کرے اور جب عمل بد تم سے ہو گا۔ تمہارے لئے طلب آمرزش کروں گا۔ اس وقت ایک شخص نے منافقین میں سے کہا۔ یا رسول اللہ آپ کیونکر ہمارے اس وقت دعا کریں گے۔ جبکہ استخوان آپ کے خاک ہو جائیں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ ایسا نہیں۔ اس لئے کہ حق تعالیٰ نے میرے گوشت کو زمین پر حرام کیا ہے اور میرا بدن بوسیدہ اور کہنہ نہ ہوگا۔ بسند ہائے معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کوئی پیغمبر اور وصی پیغمبر زمین میں تین روز سے زیادہ نہیں رہتا۔ یہاں تک کہ گوشت و استخوان و روح اس کا آسمان پر لے جاتے ہیں۔ تمام لوگ ان کی قبر کی زیارت کو جاتے ہیں۔ اور دُور و نزدیک سے لوگوں کا سلام ان کو پہنچتا ہے۔ بسند معتبر **بیانِ احتجاج جنابِ امیرؑ**۔ جناب صادق سے روایت ہے جس وقت حضرت ابوبکر نے قبضۂ خلافت کر لیا۔ تو جناب امیرؑ نے فرمایا۔ کیا میری اطاعت کا تجھے رسول خدا نے حکم نہیں دیا۔ ابوبکر نے کہا نہیں اگر مجھے حکم دیتے تو میں اطاعت کرتا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اگر تو پیغمبر کو دیکھے اور وہ تجھے حکم میری اطاعت کا کریں۔ آیا میری اطاعت کرے گا۔ ابوبکر نے کہا۔ ہاں۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ میرے ہمراہ مسجد قبا میں چل۔ جب مسجد قبا میں پہنچے۔ ابوبکر نے دیکھا۔ حضرت رسولؐ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ جب حضرت نماز

سے فارغ ہوئے۔ جناب امیرؑ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ابوبکر کو انکار ہے کہ آپ نے میری اطاعت کا حکم اُسے نہیں دیا۔ جناب رسولؐ نے فرمایا۔ میں نے مکرر تجھے اطاعت علیؑ کا حکم نہیں کیا ہے جا اور اسکی اطاعت کر۔ ابوبکر خائف و ترساں وہاں سے پھرا۔ راہ میں جناب عمر ملے۔ عمر نے کہا۔ ابوبکر تم کو کیا ہوگیا ہے۔ ابوبکر نے کہا۔ حضرت رسولؐ نے مجھے ایسا حکم فرمایا ہے۔ عمر نے کہا۔ وہ گروہ ہلاک ہونے والے ہیں۔ جو تجھ ایسے احمق[1] کو سردار کرے۔ کیا تو نہیں جانتا یہ سب بنی ہاشم کا سحر ہے۔ کتاب اختصاص و بصائر الدرجات اور جمیع کتب معتبر میں بسند ہائے معتبر جناب صادقؑ سے روایت ہے۔ جب جناب امیرؑ کا گریبان مبارک پکڑ کر ابوبکر کی بیعت کو مسجد میں لے گئے۔ راہ میں جناب امیرؑ قبر رسول خداؐ کے سامنے کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ یا ابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی سلے میرے بھائی قوم نے مجھے ضعیف کیا۔ اور قریب ہے کہ مجھے مار[2] ڈالیں۔ اس وقت ایک ہاتھ قبر رسول خداؐ سے باہر ابوبکر کی طرف آیا۔ کہ سب نے پہچانا۔ یہ ہاتھ حضرت رسولؐ کا ہے اور ایک آواز ایسی آئی سب نے پہچانا یہ آواز رسولؐ کی ہے اور فرمایا۔ اکفرت بالذی خلقک من تراب ثم من نطفۃ ثم سوّیک رجلا۔ یعنی کافر ہوا۔ اس خاک سے جس سے خدا نے تجھے پیدا کیا ہے پس نطفہ سے پس تجھے آدمی کیا۔ بروایت دیگر ہاتھ ایک قبر سے باہر آیا۔ اور اس ہاتھ پر لکھا تھا۔ اکفرت یا عمر بالذی خلقک من تراب ثم من نطفۃ ثم سوّیک رجلا ایضاً صفار وغیرہ نے بسند ہائے معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرتؑ نے

---

[1] یہ حضرت عمر اور حضرت ابوبکر کا اپنا کلام ہے وہ ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہہ سکتے ہیں۔ ہم کو اس میں دم مارنے کی جگہ نہیں۔ کیوں کہ حضرت عمر اپنے کو حضرت ابوبکر سے نیک اور اچھا تصور کیا کرتے تھے لہذا اپنے بڑا ہونے کی وجہ سے وہ ایسے کلمات اکثر حضرت ابوبکر کو کہہ دیا کرتے تھے۔ ملاحظہ ہو۔ لما توفی رسول اللہ قال ابوبکر انا ولی رسول اللہ فجئتما تطلب میراثک من ابن اخیک ویطلب ھذا میراث امرأتہ من ابیھا فقال ابوبکر قال رسول اللہ ما نورث ما ترکناہ صدقۃ فرایتماہ کاذبا غادرا اٰثما خائنا واللہ یعلم انہ لصادق بار راشد تابع للحق توفی ابوبکر لکنت انا ولی رسول اللہ وولی ابی بکر فرایتمانی کاذبا اٰثما غادرا خائنا (مسلم شریف جلد دوم ص۹۱) حضرت عباسؓ اور حضرت علیؑ سے حضرت عمر نے کہا۔ جب رسولؐ نے وفات پائی۔ ابوبکر نے کہا میں خلیفہ رسولؐ ہوں۔ اے تم دونوں نے میراث طلب کی۔ چچا نے بھتیجے کی اور علیؑ نے اپنی زوجہ کا حق ابوبکر نے کہا۔ رسولؐ نے فرمایا ہے ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا پس تم نے اس کو کاذب۔ غدار۔ خائن۔ اثم جانا۔ اس کے بعد میں ابوبکر اور رسولؐ کا ولی ہوا پس تم نے مجھے بھی کاذب۔ غادر۔ خیانت کرنے والا اور سخت گناہ گار ٹھہرایا۔ یہ صحابہ کا آپس کا معاملہ ہے اور حضرت عمر کا خاص کر ابوبکر اور خود کو عباس اور علیؑ کے نزدیک پانا۔ (کوثر بھریلوی عفی عنہ)

اپنے اصحاب سے فرمایا۔ حضرتؑ کو کس لئے آزردہ کرتے ہو۔ اصحاب نے کہا ہم کس بات میں حضرت کو آزردہ کرتے ہیں۔ جناب صادقؑ نے فرمایا۔ مگر نہیں جانتے تم کہ تمہارے اعمال حضرت پر پیش کئے جاتے ہیں۔ جب معصیت حضرت تم سے دیکھتے ہیں تو آزردہ ہوتے ہیں۔ کلینیؒ اور صفارؒ وغیرہ نے بسند ہائے معتبر جناب صادق سے روایت کی۔ کہ جب شب جمعہ ہوتا ہے روح رسول خدا اور روح پیغمبران گذشتہ وارواح اوصیاء گذشتہ و روح امام زمانؑ کو رخصت ملتی ہے پس ان کو عرش پر لے جاتے ہیں اور سات بار گرد عرش کے طواف کرتے ہیں۔ اور ہر قائمۂ عرش کے نزدیک نماز پڑھتے ہیں اور جب صبح ہوتی ہے علم ان کا زیادہ ہو جاتا ہے اور روایت معتبر دیگر میں وارد ہے کہ جب خدا چاہتا ہے علم تازہ امام زمانؑ کو بغیر حلال وحرام تعلیم فرماتے پس اس علم کو ہمراہ رسولؐ خدا ایک ملک ان کے پاس بھیجتا ہے اور وہ ملک حضرت پر عرض کرتا ہے حضرت فرماتے ہیں علیؑ پاس جا اور اس علم کو ان تک پہونچا جب وہ ملک جناب امیرؑ پاس آتا ہے جناب امیرؑ فرماتے ہیں حسنؑ پاس جا اور اسی طرح ہر ایک امام دوسرے کے پاس جانے کا حکم دیتا ہے یہاں تک کہ امام زمانؑ تک منتہی ہوتا ہے۔ اور حمیری و صفار وغیرہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ کل رات کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے اس جگہ دیکھا۔ اور ان سے معانقہ کیا۔

باب دوم

بیان تاریخ ولادت و فلت اور بعض احوال کریمہ و مناقب حضرت سیدہؑ

اس باب میں آٹھ فصلیں ہیں۔

ولادت سیدہؑ ۔ کلینیؒ نے بسند صحیح حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ ولادت جناب سیدہؑ بعد پانچ سال بعثت جناب رسول خداؐ کے واقع ہوئی اور سن شریف وقت وفات اٹھارہ سال اور پچھتر روز کا تھا۔ اور کشف الغمہ میں بھی مثل اس حدیث کے حضرت صادق سے روایت ہے۔ شیخ طوسیؒ نے مصباح وغیرہ میں اور اکثر محققین علماء نے ذکر کیا ہے۔ کہ ولادت باسعادت بیسویں جمادی الآخر روز جمعہ دوسرے سال بعثت میں ہوئی اور بعضوں نے کہا ہے پانچویں سال بعثت میں ہوئی۔ اور اہل سنت نے روایت کی ہے کہ ولادت سیدہؑ پانچ سال قبل بعثت واقع ہوئی۔ اور پہلا قول مشہور اور قوی تر ہے۔ اور طبری رمانی نے دلائل الامامۃ میں

جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ولادت جناب سیدہؑ پینتالیسویں سال ولادت حضرت رسول خداؐ سے
بیسویں جمادی الآخر کو واقع ہوئی۔ پس آٹھ سال مکہ معظمہ اور دس سال مدینہ منورہ میں رہیں اور پچھتر روز بعد وفات رسول خداؐ
تیسری ماہ جمادی الآخر گیارہویں سال ہجری جانب ریاض جنت انتقال کیا۔ اور جناب زین العابدینؑ سے روایت کی ہے۔ کہ جب
جناب سیدہؑ متولد ہوئیں۔ ہر روز اس قدر بڑھتی تھیں۔ جتنا اور بچے سات روز میں بڑھتے ہیں۔ اور ایک ہفتہ
میں بقدر ایک مہینہ کے اور ایک مہینہ میں بقدر ایک سال کے اور جب حضرت رسول خداؐ نے مدینہ میں ہجرت فرمائی۔
ام سلمہؓ کو عقد میں لائے اور جناب سیدہؑ کو ام سلمہؓ کے سپرد کیا۔ کہ مشغول خدمت و تربیت جناب سیدہ رہیں۔ ام سلمہؓ
نے کہا قسم بخدا میں جناب سیدہؑ سے آداب سیکھتی تھی اور ان کو حاجت آداب سیکھنے کی نہ تھی۔ بلکہ سب چیزوں کو مجھ
سے اور سب سے بہتر جانتی تھی۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک روز عائشہ
حضرت رسولؐ کے پاس آئیں۔ دیکھا کہ رسولؐ جناب سیدہ کو پیار فرما رہے ہیں عائشہ نے کہا۔ یارسول اللہ آپ جناب سیدہ کو
بہت دوست رکھتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا قسم بخدا اگر تو جانے کہ میں اس کو کس قدر دوست رکھتا ہوں۔ اس وقت دوستی تیری
نسبت اس کے زیادہ ہوگی۔ واضح ہو کہ جب میں شب معراج چوتھے آسمان پر پہنچا۔ جبرئیلؑ نے اذان اور میکائیل نے اقامت
کہی۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ اے محمدؐ آگے کھڑے ہوجیئے کہ ہم آپ کے پیچھے نماز پڑھیں۔ میں نے کہا۔ بھلا اے[1] جبرئیلؑ میں
نماز میں تمہارے آگے کھڑا ہوں۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ ہاں حق تعالیٰ نے پیغمبران مرسل کو ملائکہ پر فضیلت دی ہے۔ اور
آپ کو مخصوص تمام عالم پر فضیلت دی ہے۔ یہ سن کر میں آگے کھڑا ہوا۔ اور ہمراہ ملائکہ آسمان چہارم پر نماز پڑھی۔ پس
داہنی جانب نظر کی دیکھا حضرت ابراہیمؑ ایک باغ میں باغہائے بہشت سے تشریف رکھتے ہیں۔ اور گروہ ملائکہ گرد
موجود ہیں۔ وہاں سے اوپر بجانب آسمان پنجم گیا۔ اور وہاں سے جانب آسمان ششم گیا۔ اور صدائے حق تعالیٰ مجھے
وہاں پہنچی۔ اے محمدؐ نیک باپ باپ تھا تمہارا ابراہیمؑ اور نیک بھائی بھائی تمہارا ہے علی ابن ابی طالب۔ پس
جب میں حجاب میں پہنچا۔ جبرئیلؑ نے میرا ہاتھ پکڑا۔ اور داخل بہشت کیا۔ جب بہشت میں پہونچا۔ ایک درخت
نور میں نے دیکھا۔ اور اس درخت کی جڑ پاس دو فرشتے دیکھے کہ حلہائے بہشت تہ کر رہے ہیں۔ میں نے جبرئیلؑ
سے کہا۔ اے حبیبؑ یہ درخت کس کے لئے ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ علی ابن ابی طالب کے لئے ہیں۔ اور یہ دو
فرشتے قیامت تک کے لئے حلے بہشت کے تہ کرتے رہیں گے۔ وہاں سے میں تھوڑا آگے بڑھا۔ میں نے

---

[1] رسول پاکؐ کو علم تھا۔ کہ فرشتے بلکہ جبرئیلؑ سب میرے نور سے پیدا ہوئے ہیں اور میرے خادم ہیں۔ میں فرشتوں اور بعد خدا تمام
مخلوق سے افضل ہوں۔ وجہ یہ تھی پہلے ملائکہ نے کسی کو امام بنا کر نماز اقتدا میں ادا نہیں کی تھی۔ اس لئے آپ نے فرمایا جبرئیلؑ میں کھڑا ہوں
اگر ہوں تو تم پڑھو گے۔ انہوں نے کہا۔ ضرور بحکم خدا ہم پڑھیں گے۔ (کوثر بھریلوی عفی عنہ)

ایک رطب مسکہ سے زیادہ نرم اور مشک سے خوشبو زیادہ اور شہد سے شیریں زیادہ دیکھا وہ رطب میں نے کھایا۔ اور وہ رطب میرے صلب میں نطفہ ہوا۔ اور جب میں زمین پر خدیجہؓ سے ہمبستر ہوا اور وہ فاطمہؑ سے حاملہ ہوئیں۔ پس فاطمہؑ حوریہ انسیہ ہے۔ ظاہر میں بصورت انسان ہے اور صفات و اخلاق میں مثل حوروں کے ہے جب مجھے بہشت کا شوق ہوتا ہے۔ اس وقت میں فاطمہؑ کو دیکھتا ہوں اور اس سے مجھے بوئے بہشت آتی ہے۔ ایضاً بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ لوگوں نے حضرت رسولؐ سے کہا۔ آپ فاطمہؑ کو کیوں زیادہ پیار کرتے ہیں اور گود میں لیتے ہیں۔ اور اپنے پاس بٹھاتے ہیں۔ اور اُن سے خاص کچھ آپ ایسی محبت کرتے ہیں کہ کسی اور سے نہیں کرتے۔ حضرت نے فرمایا سبب اس کا یہ ہے جبرئیلؑ بہشت سے ایک سیب میرے لئے لائے۔ اور میں نے اس کو کھایا۔ پس وہ میرے شکم میں نطفہ ہو گیا اور میں خدیجہؓ سے ہم بستر ہوا۔ اور خدیجہؓ بحمل فاطمہؑ حاملہ ہوئیں۔ اور میں ہمیشہ فاطمہؑ سے بوئے بہشت سونگھتا ہوں علیؑ بن ابراہیم وغیرہ نے بسند ہائے معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے حضرت رسولؐ فاطمہؑ کو بہت پیار کرتے تھے اور سونگھتے تھے یہ بات عائشہ کو بہت بُری لگی۔ اور کسی روز حضرت سے اس کا ذکر کیا حضرت نے فرمایا۔ اے عائشہ جب مجھے آسمان پر لے گئے۔ اور میں داخل بہشت ہوا۔ اس وقت جبرئیلؑ مجھے درخت طوبیٰ کے پاس لے گئے۔ اور اس درخت کا میوہ مجھے دیا۔ اور میں نے کھایا۔ وہ میوہ میرے پیٹ میں پانی ہو گیا۔ اور جب زمین پر آیا۔ خدیجہؓ سے ہم بستر ہوا۔ اور وہ بحمل فاطمہؑ حاملہ ہوئیں۔ جب میں فاطمہؑ کو سونگھتا ہوں اس سے بوئے بہشت آتی ہے۔ کتاب معانی الاخبار

بیان نور شریف جناب سیدہؑ ۔ میں حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ حق تعالیٰ نے فاطمہؑ کے نور کو قبل پیدائش آسمان و زمین خلق کیا۔ بعض لوگوں نے عرض کی۔ یا حضرت آیا فاطمہؑ داخل انس نہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ فاطمہؑ باطن میں حوریہ اور ظاہر میں انسیہ ہیں۔ لوگوں نے کہا یا حضرتؐ آپ حقیقت اس کلام کی ہم سے بیان فرمائیے۔ حضرت نے کہا۔ حق تعالیٰ نے فاطمہؑ کو اپنے نور سے قبل پیدائش آدم پیدا کیا۔ جس وقت کہ ارواح خلائق کو پیدا فرمایا پس جب حق تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا فرمایا۔ فاطمہؑ کا نور ان پر عرض کیا۔ اصحاب نے کہا۔ یا حضرت قبل پیدائش آدمؑ فاطمہؑ کا نور کہاں تھا فرمایا۔ ایک شیشہ میں ساق عرش کے نیچے تھا۔ اصحاب نے عرض کی۔ یا حضرت خوراک اس نور کی کیا تھی۔ حضرت نے فرمایا۔ خوراک اس کی تسبیح و تہلیل و تمجید حق تعالیٰ تھی جب حق تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا کیا۔ اور مجھے ان کے شکم سے ظاہر کیا اور چاہا۔ کہ فاطمہؑ کو میرے شکم سے ظاہر کرے۔ پس فاطمہؑ کے نور کو بہشت میں ایک سیب بنا دیا۔ اور جبرئیلؑ اس سیب کو میرے لئے لائے۔ اور کہا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اے میرے حبیب پھر جبرئیلؑ نے کہا۔ اے محمدؐ تمہارا پروردگار تم کو سلام کہتا ہے۔ میں نے کہا۔ اسی سے سلامتی ہے اور اسی کی طرف سلام اور تحیت ہے جبرئیلؑ نے کہا یا محمدؐ یہ سیب حق تعالیٰ نے آپ کو بہشت سے ہدیہ بھیجا ہے۔ اس سیب کو میں نے جبرئیلؑ سے لے کر اپنے سینے

سے لٹکا لیا۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ یا محمدؐ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اس سیب کو کھاؤ۔ جب اس کو توڑا۔ ایک نور اس سے ساطع ہوا۔ میں اس سے ڈر گیا۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ آپ بیخوف نوش کیجئے۔ حضرت یہ نور اس کا ہے جسکا نام آسمان پر منصورہ اور زمین پر فاطمہؑ ہے۔ میں نے کہا۔ اے جبرئیلؑ حبیب میرے اس کو آسمان پر منصورہ اور زمین پر فاطمہؑ کس لئے کہتے ہیں۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ زمین پر فاطمہؑ اس لئے کہتے ہیں کہ اس نے شیعوں کو آتش جہنم سے چھڑایا۔ اور اپنے دشمنوں کو اپنی محبت سے قطع کیا ہے۔ آسمان پر منصورہ اس لئے کہتے ہیں۔ اپنے محبوں کی نصرت و مددگاری کی۔ جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ ویومئذٍ یفرح المؤمنون بنصر اللہ ینصر من یشاء۔ اور کتاب عیون المعجزات میں عمار بن یاسر سے روایت کی ہے۔ ایک روز جناب امیرؑ فاطمہؑ کے پاس گئے۔ جب نظر سیدہؑ جناب امیرؑ پر پڑی۔ کہا۔ یا علیؑ میرے قریب آؤ میں تم کو گذشتہ اور آئندہ قیامت تک خبر دوں۔ جب جناب امیرؑ نے یہ کلام سُنا۔ پھر گئے اور حضرت رسولؐ کی خدمت میں آئے جب جناب رسول خداؐ کی نظر جناب امیرؑ پر پڑی۔ فرمایا۔ اے ابوالحسن میرے قریب آؤ۔ جب جناب امیرؑ نزدیک بشیر و نذیر بیٹھے۔ آنحضرتؐ نے ارشاد کیا۔ منظور ہے میں تم سے کوئی خبر بیان کروں یا تم مجھے خبر دو۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ یا رسول اللہ آپ کا فرمانا میرے کہنے سے بہتر ہے۔ پس جو کچھ جناب فاطمہؑ نے جناب امیرؑ سے کہا تھا وہ حضرت نے ارشاد کیا۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ یا حضرت آیا نور فاطمہؑ کا میرے نور سے ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ مگر یا علیؑ تمہیں نہیں معلوم کہ فاطمہؑ کا نور میرے نور سے ہے۔ پس جناب امیرؑ نے سجدہ کیا۔ اور شکر الہٰی بجا لائے۔ اور جناب فاطمہؑ کے پاس آئے۔ جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ میرے باپ پاس تم گئے تھے۔ اور جو کچھ میں نے کہا تم نے ان سے کہا تھا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ ہاں۔ جناب سیدہؑ نے کہا۔ ابوالحسن سُنو۔ حق تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا۔ اور میرا نور حق تعالیٰ کی تسبیح کرتا تھا۔ پھر میرے نور کو ایک درخت میں درختہائے بہشت کے سپرد کیا۔ اور وہ درخت میرے نور سے روشن ہو گیا۔ جب شب معراج میرے باپ داخل بہشت ہوئے۔ حق تعالیٰ نے انہیں الہام کیا۔ اس درخت سے میوہ توڑ کر تناول فرمایا۔ پس میرا نور ان کے شکم مبارک میں ٹھہرا۔ اور ان کے شکم سے رحم خدیجہؓ دختر خویلد میں منتقل ہوا۔ اور میں اس نور سے پیدا ہوئی۔ علم گذشتہ اور آئندہ کو جانتی ہوں اے ابوالحسنؑ مومن بنور الہٰی دیکھتا ہے۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر مفضل بن عمر سے روایت کی ہے کہ میں نے جناب صادقؑ سے سوال کیا۔ کہ ولادت جناب سیدہؑ کس طرح ہوئی۔ حضرت نے فرمایا۔ جب خدیجہؓ نے جناب رسول خداؐ کے ساتھ عقد کیا۔ اور زنان مکہ بوجہ اس عداوت کے جو حضرت سے رکھتی تھیں علیحدہ ہو گئیں اور ان کو سلام کرنا چھوڑ دیا۔ اور کسی عورت کو خدیجہؓ کے پاس نہ جانے دیتی تھیں۔ خدیجہؓ کو اس سبب سے کمال صدمہ ہوا۔ لیکن زیادہ رنج و غم خدیجہؓ کا حضرت رسولؐ کے لئے تھا۔ کہ مبادا اشدت عداوت کے سبب کوئی صدمہ حضرت کو پہنچے۔

جب حمل فاطمہؑ حاملہ ہوئیں۔ جناب سیدہؑ شکم میں ان سے باتیں کرتیں۔ اور مونس وہمدم خدیجہؓ کی تھیں اور خدیجہؓ کو صبر و تسلی دیتی تھیں۔ اور خدیجہؓ اس حالت کو حضرت سے پوشیدہ رکھتی تھیں۔ ایک روز حضرت تشریف لائے اور سنا خدیجہؓ باتیں کر رہی ہے۔ مگر کسی کو ان کے پاس نہ دیکھا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے خدیجہؓ کس سے باتیں کر رہی ہو۔ خدیجہؓ نے کہا۔ یہ فرزند جو میرے شکم میں ہے۔ مجھ سے باتیں کرتا ہے۔ اور میرا مونس وہمدم ہے حضرت نے فرمایا۔ اس وقت جبرئیلؑ مجھے خبر دیتے ہیں کہ یہ فرزند دختر ہے اور وہ نسل طاہرہ باامن و بابرکت ہے اور حق تعالیٰ میری نسل اس سے ظاہر کریگا۔ اور اس کی نسل سے پیشوا و امامان دین پیدا ہوں گے اور حق تعالیٰ بعد انقطاع وحی ان کو اپنا خلیفہ زمین پر کرے گا اور ہمیشہ خدیجہؓ اسی طرح رہیں یہاں تک کہ ولادت جناب سیدہؑ

بیان ولادت فاطمہؑ قریب پہونچی اور درد زہ محسوس ہوئے۔ زنانِ قریش و زنان ہاشمیہ کو بلایا۔ کہ آئیں۔ انھوں نے جواب میں کہلا بھیجا۔ تم نے ہمارا کہنا نہیں مانا اور ہمارا قول قبول نہ کیا۔ اور یتیم ابو طالب کی بی بی بنیں جو مفلس ہے اور کچھ مال نہیں رکھتا ہم اس وجہ سے تمہارے گھر میں نہ آئیں گے اور تمہارے کاموں میں شریک نہ ہوں گے۔ جب خدیجہؓ نے ان کا پیغام سنا۔ بہت اندوہ ناک ہوئیں۔ ناگاہ کیا دیکھتی ہیں۔ کہ چار عورتیں گندم گوں۔ طویل القامت حاضر ہوئیں۔ اور زنانِ بنی ہاشم سے مشابہ تھیں۔ خدیجہؓ ان سے ڈریں ایک عورت نے ان میں سے کہا۔ اے خدیجہؓ ہم سے نہ ڈرو۔ ہم تمہارے پاس خدا کی طرف سے آئی ہیں۔ اور ہم تمہاری بہنیں ہیں۔ میں سارہؑ زوجہ ابراہیمؑ اور دوسری آسیہؑ دختر مزاحم ہے کہ تمہاری اور تمہاری بیٹی کی بہشت میں رفیق ہو گی اور تیسری مریمؑ دختر عمران اور چوتھی کلثوم خواہر موسیٰؑ ہے حق تعالیٰ نے ہم کو بھیجا ہے کہ وقت ولادت مولود مسعود تمہارے پاس رہیں اور تمہاری اعانت کریں۔ پس ان میں سے ایک داہنی جانب خدیجہؓ کے اور دوسری بائیں طرف اور تیسری سامنے اور چوتھی پیچھے بیٹھیں۔ پس جناب سیدہؑ پاک و پاکیزہ پیدا ہوئیں۔ اور جب زمین پر تشریف لائیں نور اس قدر چمکا۔ کہ مکہ کے گھر روشن ہو گئے اور مشرق و مغرب میں کوئی گھر آباد نہیں رہا۔ مگر یہ کہ اس نور سے روشن ہو گیا۔ اور دس حور العین جناب خدیجہؓ پاس آئیں۔ اور ہر ایک کے ہاتھ میں طشت و ابریق بہشت تھا۔ اور ان کی ابریقیں کوثر سے بھری ہوئی تھی۔ پھر اس عورت نے جو خدیجہؓ کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی اس نے حضرت فاطمہؑ کو اٹھایا۔ اور آب کوثر سے غسل دیا۔ اور دو جامہ سفید نکالے کہ دودھ سے زیادہ سفید اور مشک و عنبر سے خوشبو تر تھے۔ جناب سیدہؑ کو ایک جامہ میں لپیٹا۔ اور دوسرے جامہ کا کیا۔ اور جناب سیدہؑ سے باتیں کیں۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان ابی رسول اللہ سید الانبیاء وان بعلی سید الاوصیاء وولدی سادۃ الاسباط میں گواہی دیتی ہوں یگانگی پروردگار پر اور کہ میرے باپ بہترین پیغمبران ہیں اور میرا شوہر بہترین اوصیائے

پیغمبران اور میرے فرزند بہترین فرزندان پیغمبران ہیں۔ پس ہر ایک کو ان چار عورتوں نے سلام کیا۔ اور ہر ایک کا نام لیا۔ اور ان عورتوں نے خوشی ظاہر کی۔ حوران بہشت ہنسنے لگیں۔ ساکنان فلک اور حوران بہشت نے ایک دوسرے کو بشارت دی۔ آسمان پر ایک ایسا نور چمکا کہ پہلے اس کے ایسا نور نہ تھا۔ پھر ان زنان مقدسہ نے خدیجہؑ سے خطاب کیا۔ اور کہا۔ اس دختر کو لو۔ کہ طاہرہ و مطاہرہ و پاکیزہ و بابرکت ہے۔ حق تعالیٰ نے اس کو اور اس کی نسل کو برکت دی ہے۔ یہ سن کر خدیجہؑ نے خوشی خوشی جناب سیدہؑ کو گود میں لیکر بکمال فرحت و خوشی دودھ پلانے لگیں۔ جناب سیدہؑ ایک روز میں اس قدر بڑھتی تھیں کہ اور بچے ایک مہینہ میں۔ اور ایک مہینہ میں اس قدر نشو و نما فرماتی تھیں کہ اور اطفال جس قدر ایک سال میں بڑھیں۔

فصل دوسری

بیان اسمائے شریفہ سیّدہؑ

ابن بابویہؒ نے بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ خدا کے ہاں فاطمہؑ کے نو نام ہیں۔ فاطمہ۔ صدیقہ۔ مبارکہ۔ طاہرہ۔ ذکیہ۔ راضیہ۔ مرضیہ۔ محدثہ۔ زہرا۔ حضرت نے فرمایا۔ آیا تو جانتا ہے فاطمہؑ کی تفسیر کیا ہے۔ راوی نے عرض کی۔ اے سید میرے آپ خبر دیجئے۔ حضرت نے فرمایا۔ یعنی بدی سے علیحدہ ہیں۔ پھر فرمایا۔ اگر جناب امیرؑ سیدہؑ کو تزویج نہ فرماتے تو قیامت تک زمین پر کفو نہ تھا۔ نہ آدمؑ نہ وہ لوگ جو بعد آدمؑ کے پیدا ہوئے۔ مولف فرماتے ہیں۔ صدیقہ یعنی معصومہ ہے اور مبارکہ یعنی صاحب برکت و علم و فضل و کمالات و معجزات و اولاد کرام ہیں۔ اور طاہرہ پاکیزہ یعنی پاک نقص سے اور ذکیہ یعنی ترقی کرنے والی۔ کمالات و خیرات میں اور راضیہ یعنی رضائے الٰہی میں راضی ہونے والی۔ و مرضیہ یعنی پسندیدہ خدا و دوستان خدا اور محدثہ یعنی فرشتے آپ سے باتیں کرتے تھے۔ اور زہرا یعنی بندہ نورانی ہنوز ظاہری و باطنی واضح ہو کہ یہ حدیث شریف اس پر دلالت کرتی ہے کہ جناب امیرؑ جمیع پیغمبران و اوصیا سے بغیر پیغمبر آخر الزماں افضل ہیں اور بلکہ بعضوں نے استدلال فضیلت جناب فاطمہ زہراؑ بھی پیغمبروں پر کیا ہے۔ ایضاً۔ کتاب علل الشرائع میں بسند معتبر روایت کی ہے۔ ابان بن تغلب نے جناب صادقؑ سے سوال کیا۔ جناب فاطمہؑ کو کس وجہ سے زہرا کہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اس لئے کہ نور فاطمہؑ ایک دن میں تین مرتبہ جناب امیرؑ کے لئے ظاہر ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ اول روز جبکہ جناب سیدہؑ صبح کی نماز کو کھڑی ہوتیں اور لوگ سوتے ہوتے۔ اس وقت ایک نور جناب فاطمہؑ سے چمکتا۔ اور جمیع خانہ ہائے مدینہ میں داخل ہوتا۔ اور ان کے گھروں کی دیواریں اس نور سے سفید ہو جاتیں۔ اس حالت کے دیکھنے سے سب لوگ متعجب ہوتے اور خدمت رسول خداؐ میں جا کر اس کا سبب دریافت کرتے تھے۔ حضرت فرماتے تھے۔ فاطمہؑ

کے گھر میں جاؤ اس نور کا سبب تم پر ظاہر ہو۔ جب جناب سیدہؑ کے گھر میں آتے۔ دیکھتے کہ جناب فاطمہؑ محراب عبادت میں بیٹھی مشغول نماز ہیں۔ اور وہ نور روئے مبارک سے چمک رہا ہے۔ پس جانتے تھے وہ نور ہمارے گھروں کو منور کر رہا ہے نور فاطمہ ہے۔ اور جب دوپہر ڈھل جاتی۔ اور فاطمہؑ مہیائے نماز ظہر ہوتیں۔ ایک نور زرد جبین مبین سیدہؑ سے ساطع ہوتا۔ اور جمیع خانہ ہائے مدینہ میں داخل ہوتا۔ اور اس نور سے در و دیوار کپڑے اور لوگوں کی رنگتیں زرد ہو جاتیں۔ جناب رسول خداؐ سے جب دریافت کرتے حضرت ان کو حکم دیتے فاطمہؑ کے گھر جاؤ۔ جب وہاں جاتے دیکھتے فاطمہؑ محراب عبادت میں بیٹھی مشغول نماز ہیں۔ اور ایک نور زرد روئے مبارک سے ساطع ہے۔ پس جانتے وہ نور جناب سیدہؑ کا نور ہے۔ جب شام ہوتی اور آفتاب غروب کرتا۔ روئے منور جناب فاطمہؑ سرخ ہو جاتا۔ اور ایک سرخ نور بسبب فرحت و سرور و شکر نعمت الٰہی روئے نورانی سے ساطع ہوتا۔ اور تمام خانہ ہائے مدینہ میں داخل ہوتا۔ اور ان کے گھروں کی دیواریں سرخ ہو جاتیں۔ اس حال سے متعجب ہو کر جناب پیغمبر خدا کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اور سوال کرتے اور آنحضرتؐ جناب فاطمہؑ کے گھر بھیجتے وہاں پہونچ کر دیکھتے۔ کہ جناب سیدہؑ محراب میں بیٹھی تسبیح و تمجید الٰہی میں مشغول ہیں۔ اور چہرۂ نورانی سے ایک سرخ نور ساطع ہے اس وقت سمجھ جاتے تھے۔ کہ وہ نور آثار نور جمال سیدہؑ ہے۔ اور وہ نور ہمیشہ جبین مبین فاطمہؑ میں تھا۔ یہاں تک کہ جناب امام حسنؑ متولد ہوئے۔ اور وہ نور پیشانی امام حسنؑ میں منتقل ہوا۔ بعد اس کے پیشانی مبارک امام حسینؑ میں رہا۔ اور ہمیشہ وہ نور ہمارے ساتھ ہے اور ایک امام سے دوسرے امام میں تا روز قیامت منتقل ہوتا رہے گا۔ ایضاً بسند معتبر روایت کی ہے جناب صادقؑ سے وجہ تسمیہ زہرا دریافت کی۔ حضرت نے فرمایا۔ حق تعالیٰ نے اپنے نور عظمت سے ان کو پیدا کیا۔ جب اس نور کو پیدا کیا۔ جمیع آسمان و زمین اس نور سے روشن اور دیدہ ہائے ملائکہ خیرہ ہو گئے۔ اور سب کے سب سجدۂ حق تعالیٰ میں جھک گئے۔ اور عرض کی اے ہمارے رب اور اے بزرگ یہ نور کیا ہے۔ حق تعالیٰ نے ان کو وحی فرمائی یہ نور وہ نور ہے۔ جس کو میں نے اپنے نور سے پیدا کیا۔ اور آسمان پر رکھا ہے اور اپنی عظمت سے میں نے اس کو پیدا کیا ہے۔ اور اس کو اس پیغمبر کے شکم سے ظاہر کروں گا۔ جو سب پیغمبروں سے افضل ہے۔ اور اس نور سے پیشوایان دین کو پیدا کروں گا۔ کہ میرے امر کو قائم کریں گے۔ اور میرے دین حق پر لوگوں کو ہدایت کریں گے۔ اور ان کو زمین پر بعد منقطع ہونے وحی کے اپنا خلیفہ کروں گا۔ ایضاً بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب فاطمہؑ کا نام زہرا اس لئے رکھا کہ جب محراب عبادت میں کھڑی ہوتیں تھیں ان کا نور اہل آسمان کو روشنی بخشتا تھا۔ جس طرح ستارے اہل زمین کو روشن کرتے ہیں۔

بیان معنی فاطمہؑ۔ ایضاً۔ بسند معتبر جناب موسیٰؑ بن جعفرؑ سے روایت ہے کہ حق تعالیٰ کو معلوم ہے۔ کہ حضرت رسولؐ اکثر قبائل سے رشتگاری کریں گے۔ اور ان میں سے ہر ایک طمع خلافت کرے گا۔ لہٰذا جب جناب

فاطمہؑ پیدا ہوئیں۔ ان کا نام فاطمہؑ رکھا۔ اس لئے کہ خبر دے خلافت بعد رسولؐ اسکے شوہر اور فرزندوں میں ہے اور بوجہ ولادت فاطمہؑ طمع خلافت اور دل سے منقطع ہو گئی۔ اس لئے کہ فاطمہؑ مشتق فطم سے ہے اور فطم کے معنی قطع و بریدگی ہیں۔ ایضاً۔ بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے۔ جب جناب سیدہؑ پیدا ہوئیں۔ حق تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا۔ کہ حضرت رسولؐ کی زبان پر اس نے جاری کیا۔ کہ جناب سیدہؑ کا نام فاطمہؑ رکھیں پس حق تعالیٰ کی جانب سے اس فرشتے نے خطاب کیا۔ تم کو جہل سے بسوئے علم میں نے علیحدہ کیا۔ اور تم کو حائض ہونے سے باز رکھا پس جناب محمد باقرؑ نے فرمایا۔ قسم بخدا۔ حق تعالیٰ نے روز الست سے فاطمہؑ کو مخصوص کیا۔ اور کثافتہائے عیون اور آلودگیہائے دیگر سے محفوظ فرمایا۔ اور احادیث متواترہ میں بطریق شیعہ و سنی روایت ہے کہ سیدہؑ کو اس واسطے فاطمہؑ کہا۔ کہ حق تعالیٰ نے جناب فاطمہؑ اور جمیع شیعان فاطمہؑ کو آتش جہنم سے جدا کر دیا۔ اور ابن بابویہؒ بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جناب فاطمہؑ بروز قیامت جہنم کے کنارے کھڑی ہونگی اور اس روز ہر ایک شخص کے دو آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا۔ کہ مومن ہے یا کافر۔ اس دن ایک محب اہل بیت کو جس نے بہت گناہ کئے ہونگے حکم ہوگا اس کو جہنم میں ڈال دو۔ اور جب اس کو جناب فاطمہؑ کے پاس لے جائیں گے۔ جناب فاطمہؑ اس کی پیشانی میں پڑھیں گی کہ وہ محب آنحضرتؐ ہے۔ اور ذریت آنحضرتؐ سے ہے۔ اس وقت جناب فاطمہؑ فرمائیں گی۔ اے خدا اور اے میرے سید تو نے میرا نام فاطمہؑ رکھا۔ اور مجھ سے وعدہ کیا۔ کہ میرے سبب سے میرے دوستوں کو آتش جہنم سے آزاد کرے گا۔ اور وعدہ تیرا حق ہے اور تو خلاف وعدہ نہیں کرتا۔ حق تعالیٰ فرمائے گا۔ اے فاطمہؑ تو نے سچ کہا۔ میں نے تیرا نام فاطمہؑ رکھا۔ جو شخص تجھے اور تیری ذریت سے اماموں کو دوست رکھے۔ اور تیری اور تیری ذریت کے موالیوں سے ہو۔ اس کو میں نے آتش جہنم سے قطع کیا۔ اور جدا کیا۔ اور میرا وعدہ حق ہے اور میں خلاف وعدہ نہیں کرتا۔ مگر اس بندہ کو جہنم میں لے جانے کے واسطے اس لئے میں نے حکم دیا تھا کہ تو اس کی شفاعت کرے اور اس کے حق میں تیری شفاعت قبول کروں کہ تیری قدر و منزلت۔ ملائکہ۔ انبیاءؑ رسل اور اوصیاء پر ظاہر ہو۔ اے فاطمہؑ تو جس کی پیشانی پر مومن لکھا دیکھ اس کا ہاتھ پکڑ اور داخل بہشت کر۔ ایضاً۔

تفسیر فاطمہؑ و بتولؑ و زہراؑ۔ بسند معتبر روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ سے پوچھا جناب فاطمہؑ کا نام آپ نے بتولؑ کس نے رکھا۔ حضرت نے فرمایا۔ اس لئے کہ جو خون ماہواری عورتیں دیکھتی ہیں وہ نہیں دیکھتی اور خون دیکھنا دختران پیغمبر میں نازیبا ہے اور دوسری روایت میں حضرت رسولؐ سے منقول ہے کہ فاطمہؑ میں مثل اور عورتوں کے کثافت نہیں۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ حضرت امام حسن عسکریؑ سے سوال کیا۔ کہ جناب فاطمہؑ کا زہرا کس لئے نام رکھا۔ فرمایا۔ اس لئے کہ روئے انور جناب فاطمہؑ جناب امیرؑ کے لئے اوّل روز مثل آفتاب اور وقت زوال مانند ماہ منیر اور قریب غروب آفتاب مانند ستارۂ روشن تاباں ہوتا تھا۔ ایضاً۔ روایت کی ہے جناب صادقؑ سے پوچھا گیا۔ کہ جناب فاطمہؑ کو زہرا کیوں کہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اس لئے۔ کہ جناب فاطمہؑ کے لئے

بہشت میں ایک قبہ یاقوت سُرخ کا ہے۔ بلندی اس قبہ کی ایک سالہ راہ ہے۔ اور بقدرت حق تعالیٰ وہ قبہ ہوا میں کھڑا ہے نہ اُوپر سے کسی چیز میں ٹنگا ہے اور نہ نیچے کوئی ستون ہے۔ کہ اس پر قائم رہے اور اس قبہ کے ہزار دروازے ہیں۔ اور ہر ہر دروازے پر ہزار ہزار فرشتے کھڑے ہیں۔ اور اہل بہشت اس قبہ کو اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح تم لوگ ستاروں کو آسمان پر دیکھتے ہو پس کہتے ہیں۔ یہ قبہ زہرا اور نورانی سیدہ نساء ہے۔ دیلمی نے کتاب ارشاد القلوب میں سلمان فارسی سے روایت کی ہے کہ ایک دن جناب رسولِ خداؐ مسجد میں بیٹھے تھے ناگاہ عباس حضرت کے چچا آئے اور سلام کیا۔ حضرت نے سلام کا جواب دیا۔ اور ان کو مرحبا کہا۔ عباس نے کہا۔ مجھ پر علیؑ ابن ابی طالب نے کس مرتبہ سے فضیلت پائی۔ اور حالانکہ اصل ہماری ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے چچا واضح ہو حق تعالیٰ نے مجھے اور علیؑ کو اس وقت پیدا کیا جب آسمان نہ تھا نہ زمین نہ بہشت نہ دوزخ نہ لوح نہ قلم، اور جب حق تعالیٰ نے چاہا۔ ہم کو پیدا کرے۔ ایک کلمہ سے کلام فرمایا اس سے نور پیدا ہوا پھر دوسرا کلمہ فرمایا۔ اس سے روح پیدا ہوئی۔ اس وقت اس نور کو اس روح سے مزدوج کر کے مجھے اور علیؑ کو پیدا کیا۔ بعد اس کے میرے نور سے عرش کو پیدا کیا۔ اور میں عرش سے بزرگ تر ہوں۔ اور علیؑ کے نور سے آسمانوں کو پیدا کیا۔ پس علیؑ آسمانوں سے جلیل تر ہے اور بزرگ تر ہے اور نور حسنؑ سے نور آفتاب اور نور حسینؑ سے نور ماہتاب کو پیدا کیا۔ حسنینؑ ماہتاب و آفتاب سے بزرگ تر ہیں۔ اس وقت ملائکہ حق تعالیٰ کی تسبیح کرتے اور کہتے سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ۔ کس قدر یہ نور حق تعالیٰ کے نزدیک بزرگ و گرامی ہیں۔ جب حق تعالیٰ نے چاہا۔ کہ ملائکہ کا امتحان کرے۔ ان پر ابر تاریک نازل کیا۔ اور اس ابر نے ان کو اس قدر گھیر لیا۔ کہ ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکتے تھے۔ ملائکہ نے عرض کی۔ بارالٰہا۔ اور اے خدا و ند و سیدو بزرگ ہمارے جس روز سے تو نے ہم کو پیدا کیا۔ اب تک ایسی حالت ہم نے نہیں دیکھی تجھ سے بتصدق ان انوار کے ہم سوال کرتے ہیں کہ اس ظلمت کو ہم سے دُور فرمادے۔ پس حق تعالیٰ نے جناب فاطمہؑ کا نور مانند ایک قندیل کے پیدا کیا۔ اور عرش کے کنارے ٹنگا دیا۔ اور اُس نور سے آسمان ہائے ہفتگانہ اور طبقات زمین روشن ہوگئے۔ اس سبب سے جناب فاطمہؑ کا نام زہراؑ رکھا۔ ملائکہ نے تسبیح و تقدیس کی اور حق تعالیٰ نے فرمایا۔ میں اپنی عزت و جلال کی قسم کھاتا ہوں۔ کہ تمہاری تسبیح و تقدیس کا ثواب تا روز قیامت میں نے محبان و دوستانِ فاطمہؑ اور اس کے شوہر اور اس کے فرزندوں کے لئے مقرر کیا۔

بیان کنیت ہائے جناب سیدہؑ

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے۔ کہ کنیت ہائے جناب سیدہؑ ام الحسن۔ ام الحسین وام المحسن وام الائمہ وام ابیہا تھیں اور نام آپ کے فاطمہؑ بتول محدثہ۔ مکرمہ۔ حصان و حرہ و سیدہ و عذرا و زہرا و حورا و مبارکہ و طاہرہ و ذکیہ و راضیہ۔ مرضیہ و مریم الکبریٰ و صدیقۃ الکبریٰ ہیں۔

فصل تیسری

بیان فضائل و مناقب سیّدہؑ

فضائل و مناقب اور بعض احوال و معجزات جناب فاطمہؑ کا بیان۔ شیخ مفیدؒ اور شیخ ابن بابویہؒ وغیرہ نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ حق تعالیٰ فاطمہؑ کے غضب سے غضبناک اور فاطمہؑ کی خوشنودی سے خوشنود ہوتا ہے۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر حضرت موسیٰ بن جعفرؑ سے روایت کی ہے۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ حق تعالیٰ نے عورتوں میں سے چار عورتوں کو منتخب کیا اور مقرب فرمایا۔ مریم۔ آسیہ۔ خدیجہ۔ فاطمہ۔ ایضاً بسند معتبر امام رضاؑ سے روایت ہے۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ کہ حسنین جمیع اہل زمین سے میرے بعد اور اپنے ماں باپ کے بعد بہتر ہیں۔ اور ان کی ماں بہترین زنان اہل زمین ہے۔ ابن بابویہؒ نے بطریق مخالفان مادر انس بن مالک سے روایت کی ہے۔ کہ جناب سیدہؑ نے ہرگز خون حیض و نفاس نہیں دیکھا۔ ایضاً بسند صحیح روایت کی ہے۔ جناب صادقؑ سے سوال کیا۔ کہ جناب رسول خداؐ نے جو فرمایا ہے کہ فاطمہؑ بہترین اہل بہشت ہے آیا اپنے زمانے میں بہترین زنان ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ مریمؑ اپنے زمانے میں بہترین زنان تھیں اور جناب فاطمہؑ بہترین زنان اہل بہشت اولین و آخرین ہیں پھر پوچھا۔ کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ حسنینؑ بہترین جوانان اہل بہشت ہیں۔ آیا ایسا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ قسم بخدا حسنینؑ بہترین جوانان بہشت گذشتگان و

سیدہؑ کا زیور راہِ خدا میں دینا

آئندگان ہیں۔ ایضاً معتبر روایت کی ہے۔ جب رسول خداؐ کسی سفر سے مراجعت فرماتے۔ پہلے اپنی دختر جناب سیدہؑ کے گھر تشریف لاتے اور مدت تک تشریف رکھتے تھے۔ بعد اپنی بیویوں کے گھر جاتے تھے پس حضرت کسی سفر میں تھے۔ اور جناب سیدہؑ نے دو کنگن اور طوق اور گوشوارے چاندی کے بنوائے اور دروازہ پر پردہ چھوڑ دیا۔ حضرت سفر سے واپس تشریف لائے۔ اور جناب فاطمہؑ کے گھر میں آئے۔ اور اصحاب دروازہ پر ٹھہرے۔ جب حضرت نے اندر جاکر ملاحظہ فرمایا۔ غصہ میں باہر تشریف لائے اور مسجد میں قریب ممبر بیٹھ گئے۔ جناب سیدہؑ کو گمان ہوا۔ کہ اس زینت کی وجہ سے حضرت ناراض ہوئے۔ یہ کہکر طوق اور کنگنوں کو اُتار ڈالا۔ اور پردہ اُٹھا دیا۔ اور زیور حضرت پاس بھیج دیا۔ اور کہلا بھیجا۔ حضرت سے عرض کرنا۔ آپ کی بیٹی سلام عرض کرتی ہے اور کہتی ہے اس زیور کو راہ خدا میں دیجئے جب حضرت پاس وہ زیور لائے۔ حضرت نے تین مرتبہ فرمایا۔ جو میں چاہتا تھا ویسا ہی فاطمہؑ نے کیا۔ باپ اس پر سے قربان دنیا محمدؐ اور آل محمدؐ کے لئے نہیں۔ اور اگر دنیا خوبی و عمدگی میں پر پشہ کے برابر ہوتی خدا دنیا میں ایک کافر کو بھی پانی کا گھونٹ نہ دیتا۔ یہ فرماکر حضرت اُٹھے اور جناب فاطمہؑ کے گھر تشریف لائے۔ ایضاً۔ بسند معتبر جناب صادقؑ سے

روایت کی۔ ایک روز جناب فاطمہؑ نے جناب رسول خداؐ سے پوچھا۔ اے پدر بزرگوار بروز قیامت میں آپ سے کہاں ملاقات کروں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ قریب دروازہ بہشت جس وقت کہ علم حمد میرے ہمراہ ہو۔ اور اپنی امت کی شفاعت اپنے پروردگار سے کروں۔ جناب سیدہؑ نے کہا۔ اگر وہاں آپ سے ملاقات نہ ہو۔ تو پھر کہاں ڈھونڈوں۔ حضرت نے فرمایا۔ نزدیک حوض کوثر جس وقت اپنی امت کو حوض کوثر سے سیراب کرتا ہوں۔ جناب سیدہؑ نے کہا۔ اگر وہاں بھی آپ کو نہ پاؤں تو کہاں ڈھونڈوں۔ حضرت نے فرمایا۔ قریب صراط جس وقت اپنے پروردگار سے مناجات کرتا ہوں۔ پروردگارا میری امت کو صراط سے سلامت اُتار دے۔ جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ اگر وہاں بھی آپ کو نہ پاؤں تو کہاں ملاقات کروں۔ حضرت نے فرمایا۔ نزدیک میزان کے ملوں گا جس وقت کہ پروردگار اپنے سے عرض کرتا ہوں۔ کہ خداوندا میری امت کو عذاب سے سالم رکھ۔ جناب فاطمہؑ نے کہا۔ اگر وہاں بھی نہ پاؤں تو کہاں تلاش کروں۔ حضرت نے فرمایا۔ جہنم کے کنارہ پر ملوں گا جس وقت کہ وہاں پر کھڑا ہو کر شرار اور شعلہ ہائے آتش کو اپنی امت سے منع کروں گا۔ پس جناب فاطمہؑ ان باتوں کو سننے سے خوش ہوگئیں۔ ایضاً۔ بسند معتبر

سیدہؑ کا گردن بند دینا حضرت امام موسیٰؑ سے روایت کی ہے ایک روز جناب رسول خداؐ جناب فاطمہؑ کے گھر میں تشریف لائے اور جناب سیدہؑ کی گردن میں ایک گردن بند دیکھا پس روئے مبارک پھیر لیا۔ جب جناب سیدہؑ نے جانا۔ کہ حضرت نے گردن بند دیکھ کر منہ پھیر لیا۔ اس کو توڑ کر پھینک دیا۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ تو مجھ سے ہے۔ ناگاہ ایک سائل نے سوال کیا۔ جناب سیدہؑ نے وہ گردن بند اس کو دے دیا۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ غضب خدا غضب رسولؐ اس پر شدید ہے جو میرا خون بہائے اور مجھ کو میری عترت میں آزار دے۔ شیخ مفیدؒ و شیخ طوسیؒ نے بطریق اہل سنت روایت کی ہے۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ فاطمہؑ میری پارہ تن ہے جس نے اس کو خوش کیا۔ اس نے مجھ کو خوش کیا۔ اور جس نے اس کو آزار و صدمہ دیا۔ اس نے مجھ کو آزار و صدمہ دیا۔ فاطمہؑ میرے نزدیک عزیز ترین مردم ہے۔ ایضاً۔ بطریق اہل سنت عائشہ سے روایت کی ہے کوئی مردوں میں سے حضرت رسولؐ کے نزدیک محبوب مثل علیؑ ابن ابی طالب زیادہ اور عورتوں میں سے محبوب فاطمہؑ سے زیادہ نہ تھی۔ عائشہ سے روایت ہے۔ کہ ایک دن جناب رسول خداؐ

فضیلت زہرا بر عالمین بیٹھے تھے۔ اور جناب فاطمہؑ حضرت کے پاس تشریف لائیں۔ اور مثل رفتار حضرت رسولؐ راہ چلتی تھیں۔ جب حضرت کی نظر ان پر پڑی۔ دو مرتبہ فرمایا۔ مرحبا میری دختر کو پس فرمایا۔ اے فاطمہؑ آیا راضی نہیں ہے کہ جب بروز قیامت آئے تو بہترین زنان مومنان یا بہترین زنان امت ہو۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر ابن عباس سے روایت کی ہے۔ ایک دن حضرت بیٹھے تھے اور جناب امیرؑ و جناب سیدہؑ و حسنینؑ بھی حضرت پاس بیٹھے تھے۔ حضرت نے فرمایا۔ خداوندا تو جانتا ہے یہ میرے اہل بیت میرے نزدیک

گرامی ترین مردم ہیں۔ جو ان کو دوست رکھے تو ان کو دوست رکھ اور جو ان کو دشمن رکھے تو بھی ان کو دشمن رکھ۔ اور جو ان کی اعانت کرے تو بھی ان کی اعانت کر اور ان کو ہر شک و شبہ سے مطہر اور ہر گناہ سے معصوم کر اور ان کی تقویت روح القدس اور اپنی جانب سے فرما۔ یہ کہکر حضرتؐ نے فرمایا۔ یا علیؑ تم پیشوا میری امت کے اور میری امت میں بعد میرے خلیفہ ہو۔ اور تم ہی مومنوں کو بہشت کی جانب کھینچ لے جانے والے ہو۔ اور گویا میں اپنی فاطمہؑ کو دیکھ رہا ہوں۔ کہ صحرائے محشر میں ایک ناقہ نور پر سوار آئے اور داہنے بائیں آگے پیچھے اس کے ستر ہزار فرشتے ہیں اور میری زنان امت کو اپنے پیچھے بہشت میں لے جائے۔ پس جو عورت رات دن میں پانچ نمازیں ادا کرے اور ماہ مبارک رمضان کے روزے رکھے اور خانۂ خدا کا حج کرے۔ اور اپنے مال کی زکوٰۃ دے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے اقرار امامت کا علی ابن ابی طالب میرے بعد کرے میری فاطمہؑ کی شفاعت سے داخل بہشت ہوگی۔ بتحقیق میری بیٹی بہترین زنان عالمیان ہے۔ لوگوں نے عرض کی۔ آیا یا حضرت فاطمہؑ اپنے زمانے میں بہترین زنان ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ وہ مریمؑ دختر عمران ہے کہ اپنے زمانے کی عورتوں سے بہتر تھی۔ لیکن میری بیٹی بہترین زنان عالمیان گذشتگان و آئندگان ہے اور جب محراب عبادت میں کھڑی ہوتی ہے ستر ہزار ملائکہ مقربین اس کو سلام کرتے ہیں اور اس کے لئے ندا کرتے ہیں۔ وہ ندا جو دختر عمران مریمؑ کے لئے کرتے تھے۔ اور وہ فرشتے کہتے ہیں۔ یا فاطمۃ ان اللہ اصطفاک وطہرک واصطفک علی نساء العالمین اے فاطمہؑ بدرستیکہ حق تعالیٰ نے تجھ کو برگزیدہ کیا۔ اور مطہر و پاکیزہ کیا۔ اور تجھے زنان عالمیان پر اختیار کیا۔ پھر جناب امیرؑ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا۔ اے علیؑ فاطمہؑ میری پارہ تن اور نور دیدہ اور میوہ دل ہے جو اسے آزردہ کرے اس نے مجھے آزردہ کیا۔ اور جو اس کو شاد کرے اس نے مجھے شاد کیا۔ اور سب سے پہلے جو میرے اہل بیت میں مجھ سے ملحق ہوگا۔ وہ فاطمہؑ ہے۔ اے علیؑ میرے بعد اس سے نیک سلوک کرنا لیکن حسنینؑ کو یہ میرے فرزند ہیں۔ اور میرے باغ کے دو پھول ہیں۔ اور بہترین جوانان بہشت ہیں۔ لازم ہے کہ ان کو مثل کان آنکھ کے گراں و عزیز رکھنا۔ بعد اس کے حضرت نے ہاتھ آسمان کی جانب بلند کیا۔ اور فرمایا۔ خداوندا میں تجھے گواہ کرتا ہوں۔ میں اس کو دوست رکھتا ہوں جو انہیں دوست رکھے اور ان کو دشمن رکھتا ہوں جو ان کو دشمن رکھے۔ اور جو ان سے برسر صلح ہو میں ان سے برسر صلح ہوں۔ اور جو ان سے برسر جنگ ہے۔ میں ان سے برسر جنگ ہوں۔ ایضاً بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت ہے۔ کہ دختر پیغمبر حائضہ نہیں ہوا کرتی۔ اور بتحقیق حیض عورتوں کے لئے عقوبت ہے اور پہلے جو نیک عورتوں میں سے حائض ہوئیں وہ سارہ تھیں۔ شیخ طوسیؒ نے بسند عائشہ سے روایت کی وہ فرماتی ہیں۔ میں نے کسی کو رفتار اور بات چیت میں جناب فاطمہؑ کو رسول خداؐ سے مشابہ زیادہ نہیں دیکھا۔ اور جناب فاطمہؑ حضرت پاس آتی تھیں۔ حضرت مرحبا فرماتے تھے اور سیدہؑ کے ہاتھ چومتے اور اپنی جگہ بٹھاتے تھے۔

اور جب حضرتؐ خود فاطمہؑ کے گھر تشریف لے جاتے۔ فاطمہؑ اُٹھ کھڑی ہوتیں اور حضرتؐ کا استقبال کرتیں اور مرحبا کہتی اور حضرتؐ کا ہاتھ چومتی۔ جب مرض وفات حضرت رسولؐ آیا۔ آنحضرتؐ کے پاس آئیں۔ اور حضرت نے پنہان سے راز کہے۔ جناب سیدہؑ رونے لگیں۔ اس کے بعد ایک راز کہا۔ اس کو سُن کر جناب سیدہؑ خوش ہوگئیں۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ میں فاطمہؑ کو اور عورتوں سے بہتر جانتی تھی۔ اب معلوم ہوا۔ وہ بھی مثل اور عورتوں کے ہیں۔ جلد رونے اور ہنسنے لگتی ہیں۔ پس میں نے فاطمہؑ سے رونے اور ہنسنے کا سبب دریافت کیا۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ میں افشائے راز نہ کرونگی۔ جب حضرت رسولؐ نے دنیا سے رحلت فرمائی پھر میں نے اس راز کو پوچھا۔ جناب سیدہؑ نے کہا۔ اوّل مرتبہ حضرت نے اپنے انتقال کی خبر دی۔ میں رونے لگی اور بعد اس کے فرمایا۔ میرے اہل بیت میں سب سے پہلے تو مجھ سے ملحق ہوگی۔ اس کے سُننے سے میں ہنسنے لگی۔ علیؑ بن ابراہیم نے روایت کی کہ حضرت نے فرمایا۔ جو شخص صدمہ و آزار فاطمہؑ کو میری حیات میں دے۔ ایسا ہے کہ گویا اس نے اس کو بعد میری وفات کے آزار دیا۔ اور جو فاطمہؑ کو میری وفات کے بعد آزار دے۔ اس طرح ہے گویا اس کو میری حیات میں آزار دیا جس نے اس کو ایذا دی۔ اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے خدا کو ایذا دی۔ اور حق تعالیٰ نے درباب ایذا و آزار جناب امیرؑ و فاطمہؑ یہ آیہ نازل فرمایا ہے۔ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لھم عذابا مھین تحقیق جو لوگ خدا و رسول کو ایذا دیتے ہیں۔ خدا نے ان پر دُنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے اور ان کے لئے عذاب خوار کنندہ مقرر کیا۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر روایت کی حضرت رسولؐ نے وصیت فرمائی۔ اے علیؑ حق تعالیٰ کے علم کامل نے مخلوق کے احوال پر احاطہ فرمایا۔ اور مجھے مردان عالمیان سے برگزیدہ کیا۔ پھر جمیع مردانِ عالمیان پر تمہارے فرزندان اماماں کو میرے اور تمہارے بعد اختیار کیا۔ پھر فاطمہؑ کو جمیع زنانِ عالمیان سے برگزیدہ فرمایا۔ ایضاً بسند ہائے معتبر حضرت رسولؐ سے روایت ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ فاطمہؑ مجھ سے ایک شاخ ہے۔ جو کوئی اسے ایذا دیتا ہے مجھ کو ایذا دیتا ہے۔ اور جو اسے شاد کرتا ہے مجھ کو شاد کرتا ہے اور بتحقیق حق تعالیٰ فاطمہؑ کے غضب پر غضب کرتا ہے اور خوشنودی فاطمہؑ سے خوشنود ہوتا ہے۔ اور صحیفۃ الرضا میں اسماء بنت عمیس سے روایت کی ہے ایک دن جناب رسول خداؐ جناب فاطمہؑ کے گھر تشریف لائے اور فاطمہؑ کی گردن میں گردن بند سونے کا دیکھا۔ کہ جناب امیرؑ جناب فاطمہؑ کے لئے مالِ غنیمت سے لائے تھے۔ پس حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ تجھے لوگ فریب نہ دیں۔ اور یہ نہ کہیں۔ فاطمہؑ محمدؐ کی بیٹی ہے اور جباروں کا لباس پہنے ہے یہ سُن کر جناب سیدہؑ نے وہ گردن بند اُتار ڈالا۔ اور بیچ کر غلام خریدا اور آزاد کر دیا۔ یہ دیکھ کر حضرت خوش ہو گئے قطب راوندیؒ نے روایت کی ہے ایک روز حضرت رسولؐ بیٹھے تھے۔ جناب فاطمہؑ تشریف لائیں۔ اور رنگ جناب فاطمہؑ کا

فاقوں سے متغیر ہو گیا تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ قریب آ۔ جب فاطمہؑ قریب گئیں۔ حضرت رسولؐ نے دست مبارک سینۂ فاطمہؑ پر رکھا۔ اور اس وقت جناب سیدہؑ بچہ تھیں۔ پس فرمایا۔ خداوندا اے بھوکوں کے سیر کرنے والے اور اے زیر دستوں کے بلند کرنے والے فاطمہؑ کو بھوکا نہ رکھ۔ جب حضرت کی دعا ختم ہوئی۔ میں نے دیکھا۔ جناب سیدہؑ کا زرد رنگ سُرخ ہو گیا۔ اور اس درجہ سُرخ ہوا۔ کہ گویا خون چہرۂ مبارک پر جاری تھا۔ جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ بعد اس کے مجھے ہرگز بھوک نہیں لگی۔ ایضاً۔ بسند معتبر جابرؓ انصاری سے روایت ہے کہ حضرت کو چند روز کھانا ممکن نہ ہوا۔ اور بھوک نے غلبہ کیا۔ حجرہ ہائے زنان میں تلاش کیا۔ وہاں بھی نہ پایا۔ پس حجرہ طاہرہ جناب فاطمہؑ میں تشریف لائے فرمایا۔ اے بیٹی کچھ کھانا تیرے پاس ہے۔ میں اسے کھاؤں اس لئے کہ بھوک نے مجھ پر غلبہ کیا ہے۔ جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ بخدا سوگند میری جان آپ پر سے قربان کچھ کھانا میرے پاس نہیں ہے۔ جب حضرت رسولؐ جناب سیدہؑ کے گھر سے باہر تشریف لائے۔ اس وقت جناب فاطمہؑ کی ایک کنیز دو روٹیاں اور گوشت بطور ہدیہ لائی۔ جناب سیدہؑ نے اس سے لے لیا۔ اور کاسہ نیچے رکھ کر اس پر کپڑا ڈال دیا۔ اور فرمایا قسم بخدا۔ میں حضرت رسولؐ کو اپنے اور اپنے فرزندوں پر مقدم جانتی ہوں۔ اس وقت سب بھوکے تھے۔ پس امام حسنؑ و امام حسینؑ کو بھیج کر حضرت رسولؐ کو طلب کیا۔ جب حضرت تشریف لائے۔ جناب سیدہؑ نے کہا۔ اے پدر بزرگوار بعد آپ کے تشریف لے جانے کے حق تعالیٰ نے طعام میرے لئے بھیجا۔ اور میں نے آپ کے لئے اپنے فرزندوں سے چھپا رکھا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے دختر لے آ۔ جب حضرت فاطمہؑ نے کاسہ کھولا۔ بقدرت حق تعالیٰ وہ کاسہ گوشت اور روٹی سے بھر گیا تھا۔ جناب فاطمہؑ نے ملاحظہ فرمایا۔ متحیر و متعجب ہوئیں اور جانا کہ حق تعالیٰ نے کاسہ بھر دیا ہے۔ یہ دیکھ کر حمد الٰہی بجا لائیں اور حضرت پر درود بھیجا۔ اور وہ طعام حضرت پاس لائیں۔ جب حضرت نے وہ کاسہ طعام سے بھرا دیکھا۔ حق تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ اور پوچھا۔ اے فاطمہؑ کہاں سے یہ کھانا لائیں۔ فاطمہؑ نے عرض کیا۔ حق تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ کیونکہ خدا چاہتا ہے جسے بے حساب روزی دیتا ہے۔ حضرت رسولؐ نے جناب امیرؑ کو طلب فرمایا۔ اور حضرت رسولؐ و جناب امیرؑ جناب سیدہؑ حسنینؑ اور جمیع آنحضرتؐ نے وہ کھانا نوش فرمایا۔ اور سیر ہو گئے۔ جناب فاطمہؑ فرماتی ہیں وہ کاسہ بدستور بھرا ہوا تھا۔ اور کچھ کم نہ ہوا تھا۔ یہاں تک کہ میں نے سب ہمسایوں کو اس کھانا سے سیر کیا۔ اور حق تعالیٰ نے اس میں بے حد خیر و برکت و کرامت فرمائی۔ ایضاً۔ جناب صادقؑ سے روایت ہے جب خدیجہؓ نے دار فنا سے رحلت فرمائی۔ جناب سیدہؑ اپنے پدر بزرگوار پاس مضطر و بیقرار آئیں اور پوچھتی تھیں۔ اماں کہاں ہیں۔ حضرت جواب نہ دیتے تھے اور سیدہؑ ہمیشہ یہی دریافت فرماتی تھی۔ اور گھر والوں سے بھی پوچھتی تھی۔ میری اماں کہاں ہیں اور جناب رسول خداؐ خیر انتقال نہ دیتے تھے۔ ناگاہ جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا۔ آپ کا پروردگار آپ کو حکم فرماتا ہے کہ ہمارا سلام

فاطمہؑ سے کہو۔ اور کہو تیری ماں خانہ ہائے بہشت سے ایک گھر میں ہے۔ جس کو قصب سے بنایا ہے اور قصب سونے میں نصب کیا ہے اور اس کے ستون یاقوت سُرخ کے ہیں۔ اور اس قصر میں آسیہ زن فرعون۔ مریم دختر عمران بھی ہے جناب فاطمہؑ نے یہ سُنا۔ فرمایا حق تعالیٰ تمام عیبوں اور نقصوں سے سالم ہے اور سلامتی اسی میں ہے اور تحقیق اسی کی طرف پھرتی ہیں۔ ایضاً۔ روایت کی ہے جب جناب فاطمہؑ نے

حال ام ایمن خادمۂ سیدہؑ۔ رحلت فرمائی۔ ام ایمن خادمۂ جناب سیدہؑ نے قسم کھائی۔ میں مدینہ میں نہ رہوں گی۔ اس لئے جناب صدیقہ کی جگہ خالی نہیں دیکھ سکتی۔ پس مدینے سے متوجہ مکہ ہوئی۔ اثنائے راہ میں کسی منزل پر بعض منزلوں میں سے اس پر پیاس نے غلبہ کیا۔ اور جب پانی سے مایوس ہوئی۔ ہاتھ آسمان کی جانب اُٹھائے اور کہا خداوندا میں جناب فاطمہؑ کی خادمہ ہوں۔ کیا مجھے تشنگی سے ہلاک کر ڈالے گا۔ یہ کہنا تھا۔ کہ ایک ڈول آسمان سے اس کے لئے پانی کا زمین پر اُترا۔ اور ام ایمن نے وہ پانی پیا۔ اس کے بعد سات سال تک پانی پینے کی حاجت نہ ہوئی۔ لوگ اس کو کاموں کے لئے بہت گرمی کے ایام میں باہر بھیجتے تھے اور وہ پیاسی نہ ہوتی تھی۔ ایضاً۔ بسند معتبر روایت کی ہے۔ ایک دن سلمان فارسیؓ جناب سیدہؑ

بیان آسیہ گردانی جناب سیدہؑ۔ کے گھر میں اجازت لے کر آئے اور دیکھا۔ جناب فاطمہؑ چکی پیس رہی ہیں۔ دست مبارک زخمی ہے اور خون چوب آسیہ پر جاری ہے اور امام حسینؑ ایک طرف کو بھوک سے بلکتے اور روتے ہیں۔ سلمان نے عرض کی اے مخدومہ اے دختر رسول خداؐ آپ کے ہاتھ چکی سے زخمی ہو گئے ہیں۔ حالانکہ آپ کی کنیز فضہ بھی موجود ہے۔ یہ خدمت آپ اس سے کیوں نہیں لیتیں۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ اے سلمان حضرت رسولؐ نے مجھے وصیت فرمائی ہے کہ گھر کا کاروبار ایک دن فضہ کرے اور ایک دن میں کروں۔ کل فضہ کی باری تھی آج میری باری ہے۔ سلمانؓ نے عرض کی۔ میں آپ کا غلام اور آزاد کردہ ہوں۔ مجھے حکم دیجئے۔ میں امام حسینؑ کو بہلاؤں یا چکی پیسوں۔ جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ میں حسین کو ہر طرح بہلا سکتی ہوں۔ تم چکی پیسو۔ سلمانؓ نے تھوڑے جو پیسے۔ اور اذان نماز سُن کر مسجد میں گئے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے۔ جو کچھ دیکھا تھا۔ جناب امیرؑ سے بیان کیا۔ جناب امیرؑ سُن کر گریاں ہوئے اور گھر آئے اور پھر ہنستے مسجد میں تشریف لائے۔ جب حضرت رسولؐ نے ہنسنے کا حال پوچھا۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ یا حضرت جب میں گھر گیا۔ دیکھا فاطمہؑ آرام کر رہی ہیں۔ اور حسینؑ ان کے سینہ اقدس پر سو رہے ہیں۔ اور چکی بغیر اس کے کہ ہاتھ کسی کا دکھائی دے چل رہی ہے۔ حضرت یہ سُن ہنسنے لگے اور کہا۔ یا علیؑ کیا یہ تم کو معلوم نہیں کہ خدا کے چند فرشتے ایسے ہیں جو زمین پر پھرتے ہیں۔ اور تا روز قیامت محمدؐ و آل محمدؐ کی خدمت کرتے ہیں۔ ایضاً۔ بسند معتبر روایت کی ہے ابوذرؓ نے کہا۔ ایک دن حضرت رسولؐ نے مجھے جناب امیرؑ کے گھر بھیجا۔ کہ علیؑ کو بلا لاؤ۔ جب میں گھر میں گیا۔ اور آواز دی مجھے کسی نے جواب نہ دیا۔ اور میں نے دیکھا کہ چکی چل رہی ہے۔

اور کوئی چکی کے پاس نہیں۔ پس جناب امیرؑ حضرت رسولؐ پاس آئے۔ کوئی بات ایسی فرمائی کہ میں نہ سمجھا۔ میں
نے عرض کی یا حضرت جناب امیرؑ کے گھر میں نے دیکھا۔ کہ چکی خود بخود گھومتی ہے حالانکہ اس کے پاس
کوئی نہیں۔ اس سبب سے مجھے کمال تعجب ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا حق تعالیٰ نے دل اور جمیع اعضائے جسم میری دختر
کے ایمان اور یقین سے بھر دیئے ہیں۔ اور حق تعالیٰ اس کے ضعف سے واقف ہے۔ اس لئے اس کی اعانت و مدد
فرماتا ہے اس کے امور اور مہمات کی کفایت کرتا ہے۔ اے ابوذرؓ تم کو نہیں معلوم کہ حق تعالیٰ کے چند فرشتے
ایسے ہیں۔ جو محمدؐ و آل محمدؐ کی مدد و اعانت کرتے ہیں۔ کتاب کشف الغمہ و امالی شیخ و تفسیر فرات بن ابراہیم میں ابوسعید
خدری سے روایت کی ہے۔ ایک دن جناب امیرؑ نے جناب فاطمہؑ سے کچھ کھانا مانگا۔ اور کہا صرف احتیاج سے میں
چاشت کروں۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا قسم اس خدا کی جس نے میرے پدر بزرگوار کو گرامی کیا ہے اس وقت میرے
پاس کچھ نہیں ہے۔ جو تمہارے لئے لاؤں دو دن گذرے ہیں کہ کھانا نہ تھا۔ بغیر اس کھانے کے جو میں تمہارے لئے
اپنے اور اپنے بچوں سے بچا کر رکھ چھوڑتی تھی۔ اور تم کو اپنے اور اپنے فرزندوں پر مقدم جانتی تھی۔ جناب امیرؑ نے
فرمایا۔ تم نے دو دن تک مجھ سے کیوں نہ کہا۔ کہ گھر میں کھانا نہیں ہے۔ میں تمہارے لئے تلاش کرتا۔ جناب سیدہؑ
نے فرمایا۔ اے ابوالحسنؑ میں اپنے خدا سے شرم کرتی ہوں۔ کہ تم کو اس چیز کی تکلیف دوں جس پر تم قادر نہ ہو۔ پس
جناب امیرؑ، گھر سے باہر تشریف لائے اور اعتماد تمام و وثوق عظیم اپنے خدا پر فرما کر ایک دینار قرض کیا۔ اور چاہا
اپنے عیال کے لئے کھانا خریدیں۔ ناگاہ راستہ میں وقت شدت تمازت آفتاب مقداد سے ملاقات ہوئی۔ کہ حرارت
آفتاب سے مقداد کا سر جلا جاتا تھا۔ اور پاؤں بھنے جاتے تھے اور گرمی سے بہت متغیر تھا۔ جب جناب امیرؑ نے مقداد
کو دیکھا۔ پوچھا۔ اے مقداد اس گرمی میں اس وقت کیوں گھر سے باہر نکلے مقداد نے کہا۔ اے ابوالحسنؑ آپ
تشریف لے جایئے اور میرا حال نہ پوچھیئے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اے بھائی مجھے جائز نہیں۔ کہ تمہیں اس طرح دیکھوں اور
تمہارا حال نہ معلوم کروں۔ مقداد نے پھر عذر کیا۔ اور حضرت نے مبالغہ فرمایا۔ اس وقت مقداد نے عرض کی۔
بحق اس خدا کے جس نے محمدؐ کو پیغمبر اور تم کو وصی کیا ہے۔ میں گھر سے باہر نہیں آیا۔ مگر شدت گرسنگی سے اور اپنے
عیال کو بھوکا چھوڑ کر آیا ہوں۔ ان کے رونے سے مجھے تاب نہ رہی اور اس حال سے گھر سے باہر نکلا۔ جب جناب
امیرؑ مقداد کے حال سے مطلع ہوئے۔ رونے لگے۔ اور اس قدر روئے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی،
اور فرمایا اے مقداد بحق اس خدا کے جس کی تم نے قسم کھائی۔ میں بھی اس کام کے لئے باہر نکلا ہوں اور ایک دینار قرض لیا ہے۔
میں تمہیں اپنے نفس پر اختیار و ایثار کرتا ہوں۔ پس وہ دینار مقداد کو دیدیا۔ اور شرم سے گھر میں نہ گئے۔ مسجد میں تشریف لائے اور
نماز ظہر و عصر و مغرب و عشاء رسول خداؐ کے ہمراہ ادا کی۔ جب رسول خداؐ نماز سے فارغ ہوئے تو جناب امیرؑ کی طرف تشریف لائے جو صف
اوّل بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت نے اشارہ کیا اٹھو جناب امیرؑ اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت کے پیچھے چلے۔ جب دروازہ مسجد

کے قریب پہنچے اور حضرت کو سلام کیا۔ حضرت نے جواب سلام دیا۔ اور فرمایا اے علیؑ کچھ گھر میں موجود ہے میں چل کر کھاؤں۔ جناب امیر یہ سُن کر شرم سے چُپ ہو رہے۔ کچھ جواب نہ دیا۔ اور جناب رسولؐ وحی الٰہی سے جان چکے تھے۔ جو کچھ جناب امیرؑ پر اس روز گذرا تھا۔ اور حق تعالیٰ نے حکم کیا تھا۔ کہ آج کی رات علیؑ کے گھر افطار کرنا۔ جب حضرت نے جناب امیرؑ کو خاموش پایا۔ ارشاد کیا اے ابوالحسنؑ جواب کیوں نہیں دیتے۔ اگر انکار کردو میں پھر جاؤں یا اقرار کرو تمہارے ساتھ چلوں۔ جناب امیرؑ نے عرض کیا۔ حضرت! میں شرم سے جواب نہیں دے سکتا۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ اچھا آؤ چلیں۔ پس جناب کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور چل دیئے یہاں تک کہ جناب سیدہؑ کے گھر میں تشریف لائے اور سیدہؑ جائے نماز پر بیٹھی تھیں اور نماز سے فارغ ہو چکی تھیں۔ اور جناب سیدہؑ کے عقب ایک کاسہ کھانے سے بھرا رکھا تھا۔ اور بھاپ اس کھانے سے اُٹھ رہی تھی۔ جب جناب سیدہؑ نے حضرت رسولؐ کی آواز سُنی جائے نماز سے اُٹھ کر باہر تشریف لائیں۔ اور حضرت کو سلام کیا۔ جناب فاطمہؑ حضرت کے نزدیک عزیز ترین مردم تھیں۔ پس حضرت نے جواب سلام دیا۔ اور دست مبارک سر پر پھیرا۔ اور کہا۔ اے دختر کس حالت میں شام کی ہے۔ خدا تجھ پر رحم کرے۔ جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ بخیر و نیکی میں نے شام کی ہے پس حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ خدا تجھ پر رحمت نازل کرے۔ اور کچھ ہے میرے واسطے کھانا لا۔ میں کھاؤں۔ جناب سیدہؑ نے وہ کاسہ اُٹھایا۔ اور جناب رسولخداؐ اور جناب امیر کے سامنے رکھا۔ جب جناب امیرؑ نے وہ کھانا دیکھا۔ از روئے تعجب جناب فاطمہؑ کی طرف نظر کی۔ جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ سبحان اللہ از روئے تعجب مجھے آپ کیوں دیکھ رہے ہیں۔ کیا میں نے کوئی برائی کی ہے کہ باعث آپ کے غضب کا ہوئی۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اس سبب سے مجھے تعجب ہے تم نے آج قسم کھائی تھی کہ دو روز سے کھانا نہیں کھایا۔ اور نہ گھر میں کچھ کھانا موجود ہے۔ اور اب ایسا کھانا لائی ہو۔ یہ سُن کر جناب سیدہؑ نے جانب آسمان نظر کی۔ اور کہا۔ پروردگار آسمان و زمین جانتا ہے میں نے سچ قسم کھائی تھی۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ یہ کھانا کہاں سے لائی تھیں کہ اس کا خوشبو اور ذائقہ میں نے کہیں نہیں دیکھا۔ اور نہ کھایا ہے۔ یہ سُن کر جناب رسول خداؐ نے اپنا دست مبارک جناب امیرؑ کے دونوں شانوں کے درمیان رکھا اور فرمایا۔ اے علیؑ یہ عوض تمہارے اس دینار کا ہے جو تم نے مقداد کو دیا۔ اور یہ جزا تمہارے دینار کی خدا کی طرف سے ہے اور خدا جس کو چاہتا ہے بیحساب روزی دیتا ہے۔ یہ فرما کر حضرت رسولؐ رونے لگے۔ اور فرمایا حمد و سپاس اس خدا کی جس نے مجھ کو دنیا سے نہیں اُٹھایا۔ یہاں تک کہ اے علیؑ تم کو بمنزلہ زکریاؑ کر دیا۔ اور فاطمہؑ کو بمنزلہ مریمؑ دختر عمران کیا۔ اور عیاشی نے مثل اس قصہ کے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ اور اس کے آخر میں ہے۔ کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ اے علیؑ تمہاری اور فاطمہؑ کی مثال زکریاؑ اور مریمؑ کی مثال ہے۔ جس وقت ذکریاؑ مریمؑ پاس جاتے اور ان کے پاس کھانا دیکھتے۔ پوچھتے اے مریمؑ یہ کھانا نہ

کہاں سے تمہارے پاس آیا۔ مریمؑ کہتیں۔ خداوندعالم نے بھیجا ہے۔ بتحقیق خدا جس کو چاہتا ہے بیحساب روزی دیتا ہے۔ اور فرمایا۔ ایک مہینہ تک اس کاسہ میں سے کھایا اور کم نہ ہوا۔ اور وہ کاسہ اب میرے پاس ہے اور جناب صاحب الامر اس کاسہ میں سے کھانا کھائیں گے۔ ابن شہر آشوب اور قطب راوندی نے روایت کی ہے۔

منزلت و بزرگی جناب سیدہ کا ۔ ایک دن جناب امیرؑ کو قرض لینے کی ضرورت پیش آئی۔ اور چادر جناب فاطمہؑ کی ایک یہودی کے پاس گروی کی۔ بروایت ابن شہر آشوب اس یہودی کا نام زید تھا۔ اور وہ چادر بالوں کی تھی۔ پس چادر گرو فرما کر تھوڑے جَو اس یہودی سے لئے اور اس یہودی نے اس چادر کو لے جا کر کوٹھڑی میں رکھ دیا۔ جب رات ہوئی اور یہودی کی بی بی اس کوٹھڑی میں آئی۔ ایک نور اس چادر سے ساطع دیکھا۔ کہ اس نے تمام کوٹھڑی کو روشن کر دیا ہے۔ جب زن یہود نے وہ حالت عجیب و غریب مشاہدہ کی۔ اور اپنے شوہر پاس گئی۔ جو دیکھا تھا بیان کیا۔ وہ یہودی بھی اس نقل سے متعجب ہوا۔ اور بھول گیا۔ کہ چادر جناب سیدہؑ کی اس کوٹھڑی میں ہے۔ جب کوٹھڑی میں گیا۔ دیکھا کہ شعاع چادر خورشید فلک عصمت و طہارت ہے کہ اس کی شعاع نے مانند بدر منیر گھر روشن کر دیا۔ یہودی یہ دیکھ کر زیادہ متعجب ہوا۔ اور دونوں اپنے عزیزوں پاس گئے۔ اور اسی نفر یہود کو لائے اور برکت نورانی چادر جناب فاطمہؑ سے وہ سب بنور اسلام منور ہوئے۔ قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ گروہ یہود میں شادی رچی وہ یہود حضرت رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور کہا ہمارا آپ پر حق ہمسائیگی ہے۔ اب ہمارے یہاں شادی ہے۔ لہٰذا التماس ہے۔ جناب فاطمہؑ کو شادی میں ہمارے گھر بھیج دیجئے کہ ہمارا موجب مزید عزت و مکرمت و فرحت ہو۔ اور اس بارہ میں بہت اصرار کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ وہ علی ابن ابی طالب کی زوجہ ہے اور ان کے حکم میں ہے۔ یہودیوں نے عرض کی آپ علیؑ سے سفارش کر کے اجازت دلا دیجئے۔ اور غرض یہودیوں کی یہ تھی۔ کہ ان کی عورتوں نے خوب اچھی طرح بناؤ سنگار کیا تھا۔ اور زیور و جامہائے فاخرہ پہنے تھے۔ اور جناب فاطمہؑ کو اس وجہ سے بلایا۔ وہ پاجامہائے کہنہ ان کی شادی میں آئیں گی۔ اور موجب خواری و ذلت حضرت رسولؐ ہوگا۔ ناگاہ جبرئیلؑ نازل ہوئے اور زیور و جامہائے بہشت جناب سیدہؑ کے لئے لائے۔ اور جناب فاطمہؑ وہ زیور و جامہائے بہشت پہن کر یہودیوں کی شادی میں تشریف لے گئیں۔ جب زنان یہود نے وہ عمدہ زیور و جامہائے نفیس پہنے دیکھا۔ اور ان کے نور و ضیاء و صفا مشاہدہ کئے سب کے سب جناب فاطمہؑ پاس آئیں اور زمین پر گر کر پائے مبارک چومنے لگیں۔ ان میں سے بہت عورتیں بشرف اسلام مشرف ہوئیں۔ مؤلف فرماتے ہیں۔ یہ قصہ کتابوں میں اس سے بہت زیادہ مذکور ہے مگر چونکہ کتب معتبرہ میں اسی طرح مندرج ہے۔

تفسیر آیات سورہ رحمان ۔ میں نے بھی اس قدر لکھا۔ احادیث معتبرہ میں بطریق شیعہ و سنی جناب صادق اور علاوہ حضرت کے دیگر ائمہ طاہرین نے بھی آیہ مبارکہ مرج البحرین یلتقیان کی اس طرح روایت

کی ہے یعنی دو دریا کو مخلوط کیا۔ کہ آپس میں ملتے ہیں حضرت نے فرمایا۔ مراد اس سے دو دریائے علم ہیں۔ علیؑ اور فاطمہؑ کہ حق تعالیٰ نے ان دونوں کو باہم کیا۔ بینھما برزخ لا یبغیان۔ یعنی ان کے درمیان فاصلہ ہے۔ ایک دوسرے پر زیادتی نہ کریں اور وہ فاصلہ حضرت رسولؐ ہیں۔ کہ سبب الفتِ علیؑ و فاطمہؑ ہوئے۔ یخرج منھما اللؤلؤ والمرجان۔ ان دریاؤں سے مروارید و مرجان نکلتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ مروارید و مرجان سے مراد حسنؑ و حسینؑ ہیں۔ کہ ان دو دریائے علم سے ظاہر ہوئے۔ کتب معتبرہ اہل سنت میں باسانید بسیار حضرت رسولؐ مختار سے منقول ہے کہ حضرت نے فرمایا۔ تمام عالم کی عورتوں سے کوئی بہتر نہیں۔ مگر چار عورتیں مریمؑ دختر عمران۔ آسیہ زن فرعون۔ خدیجہؑ بنت خویلد اور فاطمہؑ دختر محمدؐ اور سب سے بہتر فاطمہؑ ہے۔ باسانید بسیار دیگر روایت میں ہے۔ بہترین زنان بہشت یہ چار عورتیں ہیں اور دوسری روایت میں بہترین زنان عالمیان یہ چار عورتیں ہیں۔ اور روایات متواترہ میں بطریق شیعہ و سُنی منقول ہے فاطمہؑ بہترین زنان اوّلین و آخرین ہیں۔ ایضاً۔ اہل سنت نے عائشہ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے جناب سیدہؑ سے فرمایا۔ اے فاطمہؑ بشارت ہو خدا نے تجھے زنانِ عالمیان سے برگزیدہ کیا ہے اور دوسری حدیث میں وارد ہے۔ بروز قیامت آسیہ و مریم دختران عمران و خدیجہ جناب فاطمہؑ کے آگے آگے مانند دربانوں اور خدمتگاروں کے چلیں گی۔ یہاں تک کہ داخل بہشت کریں۔ ایضاً۔ روایت کی ہے جب حضرت رسولؐ ارادہ سفر فرماتے۔ سب سے آخر جسے وداع کرتے وہ جناب فاطمہؑ تھیں۔ اور جب سفر سے واپس آتے۔ سب سے پہلے جس سے ملاقات کرتے وہ جناب فاطمہؑ تھیں۔ ابن مسعود سے روایت کی ہے۔ جناب رسول خداؐ

وصف بہشت سیدہؑ

نے فرمایا جب حق نے مجھے حکم دیا۔ کہ فاطمہؑ کو علیؑ سے تزویج کر دوں۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ حق تعالیٰ نے ایک بہشت موتیوں سے بنایا ہے۔ اور اس کی دیواریں قطعات مروارید و یاقوت سے بنائی ہیں اور مشک لیطلا ہے اور چھت زبرجد سبز سے بنائی ہے اور اس بہشت میں موتیوں سے طاق نکالے ہیں اور ان کو یاقوت سے مکلل و آراستہ کیا ہے اور اس بہشت میں غرفے پیدا کئے ہیں۔ اور ان کو سونے چاندی۔ موتی۔ یاقوت۔ زبرجد کی ایک ایک اینٹ سے بنایا ہے اور ان غرفوں میں چشمے جاری کئے ہیں کہ دریچوں کے اطراف سے جاری ہیں اور ان دریچوں کے گرد نہریں جاری کی ہیں۔ اور ان نہروں پر قبہ ہائے مروارید بنائے ہیں اور ان قبوں کو سونے کی زنجیروں سے باندھا ہے اور ان کے گرداگرد درختان میوہ دار اُگے ہیں۔ اور بالائے ہر شاخ قبہ بنایا ہے اور قبہ میں سفید موتی کا ایک تخت رکھا ہے اور ان تختوں کے سامنے حریر نازک پردے لٹکائے ہیں اور فرش زمین زعفران سے ہے اور ان تختوں کو مشک و عنبر سے معطر کیا ہے۔ اور ہر قبہ میں ایک حوریہ ہے اور اس قبہ کے ایک سو دروازے ہیں اور ہر دروازہ پر دو

کنیزیں کھڑی ہیں۔ اور گرد اس قبہ کے آیتہ الکرسی نقش ہے۔ پس میں نے کہا۔ اے جبرئیلؑ اس قبہ کو کس لئے پیدا کیا ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ علیؑ اور فاطمہؑ کے لئے بنایا ہے اور یہ تحفہ حق تعالیٰ نے ان کو دیا ہے۔ بغیر اس کے بہشت بول کے جوان کے لئے پیدا کئے ہیں۔ خاص اس واسطے کہ آپ کی آنکھیں روشن اور دل شاد ہو جائے۔ ابن شہر آشوب نے حضرت امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے۔ جناب رسول خداؐ جب تک جناب سیدہؑ کو پیار نہ کر لیتے نہ سوتے تھے اور اپنا روئے مبارک سینۂ جناب سیدہؑ پر رکھتے اور ان کے لئے دعا فرماتے تھے۔ جناب صادقؑ سے روایت کی ہے حضرت سے معنی حی علیٰ خیر العمل کے پوچھے حضرت نے فرمایا۔ کہ تا روز قیامت فاطمہؑ اور اس کے فرزندوں کی طرف بہ نیکی رفتار کرو۔ یہ بہترین اعمال ہیں۔

گہوارہ جنبانی ملائکہ ۔ ثعلبی اور دیگر مفسرین اہل سنت نے روایت کی ہے کہ جب اہل بہشت بہشت میں ساکن ہوں گے۔ اس وقت بہشت میں ایک نور مشاہدہ کریں گے کہ اس نور سے تمام بہشت روشن ہو جائیگا۔ اس وقت اہل بہشت عرض کریں گے۔ پروردگارا تو نے قرآن میں فرمایا ہے کہ اہل بہشت سورج نہ دیکھیں گے یہ نور کیسا ہے جو ہم دیکھ رہے ہیں۔ پس منادی ندا کرے گا۔ یہ نور چاند سورج کا نہیں۔ بلکہ علیؑ و فاطمہؑ ہنستے ہیں۔ اور یہ نور ان کا ہے۔ ایضاً۔ روایت کی ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے۔ جناب فاطمہؑ مشغول عبادت ہوتی تھیں اور کوئی بچہ جناب سیدہؑ کا جھولے میں روتا تھا۔ پس حق تعالیٰ ملائکہ کو حکم فرماتا۔ کہ وہ آکر جھولا ہلاتے تھے۔ یہاں تک کہ جناب فاطمہؑ نماز سے فارغ ہوتیں تھیں۔ کتاب کشف الغمہ میں بسند معتبر حضرت امام حسن عسکریؑ سے روایت ہے کہ جب حق تعالیٰ نے آدمؑ و حواؑ کو پیدا کیا۔ انہوں نے بہشت میں فخر کیا۔ آدم نے حوا سے کہا۔ خدا تعالیٰ نے کوئی مخلوق ہم سے بہتر نہیں پیدا کی۔ اس وقت حق تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو حکم فرمایا۔ کہ آدم و حوا میرے دونوں بندوں کو فردوس اعلیٰ کی طرف لے جاؤ۔ جب آدم و حوا داخل فردوس اعلیٰ ہوئے۔ دیکھا ایک لڑکی تخت پر تختہائے بہشت سے بیٹھی ہے اور ایک تاج نور سر پر رکھا ہے۔ اور دونوں کانوں میں دو گوشوارے نور کے ہیں۔ اور تمام بہشت اس کے نور سے روشن ہو گیا۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ یہ فاطمہؑ دختر محمدؐ ہے اور وہ ایک پیغمبر آپ کے فرزندوں میں ہے کہ زمانۂ آخر میں پیدا ہوگا۔ آدم نے کہا۔ یہ تاج جو سر پر ہے کیا چیز ہے۔ کہا۔ یہ تاج اس کا شوہر علیؑ ابن ابی طالب ہے۔ آدمؑ نے پوچھا یہ دونوں بُندے اس کے کان میں کیسے ہیں۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ یہ اس کے دو فرزند حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ آدمؑ نے کہا۔ اے حبیب من۔ اے جبرئیلؑ آیا یہ مجھ سے پہلے پیدا ہوئے ہیں۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ یہ علم پنہاں حق تعالیٰ میں چار ہزار سال قبل آپ کی پیدائش کے تھے۔ ایضاً۔ بطریق مخالفین روایت کی ہے کہ عائشہ کہتی تھی۔ محبوب ترین زنان بسوئے رسول خداؐ فاطمہؑ تھیں۔ اور محبوب ترین مردان بسوئے سرور عالمیان جناب امیرؑ شوہر فاطمہؑ تھے۔ ایضاً۔ عائشہ سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا۔ سچا زیادہ کسی کو میں نے فاطمہؑ سے نہیں دیکھا۔ سوائے اس کے باپ کے۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر

حضرت رسولؐ سے روایت کی ہے کہ بہشت چار عورتوں کی مشتاق ہے۔ مریمؑ دختر عمران آسیہ زن فرعون کہ بہشت میں زوجۂ رسولؐ خدا ہونگی۔ و خدیجہؓ زوجہ آنحضرتؐ دنیا و آخرت میں اور فاطمہؑ دختر محمدؐ کشف الغمہ میں بطریق مخالفین روایت ہے۔ ایک دن رسول خداؐ گھر سے باہر تشریف لائے۔ اور جناب سیدہؑ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے تھے۔ اور فرماتے تھے جو اسے پہنچانتا ہے پہچانے اور جو نہیں پہچانتا۔ وہ پہچانے کہ یہ محمدؐ کی بیٹیؑ ہے اور میری پارۂ تن ہے اور یہ میری دل و جان ہے۔ میرے دونوں پہلو کے درمیان ہے جس نے اس آزار دیا۔ اس نے مجھ کو آزار دیا۔ اس نے خدا کو آزار دیا۔ ایضاً بطریق مخالفین ام سلمہؓ سے روایت ہے۔ فاطمہؑ شبیہہ ترین مردم صورت اور خلقت اور سیرت میں رسول خداؐ سے تھیں۔ ایضاً۔ بسند معتبر روایت کی ہے۔ جناب رسول خداؐ نے حضرت فاطمہؑ سے فرمایا۔ جو کوئی تم پر درود بھیجے گا۔ خدا اس کے گناہوں کو بخش دیگا۔ اور اس کو بہشت میں جس جگہ میں ہونگا جگہ دے گا۔ اور کتاب بشارۃ المصطفیٰ میں بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے ایک دن جناب رسول خداؐ نے نماز عصر ادا فرمائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے۔ محراب میں بیٹھ گئے۔ اور اصحاب گرد جمع تھے۔ ناگاہ ایک مرد پیر مہاجرین سے پھٹے پرانے کپڑے پہنے حاضر ہوا۔ اور بڑھاپے سے آپے میں نہ تھا۔ اس کی طرف حضرت متوجہ ہوئے۔ اور حال پوچھا۔ اس بوڑھے نے عرض کی۔ یا حضرت میں بھوکا ہوں۔ مجھے کھانا دیجئے۔ میں ننگا ہوں مجھے کپڑا عنایت کیجئے۔ فقیر ہوں بے نیاز کیجئے۔ حضرت نے فرمایا۔ تیرے لئے میرے پاس کچھ نہیں۔ لیکن خیرات کا بتلانے والا مثل خیرات کرنے کے ہے۔ اس شخص کے گھر جا۔ جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسولؐ اس کو دوست رکھتے تھے اور رضائے خدا اپنی جان پر اختیار کرتا ہے۔ اے شخص فاطمہؑ کے گھر جا۔ اور جناب فاطمہؑ کا گھر حجرہ رسالت مآبؐ سے متصل تھا۔ اور حضرت کو منظور ہوتا کہ ازواج سے علیحدہ رہیں۔ اس حجرہ میں تشریف رکھتے تھے۔ پھر حضرت بلالؓ کو حکم دیا اس مرد پیر کو فاطمہؑ کے گھر لے جا۔ جب وہ مرد پیر دروازۂ فاطمہؑ پر پہنچا۔ بآواز بلند ندا کی۔ السلام علیکم یا اهل بیت النبوۃ ومختلف الملائکۃ ومهبط جبرئیل الروح الامین بالتنزیل من عند رب العٰلمین۔ تم پر سلام ہو اے اہل بیت پیغمبرؐ و محل آمد و رفت ملائکہ اور محل نزول جبرئیلؑ روح الامین باذن پروردگار حمید کی جانب سے پس جناب فاطمہؑ نے کہا۔ تم پر سلام ہو تم کون ہو۔ اس نے کہا۔ میں مرد پیر عرب ہوں تمہارے والد پاس آیا ہوں۔ بہت دور سے اے دختر پیغمبرؐ میں ننگا اور بھوکا ہوں۔ اپنے مال سے میری دستگیری کرو۔ کہ خدا تم پر رحم فرمائے اور یہ وقت تھا۔ کہ جناب فاطمہؑ جناب امیرؑ اور جناب رسول خداؐ نے تین روز سے کھانا نہیں کھایا تھا۔ اور حضرت رسولؐ ان کی حالت سے خوب واقف تھے۔ جناب فاطمہؑ کے گھر میں ایک پوست گوسفند تھا۔ کہ حسنینؑ اس پر آرام کرتے تھے وہ پوست گوسفند اس مرد پیر کو دے دیا۔ اور فرمایا۔ اسے لے شاید حق تعالیٰ تیرے لئے اس سے بہتر کر دے۔ اعرابی نے کہا۔ اے دختر پیغمبرؐ مجھے بھوک کی

شکایت ہے۔اور آپ پوست گوسفند دیتی ہیں۔ اسے میں کیا کروں کیونکہ میں بھوکا ہوں۔ جب سائل سے یہ سُنا۔ اس وقت جناب سیدہؑ نے اپنا گردن بند جو فاطمہؑ دختر حمزہ نے بطور تحفہ دیا تھا۔ اپنی گردن سے اتار کر اعرابی کو دے دیا۔ اور فرمایا۔ اس گردن بند کو لے اور فروخت کر دے شاید حق تعالیٰ اس کے عوض تجھے بہتر عطا فرمائے۔ اس اعرابی نے گردن بند لے لیا۔ اور مسجد میں حاضر ہوا۔ حضرت رسولؐ ہنوز مع اصحاب بیٹھے تھے۔ اس اعرابی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ فاطمہؑ نے یہ گردن بند مجھے دی ہے اور کہا ہے فروخت کر شاید حق تعالیٰ اس سے بہتر میسّر کرے۔ حضرت رسولؐ نے جب یہ سُنا رونے لگے اور فرمایا۔ حق تعالیٰ تیرے لئے اس سے بہتر کیونکر میسّر کرے۔ نہ کرے گا۔ حالانکہ بہترین دختر محمدؐ فاطمہؑ بہترین دختران فرزندان آدمؑ نے تجھے دیا۔ اس وقت عمار بن یاسرؓ اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا۔ یا حضرت آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں اس گردن بند کو خریدوں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے عمار خرید لو۔ بتحقیق اگر تمام جن و انس اس گردن بند میں شریک ہوں۔ تو حق تعالیٰ ان سب کو آتش دوزخ سے عذاب نہ کرے گا۔ عمار نے اعرابی سے کہا۔ یہ گردن بند کتنے کو بیچتے ہو۔ اعرابی نے کہا۔ اس قدر گوشت روٹی جس سے سیر ہو جاؤں اور ایک چادر یمنی جس سے اپنا بدن چھپاؤں۔ اور اس سے اپنے پروردگار کی نماز پڑھوں اور ایک دینار طلا کہ راہ میں خرچ کرتا ہوا اپنے اہل و عیال تک پہنچ جاؤں اس وقت عمار نے اپنا حصہ خیبر کی غنیمت کا بیچا تھا۔ اور علاوہ اس کے کچھ نہ تھا پس عمار نے کہا۔ اس گردن بند کو میں قیمت ذیل میں تجھ سے لیتا ہوں۔ بیس دینار طلا۔ اور دو سو درہم ہجری اور ایک چادر یمنی اور ایک اونٹ جو میرے پاس ہے اس لئے کہ تیرے عیال تک پہونچا دے۔ اور اس قدر گیہوں کی روٹی اور گوشت جس سے تو سیر ہو جائے اعرابی نے کہا۔ اے مرد اپنے مال پر تو اس قدر جواں مرد ہے۔ عمار اپنے ساتھ اس اعرابی کو لے گئے۔ اور جو کچھ تھا سب اس کو دے دیا۔ پھر وہ اعرابی حضرت رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے اعرابی سیر ہوا۔ اور کپڑا پہنا۔ اعرابی نے عرض کی۔ ہاں یا حضرت میرے ماں باپ آپ پر قربان میں مستغنی اور بے نیاز ہوا۔ حضرت نے فرمایا۔ فاطمہؑ کو دعا دے جو اس نے تیرے ساتھ سلوک کیا۔ اعرابی نے کہا۔ خداوندا تو ہی وہ پروردگار ہے میں جسے حادث نہیں جانتا۔ بلکہ تو ہمیشہ سے ہے اور تو ہی وہ خدا ہے کہ دوسرا معبود بجز تیرے نہیں۔ اور تو ہی مجھے ہر حال میں روزی دینے والا ہے۔ خداوندا فاطمہؑ کو وہ عطا کر جو کسی آنکھ نے نہ دیکھا۔ اور کسی کان نے نہ سُنا۔ پھر حضرت رسولؐ نے دعائے اعرابی پر آمین کہی۔ اور اصحاب سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ حق تعالیٰ نے دُنیا میں فاطمہؑ کو وہ عطا کیا۔ جو اعرابی نے آخرت میں اس کے لئے طلب کیا۔ اس لئے میں اس کا باپ ہوں۔ اور کوئی تمام عالم میں مثل میرے نہیں۔ اور علیؑ اس کا شوہر ہے اور اگر علیؑ نہ ہوتا۔ تو فاطمہؑ کے مانند اور مثل شوہر نہ ہوتا۔ اور حق تعالےٰ نے حسنینؑ فاطمہؑ کو عطا فرمائے کہ تمام عالم میں خدا نے ایسے فرزند

کسی کو نہیں دیئے۔ حسنینؑ بہترین فرزندگان پیغمبران عالم اور بہترین جوانان بہشت ہیں۔ اس وقت حضرت کے نزدیک سلمانؓ۔ مقدادؓ اور عمارؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت نے فرمایا۔ چاہتے ہو اس سے زیادہ بیان کروں۔ عرض کی ہاں یا رسول اللہ ارشاد فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا۔ جبرئیلؑ میرے پاس آئے۔ اور کہا جب فاطمہؑ دُنیا سے رحلت فرمائیگی۔ اور ان کو دفن کر چکیں گے۔ اس وقت دو فرشتے ان کی قبر میں آئیں گے اور سوال کریں گے تمہارا پروردگار کون ہے۔ جواب دیں گی۔ خداوند عالمیان میرا پروردگار ہے پھر کہیں گے پیغمبر تمہارا کون ہے۔ جواب دیں گی میرا باپ میرا پیغمبر ہے۔ پھر کہیں گے۔ ولی تمہارا کون ہے۔ جواب دیں گی۔ یہ مرد جو قبر کے کنارے کھڑا ہے یعنی علیؑ ابن ابی طالب۔ پھر حضرت نے فرمایا۔ فاطمہؑ کے اور فضائل بیان کروں تحقیق حق تعالیٰ نے بہت سے فرشتوں کے گروہ فاطمہؑ پر موکل کئے ہیں کہ پیش رو اور پشت سر اور داہنے بائیں جانب سے حالت حیات میں حفاظت کرتے ہیں۔ اور بعد وفات نزدیک قبر رہیں گے اور درود بکثرت فاطمہؑ۔ اُس کے باپ اور شوہر اور فرزندوں پر بھیجتے ہیں جو کوئی اس کے بعد میری قبر کی زیارت کرے۔ ایسا ہے گویا میری زیارت میری زندگی میں کی۔ اور جس نے فاطمہؑ کی زیارت کی۔ اس نے میری زیارت کی۔ اور جس نے علیؑ کی زیارت کی۔ اس نے فاطمہؑ کی زیارت کی اور جس نے حسنینؑ کی زیارت کی اس نے علیؑ کی زیارت کی اور جس نے ان کے فرزندوں یعنی باقی نو اماموں کی زیارت کی اس نے ان کی زیارت کی۔ عمارؓ نے اس گردن بند کو مشک سے خوشبو

غلام کا آزاد ہو برکت گردن بند۔ کرکے چادر یمنی میں لپیٹ کر اپنے غلام کو جس کا نام سہم تھا۔ اور حصہ غنیمت خیبر سے اس کو خرید کیا تھا۔ دیا اور کہا۔ اس کو حضرت کی خدمت میں لے جا۔ اور تجھے بھی میں نے حضرت کو بخش دیا۔ جب وہ غلام حضرت رسولؐ کی خدمت میں آیا۔ اور عمارؓ کی گذارش عرض کی۔ حضرت نے فرمایا۔ فاطمہؑ پاس جاؤ اور یہ گردن بند فاطمہؑ کو دے دو اور میں نے بھی تجھ کو فاطمہؑ کو بخش دیا۔ جب وہ غلام جناب سیدہؑ کی خدمت میں آیا۔ اور پیغام حضرت کا بیان کیا۔ جناب فاطمہؑ نے گردن بند لے لیا۔ اور غلام کو آزاد کر دیا۔ اس وقت وہ غلام ہنسنے لگا۔ جناب فاطمہؑ نے پوچھا۔ کیوں ہنستا ہے۔ اس نے کہا۔ اس گردن بند کی برکت سے میں ہنستا ہوں کہ بھوکے کو کھانا کھلایا اور ننگے کو کپڑے پہنائے فقیر کو غنی کیا۔ اور غلام کو آزاد کیا۔ اور پھر اپنے مالک کے پاس آ گیا۔ کلینیؒ نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے ایک دن جناب رسول خداؐ نے حضرت فاطمہؑ سے فرمایا۔ اُٹھو اور وہ کاسہ لاؤ۔ پس جناب سیدہؑ اُٹھیں اور وہ کاسہ لائیں۔ اس کاسہ میں کچھ گوشت اور نان خورش گرما گرم تھی جس سے بھاپ اُٹھ رہی تھی اسی وقت آسمان سے اترا تھا۔ حضرت رسولؐ جناب امیرؑ و جناب فاطمہؑ جناب حسنینؑ تیرہ روز تک اس سے تناول فرماتے رہے۔ ام ایمن نے ایک دن دیکھا۔ کہ امام حسینؑ اس میں سے تھوڑا سا ہاتھ میں لئے تناول فرما رہے ہیں۔ ام ایمن نے پوچھا۔ کہاں سے لائے۔ امام

حسینؑ نے فرمایا کئی روز سے ہم اس سے کھا رہے ہیں۔ ام ایمن جناب فاطمہؑ پاس آئیں۔ اور کہا۔ جب کوئی چیز
ام ایمن کو دستیاب ہوتی ہے وہ گویا۔ آپ کی اور آپ کے بچوں کی ہوتی ہے۔ اور جب کوئی چیز آپ کو دستیاب
ہو اس میں ام ایمن کا حصّہ نہ ہو۔ یہ سُن کر جناب سیّدہؑ وہ کاسہ لائیں اور ام ایمن نے اس سے کھایا۔ اور اس
سبب سے کھانا اس کاسہ سے غائب ہو گیا۔ رسول خداؐ نے فرمایا۔ اگر فاطمہؑ اس کاسہ سے کھانا کسی کو نہ دیتیں۔
تو قیامت تک تمہارے فرزندوں کے لئے باقی رہتا۔ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا۔ وہ کاسہ اب ہمارے
پاس ہے اور قائم آل محمدؐ اس کو ظاہر کریں گے۔ ایضاً۔ بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے۔

ثواب تسبیح جناب سیّدہؑ ۔ حق تعالیٰ۔ تحمید و تعظیم کسی چیز سے عبادت نہیں کیا گیا۔ جو کہ
تسبیح جناب سیّدہؑ سے بہتر ہو۔ اگر جناب فاطمہؑ کی تسبیح سے اور کوئی بہتر ہوتی۔ بیشک حضرت رسولؐ ان کو
عطا فرماتے۔ اور فرات بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں حضرت امام صادقؑ سے روایت کی ہے۔ ایک دن جابر انصاری
نے میرے پدر بزرگوار سے فضائل جناب سیّدہؑ پوچھے۔ حضرت نے کہا۔ جناب رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا۔ جب
قیامت ہوگی۔ میرے اور رسولوں کے لئے منبر ہائے نور نصب کئے جائیں گے۔ اور میرا منبر ان سب کے ممبروں
سے بہت اونچا ہوگا۔ اس وقت حق تعالیٰ مجھے ندا فرمائے گا۔ اے محمدؐ خطبہ پڑھو۔ میں ایسا خطبہ پڑھوں گا۔
کہ کسی پیغمبر اور رسولؐ نے ایسا خطبہ نہ سُنا ہوگا۔ اس کے بعد پیغمبروں کے اوصیا کے لئے نور کے ممبر نصب کئے جائیں گے۔
اور میرے وصی علی ابن ابی طالب کے لئے ان ممبروں میں سب سے اونچا منبر نصب کیا جائے گا۔ اور حق تعالےٰ
فرمائے گا۔ اے علیؑ خطبہ پڑھو۔ پس علیؑ ایسا خطبہ پڑھیں گے۔ کہ کسی وصی نے ایسا خطبہ نہ سُنا ہوگا۔ بعد اس کے
منبر ہائے نور فرزندان پیغمبران کے لئے نصب کئے جائیں گے۔ پس میرے دو گل بوستان اور فرزندان حسنؑ حسینؑ
کے لئے دو منبر نصب کریں گے۔ حق اللہ ان کو حکم فرمائے گا۔ خطبہ پڑھیں گے۔ اور یہ خطبہ ایسے پڑھیں گے کہ اور کسی
پیغمبر کی اولاد سے ایسا خطبہ ادا نہ ہوگا۔ اس وقت جبرئیلؑ ندا کریں گے۔ فاطمہؑ دختر محمدؐ و خدیجہؑ دختر خویلد۔ مریم
بنت عمران۔ کلثوم خواہر موسیٰ مادر یحییٰ کہاں ہیں۔ یہ سُن کر وہ اُٹھ کھڑی ہوں گی۔ اس وقت حق تعالیٰ فرمائے گا۔
اے اہل محشر آج کے دن بزرگواری کس کے لئے ہے۔ محمدؐ و علیؑ۔ حسنؑ و حسینؑ و فاطمہؑ کہیں گے۔ مخصوص خدا وند
یگانہ قہار کے لئے۔ اس وقت حق تعالیٰ فرمائے گا۔ اے اہل محشر آج کے دن بزرگواری و کرم محمدؐ۔ علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ۔
حسینؑ کے لئے میں نے مقرر کی۔ اے اہل محشر سر نیچے کر لو۔ آنکھیں بند کر لو۔ فاطمہؑ بہشت میں جاتی ہیں۔ پس جبرئیلؑ
ایک ناقہ نا قہائے بہشت سے فاطمہؑ کے لئے لائیں گے۔ اس کے پہلوؤں کو دیبائے بہشت سے مزین کیا ہوگا۔ اور مہار
اس کی مروارید تر سے اور کجاوہ مرجان کا ہوگا۔ اس اونٹ کو جناب فاطمہؑ پاس بٹھا دیں گے۔ اور جناب سیّدہؑ اس
اونٹ پر سوار ہوں گی۔ حق تعالیٰ سو ہزار فرشتے بھیجے گا۔ کہ داہنی جانب چلیں اور سو ہزار فرشتے بائیں جانب

چلیں اور سو ہزار فرشتے اپنے پروں پر اُٹھا کر جانب بہشت پرواز کریں۔ جب دروازہ بہشت پر پہنچیں گی۔ جانب عقب نظر کریں گی۔ حق تعالےٰ ندا کرے گا۔ اے دختر حبیب من کیا دیکھتی ہے۔ حالانکہ میں نے حکم کیا ہے۔ تجھے بہشت میں لے جائیں۔ جناب فاطمہؑ عرض کریں گی۔ اے میرے پروردگار میں چاہتی ہوں۔ کہ میری قدر و منزلت جو تیرے نزدیک ہے۔ وہ لوگوں پر ظاہر ہو جائے۔ اس وقت حق تعالیٰ فرمائے گا۔ اے دختر حبیب من جانب محشر پھر جا۔ اور جس کے دل میں اپنی جانب یا اولاد کی محبت پا۔ اس کو داخل بہشت کر پس جناب امام محمد باقرؑ نے فرمایا۔ اے جابر انصاری بخدا سوگند جناب فاطمہؑ اس دن اپنے محبوں اور شیعوں کو اس طرح میدان محشر سے اُٹھالیں گی جس طرح مرغ اچھے دانا کو بُرے دانا سے الگ کر کے اُٹھا لیتا ہے۔ اور جب حضرت کے شیعہ دروازہ بہشت پر پہنچیں گے۔ حق تعالیٰ ان کے دلوں میں ڈالے گا اپنی پشت کی طرف دیکھیں۔ اس وقت حق تعالیٰ ندا کرے گا۔ اے دوستان من تم پیچھے کیوں دیکھتے ہو حالانکہ فاطمہؑ دختر محمد مصطفیٰؐ نے تمہاری شفاعت کی ہے۔ یہ سُن کر وہ عرض کریں گے۔ اے پروردگار تیرے نزدیک جو ہماری قدر و منزلت ہے وہ آج اہل محشر پر ظاہر و آشکار ہو جائے۔ حق تعالیٰ فرمائے گا۔ اے دوستان من جانب محشر پھر جاؤ۔ اور نظر کرو۔ جس نے تم کو بسبب دوستی فاطمہؑ دوست رکھا۔ اور جس نے کہ بوجہ دوستی کھانا دیا ہو۔ اور جس نے تم کو بسبب محبت فاطمہؑ پانی دیا ہو۔ اور جس نے بوجہ دوستی فاطمہؑ تمہاری تم غیبت کو رد کیا ہو۔ اس وقت ان کا ہاتھ پکڑو اور داخل بہشت کرو۔ امام محمد باقرؑ نے فرمایا بخدا سوگند صحرائے محشر میں سوائے شک کنندہ یا کافر یا منافق اور کوئی باقی نہ رہے گا۔ جب باقی ماندہ کو طبقات جہنم میں ڈالیں گے۔ وہ کہیں گے۔ فما لنا من شافعین ولا صدیق حمیم یعنی ہماری شفاعت کرنے والے نہیں اور یار مہربان نہیں ہیں۔ پس کہیں گے فلو ان لنا کرۃ فنکون من المومنین کیا اچھا ہوتا اگر ہماری بازگشت دنیا میں ہوتی۔ پس ہم مومنین میں سے ہو جاتے۔ جناب امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہیہات ہیہات اس دن ان کی آرزو ان کو کوئی فائدہ نہ دے گی۔ اور اگر دنیا کی طرف پھر جائیں پھر وہ ہی عمل کریں گے۔ جن سے ان کو منع کرتے تھے۔ تحقیق یہ جھوٹے لوگوں میں سے ہیں۔ سید ابن طاؤسؒ نے بسند معتبر ابو سعید خدری

قصۂ رسولؐ مع مہاجرین و انصار سے روایت کی ہے کہ بادشاہ حبشہ نے حضرت کے لئے ایک چادر زرتار ہدیہ بھیجی۔ حضرت نے فرمایا۔ البتہ اس چادر کو اس شخص کو دوں گا جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے خدا اور رسولؐ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ جب اصحاب نے یہ سُنا۔ سب نے گردنیں اٹھائیں۔ کہ شاید ان کو دیں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ علیؑ ابن ابی طالب کہاں ہیں۔ عمارؓ نے جب یہ سنا۔ جناب امیرؑ کے گھر کی طرف دوڑتے ہوئے گئے اور جناب امیرؑ سے بیان کیا۔ جب جناب امیرؑ تشریف لائے حضرت رسولؐ نے

وہ چادر عطا فرمائی۔ اور کہا۔ یا علیؑ تم ہی اس چادر کے سزاوار ہو۔ جناب امیرؑ اس چادر کو لیکر جانب سوق اللیل گئے اور تار تار اس کے جُدا فرما کر سونا اس کا مہاجرین و انصار پر تقسیم کیا اور جب گھر میں واپس تشریف لائے۔ کوئی چیز اس چادر کے ہمراہ نہ لائے۔ دوسرے دن جناب رسول خدا نے ملاقات کر کے کہا اے علیؑ کل تمہیں تین ہزار مثقال طلا ملا ہے۔ لہٰذا میں اور جمیع مہاجرین و انصار تمہارے گھر چاشت کھائیں گے۔ جناب امیرؑ نے عرض کی۔ یا حضرت ایسا ہی ہوگا۔ جب دوسرا دن ہوا۔ جمیع مہاجرین و انصار آئے۔ کنڈی کھٹکھٹائی۔ جناب امیرؑ باہر تشریف لائے۔ اور جب نظر مبارک ان پر پڑی۔ حیا سے عرق عرق ہو گئے۔ اس لئے گھر میں تھوڑی بہت چیز کا بھی گمان نہ تھا۔ بعد اس کے سیّد مختار مع مہاجرین و انصار تشریف لائے۔ اور بیٹھے جناب امیرؑ جناب فاطمہؑ پاس گئے۔ ناگاہ ایک بہت بڑا کاسہ دیکھا۔ کہ روٹی سے بھرا ہوا تھا۔ اور ایک پارچہ گوشت اس پر رکھا تھا۔ جس سے بُوئے مشک آ رہی تھی۔ جناب امیرؑ نے چاہا۔ اس کاسہ کو اُٹھائیں۔ مگر نہ اُٹھا سکے۔ جناب سیّدہؑ نے بھی مل کر اُٹھایا۔ اور اُٹھا کر جناب رسول خدا کے پاس رکھ دیا۔ جب حضرت نے وہ کھانا دیکھا جناب فاطمہؑ پاس آئے۔ اور کہا۔ اے بیٹی یہ کھانا کہاں سے آگیا۔ جناب سیّدہؑ نے فرمایا۔ اے پدر بزرگوار خدا نے بھیجا ہے تحقیق خدا جسے چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔ یہ سُن کر حضرت نے فرمایا۔ حمد اپنے پروردگار کی کرتا ہوں جس نے مجھے دنیا سے نہیں اُٹھایا۔ یہاں تک میں نے اپنی دختر میں دیکھا جو زکریا نے دیکھا۔ مریم بنت عمران نے دیکھا۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب فاطمہؑ کو اس لئے محدثہ کیا گیا ہے کہ فرشتے آسمان سے آتے اور ندا کرتے تھے ان کو جس طرح مریم دختر عمران کو ندا کرتے تھے۔ فرشتے کہتے تھے۔ فاطمہؑ خدا نے تجھے برگزیدہ اور مطہر و معصوم کیا ہے اور تمہیں زنان عالمیان پر اختیار کیا ہے۔ اے فاطمہؑ اپنے پروردگار کے لئے عبادت کر اور خضوع کر اور رکوع و سجود کر رکوع کرنے والوں کے ہمراہ پس جناب سیّدہؑ ملائکہ سے باتیں کرتی اور ملائکہ جناب فاطمہؑ سے باتیں کرتے۔ ایک دن ملائکہ سے کہا۔ آیا مریمؑ دختر عمران برگزیدہ زنانِ عالمیان سے نہیں۔ فرشتوں نے کہا۔ مریمؑ اپنے زمانے میں زنان عالمیان سے بہتر تھی۔ اور حق تعالیٰ نے تم کو تمہاری زنانِ زمان اور زنانِ زمان مریمؑ اور زنان اوّلین و آخرین سے بہتر کیا ہے۔

فصل چہارم
بیان مکارم و اخلاق سیّدہؑ

بعض سیرت و مکارم جناب فاطمہؑ کا بیان قرب الاسناد میں بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا نے یہ انتظام فرمایا تھا۔ کہ خدمت باہر کی مثل لکڑی پانی لانے کی جناب امیرؑ کریں۔

اور خدمت گھر کے اندر کی مثل چکی پیسے۔ کھانا پکاتے۔ جھاڑو دینے کی جناب فاطمہؑ کریں۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر
جناب امام حسنؑ سے روایت کی ہے۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ شب جمعہ میری مادر گرامی محراب عبادت میں کھڑے ہو کر مشغول
عبادت ہوتیں۔ اور ہمیشہ تا طلوع صبح رکوع و سجود و قیام و دعا فرماتیں۔ میں نے سُنا ہمیشہ واسطے مومنین اور مومنات
کے دعا کرتیں۔ اور ان کے نام لیتیں۔ اور بہت دعا ان کے لئے فرماتیں اور اپنے لئے دعا نہ کرتیں۔ میں نے کہا اے مادر
آپ نے مثل اوروں کے اپنے لئے کیوں دعا نہ فرمائی۔ جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ اے فرزند پہلے ہمسایہ کا خیال چاہیئے بعدہٗ اس
بیان امور خانہ داری سیدہؑ ۔ کے اپنا۔ ایضاً۔ بسند معتبر جناب امیرؑ سے روایت ہے۔ جناب
فاطمہؑ حضرت رسولؐ کو محبوب ترین مردم تھیں اور اس قدر مشکیزے پانی کے اُٹھائے کہ سینہ مبارک سے اثر ایذا ظاہر
ہوا۔ اور اس قدر چکی پیسی۔ ہاتھ مجروح ہو گئے۔ اور اس قدر گھر جھاڑو دی کہ کپڑے گرد آلود ہو گئے۔ اور اس قدر
کھانے پکائے اور آگ سلگائی کہ کپڑے سیاہ ہو گئے۔ لہٰذا کثرت کار و بار جناب سیدہؑ کو سخت تکلیف ہوئی۔ میں
نے ایک روز کہا۔ اپنے پدر بزرگوار پاس جاؤ۔ اور عرض کرو۔ مجھے کام کاج کے لئے ایک کنیز مول لے دیجئے۔ جناب
فاطمہؑ جناب رسول خداؐ پاس گئیں۔ لوگوں کا ہجوم دیکھا۔ کہ حضرت سے باتیں کر رہے ہیں۔ اس وقت حجاب مانع
ہوئی کہ حضرت سے باتیں کریں۔ گھر میں پھر آئیں۔ جناب رسول خداؐ نے خیال فرمایا۔ اور جانا۔ فاطمہؑ کسی کام کو
آئی تھیں۔ دوسرے دن صبح کو حضرت پاس آئے۔ اور ہم دونوں ایک لحاف میں تھے۔ دوسرا کپڑا نہ تھا۔ کہ اسے
اوڑھ کر باہر آتے۔ حضرت نے فرمایا۔ السلام علیکم۔ ہمیں شرم آئی کہ اس حالت میں حضرت کے سلام کا جواب دیں۔
دوسری مرتبہ حضرت نے سلام کیا۔ اور ہم نے جواب چپکے سے نہ دیا۔ تیسری مرتبہ حضرت نے سلام کیا۔ ہم ڈرے اگر ہم جواب
نہ دیں گے تو حضرت پھر جائیں اور عادت حضرت کی یہی تھی۔ تین مرتبہ سلام کہتے تھے اگر جواب نہ ملتا۔ واپس
تشریف لے جاتے تھے۔ میں نے کہا۔ وعلیک السلام یا رسول اللہؐ تشریف لایئے۔ پس حضرت تشریف لائے۔
سرہانے بیٹھے اور فرمایا۔ اے فاطمہؑ کل میرے پاس کیوں آئی تھیں۔ جب جواب سیدہؑ نے مارے شرم کے نہ دیا۔ میں
ڈرا اگر جواب نہ دوں گا۔ تو حضرت اُٹھ جائیں گے۔ اس وقت میں سر لحاف سے نکالا۔ اور مطلب جناب فاطمہؑ کا
عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ کیا میں تم کو اس چیز کی خبر دوں۔ جو کہ کنیز سے تمہارے لئے بہتر ہو۔ پس فرمایا۔ جب بستر
خواب پر جاؤ۔ تنتیس ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ تنتیس ۳۳ الحمد للہ اور چونتیس ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر کہو۔ اس
وقت جناب فاطمہؑ نے لحاف سے مُنہ نکال کر تین مرتبہ فرمایا۔ میں خدا اور رسولؐ سے راضی ہوں۔ کتاب
بیان تقسیم پارچا ہائے وغیرہ ۔ مکارم الاخلاق میں بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے جب
جناب رسول خداؐ سفر کا ارادہ فرماتے۔ سب سے آخر جناب فاطمہؑ کو رخصت کرتے اور ان کے گھر سے متوجہ سفر
ہوتے۔ اور جب سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے جناب فاطمہؑ سے ملاقات کرتے۔ جناب امیرؑ نے کوئی چیز

مال غنیمت میں کسی لڑائی میں پائی تھی اور وہ جناب سیدہؑ کو دے دی تھی۔ جب جناب رسول خداؐ سفر میں گئے۔ جناب فاطمہؑ نے اس مال غنیمت سے دو چاندی کے کڑے بنوائے ہاتھ میں پہنے اور دروازہ پر کپڑا ایک پردہ ڈالا جبکہ حضرت رسولؐ سفر سے واپس آئے اور داخل خانۂ زہراؑ ہوئے جناب فاطمہؑ خوش خوش استقبال کو آئیں۔ حضرت نے جب کڑے اور پردہ دیکھا۔ پھر آئے اور مسجد میں جاکر بیٹھے۔ جناب سیدہؑ کو اس بات سے بہت رنج ہوا۔ اور رو کر فرمانے لگیں۔ اس سے پہلے کبھی حضرت نے ایسا نہیں کیا۔ پس جناب حسنؑ اور جناب امام حسینؑ کو بلایا۔ اور پردہ کھول ڈالا۔ ایک صاحبزادے کو کڑے اور دوسرے کو پردہ دیا۔ اور فرمایا۔ ان کو میرے پدر بزرگوار کے پاس لے جاؤ اور میرا سلام کہو۔ اور کہو بعد آپ کے تشریف لے جانے کے سوائے اس کے میں نے اور کوئی کام نہیں کیا۔ جو باعث آپ کے غضب و غصہ کا ہو۔ آپ ان چیزوں کو جو چاہیں فرمائیں۔ جب دونوں شاہزادوں نے پیغام اپنی مادر بزرگوار کا پہنچایا حضرت نے دونوں فرزندوں کو گود میں لیا۔ اور پیار کیا۔ دونوں کو اپنے زانوؤں پر بٹھایا پھر حکم دیا۔ ان کڑوں کو توڑ کر فقرائے مہاجرین اہل صفہ کو کہ وہ لوگ کوئی مکان و منزل نہ رکھتے تھے بلا کر تقسیم کردو اور پردہ بقدر لنگیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ اور ان لوگوں جن کے پاس کپڑا استر پوشی کو نہ تھا تقسیم فرما دیا۔ کہ بجائے لنگ باندھتے تھے اور وہ پردہ چونکہ عرض میں تھا سجدہ میں ستر عورتیں نہ کرسکتے تھے۔ اس وجہ سے حضرت نے فرمایا۔ کہ نماز جماعت میں مرد عورتوں سے پہلے سر اٹھائیں۔ عورتوں کی نظر ان کی شرمگاہ پر نہ پڑے اور یہ سنت مقرر ہوئی۔ حضرت نے فرمایا خدا فاطمہؑ پر رحمت نازل کرے۔ اور اس کو بعوض اس کپڑا کے جامہائے بہشت پہنائے۔ اور بعوض اس زیور کے زیور بہشت سے آراستہ کرے۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے بطریق مخالفین روایت کی ہے۔ کہ حسن بصری نے کہا۔ جناب فاطمہؑ عابدترین تھیں اور عبادت حق تعالیٰ میں اس قدر کھڑی ہوتی تھیں کہ پاؤں ورم کرتے تھے۔

بیان خواب جناب سیدہؑ

ایضاً۔ بسند ہائے معتبر روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت رسولؐ خدا حضرت فاطمہؑ کے گھر تشریف لائے اور فاطمہؑ اونٹ کی کھال کا جامہ پہنے اپنے ہاتھ سے چکی پیس رہی تھیں۔ اور ساتھ فرزند کو دودھ پلا رہی تھیں۔ جب جناب رسول خداؐ نے فاطمہؑ کو اس حال میں دیکھا آنسو چشمہائے مبارک سے رواں ہوئے اور فرمایا اے دختر گرامی تلخیہائے دنیا کو جلاؤ تہائے آخرت کے لئے آج چکھو۔ یہ سن کر جناب سیدہؑ نے کہا۔ یا رسول اللہ میں اپنے خدا کی ان نعمتوں پر حمد کرتی ہوں۔ اور اس کی کرامتوں پر اس کا شکر کرتی ہوں۔ اس وقت حق تعالیٰ نے یہ آیۂ نازل فرمایا۔ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ۔ حق اللہ روز قیامت اس قدر عطا کریگا کہ تو راضی ہو۔ شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے جناب فاطمہؑ ہر ہفتہ کی صبح کو حضرت حمزہ اور دیگر شہدا کی قبروں کی زیارت کو جاتی۔ اور ترحم واستغفار حضرت حمزہ کے لئے فرماتی۔ علیؑ بن ابراہیم نے بسند حسن حضرت صادقؑ سے روایت ہے ایک شب جناب فاطمہؑ نے خواب میں دیکھا۔

جناب رسول خداؐ۔ جناب امیرؑ اور حسنینؑ کو مدینہ سے لے کر باہر گئے جب باغہائے مدینہ سے گذرے دو راستے ان کو ملے۔ حضرت رسولؐ داہنے راستے پر روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ ایک موضع میں پہونچے وہاں پانی میٹھا اور خرما کے درخت تھے۔ حضرت نے ایک گوسفند مول لیا۔ اور اس کے کان میں نقطہ ہائے سفید تھے۔ اور حکم دیا اس کو ذبح کرکے پکاؤ۔ جب تناول کیا سب مر گئے۔ جناب فاطمہؑ خواب سے گریاں و ترساں بیدار ہوئیں۔ اور حضرت رسولؐ کو اطلاع فرمائی۔ جب صبح ہوئی۔ حضرت نے خچر منگایا۔ اور اس پر جناب فاطمہؑ کو سوار کیا۔ اور جناب امیرؑ کو حکم دیا۔ حسنینؑ کو مدینہ سے باہر لے جاؤ۔ جب باغستانہائے مدینہ سے گذر گئے۔ دو راہہ ملا۔ حضرت داہنی جانب جس طرح جناب فاطمہؑ نے دیکھا تھا۔ خواب میں متوجہ ہوئے یہاں تک کہ ایک موضع میں پہونچے اور وہاں پانی اور درختان خرمہ بھی تھے۔ حضرت نے ایک گوسفند مول لیا اسی شکل کا جیسا فاطمہؑ نے خواب میں دیکھا تھا۔ اور حکم دیا اُسے ذبح کرکے پکائیں جب چاہا تناول کریں۔ جناب فاطمہؑ اُٹھ کھڑی ہوئیں۔ اور کنارے جا کر اس خوف سے جو خواب میں کیفیت دیکھی تھی رونے لگیں حضرت نے بلایا اور جب فاطمہؑ کو روتا پایا۔ پوچھا۔ اے دختر گرامی تیرے رونے کا کیا سبب ہے۔ جناب فاطمہؑ نے کہا۔ یا حضرت اب تک جو کیفیت گذری سب میں نے خواب میں دیکھی تھی اور اب جو میں خواب میں سے الگ چلی گئی۔ اس سے مطلب یہ تھا بعد اس کے جو کیفیت میں نے خواب میں دیکھی تھی وہ نہ دیکھوں۔ یہ سُن کر حضرت اُٹھے اور دو رکعت نماز پڑھی بعد فراغت نماز بارگاہ بے نیاز میں مناجات فرمائی۔ ناگاہ جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا۔ یا حضرت فاطمہؑ کا خواب ایک شیطان سے ہے جس کا نام دھار ہے اور وہ خواب ہائے مومنین میں آتا اور ان کو آزار و تکلیف دیتا ہے اور خواب ہائے پریشان ان کو دکھاتا ہے وہ اندوہ گیں ہوتے ہیں۔ پھر جبرئیلؑ اس شیطان کو حضرت کی خدمت میں لائے۔ حضرت نے پوچھا۔ تو ہی نے یہ خواب فاطمہؑ کو دکھایا۔ اس نے کہا۔ ہاں یا محمدؐ۔ پس حضرت نے تین[1] مرتبہ آب دہان مبارک اس کی طرف ڈالا۔ اور اُس کے سر کو تین جگہ سے مجروح کیا۔ جبرئیلؑ نے عرض کی یا حضرت جس وقت کوئی مومن یا آپ خواب میں ایسی باتیں دیکھیں کہ اچھی معلوم نہ ہوں۔ تو یہ دعا پڑھیں اَعُوْذُ بِمَا عَاذَتْ بِهٖ مَلٰٓئِكَةُ اللّٰهِ الْمُقَرَّبُوْنَ وَاَنْبِيَآءُ اللّٰهِ الْمُرْسَلُوْنَ وَعِبَادُ اللّٰهِ الصّٰلِحُوْنَ من

---

[1] شیاطین انبیاء اور ائمہ معصومین نیز جناب سیدہؑ معصومہ کے پاس بہکانے کے لئے نہیں آسکتا اور نہ وسوسہ پیدا کر سکتا ہے۔ کیونکہ اس نے خدا سے یہ وعدہ کیا ہوا ہے الاعبادک منھم المخلصین۔ لیکن بعض اوقات یہ ملعون انبیاء اور دیگر ائمہ معصومین کو فرامین خدا میں عمل کرتے ہوئے ان کے خیال کو دوسری طرف بدلنے کے لئے آسکتا تھا اور آتا ہے جیسا کہ امام زین العابدینؑ کے پاس حالت نماز میں سانپ بن کر کبھی ضعیف انسان بن کر اسی طرح حقیقت میں خواب آرہا تھا یہ ملعون آگیا۔ لہٰذا عفت فاطمہؑ پر اس کے آنے سے کوئی حرف نہیں آیا۔ (کوثر بھریلوی)

شَرِّ مَا رَأَيْتُ مِنْ رُؤْيَايَ اور سورہ حمد و معوذتین و قل ھو اللہ احد پڑھیں اور بائیں طرف تین دفعہ آپ دہان ڈالیں جب ایسا کریں گے جو انہوں نے خواب دیکھا ہے وہ ان کو ضرر نہ پہنچائے گا۔ پس حق تعالیٰ نے یہ آیہ حضرت پر نازل فرمایا۔ اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْئًا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔

فصل پانچویں
بیان تزویج جناب فاطمہؑ

شیخ مفیدؒ اور ابن طاؤس اور اکثر اعاظم علماء نے لکھا ہے یہ مزاوجت باسعادت پنجشنبہ شب اکیسویں ماہ محرم سال سوم ہجرت کو واقع ہوئی اور شیخ طوسیؒ نے امالی میں روایت کی ہے زفاف جناب امیرؑ و جناب فاطمہؑ سولہ روز بعد از وفات رقیہ بعد مراجعت جنگ بدر ہوئی۔ اور چند روز ماہ شوال سے گذرے تھے۔ اور بعضوں نے کہا ہے بروز سہ شنبہ چھٹی ماہ ذی الحجہ کو ہوا کشف الغمہ میں جناب صادقؑ سے روایت ہے تزویج جناب امیرؑ ماہ مبارک رمضان میں اور زفاف ماہ ذی الحجہ سال دوم ہجرت میں ہوا۔ اور بعض مخالفین نے کہا۔ ماہ صفر میں بعد ایک سال ہجرت کے ہوا۔ اور بعضوں نے کہا۔ کہ بعد مراجعت جنگ بدر کے واقع ہوا۔ اور کتاب اخبار عیون الرضا میں بسند معتبر حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے۔ جناب امیرؑ نے کہا حضرت رسولؐ نے مجھ سے فرمایا۔ اے علیؑ چند نفر مردان قریش نے فاطمہؑ کے معاملہ میں مجھ سے سختی کی۔ اور کہا۔ ہم نے آپ سے فاطمہؑ کی خواستگاری کی۔ آپ نے ہم سے انکار کیا۔ اور علیؑ سے تزویج کر دیا۔ میں نے ان سے کہا بخدا سوگند میں نے تم سے انکار نہیں کیا۔ اور علیؑ سے تزویج نہیں کیا۔ بلکہ خدا نے تم سے انکار اور علیؑ سے تزویج کر دیا پس جبرئیلؑ مجھ پر نازل ہوئے اور کہا۔ یا محمدؐ خداوند جلیل فرماتا ہے۔ اگر میں علیؑ کو نہ پیدا کرتا۔ فاطمہؑ تیری دختر کا ہم نسب اور تمہارا اور اس کا شوہر روئے زمین پر نہ آدم اور نہ غیر آدم کوئی ملتا۔ اور شیخ طوسیؒ نے جناب صادقؑ سے روایت کی ہے اگر حق تعالیٰ جناب امیرؑ کو جناب فاطمہؑ کے لئے پیدا نہ کرتا۔ بہ تحقیق کہ روئے زمین پر اس کا ہم نسب اور مثل و نظیر نہ تھا۔ اور یہ مضمون بطرق شیعہ و سنی بسندہائے معتبر متعددہ وارد ہوا ہے۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر جناب امام رضاؑ سے روایت کی۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ میں نے علیؑ سے فاطمہؑ کو تزویج نہیں کیا۔ مگر جبکہ حق تعالیٰ نے مجھے ان کے تزویج کا حکم فرمایا۔ ایضاً۔ بسند معتبر امام رضاؑ سے روایت کی ہے۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ ایک فرشتہ میرے پاس آیا۔ اور کہا۔ اے محمدؐ حق تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے۔ اور ارشاد کرتا ہے میں نے فاطمہؑ کو علیؑ کے ساتھ تزویج کیا۔ لہٰذا تم فاطمہؑ کو علیؑ کے ساتھ تزویج کر دو۔ اور میں نے درخت طوبیٰ کو حکم دیا۔ کہ یاقوت

درمرجان اس خوشی میں نثار کرکے اور اس شادی سے اہل آسمان کمال شاداں ہوئے اور بہت جلد ان سے دو فرزند متولد ہوں گے کہ بہترین جوانان اہل بہشت ہونگے۔ اور ان سے اہل بہشت زینت پائیں گے۔ اور اے محمدؐ خوش ہو کہ تم بہترین پیشنیان و آئیندگان ہو۔ بسند ہائے معتبر امام موسیٰ ابن جعفرؑ سے روایت ہے۔ کہ ایک **قصۂ محمود فرشتہ**۔ دن حضرت رسولؐ بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک فرشتہ ناگاہ حضرت پر نازل ہوا۔ جس کے چوبیس[۲۴] منہ تھے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے حبیب من جبرئیلؑ ہرگز تم کو میں نے اس صورت سے نہیں دیکھا۔ اس فرشتہ نے عرض کی میں جبرئیلؑ نہیں۔ بلکہ میں محمود ہوں۔ حق تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے کہ نور کو نور سے پیوند کرد۔ حضرت نے پوچھا۔ کس نور کو کس نور سے۔ فرشتہ نے کہا۔ فاطمہؑ کو علیؑ سے۔ جب فرشتہ نے پیٹھ پھیری۔ حضرت نے دیکھا اس کے درمیانِ دوکتف لکھا ہے محمد رسول علیؑ وصیہ حضرت نے اس سے پوچھا۔ یہ تیرے درمیانِ دوکتف کب سے لکھا ہے۔ فرشتہ نے کہا۔ بائیس[۲۲۰۰۰] ہزار سال قبل پیدائش آدم۔ و بروایت شہر آشوب چوبیس[۲۴] ہزار سال قبل پیدائش آدم اور اہل سنت نے بھی اس حدیث کو متعدد روایت کیا ہے۔ بروایت اہل سنت نام اس فرشتہ کا صرصائیل تھا اور اس کے بیس سر تھے۔ اور ہر سر میں ہزار زبانیں تھیں۔ اور اس کے ہاتھ ہفت آسمان و ہفت زمین سے بڑھے تھے۔ اور اس کے درمیانِ دوکتف بعد شہادتین لکھا تھا۔ کہ علی ابن ابی طالب مقیم الحجۃ۔ اور شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر جناب امیرؑ سے روایت کی۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ ابوبکر و عمر میرے پاس آئے اور کہا۔ حضرت رسولؐ پاس جناب فاطمہؑ کی خواستگاری کیوں نہیں کرتے۔ میں حضرت کی خدمت میں گیا۔ جب حضرت کی نظر مبارک مجھ پر پڑی۔ ہنسے اور فرمایا۔ کس کام کو آئے ہو اے علیؑ اپنی حاجت بیان کرو۔ میں نے آنحضرتؐ کی خدمت میں جناب فاطمہؑ کی خواستگاری کی اور اپنی سابق الاسلام ہونے اور نصرت و مددگاری کرنے کو بیان کیا۔ اور جس قدر جہاد راہ خدا میں کئے ان کو بھی بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ یا علیؑ تم نے سچ کہا۔ اور تم ان سب امور سے جن کا تم نے ذکر کیا زیادہ تر اچھے ہو۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں استدعا کرتا ہوں۔ فاطمہؑ کو مجھ سے تزویج فرما دیجئے۔ حضرت نے فرمایا۔ تمہارے قبل ایک جماعت نے اس کی خواستگاری کی۔ اور جب میں نے ان کا فاطمہؑ سے ذکر کیا۔ آثار کراہت اس کے چہرے سے پائے گئے۔ لیکن تم ٹھہرو میں فاطمہؑ پاس جا کر پھر آتا ہوں۔ جب حضرت رسولؐ حضرت فاطمہؑ پاس گئے۔ فاطمہؑ اُٹھ کھڑی ہوئیں۔ اور ردائے مبارک حضرت سے لے کر نعلین پائے مبارک حضرت سے اتاریں۔ پانی لاکر ہاتھ پاؤں دھوئے اور خدمت میں بیٹھیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ۔ جناب فاطمہؑ نے عرض کی۔ لبیک یا رسول اللہ۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ تم علیؑ ابن ابی طالب کی قرابت سے واقف ہو۔ اس کی فضیلت اور سبقت الاسلام اور اس کے حقوق جو دین خدا میں ہیں اسے جانتی ہو۔ اور میں

نے حق تعالیٰ سے سوال کیا۔ اے فاطمہؑ تمہیں بہترین خلق خدا۔ اور مقربین کبریا سے تزویج کروں۔ اب علیؑ نے تمہاری خواستگاری کی ہے کیا مصلحت ہے۔ جناب فاطمہؑ نے جب یہ سُنا خاموش ہو گئیں ۔ ولیکن منہ نہ پھیرا۔ اور کراہت نہ کی۔ یہ دیکھ کر حضرت رسولؐ اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ اللہ اکبر خاموشی علامت رضامندی ہے اس وقت جبرئیلؑ نازل ہوئے۔ اور کہا۔ یا محمدؐ فاطمہؑ کو علیؑ سے تزویج کر دحق تعالیٰ نے علیؑ فاطمہؑ کے لئے اور فاطمہؑ علیؑ کے لئے پسند کیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ حضرتؐ نے پس جناب فاطمہؑ کو میرے ساتھ تزویج کیا۔

قصۂ تزویج جناب سیدہؑ ۔ مناقب خوارزمی اور جمیع کتب معتبرہ شیعہ وسنی میں جناب امیرؑ و ام سلمہؑ و سلمان فارسیؓ سے روایت کی ہے۔ جب جناب سیدہؑ حد بلوغ کو پہنچی اکابر و اشراف قریش و صاحبان مال و ثروت و شرف و عزت نے جناب فاطمہؑ کی خواستگاری کی۔ جو شخص ان میں سے خواستگاری کرتا تھا۔ حضرت رسولؐ روئے مبارک اس کی طرف سے پھیر لیتے تھے اور اظہار کراہت فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ ہر ایک کو معلوم ہو جاتا تھا۔ کہ حضرت ہم سے راضی نہیں۔ یا آسمان سے وحی ہماری مذمت میں نازل ہوئی۔ اور ان سب میں سے جنہوں نے خواستگاری کی ابوبکر بھی تھے حضرت رسولؐ نے جواب دیا۔ اس کا اختیار خدا کو ہے بعد اس کے عمر[1] نے خواستگاری کی۔ اور حضرت نے وہی جواب دیا۔ ایک دن ابوبکر و عمر و سعد بن معاذ مسجد حضرت رسولؐ میں بیٹھے تھے۔ آپس میں مزاحیت جناب فاطمہؑ کا ذکر کر رہے تھے۔ ابوبکر نے کہا۔ اشراف قریش نے فاطمہؑ کی خواستگاری حضرت سے کی۔ اور حضرت نے ان کو جواب دیا۔ کہ اس کا اختیار پروردگار کو ہے اگر اس کو تزویج کرنا چاہے۔ تو تزویج کر سکتا ہے اور علی ابن ابی طالب نے اس بارہ میں ان سے کچھ نہیں کہا۔ اور نہ کسی نے ان کی طرف سے کہا۔

---

[1] یہ روایت اہل سنت سے ہے خوارزمی۔ طبری۔ اسد الغابہ وغیرہ کہ ابوبکر و عمر نے فاطمہؑ سے نکاح کی خواستگاری کی اور حضرت نے اظہار کراہت فرمایا۔ جب فاطمہ زہراؑ کا نکاح رسولؐ اور خدا کو عمر کے ساتھ ہونا منظور نہ تھا تو دختر فاطمہؑ کا نکاح شریعت محمدیہ میں عمر کے ساتھ ہونا منظور ہو گیا یہ مسلمانوں کی جہالت ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ام کلثوم بنت فاطمہؑ کا نکاح حضرت عمر سے ہوا فقط عزت رسولؐ برباد کرنا ہے۔ حضرت عمر جناب ام کلثوم کے نانا لگتے تھے حفصہ کے باپ ہونے سے مولوی صاحبان سخت توہین عمر کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے نواسی سے نکاح کرالیا۔ حالانکہ یہ کسی شریعت میں جائز نہیں تھا۔ اور جس ام کلثوم کا نکاح عمر سے ہوا۔ وہ ام کلثوم اسماء کے پیٹ کی تھیں۔ محمد بن ابوبکر کی بہن اور ابوبکر کی لاڈلی تھی۔ جس سے عمر نے مرضی عائشہ حاصل کر کے کم سنی یعنی نابالغی میں نکاح رچا لیا۔ ان سے زید پیدا ہوا۔ اور دونوں ماں بیٹا معاویہ کے پاس مر گئے۔ اور معاویہ نے ہی دونوں کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے برعکس فاطمہؑ سلام اللہ علیہا کی بیٹیاں جناب زینبؑ اور ام کلثوم بعد معاویہ واقعۂ کربلا میں زندہ تھیں۔ جن کی کربلا و شام کی زندگی آج ان دشمن ملاؤں کی خرافات کی بغیر کسی حوالہ کے اس بات کی تردید کر رہی ہے کہ مسلمانوں نے عصمت اہل بیت برباد کرنے کے لئے یہ ڈھونگ رچایا ہے۔

(کوثر بریلوی عفی عنہ)

اور ہمیں گمان یہی ہے سوائے تنگدستی کے کوئی بات ان کو مانع نہیں ہے۔ اور جو کچھ ہم جانتے ہیں۔ خدا اور رسول خداؐ نے بیشک فاطمہؑ کو علیؑ کے لئے رکھا ہے۔ پس ابوبکر نے عمر اور سعد بن معاذ سے کہا۔ اٹھو علی کے پاس چلیں۔ اور ان سے کہیں فاطمہؑ کی خواستگاری کریں۔ اگر تنگدستی مانع ہے تو ہم ان کی مدد کریں۔ سعد بن معاذ نے کہا بہت ٹھیک ہے یہ کہہ کر اٹھے اور جناب امیرؑ کے گھر گئے۔ حضرت کو وہاں نہ پایا۔ اس وقت حضرت اپنے اونٹ کو لے گئے تھے۔ اور باغ میں ایک مرد انصاری کی اجرت پر آب کشی کر رہے تھے۔ یہ لوگ اس باغ میں گئے۔ جب جناب امیرؑ کی خدمت میں پہنچے حضرت نے فرمایا کیوں آئے ہو۔ ابوبکر نے کہا اے علیؑ کوئی خصلت خصلتہائے نیک سے نہیں۔ مگر یہ کہ تم اور لوگوں پر اس خصلت میں افضل ہو۔ تمہارے اور حضرت رسول کے درمیان جو روابط یگانگی و مصاحبت دائمی و نصرت و مددگاری اور جو روابط معنوی ہیں۔ وہ معلوم ہیں۔ جمیع قریش نے فاطمہ کی خواستگاری کی۔ مگر حضرت نے قبول نہ کی اور جواب دیا۔ اس کا اختیار پروردگار کو ہے۔ اے علیؑ آپ کو کون سی چیز فاطمہؑ کی خواستگاری سے مانع ہے۔ ہم کو گمان یہ ہے خدا اور رسولؐ نے فاطمہؑ کو آپ کے لئے رکھا ہے۔ باقی اور لوگوں سے منع کیا ہے۔ جب جناب امیرؑ نے ابوبکر سے یہ کلام سُنا۔ آنسو چشمہائے مبارک سے جاری ہوئے اور فرمایا میرا اندوہ تم نے تازہ کیا۔ اور جو آرزو میرے دل میں پنہاں تھی۔ اس کو تم نے تیز کر دیا۔ کون ایسا ہو گا۔ جو فاطمہؑ کی خواستگاری نہ چاہتا ہو گا لیکن مجھے تنگدستی اس امر کے اظہار سے شرم دلاتی ہے۔
ان لوگوں نے جس طرح ہوا حضرت کو راضی کیا۔ کہ جناب رسول خداؐ پاس جا کر فاطمہؑ کی خواستگاری کریں جناب امیرؑ نے اپنا اونٹ کھولا۔ اور گھر میں لا کر باندھا۔ اور نعلین پہن کر متوجہ خانۂ حضرت ہوئے۔ اس وقت حضرت حجرۂ ام سلمہؓ میں تشریف رکھتے تھے۔ جب جناب امیرؑ نے کنڈی کھٹکھٹائی۔ ام سلمہ نے کہا۔ کون ہے۔ پس قبل اس کے جناب امیرؑ فرمائیں۔ میں علی ابن ابی طالب ہوں۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ اے ام سلمہ اٹھو اور دروازہ کھول دو۔ یہ وہ مرد ہے جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسول اس کو دوست رکھتے ہیں۔ ام سلمہؓ نے کہا۔ یا حضرتؐ میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ کون شخص ہے آپ جس کے حق میں ایسا فرماتے ہیں اور ہنوز آپ نے اُسے نہیں دیکھا حضرت نے فرمایا۔ اے ام سلمہ چپ رہو یہ وہ مرد ہے جو سینہ دامن نہیں۔ بلکہ نازک مزاج اور شجاع ہے یہ میرا بھائی اور ابن عم ہے اور مجھے یہ مرد سب خلق سے زیادہ محبوب ہے۔ ام سلمہؓ نے کہا میں اٹھی اور دروازہ کھولنے میں جلدی کی۔ میرا پاؤں دامن میں الجھا اور نزدیک تھی گر پڑوں جب دروازہ کھولا علیؑ ابن ابی طالب کو دیکھا بخدا سوگند علی گھر میں نہ آئے جب تک نہ جان لیا میں پردہ میں چلی گئی ہوں۔ پس داخل ہوئے اور کہا۔ السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جناب رسول خداؐ نے جواب میں فرمایا۔ وعلیک السلام اے علیؑ بیٹھو۔ ام سلمہؓ نے کہا۔ جب جناب امیر خدمت حضرت

بشیر و نذیر میں بیٹھے نگاہ نیچی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کسی کام کو آئے ہیں اور اس کے اظہار سے شرم کرتے ہیں۔ اور حیا سے سر جھکائے ہوئے ہیں۔ حبیب رسول خداؐ نے بعلم نبوت جانا کہ علیؑ کے دل میں کیا ہے۔ اور فرمایا اے علیؑ ایسا معلوم ہوتا ہے تم کسی کام کو آئے ہو۔ اپنا کام بیان کرو۔ اور جو کچھ دل میں ہے اس کا اظہار کرو۔ تمہاری حاجتیں میرے پاس مقبول ہیں۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ یا حضرت آپ جانتے ہیں کہ آپ نے مجھے ابو طالب اور فاطمہ بنت اسد سے لیکر عہد طفلی میں مجھ کو پالا آپ نے اپنی غذا سے مجھے غذا دی۔ آپ نے مجھے آداب دیا۔ اور مجھ پر آپ میرے ماں باپ سے زیادہ مہربان رہے۔ حق تعالیٰ نے مجھے آپ کی برکت سے بچاؤں[ف] اور بزرگوں کی گمراہی سے ہدایت فرمائی۔ یا رسول اللہ آپ ذخیرہ و شرف میرا دنیا اور آخرت میں ہیں۔ اور سبب ان کرامتوں کے جو حق تعالیٰ نے مجھے آپکی برکت سے عطا فرمائیں۔ امیدوار ہوں کہ گھر اور زوجہ مجھے ملے۔ اور آپ پاس خواستگار آیا ہوں کہ اپنی بیٹی فاطمہؑ سے مجھے تزویج فرما دیجئے اور یا رسول اللہؐ آپ فاطمہؑ کو مجھ سے تزویج فرمائیں گے ام سلمہؓ کہتی ہیں۔ میں نے دیکھا۔ ان باتوں کے سننے سے روئے مبارک حضرت رسولؐ شگفتہ ہو گیا اور حضرت ہنسنے لگے بعد اس کے از روئے تبسم جناب امیرؑ سے کہا اے علیؑ کچھ تمہارے پاس ہے۔ کہ میں فاطمہؑ کو تم سے تزویج کروں۔ جناب امیرؑ نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان بخدا سوگند آپ پر میرا کوئی امر مخفی نہیں میرے پاس ایک شمشیر اور ایک زرہ اور ایک اونٹ ہے جس کے اوپر پانی پہونچاتا ہوں اور اس کے سوا کوئی چیز میرے پاس نہیں۔ حضرت نے فرمایا لیکن شمشیر اس سے تمہیں احتیاج جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ کہ دشمنان خدا سے مقابلہ کرو۔ اونٹ اس سے اپنے نخلستان کے لئے پانی کھینچتے ہو۔ اور اپنا اسباب وغیرہ سفر میں اس پر بار کرتے ہو۔ اچھا تمہارے پاس جو ایک زرہ ہے میں اسی پر راضی ہوں۔ اور فاطمہؑ کو تم سے تزویج کر دوں اے ابو الحسنؑ چاہتے ہو۔ پھر تم کو بشارت دوں۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ ہاں میرے ماں باپ آپ پر قربان مجھے بشارت دیجئے۔ آپ پر درود خدا ہو آپ ہمیشہ بابرکت و سعادت و میمنت و فیروزی گفتار و کردار ہی ہے۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ اے ابو الحسنؑ تم کو بشارت ہو۔ حق تعالیٰ آسمان پر فاطمہؑ کو تم سے تزویج کر چکا ہے قبل اس کے میں زمین پر تم سے تزویج کروں۔ اور اسی جگہ قبل تمہارے آنے کے ایک فرشتہ مجھ پر نازل ہوا جس کے منہ اور ہاتھ بے شمار تھے۔ اور اس کے پہلے میں نے ایسا فرشتہ نہ دیکھا تھا۔ جب وہ فرشتہ آیا کہا السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اے محمدؐ آپ کو بشارت ہو۔ اجتماع اہل و پاکیزگی نسل سے میں

[ف] تاجدار دو عالم اور جناب علیؑ آپس میں چچا زاد بھائی تھے لہٰذا جو رسولؐ کے سب رشتہ دار تھے وہ ہی حضرت علیؑ کے لہٰذا یہاں جناب علیؑ کا بزرگوں سے اشارہ ابو لہب۔ ابو جہل۔ ابو سفیان اور دیگر مشرک و کافر قریشیوں کی طرف ہے۔ (کوثر بریلوی عفی عنہ)

نے کہا۔ اے ملک کیسی بشارت ہے جو تو مجھے دیتا ہے۔ اس نے کہا۔ یا محمدؐ میرا نام سیطائیل ہے اور میں ایک قائمہ عرش الہٰی پر موکل ہوں۔ میں نے اپنے پروردگار سے اجازت لی کہ آپ کو بشارت دوں اور جبرئیل بھی آتے ہیں۔ وہ آپ کو کراماتہائے حق سبحانہ تعالیٰ جو آپ پر مبذول ہیں۔ ان کی خبر دینگے۔ ابھی کلام اس فرشتہ کا تمام نہ ہوا تھا کہ جبرئیل امین آپہنچے۔ اور کہا السلام علیک ورحمتہ اللہ وبرکاتہ یا نبی اللہ۔ پس ایک حریر سفید حریرہائے بہشت سے میرے ہاتھ میں دیا۔ اور اس حریر پر دو سطر نور سے لکھی ہوئی تھیں۔ میں نے کہا۔ اے حبیب من جبرئیل یہ حریر اور نوشتہ کیا ہے۔ جبرئیل نے کہا۔ یا محمدؐ چونکہ حق تعالیٰ اپنے علم سے احوال جمیع خلائق پر مطلع تھا۔ پس آپ کو جمیع خلق سے برگزیدہ کیا۔ اور برسالت بھیجا۔ اور بعد آپ کے جمیع خلق سے آپ کے لئے آپ کے بھائی اور وزیر اور مصاحب اور داماد کو برگزیدہ کیا۔ پس آپ کی دختر فاطمہؑ کو اس سے تزویج کیا۔ میں نے کہا۔ اے حبیب من جبرئیل وہ کون شخص ہے۔ جبرئیل نے کہا۔ یا محمدؐ وہ آپ کا بھائی دنیا میں اور آپ کا ابن عم نسب میں ہے یعنی علیؑ ابن ابی طالب۔

بیان سامان تزویج جناب فاطمہؑ بالائے آسمان۔ حق تعالیٰ نے جمیع اہل بہشت کو وحی فرمائی۔ کہ مزین ہو جاؤ۔ پس روضات جنان مزین ہو گئے۔ پھر درخت طوبیٰ کو حکم فرمایا۔ زیور اور اسباب زینت سے آراستہ ہو۔ حوران بہشت نے بناؤ سنگار کیا۔ اور حق تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا۔ کہ آسمان چہارم پر نزدیک بیت المعمور جمع ہوں۔ پس ہر فرشتہ جو آسمان پر تھا بیت المعمور پاس آموجود ہوا۔ اور جو جو فرشتے آسمان چہارم سے نیچے تھے سب اوپر ہو گئے۔ اور حق تعالیٰ نے رضوان خزانہ دار بہشت کو حکم فرمایا کہ منبر کرامت نزدیک بیت المعمور نصب کرے۔ اور وہ منبر وہ ہے جس پر حضرت آدم نے جس روز فرشتوں کو تعلیم اسماء کی۔ اس پر خطبہ پڑھا تھا۔ اور وہ منبر نور کا ہے۔ پس حق تعالیٰ نے ایک ملک کو ملائکہ حجب سے جس کا نام راحیل ہے وحی فرمائی۔ اس منبر پر جا کر حق تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے اور اس کو بجلالت و بزرگی یاد کرے۔ اور حق تعالیٰ کی تعریف کرے جس کا وہ سزاوار ہے۔ اور درمیان ملائکہ اس فرشتہ سے خوش بیان و نیکو بیان زیادہ کوئی فرشتہ نہیں یہ سن کر وہ فرشتہ منبر پر آیا اور حمد حق تعالیٰ کی ان محامد سے بیان کی۔ جو سزاوار عظمت و جلال ایزد متعال ہے اور سب آسمانوں سے صدائے مدح و سرود آئی۔ اور تمام اہل سماوات خورسند و شاد ہو گئے۔ اور ایک روایت میں ہے اس فرشتہ نے یہ خطبہ پڑھا۔

خطبۂ ملک۔ حمد و سپاس اس خدا کو سزاوار ہے۔ جو سب پہلوں کی اولیت سے ہے اور بعد فنائے عالمین کے باقی ہے۔ اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے ہم کو ملائکہ روحانیاں کیا۔ اور ہم کو اپنے پروردگار کا اقرار کرنے والا کیا۔ اور ان نعمتوں پر جو ہم کو عطا ہوئیں۔ شاکر کیا۔ ہم کو کمان سے حجب اور غیبوں سے مستور کیا۔ ہم کو سموات میں ساکن کیا۔ اور مقرب سرادقات فرمایا۔ ہم نے حرص شہوات زائل کی۔ اور حرص و خواہش ہماری اپنی تسبیح و تقدیس میں قرار دی۔ وہ خدا جس نے اپنی رحمت وسیع کی نعمتوں کا بخشنے والا ہے اس سے جلیل تر

ہے۔ جس سے مشرکین اس کو منسوب کرتے ہیں اور بوجہ اپنی عظمت وجلال کے ان افتراؤں سے بلندتر ہے۔ جو اس پر ملحدین قرار دیتے ہیں۔ بعد اس حمد وثنا کے بیان کیا۔ خداوند جبار نے اپنے برگزیدہ گرامی اور پسندیدہ کو اپنی کنیز کے لئے اختیار کیا۔ کہ بہترین زنان اور بہترین دختران پیغمبران واشرف مرسلان ہے۔ اس پیغمبر کے رشتے کو اس کے ایک مرد اہل بیت کے رشتے سے پیوند کر دیا۔ کہ وہ مرد اس کا مصاحب اور اس کی دعوت کی تصدیق کرنے والا۔ اور اس کے دین وملت کی طرف مبادرت کرنے والا۔ اور وہ مرد علی ابن ابی طالب ہے جس نے دختر رسول یعنی فاطمہ بتول سے پیوند پایا و بروایت اول جبرئیل نے کہا حق تعالیٰ نے مجھے وحی فرمائی کہ ان کا عقد نکاح باندھوں۔ کیونکہ میں نے اپنی کنیز فاطمہؑ اپنے حبیب محمدؐ کی دختر کو اپنے بندے علیؑ ابن ابی طالب سے تزویج کیا۔ پس میں کہ میں نے عقد نکاح باندھا اور ملائکہ مقربین کو گواہ کیا۔ اور ان کی گواہی اس حریر پر لکھی ہوئی۔ اور مجھے میرے پروردگار نے حکم دیا کہ یہ نامہ آپ کو دکھاؤں اور مشک سے اس پر مہر کروں اور رضوان خزینہ دار بہشت کے سپرد کروں۔ اور جب حق تعالیٰ نے ملائکہ کو تزویج علی بر فاطمہؑ کے ہمراہ گواہ کیا۔ درخت طوبیٰ کو حکم دیا جو کچھ زیور اور حلّے تجھ پر ہیں سب گرا دے اور ان پر نثار کر۔ ملائکہ اور حورالعین نے وہ نثار سمیٹ لیا اور اس نثار کا حوریں ایک دوسرے کو ہدیہ بھیجتی ہیں۔ اور اس سے فخر و مباہات قیامت تک کرتی ہیں۔ اے محمدؐ حق تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے۔ کہ میں آپ کو حکم دوں فاطمہؑ کو علیؑ سے زمین پر تزویج فرما دیجئے۔ اور ان کو بشارت دیجئے کہ حق تعالیٰ ان کو دو فرزند عطا کرے گا۔ وہ پاکیزہ نجیب طیب طاہر باخیر صاحب فضیلت دنیا و آخرت میں ہونگے۔

بیان تزویج فاطمہؑ برزمین ۔ اے ابوالحسن وہ فرشتہ بخدا سوگند ابھی میرے پاس سے گیا تھا۔ کہ تم نے دروازہ کھٹکھٹا دیا۔ واضح ہو کہ میں تمہارے مقدمہ میں امر پروردگار جاری کروں گا۔ اے ابوالحسن تم جاؤ اور میں تمہارے عقب میں مسجد میں جاتا ہوں۔ اور سب لوگوں کے سامنے فاطمہؑ کو تم سے تزویج کرتا ہوں اور تمہاری ایسی فضیلت بیان کروں گا۔ وہ تمہاری اور تمہارے دوستوں کی دنیا و آخرت میں باعث روشنی چشم ہوگی۔ جناب امیرؑ نے فرمایا میں خدمت بابرکت حضرت رسالت سے اٹھ کر جلدی مسجد کی طرف روانہ ہوا۔ اور مجھے اس درجہ خوشی تھی کہ بیان سے باہر ہے۔ ادھر ابوبکر وعمر منتظر جناب امیرؑ تھے۔ اس لئے کہ امتحاناً جناب امیرؑ کو جناب رسول خدا پاس بھیجا۔ جب جناب امیرؑ کو آتے دیکھا راہ ہی میں حضرت کو ٹوکا۔ اور پوچھا۔ کہو کیا ہوا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا حضرت رسولؐ نے اپنی بیٹی فاطمہؑ کو مجھ سے تزویج کر دیا اور مجھے خبر دی کہ حق تعالیٰ نے آسمان پہ فاطمہؑ کو مجھ سے تزویج کیا۔ اور حضرت رسولؐ تشریف لاتے ہیں کہ سب لوگوں کے سامنے فاطمہؑ کو مجھ سے تزویج فرمائیں جب انہوں نے یہ خبر سنی بظاہر خوش خوش مسجد میں گئے۔ جناب امیرؑ

نے فرمایا۔ میں ہنوز مسجد کے اندر تک نہ گیا تھا کہ جناب رسول خداؐ تشریف لائے اور اثر شادی و خورمی روئے مبارک سے ظاہر تھے۔ اس وقت بلال کو حکم دیا۔ کہ مہاجرین و انصار کو ندا کرے کہ سب جمع ہوں۔ جب سب جمع ہوئے حضرت منبر کے پہلے زینہ پر تشریف لے گئے۔ اور حمد و ثنائے حق تعالیٰ ادا فرمائی اور ارشاد فرمایا۔ اے گروہ مسلمانان آج جبرئیل میرے پاس آئے اور مجھے خبر دی میرے پروردگار نے ملائکہ کو بیت المعمور میں جمع کیا۔ اور سب کو اس پر گواہ کیا کہ میں نے اپنی کنیز فاطمہؑ دختر رسول کا عقد اپنے بندے علیؑ ابن ابی طالب سے کیا۔ اور مجھے حکم دیا کہ زمین پر فاطمہؑ کو علیؑ سے تزویج کروں۔ اور میں تم کو اس پر گواہ کرتا ہوں یہ فرما کر بیٹھ گئے اور جناب امیرؑ سے فرمایا۔ اے ابوالحسن اٹھو اور فاطمہؑ کی اپنے لئے خواستگاری کرو۔ جناب امیرؑ اٹھے۔ اور خطبہ نہایت فصیح و بلیغ ادا فرمایا۔ اور بعض الفاظ اس خطبہ کے یہ ہیں۔ میں اپنے حق تعالیٰ کی۔ اس کی نعمتوں اور شکر و احسان پر حمد کرتا ہوں۔ اور وہ گواہی خدا کی وحدانیت پر دیتا ہوں جو موجب رضامندی اور خوشنودی حق تعالیٰ ہو۔ اور محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجتا ہوں۔ جو باعث اس کے مزید قرب و منزلت کا ہو اور واضح ہو کہ نکاح منجملہ ان چیزوں کے ہے۔ جن کا خداوند عالمیان نے حکم دیا۔ اور اسے پسند فرمایا۔ اور یہ مجلس و مجمع بمقتضائے قدرت حق تعالیٰ یہاں ہوا۔ اور تحقیق جناب رسول خدا نے اپنی دختر فاطمہ زہرا کو مجھ سے تزویج فرمایا۔ اور مہر ان کا یہ میری زرہ قرار دی۔ بروایت دیگر پانچ سو درہم مہر مقرر کیا۔ اور میں اس سے راضی ہوا۔ تم سب رسول خداؐ سے دریافت کرو۔ اور گواہ رہو۔ یہ سن کر اصحاب نے رسول خدا سے دریافت کیا۔ یا حضرت آپ نے اپنی بیٹی فاطمہؑ کو علیؑ سے تزویج کیا۔ حضرت رسول نے فرمایا۔ ہاں میں نے تزویج کیا۔ اصحاب نے کہا۔ خدا ان کو برکت دے اور ان کی جدائی کو مبدل بہ یکجائی کرے۔ بعد اس کے حضرت رسولؐ اپنے ازواج کے گھر تشریف لے گئے۔ شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ

تفصیل شادی جناب فاطمہؑ

سے روایت کی ہے۔ جب حضرت رسولؐ نے جناب فاطمہؑ کو علیؑ ابن ابی طالب سے تزویج کیا اور فاطمہؑ پاس تشریف لائے۔ دیکھا رو رہی ہیں۔ حضرت نے رونے کا سبب پوچھا اور ارشاد کیا اگر میرے اہل بیت میں کوئی اس سے بہتر ہوتا تو میں اس کے ساتھ تزویج کرتا۔ اور میں نے اے فاطمہ تجھے علیؑ سے تزویج نہیں کیا لیکن حق تعالیٰ نے تجھے علیؑ سے تزویج کیا۔ مال فے اور خمس کو جب تک زمین و آسمان باقی ہیں۔ تمہارا مہر مقرر کیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا حضرت رسولؐ نے مجھ سے ارشاد کیا۔ اے علیؑ اٹھو اور اپنی زرہ بیچ ڈالو۔ یہ سن کر میں گیا۔ اور زرہ فروخت کر کے اس کی قیمت حضرت کی خدمت میں لایا اور روپے حضرت کے دامن میں رکھ دیئے۔ حضرت نے مجھ سے نہ پوچھا۔ کتنے روپے ہیں۔ اور میں نے بھی کچھ نہ کہا۔ بعد اس کے ان میں سے ایک مٹھی بھر لیا۔ اور بلال کو بلا کر دیا۔ اور فرمایا فاطمہؑ کے لئے عطر و خوشبو لے آؤ۔ پھر ان میں سے

روٹیاں ابوبکر کو دیں۔ بازار میں جا اور کپڑا وغیرہ جو کچھ اثاث البیت درکار ہے لے آ۔ پھر عمار بن یاسر کو اور ایک جماعت صحابہ کو ابوبکر کے بعد بھیجا۔ اور سب بازار میں پہونچے ان میں سے جو شخص چیز لیتا تھا ابوبکر کے مشورہ سے لیتا تھا ایک پیراہن سات درہم کو اور ایک مقنعہ چار درہم اور ایک چادر سیاہ خیبری اور ایک کرسی جس کے دونوں پاٹ خرمے کی چھال سے جڑے ہوئے تھے۔ اور دو توشک جامہائے مصری۔ ایک خرمہ کی چھال سے بھرا ہوا۔ اور دوسرا پشم گوسفند سے اور چار تکئے پوست طائف کے جن کو گیاہ اذخر سے بھرا تھا۔ اور ایک پردہ پشم اور بوریائے ہجری اور چکی اور بادیہ مسی اور ایک ڈول چمڑے کا اور کاسہ چوبین دودھ کے لئے اور ایک مشک پانی کے لئے اور ایک آفتابہ روغنی اور ایک سبوئے سبز اور کوزہ ہائے سفالین خرید کئے۔ جب سب اسباب خرید چکے۔ ابوبکر اور سب اصحاب مذکورہ لے کر حضرت کی خدمت میں آئے۔ حضرت ہر ایک چیز دست مبارک میں لے کر ملاحظہ فرماتے اور کہتے تھے خداوندا اس

بیان تزویج فاطمہ زہرا

کو میرے اہل بیت پر مبارک کر۔ بروایت دیگر آنسو چشمہائے مبارک سے روان ہوئے اور سر بجانب آسمان بلند کر کے فرمایا۔ خداوندا اس گروہ کو برکت دے جن کے ظروف زیادہ تر سفالین ہوں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ بعد اس کے میں ایک مہینے تک ہمراہ حضرت کے مسجد میں نماز پڑھتا اور اپنے گھر پھر جاتا۔ اور جناب فاطمہؑ کے بارہ میں کچھ نہ کہتا۔ ازواج جناب رسول خداؐ نے مجھ سے کہا۔ تمہیں منظور ہے کہ مقدمہ مزاوجت میں حضرت رسولؐ سے ہم کہیں۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ یہ سن کر ازواج حضرت رسولؐ پاس گئیں۔ ام ایمن نے کہا یا رسول اللہ اگر خدیجہ زندہ ہوتیں زفاف فاطمہؑ سے ان کی آنکھیں روشن ہوتیں۔ علیؑ اپنی زوجہ کے خواستگار ہیں۔ لہٰذا دیدۂ فاطمہؑ کو اس کے شوہر سے روشن کیجئے اور ان دونوں بزرگوار کو جمع فرمائیے اور ہماری آنکھیں اس مزاوجت سے روشن فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا۔ علیؑ اپنی زوجہ کو مجھ سے کیوں نہیں طلب کرتے۔ میں ان کے طلب کرنے کا منتظر ہوں۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ یا حضرت مجھے حیا مانع ہوتی ہے حضرت ازواج کی طرف مخاطب ہوئے۔ کون کون میرے ازواج سے یہاں حاضر ہے۔ ام سلمہ نے کہا۔ یا حضرت میں اور زینب اور فلاں فلاں حاضر ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ میرے حجروں میں سے ایک حجرہ میری بیٹی فاطمہؑ اور میرے ابن عم علی ابن ابی طالب کے لئے جھاڑ بہار کر صاف کرو۔ ام سلمہ نے کہا۔ یا حضرت کون سا حجرہ۔ فرمایا۔ تم اپنا حجرہ درست کرو۔ اور اپنی ازواج کو حکم دیا کہ فاطمہؑ کو آراستہ کریں۔ اور جو کچھ فاطمہؑ کو درکار ہو۔ مہیا کریں۔ ام سلمہ نے کہا میں نے فاطمہؑ سے پوچھا تمہارے پاس کچھ خوشبو ہے۔ جناب فاطمہؑ نے کہا۔ ہاں۔ پھر ایک شیشہ لائیں اور اس میں سے تھوڑا میری ہتھیلی پر دیا۔ مجھے ایسی خوشبو آئی کہ کبھی ایسی خوشبو نہ سونگھی تھی۔ میں نے پوچھا۔ اے فاطمہؑ یہ خوشبو کہاں سے لائیں۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ دحیہ کلبی جب کبھی میرے پدر بزرگوار کی خدمت میں آتے۔ حضرت فرماتے اپنے چچا کے لئے تکیہ لا کر رکھو۔ میں تکیہ لاتی اور دحیہ کلبی تکیہ کر کے بیٹھتے اور جب اٹھتے

جو کچھ ان کے کپڑوں میں سے گرتا حضرت فرماتے اس کو جمع کر لو۔ جناب امیرؑ نے حضرت رسول سے پوچھا۔ یا حضرت کیا چیز گرتی تھی حضرت نے ارشاد کیا۔ وہ جبرئیل تھے جو بصورت دحیہ کلبی آتے اور یہ عنبر ہے جو ان کے بدن سے جھڑتا رہتا۔ بروایت دیگر جناب فاطمہؑ گلاب بھی لائیں۔ ام سلمہ کہتی ہیں۔ ہرگز میں نے ایسا خوشبو گلاب نہ سونگھا تھا۔ ام سلمہ نے پوچھا۔ یہ گلاب کہاں سے لائیں۔ جناب فاطمہؑ نے کہا جب حضرت رسول استراحت فرماتے۔ میں پسینہ حضرت کا لے کر اس شیشہ میں جمع کرتی تھی۔ اور یہ گلاب نہیں پسینہ حضرت ہے جناب امیرؑ نے فرمایا حضرتؐ نے مجھ سے ارشاد کیا اے علیؑ اپنے اعزہ کے لئے عمدہ کھانا تیار کرو۔ اور فرمایا۔ گوشت روٹی میں لاتا ہوں۔ تم خرما اور روغن لاؤ۔ حسب الامر میں خرما اور روغن لے کر آیا۔ حضرت رسول نے اپنے دست مبارک سے کپڑے میں روغن ڈالا۔ اور خرمے توڑ کر اس میں ملے۔ گوسفند فربہ اور بہت سی روٹیاں بھی منگالیں۔ جب کھانا تیار ہو گیا فرمایا۔ اے علیؑ جاؤ اور جس کو چاہو بلا لاؤ۔ جب میں مسجد میں آیا۔ تمام مسجد اصحاب سے بھری ہوئی تھی۔ مجھے شرم و حیا دامنگیر ہوئی۔ کہ ان میں سے بعض کو بلاؤں اور بعض کو نہ بلاؤں۔ پس میں نے بلندی پر آکر آواز دی کہ ولیمہ فاطمہؑ میں سب لوگ تکلیف کریں۔ یہ سن کر تمام حاضرین مسجد اٹھ کھڑے ہوئے اور میرے گھر چلے۔ مجھے کثرت مردم اور قلت طعام سے شرم و حیا آتی تھی۔ جب حضرت نے مجھے متفکر و شرمندہ پایا فرمایا۔ میں دعا کروں گا۔ حق تعالیٰ اس کھانے میں برکت فرمائے گا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ بہ برکت دعائے حضرت رسولؐ تمام اصحاب نے وہ طعام کھایا۔ اور پانی پیا۔ اور میرے لئے دعائے برکت کی۔ اور سیر ہو کر باہر آ گئے۔ اور یہ لوگ چار ہزار سے زیادہ تھے۔ اور اس کھانے میں کچھ بھی کمی نہ ہوئی۔ پھر حضرت نے فرمایا کاسے لاؤ۔ جب پیالے لائے۔ وہ کھانا ان میں بھرا۔ اور اپنی ازواج کے گھر بھیجا۔ پھر ایک کاسہ اور طلب کیا۔ اس میں کھانا بھرا۔ اور ارشاد فرمایا۔ یہ علیؑ و فاطمہؑ کا حصہ ہے جب آفتاب غروب ہوا حضرت نے ام سلمہ سے فرمایا۔ فاطمہؑ کو لاؤ۔ ام سلمہ جناب فاطمہؑ کو لائیں۔ دامن زمین پر لٹکتا۔ اور فرط حیا سے عرق ٹپکتا تھا۔ نہایت شرم و حیا سے سر نہوڑائے تشریف لائیں جناب رسول خدا نے فرمایا۔ حق تعالیٰ تمہیں دنیا و آخرت میں لغزش کی نگاہ سے محفوظ رکھے۔ جب جناب فاطمہؑ حضرت رسولؐ کے سامنے کھڑی ہوئیں۔ حضرت نے نقاب روئے منور جناب فاطمہؑ سے اٹھا دی کہ علیؑ نے خورشید جمال بے مثال مشاہدہ فرمایا۔ پھر جناب سیدہؑ کا ہاتھ پکڑ کے جناب امیرؑ کے ہاتھ میں دیا۔ اور فرمایا۔ اے علیؑ خدا مواصلت دختر رسول خدا کو تمہارے ساتھ مبارک کرے۔ اے علیؑ فاطمہؑ نیک زوجہ ہے اور اے فاطمہؑ علیؑ نیک شوہر ہے اپنی منزل میں جاؤ اور میرے آنے کا انتظار کرو۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ فاطمہ زہراؑ کا دست مبارک اپنے ہاتھ میں تھام کر اپنے گھر لے گیا۔ اور ایک گوشہ میں بٹھا کر دوسرے گوشہ میں جا بیٹھا ہم دونوں شرم و حیا سے سر جھکائے ہوئے تھے ناگاہ حضرت رسولؐ تشریف لائے۔ اور فرمایا یہاں کون ہے۔ میں نے کہا۔ یا حضرت آپکو

مرحبا آپ زیارت کرنے والے اور تشریف لانے والے ۔ یہ سُن کر حضرت تشریف لائے اور فاطمہؑ کو اپنے پہلو میں بٹھایا۔ اور فرمایا۔ اے فاطمہؑ پانی لاؤ۔ جب فاطمہؑ اٹھ کر پانی کا کاسہ بھر لائیں۔ حضرت نے ایک گھونٹ اس میں سے دہان مبارک میں لیکر مضمضہ فرمایا۔ اور اسی کاسہ میں ڈال دیا۔ اور تھوڑا پانی اس میں سے لے کر جناب فاطمہؑ کے سر پر چھڑکا۔ اور فرمایا پشت میری طرف کرو۔ پھر تھوڑا پانی دونوں شانوں کے درمیان چھڑکا۔ اور فرمایا۔ خداوندا یہ میری بیٹی ہے اور مجھے محبوب ترین خلق ہے۔ خداوندا اس کو اپنا ولی اور اطاعت کنندہ اور اس کے اہل کو اس کے لئے مبارک فرما۔ بعد اس کے ارشاد کیا۔ اے علیؑ اپنی زوجہ پاس جاؤ۔ خدا تم کو برکت دے اور اے اہل بیت تم پر رحمت خدا و برکات ہو۔ بدرستیکہ خدا بزرگوار و مستحق حمد ہے اور دوسری روایت معتبر جناب امیرؑ نے فرمایا کہ شب زفاف حضرت رسولؐ میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اٹھو۔ بنام خدا اور کہو برکت خدا جاتا ہوں اور جو کچھ خدا چاہتا ہے واقع ہوتا ہے اور کاموں میں سوائے مدد خدا قوت نہیں اور میں نے توکل خدا پر کیا۔ پس مجھے جناب فاطمہؑ پاس لا کر بٹھا دیا۔ اور فرمایا۔ خداوندا یہ دونوں مجھے حبیب ترین خلق ہیں۔ تو ان کو دوست رکھ۔ اور ان کے فرزندوں میں برکت دے۔ اپنی طرف سے حفاظت کرنے والا قرار دے۔ اور میں ان کو تیری پناہ میں دیتا ہوں۔ اور ان کی ذریت کو شیطان رجیم سے تیری حفاظت و حراست میں سونپتا ہوں۔ کتب معتبرہ فریقین میں جناب امیرؑ سے روایت کی ہے۔ جب حضرت نے مجمع اصحاب میں فاطمہؑ کی مجھ سے تزویج کیا اس کے بعد ایک مہینہ تک میں نے صبر کیا۔ اور بوجہ شرم و حیا فاطمہؑ کے متعلق میں نے رسالت مآبؐ سے کچھ ذکر نہ کیا۔ لیکن جب میں حضرت کے ساتھ تخلیہ میں بیٹھتا۔ مجھ سے فرماتے۔ اے ابو الحسن تمہاری زوجہ کیا نیک ہے۔ اے ابو الحسن شاد و خوش رہو۔ کہ تم سے میں نے بہترین زنان عالمیان کو تزویج کیا۔ جب ایک مہینہ گذر گیا میرے پاس میرے بھائی عقیل آئے۔ بروایت دیگر جعفر و عقیل آئے اور کہا۔ اے برادر ہم کسی چیز سے اس قدر خوش نہیں ہوئے۔ جس قدر تمہارے فاطمہؑ کے ساتھ تزویج ہونے سے خوش ہوئے۔ اے برادر کس لئے تم حضرت رسولؐ سے سوال نہیں کرتے۔ کہ فاطمہؑ تمہیں عطا کریں۔ اور تمہارے زفاف سے ہماری آنکھیں روشن ہوں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ بخدا سوگند میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ لیکن مجھے شرم و حیا مانع ہے کہ اس بات کو حضرت سے عرض کروں۔ یہ سُن کر عقیل مجھے قسم دلا کر اپنے ہمراہ لے گئے۔ اثنائے راہ میں ام ایمن سے ملاقات ہوئی۔ ام ایمن نے کہا۔ میں جا کر اس بارہ میں حضرت سے گفتگو کرتی ہوں۔ عورتوں کی باتیں اس مقدمہ میں بہت مفید ہوتی ہیں۔ پھر ام ایمن پھر کر ام سلمہ پاس گئیں۔ اور اس بارہ میں مصلحت کی۔ ام سلمہ نے حضرت کی سب ازواج کو طلب کیا اور سب مل کر حضرت کے پاس گئیں۔ اور حضرت اس وقت حجرہ عائشہ میں تھے۔ سب نے حضرت کی خدمت میں عرض کی۔ ہم اس بات کے لئے خدمت میں جمع ہوئے

ہیں اگر آج خدیجہ زندہ ہوتیں تو ان کی آنکھیں اس سے روشن ہوتیں۔ ام سلمہ نے کہا۔ جب ہم نے خدیجہ کا نام لیا۔
حضرت رونے لگے اور فرمایا۔ مثل خدیجہ کے کون ہے۔ میری اس نے اس وقت تصدیق کی۔ جس وقت سب
لوگ تکذیب کرتے تھے۔ میری اس نے نصرت دین خدا پر کی۔ اس نے اپنے مال سے میری امانت کی۔ مجھے
حق تعالیٰ نے حکم دیا۔ کہ میں خدیجہ کو بشارت دوں۔ کہ حق تعالیٰ نے ایک گھر قصبہائے زمرد سے بنایا ہے۔
اس گھر میں تعب و مشقت نہیں۔ ام سلمیٰ نے کہا۔ میں نے عرض کی۔ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ
آپ نے کچھ فضائل خدیجہ کے ہم سے بیان فرمایئے۔ سب حق ہے اور وہ واصل رحمت پروردگار ہوئیں۔ اور کرامتہائے
حق تعالیٰ میں پہونچیں۔ خدا کرامتیں انہیں گوارا کریں اور اپنی رحمت سے ہمارے اور ان کے درمیان بہشت میں
جمعیت عطا فرماسے۔ اب آپ کا برادر دنیا و آخرت میں اور آپ کا پسر عم نسب میں علی ابن ابی طالبؑ استگار
ہے کہ اس کی زوجہ بالیے تسلیم و عطا فرمایئے حضرت نے فرمایا۔ اے ام سلمہ علیؑ نے خود مجھ سے کیوں سوال نہ کیا۔
ام سلمہ نے عرض کی یا حضرت انہیں شرم و حیا مانع ہے۔ ام ایمن کہتی ہیں۔ حضرت نے کہا مجھ سے جاؤ اور علیؑ کو
لے آؤ۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ جب ام ایمن نے مجھے بلایا۔ اور میں حضرت کی خدمت میں پہونچا۔ حضرت کی ازواج
اٹھ کھڑی ہوئیں اور میں حضرت کی خدمت میں بیٹھا۔ اور شرم و حیا سے میں نے سر جھکا لیا۔ حضرت نے فرمایا۔
چاہتے ہو میں تمہیں زوجہ تسلیم و عطا کردوں۔ میں نے شرم سے سر نیچا کر لیا۔ اور میں نے عرض کی میرے ماں باپ
آپ پر قربان ہاں میں چاہتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ آج کی رات یا کل کی رات انشاء اللہ فاطمہؑ کو تمہیں سپرد
کر دوں گا۔ یہ سن کر میں حضرت کی خدمت سے خوش خوش باہر آیا۔ حضرت نے اپنی ازواج کو طلب کیا۔ اور فرمایا۔
فاطمہؑ کو آراستہ کرو۔ خوشبو لگاؤ اور حجرہ میں فرش بچھاؤ۔ اور قیمت زرہ سے جو ام سلمہ کے سپرد کی تھی اس میں سے دس
درہم لے کر مجھے دیئے اور فرمایا۔ اے علیؑ جاؤ۔ خرما۔ روغن۔ پنیر مول لے آؤ۔ میں مول لے کر حضرت کی خدمت
میں لایا۔ حضرت نے دستک دی اور دستر خوان پوست مانگا۔ اور اپنے دست مبارک سے خرما۔ پنیر۔ روغن
باہم ملا کر مثل حلوہ بنایا۔ اور فرمایا۔ اے علیؑ جس کو چاہو بلاؤ۔ میں مسجد میں گیا۔ اور اس وقت اصحاب آنحضرت
کے سب کے سب مسجد میں جمع تھے۔ میں نے کہا۔ تم کو حضرت نے بلایا ہے۔ سب اٹھ کھڑے ہوئے اور
حضرت کے مکان کی طرف چل کھڑے ہوئے۔ میں جلدی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی۔
بہت لوگ آئے ہیں۔ حضرت نے رومال دستر خوان پر ڈال دیا۔ اور فرمایا۔ دس دس آدمیوں کو لاؤ۔ کھانا
کھائیں۔ اور باہر جائیں بس لوگ اس طرح آتے اور کھانا کھا کر باہر جاتے تھے۔ کھانا کچھ بھی کم نہ ہوا۔ یہاں تک کہ
سات سو مرد و عورت نے برکت آنحضرت اس میں سے کھانا کھایا۔ و بروایت دیگر جناب امیرؑ کی آواز با عجاز جمیع
اہل مدینہ اور اطراف مدینہ کے پہنچی اور سب کے سب اپنے اپنے باغوں نخلستانوں سے متوجہ خانہ حضرت ہوئے اور

ان کے لئے مسجد میں فرش چرمین بچھایا۔ اور سب نے اس کھانے سے کھایا۔ اور سیر ہوئے اور یہ لوگ چار ہزار سے زیادہ تھے۔ بعد میں تین روز تک لوگ آتے اور اس کھانے سے کھاتے تھے اور کھانا کچھ کم نہ ہوتا تھا۔ ام سلمہ نے کہا حضرت رسول نے علیؑ و فاطمہؑ کو بلایا۔ علیؑ کو داہنے ہاتھ اور فاطمہؑ بائیں ہاتھ سے پکڑ کر دونوں کو اپنے سینے سے لگایا۔ اور پیشانی کے بوسے لے کر فاطمہؑ کو علیؑ کے سپرد کیا۔ اور فرمایا۔ اے علیؑ نیک بی بی تمہاری بی بی ہے اور پھر جناب فاطمہؑ سے مخاطب ہوئے اور کہا۔ اے فاطمہؑ نیک شوہر تمہارا شوہر ہے یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کو اپنے ہمراہ لے گئے۔ یہاں تک ان کو ان کے گھر میں جو ان کے لئے خالی کیا تھا پہنچا کر آپ باہر چلے آئے اور دونوں پٹ دروازے پکڑ کر اپنے دست مبارک سے ارشاد کیا۔ خدا تم کو مطہر کرے اور تمہاری نسل کو پاک و پاکیزہ کرے۔ میں اس کا دوست ہوں جو تمہارا دوست ہے اور میں اس سے برسر جنگ ہوں جو تم سے برسر جنگ ہے میں تم کو خدا کو سونپتا ہوں۔ اور خدا کو تم پر اپنا خلیفہ مقرر کرتا ہوں بروایت دیگر فرمایا۔ مرحبا دو دریائے نے آپس میں ملاقات کی اور مرحبا دو نجم آسمان سعادت و شرف کو کہ آپس میں نزدیک ہوئے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا حضرت تین روز تک ہمارے پاس نہیں آئے۔ جب چوتھے دن صبح ہوئی حضرت نے چاہا کہ تشریف لائیں کہ اسماء بنت عمیس کو دیکھا۔ دروازے کے باہر کھڑی ہیں۔ فرمایا۔ کیوں یہاں کھڑی ہو۔ کہ مرد اس حجرہ میں ہے۔ اسماء نے عرض کی۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ جب دلہن شوہر کے گھر جاتی ہے تو جو عورت اس کے ہمراہ آتی ہے۔ وہ اس کی خدمت کرتی ہے۔ اور میں حضرت فاطمہؑ کی خدمت کے لئے کھڑی ہوں۔ جناب رسول خداؐ نے ارشاد کیا۔ اے اسماء حق تعالیٰ تمہارے حوائج دنیا و آخرت بر لائے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اس وقت نہایت سردی تھی۔ میں اور فاطمہؑ ایک عبا میں سو گئے تھے۔ جب حضرت کی آواز ہم نے سنی چاہا۔ اٹھیں جناب رسول خداؐ نے قسم دلائی تم کو قسم ہے جو تم ہلے اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا جب تک میں نہ آلوں۔ پس ہم اسی طرح منتظر رہے۔ یہاں تک کہ حضرت ہمارے سرہانے آکر ہمارے سر کے نزدیک بیٹھ گئے۔ اور پائے مبارک ہماری عبا میں پھیلا دیئے اور داہنا پاؤں حضرت کا میں نے اپنے منہ سے اور بائیں حضرت کا فاطمہؑ نے اپنے سینے سے لگا لیا۔ اور حضرت کے پاؤں گرم کر دیئے۔ جب حضرت کے پاؤں گرم ہو گئے فرمایا۔ اے علیؑ کوزۂ آب لاؤ۔ جب میں کوزۂ آب لایا تین مرتبہ حضرت نے آپ دہن مبارک اس میں ڈالا۔ اور چند آیۂ قرآن اس پر پڑھے۔ پھر فرمایا اے علیؑ اس کو پی لو۔ اور تھوڑا سا پانی رہنے دو۔ جب میں پی چکا۔ تھوڑا سا پانی میرے سر اور سینے پر چھڑکا۔ اور ارشاد کیا اے ابوالحسن حق تعالیٰ ہر بدی کو تم سے دور رکھے اور تم کو گناہوں اور عیبوں سے پاک کرے۔ جو حق پاک کرنے کا ہے۔ پھر فرمایا۔ اور پانی لاؤ۔ جب میں پانی لایا تین مرتبہ آپ نے آب دہن مبارک اس میں ڈالا۔ اور آیات قرآن اس پر پڑھ کر جناب فاطمہؑ کو دیا اور فرمایا۔

اے فاطمہؑ پی لو اور تھوڑا سا رہنے دو۔ باقی ماندہ پانی سر و سینہ فاطمہؑ پر چھڑکا۔ اور فرمایا۔ خدا ہر بدی سے تم کو دور کرے اور عیبوں اور گناہوں سے تم کو پاک کرے۔ جو حق پاک کرنے کا ہے۔ یہ فرما کر مجھے گھر کے باہر بھیج دیا اور فاطمہؑ سے تخلیہ میں فرمایا اے فاطمہؑ کیا حال ہے اور شوہر تیرا کیسا ہے۔ جناب سیدہؑ نے کہا۔ پدر بزرگوار شوہر میرا نیک ہے لیکن زنان قریش میرے پاس آئیں اور کہا حضرت رسولؐ نے تمہیں ایسے شخص سے تزویج کیا ہے جو پریشان حال اور کچھ مال اس کے پاس نہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے دختر تیرا باپ اور تیرا شوہر پریشان حال نہیں۔ واضح ہو کہ خزانہائے زمین میرے لئے پیش کئے گئے اور میں نے قبول نہ کئے۔ بلکہ ثواب آخرت اختیار کیا۔ اے دختر اگر تو جانے جو تیرا باپ جانتا ہے تو دنیا[۱] کی تیری نظر میں کچھ قدر نہ ہوتی۔ بخدا سوگند اے دختر تیری خیر خواہی میں میں نے تقصیر نہیں کی۔ اور تجھے اس سے تزویج کیا جس کا اسلام سب سے پہلے اور جس کا علم و حلم سب سے زیادہ۔ اے دختر حق تعالیٰ نے تمام اہل زمین سے دو شخص اختیار کئے۔ ایک تیرا باپ اور ایک تیرا شوہر۔ اے دختر تیرا شوہر نیک شوہر ہے کسی امر میں اس کی مخالفت جائز نہ رکھنا۔ پس مجھے آواز دی۔ اور طلب فرمایا۔ میں نے کہا۔ لبیک یا رسول اللہ فرمایا۔ اپنے گھر میں آؤ اور اپنی زوجہ سے شفقت و مہربانی کرو۔ اس لئے کہ فاطمہؑ میری پارۂ تن ہے جو اسے آزردہ کرے وہ مجھے آزردہ کرتا ہے اور جو اسے شاد کرے وہ مجھے شاد کرتا ہے میں تم کو خدا کو سونپتا ہے اور خدا کو تم پر خلیفہ کرتا ہوں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ بخدا سوگند جب تک فاطمہؑ میرے پاس زندہ رہیں میں نے اس کو رنجیدہ نہ رکھا۔ اور ہرگز کوئی امر جوان کی طبع اقدس پر گراں ہوا۔ مجھ سے سرزد نہیں ہوا۔ وہ ہرگز مجھے غیظ و غضب میں نہ لائیں اور کسی امر میں میری نافرمانی نہیں کی۔ جب میں ان پر نظر کرتا۔ تمام الم و غم و غیظ مجھ سے دور ہو جاتے۔ جب حضرت رسولؐ نے چاہا باہر تشریف لے جائیں۔ جناب فاطمہؑ نے کہا اے بابا مجھ میں طاقت خانہ داری کی نہیں۔ کوئی خادمہ میرے لئے عنایت ہو۔ وہ میری خدمت اور امور خانہ داری میں میری اعانت کرے۔ حضرت نے فرمایا اے فاطمہؑ تمہیں وہ چیز نہیں منظور جو خادمہ سے بہتر ہو۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ ہاں کہدو منظور ہے۔ پس جناب فاطمہؑ نے کہا۔ ہاں یا رسول اللہ جو چیز خادمہ سے بہتر ہو منظور ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ ہر روز تینتیس[۳۳] مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس[۳۳] مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس[۳۴] مرتبہ اللہ اکبر کہو۔ یہ زبان پر ایک سو تسبیح ہے اور

---

[۱] رسول پاکؐ کا فاطمہ زہراؑ کو یہ فرمانا اس لئے تھا کہ لوگ عظمت علیؑ سے خبردار اور آگاہ ہو جائیں۔ ورنہ فاطمہ زہراؑ تو وارث علم نبوتؐ و امامت تھی اور ان بچوں کی ماں تھی جو گود رسول میں بیٹھ کر لوح محفوظ کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ ان الفاظ سے شان سیدہؑ میں کوئی کمی نہیں یہ تو ویسے ہی ہیں۔ جیسا کہ پنجابی زبان میں مثال ہے۔ آکھاں دھی نوں سناواں نونہہ نوں۔ لہٰذا نبی کریمؐ کا فاطمہ زہراؑ کو شنا کرامت کو بتانا دکھانا مقصود تھا۔ (کرم بھیر بلوی عفی عنہ)

میزان میں اس کا ثواب ایک ہزار ہے۔ اے فاطمہؑ اگر ہر روز صبح کو یہ تسبیح پڑھو گی۔ حق تعالیٰ کفایت امور دنیا و آخرت کرے گا۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر ابن عباس سے روایت کی۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ حق تعالیٰ نے مجھ میں اور علیؑ میں برادری قائم کی۔ اور ساتویں آسمان پر میری دختر فاطمہؑ کو علیؑ کے ساتھ تزویج کیا۔ اور ملائکہ مقربین کو اس کے تزویج پر گواہ کیا۔ اور علیؑ کو میرا وزیر اور خلیفہ مقرر کیا۔ پس علیؑ مجھ سے ہے۔ اور میں علیؑ سے ہوں۔ اس کا دوست میرا دوست اس کا دشمن میرا دشمن۔ ملائکہ بوجہ محبت و دوستی علیؑ حق تعالیٰ سے تقرب حاصل کرتے ہیں۔ ایضاً بسند صحیح جناب صادق سے روایت ہے کہ ایک دن ام ایمنؓ حضرت رسولؐ پاس آئیں۔ اور اپنی چادر میں کچھ لئے ہوئے تھیں حضرت نے فرمایا۔ اے ام ایمن تمہارے پاس کیا ہے۔ ام ایمن نے کہا۔ میں فلاں عورت کی شادی میں گئی تھی۔ اس پر جو نثار کیا۔ یہ اس میں سے ہے۔ یہ کہہ کر ام ایمن رونے لگیں۔ اور کہا۔ یا رسول اللہ آپ نے فاطمہؑ کی شادی فرمائی اور ان پر کچھ نثار نہ کیا۔ حضرت نے فرمایا اے ام ایمن کیوں جھوٹ بولتی ہو۔ واضح ہو۔ کہ جب حق تعالیٰ نے فاطمہؑ کو علی سے تزویج کیا۔ درختانِ بہشت کو حکم دیا کہ اہل بہشت پر اپنے زیور اور حلّوں اور موتیوں اور حریر و زمرد کو نثار کرے۔ پس اس قدر نثار حاصل کیا کہ اس کا وصف نہیں کر سکتے۔ اور حق تعالیٰ نے درخت طوبیٰ فاطمہؑ کے مہر میں دیا اور اس درخت کو علیؑ ابن ابی طالب کے گھر میں قرار دیا۔ علی بن ابراہیم نے بسند معتبر

فضائل علیؑ زبانی رسولؐ

روایت کی ہے۔ جو شخص جناب فاطمہؑ کی خواستگاری حضرت رسولؐ سے کرتا۔ حضرت اپنا منہ اس کی جانب سے پھیر لیتے۔ اور اظہار کراہت فرماتے جب ارادہ تزویج ہمراہ علیؑ ہوا۔ جناب فاطمہؑ سے پوشیدہ بیان کیا۔ جناب فاطمہؑ نے کہا۔ میرا اختیار آپ کو ہے۔ لیکن زنان قریش کہتی ہیں۔ علیؑ بزرگ شکم[۵] اور بلند دست ہیں اور بند ہائے استخوان گندہ ہیں۔ آگے سر کے بال نہیں۔

---

[۵] یہ روایت کہ حضرت علیؑ بڑے پیٹ والے تھے جناب سیدہؑ نے کہا۔ مخالفین نے بنائی ہوئی ہے اور طبری۔ اسد الغابہ اس کے ناقل ہیں۔ مقصد یہ تھا کہ جیسا کہ اکثر احادیث میں ہے کہ فاطمہؑ تو با عظمت عورت ہیں کہ خدا نے خود عقد کیا اور حضرت علیؑ کی اس سے بزرگی بڑھ گئی۔ لہٰذا ایسے واقعات اجماعی رشتوں میں ہیں تاکہ لوگ یہ معلوم کریں کہ یا حادیث تفضیلت علیؑ و فاطمہؑ والی ویسی ہی ہیں۔ بلکہ فاطمہؑ تو ناراض تھیں نکاح سے۔ رسول نے معاذ اللہ زبردستی کر دیا۔ مگر سچ ہے جو دشمن آل رسول ہوگا عقل سے کورا ہوگا اور جو عقلمند ہوگا دشمن آل رسول نہ ہوگا۔ لہٰذا اس میں بھی جناب رسول میں وہ باتیں صادر ہوئیں جو حق تھیں اور عظمت علیؑ و فاطمہ کو اور دوبالا کر گئیں۔ سچ ہے ؎

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے ۔۔۔ کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

(کوثر سبزواری عفی عنہ)

انکے پیچھے ہی امیر ہمیشہ خنداں و نان لور مفلس ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ کیا تم کو معلوم نہیں حق تعالیٰ جانب دنیا متوجہ ہوا۔ اور مجھ کو جمیع مردان عالمیان سے اختیار کیا۔ پس پھر دوسری دفعہ دنیا کی طرف متوجہ ہوا۔ اور علیؑ کو مردانِ عالمیان سے اختیار کیا۔ پھر تیسری دفعہ دنیا کی طرف متوجہ ہوا۔ اور تجھے زنانِ عالمیان سے اختیار کیا۔ اے فاطمہؑ جس رات مجھے آسمان پہ لے گئے۔ میں نے دیکھا۔ سنگ بیت المقدس پہ لکھا تھا۔ لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ محمّد رسولُ اللّٰہ ایدتہ بوزیرہ ونصرتہ بوزیرہ یعنی محمدؐ کی میں نے اس کے وزیر سے تقویت کی اور اس کے وزیر سے اس کی نصرت کی۔ اس وقت میں نے جبرئیل سے پوچھا میرا وزیر کون ہے۔ جبرئیل نے کہا علی ابن ابی طالب آپ کے وزیر ہیں۔ اور جب سدرۃ المنتہیٰ پہ پہنچا۔ وہی کلمہ اس پہ بھی لکھا دیکھا۔ اور جب عرش پہ پہنچا۔ وہاں بھی وہ کلمہ لکھا دیکھا۔ اور جب داخل بہشت ہوا۔ اور درخت طوبیٰ کو علیؑ کے گھر میں دیکھا۔ اور بہشت میں کوئی قصر و منزل نہیں۔ مگر یہ کہ درخت طوبیٰ کی اس میں ایک شاخ ہے۔ اور اس درخت پہ سبد ہائے استبرق و حلہائے سندس ہیں۔ اور ہر مومن کے لئے ہزار ہزار سبد ہیں اور ہر سبد میں سو ہزار حلے ہیں اور ایک حلہ دوسرے کے شبیہ نہیں رکھتا۔ ہر ایک کا رنگ جدا۔ اور جامہائے اہل بہشت انہی حلوں سے ہیں۔ اور اس درخت کے درمیان ایک لمبہ کشیدہ ہے۔ اور بہشت کا عرض مثل زمینوں اور آسمانوں کے ہے۔ اور وہ ان لوگوں کے لئے فراہم کئے ہیں۔ جو ایمان خدا اور رسول پہ لائے ہیں۔ اگر سوار اس درخت کے سایہ میں سو ہزار سال گھوڑا دوڑائے۔ اس درخت کے سایہ سے باہر نہیں جا سکتا۔ اور یہی ہے مراد قول اللہ تعالیٰ سے وہ فرماتا ہے وظلٍّ ممدود۔ اور اس درخت کے نیچے میوہ ہائے اہل بہشت ہیں۔ اور طعامہائے بہشت ان کے ہر گھر میں لٹکا ہے اور اس درخت کی شاخ میں سو قسم کا میوہ ہے جن کی شبیہ دنیا میں دیکھی اور جنکی نہیں بھی دیکھی۔ اور جنہیں سنا اور جن کو نہیں بھی سنا۔ اور جو میوہ اس درخت سے جدا ہوتا ہے۔ اسی وقت پھر ویسا ہی میوہ اس میں لگ جاتا ہے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ لا مقطوعۃ ولا ممنوعۃ اور اس درخت میں ایک نہر جاری ہے اس نہر سے چار نہریں نکلتی ہیں۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ پہلی نہر اس پانی کی ہے جس کا پانی بزرگ رنگ نہیں بدلتا۔ دوسری نہر دودھ کی ہے۔ جس کا مزا متغیر نہیں۔ تیسری نہر شراب کی ہے کہ پینے والوں کو لذت بخشتی ہے۔ چوتھی نہر عسل مصفیٰ کی ہے۔ اے فاطمہؑ خالق نے علیؑ کے حق میں مجھے سات خلعتیں عطا کیں۔ علیؑ ان میں سے پہلا ہے جو میرے ساتھ قبر سے باہر آئے گا۔ اور جو سب سے پہلے صراط پہ میرے ساتھ کھڑا ہوگا۔ اور آتش جہنم کو حکم کرے گا۔ کہ اسے پکڑ لے اور اس کو چھوڑ دے۔ پہلا ان میں سے ہے۔ جو میرے ساتھ لباس پہنے کھڑے ہونگے۔ اور پہلا ان میں سے ہے جو داہنی طرف عرش کے میرے ساتھ کھڑا ہو۔ اور پہلا ان میں سے جو میرے ساتھ دروازہ بہشت کھولیں۔ اور پہلا ان میں سے ہے جو پہلے میرے ساتھ

علیین میں ہونگے۔ اور پہلا ان میں سے جو میرے ساتھ بہشت میں شربت نوش کرے گا۔ اس میں چاہیئے کہ رغبت
کرنے والے رغبت کریں۔ اے فاطمہؑ حق نے علیؑ کو قیامت میں یہ کرامتیں دی ہیں۔ اور رسول کے لئے بہشت میں
فراہم فرمائی ہیں۔ اگرچہ دنیا میں اس کے پاس مال نہیں۔ مگر آخرت میں اس کے لئے عظمت و جلال ہے۔ لیکن
اے فاطمہؑ جو تم نے کہا۔ جو تم نے کہا پیٹ اس کا بزرگ ہے۔ حق تعالیٰ نے اس کو علم سے مملو فرمایا۔ اور اس کو میری
امت میں میرے علم سے مخصوص کیا۔ لیکن یہ جو تم نے کہا کہ سر پر آگے بال نہیں اور آنکھیں بڑی ہیں۔ واضح ہو کہ
حق تعالیٰ نے علیؑ کو بصفت و صورت آدم پیدا کیا۔ لیکن ہاتھ کی بلندی۔ حق تعالیٰ نے اس لئے علیؑ کے ہاتھ بلند
کئے ہیں کہ خدا دشمنوں اور میرے دشمنوں کو قتل کرے گا۔ اور حق تعالیٰ علیؑ کی برکت سے میرے دین کو سب دینوں
پر غالب کرے گا۔ ہرچند مشرکین نہ چاہیں۔ حق تعالیٰ اس کی فتوحات کرامت کرے گا۔ اور علی تنزیل قرآن پر
کافروں اور مشرکوں سے مقابلہ کرے گا۔ منافقوں اور باغیوں اور بیعت توڑنے والوں اور دین سے خارج ہو
جانے والوں کے ساتھ تاویل قرآن لڑائی کرے گا۔ اور حق تعالیٰ پشت علیؑ سے دو سید جوانان بہشت پیدا
کرے گا۔ جن سے قیامت میں عرش کو زینت دے گا۔ اے فاطمہؑ حق تعالیٰ نے کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ اس
کے صلب سے فرزند قرار دیئے۔ اور میری ذریت کو صلب علیؑ سے ظاہر کرے گا۔ اگر علیؑ نہ ہوتا۔ تو میری ذریت
زمین پر نہ ہوتی۔ یہ سن کر جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ میں ان پر کسی اہل زمین کو اختیار نہیں کرتی۔ پس حق تعالیٰ نے
فاطمہؑ کو علیؑ کے ساتھ تزویج کیا۔ ابن بابویہؒ نے بسند ہائے معتبر امام زین العابدینؑ و امام جعفر صادقؑ و امام رضاؑ
سے روایت کی ہے۔ کہ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ میں تزویج جناب سیدہؑ کا خیال دل میں رکھتا تھا۔ اور شب و روز
یہی خیال تھا۔ مگر جرأت نہ پڑتی تھی۔ کہ حضرت رسولؐ سے عرض کروں۔ یہاں تک کہ ایک روز حضرت کی خدمت
میں گیا۔ حضرت نے فرمایا۔ علیؑ تم کیا چاہتے ہو میں تمہارا عقد کر دوں۔ میں نے عرض کی۔ آپ میری مصلحت
بہتر جانتے ہیں۔ اور مطلب حضرت کا یہ تھا۔ کہ کسی زن قریشیہ کو مجھ سے تزویج فرمائیں اور مجھے یہی خوف تھا۔
کہ کہیں امر جناب فاطمہؑ میرے ہاتھ سے نہ جاتا رہے۔ ایک روز میں بے خبر بیٹھا تھا ناگاہ ایک شخص حضرت
رسولؐ کے پاس سے آیا۔ اور کہا حضرت آپ کو بلاتے ہیں۔ جلد تشریف لے چلیئے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا میں جلد
حاضر خدمت ہوا۔ اور حضرت کو میں نے کبھی اس درجہ خوش نہ پایا تھا۔ حجرۂ ام سلمہ میں حضرتؐ رونق افروز
تھے۔ جب نظر مبارک مجھ پر پڑی۔ اثر خوشی مبین جبین سے ظاہر ہوا۔ اور شگفتہ ہو کر اس قدر خنداں ہوئے کہ
دندانہائے مبارک کا نور ساطع ہوا۔ پھر فرمایا۔ اے علیؑ جس چیز کا اہتمام تمہاری تزویج میں مجھے لاحق تھا۔
حق تعالیٰ نے اس کی کفایت فرمائی۔ میں نے کہا۔ یا حضرت کیونکر۔ فرمایا جبرئیل میرے پاس آئے۔ اور سنبل و
قرنفل بہشت اپنے ہمراہ لائے۔ میں نے ان سے لیکر سونگھا۔ اور پوچھا اس سنبل و قرنفل لانے کا کیا سبب ہے۔

جبرئیل نے کہا حق تعالیٰ نے ساکنان جمیع اہل بہشت کو ملائکہ وغیرہ سے جو بہشت میں ہیں حکم دیا آراستہ ہو جائیں۔ اور مجھ کو باغستان نہائے بہشت کو معہ زینتوں اور درختوں اور میووں کے زینت کریں۔ اور قصروں کے اور بہشت کی ہواؤں کو حکم دیا۔ بانواع نغمے لے چلنے لگیں۔ اور حوران بہشت کو حکم دیا۔ کہ سورہ طٰہٰ و طٰسٓ و یٰسٓ و حٰمٓ عٓسٓقٓ کی تلاوت کریں۔ اس وقت ایک منادی نے عرش کے نیچے سے ندا کی۔ آج علیؑ ابن ابی طالب کا ولیمہ ہے میں تم کو گواہ کرتا ہوں۔ میں نے فاطمہؑ دختر محمدؐ کو علیؑ کے ساتھ تزویج کیا۔ اس لئے کہ میں نے ان کو ایک دوسرے کے لئے پسند کیا ہے۔ اس وقت حق تعالیٰ نے ایک ابر سفید بھیجا کہ اس ابر نے ان پر یاقوت و مروارید و زبرجد برسائے اور ملائکہ نے اٹھ کر سنبل و قرنفل بہشت نچھاور کیا۔ اور یہ نثار حصہ ملائکہ سے ہے۔ جو میں آپ کے لئے لایا ہوں۔ حق تعالیٰ نے ایک ملک کو ملائکہ سے جس کا نام راحیل ہے اور درمیان ملائکہ

کلام راحیل فرشتہ۔ اس سے زیادہ فصیح و بلیغ کوئی فرشتہ نہیں حکم فرمایا کہ خطبہ پڑھے۔ اس فرشتہ نے ایسا خطبہ ادا کیا۔ کہ اس کے مثل کسی اہل آسمان و زمین نے شنا نہ تھا۔ ایک منادی نے جانب حق تعالیٰ سے ندا کی۔ اے میرے ملائکہ اور اے میرے ساکنان بہشت علیؑ ابن ابی طالب پر برکت بھیجو۔ وہ حبیب اور دوست محمدؐ کا ہے اور فاطمہؑ دختر محمدؐ پر بھی بھیجو۔ تحقیق کہ میں نے ان پر برکت بھیجی۔ میں نے اپنے محبوب ترین زنان کو اپنے ... محبوب ترین مردان سے بعد پیغمبر آخر الزمان ہے تزویج کیا۔ راحیل نے کہا۔ وہ برکت جو ان پر بھیجی ہے اس سے زیادہ جو ہم نے آج مشاہدہ کی۔ اور ان کی کرامتیں آپ نے ظاہر کیں۔ اس سے زیادہ کیا ہوگا۔ حق تعالیٰ نے ندا فرمائی اے راحیل ان پر میری برکت سے یہ ہے کہ میں بالفت و محبت نیک پر باہم جمع کرتا ہوں۔ اور ان کو خلق پر اپنی حجت کرتا ہوں۔ اپنی عزت و جلال کی قسم کھاتا ہوں۔ میں ان سے ایک خلق پیدا کروں گا۔ اور وہ انکی ذریت ہوگی۔ اور انکو اپنا خزینہ دار زمین پر اور اپنا معدن اپنے علم کروں گا۔ اور یہ کہ میرے دین کی طرف دعوت کریں گے۔ اور میں ان کے وسیلہ سے بعد پیغمبروں کے خلق پر اپنی حجت تمام کروں گا۔ پس اے علیؑ تم کو بشارت ہو کہ حق تعالیٰ نے تم کو وہ کرامت عطا کی جو کسی شخص کو اپنی خلق سے کرامت عطا نہیں کی۔ اور میں نے اپنی دختر فاطمہؑ کو جس طرح خدا نے تزویج کیا۔ اسی طرح تم سے تزویج کیا۔ اور میں فاطمہؑ کے واسطے راضی ہوا جس طرح خدا اس سے راضی ہوا پس تم لو مجھ سے اپنی زوجہ کو کہ تم اس کے مجھ سے زیادہ سزاوار ہو۔ جبرئیل نے مجھے خبر دی۔ بہشت بسوئے علیؑ و فاطمہؑ مشتاق ہے اور اگر یہ نہ ہوتا جو حق تعالیٰ نے مقدر کیا ہے کہ علیؑ و فاطمہؑ سے اپنی حجتیں خلق پر ظاہر کرے۔ تو بیشک دعائے بہشت و اہل بہشت تمہارے حق میں مستجاب کرتا۔ اور تم کو بہت جلد ان تک پہنچاتا پس تم نیک داماد اور برادر اور مصاحب میرے ہو اور تم کو خوشنودی خدا اور رسول کی خوشنودی سے کافی ہے۔ جناب امیر نے کہا۔ آیا میری قدر اس درجہ ہے کہ مجھے بہشت میں یاد کریں۔ اور حق تعالیٰ مجھے درمیان ملائکہ تزویج فرمائے حضرت رسولؐ نے فرمایا جب حق سبحانہٗ تعالیٰ اپنے ولی اور دوست

کو گرامی فرماتا ہے۔ ایسا گرامی فرماتا ہے کہ آنکھوں نے نہ دیکھا ہو اور کانوں نے نہ سنا ہو۔ یا علیؑ یہ کرامتیں حق تعالیٰ نے تمہیں عطا کیں ہیں۔ پس جناب امیرؑ نے فرمایا۔ رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی علی و علیٰ والدی ان اعمل صالحاً ترضاہ واصلح لی فی ذریتی۔ رسول خداؐ نے فرمایا۔ آمین یا رب العالمین یا خیر الناصرین۔ **بیان زفاف فاطمہؑ**۔ کتاب قرب الاسناد میں بسند معتبر جناب صادقؑ سے منقول ہے۔ شب زفاف جناب فاطمہؑ و جناب امیرؑ فرش جو ان کے نیچے بچھا تھا۔ وہ پوست گوسفند تھا۔ جب اس پر آرام کرنا چاہتے پھیر کر بالوں والا رخ بچھا لیتے۔ اور اس پر سو رہتے اور تکیے پوست کے تھے۔ ان میں خرمے کی چھال بھری تھی اور مہر حضرت کا آہنی زرہ تھی۔ شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر حضرت موسیٰ بن جعفرؑ سے روایت کی ہے۔ جب جناب رسول خداؐ نے جناب فاطمہؑ کو جناب امیرؑ سے تزویج کیا۔ ایک جماعت قریش نے حضرت رسولؐ کی خدمت میں آکر کہا۔ آپ نے فاطمہؑ کو مہر قلیل پر تزویج کر دیا۔ حضرت نے کہا میں نے اپنی بیٹی علیؑ سے تزویج نہیں کی۔ بلکہ خدا نے فاطمہؑ کو علیؑ سے شب معراج جب مجھے آسمان پر بلایا۔ نزدیک سدرۃ المنتہیٰ تزویج کیا۔ حق تعالیٰ نے سدرۃ المنتہیٰ پر وحی کی۔ جو تیرے پاس ہے وہ نثار کر۔ سدرۃ المنتہیٰ نے مرجان و مروارید و انواع جواہر کو نثار کیا۔ اور حوران بہشتی وہ جواہر چن کر ایک دوسرے کو ہدیہ بھیجتی اور فخر کرتی ہیں۔ یہ فاطمہؑ دختر محمدؐ کے نثار سے ہیں۔ اور جب شب زفاف فاطمہؑ ہوئی۔ حضرت نے اپنا استر اشہب منگایا اور ایک چادر اس پر ڈال کر فاطمہؑ کو سوار کیا۔ اور سلمانؓ کو حکم دیا کہ استر کھینچیں۔ حضرت رسولؐ استر کے پیچھے پیچھے جاتے تھے۔ اثنائے راہ میں آوازیں بکثرت سنیں۔ ناگاہ جبرئیلؑ و میکائیلؑ ستر ستر ہزار فرشتوں کے ہمراہ حاضر ہوئے۔ حضرت نے پوچھا کس لئے آئے ہو۔ جبرئیلؑ و میکائیلؑ نے تکبیر کہی۔ اور وہاں سب فرشتوں نے بھی تکبیر کہی۔ اور عرض کی جناب علیؑ و فاطمہؑ کے زفاف کی تہنیت کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ تب حضرت نے بھی تکبیر کہی۔ اس سبب سے شب عروسی تکبیر کہنا سنت مقرر ہوا۔ **بیان مہر فاطمہؑ**۔ ایضاً بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی۔ حق تعالیٰ نے حصہ چہارم دنیا و بہشت و دوزخ مہر جناب فاطمہؑ کا مقرر ہوا۔ کہ اپنے دشمنوں کو داخل جہنم اور دوستوں کو داخل بہشت کریگی۔ اور وہ صدیقہ کبریٰ ہیں۔ اور جمیع پیغمبران گذشتہ جناب سیدہؑ کی ولادت و معرفت پر مبعوث ہوئے ہیں۔ قرب الاسناد میں بسند موثق جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ مہر جناب فاطمہؑ کا ایک قیمتی زرہ تیس درہم کی تھی۔ مؤلف فرماتے ہیں۔ اشہر یہ ہے کہ مہر جناب فاطمہؑ کا پانسو درہم تھا کہ اس زمانے کے حساب سے تین تومان اور ایک ہزار پانسو دینار ہوتے ہیں۔ اور قطب راوندیؒ نے روایت کی ہے۔ وقت ولیمہ جناب فاطمہؑ جبرئیلؑ آسمان سے ایک ہدیہ لائے اور وہ ایک ظرف تھا جس میں حلوا اور میوے بہشت کے تھے اور ایک میوہ لائے بہشت سے لائے تھے۔ جناب رسول خداؐ نے اپنے دست مبارک سے دو ٹکڑے کئے۔ نصف علیؑ

کو اور نصف جناب فاطمہؑ کو عطا فرمایا اور فرمایا یہ تمہارے واسطے بہشت کا ہدیہ ہے۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ
جبرئیلؑ آسمان سے ایک حلہ بہشت سے لائے جس کی قیمت دنیا کے برابر تھی۔ اور جب جناب سیدہؑ نے وہ حلہ
پہنا تمام زنان قریش مل کر بولیں۔ اس لئے کہ ویسا حلہ نہ دیکھا تھا۔ اور کہا۔ یہ کہاں سے لائیں۔ جناب فاطمہؑ نے
فرمایا۔ یہ حلہ خدا کی جانب سے آیا ہے۔ ایضاً۔ جناب صادقؑ سے روایت ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت رسولؐ کو
وحی فرمائی۔ کہ فاطمہؑ سے کہو علیؑ کی نافرمانی نہ کرے۔ کیونکہ جب وہ غیظ و غضب میں آتا ہے۔ میں اس کے غیظ و
غضب سے غیظ و غضب میں آتا ہوں۔ بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ کہ حق تعالیٰ نے حضرت رسولؐ
سے فرمایا۔ میں نے علیؑ کی طرف سے پانچواں حصہ دنیا کا اور تیسرا حصہ بہشت کا فاطمہؑ کو بخشا۔ اور اس کے لئے
دنیا میں چار نہریں مقرر کیں۔ نہر فرات و نیل مصر و نہروان و نہر بلخ۔ اور تم فاطمہؑ کو زمین پر پانسو درہم میں تزویج کرو۔
تمہاری امت کے لئے یہ سنت جاری رہے۔ بروایت دیگر حضرت رسولؐ نے کہا۔ یا علیؑ میں نے فاطمہؑ کو تم سے حصہ
پنجم زمین اور چار سو اسی درہم پر بحکم حق تعالیٰ تزویج کیا۔ ایضاً۔ جابر انصاریؓ سے روایت کی ہے۔ جب شب
زفاف جناب فاطمہؑ ہوئی۔ حضرت رسولؐ آگے آگے اور جبرئیل داہنی جانب و میکائیل بائیں طرف اور ستر ہزار فرشتے
پیچھے پیچھے حضرت رسولؐ کے تھے۔ اور تسبیح و تقدیس حق تعالیٰ تا طلوع صبح کرتے رہے۔ بروایت دیگر حضرت نے
دختران عبدالمطلب کو حکم دیا۔ کہ ہمراہ فاطمہؑ جائیں۔ اور خوشی کریں۔ رجز پڑھیں تکبیر و تحمید حق تعالیٰ بجالائیں۔ اور خدا
جس چیز کو پسند نہیں کرتا وہ نہ کہیں۔ جابرؓ نے کہا۔ اس وقت حضرت رسولؐ نے جناب سیدہؑ کو اپنے ناقہ پر اور
بروایت دیگر اپنے اشتر اشہب پر سوار کیا۔ سلمان نے مہار پکڑی۔ اور گرد جناب فاطمہؑ کے ستر حوریں جاتی تھیں۔
اور حضرت رسولؐ و حمزہ و عقیل و جعفر اور اہل بیت پیچھے پیچھے چلتے تھے اور ننگی تلواریں ہاتھوں میں تھیں۔ زنان
رسولؐ آگے آگے جاتیں۔ اور رجز پڑھتی تھیں۔ یہاں تک کہ جناب فاطمہؑ اور جناب امیرؑ کو حجرۂ عزت و شرف و
سعادت تک پہنچا دیا۔ جب صبح ہوئی۔ حضرت رسولؐ ان کے پاس آئے۔ اور ایک کاسہ شیر لائے۔ جناب فاطمہؑ سے
فرمایا۔ تیرا باپ تجھ پر قربان۔ اس کاسہ میں سے دودھ پی۔ اور جناب امیرؑ سے فرمایا۔ تیرا پسر عم تجھ پر فدا۔ اس میں سے
دودھ پی۔ کتاب کشف الغمہ میں اسماء بنت عمیس سے روایت کی ہے۔ سنا میں نے جناب فاطمہؑ فرماتی تھیں کہ جس رات
کو جناب امیرؑ میرے بستر پر تشریف لائے۔ میں نے سنا کہ زمین جناب امیرؑ سے باتیں کرتی ہے۔ میں ڈر گئی۔
کلام زمین از جناب امیرؑ۔ جب صبح ہوئی اور حضرت رسولؐ تشریف لائے۔ اور مجھے گھبراہٹ میں
پایا۔ میں نے وہ قصہ حضرت سے بیان کیا۔ یہ سن کر حضرت سجدہ میں گئے۔ اور شکر حق تعالیٰ بجالائے۔ پھر سر سجدہ
سے اٹھا کر فرمایا۔ اے فاطمہؑ تمہیں فرزندان طیب کی بشارت ہو۔ حق تعالیٰ نے تمہارے شوہر کو تمام خلق پہ
فضیلت دی ہے۔ اور زمین کو حکم دیا ہے۔ جو کچھ اس میں مشرق و مغرب میں گذرتا ہے۔ سب علی ابن ابی طالب

سے بیان کرے قطب راوندی اور شہر ابن آشوب نے روایت کی ہے ایک دن حضرت رسولؐ دولت سرا سے
ہنستے ہوئے باہر تشریف لائے۔ اور روئے مبارک سے نور مثل ماہ تاباں ساطع تھا پس عبدالرحمٰن بن عوف نے
اٹھ کر عرض کی۔ یا رسول اللہ یہ نور کیسا ہے جو آپ کے روئے اقدس پر مشاہدہ کرتے ہیں۔ حضرت نے
فرمایا یہ نور اس بشارت کی وجہ سے ہے۔ جو در باب برادر و پسر عم علی ابن ابی طالب و دختر من فاطمہ مجھے پہونچی
ہے واضح ہو کہ حق تعالیٰ نے فاطمہؑ کو علیؑ سے تزویج کیا ہے۔ اور رضوان خزینہ دار بہشت کو حکم دیا کہ درخت
طوبیٰ کو حرکت دے۔ اور اس میں بعدد محبان اہل بیت رسول نوشتہ جات لگیں اور اس درخت کے نیچے
چند فرشتے نور سے پیدا کئے۔ اور ہر فرشتہ کو ان نوشتوں میں سے ایک نوشتہ دیا۔ جب قیامت برپا ہوگی۔
وہ فرشتے درمیان خلائق ندا کریں گے۔ اس دن کوئی دوست دوستان اہل بیت سے باقی نہ رہے گا۔ مگر یہ کہ
ایک نوشتہ ان نوشتوں میں سے ہر ایک کو دیں گے۔ اس نوشتہ میں یہ درج ہوگا۔ کہ وہ آتش جہنم سے
آزاد ہے۔ اے عبدالرحمٰن بروز قیامت برکت برادر و پسر عم علی ابن ابی طالب و دختر من فاطمہ بہت سے بندے
آتش جہنم سے آزاد ہو جائیں گے۔ کتاب کشف الغمہ میں اہل سنت سے بسند ہائے بسیار روایت کی ہے۔
حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ جو کوئی مجھ سے فاطمہؑ کی خواستگاری کرتا میں اس کا جواب نہ دیتا۔ اور منتظر وحی پروردگار
تھا۔ یہاں تک کہ ماہ مبارک رمضان کی چوبیسویں تاریخ شب کو جبرئیل میرے پاس آئے۔ اور کہا۔ اے محمدؐ
خداوند علی اعلےٰ نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور ملائکہ کروبین و روحانیین کو اس جنگل میں جسے افیح کہتے ہیں۔
درخت طوبیٰ کے نیچے جمع کیا۔ اور فاطمہؑ کو جناب علی سے تزویج کیا۔ میں خطبہ کنندہ اور خداوند عالمیان
ولی فاطمہؑ تھا۔ درخت طوبیٰ کو حکم دیا۔ کہ زیور اور حلے اور مروارید و یاقوت اٹھا لے اور ان پر نثار کرے۔
پس حوران بہشت نے وہ نثار چن لیا۔ جس نے زیادہ اور عمدہ اٹھایا وہ اوروں پر تا قیامت فخر کرتی ہے۔
اور کہتی ہے یہ نثار فاطمہؑ ہے۔ اور جب شب زفاف آئی۔ جبرئیل و میکائیل و اسرافیل مع ستر ہزار فرشتوں کے
زمین پر آئے۔ اور دلدل جناب فاطمہؑ کے لئے لائے۔ جبرئیل نے لگام اس کی پکڑی۔ اور اسرافیل نے رکاب
تھامی اور میکائیل پہلوئے دلدل میں تھے۔ اور حضرت رسولؐ جامہائے فاطمہ دست مبارک سے تھامے
ہوئے تھے۔ پس جبرئیل و میکائیل و اسرافیل و جمیع ملائکہ نے تکبیر کہی اور تکبیر کہنا سنت شب زفاف ہوا۔

بیان نثار فاطمہؑ در بہشت۔ کتاب فردوس الاخبار نے مشاہیر اہل سنت سے اور انہوں نے ابن
عباس سے روایت کی ہے۔ حضرت رسولؐ نے علیؑ ابن ابی طالب سے فرمایا۔ اے علیؑ حق تعالیٰ نے فاطمہؑ کو تم
سے تزویج کیا۔ اور زمین اس کے مہر میں عطا کی۔ پس جو کوئی زمین پر راہ چلے اور تمہارا دشمن ہو۔ وہ زمین پر حرام راہ
چلا ہے۔ کتاب کشف الغمہ میں حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ ایک دن جناب فاطمہؑ نے جناب رسول خداؐ

سے جناب امیرؑ کی شکایت فرمائی۔ کہ جو کچھ پیدا کرتے ہیں۔ وہ فقرا[1] و مساکین کو تقسیم کر دیتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا اے فاطمہؑ تم چاہتی ہو۔ مجھے در باب برادر و ابن عم علیؑ سے خشمناک کرو۔ تحقیق کہ خشم علیؑ میرا خشم اور میرا خشم خدا کا ہے۔ یہ سن کر جناب فاطمہؑ نے کہا میں غضب خدا اور رسول سے پناہ مانگتی ہوں۔ محمد بن یعقوب کلینیؒ نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے۔ جناب امیرؑ نے ایک چادر کہنہ اور ایک زرہ تیس درہم کی اور ایک بچھونا پوست گوسفند کہ جب اس پر آرام کرنا مقصود ہوتا۔ تو اس کو الٹ کر لیتے تھے۔ اور اس کے بالوں پر سو رہتے تھے جناب فاطمہؑ کو مہر میں دیا۔ ایضاً بسند معتبر روایت کی ہے۔ ایک دن حضرت رسول جناب فاطمہؑ کے پاس تشریف لائے۔ دیکھا جناب سیدہؑ رو رہی ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہ کیوں روتی ہو۔ تم یقین جانو۔ اگر میرے اہل بیت میں کوئی علیؑ سے بہتر ہوتا تو میں اس سے تجھے تزویج کر دیتا۔ اور میں نے تجھے اس سے تزویج نہیں کیا۔ بلکہ خدا نے تجھے اس سے تزویج کیا۔ اور جب تک آسمان و زمین باقی ہیں پانچواں حصہ دنیا کا تیرے مہر میں دیا۔ ایضاً بسند حسن جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حلال چیز بیان کرنے میں غیرت نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ جناب رسولؐ نے شب زفاف جناب علیؑ اور جناب فاطمہؑ سے فرمایا۔ جب تک میں نہ آؤں۔ کام نہ کرنا۔ جب حضرت رسول تشریف لائے۔ دونوں پاؤں دونوں صاحبوں کے رخت خواب میں دراز فرمائے۔ ایضاً۔ روایت کی ہے کہ مبارکباد شب زفاف فاطمہؑ میں لوگ بالرفاء والبنین جس طرح ان میں متعارف تھا یعنی یہ مزاوجت مقرون باتفاق و کثرت اولاد ہو۔ ابن شہر آشوب نے جناب امیرؑ سے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے جناب امیرؑ پر حیات جناب فاطمہؑ میں اور عورتیں حرام کی تھیں۔ اس لئے جناب سیدہ طاہرہ تھیں اور کبھی حائض نہ ہوتی تھیں۔ اور بعض محققین نے کہا ہے کہ حق تعالیٰ نے سورہ ہل اتیٰ میں۔ انواع نعمت ہائے بہشت کو بیان فرمایا۔ مگر حوروں کا ذکر نہیں کیا۔ شاید وجہ یہ ہو۔ چونکہ یہ سورہ اہل بیت کی شان میں نازل ہوا ہے اس لئے حق تعالیٰ نے برعایت جناب فاطمہؑ حوروں کا ذکر نہ کیا۔ ابن بابویہؒ نے بسند مخالفین ابو ہریرہ سے روایت کی ہے

فاطمہؑ و علیؑ کا آپس میں سلوک ۔ اس نے کہا۔ ایک روز حضرت رسولؐ نماز صبح ہمارے ساتھ

لہ ملاحظہ کرے اس اجماعی مشنری کا جس نے مسلمانوں کو ورغلانے کے لئے یہ غلط حدیثیں تیار کر دی تھیں۔ یہ روایت بھی ابو ہریرہ کی بیان کردہ ہے اور دور بنی امیہ میں یہ زبان ابو ہریرہؓ سے نکلی۔ مقصد یہ تھا۔ کہ ابو بکر و عمر سے اگر سیدہؑ دنیا سے ناراض گئیں۔ تو علیؑ سے بھی ناراض رہتی تھیں۔ لیکن یہ روایت ایک تو بنی ہوئی ہے۔ دوسرے خواہ کیسی ہی ہے فاطمہؑ زوجہ تھیں اور علیؑ شوہر۔ لہذا آپ جیسی فقیہہ۔ عابدہ۔ زاہدہ سے بالکل یہ ناممکن ہے کہ شوہر کی شکایت کرے۔ اور نیکیوں سے شوہر کو منع کرے۔ جناب سیدہؑ اور حضرت علیؑ ہمیشہ ایسی باتوں سے پاک اور معصوم تھے۔ (کوثر بریلوی عفی عنہ)

پڑھ رہے تھے۔ اور اثر حزن و ملال حضرت کے روئے مبارک سے ظاہر تھا۔ ناگاہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور جناب فاطمہؑ کے گھر کی طرف تشریف لے چلے۔ اور ہم بھی حضرت کے پیچھے پیچھے چلے دروازے پر پہونچے دیکھا۔ جناب امیرؑ دروازہ کے بیچ میں خاک پر سو رہے ہیں۔ حضرت جناب امیرؑ پاس بیٹھ گئے۔ اور خاک جناب امیرؑ کی پیٹھ سے جھاڑنے لگے۔ اور فرمایا۔ اے ابوترابؑ میرے ماں باپ تم پر قربان اٹھو۔ پس ہاتھ جناب کا پکڑ کر داخل خانۂ فاطمہؑ ہوئے۔ اور ہم ایک ساعت دروازہ کے باہر کھڑے رہے۔ پس اتنے میں صدائے قہقہہ آئی۔ اور فوراً حضرت شگفتہ تازہ و خوشحال باہر تشریف لائے۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ آپ اندوہناک گئے اور فرحناک باہر تشریف لائے۔ تو حضرت نے فرمایا کس طرح میں شاد نہ ہوں۔ حالانکہ ان دو محبوب کے درمیان جو محبوب ترین اہل جہاں واہل آسمان ہیں میں نے اصلاح کی۔ بروایت دیگر جب حضرت گھر میں داخل ہوئے بچھونا حضرت کے لئے بچھایا اور حضرت اس پر لیٹے۔ جناب فاطمہؑ ایک طرف اور جناب امیرؑ دوسری طرف تھے۔ حضرت رسولؐ نے جناب امیرؑ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے شکم مبارک پر رکھا۔ اور جناب فاطمہؑ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں رکھا اور دیر تک ان سے باتیں کیں۔ یہاں تک کہ اصلاح فرمائی۔ اور جب خوش و خرم باہر آئے۔ فرمایا۔ میں کیونکر خوش اور شاد نہ ہوں۔ حالانکہ میں نے ایسے دو محبوب کے درمیان صلح کی۔ جو محبوب ترین زمین ہیں۔ مؤلف فرماتے ہیں۔ ابن بابویہؒ نے کہا یہ مندرجہ بالا حدیث میرے نزدیک معتمد و معتبر نہیں۔ اس لئے کہ جناب امیرؑ سید اوصیا اور فاطمہؑ سیدۂ نساء ہیں اور ان دو بزرگوار کے نزدیک رنجش جائز نہیں۔ کتاب علل الشرائع والبشارۃ المصطفیٰ و خوارزمی میں بسند ہائے معتبر روایت کی ہے ابوذر اور ابن عباس سے۔ جب جعفر طیار مدینہ میں آئے۔ ایک کنیز کو بطور تحفہ اپنے بھائی علی ابن ابی طالب پاس بھیجا۔ اور وہ کنیز جناب امیرؑ کی خدمت کرتی تھی۔ ایک دن جناب فاطمہؑ گھر میں آئیں۔ اور دیکھا سر جناب امیرؑ کا اس کنیز کے دامن میں ہے۔ جب یہ حالت ملاحظہ فرمائی متغیر ہو گئیں۔ اور پوچھا۔ اس کنیز کے ساتھ کیا تم نے کوئی تعلق کیا ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا بخدا سوگند اے دختر محمدؐ میں نے اس کے ساتھ کوئی کوئی تعلق نہیں قائم کیا۔ اب جو کچھ تم کو منظور ہو بیان کرو۔ میں بجا لاؤں۔ جناب سیدہؑ نے کہا۔ مجھے میرے پدر بزرگوار کے گھر جانے کی اجازت دو۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ میں نے اجازت دی۔ پس جناب فاطمہؑ نے چادر سر پر اوڑھی اور اپنے باپ کی خدمت میں پہونچیں۔ جبرئیل از جانب خداوند جلیل نازل ہوئے اور کہا۔ حق تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے۔ اور ارشاد کرتا ہے اس وقت فاطمہؑ تمہارے پاس علیؑ کی شکایت کرنے آئی ہے۔ تم حق علیؑ میں فاطمہؑ کی کوئی شکایت قبول نہ کرنا۔ جب جناب فاطمہؑ داخل دولت سرائے پدر بزرگوار ہوئیں۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ فاطمہؑ علیؑ کی شکایت کرنے آئی ہو۔ جناب فاطمہؑ نے کہا۔ ہاں برب کعبہ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ علی پاس پھر جاؤ۔ اور کہو میں تم سے راضی ہوں۔ پس جناب فاطمہؑ جناب امیرؑ پاس آئیں۔ اور تین مرتبہ فرمایا۔

میں تم سے راضی ہوں جس میں تمہاری رضا ہے جناب امیرؑ نے فرمایا تم نے میری شکایت میرے دوست حبیب اور میرے یاور رسول خداؐ سے کی سوا سو آتاہ افسوس میری شرمندگی پر حضرت رسول خدا کے سامنے اے فاطمہؑ میں خدا کو گواہ کرتا ہوں۔ اس کنیز کو محض برضائے حق تعالیٰ میں نے آزاد کیا اور چار سو درہم جو میری عطا سے زیادہ آتے ہیں۔ میں فقرائے مدینہ میں تصدق کرتا ہوں۔ یہ کہا اور متوجہ رسول خدا ہوئے۔ جامہ و نعلین پہنکر۔ پھر جبرئیلؑ نازل ہوئے۔ اور کہا۔ یا محمدؐ حق تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور ارشاد کرتا ہے کہ علیؑ سے کہو کہ کنیز آزاد کرنے سے اور فاطمہؑ کو تمہیں خوش کرنے سے میں نے بہشت تم کو عطا کیا۔ اور بعوض چار سو درہم جو تم نے تصدق کئے اختیار جہنم تم کو دیا۔ میری رحمت سے جس کو تم چاہو داخل بہشت کرو یا داخل جہنم۔ اور جس کو چاہو میرے عفو سے جہنم سے نکال لاؤ۔ اس وقت جناب امیرؑ نے فرمایا۔ میں قسمت کنندہ جنت و دوزخ ہوں۔ مؤلف فرماتے ہیں۔ کارہائے بزرگان دین در بارگاہ رب العلمین میں فکر نہ کرنی چاہیئے۔ اور جو کچھ ان سے خبر پہونچے اس پر مقام رضا و انقیاد میں رہنا چاہیئے۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایسے امور بسبب ظاہر معارضات ہوتے ہیں۔ اور موافق میں مشتمل مصالح نامتناہی ہوتے ہیں اور ہو سکتا ہے یہ امور اس سے ہوں کہ جلالت و منزلت انکی اور لوگوں پر ظاہر ہو۔ ابن بابویہؒ

بیان پانچ اشخاص کے گریہ و بکا کا۔ نے بسند ہائے معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ بہت رونے والے پانچ شخص تھے۔ آدمؑ یعقوبؑ۔ یوسفؑ۔ فاطمہؑ دختر محمدؐ اور علیؑ ابن الحسینؑ۔ لیکن آدمؑ مفارقت بہشت میں اس قدر روئے کہ دونوں رخساروں پر آنسو مانند نہروں کے جاری رہتے تھے۔ اور یعقوبؑ مفارقت یوسفؑ پر اس قدر روئے کہ نابینا ہوگئے۔ یہاں تک کہ لوگوں نے کہا۔ بخدا سوگند یوسف کو آپ اس قدر یاد کرتے ہیں کہ مشقت عظیم اٹھاتے ہیں اور ہلاک ہو جائیں گے۔ لیکن یوسفؑ مفارقت یعقوبؑ پر اس قدر روئے کہ اہل زندان ان کے رونے سے بچین ہوگئے اور ان سے کہتے رات کو روئیے اور دن کو چپ رہیئے کہ ہمیں آرام ملے یا دن کو گریہ کیجئے اور رات کو چپ رہیئے کہ ہمیں آرام ملے۔ حضرت یوسف نے زندانیوں سے کہا۔ اچھا رات کو روؤں گا یا دن کو۔ لیکن جناب فاطمہؑ وفات سرور کائنات پر اس درجہ روئیں کہ اہل مدینہ ان کے رونے سے تنگ آگئے۔ اور بچین ہو کر ان سے کہا ہم کو تم نے زیادہ رونے سے تکلیف و آزار دیا۔ پس جناب فاطمہؑ مقبرۂ شہدائے احد پر تشریف لے جاتیں اور جس قدر چاہتیں روتیں اور پھر مدینہ تشریف لے آتیں۔ لیکن علیؑ ابن الحسینؑ اپنے پدر بزرگوار پر بیس سال بروایتے دیگر چالیس سال روئے اور کبھی کھانا گوسفند ن کے سامنے نہیں آیا۔ کہ اسے دیکھ کر نہ روتے ہوں اور ہرگز پانی نہیں پیا کہ باپ کی پیاس کو یاد کر کے نہ روئے ہوں۔

فصل چھٹی بیان کیفیت معاشرت جناب امیرؑ و جناب فاطمہؑ

ابن بابویہؒ نے بسند مخالفین ابو ہریرہ سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا ایک روز حضرت رسولؐ نماز صبح جماعت سے ساتھ پڑھ رہے تھے اور آثار حزن و ملال روئے مبارک آنحضرتؐ سے ظاہر تھا۔ ناگاہ اٹھ کھڑے ہوئے اور خانہ فاطمہؑ کی طرف چلے۔ اور ہم بھی حضرتؐ کے پیچھے پیچھے چلے۔ جب دروازے پر پہنچے دیکھا جناب امیرؑ دروازے کے بیچ میں خاک پر سو رہے ہیں۔ حضرت جناب امیرؑ پاس بیٹھ گئے اور خاک جناب امیرؑ کی پیٹھ سے جھاڑنے لگے اور فرمایا۔ اے ابو تراب میرے ماں باپ تم پر قربان اٹھو۔ پس جناب امیرؑ کا ہاتھ پکڑ کر داخل خانۂ فاطمہؑ ہوئے اور ہم ایک ساعت باہر دروازہ کے کھڑے رہے۔ پس اتنے میں صدائے قہقہہ آئی۔ اور فوراً حضرت شگفتہ و شاد و خوشحال باہر تشریف لائے۔ ہم نے عرض کی۔ یا رسول اللہؐ آپ اندوہناک گئے۔ اور فرحناک باہر تشریف لائے حضرتؐ نے فرمایا کس طرح میں شاد نہ ہوں۔ حالانکہ ان دو محبوب کے درمیان جو محبوب ترین اہل زمین جانب آسمان ہیں۔ میں نے اصلاح کی۔ بروایت دیگر جب حضرتؐ گھر میں گئے۔ بچھونا حضرتؐ کے لئے بچھایا۔ اور حضرتؐ اس پر لیٹے جناب امیرؑ ایک طرف اور جناب فاطمہؑ دوسری طرف تھے۔ اور حضرت رسولؐ نے جناب امیرؑ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے شکم پر رکھا۔ اور جناب فاطمہؑ کا ہاتھ بھی اپنے شکم مبارک پر رکھا۔ اور دیر تک ان سے باتیں کیں۔ یہاں تک کہ اصلاح فرمائی۔ اور خوش و خرم باہر آئے۔ فرمایا۔ میں کیونکر خرم و شاد نہ ہوں۔ حالانکہ میں نے ایسے

۵؎ یہ روایت ابو ہریرہ کی تیار کردہ ہے۔ جیسا کہ مصنف علیہ الرحمۃ نے سند میں لکھا ہے۔ حزب اقتدار کی اجماعی مشینری جو رسولؐ اور اہل بیت کے متعلق حدیثیں گردھی تھیں اس کی سب سے بڑی کل دور بنی امیہ میں ابو ہریرہ تھے۔ محدثین نے جو حزب اقتدار کے حامی تھے ابو ہریرہ کو صادق اور حزب اختلاف (اہل بیت) کو معاذ اللہ کاذب جانتے تھے۔ علامہ ذہبی میزان الاعتدال جلد سوم صفحہ ۱۹ پر رقمطراز ہیں کہ جناب محمد بن اسمٰعیل صاحب صحیح بخاری امام جعفر صادق سے اس لئے مروی احادیث نہیں تحریر کرتے تھے کہ ان کو کاذب جانتے تھے اور اس کے برخلاف بخاری و مسلم نے حزب اقتدار کے صادق ابو ہریرہ سے پانچ ہزار تین سو احادیث تحریر کیں۔ (علامہ قسطلانی) اور باب مدینۃ العلم جناب تاجدار منبر سلونی حضرت علیؑ سے ۲۵ حدیثیں بخاری و مسلم نے تحریر کیں۔ ان میں بھی ۹ کو صحیح باقی ضعیف لکھی ہیں۔ جب حال یہ تھا حکومت اور علماء کا پھر اہل بیت کے خلاف احادیث کیونکہ تیار نہ ہوتیں اور لکھی نہ جاتیں یہ حدیث بھی اس مقصد کے لئے گھڑی گئی۔ ان دو معصوموں میں رنجش دکھائی۔ لہٰذا مولف موصوف نے بھی اس حدیث موضوع مانا ہے۔ (ڈاکٹر نجم الحسن کراروی عفی عنہ)

دو محبوب کے درمیان اصلاح کی۔ جو محبوب ترین زمین ہیں۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ ابن بابویہؒ نے کہا۔ یہ حدیث میرے
نزدیک معتبر و معتمد نہیں۔ اس لئے کہ جناب امیرؑ سید اوصیاء اور فاطمہؑ سیدہ نساء ہیں اور ان دو بزرگوار کے درمیان
رنجش جائز نہیں۔ کتاب علل الشرائع و بشارت المصطفیٰ و مناقب خوارزمی میں بسند ہائے معتبر ابوذر و ابن عباس سے
روایت کی ہے کہ جب جعفر طیار حبشہ میں تھے ان کے لئے ایک کنیز کسی نے ہدیہ بھیجی۔ جس کی قیمت چار ہزار درہم تھے۔
جب جعفر طیارؓ مدینہ میں آئے۔ اس کنیز کو بطور ہدیہ اپنے بھائی علی ابن ابی طالب پاس بھیجا۔ اور وہ کنیز جناب
امیرؑ کی خدمت کرتی تھی۔ ایک دن جناب فاطمہؑ گھر میں آئیں دیکھا۔ سر جناب امیرؑ کا اس کنیز کے دامن میں ہے
جب یہ حالت ملاحظہ فرمائی متغیر ہوگئیں۔ اور پوچھا کیا تم نے کوئی تعلق اس کنیز سے کیا ہے۔ جناب امیرؑ نے
فرمایا۔ قسم بخدا اے دختر محمدؐ میں نے اس کنیز سے کوئی تعلق قائم نہیں کیا۔ اب جو کچھ تمہیں منظور ہو۔ بیان
کرو میں بجالاؤں۔ جناب سیدہؑ نے کہا۔ مجھے میرے پدر بزرگوار کے گھر جانے کی اجازت دو۔ جناب امیرؑ نے
فرمایا۔ میں نے اجازت دی۔ پس جناب فاطمہؑ نے چادر سر سے اوڑھی اور اس پر برقع ڈال کر متوجہ خانہ پدر بزرگوار
ہوئیں۔ اور قبل اس کے کہ جناب فاطمہؑ اپنے باپ کی خدمت میں پہونچیں۔ جبرئیل از جانب خداوند جلیل حاضر ہوئے۔
خدمت حضرت رسولؐ میں اور کہا۔ حق تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے اس وقت فاطمہؑ تمہارے
پاس علیؑ ابن ابی طالب کی شکایت کرنے آئی ہیں۔ تم حق علیؑ میں کوئی شکایت فاطمہؑ کی قبول نہ کرنا۔ جب فاطمہؑ
داخل دولت سرائے پدر بزرگوار ہوئیں۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ علیؑ کی شکایت کرنے آئی ہو۔
جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ ہاں برب کعبہ۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ علیؑ پاس پھر جاؤ اور کہو میں تم سے راضی ہوں۔
پس جناب فاطمہؑ جناب امیرؑ پاس تشریف لائیں اور تین مرتبہ کہا میں تم سے راضی ہوں۔ جس میں تمہاری رضا
ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ تم میری شکایت میرے دوست میرے حبیب میرے یار رسول خداؐ سے کی سوا آہ

ل یہ حدیث بھی اجماعی مشینری کی تیار کردہ ہے۔ شوہر کو نیک کاموں خیرات و صدقات سے وہ زوجہ منع کر سکتی ہے۔ جو
جاہل ہو۔ جسے اپنے حقوق تک کا بھی علم نہ ہو۔ اور جو یہ جانتی ہے کہ شوہر میری ہر حرکت کا مالک ہے اگر میں عبادت نافلہ بھی ادا
کروں تو اجازت شوہر ہو ورنہ نہیں۔ ایسی زوجہ جبکہ عبادت ادا کرنے کیلئے شرعاً شوہر کی جب خود محتاج ہے تو اس کو نیک
افعال سے روک کر اس پر اپنا رعب جما کر عنداللہ کبھی گنہگار ہونے کے لئے کیسے منع کر سکتی ہے پھر سیدہ فاطمہؑ فاضلہ
زاہدہ و دختر رسول جیسی عورت معاذ اللہ۔ بعد رسول حزب اقتدار نے حزب اختلاف اہل بیت اور رسول پاک کی دختر
ایسی روایات منسوب کیں تاکہ عزت اہل بیت لوگوں کی نظر میں گر جائے۔ مگر ؎

فانوس بن کے جس کی حفاظت خدا کرے   وہ شمع کیوں نہ بجھے جسے روشن خدا کرے

دکتور بھر بلوی عفی عنہٗ

افسوس میری شرمندگی پر حضرت رسولؐ کے سامنے اے فاطمہؑ میں خدا کو گواہ کرتا ہوں۔ کہ اس کنیز کو میں نے برضائے حق تعالیٰ آزاد کیا۔ اور چار سو درہم جو میری عطا سے زیادہ آئے ہیں۔ فقرائے مدینہ میں تصدق کرتا ہوں یہ کہا اور جامہ و نعلین پہنکر متوجہ حضرت رسولؐ ہوئے۔ پھر جبرئیل نازل ہوئے۔ اور کہا۔ یا محمدؐ حق تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے۔ اور ارشاد کرتا ہے کہ علیؑ سے کہو۔ کنیز آزاد کرنے اور فاطمہؑ کو خوش کرنے سے میں نے تم کو بہشت عطا کیا۔ اور بعوض چار سو درہم جو تم نے تصدق کئے اختیار جہنم تم کو دیا۔ جس کو چاہو تم داخل بہشت کرو اور جس کو چاہو جہنم میں ڈال دو۔ بسبب میری رحمت۔ اس وقت جناب امیرؑ نے فرمایا۔ میں قسمت کنندہ بہشت و دوزخ ہوں۔ مؤلف فرماتے ہیں۔ کاروبار نے بزرگان دین و مقربان بارگاہ رب العالمین میں فکر نہ کرنی چاہیئے۔ اور جو کچھ ان سے خبر پہونچے اس پر مقام تسلیم و انقیاد میں رہنا چاہیئے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بسبب ظاہر عوارضات معلوم ہوتے ہیں اور حقیقت میں مشتمل مصالح نامتناہی ہوتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ یہ اس لئے ہو تا۔ کہ جلالت و منزلت ان کی اور لوگوں پر ظاہر ہو۔

فصل ساتویں۔ بیان کنیت و شہادت فاطمہؑ اور بیان ان ظلم و جور کا جو منافقان امت سے پہونچے۔ بیان پانچ رونے والوں کا

ابن بابویہؒ نے بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ بہت رونے والے پانچ شخص تھے۔ آدمؑ و یعقوبؑ۔ یوسفؑ و فاطمہؑ بنت محمدؐ اور علیؑ بن الحسینؑ۔ و لیکن آدمؑ پس مفارقت بہشت میں اس قدر روئے۔ کہ دونوں رخساروں پر آنسو مانند دو نہروں کے جاری رہتے تھے اور یعقوبؑ وہ مفارقت یوسفؑ میں اس قدر روئے کہ نابینا ہو گئے۔ یہاں تک کہ لوگوں نے کہا۔ بخدا سوگند یوسفؑ کو آپ اس قدر یاد کرتے ہیں۔ کہ مشقت عظیم اٹھایئے گا۔ یا ہلاک ہو جایئے گا۔ و لیکن یوسفؑ وہ مفارقت یعقوبؑ پر اس قدر روئے کہ اہل زندان ان کے رونے سے بےچین ہوئے اور ان سے کہتے رات کو رویئے اور دن کو چین سے رہیئے۔ یا دن کو گریہ کیجیئے اور رات کو خاموش رہیئے۔ پس حضرت یوسفؑ نے زندانیوں سے کہا۔ اچھا رات کو روؤں گا یا دن کو۔ و لیکن جناب فاطمہؑ پس وفات سرور کائنات پر اس قدر روئیں۔ کہ اہل مدینہ ان کے رونے سے تنگ آ گئے۔ اور بےچین ہو کر ان سے کہا۔ کہ تم نے زیادہ رونے سے تکلیف و آزار دیا۔ پس جناب فاطمہؑ مقبرہ ہائے شہدائے احد میں جاتیں اور جس طرح چاہتیں روتیں اور پھر مدینہ میں تشریف لاتی

تھیں۔ ولیکن علیؑ ابن حسینؑ اپنے پدر بزرگوار امام حسینؑ کی مصیبت پر بیسؑ سال اور بروایت دیگر چالیس سال روئے اور کبھی ان کے سامنے نہیں آیا کوئی۔ اور سرکہ وغیرہ کا اور ہرگز پانی نہیں پیا کہ اسے دیکھ کر نہ روئے ہوں۔ یہاں تک کہ حضرت کے ایک غلام نے جو آزاد کردہ تھا عرض کیا۔ میں آپ پر قربان یا ابن رسول اللہ میں ڈرتا ہوں کہ آپ روتے روتے آپ کو ہلاک کر دیں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ میں اپنے اندوہ و غم و مصیبت کی شکایت خدا سے کرتا ہوں اور میں خدا کی جانب سے جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ میں جب فرزندان فاطمہ زہراؑ کو یاد کرتا ہوں گریہ میرے گلوگیر ہو جاتا ہے۔ شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر ابن عباس سے روایت کی ہے جب وقت وفات سرورکائنات ہوا حضرت اس قدر روئے کہ آنسو ریش مبارک پر رواں ہو گئے۔ لوگوں نے عرض کی۔ آپ کے رونے کا کیا سبب ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ میں اپنے فرزندوں کے لئے روتا ہوں۔ اور جو کچھ ان سے بد لوگ بعد میرے سلوک کریں گے گویا میں۔ اپنی دختر فاطمہؑ کو دیکھ رہا ہوں کہ اس پر بعد میرے ظلم و ستم ہو رہے ہیں اور وہ چلا رہی ہے۔ کہ یا ابتاہ یا ابتاہ اور میری امت سے کوئی اس کی نصرت و مدد نہیں کرتا۔ جب جناب فاطمہؑ سنا رونے لگیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے دختر اے فاطمہؑ نہ رو۔ جناب فاطمہؑ نے عرض کی۔ میں ان ستموں پر نہیں روتی۔ جو آپ کے بعد مجھ پر ہوں گے۔ لیکن یا حضرت میں آپکی مفارقت پر روتی ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ بشارت ہو۔ تو سب سے پہلے مجھ سے ملحق ہو گی۔ اور تو ان میں سے سب سے پہلی ہو گی۔ جو اہل بیت سے مجھ سے ملحق ہوں۔ قطب راوندیؒ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ مرض آخر حضرت رسول میں حضرت فاطمہؑ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ حضرت نے فرمایا۔ میری خبر مرگ مجھے دی گئی ہے یہ سن کر جناب فاطمہؑ رونے لگیں۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ نہ کرو۔ میرے بعد دنیا میں بہتر۲ اور نصف روز سے زیادہ نہ رہو گی کہ مجھ سے ملحق ہو گی۔ جب تک کہ میوہ ہائے بہشت تمہارے لئے نہ لائیں۔ یہ سن کر جناب فاطمہ خوش ہو گئیں۔ کلینیؒ وغیرہ نے بسند

بیان مصحف جناب فاطمہؑ

صحیح روایت کی ہے کہ جناب فاطمہ اپنے پدر بزرگوار کے بعد پچھتر روز دنیا میں رہیں۔ اور مفارقت پدر سے ہمیشہ محزون مغموم رہتیں۔ جبرئیل آتے اور جناب فاطمہؑ کو تسلی و دلاسہ دیتے اور ان کا دل بہلاتے اور حضرت رسولؐ ان کے مکان کی خبر بیان کرتے۔ اور جو کچھ بعد ان کے فرزندوں پر گذرنے گا اس کی خبر دیتے تھے۔ جناب امیرؑ ان اخبار و احکام کو لکھتے تھے۔ اور یہ مصحف فاطمہؑ ہے۔ بسند صحیح دیگر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب سیدہؑ بعد اپنے پدر بزرگوار کے پچھتر روز دنیا میں رہیں۔ اور اس مدت میں جناب فاطمہؑ کو کسی نے ہنستے نہیں دیکھا۔ اور ہفتہ میں دو دفعہ بروز دوشنبہ و پنجشنبہ زیارت قبور شہدائے احد کو جاتیں اور نماز و دعا گریہ فرماتیں اور ہمیشہ یہی حال تھا یہاں تک کہ دنیا سے رحلت فرمائی۔ بعض کتب معتبرہ میں جناب امیرؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا میں نے حضرت

رسولؐ کو ان کے پیراہن میں غسل دیا۔ اور فاطمہؑ ہمیشہ کہتی تھیں وہ پیراہن مجھے دکھا دو۔ جب وہ پیراہن دیتا اسے سونگھ کر بیہوش ہو جاتیں۔ اس لئے میں نے وہ پیراہن چھپا ڈالا۔ اور پھر نہ دیا۔ ابن بابویہؒ نے روایت کی ہے جب حضرت رسولؐ نے دنیا سے رحلت فرمائی۔ بلالؓ موذن آنحضرت نے اذان دینے سے انکار کیا۔ اور کہا۔ میں بعد حضرت رسولؐ اذان نہ دوں گا۔ جناب فاطمہؑ نے کہا۔ میں چاہتی ہوں۔ اپنے باپ کے موذن کی آواز سنوں۔ جب یہ خبر بلالؓ کو پہنچی۔ اذان دینی شروع کی جب بلال نے اللہ اکبر کہا۔ فاطمہؑ اپنے پدر بزرگوار اور ایام معاشرت آنحضرت کو یاد کر کے ضبط گریہ نہ کر سکی جب بلال نے اشھد ان محمد ا رسول اللہ کہا۔ جناب فاطمہؑ ایک نعرہ مار کر منہ کے بل گر پڑیں اور غش آگیا۔ لوگوں نے جانا کہ سیدہؑ نے دنیا سے رحلت کی۔ اور بلال سے کہا۔ اذان ترک کرو۔ کہ دختر محمدؐ نے انتقال کیا۔ پس بلال نے اذان کہنا موقوف کیا۔ اور تمام نہ کی۔ جب جناب فاطمہؑ ہوش میں آئیں۔ اور بلال سے کہا۔ اذان ختم کرو۔ بلال نے انکار کیا۔ اور کہا۔ اے بہترین زنان عالمیان میں ڈرتا ہوں کہ میری آواز سن کر آپ جان بحق نہ ہو جائیں۔ پس جناب فاطمہؑ نے بلال کو اذان سے موقوف رکھا۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی۔ جب حضرت رسولؐ کو معراج ہوئی حق تعالیٰ نے فرمایا میں تمہارا تین چیزوں میں امتحان کروں گا۔ دیکھوں صبر تمہارا کیسا۔ حضرت نے فرمایا اے میرے پروردگار مجھے حکم تیرا قبول ہے اور مجھے طاقت و قوت نہیں۔ مگر تیری جانب سے۔ وہ تین چیزیں کون ہیں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا پہلے ان میں سے یہ ہے کہ آپ اور عیال اور اپنے اہل کو بھوکا رکھو اور فقیران محتاجان امت کو اپنے اور اپنے اہل پر اختیار کرو۔ حضرت نے فرمایا۔ اے میرے پروردگار میں نے اختیار و قبول کیا۔ اور راضی ہوا۔ اور تجھ سے توفیق و صبر کا طالب ہوں۔ اور حق تعالیٰ نے فرمایا۔ دوسرا امر یہ ہے کہ امت کی تکذیب کرنے اور ان سے حالت ترس و خوف میں صبر کرو۔ اور اپنی جان میری راہ رضا میں اختیار کرو۔ اور کافروں سے بجان و مال محاربہ کرو۔ اور جو کچھ تم کو اہل نفاق سے اذیت و آزار پہونچے اور جس قدر رنج و الم و جراحت جنگ میں پہونچیں ان پر صبر کرو۔ حضرت نے فرمایا۔ پروردگارا مجھے قبول ہے۔ میں راضی ہوا۔ اور قبول کیا۔ اور تجھی سے توفیق و صبر طلب کرتا ہوں۔ پھر حق تعالیٰ نے ارشاد کیا۔ تیسرے وہ جو تیرے بعد تمہارے اہل بیت پر قتل ہونا گذرے گا لیکن تمہارا بھائی علیؑ ابن ابی طالب۔ اسکو تمہاری امت سے سخت کلامی اور بہت تکالیف پہونچیں گی۔ اسکے حق سے محروم کریں گے۔ اور مشقت و تعب میں ڈالیں گے۔ اس پر ستم کریں گے اور آخرکار اسے شہید کریں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ میں نے قبول کیا۔ اور مطیع و منقاد و فرمانبردار ہوا۔ اور تجھی سے توفیق و صبر چاہتا ہوں۔ حکم ہوا۔ فاطمہؑ تیری دختر مظلومہ ہو گی۔ اس کو میراث سے محروم کریں گے جو حق تم اس کو دو گے۔ اس کو اس سے غصب کریں گے۔ دروازہ اس کے پہلو پر جبکہ وہ حاملہ ہو گی۔ گرا دینگے۔ اس کے گھر اور حرم سرا میں بے اذن داخل ہونگے۔

مذلت و خواری اسے گھیر لیگی۔ اور کوئی اشقیائے امت کو ظلموں اور ستموں سے منع نہ کرے گا۔ اور بوجہ اس صدمہ عظیم کے بچہ شکم میں شہید ہو جائیگا۔ اور خود بھی اس شدت ضرب و جراحت سے شہادت پائے گی۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پروردگارا میں نے قبول کیا۔ اور مطیع و منقاد فرمانبردار ہوا۔ اور تجھی سے توفیق و صبر چاہتا ہوں۔ پس حق تعالیٰ نے فرمایا۔ اے محمدؐ تمہاری بیٹی فاطمہؑ اور پسر عم علیؑ ابن ابی طالب سے دو فرزند متولد ہونگے۔ ان میں سے ایک کو بزہر جفا شہید کریں گے۔ اور دوسرے کو تیری امت کے لوگ جہاد کے لئے طلب کریں گے۔ اور اس کو ظلم و ستم سے شہید کریں گے۔ اس کے بیٹوں۔ بھائیوں اور عزیزوں کے سامنے قتل کریں گے۔ اس کی حرمت ضائع کریں گے۔ اس کا خیمہ لوٹ لیں گے۔ اور وہ ہر حال میں مجھ سے نصرت و اعانت طلب کریگے۔ اور میں نے اس کے اور اس کے اہل بیتؑ اور اس کے یاروں کے لئے شہادت مقرر کی ہے۔ اس کا قتل ہونا تمام اہل زمین پر حجت ہو گا۔ جمیع اہل آسمان و زمین اس پر بحالت بے صبری گریہ کریں گے۔ اسی فرزند کی پشت سے ایک فرزند ظاہر کروں گا۔ اور اس پسر سے تمہاری نصرت کروں گا۔ اور اب بھی صورت و مثال اسکی زیر عرش ہے وہ زمین کو عدالت سے بھر دے گا۔ اس کا رعب لوگوں کے دلوں میں ڈال دوں گا۔ اور اس قدر منافقوں اور کافروں کو قتل کرے گا۔ لوگ کہیں گے اس قدر لوگوں کو کیوں قتل کرتے ہو۔ حضرت نے فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میں نے تیرا حکم قبول کیا۔ اور راضی ہوا۔ اور تجھی سے توفیق و رضا اور صبر و اعانت چاہتا ہوں۔ اس وقت ندا حق تعالیٰ کی طرف سے آئے گی۔ کہ اوپر نظر کرو۔ جب حضرت اوپر نظر کریں گے۔ ایک شخص کو دیکھیں گے۔ نہایت خوبصورت اور خوشبو اور سر سے پاؤں تک اس کے نور ساطع ہے۔ حضرت اس شخص کو اپنے پاس بلا لیں گے۔ وہ شخص حضرت پاس جامہائے نور پہنے اور ایسے شان و علامت سے آئے گا۔ اس کی پیشانی سے ہر خیر و سعادت ظاہر ہوگی۔ اس وقت درمیان دو چشم حضرت بوسہ لیں گے حضرت دیکھیں گے کہ اس کے گرد بہت فرشتے احاطہ کئے ہیں۔ کہ وہ ان فرشتوں کے بغیر خدا اور کوئی نہیں جانتا یہ دیکھ کر حضرت فرمائیں گے۔ پروردگارا میرا پسر غضب کریگا۔ اور کس لئے یہ فرشتے اس نے جمع کئے ہیں۔ جو گرد اس کے ہیں۔ اور حالانکہ تو نے مجھے وعدہ نصرت دیا ہے اور میں تیری نصرت کا منتظر ہوں اور اس جماعت کا جو تو نے حال بیان کیا ہے یہ میرے یاور اور میرے اہل بیتؑ ہیں اور مجھے ان ستموں کی خبر دی جو بعد میرے ان پر گذریں گے۔ اگر تو چاہے تو ان کے حق میں مجھے نصرت ان کے دشمنوں پر دے سکتا ہے۔ حالانکہ میں نے تیرے حکم کی فرمانبرداری قبول کی۔ اور راضی ہوا۔ اور تجھی سے رضا اور صبر چاہتا ہوں۔ اس وقت مجھے حکم پروردگار ہو گا۔ بھائی تیرا علیؑ ابن ابی طالب اس کی جزا میرے نزدیک یہ ہے کہ بعوض اس صبر کے جو وہ کرے گا۔ میں جنت الماویٰ اسے عطا کروں گا۔ اور اس کی محبت کو بروز قیامت تمام خلائق پر غالب کروں گا۔ اور حوض کوثر کا اسے اختیار دوں گا۔ کہ تمہارے دوستوں کو اس حوض سے پانی دے۔ اور دشمنوں

کو اس سے منع کرے اور جہنم کو اس پر سرد و سلامت کردوں گا۔ کہ جہنم سے جا کر جس کے دل میں اس کی طرف سے بدیہ میگنون ذرہ محبت ہو نکال لائے اور منزل تم سب کی ایک درجہ بہشت میں قرار دوں گا۔ لیکن تمہارے دو فرزند مقتول و مظلوم و شہیدان سے بروز قیامت میں اپنے عرش کی زینت کروں گا۔ اور بروز قیامت ان کو بعوض ان بلاؤں کے جو دنیا میں پہونچیں۔ اس قدر کرامت عطا کروں گا۔ کہ کسی کے دل میں بھی گذری ہو نگی۔ اور ان کی زیارت کرنے والوں کو بزرگ و گرامی لکھوں گا۔ اس لئے کہ اے محمدؐ ان کی زیارت کرنے والے تمہاری زیارت کرنے والے ہیں۔ اور تمہاری زیارت کرنے والے میری زیارت کرنے والے ہیں اور مجھ پر لازم ہے کہ اپنی زیارت کرنے والوں کو بزرگ و گرامی رکھوں۔ اور جو کچھ مجھ سے مانگیں میں ان کو عطا کروں اور ان کو قیامت میں ایسی جزا دوں گا جو دیکھے گا اس کی آرزو کریگا۔ لیکن تمہاری بیٹی فاطمہؑ زہرا پس اس کو قیامت میں نزدیک عرش جگہ دوں گا۔ اور ندا کروں گا۔ کہ میں نے تجھے اپنی خلائق پر حاکم کیا۔ پس جس کسی نے تجھ پر یا تیری اولاد پر ستم کئے ہیں تو ان کے حق میں جو چاہے حکم کر ان کے حق میں تیرے حکم کو میں اجازت دیتا ہوں۔ پس فاطمہؑ زہرا عرصۂ محشر میں آکر حکم کریگی۔ جنہوں نے اس پر اور اس کی اولاد پر ظلم و ستم کئے ہیں۔ ان کو جہنم میں ڈال دیا جائے۔

اخبار مصائب زبانی حضرت رسولؐ۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر ابن عباس سے روایت کی ہے۔ ایک دن جناب رسول خداؐ با جماعت اصحاب مسجد میں رونق افروز تھے۔ ناگاہ امام حسنؑ دروازہ سے آئے جب نظر مبارک حضرت رسولؐ امام حسنؑ پر پڑی بہت روئے اور فرمایا الی یا بنی میرے پاس آؤ میرے فرزند۔ دلبند من و اے انیس دل مستمند من جب امام حسنؑ آئے حضرت نے اپنے داہنے زانوں پر بٹھالیا تھوڑی دیر کے بعد جناب امام حسینؑ بھی آئے۔ جب حضرت کی نظر مبارک امام حسینؑ پر پڑی قطرات عبرت آنکھوں سے ٹپکا کر فرمایا اے نور دیدہ من و اے سرور سینۂ من میرے نزدیک آ۔ جب امام حسینؑ قریب آئے حضرت نے امام مظلوم کو بائیں زانوں پر بٹھالیا۔ بعد ایک ساعت کے خورشید تق عصمت و جلالت النسیہ حورا جناب فاطمہؑ زہرا ظاہر ہوا۔ جب حضرت رسولؐ کی نظر جناب سیدہؑ پر پڑی بے اختیار رونے لگے۔ اور فرمایا۔ اے بیٹی میرے پاس آ۔ جب جناب فاطمہؑ قریب آئیں۔ حضرت نے برابر اپنے بٹھالیا بعد ایک لحظہ کے حضرت سید اوصیا علی مرتضٰے مانند خورشید تاباں تشریف لائے۔ جب حضرت نے جناب امیرؑ کو دیکھا اشک حسرت دیدہ مبارک حضرت سے جاری ہوئے اور کہا اے ابن عم و اے انیس دل پُرغم میرے نزدیک آ۔ پس ان حضرت اصحاب الیمین کو یعنی امیرالمومنین کو اپنے داہنے پہلو میں بٹھالیا۔ اصحاب نے عرض کی۔ اے سید عالم و اے اشرف اولاد آدم۔ اس کا سبب کیا تھا کہ ان شموس فلک عصمت و طہارت کو دیکھ کر آپ رونے لگے۔ حضرت نے فرمایا قسم بخدا جس نے مجھے براستی جانب خلق بھیجا اور جمیع خلائق سے برگزیدہ کیا۔ کہ یہ چار گوہر صدف عصمت و طہارت اور پانچواں میں اپنے حق سبحانہ و تعالیٰ کے نزدیک

گمراہ ترین خلق ہیں۔ اور ہم سے گراں زیادہ کوئی حق تعالیٰ کے نزدیک نہیں اور کسی کو اپنے خلق سے ان سے زیادہ
دوست نہیں رکھتا لیکن علیؑ بن ابی طالب میرا بھائی اور دمساز اور میرا شبیہ ہے اور میرے بعد میرا خلیفہ ہے اور
دنیا میں پیشوائے دین و مومنین و راہنمائے متقین ہے میرے اہل بیت اور میری امت میں میری حیات اور
میری وفات میں میرا وصی و خلیفہ و جانشین ہے۔ علیؑ کا دوست میرا دوست اور علیؑ کا دشمن میرا دشمن ہے۔
حق تعالیٰ میرے گنہگاران امت کو برکت دوستی علیؑ ابن ابی طالب بخش دیگا۔ اور مجرموں کی سیاہ کاری کو بنور خود بسبب
ولایت محو کر دے گا۔ اس کے دشمنوں کو بعذاب الیم معذب کرے گا۔ اور میرا علیؑ پر گریہ کا سبب یہ ہے کہ میرے
بعد میری امت کے جفاکار اس سے غدر و مکر کریں گے۔ منصب خلافت کو اس سے غصب کریں گے۔ اس کو
بے یار و مددگار درمیان جماعت کلاب اہل نار و بدترین اشرار چھوڑیں گے۔ ہمیشہ امت سے محنت ہائے شاذ اس کو پہنچیں گی۔
اور یہ بحکم الٰہی صبر کرے گا۔ اور ہمیشہ موافق نصیحت کے برتاؤ کرے گا۔ یہاں تک کہ ایک بدبخت ترین امت ضربت فرق
مبارک سلطان سریر خلافت پر لگائے گا۔ اس کی ریش مبارک اس کے خون سے رنگین ہو جائے گی۔ اور یہ خدا سے
اس حال سے ملاقات کرے گا۔ پھر فرمایا لیکن فاطمہؑ وہ سیدۂ زنان عالمیان و بہتر و بہترین پیشینیاں و پسینیاں
ہے اور وہ میری پارہ تن ہے اور نور چشم من و میوۂ دل من اور میری جان ہے۔ جس وقت فاطمہؑ بقدم عبودیت
محراب عبادت میں حق سبحانہٗ و تعالیٰ کے سامنے کھڑی ہوتی ہے اور چہرہ بصفا خلاص منور ہوتا ہے اور وہ
نور ملائکہ ہفت آسمان کو روشن کر دیتا ہے اور اسکی شعاع عرش عظیم کو منور کر دیتی ہے جس طرح ستارے اہل زمین کو نور بخشتے ہیں۔ اور
حق تعالیٰ ملائکہ میں فخر و مباہات کرتا ہے میرے ملائکہ اس بندی یعنی فاطمہؑ زہرا کی طرف نظر کرو جو کہ بہترین خلائق ہے کہ کس طرح میرا
خدمت میں کھڑی ہے۔ اور اس کے جمیع مفاصل و اعضا میرے خوف سے کس طرح کانپتے ہیں اور کیونکہ دل جمیع ماسوی سے اٹھا کر میرے
..... جناب اقدس میں متوجہ ہے۔ اے گروہ ملائکہ گواہ رہو کہ اس کے شیعوں اور محبوں کو آتش جہنم سے میں
نے بے خوف کیا اور اپنے عذاب سے میں نے ان کو نجات بخشی۔ جب میں نے اپنی جگر گوشہ یعنی فاطمہ زہرا کو اپنے
بعد اس کی بے کسی و غریبی اور ان محنتوں پر جو کہ جفاکاران امت اسے پہنچائیں گے۔ دیکھا رونے لگا۔ بہت جلد
ایسا ہوگا۔ اس کے گھر میں جو کہ بہت اشرف عزت و مکرمت ہے بذلت و خواری جائیں۔ اور اس کی حرمت
کی رعایت نہ کریں گے کسی کو اس سے شرم نہ آئے۔ فدک کو جو خدا نے اسے دیا۔ اس سے چھین لیں گے۔
اس کو اس کی میراث سے منع کریں گے جس طرف نظر کرے نہ کوئی یاور پائے جو اس کی یاوری کرے اور نہ
دلسوز کہ اس کی غمخواری کرے اور اس امت کے بیرحم اس پر رحم اور اس کی حرمت کا پاس نہ کریں اور وہ فریاد
کرے کہ یا ابتاہ یا محمداہ اور کوئی اس کی فریاد کو نہ پہنچے اور جس قدر تضرع و زاری کرے کوئی اس کی نصرت و
مددگاری نہ کرے۔ ہمیشہ بعد میرے محزون و دردناک غمناک گریہ و زاری نالہ و بیقراری کرے۔ کبھی انقطاع وحی
کو یاد کر کے آہ جانسوز دل پر غم سے کھینچے اور کبھی میری صحبت کو دل میں یاد کرے۔ اور آتش حسرت اس کے سینہ

سوزاں سے بھرے کے اور جب کان لگائے اور آواز تلاوت قرآن جو میں تہجد میں پڑھتا تھا۔ سنے زار زار روئے۔ اور اپنے ماں باپ کی زمانہ کی عزت و دولت کو یاد کرکے اپنی مذلت و بیقراری پر نوحہ و بیقراری کرے۔ اس وقت حق تعالی ملائکہ کروبیاں ملاء اعلیٰ و قدسیان عالم بالا کو بد لداری خاطرہ بھیجے اور اس کا مونس و ہمدم کرے۔ اور اسے ندا مانند ...... مریم دختر عمران کرے کہ یا فاطمہ اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین یعنی اے فاطمہ اپنے پروردگار کے لئے قنوت و خضوع کر اور سجدہ و رکوع کر ہمراہ رکوع کرنے والوں کے اس وقت اس جراحت سے صاحب فراش ہو جائے۔ درد کی شدت ہو۔ اور فرش درد و عالم پہ بیکس و غریب پڑی ہو اور حق تعالی مادر عیسیٰ کو اس کی دلجوئی اور پرستاری کے لئے بھیجے کہ وہ وحشت و بیکسی میں اسکی مونس و ندیم ہو۔ اور مرض و الم میں اس کی تیمارداری کرے۔ اور جب مرض عالم و جفائے امت سے تنگ آئے دست درگاہ بے نیاز میں بلند کرے اور کہے خداوندا میں تیری مشتاق تھا ہوئی۔ اور زندگی سے سیر ہوتی ہوں اور اس امت کی جفا سے تنگ آگئی ہوں اور محنت ہائے دنیائے غدار سے ملول ہوں مجھے میرے پدر بزرگوار سے ملحق فرما۔ پس حق تعالی مجھے روضات رضوان اور غرفات جنان میں پدر بزرگوار سے ملحق فرمائیگا پس حق تعالی اسے مجھ سے ملحق کریگا۔ اور سب سے پہلے جو مجھ سے میرے اہل بیت سے ملحق ہوگا۔ وہ فاطمہ ہے اور جب غمگین و مجروح میرے پاس آئیگی میں دست تضرع بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کروں۔ اور فریاد کروں کہ خداوندا ظالمان فاطمہ کو اپنے عذاب سے معذب کر۔ اور جس نے میری جگر گوشہ کا حق غصب کیا۔ اس پر اپنے وبال و نکال سے عذاب کر۔ اور جس نے اسے ذلیل و خوار کیا تو اسے ذلیل و خوار کر۔ اور اُسے ہمیشہ آتش جہنم میں مقیم رکھ۔ جس نے اس کے شکم پر دروازہ گرایا اور اس کے فرزند کو شہید کیا اور جو دعائیں کروں گا جمیع آسمان کے فرشتے آمین کہیں گے۔ بعد اس کے حضرت نے فرمایا لیکن حسن وہ میرا پیارا۔ اور خنکی چشم اور سرور سینہ و ثمرۂ دل ہے۔ اور سید و بہتر و بہتر جوانان اہل بہشت سے ہے۔ اور بعد اپنے پدر کے حجت و خلیفہ ہے جمیع خلائق پر۔ اس کا کہا میرا کہا۔ اور اُس کا کیا میرا کیا ہے۔ جس نے اُس کی متابعت کی۔ اُس نے میری متابعت کی اور جس نے اس کی مخالفت کی۔ اس نے میری مخالفت کی جب میں نے حسن پر نظر کی۔ جو ستم اس پر گذریں گے۔ مجھے یاد آئے۔ اور اس کی بے کسی و غریبی و مظلومی پر میں رونے لگا اس لئے کہ بعد میرے اس کے اصحاب اسے غریب و بے یار درمیان دشمنان جفاکار چھوڑ دیں۔ اور وہ ہمیشہ محنت و مشقت و پریشانی میں رہیگا۔ یہاں تک کہ اُسے زہر قہر سے شہید کریں اور ملائکہ ارض و سما کروبیان ملاء اعلیٰ اس پر گریہ و بیقراری اور آسمان و زمین اس کی مصیبت پر نالہ و زاری کریں۔ اور مرغان ہوا و ماہیان دریا اس کی غریبی و بیکسی پہ نوحہ و فریاد کریں۔ جو کوئی اس کی مصیبت پر اشک خونیں آنکھوں سے ٹپکائے۔ بروز قیامت جبکہ آنکھیں سب کی نابینا ہونگی۔ اس کی آنکھ روشن رہے اور جو اس کی تعزیت میں اندوگین

رہے۔ بروز جزا جبکہ دلہائے خلائق غمگیں ہوں۔ اس کا دل شاد و خرم ہو اور جو کوئی اس امام مظلوم کے روضہ مطہر کی زیارت کرے وہ صراط پر ثابت قدم رہے جس روز کہ قدہائے خلائق صراط پر لرزاں ہوں۔ و لیکن حسین پس وہ میرا فرزند دلبند و انیس دل مستمند ہے اور وہ بہترین مردان اور امام مسلمانان ہے بعد اپنے باپ اور بھائی کے فریادرس درماندگان اور حجت خداوند عالمیان اور بہترین جوانان اہل جنان ہے۔ درگاہ رستگاری و فیروزی امت ہے اس کا حکم میرا حکم اور اس کی اطاعت میری اطاعت۔ جب میں نے اس نورچشم کو دیکھا۔ اس کی غریبی و بیکسی اور پریشانی پر میں رونے لگا۔ اس لئے کہ اس امت کے بدبخت اس کا قصد قتل کریں۔ اور وہ مدینہ میں آئے۔ اور میرے حرم محترم و روضہ مکرم میں پناہ لے اور اسے وہاں بھی امان نہ دیں۔ اور میری کسی وصیت میں اس کی رعایت نہ کریں۔ اس کے حرم سے شرم نہ کریں۔ اسے مجبور کریں۔ پس میں خواب میں اس سے ملاقات کروں۔ اور اس کا سر اپنے سینے سے لگاؤں اور اسے حکم کروں کہ میرے روضے سے ہجرت کرے۔ اور اسے بشارت دوں۔ کہ اس امت کے جفاکار تجھے شہید کریں گے۔ اور تو بسعادت شہادت مشرف ہوگا۔ یہ سن کر وہ جگر گوشہ من با چشم گریاں و دل بریاں میری مرقد مطہر سے مفارقت کرے اور جانب زمین کربلا و محنت و عناد مقتل شہیدان آل عبا متوجہ ہو اور کئی ہزار میری امت کے بدبخت اس پر تیغ بیداد کھینچیں۔ اور ایک گروہ مسلمانان اس کی نصرت و مددگاری کرے کہ وہ گروہ بروز قیامت بہترین شہیدان امت ہوا۔ اور ایک گروہ اشقیا اس مظلوم کربلا کو گھیر لے اور تیر باراں کرے اور جب میرا وہ نور دیدہ گھوڑے سے زمین پر گر پڑے وہ روسیاہ اس کا سر مبارک مثل گوسفند کاٹ لیں۔ یہ حضرت نے فرمایا۔ اور آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر رونے لگے۔ حاضرین سے غلغلہ شور و خروش اور صدائے نوحہ و زاری بلند ہوتیں۔ اس وقت حضرت اٹھ کھڑے ہوئے اور سر آسمان کی طرف کر کے فرمایا۔ خداوندا جو کچھ ظلم و ستم اس گروہ ستمگار سے میرے اہل بیتؑ گذریں گے ان کی شکایت میں تجھ سے کرتا ہوں۔ یہ فرما کر حجرۂ طاہرہ میں تشریف لے گئے۔ بسند معتبر جناب امیرؑ سے روایت کی ہے۔ فرمایا۔ ایک روز میں اور فاطمہؑ و حسنینؑ حضرت رسولؐ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ ناگاہ حضرت ہماری طرف دیکھ کر رونے لگے۔ میں نے عرض کی۔ یا حضرت آپ کے رونے کا کیا سبب ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ میری امت جو میرے بعد تم سے سلوک کریگی۔ اس پہ روتا ہوں۔ میں نے پوچھا۔ یا رسول اللہؐ وہ کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ میں اس ضربت سے ڈرتا ہوں جو تمہارے سر پہ لگائیں گے۔ اور اس دروازہ سے جو فاطمہؑ کے پہلو پہ گرائیں گے۔ اور نیزہ جو ران حسنؑ پر ماریں گے۔ اور اس کو زہر سے شہید کریں گے۔ اور حسین کے بظلم و ستم قتل ہونے پر روتا ہوں۔ جب اہل بیتؑ نے رسولؐ سے یہ خبریں سنیں سب کے سب رونے لگے میں نے عرض کی۔ یا حضرت۔ ہم کو ہمارے پروردگار نے نہیں پیدا کیا۔ مگر واسطے بلا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے علیؑ۔ شاد و خوش رہو۔

کہ خدا نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ تمہیں دوست نہیں رکھتا مگر مومن اور تمہیں دشمن نہیں رکھتا مگر منافق۔ ابن شہر آشوب
نے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے وقت وفات جناب امیرؑ سے فرمایا تم پر سلام خدا ہو۔ اے پدر دو گل
بوستان من اے علیؑ میں تمہیں اپنے دو ریحانہ گلستان یعنی حسنینؑ کی وصیت کرتا ہوں۔ کہ ان کو محترم رکھنا بہت
جلد تمہارے دو رکن خراب و برباد ہو جائیں گے۔ جب حضرت رسولؐ نے دنیا سے رحلت کی جناب امیرؑ نے فرمایا۔
ایک رکن میرا خراب ہوا۔ جب جناب فاطمہؑ نے وفات پائی دوسرا رکن خراب ہوا۔ حضرت عائشہ اور
بیان فضائل اہل بیت ۔ ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ جس مرض میں حضرت رسولؐ نے دنیا سے انتقال
کیا۔ فاطمہؑ کو بلایا۔ جب جناب فاطمہؑ ظاہر ہوئیں۔ انکی رفتار مانند سید ابرار تھی۔ حضرت نے فرمایا۔ اے دختر نزدیک
آؤ پس فاطمہؑ کو اپنے پہلو میں بٹھا کر کوئی راز ان سے کہا۔ وہ رونے لگیں۔ پھر دوسرا راز کہا۔ ہنسنے لگیں۔ جب بعد
وفات سرور کائنات جناب فاطمہؑ سے ہم نے پوچھا۔ فرمایا۔ پہلے مجھے حضرت نے کہا۔ جبرئیل ہر سال ایک مرتبہ قرآن
مجید مجھ پر عرض کرتے تھے۔ اور اس سال دو بار عرض کیا اور مجھے معلوم ہوتا ہے اس سال دنیا سے رحلت کر جاؤں گا۔
اور تیرے سفر بند بعد میرے مظلوم و ستم رسیدہ ہونگے۔ میں یہ سن کر رونے لگی۔ دوسری دفعہ حضرت نے فرمایا۔ بروایت دیگر حضرت
نے فرمایا۔ کیا راضی نہیں۔ کہ سیدہ زنان عالمیان ہے۔ اس وجہ سے میں خنداں ہوئی۔ **ایضاً**۔ روایت ہے کہ جب سید انبیا
نے بعالم بقا رحلت فرمائی جناب سیدہ ہمیشہ محزون و غمگین رہتیں اور عصابہ درد و الم سر محترم پر باندھے رہتیں اور
جسم مبارک ضعیف و نحیف ہو گیا تھا اور ارکان عزت درہم برہم ہو گئے تھے اور ہمیشہ آنسو دیدہ ہائے حق بین سے
جاری تھے اور دل سوختہ جگر افروختہ تھیں۔ گھڑی گھڑی غش آجاتا تھا۔ حسنینؑ سے کہتی تھیں۔ تمہارے نانا
کہاں ہیں جو تمہیں گھڑی گھڑی گود میں لیتے تھے۔ کہاں ہیں تمہارے نانا کہ سب خلق سے تم پر زیادہ مہربان تھے۔
اور نہ چھوڑتے تھے کہ تم زمین پر چلو۔ اور ہمیشہ چاہتے تھے کہ ان کی گود اور کندھے پر رہو۔ اب مجھے امید نہیں
کہ وہ اس دروازہ کو کھولیں اور میرے بیت الاحزان میں آئیں۔ اور اب میں نہ دیکھوں کہ تمہیں کندھے پر بٹھائیں۔
جس طرح ہمیشہ تم کو دوش مبارک پر بٹھاتے۔ باسانید معتبر سلیم بن قیس ہلالی وغیرہ سے روایت کی ہے۔
بیان حدیث قرطاس ۔ کہ سلمان و عباس نے کہا۔ جب مرض حضرت پر شدید ہوا۔ اور جماعت مہاجرین
و انصار بالین سید ابرار حاضر ہوئے اور حضرت یہ جانتے تھے کہ میرے اصحاب علیؑ ابن ابی طالب کی بیعت پر
وفا نہ کریں گے۔ اس وجہ سے فرمایا۔ اے گروہ مردم ایک دوات اور صحیفہ میرے پاس حاضر کرو۔ کہ تمہارے لئے
ایک ایسا نامہ لکھوں کہ میری وفات کے بعد تم ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو۔ حضرت عمر بن الخطاب کو چونکہ معلوم تھا کہ حضرت
چاہتے ہیں۔ کہ خلافت جناب امیرؑ کو تحریر کریں۔ اس نے کہا اس مرد پر بیماری نے غلبہ کیا ہے اور ہذیان
کہتا ہے کتاب خدا ہم کو کافی ہے۔ اس کی کتاب (تحریر) کی ہم کو حاجت نہیں اور ایک جماعت اصحاب نے

کہا۔ کہ اطاعت رسول خداؐ سب پر واجب ہے اور ایسی حالت میں خاطر شریف آنحضرت کو رنجیدہ کرنا جائز نہیں۔ اس اختلاف پر اصحاب میں نزاع ہوئی اور آوازیں بلند ہوئیں۔ جب حضرت نے یہ ماجرا دیکھا ملول و غمگین ہو گئے۔ اور جانا کہ جب میری حیات میں ایسے ظلم کرتے ہیں۔ تو میرے بعد میرے اہل بیت سے کیا کریں گے۔ پس حضرت نے فرمایا۔ قوموا عنی یعنی میرے سامنے سے چلے جاؤ۔ اور اس سے زیادہ مجھے ایذا نہ دو۔ مجھے میرے پروردگار پر مجھ کو، و نفرین خدا اس گروہ بدبخت پر جو ہذیان کی نسبت آنحضرتؐ کی طرف دیتے ہیں۔ اور پھر اپنا نبی جانتے ہیں۔ باوجودیکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحیٰ اور نفرین خدا کی اس قوم پر جو ایسے بے شرم بےدین کو جس نے ایسے حال میں پیغمبر خداؐ کو رنجیدہ کیا۔ اسے خلیفۂ رسول خداؐ جانیں۔ حالانکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ان الذین یوذون اللّٰہ و رسولہ لعنھم اللّٰہ فی الدنیا والاخرۃ واعدّ لھم عذابًا الیمًا۔ اور جب روح مطہر حضرت رسولؐ نے بعالم وصال ارتحال کیا۔ اور جناب امیرؑ ہمراہ جبرئیل امین بموجب وصیت سید المرسلینؐ تجہیز و تغسیل و تکفین میں مشغول ہوئے۔ اس وقت اول و دوم اور ایک جماعت منافقین نے جنہوں نے زمانۂ حضرت رسولؐ میں آپس میں بیعت کی تھی۔ کہ بعد وفات جناب پیغمبر خداؐ جناب امیرؑ کو خلافت سے منع کریں۔ فرصت کو غنیمت جان کر جنازہ حضرت رسولؐ چھوڑ دیا۔ اور سقیفہ بنی ساعدہ میں جا کر اور خلافت میں گفتگو شروع کی۔ بعد منازعہ و مناقشۂ بسیار و مجادلۂ بیشمار مہاجرین و انصار امر خلافت ظاہری ابوبکر خلیفہ قرار پائے اور۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سبقت خلافت کی اور اکثر مہاجرین و انصار نے ابوبکر سے بیعت کر لی۔ جب سید اوصیاؑ دفن سرور انبیاؐ سے فارغ ہوئے۔ اور بیوفائی اصحاب کو اور لوگوں کے کفر و نفاق کو دیکھا۔ محزون غمگین ہوئے۔ اسی رات جناب امیرؑ حسنینؑ کو ہمراہ لے کر ایک ایک گھر میں مہاجرین و انصار کے تشریف لائے اور ان کو عقوبات الٰہی سے ڈرایا۔ اور وصیت رسول خداؐ کو جو بمقام غدیر خم فرمائی تھی پڑھ کر سنایا۔ اور ان سے نصرت و مدد چاہی مگر سوائے چوبیس[۲۴] مردم کے اس گروہ کے کسی نے قبول نہ کیا۔ اور جب صبح ہوئی چار آدمیوں سے زیادہ بیعت جناب امیرؑ پر قائم نہ تھے۔ اسی طرح جناب امیرؑ لوگوں کو تین شب دعوت بیعت فرماتے رہے اور ان سے طلب نصرت کرتے تھے۔ مگر بجز چار آدمیوں کے اور بروایت دیگر بجز تین آدمیوں کے سوا اور کوئی بیعت قبول نہ کرتا جب اس سلطان سریر خلافت نے کفر و شقاوت گروہ بدبخت مشاہدہ کیا مسجد میں تشریف لائے۔ اور مجمع اصحاب میں حجت ہائے شافی ان پر تمام فرمائی۔ اور وہ آیات جو جبرئیل جناب امیرؑ کی شان میں لائے تھے آپ نے ان لوگوں کے سامنے پڑھیں اور جو کچھ پیغمبر خداؐ نے شان جناب امیرؑ میں فرمایا تھا۔ اسے ان لوگوں پر حجت کیا۔ اور اپنے صدق مقال پر مہاجرین و انصار سے شہادت طلب کی۔ اور سب نے اس گفتار پر گواہی دی۔

وہ وقت نزدیک تھا کہ لوگ بیعت ابوبکر سے منحرف و پشیمان ہو کر حق کی طرفداری کریں۔ حضرت عمر نے جب یہ حال دیکھا خائف ہو کر جمعیت مردم کو متفرق کر دیا۔ پس جناب امیرؑ نے حجرۂ طاہرہ کی طرف مراجعت کی۔ جب جناب امیرؑ ہدایت قوم بدانجام سے مایوس ہوئے۔ بحکم حضرت رسولؐ قرآن جمع کرنے میں مشغول ہوئے۔ جب حضرت عمرؓ نے دیکھا۔ کہ جمیع مہاجرین و انصار نے بغیر حیدر کرار اور چار نفر خواص اصحاب رسولؐ دین کو دنیا سے فروخت کر ڈالا۔ اور حضرت ابوبکر سے بیعت کی۔ اس وقت ابوبکر سے کہا۔ علی کو بیعت کے لئے کیوں نہیں بلاتے۔ واللہ جب تک وہ بیعت نہ کریں گے تب تک تم پر خلافت قائم نہ رہے گی۔ اس لئے کہ وہ خلیفہ برحق رسول خداؐ ہیں۔ اور عالم تر اور شجاع تر اور فاضل تر اس امت کے ہیں۔ لوگ ان کی طرف بہت رجوع کرتے ہیں۔ ابوبکر نے جناب امیرؑ کو بیعت

جناب امیرؑ کو برائے بیعت بلانا

کے لئے بلایا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا میں نے قسم کھائی ہے۔ جب تک قرآن جمع نہ کر لوں گھر سے باہر نہ آؤں۔ اور چادر کندھے پر نہ ڈالوں۔ بعد چند روز کے فرقان ناطق یعنی جناب امیرؑ نے قرآن کو جمع فرمایا۔ اور جزدان میں رکھ کر سربمہر کر دیا۔ پھر مسجد میں تشریف لا کر مجمع مہاجرینؓ انصار میں ندا فرمائی۔ کہ اے گروہ مردمان جب میں دفن پیغمبر آخر الزمانؐ سے فارغ ہوا۔ بحکم آنحضرتؐ قرآن جمع کرنے میں مشغول ہوا۔ اور تمام آیات و سورہ ہائے قرآن کو میں نے جمع کیا۔ اور کوئی آیہ آسمان سے نازل نہ ہوا جو حضرت نے مجھے نہ سنایا ہو۔ اور اس کی تعلیم مجھے نہ کی ہو۔ چونکہ اس قرآن میں چند آیات کفر و نفاق منافقین قوم و آیات نص خلافت جناب امیر صریح تھے۔ اس وجہ سے غاصب خلافت نے اس قرآن سے انکار کر دیا۔ جناب

لہ جناب علی علیہ السلام نے بحکم رسول پاک کلام اللہ کو نزولی ترتیب پر مرتب کیا تھا۔ علاوہ ازیں تفسیر قرآن کے متعلق خود پروردگار عالم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۝ (القیمۃ) بیشک ہمارے ذمہ ہے۔ اس کا جمع کرنا۔ اور اس کو پڑھانا۔ پس جب اس کو پڑھا جائے آپ اس کی اتباع کریں۔ اور بیشک امر کا بیان کرنا بھی ہمارے ذمہ ہے۔ اس آیت کی شرح میں علمائے تفسیر نے تحریر کیا ہے کہ بَيَانَهٗ اس سے مراد قرآن پاک کے مشکل مقامات کی تفسیر کا ظاہر کرنا یعنی قرآن کے مشکل مقامات کی خداوند کریم نے تفسیر بھی اپنے رسول پر نازل فرمائی تھی جس کا نام قرآن میں بیان ہے جیسا کہ سورہ احزاب میں وکفی اللہ المومنین القتال وکان اللہ قویا عزیزا۔ تفسیر نیشاپوری نے لکھا ہے وکفی اللہ المومنین القتال بعلی یعنی کفایت کی اللہ تعالیٰ نے لڑائی میں مومنین کی ساتھ علیؑ کے۔ یہ بعض بیان ہے جو ساتھ نازل ہوا۔ یہاں تمام بیان آیات کا نہیں ہو سکتا۔ یہ الگ ایک کتاب ضخیم تیار ہو جائے گی۔ المختصر قرآن نے انتہائی منافقین کا فرین، مشرکین اور مومنین کے نام خود بیان فرمائے تھے۔ علاوہ متن کے۔ جناب امیرؑ نے ترتیب قرآن اس بیان کے ساتھ کی۔ جس سے قیامت تک دنیا (باقی صفحہ ۲۰۳ پر)

امیرؑ خشمناک اپنے حجرۂ طاہرہ کی طرف تشریف لے گئے۔ اور فرمایا۔ اب اس قرآن کو تم لوگ تا ظہور قائم آل محمدؑ نہ دیکھو گے ابوبکر نے دوسری دفعہ جناب امیرؑ کو بلایا۔ کہ بیعت خلیفہ رسول خدا کریں۔ جناب امیرؑ نے کہلا بھیجا۔ اے ابوبکر کس قدر جلد تو نے جناب رسول خداؐ پر افترا کیا۔ جمیع مہاجرین و انصار جانتے ہیں۔ چھوٹے کیا اور بڑے کیا۔ کہ خدا اور رسول خدا نے بجز میرے کسی کو تم پر خلیفہ مقرر نہیں کیا۔ جب جناب امیرؑ کا یہ پیغام ابوبکر کو پہنچا۔ ابوبکر نے کہا علیؑ نے سچ کہا ہے رسول خداؐ نے مجھے خلیفہ نہیں کیا ہے۔ یہ سن کر عمر خشمناک ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ ابوبکر نے مصلحتاً کہا۔ تم بیٹھ جاؤ۔ یہ کہہ کر پھر جناب امیرؑ پاس کسی کو بھیجا۔ اور کہا۔ کہہ دینا۔ امیر المومنین ابوبکر آپ کو بلاتے ہیں۔ جناب امیرؑ نے کہلا بھیجا۔ ہنوز عہد رسول خدا تم سے قریب ہے۔ لیکن تم نے فراموش کیا۔ کہ خدا نے مجھے امیر المومنین کیا۔ اور مجھے اس اسم سامی سے اپنا مخصوص کیا۔ اور حضرت رسولؐ نے تم کو حکم دیا۔ کہ مجھے اس لقب گرامی سے سلام کریں۔ کیا تم نے سنا نہیں۔ کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا ہے کہ علیؑ امیر مومنان و سید و بہترین... مسلمانان و حامل لوائے حمد و صاحب کرامت و مجد ہے اور خداوند عالمیان بروز قیامت علیؑ کو صراط پر بٹھائے گا۔ کہ اپنے دوستوں کو بعزت و شرف داخل بہشت کرے۔ اور دشمنوں کو بذلت و خواری جہنم میں ڈال دے۔ جب یہ پیغام ابوبکر کو پہنچا۔ پھر عمر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور کہا میں خوب جانتا ہوں کہ جب تک علیؑ کو قتل نہ کروں گا کام خلافت کا مستحکم و مضبوط نہ ہوگا۔ اے ابوبکر مجھے جانے دو۔ کہ علیؑ کا سر کاٹ کر لے آؤں۔ پھر ابوبکر نے مصلحتاً عمر کو کہا۔ بیٹھ جاؤ۔ اور پھر کسی کو کہلا بھیجا۔ کہ ابوبکر آپ کو بلاتا ہے۔ پھر جناب امیرؑ نے قبول نہ فرمایا۔ اور

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۲۔ منافقین اور مومنین کے کردار سے واضح طور پر واقف رہتی اور گمراہ نہ ہوتی۔ منافقین جو اہل بیت کے خلاف تھے۔ اور حکومت کا ساتھ دے رہے تھے اور اہل اسلام میں مشہور تھے برسر اقتدار طبقہ نے ان لوگوں کی تشہیر کو روکنے کیلئے اس قرآن کو جاری کرنے سے انکار کر دیا اور خود قرآن پاک اپنی مرضی سے ترتیب دیکر جو نزول ترتیب کے خلاف ہے اور بیان کو علیحدہ کر کے جاری کر دیا۔ اور جو آج تک دنیا میں چل رہا ہے بلحاظ متن کہ قرآن پاک درست ہے اگرچہ ترتیب میں فرق ہے مکی آیات پیچھے اور مدنی آیات آگے کر دی ہیں۔ اسی لئے جناب امیرؑ نے موجودہ قرآن کے متعلق ارشاد فرمایا کہ یہ تیس سیپارے جو نازل ہوئے تھے مکمل ہیں صرف ترتیب کا فرق ہے اور ایمان کا لانا بھی متن پر واجب ہے شرح پر نہیں۔ اور اہل سنت نے اس بیان۔ شرح کو سات قرأت میں مفاظ کی کمی زیادتی سے محروم کیا۔ اور ان کو ماننا غیر ضروری قرار دے دیا۔ عوام کو فرقہ امامیہ کے خلاف ابھارنے کے لئے یہ کہا جاتا ہے کہ ان کا قرآن پر ایمان نہیں یہ غلط ہے ائمہ اہل بیت نے اس موجودہ متن قرآن کی تصدیق فرمائی ہے جو یہ الزام شیعوں پر لگاتے وہ کذاب ہے لہٰذا جناب امیرؑ نے اپنا جمع کردہ قرآن جب حکومت نے نامنظور کر دیا۔ تو اپنی اولاد کو دیدیا۔ جو نسلاً بعد نسلاً قائم آل محمدؑ کے پاس پہنچا۔ آپ اس قرآن سے منافقین اور ان کی اتباع کرنے والوں پر نام دکھا دکھا کر حجت قائم کر کے سزا دیں گے۔

(ڈاکٹر کلبِ بلوی عفی عنہ)

ارشاد کیا میں مشغول تعمیل وصایا حضرت رسول ہوں۔ جب یہ پیغام پہنچا۔ اس وقت ابوبکر و عمر نے جانا کہ جناب امیرؑ بیعت نہ کریں گے۔ اس وقت عمر نے قنفذ شقی کو آزاد کیا جو عمر کا غلام تھا۔ اور نفاق و شقاوت میں دوسرا زشتی صورت و وحشی خصلت میں مشہور تھا۔ ہمراہ خالد بن ولید اور جماعت بدبختان قوم دروازہ اہل بیت رسالت و حجرۂ عصمت و طہارت پر بھیجا۔ اور کہا۔ جناب امیرؑ کو لے آؤ۔ گھر سے مسجد میں۔ کہ ان سے بیعت لی جائے۔ جب یہ لوگ دروازۂ عزت و سعادت و حریم رفعت و جلالت و دولت سرائے اہل بیت رسالت پر پہنچے۔ جرأت نہ پڑی کہ بغیر اجازت گھر میں آئیں۔ اجازت مانگی۔ جناب امیرؑ نے اجازت نہ دی۔ اس وقت یہ لوگ پھر گئے۔ اور کہا۔ علیؑ گھر میں آنے کی اجازت نہیں دیتے۔ اور ہمیں اس قدر جرأت نہیں کہ ہم بے اجازت داخل خانۂ رسول خدا ہوں۔ اس وقت یہ سن کر عمر نے ان کو ڈانٹا۔ اور کہا۔ تمہیں علیؑ کی اجازت سے کچھ سروکار نہیں۔ جاؤ جس طرح ہو سکے۔ ان کو لے آؤ۔ اس دفعہ ثانی بھی ساتھ تھے۔ جب در دولت پہ پہنچے۔ بے شرمی و بے حیائی سے دروازہ پر شور و غل مچانے لگے۔ عمر نے دروازہ پہ لات مار کر کہا۔ اے پسر ابوطالب دروازہ کھول دو۔ جناب امیرؑ صبر فرماتے اور ان کے معترض نہ ہوتے تھے۔ آخرکار جناب خاتون روزگار بیتاب و بے قرار ہو کر دروازہ کے پیچھے آئیں۔ شدت درد و الم سے عصابہ سر پہ باندھے تھیں۔ جسم شریف بسبب مصیبت رحلت حضرت رسالت ضعیف و نحیف ہو گیا تھا۔ فرمایا۔ اے عمر ہم مصیبت زدوں سے کیا چاہتا ہے۔ ہم کو ہماری مصیبت و حالت پر چھوڑ دو۔ عمر نے کہا۔ دروازہ کھول دو۔ ورنہ[۱] تمہارے گھر میں آگ لگا دوں گا۔ اور تم کو جلائے دیتا ہوں۔ جناب فاطمہؑ

---

[۱] یہ روایت مفصل طور پر کتب اہل سنت میں ہے اور ان ہی لوگوں سے علامہ موصوف نے رقم کی ہے جس کا یہاں پر ہم اصل عبارت چھوڑ کر اردو ترجمہ کتاب السیاست والامامت مصنفہ امام اہل سنت فقیہہ ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری کی کتاب جلد اول مطبوعہ مصر ص۱۲ سے تحریر کرتے ہیں۔ جو صاحبان مطالعہ کے لئے مشعل کا کام دے گا۔ ایک جماعت علیؑ کے ہمراہ تھی جس نے بیعت ابوبکر سے انکار کر دیا تھا۔ پس عمر ابن خطاب ان کے پاس آیا۔ اور آواز دی۔ جبکہ وہ علیؑ کے مکان میں تھے۔ انہوں نے باہر آنے سے انکار کر دیا۔ عمر نے اسی وقت لکڑیاں منگائیں۔ اور کہا۔ خدا کی قسم باہر آتے ہو یا کہ اس مکان کو مع ان کے جو اندر ہیں آگ لگا دوں۔ عمر سے کہا گیا۔ اس وقت تو فاطمہ بنت رسول بھی ہیں۔ عمر نے کہا۔ اگرچہ فاطمہؑ بھی اندر ہوں۔ پھونک دوں گا۔ پس سوائے علیؑ کے سب لوگ باہر آ گئے اور بیعت کر لی۔ پس اس نے یہ گمان کیا۔ کہ علیؑ نے قسم کھائی ہے کہ جب تک قرآن جمع نہ کر لوں گا باہر نہ نکلوں گا۔ ردا نہ اوڑھوں گا۔ اس وقت جناب فاطمہ دروازہ پر کھڑی کہہ رہی تھیں۔ مجھے ایسی قوم سے کوئی عہد نہیں ہو سکتا۔ جو بری طرح آئے تم نے پیغمبر علیہ السلام کی میت ہمارے ہاتھوں میں ؟ ۔۔ دی۔ اور خود امارت و ریاست کے طے کرنے میں منہمک ہو گئے۔ اور ہم سے اس کے متعلق پوچھا تک نہیں۔ (باقی صفحہ ۲۰۵ پر)

نے فرمایا کیا تم لوگ خدا سے نہیں ڈرتے اور یہ چاہتے ہو کہ بغیر میری اجازت میرے گھر میں چلے آؤ۔ یہ خانہ اہل بیت رسالت و بیت المحرم عزت و جلالت ہے۔ اس حرم محترم سے شرم کرو اور یہ جور و ستم جائز نہ رکھو۔ عمر نے جناب فاطمہؑ کے کلام پر بالکل اعتنا نہ کی۔ اور لکڑیاں منگا کر دروازہ جلا دیا۔ جناب فاطمہؑ فریاد کرنے لگیں کہ یا ابتاہ یا رسول اللہ اور پھر گھر میں آنے سے منع کیا۔ مگر عمر نے کچھ پاس و لحاظ نہ کیا۔ اور غلاف شمشیر کا سرا[۵] پہلوئے جناب فاطمہؑ پر مارا۔ وہ مظلومہ پھر فریاد کرنے لگیں۔ ثانی نے تازیانہ بلند کر کے دست مبارک جناب فاطمہؑ پر مارا۔ حضرت سیدہؑ فریاد و فغاں کرتی تھیں۔ یا ابتاہ اپنے اہل بیت کا حال ملاحظہ کیجئے۔ اس وقت جناب امیرؑ نے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۴۔ اور نہ ہمارا حق ہم کو تم لوگوں نے واپس دیا۔ پس عمر نے اس وقت آن کر ابوبکر سے کہا کیا تم بہت ایسے مخالفت کرنے والے کو نہ پکڑو گے۔ ابوبکر نے اپنے غلام قنفذ کو علیؑ کی طرف بھیجا۔ علیؑ نے اس سے کہا کیا کہنا چاہتے ہو۔ قنفذ نے کہا خلیفۂ رسول نے آپ کو بلایا ہے۔ علیؑ نے کہا کس قدر جلد تم لوگوں نے رسول پر جھوٹ باندھا ہے۔ قنفذ نے یہ کلام علیؑ کا آن کر ابوبکر سے کہہ دیا۔ اس وقت ابوبکر عرصہ تک روتے رہے۔ عمر نے دوبارہ کہا علیؑ کو مہلت مت دو۔ ابوبکر نے پھر دوبارہ علیؑ کو بلانے کے لئے قنفذ کو بھیج دیا۔ اس دفعہ اس نے کہا۔ یا علیؑ امیر المومنین آپ کو بیعت کرنے کے لئے بلا رہے ہیں۔ علیؑ نے بلند آواز میں جواب دیا سبحان اللہ ابوبکر جس منصب کا اہل نہیں۔ اس کا دعویٰ کرتا ہے۔ قنفذ نے آن کر یہ کلام بھی ابوبکر سے کہا۔ جس کو سن کر ابوبکر دیر تک روتے رہے۔ اس کے بعد عمر ایک جماعت کی معیت میں خانۂ فاطمہؑ پر آئے اور دروازہ کو جلایا۔ جب بنت رسولؐ نے ان کی آوازیں سنیں بلند آواز سے چلائیں۔ بابا جان تمہارے مرنے کے بعد خطاب کے بیٹے اور قحافہ کے بیٹوں کے ہاتھوں کیا کیا تکالیف ہم اہل بیت کو پہنچیں۔ قوم تو جناب سیدہؑ کی فریاد و گریہ زاری سن کر واپس لوٹ گئی روتی ہوئی۔ اور عمر چند آدمیوں سمیت وہیں کھڑا رہا یہاں تک کہ انہوں نے علی علیہ السلام کو گھر سے باہر نکال لیا۔ اور ان کو ابوبکر پاس لے آئے اور ان سے خواہش کی ابوبکر کی بیعت کرلو۔ علی نے کہا اگر میں نہ کروں پھر کیا کرو گے۔ عمر اور اس کی پارٹی نے جواب دیا۔ خدا کی قسم اے علی پھر تم کو قتل کردیں گے۔ علی نے کہا کیا تم خدا کے بندے اور اس کے رسول کے بھائی کو قتل کردو گے۔ عمر نے جواب میں کہا اے علی عبد اللہ ہونا مسلّم اور برادر رسول ہونے کا دعویٰ غیر مسلّم۔ یہ ساری گفتگو ابوبکر خاموش سنتے رہے۔ عمر نے پھر ابوبکر سے کہا۔ کیا اس معاملہ میں کوئی حکم نہیں دینا چاہیئے۔ ابوبکر نے کہا جب تک فاطمہؑ علیؑ کی طرفداری میں ہے کسی بات میں میں اسکو مجبور کرنا نہیں چاہتا۔ اس وقت علیؑ قبر رسولؐ سے چمٹ کر چیخیں مارتے ہوئے اور روتے ہوئے قبر رسول سے مخاطب ہو کر بولے۔ اے میری ماں جائے بھائی قوم نے مجھ کو بے حقیقت سمجھا۔ اور قریب تھا کہ مجھکو قتل کر ڈالیں۔ اسکے بعد عمر نے ابوبکر سے کہا۔ چلو ہمارے ساتھ فاطمہؑ کے ہاں چلیں تحقیق ہم نے فاطمہؑ کو غضبناک کیا ہے پس سب کے سب فاطمہؑ کی طرف گئے۔ اور اندر آنے کی اجازت مانگی۔ فاطمہؑ نے اجازت نہ دی۔ پس علیؑ کے پاس آن کر کچھ کہا سنا۔ علی ابوبکر اور عمر کو اندر لے گئے۔ جب دونوں سیدہؑ کے سامنے بیٹھ گئے۔ تو جناب نے دیوار کی طرف منہ پھیر لیا۔ دونوں نے سلام کیا۔ فاطمہؑ نے سلام کا کوئی جواب نہ دیا۔ حالت مایوسی واپس آ گئے۔ اور ہمیشہ کے لئے ان میں اور فاطمہؑ میں جدائی پڑ گئی۔ (کوثر بھوپالی عفی عنہ)

[۵] حاشیہ صفحہ ۲۰۶ پر ملاحظہ کریں۔

اٹھا کر ثانی کو زمین سے بلند کیا۔ اور دے مارا۔ ناک و گردن اس کی زخمی کر ڈالی۔ اور چاہا کہ قتل کریں مگر وصیت آنحضرت یاد آئی۔ آنحضرت نے فرمایا۔ یا علی۔ بہت جلد جفا کاران امت تم سے غدر و مکر کریں گے۔ تمہاری بیعت کو توڑ ڈالیں۔ میرے عہد پر وفا نہ کریں۔ اور تمہیں بیکس و تنہا اشقیا میں چھوڑ دیں۔ یا تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے موسیٰ سے ہو۔ جس طرح قوم موسیٰ نے ہارون کو چھوڑ دیا۔ اور عبادت گوسالہ سامری کی اختیار کی اسی طرح میری امت بھی تم کو چھوڑ کر اس امت کے گوسالہ سامری ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سے بیعت کریں گے۔ جناب امیرؑ نے آنحضرت سے پوچھا۔ جب آپکی امت کے لوگ مجھ سے ایسا کریں گے۔ اس وقت میں ان سے کیا کروں۔ حضرت نے فرمایا۔ اگر دوست اور ناصر پاؤ تو ان سے جہاد کرنا ورنہ صبر کرنا۔ اور ان سے ہاتھ اٹھانا۔ ان کے معاملات کو پروردگار پر چھوڑ دینا۔ اور جب ناصر یاور پانا جہاد کرنا۔ یہاں تک کہ میرے پاس آؤ۔ اور خون تمہاری شمشیر سے ٹپکتا رہا ہو۔ پس جناب امیرؑ نے بمقتضائے وصیت جناب رسول خداؐ ثانی کو چھوڑ دیا۔ اور فرمایا اے پسر صہاک حبشیہ میں قسم کھاتا ہوں اس خدا کی جس نے محمدؐ کو بہ پیغمبری گرامی کیا۔ اگر وصیت رسولؐ مجھے مانع نہ ہوتی۔ اس وقت معلوم ہوتا۔ کہ میری بے اجازت تو گھر میں چلا آتا۔ ثانی نے کسی کو مسجد میں بھیج کر اپنے ساتھیوں سے اور کل منافقین سے نصرت و مددگاری چاہی۔ یہ سن کر منافقین فوج فوج ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کی نصرت و مددگاری کو آئے۔ یہاں تک انبوہ و اژدحام ہو گیا۔ خالد بن ولید نے شمشیر کھینچ کر جناب امیرؑ پر حملہ کیا۔ جناب امیرؑ نے اس پر حملہ کر کے چاہا قتل کر دیں۔ مگر لوگوں نے بحق رسول خداؐ جناب امیرؑ کو قسم دی۔ جناب امیرؑ نے خالد کو چھوڑ دیا۔ سلمان۔ ابوذر۔ مقداد۔ عمار۔ بریدہ اسلمی رضوان اللہ علیہم جناب امیرؑ کی نصرت و مددگاری کو اٹھ کھڑے ہوئے اور قریب تھا کہ فتنۂ عظیم برپا ہو۔ جناب امیرؑ نے ان کو منع کیا۔ اور فرمایا مجھے ان اشقیا کے ساتھ چھوڑ دو۔ اس لئے کہ خدا نے مجھے حکم نہیں دیا کہ اس وقت ان سے جہاد کروں۔ وہ اشقیائے امت گلوئے مبارک حضرت میں رسیاں ڈال کر مسجد میں لے گئے۔ دیگر روایت میں جب دروازہ دردولت پر پہنچے اور جناب فاطمہؑ اندر آنے سے مانع ہوئیں۔ اس وقت قنفذ

---

۵۱ بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۵۔ اس واقعہ پر روشنی ڈالتے ہوئے صاحب کتاب الملل والنحل مطبوعہ مصر پر امام اہل سنت ابوالفتح عبدالکریم شہرستانی کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے ان عمر ضرب بطن فاطمۃ علیہا السلام یوم البیعۃ حتی القت المحسن من بطنہا وکان یصیح احرقوہا بمن فیہا وما کان فی الدار غیر علی وفاطمۃ و الحسن والحسین یعنی حضرت عمر نے جناب ابوبکر کی بیعت کے روز شکم فاطمہ پر چوٹ لگائی جس کی وجہ سے صاحبزادہ محسن ساقط ہوا۔ حضرت عمر اس وقت بلند آواز سے چیخ رہے تھے کہ جلا دو اس گھر کو اور جو کوئی بھی اس گھر کے اندر ہے حالانکہ جناب عمر کو اچھی طرح علم تھا کہ اس گھر میں سوائے فاطمہؑ۔ علیؑ اور حسنؑ و حسینؑ کے دوسرا کوئی نہیں۔ (کوثر بھریلوی عفی عنہ)

نے بروایت دیگر ثانی نے تازیانہ بازوئے جناب فاطمہؑ پر مارا۔ کہ بازوئے جناب سیدہ کا مضروب ہو کر سوج گیا۔ مگر پھر بھی جناب فاطمہؑ نے جناب امیرؑ سے ہاتھ نہ اٹھایا۔ اور ان لوگوں کو گھر میں آنے سے منع کیا۔ یہاں تک کہ دروازہ شکم جناب فاطمہؑ پر گرا دیا جس نے پسلیوں کو شکستہ کر دیا۔ اور اس فرزند کو جو شکم میں تھا حضرت رسولؐ نے جس کا نام محسنؑ رکھا تھا شہید کر دیا۔ اور سیدہؑ نے بھی اسی صدمۂ ضربت سے انتقال کیا۔ دربروایت دیگر مغیرہ بن شعبہ نے بحکم حضرت دوم دروازہ شکم محترم جناب فاطمہؑ پر گرا دیا۔ اور ان کے فرزند محسن کو ان کے شکم میں شہید کیا۔ پھر جناب امیرؑ کو مسجد میں لے گئے۔ سیفا کار و اشقیائے امت پیچھے پیچھے تھے۔ اور کوئی نصرت و مدد حضرت کی نہ کرتا تھا۔ سلمان و ابوذر و مقداد و عمار و بریدہ اسلمی روتے پیٹتے اور کہتے تھے۔ کیا جلد حضرت رسول خداؐ سے تم لوگوں نے خیانت کی۔ کینہ ہائے سینہ کو ظاہر کیا۔ اور انتقام حضرتؐ کا ان کے اہل بیت سے لیا۔ اس وقت بریدہ اسلمی نے کہا۔ اے ..... سب قریش تیری اصلیت و نسب کو جانتے ہیں اور تجھے پہچانتے ہیں کہ کتنی مرتبہ کے زن سے تو پیدا ہوا ہے۔ ایسا شخص خانۂ اہل بیت میں آئے اور پیغمبر کی بیٹی کو مجروح کرے برادر اور وصی رسولؐ کو اس رسوائی سے مسجد میں لے جائے۔ جب ابوبکر کی نظر جناب امیرؑ پر پڑی۔ لوگوں سے کہا۔ چھوڑ دو۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اے ابوبکر کس حق اور کس میراث اور کس فضیلت پر تو نے خلافت میں تصرف کیا۔ کل بحکم پیغمبرؐ مجھ سے تو نے خم غدیر میں بیعت کی اور بحکم پیغمبر مجھ پر بامارت مومنان تو نے سلام کیا۔ یہ سن کر ..... شمشیر غلاف سے کھینچ کر بالائے سر جناب امیرؑ کھڑا ہو گیا۔ اور کہا۔ ان باتوں کو جانے دو اور بیعت کرو۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اگر بیعت نہ کروں کیا کرے گا۔ ثانی نے کہا۔ اگر بیعت نہ کرو گے تو قتل کروں گا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ رسول کے بھائی کو قتل کرے گا۔ بخدا سوگند اگر مجھے خیال حکم خدا اور اطاعت رسول نہ ہوتا تو ابھی اچھی طرح معلوم ہو جاتا۔ کہ کون زیادہ ضعیف ہے۔ پس بریدہ اسلمی اٹھے اور کہا۔ اے ابوبکر و عمر آیا تم نہیں جانتے۔ کہ جناب رسول خداؐ نے تمہیں اور ہمیں فرمایا۔ کہ جا کر جناب امیرؑ پر بامارت و بادشاہی سلام کریں۔ تم لوگوں نے پوچھا یہ حکم آپ از جانب حق تعالیٰ دیتے ہیں۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ ہاں بحکم خدا دیتا ہوں۔ اس وقت ہم لوگ گئے اور سلام کیا۔ اور کہا السلام علیکم یا امیر المومنین۔ عمر نے کہا۔ اے بریدہ تمہیں ان باتوں سے کیا۔ بریدہ نے کہا۔ بخدا سوگند میں اس شہر میں نہ رہوں گا۔ جہاں تم لوگ امیر ہو۔ اور خلیفہ رسول معزول ہو۔ اس کلام کے بعد باجازت عمر بریدہ اسلمی کو مار کر مسجد سے نکال دیا۔ بعد ازاں سلمانؓ فارسی اٹھے اور کہا۔ اے ابوبکر خدا سے خوف کر اور جس جگہ بیٹھنے کا سزاوار نہیں وہاں سے اٹھ جا۔ اور حق خلافت اہل بیتؑ کو دیدے اور جمیع امت کو جہالت و ضلالت میں تا روز قیامت نہ ڈال۔ یہ سن کر عمر نے آواز دی۔ سلمانؓ تم کو ان باتوں سے کیا کام۔ سلمان نے کہا۔ بخدا سوگند اگر میں جانتا اپنی تلوار سے اہل دین کی خدمت کرتا۔ بیشک تلوار کھینچ کر مردانہ راہ خدا میں جہاد

کرتا کہ تم وصی رسولؐ سے ایسا سلوک نہ کر سکتے۔ پس اور لوگوں کی طرف مخاطب ہوئے اور کہا تم نے کیا کیا نہ کیا۔ اور کیا نہ جانا کیا دین میں آئے اور کیا دین میں سے خارج ہو گئے اب میں تم کو بلا میں مبتلا ہونے اور نعمت فراخی سے نا امیدی کی بشارت دیتا ہوں۔ واضح ہو کہ ایک گروہ ستمگار تم پر مسلط ہو گا۔ اور بجور و ستم تم سے سلوک کریگا۔ کتاب خدا اور اس کے احکام کو بدل ڈالے گا۔ اس کے بعد ابوذر و مقداد و عمار اٹھے۔ اور ہر ایک نے حجت ہائے بالغہ اور دلیل ہائے کاملہ ان اشقیا پر تمام کیں۔ اور جناب امیرؑ کی طرف مخاطب ہو کر کہا آپ کیا فرماتے ہیں۔ اگر حکم دیں تو ہم شمشیر سے ان لوگوں کے ساتھ جہاد کریں یہاں تک کہ مارے جائیں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ خدا تم پر رحم کرے۔ ان اشقیاء سے دست بردار رہو۔ اور وصیت رسول خداؐ یاد کرو۔ ابوبکر منبر پر چپ چاپ بیٹھے تھے ..... نے کہا کیا بیٹھا ہے علیؑ زیر منبر مقام محاربہ میں ہے اور بیعت نہیں کرتے۔ مجھے اجازت دے کہ ان کو قتل کر دوں۔ اس وقت حسنینؑ سرہانے اپنے پدر بزرگوار کے کھڑے تھے اس کلام سے رونے اور چلانے لگے۔ اور قبر رسول کی طرف منہ کر کے فریاد کرتے لگے۔ یا جداہ یا رسول اللہ ہم کو آپ اس حالت میں دیکھیں کہ ہم بے یار و مددگار ہیں۔ پس جناب امیرؑ نے حسنینؑ کو اپنے سینے سے لگا کر فرمایا اے جان پدر نہ رو۔ بخدا سوگند یہ اشقیا تمہارے باپ کے قتل پر قادر نہیں۔ اور اس سے زیادہ ذلیل و بیمقدار ہیں۔ جو یہ ارادہ کر سکیں پس ام سلمہ زوجہؓ رسول خدا و ام ایمن مربیہؓ آنحضرت اپنے اپنے مکان سے روتی ہوئی دوڑیں۔ اے لوگو تم نے بہت جلد اپنے کینہ ہائے دیرینہ کو بعد رسول ظاہر کیا۔ ثانی نے کہا۔ ان عورتوں کو مسجد سے نکال دو۔ اور ان کے کلام سے کیا کام۔ پس جناب امیرؑ اٹھے اور مہاجرین و انصار سے اپنے فضائل و مناقب ایک ایک بیان کئے اور ان سے نصوص رسول خداؐ پر اپنے خلافت کے مقدمہ میں گواہی چاہی۔ اور روز غدیر و دیگر مقامات متعددہ انہیں یاد دلائے اور حجت الہٰی ان پر تمام کی۔ ان لوگوں نے کہا۔ یا حضرت اگر آپ اس سے پہلے فرماتے تو ہم ابوبکر کی بیعت نہ کرتے۔ اس گفتگو سے عمر کو خوف ہوا۔ کہ لوگ ایسا نہ ہو ابوبکر کی خلافت سے منحرف ہو جائیں لہٰذا پھر جناب امیرؑ سے کہا۔ یا علیؑ بیعت کرو۔ ورنہ میں تم کو ..... کر دوں گا جناب امیرؑ نے فرمایا۔ تو جھوٹ کہتا۔ بخدا سوگند میرے اوپر تجھیں قدرت نہیں یہ سن کر خالد بن ولید دوڑا۔ اور تلوار غلاف سے کھینچ کر کہا بخدا سوگند بیعت کرو ورنہ قتل کر دوں گا۔ جناب امیرؑ نے گریبان پکڑ کر دور پھینک دیا اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ بعد اس کے ہر چند کوشش کی۔ مگر جناب امیرؑ نے بیعت نہ کی۔ لوگوں نے جن میں عمر بھی تھے۔ جناب امیرؑ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ زبردستی اور ابوبکر نے اپنا ہاتھ دراز کر کے حضرتؑ کے ہاتھ تک پہنچایا۔ احادیث معتبرہ میں منقول ہے جب جناب امیرؑ کو مسجد میں لائے آپ نے مرقد مطہر جناب رسول کی طرف منہ کر کے کہا۔ یا ابن عم ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی اے برادر من تیری قوم نے مجھے ضعیف کیا اور نزدیک ہوا مجھے مار ڈالیں۔ پس حضرت رسولؐ کی

قبر سے ایک ہاتھ نکلا۔ سب نے کہا پہچان کر یہ حضرت رسولؐ کا ہاتھ ہے اور ایک آواز آئی کہ سب نے پہچانی رسولؐ کی آواز ہے اور وہ آواز یہ تھی یا ابابکر اکفرت بالذی خلقک من تراب ثم من نطفۃ ثم سواک رجلا۔ اے ابوبکر کافر ہوا اس خدا سے جس نے تجھے خاک سے پیدا کیا۔ اور بسند ہائے معتبر جناب امام

خشم و غضب فاطمہؑ بر اشقیائے امت

جعفر صادقؑ سے روایت ہے جب جناب امیرؑ کو مسجد میں لائے۔ حضرت سیدۃ نساء العالمین فاطمہ زہرا مجروح و نالاں خشمناک و غمگین ہمراہ جمیع مخدرات بنی ہاشم گھر سے باہر تشریف لائیں۔ اور جانب مسجد رسول روانہ ہوئیں۔ جب مسجد میں آئیں۔ اور قریب مزیح اقدس رسول پہونچیں چلا کر آواز بلند روئیں۔ اور آہ سرد دل پر درد سے کھینچ کر فریاد کی۔ اے گروہ ستمگار اے گروہ غدار پسر عم رسول خداؐ سے ہاتھ اٹھاؤ۔ ورنہ بحق اس پروردگار جس نے پدر بزرگوار محمدؐ مصطفیٰ کو براستی جانب خلق بھیجا اگر ظلم سے دستبردار نہ ہوگے۔ اور علیؑ ابن ابی طالب سے ہاتھ نہ اٹھاؤ گے۔ تو میں اپنے گیسوؤں کو اپنے سر پر بکھیر دوں گی۔ اور پیراہن رسول کو اپنے سر پر ڈالوں گی۔ اور دست بدامان کبریا ہو کر بدرگاہ رب الارباب فریاد کرونگی۔ اور نالہائے آتش بار دل انگار سے کھینچوں گی۔ اور دریائے غضب الٰہی کو جوش میں لاؤں گی۔ اور چند آہ پر درد کھینچ کر زمین و زمان کو جلا دوں گی۔ اور تم میں سے ایک متنفس کو زمین پر باقی نہ چھوڑوں گی۔ واللہ ناقۂ صالح خدا کے نزدیک مجھ سے زیادہ گراں نہیں۔ اور اس کا بچہ میرے فرزند سے عزیز زیادہ نہیں۔ سلمانؓ کہتے ہیں میں نزدیک جناب فاطمہؑ کھڑا تھا۔ میں نے دیکھا۔ کہ مسجد کی دیواروں کو زلزلہ ہوا۔ اور اس قدر بلند ہو گئیں اگر چاہتے اس کے نیچے سے نکل جاتے۔ جب میں نے یہ حال دیکھا میں کانپنے لگا۔ اور آثار غضب الٰہی معائنہ کئے۔ اس وقت میں نے جناب سیدہ فاطمہؑ سے استغاثہ کیا اے سیدہ نساء اے فاطمہؑ زہرا۔ اور اے خاتون قیامت اور اے مالک محملہ کرامت و اے جگر گوشہ رسول الثقلین و اے مادر سبطین خوبی جفا کار پر بخشش و ترحم کیجئے اپنے باپ کی امت پر رحم فرمائیے۔ آپ اہل بیت رحمت و شفاعت ہیں۔ آپکے پدر بزرگوار رحمۃ للعالمین ہیں۔ لہٰذا آپ ان پر سبب نزول الٰہی نہ ہو جیئے۔ سلمانؓ کہتے ہیں۔ جب میں نے اس طرح گذارش کی۔ جناب فاطمہؑ نے میری التماس ملتمس قبول فرمائی۔ اور حجرۂ طاہرہ میں تشریف لے گئیں۔ اس وقت دیوار ہائے مسجد اپنی اپنی جگہ آکر قائم ہوئیں۔ اور گرد و غبار اس قدر اٹھا۔ کہ مسجد گھٹا ٹوپ ہو گئی۔ جناب امام محمدؑ باقرؑ نے فرمایا۔ بخدا سوگند اگر جناب سیدہؑ اپنے سر مبارک کے بال کھول دیتیں۔ بتحقیق سب کے سب مر جاتے۔ اور بروایت دیگر جب جناب فاطمہؑ مسجد میں آئیں۔ پیراہن حضرت رسول سر پر رکھے تھیں۔ اور ہاتھ حسنینؑ کے پکڑے تھیں۔ پس فرمایا۔ اے ابوبکر تو چاہتا ہے کہ میرے فرزندوں کو یتیم کرے بخدا سوگند اگر یہ امر برا نہ ہوتا۔ تو میں اپنے سر کے بال کھول کر بدرگاہ خدا صدا بلند کرتی۔ یہ سن کر لوگوں میں سے ایک شخص نے ابوبکر سے کہا۔ تجھے کیا یہ منظور ہے کہ سب کو ہلاک کرے گا۔ اس وقت

ابوبکر ڈرے۔ اور جناب امیرؑ سے دست بردار ہو گئے۔ اور جناب امیرؑ دولت سرا میں تشریف لے گئے۔ ایضاً

احتجاج اصحاب کبار احمد مختارؐ۔ سلیمؓ بن قیس نے سلمانؓ سے روایت کی ہے کہ جب زبیرؓ کو لے گئے کہ ابوبکر سے بیعت کرے۔ زبیرؓ نے عمر سے کہا۔ اے فرزند صنحاک زنا زادہ اول جو تیرے گروہ میں میری نصرتؓ مددگاری کرتے ممکن تھا۔ تو علیؑ ابن ابی طالب پر سبقت کرتا اور تلوار میرے ہاتھ میں رہی۔ کہا۔ تو نام صنحاک لیتا ہے۔ زبیرؓ نے کہا کیوں نہ لوں۔ وہ کنیز زناکار میرے دادا عبدالمطلب کی لونڈی تھی اور تیرے دادا نفیل نے اس سے زنا کیا اور . . . . پیدا ہوا۔ اور وہ میرے دادا کا غلام تھا جب یہ کہا۔ ابوبکر نے دونوں میں بیچ بچاؤ کرا دیا اور جب سلمانؓ کی گردن میں ریسمان ڈالکر بیعت کے لئے کھینچا۔ ان کی گردن پر اس ایذا کی وجہ سے کوئی عارضہ ہو گیا۔ جبر یہ بیعت کے بعد کہا۔ تم لوگوں نے ہلاکت و ضلالت کو خود اپنے واسطے تا قیامت اختیار کیا۔ اور امت ہائے گذشتہ کی بدعتوں کو تازہ کیا اور اپنے پیغمبر کے بعد دین سے پھر گئے۔ اور خلافت کو ذبح سے جدا کر لیا۔ عمر نے کہا تم نے اور تمہارے امام نے ہم نے بیعت لے لی۔ اب تم جو چاہو کہو۔ اور اس کا دل جو چاہے کہے۔ سلمانؓ نے کہا۔ میں نے حضرت رسولؐ سے سنا۔ فرماتے تھے۔ اوّل و ثانی پر گناہ تا روز قیامت مثل گناہان امت اور مثل عذاب جمیع امت ان پر عذاب ہو گا۔ حضرت ثانی نے کہا۔ جبکہ تم نے بیعت کر لی۔ اور تمہاری آنکھیں تمہارے مولا کی خلافت سے روشن نہ ہوئیں۔ تو جو چاہو کہو۔ سلمانؓ نے کہا۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ میں نے کتابہائے آسمانی میں پڑھا ہے۔ ایک دروازہ دروازہ ہائے جہنم سے اس نام سے مسمیٰ ہے۔ ثانی نے کہا۔ جبکہ اس جماعت سے جس کو تم نے خدا قرار دیا تھا خلافت نکل گئی۔ تو جو چاہو کہو۔ سلمانؓ نے کہا۔ میں شہادت دیتا ہوں۔ حضرت رسولؐ سے تفسیر اس آیت کی پوچھی۔ فیومئذ لا یعذب عذابہ احد ولا یوثق وثاقہ احد حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ یہ آیت کے حق میں آئی ہے۔ سلمانؓ کہتے ہیں جناب امیرؑ نے مجھے حکم دیا۔ خاموش رہو۔ اور اگر جناب امیرؑ مجھے خاموش نہ فرماتے۔ جو کچھ شان ابوبکر و عمر میں نازل ہوا ہے اور رسول کریمؐ نے فرمایا ہے۔ میں سب بیان کر دیتا۔ پس جناب امیرؑ نے سلمانؓ و مقدادؓ و زبیرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ میں تم کو قسم دیتا ہوں۔ تم نے حضرت رسولؐ سے نہیں سنا کہ فرماتے تھے۔ جہنم میں ایک صندوق ہے۔ اس میں بارہ آدمی ہیں۔ چھ آدمی امت گذشتہ کے اور چھ آدمی اس امت کے اور وہ صندوق ایک کنوئیں میں ہے۔ اور اس کنوئیں کے دروازے پر ایک پتھر ہے۔ جس وقت حق تعالیٰ چاہتا ہے۔ کہ جہنم کو مشتعل کرے۔ حکم فرماتا ہے کہ اس پتھر کو جہنم سے اٹھا لیں۔ جب اس پتھر کو اٹھاتے ہیں تمام جہنم اس کنوئیں کی حرارت سے دہکنے لگتا ہے۔ پس میں نے تمہارے سامنے پوچھا۔ یا حضرت وہ کون لوگ ہیں۔ فرمایا۔ وہ چھ آدمی امت ہائے گذشتہ کے یہ ہیں۔ قابیلؑ۔ فرعونؑ۔ نمرودؑ۔ پے کنندۂ ناقہ صالح۔ اور دو آدمی بنی اسرائیل سے جنہوں نے موسیٰؑ و عیسیٰؑ کے بعد ان کے دین کو متغیر کیا۔ اور ان کی امت کو گمراہ کر دیا۔ اور لیکن چھ

آدمی اس امت کے۔ پس وہاں موجود پانچ نفر کے۔ ہے۔ جنہوں نے آپس میں نامہ لکھ کر عہد کیا کہ خلافت میرے وصی میں نہ رہنے۔ ابو عبیدہ جراح۔ سالم مولائے حذیفہ۔ وسعید بن عاص۔ اول۔ دوم۔ حضرت عثمان نے کہا۔ یا علیؑ آیا میرے حق میں بھی آپ نے کچھ سُنا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ میں نے مکرر سُنا حضرت رسول نے۔ . . . . کی اور نہیں سُنا کہ تیرے لئے استغفار کیا۔ جب یہ لوگ غصب خلافت کر چکے۔ اور اس پر بھی راضی نہ

بیان غصب فدک

ہوئے چاہا۔ کہ فدک کو جناب فاطمہؑ سے غصب کریں۔ اور حضرت رسولؐ فدک پر بغیر جنگ کے قابض ہوئے تھے۔ اور حق تعالیٰ نے فرمایا تھا۔ وآت ذی القربیٰ حقہ‘ اور جبرئیل نے کہا تھا۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ فدک فاطمہؑ کو دے دو۔ قیامت تک اس کے فرزندوں میں رہے۔ اور حضرت رسولؐ نے فدک بحکم خدا فاطمہؑ کو دیدیا۔ اور جناب فاطمہؑ کی طرف سے اس کے منتظم مقرر تھے۔ یہاں تک کہ حضرت رسولؐ نے انتقال فرمایا۔ پس ابوبکر و عمر نے آپس میں صلاح کی کہ فدک کی آمدنی بہت ہے۔ اگر یہ اہل بیت رسولؐ کے قبضہ میں رہیگا۔ تو ان کے جلالت و بزرگی و استحقاق واثق ہیں کہ یہ اس کے مستحق ہیں۔ تمام لوگ ان کی طرف رجوع کریں گے۔ لہٰذا ان سب نے مل کر باتفاق ایک حدیث وضع کی کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا ہے کہ ہم گروہ پیغمبران کوئی چیز میراث میں نہیں چھوڑتے۔ اور جو کچھ ہمارے بعد باقی رہے ہم سے وہ سب مسلمانوں کے لئے تصدق ہے۔ باوجود حق تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ ورث سلیمان داؤد اور حضرت زکریا نے فرمایا۔ فھب لی من لدنک ولیا یرثنی پس لوگوں کو بھیجا کہ منتظمین جناب فاطمہؑ کو فدک سے خارج کر دو۔ جب یہ خبر جناب فاطمہؑ کو پہنچی۔ ہمراہ گروہ زنان بنی ہاشم ابوبکر پاس تشریف لائیں اور فرمایا۔ اب تو چاہتا ہے کہ وہ زمین جو حضرت رسول نے بحکم پروردگار مجھے عطا فرمائی تھی چھین لے۔ اور حضرت رسولؐ نے بجز اپنے فرزندوں کے اس کے سوا کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ مگر تو نے نہیں سُنا کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ ہر ایک کی حرمت اس کے فرزندوں میں رکھنی چاہیئے۔ یہ سُن کر ابوبکر نے بخوف طعن تشنیع مردم سے دوات قلم طلب فرمایا تاکہ لکھے اور فدک جناب فاطمہؑ کو واپس کر دے۔ عمر نے کہا۔ جب تک فاطمہؑ گواہ نہ لائیں۔ نامہ نہ لکھنا۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ آیا وہ حکم جو سب مسلمانوں کے بارہ میں جاری ہے کہ شہادت مدعی سے طلب کرے۔ تو میرے حق میں وہ حکم جاری نہیں کرتا۔ حالانکہ میں فدک پر قابض و متصرف ہوں۔ اور تو چاہتا ہے کہ مجھ سے لے لے۔ بس لازم ہے کہ تو گواہ لائے۔ عمر نے کہا جب تک گواہ نہ لاؤگی میں نہ دوں گا۔ مجبور ہو کر جناب فاطمہؑ جناب امیرؑ حسنینؑ وام ایمن کو گواہی کے لئے لائیں۔ عمر نے کہا۔ علیؑ کی گواہی کا اعتبار نہیں۔ اس لئے وہ اپنے لئے اور اپنے فرزندوں کے لئے ایسا کہہ دیں گے۔ اور حسنینؑ بچے ہیں اور ام ایمن زن عجمیہ ہے۔ اس کی گواہی معتبر نہیں۔ بروایت دیگر۔ ابوبکر نے نامہ لکھا اور جناب فاطمہؑ کو دیا۔ عمر نے

راستہ میں دست مبارک جناب فاطمہؑ سے لیکر اس نامہ کو پڑھا۔ اور پھاڑ ڈالا۔ اس وقت جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ جس طرح تو نے میرا نامہ پھاڑا۔ خدا تیرا پیٹ پھاڑے۔ بروایت دیگر وہ نامہ جو حضرت رسولؐ نے دربارۂ فدک لکھا تھا۔ جناب فاطمہؑ سند کے واسطے لائیں۔ عمر نے وہ نامہ دست فاطمہؑ سے لیکر اس پر آب دہان ڈالا۔ اور پارہ پارہ کر ڈالا۔ پس جناب فاطمہؑ ہمراہ زنان ہاشمیان درمیان مسجد آئیں۔ زنان ہاشمیان نے پردہ جناب سیدہؑ کے سامنے ڈال دیا۔ اس وقت جناب فاطمہؑ نے اس گروہ پر اتمام حجت حق تعالیٰ کے واسطے اور سب لوگوں پر ان کے رازوں کو ظاہر کرنے کے واسطے ایک خطبہ نہایت فصیح و بلیغ دیا۔ اور اوامر و نواہی حق تعالیٰ کو ان کے واسطے بیان فرمایا۔ اور ان کو عقوبات حق تعالیٰ سے ڈرایا۔ اور حجتہائے شافی دربارۂ فدک ان لوگوں پر فرمائی اور جو کچھ جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ تمام مہاجرین و انصار نے اس کی تصدیق کی۔ اس کے بعد جناب فاطمہؑ نے ان لوگوں سے گواہی چاہی کہ حضرت رسولؐ نے میرے حق میں کہا ہے۔ فاطمہؑ میری پارۂ تن ہے جو اسے آزار دے اس نے مجھے آزار دیا۔ اور جس نے مجھے آزار دیا اس نے خدا کو آزار دیا۔ یہ سن کر سب نے اس کلام کی حقیقت پر تصدیق کی حقیقت پر تصدیق کی۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ تم لوگ گواہ رہو۔ ابوبکر و عمر نے مجھے آزار دیا۔ اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لھم عذابا الیما۔ اور گھر میں تشریف لے گئیں۔ صدمات آزار و ضربتہائے اشرار سے اکثر رنجور و بیمار رہا کرتیں۔ اور جب جناب امیرؑ مسجد میں آتے۔ ابوبکر و عمر احوال جناب فاطمہؑ پوچھتے۔ یہاں تک کہ مرض ان پر شدید ہوا۔ اور ان لوگوں نے بظاہر بہت کوشش کی کہ جناب سیدہؑ کو رضامند کریں۔ اس لئے لوگ ان کو طعن و تشنیع کم کریں۔ مگر جناب فاطمہؑ راضی نہ ہوئیں۔ اور فرمایا۔ خداوندا تو گواہ رہ کہ ان لوگوں نے مجھے ایذا دی اور میں ان کی تجھ سے شکایت کرتی ہوں۔ اور ان سے ناخوش ہوں۔ یہاں تک کہ اپنے پروردگار سے ملاقات کروں اور جو ان لوگوں نے سلوک کیا۔ اس کی شکایت کروں۔ سلیم بن قیس کہتا ہے۔ ابن عباس **برائے شیخین وصیت فاطمہؑ** سے میں نے سنا جب مرض جناب فاطمہؑ پر شدید ہوا۔ جناب امیرؑ کو بلایا۔ اور فرمایا۔ میں تم کو وصیت کرتی ہوں کہ بعد میرے مرنے کے امامہ میری زینب کی دختر کی خواستگاری کرنا۔ اور تابوت جیسا ملائکہ نے وضع کیا ہے ویسا بنانا۔ اور میرے جنازہ پر کسی دشمن خدا کو نہ آنے دینا۔ اور اسی دن جناب فاطمہؑ نے دنیا سے رحلت کی۔ تمام مرد و زن کی صدائے گریہ سے مدینہ کو زلزلہ ہوا۔ اور تمام لوگوں پر دہشت عظیم۔ مانند روز وفات حضرت رسولؐ طاری ہوئی۔ ابوبکر و عمر جناب امیرؑ کے پاس تعزیت کو آئے اور کہا جب تک ہم نہ آئیں دختر رسول خداؐ پر نماز نہ پڑھنا۔ جب رات ہوئی جناب امیرؑ نے عباس اور فضل بن عباس و سلمان و مقداد و ابوذر و عمار کو بلایا۔ اور جناب فاطمہؑ پر نماز پڑھی اور دفن

کردیا۔ صبح کو مقداد نے ابوبکر و عمر سے کہا۔ ہم نے کل جناب فاطمہؑ کو دفن کر دیا۔ عمر نے ابوبکر سے کہا۔ میں نے تم سے نہیں کہا تھا۔ کہ ایسا کریں گے۔ عباس نے کہا۔ جناب فاطمہؑ نے خود وصیت کی تھی کہ تم لوگ ان پر نماز نہ پڑھنے پاؤ۔ عمر نے کہا۔ تم لوگ ہرگز اپنے کینۂ دیرینہ کو ترک نہیں کرتے۔ واللہ میں جاتا ہوں اور جناب فاطمہؑ کو قبر سے نکال کر ان پر نماز جنازہ پڑھتا ہوں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ بخدا سوگند اے پسر صہاک اگر تو یہ ارادہ کرے گا۔ تو میں بھی شمشیر غلاف میں نہ کروں گا جب تک کہ تجھ کو اور تمہارے ساتھیوں کو جو یہ عمل کریں قتل نہ کر لوں۔ جب عمر نے یہ سُنا خاموش ہو گیا اور جانا کہ جناب امیرؑ جس بات پر قسم کھائیں گے وہ ہو کر رہے گی۔ اس وقت جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اے عمر حضرت رسولؐ نے تیرے ۔ ۔ ۔ ۔ کے سبب مجھے بلایا۔ اور چاہا۔ کہ تیرے سد باب کے لئے بھیجیں کہ میں تجھے بند کر دوں۔ پس حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمایا۔ فلا تعجل علیھم انما نعد لھم عدا۔ اس سبب سے حضرت تیرے ۔ ۔ ۔ ۔ سے دست بردار ہوئے اور تیرے معاملہ کو آخرت پر چھوڑ دیا۔

آپس میں شیخین کا ارادۂ قتل امیر المومنینؑ

ایک گروہ منافقین نے صلاح کی کہ جناب امیرؑ کو قتل کریں۔ اور باہم کہا۔ ہماری عملداری مستحکم نہ ہو گی۔ جب تک علیؑ کو قتل نہ کریں۔ جب ابوبکر نے ان سے کہا۔ جب پتہ چلا۔ یہ کوئی جراٴت نہیں کر سکتا۔ ثانی نے ایک آدمی بھیج کر خالد بن ولید کو بلایا۔ اور کہا۔ تم کو میں نے ایک امر عظیم کے لئے بلایا ہے۔ بولا جو کچھ کہو مجھے منظور ہے۔ اگرچہ قتل علیؑ ہی کیوں نہ ہو۔ کہا۔ اسی لئے تم کو بلایا ہے۔ خالد نے پوچھا کس وقت علیؑ کو قتل کروں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نے کہا۔ وقت نماز میں علیؑ کے پہلو میں کھڑا ہو۔ جب میں سلام کہوں تو علیؑ کو قتل کر۔ اسماء بنت عمیس کہ پہلے زن جعفر طیار تھیں اس وقت زوجہ ابوبکر تھیں۔ جب اس نے لوگوں کے اس مشورہ کو سُنا۔ اپنی کنیز سے کہا۔ علی اور فاطمہ کے گھر جا۔ اور ان کے گھر میں پھرتی اور یہ آیت پڑھتی جا۔ ان الملا یاتمرون بك لیقتلوك فاخرج انی لك من الناصحین۔ جب وہ کنیز آئی اور یہ آیہ پڑھا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اپنی بی بی سے کہہ دے۔ خدا تجھ پر رحمت نازل کرے۔ وہ لوگ یہ قدرت نہیں رکھتے۔ اس لئے کہ اگر وہ مجھے قتل کریں گے تو ناکثین و قاسطین و مارقین سے کون لڑے گا۔

پس جناب امیرؑ نے وضو کیا اور مسجد میں تشریف لائے۔ مشغول نماز ہوئے۔ خالد بن ولید بھی پہلو میں آ کھڑا ہوا۔ اس وقت ابوبکر نماز پڑھاتے تھے۔ اور ڈر سے کہ جناب امیرؑ نے اگر تلوار کھینچ لی تو پہلے میں ہی نہ مارا جاؤں۔ اس خیال سے تشہد کو بہت طول دیا۔ یہاں تک کہ نزدیک ہوا آفتاب طلوع ہو جائے۔ خوف دوسرا یہ بھی تھا۔ اگر سلام کہی اور خالد بن ولید اپنی حرکت ناپاک کرے۔ فتنہ و فساد برپا نہ ہو جائے۔ پس قبل سلام ابوبکر نے کہا۔ اے خالد جس بات کا میں نے تم کو حکم دیا ہے وہ نہ کرنا۔ اور اگر کرے گا۔ تو میں تجھے مار ڈالوں گا۔ یہ کہہ کر سلام نماز کیا۔ اس وقت جناب امیرؑ نے خالد سے کہا تجھے ابوبکرؓ نے کیا حکم دیا تھا۔ اس نے کہا۔ تمہارے

قتل کا۔ فرمایا۔ کیا تو مجھے قتل کرتا۔ خالد نے کہا۔ ہاں واللہ اگر ابوبکر منع نہ کرتے۔ تو میں تم کو قتل کر دیتا۔ یہ سُن کر جناب امیرؑ نے خالد کو بلند کر کے زمین پر دے مارا۔ اور اس کے سینہ پر چڑھ بیٹھے اور تلوار اٹھائی کہ سر کاٹ لیں۔ عمر نے چلا کر کہا۔ بحق پروردگار کہ علیؑ ابن ابی طالب خالد کو مارے ڈالتے ہیں۔ سب مل کر چھڑا لو۔ یہ سُن کر تمام حاضرین مسجد میں جمع ہو گئے۔ مگر جناب امیرؑ کے ہاتھ سے نہ چھڑا سکتے تھے۔ بروایت دیگر جناب امیرؑ نے دو انگلیوں سے اٹھا کر خالد بن ولید کو مسجد کے کھمبے پر دے مارا۔ خالد چیخنے لگا۔ اور پیشاب کر دیا۔ ہاتھ پاؤں مارتا تھا۔ اور کوئی اس کو چھڑانے کی کوشش نہ کرتا تھا۔ ابوبکر نے ثانی سے کہا۔ تیری نحس رائے سے یہ ہوا۔ اور میں جانتا تھا۔ کہ ایسا کچھ ہوگا۔ پس ابوبکر نے عمر سے کہا۔ جاؤ اور عباس عم علیؑ کو بلا کر اپنے ساتھ لے آؤ۔ شاید علیؑ اپنے چچا کی بات مان لیں۔ جب عباس مسجد میں آئے کہا علیؑ کو بحق صاحب قبر کی قسم کہ خالد سے دستبردار ہو جائیں۔ جب یہ قسم دی جناب امیرؑ نے خالد کو چھوڑ دیا۔ اور گریبان ثانی پکڑ کر ایک جھٹکا دیا اور فرمایا۔ اگر حضرت رسولؐ کی وصیت مانع نہ ہوتی تو تو جانتا میں زیادہ ضعیف ہوں یا تو ہے۔ یہ فرما کر اسے بھی چھوڑ دیا اور گھر میں تشریف لائے۔

روایت محمد بن جریر طبری۔ محمد ابن جریر الامی نے کتاب دلائل امامہ میں جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ جب حضرت رسولؐ نے دنیا سے رحلت فرمائی۔ دو بزرگ چیزیں درمیان امت چھوڑیں۔ خدا کی کتاب اور عترت کہ اہل بیت حضرت رسولؐ ہیں۔ اور ہنگام وفات جناب فاطمہؑ سے چپکے سے کہا۔ کہ پہلے جو اہل بیت سے مجھ سے ملحق ہوگا۔ وہ تم ہو گی۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ چند روز بعد وفات سید کائنات حالت خواب و بیداری میں میں نے اپنے پدر بزرگوار کو دیکھا۔ اونچی جگہ پر کھڑے ہیں اور میری طرف دیکھ رہے ہیں۔ جب میری نظر خورشید جمال پدر بزرگوار پر پڑی۔ بیتاب ہو گئی۔ اور فریاد کی یا ابتاہ آپ تشریف لے گئے اور آسمان کی خبر ہم سے منقطع ہو گئی۔ پھر کیا دیکھتی ہوں فرشتوں کی فوجیں آسمان سے نیچے آئیں۔ اور دو فرشتے سب کے آگے آگے تھے ان دو فرشتوں نے مجھے اٹھا لیا۔ اور آسمان پر لے گئے۔ جب میں آسمان پر پہنچی۔ قصر ہائے اسپید و بستان و درختان و نہر ہائے بیشمار میں نے دیکھے۔ اور ان قصروں میں حوریں نہایت حسینہ و جمیلہ ہنستی اور خوشی کرتی دیکھیں کہ آپس میں کہتی ہیں۔ مرحبا اس کو جس کے پدر کے لئے بہشت اور حور العین خلق ہوئی۔ پھر ملائکہ مجھے ایک مکان میں لے گئے۔ جس میں بہت سے قصر تھے اور ہر قصر میں بہت سی منزلیں تھیں کہ کسی آنکھ نے ایسا مکان نہ دیکھا ہوگا۔ اور ہر منزل میں ایک تخت رکھا تھا۔ اور ہر تخت پر فرشہائے رنگا رنگ حریر و سندس کے بچھے تھے۔ اور لحاف انواع و اقسام استبرق و دیبا کے رکھے تھے اور انواع و اقسام کھانوں کے خوان و ظروف طلائی و نقرئی شربتوں سے بھرے رکھے تھے۔ اور نہریں دودھ سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبو دیکھیں۔ اس وقت میں نے پوچھا یہ منازل رفیعہ اور یہ قصور منیعہ کیسے ہیں۔ اور یہ فرشہائے مختلف الالوان

نعمتہائے فراوان کس کے لیئے ہیں۔ فرشتوں نے کہا۔ یہ فردوس اعلیٰ ہے۔ بہشت میں اس سے زیادہ بلند مکان
اور اس سے بہتر کوئی جگہ نہیں۔ یہ مکان تمہارے پدر بزرگوار اور ان کے اہل بیت عالی مقدار کا ہے۔ اور جسے خدا پیغمبروں
میں سے چاہے۔ میں نے پوچھا یہ نہر کیسی ہے۔ فرشتوں نے کہا۔ یہ نہر کوثر ہے۔ جس کا حق تعالیٰ نے تمہارے پدر سے وعدہ
کیا ہے۔ میں نے کہا۔ میرے پدر بزرگوار کہاں ہیں۔ فرشتوں نے کہا۔ ابھی آتے ہیں۔ اسی گفتگو میں تھی کہ ناگاہ دوسرا
قصر دیکھا۔ وہ قصر پہلے اوّل سے زیادہ سفید اور نورانی تھا۔ اور تخت اور فرش زیبا وہاں دیکھے تھے۔ ان سے زیادہ
عمدہ یہاں دیکھے۔ ناگاہ میری نظر پدر بزرگوار پر پڑی کہ ایک تخت پر بیٹھے ہیں۔ اور ایک جماعت خدمت میں حاضر ہے۔
جب نظر پدر بزرگوار مجھ پر پڑی۔ ہاتھ بڑھا کر مجھے اپنی طرف لے گئے۔ اور گود میں لے کر درمیان دو دیدہ بوسہ دیا۔ اور
فرمایا اے دختر من خوش آمدی۔ اور مجھے اپنی آغوش مبارک میں بٹھا کر فرمایا۔ اے حبیبہ من ولذت دیدہ من تو نہیں دیکھتی۔
کہ خدا نے تیرے لیئے کیسے کیسے قصر اور کیسی کیسی نعمتیں مہیا کیں۔ یہ فرما کر مجھے نفیس نفیس قصر اور انواع واقسام کے لباس
دکھلائے اور فرمایا یہ سب قصر تیرے اور تیرے شوہر اور تیرے دونوں فرزندوں کے۔ اور جس نے تجھے دوست رکھا
اس کے لیئے ہیں۔ اے فاطمہؑ شاد و خوش رہ کہ بہت جلد تو میرے پاس آئے گی۔ اور جور جفاکاران امت سے چھوٹ
جائے گی۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ اس حال کے دیکھنے سے میرا دل پرواز کر گیا۔ اور شوق لقائے الٰہی زیادہ ہوا۔
میں اس خواب سے چونکی۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ کہ جناب سیدہؑ خواب سے بیدار ہوئیں۔ مجھے آواز دی جب میں پاس گیا۔
سیدہؑ کو پریشان دیکھا۔ پوچھا اے سیدہ تمہارا حال کیا ہے۔ جناب فاطمہؑ نے اپنا خواب بیان کیا۔ اور مجھ سے عہد و پیمان
لیا۔ کہ جب دنیا سے رحلت کروں۔ عورتوں میں بغیر ام سلمہؓ زوجہ رسولؐ۔ ام ایمنؓ و فضہؓ اور مردوں میں حسنؑ حسینؑ عبداللہؓ
بن عباسؓ سلمانؓ۔ عمارؓ بن یاسر۔ مقدادؓ اور ابوذرؓ کے اور کسی کو خبر نہ کرنا۔ اور کہا۔ یا علیؑ میں تم کو اجازت دیتی ہوں۔ کہ بعد وفات
میرے جسم پر نظر کرنا۔ مجھے غسل دینا۔ اور عورتیں تمہاری مدد کریں۔ اور رات کو مجھے دفن کرنا۔ اور کسی کو میری قبر کا نشان نہ بتانا۔
جب شب وفات جناب فاطمہؑ ہوئی حالت احتضار میں کہا۔ وعلیک السلام اور جناب امیرؑ سے کہا۔ اے پسر عم اس وقت
جبرئیلؑ آئے اور مجھے سلام کیا۔ اور کہا خدا نے تم کو سلام کیا ہے۔ اور فرمایا ہے اے حبیبہؑ حبیب خدا و میوۂ دل خیر انبیاء آج تو ملحق
بہ ملاء اعلیٰ ہو گی۔ اور جنت الماویٰ تمہارا مرجع ہو گی۔ جبرئیلؑ یہ رسالت ملک جلیل پہنچا کر آسمان پر چلے گئے۔ تھوڑی دیر میں
پھر جناب سیدہؑ نے کہا۔ علیک السلام اور کہا۔ اے پسر عم بخدا سوگند میکائیلؑ آئے اور مجھے سلام کیا۔ بعد ایک لحظہ کے
عورت آنکھیں کھول کر فرمایا اے پسر عم۔ واللہ موت ہر ذی حیات کے لیئے حق ہے اور پہنچ گئی اب یہ عزرائیلؑ آئے۔ اور
بازو لبسوئے مشرق و مغرب کھولے ہوئے ہیں کہ ما بین آسمان و زمین بھر گیا ہے اور جو اوصاف میرے پدر بزرگوار نے مجھ سے
بیان کیئے تھے میں دیکھ رہی ہوں۔ بس کہا۔ وعلیک السلام یا قابض الارواح یعنی تم پر سلام ہو اے روحوں کے قبض کرنے
والے۔ میری جان جلد اور آسانی سے قبض کرو۔ اور مجھے آزار نہ دینا۔ پھر کہا۔ الیک ربی لا الی النار یعنی اے

پروردگار مجھے اپنے جوار رحمت میں لے جا۔ اور جہنم میں نہ لے جا۔ یہ فرما کر آنکھیں بند کر لیں۔ اور ہاتھ پاؤں قبلہ کی طرف پھیلا دیئے اور بریاض جنت خراماں ہوئیں۔ کتاب مصباح الانوار میں ابن عباس سے روایت

بیان وفات جناب فاطمہؑ

کی ہے۔ جب جناب فاطمہؑ نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا۔ اور ستم ہائے منافقین امت کی شکایت کی۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ غم نہ کھا۔ تیرے لئے وہ سب آخرت میں مہیا ہے جو خدا نے پرہیزگاروں کے لئے مہیا کیا ہے اور تو اب بہت جلد میرے پاس آتی ہے۔ جناب امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ جب زمانہ رحلت جناب سیدہؑ قریب ہوا۔ رونے لگیں جناب امیرؑ نے پوچھا۔ اے سیدہ والے خاتون کیوں روتی ہو۔ کہا میں ان ستموں پر روتی ہوں۔ جو میرے بعد کافران بےحیا و منافقان پرجفا سے تم کو پہنچیں گے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ نہ رو۔ بخدا وہ سب آزار راہ خدا میں مجھ پر سہل ہیں۔ بروایت جناب امام حسین علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ جب میری والدہ فاطمہؑ کا وقت وفات قریب ہوا۔ جناب امیرؑ کو بلایا۔ اور وصیت کی۔ میں جب بعالم بقا رحلت کروں۔ تم خود متوجہ غسل و کفن جمیع امور بجالانا۔ مجھ پر نماز پڑھنا۔ اور اپنے ہاتھ سے مجھے قبر میں اتارنا۔ اور میرے منہ کے سامنے بیٹھ کر قرآن اور بہت سی دعائیں پڑھنا کہ وہ ساعت وہ ہے کہ مردے زندوں کی صحبت اور دعا کے محتاج ہوتے ہیں۔ تمہیں خدا کو سونپتی اور اپنے فرزندان غریب کی سفارش کرتی ہوں۔ پھر ام کلثوم کو گود میں لیا۔ اور فرمایا۔ جب یہ دختر بالغ ہو۔ جو کچھ گھر میں ہے سب کچھ اس کو دے دینا۔ جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب فاطمہؑ نے مابین نماز مغرب و عشا بدار بقا رحلت فرمائی۔ اور حدیث دیگر میں ارشاد کیا۔ کہ جناب سیدہؑ بیماری میں اس دعا کو بہت پڑھتی تھیں۔ یاحی یاقیوم برحمتک استغیث فاغثنی اللھم زحزحنی عن النار وادخلنی الجنۃ والحقنی بابی محمدؐ۔ اے زندہ کہ ہرگز تیرے لئے مرگ نہیں اور اے پائدار کہ سب چیزیں تیری ذات سے ہیں۔ میں تیری رحمت سے استغاثہ کرتی ہوں۔ بارالہا تو میری فریاد کو پہنچ اور آتش جہنم سے مجھے دور کر اور مجھے داخل بہشت کر۔ اور میرے باپ محمدؐ سے مجھے ملا دے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ خدا تم کو عافیت دے اور باقی رکھے۔ جناب فاطمہؑ نے کہا۔ اے ابوالحسنؑ بارگاہ خدا میں جانا اب قریب ہے۔ یہ کہکر امور خانہ داری کے اوقات اور متاع خانہ داری کی وصیت فرمائی۔ اور میرے بعد امامہ بنت ابی العاص کی کہ میری خواہر زینب کی دختر ہے خواستگاری کرنا کہ وہ میرے فرزندوں پر مہربان ہے جناب امام حسینؑ سے روایت ہے۔ جناب امیرؑ جناب فاطمہؑ کو غسل دیتے تھے۔ خداوندا یہ تیری کنیز اور تیرے پیغمبر کی دختر ہے۔ اور برگزیدہ و پسندیدہ ہے۔ خداوندا اپنی حجت اسے تلقین کر۔ اور اس کی دلیل کو عظیم فرما۔ اور اس کے درجہ کو بہشت میں رفیع کر۔ اور اس کے باپ کو اس سے ملا دے۔ جناب صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب امیرؑ نے

جناب سیدہؑ پر اپنے گھر میں نماز پڑھی۔ پانچ تکبیریں کہیں۔ اور ہر مرتبہ جب حضرت تکبیر کہتے تھے۔ جبرئیل اور جمیع ملائکہ بھی تکبیر کہتے تھے۔ بروایت دیگر پچیس ۲۵ تکبیریں کہیں۔ اور فرمایا۔ جب جناب امیرؑ نے جناب فاطمہؑ کو قبر میں رکھا۔ فرمایا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم بسم اللہ وباللہ وعلیٰ ملۃ رسول اللہ محمد بن عبد اللہؐ۔ اے صدیقہ معصومہ میں نے تم کو اسے سونپا۔ اور اس کے سپرد کیا۔ جو مجھ سے زیادہ تم کو سزاوار ہے اور میں راضی ہوا اس وجہ سے کہ خدا راضی ہوا تم سے۔ پس یہ آیۂ تلاوت فرمایا۔ منھا خلقناکم وفیھا نعیدکم ومنھا نخرجکم تارۃ اخریٰ یعنی میں نے تم کو خاک سے پیدا کیا اور تمہاری خاک ہی کی طرف بازگشت کی۔ اور خاک ہی سے تم کو بار دیگر باہر لاؤں گا۔ جب قبر پر مٹی ڈالی اور پانی چھڑکا نزدیک قبر بیٹھ گئے۔ اور سیلاب اشک خونین دیدہ حق بین سے جاری ہوا۔ اس وقت عباس نے بنہایت التماس و دلجوئی امام مظلوم محزون و مغموم کو ہاتھ سے پکڑ کر گھر میں لائے۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ایک شخص نے جناب صادقؑ سے پوچھا۔ کہ آگ جنازہ کے پیچھے لے جاسکتے ہیں۔ اور شمع و قندیل وغیرہ بھی ہمراہ جنازہ رکھ سکتے ہیں۔ یہ سن کر رنگ مبارک حضرت متغیر ہوا اور فرمایا۔ ایک روز شیطان جناب سیدہؑ پاس آیا۔ اور کہا۔ علیؑ ابن ابی طالب نے دختر ابو جہل کی خواستگاری کی۔ جناب سیدہؑ نے اس شقی سے کہا تو قسم کھا۔ اس نے تین دفعہ قسم کھائی۔ اور کہا جو کچھ میں کہتا ہوں۔ سچ کہتا ہوں۔ جناب فاطمہؑ کو بہت غیرت آئی۔ اس لئے کہ حق تعالیٰ نے عورتوں کے ضمیر میں بہت غیرت قرار دی ہے۔ جس طرح مردوں پر جہاد واجب کیا ہے اور اس عورت کے لئے جو باوجود غیرت کے صبر کرے ایک ثواب مقرر کیا ہے مثل ثواب اس شخص کے جو مسلمانوں کی حفاظت کے لئے سرحد پر نگہبان کرے۔ یہ سن کر جناب فاطمہؑ کو نہایت صدمہ ہوا۔ اور متفکر و متردد ہوئیں۔ یہاں تک کہ رات ہو گئی جب رات ہوئی۔ امام حسینؑ کو بائیں کندھے پر بٹھایا۔ اور بایاں ہاتھ کلثوم کا اپنے داہنے ہاتھ میں لیا۔ اور اپنے پدر بزرگوار کے گھر تشریف لے گئیں۔ جب جناب امیرؑ گھر میں آئے اور جناب فاطمہؑ کو وہاں نہ دیکھا۔ بہت غمگین و محزون ہوئے مگر تشریف لے جانے کا سبب نہ نکلا۔ اور شرم و حجاب دامنگیر ہوا۔ کہ جناب سیدہؑ کو ان کے پدر بزرگوار کے گھر سے بلالیں۔ پس گھر سے باہر نکل آئے۔ اور مسجد میں جاکر بہت نماز ادا کیں۔ اور ایک تودہ خاک جمع کر کے اس پر تکیہ فرمایا۔ جب جناب رسول خدا نے جناب فاطمہؑ کو محزون و مغموم پایا۔ غسل کیا۔ اور لباس بدل کر مسجد میں تشریف لائے۔ اور نمازیں پڑھنی شروع کیں۔ مشغول رکوع و سجود تھے۔ بعد دو رکعت کے دعا مانگتے تھے۔ خداوندا فاطمہؑ کے حزن و ملال کو زائل کر۔ کیونکہ جس وقت گھر سے باہر تشریف لائے فاطمہؑ کو دیکھ کر آئے تھے۔ کہ آپ کروٹیں بدلتیں اور ٹھنڈی سانسیں بھرتی ہیں۔ پھر گھر میں تشریف لے گئے دیکھا۔ فاطمہؑ کو نیند نہیں آتی۔ اور بیقرار ہے۔ فرمایا۔ اے دختر گرامی اے فاطمہؑ اٹھو۔ جب جناب فاطمہؑ اٹھیں۔ جناب رسولؐ خدا نے امام

حسن کو اور فاطمہؑ نے امام حسینؑ کو اٹھایا۔ اور ام کلثوم کا ہاتھ پکڑ کر گھر سے مسجد میں تشریف لائے یہاں تک کہ قریب
جناب امیرؑ پہونچے اس وقت جناب امیرؑ آرام فرما رہے تھے۔ اس وقت جناب رسولؐ خدا نے اپنا پاؤں جناب
امیرؑ کے پاؤں کے اوپر رکھا۔ اور فرمایا۔ اے ابو تراب اٹھو۔ گھر والوں کو تم نے اپنی جگہ سے جدا کیا ہے۔ جاؤ اور ابوبکر
و عمر اور طلحہ کو بلا لاؤ۔ پس جناب امیر گئے۔ اور ابوبکر و عمر کو بلا لائے۔ جب قریب جناب رسول خداؐ کے حاضر ہوئے۔
حضرت رسولؐ نے ارشاد کیا۔ اے علیؑ کیا تم نہیں جانتے کہ فاطمہؑ میری پارہ تن ہے اور میں فاطمہؑ سے ہوں جس نے
اسے آزار دیا جس نے اس کو میری وفات کے بعد آزار دیا۔ گویا ایسا ہے جیسا کہ میری حیات میں آزار دیا اور جس
نے اس کو میری حیات میں آزار دیا ایسا ہے کہ گویا میری وفات کے بعد آزار دیا۔ جناب امیرؑ نے عرض کی ہاں یا رسول
اللہ اسی طرح ہے۔ اس وقت جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ تم کو کیا باعث ہوا جو تم نے ایسا کام کیا۔ جناب امیرؑ
نے فرمایا بحق اس خدا کے جس نے آپ کو براستی بھیجا قسم کھاتا ہوں۔ جو کچھ فاطمہؑ سے کسی نے کہا۔ وہ فی الواقع[۵] صحیح
نہیں ہے۔ اور میرے دل میں کبھی وہ امور نہیں گذرے۔ جناب رسول خداؐ نے

---

[۵] یہ روایت حکمران پارٹی کی جناب امیرؑ کی مذمت کے لئے تیار کی گئی ہے۔ مسور بن مخرمہ اس کا راوی ہے۔ بخاری میں چار جگہ مسلم
میں تین جگہ ابن ماجہ میں ایک جگہ ہے۔ ہم مسور بن مخرمہ کے متعلق عرض کرتے ہیں۔ کتاب الجمع بین رجال الصحیحین لابی الفضل
محمد بن طاہر جلد دوم ذکر مسور بن مخرمہ ص۵۱۵ مشہور علامہ ابن عبد البر۔ مسور بن مخرمہ مکہ میں ہجرت سے دو سال گذرنے
کے بعد پیدا ہوئے آخر ماہ ذی الحجہ میں والدین کے مکہ سے مدینہ لائے۔ ربیع الاول ۶۴ھ میں انتقال ہوا۔ اور رمضان
۸ھ میں مکہ فتح ہوا۔ اور ربیع الاول ۱۱ھ میں رسول اللہ کا انتقال ہوا۔ گویا مدینہ میں مسور بن مخرمہ دو سال دو مہینے
رہے بقول حافظ ابن عبد البر وقت وفات رسول اللہ مسور کی عمر پونے چھ سال کی۔ اور بقول ابن طاہر پونے آٹھ سال تھی۔ اور
واقعہ دختر ابو جہل کا آنحضرت کی وفات سے اگر کچھ نہیں تو دو سال قبل ہوگا۔ اور مسور بن مخرمہ کی عمر اس وقت چار سال یا زیادہ
سے زیادہ چھ سال تھی یعنی تو یہ سن تمیز کو بھی نہیں پہنچے تھے۔ ان کو صحابی کا لقب بھی نہیں دیا جا سکتا۔ افسوس ہے
دنیا کی عقل پر کہ اس چار یا چھ سال کے بچے کی بات پر تو دنیا نے اعتبار کر لیا۔ اور معاملہ فدک میں حسنینؑ کی گواہی کو بچے کہہ کر آج تک
دنیا جھٹلا رہی ہے نیز یہ مسور بن مخرمہ مخالفین علی سے تھے عبد الرحمٰن بن عوف کے بھانجے جنہوں نے حضرت علیؑ کو خلافت سے محروم
کیا بعد عمر یہ مجلس شوریٰ اسی مسور بن مخرمہ کے گھر میں ہوا۔ اور یہ رات بھر اس تگ و دو میں رہے کہ علیؑ خلیفہ نہ بن سکیں۔
اب ہم اتنا عرض کرتے ہیں کہ علامہ مجلسی نے یہ روایات صرف اس لئے جمع کر دی ہیں ان کا تعلق اہل بیت سے ہے۔ انہوں
نے ضعیف و موضوع علیحدہ علیحدہ نہیں کیں لہٰذا مجلسی علیہ الرحمہ پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا نیز یہ ہے بھی اہل سنت کی
کتب سے لی ہوئی۔ قابل غور بات ہے کہ فاطمہ زہراؑ نے جب سنا کہ علیؑ ابوجہل کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ اپنے باپ کے پاس

فرمایا تم بھی سچ کہتے ہو۔ اور وہ بھی سچ کہتی ہے یہ کہہ کر اس وقت جناب فاطمہؑ ہنسنے لگیں۔ کہ دندان مبارک ظاہر ہوئے۔ ان دونوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا ہمیں اس وقت بلانا عجب ہے بیشک حضرت کے اس وقت کے بلانے سے ہم کو کوئی نہ کوئی مطلب ضرور ہے۔ پھر جناب رسول خداؐ نے جناب امیرؑ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور اپنی انگلیاں جناب کی انگلیوں میں داخل کیں۔ امام حسنؑ کو گود میں لیا۔ اور جناب امیرؑ نے امام حسینؑ اور جناب فاطمہؑ نے ام کلثوم کو اٹھایا پس حضرت رسولؐ اپنے گھر میں لے گئے۔ اور چادر ان پر ڈال دی۔ اور ان کو خدا کو سونپ کر باہر چلے آئے اور بقیہ شب نماز میں تمام کی۔ جناب فاطمہؑ جب بیمار ہوئیں۔ وہ بیماری جس سے دنیا سے بسبب اذیت ہائے منافقین **بیان روگردانی فاطمہؑ از ابوبکر و عمر**۔ امت انتقال کیا۔ ابوبکر و عمر دونوں طعن و تشنیع مردم سے خائف ہوئے اور عیادت کو آئے۔ اجازت چاہی کہ گھر میں آئیں۔ جناب فاطمہؑ نے انکار کیا اور اجازت نہ دی۔ جب ابوبکر نے یہ حالت دیکھی۔ خدا سے عہد کیا۔ کہ زیر سقف نہ جائے۔ جب تک دختر محمدؐ فاطمہؑ کو رضامند اور خوشنود نہ کرے ایک رات آسمان کے نیچے سویا اور چھت کے نیچے نہ گیا۔ عمر نے جناب امیرؑ سے آکر عرض کی۔ کہ ابوبکر بڑا کمزور آدمی ہے اور ہمراہ حضرت رسولؐ غار میں تھا۔ اور حضرت کا مصاحب قدیم ہے۔ ہم دونوں بکر اس دفعہ کے علاوہ حاضر

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۸۔ آئیں۔ اور رسول ان کی زبانی یہ بات سُن کر غصہ ہوتے اور فرمایا۔ مومن کی بیٹی کے ساتھ کافر کی بیٹی جمع نہیں ہو سکتی۔ جب تک فاطمہ زندہ ہیں علی دوسرا نکاح نہیں کر سکتے۔ دوسری امت کی لڑکیوں کے لئے تو ایک آدمی چار سے نکاح کر سکتا ہے اور اپنی بیٹی کے لئے قید کہ دوسرا نہیں ہو سکتا۔ استغفر اللہ لوگوں نے مخالفت علی کرتے ہوئے عزت رسولؐ کا بھی خیال نہ کیا۔ نیز یہ بات بھی قابل غور ہے کہ آج تک کسی روایت میں ابوجہل کی اس لڑکی کا نام درج نہیں ہے۔ جس سے حضرت علیؑ نے خطبہ نکاح دیا تھا۔ اور کہا کہ ابوجہل کی کوئی لڑکی بھی تھی یا نہیں۔ لوگوں نے صرف ایک افسانہ تیار کیا ہے ورنہ ابوجہل کی نہ کوئی لڑکی تھی نہ اس کا کوئی نام تھا۔ اگر اس کا وجود تھا۔ تو آج ہی اس روایت کے گھڑنے والوں کے پیروں بتائیں۔ کہ اس کا نکاح کس سے ہوا۔ اور کب وہ پیدا ہوئی کب مری۔ نام اس کا کیا تھا۔ نیز یہ بھی معلوم نہیں۔ کہ حضرت علیؑ اس لڑکی سے نکاح کرنا چاہتے کیوں تھے۔ چند ایک وجوہات ہوتی ہیں۔ شادی کرنے کی۔ موجودہ زوجہ بدمزاج اور بدسلوک ہو۔ شوہر اس سے محبت نہ کرتا ہو۔ موجودہ زوجہ کے اولاد نہ ہوتی ہو۔ یا کسی عورت سے عشق ہو گیا ہو۔ لہٰذا مندرجہ بالا وجوہات میں ایک وجہ بھی کوئی آج تک ثابت نہ کر سکا۔ نہ قیامت تک ثابت کر سکتا ہے اور دشمنِ علیؑ ہیں یہ لوگ جلتے ہوئے مر جائینگے۔ اور مر گئے ہیں۔ اور جہنم کی آگ میں موج سے انگاروں کی کھیلتے ہیں اور کھیلتے رہیں گے۔

(ڈاکٹر بھربلوی عفی عنہٗ)

ہوتے ہیں اور اجازت چاہی کہ جناب فاطمہؑ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ مگر انہوں نے اجازت نہ دی اگر آپ مناسب جانیئے تو اجازت لے دیجئے۔ یہ سن کر جناب امیرؑ جناب فاطمہؑ پاس آئے اور کہا۔ اے دختر رسول خداؐ ان دو . . . .
امت نے جو کچھ کیا۔ خود تم جانتی ہو۔ اور اب وہ مکرر آئے اور اجازت چاہی اور تم نے اجازت نہ دی۔ اب مجھ سے انہوں نے سوال کیا ہے کہ میں تم سے اجازت ان کے آنے کی لے لوں۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ بخدا سوگند میں اجازت نہ دوں گی۔ اور ان سے ایک بات بھی نہ کروں گی۔ جب تک کہ اپنے پدر بزرگوار سے ملاقات کر کے ان مظالم اور ستم جو انہوں نے کئے مجھ پر شکایت نہ کر لوں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ میں ضامن ہوا ہوں کہ ان کے لئے تم سے اجازت لوں۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ اگر تم ضامن ہوئے ہو۔ گھر تمہارا ہے اور تم کو اختیار ہے۔ عورتیں مردوں کی تابع ہیں۔ اور میں کسی چیز میں تمہاری مخالفت نہیں رکھتی۔ جسے چاہو اجازت دو۔ پس جناب امیرؑ باہر تشریف لائے اور ان کو اندر آنے کی اجازت دی۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا میرے اوپر چادر ڈال دو۔ جب دونوں گھر میں آئے۔ جناب فاطمہؑ کو سلام کیا۔ جناب فاطمہؑ نے کچھ جواب نہ دیا۔ اور منہ پھیر لیا۔ وہ دونوں دوسری جانب آئے۔ اور جناب فاطمہؑ نے ادھر سے بھی منہ پھیر لیا۔ غرضیکہ کئی دفعہ وہ دونو ادھر سے ادھر آئے اور جناب فاطمہؑ نے ان سے منہ پھیر لیا۔ اس وقت جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ اے علیؑ چادر میرے منہ سے اٹھا لو اور سامنے تم بیٹھ جاؤ۔ عورتیں جو گرد جمع تھیں۔ ان سے فرمایا۔ میرا منہ پھیر دو۔ ابوبکر نے پردہ کے پیچھے سے کہا۔ اے دختر رسول خداؐ ہم آپ کے پاس آپ کی طلب خوشنودی اور احتراز غضب کے لئے آئے ہیں۔ اور آپ سے ہمارا سوال ہے کہ ہم کو بخش دیجئے۔ اور جو کچھ آپ کی نسبت ہم سے سرزد ہوا۔ اس سے عفو کیجئے۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ میں تم سے ایک بات بھی نہ کروں گی۔ جب تک اپنے پدر بزرگوار سے ملاقات نہ کروں۔ اور جو کچھ جور و ستم تم نے مجھ پر کئے۔ ان کو نہ بیان کروں۔ یہ سنکر ان دونوں نے کہا۔ ہم عذر کرنے آپ کے پاس آئے ہیں۔ اور ہم چاہتے ہیں۔ کہ آپ ہم سے خوشنود ہو جئے۔ ہم کو بخش دیجئے۔ اور عفو کیجئے۔ اور ان امور کا مواخذہ نہ کیجئے۔ جو ہم سے آپ کی جناب میں سرزد ہوئے۔ جناب فاطمہؑ متوجہ جناب امیرؑ ہوئیں۔ اور فرمایا۔ ایک بات بھی ان سے نہ کروں گی۔ جب تک ان سے ایک امر کا سوال نہ کر لوں جو انہوں نے رسول خداؐ سے سنا ہے اگر یہ سچ سچ مجھ سے اقرار کریں اس وقت مجھے اختیار ہے چاہوں اس سے بات کروں۔ دونوں نے کہا۔ جو آپ کے مزاج میں آئے پوچھئے کہ آپ کے جواب میں ہم وہی کہیں گے۔ جو حق ہوگا۔ اور گواہی بھی وہی دیں گے جو سچی ہوگی۔ اس وقت جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ میں تم کو خدا کی قسم دیتی ہوں۔ تمہیں یاد ہے۔ حضرت رسولؐ نے جس رات کو تم کو تمہارے گھر سے بلایا۔ بسبب اس تہمت کے جو تم نے علیؑ پر افترا کی تھی۔ دونوں نے کہا۔ ہم کو یاد ہے۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ میں تم کو خدا کی قسم دیتی ہوں۔ اس رات کو تم نے میرے باپ سے نہیں سنا فرمایا۔ فاطمہؑ میری پارۂ تن ہے۔ اور میں اس سے ہوں۔ جس نے اس کو آزار دیا اس

جس نے مجھے آزار دیا اس نے خدا کو آزار دیا۔ اور جو کوئی میری فاطمہؑ کو میری وفات کے بعد آزار دے الیسا ہے۔
جیسا کہ اس نے میری حیات میں آزار دیا۔ اور جو کوئی میری حیات میں آزار دے گویا اس نے میری وفات کے
بعد آزار دیا۔ دونوں نے کہا۔ ہاں صحیح ہے جناب فاطمہؑ نے کہا۔ الحمد للہ حق تعالیٰ نے حق زبان پر جاری کر دیا اور
کہا خداوندا تو گواہ رہ کہ ان دونوں نے مجھے میری حیات میں اور نزدیک وفات آزار دیا۔ بخدا سوگند ان سے ایک بات
نہ کروں گی جب تک اپنے باپ سے ملاقات نہ کر لوں۔ اور ان کی شکایت نہ کر لوں۔ جو کچھ میری نسبت اور میرے شوہر
کے حق میں انہوں نے ہتک حرمت کی۔ اور آزار و اذیت دی۔ یہ سن کے ابوبکر نے لوگوں کے سامنے اپنے فریاد و واویلاہ
واثبوراہ بلند کی۔ اور کہا۔ کاش مجھے میری ماں نے جنا نہ ہوتا۔ عمر نے کہا۔ مجھے ان لوگوں سے بڑا عجب ہے جنہوں نے
اپنے امور کا متکفل کر کے تجھے اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ حالانکہ سبب بڑھاپے کے دل کمزور ہو گیا۔ ارے بدعقل ایک
عورت کے خشم پر جزع و فزع کرتا ہے۔ اور اس کی خوشنودی پر خوشنود ہوتا ہے۔ جو شخص کسی ایک عورت کو آزار دے
کر آزردہ کرے گا۔ اس کو کیا ہو گا۔ یہ کہہ کر باہر چلے گئے۔ جب حق تعالیٰ کی جانب سے جناب فاطمہؑ کو خبر وفات
بیان وصایائے جناب سیدہؑ پہنچی۔ ام ایمن کو بلایا۔ ام ایمن جناب فاطمہؑ کے نزدیک بہت معتمد
اور معتبر تھیں۔ ان سے فرمایا اے ام ایمن میری خبر وفات پہنچی ہے۔ علیؑ کو بلاؤ۔ جب جناب امیرؑ آئے۔ جناب
فاطمہؑ نے کہا۔ اے ابوالحسن میں چند امور کی تم کو وصیت کرتی ہوں۔ امید ہے میری وصیتوں کو آپ یاد
رکھیں گے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ جو چاہو کہو۔ جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ پہلی وصیت میری یہ ہے کہ امامہ
دختر زینب سے نکاح کرنا کہ میرے فرزندوں کی تربیت کرے اور امامہ مثل میرے میرے فرزندوں
پر مہربان ہے۔ دوسری وصیت یہ ہے کہ ایسا تابوت میرے واسطے بناؤ جیسا فرشتوں نے مجھے دکھایا
ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ تم مجھے دکھاؤ کہ کیسا تابوت فرشتوں نے بنایا ہے۔ پس جناب فاطمہؑ
نے اسی طریقہ سے جس طرح فرشتوں نے دکھایا تھا اور جس طرح از جانب حق تعالیٰ ندا ہوا تھا اسی طرح کا
تابوت جناب امیرؑ کو بتایا۔ پھر فرمایا۔ تیسری وصیت میری یہ ہے۔ جس شب و روز میں انتقال کروں۔ اسی رات
مجھے دفن کر دینا۔ اور تاخیر نہ کرنا۔ ایسا نہ ہو دشمنان خدا جنہوں نے جور و ستم مجھ پر کئے ہیں۔ وہ لوگ میرے
جنازہ پر حاضر ہوں۔ اور نماز پڑھیں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ ایسا ہی ہو گا۔ پس جناب فاطمہؑ نے رات کو
انتقال کیا۔ اور اسی ساعت جناب امیرؑ حسب وصیت مشغول تجہیز و تکفین ہوئے۔ جب غسل و کفن سے
فارغ ہوئے۔ جنازہ باہر لائے اور چوب درخت خرما روشن کر کے ہمراہ جنازہ لائے۔ اسی رات کو نماز جنازہ
فاطمہؑ بھی ہوئی۔ اور جسد مطہر کو دفن بھی کر دیا۔ جب صبح ہوئی ابوبکر و عمر عیادت جناب فاطمہؑ کو آئے۔
راہ میں ایک مرد قریش سے ملاقات ہوئی۔ اس سے پوچھا۔ کہاں سے آئے ہو۔ جواب دیا۔ تعزیت سے

آتا ہوں۔ ان دونوں نے کہا۔ کیا فاطمہؑ نے انتقال کیا۔ اس مرد قریش نے کہا۔ ہاں جناب فاطمہؑ نے رحلت فرمائی۔ اور رات ہی کو انہیں دفن کر دیا۔ یہ سن کر وہ دونوں بخوف طعن و تشنیع خلائق جزع و فزع کرنے لگے۔ اور جناب امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے۔ کوئی مکر و حیلہ ایسا نہ ہوگا جس کو تم نے ہمارے لئے اٹھا رکھا ہو۔ یہ سب بغض و کینہ ہماری جانب سے تمہارے سینہ میں ہے۔ یہ وہی بات ہوئی کہ رسول خداؐ کو غسل دیا۔ اور ہمیں خبر نہ کی۔ اور جس طرح اپنے بیٹے کو سکھایا۔ اس نے مسجد میں آ کر ابوبکر سے کہا۔ میرے باپ کے منبر سے نیچے اتر آ۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ میں قسم کھاؤں آیا سچ جانو گے۔ کہا۔ ہاں۔ پس جناب امیرؑ ان کو مسجد میں لائے اور قسم کھائی۔ کہ حضرت رسولؐ نے مجھے وصیت کی تھی۔ کہ اور کسی دوسرے شخص کو وقت غسل نہ آنے دینا۔ اور میرے جسم پر تمہارے بغیر کوئی دوسرا نظر نہ کرے۔ میں غسل دیتا تھا اور ملائکہ جسم مبارک کو ایک جانب سے دوسری جانب پلٹتے تھے اور فضل بن عباس میرے ہاتھ میں پانی دیتے تھے اور اپنی آنکھوں پر پٹی باندھے ہوئے تھے۔ جب میں نے چاہا۔ کہ پیراہن آنحضرت اتاروں ناگاہ کسی نے گوشۂ خانہ سے آواز دی۔ میں نے سنی اور صورت نہ دیکھی۔ اس نے کہا۔ پیراہن رسول خداؐ نہ اتارو اور مکرر وہ آواز میں نے سنی۔ لہٰذا پیراہن نہ اتارا۔ اور ہاتھ زیر پیراہن کر کے حضرت کو غسل دیا۔ پھر کفن لائے میں نے حضرتؐ کو کفن پہنایا۔ اور کفن پہنانے کے بعد پیراہن آنحضرت اتارا۔ و لیکن میرا فرزند حسن پس تم اور جمیع اہل مدینہ جانتے ہو۔ کہ وہ اثنائے نماز میں آتا۔ اور صفوں کو چیرتا حضرت رسولؐ تک پہنچتا۔ اگر حضرت سجدہ میں ہوتے تو حسن پشت مبارک پر سوار ہوتا۔ اور جب حضرت سجدہ سے سر اٹھاتے تھے۔ ایک ہاتھ حضرت کا حسن کی پشت پر اور دوسرا حسن کے پاؤں کے نیچے ہوتا تھا۔ اور اس طرح اس کو بحفاظت رکھتے تھے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوتے تھے۔ کہا۔ ہاں ہم اس کو جانتے ہیں۔ پھر جناب امیرؑ نے فرمایا تم اور اہل مدینہ جانتے ہو کہ جب کبھی حسن مسجد میں آتا۔ اور حضرت خطبہ میں مشغول ہوتے۔ اس وقت حسنؑ کو دوش مبارک پر سوار کرتے اور اس کے پاؤں اپنے سینہ سے لگاتے۔ یہاں تک خطبہ تمام فرماتے اور حاضرین مسجد خلخالہائے حسن کی چمک آخری حصہ مسجد میں دیکھتے تھے۔ جبکہ ایسے ایسے پیار اور لاڈ حسنؑ اپنے پدر بزرگوار کے دیکھے ہوئے۔ اور اب ان کے منبر پر ایک معمر شخص کو دیکھا۔ اسے ناگوار ہوا۔ اور اس نے یہ بات کہی۔ بخدا سوگند میں نے اسے نہیں سکھایا تھا۔ اور وہ کلام اس کا میرے حکم سے نہ تھا لیکن جناب فاطمہؑ تم جانتے ہو میں نے ان سے تمہارے لئے اجازت لی۔ اور تم ان کے پاس آئے اور ان کے کلام سے مطلع ہوئے۔ ان کے خشم اور غضب کو تم نے دیکھا۔ بخدا سوگند جناب سیدہؑ نے مجھے وصیت کی تھی کہ تم کو ان کے جنازے پر نہ آنے دوں۔ اور نماز جنازہ کی تم کو اطلاع نہ دوں۔ اور مجھ سے اصرار کیا تھا کہ خلاف وصیت تمہارے حق میں نہ کروں۔ عمر نے کہا یہ باتیں

سب بیکار ہیں۔ اب میں قبرستان میں جاتا ہوں۔ اور فاطمہ کو قبر سے باہر نکال کر نماز جنازہ پڑھتا ہوں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ بخدا سوگند اگر تو ایسا کرے گا۔ تو قبل اس کے کہ تو اس ارادہ کو پورا کرے تیرا سر تن[۵] سے جدا کر دوں گا۔ اس کے بعد دیر تک گفتگو درمیان جناب امیرؑ اور عمر ہوئی۔ اور قریب تھا۔ کہ ایک دوسرے پر حملہ کریں۔ کہ مہاجر و انصار جمع ہو گئے اور کہا۔ بخدا سوگند ہم راضی نہیں کہ ابن عم رسول خداؐ کے حق میں ایسے سخنان نازیبا اور ناسزا کہے جائیں۔ جب عمر نے دیکھا۔ کہ فتنہ و فساد برپا ہوا چاہتا ہے۔ خاموش ہو کر چلا گیا۔

ترجمہ اشعار جناب فاطمہؑ۔ کلینیؒ نے بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے جب بعد وفات حضرت رسولؐ جناب فاطمہؑ پر ظلم و ستم ہو چکے قبر پدر بزرگوار پر آئیں۔ اور شکایت کرنے لگیں اور چند اشعار پڑھے جن کا مضمون یہ ہے۔ بعد آپ کے فتنہ برپا ہوا۔ اور آوازیں بلند ہوئیں۔ اگر آپ ہوتے تو یہ کاہے کو ہوتا۔ جب آپ ہم سے تشریف لے گئے۔ ہم مثل زمین باران نادیدہ ہو گئے۔ اور آپ کی امت پریشان ہو گئی۔ بابا جان میرا حال ملاحظہ کیجئے اور ظالموں سے غافل نہ ہوجئے۔ علاوہ ان کے اور اشعار بھی برسبیل پڑھ کر گھر تشریف لائیں۔ عیاش نے

---

[۵] علامہ طبری نے دلائل الامامۃ میں محمد بن ہمام سے اور اعیان الشیعہ جلد دوم صفحہ ۵۲۹ پر یہ روایت اس طرح مرقوم ہے جب مسلمانوں کو دختر رسول کے وفات کی خبر ملی تو سب مسلمان بقیع میں آئے وہاں چالیس[۴] قبریں نئی نظر آئیں۔ لہٰذا ان لوگوں کو معلوم نہ ہو سکا کہ قبر سیدۂ کون سی ہے۔ لوگوں کو بہت رنج ہوا۔ اور ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے۔ اور کہنے لگے تمہارے رسول کی ایک بیٹی تھی۔ وہ بھی مر گئی۔ دفن بھی ہو گئی۔ اور تم نہ اس کی رحلت کے وقت حاضر ہوئے نہ اس پر نماز پڑھی۔ یہاں تک کہ اس کی قبر سے بھی واقف نہیں۔ کہ وہ کہاں ہے۔ حضرت ابوبکر اور عمر نے حکم دیا۔ اہل مدینہ کی عورتوں کو بلاؤ۔ وہ ان قبروں کو کھودیں تاکہ معلوم ہو ہم کو فاطمہ کی قبر کون سی ہے۔ پھر ہم اس پر نماز پڑھیں اور ان کی زیارت کریں۔ یہ خبر حضرت علیؑ کو پہنچی۔ آپ غصے میں بھرے ہوئے آنکھیں سرخ رگ گردن غصہ سے پھولی ہوئی۔ اور وہ زرہ و قبا زیب تن کئے جو ہمیشہ وقت جنگ پہنتے تھے اور ننگی تلوار ہاتھ میں لئے بقیع میں تشریف لائے۔ لوگوں پر رعب و خوف چھا گیا۔ اور آپ نے فرمایا۔ خدا کی قسم اگر کسی نے ایک پتھر بھی ان قبروں کا اکھاڑا اس کی گردن اس تلوار سے اڑا دوں گا۔ ابوبکر و عمر ٹھنڈے پڑ گئے۔ اور عمر نے کہا۔ یا ابوالحسن آپ کا کیا حرج ہے ہم تو اس لئے قبر فاطمہؑ اکھیڑنا چاہتے ہیں۔ کہ ان کی نماز جنازہ پڑھیں۔ حضرت علیؑ نے اپنے سینے پر مکا مارا۔ اور تلوار کو زور سے زمین پر مارا۔ اور فرمایا۔ میں نے اپنا حق تو محض اس وجہ سے چھوڑا۔ اور اس کے لینے کے لئے تلوار نہ اٹھائی۔ کہ لوگ مرتد ہو جاتے لیکن قبر فاطمہؑ اس خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں علیؑ کی جان ہے اگر تو نے یا تیرے اصحاب نے ایک ڈھیلا بھی قبر سے اٹھایا۔ تو اس زمین کو میں تم سب کے خون سے سیراب کر دوں گا۔ اگر چاہتا ہے تو لے سامنے آجا۔ دوسرے اصحاب جو نرمی سے گفتگو کرنے والے تھے۔ بولے۔ رسول کے حق کی قسم اور اس کے حق کی قسم جو عرش کے اوپر ہے اب ہم یہ کام نہ کریں گے۔ جس سے تم ناراض ہو۔ (کوثر جعفر ملیوی)

روایت کی ہے۔ ام سلمہ مرض جناب فاطمہؑ میں عیادت کو آئیں۔ اور پوچھا۔ اے دختر رسول رات سے صبح کیونکر کی ہے۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ جراحت دل واندوہ وغم بیشمار وفات نبی مختار ومظلومیت حیدر کرارؑ میں صبح کی ہے۔ حرمت حضرت رسولؐ کی اس شخص نے ہتک کی ہے۔ جو بغصب برخلاف تنزیل وسنت پیغمبر جلیل امام ہوا۔ اور اس عصبیہ خلافت وظلم وستم اہل بیت رسالتؐ کا موجب وہ کینہ دیرینہ تھا۔ جو جنگ بدر واحد سے یہ لوگ اپنے سینوں میں پوشیدہ کئے ہوئے تھے اور زمانہ حضرت رسولؐ میں از روئے نفاق اس کو پوشیدہ رکھتے تھے اور منتظر فرصت تھے۔ جب فرصت پائی باران محنت والم ہم پر برسایا۔ اور کمان کفر ونفاق سے تیرہائے ظلم وشقاق ہماری طرف پھینکے۔ مؤلف فرماتے ہیں۔ مدت حیات جناب فاطمہؑ میں بعد رسولؐ علماء فریقین میں بہت اختلاف ہے۔ مگر چھ مہینہ سے زیادہ اور چالیس روز سے کم کسی نے دلکھا۔ اور واضح ہو کہ احادیث معتبرہ اس پر دلالت کرتی ہیں۔ کہ زندگی جناب سیدہؑ کی بعد رسولؐ پچھتر روز تھی۔ ابو الفرج اصفہانی نے کتاب فضائل الطالبین میں جناب امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ کہ مدت زندگی جناب سیدہؑ بعد رسولؐ تین ماہ تھی۔ اور اکثر علمائے امامیہ نے کہا ہے تیسری جمادی الثانی کو وفات ہوئی اور یہ قول حدیث پچھتر روز والی کے خلاف ہے۔ بلکہ موافق حدیث چاہیئے کہ اوائل جمادی الاول میں ہوئی ہو۔ شیخ طوسیؒ نے مصباح میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اکیسویں رجب کو وفات ہوئی۔ اور یہ قول بہت بعید ہے اور کشف الغمہ میں تیسری شب ماہ رمضان کی منقول ہے۔ اور ابن شہر آشوب نے تیرھویں ربیع الثانی کی نقل کی ہے اور محمد ابن جریر طبری امامی نے جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ تیسری جمادی الآخر گیارھویں سال ہجرت سے واقع ہوئی۔ کتاب مصباح الانوار میں امام ابو الحسن مجتبیٰؑ سے روایت کی ہے کہ ہنگام احتضار موت گھر کے ایک سمت جناب سیدہؑ نے دیکھ کر فرمایا۔ السلام علی جبرئیل والسلام علی رسول اللہ اللھم مع رسولک اللھم فی رضوانک وجوارک ودارک دار السلام (یعنی سلام ہو جبرئیل پر سلام ہو رسول خدا پر۔ بارالہا مجھے اپنے رسول کے ہمراہ محشور کر۔ خداوندا! مجھے اپنی خوشنودی اور اپنے جوار رحمت اور اپنے خانہ کرامت میں کہ بہشت ہے جگہ دے۔ پھر فرمایا۔ جو میں دیکھتی ہوں تم بھی دیکھتے ہو۔ پوچھا۔ آپ اے بہترین زنان عالمیان کیا دیکھتی ہیں۔ سیدہؑ نے فرمایا۔ فوجیں ملائکہ آسمانی کی دیکھ رہی ہوں کہ میری روح کے استقبال کو آتی ہیں۔ اور جبرئیل و حضرت رسولؐ میرے قریب ہیں۔ حضرت رسولؐ فرماتے ہیں اے دختر گرامی میرے پاس آ۔ جو کچھ تیرے لئے میرے پاس ہے وہ دنیا سے بہتر ہے اور بروایت دیگر اسی حالت میں جبرئیل اور حضرت رسولؐ پر سلام کیا۔ پھر ملک الموت پر سلام کیا۔ جو لوگ حاضر تھے۔ وہ فرشتوں کے پروں کی آواز سنتے تھے اور ایسی خوشبو ان کے دماغ میں پہنچتی تھی کہ پہلے کبھی نہ سونگھی تھی۔ امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے جب ملاء اعلیٰ سے خبر وفات جناب سیدہؑ پہنچی۔ جناب امیرؑ کو بلایا۔ اور وصیت شروع کی۔ جناب امیرؑ نے یہ حال دیکھ کر اور رہا تیں

سن کر ایک آہ حسرت ناک کھینچی۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا میرے پدر بزرگوار نے مجھے خبر دی ہے جو پہلے اہل بیت سے ان سے ملحق ہوگا۔ وہ میں ہونگی۔ اے پسر عم والے انیس دل ہر غم پر صبر کرو۔ اور بمقتضائے حق تعالیٰ راضی رہو۔ اور تم آپ ہی مجھے غسل دینا۔ اور رات ہی کو مجھے دفن کر دینا تاکہ غیر لوگ میرے جنازہ پر نہ آنے پائیں۔

ترکیب نعش زبانی اسماء بنت عمیسؓ۔ کشف الغمہ میں اسماء بنت عمیسؓ سے روایت ہے۔ جناب فاطمہؑ نے مرض وفات میں مجھ سے فرمایا۔ مجھے برا معلوم ہوتا ہے جس طرح عورتوں کے جنازہ کو اٹھاتے ہیں۔ اس لئے کہ تختہ کے اوپر رکھ کر کپڑا اوڑھا دیتے ہیں۔ اور اس سے جسم کا موٹا دبلا ہونا لوگوں پر ظاہر ہوتا ہے۔ اسماء نے کہا۔ اے دختر رسولؐ میں آپ کو ایک چیز دکھاؤں۔ جو میں نے حبشہ میں دیکھی۔ پس خرمہ کے درخت کی ہری لکڑیاں منگائیں اور تابوت بنا کر اس پر کپڑا ڈال دیا۔ جب فاطمہؑ نے ملاحظہ کیا۔ فرمایا۔ یہ طریقہ بہت اچھا ہے۔ اگر میت کو اس میں رکھیں مرد و عورت میں تمیز نہ ہوگی۔ پس فرمایا۔ جب میرا انتقال ہو مجھے غسل دینا۔ اور کسی کو میرے پاس نہ آنے دینا۔ جب جناب فاطمہؑ نے انتقال کیا۔ عائشہ آئی۔ اور چاہا۔ کہ اندر مکان میں جائے۔ اسماء بنت عمیس نے نہ جانے دیا۔ عائشہ نے اپنے باپ ابوبکر سے شکایت کی۔ اور کہا۔ یہ زن حبشیہ مجھے دختر رسول کے پاس نہیں جانے دیتی اور فاطمہ کے لئے تابوت اس نے بنایا ہے۔ جب ابوبکر نے یہ پوچھا۔ اس نے کہا۔ خود فاطمہ نے یہ حکم دیا ہے کہ ان کے پاس کسی کو نہ آنے دوں۔ اور اس تابوت کو زندگی میں ان کو دکھا چکی ہوں۔ بعد ملاحظہ حکم دیا ایسا ہی تابوت میرے لئے بھی بنانا۔ ابوبکر نے کہا جو کچھ فاطمہ نے کہا ہے اس کی تعمیل کرو۔ پس جناب امیرؑ اور اسماء بنت عمیس نے فاطمہؑ کو غسل دیا۔

وصایائے جناب فاطمہؑ۔ کتاب روضۃ الواعظین وغیرہ میں ہے۔ جناب فاطمہؑ کے مرض شدید ہونے پر چالیس روز گذر گئے۔ اس وقت جناب فاطمہؑ کو ان کی خبر وفات پہنچی۔ ام ایمن اور اسماء بنت عمیس سے جناب امیرؑ کو بلایا۔ اور کہا۔ اے ابن عم خبر وفات مجھے آسمان سے پہنچی۔ اور اب میرا کوچ ہے۔ تم کو چند امور کی وصیت کرتی ہوں کہ دل میں رکھنا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اے دختر رسول خداؐ جو چاہو وصیت کرو۔ یہ کہہ کر جناب امیر سرہانے بیٹھ گئے۔ اور مکان میں جو کوئی تھا۔ اس کو باہر کر دیا۔ اس وقت جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ ابن عم تم نے ہرگز مجھے دروغ گو اور خیانت کرنے والی نہ پایا ہوگا۔ اور جس روز سے مجھ سے تم سے سابقہ پڑا ہوگا میں نے تمہاری مخالفت نہیں کی۔ جناب امیرؑ نے فرمایا معاذ اللہ تم داناتر بخدا اور نیکوکار اور پرہیزگار تر اور کریم تر اور خدا سے خائف تر ہو۔ بھلا میں تم کو اپنی مخالفت کا الزام دے سکتا ہوں۔ واقعی مجھ پر تمہاری مفارقت بہت گراں ہے۔ لیکن یہ وہ چیز ہے۔ جس سے کسی کو چارہ نہیں۔ بخدا مجھ پر مصیبت مفارقت رسول خداؐ کو تم نے تازہ کیا۔ اور تمہاری وفات و جدائی مجھ پر عظیم

ہوئی۔ لہٰذا میں اس مصیبت پر کہ بہت پُر درد ہے انا للہ وانا الیہ راجعون کہتا ہوں۔ یہ مفارقت کس قدر میرے دل کو جلانے والی اور رنج دینے والی ہے۔ بخدا سوگند یہ مصیبت وہ مصیبت ہے جس سے تسلی نہیں ہو سکتی۔ اور یہ مفارقت وہ چیز ہے جس کے عوض کوئی چیز نہیں ہو سکتی یہ کہہ کر جناب امیرؑ و جناب فاطمہؑ رو دیا کئے۔ جناب امیرؑ نے جناب فاطمہؑ کو تھوڑی دیر اپنے دامن میں لے کر سینہ سے لگایا۔ اور فرمایا۔ جو چاہو وصیت کرو۔ اس کی میں تعمیل کروں گا۔ تمہارے امر کو اپنے امر پر اختیار کروں گا۔ یہ سُن کر جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ خدا تمہیں جزائے خیر دے۔ اے ابن عم رسول خداؐ پہلی وصیت تم کو یہ کرتی ہوں۔ کہ بعد میرے امامہ سے عقد کرنا۔ اس لئے کہ مردوں کو بغیر عورتوں کے چارہ نہیں اور امامہ میرے فرزندوں پر مثل میرے مہربان ہے۔ پھر فرمایا میرے لئے نعش ناؤ۔ اس لئے کہ میں نے فرشتوں کو دیکھا ہے۔ انہوں نے نعش میرے لئے بنائی ہے اور پہلے جو نعش زمین پر بنائی گئی وہ یہی نعش تھی۔ بعد ازاں فرمایا میں تم کو وصیت کرتی ہوں۔ کہ میرے جنازہ پر ان میں سے ایک بھی نہ آئے۔ جنہوں نے مجھ پر ظلم و ستم کئے اور میرا حق غصب کیا۔ اس لئے وہ لوگ میرے اور رسول خداؐ کے دشمن ہیں اور ان میں سے اور ان کے ہوا خواہوں میں سے کسی کو میرے جنازے پر نماز نہ پڑھنے دینا۔ اور مجھے رات کو جس وقت لوگ سوتے ہوں دفن کر دینا۔

بیان وفات جناب فاطمہؑ۔ اور کشف الغمہ وغیرہ میں روایت کی ہے۔ جب وفات جناب فاطمہؑ قریب ہوئی۔ اسماء بنت عمیس سے کہا۔ پانی لاؤ میں وضو کروں گی۔ بعد وضو کرنے کے بروایت دیگر بعد غسل کرنے کے خوشبو لگائی اور نئے کپڑے پہنے اور پھر فرمایا۔ اے اسماء جبرئیل وقت وفات پدر بزرگوار چالیس درہم کافور بہشت سے لائے تھے۔ اور آنحضرت نے اس کے تین حصے کئے تھے۔ ایک حصہ اپنے لئے اور ایک علی کے لئے اور ایک میرے لئے رکھا تھا۔ وہ کافور لے آؤ۔ کہ مجھے اس سے حنوط کریں۔ جب اسماء کافور لائیں۔ فرمایا میرے سرہانے رکھ دو۔ یہ فرما کر پاؤں قبلہ کی جانب پھیلا دیئے۔ اور کپڑا اوڑھ کر آرام کیا۔ اور مجھ سے فرمایا۔ اے اسماء تھوڑی دیر کے بعد مجھے آواز دینا۔ اگر میں جواب نہ دوں۔ علیؑ کو بلانا۔ اور جاننا میں اپنے پدر بزرگوار سے ملحق ہوئی۔ اسماء نے تھوڑی دیر انتظار کر کے پکارا۔ جواب نہ پایا۔ اسماء نے کہا۔ اے دختر رسول خداؐ اے دختر بہترین فرزندان آدم اور اے بہترین ان مخلوقات کی جو زمین پر راہ چلتے ہیں۔ اور اے دختر بہترین اس بندگی کی جو شب معراج بمرتبہ قاب قوسین او ادنیٰ پہنچا۔ پھر کچھ جواب نہ پایا۔ اس وقت کپڑا منہ سے اٹھایا۔ دیکھا روح مقدس نے اس سے ریاض جنت کو رحلت فرمائی۔ یہ دیکھ کر اسماء منہ کے بل گر پڑیں اور چہرہ نورانی جناب سیدہؑ کے بوسے لیتیں اور کہتی تھیں۔ جب جناب رسول خداؐ کی خدمت میں جانا اسماء بنت عمیس کا سلام کہنا۔ ناگاہ حضرت امام حسنؑ اور امام حسینؑ آئے اور کہا۔ اے اسماء اس وقت اماں جان کیوں

آرام فرما رہی ہیں۔ اسماء نے کہا۔ اس وقت تمہاری اماں آرام نہیں فرما رہی۔ بلکہ اس دارفنا سے دار راحت کی طرف رحلت کی۔ یہ سُن کر امام حسنؑ بیتابانہ منہ کے بل گرے۔ اور اپنی مادر کے رخ مطہر کے بوسے لے کر کہنے لگے۔ اے اماں قبل اس کے ہماری روح ہمارے جسد سے پرواز کرے۔ کچھ ہم سے بات کرو۔ دوسری جانب امام حسین قدمہائے مبارک سے لپٹ کر بوسے لیتے۔ اور فرماتے تھے۔ اے مادر مہربان۔ میں آپ کا فرزند حسین ہوں۔ مجھ سے باتیں کیجیے۔ قبل اس کے دل میرا ٹکڑے ٹکڑے ہو۔ اور دنیا سے مفارقت کروں۔ اسماء نے کہا۔ اے جگر گوشگان رسولؐ جاؤ اور اپنے پدر بزرگوار کو اپنی والدہ کی وفات کی خبر کرو۔ پس امام حسن اور امام حسین باہر گئے۔ اور جب قریب مسجد پہنچے۔ چلا کر رونے لگے۔ اصحاب استقبال کو دوڑے اور کہا۔ آپ کے رونے کا سبب کیا ہے۔ فرزندان رسول خداؐ حق تعالیٰ ہرگز آپ کی آنکھوں کو گریاں نہ کرے۔ کیا اپنے جد بزرگوار کی جگہ خالی دیکھ کر ان کے شوق ملاقات میں آپ روتے ہیں۔ جناب امام حسن اور جناب امام حسین نے کہا۔ والدہ ماجدہ نے دنیا سے رحلت فرمائی۔ جناب امیرؑ نے جب یہ خبر وحشت اثر سُنی۔ منہ کے بل گر پڑے اور فرماتے تھے بعد تمہارے میں اپنے دل کو کس سے تسلی دوں۔ اے دختر رسول خداؐ مصیبت وفات رسول میں مجھے تم سے تسلی ہوئی تھی۔ اب تمہاری مصیبت مفارقت پر مجھے کس سے تسلی ہو گی۔ پھر چند شعر مصیبت جناب سیدہؑ میں فرمائے کہ زمین و آسمان کو رلا دیا۔ اور جب یہ خبر مدینہ میں منتشر ہوئی۔ سب مرد و عورت رونے لگے۔ اور آوازہائے شیون و بکا خانہ ہائے مدینہ سے بلند ہوئیں اور سب مرد و عورت خانۂ امیر المومنین کی طرف دوڑے۔ زنان بنی ہاشم جناب فاطمہؑ کے گھر میں جمع ہوئیں۔ نزدیک تھا کہ کثرت ہائے صدائے شیون سے مدینہ میں زلزلہ آ جائے۔ تمام لوگ تعزیت کے لئے آتے تھے جناب امام حسن اور امام حسین سامنے بیٹھے حضرت کے رو رہے تھے۔ تمام لوگ ان کا رونا دیکھ کر روتے تھے۔ ام کلثوم قبر رسول خداؐ پر آئیں اور کہا۔ یا ابتاہ یا رسول اللہ آج آپ کی مصیبت مفارقت ہم پر تازہ ہوئی۔ اور گویا آج آپ ہم سے جدا ہوئے اور اپنی دختر کو بھی لے گئے۔ لوگ جمع تھے اور منتظر تھے کہ جنازہ باہر آئے۔ پس ابوذر رضی اللہ تعالیٰ باہر تشریف لائے اور فرمایا۔ . . جنازہ کے باہر آنے میں ابھی توقف ہے۔ یہ سُن کر لوگ متفرق ہو کر چلے گئے۔ جب پہر رات آئی۔ اور سب لوگ سو گئے۔ جنازہ کو باہر لائے۔ اور جناب امیرؑ و حسنینؑ و عمار و مقداد و عقیل و زبیر و ابوذر و سلمان و بریدہ اور ایک گروہ بنی ہاشم اور خواص آنحضرت نے نماز جنازہ ادا کی اور اسی رات دفن کر دیا۔ اور جناب امیرؑ نے گرد قبر جناب فاطمہؑ سات قبریں اور بنائیں۔ اس لئے کہ نہ جانیں کہ قبر جناب فاطمہ کون سی ہے۔ اور بروایت دیگر چالیس قبروں پر پانی چھڑکا۔ اس لئے کہ قبر جناب فاطمہؑ مشتبہ ہو جائے۔ اور بروایت دیگر قبر جناب فاطمہؑ کو زمین کے ہموار کر دیا کہ علامت قبر نہ معلوم ہو۔ اور یہ اس لئے تھا کہ منافقین و اشقیائے امت قبر آنحضرت کو نہ جان سکیں۔ اور قبر پر جا کر نماز نہ پڑھ سکیں۔ اور خیال قبر کھودنے کا دل میں نہ لائیں۔

اسی وجہ سے مقام قبر جناب فاطمہؑ میں اختلاف ہے۔ بعضے کہتے ہیں بقیع میں نزدیک قبور ائمہ ہے۔ بعضے کہتے ہیں۔ درمیان قبر رسول خداؐ اور منبر آنحضرت جناب سیدہؑ دفن ہیں۔ اس لئے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا میری قبر اور منبر کے بیچ ایک باغ ہے باغہائے بہشت سے اور میرا منبر ایک دروازہ ہے دروازہ ہائے بہشت سے اور صحیح زیادہ یہ ہے کہ جناب فاطمہؑ کو گھر میں ہی دفن کیا۔ جیسا کہ روایات صحیحہ دلالت کرتی ہیں۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے۔ جب چاہا۔ جناب سیدہؑ کو قبر میں اتاریں۔ دو ہاتھ قبر کے اندر سے شبیہ بدستہائے جناب رسول خداؐ پیدا ہوئے۔ اور جناب فاطمہؑ کو لے کر قبر میں رکھا۔ شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر **کلام عباس عم حضرت رسولؐ**۔ امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جب مرض آنحضرت شدید ہوا۔ عباس عم حضرت رسولؐ عیادت کو آئے۔ کہا۔ مرض جناب فاطمہؑ شدید ہے اور دیکھنا ممکن نہیں یہ سن کر عباس اپنے گھر پھر گئے۔ اور ایک آدمی کو جناب امیرؑ کی خدمت میں بھیجا۔ اور کہا جناب امیرؑ کو کہنا۔ تم کو تمہارے چچا سلام کہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ غم بیماری فاطمہ حبیبۂ دل و نور دیدہ رسول خداؐ اور میری نور دیدہ نے مجھے اندوہناک کر دیا ہے۔ اور گمان یہ ہے۔ وہ قبل میرے اپنے باپ رسول خداؐ سے ملحق ہونگی۔ اور آنحضرت ان کے لئے بہترین منازل بہشت اور درجات آخرت عطا کریں گے۔ اور مقرب بارگاہ الٰہی کرینگے۔ اور عطاہائے بزرگ بخشیں گے۔ جب یہ وقت آئے مہاجرین وانصار کو جمع کرنا۔ کہ سب جنازہ پر حاضر ہونے اور نماز پڑھنے کا ثواب دارین حاصل کریں۔ اور یہ امر باعث زینت دین ہے۔ جناب امیرؑ نے ارشاد فرمایا۔ میرے چچا کو سلام کہنا۔ ہرگز شفقت ومحبت کو اپنے ہم سے عزیز نہیں کیا۔ اور آپ کے کلام خیر خواہانہ کو ہم نے سنا اے چچا دختر رسول خداؐ ہمیشہ مظلوم رہیں۔ ان کے حق سے ان کو منع کیا۔ میراث بھی ان کو نہ دی۔ حضرت رسولؐ کی سفارش مقدمہ فاطمہؑ میں نہ مانی۔ حق حرمت ان کا ادا نہ کیا۔ اور حق خدا کی در بارۂ فاطمہؑ سے رعایت نہ کی۔ اور خدا واسطے حکم کرنے اور انتقام لینے کے ظالمان وستمگاران فاطمہؑ سے کافی ہے۔ اے چچا میں آپ سے عرض کرتا ہوں۔ مجھے اس نصیحت سے معاف رکھیئے۔ اور بخش دیجیئے اس لئے کہ جناب فاطمہؑ نے مجھ سے وصیت کی ہے۔ کہ لوگوں کو ان کے جنازہ پر نہ آنے دوں۔ جب یہ پیغام عباس پاس پہنچا۔ عباس نے کہا۔ خداوندا میرے بھتیجے کو بخش دے کہ اس نے مجھے بخش دیا۔ اور اس کی رائے پر طعن نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ فرزندان عبدالمطلب میں کوئی فرزند مبارک زیادہ علی سے متولد نہیں ہوا۔ بجز حضرت رسولؐ کے تحقیق کہ علی ہمیشہ بسوئے ہر مکرمت سابق تر اور بہر فضیلت میں عالم ترین مردم ہیں۔ اور وقت غضب شجاع ترین مردم اور وقت جنگ دشمنان دین سب سے زیادہ شدید ہیں۔ اور ان سب میں پہلے ہیں۔ جو ایمان خدا اور رسول خداؐ پر لائے۔

بیان حزن واندوہ جناب امیرؑ۔ شیخ مفیدؒ وطوسیؒ نے بسندہائے معتبر امام حسینؑ اور امام

زین العابدینؑ سے روایت ہے کہ جب جناب فاطمہؑ بیمار ہوئیں۔ جناب امیرؑ کو وصیت فرمائی۔ کہ بیماری میری چھپائیں اور لوگوں کو مطلع نہ کریں۔ پس جناب امیرؑ نے وصیت جناب فاطمہؑ کی تعمیل فرمائی۔ جناب امیرؑ بیمارداری سیدہؑ میں مصروف تھے۔ اور اسماء بنت عمیس بھی معین تھیں۔ علالت جناب سیدہؑ لوگوں سے پوشیدہ رکھتے تھے۔ جب وقت وفات آیا۔ جناب امیرؑ کو وصیت فرمائی کہ تم خود متوجہ بغسل وتکفین ہونا۔ اور مجھے رات ہی کو دفن کر دینا۔ اور قبر کو برابر کر دینا پس جناب امیرؑ خود متوجہ غسل وکفن و دفن ہوئے۔ اور رات ہی کو دفن کر کے نشان قبر مٹا دیا۔ قبر پر خاک اپنے دست مبارک سے ڈالی۔ حزن واندوہ نے جناب امیرؑ پر غلبہ کیا۔ اور آنسو روئے مبارک پر جاری ہوئے۔ اس وقت قبر حضرت رسولؐ کی طرف منہ کر کے فرمایا۔ السلام علیک۔ یارسول اللہ آپ پر سلام ہو آپکی دختر اور آپکی حبیبہ اور آپکی نور دیدہ اور آپکی زیارت کرنے والی کی طرف سے کہ آپ کی زیارت کو آتی تھیں۔ اور آج کی رات درمیان خاک آرام فرمایا۔ اور حق تعالیٰ نے سب اہل بیت میں سے سب سے پہلے ان ہی کو اختیار کیا کہ آپ سے ملحق ہوں۔ یارسول اللہ آپکی دختر کی موت سے میرا صبر کم ہو گیا۔ اور مفارقت بہترین زنان عالمیان سے میں ضعیف ہو گیا۔ لیکن آپ کی مفارقت میں صبر کرنے سے۔ اور آپ کی جدائی سے اندوہ پر تحمل کرنے سے گنجائش ہے کہ اس مصیبت میں بھی صبر کروں۔ کیونکہ آپ کو میں نے اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتارا۔ جبکہ آپ کی روح مقدس درمیان سینہ اور قریب میرے گلے کے جاری ہوئی۔ اور اپنے ہاتھ سے آپ کی آنکھیں میں نے بند کیں اور آپ کے امور کا میں متکفل ہوا۔ کتاب خدا میں ہے رضامند رہو اور قبول کرو۔ بوجہ احسن اور کہو انا للہ و انا الیہ راجعون۔ یارسول اللہ آپ نے اپنی امانت کو مجھ سے پھیر لیا۔ اور میری سپردگی سے نکال لیا۔ زہرا کو مجھ سے چھوڑا لیا۔ آسمان سبز اور زمین گرد آلود کس قدر میری نظر میں بری معلوم ہوتی ہے۔ یارسول اللہ میرا حزن واندوہ ہمیشہ رہیگا۔ اور راتیں ہمیشہ مجھے جاگ کر کٹیں گی۔ اور یہ غم واندوہ میرے دل سے نہ جائے گا۔ جب تک کہ حق تعالیٰ میرے واسطے بھی وہی گھر جہاں آپ آرام فرما رہے ہیں۔ نہ اختیار کرے۔ زخم دل میرا پیپ ٹپکانے والا۔ اور اندوہ سینہ میرا مجھے اپنی جگہ سے ہٹا دینے والا ہے کیا جلد ہم میں جدائی پڑ گئی۔ بس خدا سے اپنے حال کی شکایت کرتا ہوں۔ اور بہت جلد آپ کو آپکی دختر خبر دیگی۔ کہ میرے حق غصب کرنے والے اور اس معصومہ پر ظلم کرتے میں کس طرح آپکی امت نے ایک دوسرے کی اعانت ونصرت کی۔ آپ اپنی بیٹی کا حال پوچھئے کس قدر ان کے سینہ میں غم بھرے ہوئے ہیں۔ اور کسی سے اظہار نہیں کر سکتیں اور بہت جلد وہ آپ سے بیان کریں گی۔ خدا ان کے واسطے حکم کرے گا کہ وہ بہترین حکم کنندگان ہے۔ یارسول اللہ آپ پر سلام ہو۔ اس وداع کرنے والے جس کی ملاقات سے کوئی ملال نہ پہونچا ہو۔ اور از روئے دشمنی مفارقت بھی نہ کرتا ہو۔ اگر آپکی قبر پاس سے چلا جاؤں کچھ ملال سے یہ جانا نہیں۔ اور اگر آپ کی قبر پر اقامت کروں۔ تو بدگمانی نہ ہو۔ اس ثواب سے جو خدا نے صابرین کے لئے

وعدہ فرمایا ہے صبر مبارک تر و نیکو تر ہے۔ اگر گمان مجھے اس جماعت کے غالب ہونے کا نہ ہوتا جنہوں نے مجھے گھیر لیا ہے۔ تو بے شک آپکی قبر پر اقامت کرتا۔ اور آپکی ضریح مبارک پر معتکف رہتا۔ اور اس مصیبت میں بیشک فریاد و نالہ کرتا۔ مثل فریاد و نالہ زن مردہ کے یا رسول اللہ خدا دیکھتا اور جانتا ہے کہ آپ کی دختر مغصوبہ کو دشمنوں کے خوف سے پوشیدہ دفن کر دیا۔ اس لیئے کہ حق ان کا غصب کیا۔ اور میراث کو ان سے چھین لیا۔ حالانکہ آپ کے انتقال کو بہت زمانہ نہ گذرا تھا۔ اور نام آپ کا کہنہ نہ ہوا تھا۔ یا رسول اللہ میں خدا سے شکایت کرتا ہوں۔ اور آپ کی اطاعت میں بہت بہتر تسکین و تسلی ہے پس صلوات و رحمت و برکات خدا فاطمہؑ پر اور آپ پر ہو۔

بیان وفات و دفن فاطمہؑ۔ کلینیؒ نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ عورتوں کو جو اسقاط حمل ہوتا ہے اگر اس کا نام نہ رکھا ہوگا۔ تو جب ملاقات ہوگی کہیں گے ہمارے نام کیوں نہ رکھے۔ اسی واسطے کہ رسول کریمؐ نے قبل ولادت محسن کا نام رکھا۔ ابن بابویہؒ اور کلینیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ مفضل نے جناب صادق سے سوال کیا۔ کہ جناب فاطمہؑ کو کیسے غسل دیا۔ فرمایا۔ جناب امیرؑ نے غسل دیا۔ پھر حضرت نے راوی سے پوچھا۔ کیا تم پر سخن گراں گذرا۔ راوی نے عرض کی۔ ہاں یا حضرت میں آپ کے فدا ہوں مجھ پر گراں گذرا۔ جناب صادق نے فرمایا۔ دل تنگ نہ ہو۔ اور سمجھ کہ فاطمہ صدیقہ اور معصومہ تھیں۔ اور معصوم کو بغیر معصوم دوسرا غسل نہیں دے سکتا۔ جس طرح مریمؑ کو عیسیٰ نے غسل دیا۔ ایضاً۔ قرب الاسناد میں بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے فاطمہؑ کو غسل دیا۔ ایضاً۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جناب صادق سے سوال کیا کس سبب سے جناب فاطمہؑ کو رات کو دفن کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اس لئے کہ جناب فاطمہؑ نے وصیت کی تھی۔ کہ وہ دو مرد اعرابی .... جو ہرگز خدا اور رسول پر ایمان نہ لائے تھے ان پر نماز نہ پڑھنے پائیں۔ **ایضاً۔** بسند معتبر روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ سے جناب فاطمہؑ کو رات کو دفن کرنے کا سبب دریافت کیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ وہ ایک جماعت منافقین پر خشمناک و غضب آلود تھیں۔ لہذا منظور نہ ہوا۔ کہ وہ لوگ ان کے جنازے پر حاضر ہوں۔ اور اس شخص پر جو اس جماعت کی ولایت و محبت رکھتا ہو حرام ہے کہ کسی فرزندان فاطمہؑ پر نماز پڑھے۔ ایضاً۔ روایت کی ہے کہ جب جناب امیر دفن جناب سیدہؑ سے فارغ ہوئے چند شعر مشعر درد و الم انشا فرمائے کہ مضمون ان کا یہ ہے۔ دو دوستوں کی یکجائی آخر بجدائی منتہی ہوتی ہے اور ہر مصیبت غیر از مرگ کے نزدیک مرگ کے ناچیز ہے۔ اور جناب فاطمہؑ کا جانا بعد جناب رسول خداؐ کے میرے سامنے اس پر دلیل ہے کہ کسی کی دوستی باقی نہیں رہتی اور جلد ہوگا۔ کہ نام میرا بھی لوگوں کے درمیان سے اٹھ جائے۔ اور میری دوستی کو فراموش کریں اور میرے بعد میرے دوست کے لئے دوسرا دوست بہم پہنچے۔ **ایضاً۔** جناب امیرؑ سے روایت ہے۔ سات شخصوں نے جناب فاطمہؑ پر نماز پڑھی۔ ابوذر۔ سلمان۔ مقداد۔ عمار۔ حذیفہ و عبداللہ بن

مسجد اور میں ان کا امام تھا۔ شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے۔ کہ جناب صادق سے سوال کیا کہ سب سے پہلے کس کے لئے نعش بنائی گئی۔ فرمایا۔ جناب فاطمہؑ کے لئے۔ ایضاً بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے۔ کہ پہلے نعش جو اسلام میں بنائی گئی نعش جناب فاطمہؑ تھی اور سبب اس کے بنانے کا یہ تھا۔ کہ جب جناب فاطمہؑ بیمار تھیں۔ وہ بیماری جس میں دنیا سے رحلت کی۔ اسماء بنت عمیس سے کہا۔ اے اسماء میں نحیف وضعیف ہو گئی ہوں۔ اور گوشت میرے بدن کا گھل گیا ہے۔ کیا تم کوئی چیز ایسی بنا سکتی ہو جس سے میرا جسم مردوں سے پوشیدہ رہے۔ اسماء نے عرض کی۔ جب میں بلاد حبشہ میں تھی۔ میں نے ان کو ایک قسم کی نعش بناتے دیکھا تھا۔ اگر آپ فرمائیں۔ تو میں بنا کر دکھاؤں۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ ہاں بناؤ۔ یہ سُن کر اسماء بنت عمیس ایک تخت لائیں۔ اور اس کو اوندھا کر کے شاخہائے خرما پایہ ہائے تخت میں باندھے اور اس پر ایک کپڑا ڈال کر عرض کیا۔ اس طریقے سے بناتے ہیں۔ یہ دیکھ کر جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ ایسی ہی نعش میرے واسطے بھی بناؤ۔ اور میرا جسم مردوں سے چھپاؤ۔ تاکہ خدا تمہارے جسم کو آتش جہنم سے چھپائے۔ اور بعض کتب معتبرہ میں ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ جب جناب فاطمہؑ نے دنیا سے رحلت فرمائی۔ اسماء اپنا گریبان چاک کر کے مسجد کی طرف دوڑیں۔ امام حسن و حسین نے راہ میں دیکھا۔ اور حال اپنی ماں کا پوچھا۔ اسماء چپ ہو رہیں۔ اور کچھ جواب نہ دیا۔ جب امام حسن و حسین گھر میں آئے۔ اپنی مادر گرامی کو دیکھا۔ کہ آرام فرما رہی ہیں۔ یہ دیکھ کر قریب آئے اور شانہ ہلا کر فرمایا۔ جب دیکھا۔ دنیا سے رحلت فرمائی ہے۔ امام حسن سے کہا۔ اے بھائی جان خدا آپ کو مصیبت مفارقت مادر گرامی میں صبر عطا فرمائے۔ یہ کہہ کر گھر سے باہر دوڑے اور فریاد کرتے تھے۔ یا محمداہ یا احمداہ آج ہماری مادر نے دنیا سے رحلت کی۔ آپ کا مرنا ہم پر تازہ ہوا۔ پھر جناب امیرؑ کو یہ خبر مسجد میں پہنچائی۔ امیر المومنین نے جب یہ خبر جانسوز سُنی بیہوش ہو گئے۔ لوگوں نے پانی منہ پر چھڑکا۔ اس وقت ہوش میں آئے۔ امام حسن اور حسین کو کاندھے پر بٹھا کر گھر میں آئے۔ اسماء بنت عمیس جناب فاطمہؑ کے سرہانے بیٹھی رو رہی تھیں۔ اور کہتی تھیں اے یتیمان محمدؐ تمہارے نانا کی مصیبت مفارقت پر میں تمہاری والدہ فاطمہ زہرا سے تسلی کرتی تھی۔ اب بعد فاطمہؑ کس سے تسلی کروں۔ اس وقت جناب امیرؑ نے روئے مبارک جناب فاطمہ کھولا۔ اور سرہانے ایک رقعہ دیکھا۔ اس میں یہ لکھا تھا۔ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ وصیت دختر رسول خداؐ کی ہے۔ وصیت کرتی اور گواہی وحدانیت خدا اور رسالت سید انبیاؐ کہتی ہے اور یہ کہ بہشت حق ہے اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ اور یہ کہ خدا مردوں کو زندہ کریگا۔ جو قبروں میں ہیں۔ یا علیؑ میں دختر محمدؐ ہوں۔ خدا نے مجھے تجھ سے تزویج کیا۔ کہ تمہاری زوجہ دنیا و آخرت میں ہوں۔ اور تم اوروں سے زیادہ میرے زیادہ سزاوار ہو۔ تم مجھے غسل دینا و حنوط کرنا۔ اور کفن پہنانا۔ اور مجھ پر نماز پڑھنا اور مجھے رات ہی کو دفن کر دینا۔ اور کسی کو خبر نہ کرنا۔ تمہیں خدا کو سپرد کرتی ہوں اور اپنے

فرزندوں پر تاقیامت سلام کرتی ہوں۔ جب رات ہوئی۔ جناب امیرؑ نے جناب فاطمہؑ کو غسل دیا۔ اور تابوت میں رکھا۔ امام حسنؑ سے فرمایا۔ ابوذر کو بلاؤ۔ جب ابوذر حاضر ہوئے۔ جنازہ اٹھا کر بقیع میں لے گئے۔ اور جناب فاطمہؑ پر نماز پڑھی۔ جب جناب امیرؑ نماز جنازہ سے فارغ ہوئے۔ دو رکعت نماز پڑھی۔ اور ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھایا۔ اور عرض کی۔ خداوندا یہ فاطمہؑ تیرے پیغمبرؐ کی دختر ہے اسے ظلمت سے نکال کر نور کی طرف اور شدت سے جانب شادی و سرور لے جا۔ اس وقت زمین دور تک روشن و منور ہوگئی جب چاہا۔ کہ جناب فاطمہؑ کو دفن کریں۔ بقیع کی طرف سے آواز آئی۔ میری طرف لاؤ۔ کہ مٹی فاطمہؑ کی مجھ میں سے اٹھائی ہے۔ جب جناب امیرؑ نے وہاں جاکر دیکھا۔ ایک قبر کھدی کھدائی پائی۔ پس جنازہ سیدہؑ کا اس قبر کے نزدیک لائے۔ اور جب قبر میں رکھا۔ جناب امیرؑ نے قبر کے کنارے سے آواز دی۔ اے زمین میں نے اپنی امانت یعنی فاطمہؑ دختر رسول خداؐ کو تیرے سپرد کیا۔ اس وقت زمین سے آواز آئی۔ اے علیؑ میں فاطمہؑ پر تم سے زیادہ مہربان ہوں۔ جاؤ اور آزردہ خاطر نہ ہو۔ جب جناب امیرؑ نے چاہا۔ کہ وہاں سے تشریف لے جائیں۔ ناگاہ قبر شریف زمین کے برابر ہوگئی۔ اور نشان باقی نہ رہا۔ اور تا روز قیامت دریافت نہیں ہوسکتا۔ کہ قبر کہاں ہے۔ واضح ہو کہ روز وفات اور عمر شریف میں بہت اختلاف ہے اور اکثر روایات معتبر اس پر دلالت کرتی ہیں۔ کہ عمر شریف جناب فاطمہؑ اس وقت اٹھارہ[۱۸] سال تھی۔ اور بعضوں نے انتیس[۲۹] سال اور بعضوں نے پینتیس[۳۵] سال اور بعضوں نے سنتیس[۳۷] سال اور بعضوں نے اڑتیس[۳۸] سال بھی کہی ہے اور صحیح زیادہ اور مشہور زیادہ علمائے امامیہ میں قول اول ہے۔ یعنی اٹھارہ[۱۸] سال۔

فصل آٹھویں۔ بیان دادخواہی جناب فاطمہؑ بروز قیامت

ابن بابویہؒ نے بسند معتبر جناب امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ جب قیامت برپا ہوگی۔ میری دختر فاطمہؑ ایک ناقہ پر ناقہائے بہشت سے سوار آئیگی۔ اور اس ناقہ کے پہلوؤں میں حریر ہائے سفید آویزاں ہوگا۔ اور مہار اس ناقہ کی مروارید کی۔ اور پاؤں اس ناقہ کے زمرد سبز کے اور دم مشک ناب اور آنکھیں یاقوت سرخ کی ہونگی۔ اور اس ناقہ پر ایک قبۂ نور ہوگا۔ کہ باطن اس کا ظاہر سے نمایاں ہوگا۔ اندر عفو پروردگار اور باہر رحمت غفار ہوگی۔ اور فاطمہؑ کے سر پر ایک تاج نور کا ہوگا۔ کہ اس کے ستر گوشے ہونگے۔ اور ہر گوشہ مروارید یاقوت سے مرصع ہوگا۔ کہ مثل ستارہ نور اس کا ساطع ہوگا۔ اور داہنے بائیں ستر ستر ہزار فرشتے ہونگے۔ اور جبرئیلؑ مہار ناقہ لئے ہونگے۔ اور بصدائے بلند آواز دیں گے۔ اے اہل محشر اپنی اپنی آنکھیں بند کر لو۔

فاطمہؑ دختر محمدؐ تشریف لاتی ہیں۔ یہ سن کر کوئی پیغمبر کوئی رسول کوئی صدیق کوئی شہید باقی نہ رہے گا مگر یہ کہ اپنی اپنی آنکھیں بند کر لیں گے۔ یہاں تک کہ فاطمہؑ محشر سے گذر جائیں گیں۔ جب عرش کے نیچے پہنچیں گیں۔ اس وقت ناقہ سے اتر کر کہے گی۔ اے خداوند میرے اور اے سید میرے مجھ میں اور ان میں جنہوں نے مجھ پر ظلم و ستم کئے ہیں حکم کر۔ خداوندا مجھ میں اور ان میں جنہوں نے میرے فرزندوں کو شہید کیا حکم کر۔ پس حق تعالیٰ ندا فرمائے گا۔ اے حبیبہ من و دختر حبیب من مجھ سے سوال کر کہ تجھے عطا کروں اور مجھ سے شفاعت کر کہ تیری شفاعت قبول کروں۔ اپنی عزت جلال کی میں قسم کھاتا ہوں کہ آج کے دن کوئی ظلم کسی ظالم کا مجھ سے فروگذاشت نہ ہوگا۔ اس وقت فاطمہ میری دختر عرض کریگی۔ پروردگارا میری ذریت اور میرے شیعہ اور میرے فرزندوں کے شیعہ اور میرے دوست اور میرے دوستوں کے فرزندوں کو بخش دے۔ پھر آواز حق تعالیٰ کی طرف سے آئیگی کہ فرزندان فاطمہؑ اور شیعان و دوستان فرزندان فاطمہؑ کہاں ہیں۔ اس وقت یہ سب حاضر ہونگے۔ اور ملائکہ رحمت ہر طرف سے ان کو گھیرے ہونگے فاطمہؑ میری دختر ان کے آگے آگے جائیگی۔ یہاں تک کہ ان کو داخل بہشت کریگی۔ ایضاً۔ باسانید معتبر حضرت امام رضا سے روایت ہے۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ میری دختر فاطمہؑ صحرائے محشر میں با جامہائے خون آلود آئیگی۔ اور قائمہ عرش تھام کر عرض کریگی۔ اے خداوند حاکم و عادل مجھ میں اور ان میں جنہوں نے میرے فرزندوں کو شہید کیا حکم فرما۔ بحق پروردگار کعبہ میری دختر فاطمہؑ اور اس کے دشمنوں کے درمیان حق تعالیٰ حکم کرے گا۔

بیان عذاب دشمنان اہل بیتؑ۔ ایضاً بسند معتبر جناب صادق سے روایت ہے۔ کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا جب قیامت برپا ہوگی۔ میری دختر فاطمہؑ کے لئے ایک قبہ نور نصب کریں گے۔ پھر امام حسینؑ آئیں گے اپنا سر ہاتھ میں لئے ہوئے۔ جب جناب فاطمہؑ اپنے فرزند حسین کو اس حالت میں دیکھیں گی۔ ایک نعرہ محشر میں الیسا ماریں گی کہ محشر میں کوئی ملک مقرب اور کوئی پیغمبر اور مرسل اور کوئی بندہ مومن باقی نہ رہے گا۔ مگر یہ کہ سب گریاں و نالاں ہونگے۔ اس وقت حق تعالیٰ ایک خوبصورت مرد کو امام حسین کی صورت پر متمثل کرے گا۔ کہ وہ دشمنان حسین سے مخاصمہ کریں۔ اس وقت حق تعالیٰ قاتلان امام حسین کو اور ان لوگوں کو جنہوں نے اشقیائے امت سے سازش کی تھی۔ اور ان کو جنہوں نے خون حسین میں شرکت کی تھی جمع کرے گا۔ اور وہ مرد خوبصورت ان سب کو قتل کرے گا۔ اور پھر زندہ کریں گے۔ جناب امیرؑ بار دگر ان سب کو قتل کریں گے۔ پھر تیسری دفعہ ان سب کو زندہ کرے گا۔ کہ امام حسین ان سب کو قتل کریں۔ یہاں تک کہ میرے فرزندوں میں سے کوئی باقی نہ رہے گا۔ کہ ان ظالموں میں سے قتل کرے۔ اس وقت ہمارا اور ہمارے شیعوں کا خشم و غصہ بھی کم ہوگا۔ اور اندوہ و غم ہم سے زائل ہو جائے گا۔ جناب صادق نے فرمایا۔ خدا رحمت کرے شیعوں پر بخدا سوگند یہ مومن ہیں۔ اور بخدا سوگند یہ ہماری مصیبت اور طول اندوہ و حسرت میں

ہمارے شریک ہیں۔ ایضاً بسند معتبر جناب صادقؑ نے روایت کی ہے۔ رسول خداؐ سے کہ جب روز قیامت ہوگا۔ فاطمہؑ مع جماعت زنان عرصۂ محشر میں آئے گی۔ اس وقت فاطمہؑ سے کہیں گے۔ داخل بہشت ہو۔ فاطمہؑ کہیگی میں بہشت میں نہ جاؤنگی جب تک نہ سمجھ لونگی۔ کہ بعد میرے میری اولاد سے کیا سلوک کیا۔ یہ سن کر فاطمہؑ سے کہیں گے۔ کہ درمیان عرصۂ محشر نظر کرو۔ جب نظر کریگی۔ اپنے فرزند حسینؑ کو دیکھے گی۔ کہ بے سر کھڑا ہے یہ دیکھکر فریاد کریگی۔ اور میں اسکی فریاد سے فریاد کرونگی اور جمیع ملائکہ سے غلغلہ خروش بلند ہوگا۔ اس وقت حق تعالیٰ ہمارے سبب سے غیظ و غضب کرے گا۔ اور اس آگ کو جس کا نام ہبہب ہے اور ہزار سال اسے روشن رکھا ہے کہ سیاہ ہوگئی ہے اور ہوا ہرگز اس میں نہیں جاتی۔ اور کوئی غم اس سے باہر نہیں آتا۔ اس وقت حق تعالیٰ اس آگ کو آواز دے گا۔ کہ قاتلان حسینؑ اور حاملان قرآن کو جنہوں نے اہل بیت رسالتؐ سے ہاتھ اٹھایا۔ اور قرآن کو وسیلۂ ظلم و عدوان کیا۔ چن لے یہ حکم پاکر ان اشقیا کو وہ آگ اٹھالے گی۔ جب وہ روسیاہ اس آگ میں جائیں گے۔ آگ فریاد کریگی۔ اور وہ بدبخت بھی فریاد کریں گے۔ آگ بھی خروش کرے گی۔ وہ خروش کریں گے۔ آگ بھڑکے گی۔ وہ ستمگار نعرے ماریں گے۔ اور کہیں گے پروردگارا کس سبب سے اس آگ کو بت پرستوں سے پہلے ہم پر واجب کیا۔ اس وقت حکم حق تعالیٰ فرمائے گا۔ کہ جو کوئی دانستہ برا کام کرے وہ مثل اس کے نہیں کہ جو بنادانی کرے۔

بیان تشریف آوری فاطمہ بمیدان محشر۔ ایضاً بسند معتبر جناب امیرؑ سے روایت ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ بروز قیامت سر حسینؑ فاطمہؑ کے دکھانے کو خون آلود ظاہر ہوگا جب نظر مبارک جناب فاطمہؑ اس پر پڑیگی۔ فریاد کریں گی۔ اے فرزند مظلوم۔ اے میوۂ دل مغموم اس وقت نالۂ فاطمہ سے فرشتے بیہوش ہوجائیں گے۔ اور جمیع اہل محشر فریاد و خروش کریں گے۔ اور کہیں گے خدا اسے مارے اے فاطمہؑ جس نے تمہارے فرزند حسینؑ کو مارا۔ اس وقت ندائے حق تعالیٰ پہنچے گی کہ ایسا ہی کروں گا۔ اور انتقام اس کے قاتل اور معین قاتل اور دوستان قاتل سے لوں گا۔ اور فاطمہؑ اس دن ایک ناقہ پر ناقہائے بہشت سے سوار ہونگی۔ کہ پہلوہائے ناقہ حریر سبز سے مزین ہونگے۔ اس ناقہ کا منہ زیبا اور دیدہ ہائے شہلا ہونگے۔ سر اس کا طلائے بیغش سے اور گردن اس کی مشک و عنبر کی ہوگی۔ مہار زبرجد سبز کی اور کجاوہ موتی کا ہوگا۔ کہ تمام جواہرات سے اس کو مزین کیا ہوگا۔ اور اس ناقہ پر ایک ہودج ہوگا۔ کہ پردے اس ہودج کے نور خدا سے ہونگے۔ اندر اس کے رحمت الٰہی اس میں مملو ہوگی اور بلندی مہار بقدر ایک فرسخ فرسخہائے دنیا سے ہوگی۔ اور گرد ہودج کے ستر ہزار ملک احاطہ کئے ہونگے۔ اور مشغول تسبیح و تحمید و تہلیل و تکبیر و ثنائے حق تعالیٰ ہونگے۔ اس وقت منادی درمیان عرش ندا کرے گا۔ کہ اے اہل قیامت اپنی اپنی آنکھیں بند کرلو۔ کہ فاطمہؑ دختر محمدؐ صراط سے گذر جائے۔ پس فاطمہؑ اور شیعیان و دوستان جناب فاطمہؑ صراط سے بجلی کی طرح گذر جائیں گے۔ اور اپنے دشمنوں اور اپنی ذریت کے دشمنوں کو آتش جہنم میں

دھکیل دیں گی۔ شیخ مفیدؒ نے بسند موثق جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ بروز قیامت حق تعالیٰ خلق اولین
آخرین کو ایک زمین پر جمع کرے گا۔ پھر ایک منادی حق تعالیٰ کی طرف سے ندا کرے گا۔ کہ اپنی اپنی آنکھیں بند کرو۔
اور سر نیچے کرو۔ کہ فاطمہؑ دختر محمدؐ صراط سے گذر جائے۔ یہ سن کر جمیع خلائق اپنی اپنی آنکھیں بند کر لینگی اور جناب فاطمہؑ
ایک ناقہ پر ناقہائے بہشت سے سوار تشریف لائینگی۔ اور ستر ہزار فرشتے جناب فاطمہؑ کا استقبال کریں گے۔ اس
وقت جناب فاطمہؑ ایک مقام پر مقامات قیامت میں سے اتر کر ٹھہریں گی۔ اس صورت سے کہ پیراہن خون آلود
امام حسینؑ ہاتھ میں لئے ہونگی۔ اور کہیں گی۔ پروردگارا یہ پیراہن میرے فرزند کا ہے اور تو جانتا ہے کہ اشقیائے امت
نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے اس وقت حق تعالیٰ کی جانب سے ندا آئے گی۔ اے فاطمہؑ جو کچھ تیری خوشی ہو۔
وہ کیا جائے گا۔ جناب فاطمہؑ کہیں گی۔ پروردگارا میرا انتقام میرے فرزند کے قاتلوں سے لے۔ حق تعالیٰ حکم فرمائے گا۔
کہ آتش جہنم سے ایک شعلہ باہر آکر قاتلان امام حسینؑ کو چن لے گا۔ جس طرح مرغ دانے چن لیتا ہے۔ وہ شعلۂ آتش
ان اشقیا کو جہنم میں لے کر طبقات جہنم میں بانواع عذاب معذب کرے گا۔ بعد اس کے جناب فاطمہؑ ناقہ پر سوار ہو کر
بہشت میں تشریف لے جائیں گی۔ اور وہ ملائکہ جنہوں نے استقبال کیا تھا۔ خدمت میں ہونگے۔ اور فرزندان فاطمہؑ
آگے آگے اور دوستان ذریت محمدیؐ داہنے بائیں ہمراہ داخل بہشت ہونگے۔ فرات بن ابراہیمؒ نے اپنی تفسیر میں جناب
امیرؑ سے روایت کی ہے۔ ایک دن جناب رسول خداؐ جناب فاطمہؑ کے گھر تشریف لائے۔ اور اپنی دختر کو محزون و
غمگین پاکر پوچھا۔ اے دختر گرامی کیوں محزون و اندوہگین ہے۔ جناب فاطمہؑ نے عرض کیا۔ مجھے روز محشر یاد آیا۔
اور لوگوں کا عرصۂ محشر میں کھڑا ہونا برہنہ یاد آیا۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ اے دختر گرامی وہ دن بزرگ ہے لیکن جبرئیل
نے حق تعالیٰ کی جانب سے مجھے اطلاع دی ہے کہ سب کے پہلے جس کے لئے زمین شگافتہ ہوگی اور قبر سے
باہر آئے گا۔ میں ہونگا۔ اور میرے بعد ابراہیم خلیل اور بعد تمہارا شوہر علی ابن ابی طالب اس وقت حق تعالیٰ
جبرئیل کو تمہاری قبر پاس مع ستر ہزار فرشتوں کے بھیجے گا۔ اور تمہاری قبر پر سات قبے نور کے نصب کریں گے اور
اسرافیل تین حلّے نور کے تمہارے لئے لائیں گے اور قریب تمہارے سر کے کھڑے ہو کر تم کو ندا کریں گے۔ اے فاطمہؑ
دختر محمدؐ قبر سے باہر آؤ۔ بجانب محشر پس تم قبر سے باہر کپڑے پہنے اور اس دن کے خوف سے باہر آؤ گی۔ پھر اسرافیل
وہ حلّے تم کو دیں گے۔ اور تم ان کو پہنو گی۔ اور ایک فرشتہ زوقائیل کہتے ہیں ایک ناقہ تمہارے لئے لائے گا۔
کہ مہار اس کی مروارید تر کی اور محافظ طلائے احمر کا پشت ناقہ پر باندھا ہوگا۔ تم اس پر سوار ہو گی۔ اور زوقائیل مہار
ناقہ کھینچے گا۔ اور آگے آگے ستر ہزار فرشتے علمہائے تسبیح ہاتھ میں لئے ہونگے۔ اور جب تم روانہ ہوگی۔ ستر ہزار
حوریہ تمہارے استقبال کو آئیں گی۔ اور تمہاری طرف دیکھ کر خوش ہونگی۔ اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک انگیٹھی نور
کی ہوگی۔ کہ ان انگیٹھیوں سے عود کی خوشبو بے آگ کے آئیگی۔ اور ان حوریہ کے سروں پر تاجہائے مرصع زبرجد سبز یاقوت

جواہر ہونگے۔ وہ تمہاری داہنی جانب چلیں گی جب تھوڑی دور پہونچو گی۔ مریم دختر عمران معہ ستر ہزار حوریہ تمہارے
استقبال کو آئیں گی۔ اور تم کو سلام کریں گی۔ اور معہ ان ستر ہزار حوریہ کے تمہاری بائیں جانب راہ چلیں گی۔ بعد
اس کے تمہاری والدہ خدیجہؑ بنت خویلد تمہارا استقبال کریں گی۔ اور وہ ان عورتوں میں سے پہلی ہیں۔ جو خدا اور
رسولؐ پر ایمان لائیں۔ ان کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہاتھ میں علمہائے تسبیح لئے ہونگے۔ اور جب تم قریب محشر پہنچو گی۔
حوا معہ ستر ہزار حوریہ و آسیہ زن فرعون تمہارا استقبال کریں گی۔ اور یہ سب تمہارے ہمراہ روانہ ہونگی۔ اور جب
صحرائے محشر میں پہنچو گی۔ منادی عرش کے نیچے سے ندا کرے گا۔ کہ سب خلائق سن لے گی۔ اور وہ صدا یہ ہوگی۔ اپنی
اپنی آنکھیں بند کرلو کہ فاطمہؑ صدیقہ دختر محمدؐ اور زنان مطہر جو کہ ان کے ہمراہ ہیں۔ عرصہ محشر سے گذر جائیں۔ اس
دن تمہاری طرف کوئی نظر نہ کرے گا۔ سوائے تمہارے باپ اور ابراہیم اور تمہارے شوہر علی ابن ابی طالب کے
اس دن آدمؑ حواؑ کو بلائیں گے۔ وہ تمہاری ماں خدیجہ کے ہمراہ تمہارے سامنے آئیں گی۔ اور تمہارے لئے ایک منبر
نور نصب کریں گے کہ اس منبر کے ستر پائے ہونگے۔ اور ہر ایک پایۂ کے بیچ میں دوسرے پایہ تک صف ہائے ملائکہ
کھڑی ہونگی۔ علمہائے نور ان کے ہاتھوں میں ہونگے۔ حوریں داہنے بائیں منبر کے صف کھینچیں گی۔ اور سب
عورتوں سے قریب بائیں طرف تمہارے حواؑ اور آسیہؑ ہونگی۔ اور جب تم اے فاطمہ منبر پر جاؤ گی۔ جبرئیل حق
تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس آئیں گے۔ اور کہیں گے۔ اے فاطمہؑ اپنی حاجت طلب کرو۔ اس وقت تم
کہو گی۔ پروردگارا حسنؑ حسینؑ کو مجھے دکھا ۔ اس وقت تمہارے دونوں فرزند تمہارے پاس آئیں گے۔
رگ ہائے گردن حسینؑ سے خون ٹپکتا ہوگا۔ اور حسینؑ کہیگا پروردگارا آج کے دن عوض میرا ان ظالموں سے
جنہوں نے مجھ پر ستم کئے لیلے۔ یہ سن کر دریائے غضب الٰہی جوش زن ہوگا۔ اور غضب الٰہی سے جہنم اور
ملائکہ بھی خروش کریں گے۔ جہنم نعرہ ماریگا۔ لپک اسکی صحرائے محشر تک آئے گی۔ اور قاتلان حسینؑ کو
اٹھالے جائے گی۔ اور حسین کے جو قاتل ہیں۔ ان کی اولاد کی اولاد کو بھی آتش جہنم کھینچے گی۔ اس وقت
ان ستمگاروں کی اولاد کہے گی۔ پروردگارا ہم وقت قتل حسین موجود نہ تھے۔ مگر حق تعالیٰ شعلہ ہائے جہنم
کو حکم فرمائے گا۔ کہ ان کو پکڑ لے کیونکہ ان کی کبودئ چشم اور روسیاہی ان کی علامت ہے۔ ان کے پیشانی
کے بال پکڑ کے منہ کے بل گھسیٹے ہوئے پائیں ترین طبقات جہنم میں ڈال دیں گے کہ یہ لوگ دوستان حسینؑ پر
پر زیادہ تر سخت اپنے باپ سے تھے۔ جنہوں نے حسین سے محاربہ کیا۔ اور اس کو شہید کیا۔ پھر جبرئیل ...
کہیں گے اے فاطمہؑ تم اپنی حاجت طلب کرو۔ اس وقت تم اے دختر اے فاطمہؑ تم کہو گی۔ کہ پروردگارا میں اپنے
شیعوں کو چاہتی ہوں۔ حق تعالیٰ فرمائے گا۔ میں نے شیعوں کے گناہ بخش دیئے۔ پھر تم کہو گی۔ پروردگارا اپنے
فرزندوں اماموں کے شیعوں کو چاہتی ہوں۔ پھر حق تعالیٰ فرمائے گا۔ میں نے ان کو بھی بخش دیا۔ پھر تم کہو گی۔

پروردگارا میں اپنے شیعوں اور دوستوں کو چاہتی ہوں۔ پس حق تعالیٰ فرمائے گا۔ جاؤ۔ جو تمہارا دامن پکڑے اس کو بہشت میں داخل کرو۔ اس وقت تمام خلق آرزو کرے گی۔ کہ کاش ہم بھی دوستان شیعیان فاطمہؑ سے ہوتے۔ اس وقت تم اپنے شیعوں اور شیعوں کے فرزندوں اور شیعیان امیرالمومنینؑ کو اپنے ہمراہ لے کر بہشت میں جاؤ گی۔ اور وہ وقت ہوگا۔ کہ شیعوں کا خوف مبدل باطمینان ہو جائے گا۔ شرمگاہ ان کی ڈھکی ہوگی۔ شدائد قیامت ان پر آسان ہونگے۔ ہولہائے قیامت سے بسہولت گذریں گے۔ سب لوگ ڈریں گے یہ نہ ڈریں گے۔ سب لوگ پیاسے ہونگے۔ یہ سیراب ہونگے۔ جب تم دروازہ بہشت پر پہنچو گی۔ بارہ ہزار حوریں تمہارے استقبال کو آئیں گی۔ کہ پہلے تمہارے وہ کسی کے استقبال کو نہ گئی ہونگی۔ کہ ان کے ناقوں کے کجاوے طلائی زر دار اور یاقوت کے ہونگے۔ اور مہاریں مروارید تر کی اور رکابیں زبرجد کی ہونگی۔ اور ہر محمل میں ایک تکیہ سندس بہشت کا رکھا ہوگا۔ جب تم بہشت میں جاؤ گی تمام اہل بہشت خوش ہونگے۔ اور ایک دوسرے کو بشارت دیں گے۔ اور تمہارے شیعوں کے واسطے رنگارنگ جواہر کے خوان عمود ہائے نور پر نصب کریں گے۔ اور تمہارے شیعہ ان کھانوں میں سے کھانے کھائیں گے۔ وہ وقت وہ ہوگا۔ کہ اور لوگ مشغول حساب کتاب ہونگے۔ اور شیعہ ابدالآباد نعیم بہشت سے متنعم ہونگے۔ اور جب سب کے سب دوستان خدا بہشت میں پہنچ جائیں گے تمام پیغمبر آدمؑ تا خاتمؐ تمہاری زیارت کو آئیں گے۔ اور بہشت میں دو موتی ہیں۔ کہ ایک ریشے سے نکلے ہیں۔ ایک ان میں سے سفید اور دوسرا زرد ہے۔ اور ہر ایک میں ستر ہزار قصر ہیں۔ اور ہر قصر میں ستر ہزار گھر ہیں۔ پس وہ قصرہائے سفید ہمارے اور ہمارے شیعوں کے مکان ہیں۔ اور قصرہائے زرد منازل ابراہیم اور آل ابراہیم ہیں۔ یہ سن کر جناب فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا نے فرمایا۔ اے پدر بزرگوار میں نہیں چاہتی کہ آپ کو مرتے دیکھوں اور بعد آپ کے زندہ رہوں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ جبرئیل امین نے مجھے خبر دی ہے کہ پہلے جو میرے اہل بیت سے مجھ سے ملحق ہوگا۔ وہ اے فاطمہؑ تم ہوگی۔ وائے ہو اس شخص پر جو تم پر ظلم کرے۔ بتحقیق رستگاری اس شخص کے لئے ہے جو تمہاری نصرت و مدد کرے۔

باب تیسرا

تاریخ ولادت وشہادت سیّد اصفیاو امام الاتقیا حضرت مظہر العجائب اسد اللہ الغالب امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ علیہ السلام

اس باب میں پانچ فصلیں ہیں۔ فصل پہلی۔ بیان ولادت باسعادت جناب امیر علیہ السلام۔ مشہور محدثین و مورخین فریقین میں یہ ہے کہ جناب امیرؑ بروز جمعہ تیرھویں رجب کو بعد تیس سال عام الفیل کے کعبہ معظمہ میں متولد ہوئے۔ اس وقت عمر شریف جناب رسول خداؐ اٹھائیس سال کی تھی۔ بارہ سال۔ اور بقول دیگر دس سال قبل بعثت آں حضرت واقع ہوئی۔ شیخ طوسیؒ نے مصباح میں بسند صحیح جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ولادت موفور السعادت جناب بروز یکشنبہ ساتویں ماہ شعبان کو واقع ہوئی۔ مگر پہلا قول زیادہ صحیح اور مشہور زیادہ ہے۔ اور اگر ان دونوں دنوں کا احترام کریں بہتر ہے۔ بعضوں نے تیئسویں ماہ شعبان کی بھی لکھی ہے اور والد بزرگوار آنحضرت ابو طالب بیٹے عبد المطلب کے تھے کہ حضرت رسول کے پدر بزرگوار عبد اللہ کے حقیقی بھائی ایک ماں سے تھے اور مادر گرامی جناب فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف تھیں۔ جناب امیرؑ اور بھائی آپ کے ہاشمی تھے۔ کہ ماں باپ دونوں بنی ہاشم تھے۔ احادیث معتبرہ میں جناب رسول خدا سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہم اور علی ایک نور سے خلق ہوئے۔ اور ہم منظور انظار عنایات حق تعالیٰ چوبیس ہزار سال قبل خلق آدم تھے۔ و بروایت دیگر دو ہزار سال اور جانب راست عرش الٰہی تسبیح و تقدیس حق تعالیٰ کرتے تھے۔ جب خدا نے آدم کو خلق کیا۔ اس نور کے دو حصے کئے اور دونوں کو صلب آدم میں جگہ دی۔ جب آدم زمین پر آئے ہم ان کے صلب میں تھے۔ اور جب ابراہیم کو آگ میں ڈالا ہم ان کے صلب میں تھے۔ اور اس سبب سے آگ نے ان کو ضرر نہ پہنچایا پھر اس نور کے ایک جزو سے میںؐ اور دوسرے جزو سے علیؑ پیدا پیدا ہوئے۔ ابن عباس سے روایت ہے۔ کہا کہ ایک روز میں حضرت رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ناگاہ جناب امیرؑ کو آتے دیکھ کر حضرت رسولؐ متبسم ہوئے۔ اور فرمایا۔ مرحبا اس شخص کو جسے خدا نے چالیس ہزار سال قبل پیدائش آدم خلق کیا ہو۔ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہؐ آیا ہو سکتا ہے فرزند قبل پدر مخلوق ہو۔ حضرت

نے فرمایا۔ حق تعالیٰ نے میرے اور علیؑ کے نور کو خلق آدم سے اسی قدر پہلے خلق کیا۔ پھر اس نور کے دو ٹکڑے کئے۔ نصف سے مجھے اور نصف سے علیؑ کو پیدا کیا۔ قبل پیدائش اشیاء دیگر پیدا کیا۔ اور جملہ اشیاء کو میرے اور علیؑ کے نور سے منور کیا۔ مجھے جانب راست عرش جگہ دی۔ اور بعد میرے ملائکہ کو پیدا کیا۔ اور میری تسبیح و تہلیل و تکبیر و تحمید حق تعالیٰ سے ملائکہ نے تسبیح و تہلیل و تکبیر و تحمید حق تعالیٰ سیکھی۔ اس وقت حق تعالیٰ نے یہ قرار دیا۔ کہ میرا اور علیؑ کا دوست داخل جہنم نہ ہو۔ اور میرا اور علیؑ کا دشمن داخل بہشت نہ ہو۔ اور حق تعالیٰ نے چند فرشتے پیدا کئے ہیں۔ جن کے ہاتھوں میں ابریقہائے نقرۂ بہشت ہیں۔ اور ان ابریقوں کو آب حیات سے جو ایک نہر جنت الفردوس میں ہے بھرا ہے۔ جب شیعان علیؑ سے کوئی مرد عورت سے مقاربت کرنا چاہتا ہے اور اس وقت حق تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے کہ اس کا نطفہ منعقد ہو جائے پس ایک ان فرشتوں میں سے آتا۔ اور آب بہشت میں سے تھوڑا سا اس کے پینے کے پانی میں ڈال دیتا ہے۔ اور وہ پانی اس کے نطفہ میں مخلوط ہو جاتا ہے۔ اسی سبب سے اس شیعہ کے دل میں میری محبت اور علیؑ و فاطمہ حسنینؑ اور نو امام فرزندان حسینؑ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ پھر حضرت نے فرمایا میں اس خدا کا شکر ادا کرتا ہوں۔ جس نے محبت علیؑ اور اس پر ایمان لانے والے کو سبب دخول بہشت و نجات جہنم کیا۔ ابن طاؤس نے بسند معتبر **بیان فضائل جناب امیرؑ زبانی رسولؐ** ۔ جناب امام محمدؑ باقر سے روایت کی ہے کہ امام محمدؑ باقر سے جناب امیرؑ کے سجدۂ شکر بجا لانے کا سبب پوچھا حضرت نے فرمایا۔ مجھے میرے بزرگوں نے خبر دی ہے کہ ایک روز جناب رسول خداؐ نے جناب امیرؑ کو کسی ضرورت کو بھیجا۔ اور جناب امیرؑ نے باحسن وجوہ اس کی تعمیل کی جب پھرے اس وقت پہونچے۔ جب رسول خداؐ نماز کے لئے باہر تشریف لانے تھے۔ پس ہمراہ جناب رسول خدا نماز پڑھی۔ اور حضرتؐ نماز سے فارغ ہوئے۔ جناب امیرؑ کو سینہ سے لگایا۔ اور پوچھا۔ تم نے وہ کام کیا۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ ہاں۔ حضرت رسولؐ شاداں و خنداں ہوئے۔ اور فرمایا۔ اے علیؑ چاہتے ہو کہ میں تم کو بشارت دوں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہمیشہ آپ نے مجھے بخیر بشارت دی۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ جبرئیل وقت زوال میرے پاس آئے۔ اور کہا۔ یا محمدؐ اس وقت آپ کا پسر عم علی ابن ابی طالب آپ کے پاس آتا ہے اور خدا نے ان کے سبب مسلمانوں کو منفعت عظیم پہنچائی ہے۔ اور جس کام کے لئے آپ نے ان کو بھیجا ہے انہوں نے وہ کام اس طرح کئے ہیں۔ اور مجھے جبرئیل نے وہی خبر دی ہے جو تم نے مجھ سے بیان کیا۔ اور جبرئیل نے کہا۔ اے محمدؐ ذریت آدم سے نجات نہیں پائی مگر اس شخص نے جس نے ولایت شیث وصی آدم اختیار کی۔ اور شیث نے بسبب اپنے باپ آدمؑ نجات پائی۔ اور آدم نے بخداوند عالم نجات پائی۔ اور قوم نوح سے نجات نہ پائی۔ مگر اس شخص نے جس نے ولایت سام

وصی نوح اختیار کی۔ سام نے نوح سے اور نوح نے بحق تعالیٰ نجات پائی۔ اور نجات نہ پائی قوم ابراہیمؑ سے
مگر اس شخص نے جس نے ولایت اسماعیل وصی ابراہیم اختیار کی۔ اور نجات اسماعیل با ابراہیم اور نجات
ابراہیم بخداوند کریم تھی اور قوم موسیٰ سے نجات نہیں پائی۔ مگر اس شخص نے جس نے ولایت وصی
موسیٰ یوشع بن نون اختیار کی اور نجات یوشع بموسیٰ اور نجات موسیٰ بحق حق تعالیٰ تھی۔ اور قوم عیسیٰ سے نہیں
نجات پائی۔ مگر اس نے جس نے ولایت شمعون وصی عیسیٰ اختیار کی۔ شمعون نے عیسیٰ سے اور عیسیٰ نے
حق تعالیٰ سے نجات پائی۔ اور یا محمدؐ آپ کی امت سے وہی نجات پائے گا۔ جو آپ کے وزیر اور آپ کے
وصی علی ابن ابی طالب کی ولایت اختیار کرے کہ علیؑ آپ کی حیات اور وفات میں آپ کے وصی ہیں۔
اور علیؑ آپ کے سبب نجات پائیں گے اور آپ حق تعالیٰ سے نجات پائیں گے۔ یا محمدؐ حق تعالیٰ
نے آپ کو بہترین پیغمبران اور علی کو بہترین اوصیائے پیغمبران کیا ہے اور امامان و پیشوایان دین آپ کی ذریت
سے تا روز قیامت قرار دیئے ہیں۔ جب جناب امیرؑ نے یہ بشارتیں سُنیں شکر حق تعالیٰ کا سجدہ کیا۔ اور اپنا
روئے مبارک زمین پر ملا۔ اور زمین پر بوسہ دیا۔ حق تعالیٰ نے محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ صلوٰۃ اللہ علیہم
کو عالم ارواح میں خلق کیا۔ اور بہ پیش عرش الٰہی چودہ ہزار سال قبل خلق آدم تسبیح و تمجید و تہلیل حق
تعالیٰ کرتے تھے۔ بعد اس کے ان کو ایک نور کیا۔ کہ پشت ہائے مردان برگزیدہ سے شکمہائے زنان پاکیزہ
میں منتقل کرتا رہا۔ اور جب حق تعالیٰ نے چاہا۔ کہ ان کی فضیلت و منزلت فرشتوں پر ظاہر کرے۔ اور ان کے
حق کو ہم پر واضح کرے۔ اس نور مقدس کو دو حصہ کیا۔ ایک حصہ کو صلب عبداللہؑ میں جگہ دی کہ اس
سے محمدؐ سید پیغمبرانؑ و خاتم مرسلانؐ پیدا ہوئے۔ اور پیغمبری ان کو عطا فرمائی۔ اور دوسرے حصہ کو صلب
ابوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم میں جگہ دی اور اس نور سے علیؑ پیدا ہوئے کہ امیر مومناں اور بہترین
اوصیائے پیغمبران ہیں۔ حضرت رسول نے ان کو اپنا ولی اور وصی اور جانشین اور خلیفہ اور اپنی دختر کا
شوہر اور اپنے قرض کا ادا کرنے والا۔ اور اپنے وعدہ کا وفا کرنے والا۔ اور اپنے دین کی نصرت کرنے
والا اور غموں کا برطرف کرنے والا قرار دیا۔ شیخ طوسیؒ نے بطریق مخالفین انس بن مالک سے روایت
روایت انس بن مالک۔ کی ہے۔ ایک دن حضرت رسولؐ اپنے اشتر پر سوار ہو کر نزدیک
ایک پہاڑ کے گئے۔ اور اشتر سے اتر پڑے۔ مجھے فرمایا۔ اے انس اشتر کو پکڑ۔ اور فلاں موضع میں جا۔
وہاں علیؑ کو سنگریزوں پر تسبیح حق تعالیٰ کہتا ہوا پائے گا۔ جب علیؑ کو دیکھنا۔ میرا سلام کہنا۔ اور اس اشتر
پر سوار ہو کر میرے پاس لے آنا۔ انس نے کہا جب میں جناب امیرؑ پاس پہنچا۔ سلام رسول خداؐ پہنچایا۔
اور حضرت کو سوار کر کے میں خود رکاب میں روانہ ہوا۔ جب جناب امیرؑ نے حضرت رسولؐ کو دیکھا۔

کہا السلام علیک یا رسول اللہ۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ وعلیک السلام
یا ابا الحسن یا علی آؤ میرے پاس بیٹھو یہ وہ جگہ ہے جہاں ستر پیغمبر مرسل بیٹھے ہیں اور میں ان سب سے
بہتر ہوں اور ہر پیغمبر کی جگہ اس کا بھائی بھی بیٹھا ہے۔ اور ان سب سے تم بہتر ہو ناگاہ میں نے
دیکھا کہ ابر سر کے قریب آ گیا۔ جناب رسول خداؐ نے ہاتھ اونچا کر کے ابر میں سے ایک خوشہ انگور لے لیا۔
اپنے اور علی کے بیچ میں رکھ دیا۔ اور جناب امیرؑ سے فرمایا۔ اے بھائی تناول کرو۔ یہ از جانب حق
تعالیٰ میرے اور تمہارے لئے ہدیہ ہے۔ انس نے کہا۔ میں نے عرض کی یا حضرت جناب امیرؑ آپ
کے برادر ہیں۔ حضرت نے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہؐ آپ بیان کیجئے کہ وہ آپ کے
بھائی کس طرح ہیں۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ حق تعالیٰ نے ایک پانی قبل خلق آدم تین ہزار
سال عرش کے نیچے پیدا کیا۔ اور اس پانی کو ایک سبز موتی میں رکھا۔ یہاں تک کہ حضرت آدم کو
پیدا کیا۔ اس وقت اس پانی کو صلب آدم میں جاری کیا۔ اور حضرت آدم برحمت الٰہی واصل ہوئے۔ اس پانی
کو صلب شیث میں منتقل کیا۔ اور اسی طرح اس پانی کو پشت بہ پشت اصلاب طاہر انبیاء و اوصیاء
سے منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ وہ پانی صلب عبدالمطلب میں پہونچا۔ اس وقت اس پانی کے دو حصے
کر کے ایک حصہ صلب عبداللہ میں اور دوسرا صلب ابوطالب میں منتقل کیا۔ پس میں اس کے نصف سے
اور علیؑ اس کے نصف دیگر سے پیدا ہوئے۔ اس سبب سے بھائی علیؑ میرے دنیا و آخرت میں ہوئے۔ پھر جناب
رسول خداؐ نے یہ آیت پڑھی۔ وھو الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسبا وصھرا وکان
ربک قدیرا۔ یعنی وہ ہی خدا ہے جس نے پانی سے آدمی کو پیدا کیا۔ پس اس کو صاحب اور
داماد کیا۔ اور خدا تمہارا سب چیز پر قادر ہے۔ اور حدیث دیگر میں فرمایا۔ اس سبب سے علی مجھ سے
اور میں علی سے ہوں۔ کہ گوشت علی کا میرا گوشت اور خون علی کا میرا خون ہے۔ جو مجھے دوست رکھے۔
وہ میری دوستی کی وجہ سے علی کو دوست رکھتا ہے اور جو مجھے دشمن رکھے۔ میری دشمنی سے علی کو دشمن
رکھتا ہے۔ ایضاً۔ بسند معتبر جناب امام محمدؑ باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے علیؑ ابن
ابی طالب سے کہا۔ اے علیؑ چاہتے ہو۔ میں تم کو بشارت دوں۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ ہاں یا رسول اللہؐ حضرتؐ
نے فرمایا۔ ہم اور تم ایک طینت سے خلق ہوئے اور ہماری زیادتی طینت سے ہمارے شیعہ خلق ہوئے۔
جب قیامت ہو گی۔ لوگوں کو ان کی ماں کے نام سے پکاریں گے۔ مگر تمہارے شیعوں کو ان کے باپ
کے نام سے پکاریں گے۔ اس لئے کہ حلال زادے ہیں۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر امام جعفر صادقؑ سے
روایت کی ہے۔ جناب رسول خدا نے کہا۔ اے علیؑ لوگوں کو خدا نے درختہائے مختلف سے پیدا کیا۔ اور ہم

تم ایک درخت سے پیدا ہوئے ہم اس درخت کی اصل اور تم اس درخت کی فرع ہو اور حسنؑ و حسینؑ اور نو امام فرزندان حسینؑ اس درخت کی شاخیں ہیں اور ہمارے شیعہ اس درخت کی برگ ہیں۔ جو کوئی اُن درخت کی شاخوں میں سے ایک شاخ کو پکڑے گا۔ حق تعالیٰ اس کو داخل بہشت کریگا کلینیؒ نے بسندہائے معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ متولد ہوئے نزدیک ولادت آنحضرت معجزات کثیرہ ظاہر ہوئے اور آمنہ کے لئے قصرہائے شام و فارس نمودار ہوئے۔ اس وقت فاطمہ بنت اسد مادر جناب امیرؑ بھی وہاں تھیں۔ ان معجزات سے متعجب ہو کر ابوطالب پاس گئیں اور ان کو بشارت دی آنحضرت کی ولادت کی۔ اور جو عجائب و غرائب مشاہدہ کئے تھے بیان کئے۔ ابوطالب نے کہا صبر کرو تیس سال کے بعد تمہارے بطن سے بھی ایک فرزند پیدا ہوگا۔ جو بغیر پیغمبری تمام کمالات میں مثل اس کے ہوگا۔ اور وصی و وزیر اس کا ہوگا۔ کتاب روضۃ الواعظین

روایت جابر ابن عبد اللہ انصاری

میں و دیگر کتب معتبرہ میں جابر ابن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے۔ کہ جابر نے حضرت رسولؐ سے جناب امیرؑ کی ولادت باسعادت کا سوال کیا۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ آہ آہ اس بہترین مولود کا تم نے سوال کیا۔ جو میرے بعد متولد ہوا ہے۔ سنت حضرت مسیحؑ اس میں جاری ہوگی۔ حق تعالیٰ نے مجھے اور علی کو ایک نور سے پانچسو سال پہلے آفرینش خلائق سے پیدا کیا۔ اس وقت ہم عالم ملکوت میں تسبیح و تقدیس حق تعالیٰ کرتے تھے۔ جب حق تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا۔ ہم کو ان کے صلب میں جگہ دی۔ میں نے داہنی جانب اور علیؑ نے بائیں جانب قرار پکڑا۔ پس ہم کو صلب آدم سے اصلاب طاہرہ و ارحام طیبہ میں منتقل کیا۔ اور مجھے صلب پاکیزہ عبد اللہ بن عبد المطلب سے پیدا کیا۔ اور بہترین شکم میں جگہ دی۔ کہ وہ شکم آمنہ کا تھا۔ اور علیؑ کو صلب طاہر ابوطالب سے ظاہر کیا اور بہترین شکم میں جگہ دی۔ کہ وہ شکم فاطمہ بنت اسد کا تھا حضرت نے فرمایا۔ اے جابر قبل اس کے کہ علیؑ شکم مادر میں قرار پکڑے۔ اس کے زمانے میں ایک مرد عابد راہب تھا۔ کہ اسے مثرم بن وعیب کہتے تھے۔ اور وہ راہب عبادت و زہد میں مشہور آفاق تھا۔ اور ایک سو نوے سال تک حق تعالیٰ کی بصدق و اخلاص عبادت کی تھی۔ اور خدا سے اپنے لئے کوئی حاجت طلب نہ کی تھی۔ ایک روز اس نے خدا سے سوال کیا کہ خداوندا ایک دوست کو اپنے دوستوں میں سے مجھے دکھلا اس وقت حق تعالیٰ نے ابوطالب کو اس کی طرف بھیجا۔ جب مثرم نے ابوطالب کو دیکھا۔ اور انوار جلالت جبین ابوطالب سے مشاہدہ کئے۔ اٹھ کھڑا ہوا۔ اور پیشانی چوم کر اپنے منہ کے سامنے بٹھالیا اور کہا۔ خدا رحمت کرے تم کون ہو۔ ابوطالب نے کہا کہ میں اہل تہامہ سے ہوں۔ اس نے کہا تہامہ کے کس شہر سے ہو۔ ابوطالب نے کہا۔ مکہ کا رہنے والا ہوں۔ اس نے پوچھا کس قبیلہ سے ہو۔ ابوطالب نے کہا۔ فرزندان عبد مناف سے ہوں۔ اس نے پوچھا۔ عبد مناف

کے کس شعب سے ہو۔ ابوطالب نے کہا۔ فرزندان ہاشم سے ہوں۔ مثرم نے جب یہ نسب بزرگوار سنا اٹھ کھڑا ہؤا۔ اور بار دگر پیشانی کو بوسہ دیا۔ پھر کہا۔ حمد وسپاس اس خدا کی جس نے میرا سوال پورا کیا۔ اور مجھے دُنیا سے نہ اٹھایا جب تک ایک دوست کو اپنے دوستوں سے دکھا دیا۔ اے ابوطالب تم کو بشارت ہو۔ حق تعالیٰ نے مجھے تمہارے لئے بشارت الہام فرمائی ہے۔ ابوطالب نے کہا۔ وہ بشارت کیا ہے مثرم نے کہا۔ آپ کے صلب سے ایک فرزند پیدا ہوگا۔ وہ فرزند ولی خدا اور پیشوائے متقیان وصی رسول پروردگار عالمیان ہوگا۔ جب وہ فرزند پیدا ہو میرا اسلام اس کو پہنچانا۔ اور کہنا مثرم تم کو سلام کرتا تھا۔ اور وحدانیت خدا کی گواہی دیتا کہ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور شہادت دیتا ہے محمدؐ بندہ اس کا اور رسول خدا ہے اور تم اس کے وصی برحق ہو محمدؐ پر پیغمبری اور تم پر وصایت ختم ہو گی۔ جب ابوطالب نے راہب سے یہ بشارت سُنی رونے لگے اور کہا بتاؤ اس فرزند کا کیا نام ہوگا۔ راہب نے کہا۔ ان کا نام علیؑ ہے۔ ابوطالب نے کہا۔ تمہارے کلام کی حقیقت مجھ پر ظاہر نہ ہو گی۔ جب تک ثبوت قوی اور دلیل واضح نہ بیان کرو گے۔ مثرم نے کہا۔ کیا چیز چاہتے ہو۔ جس کا اس وقت حق تعالیٰ سے میں تمہارے لئے سوال کروں اور حق تعالیٰ بہت جلد تم کو عطا کرے۔ کہ میرا صدق کلام تم پر ظاہر ہو جائے۔ ابوطالب نے کہا۔ اس وقت میں طعام بہشت چاہتا ہوں۔ کہ میرے لئے موجود ہو جائے۔ یہ سُن کر راہب مشغول دعا ہؤا۔ اور ہنوز دعا اس کی تمام نہ ہوئی تھی ایک طبق ان کے قریب آیا۔ جس میں رطب انگور و انار بہشت تھے۔ ابوطالب نے انار اٹھا لیا۔ اور خوش خوش اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئے۔ جب وہ انار کھایا۔ حق تعالیٰ نے صلب ابوطالب میں اس انار سے ایک پانی پیدا کیا۔ اور اسی وقت فاطمہ بنت اسد بہ علیؑ ابن ابی طالب حاملہ ہوئیں اور وہ نطفہ جب شکم مبارک فاطمہ میں ٹھہرا بہابت و عظمت جناب امیرؑ سے زمین کانپی۔ اور چند روز کانپا کی۔ قریش کو اس زلزلہ سے کمال خوف ہؤا۔ اور کہا۔ اٹھو اپنے بتوں کو اٹھا کر کوہ ابوقبیس پر لے چلو۔ جب لے گئے زلزلہ اور زیادہ ہؤا۔ پہاڑ سے پتھر گرنے لگے۔ اجزائے کوہ متفرق ہو گئے سب کے سب بُت منہ کے بل گر پڑے۔ جب یہ حالت دیکھی۔ متحیر ہوئے اور کہا یہ کوئی بلا ایسی ہے۔ جس سے ہماری رہائی غیر ممکن ہے۔ ناگاہ حضرت ابوطالب پہاڑ پر گئے۔ اور زلزلہ سے خوف نہ کیا۔ فرمایا ایہا الناس حق تعالیٰ نے اس رات ایک امر عظیم ظاہر کیا۔ اور ایک خلق مبارک پیدا کی ہے کہ اگر اس کی اطاعت نہ کرو گے۔ اور اس کی ولایت کا اقرار نہ کرو گے۔ اور شہادت اسکی اس کی امامت پر نہ دو گے۔ یہ زلزلہ ہرگز تم سے برطرف نہ ہوا اور کوئی گھر تہامہ میں تمہارے لئے باقی نہ رہیگا قریش نے کہا۔ اے ابوطالب جو کچھ آپ فرمایئے ہم اس کو کہتے اور اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ اس وقت ابوطالب نے رو رو کر ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے ارشاد کیا۔ الٰھی وسیدی اسئلک بالمحمدیہ

المحمودیۃ والعلویۃ العالیۃ وبالفاطمۃ البیضاء الا تفضلت علی تہامۃ بالرافۃ والرحمۃ یعنی اے میرے خداوند اور اے میرے سید میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ بحق ملت محمدؐ جو کہ پسندیدہ ہے اور طریقۂ علی جو کہ بلند مرتبہ ہے اور طریقۂ فاطمہ جو کہ روشن و نورانی ہے البتہ اہل تہامہ پر نظر رحمت کی فرما۔ بس رسول خداؐ نے فرمایا بحق اس خدا کے جس نے دانوں کو شگافتہ کیا۔ اور نمالوں کو ان سے ظاہر کیا اور خلائق کو پیدا کیا ہے قسم کھاتا ہوں کہ جمیع عرب نے ان کلمات کو لکھ لیا۔ اور ایام جاہلیت میں جو شدت و مصیبت ان لوگوں کو پہنچتی تھی ان کلمات متبرکہ کے وسیلہ سے دعا کرتے تھے۔ اور دعا ان کی مستجاب ہوتی تھی۔ مگر ان کلمات کی حقیقت سے واقف نہ تھے جب شب ولادت علیؑ ہوئی۔ آسمان پر نہایت روشنی پھیل گئی۔ اور ستاروں کا نور چمکنے لگا۔ اس حال کو دیکھ کر قریش متعجب ہوئے۔ اور کہا آسمان پر کوئی حادثۂ عظیم حادث ہوا ہے۔ اور ابو طالب کوچہ و بازار مکہ میں پھرتے تھے اور باآواز بلند کہتے تھے۔ ایہا الناس حجت خدا تمام ہوئی۔ جب لوگوں نے ابو طالب کو دیکھا۔ دوڑے۔ اور پوچھا۔ یہ نور آسمان پر کیسا دکھائی دیتا ہے ابو طالب نے کہا۔ تم کو بشارت ہو اس رات ایک دوستان خدا سے پیدا ہوا کہ حق تعالیٰ اس میں خصلت ہائے خیر کامل کرے گا۔ اور وصایت پیغمبران اس میں ختم کرے گا۔ وہ پیشوائے متقیان و ہادی دہندہ بطرف خداوند عالمیان و دور کنندہ شیطان رجیم۔ و بہ خشم آورندۂ منافقان و زینت عبادت کنندگان و وصی پیغمبر آخر الزمان ہے۔ پیشوائے ہدایت نجم فلک رفعت و کلید علم و حکمت ہے شبہات و شرک کا ہلاک کرنے والا۔ جان یقین و سرور دین ہے۔ ابو طالب برابر یہ کلمات فرماتے تھے یہاں تک کہ صبح ہوئی اور چالیس روز غائب رہے جابرؓ نے پوچھا۔ یا رسول اللہ۔ چالیس روز ابو طالب کہاں رہے۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ مثرم راہب کو ڈھونڈھنے گئے۔ اور وہ کوہ لکام میں مر چکا تھا۔ اے جابر اس حدیث کو اس کے غیر اہل سے پوشیدہ رکھ کہ یہ اسرار مکنونہ اور علوم مخزونہ حق تعالیٰ سے ہے۔ مثرم نے ابو طالب کو ایک غار کا کوہ لکام میں نشان بتایا تھا۔ اور کہا تھا۔ اگر مجھ سے ملاقات چاہو گے تو اس مقام پر آنا مجھے وہاں مردہ یا زندہ پاؤ گے۔ جب ابو طالب اس مقام غار میں گئے۔ مثرم کو دیکھا۔ مر گیا ہے۔ اور جامہ کو اپنے لپیٹے روبقبلہ پڑا ہے اور دو سانپ ایک سیاہ اور ایک سفید اس کے قریب بیٹھے ہیں۔ اور کسی جانور سے آسیب و گزند نہیں پہونچنے دیتے نگاہبانی و حراست کر رہے ہیں۔ جب سانپوں نے ابو طالب کو دیکھا۔ غار میں چھپ گئے۔ ابو طالب مثرم پاس گئے۔ اور کہا۔ السلام علیک یا ولی اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پس حق تعالیٰ نے بقدرت کاملہ مثرم کو زندہ کیا۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اور ہاتھ اپنے ہاتھ پر پھیر کر کہا۔

اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمداً عبدہ و رسولہ وان علیاً ولی اللہ والامام بعد نبی اللہ ابو طالب نے کہا تم کو مبارک ہو کہ علی پیدا ہوئے مشرم نے کہا۔ اس رات کو جس رات پیدا ہوئے کیا علامت ظاہر ہوئی۔ ابو طالب نے کہا۔ جب ایک ثلث رات گذری۔ فاطمہ بنت اسد کو درد زہ ہوا۔ میں نے ان سے کہا۔ اے بہترین زنان کیا ہوا ہے۔ فاطمہ نے کہا۔ ایک اضطراب اپنے میں مشاہدہ کرتی ہوں۔ اس وقت میں نے اسم اعظم انجیان پر پڑھا۔ کہ اس میں نجات سب دردوں سے ہے۔ یہاں تک کہ اضطراب ان کا ساکن ہوا۔ پھر ان سے میں نے کہا۔ میں جا کر اور عورتوں کو بلا لاؤں۔ کہ تمہاری اس رات کو معین و کفیل ہوں۔ فاطمہ نے کہا اے ابو طالب تم اچھا تو کرو۔ جب میں اٹھا گوشۂ مکان سے ہاتف کی آواز سنی۔ اس نے کہا۔ اے ابو طالب بیٹھے رہو کہ دوست خدا کے آلودہ گناہ اس کے بدن مطہر میں مس نہیں ہو سکتے۔ ناگاہ مجھے چار عورتیں نظر آئیں۔ کپڑے مانند حریر سفید پہنے تھیں۔ اور خوشبو ان کی بوئے مشک سے زیادہ تھی۔ جب داخل ہوئیں۔ کہا۔ السلام علیک۔ سلام ہو تم پر اے دوست خدا۔ فاطمہ نے ان کا جواب دیا۔ وہ عورتیں آکر فاطمہ کے سامنے بیٹھ گئیں۔ اور غالیہ دان چاندی کا نکالا۔ اور تسلی و دلاسہ دے کر معین و کفیل ہوئیں۔ تا اینکہ علیؑ متولد ہوئے۔ جب علیؑ پیدا ہوئے۔ میں بیتابانہ دوڑا۔ ناگاہ میں نے دیکھا۔ وہ فرزند مولود مسعود سجدہ میں ہے اور مانند خورشید تاباں ایک نور اس سے ساطع ہے اور سجدہ میں کہتا ہے۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ وانا علیا وصی محمد رسول اللہ بمحمد یختم اللہ النبوۃ وبی یتم الوصیت وانا امیر المومنین۔ بعد اس کے ان عورتوں میں سے ایک نے ہاتھ بڑھا کر علیؑ کو زمین سے اٹھا لیا اور اپنے دامن میں لے لیا۔ جب علیؑ کی نظر اس عورت پر پڑی۔ بزبان فصیح و بلیغ کہا۔ السلام علیک اے مادر۔ اس عورت نے جواب دیا۔ وعلیک السلام اے فرزند گرامی۔ علیؑ نے کہا۔ میرے باپ کی کیا خبر ہے۔ اس عورت نے کہا۔ نعمتہائے حق تعالیٰ اور اس کے قرب وصال میں متنعم ہے۔ جب میں نے یہ کلام سنا۔ بیتاب ہو کر کہا۔ اے فرزند کیا میں تیرا باپ نہیں ہوں۔ علیؑ نے کہا۔ ہاں آپ بیشک میرے باپ ہیں۔ لیکن ہم اور آپ دونوں صلب آدم سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور یہ میری والدہ حوا ہیں۔ جب میں نے یہ سنا حضرت حوا سے شرم آئی۔ اور میں نے اپنا سر چادر سے ڈھانپ کر ایک گوشۂ خانہ میں بیٹھ رہا۔ بعد دوسری عورت علیؑ پاس آئی۔ اور ظرف غالیہ ہاتھ میں تھا اس نے علیؑ کو اٹھا لیا۔ جب علیؑ کی نظر اس پر پڑی۔ کہا۔ السلام علیک اے خواہر من۔ اس عورت نے کہا۔ وعلیک السلام اے برادر من۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ میرے

ہے کہ تاروز قیامت اس سے اذیتوں کو دفع کریں اور جب بروز قیامت یہ زندہ ہوگا۔ ہم میں سے ایک آگے اور ایک پیچھے ہوگا۔ ہم اس کی راہنمائی جانب بہشت کریں گے بعد اس کے ابوطالب جانب **فضائل حضرت ابوطالب زبانی رسولؐ** مکہ پھر آئے۔ جابرؓ نے کہا جب یہ حدیث حضرت رسولؐ نے مجھ سے بیان فرمائی میں نے کہا۔ اللہ اکبر لوگ کہتے ہیں یہ ابوطالب کو کہ وہ کافر تھے۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا اے جابرؓ تیرا پروردگار دانائے غیب ہے۔ میں شب معراج جب عرش کے نیچے پہنچا وہاں چار نور مشاہدہ کئے۔ میں نے عرض کی۔ خداوندا یہ نور کیسے ہیں۔ حق تعالیٰ کی جانب سے آواز

---

[1] اہل اسلام کے بعض فرقوں کا آج بھی یہ عقیدہ ہے کہ جناب ابوطالب کافر تھے دنیا میں اس عقیدے کو رواج محض دشمنی اہل بیت کی وجہ سے دیا گیا۔ فرمان رسول ہے اور قرآن کا ارشاد ہے نبی اور امام کے والدین ظالم نہیں ہوتے سب سے بڑا ظلم شرک ہے۔ لوگوں کو سوائے علیؑ ایسا امام نہ مل سکا۔ جس کے ماں باپ بھی مومن ہوں۔ بلکہ بعد رسول امام بننے والے خود چالیس ۲۷ سال تک بتوں کے پجاری رہے اور ان کے والدین لہٰذا مسلمانوں نے ان اماموں کو امام بنانے کے لئے علیؑ کے والدین کو کافر بنا دیا۔ انہی لوگوں کی کتب سیرۃ ابن ہشام جلد اول صفحہ ۲۸۵ سیرۃ حلبیہ جلد اول صفحہ ۳۵۳ اور تاریخ ابو الفدا جلد اول صفحہ ۱۲۰ حضرت ابوطالب کے یہ اشعار ان کے مومن کامل ہونے کا ببانگ دہل اعلان کر رہے ہیں ؎ ودعوتنی وعلمت انک صادق. ولقد صدقت وکنت ثم امینا. تو نے اے محمدؐ مجھ کو دعوت دین دی میں جانتا ہوں تو صادق ہے۔ ولقد علمت بان دین محمدؐ. من خیر ادیان البریۃ دینا. اور تو پہلے بھی صادق اور امین تھا۔ اور بیشک میں نے جان لیا دین محمدؐ دنیا کے تمام دینوں سے بہتر ہے۔ نیز یہ روایت کہ ابوطالب کی وفات کے وقت آنحضرتؐ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ ابوجہل اور عبداللہ بن امیہ پہلے سے موجود تھے آپ نے فرمایا۔ چچا مرتے مرتے لا الہ الا اللہ کہہ لیجئے۔ کہ میں خدا کے سامنے آپ کے ایمان کی شہادت دوں۔ ابوجہل اور عبداللہ بن امیہ نے کہا ابوطالب کیا عبدالمطلب کے دین سے پھر جاؤ گے۔ بالآخر ابوطالب نے کہا۔ میں عبدالمطلب کے دین پر مرتا ہوں۔ پھر آنحضرتؐ کی طرف خطاب کر کے کہا۔ میں وہ کلمہ کہہ دیتا۔ لیکن قریش کہیں گے ابوطالب موت سے ڈر گیا۔ یہ بخاری اور مسلم کی روایت ہے لیکن یہ روایت چنداں قابل حجت نہیں کیونکہ اس کا راوی مسیب جو فتح مکہ میں مسلمان ہوا وقت وفات ابوطالب جس کا وجود نہیں۔ مگر اس روایت سے تو لوگ کفر ابوطالب نکالتے ہیں۔ حقیقت میں ایمان ابوطالب ثابت ہے اور آپ نے اپنے مومن ہونے کا اعلان کیا۔ جیسا کہ رسولؐ نے فرمایا۔ چچا کلمہ پڑھو۔ آپ نے کہا۔ میں دین عبدالمطلب پر ہوں۔ اہل اسلام کا اتفاق ہے عبدالمطلب دین ابراہیمی پر تھے۔ اور مومن تھے لہٰذا ابوطالب بھی مومن تھے اور ملت ابراہیمی پر تھے۔ اگر ابوطالب معاذ اللہ کافر ہوتے تو تین سال گھاٹی میں رسول کی حمایت میں مصائب نہ برداشت کرتے۔ نیز بخاری کی اس روایت میں ہے رسول نے فرمایا۔ میں خدا سے آپ کی مغفرت کے لئے دعا کرتا رہوں گا۔ اگر ابوطالب مومن تھے۔ جب ہی رسول نے یہ فرمایا۔ ورنہ کافر کے لئے رسول طلب رحمت نہیں کر سکتا۔ (کوثر بھریلوی)

آئی۔ یا محمدؐ ایک نور عبدالمطلب دوسرا ابوطالب۔ تیسرا تمہارے والد اور چوتھا تمہارے بھائی طالب میں نے عرض کی۔ خداوندا انہوں نے یہ درجہ و منزلت کس سبب سے پایا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ اس سبب سے کہ انہوں نے اپنا ایمان اپنی قوم سے پوشیدہ رکھا۔ اپنی قوم سے تقیہ کیا۔ اور ان کے آزار پر صبر کیا۔ یہاں تک کہ دنیا سے رحلت کی۔ مولف فرماتے ہیں۔ ہوسکتا ہے یہ احوال درمیان خانہ کعبہ ہوا ہو۔ تاکہ احادیث دیگر سے مخالفت نہ پیدا ہو۔ اور جو روایت میں مذکور ہے کہ حرارت آہن کی جناب امیرؑ کو نہ پہنچے گی۔ مگر دست ابن ملجم ملعون سے شاید مراد اس سے ہو ایسا جراحت جو اپنے اور ان کے دوستوں کے اختیار میں ہو۔ ان کو نہ پہنچے گا۔ مگر حضرت اخیر میں اس لئے کہ ان دوسری جراحتوں کے حضرت خود باعث ہوئے تھے اور خود خدا کے واسطے جہاد فرماتے تھے اور یہ بھی احتمال ہے کہ کوئی صدمہ آنحضرت کو اور جراحتوں سے نہ پہنچا ہو۔ ایضاً۔ طالب برادر آنحضرت کا ذکر پھر اس حدیث میں عجیب غریب ہے اور محتمل ہے کہ طالب برادر جناب امیرؑ مراد ہوں چونکہ بعض اخبار میں وارد ہوا ہے کہ وہ مسلمان دنیا سے گئے اور بعض کتب میں بجائے طالب جعفر بن ابی طالب مذکور ہے۔

روایت ولادت! جناب فاطمہ در کعبہ۔ ابن بابویہؒ و شیخ طوسیؒ و علامہ حلیؒ نے بسند ہائے کثیرہ جناب امام جعفر صادق و یزید بن قعنب و عباس و مالنشر سے روایت ہے ایک دن عباس بن عبدالمطلب و یزید بن قعنب ہمراہ گروہ بنی ہاشم و جماعت قبیلۂ بنی عبدالعزیٰ نے خانہ کعبہ کے سامنے بیٹھے تھے۔ ناگاہ فاطمہ بنت اسد آئیں۔ اور نواں مہینہ جناب امیرؑ کو شکم مبارک فاطمہ بنت اسد میں تھا اور درد زہ تھا۔ اس وقت خانہ کعبہ کے برابر کھڑی تھیں اور آسمان کی طرف دیکھ کر کہا۔ پروردگارا میں تیرا ایمان لائی اور ہر پیغمبر و ہر مرسل اور ہر کتاب جس کو تم نے بھیجا اس پر بھی ایمان لائی۔ اور اپنے دادا خلیل ابراہیم کی۔ میں نے تصدیق کی۔ انہوں نے خانہ کعبہ بنایا۔ لہٰذا بحق اس گھر کے اور بحق اس بنانے والے کے اور بحق اس فرزند کے جو میرے شکم میں ہے اور مجھ سے باتیں کرتا ہے۔ اور میرا مونس و مددگار ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ فرزند ایک نشانی تیری عظمت و جلال کی ہے۔ میں تجھ سے سوال کرتی ہوں کہ مجھ پر مشکل وضع حمل کی آسان کر۔ عباس و یزید بن قعنب کہتے ہیں کہ جب فاطمہ اس دعا سے فارغ ہوئیں۔ ہم نے دیکھا کہ دیوار عقب خانہ کعبہ شگافتہ ہوئی۔ اور فاطمہ داخل خانہ کعبہ ہوئیں۔ اور ہماری آنکھوں سے غائب ہوگئیں۔ اس کے بعد دیوار جیسی تھی بحکم خدا ویسی ہی ہوگئی۔ ہم نے چاہا دروازہ خانہ کعبہ کھولیں۔ بہت زور کیا۔ مگر دروازہ خانہ کعبہ نہ کھلا۔ معلوم ہوا۔ کہ یہ راز خدائی ہے پس فاطمہ تین روز کعبہ میں رہیں۔ اہل مکہ اس واقعہ کو کوچہ و بازار میں نقل اور عورتیں گھروں میں ان کا چرچا اور تذکرہ کرتی تھیں جب چوتھا دن ہوا جس جگہ سے دیوار خانہ کعبہ شق ہوگئی تھی۔ اس جگہ سے پھر شق ہوگئی۔ اور فاطمہ بنت اسد پھر باہر چلی آئیں۔ اسد اللہ الغالب علیؑ ابن ابی طالب کو گود میں لئے ہوئے

تھیں۔ پس کہا۔ اے گروہ مردم واضح ہو حق تعالیٰ نے اپنی خلق سے مجھے برگزیدہ کیا۔ اور زنان برگزیدہ پر جو
مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں مجھے فضیلت دی۔ اس لئے کہ حق تعالیٰ نے آسیہ دختر مزاحم کو برگزیدہ کیا اور
آسیہ عبادت پوشیدہ حق تعالیٰ اس جگہ جہاں عبادت سزاوار نہ تھی۔ مگر بحالت ضرورت یعنی فرعون
کے گھر میں کیا کرتی تھیں۔ اور مریم دختر عمران کو حق تعالیٰ نے برگزیدہ کیا اور ولادت عیسیٰ کو ان پر آسان کیا
اور جنگل میں درخت خشک کو حرکت دی۔ اور رطب تازہ مریم کے لئے اس درخت سے گرا۔ مجھے
اب حق تعالیٰ نے ان دونوں عورتوں سے برگزیدہ کیا۔ اور جمیع زنان عالمیان پر جو مجھ سے پہلے ہو چکی
ہیں مجھے فضیلت دی۔ اس لئے کہ مجھ سے خانۂ برگزیدۂ حق تعالیٰ میں فرزند پیدا ہوا۔ اور میں تین روز
اس خانۂ محترم میں رہی۔ طعام و میوہ ہائے بہشت کھائے اور جس وقت میں نے چاہا باہر آؤں۔
جبکہ اپنے فرزند کو ہاتھوں میں لئے ہوئے تھی۔ ایک ہاتف نے عالم غیب سے مجھے آواز دی۔
کہ اے فاطمہ ایسے فرزند بزرگوار کا علیؑ نام رکھنا۔ کیونکہ میں خداوند علی اعلیٰ ہوں۔ اور علی کو میں نے اپنی
قدرت و عزت و جلال سے پیدا کیا۔ اور اپنی عدالت سے حصۂ کامل اسے بخشا ہے اور اس کا نام
میں نے اپنے نام سے مشتق کیا ہے اس کو اپنے آداب حسنہ میں سے تادیب کی ہے اور اپنے امور
اس کو تفویض کئے ہیں اور میں نے اس کو اپنے علوم مخفی پر مطلع کیا ہے وہ میرے خانۂ محترم میں پیدا ہوا
ہے اور وہ پہلا ان میں سے ہے جو خانۂ کعبہ میں اذان دے گا۔ بتوں کو توڑ ڈالے گا۔ اور ان کو خانۂ
کعبہ سے باہر پھینک دے گا۔ اور مجھے بعظمت و بزرگی و یگانگی یاد کرے گا۔ وہ امام و پیشوا العبد
میرے حبیب اور میرے پیغمبر اور بہترے برگزیدہ جمیع خلق محمدؐ میرے رسول کے ہے۔ وہ وصی رسول ہوگا۔
خوشا حال اس کا جو اسے دوست رکھے اور اسکی نصرت و مدد کرے۔ اور وائے اس پر جو اسکی
فرمانبرداری اور نصرت و مددگاری نہ کرے۔ اور اس کے حق کا انکار کرے۔ جب ابوطالب نے
اپنے فرزند بزرگوار کو دیکھا شاد ہو گئے۔ جناب امیرؑ نے ان کو سلام کیا۔ اور کہا۔ السلام علیك
یاابت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جب علیؑ کو گھر میں لائے اور حضرت رسولؐ پھر گھر میں تشریف لائے۔
جناب امیرؑ کو دامن مبارک میں لیا۔ اور جب نظر جناب امیرؑ جمال باکمال حضرت بشیر و نذیر پر پڑی خندان
ہوئے اور کہا۔ السلام علیك یارسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پھر بقدرت کاملہ حق تعالیٰ تلاوت
سورہ مومنون شروع فرمائی اور کہا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قد افلح المؤمنون الذین ھم فی صلوتھم
خاشعون۔ جب اس آیہ کو پڑھا جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ تحقیق مومنوں نے تیرے سبب سے رستگاری
پائی۔ بعد اس کے جناب امیرؑ نے آیت تا اولئك ھم الوارثون الذین یرثون الفردوس ھم فیھا

خلاوت تلاوت فرمائی۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا بخدا سوگند تو امیر اور بادشاہ ان کا ہے اور تو روزی علم
حکمت کی ان کو پہنچاتا ہے اور بخدا سوگند تو ہی ان کا راہنما ہے اور تجھ ہی سے یہ ہدایت پائیں گے۔ پس
حضرت رسولؐ نے فاطمہ بنت اسد سے کہا جاؤ اور حمزہ اس کے چچا کو بشارت ولادت دو۔ فاطمہ
بنت اسد نے کہا یا حضرت اگر میں جاؤں گی۔ تو اس کو دودھ کون دے گا۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ تم
جاؤ میں خود اس کو سیراب کروں گا۔ اس وقت حضرت رسولؐ نے زبان مبارک جناب امیرؑ کے منہ
میں دی اور بارہ چشمے زبان معجز نشان آنحضرت سے منہ میں جناب امیرؑ کے جاری ہوئے اس وجہ
سے اس دن کو ترویہ کہتے ہیں۔ جب فاطمہ پھر کر آئیں دیکھا ایک نور البیا علیؑ سے آسمان کی جانب ساطع
ہے جس نے اطراف آسمان کو روشن کر دیا ہے بعد اس کے جناب امیرؑ کو مثل اطفال دے کر کپڑے میں
لپیٹا۔ جناب امیرؑ نے بقوت ربانی اس کپڑے کو پھاڑ ڈالا۔ اور اپنے ہاتھ اس کپڑے سے باہر نکال لئے
اس وقت فاطمہ بہت مضبوط کپڑا لائیں۔ اور اس میں جناب امیرؑ کو لپیٹ دیا۔ پھر اسد اللہ الغالب
نے قوت فرما کر اس کپڑے کو پھاڑ ڈالا یہاں تک کہ دو اور تین چار مضبوط کپڑوں میں لپیٹا۔ اور پھر جناب
امیرؑ نے سب کو پارہ پارہ کر ڈالا۔ پھر چرمہ جامہ دیبا کے منگوائیں۔ اور جناب امیرؑ کو ان میں لپیٹ کر مضبوط
چمڑا اوپر سے لپیٹ دیا۔ پھر جناب امیرؑ نے بقوت ربانی سب کو چاک کر ڈالا۔ اور بقدرت خدا ارشاد کیا۔
اے مادر مہربان میرے ہاتھ نہ باندھو۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں۔ درگاہ خدا میں بتضرع و زاری بلند کروں۔ اور
اپنی انگلیوں سے تسبیح حضرت باری بجا لاؤں۔ ابو طالب نے جب یہ دیکھا۔ فاطمہ سے کہا۔ اس فرزند کو
اس حالت پر چھوڑ دو کہ اس کے امور عجیب و غریب ہیں مثل فرزندان دیگر نہیں۔ جب دوسرا دن ہوا۔
جناب رسول خداؐ فاطمہ بنت اسد پاس تشریف لائے اور جناب امیرؑ کو ان سے لیکر اپنے دامن میں لے
لیا۔ پھر جناب امیرؑ نے حضرت کو سلام کیا۔ اور ہنس کر عرض کی۔ جو کل مجھے عنایت فرمایا تھا۔ وہ آج بھی
عطا کیجئے۔ یہ دیکھ کر فاطمہ ہنسنے لگیں اور کہا بحق خداوند کعبہ اس فرزند نے حضرت رسولؐ کو پہچانا۔ اس
سبب سے اس دن کو روز عرفہ کہتے ہیں۔ یعنی جناب رسولؐ کو جناب امیرؑ نے پہچانا۔ جب تیسرا دن
ہوا۔ دسویں ذی الحجہ کی تھی۔ ابو طالب نے لوگوں سے کہا۔ کہ ولیمہ میں میرے فرزند کے حاضر ہوں۔ اور تین سو
اونٹ اور ایک ہزار گوسفند و گاؤ دعوت کے لئے ذبح کئے۔ اور تمام اہل مکہ کو اس گوشت سے طعام کھلایا اور
فرماتے تھے جس کو میرے فرزند علیؑ کے ولیمہ سے کھانا تناول فرمانا منظور ہو۔ پہلے سات مرتبہ خانہ کعبہ
کا طواف کرے اور آکر میرے فرزند علیؑ کو سلام کرے کہ حق تعالیٰ نے اس کو برگزیدہ کیا ہے بعد اس
کے کھانا تناول کرے۔ اس وجہ سے روز نحر کی تعظیم و تکریم کرتے اور عید کا دن جانتے ہیں۔ اور قربانی

اسی دن سے مقرر ہوئی۔ اس وقت عمر شریف حضرت رسولؐ تئیس۲۳ سال کی تھی اور جناب امیرؑ کو بہت عزیز رکھتے اور فرماتے تھے علیؑ کا جھولا میری خوابگاہ کے قریب رکھا دو اور خود متوجہ بتربیت جناب امیرؑ ہوتے نہلاتے دھولاتے اور دودھ منہ میں ٹپکاتے سوتے میں جھولا جھولاتے اور جاگتے میں باتیں کرتے اور ان کو اپنے سینہ سے لگاتے اور فرماتے یہ بھائی میرا اور ولی میرا اور میرا برگزیدہ و ذخیرہ میرا پشت پناہ میرا امین میرے علوم اور وصیتوں کا جانشین میرا میری امت میں ہے اور ہمیشہ جناب امیر کو گود میں لے کر جنگلوں اور پہاڑوں اور دوا سے مکہ میں لے جاتے اور علوم و اسرار الٰہی تعلیم فرماتے تھے۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ تاریخ ولادت آنحضرت میں یہ حدیث مخالف اخبار و اقوال گذشتہ ہے اور محتمل کہ بنا اس حدیث کی نسئی[1] پر ہو۔ اس لئے کہ سال ولادت آنحضرت میں قریش نے حج ماہ شعبان میں کیا۔ اور اس کا ذی حجہ نام رکھا ہو جیساکہ ولادت حضرت رسولؐ میں اس کا اشارہ ہے۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے۔

بیان اسلام ابوطالب وفاطمہ بنت اسد

ایک روز فاطمہ بنت اسد نے دیکھا۔ کہ حضرت رسولؐ ایک خرما تناول فرما رہے ہیں۔ وہ مشک و عنبر سے زیادہ خوشبو میں ہے۔ اور دنیا کے خرموں سے مشابہ نہیں۔ میں نے حضرت سے عرض کی۔ اس خرمے میں سے مجھے بھی عطا ہو۔ حضرت نے فرمایا جب تک بوحدانیت حق تعالیٰ اور میری پیغمبری پہ گواہی نہ دوگی یہ خرما تم پر حلال نہیں۔ یہ سن کر فاطمہ بنت اسد نے شہادتین کہا۔ اور ایک خرما حضرت سے لیا وہ تناول کیا۔ جب وہ خرما کھایا۔ رغبت دوسرے خرمے کی ہوئی۔ اور دوسرا خرما ابوطالب کے لئے مانگا۔ حضرت نے فرمایا۔ اس شرط پر دیتا ہوں۔ جب ابوطالب شہادتین کہہ لیں۔ اس وقت ان کو دینا۔ رات کے وقت ابوطالب فاطمہ بنت اسد پاس آئے۔ فاطمہ میں ایسی خوشبو سونگھی۔ کہ ہرگز ایسی خوشبو کبھی نہ سونگھی تھی۔ پوچھا۔ یہ خوشبو کیسی ہے۔ فاطمہ نے خرما نکالا۔ اور کہا۔ اس خرما کی خوشبو ہے۔ ابوطالب نے کہا۔ یہ خرما ہم کو دو کہ ہم بھی کھائیں۔ فاطمہ نے کہا۔ جب تک شہادت بوحدانیت حق تعالیٰ اور رسالت محمد مصطفیٰ نہ دو گے میں یہ خرما تم کو نہ دوں گی۔ یہ سن کر ابوطالب نے بے تامل کلمہ شہادت کہا۔ اور فاطمہ سے کہا۔ اظہار اس کا نہ کرنا۔ کہ میں نے کلمہ شہادت پڑھا۔ کیونکہ ان سے میں نے بمصلحت اپنا اسلام پوشیدہ رکھا ہے۔ پس ابوطالب نے وہ خرما لیا۔ اور تناول کیا۔ اور وہ بہشت کا خرما تھا۔ اور اسی رات ابوطالب فاطمہ بنت اسد سے ہم بستر ہوئے۔ ببرکت اس خرما بہشت فاطمہ بآنحضرت حاملہ ہوئیں۔ اور حسن وجمال فاطمہ بنت اسد بسبب حمل ماہ فلک امامت و خلافت یعنی علی ابن ابی طالب مضاعف

---

[1] نسئی اس مہینہ کو کہتے ہیں۔ جو درمیان عوام لوگ کا مہینہ قرار دیا جاتا ہے۔

ہوا جناب امیرؑ شکم میں اپنی مادرگرامی سے باتیں کرتے اور تنہائی میں مونس و ہمدرد تھے۔ ایک دن فاطمہ بنت اسد کعبہ کے قریب آئیں۔ اور جعفر طیارؑ بھی ہمراہ تھے۔ جناب امیرؑ نے شکم میں جعفر طیار سے باتیں کیں۔ جعفر طیار اس غرائب و عجائب سے بیخود ہو گئے اور اس وقت جو کعبہ میں بت تھے وہ منہ کے بل گر پڑے فاطمہ نے اپنا ہاتھ شکم مبارک پر پھیرا۔ اور کہا۔ اے فرزند دلبند من تو ہنوز شکم سے باہر نہیں آیا۔ اور سب بت مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ جب تو باہر آئے گا تو اس وقت تیرا مرتبہ کیسا ہوگا۔ جب اس حالت کو

حکایت شیر۔ ابوطالب سے بیان کیا۔ انہوں نے جواب دیا۔ یہ دلیل اس پر ہے جو مجھے طائف کی راہ میں شیر نے خبر دی تھی اور اس شیر کا قصہ اس طرح ہے کہ رہ گذران صحرا جب ابوطالب کو دیکھتے ان سے بھاگتے تھے۔ ایک روز ابوطالب طائف سے متوجہ مکہ ہوئے۔ ناگاہ ایک شیر سامنے سے ظاہر ہوا۔ جب اس شیر کی نظر ابوطالب پر پڑی۔ نزدیک آیا۔ منہ خاک پر ملتا اور ناک زمین پر رگڑتا تھا۔ ابوطالب کے سامنے انکساری و عاجزی کرتا تھا۔ ابوطالب نے کہا۔ میں تجھے بحق اس خدا کے قسم دیتا ہوں جس نے تجھے پیدا کیا ہے بیان کر کہ میرے سامنے تو کیوں انکساری و عاجزی کرتا ہے۔ شیر بقدرت حق تعالیٰ گویا ہوا۔ اور کہا۔ آپ ہی پدر شیر خدا اور یاری و نصرت و تربیت کنندہ پیغمبر خدا ہیں۔ اسی دن سے محبت حضرت رسولؐ قلب ابوطالب میں سما گئی اور ابوطالب حضرت رسولؐ پر ایمان لائے۔ دوسری حدیث میں روایت

ترجمہ اشعار ابوطالب و مضمون لوح۔ کی ہے۔ جس رات جناب امیرؑ متولد ہوئے۔ ابوطالب نے سینہ سے لگایا۔ اور فاطمہ بنت اسد کا ہاتھ میں ہاتھ لے کر جانب الطبح آئے۔ اور چند شعر ادا فرمائے۔ جن کا مضمون یہ ہے اے پروردگار و آفریدگار ماہ روشن و شب تار مجھ سے بیان کر۔ کہ اپنے فرزند کا میں کیا نام رکھوں۔ ناگاہ مانند ابر کوئی چیز زمین سے ظاہر ہو کر ابوطالب پاس آئی۔ ابوطالب نے اسے اٹھا لیا۔ اور علیؑ کے ساتھ اپنے سینہ سے لگا کر مکان کی جانب پھر گئے۔ جب صبح ہوئی ابوطالب نے دیکھا کہ وہ لوح سبز ہے اور چند شعر اس پر لکھے ہیں۔ جن کا مضمون یہ ہے اے ابوطالب تم اور فاطمہ بفرزند طاہر پاکیزہ برگزیدہ ہوئے اور پسندیدہ مخصوص ہوئے۔ نام بزرگوار مولود مسعود علیؑ ہے اور خداوند علی اعلیٰ نے نام اس کا اپنے نام سے مشتق کیا ہے۔ اس وقت ابوطالب نے جناب امیر کا نام علی رکھا۔ اس بندہ خاکسار سید ظہور الحسن کوثر بھرلوی نے ان اشعار کو اس طرح نظم کیا ہے ؎

اے برگزیدگانِ خدا پدرِ مرتضےٰ ۔۔۔ اے طیبہ و طاہرہ ماں شاہ لافتیٰ

یہ خانۂ بزرگ کا بچہ بزرگ ہے ۔۔۔ ذات الٰہ نے نام علیؑ اس کا رکھ دیا

لہٰذا اس لوح کو داہنی طرف کعبہ کے لٹکا دیا۔ اور وہ لوح اسی طرح زمانۂ ہشام بن عبدالملک تک لٹکی تھی۔

ہشام نے وہاں سے اتاری پھر وہ لوح غائب ہو گئی۔ کتاب روضۃ الواعظین وغیرہ میں بسند بسیار

بیان سبقت الاسلام جناب امیرؑ

ابو سعید خدری وغیرہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا۔ ایک روز ہم حضرت رسولؐ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ ناگاہ سلمان فارسی وابوذر غفاری و مقداد و عمار و حذیفہ وابو الہیثم بن تیہان وخزیمہ بن ثابت و عامر بن وائلہ آئے۔ اور آثار حزن واندوہ ان کے چہروں سے ظاہر تھے۔ عرض کی یا رسول اللہ ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ یا حضرت ہم نے ایک گروہ سے آپ کے برادر علی بن ابی طالب کے حق میں کچھ باتیں سُنی ہیں جن سے ہم کو صدمہ واندوہ ہوتا ہے آنحضرت نے ارشاد فرمایا میرے برادر اور میرے پسر عم کے حق میں کیا کہتے ہیں۔ عرض کی کہ علیؑ کو اور لوگوں پر سبقت اسلام میں کیا فضیلت ہے۔ حالانکہ ہنگام بعثت وہ بچے تھے اور اسلام ان کا معتبر نہیں۔ اسی طرح سخن ہائے باطل کہتے ہیں۔ جناب رسول خداؐ نے ارشاد کیا۔ میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم نے نہیں سنا جو کتب گذشتہ میں لکھا ہے۔ حضرت ابراہیم کو ان کے والد نے نمرود سے چھپایا۔ اور والدہ ابراہیمؑ چند ٹیلوں کے بیچ میں نہر کے کنارے جس کو حوزان کہتے ہیں گئیں اور وقت غروب آفتاب حضرت خلیل پیدا ہوئے۔ جب زمین پر آئے اٹھ کھڑے ہوئے اور ہاتھ اپنے منہ اور سر پر پھیرا۔ اور شہادت بوحدانیت الٰہی دی۔ اور آپ کپڑے اٹھا کر پہن لئے۔ جب ماں نے یہ حال دیکھا ڈر کر بیٹے کے پاس سے بھاگ گئیں۔ اس وقت بجانب آسمان و زمین نظر کر کے عبرت حاصل کی اور اسی رات کو حق تعالیٰ نے علم ملکوت سموات والارض حضرت ابراہیم کو عطا کیا۔ اور پرستاران کواکب پر حجتیں تمام کیں۔ چنانچہ حق تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔ آیا تم نہیں جانتے کہ موسیٰ بن عمران جس زمانہ میں متولد ہوئے۔ فرعون اس کی گھات میں تھا اور اس کے لئے زنان حاملہ کے شکم چاک کرتا اور ہر فرزند کو مار ڈالتا۔ جب موسیٰؑ متولد ہوا۔ موسیٰؑ نے اپنی ماں سے کہا۔ مجھے صندوق میں رکھو اور صندوق کو دریا میں ڈال دو۔ موسیٰؑ کی ماں ان باتوں سے خائف ہوئی اور کہا۔ اے فرزند گرامی میں ان باتوں سے ڈرتی ہوں کہ تو غرق ہو جائے۔ موسیٰؑ نے کہا۔ نہ ڈرو کہ حق تعالیٰ بہت جلد پھر تم تک پہنچائے گا۔ پس مادر موسیٰؑ نے موافق ان کے کہنے کے صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دیا۔ تا اینکہ حق تعالیٰ نے اسے اس کی ماں تک لوٹا دیا۔ پس ستر دن تک اور موافق روایت دیگر سات مہینے تک کچھ نہ کھایا اور نہ پیا یہاں تک کہ اپنی ماں پاس واپس آئے۔ اور عیسیٰؑ بن مریم نے جیسا کہ حق تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ بوقت ولادت اپنی ماں سے باتیں کیں اور جب مریم نے ان کی طرف اشارہ کیا۔ جھولے میں گویا ہوئے اور کہا۔ انی عبد اللہ اتانی الکتاب و جعلنی نبیا۔ پس تین روز بعد ولادت عیسیٰؑ خدا نے کتاب و پیغمبری ان کو دی اور نماز و زکوٰۃ کی

وصیت کی۔ تم سب جانتے ہو کہ خدا نے مجھے اور علیؑ کو ایک نور سے پیدا کیا۔ اور جب میں صلب آدمؑ میں تھا تسبیح خدا ادا کرتا تھا۔ پس حق تعالیٰ نے ہم کو جانب صلبہائے مردان و شکمہائے زنان میں منتقل کیا۔ اور ان سب احوال اور ہر زمانے میں ہماری تسبیح ہر پشت و شکم سے سنتے۔ یہاں تک کہ صلب عبدالمطلب میں آئے۔ پس صلب عبدالمطلب میں میرا اور علیؑ کا نور علیحدہ ہوا۔ اس نور کا آدھا حصہ صلب عبداللہ میں نصف دیگر صلب عم بزرگوار ابوطالب میں منتقل ہوا۔ لوگ ہماری تسبیح ان دو بزرگوں کے صلب سے سنتے تھے۔ اور جب میرے پدر اور میرے چچا بزرگان قریش میں بیٹھتے تھے۔ ہمارا نور ان کے چہروں سے ساطع تھا۔ اور اس نور سے جمیع قریش میں ممتاز تھے اور جمیع جانوران و درندگان بسبب اس نور کے ان کو سلام کرتے تھے اور ان کی تعظیم کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم پدران بزرگان سے شکمہائے مادران

تہنیت ولادت امیرؑ بزبانی جبرئیل

نا ارحام میں منتقل ہوئے۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ میرے حبیب جبرئیل نے وقت ولادت علیؑ مجھ سے کہا۔ کہ اے حبیب خداوند علی اعلیٰ آپ کو سلام کہتا ہے۔ اور آپ کے بھائی علیؑ کی تہنیت ولادت دیتا ہے۔ اور فرماتا ہے۔ اب وہ وقت قریب ہے۔ کہ تمہاری پیغمبری ظاہر ہو۔ اور تمہاری وحی ہویدا اور تمہاری رسالت لوگوں پر آشکار ہو۔ اس لئے کہ ہم نے تم کو تمہارے بھائی اور تمہارے وزیر اور تمہارے شبیہ اور تمہارے جانشین سے تقویت دی ہے۔ تمہارے بازو کو قوی اور تمہارے نام کو بلند کرتا ہوں۔ لہٰذا اٹھ کر داہنے ہاتھ سے اس کا استقبال کرو۔ کہ وہ سردار اصحاب یمین ہے اور شیعہ اس کے روسفید دست و پا سفید ہونگے۔ جب میں نے یہ وحی سنی اٹھا۔ اور قریب فاطمہ بنت اسد اس وقت پہونچا جبکہ درد زہ ان کو ہو رہے تھے پس جبرئیل نے کہا یا محمدؐ میں آپ کے اور ان کے درمیان پردہ ڈالتا ہوں۔ آپ پردہ کے پیچھے بیٹھئے۔ جب علیؑ پیدا ہوں۔ اپنے داہنے ہاتھ سے ان کو اٹھا لیجئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جبرئیل نے مجھے آواز دی۔ کہ اے محمدؐ اپنا ہاتھ بڑھا کر علیؑ کو اٹھا کر لے لو۔ میں نے اپنا داہنا ہاتھ بڑھایا۔ اور علیؑ میرے ہاتھ میں آ گئے۔ جب میں علیؑ کو قریب لایا علیؑ نے اپنا داہنا ہاتھ اپنے داہنے کان پر رکھا۔ اور باواز بلند اذان و اقامت کہی اور بوحدانیت خدا اور میری رسالت پر شہادت۔ پس میری جانب دیکھا۔ اور کہا۔ السلام علیک یا رسول اللہ پھر کہا۔ یا حضرت آپ اجازت دیں۔ کہ میں پڑھوں۔ میں نے کہا۔ ہاں پڑھو بحق اس خدا کے جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے علیؑ نے پڑھنا شروع کیا۔ مصحف آدمؑ کو جس پر شیثؑ نے وصایت کا قیام کیا اول سے آخر تک اس طرح پڑھا اگر شیثؑ موجود ہوتے تو کہتے مجھ سے بہتر علیؑ جانتے ہیں بعد اس کے مصحف نوحؑ و مصحف ابراہیمؑ کی تلاوت کی۔ اور توریت موسیٰؑ کو اس طرح پڑھا۔ کہ اگر موسیٰؑ موجود ہوتے اقرار کرتے

کہ علیؑ نے توریت کو مجھ سے بہتر حفظ کیا ہے۔ بعد اس کے تلاوت انجیل اس طرح کی۔ کہ اگر عیسیٰ ہوتے اقرار کرتے۔ کہ علیؑ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ اس کے بعد قرآن جو مجھ پر نازل ہوا بغیر اس کے کہ مجھ سے سنا ہو پڑھا۔ میں نے علیؑ سے باتیں کیں۔ اور علیؑ نے مجھ سے بطریق پیغمبران و اوصیاء جس طرح آپس میں باتیں کرتے ہیں، کلام کر کے بحالت طفولیت پھر گئے۔ اور یہی حال گیارہ امام فرزندان علیؑ کا ہوگا تم کیوں اہل شک و شرک کے کلام پر محزون و اندوہناک ہوتے ہو۔ درحالیکہ تم صاحب یقین ہو۔ پھر تم کو کلام باطل اہل نفاق سے کیا پرواہ ہے۔ تم کیا نہیں جانتے ہیں بہترین پیغمبران اور میرا وصی علیؑ ابن ابی طالب بہترین اوصیائے پیغمبران سب ہے۔ بتحقیق کہ پدرم حضرت آدمؑ نے جب دیکھا۔ کہ ساق عرش پر نور سے میرا نام اور علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ اور اماماں فرزندان حسینؑ کا لکھا ہے بعرض کی الٰہی و سیّدی کیا کوئی خلق تو نے پیدا کی ہے جو مجھ سے زیادہ تیرے نزدیک گرامی ہے۔ حق تعالیٰ نے ندا کی۔ اے آدم اگر صاحب ان ناموں کے نہ ہوتے۔ میں آسمان و زمین اور کسی ملک مقرب اور کسی پیغمبر مرسل اور بلکہ اے آدم تم کو بھی پیدا نہ کرتا۔ جب حضرت آدم سے ترک اولیٰ ہوا۔ بارگاہ حق تعالیٰ میں ہم سے متوسل ہوئے کہ توبہ قبول ہو اور ہماری برکت سے حق تعالیٰ نے توبہ آدم قبول فرمائی۔ اور ہم وہ کلمات خدا ہیں کہ آدم نے اپنے پروردگار سے ان کی تعلیم چاہی۔ اس وقت حق تعالیٰ نے ان سے خطاب کیا کہ اے آدم خوش رہو کہ ان ناموں کے صاحب تمہاری ذریت سے ہیں یہ سن کر آدمؑ نے بعوض اس نعمت عظمیٰ کے خدا کا شکر کیا۔ اور ہمارے سب فرشتوں پر فخر کیا۔ اور یہ ہم پر فضل خدا ہے۔ جب یہ سنا سلمانؓ اور ہمراہی ان کے اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا ہم خدا کا شکر کرتے ہیں۔ کہ رستگار ہوئے۔ حضرت نے فرمایا۔ ہاں ایسا ہی ہے۔ تم رستگار ہو۔ اور بہشت ہمارا تمہارے لئے ہے۔ اور جہنم ہمارے اور تمہارے دشمنوں کے لئے ہے۔

کتاب روضۃ الواعظین میں بسند معتبر جناب امام زین العابدین سے روایت ہے ایک روز فاطمہ بنت اسد گرد کعبہ طواف کر رہی تھی اور جناب امیرؑ شکم میں تھے۔ اثنائے طواف میں فاطمہ بنت اسد کو درد زہ ہوا۔ اس وقت بقدرت الٰہی دیوار کعبہ شگافتہ ہوگئی۔ اور فاطمہ خانہ کعبہ میں گئیں۔ اور جناب امیر اس مکان مکرم و محترم میں طاہر و مطاہر متولد ہوئے۔ دوسری روایت میں جناب امام موسیٰ کاظم سے ہے۔ کہ ایک روز ابو طالب مسجد الحرام سے ملول و غمگین آئے اور اسی وقت حضرت رسولؐ بھی تشریف لائے۔ حضرت ابو طالب سے پوچھا۔ اے چچا۔ آپ کیوں ملول و غمگین ہیں۔ ابو طالب نے کہا۔ فاطمہ درد زہ سے مضطرب ہے یہ سن کر حضرت رسولؐ ابو طالب کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر قریب فاطمہ بنت اسد آئے اور فاطمہ کو قریب کعبہ معظمہ لائے اور کعبہ کے اندر فاطمہ کو لے گئے اور کہا۔ بنام خدا بیٹھ جاؤ۔ کہ وہ فرزند مکرم اس مکان محترم میں متولد ہوگا۔ ناگاہ علی ابن ابی طالب پاک و پاکیزہ کہ کوئی کثافت نہ تھی ناف بریدہ ختنہ کئے ہوئے متولد

ہوئے۔ اور روئے نورانی مثل آفتاب تاباں تھا۔ ابوطالب نے علیؑ نام رکھا۔ اور حضرت رسولؐ علیؑ کو آغوش مبارک میں لے کر گھر تشریف لائے۔

فصل دوسری خبر دینا خدا و رسولؐ و پیغمبران گذشتہ کا شہادت امیرؑ کی

ابن بابویہؒ و سید ابن طاؤسؒ وغیرہ نے بسند ہائے معتبر جناب امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ کہ حضرت رسولؐ نے جمعہ آخر ماہ شعبان میں در بارۂ فضیلت ماہ مبارک رمضان خطبہ ادا فرمایا۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ جب حضرت رسولؐ نے خطبہ تمام کیا۔ میں اٹھا۔ اور کہا۔ یا حضرت بہترین اعمال بیچ اس ماہ مبارک میں کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے ابوالحسن بہترین اعمال اس ماہ مبارک میں محرمات الٰہی سے پرہیزگاری ہے یہ کہا۔ اور قطرات اشک دیدہ مبارک سے جاری ہوئے۔ میں نے کہا۔ یا حضرت آپ روتے کیوں ہیں۔ حضرت رسولؐ نے ارشاد کیا۔ اے علیؑ اس مہینہ میں جو تم پر گذریگی۔ اس پر روتا ہوں۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں۔ تم مشغول نماز پروردگار ہو۔ اور ایک بدبخت ترین اولین و آخرین شبیہ پے کنندہ ناقہ صالحؑ اٹھا ہے اور اس نے تمہارے سر پر ضربت لگائی۔ تمہاری ڈاڑھی کو تمہارے سر کے خون سے رنگین کر دیا۔ جناب امیرؑ نے عرض کیا۔ یا حضرت کیا وہ میری حالت سلامتی دین میں ہوگی۔ حضرت نے فرمایا۔ ہاں دین تمہارا سالم ہوگا۔ پھر حضرت رسولؐ نے کہا۔ اے علیؑ جس نے تم کو مارا۔ اس نے مجھے مارا۔ اور جس نے تم کو دشمن رکھا۔ اس نے مجھے دشمن رکھا۔ اور جس نے تم کو ناسزا کہا۔ اس نے مجھے ناسزا کہا۔ اس لئے کہ اے علیؑ تم مجھ سے بمنزلہ میرے بدن کے ہو اور روح تمہاری میری روح سے ہے اور طینت تمہاری میری طینت سے ہے۔ مجھے اور تم کو خدا نے باہم پیدا کیا۔ مجھے اور تمہیں تمام خلائق سے برگزیدہ کیا۔ مجھے پیغمبری کے لئے اور تمہیں امامت کے لئے اختیار کیا۔ جو تمہاری امامت کا انکار کرے۔ ایسا ہے۔ گویا اس نے میری پیغمبری کا انکار کیا۔ اے علیؑ تم میرے وصی اور میرے فرزندوں کے باپ اور میری دختر کے شوہر ہو یا علیؑ تم میری امت میں میری حالت حیات و ممات میں میرے خلیفہ ہو تمہارا امر میرا امر اور تمہاری نہی میری نہی ہے۔ میں اس خدا کی قسم کھاتا ہوں جس نے مجھے پیغمبری بھیجا۔ اور مجھے بہترین خلائق کیا تم اے علیؑ جمیع خلق پر حجت خدا ہو۔ اور اسرار خدا کے امین اور اس کے بندوں پر اس کی جانب سے خلیفہ ہو۔

حکایت یہودی در خبر شہادت امیرؑ۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ ایک مرد علمائے یہود سے خدمت بابرکت جناب امیرؑ میں حاضر ہوا۔ اور چند مسئلہ دریافت کئے۔

منجملہ ان مسائل کے پوچھا۔ کہ وصی تمہارے پیغمبر کا بعد تمہارے پیغمبر کتنے سال زندہ رہے گا۔ جناب امیرؑ
نے فرمایا۔ تیس سال یہودی نے کہا۔ وصی مریگا یا قتل ہوگا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا قتل ہوگا۔ اور ایک
ضربت اس کے سر پہ ماریں گے۔ اسکی داڑھی اس کے خون سے خضاب ہوگی۔ یہودی نے کہا۔ بخدا
سوگند آپ نے سچ کہا۔ میں نے اس کتاب میں جو موسیٰ نے بتائی اور ہارون نے لکھی۔ اسی طرح
پڑھا ہے۔ شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر امام رضا سے روایت کی ہے۔ ایک روز جناب امیرؑ نے منبر پہ
ارشاد کیا۔ ایک گروہ مردم حق باطل پہ غالب ہوا۔ اور جلدی پلٹ جائے گا۔ پھر فرمایا کہاں بدبخت
ترین امت ہے کہ ایک ضربت میرے سر پہ مارے اور میری داڑھی کو اس ضربت کے خون سے رنگین کرے۔
ابن بابویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے۔ ایک مرد یہود خدمت باسعادت جناب امیرؑ میں جس وقت
کہ حضرت نے جنگ نہروان سے مراجعت فرمائی۔ حاضر ہوا۔ اور پوچھا۔ اے علیؑ تمہیں پیغمبر آخر الزمان کے
وصی ہو حضرت نے فرمایا۔ ہاں۔ یہودی نے کہا۔ ہر پیغمبر کے وصی کے لئے سات سات بلائیں اور
امتحان حیات پیغمبر اور بعد وفات نازل ہوتے ہیں۔ کیا وہ بلائیں اور آفات تم پر بھی نازل ہوئے
ہیں۔ جناب امیرؑ نے وہ امتحانات اور بلائیں سب بیان کئے اور اصحاب حضرت نے جو اس وقت
موجود تھے۔ سب نے تصدیق کی۔ پھر جناب امیرؑ نے فرمایا۔ ان میں سے ایک بلا باقی ہے۔ اور نزدیک
ہے کہ وہ بلا بھی نازل ہو۔ یہ سن کر وہ یہودی رونے لگا۔ اور اصحاب حضرت بھی سب کے سب رونے
لگے۔ اور کہا یا حضرت اس آخری بلا کو بیان فرمایئے۔ جناب امیرؑ نے اپنی ریش مبارک کی طرف اشارہ
کر کے فرمایا۔ یہ داڑھی اس جگہ کے خون سے تر ہوگی۔ اور اشارہ مقام خون کا جانب سر مبارک فرمایا۔ اور
کہا۔ یہ آخری بلا ہے۔ جب حضرت نے یہ خبر وحشت اثر بیان کی۔ صدائے گریہ مردم مسجد سے بلند ہوئی۔
اور شیون و جزع اس درجہ بلند ہوا۔ کہ کوفہ میں کوئی گھر ایسا نہ رہا جہاں سے لوگ صدا سن کر نہ دوڑے۔
اور وہ یہودی اس وقت مسلمان ہوگیا۔ اور ہمیشہ خدمت میں حاضر رہتا تھا۔ یہاں تک کہ آنحضرت بدرجہ شہادت
فائز ہوئے۔ پس ابن ملجم ملعون کو پکڑ کے جناب حسنؑ کی خدمت میں لائے۔ اس وقت وہ یہودی بھی حاضر
تھا۔ اور بہت لوگوں کا ہجوم تھا۔ جب اس ملعون کو سامنے لائے۔ اس یہودی نے کہا۔ اس کو قتل
کیجئے۔ فرمایا۔ خدا اسے قتل کرے گا۔ میں نے کتب موسیٰ میں جو ان پر نازل ہوئیں ہیں۔ پڑھا ہے۔
کہ اس بدبخت کے گناہ پسر آدم سے جس نے اپنے بھائی کو مار ڈالا۔ اور قدار پے کنندہ ناقۂ صالحؑ سے
زیادہ ہیں۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے۔ جناب امیرؑ نے جنگ خندق میں قبل اس کے کہ جناب
عمرو بن عبدود کو قتل کریں۔ اس شقی نے ایک ایسی ضربت سر اقدس جناب امیرؑ پہ لگائی کہ سر مبارک

شگافتہ ہوگیا۔ اور پھر حضرت نے اسے واصل جہنم کیا۔ اور خدمت باسعادت حضرت رسولؐ میں مراجعت فرمائی۔ اور حضرت رسولؐ نے اپنے دست مبارک سے اس زخم کو باندھا اور وہاں معجز نشان سے کچھ پڑھ کر وہاں دم کیا۔ اور اسی وقت وہ زخم بھر گیا۔ اور اچھا ہوگیا۔ پس فرمایا میں اس وقت کہاں ہونگا جب اس سر کے خون سے اس داڑھی کو رنگین کریں گے۔ سید عبد الکریم

بیان قبض ارواح مومنان ۔ بن طاؤسؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے۔ ایکدن جناب رسول خداؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا۔ اے علیؑ حق تعالیٰ نے ہماری محبت زمین و آسمانوں پر عرض کی۔ اس وقت جس نے قبول کی۔ وہ آسمان ہفتم ہے اور حق تعالیٰ نے اس کو عرش و کرسی سے مزین کیا۔ بعد ازاں آسمان چہارم نے قبول کیا۔ اور اس کو بیت المعمور سے زینت بخشی۔ بعد اس کے آسمان اوّل نے قبول کی۔ اس کو ستاروں سے زینت دی۔ پھر زمین حجاز نے قبول کی۔ اس کو خانہ کعبہ سے زینت دی۔ پھر زمین مدینہ نے قبول کی۔ اس کو میری قبر سے مزین کیا۔ پھر زمین کوفہ نے قبول کی۔ اور اس کو اے علیؑ تمہاری قبر سے شرف عطا کیا۔ جناب امیرؑ نے کہا یا حضرتؐ کیا میں کوفہ عراق میں دفن ہونگا۔ فرمایا۔ ہاں اے علیؑ تم شہید ہوگے اور بیرون کوفہ درمیان غریین سفید ٹیلوں کے دفن ہوگے اور تم کو بدبخت ترین امت عبد الرحمٰن بن ملجم علیہ اللعنۃ والعذاب الشدید شہید کرے گا۔ میں اس خدا کی قسم کھاتا ہوں۔ جس نے مجھے برسالت بھیجا ہے کہ پے کنندہ ناقہ صالح کا گناہ خدا کے نزدیک ابن ملجم سے زیادہ نہیں۔ اے علیؑ سو ہزار شمشیر عراق تمہاری مددگاری کریں گی۔ کتاب کنز الفوائد میں لکھا ہے۔ ایک دن جناب امیرؑ سجدہ میں بصدائے بلند رونے لگے۔ جب سر مبارک سجدہ سے اٹھایا۔ اصحاب نے عرض کی۔ یا حضرت آپ کے رونے نے ہمارے دلوں کو دردمند اور اندوہناک کیا اب تک اس طرح کا گریہ ہم نے آپ سے مشاہدہ نہیں کیا تھا۔ آپ فرمائیں۔ اس رونے کا سبب کیا تھا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا جب میں سجدہ میں دعائے خیر پڑھ رہا تھا۔ ناگاہ نیند آگئی۔ اور خواب ہولناک میں نے دیکھا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ حضرت رسولؐ میرے قریب کھڑے فرماتے تھے۔ اے ابو الحسن تمہاری مفارقت کو بہت طول ہوا۔ اور میں بہت مشتاق ملاقات ہوا ہوں۔ اور جو کچھ خدا نے تمہارے بارہ میں مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ اس کو وفا کیا۔ میں نے کہا۔ یا رسول اللہؐ وہ کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ تمہاری جگہ اور تمہاری زوجہ اور دونوں فرزندوں اور تو اماموں کی جگہ اعلا علیین میں مقرر کی اور تمہارے درجہ کو جمیع مقربین کے درجات سے بلند کیا۔ یہ سن کر میں نے کہا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ یا حضرت میرے شیعہ کہاں ہونگے۔ حضرت نے فرمایا تمہارے

شیعہ ہمارے ہمراہ ہونگے۔ اور ان کے قصر ہمارے قصر سے ملحق ہونگے۔ اور ان کے مکان ہمارے مکانوں کے برابر ہونگے۔ میں نے کہا۔ یا حضرت دنیا میں ہمارے شیعوں کو کیا ثواب ملے گا۔ فرمایا۔ ہمارے شیعوں کا ثواب دنیا میں گمراہ ہونے سے بچنا اور فتنوں سے عافیت ہے۔ میں نے کہا۔ ہمارے شیعوں کا وقت مرگ کیا ثواب ہوگا۔ فرمایا۔ ان کو وقت مرگ اختیار دیں گے۔ چاہیں وہ دنیا میں رہیں یا عقبیٰ پسند کریں۔ اور ملک الموت کو ان کی اطاعت کا حکم دیں گے۔ میں نے کہا۔ یا حضرت ان کی قبض ارواح کس طریقہ سے ہوگی۔ فرمایا۔ وہ لوگ جو ہماری محبت میں سچے ہیں ان کی قبض ارواح اس طرح سے ہے جس طرح تم سے کوئی شخص گرمی کی شدت سے ٹھنڈا پانی پیئے کہ دل اس کا خنک ہو جائے اور ہمارے جمیع شیعہ اس طرح دنیا سے جاتے ہیں جس طرح کوئی نہایت چین و آرام سے فرش خواب پر آرام کرے۔ اور آنکھیں مرنے سے روشن ہو جائیں۔

خبر شہادت امیرؑ زبانی جناب امیرؑ۔ کتاب بصائر الدرجات میں بسند ہائے معتبر روایت کی ہے کہ جب محمد بن ابی بکر نے ایک گروہ اشراف مصر کو خدمت جناب امیرؑ میں بھیجا۔ عبد الرحمٰن بن ملجم بھی اس گروہ میں تھا۔ اور فہرست اسامی ابن ملجم کے ہاتھ میں تھی۔ جب حضرت نے نامہ اور فہرست اسامی پڑھی اور نام ابن ملجم تک پہونچے۔ فرمایا۔ تو ہی عبد الرحمٰن ابن ملجم ہے۔ اس نے عرض کی ہاں یا امیر المومنین میں ہی ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ عبد الرحمٰن پر خدا کی لعنت ہو۔ اس ملعون نے کہا۔ یا حضرت میں تو آپ کا دوست ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ تو جھوٹا ہے۔ بخدا سوگند تو میرا دوست نہیں۔ اس ملعون نے کہا۔ یا حضرت میں نے تین مرتبہ قسم کھائی کہ میں آپ کو دوست رکھتا ہوں۔ اور آپ کو یقین نہیں آتا۔ حضرت نے فرمایا۔ وائے تجھ پر ارواح کو خدا نے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا۔ اور ان کو ہوا میں ساکن فرمایا۔ جنہوں نے عالم ارواح میں ایک دوسرے سے الفت و محبت کی اور آپس میں شناسائی کر لی تھیں۔ وہ اس عالم میں بھی ایک دوسرے سے موافقت و محبت رکھتے ہیں۔ اور جنہوں نے اُس عالم میں ایک دوسرے سے محبت و الفت نہیں کی۔ وہ اس عالم میں بھی ایک دوسرے سے محبت نہیں رکھتے۔ میری روح تیری روح کو نہیں پہچانتی اور عالم ارواح میں تجھے الفت نہیں تھی۔ جب اس ملعون نے پیٹھ پھیری۔ حضرت نے فرمایا۔ جو میرے قاتل کو دیکھنا چاہے۔ اس شخص کو دیکھ لے۔ بعض حاضرین نے کہا۔ یا حضرت آپ اسے قتل کیوں نہیں کرتے۔ حضرت نے فرمایا۔ تم بہت تعجب کی بات کہتے ہو۔ میں ابھی سے اسے قتل کر دوں۔ جس نے مجھے قتل نہیں کیا۔ بسند معتبر دوسری روایت کی ہے۔ ایک روز جناب امیرؑ داخل حمام ہوئے۔ اور حسنینؑ کی آوازیں بلند

ہوئیں۔ حضرت نے فرمایا۔ میرے ماں باپ تم پر قربان تمہیں کیا ہوا۔ حسنینؑ نے کہا۔ یہ فاجر ملعون آپ کے عقب سے آیا۔ ہم ڈرے کہ آپ کو کوئی صدمہ و اذیت پہونچائے۔ حضرت نے فرمایا بخدا سوگند بغیر اس کے میرا قاتل اور کوئی نہ ہوگا۔ احادیث معتبر میں وارد ہے۔ جب جناب امیرؑ نافرمانی و نفاق و شقاق اصحاب سے دل تنگ ہوئے۔ اور لشکر معاویہ نے اطراف و نواحی ملک جناب امیرؑ پر غارت شروع کی اور اصحاب نے نصرت و مددگاری نہ کی۔ اس وقت جناب امیرؑ نے بالائے منبر ارشاد فرمایا بخدا سوگند مجھے منظور ہے کہ خدا مجھ کو تم میں سے اٹھالے۔ اور ریاض رضوان میں جگہ دے اور مرگ بہت جلد میری گھات میں ہے۔ پھر فرمایا۔ بدبخت ترین کو کون مانع ہوا ہے کہ میری داڑھی کو میرے خون سے خضاب کرے۔ یہ وہ خبر ہے جو مجھے پیغمبر بزرگوار نے دی ہے۔ پھر ارشاد کیا۔ خداوندا تو جانتا ہے کہ میں ان سے تنگ آگیا ہوں۔ اور یہ مجھ سے تنگ آگئے ہیں۔ میں ان سے ملول ہوں اور یہ مجھ سے ملول ہیں۔ خداوندا مجھے ان سے راحت عطا کر اور ان کو مبتلا بہ بلا اس شخص کے ہاتھ سے کر کہ بعد اس کے یہ مجھے یاد کریں۔ کتاب کشف الغمہ میں و مناقب شہر ابن آشوب میں لکھا ہے کہ جب جناب امیرؑ کوفہ میں بیمار ہوئے۔ لوگ عیادت کو آئے اور کہا۔ یا حضرت ہم لوگ آپ کی اس بیماری سے بحد کمال مغموم ہیں۔ حضرت نے فرمایا لیکن میں مغموم نہیں۔ اس لئے کہ میں نے پیغمبر صادق مصدق سے سنا ہے۔ فرمایا اس امت کا سب سے بڑا شقی پے کنندہ ناقہ صالح ایک ضربت میرے سر پہ مارے گا۔ اور میری داڑھی کو رنگین میرے خون سے کرے گا۔ بروایت دیگر ان لوگوں نے کہا۔ کس لئے آپ ان منافقوں میں سے نہیں جاتے کہ مدینہ حضرت رسولؐ میں پہنچ جاتے اور جوار آنحضرت میں دفن ہوتے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ مجھے خود پیغمبر نے خبر دی ہے کہ اس شہر میں شہید ہوں گا۔ اور اسی شہر کے عقب میں دفن ہونگا۔ شیخ مفیدؒ نے بسند ہائے معتبر روایت کی ہے۔ جب جناب امیرؑ نے لوگوں سے بیعت لی۔ اس وقت عبدالرحمن بن ملجم مرادی ملعون بھی آیا۔ کہ حضرت سے بیعت کرے۔ حضرت نے اسکی بیعت قبول نہ فرمائی۔ یہاں تک کہ تین مرتبہ حضرت کی خدمت میں آیا۔ اور تیسری بار حضرت نے اس سے بیعت لی۔ جب وہ چلا۔ حضرت نے پھر اسے بلایا۔ اور قسمیں دیں کہ بیعت سے نہ پھرنا۔ اور عہد و پیمانہائے پختہ و محکم اس سے لئے۔ پھر جب وہ چلا۔ پھر اسے طلب فرمایا۔ اور مکرر تاکید کی۔ اس ملعون نے عرض کی۔ یا حضرت جو امر آپ نے مجھ سے کیا اور کسی سے نہیں کیا۔ فرمایا۔ اس وقت حضرت نے ایک شعر پڑھا جس کا یہ مضمون ہے۔ میں اسے بخشش کرتا ہوں۔ اور وہ میرا ارادہ قتل رکھتا ہے۔ کیا یہ قبیلہ مراد کا دوست ہے۔ پھر فرمایا اے ابن ملجم جا بخدا سوگند میں جانتا ہوں۔ کہ اپنے

عہد و پیمان پر وفا کرے گا۔ یہ فرما کر ایک عمدہ گھوڑا اسے عطا کیا۔ اور جب وہ اس گھوڑے پر سوار ہوا۔ پھر حضرت نے ایک شعر پڑھا جس کا مضمون وہی تھا جو اوپر گذر چکا۔ جب اس نے پیٹھ پھیری۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ بخدا سوگند یہی میرا قاتل ہوگا۔ انہوں نے عرض کی۔ یا امیر المومنین۔ آپ ہم کو اجازت دیجئے۔ کہ اسے قتل کریں۔ مگر حضرت نے اجازت نہ دی۔ خطیب راوندی نے روایت کی ہے۔ ایک شخص نے قبیلہ مزینہ سے کہا۔ میں جناب امیرؑ کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ ناگاہ ایک گروہ قبیلۂ مراد سے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ان میں ابن ملجم بھی تھا۔ اس گروہ نے عرض کی۔ یا حضرت ہم ابن ملجم کو اپنے ساتھ نہیں لائے۔ وہ خود ہمارے ساتھ بغیر اجازت چلا آیا ہے۔ اور ہمیں آپ کے حق میں اس سے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے ابن ملجم بیٹھ جا۔ جب بیٹھا۔ بڑی دیر تک حضرت اسے دیکھا کئے اور اسے قسمیں دیں کہ میں جو کچھ تجھ سے دریافت کروں۔ تو سچ سچ مجھ سے بیان کرنا۔ پس جناب امیرؑ نے فرمایا۔ آیا تو وہ نہیں ہے کہ لڑکوں میں جب تو بھی لڑکا تھا کھیلتا تھا۔ اور جب تجھے وہ دور سے دیکھتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کتوں کے چرانے والے کا فرزند آیا۔ اس ملعون نے اقرار کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ جب تو جوان ہوا۔ تیرا گذر ایک راہب کی جانب ہوا۔ اور اس راہب نے تجھے بنظر تند دیکھا۔ اور کہا۔ اے بدبخت تو پے کنندہ ناقۂ صالحؑ ہے۔ اس ملعون نے اقرار کیا۔ کہ ایسا ہی تھا۔ پھر حضرت نے اس کو خبر دی۔ تیری ماں نے تجھے خبر دی ہے کہ میں حیض میں تجھ سے حاملہ ہوئی تھی۔ جب ابن ملجم نے یہ سخن سنا۔ اس کے کلام میں لکنت و اضطراب ہوا۔ اور آخر اقرار کیا۔ کہ ہاں مجھے میری ماں نے خبر دی تھی۔ پس جناب امیرؑ نے فرمایا۔ مجھے رسول خداؐ نے فرمایا۔ کہ میرا قاتل یہود سے شبیہ ہے۔ بلکہ یہود سے ہے۔ ایضاً۔ روایت کی ہے۔ کہ حضرت نے ماہ مبارک رمضان میں کہ اسی مہینے میں بریاض رضوان انتقال کیا۔ بالائے منبر فرمایا۔ کہ تم اس سال حج کو جاؤ گے۔ اور میں تم میں نہ ہونگا۔ اور اس مہینے میں ایک رات خانۂ امام حسنؑ اور ایک شب خانۂ امام حسینؑ اور ایک رات اپنی دختر زینب خاتون کے گھر میں کہ زوجہ عبداللہ ابن جعفر طیار تھیں افطار کرتے اور تین لقموں سے زیادہ نہ تناول فرماتے تھے۔ جب سبب حضرت سے دریافت کیا۔ فرمایا۔ امر خدا نزدیک ہوا ہے اور ایک یا دو روز کی دیر ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ برحمت الٰہی جب ملحق ہوں میرا شکم کھانے سے نہ بھرا ہو۔ کلینیؒ نے بسند صحیح جناب امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے۔ ایک روز جناب امیرؑ نے نماز صبح مسجد میں ادا کی۔ اور مشغول تعقیبات ہوئے۔ یہاں تک کہ سورج ایک نیزہ بلند ہوا۔ اس وقت لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا۔ بخدا سوگند میں نے پہلے چند گروہ ایسے دیکھے ہیں۔ کہ راتوں کو عبادت حق تعالیٰ میں بسر کرتے ہیں اور کبھی کھڑے رہنے سے اپنے پاؤں کو تعب دیتے ہیں۔ اور کبھی اپنی پیشانیاں خدا کے لئے

زمین پر رکھتے ہیں۔ اور اس طرح خدا کی عبادت کرتے تھے۔ گویا صدائے آتش جہنم ان کے کانوں میں آتی تھی۔ جب ان کے سامنے ذکر خدا ہوتا تھا۔ مثل درخت خوف حق تعالیٰ سے تھرتھراتے تھے۔ اور باوجود اس حالت کے گمان کرتے تھے کہ رات غفلت میں بسر ہوتی ہے بعد اس کلام کے جناب امیرؑ کو کسی نے ہنستا نہیں دیکھا۔ یہاں تک بدرجہ شہادت فائز ہوئے۔

فصل تیسری۔ بیان جناب امیرؑ در شہادت

علمائے شیعہ میں یہ مشہور ہے کہ شب جمعہ انیس[۱۹] ماہ مبارک رمضان کو وقت طلوع صبح آنحضرت نے دست عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی ملعون سے با عانت وردان بن مجالد و شبیب بن بجیرہ و اشعث بن قیس و قطامہ دختر اخضر ضربت کھائی اور جب ایک ثلث اکیسویں[۲۱] رات سے گذرا۔ روح مقدس نے بریاض رضوان پرواز کیا۔ اور مشہور یہ ہے کہ عمر شریف اس وقت تریسٹھ سال کی تھی۔ اور جناب صادقؑ سے اسی طرح منقول ہے اور جناب صادقؑ اور امام محمد باقرؑ اور امام محمد تقیؑ سے پینسٹھ[۶۵] سال بھی منقول ہے۔ اور موافق مشہور جناب امیرؑ ہمراہ رسول خداؐ بعد بعثت تیرہ[۱۳] سال زندہ رہے اور اس وقت دس[۱۰] سال عمر شریف جناب امیرؑ کی تھی کہ آنحضرت مبعوث ہوئے اور جناب امیرؑ نے ظاہری ایمان کا اعلان کر دیا۔ اور دس[۱۰] سال حضرت رسولؐ کے ہمراہ مدینہ میں بسر فرمائی۔ اور جب آنحضرت نے جہاد شروع کیا اس وقت اور جب انیس[۱۹] سال کے ہوئے شجاعان عرب کو قتل کیا۔ اور کوئی حضرت سے مبارزت نہ کر سکتا تھا۔ اور جب در قلعہ خیبر اکھاڑا اس وقت بائیسواں سال تھا۔ اور مدت وقت وفات تیس[۳۰] سال تھی۔ دو سال چار ماہ ابوبکر نے اور دس سے زیادہ عمر نے اور بارہ سال عثمان نے خلافت کی۔ اور جب خلافت آنحضرت کو ہوئی۔ قریب پانچ سال کے رہی۔ اس مدت میں اکثر منافقین سے مشغول جدال و قتال تھے۔ یہاں تک کہ بدرجہ شہادت فائز ہوئے۔ کتاب فرحۃ الغری میں بسند صحیح معتبر امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ عمر شریف آنحضرت وقت شہادت پینسٹھ[۶۵] سال کی تھی۔ اور سال چہلم ہجرت میں اس دنیا سے رحلت کی۔ اور جب آنحضرت مبعوث ہوئے۔ عمر شریف آنحضرت سے ۱۲ سال گذرے تھے۔ اور بعد بعثت تیرہ[۱۳] سال ہمراہ آنحضرت مکہ میں رہے اور حضرت کے ساتھ ہجرت کی اور دس سال آنحضرت کے ہمراہ مدینہ میں رہے اور تیس[۳۰] سال بعد وفات آنحضرت شب جمعہ کو بدرجہ شہادت فائز ہو کر نجف اشرف میں دفن ہوئے اور عمر شریف پینسٹھ سال کی ہوئی۔ کلینیؒ اور شیخ طوسیؒ نے

بسند ہائے صحیح روایت کی ہے۔ کہ اکیسویں[۲۱] شب ماہ مبارک رمضان کو غسل کرنا مستحب ہے اور یہ رات ہے جس رات کو جمیع اوصیائے پیغمبران نے بعالم بقا رحلت کی ہے۔ اور اس رات کو عیسیٰ آسمان پر گئے ہیں۔ اور موسیٰ اس رات کو برحمت الٰہی ملحق ہوئے ہیں۔

مشورہ شہادت جناب امیرؑ۔ شیخ مفیدؒ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک گروہ خوارج بایکدیگر مکہ میں بعد واقعہ نہروان جمع ہوئے اور کہا۔ امرائے مسلمین سب راہ حق سے پھر گئے۔ اور قصۂ نہروان بیان کر کے رونے لگے۔ اور کشتگان نہروان پر ترحم کر کے آپس میں باہم سوگند ہوئے کہ جناب امیرؑ اور معاویہ و عمرو بن العاص کو ایک رات میں قتل کریں۔ اور قصاص خون خارجیان نہروان جناب امیرؑ سے لیں۔ پس عبدالرحمن بن ملجم مرادی ملعون نے کہا میں علیؑ کو شہید کروں گا۔ برک بن عبداللہ نے کہا میں معاویہ کو قتل کرونگا۔ اور عمرو بن بکیر نے کہا۔ میں عمرو بن العاص کو ماروں گا۔ آپس میں اس طرح عہد میں مستحکم کیا کہ انیسویں[۱۹] ماہ مبارک رمضان میں جا کر قتل کریں۔ یہ مشورہ کر کے آپس میں جدا ہو گئے۔ ابن ملجم کوفہ میں آیا اور وہ بصرہ و شام میں گئے۔ جو بقصد معاویہ کے قتل گیا تھا۔ اس رات کو جب معاویہ رکوع میں گیا اس پر ضربت کاری ماری۔ اس کی ران پر لگی۔ جب جراح کو بلایا۔ اس نے زخم کو دیکھ کر کہا۔ شمشیر کو زہر میں بجھایا ہے۔ دو باتوں میں ایک کو اختیار کرو۔ اول یہ کہ اس جگہ کو داغ دو اچھے ہو جاؤ گے۔ دوسرے یہ کہ ایک ایسی دوا دوں کہ اس سے مرنے سے بچ جاؤ۔ مگر اس کے سبب سے تم سے نسل منقطع ہو جائے گی۔ معاویہ نے کہا۔ مجھے طاقت داغ کھانے کی نہیں۔ اور کوئی نسل یزید و عبداللہ میں نہیں چاہتا۔ یہ کہہ کر وہ دوا کھا لی۔ اور وہ اچھا ہو گیا۔ اس وقت برک نے کہا میں تمہیں بشارت دیتا ہوں۔ معاویہ نے کہا وہ کون بشارت ہے۔ اس نے کہا میرا رفیق گیا ہے کہ کوفہ میں آج کی رات علیؑ کو قتل کرے لہذا مجھے رہنے دو اگر وہ علیؑ کو قتل کرے اس وقت جو چاہنا کرنا۔ اور اگر اس نے علیؑ کو قتل نہ کیا ہو۔ مجھے چھوڑ دینا۔ کہ میں جا کر علیؑ کو قتل کروں اور میں قسم کھاتا ہوں کہ پھر تمہارے پاس آؤں گا۔ یہ سن کر معاویہ نے برک کو قید کیا۔ یہاں تک کہ خبر شہادت جناب امیرؑ پہونچی۔ اور برک کو اس خوشخبری کی وجہ سے چھوڑ دیا۔ و بروایت دیگر قول برک نہ قبول کیا۔ اور اسے قتل کر دیا۔ عمرو بن بکیر جب مصر میں گیا۔ اور انیسویں[۱۹] شب کو ارادۂ قتل عمرو بن العاص کیا۔ وہ اس رات کو نماز پڑھانے نہ آیا۔ اور خارجہ کو بھیجا۔ کہ اس کی جگہ نماز پڑھائے۔ عمرو بن بکیر نے بگمان اسی کے کہ عمرو بن العاص ہے۔ ایک ضربت کاری خارجہ پر لگائی۔ خارجہ مارا گیا اور عمرو بن العاص نے نجات پائی۔

قصہ شہادت جناب امیرؑ۔ جب ابن ملجم ملعون کوفہ میں آیا۔ اس ارادہ کو کسی سے بیان نہ کیا۔

اور ایک مرد قبیلہ تیم الرباب کے گھر گیا۔ اور قطامہ کو اس گھر میں دیکھا جناب امیرؑ نے جنگ خوارج میں پدر و برادر قطامہ کو قتل کیا تھا۔ اور قطامہ نہایت حسینہ و جمیلہ تھی۔ جب ابن ملجم نے اسے دیکھا۔ آتش محبت سینہ میں مشتعل ہوئی۔ اور اسے پیغام نکاح دیا۔ اس ملعونہ نے کہا۔ میرا مہر تین ہزار درہم اور ایک غلام اور ایک کنیز اور قتل علی ابی طالب ہے۔ ابن ملجم نے مصلحتاً کہا۔ تو نے جو کہا۔ وہ میں نے بغیر قتل علیؑ سب منظور کیا۔ اس لئے کہ میں ان کے قتل پر قادر نہیں۔ اس ملعونہ نے کہا۔ علیؑ کو غافل کر کے قتل کر۔ اگر تو بچ گیا میرے ہمراہ عیش کرے گا۔ اور اگر قتل ہوا۔ تو اب آخرت تیرے لئے زندگانی دنیا سے کافی ہے۔ جب اس ملعون نے جانا۔ کہ وہ ملعونہ اس کے مذہب کے موافق ہے۔ کہا بخدا سو کند میں بھی اس شہر میں نہیں آیا۔ مگر اسی کام کے لئے۔ اس ملعونہ نے کہا۔ میں ایک گروہ اپنے قبیلہ سے تیرے ہمراہ کرونگی۔ کہ تیرے اس معاملہ میں معین ہوں۔ یہ کہہ کر اس ملعونہ نے وردان بن مجالد وغیرہ کو اپنے قبیلہ سے اُکسایا۔ اور اُس کا یار و مددگار کیا۔ ابن ملجم نے شبیب ابن بجیرہ کو دیکھ کر کہا۔ اے شبیب تمہیں منظور ہے کہ اس کام کے لئے تم کو کہوں۔ جو تمہارا باعث شرف دنیا و آخرت ہو۔ شبیب نے کہا۔ وہ کون سا کام ہے۔ ابن ملجم نے کہا۔ قتل علی ابن ابی طالب پر میری یاری و مددگاری کرو۔ اور شبیب بھی منجملہ خوارج تھا۔ اس نے کہا۔ اے ابن ملجم بہت بڑے کام کا تو نے قصد کیا ہے۔ علیؑ کا قتل کرنا آسان نہیں۔ ابن ملجم نے کہا۔ میں مسجد میں چھپ رہتا ہوں۔ جب علیؑ نماز پڑھنے آئیں گے۔ اپنا مطلب پورا کروں گا۔ پس شبیب کو بھی اپنے ساتھ متفق کر لیا۔ اور انیسویں شب ماہ مبارک رمضان کی وہ تینوں شقی اس قصد سے مسجد میں آئے اور قطامہ نے خیمہ مسجد میں نصب کر کے معتکف تھی۔ اس رات کو وہ ملعون اس خیمہ میں رہے اور اس ملعونہ نے جامہ ہائے حریر ان کے سینوں پر باندھے اور تلواریں ان کے ہاتھوں میں دے کر باہر بھیجا۔ پس وہ تینوں ملاعین قریب اس دروازہ کے جس طرف سے جناب امیرؑ داخل مسجد ہوئے تھے۔ جا کر بیٹھے اور پہلے اس راز کو اشعث ابن قیس خارجی سے کہا تھا۔ اور اس رات کو حجر ابن عدی مسجد میں آئے تھے۔ ناگاہ سنا۔ اشعث کہتا ہے۔ اے ابن ملجم جلد اپنی حاجت پوری کر۔ اس لئے اگر صبح ہو گئی۔ رسوا ہو جائے گا۔ جب حجر نے یہ بات سنی۔ ان کا مطلب سمجھ گئے۔ اور اشعث سے کہا اند ہے کیا ارادہ قتل علی علیہ السلام کیا ہے۔ پس جانب خانۂ جناب امیرؑ دوڑے کہ خبر کریں قضاراً جناب امیرؑ دوسری طرف سے تشریف لائے تھے۔ جب حجر بن عدی مسجد میں تشریف لائے سنا کہ لوگ کہتے ہیں۔ علیؑ شہید ہو گئے۔ ایضاً روایت کی ہے کہ عبداللہ بن محمد ازدی نے کہا میں اس رات جامع مسجد کوفہ میں تھا۔ اور مع ایک گروہ اہل مصر مشغول عبادت و شب بیداری

تھا۔ میں نے دیکھا۔ ایک جماعت نزدیک دروازہ مسجد جو خانۂ جناب امیرؑ کی جانب تھا۔ جمع ہوئے ہیں۔ ناگاہ میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ جناب امیرؑ داخل مسجد ہوئے اور لوگوں کو ندائے نماز دی۔ اور فرمایا۔ الصلوٰۃ الصلوٰۃ یہاں تک کہ صدائے آنحضرت میں نے بھی سُنی اور تلواروں کی چمک دیکھی اور ایک آواز آئی۔ کوئی کہتا ہے۔ حکم خدا کی جانب ہے۔ نہ تم سے اے علیؑ اور پہلے شبیب ابن بجرہ نے ایک ضربت حضرت پر لگائی تھی اور وہ ضربت طاق مسجد پر لگی تھی۔ اور حضرت پر نہ لگی تھی۔ جناب امیرؑ نزدیک محراب جاکر مشغول نماز ہوئے۔ ابن ملجم ملعون نے ضربت لگائی۔ اور وہ تینوں ملعون مسجد سے باہر بھاگ گئے جب شبیب اپنے گھر میں گیا۔ اور اس کے پسر عم نے اسے مضطرب دیکھ کر کہا۔ کیا تو نے امیر المومنینؑ کو قتل کیا ہے۔ اس نے چاہا کہے نہیں۔ مگر زبان سے نکل گیا۔ ہاں۔ یہ سُن کر اس کے پسر عم نے اس کو شمشیر سے واصل جہنم کیا۔ اور ابن ملجم ملعون کو ایک مرد قبیلہ ہمدان نے پکڑا۔ اور جناب امیرؑ کی خدمت میں حاضر کیا۔ شیخ مفیدؒ نے امام زین العابدین سے بسند معتبر روایت کی ہے۔ جب ابن ملجم نے قصد قتل جناب امیرؑ کیا۔ ایک اور شخص کو بھی اپنے ہمراہ لایا تھا۔ اور ضربت اس شخص کی دیوار مسجد پر لگی۔ جب جناب امیرؑ نزدیک محراب تشریف لائے۔ اور مشغول نماز ہوئے اور سجدہ میں گئے۔ ابن ملجم ملعون نے ایک ضربت سر مبارک آنحضرت پر ماری۔ اور وہ ضربت اس جگہ لگی۔ جہاں عمرو بن عبدود نے سر اقدس پر ضربت لگائی تھی۔ جب صدائے مردم مسجد میں بلند ہوئی۔ حسنینؑ دوڑے۔ اور ابن ملجم ملعون کو پکڑ کے قید کیا۔ اور اپنے پدر بزرگوار کو اٹھا کر گھر میں لائے۔ اس وقت لبابہ قریب سر آنحضرت اور ام کلثوم قریب پائے حضرت بیٹھیں۔ اور صدائے گریہ و شیون گھر سے بلند ہوئی۔ ناگاہ جناب امیرؑ نے چشمہائے مبارک کھول کر حسنینؑ کی طرف نظر کی۔ اور فرمایا۔ رفیق اعلیٰ و صحبت انبیاء و اوصیاء دوستان خدا دنیائے بے بقا سے بہتر ہے۔ اگر میں اس ضربت سے شہید ہوں۔ تم بھی ایک ضربت سے زیادہ اس ملعون کو نہ لگانا۔ یہ فرماکر تھوڑی دیر بے ہوش رہے۔ جب پھر ہوش میں آئے۔ اور فرمایا۔ اس وقت جناب رسول خداؐ کو میں نے دیکھا ہے کہ مجھے طلب فرماتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کل رات کو تم ہمارے پاس ہوگے۔ قرب الاسناد میں بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب امیرؑ نے جس رات شربت شہادت نوش فرمایا۔ اس رات گھر سے مسجد میں آئے اور لوگوں کو نماز صبح کے لئے جگایا۔ ناگاہ ابن ملجم ملعون نے ایک ضربت سر اقدس پر لگائی۔ کہ حضرت زانو کے بل بیٹھ گئے۔ اور ابن ملجم ملعون کو پکڑ لیا۔ یہاں تک کہ لوگ پہونچے اور اس ملعون کو پکڑ لیا۔ اور جناب امیرؑ کو مکان میں لے گئے۔ جناب

امیرؑ نے حسینؑ سے کہا۔ اس اسیر کو قید رکھو اور کھانا پانی دو اور رعایت کرو۔ کیونکہ اگر میں زندہ رہا قصاص لوں گا۔ اگر چاہوں گا عفو کر دوں گا۔ اگر دنیا سے رحلت کی تم کو اختیار ہے۔ اگر قصد اس کے مارنے کا کرنا ایک ضربت سے زیادہ نہ لگانا۔ اور کان ناک و اعضائے دیگر اس کے نہ کاٹنا۔ کتاب جامع مدام میں اسمٰعیل ابن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ جب درمیان اصحاب حضرت رسولؐ اختلاف ہوا۔ اور عثمان مارا گیا۔ اس وقت میں نے خوف فتنہ و فساد سے عزلت اختیار کی۔ اور ایک مدت ساحل دریا پر بسر کی۔ مجھے خبر بھی نہ تھی کہ لوگ کس کام میں ہیں۔ ایک رات کسی کام کو چلا۔ اس وقت سب لوگ سو رہے تھے۔ ناگاہ ایک شخص کو میں نے دیکھا کہ ساحل دریا پر سجدہ میں ہے اور با دل حزیں و صدائے ضعیف و نالہ دردناک اپنے پروردگار سے مناجات و استغاثہ و تضرع کر رہا ہے۔ میں اس سے علیحدہ چھپ کر کھڑا ہو رہا۔ کہ وہ مجھے نہ دیکھ سکے۔ اور میں نے اس کے کلام سننے کو کان لگائے۔ میں نے سنا۔ وہ کہتا ہے۔ یاحسن الصحبة یاخلیفة النبیین یاارحم الراحمین البدئی البدیع الذی لیس مثلک شئ والدائم غیر الغافل والحیّ الذی لایموت انت کل یوم فی شان انت خلیفة محمدؐ اسئلک ان تنصر وصی محمدؐ وخلیفة محمدؐ والقائم بالقسط بعد محمدؐ اعطف علیہ نیصر او توفہ برحمة پس سر سجدہ سے اٹھایا۔ اور بیٹھ کر تشہد پڑھا۔ اور سلام کر کے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور پانی پر روانہ ہوا پس میں نے عقب سے آواز دی کہ خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ مجھ سے کلام کرو۔ میری جانب ملتفت نہ ہوئے۔ اور کہا۔ ہدایت کرنے والے کو عقب سے چھوڑ کر جا۔ اور اس سے اپنے امر دین کا سوال کر۔ میں نے کہا۔ خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ وہ ہدایت کرنے والا کون ہے فرمایا۔ وصی محمدؐ۔ میں نے یہ سن کر میں کوفہ چلا۔ رات کو صحرائے نجف میں رہا۔ کہ جب صبح ہو گی داخل کوفہ ہونگا۔ جب پہر رات گزری۔ میں نے ایک دیکھا۔ ایک شخص آیا۔ اور تنہا ایک ٹیلے کے ...... پیچھے کھڑے ہو کر مشغول مناجات حق تعالیٰ ہوا۔ اور کہا۔ خداوندا جو کچھ تیرے پیغمبر نے اور تیرے برگزیدہ نے مجھے حکم کیا تھا۔ اسی طرح میں اس امت میں بجا لایا۔ امت نے مجھ پر ظلم و ستم کیا اور میں نے منافقوں سے قتال کیا۔ جس طرح تو نے مجھے حکم دیا تھا۔ انہوں نے مجھے بجہالت و سفاہت منسوب کیا۔ اور میں ان سے تنگ دل ہوا ہوں۔ اور یہ مجھ سے دل تنگ ہوئے ہیں۔ میں ان کا دشمن ہوں یہ میرے دشمن ہیں۔ اور جن امور کی تیرے پیغمبر نے مجھے خبر دی تھی۔ ان میں کچھ باقی نہیں بغیر ایک امر کے جس کا مجھے انتظار ہے کہ ابن ملجم مرادی آئے۔ اور اس امر کو عمل میں لائے۔ خداوندا اس کی شقاوت کو نزدیک کر اور مجھے باسعادت شہادت فائز کر۔ خداوندا

مجھ سے تیرے پیغمبر نے وعدہ کیا تھا کہ جس وقت میں تجھ سے تیری ملاقات کا سوال کروں تو مجھے اپنے پاس بلا لے۔ خداوندا میں دنیا سے تنگ آگیا ہوں۔ اور تیری سعادت لقا کا امیدوار ہوں۔ جب دعا سے فارغ ہوئے بجانب کوفہ روانہ ہوئے۔ اور میں ان کے عقب چلا۔ یہاں تک وہ اپنے مکان میں تشریف لے گئے۔ میں نے لوگوں سے پوچھا یہ گھر کس کا ہے۔ انہوں نے کہا۔ یہ علی ابن ابی طالب کا مکان ہے۔ تھوڑی دیر بعد اذان نماز کی آواز آئی۔ میں نے دیکھا۔ جناب امیرؑ باہر تشریف لائے ہیں۔ میں بھی عقب میں روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ داخل مسجد ہوا۔ اتنے میں ابن ملجم نے جناب امیرؑ کو شہید کیا۔ شیخ مفیدؒ و شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے۔ کہ اصبغ بن نباتہ نے کہا۔ جب جناب امیرؑ کے سر اقدس پر ضربت لگی۔ ان کو گھر میں لے گئے۔ اور حارث ہمدانی و سوید بن غفلہ ہمراہ گروہ اصحاب خانۂ آنحضرت میں جمع ہوئے۔ جب صدائے گریہ و زاری خانہ آنحضرت سے بلند ہوئی۔ ہم سب بھی رونے لگے۔ اس وقت امام حسنؑ گھر سے باہر تشریف لائے۔ اور کہا جناب امیرؑ فرماتے ہیں، کہ اپنے اپنے گھر جاؤ۔ لیکن میں دروازہ پر ٹھہرا رہا۔ جب دوسری مرتبہ صدائے شیون و زاری گھر سے بلند ہوئی۔ میں بھی رونے لگا۔ پھر امام حسنؑ باہر آئے۔ اور کہا۔ میں نے نہیں کہا تم سے کہ اپنے گھر چلے جاؤ۔ میں نے عرض کی۔ بخدا سوگند۔ یا ابن رسول اللہ میرا دل نہیں مانتا۔ اور میرے پاؤں میں قوت رفتار باقی نہیں۔ جب تک جناب امیرؑ کو نہ دیکھ لوں گا۔ نہ جاؤں گا۔ یہ کہہ کر میں خوب رویا۔ پس امام حسنؑ گھر میں گئے اور تھوڑی دیر کے بعد باہر آئے اور مجھے اندر لے گئے۔ جب میں اندر گیا۔ دیکھا۔ جناب امیرؑ کو تکیوں سے لگا کر بٹھایا ہے اور زرد پٹی سر اقدس پر بندھی ہے۔ اور روئے مبارک بحد خون نکلنے سے ایسا زرد ہو گیا ہے کہ مجھے اس کی تمیز نہ ہوئی۔ کہ پٹی زیادہ زرد تھی یا رنگ زیادہ زرد تھا۔ جب میں نے اپنے مولا کا یہ حال دیکھا بیتاب ہو کر قدم محترم چومنے لگا۔ آنکھوں سے ملتا اور روتا جاتا تھا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اے اصبغ نہ رو کہ مجھے راہ بہشت درپیش ہے۔ میں نے کہا۔ میں آپ پر فدا آپ بہشت میں جاتے ہیں۔ اور میں زندہ رہوں۔ اس لئے کہ آپ کی مفارقت پر روتا ہوں۔ کلینیؒ و سید رضیؒ وغیرہ نے بسند معتبر

بیان نصائح و وصایائے جناب امیرؑ

روایت کی ہے۔ کہ جب جناب امیرؑ کے سر مبارک پر ضرب لگی۔ اصحاب گرد جمع ہوئے۔ اور کہا۔ اے امیر المومنین ہمیں وصیت کیجیے۔ حضرت نے فرمایا۔ دوہرا کر کے مجھے تکیہ کرو۔ پس فرمایا۔ میں حمد خدا کرتا ہوں۔ وہ حمد جو لائق اس کی بزرگواری کے ہے۔ درحالانکہ میں متابعت کنندہ امر ہوں۔ وہ مجھے پسند کرتا ہے۔ میں خداوند احد واحد۔ صمد کی یگانگی کی گواہی دیتا ہوں۔ جس طرح اس نے اپنی تعریف کی ہے۔ ایہا الناس جو کسی چیز سے بھاگتا ہے۔

اسی کی طرف پہونچتا ہے۔ ہر جگہ سے جانب اجل مقدّر اسے کھینچتا ہے اور موت سے بھاگنا عین موت کی
طرف پہونچانا ہے۔ کس درجہ ایام روزگار میں۔ میں نے فکر کی اور مکنون علم قضا و قدر میں کس قدر میں نے
غور کیا۔ اور وہ ہے وہ علم جس کو حق تعالیٰ کو ظاہر کرنا منظور نہیں اور پردہ ہائے غیب میں مکنون و
مخزون ہے۔ لیکن میری وصیت تم سے یہ ہے کہ شریک بخداوند بندہ گوارہ نہ لانا۔ اور کسی چیز کو اس
کی عبادت میں شریک نہ کرنا۔ اور سنت و طریقۂ حضرت رسولؐ کو ضائع نہ کرنا۔ کتاب خدا اور
سنت رسولؐ کو بدستور رکھنا۔ حسنؑ و حسینؑ کو کہ یہ دو چراغ ہیں روشن رکھنا جب تک طریقۂ حق
سے متفرق نہ ہوگے۔ محل ملامت و مذمت نہ ہوگی۔ حق تعالیٰ نے بقدر طاقت ہر ایک پر بوجھ ڈالا
ہے۔ اور تکلیف کو جاہلوں پر سہل کیا ہے تمہارا پروردگار رحیم ہے اور پیشوا امام تمہارا دانا ہے۔ اور
مذہب تمہارا دین درست ہے۔ میں کل کے دن تمہارا مصاحب تھا۔ اور آج محل عبرت تمہارے
لئے ہوں۔ اور کل تم سے مفارقت کرتا ہوں۔ اگر میرا قدم اس مرض میں ثابت رہا۔ اور شفا پاؤں اور
خدا کا شکر کروں۔ اور میرا قدم لغزش کرے اور دنیا سے مفارقت کروں۔ پس دل میرا وابستۂ دنیا
نہ تھا۔ اور دنیا میں ایسا تھا۔ جس طرح کوئی سایۂ درخت میں بیٹھا ہو۔ اور وہ سایہ جلد اس کے سر
سے ہٹ جائے اور ہوا نے چند خاشاک کو اس کے گرد جمع کر دیا ہو۔ اور بہت جلد اسے پراگندہ کر دے۔
یا یہ کہ ابر کا ٹکڑا کسی کے سر پر سایہ فگن ہو۔ اور بہت جلد سایہ جاتا رہے۔ اور میں تم میں ایک مجاور
تھا۔ کہ میرا بدن چند روز تمہارے ہمراہ مجاورت کرتا تھا۔ اور میری روح متعلق بہ ملاء اعلیٰ تھی۔ بہت
جلد میرا بدن روح سے خالی اور ساکن دیکھو گے۔ اور بعد ان متحرک حالتوں کے جو اس سے دیکھتے
تھے۔ خاموش دیکھو گے بعد ان خطبوں کے جو اس سے سنتے تھے اور علوم الٰہی و معارف ربانی جو اس سے
حاصل کرتے تھے۔ لازم ہے کہ میرے بند ہونے سے پند و نصیحت حاصل کرو۔ اس لئے کہ ہر سخنگوئی سے
یہ حالت زیادہ پند و نصیحت دینے والی ہے۔ بس تم کو وداع کرتا ہوں۔ وہ وداع جس کا مجھے تم سے
دوسری مرتبہ ملاقات کا رجعت میں انتظار ہے اور قیامت کے دن اور میرے مراتب دیکھو گے۔ آج
جو میری قدر منزلت تم سے مخفی ہے اس روز ظاہر ہو جائے گی۔ اور جب میں تم میں سے چلا جاؤں گا۔
اس وقت میری قدر پہچانو گے۔ اور جب میری جگہ دوسرا بیٹھے گا۔ اس وقت مجھے یاد کرو گے اگر میں زندہ
رہا۔ خود ولی اپنے خون کا ہونگا۔ اور اگر چلا گیا۔ فنا و نیستی ہماری وعدہ گاہ ہے پس اگر عفو کرو۔ عفو ہمارے
لئے قربت اور تمہارے لئے حسنہ ہے۔ لہٰذا عفو و بد بہائے مردم سے درگذر کرو۔ آیا تمہیں منظور ہے کہ خدا
تم کو بخش دے۔ نہ ہے حسرت غافل پر کہ عمر اس کی قیامت میں اس پر حجت ہو۔ ایام زندگانی اسکو بدبختی

وشقاوت میں ڈال دیں۔ خدا ہمیں اور تمہیں ان میں داخل کرے۔ جن کو رغبت دنیا مانع طاعت حق تعالیٰ نہیں ہوتی۔ اور بعد مرگ ان پر عذاب اور شدت نازل نہیں ہوتی۔ سچ جانو ہم سب مرنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ اور ہماری بازگشت جانب مرگ ہے۔ پھر امام حسن کی طرف نظر کی۔ فرمایا۔ اس پر ایک ضربت سے زیادہ جس طرح اس نے مجھ پر لگائی ہے نہ لگانا۔ باوجودیکہ اگر زیادہ لگاؤ گے گنہگار نہیں ہو۔ کلینیؒ و ابن بابویہؒ و شیخ طوسیؒ و شیخ مفیدؒ اور جملہ محدثین نے بطرق بسیار امام حسنؑ و امام موسیٰ کاظمؑ و سلیم بن قیس ہلالی سے روایت کی ہے۔ کہ وقت وصیت جناب امیرؑ تمام فرزندان و اہل بیت اور اپنے مردان شیعہ کو جمع فرمایا۔ اور امام حسنؑ کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا۔ اور نص امامت امام حسن پر کیا۔ اور کتابہائے الٰہی و مصحف پیغمبران و علوم گذشتگان و سلاح وغیرہ رسول خداؐ و جمیع آثار آنحضرت و آثار و معجزات جمیع پیغمبران امام حسن کو تعلیم کئے۔ اور فرمایا۔ اے فرزند گرامی جناب رسول خداؐ نے مجھے وصیت کی ہے۔ کہ میں تمہیں اپنا وصی کروں۔ اور کتب و اسلحہ جو میرے پاس ہیں۔ تمہارے سپرد کروں۔ جس طرح جناب رسول خداؐ نے مجھے اپنا وصی کیا۔ اور کتب و اسلحہ مجھے اپنا سپرد کیا۔ اور مجھے حکم دیا کہ تمہیں حکم دوں کہ تمہارا وقت وفات قریب ہو۔ امام حسینؑ کو اپنا وصی کرنا۔ اور ان سب تبرکات کو ان کے سپرد کرنا۔ پھر امام حسینؑ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا تمہیں رسول خداؐ نے حکم کیا ہے کہ جب تمہارا وقت شہادت آئے۔ اپنے فرزند علی ابن الحسین کو اپنا وصی کرنا۔ اور ان سب تبرکات کو ان کے سپرد کرنا۔ پھر علی بن حسین سے فرمایا کہ رسول خداؐ نے تم کو حکم کیا ہے۔ جب تمہارا وقت وفات قریب ہو۔ اپنے فرزند محمد بن علی کو اپنا وصی کرنا۔ اور ان سب تبرکات کو ان کے سپرد کرنا۔ اور جب محمدؑ بن علی پیدا ہوں۔ ان کو رسول خداؐ اور میری طرف سے سلام کہنا۔ بعد اس کے امام حسنؑ سے فرمایا۔ اے فرزند گرامی۔ تم خلیفہ و امام میرے بعد ہو۔ اور میرے قاتل کے قصاص میں تم کو اختیار ہے اگر چاہنا اسے عفو کرنا۔ اور اگر چاہنا ایک ضرب میں اسے مار ڈالنا۔ اب میری وصیت لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط یہ وصیت نامہ علی ابن ابی طالب کا ہے کہ وحدانیت حق تعالیٰ پر گواہی دیتا ہے اور یہ کہ اس کا شریک کوئی نہیں۔ اور گواہی دیتا ہے کہ محمدؐ بندہ اور رسول خداؐ ہیں کہ ان کو واسطے ہدایت اور دین حق کے بھیجا۔ کہ اس کے دین کو سب دینوں پر غالب کرے۔ ہر چند مشرکین نہ چاہیں۔ پس جانو۔ کہ میری نماز اور حج اور عبادت اور زندگی اور موت سب پروردگار عالم کی جانب ہے۔ اور کسی کو میں اس کا شریک نہیں کرتا۔ اور اس پر مامور ہوا ہوں۔ اور از جملہ مسلمانان ہوں۔ میں تم کو اے حسنؑ اور جمیع اہل بیت اور اپنے فرزندوں کو وصیت کرتا ہوں۔ جسے یہ نامہ پہونچے۔ بتقویٰ و پرہیزگاری خداوند عالمیان زندگی بسر کرے۔ اور نہ مرے مگر بدین اسلام ہو۔ اور ریسمان خدا سے کہ کتاب اور اہل بیت رسول خداؐ ہیں متمسک

رہنا۔ اور سب طریقۂ حق پر مجتمع رہنا اور پراگندہ نہ ہونا۔ بدرستیکہ میں نے رسول خداؐ سے سُنا ہے فرماتے تھے اصلاح بہتر و میان مردم نماز و روزہ سے ہے اور بتحقیق درمیان مردم فساد کرنا دین کو زائل و ہلاک کنندہ مثل ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم۔ اپنے بیگانوں پر نظر رکھو۔ اور ان سے احسان کرو۔ کہ حق تعالیٰ قیامت میں تم پر احسان کرے۔ اور یتیموں کے حق میں خدا کو یاد کرو۔ کہ یہ تمہارے سامنے بھوک و پیاس سے بیتاب و ضائع نہ ہوں۔ کیونکہ میں نے جناب رسول خداؐ سے سُنا ہے۔ جو شخص یتیم کو اپنے عیال میں داخل کرے۔ یہاں تک مستغنی ہو جاتے ہیں۔ حق تعالیٰ بہشت کو اس کے اوپر واجب کرتا ہے۔ جس طرح بہ ستم مال یتیم کھانے والے پر جہنم کو واجب کرتا ہے۔ اور در باب قرآن خدا کو اس طرح یاد رکھو کہ کوئی تم پر عمل کرنے میں اس پر سبقت نہ کرسکے۔ اور خدا کو یہ حق ہمسائیگان یاد کرو۔ بتحقیق جناب رسول خداؐ نے در باب حق ہمسائیگان مجھے وصیت کی ہے کہ میں نے گمان کیا۔ کوئی میراث ان کے لئے مقرر فرمائیں گے۔ اور خدا کو در باب خانہ کعبہ یاد کرو۔ کہ ہرگز جب تک تم ہو وہ تم سے خالی نہ رہے۔ اس لئے کہ اگر حج خانہ کعبہ کو ترک کروگے مہلت نہ پاؤگے۔ اور بہت جلد عذاب خدا تم پر نازل ہوگا۔ اور کم سے کم جو ثواب حاجیان بیت الحرام کو ملتا ہے یہ ہے کہ خدا گناہان گذشتہ بخش دیتا ہے اور خدا کو در باب نماز یاد کرو۔ کہ وہ بہترین اعمال اور ستون دین ہے۔ اور خدا کو در باب زکوٰۃ یاد کرو کہ زکوٰۃ دینا غضب پروردگار کو ساکن کرتا ہے۔ اور خدا کو در باب روزے ماہ مبارک رمضان یاد کرو۔ وہ تمہارے لئے آتش جہنم سے سپر ہے۔ اور خدا کو در باب فقرا و مساکین یاد کرو۔ اور ان کو اپنے ہمراہ اپنی معاش میں شریک کرو۔ اور خدا کو در باب جہاد فی سبیل اللہ اپنے اموال اور جانوں اور زبانوں سے یاد کرو۔ اور جانو کہ راہ خدا میں جہاد نہیں کرسکتا مگر وہ امام کہ پیشوائے راہ ہدایت ہو۔ یا وہ جو اس کی اطاعت کرنے والا ہو۔ اور اس کی ہدایت سے ہدایت پائی ہو۔ اور خدا کو اپنے پیغمبر کی خدمت میں یاد کرو کہ تم پر اور تمہارے سامنے ان پر ستم نہ کریں۔ حالانکہ تم ان پر دفع ظلم میں قادر ہو اور خدا سے در باب اصحاب[۵] پیغمبر خدا ڈرو اور ان کی رعایت کرو۔ کہ

---

[۵] اصحاب سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے توحید۔ رسالت اور ولایت اہل بیت کا اقرار دست حق پرست جناب رسول خداؐ پر کیا ہو۔ اور اسی اقرار پر ان کی موت واقع ہوئی ہو۔ اگر کوئی توحید و رسالت کا تو اقرار کرے۔ مگر ولایت اہل بیت کا انکار کرے وہ صحابی رسول نہیں ہے کیونکہ اس کا ایمان نامکمل ہے صحابہ ہی سے خود مقدمہ تفسیر مرآۃ الانوار ص۲۱۶ پر حضرت علی امیر المومنین سے یہ حدیث نقل ہے بعن علی قیل یا رسول اللہ! اکلٌ مؤمن۔ قال لا الٰہ الا اللہ مومن؟ قال عداوتنا تلحق بالیہود والنصاریٰ انکم لا تدخلون الجنۃ

انہوں نے کوئی بدعت دین خدا میں نہیں کی۔ اور صاحب بدعت کو راہ نہیں دی۔ بدرستیکہ رسول خداؐ نے اپنے اصحاب کے حق میں تم کو وصیت کی۔ اور اس پر لعنت کی جو اصحاب اور غیر اصحاب میں سے بدعت جاری کرے۔ یا بدعت کرنے والے کو پناہ دے اور یا اس کی نصرت و مددگاری کرے۔ اور خدا کو در باب زنان و کنیزان ڈرتے رہو۔ کیونکہ آخر میں رسول خداؐ نے جس چیز کے متعلق کلام کیا ہے۔ وہ یہ تھا۔ کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں ضعیف عورتوں اور غلاموں اور کنیزوں کے حق میں۔ پس تین مرتبہ فرمایا۔ کہ نماز کی رعایت کرو۔ اور راہ خدا میں ملامت کرنے والوں سے نہ ڈرو۔ خدا ہر شخص کے شر سے اور اس سے جو تمہیں اذیت پہونچائے اور تم پر ستم کرے کفایت فرمائے۔ اور لوگوں سے سخن نیک کہو۔ جس طرح حق تعالیٰ نے قرآن میں حکم کیا ہے۔ اور امر نیکی و نہی و بدی ترک نہ کرو۔ اگر ترک کروگے۔ تو حق تعالیٰ تمہارے بروں کو تم پر مسلط کرے گا۔ اور تمہاری دعا قبول نہ ہوگی۔ اور تمہیں اسے فرزندو چاہیئے نیکی کرنا۔ اور بخشش بایکدیگر مہربانی کرنا۔ اور دوری کرنے اور بدی کرنے اور ایک دوسرے سے پراگندہ ہونے سے بہت پرہیز کرو۔ ایک دوسرے کی نیکی اور تقویٰ کرنے پر رعایت کرو۔ ایک دوسرے کے گناہ اور ظلم پر اعانت نہ کرو۔ اور عذاب الٰہی سے ڈرو۔ کہ عذاب حق تعالیٰ شدید ہے۔ اے اہل بیت خدا تمہاری حفاظت کرے۔ اور تمہارے درمیان تمہارے پیغمبر کی حرمت کو حفظ کرے میں تمہیں خدا کو سونپتا۔ اور سلام و وداع کرتا ہوں۔ سلام و رحمت و برکت الٰہی تم پر ہو۔ پس ہر وقت لا الٰہ الا اللہ کہتے تھے۔ یہاں تک کہ تیئسویں [۲۳] شب ماہ مبارک رمضان شب جمعہ سال چہلم ہجرت کو رحمت الٰہی ملحق ہو گئے۔

حتیٰ تحبونی وکذب من زعم انہ یحبنی و یبغض ھذا۔ یعنی علیاً (علیہ السلام)۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ سے کہا گیا۔ یا رسول اللہ جو لا الٰہ الا اللہ کہے وہ مومن ہے؟ آپ نے فرمایا۔ کہ ہماری عداوت یہود و نصاریٰ کے ساتھ ملحق کر دیتی ہے۔ لہٰذا تم لوگ تحقیق ہرگز جنت میں داخل نہیں ہوگے۔ جب تک مجھ سے محبت نہ کرو۔ اور جو شخص میری محبت کا دعویٰ کرے علی کا دشمن رہے وہ مومن نہیں کذاب ہے۔ لہٰذا اس اقرار کے علاوہ یعنی توحید۔ ولایت اہل بیت یا رسالت اور توحید کا اقرار کیا۔ اور اسی پر اس کی موت واقع ہوئی۔ وہ اصحاب محمدؐ نہیں کہے جا سکتے۔ بلکہ یہی لوگ اصطلاح قرآن اور صحابہ میں اور اسلام میں کہے جاتے ہیں۔ جیسا کہ ابوسعید خدری نے فرمایا ہے۔ عن ابی سعید خدری قال کنا نعرف المنافقین نحن معاشر الانصار ببغضھم علیاً۔ ہم گروہ انصار منافقین کی پہچان علی کی دشمنی سے رکھتے تھے یعنی جو دشمن علی وہ منافق ہے۔ لہٰذا ان لوگوں کی تعظیم اسلام میں اور مسلمانوں کے لئے حرام ہے ان کے علاوہ لوگوں کی تعظیم و احترام ہر کلمہ گو کے لئے واجب ہے وہ خواہ حبشی بلال ہی ہو۔ فارس کا رہنے والا سلمان یا صحرا کی خاک چھاننے والا ابوذر ہی کیوں نہ ہو۔ اصحاب محمد کو برا بھلا کہنے والا کافر اور واجب القتل ہے۔ (ذکو کر کھریلوی عفی عنہ)

اور اکیسویں شب کو ضربت سر اقدس پر لگی تھی۔ مؤلف فرماتے ہیں۔ یہ تاریخ خلاف مشہور علمائے شیعہ ہے۔ اور موافق بعض اقوال اہل سنت سے ہے۔ اور مخالفین کے تاریخ شہادت آنحضرت میں اقوال دیگر بھی ہیں کہ ان کے بیان کی ضرورت نہیں۔ شیخ مفیدؒ و شیخ طوسیؒ نے امام حسنؑ سے وصیت آنحضرت کی اس طرح روایت کی ہے۔ فرمایا جب میرے پدر بزرگوار کا زمانہ وفات قریب ہوا ہے اس طرح وصیت فرمائی۔ کہ علی ابن طالب برادر محمد رسول اور پسر عم و مصاحب آنحضرت وصیت کرتا ہے۔ پہلی وصیت یہ ہے۔ یہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ شہادت دیتا ہوں۔ اور یہ محمد رسول خداؐ برگزیدہ پروردگار عالمیان ہیں۔ اور انہیں اپنے علم سے برگزیدہ کیا ہے اور اپنی دانائی سے پسندیدہ کیا ہے اور گواہی دیتا ہوں۔ کہ خدا ان کو زندہ کرے گا۔ جو قبروں میں ہیں۔ اور ان سے ان کے اعمال کا سوال کرے گا۔ اور جو کچھ ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے۔ خدا اس سے خوب واقف ہے۔ اے حسنؑ میں تم کو وصیت کرتا ہوں۔ اور تم میرے اچھے وصی میرے لئے ہو۔ میں تم کو اس طرح وصیت کرتا ہوں جس طرح مجھے رسول خداؐ نے وصیت کی ہے۔ اے فرزند جب میں دنیا سے مفارقت کروں۔ اور میرے اصحاب تم سے موافق نہ رہیں۔ اس وقت خانہ نشین رہنا۔ اور گناہوںؔ پر رونا۔ اور دنیا کو مقصود بزرگ نہ قرار دینا۔ اے فرزند میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ نماز وقت فضیلت بجالانا۔ اور زکوٰۃ وقت پر مستحقین کو پہونچانا۔ اور جو تم پر مشتبہ ہو اس کے بارے میں خاموش رہنا۔ اور کاموں میں میانہ روی اختیار کرنا۔ در حالت خوشنودی و غضب میں عدالت کرنا۔ اپنے ہمسایہ کے لوگوں سے نیکی کرنا۔ مہمان کو گرامی رکھنا۔ ارباب بلا و مشقت پر رحم کرنا۔ اپنے بیگانوں پر نوازش کرنا۔ مسکینوں کو دوست رکھنا۔ اور ان سے ہمنشین رہنا۔ خدا اور خلق سے عاجزی کرنا۔ کہ یہ بہترین عبادت ہے۔ اپنی آرزوؤں کو کوتاہ کرنا۔ اور ہمیشہ یاد مرگ میں رہنا۔ دنیا کو ترک اور خواہش دنیا کو دل سے باہر کرنا۔ اس لئے کہ تم موت کے گرویدہ اور نشانہ تیرہائے بلا اور گرلگے ہوئے بیماریوں کے ہو۔ اسے فرزند میں

لہ اور گناہوں سے یہاں امت کا سلوک ہمراہ اہل بیت مراد ہے جیسا کہ رسول پاک کے متعلق پروردگار عالم نے فرمایا ہے۔ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر زیر آیت تفسیر روح البیان ذنبک معاف پوشیدہ ہے۔ یعنی امت کے گناہ۔ نیز تفسیر زیر آیت ولو انھم اذ ظلموا۔ کبھی گناہ کی نسبت گنہگار کی طرف ہوتی ہے اور کبھی گناہ کی نسبت معاف کرنے والے کی طرف جس طرح مقدمہ کی نسبت کبھی مجرم کی طرف کبھی مظلوم مدعی علیہ کی طرف یہاں نسبت یہی ہے۔ یعنی مقدمۂ ظلم وجور (گناہوں) پر رونا ہے۔ اور یہی منشاء مولائے کائنات جناب امیر المومنین حضرت امام حسن سے ہے۔ (ذکی محمد علیہ السلام عفی عنہ)

تم کو وصیت کرتا ہوں کہ خداوند جبار سے پنہاں و آشکار خائف رہنا۔ اور گفتار و کردار میں سبقت کرنے سے قبل اس کے انجام پر غور و تامل کر لو۔ منع کرتا ہوں اور اگر تم کو امور آخرت سے کوئی کام پیش آئے اس سے ابتدا کرو اور تاخیر نہ کرو اور جب امور دنیا سے کوئی کام پیش آئے۔ اس میں تامل و تساہل کرو۔ اس لئے کہ تمہیں معلوم ہو جائے۔ آیا اس کام میں تمہاری رشد و صلاح ہے اور ان مقامات سے جو محل تہمت اور اس مجلس سے جس پر گمان بد کرتے ہیں۔ ضرور حذر کرنا کیونکہ ہمنشین بد اپنے ہمنشین کو فریب دیتا ہے۔ اے فرزند ہمیشہ خدا کے لئے کارکن رہنا۔ اور فحش و بیہودہ گوئی سے اپنے نفس کو زجر و توبیخ کرنے والا اور نیکیوں سے حکم کرنے والا۔ اور برائیوں سے منع کرنے والا۔ برادروں سے واسطے خدا کے برادری کرنے والا صلحا کو ان کی صلاحیت کے سبب سے دوست رکھنا۔ فاسقوں سے شفقت و مدارا نہ کرنا۔ کہ تمہارے دین میں ضرر نہ پہنچائیں۔ لیکن دل میں دشمن رکھنا۔ اور ان کے اعمال سے کنارہ کرنا۔ اس لئے کہ مبادا مثل ان کے نہ ہو جاؤ۔ اور شاہراہ پر بیٹھ کر لڑائی جھگڑا نہ کرنا بے عقل و علم سے نزاع نہ کرنا۔ اے فرزند اپنی معیشت میں میانہ روی اختیار کرنا۔ اور اسراف نہ کرنا اور اپنی عبادت میں بھی میانہ روی رکھنا۔ اور تمہیں عبادت نصیب ہو۔ وہ جس عبادت پر مداومت کرو۔ اور طاقت بھی اسکی رکھتے ہو۔ خاموشی اختیار کرو کہ بلا ہائے زبان سے سلامتی حاصل ہو۔ اپنے لئے آخرت میں اعمال صالحہ بھیجو کہ غنیمت ہاتھ آئے۔ خیرات میں سعی کرو۔ کہ عقلمند ہو۔ اور ہر حال میں مشغول ذکر خداوند ذوالجلال رہو۔ اپنے بیگانوں میں سے چھوٹوں پر رحم کرو اور بزرگوں و بڈھوں کی تعظیم کرو۔ اور کوئی کھانا نہ کھاؤ جب تک کہ اس میں سے کچھ تصدق نہ کرو۔ اور تم کو توفیق روزہ رکھنے کی ہو۔ کہ وہ زکوٰۃ بدن ہے اور اپنے اہل کے لئے سپر اہل جہنم سے ہے۔ اپنے نفس سے ہمیشہ مجاہدہ کرو۔ اور ہمنشین سے ہمیشہ بحذر ہو اور شر دشمن سے اجتناب کرو۔ اور تم کو توفیق ان مجالس کی ہو جن میں یاد خدا ہوتی ہو۔ در بارگاہ خدا میں بہت دعا کرو۔ اے فرزند یہ میری وصیتیں ہیں۔ اور تمہاری نصیحت و خیر خواہی میں میں نے تقصیر نہیں کی۔ اب میرا وقت جدائی تم سے ہے۔ تم کو وصیت کرتا ہوں۔ کہ اپنے برادر محمدؐ سے نیک سلوک کرنا۔ وہ تمہارا رفیق اور تمہارے باپ کا فرزند ہے۔ اور تمہیں معلوم ہے کہ میں اسے دوست رکھتا ہوں۔ لیکن بھائی تمہارا حسینؑ وہ تمہارا حقیقی بھائی ایک ماں باپ سے ہے۔ اور تم کو اس کے مقدمہ میں وصیت کرنے کی احتیاج نہیں اور خدا میرا خلیفہ تم پر ہے اور میں اس سے سوال کرتا ہوں کہ تمہارے احوال کو اصلاح اور شر طاغیان و ظالمان تم سے دور کرے صبر کرو کہ امر خدا تمہارے لئے بفرح نازل ہو اور کوئی طاقت و قوت نہیں مگر بمدد خداوند علی العظیم۔

قصہ شہادت جناب امیرؑ شیخ مفیدؒ اور من جملہ محدثین فریقین نے روایت کی ہے کہ جناب

امیرؑ نے قریب ایام شہادت فرمایا۔ میں نے جناب رسول خداؐ کو خواب میں دیکھا اور کچھ ظلم و ستم مجھے اس
امت سے پہونچے۔ ان کی شکایت آنحضرت سے بیان کر کے میں رونے لگا۔ حضرت نے کہا۔ اے
علیؑ نہ رو۔ اور ادھر نظر کرو۔ جب ادھر میں نے دیکھا۔ دو آدمیوں کو دیکھا۔ کہ انہیں زنجیروں میں جکڑا تھا۔
اور ان کے سروں کو پتھروں سے کچلتے تھے۔ اس کے دوسرے روز جناب امیرؑ کے سر پر ضربت لگی۔ اور
(معلوم ہو کہ وہ دو آدمی اول۔ دوم تھے۔ اس لئے کہ اہل بیت پر ظلم و ستم کی ابتدا ان ہی سے ہوئی۔ اور)
بسند دیگر ام موسیٰ خادمہ جناب امیرؑ سے روایت کی ہے۔ کہ ام موسیٰؑ نے کہا۔ ایک روز میں نے جناب
امیرؑ سے سنا کہ اپنی دختر ام کلثوم سے فرماتے تھے۔ اے دختر تھوڑے ہی دنوں ہم تمہارے ساتھ ہیں۔
جب کلثوم نے یہ سنا۔ فریاد کی۔ اے پدر بزرگوار یہ کیا خبر وحشت اثر آپ مجھے دیتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔
آج رات میں نے خواب میں حضرت رسول خداؐ کو دیکھا ہے۔ کہ اپنے دست مبارک سے غبار میرے منہ
سے جھاڑتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ یا علیؑ تم پر کوئی خوف نہیں۔ جو کچھ تم پر لازم تھا۔ وہ تم بجا لائے۔ اس
خواب کے تیسرے روز آنحضرت کے سر مبارک پر ضربت لگی۔ جب جناب امیرؑ کو گھر میں لائے ام کلثوم
نے فریاد کی۔ حضرت نے کہا۔ اے دختر گریہ نہ کر۔ اس وقت میں حضرت رسولؐ کو دیکھ رہا تھا۔ کہ
آنحضرت بدست مبارک میری طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں۔ اے علی جلد میرے پاس آؤ۔ جو کچھ میرے
پاس ہے وہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ سید رضی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ شب ضربت جناب
امیرؑ نے فرمایا۔ میں اس وقت بیٹھا تھا۔ کہ نیند آگئی۔ کیا دیکھتا ہوں۔ حضرت رسولؐ تشریف لائے۔ اور
میں نے اس امت کی شکایت آنحضرت سے کی۔ آنحضرت نے ارشاد فرمایا۔ ان ظالموں پر نفرین کرو۔ میں نے
کہا خدا ان کے عوض اچھے قرین و مصاحب مجھے عطا کرے۔ اور میرے عوض ان کو مصاحبان بد عنایت کرے۔
ابن بابویہؒ نے بسند معتبر حبیب بن عمرو سے روایت کی ہے کہ میں آنحضرت کی خدمت میں اس مرض میں
جس میں حضرت نے انتقال کیا۔ حاضر ہوا۔ اس وقت حضرت نے جراحت کو سر کھولا۔ میں نے کہا۔ یا حضرت
یہ جراحت تو ایسا کچھ زیادہ نہیں ہے۔ اور اس زخم سے چنداں خوف بھی نہیں۔ جناب امیرؑ نے کہا اے حبیبؓ
خدا سوگند میں اس ساعت تم سے مفارقت کرتا ہوں۔ حبیب نے کہا۔ جب میں نے یہ سنا رونے لگا۔ اور ام کلثوم
قریب بیٹھی تھیں۔ وہ بھی رونے لگیں۔ حضرت نے کہا اے دختر ام کلثوم کیوں روتی ہو۔ کلثوم نے کہا۔ اے پدر
بزرگوار کیونکر نہ روؤں۔ آپ فرماتے ہیں۔ میں اسی ساعت تم سے مفارقت کرتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے دختر
گرامی گریہ نہ کر بخدا سوگند تو وہ دیکھے جو میں دیکھ رہا ہوں۔ بیشک نہ روئے۔ حبیب نے آپ سے پوچھا۔ یا امیرالمومنین
آپ کیا دیکھ رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے حبیب میں ملائکہ افلاک اور پیغمبروں کو دیکھ رہا ہوں کہ آگے

صف بصف کھڑے ہیں۔ اور ملاقات من کے منتظر ہیں۔ اور اس وقت جناب رسول خداؐ برادر من میرے
پاس بیٹھے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ میرے پاس آؤ۔ جو کچھ تمہیں در پیش ہے وہ موجودہ حالت سے بہتر ہے۔ حبیب نے
کہا۔ میں ہنوز حضرت کے پاس سے اٹھ کر نہ گیا تھا کہ روح مقدس آنحضرت بارواح انبیاء و اوصیاء ملحق ہوئی۔
شیخ مفیدؒ و ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ شب ضربت نماز شب کے لئے مسجد میں تشریف
لے گئے۔ اور رات بھر بیدار اور مشغول عبادت حق تعالیٰ میں رہے۔ ام کلثوم نے کہا۔ اے پدر بزرگوار اس قدر بیداری
اور بیقراری کا سبب کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اس رات کی صبح کو میں شہید ہونگا۔ ناگاہ موذن نے صدائے
اذان دی۔ ام کلثوم نے کہا۔ اے پدر بزرگوار آج کسی اور کو حکم دیجئے کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ جناب امیرؑ
نے فرمایا۔ قضائے الٰہی سے چارہ نہیں۔ اور منقول ہے۔ اس شب جناب امیرؑ تمام رات باہر جاتے اور اطراف آسمان
کی طرف نظر فرماتے۔ اور فرماتے تھے۔ میں نے ہرگز دروغ نہیں کہا اور جناب رسول خداؐ سے بھی خبر دروغ
نہیں سنی۔ یہ وہ رات ہے جس کا وعدہ شہادت مجھے دیا ہے۔ جب آواز اذان سنی کمر باندھی اور ایک شعر
پڑھا۔ جس کا مضمون یہ ہے اور جس کو سید ظہور الحسن کوثر بریلوی نے یوں نظم کیا ہے ؎

اپنی کمر کو باندھ لے مضبوط خاطر موت کی — آئیگی تیرے پاس وہ اس سے جزع فزع نہ کر

جب صحن خانہ میں تشریف لائے۔ اس گھر میں چند مرغابیاں تھیں ان مرغابیوں نے حضرت کا راستہ روک لیا
اور چیختی چلاتی تھیں۔ جب چاہا۔ ان مرغابیوں کو ہنکائیں۔ جناب امیرؑ نے ارشاد کیا۔ ان کو نہ ہنکاؤ۔ کہ
یہ مجھ پر فریاد کرنے والی ہیں۔ اور بعد ان کے نوحہ کرنے والے مجھ پر نوحہ کریں گے۔ کلینیؒ نے بسند معتبر
بیان قناعت جناب امیرؑ روایت کی ہے۔ کہ حسن بن جہم نے جناب امام رضاؑ سے سوال کیا کہ
یا حضرت جبکہ جناب امیرؑ اپنے قاتل کو پہچانتے اور شب شہادت اور اس جگہ کو جہاں شہید ہوں گے
جانتے تھے۔ اور جب مرغابیاں حضرت کو دیکھ کر چیخیں۔ تب حضرت نے فرمایا۔ یہ نوحہ کرنے والیاں ہیں کہ ان
کے بعد نوحہ کرنے والے ہونگے۔ اور ام کلثوم نے عرض کی۔ آج گھر میں نماز پڑھیئے اور کسی کو حکم دیجئے وہ نماز
پڑھائے۔ اور حضرت نے قبول نہ کیا۔ اور اس شب بغیر ہتھیار گھر سے باہر تشریف لائے۔ حالانکہ جانتے
تھے۔ کہ ابن ملجم حضرت کو اس رات شہید کریگا۔ اس کا سبب کیا ہے۔ جناب امام رضاؑ نے ارشاد فرمایا۔
کہ وفات جناب امیرؑ اس شب مقدر ہوئی تھی۔ اور تقدیر خدا البتہ جاری ہوتی ہے۔ مولف فرماتے
ہیں۔ کہ یہ امور اسرار قضا و قدر سے ہیں۔ اور فکر ان میں باعث لغزش ہے۔ اور تکلیف انبیاء و اوصیاء مثل
تکالیف دیگران نہیں۔ اور مجمل جاننا چاہیئے۔ کہ جو فعل ان حضرات کا ہے وہ موافق شریعت و عین صلاح و
حکمت ہے۔ پس بمقام تسلیم و انقیاد رہنا لازم ہے۔ اور بعض کتب معتبرہ میں منقول ہے کہ ام کلثوم نے

کہا۔ اونیسویں[19] شب ماہ مبارک رمضان کو اپنے پدر بزرگوار کو میں نے ایک طباق پیش کیا۔ جس میں دو جو کی روٹیاں تھیں۔ اور ایک . . . . . لائی۔ اور نمک پسا ہوا بھی حاضر کیا۔ جب پدر بزرگوار نماز سے فارغ ہوئے۔ بعد اس طعام کو ملاحظہ فرمایا۔ رونے لگے۔ اور فرمایا اے دختر کیا تو نہیں جانتی۔ جو دو چیزیں ایک طباق میں لائی ہے کہ میں متابعت اپنے برادر اور ابن عم یعنی رسول خداؐ کی کرتا ہوں۔ اور جب تک انہوں نے دنیا سے رحلت فرمائی دو کھانے ان کے سامنے نہیں لائے۔ اے دختر جس کا کھانا پینا لباس دنیا میں دو طرح کا ہے۔ اس کا بروز قیامت حق تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا زیادہ ہے۔ اے دختر حلال دنیا کا حساب ہے۔ اور حرام دنیا کا عذاب ہے اور مجھے میرے حبیب رسول خداؐ نے خبر دی۔ کہ جبرئیل ان کے لئے کلید ہائے دنیا لائے۔ اور کہا۔ یا محمدؐ خدا آپ کو سلام کہتا ہے۔ اور کہتا ہے اگر چاہو تو کوہ ہائے تہامہ تمہارے لئے میں طلا کر دوں۔ اور ماہ میں طوال دوں۔ اور یہ کلید ہائے خزانہ زمین ہیں انہیں قبول کرو۔ اور تمہارے ثواب آخرت سے بھی کوئی چیز کم نہیں کی جائے گی۔ حضرت نے فرمایا۔ بعد اس کے کیا ہوگا۔ جبرئیل نے کہا۔ مرگ۔ حضرت نے فرمایا جب مرگ ہے تو مجھے دنیا کی کوئی حاجت نہیں۔ مجھے رہنے دو کہ میں ایک روز بھوکا۔ اور دوسرے روز سیر رہوں۔ اس لئے کہ جس روز بھوکا رہوں۔ اس روز اپنے خدا سے دعا اور سوال کروں۔ اور جس دن سیر ہوں۔ اس روز خدا کا حمد و شکر بجا لاؤں۔ یہ سن کر جبرئیل نے کہا۔ یا محمدؐ آپ نے ہر چیز کی توفیق پائی ہے۔ پس جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اے دختر دنیا خانۂ فریب و مذلت و خواری ہے۔ اور جو کوئی شخص کوئی چیز آخرت کو آگے بھیجتا ہے۔ اس تک پہنچتا ہے۔ اے دختر قسم بخدا میں کچھ نہ کھاؤں گا جب تک ان دونوں کھانوں میں سے ایک کھانا نہ اٹھا لو۔ یہ سن کر میں نے دودھ اٹھا لیا۔ اور حضرت نے نان جو نمک سے تناول فرمائی۔ اور حمد و ثنائے الٰہی بجا لائے۔ بعد اس کے اٹھے اور متوجہ نماز ہوئے۔ ہر وقت مشغول رکوع و سجود و تضرع و ابتہال بجانب خدائے ذوالجلال تھے۔ اور بار بار گھر سے باہر جاتے تھے اور اطراف آسمان پر نظر فرماتے اور مضطرب ہو کر تضرع کرتے اور روتے تھے۔ سورۂ یسین کی آخر تک تلاوت کی اس کے بعد تھوڑی دیر سو کر خوفناک و ترسان بیدار ہو کے جامہ مبارک پہن کر کھڑے ہوئے۔ اور کہا خداوندا اپنی ملاقات سے مجھے برکت دے۔ اور کلمے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم بکثرت فرمایا۔ بعد اس کے نماز پڑھی۔ یہاں تک کہ رات زیادہ گذری مشغول تعقیبات تھے۔ کہ نیند آ گئی۔ اور ترسان و ہراسان خواب سے بیدار ہوئے۔ اپنی زنان و فرزندان کو طلب فرمایا۔ اور کہا۔ میں اس مہینہ میں تم سے مفارقت کروں گا۔ اس شب میں نے ایک ہولناک خواب دیکھا ہے اور وہ ہی

تم سے بیان کرتا ہوں۔ واضح ہو کہ ابھی جناب رسول خداؐ کو میں نے خواب میں دیکھا۔ فرماتے ہیں۔ اے
ابوالحسن بہت جلد تم میرے پاس آؤ گے۔ اور تمہارے پاس شقی ترین امت آئیگا۔ اور تمہاری داڑھی
کو خون سر سے خضاب کرے گا۔ اور میں تمہاری ملاقات کا از حد مشتاق ہوں۔ اور اے علیؑ تم اس
مہینہ کے دہیہ آخری یہاں آؤ گے۔ جلدی میرے پاس آؤ کہ یہاں جو کچھ میرے پاس ہے۔ وہ
تمہارے لئے یہاں سے بہتر ہے۔ جب اہل و عیال نے جناب امیرؑ سے یہ سخن سُنے۔ صدائے گریہ وزاری
بلند کی۔ جناب امیرؑ نے ان کو قسم دی کہ خاموش رہیں۔ جب سب چپ ہوئے۔ اس وقت ان کو وصیت
با نیکی و بدی کی ممانعت فرمائی۔ جب وصیت سے فارغ ہوئے۔ پھر مشغول عبادت ہوئے۔ اور ہر
لحظہ رکوع و سجود و تضرع کرتے تھے۔ اور ہر ساعت گھر سے باہر جاتے تھے۔ اور اطراف آسمان پر نظر فرماتے
تھے اور ستاروں کی طرف دیکھ کر کہتے تھے قسم بخدا میں نے دروغ جناب رسول خداؐ سے نہیں سُنا۔ یہ
وہ رات ہے جس کا مجھے وعدہ دیا ہے۔ پس پھر جائے نماز پر تشریف لاتے اور فرماتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ
بَارِكْ لِی الموت خداوندا میرے لئے موت کو مبارک کر اور بہت کہتے تھے انا للہ وانا
الیہ راجعون۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اور درود بکثرت محمدؐ و
آل محمدؐ پر بھیجتے۔ اور استغفار بے شمار کہتے تھے۔ ام کلثوم نے کہا جب اس شب میں یہ قلق و
اضطراب اپنے پدر بزرگوار کا مشاہدہ کیا مجھے نیند نہ آئی۔ میں نے کہا۔ اے پدر بزرگوار آپ کیوں نہیں سوتے۔
جناب امیرؑ نے کہا۔ اے دختر میں نے بہت بڑے بڑے شجاعوں سے جنگ کی۔ اور بڑے بڑے امور
ہولناک درپیش ہوئے۔ مگر کچھ ترس و بیم مجھے نہ ہوا۔ لیکن آج کی رات بہت خائف و ترساں ہوں پس
فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ام کلثوم نے کہا۔ اے پدر بزرگوار آپ آج کی رات کیوں
ہمیں اپنی خبر مرگ دیتے ہیں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اے دختر موت قریب ہوتی ہے اور امیدیں
منقطع ہوتی ہیں۔ ام کلثوم نے کہا۔ جب یہ خبر سُنی بہت روئیں۔ حضرتؑ نے کہا یہ نہ کرو۔ میں نے اس خبر
کو نہیں کہا۔ مگر جو کچھ رسول خداؐ نے مجھ سے کہا ہے۔ پس تھوڑی دیر آرام کیا۔ اور بیدار ہو کر ارشاد کیا۔
اے دختر جب وقت اذان قریب ہو۔ مجھے خبر کرنا۔ یہ کہہ کر مشغول عبادت تضرع و زاری ہوئے۔
جب وقت نماز قریب ہوا۔ پانی وضو کے لئے میں نے حاضر کیا۔ حضرت اٹھے اور تجدید وضو کر کے کپڑے
پہن کر مسجد تشریف لے چلے۔ جب صحن خانہ میں پہونچے۔ وہ مرغابیاں جو میرے برادر حسینؑ کے تحفہ
میں آئی تھیں۔ راہ روک کر اور پروں کو کھول کر چلانے لگیں۔ اور اس رات کو پہلے کبھی ان کی آواز نہ
سُنی تھی۔ حضرت نے فرمایا۔ لا الٰہ الا اللہ اور کہا یہ نوحہ کرنے والیاں ہیں کہ عقب ان کے

نوحہ کرنے والے ہونگے۔ اور کل صبح کو قضا حق تعالیٰ ظاہر ہو گی۔ ام کلثوم نے کہا۔ اے پدر بزرگوار آج تو آپ
بُری فال زبان سے نکال رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ ہم اہل بیت سے کسی نے زبان سے بُری فال
نہیں نکالی اور فال بد ان میں اثر بھی نہیں کرتی۔ لیکن یہ ایک سخن حق تھا جو میری زبان پر جاری
ہو گیا۔ پھر فرمایا۔ اے دختر اپنے حق کی تمہیں قسم دیتا ہوں۔ کہ ان مرغابیوں کو چھوڑ دینا۔ کہ یہ چند حیوان
بے زبان ہیں۔ جن کو تم نے قید کیا ہے۔ جب یہ بھوکے پیاسے ہوں۔ ان کو آب و دانا دینا یا چھوڑ دینا۔
کہ زمین پر چل پھر کر اپنا پیٹ بھر لیں۔ اور جب دروازہ پر پہنچے۔ اور چاہا۔ دروازہ کھولیں۔ زنجیر
دروازہ کی کمر بند میں لپٹ گئی۔ اور کمر بند کھل کر گر گیا۔ اس وقت زمین سے اٹھا کر دوبارہ باندھا۔
اور چند شعر پڑھے جن کا ترجمہ اشعار میں ناچیز سید ظہور الحسن کوثر بھرولوی نے یوں کیا ہے ؎

کمر کو باندھ لے مضبوط موت کی خاطر کہ جلد ملنا ہے اس سے تو حال غیر نہ کر
سمجھ کے ساتھی زمانے کو کر غرور نہ تو ہنسایا جتنا ہے تجھ کو رلائے گا بڑھ کر

بعد اس کے فرمایا۔ خداوندا میرے لئے مرگ کو مبارک کر۔ اور اپنی ملاقات کو میرے لئے مبارک فرما۔
ام کلثوم نے کہا۔ جب یہ اخبار محنت آثار اپنے پدر بزرگوار سے میں نے سُنے کہا۔ واغوثاہ واتباہ اس
تمام شب خبر مرگ آپ نے ہم سے بیان فرمائی۔ حضرت نے فرمایا۔ اے دختر یہ سب نشانیاں مرگ
کی ہیں۔ کہ ایک دوسرے کے بعد ظاہر ہوں گی۔ یہ فرما کر دروازہ کھول کر باہر تشریف لے گئے۔ ام کلثوم نے
کہا جو کچھ میں نے پدر بزرگوار سے سُنا تھا۔ اپنے برادر امام حسنؑ سے بیان کیا۔ امام حسنؑ اٹھے اور اپنے پدر
بزرگوار کے عقب میں چلے قبل اس کے کہ جناب امیر مسجد میں پہونچیں۔ امام حسنؑ اپنے پدر بزرگوار تک
پہنچ گئے۔ اور کہا۔ اے پدر اس وقت رات کو کیوں گھر سے باہر تشریف لائے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے
نور دیدہ من۔ میں نے ایک خواب ہولناک دیکھا ہے۔ امام حسنؑ نے عرض کی۔ اے پدر بزرگوار وہ خواب
مجھ سے بیان کیجئے۔ حضرت نے فرمایا۔ حضرت نے فرمایا۔ میں نے دیکھا۔ کہ جبرئیل کوہ ابوقبیس پر آئے اور
وہ پتھر اس پہاڑ سے اٹھا کر جانب کعبہ گئے۔ اور سقف کعبہ پر کھڑے ہو کر پتھروں کو ایک دوسرے پر مارا۔
کہ ریزہ ریزہ ہو گئے۔ اس کے بعد ایک ہوا چلی اور اس ہوا نے ان سنگریزوں کو پراگندہ کر دیا۔ اور کوئی
گھر مکہ مدینہ میں نہ رہا مگر یہ ان سنگریزوں میں سے ایک ٹکڑا ہر گھر میں پہونچا۔ امام حسنؑ نے کہا۔ اے
پدر بزرگوار اس خواب کی تعبیر کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ خواب اس پر دلالت کرتا ہے کہ تمہارا باپ شہید ہوگا
اور کوئی گھر مکہ و مدینہ میں باقی نہ رہیگا۔ مگر یہ کہ اندوہ و مصیبت اس میں داخل ہو۔ امام حسنؑ نے کہا۔ آیا معلوم
ہے کہ یہ واقعہ ہائلہ کب ہوگا۔ حضرت نے فرمایا۔ میرے حبیب رسول خداؐ نے مجھے خبر دی ہے کہ رمضان مبارک ماہ

رمضان میں ضربت تیغ ابن ملجم مرادی سے شہید ہو گا۔ امام حسن نے کہا اے پدر بزرگوار جبکہ آپ کو معلوم ہے آپ کا قاتل ابن ملجم ہو گا پس آپ اس کو قتل کیجئے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فرزند گرامی قصاص قبل وقوع واقعہ جائز نہیں یہ کہہ کر ارشاد فرمایا۔ اے فرزند تم گھر جاؤ۔ امام حسنؑ نے کہا۔ اے پدر بزرگوار میں چاہتا ہوں آپ کے ہمراہ چلوں۔ حضرت نے فرمایا۔ میں تم کو قسم دیتا ہوں۔ کہ گھر پھر جاؤ۔ یہ سن کر امام واپس تشریف لا کر ام کلثوم اپنی ہمشیرہ پاس محزون و غمگین بیٹھے اور اپنے پدر بزرگوار کے اقوال پر زار زار روتے تھے۔ اس طرف جب جناب امیرؑ مسجد میں داخل ہوئے۔ قندیلیں بجھ چکی تھیں۔ مسجد میں تاریکی ہو چکی تھی۔ حضرت نے چند رکعت نمازیں ادا کیں اور تھوڑی دیر مشغول تعقیبات رہے۔ پھر اٹھ کر دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ اور سقف مسجد پر تشریف لا کر دستہائے مبارک کانوں پر رکھ کر اذان کہی۔ اور جب حضرت اذان دیتے تھے کوئی گھر کوفہ میں باقی نہ رہتا تھا مگر یہ کہ سب آواز حضرت کی سنتے تھے۔ اور ابن ملجم ملعون تمام رات جاگتا رہا تھا۔ اور اس امر عظیم میں جس کا ارادہ کیا تھا متفکر تھا۔ اور قطامہ ملعونہ اس کے پاس آئی۔ اور کہتی تھی جو کوئی یہ ارادہ کرے جو تو نے کیا ہے اس پر نیند حرام ہے۔ اٹھ اور علی کو قتل کر اور پھر اپنی مراد آ کر مجھ سے حاصل کر۔ اس ملعون نے جواب دیا علیؑ کو تو میں قتل کرتا ہوں لیکن میں جانتا ہوں کہ میری مراد پوری نہ ہو گی۔ جب جناب امیرؑ کی صدائے آواز سنی۔ قطامہ ملعونہ نے کہا جلد جا۔ کہ وقت فرصت ہاتھ سے نکلا جاتا ہے۔

بیان شہادت جناب امیرؑ ۔ بروایت دیگر اس رات کو تمام شب ابن ملجم ہمراہ شبیب و وردان مسجد میں رہا۔ اور منتظر جناب امیرؑ کے تشریف لانے کا رہا۔ جب حضرت اذان سے فارغ ہو کر نیچے آئے۔ اور مشغول تسبیح و تقدیس حق تعالیٰ تھے۔ اور درود و محمدؐ و آل محمدؐ بھیجتے تھے۔ پس صحن مسجد میں تشریف لائے۔ اور نماز کے لئے سوتوں کو جگایا۔ یہاں تک کہ ابن ملجم ملعون تک پہونچے۔ دیکھا وہ ملعون اوندھا پڑا ہے۔ حضرت نے فرمایا اٹھ اور اس طرح مت سو کہ یہ خواب شیطان ہے۔ بلکہ داہنی کروٹ سو کہ خواب مومنین ہے اور چت سونا خواب پیغمبران ہے۔ اس کے بعد حضرت نے کہا۔ جو قصد کہ تو نے دل میں کیا ہے۔ نزدیک ہے کہ اس سبب سے آسمان پھٹ جائے اور زمین شق ہو جائے۔ اور سب پہاڑ سرنگوں ہو جائیں۔ اور اگر میں چاہوں بتا سکتا ہوں۔ کہ جامہ کے نیچے تیرے پاس کیا چیز ہے۔ یہ فرما کر حضرت نزدیک محراب آئے۔ اور مشغول نماز ہوئے۔ اور رکوع و سجود کی جس طرح حضرت کو عادت تھی بہت طول دیا۔ اس وقت ابن ملجم ملعون آیا۔ اور قریب اس ستون کے جہاں حضرت نماز پڑھ رہے تھے۔ کھڑا ہوا۔ جب حضرت نے سر سجدۂ اول سے اٹھایا۔ اس ملعون نے ایک ضربت سر اقدس پر لگائی۔ اور وہ ضربت اس جگہ لگی۔ جہاں عمرو بن عبدود کی ضربت پڑی تھی اور پیشانی تک سر مبارک شگافتہ ہو گیا۔ اور فرمایا بسم اللہ و باللہ و علیٰ ملت رسول اللہ اور

کہا۔ بحرت ربّ الکعبہ میں فائز ہو گیا رب کعبہ کی قسم۔ پروردگار کعبہ ہوا۔ جب اہل مسجد نے صدا سنی حضرت علیؑ سب کے سب جانب محراب دوڑے اور شمشیر کہ چونکہ زہر آلود کیا تھا۔ زہر سرِ بدن میں سرایت کر گیا۔ جب لوگ قریب پہنچے دیکھا۔ امیر المومنین محراب میں پڑے ہیں۔ اور پڑے ہیں اور خاک اٹھا کر زخم میں بھر رہے ہیں۔ اور یہ آیت تلاوت فرماتے ہیں۔ منھا خلقناکم وفیھا نعیدکم ومنھا نخرجکم تارۃ اخریٰ۔ یعنی زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا۔ اور زمین کی طرف ہم تم کو پھیرتے ہیں اور زمین سے ہم تم کو بار دیگر باہر لاتے ہیں بس فرمایا۔ امر خدا آیا۔ اور فرمودۂ رسول خداؐ سچ ہوا۔ راوی کہتا ہے۔ پہلے شبیب نے ضربت لگائی۔ اور طاق مسجد پہ لگی۔ اور جب ضربت ابن ملجم سر مبارک پہ لگی۔ زمین کانپی۔ اور دریا موج میں آئے۔ آسمان کانپنے لگے۔ در ہائے مسجد باہم ہیٹے۔ جب حضرت کو اٹھایا ردائے مبارک کو سر پہ باندھا۔ اور حضرت نے اپنا خون سر محاسن مبارک پہ ملا۔ اور فرمایا۔ یہ وہی ہے جس کا خدا اور رسول نے وعدہ کیا ہے پورا ہوا۔ اور خدا اور رسولؐ نے سچ کہا۔ اس وقت خروش آسمانوں کے فرشتوں سے بلند ہوا۔ آندھی سیاہ آئی جبرئیل نے درمیان آسمان و زمین آواز دی۔ بخدا سوگند ارکان ہدایت درہم برہم ہوا۔ ستارۂ علم و نبوت تاریک ہوا۔ نشان پرہیزگاری برطرف ہوا۔ عروۃ الوثقیٰ شکستہ ہوا پسر عم مصطفیٰؐ اور وصی برگزیدہ مجتبیٰ انتقال ہوا۔ سید اوصیاء علی مرتضیٰ شہید ہوا۔ امیر المومنین کو بدبخت ترین اشقیا نے قتل کیا۔ جب ام کلثومؑ نے یہ آواز سنی۔ اپنے منہ پہ طمانچے مارے۔ اور گریبان چاک کیا۔ اور فریاد واأبتاہ واعلیاہ وامحمداہ بلند کی۔ حسنینؑ مسجد کی طرف دوڑے دیکھا۔ لوگ نوحہ و فریاد کر رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ واماماہ وامیر المومنین بخدا سوگند وہ امام مجاہد عابد شہید ہوا جس نے بت کو سجدہ نہ کیا تھا۔ اور رسول خداؐ سے بہت شبیہ تھا۔ جب حسنینؑ داخل مسجد ہوئے فریاد واعلیاہ واأبتاہ بلند کی۔ اور کہا۔ کاش ہم مر جاتے اور یہ روز بد نہ دیکھتے۔ جب قریب محراب ہوئے۔ اور اپنے پدر بزرگوار کو دیکھا۔ درمیان محراب پڑے ہیں۔ اور ابو جعدہ یہ ایک جماعت چاہتے ہیں کہ حضرت کو نماز پڑھانے کے لئے اٹھائیں اور حضرت نہیں اٹھ سکتے۔ جناب امیرؑ نے امام حسنؑ کو اپنی جگہ نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ اور آپ بیٹھے بیٹھے اشارہ سے نماز ادا فرمائی۔ اور خون اپنے منہ پہ ملتے۔ اور ہر ساعت ایک جانب سے دوسری جانب جھکتے تھے۔ جب امام حسنؑ نماز سے فارغ ہوئے۔ اپنے پدر بزرگوار کا سر اپنے دامن میں رکھا۔ اور کہا اے پدر بزرگوار ہماری پشت آپ نے شکستہ کی۔ ہم آپ کو اس حالت میں کس طرح دیکھ سکیں۔ یہ سن کر حضرت نے چشم مبارک کھول کر ارشاد کیا اے فرزند گرامی بعد آج کے دن کے کوئی غم والم تمہارے باپ پر نہیں۔ اس وقت تمہارے نانا محمد مصطفیٰؐ اور تمہاری نانی خدیجۃ الکبریٰ اور تمہاری ماں فاطمۃ الزہراؑ اور حوران جنت الماویٰ تمہارے باپ کے گرد جمع ہیں۔ اور منتظر آنے کے ہیں۔ تم شاد رہو اور رونے سے ہاتھ اٹھاؤ

کہ تمہارے رونے سے آسمان کے فرشتے رو رہے ہیں۔ جب یہ خبر محنت اثر کوفہ میں مشہور ہوئی۔ مردان و
زنان کوفہ اپنے اپنے گھروں سے مسجد کی طرف دوڑے۔ مسجد میں پہونچ کر دیکھا۔ کہ سر مبارک امیرالمومنین امام
حسن کے دامن میں ہے۔ اور مقام ضربت کو باوجودیکہ مضبوط باندھا ہے۔ خون جاری ہے۔ اور رنگ مبارک
زردی سے سفیدی مائل ہو گیا ہے۔ حضرت اطراف آسمان نظر فرماتے ہیں۔ اور تسبیح و تقدیس الٰہی میں
مشغول ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ خداوندا میں تجھ سے رفاقت انبیاء و اوصیاء و اعلائے درجات جنت الماویٰ
کا سوال کرتا ہوں۔ بعد اس کے امیرالمومنین ایک ساعت بے ہوش رہے۔ اور امام حسن کی آنکھوں سے آنسو
جاری تھے۔ امیرالمومنین کے روئے مبارک پر ٹپکے۔ آنکھیں کھول کر ارشاد کیا۔ کیوں روتے ہو۔ اے فرزند
تمہارے باپ پر بعد آج کے دن کے کوئی تعب و مشقت نہیں۔ اس وقت تمہارے نانا محمدؐ مصطفیٰ
اور نانی خدیجۃ الکبریٰ اور ماں فاطمہؑ و حوران بہشت تمہارے باپ پاس آئے ہیں۔ اور میرے آنے کے منتظر
ہیں۔ اور ملائکہ نے بدرگاہ حق تعالیٰ بہ لعنت ابن ملجم آوازیں بلند کیں ہیں۔ اے فرزند گرامی تم اپنے باپ
پر جزع و فزع کرتے ہو۔ حالانکہ بعد میرے زہر سے شہید ہو گے۔ اور تمہارا بھائی حسینؑ بہ تیغ ظلم و ستم
شہید ہوگا۔ اور اس حال سے اپنے پدر و مادر سے ملحق ہو گے۔ اس وقت امام حسنؑ نے کہا۔ اے پدر
بزرگوار آپ کیوں نہیں بتلاتے۔ کہ کس نے یہ آپ کی صورت بنائی۔ امیرالمومنین نے فرمایا۔ فرزند یہودیہ
عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی نے مجھ پر ضربت لگائی۔ اور ابھی ابھی باب کندہ سے داخل ہوا ہے۔ اور بخطہ بہ
زہر شمشیر ابن ملجم سر اور بدن جناب امیرؑ پر طغیانی کرتا تھا۔ اور حضرت بے ہوش ہو جاتے تھے۔ لوگ
روتے اور خاک مسجد کی اپنے سروں پر ڈالتے تھے۔ ناگاہ دروازہ مسجد سے آوازیں بلند ہوئیں۔ اور ابن ملجم کو
دست بستہ دروازہ سے اندر لائے۔ لوگ اس ملعون پر لعنت کرتے اور اس کے روئے نجس پر تھوکتے
تھے اور اس کے کانوں کو اپنے دانتوں سے چباتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ اے دشمن خدا یہ کیا تو نے
کیا۔ امت محمدؐ کو ہلاک اور بہترین اوصیا کو شہید کیا۔ وہ ملعون چپ تھا۔ اور کچھ نہ بولتا تھا۔ حذیفہ
نخعی شمشیر برہنہ ہاتھ میں لئے۔ اس ملعون کے آگے آگے انبوہ مردم کو ہٹاتے آتے تھے۔ یہاں تک کہ
اس لعین کو جناب امیرالمومنین کے قریب لائے۔ جب امام حسینؑ کی نظر اس پر پڑی۔ اور کہا۔ اے
ملعون تو ہی نے امیرمومناں اور امام مسلماناں کو شہید کیا۔ میرے پدر بزرگوار نے تجھے پناہ دی۔ اور تجھ
پر اختیار کیا تجھے عطا و بخشش فرمائی۔ آیا اس کا عوض یہی تھا۔ جو تو نے سلوک کیا۔ اے بدبخت ترین
امت کیا۔ امیرالمومنین تیرے لئے برے امام تھے۔ اس لعین نے سر نیچا کر لیا۔ اور کچھ جواب نہ دیا۔ اس
وقت صدائے گریہ و زاری بلند ہوئی۔ امیرالمومنین نے اس شخص سے پوچھا۔ جو ابن ملجم کو پکڑ کے

لایا تھا۔ پوچھا اس دشمن خدا کو کہاں پایا۔ اس نے جواب دیا۔ اے مولا۔ آج رات میں اپنے گھر میں اپنی زوجہ کے ہمراہ سو رہا تھا۔ میری زوجہ جاگ رہی تھی۔ جب صدائے قتل امیرالمومنین اس نے زمین و آسمان سے سُنی۔ مجھے جگایا۔ اور کہا۔ تو سو رہا ہے۔ حالانکہ تیرے امام علی ابن ابی طالب شہید ہو گئے۔ میں جاگا۔ اور اپنی زوجہ سے کہا۔ خدا تیرا منہ توڑے یہ کیا تو کہتی ہے امیرالمومنین نے لوگوں سے کیا بُرائی کی ہے۔ کہ انہیں قتل کریں گے۔ وہ شیر خدا ہیں۔ زوجہ نے مجھ سے کہا۔ یہ آواز آسمان سے میں نے سُنی ہے اور میرا گمان یہ ہے کہ اس آواز کو تمام اہل کوفہ نے سنا ہو۔ میں اسی بحث بحث میں تھا۔ ناگاہ صدائے عظیم میرے کان میں پہنچی۔ اور کوئی کہتا ہے۔ قتل الامیرالمومنین۔ یہ سُن کر اپنی تلوار میں نے نیام سے نکالی۔ اور دروازہ کھول کر بدحواس و سراسیمہ دوڑا۔ اثنائے راہ میں میں نے دیکھا۔ یہ ملعون بھاگا جاتا ہے۔ اور داہنے بائیں دیکھتا ہے۔ گویا راہ اسے نہیں ملتی۔ میں نے کہا۔ وائے تجھ پر کیوں اس قدر سرگرداں ہے تو کون ہے اور کہاں کا ارادہ ہے۔ اس نے اپنا نام نہ بتایا۔ بلکہ دوسرا نام لیا۔ میں نے پوچھا۔ کہاں سے آتا ہے۔ کہا۔ اپنے گھر سے۔ میں نے کہا۔ اس وقت کہاں جاتا ہے۔ کہا محلہ حیرہ میں جاتا ہوں۔ میں نے کہا۔ نماز صبح امیرالمومنین کے ہمراہ کیوں نہ پڑھی۔ اس نے کہا۔ اس خوف سے کہ میرا کام ملتوی نہ ہو جائے۔ میں نے کہا۔ ایک آواز میں نے سُنی ہے۔ کہ امیرالمومنین قتل ہو گئے۔ کیا تجھے معلوم ہے۔ اس نے کہا۔ مجھے خبر نہیں۔ میں نے کہا۔ تو کیوں نہیں ٹھہرتا۔ کہ خبر صاف معلوم ہو جائے۔ اس نے کہا۔ میں اپنے ایک کام سے جا رہا ہوں۔ میرا کام اس کام سے زیادہ ضروری ہے۔ جب یہ کلام میں نے اس سے سُنا۔ میں نے کہا۔ اے ملعون کون سا ایسا کام ہے جو تجسس و دریافت احوال امیر مومنان و امام مسلمانان سے زیادہ ضروری ہے۔ اس وقت مجھے غصہ آ گیا۔ اور اپنی شمشیر سے میں نے اس پر حملہ کیا۔ ناگاہ ہوا کے جھونکے سے اس کی تلوار کی چمک عبا کے نیچے سے ظاہر ہوئی۔ جب میں نے چمک شمشیر برہنہ دیکھی۔ پوچھا یہ شمشیر برہنہ کیسی ہے۔ جیسے اپنی عبا کے نیچے چھپایا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ تو ہی قاتل امیرالمومنین ہے۔ اس نے چاہا کہے نہیں مگر خدا نے اس کی زبان پر جاری کیا۔ اس نے کہا۔ ہاں۔ میں نے اس پر شمشیر ماری۔ اس نے بھی مجھ پر تلوار ماری میں نے اس کا وار روک کر اس کو زمین پر دے مارا۔ اتنے میں لوگ پہنچ گئے۔ یہاں تک کہ میں نے اس کو پکڑ لیا۔ اور ہاتھ باندھ کر آپ کی خدمت میں لایا۔ یہ سُن کر امام حسنؑ نے فرمایا۔ حمد و سپاس اس خدا کو سزاوار ہے جس نے دوست خدا کی یاری فرمائی۔ اور دشمن خدا کو مخذول کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جناب امیرؑ نے آنکھیں کھول کر فرمایا۔ اے ملائکہ پروردگار میرے ساتھ رفیق و مدارا کرو۔ اس وقت امام حسن نے کہا۔ یہ دشمن خدا اور رسول اور آپ کا دشمن ابن ملجم حاضر ہے۔ اور حق تعالیٰ نے آپ کو اس پر قدرت دی ہے جب جناب امیرؑ کی نظر اپنے قاتل

پر پڑی۔ بصدائے ضعیف فرمایا۔ اے بدبخت تو نے امر عظیم کیا۔ کیا میں تیرا بُرا امام تھا۔ کہ مجھے اس کا عوض دیا۔ کیا میں تجھ پر مہربان نہ تھا۔ کیا تجھے میں نے اوروں پر اختیار نہیں کیا۔ کیا تجھ سے میں نے احسان نہیں کیا۔ اور لوگوں سے زیادہ میں نے عطا نہیں کیا۔ کیا لوگوں نے مجھ سے نہیں کہا۔ کہ تجھ کو قتل کر دوں۔ اور میں نے تجھے کوئی آسیب و گزند نہیں پہنچایا۔ بلکہ تیرے ساتھ عطا و بخشش زیادہ کی۔ باوجودیکہ میں جانتا تھا۔ تو مجھے قتل کرے گا لیکن میں چاہتا تھا۔ حجت خدا تجھ پر تمام ہو جائے۔ اور خدا میرا انتقام تجھ سے لے گا۔ میں نے چاہا تھا۔ کہ شاید اپنی گمراہی سے تو پھر جائے۔ پس شقاوت تجھ پر غالب ہوئی۔ اور تو نے مجھے قتل کیا۔ یہ سُن کر وہ ملعون رونے لگا۔ اور کہا۔ اے امیر المومنین کیا اس شخص کو نجات دیتے ہیں۔ جو مستحق جہنم کا ہو۔ بعد اس کے جناب امیرؑ نے امام حسنؑ سے اپنے قاتل کی سفارش کی۔ اور ارشاد فرمایا۔ اسے کھانا پانی دو۔ اور اس کے پاؤں میں زنجیر نہ ڈالو۔ بلکہ اس کے ساتھ رفق و مدارا کرو۔ اور جب میں دنیا سے رحلت کروں۔ اس پر ایک ضربت سے قصاص کرنا۔ اور جسم کو اس کے ٹکڑے ٹکڑے۔ اور مثلہ نہ کرنا۔ یعنی ہاتھوں۔ پاؤں کان۔ ناک اور دیگر اعضا اس کے نہ کاٹنا۔ میں نے پیغمبر خدا کو کہتے سنا ہے۔ کہ مثلہ ہرگز ہرگز نہ کرو۔ اگرچہ سگ دیوانہ ہی کیوں نہ ہو۔ اور اگر میں اچھا ہو گیا تو مجھے اختیار ہے کہ اسے عفو کر دوں۔ اس لئے کہ ہم اہل بیت کرم و عفو و رحمت ہیں۔ محمد بن حنفیہؒ نے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے مجھے فرمایا کہ اٹھا کر گھر لے چلو۔ پس امیر المومنین کو بہت آہستہ آہستہ ہم نے اٹھایا۔ اور گھر میں لے گئے۔ لوگ گرد و پیش روتے جاتے تھے۔ اور نزدیک تھا کہ اپنے کو ہلاک کر ڈالیں۔ اس وقت امام حسنؑ نے بمن گریہ و زاری و نالہ و بیقراری میں اپنے پدر بزرگوار سے کہا۔ اے پدر بعد آپ کے ہمارا کون ہو گا۔ اور آپ کی مصیبت ہم پر آج جناب رسول خداؐ کی مصیبت کی طرح ہے۔ گویا ہم نے رونا آپ کی مصیبت کے لئے سیکھا تھا۔ یہ سُن کر جناب امیرؑ نے امام حسنؑ کو اپنے پاس بلایا۔ اور جب نظر مبارک اپنے فرزند پر پڑی۔ دیکھا اس امام مظلوم کی آنکھیں روتے روتے سُوج گئی ہیں حضرت نے آنسو اپنے ہاتھوں سے اپنے فرزند کی آنکھوں سے پونچھے۔ اور اپنا ہاتھ سینہ امام حسن پر رکھ کر فرمایا۔ اے فرزند خدا تیرے دل کو صبر عطا کرے۔ تیری اور تیرے بھائیوں کی اُجرت میری مصیبت میں بہت زیادہ کرے۔ اور قلق و اضطراب تمہارا کم کر دے۔ اے حسنؑ حق تعالیٰ نے تجھے اجر بقدر تیری مصیبت کے عطا کیا۔ بعد اس کے حضرت کو حجرہ میں لا کر قریب محراب لٹا دیا۔ جناب زینب و کلثوم آ کر سامنے بیٹھیں اور نوحہ و زاری کر رہی تھیں اور کہتی تھیں اے پدر بعد آپ کے اطفال اہل بیت کی کون تربیت کرے گا۔ اور بندگوں کی کون حفاظت کرے گا۔

اے پدر بزرگوار آپ کا اندوہ و غم بہت زیادہ ہے۔ آنسو ہمارے ہرگز نہ تھمیں گے۔ ناگاہ صدائے گریہ و زاری حاضرین گھر سے بلند ہوئی حضرت خود بھی رونے لگے۔ اور بنظر حسرت اپنے فرزندوں اور رعایت کو دیکھنے لگے۔ اور حسنینؑ کو قریب گود میں لیا اور پیار کر کے بیہوش ہو جاتے تھے۔ اس لیے کہ زہر بدن میں جاری تھا۔ جس طرح جناب رسول خداؐ بسبب اس زہر کے جو ان کو دیا تھا۔ کبھی بیہوش ہو جاتے تھے۔ اور کبھی ہوش میں آ جاتے تھے۔ جب جناب امیرؑ کو ہوش آیا۔ امام حسنؑ نے دودھ کا پیالہ آنحضرتؐ کے ہاتھ میں دیا۔ جناب امیرؑ نے تھوڑا تناول فرما کر حکم دیا۔ کہ یہ اس میرے اسیر قاتل کو جا کر پلاؤ۔ کہ وہ بھی پی لے۔ اور پھر امام حسن سے سفارش کی۔ اس ملعون میرے قاتل کو کھانا پانی دینا۔ شیخ مفیدؒ وغیرہم رضوان اللہ علیہم سے روایت کی ہے۔ کہ جب ابن ملجم لعین کو قید کیا۔ ام کلثوم نے کہا۔ اے دشمن خدا تو نے امیر المومنین کو قتل کیا۔ اس ملعون نے جواب دیا۔ میں نے امیر المومنین کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ تمہارے باپ کو قتل کیا۔ ام کلثوم نے کہا۔ میں امیدوار ہوں کہ حضرت اس ضربت سے شفا فرمائیں۔ اور خدا تجھے دنیا و آخرت میں معذب با عذاب کرے۔ اس ملعون نے کہا۔ وہ شمشیر ہزار درہم کو میں نے خرید کی ہے۔ اور ہزار درہم اور دیکر اس کو زہر میں بجھایا ہے۔ اور ایسی ضربت میں نے ان کو لگائی۔ کہ اگر درمیان اہل زمین کو اگر اس ضربت کو تقسیم کریں۔ بیشک وہ ضربت سب کو ہلاک کر ڈالے۔ محمدؑ بن حنفیہ نے کہا۔ جب بیسویں رات بیٹھے بیٹھے حضرت نے نماز ادا کی اور اثر زہر قدمہائے مبارک تک پہنچا۔ (اور اس رات بہت تکلیف رہی) . . . . اور اس رات کی صبح ہوئی۔ اور زہر قدم ہائے مبارک جناب امیرؑ تک پہنچا۔ اور ہم کو وصیت فرماتے تھے۔ اور تسلی و دلاسہ دیتے تھے۔ یہاں تک صبح ہوئی۔ اس وقت حکم حاضرین کو دیا۔ کہ جو حاضر تھے حکم یہ تھا کہ اگر کوئی میری زیارت کرنا یا سلام کرنا۔ چاہتا ہے وہ آئے اور حضرت اور جواب سلام دے کر ارشاد کرتے تھے۔ یہا الناس۔ مجھ سے سوال کرو۔ قبل اس کے مجھے نہ پاؤ۔ اور اپنے سوال اپنے امام کی مصیبت سے ہلکا کر دریافت کرو۔ یہ سن کر تمام لوگ گریہ و زاری کرنے لگے۔ حجر بن عدی اٹھ کھڑے ہوئے اور چند شعر مصیبت جناب امیرؑ میں پڑھے۔ جب چپ ہوئے جناب امیرؑ نے فرمایا۔ تمہارا حال اس وقت کیا ہوگا۔ جب تم کو بلائیں اور کہیں علی سے بیزاری کرو۔ حجر بن عدی نے عرض کی۔ اے مولا اگر مجھے تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کریں۔ اور آگ میں جلا دیں آپ سے بیزاری نہ کروں گا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ ہر صبر کی تم نے توفیق پائی۔ اے حجر خدا تم کو اہل بیت پیغمبرؐ کی طرف سے جزائے خیر دے۔ بعد اس کے دودھ کا شربت طلب کیا اور تناول فرما کر کہا۔ یہ آخری شربت پینا میرا دنیا میں ہے۔ جب اکیسویں شب ماہ مبارک

رمضان کی ہوئی۔ حضرت نے اپنے فرزندوں اور اہل بیت کو جمع کر کے اور ان کو وداع کیا۔ اور فرمایا۔
خدا میری جانب سے تم پر خلیفہ ہے اور وہی کافی ہے اور وہ نیک وکیل ہے۔ یہ کہہ کر وصیت بخیرات
فرمائی۔ اور اس شب اثر زہر بدن مبارک میں بہت زیادہ ظاہر ہوا۔ ہر چند آب و طعام لاتے مگر حضرت
نے کچھ بھی تناول نہ فرمایا۔ لب ہائے مبارک ذکر خدا میں متحرک تھے اور پسینہ مثل عرق مروارید جبین مبین سے ٹپکتا تھا۔
اپنے دست مبارک سے پونچھتے اور کہتے تھے۔ میں نے رسول خدا سے سنا ہے جب وقت وفات
مومن ہوتا ہے۔ اس کی پیشانی پر مثل موتی چمکدار کے عرق آتا ہے۔ اور نالہ و بیقراری اس کی موقوف ہو
جاتی ہے۔ سب چھوٹے بڑوں سے فرمایا۔ خدا تم پر میرا خلیفہ ہے اور میں تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ یہ
سن کر سب رونے لگے۔ امام حسنؑ نے کہا۔ اے پدر بزرگوار ایسے سخن یاس آپ فرماتے ہیں کہ گویا اپنی زندگی
سے آپ مایوس ہو گئے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فرزند گرامی ایک شب پہلے اس واقعہ کے میں نے تمہارے
نانا رسول خدا کو خواب میں دیکھا ہے۔ اور اس امت کے صدمات و آزار دینے کی میں نے ان سے
شکایت کی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ ان پر نفرین کرو۔ میں نے کہا۔ خداوندا میرے عوض ان پر ان کے
بروں کو مسلط کرے۔ اور ان سے بہتر مجھے روزی عطا کرے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اے علیؑ دعا
تمہاری مستجاب ہوئی۔ اور بعد تین شب کے میرے پاس آ جاؤ گے۔ اور اب تین راتیں گذر گئیں۔ اے
حسنؑ میں تم کو اور تمہارے بھائی حسینؑ کو وصیت کرتا ہوں کہ تم مجھ سے ہو۔ اور میں تم سے ہوں۔ اب
بعد اس کے اپنے اور فرزندوں کو جو جناب فاطمہ سے نہ تھے۔ وصیتؑ کی۔ اور فرمایا۔ حسنؑ و حسینؑ کی
مخالفت نہ کرنا۔ اور ارشاد کیا۔ خدا تم کو صبر جمیل عطا کرے۔ آج کی رات میں تم سے جاتا ہوں۔ اور اپنے
حبیب محمد مصطفیؐ سے ملحق ہوتا ہوں جس طرح انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ اے حسنؑ جب میں دنیا
سے رحلت کروں تم مجھے غسل دینا۔ اور کفن و حنوط اپنے نانا کے حنوط بچے ہوئے سے دینا۔ کہ وہ کافور
بہشت ہے۔ جو کہ جبرئیل آنحضرتؐ کے لئے لائے تھے۔ اور جب مجھے تختہ پر رکھنا۔ . . . .
. . . تختہ کو آگے سے نہ پکڑنا۔ تختہ کو عقب سے تھامے رہنا۔ اور جس طرف تمہارے آگے تختہ رواں ہو
تم اس کے پیچھے پیچھے جانا۔ اور جہاں میرا تخت تابوت ٹھہرے جاننا وہی میرا مقام قبر ہے۔ اے
حسنؑ تم مجھ پر نماز پڑھنا۔ اور سات تکبیر کہنا۔ اور واضح ہو کہ یہ سات تکبیر میرے علاوہ اور کسی پر حلال
نہیں مگر اس شخص پر جو زمانہ آخر میں تمہارے برادر فرزندان حسینؑ سے ہوگا۔ کہ وہ قائمؑ و مہدی اس
امت کا ہے۔ حق کی کجی کو وہ سیدھا کرے گا۔ اے حسنؑ جب مجھ پر نماز پڑھنا میرے جنازے کو جہاں
رکھا ہو وہاں سے اٹھانا۔ اور خاک اس جگہ کی خالی کرنا۔ وہاں قبر کھدی کھدائی اور لحد بنی بنائی پاؤ گے

اور ایک لکڑی کا تختہ وہاں منقش دیکھو گے۔ جو کہ میرے پدر نوحؑ نے بنا کر وہاں رکھا ہے۔ پس مجھے اس تختہ پر دفن کرنا۔ اور سات اینٹیں وہاں پاؤ گے۔ ان کو قبر میں چن دینا۔ تھوڑی دیر بعد ایک اینٹ ہٹا کر قبر میں نظر کرنا۔ مجھے وہاں نہ دیکھو گے۔ اس لئے تمہارے نانا پاس میں چلا جاؤں گا۔ واضح ہو کہ پیغمبر جو مرتا ہے۔ اگرچہ مشرق میں دفن ہوا ہو۔ اور وصی اس کا مغرب میں دفن ہوا ہو۔ البتہ حق تعالیٰ اس پیغمبر کی روح و جسد کو اس کے وصی کے روح و جسد کے ملحق کرتا ہے۔ اور بعد اس کے جدا ہو کر ہر ایک اپنی اپنی قبر میں پھر آتا ہے۔ قبر میری خاک سے بھر دینا۔ اور مقام قبر چھپا دینا۔ اور جب صبح ہو تابوت کو ناقہ پر باندھنا۔ اور مہار اس ناقہ کی کسی شخص کے ہاتھ میں دینا۔ کہ مدینہ لے جائے۔ اس لئے کہ لوگ نہ جانیں کہاں دفن ہوا ہوں۔ بعض کتب معتبرہ میں جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ جناب امیرؑ نے جناب امام حسنؑ کو حکم فرمایا۔ کہ چار قبریں چار جگہ ایک مسجد کوفہ میں۔ دوسری مقام رحبہ میں تیسری نجف میں اور خانہ جعدہ بن ہبیرہ میں میرے لئے بنانا۔ اس لئے کہ ملاعین و خوارج بنی امیہ میری قبر کا نشان نہ جانیں۔ کہ مبادا نصد نعش کے نکالنے کا کریں۔ بعد اس کے حضرت نے اپنے فرزندوں سے کہا۔ کہ ہر جانب سے تم پر فتنہ و فساد نازل ہوگا۔ اور اس امت کے منافق اپنے کینہ ہائے دیرینہ ظاہر کریں گے۔ اور انتقام تم سے لیں گے۔ اس وقت تم کو صبر لازم ہے کہ عاقبت صبر کی نیک ہے۔ پھر امام حسنؑ اور امام حسینؑ سے فرمایا۔ میرے بعد خاص طور سے تم پر فتنہ و فساد صادر ہوگا۔ لازم ہے کہ صبر کرو یہاں تک کہ خدا تمہارے اور تمہارے دشمنوں کے درمیان حکم کرے اور وہ بہترین حکم کرنے والوں سے ہے۔ بعد اس کے امام حسینؑ سے فرمایا۔ اے ابو عبداللہ تم ہی اس امت کے شہید ہو۔ تمہیں چاہیئے کہ تقویٰ و پرہیزگاری رہو اور بلا پر صبر کرو۔ یہ فرما کر تھوڑی دیر بے ہوش رہے جب ہوش میں آئے۔ اس وقت کہا جناب رسول خداؐ و عم من حمزہؑ و برادر من جعفر میرے پاس آئے۔ اور کہا ہمارے پاس جلد آؤ۔ ہم تمہارے مشتاق ہیں۔ یہ فرما کر اپنے اہل بیت پر نظر کی۔ اور فرمایا۔ میں تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ خدا تم سب براہ حق مقیم پر رکھے۔ اور دشمنوں کے شر سے حفاظت کرے۔ خدا میرا خلیفہ تم پر ہے۔ اور خدا خلافت و نصرت کو کافی ہے۔ بعد اس کے کہا۔ اے رسولان پروردگار من تم پر سلام ہو۔ اور یہ آیۃ تلاوت فرمایا۔ لمثل ھذا فلیعمل العاملون ان اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون ۔ یعنی واسطے مثل اس ثواب و منزلت کے چاہیئے کہ عمل کریں عمل کرنے والے۔ بتحقیق خدا ان کے ہمراہ ہے۔ جو پرہیزگاری کرتے ہیں۔ اور جنہوں نے بھلائیاں کیں۔ ناگاہ جبین مبین پر عرق آیا۔ اور مشغول ذکر خدا ہوئے۔ اور قبلہ رو ہو کر آنکھیں بند کر لیں۔ اور دست و پائے مبارک جانب قبلہ پھیلا دیئے اور شہادت

یہ وحدانیت الٰہی و رسالت حضرت پناہی دے کر بہ ریاض رضوان خراماں ہوئے۔ ابن قولویہ نے بسند اپنے

روایت زائدہ بن قدامہ معتبر زائدہ بن قدامہ سے روایت ہے۔ میں ایک روز خدمت امام زین العابدین میں گیا۔ امام نے فرمایا۔ اے زائدہ میں نے سُنا ہے۔ کہ تم زیارت قبر امام حسینؑ کو جاتے ہو۔ زائدہ نے عرض کی۔ ہاں ایسا ہی ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ تم ایسا کیوں کرتے ہو۔ حالانکہ تم کو خلیفہ سے قرب منزلت بہت ہے اور وہ رافضیؔ نہیں کہ کوئی ہمیں دوست رکھے۔ اور دوسروں پر ہم کو فضیلت دے۔ اور فضائل ہمارے اور ہمارے حق کو اس امت سے بیان کرے۔ زائدہ نے کہا۔ بخدا سوگند میں زیارت کو نہیں جاتا۔ مگر واسطے خوشنودی خدا اور رسول کے ... اور خشم و غضب کرنے والے سے مجھے پرواہ نہیں۔ جو مجھ پر خشم و غضب کرے۔ اور مجھ پر گراں نہیں۔ جو آزار اس سبب سے مجھ پر پہونچے۔ یہ سُن کر حضرت نے تین مرتبہ فرمایا۔ واللہ اسی طرح ہے۔ بعد اس کے فرمایا۔ تم کو بشارت ہو تحقیق میں تم کو اس خبر کی خبر دیتا ہوں۔ جو میرے پاس خبرہائے مکنونہ اور مخزونہ سے ہے۔ واضح ہو کہ صحرائے کربلا میں جو کچھ مجھے صدمہ پہونچا۔ میرے باپ شہید ہوئے۔ اور ان کے ہمراہ ان کے فرزندان و برادران و انصار شہید ہوئے۔ جیسا طرح تم نے سُنا ہے ان کے حرم کو اونٹوں پر سوار کر کے جانب کوفہ لئے جاتے تھے۔ جب میں قتل گاہ میں پہنچا۔ اور میری نظر شہدا پر پڑی اور ان کو خاک و خون میں غلطاں بے دفن و کفن دیکھا قلق عظیم میرے دل کو ہوا اور سخت اندوہ و غم میرے سینے کو پہنچا۔ نزدیک تھا۔ کہ میری جان بدن سے مفارقت کرے۔ جب میری بڑی پھوپھی جناب زینبؑ دختر علی مرتضیٰؑ نے میری وہ حالت دیکھی بیقرار ہو گئیں۔ اور کہا۔ یہ کیا تمہارا حال ہے۔ اے بقیہ و یادگار جد و پدر و فرزند برادر کیا تم اپنے کو ہلاک کر ڈالو گے۔ میں نے کہا کس طرح جزع و فزع نہ کروں۔ حالانکہ اپنے باپ اور بھائیوں۔ چچاؤں اور چچازاد بھائیوں اور اپنے یاروں کو عریاں درمیان خاک و خون پڑا دیکھ رہا ہوں کہ ان کو دفن نہیں کیا ہے۔

لہ رافضی طرفداران اہل بیت اور محبان اہل بیت کو کہا جاتا تھا اہل باطل نے یہ لفظ ہمیشہ حق کی پیروی کرنے والوں پر بطور طعن و تشنیع بولا ہے۔ سب سے پہلے بنی اسرائیل جبکہ وہ حضرت موسیٰ کے ساتھ مصر سے چلے گئے قبطیوں نے یہ لفظ رافضی بنی اسرائیل پر استعمال کیا آج بھی مسلمانوں کے کچھ فرقے یہ لفظ شیعہ اثنا عشریوں کے لئے بولتے ہیں حالانکہ ان کے امام شافعی خود فرماتے ہیں سہ لو کان حب آل محمد رفض + فلیشھد الثقلان انی رافضی اگر محبت آل محمد کا نام رفض ہے تو میں دونوں جہانوں کو گواہ کر کے کہتا ہوں۔ کہ میں رافضی ہوں لہٰذا اب مقلدین امام یہ لفظ بطور گالی سوچ سمجھ کر استعمال کریں اپنے امام کو جو گالیاں دیں ان سے توبہ استغفار کریں۔ (از کوثر بھرلوی)

اور کوئی ان کا پرسان حال نہیں ہوتا۔ اور ان کے قریب نہیں آتا ہے۔ گویا یہ مثل کافران ترک و دیلم میں۔ حضرت زینب نے کہا۔ اے فرزند برادر جزع و فزع نہ کرو۔ اس واقعہ کی تمہارے جد و پدر اور چچا کو جناب رسول خداؐ نے خبر دی ہے۔ کہ حق تعالیٰ نے اس امت کے ایک گروہ سے عہد و پیمان لیا ہے۔ کہ اس زمانے کے فراعنہ ان کو نہیں پہچانتے اور وہ درمیان اہل آسمان معروف ہیں۔ وہ لوگ آئیں گے۔ اور ان اعضائے پارہ پارہ کو جمع کر کے ان بدن ہائے مجروح کے ہمراہ دفن کریں گے۔ اور تمہارے باپ سید الشہداء کی قبر پر ایک نشان بنا دیں گے۔ کہ زمانہ گذرنے پر بھی نشان اس کا محو و برطرف نہ ہوگا۔ بلکہ پیشوایانِ کفر و ضلالت اس کے محو و برطرف کرنے میں بلیغ سعی و کوشش کریں گے۔ جس قدر اس کے مٹانے پر یہ جد و جہد کریں گے۔ اس کا ظہور اور اس کی بزرگی زیادہ ہوگی۔ بعد اس کے فرمایا۔ مجھے ام ایمن نے خبر دی ہے۔ ایک روز حضرت رسولؐ اپنی دختر کو دیکھنے آئے۔ جناب فاطمہؑ اپنے پدر بزرگوار کے لیے حریرہ تیار کر کے لائیں۔ اور جناب امیرؑ ایک طبق لائے۔ اور میں ایک کاسہ دودھ اور مسکہ کا لائی۔ پس حضرت رسولؐ اور جناب فاطمہؑ اور حسنینؑ نے وہ حریرہ تناول فرمایا۔ اور دودھ بھی پیا۔ اور خرمے بھی مسکہ کے ہمراہ کھائے۔ پھر جناب امیرؑ ایک ابریق و طشت لائے۔ اور ہاتھ جناب رسول خداؐ کے دھلوائے۔ جب حضرت نے دست ہائے مبارک دھوئے۔ اور ہاتھ اپنا روئے مبارک پر پھیرا۔ اس وقت علیؑ و فاطمہؑ اور حسنینؑ کی طرف نظر کی۔ اور آثار شادی و سرور و فرح ہائے روئے مبارک آنحضرت سے میں نے مشاہدہ کئے۔ بعد اس کے عرصہ تک جانب آسمان نظر کی۔ پھر قبلہ رو ہو کر دست ہائے مبارک آسمان کی طرف بلند فرمائے اور بہت دعا کی۔ پھر سجدے میں گئے اور صدائے گریہ و زاری سجدہ میں بلند ہوئی۔ تا اینکہ آنسو زمین پر جاری ہوئے بعد اس کے سجدہ سے سر اٹھا کر تھوڑی دیر تک سر مبارک جھکائے رہے۔ اور آنسو مثل باران چشم مبارک سے جاری تھے۔ جب اہل بیت نے یہ حال حضرت کا دیکھا۔ سب کے سب مغموم و اندوہناک ہوئے اور میں بھی ان کے حزن و اندوہ سے محزون ہوئی۔ مگر جرات نہ پڑی۔ کہ دریافت کریں۔ جب اس حالت کو بہت عرصہ گذرا جناب امیرؑ و جناب فاطمہؑ نے عرض کی۔ یارسول اللہ خدا ہرگز آپ کی آنکھوں کو نہ رلائے۔ آخر آپ کے رونے کا سبب کیا ہے۔ آپ کی اس حالت سے ہمارے دل مجروح ہو گئے۔ یہ سن کر جناب رسول خداؐ جناب امیرؑ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور کہا۔ اے حبیب و برادر من جب میں نے تم کو اپنے پاس جمع دیکھا۔ تمہیں دیکھنے سے مجھے اس قدر سرور ہوا کہ ہرگز ایسا سرور نہ ہوا تھا۔ میں تمہاری جانب نظر کرتا۔ اور شکر حق بجا لاتا تھا۔ کہ خدا نے مجھے ایسے مقبول فرزند عطا فرمائے۔ ناگاہ جبرئیل آئے۔ اور کہا۔ اے محمدؐ حق تعالیٰ اس پر مطلع ہوا۔ جو آپ

کے نفس مبارک میں حادث ہوا۔ اور آپکی جو اپنے بھائی، دختر فاطمہ اور دونوں فرزند کے دیکھنے سے ہوئی۔ خدا کو معلوم ہوئی۔ لہذا آپ کے لئے نعمت کو تمام کیا۔ اور آپ کو یہ عطیہ مبارک کیا۔ ان کو اور ان کے فرزندوں اور ان کے شیعوں کو بہشت میں آپ کے ہمراہ کیا۔ ان کے اور آپ کے درمیان جدائی نہ ڈالے گا۔ اور آخرت میں جو آپ کو عطا کیا وہ ان کو عطا کرے گا۔ جو بخشش آپ کو عطا فرمائی۔ ان کو بھی عطا کرے گا۔ یہاں تک کہ آپ خوش ہو جائیے۔ اور زیادہ تر آپ کی خوشنودی و خواہش سے ان کی کرامت و بزرگی ہوگی۔ اس لئے کہ بلائیں دنیا میں بھی ان کو سخت پہونچیں گی۔ اور وہ مکروہات ان جمیع منافقوں سے عائد ہونگے۔ جو اپنے کو آپ کے مذہب پر جانیں گے۔ اور آپ کی امت میں ہونے کا دعویٰ کریں گے۔ حالانکہ وہ خدا اور آپ سے جدا ہیں۔ آپ کے فرزندان بزرگوار کو شمشیر آبدار سے بانواع ظلم و ستم قتل کریں گے اور ان میں سے ہر ایک کو ایک طبقۂ زمین پر قتل کریں گے۔ ان کی قبریں ایک دوسرے سے دور ہونگی۔ اور خدا نے اس حالت کو آپ کے لئے اور ان کے لئے پسندیدہ کیا ہے اور ان کو اس سعادت سے . . . . . مخصوص کیا ہے۔ آپ اس پر حمد خدا کیجئے۔ جو آپ کے لئے اس نے پسندیدہ کیا ہے۔ اور بقضائے الٰہی اور جو کچھ آپ کے لئے اختیار کیا ہے اس پر راضی ہو جیئے۔ اس کے بعد جبرئیل نے کہا یا محمدؐ آپ کا برادر علی ابن ابی طالب بعد آپ کے مقہور و مظلوم ہوگا۔ اور اس امت کے منافق اس پر غالب ہونگے۔ اور اس سے غصب مخالفت کریں گے۔ اور آپ کے دشمنوں سے اسے تعب و مشقت پہنچے گی۔ اور اسکو میں بدترین خلق اولین و آخرین و نظیر پے کنندۂ ناقہ صالح کے ہاتھ سے اس شہر میں جہاں ہجرت کریگا شہید ہوگا اور وہ شہر علیؑ کے شیعوں اور فرزندان شیعہ کا محل مسکن ہوگا اور اس وقوع کے روز سے بلائے اہل بیت رسالت اور انکی مصیبت عظیم ہوگی۔ اور یہ آپ کا فرزند حسین شہید ہوگا اور ایک گروہ اہل بیت اور آپ کی ذریت اور آپ کی امت کے نیک لوگ اس کے ہمراہ ہونگے اور وہ نہر فرات کے کنارے اس زمین پر جس کا نام کربلا ہے شہید ہونگے۔ اور اس کی شہادت کے سبب سے زمین کرب و بلا آپ کے دشمنوں اور آپ کے دشمنان ذریت پر عظیم ہوگی اس روز جس کی خدا کی سختی ختم اور حسرت اس دن کی آخر نہ ہوگی۔ اور وہ جگہ بہترین بقعہ ہائے زمین سے ہے اور اس زمین کی حرمت سب زمینوں سے زیادہ عظیم ہے۔ اور وہ زمین ایک قطعۂ بہشت ہے۔ جس دن آپ کے فرزند مع اہل و عیال اس زمین پر شہید ہوں۔ اور ان کو لشکر ہائے کفر و لعنت گھیر لیں۔ جمیع قطعہ ہائے زمین کانپنے اور پہاڑ ہلنے لگیں۔ دریاؤں کی موجیں بلند ہوں۔ اور یا محمدؐ آپ کے سبب

سے آپ کی ذریت کی ہتک حرمت کرنے سے سب آسمان اور اہل آسمان کانپ کر متحرک و مضطرب ہیں۔
اور ان میں سے ہر ایک بدلہ اور عوض لینے کا آپ کی ذریت کی جانب سے اجازت چاہتے کہ اہل بیت کو
منافقان امت نے ضعیف و مظلوم کیا ہے اور یہ خلق پر بعد آپ کے حجت خدا ہیں۔ اس وقت خدا زمینوں آسمانوں
پہاڑوں اور دریاؤں کو اور جو کچھ ان میں ہے وحی کرے گا کہ میں وہ بادشاہ قادر ہوں کہ کوئی بھاگنے والا مجھ
سے بھاگ نہیں سکتا۔ اور کوئی منع کرنے والا مجھ کو عاجز نہیں کر سکتا۔ اور جس وقت میں چاہوں اور مصلحت
جانوں۔ انتقام پر قادر ہوں۔ میں اپنی عزت و جلال کی قسم کھاتا ہوں۔ کہ میں اسے ایسا عذاب کروں گا
جس نے میرے پیغمبر اور برگزیدہ کو ذلیل و دردمند کیا ہے اور اس کی ہتک و حرمت کی اور اس کی عترت کو قتل
کیا۔ اور اس کے عہد و پیمان کو توڑا۔ اور ستم اس کے اہل بیت پر جائز رکھا ہے کہ جمیع عالم سے کسی کو ایسا
عذاب نہ کیا ہوگا۔ اس وقت جمیع اہل آسمان و زمین صدا بلند کریں۔ اور ان پر لعنت کریں جنہوں نے
آپ کی عترت پر ستم کیا۔ اور آپ کی ہتک و حرمت کی۔ خداوند عالم اپنے دست مبارک سے ان شہداء کی روح
قبض کرے گا۔ اور بہت سے ملائکہ آسمان ہفتم باظرفہائے یاقوت و زمرد حاضر ہونگے۔ کہ وہ ظروف آب حیات
بہشت سے بھرے ہونگے اور حلہہائے بہشت و خوشبوہائے ان کو پہنائیں گے اور خوشبوہائے بہشت سے
ان کو حنوط کریں گے۔ اور بدنہائے شہداء کو اس آب حیات سے غسل دیں گے اور ملائکہ صف بصف ان پر نماز
پڑھیں گے۔ پھر تمہاری امت کے ایک گروہ کو خدا بھیجے گا۔ کہ وہ قاتلان حسینؑ و سائر شہداء کو نہ پہچانیں گے۔
اور خونہائے شہداء میں بگفتار و کردار و نیت و عزم شریک نہ ہوتے ہونگے۔ وہ ان کے بدنوں کو دفن کریں گے۔
اور ایک علامات نشان قبر سید الشہداء پر اس صحرائے کربلا میں بنا دیں گے کہ علم و نشانہ اہل حق کے لئے
اور باعث رستگاری مومناں اور ثواب ہائے خداوند عالمیان فائز ہونے کا سبب ہوگا۔ اور ہر روز ہر شب
ہر آسمان سے سو ہزار فرشتے ان کے قبر کے گرد حاضر ہونگے۔ اور سید الشہداء پر درود بھیجیں گے اور تسبیح و
تقدیس حق تعالیٰ کریں گے۔ اور طلب آمرزش خدا سے سید الشہداء کی زیارت کرنے والوں کے لئے کریں گے۔ ان
کے اسما جو زیارت قبر شریف کو تمہاری امت سے آتے اور اس زیارت کی وجہ سے تقرب بخدا اور رسول خدا
چاہتے ہیں لکھیں گے اور ان زائروں کے باپ اور عزیزوں اور ان کے شہروں کے نام لکھیں گے۔ اور
ان زائروں کے چہروں پر مہر نور عرش الٰہی سے کہ اس مہر میں کندہ ہوگا۔ کہ یہ زیارت کرنے والا ہے۔ قبر بہترین
شہداء و فرزند بہترین انبیاء بھی پر کریں گے۔ جب قیامت برپا ہوگی ان کے چہروں پر جہاں مہر کی ہے۔
وہاں سے نور ساطع ہوگا۔ کہ آنکھیں اہل محشر کی خیرہ ہو جائیں گی اور اس نور کی وجہ سے یہ زائر اہل محشر میں
معروف ہونگے۔ اور گویا اے محمدؐ میں آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ صحرائے محشر میں آئے ہیں اور میکائیل

آپ کے دونوں جانب ہوں۔ اور علیؑ ہمارے آگے ہوں۔ اور ہمارے ہمراہ اس قدر ملائکہ ہوں کہ ان کا شمار نہیں ہو سکتا۔ اور ہم اہل محشر میں پھریں اور چہرہ ہائے خلائق پر ہم نظر کریں۔ اور جن کے منہ اس نور کا اثر پائیں۔ اس کو ہول و شدائد محشر سے ہم نجات دیں۔ اور بعطائے خدا اور بحکم خدا زیارت کرنے والے کے لئے ہے۔ جو تمہاری قبر اور تمہارے برادر علیؑ کی قبر اور تمہارے دو فرزند حسنؑ اور حسینؑ کی قبروں کی زیارت کرے اور نیت اس کی خالصاً لوجہ اللہ ہو۔ اور بہت جلد ایک گروہ اشقیائے امت سے سعی و کوشش کرے گا کہ وہ نشان و علامت ان قبور متبرکہ کا مٹانا چاہیں اور خدا ان کو نہ مٹانے دے۔ اور خدا کی جانب سے ان اشقیا پر لعنت و غضب واجب ہوا ہے۔ بعد اس کے جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ کہ میرے گریہ و زاری کا یہی سبب تھا۔ جناب زینبؑ نے کہا جب ابن ملجم نے میرے پدر بزرگوار کے سر اقدس پر ضربت لگائی اور اثر مرگ مشاہدہ کئے۔ میں نے اپنے پدر بزرگوار سے کہا کہ ام ایمن نے یہ حدیث مجھ سے اس طرح بیان کی ہے۔ اور میں چاہتی ہوں کہ حضرت سے بھی تحقیق کر لوں۔ یہ سن کر میرے پدر بزرگوار نے فرمایا اے دختر حدیث اسی طرح ہے جس طرح ام ایمن نے تم سے بیان کی ہے۔ اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ اے دختر زینب تمہیں اور میرے زنان اہل بیت کو اس شہر میں اسیر کیا ہے اور بذلت و خواری تم کو لئے جاتے ہیں اور تم اپنے دشمنوں سے خائف و ترساں ہو۔ تم کو لازم ہے صبر و شکیبائی کرنا بحق اس خدا کے جس نے دانوں کو شگافتہ کیا اور خلائق کو پیدا کیا۔ کہ اس وقت زمین پر کوئی خدا کا دوست بغیر تمہارے اور تمہارے دوست اور شیعوں کے اور کوئی نہ ہوگا۔ اور جب جناب رسول خداؐ نے اس حدیث کو ہمارے لئے نقل کیا ہے اور فرمایا۔ اس روز شیطان بشادی و سرور پرواز کرکے زمین کے گرد مع اپنے فرزندوں اور یاروں کے گشت کرے گا۔ اور کہے گا۔ اے گروہ شیاطین جو کچھ میرا مطلب فرزندان آدم سے تھا وہ پورا ہوا۔ اور ان کے ہلاک کرنے میں بہت بڑی آرزو بر آئی۔ کیونکہ ان سب کو میں نے مستحق جہنم کر دیا۔ مگر ہاں ایک جماعت قلیل باقی رہ گئی ہے۔ جنہوں نے دامان اہل بیت رسولؐ تھام لیا ہے۔ تم جہاں تک ہو سکے کوشش کرو۔ اور ان لوگوں کو اہل بیت رسول کے حق میں بشک مبتلا کرو۔ اور ان کی عداوت پر لوگوں کو آمادہ کرو۔ اور ان کی اور ان کے دوستوں کی ایذا رسانی اور ضرر پر لوگوں کو تحریص کرو۔ اور ترغیب دو کہ کفر و ضلالت میں مستحکم ہو اور ان میں سے کوئی نجات نہ پائے اور اس ملعون نے اپنے گمان کو اکثر لوگوں کے حق میں سچا کیا۔ اس لئے کہ تمہاری عداوت پر کوئی عمل صالح فائدہ نہیں بخشتا اور تمہاری محبت و دوستی کی وجہ سے کوئی گناہ بغیر کبائر ضرر نہیں پہنچاتا۔ زائدہ نے کہا جب امام زین العابدینؑ نے یہ حدیث مجھ سے بیان فرمائی۔ اس وقت ارشاد کیا۔ اس حدیث کو محفوظ رکھو اور غنیمت جانو کہ اگر اس حدیث کی جستجو میں اونٹوں پر سوار ہو کے اور ایک سال تک ایک شہر

سے دوسرے شہر تک جانے وہ بھی کم تھا۔

فصل چوتھی۔ واقعے جو بعد امیرؑ واقع ہوئے۔

اور وہ واقع جو بعد شہادت جناب امیرؑ واقع ہوئے۔ احادیث معتبرہ میں جناب صادقؑ سے روایت ہے کہ حضرت نوحؑ کشتی میں بیٹھے۔ وہ کشتی خانہ کعبہ تک آئی اور سات بار گرد خانہ کعبہ طواف کیا۔ اس وقت خدا نے نوحؑ کو وحی کی کہ کشتی سے نیچے اترو اور جسد مبارک حضرت آدمؑ کو نکال کر کشتی میں داخل کرو۔ یہ سُن کر حضرت نوحؑ کشتی سے باہر آئے۔ اور پانی ان کے زانو تک تھا۔ یہاں تک کہ وہ تابوت جس میں جسد مبارک حضرت آدمؑ تھا نکالا اور کشتی میں لے گئے جب کشتی مسجد کوفہ میں پہونچی۔ وہاں بھی پہونچکر ٹھہر گئی۔ اور حضرت نوحؑ نے بحکم خدا جسد آدمؑ نجف میں دفن کیا۔ اور قبر حضرت آدمؑ کے سامنے ایک قبر اپنے لئے بنائی۔ اور ایک صندوق جناب امیرؑ کے لئے بنایا۔ اور جناب امیرؑ کے لئے ایک صندوق بنایا۔ اور اپنے سینے کے سامنے رکھا۔ کتاب فرحۃ الغری میں بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے بعد ضربت سر مبارک جناب حسنینؑ سے کہا جب میں دنیا سے رحلت کروں اور کفن و حنوط سے فرصت پانا۔ مجھے تابوت میں رکھنا۔ اس وقت آگے سے تابوت کو ملائکہ اٹھائیں گے تم تابوت کو پیچھے سے اٹھانا۔ اور تابوت جس طرف آگے سے چلے۔ اسی طرف تم بھی جانا۔ یہاں تک کہ قبر کھدی کھدائی اور لحد بنی بنائی تک پہونچو گے۔ اور چند اینٹیں بھی پاؤ گے پس مجھے لحد میں داخل کرنا۔ اور قبر میں اینٹیں چن دینا۔ اس کے بعد ایک اینٹ میرے سرہانے سے اٹھانا۔ اور قبر میں نظر کرنا۔ جب جناب امیرؑ کو غسل دیا۔ اور ایک آواز گوشۂ خانہ سے سنی کہ اگر تم آگے سے جنازہ اٹھاؤ گے۔ عقب جنازہ خود بخود اٹھے گا اور اگر عقب سے اٹھاؤ گے آگے کی طرف سے جنازہ آپ ہی آپ اٹھے گا۔ جب جناب امیرؑ کو دفن کیا۔ ایک اینٹ سرہانے سے اٹھا کر قبر میں نظر کی کسی کو نہ دیکھا۔ ناگاہ صدائے ہاتف سنی کہ امیر المومنین بندہ شائستہ خدا تھے۔ ان کو پیغمبر سے ملحق کیا۔ اور اسی طرح خدا اوصیاء کو بعد پیغمبروں کے ان سے ملحق کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی پیغمبر مشرق میں وفات پائے۔ اور اس کا وصی مغرب میں رحلت کرے۔ البتہ خدا اس کے وصی کو اس کے پیغمبر کے ساتھ ملحق کرتا ہے۔ ایضاً۔ بسند معتبر روایت کی ہے کہ ام کلثومؑ نے کہا۔ آخری سخن جو میرے پدر بزرگوار نے حسنینؑ سے کہا۔ یہ تھا کہ اے فرزندان من جب میں دنیا سے رحلت کروں۔ مجھے غسل دینا۔ اور میرے بدن کو اس جامہ سے جس سے میں نے بدن حضرت رسولؐ کو اور فاطمہؑ کو خشک کیا تھا خشک کرنا۔

اس کے بعد اے جد رسول اللہ کے حنوط سے مجھے حنوط کرنا۔ اور تختہ پر لٹا دینا۔ اور عقب تختہ اٹھانا اور جس طرف تخت جائے تم بھی اسی جانب جانا۔ میں بھی اپنے پدر بزرگوار کے جنازہ کی تشییع کو گیا۔ اور جب نجف میں پہونچے، تخت آگے کی طرف سے زمین پر آیا۔ یہ دیکھ کر میرے بھائیوں نے عقب تختہ کو زمین پر رکھ دیا۔ اور بیلچہ اٹھایا۔ جب ایک دفعہ بیلچہ زمین پر مارا۔ قبر تیار اور لحد بنی بنائی ظاہر ہوئی۔ اور ایک تختی اس قبر میں تھی کہ بزبان سریانی دو سطریں اس پر لکھی تھیں۔ اور مضمون یہ تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ وہ قبر ہے۔ کہ نوح پیغمبر نے علی ابن ابی طالب وصی محمد مصطفیٰ کے لئے نو سو سال قبل طوفان بنائی تھی۔ جب میرے پدر بزرگوار کو قبر میں اتارا۔ غائب ہو گئے اور میں نے دیکھا زمین کے اندر تشریف لے گئے۔ یا آسمان پر چلے گئے۔ ناگاہ صدائے منادی میں نے سنی کہ اس نے کہا۔ خدا تمہیں صبر جمیل مصیبت میں عطا کرے۔ مصیبت میں تمہارے والد بزرگوار جو کہ حجت خدا کے خلق پر تھے۔ اور بسند معتبر دیگر روایت کی ہے۔ ایک روز جناب امیرؑ کوفہ سے باہر تشریف لائے۔ اور جب نظر مبارک صحرائے نجف پر پڑی۔ فرمایا کہ کیا نیک منظر ہے۔ اور کیا خوشبو تیز اتصر ہے۔ خداوندا میری قبر اسی زمین پر کرنا۔ ایضاً بسند معتبر روایت کی ہے۔ جب ابن ملجم لعین نے جناب امیرؑ کو ضربت لگائی۔ امام حسنؑ نے حضرت سے پوچھا۔ آپ کے قاتل کو میں قتل کروں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ نہیں۔ لیکن اسے قید کر لو۔ اور جب میں دنیا سے رحلت کروں۔ اس وقت اسے قتل کرو۔ اور مجھے پشت کوفہ در برادرم ہود اور صالح کے قریب دفن کر دو۔ دوسری روایت میں فرمایا کہ قبر برادرم ہود میں دفن کرو۔ ایضاً۔ بسند موثق منقول ہے کہ ابو بصیر نے امام محمد باقرؑ سے مقام قبر جناب امیرؑ دریافت کیا۔ اور کہا۔ لوگوں نے مدفن جناب امیرؑ میں اختلاف کیا ہے۔ امام محمد باقرؑ نے فرمایا۔ اپنے پدر بزرگوار نوحؑ کی قبر میں دفن ہوئے۔ پوچھا۔ کون متوجہ دفن ہوا۔ فرمایا۔ رسول خدا مع ملائکہ بزرگوار ان کاتبان اعمال با روح و ریحان بہشت متوجہ ہوئے۔ اور اس مضمون کے احادیث بہت ہیں۔ شیخ مفیدؒ اور سید ابن طاؤس نے بسند ہائے معتبر روایت کی ہے کہ جب ہنگام وفات جناب امیرؑ ہوا۔ حسنینؑ سے فرمایا۔ جب میں دنیا سے رحلت کروں۔ تخت پر مجھے رکھنا اور عقب تخت کو اٹھانا کہ آگے سے تخت خود بخود اٹھے گا۔ اور مجھے غریین کہ صحرائے نجف ہے لے جانا۔ وہاں سنگ سفید دیکھو گے۔ ایک بیلچہ اس پتھر پر مارنا۔ اس جگہ سے ایک قبر اور لوح سلی ظاہر ہوگی۔ جب جنازہ آنحضرت صحرائے نجف میں لے گئے۔ ایک پتھر سفید دکھائی دیا۔ کہ نور اس سے ساطع تھا۔ جب قبر کھودی لوح ساج ظاہر ہوئی۔ اور اس لوح پر لکھا تھا۔ کہ یہ وہ قبر ہے جو نوحؑ نے علی ابن ابی طالب کے لئے ذخیرہ کی ہے۔ راوی کہتا ہے ہم نے حضرت کو وہاں دفن کیا۔ بعد دفن کے ہم نے

وہاں سے پھرے اور بسبب ان امور کے جو ان پر ظاہر ہوئے کہ جناب امیرؑ اس قدر خدا کے نزدیک گرامی و بزرگ ہیں۔ ہم نہایت خوش و خرم ہوئے۔ اثنائے راہ میں ایک گروہ شیعہ سے ملاقات ہوئی۔ کہ ان لوگوں کو نماز جنازہ نہ ملی تھی۔ جب ان اخبار کو ہم نے ان سے بیان کیا کہا ہم بھی ان کرامات کا مشاہدہ کرنا چاہتے ہیں۔ جو تم نے معائنہ کئے۔ ہم سب قبر جناب امیرؑ پر گئے۔ اور ہر چند ہم نے کھودا۔ مگر کچھ نشان نہ پایا۔ ایضاً۔ کتاب فرحۃ الغری میں بسند معتبر عبدالرحیم قیصر سے روایت کی ہے۔ کہا میں نے امام محمد باقرؑ سے قبر جناب امیرؑ کا سوال کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ قبر نوحؑ میں دفن ہوئے۔ میں نے کہا۔ کون نوحؑ۔ فرمایا۔ نوح پیغمبر۔ پھر ارشاد کیا۔ جناب امیرؑ اس امت کے صدیق تھے۔ اور خدا نے ان کی قبر صدیق کی قبر میں قرار دی۔ اے عبدالرحیم جناب رسول خداؐ نے اپنے اہل بیت کو شہادت جناب امیرؑ اور مقام کی۔ جہاں دفن ہوئے خبر دی۔ اور خدا نے ان کا حنوط ان کے برادر رسول خداؐ کے ہمراہ بھیجا تھا۔ اور خبر دی کہ ملائکہ قبر کھودیں گے۔ اور جب ہنگام وفات وقت جناب امیرؑ قریب ہوا۔ اپنے دونوں فرزند حسنینؑ کو وصیت فرمائی۔ کہ جب میں دنیا سے رحلت کروں مجھے غسل دینا۔ اور حنوط کرنا۔ اور رات کو میرا جنازہ اٹھانا۔ اور جس طرف آگے سے جنازہ جائے تم بھی اس کے پیچھے جانا۔ اور مجھے وہاں دفن کرنا۔ جہاں جاکر جنازہ ٹھہر جائے اور ملائکہ تمہارے میرے مدفن میں رات کو دفن کریں گے۔ اور قبر میری ہموار کر دینا۔ کہ کوئی نہ جان سکے۔ دوسری روایت میں امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ مجھے جانب پشت کو لے جانا۔ اور جب پاؤں تمہارے زمین میں دھنسنے لگیں۔ اور سامنے سے ہوا تمہاری طرف آئے۔ مجھے اسی جگہ دفن کر دینا۔ کہ وہ مقام اول طور سینا ہے اور دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ جناب امیرؑ کو قبل طلوع صبح ناحیۂ غربین میں دفن کیا۔ اور اندر دن قبر حسنینؑ و محمدؐ بن حنفیہ اور عبداللہ بن جعفر تھے۔ اور دوسری حدیث میں جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ہمراہ جنازہ امیرالمومنینؑ یہی چار بزرگوار تھے اور رات کو صحرائے کوفہ میں دفن کیا۔ اور قبر کو خوف خوارج سے ہموار کر دیا۔ اور نشان قبر کا کچھ نہ رکھا۔ دوسری روایت میں منقول ہے کہ وہ قبر اسی طرح مخفی تھی یہاں تک

حکایت ہارون رشید ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ نے اپنے خاص خاص اصحاب کو نشان قبر جناب امیرؑ بتایا۔ کہ حکم قبر بنانے کا دیا۔ اور قبر بنائی گئی۔ اور روایت کی ہے کہ ایک دن ... ہارون رشید صحرائے نجف کی طرف شکار کھیلنے گیا۔ جب نزدیک صحرائے نجف پہونچا۔ جانوران شکاری کو چھوڑا۔ اور جانوران شکاری نے تھوڑی دیر ان آہوؤں کا تعاقب کیا۔ وہ آہو ایک ٹیلے پر چڑھ گئے۔ اور جانوران شکاری واپس پھر آئے۔ جب وہ جانوران ٹیلے سے نیچے آئے۔ جانوران شکاری پھر دوڑے۔

اور جب ان آہوؤں کے ہمراہ ٹیلے پر گئے۔ بغیر شکار کئے واپس آئے۔ جب یہی کیفیت تین دفعہ گذری۔ ہارون رشید متعجب بہت ہوا۔ اور ایک مرد پیر سے جو قبیلہ بنی اسد سے تھا۔ پوچھا تم اس ٹیلے کو پہچانتے ہو۔ اس نے کہا۔ مجھے امان دو کہ جو کچھ میں جانتا ہوں بیان کروں۔ ہارون نے امان دی۔ اس مرد پیر نے کہا علی ابن ابی طالب کی قبر مبارک اس ٹیلے پر ہے اس وجہ سے جانوران شکاری کی جرأت نہیں پڑتی۔ کہ اس ٹیلے پر جاکر شکار کریں۔ پس ہارون نے وضو کیا اور ٹیلے پر جاکر نماز پڑھی اور دعا کی۔

بیان دفن و کفن جناب امیرؑ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے۔ کہ جناب امیرؑ نے حسنینؑ کو وصیت فرمائی۔ جب میں دنیا سے رحلت کروں۔ میرے سر کے قریب حنوط بہشت اور تین کفن استبرق بہشت کے پاؤ گے تم مجھے غسل دینا۔ اور اس حنوط سے حنوط کرنا۔ اور جامہائے بہشت میں کفن کرنا۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ جب پدر بزرگوار نے رحلت فرمائی۔ ایک طبق طلا ہم نے سرہانے حضرت کے پایا۔ کہ پانچ ماشہ کافور بہشت اور چند برگ سدر بہشت اس طبق میں تھے۔ ایضاً۔ روایت کی ہے۔ کہ جب غسل و کفن جناب امیرؑ سے فارغ ہوئے ناگاہ ایک اونٹ دکھائی دیا۔ جنازہ جناب امیرؑ اس اونٹ پر رکھا۔ اور وہ اونٹ روانہ ہوا یہاں تک کہ صحرائے نجف میں پہنچکر ٹھہر گیا۔ اور جب لشکر کی نزدیک پائے شتر قبر کھدی کھدائی پائی۔ اور نہ جانا۔ کہ وہ قبر کس نے کھودی ہے۔ جب جنازہ آنحضرت اونٹ سے نیچے اتارا۔ ایک ابر سفید قریب سر مبارک جناب امیرؑ ظاہر ہوا۔ اور جانوران بیشمار اس ابر میں دکھائی دیتے۔ کہ پرواز کرتے تھے۔ جب جناب امیرؑ پر نماز پڑھ کر دفن کیا۔ وہ ابر اور وہ جانور غائب ہو گئے بسند دیگر روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے وصیت فرمائی۔ کہ جب میں دنیا سے رحلت کروں۔ گھر کے گوشہ راست میں ایک لوح پاؤ گے۔ اس لوح پر مجھے لٹا دینا۔ اور جو جامہ وہاں پانا۔ اس میں مجھے کفن کرنا۔ چنانچہ بعد وفات آنحضرت۔ لوح گوشہ راست میں دیکھی اور اس لوح پر لکھا تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اس لوح کو نوحؑ پیغمبر نے علیؑ ابن ابی طالب کے لئے ذخیرہ کیا ہے اور دہلیز خانہ میں ایک کفن دیکھا۔ کہ اس پر حنوط رکھا تھا اور نور اس حنوط کا دن کی روشنی پر زیادتی کرتا تھا۔ جب متوجہ غسل ہوئے: جسد مبارک سبک تھا اور ایک طرف سے دوسری جانب پھرتا تھا پس امام حسین نے امام حسن سے کہا آپ نہیں دیکھتے۔ جسد مبارک پدر بزرگوار کس قدر سبک ہے۔ اور خود بخود متحرک ہے۔ امام حسن نے کہا۔ ابو عبداللہ ہمراہ ہمارے اور جماعت موجود ہیں کہ وہ ہماری مدد غسل دینے میں کرتے ہیں۔ اور ظاہر نہیں ہیں۔ اور جب نماز جنازہ سے فارغ ہوئے۔ آگے سے جنازہ بلند ہوا۔ اور انہوں نے عقب جنازہ تھامنا اور روانہ ہوئے۔

اور اثنائے راہ میں۔ ملائکہ کے پروں کی آواز سُنتے تھے اور آواز تسبیح و تقدیس ملائکہ کانوں میں آتی تھی یہاں تک کہ اس قبر پر پہونچے جس کا ذکر حضرت نے کیا تھا۔ اور آگے سے جنازہ زمین پر آیا۔ پس عقب جنازہ بھی زمین پر رکھ دیا۔ پہلے امام حسنؑ نے اور پھر امام حسینؑ نے حسب وصیت آنحضرت پر نماز جنازہ پڑھی۔ مؤلف فرماتے ہیں۔ روایات سابقہ محل اعتماد ہیں۔ اور چونکہ یہ روایت مشتمل بعض معجزات پر تھی یہاں درج کی گئی۔ شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ابن سکانؒ نے جناب امام صادقؑ سے سبب بجی عمارت جو سر راہ نجف اشرف واقع ہے۔ جسے حنانہ کہتے ہیں دریافت کیا۔ حضرت نے کہا جب جنازہ امیر المومنین اس کے آگے سے لے گئے وہ عمارت بسبب تاسف درحزن انتقال آنحضرت جھکی۔ بعض کتب قدیمہ میں روایت کی ہے۔ کہ جب روح مقدس جناب امیرؑ نے جسد مطہر سے مفارقت کی۔ اور خانۂ آنحضرت سے صدائے نالہ و شیون بلند ہوئی۔ مردان و زنان اہل کوفہ دولتسرائے حضرت کی طرف دوڑے۔ اور جمیع خانہ ہائے کوفہ سے صدائے نالہ و شیون مثل اس روز کے جس روز رسولؐ نے رحلت فرمائی تھی بلند ہوئی۔ اور جب رات کو اندھیرا ہوا۔ آسمان آفاق متغیر ہوا۔ اور زمین کانپنے لگی اور صداہائے تسبیح و تقدیس ہوا کانوں میں پہونچتی تھی۔ اور لوگ جانتے تھے کہ یہ صدائے ملائکہ ہے۔ اور صدائے نوحہ و گریہ و مرثیہ جنات سُنتے تھے۔ محمد بن حنفیہ نے کہا جب حسنینؑ مشغول غسل ہوئے امام حسینؑ پانی ڈالتے اور امام حسنؑ غسل دیتے تھے۔ اور احتیاج کسی دوسرے کی نہ تھی۔ کہ جسد مبارک آنحضرت کو ادھر سے ادھر پلٹے جس طرف کے عضو کو دھونا چاہتے تھے۔ جسد مطہر اس طرف سے دوسری طرف مائل ہو جاتا تھا۔ اور بوئے مشک جسد مبارک سے آتی تھی۔ جب غسل سے فارغ ہوئے امام حسنؑ نے آواز دی۔ اے خواہر حنوط میرے نانا کا لاؤ۔ پس کہ جناب زینبؑ حنوط لائیں۔ جس وقت اس حنوط کو کھولا۔ تمام کوفہ اس کی خوشبو سے معطر ہو گیا۔ پس جناب امیرؑ کو پانچ کپڑوں میں کفن کیا۔ جب تابوت میں رکھا۔ تابوت کو آگے سے جبرئیل و میکائیل نے اٹھایا۔ اور عقب سے امام حسنؑ و امام حسینؑ نے۔ محمد بن حنفیہ نے کہا۔ بخدا سوگند میں دیکھتا تھا کہ جنازہ پدر بزرگوار جس درخت و عمارت و دیوار کی طرف سے گذرتا تھا۔ وہ خم ہو جاتے تھے۔ اور تعزیت جنازہ حضرت خشوع کرتے تھے۔ بعض لوگوں نے چاہا کہ ہم جنازہ آنحضرت کے ہمراہ آئیں۔ امام حسنؑ نے ان کو پھیر دیا۔ امام حسینؑ روتے اور کہتے تھے۔ لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اے پدر بزرگوار آپ نے ہماری پشت شکستہ کی۔ میں آپ کی مصیبت میں خدا سے شکایت کرتا ہوں۔ جب جنازہ نزدیک قبر پہونچا۔ خود بخود زمین پر اترا۔ امام حسنؑ آگے کھڑے ہوئے اور نماز جماعت حضرت پر پڑھی اور سات تکبیریں کہیں جب نماز سے فارغ ہوئے جنازہ اٹھایا اور خاک

ہٹائی ناگاہ ایک قبر بنی ہوئی تیار اور لحد بھی تیار ظاہر ہوئی۔ اور ایک تختہ کا قبر میں فرش تھا۔ اور اس تختہ پر لکھا تھا۔ کہ یہ وہ چیز ہے۔ جسے نوحؑ پیغمبر نے بندہ شائستہ طاہر و مطاہر کے لئے ذخیرہ کیا ہے جیب جاہا۔ کہ حضرت کو قبر میں لے جائیں۔ صدائے ہاتف سُنی کہ وہ کہتا تھا امیر المومنین کو تربت طاہر و مطہر میں لے جاؤ۔ کہ حبیب اپنے حبیب کا مشتاق ہوا ہے۔ کتاب مشارق الانوار میں امام حسن سے روایت کلام صعصعہ بن صوحان عبدی کی ہے۔ کہ جناب امیرؑ نے امام حسنؑ سے کہا جب مجھے قبر میں رکھنا قبل اس کے خاک قبر پر گراؤ۔ دو رکعت نماز بجالانا۔ اور بعد اس کے میری قبر میں دیکھنا جب آنحضرت کو ضریح مقدس میں رکھا اور نماز سے فارغ ہوئے۔ دیکھا۔ کہ ایک پردہ سندس قبر پر کھنچا ہوا ہے۔ امام حسنؑ نے اس پردہ کو بالائے آنحضرت سے ہٹا کر قبر میں نظر کی۔ دیکھا کہ جناب رسول خدا و حضرت آدمؑ و حضرت ابراہیمؑ جناب امیرؑ سے باتیں کر رہے ہیں۔ پھر امام حسینؑ نے پائنے مبارک کے پاس سے پردہ اٹھایا تو دیکھا کہ فاطمہ زہرا و حوا و مریم و آسیہ حضرت کے لئے رو رہی تھیں۔ راوی اول جو اس حدیث کا ہے۔ کہتا ہے جب جناب امیرؑ کو دفن کیا۔ صعصعہ بن صوحان عبدی قریب ضریح مقدس آنحضرت کھڑے ہوئے۔ اور ایک مشت خاک اٹھا کر اپنے سر پر ڈالی۔ اور کہا میرے پدر و مادر یا امیر المومنین آپ پر قربان ہوں۔ آپ کو کرامتہائے خدا گوارا۔ اے ابو الحسنؑ مولا آپ کا پاکیزہ اور صبر آپ کا قوی اور جہاد آپ کا عظیم تھا جس کے آپ آرزومند تھے۔ وہاں پہونچے۔ تجارت سودمند کی۔ اور اپنے پروردگار پاس گئے۔ خدا نے اپنی بشارت آپ کے استقبال کو بھیجی۔ اور ملائکہ گرد آپ کے جمع ہو گئے۔ جوار پیغمبر گزیدہ میں آپ ساکن ہوئے۔ خدا نے آپ کو گرامی رکھا۔ اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دی۔ اور آپ کو آپ کے برادر محمد مصطفیٰ کے درجے سے ملحق کیا۔ آپ کو جام لبریز سے پانی دیا۔ پس ہم خدا سے سوال کرتے ہیں کہ ہم پر احسان کرے اور توفیق دے کہ آپ کی پیروی کریں۔ اور آپ کی سیرت پر عمل کریں۔ آپ کے دوستوں کے دوست اور دشمنوں کے دشمن رہیں۔ اور آپ کے دوستوں میں محشور ہوں۔ تحقیق کہ آپ ایسے درجات میں پہونچے۔ کہ کوئی بجز آپ کے نہ پہونچا تھا۔ آپ نے ایسی منزلت پائی۔ کہ اور کسی نے نہ پائی تھی۔ آپنے راہ خدا میں اپنے برادر محمد مصطفیٰ کے سامنے جہاد کیا۔ جو شرط جہاد تھا۔ اور دین خدا پر اقامت کی۔ جو حق اقامت تھا۔ یہاں تک کہ سنتہائے نبوی کو بدستور رکھا۔ اور فتنہ و فساد کو برطرف کیا۔ آپ سے اسلام مستقیم اور ایمان منتظم ہوا۔ پس آپ پر ہماری طرف سے بہترین صلوٰۃ اسلام پہونچے۔ آپ سے پشت مومناں محکم اور نشان ہائے راہ ایمان واضح ہوئے۔ اور مناقب و خصال جو آپ کے لئے جمع تھے۔ کسی کے لئے جمع نہ ہوئے۔ سب سے پہلے آپ نے پیغمبر کی تصدیق فرمائی اور ان کی متابعت

سب چیزوں پر اختیار کی۔ ان کی مدد و نصرت آپ نے کی۔ اپنی جان ان پر فدا کی۔ ذوالفقار آبدار کو ہمیشہ ان کی نصرت میں علم رکھا۔ آپ کی وجہ سے خدا نے ہر جبار عنید کو درہم برہم رکھا۔ آپ کے سبب سے ہر بدکردار شریر کو ذلیل کیا۔ آپ کے باعث قلعہائے شرک و کفر و مددان شکستہ کئے۔ آپ کی ذات سے اہل ضلالت و طغیان کو ہلاک کیا۔ اے امیرالمومنین یہ مناقب و فضائل آپ کو گوارا ہوں۔ سب لوگوں سے حضرت رسولؐ کے نزدیک تر تھے۔ اسلام آپ کا سب سے پہلے اور علم و فہم آپ کا سب سے زیادہ تھا۔ آپ کا یقین سب سے کامل تر اور دل آپ کا سب سے قوی تر اور خیر میں حصہ سب سے بیشتر تھا۔ خدا ہم کو آپ کے اجر سے محروم اور بعد آپ کے گمراہ نہ کرے۔ آپ کی زندگانی کلید خیر تھی اور دروازہ ہائے شر کو ہم پر بند کئے ہوئے تھی۔ اور وفات آپ کی ہمارے لئے کلید ہر شر ہے اور دروازہ ہائے خیر کو ہم پر بند کر دیا۔ اگر مردم آپ کے سخن کو قبول کرتے۔ ہر آئینہ پاؤں کے نیچے اور سر کے اوپر سے نعمتہائے خدا نوش کرتے لیکن دنیا کو آخرت پر اختیار کیا۔ یہ بیان کر کے بہت روئے اور اوروں کو بھی رلایا۔ بعد اس کے امام حسنؑ و امام حسینؑ و محمدؑ و جعفرؑ و عباسؑ و یحییٰؑ و عونؑ و عبداللہؑ و دیگر فرزندان آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف دیکھا۔ اور ان کو تعزیت دے کر جانب کوفہ پھر گئے۔ جب صبح ہوئی مصلحتاً ایک تابوت خانۂ آنحضرتؑ سے باہر لائے۔ اور کوفہ کے باہر امام حسنؑ نے اس تابوت پر نماز پڑھی اور اونٹ پر باندھ کر جانب مدینہ روانہ کیا۔ ابن بابویہؒ و قطب راوندیؒ نے بسند معتبر

علامات دفن جناب امیرؑ جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ہشام بن عبدالملک نے امام محمد باقرؑ سے سوال کیا۔ مجھے خبر دیجئے جس رات کو علی ابن ابی طالب شہید ہوئے۔ جو لوگ کوفہ کے علاوہ اور شہروں میں تھے۔ انہوں نے کس علامت سے جانا۔ کہ جناب امیرؑ شہید ہوئے۔ امام محمد باقرؑ نے فرمایا۔ اس رات کو تا طلوع صبح جس جگہ سے پتھر اٹھاتے تھے۔ اس کے نیچے سے خون تازہ جوش مارتا تھا۔ اور یہی علامت ظاہر ہوئی جس رات ہارونؑ برادر موسیٰؑ نے وفات پائی۔ اور جس رات کو یوشع بن نون شہید ہوئے۔ اور جس رات کو عیسیٰؑ آسمان پر گئے۔ اور جس رات کو امام حسینؑ شہید ہوئے تھے۔ ابن شہر آشوب نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ جب مومن مرتا ہے۔ آسمان و زمین اس پر چالیس روز روتے ہیں۔ اور جب عالم انتقال کرتا ہے چالیس مہینہ زمین و آسمان اس کے لئے روتے ہیں۔ اور جب پیغمبر رحلت کرتا ہے۔ چالیس سال زمین و آسمان اس کے لئے روتے ہیں۔ پس فرمایا اے علیؑ جب تم شہید ہو گے تم پر آسمان و زمین چالیس سال روئیں گے۔ ابن عباس نے کہا۔ جب جناب امیرؑ کوفہ میں شہید ہوئے۔ تین روز تک آسمان سے خون برسا۔ اور جس پتھر کو زمین سے اٹھاتے تھے۔ اس کے نیچے سے خون تازہ جوش مارتا تھا۔ کتب مخالفین سے روایت کی ہے۔ عبدالملک بن مروان

نے زہری سے سوال کیا۔ کہ زمین پر کیا علامت ظاہر ہوئی جس روز علیؑ شہید ہوئے۔ زہری نے جواب دیا
اس رات بیت المقدس سے جو سنگ ریزہ اٹھاتے تھے۔ اس کے نیچے سے خون تازہ ابلتا تھا۔ اور جب جناب
امیرؑ نے دنیا سے رحلت کی۔ سُنا ہے کہ ہاتف نے خانۂ حضرت میں آواز دی کہ امن یلقی فی النار خیر
ام من یاتی امنا یوم القیمۃ۔ پس دوسرے ہاتف نے آواز دی کہ رسول خداؐ اور تمہارے پدر
نے رحلت کی۔ اخبار الطالبین سے روایت کی ہے کہ لشکر فرنگ نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو اسیر کیا۔ اور
اپنے بادشاہ پاس لے گئے۔ اس نے عیسائی کرنا چاہا۔ انہوں نے انکار کیا۔ اس وقت حکم دیا۔ کہ روغن زیت
گرم کر کے ان کو اس روغن میں ڈال دیں۔ کہ ہلاک ہو جائیں۔ اور ایک کو ان میں سے چھوڑ دیا کہ مسلمانوں
سے یہ بات جا کر بیان کرے ناگاہ اثنائے راہ میں بازگشت بیابان میں صدائے سُم اسپاں کان میں آئی۔
جب اس شخص نے نظر کی۔ اپنے رفیقوں کو دیکھا۔ جن کو کھولتے روغن زیت میں ڈال دیا تھا۔ اس
نے کہا تم لوگوں کو میرے سامنے روغن زیت میں ڈال دیا تھا۔ کہ مر جاؤ اب میں تم کو زندہ دیکھتا ہوں۔
انہوں نے جواب دیا۔ ہم نعیم الٰہی میں متنعم تھے۔ ناگاہ صدائے منادی آسمان سے آئی۔ کہ اے شہیدان صحرا و
دریا اس رات کو علی ابن ابی طالب نے وفات پائی ہے۔ سب حاضر ہو۔ اور جا کر نماز جنازہ پڑھو۔ اب ہم نماز
جنازہ حضرت سے فارغ ہو کر اپنی اپنی جگہ جاتے ہیں۔ فرات بن ابراہیم نے ابن عباس سے روایت کی
کہ جب جناب امیرؑ کو ضربت لگائی۔ اور حضرتؑ اپنے مصلیٰ پر بیٹھے تھے اور اپنا سر مبارک زانو پر رکھے
تھے۔ پس ارشاد فرمایا۔ ایہا الناس میں ایک بات کہتا ہوں۔ تم سنو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے
کفر اختیار کر جائے۔ جناب رسول خداؐ سے میں نے سُنا کہ جب علی ابن ابی طالب دنیا سے رحلت
کریگا۔ چند خصلتیں درمیان امت ظاہر ہونگی۔ کہ کوئی نیزان میں نہ ہو گی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ
وہ خصلتیں کیا ہیں۔ فرمایا۔ امانت درمیان امت کم اور خیانت بہت ہو گی۔ اور حیا درمیان سے اٹھ
جائے گی۔ لوگ ایک دوسرے کے سامنے زنا کریں گے۔ اور پرواہ نہ کریں گے۔ بعد اس کے پریشان حال
ہو گی۔ جس کے سبب لوگ عاجز ہونگے۔ واضح ہو جب تک علی موجود ہے زمین مجھ سے خالی نہیں۔
اور علی بمنزلہ پوست ہے جو میرے گوشت پر ہے۔ اور علی بمنزلہ میرے استخوان اور ان رگوں کے ہے۔
اور علی میرے اہل میں میرا برادر۔ اور میرا وصی ہے۔ اور میری قوم میں میرا جانشین ہے۔ میرے وعدوں کا
وفا کرنے والا ہے۔ اور میرے قرض کا ادا کرنے والا ہے۔ علیؑ نے سختیوں میں میری مدد و نصرت کی۔ میرے
لئے کافروں سے جنگ کی۔ وقت نزول وحی بالائے آسمانی میرے پاس حاضر تھا۔ میرے ہمراہ طعام بہشت
بہشت تناول کیا۔ اور مکرر جبرئیل نے علیؑ سے ظاہر بظاہر مصافحہ کیا۔ اور مجھے جبرئیل نے گواہ کیا کہ علیؑ

معصوموں اور پاک اور نیکوکاروں سے ہے۔ اور اے گروہ مردم میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ جب تک
علیؑ تم میں موجود ہے کوئی امر تم پر مشتبہ نہیں اور جب علیؑ تم میں سے چلا جائے گا مصداق اس آیت
کا ظاہر ہے۔ لیھلك من ھلك عن بینۃ ویحیی من حیّ عن بینہ۔

بیان تعزیت جناب خضر علیہ السلام

کلینیؒ و ابن بابویہؒ وغیرہ نے بسند ہائے معتبر
روایت کی ہے کہ بروز شہادت جناب امیرؑ صدائے نوحہ وشیون لوگوں میں بلند ہوئی۔ اور لوگوں کو دہشت عظیم
عارض ہوئی جس طرح کہ بروز وفات سرور کائنات خضرؑ بصورت مرد پیر آئے اور رو کر کہتے تھے۔ انا للّٰہ وانا
الیہ راجعون۔ اور کہا آج خلافت پیغمبری منقطع ہوئی پس جس گھر میں جناب امیرؑ تھے اس کے دروازہ
پر جناب خضر کھڑے ہوئے۔ اور کہا اے ابوالحسنؑ خدا تم پر رحم کرے۔ تم وہ تھے کہ اسلام تمہارا سب سے
زیادہ اور سب سے پہلے اور ایمان تمہارا سب سے زیادہ خالص تھا۔ یقین تمہارا سب سے زیادہ قوی تھا۔
اور خوف خدا سب سے زیادہ اور مشقت تمہاری راہ خدا میں سب سے زیادہ عظیم تھی۔ تمہارے مناقب سب
سے زیادہ فاضل اور حقوق سابقہ تمہارے سب سے زیادہ گرامی اور درجے تمہارے سب سے زیادہ بلند اور
تمہاری قرابت حضرت رسولؐ سے سب سے زیادہ اور قریب تھی۔ اور تم شبیہ ترین مردم سیرت و طریقہ و اطوار
و گفتار و کردار میں حضرت رسولؐ سے تھے۔ اور قدر و منزلت تمہاری آنحضرتؐ کے نزدیک سب سے زیادہ تھی۔
تم گرامی ترین مردم حضرتؐ کے نزدیک تھے۔ خدا تم کو جزائے خیر رسول خدا و اسلام و اہل اسلام کی جانب
سے عطا کرے۔ تم اس وقت قوی تھے جبکہ اصحاب آنحضرتؐ ضعیف تھے۔ تم مردانہ وار اس وقت جہاد
کر گئے جب یہ لوگ ڈرتے تھے تم نے قیام حق اس وقت کیا جب ان لوگوں نے کاہلی اور سستی اختیار کی۔
تم نے طریقہ رسول خدا ترک نہ کیا جس وقت ہر ایک ان کے اصحاب نے مختلف راہیں اختیار کیں تم خلیفہ
رسول بلافصل تھے۔ تم نے ہٹ دھرمی منافقین کی پرواہ نہ کی۔ اور ان پر حسد نہ کیا۔ اور کینہ منافقان نہ رکھا
بعد حضرت رسولؐ کے جس وقت سارے لوگ ڈر گئے تم نے قیام حق کیا۔ اور حق کو اس وقت بیان کیا
جس وقت اور لوگ عاجز ہو گئے۔ تم نے بنور خدا راہ دین طے کی جس وقت کہ اور لوگ عاجز رہے۔ اگر
تمہاری متابعت کرتے تو ہدایت پاتے۔ تمہاری آواز سب سے زیادہ پست اور سبقت خیرات میں سب
سے زیادہ بلند تھی۔ کلام تمہارا سب سے کم تر اور سخن تمہارا سب سے راست تر تھا۔ رائے تمہاری سب سے
جنگ تر تھی۔ اور دل تمہارا اور لوگوں کے دلوں سے شجاع تر تھا۔ یقین تمہارا سب سے زیادہ سخت اور عمل
تمہارا سب سے زیادہ اچھا تھا۔ اور جملہ امور میں سب سے زیادہ دانا تھے۔ بخدا دین کے لئے تم بادشاہ اور
مومنوں کے لئے پدر مہربان تھے۔ جس وقت تمہارے وہ لوگ عیال ہوئے۔ پس ان کے دوش سے بلبائے

گراں جس کے اٹھانے کی طاقت ان کو نہ تھی۔ تم نے اٹھایا۔ جس چیز سے انہوں نے تخلف کیا تم نے
اس کی حفاظت کی۔ جس چیز کو انہوں نے مہمل چھوڑ دیا تم نے اس کی اصلاح کی۔ جب وہ لوگ پست
ہوئے۔ اس وقت تم بلند ہوئے۔ جس وقت انہوں نے زیادتی کی۔ اس وقت تم نے صبر کیا۔ جس چیز سے
انہوں نے انکار کیا۔ اس کا بحق تم نے اقرار کیا۔ تمہاری برکت سے انہوں نے وہ پایا جس کا ان کو
گمان نہ تھا۔ تم کافروں پر عذاب نازل کرنے والے۔ اور مومنوں پر باران رحمت و فراوانی نعمت تھے۔
تم نے بسبب ان آزاروں کے جو منافقوں سے پہونچے ریاض جناں کو طے کیا۔ اور عطا و برکت امت
سے فائز ہوئے۔ ان کے سوابق فضائل کو تم نے حاصل کیا۔ تمہاری تندی دین خدا میں مبدل بکندی
نہ ہوئی۔ دل تمہارا ہرگز جانب باطل مائل نہ ہوا۔ تمہاری بینائی ضعیف نہ ہوئی۔ جبن نے تمہارے نفس میں
راہ نہ پائی۔ اور ہرگز خیانت نہ کی۔ صدیق ایمان و یقین میں تم مثل پہاڑ کے تھے کہ بادہائے تند اسے
متحرک نہیں کرسکتے تھے۔ اور کوئی چیز اس کو اس کی جگہ سے نہیں اکھاڑ سکتی تھی جیسا کہ حضرت
رسولؐ نے تمہارے حق میں کہا کہ بدن ضعیف اور امر خدا میں قوی تھے۔ تم ویسے ہی تھے اپنے نفس کے
متواضع اور خدا کے نزدیک عظیم المرتبہ تھے۔ کسی کو تم میں راہ عیب بینی نہ ملی۔ اور کسی کو تم سے امید جانبداری
نہ تھی۔ عزیز توانا تمہارے نزدیک ضعیف و ذلیل تھا۔ یہاں تک کہ حق کو اس سے لینے تھے اثبات
حق میں دور و نزدیک تمہارے سامنے مساوی تھے۔ تمہارا کام حق اور مدار تمہارا راستی تھی۔ گفتار
تمہاری حلم و قسم اور امر تمہارا بردباری و دوراندیشی تھی۔ رائے تمہاری علم و عزم تھا۔ پس اس وقت
دنیا سے گئے۔ جب تم نے راہ حق ظاہر اور کارہائے دشوار کو لوگوں پر آسان کر دیا اور آتشہائے فتنہ کو
بجھا دیا اور امور دین تم سے معتدل ہو گئے۔ اور ایمان نے تم سے قوت پائی۔ اور مومنین تم سے ثابت قدم
ہو گئے۔ پس تم بہت سابق ہوئے تعب و مصیبت شدید میں وہ گرفتار ہوئے۔ جو تمہارے بعد رہ
گئے۔ مصیبت تمہاری اس سے بزرگ تر ہے کہ گریہ اس کا تدارک کرسکے۔ آسمانوں میں تمہاری مصیبت
عظیم ہوئی۔ اور لوگوں کو درہم برہم کر دیا۔ پس میں کہتا ہوں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔
خدا سے ہی اس کی قضا پر راضی ہوا۔ اور اس کے امر کو بخدا تسلیم کیا۔ پس بخدا سوگند بعد تمہارے
کوئی مصیبت مثل تمہاری مصیبت کے نہ ہوگی۔ مومنین کے لئے پناہ اور کافروں کے لئے خشم تھے۔
خدا تم کو تمہارے پیغمبر سے ملحق کرے۔ اور ہم کو تمہاری مصیبت کے اجر سے محروم نہ کرے اور تمہارے
بعد گمراہ نہ کرے۔ تمام لوگ چپ چاپ کلام خضرؑ سننے لگے۔ حضرت خضر روتے تھے اور اصحاب امیر المومنینؑ
بھی گریہ خضرؑ سے گریہ کرتے تھے۔ جب کلام تمام ہوا۔ ہر چند لوگوں نے ڈھونڈھا مگر جناب خضر کو نہ پایا۔

خطبہ امام حسن علیہ السلام۔ احادیث معتبرہ سے منقول ہے۔ جب جناب امیرؑ نے دنیا سے رحلت کی جناب امام حسنؑ منبر پر گئے۔ اور خطبہ فصیح و بلیغ ادا فرمایا۔ اور ارشاد کیا۔ تم سے اس شخص نے مفارقت کی ہے۔ جس پر کمالات میں سابقین نے سبقت نہیں کی۔ اور بروایت دیگر فرمایا۔ ایہاالناس اس رات کو قرآن نازل ہوا۔ اور اسی رات کو عیسیٰؑ آسمان پر گئے۔ اور اس رات یوشع بن نون شہید ہوئے۔ اور اس رات کو میرے باپ امیرالمومنینؑ شہید ہوئے۔ بخدا سوگند اوصیائے گذشتہ اور آئندہ میں سے کوئی وصی جانب بہشت ان پر سبقت نہ کرے گا۔ اور جب رسولؐ ان کو لڑائی پر بھیجتے تھے۔ اپنا علم ان کے ہاتھ میں دیتے تھے۔ جبرئیل ان کے داہنی طرف اور میکائیل بائیں جانب جاتے تھے۔ اور جب تک خدا فتح و نصرت دے دیتا تھا۔ واپس نہ آتے تھے۔ طلا و نقرہ کچھ انہوں نے میراث میں نہیں چھوڑا۔ مگر سات سو درہم کہ ان کی عطا و بخشش سے زیادہ آتے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ اس سے ایک کنیز اپنے اہل و عیال کے لئے خریدیں۔ اور بروایت دیگر چاہتے تھے ایک کنیز ام کلثوم کے لئے خریدیں۔ امیرالمومنین کی مصیبت میں اہل شرق و غرب تعزیت میں ہیں۔ اور میں خدا سے اپنے والد کی مصیبت پر اپنے صبر میں مفارقت پر حصہ طلب کرتا ہوں۔ اس کے بعد گریہ امام حسنؑ پر اس قدر طاری ہوا کہ کلام نہ کر سکے۔ اہل مسجد سے صدائے خروش بلند ہوئی۔ پس فرمایا: جو مجھے پہچانتا ہے پہچانے اور جو نہیں پہچانتا۔ وہ جانے کہ میں ہی پسر محمدؐ مصطفیٰ ہوں۔ میں ہی پسر بشیر و نذیر ہوں۔ میں ہی پسر داعی الیہ سوئے خدا ہوں۔ میں ہی پسر سراج منیر ہوں۔ میں ہی اس کا فرزند ہوں۔ جسے خدا نے رحمۃ للعالمین کیا۔ میں ہی ان اہل بیت سے ہوں۔ جن سے خدا نے رجس کو دفع کیا۔ اور گناہوں سے پاک کیا۔ جو حق پاک کرنے کا ہے۔ میں ہی ان اہل بیت سے ہوں۔ جن پر جبرئیل نازل ہوتے تھے۔ میں ہی ان اہل بیت سے ہوں۔ جن کی مودت اور ولایت خدا نے واجب کی چنانچہ فرمایا ہے۔ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ و من یقترف حسنۃً نزد لہ فیہا حسناً۔ اور یہ حسنہ مودت ہم اہل بیت کی ہے۔ پھر فرمایا مجھے میرے نانا رسول خداؐ نے خبر دی کہ بعد امیرالمومنین کے میرے گیارہ جانشین ہوں گے۔ برگزیدگان اہل بیتؑ ہوں گے کہ وہ سب زہر یا شمشیر سے شہید ہوں گے۔ یہ ارشاد فرما کر منبر سے نیچے تشریف لائے۔ اور لوگوں نے حضرت سے بیعت کی۔ مگر وفا نہ کی۔

فصل پانچویں۔ قصہ قتل ابن ملجم ملعون

حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ کہنے والا ناقہ صالح یعنی قاتل ناقہ

صالحؑ کیونچشم اور ولدالزنا تھا۔ اور امیرالمومنین کا قاتل بھی ولدالزنا تھا۔ قبیلۂ مراد کہتے تھے کہ ہم اس کے باپ کو نہیں پہچانتے تھے۔ اور اس کے نسب کو بھی نہیں جانتے تھے۔ اور حسینؑ کا قاتل بھی ولدالزنا تھا کیونکہ پیغمبروں اور ان کی اولاد کو نہیں قتل کرتا مگر ولدالزنا۔ قرب الاسناد میں بسند امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ کہ جب ابن ملجم لعین کو امام حسنؑ پاس لائے۔ اس ملعون نے کہا میں نے خدا سے عہد کیا تھا۔ تمہارے باپ کو قتل کروں۔ اور اپنا وفائے عہد کیا۔ اگر چاہو تو مجھے قتل کر ڈالو۔ اور چاہو عفو کرو۔ اگر عفو کرو گے تو میں معاویہ کو مار ڈالوں گا۔ اور تم کو اس شر و فساد سے راحت و آرام دوں گا۔ اور پھر تمہارے پاس آؤں گا۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ میں جلد تجھے جہنم روانہ کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر اس ملعون کو سامنے طلب کیا۔ اور اپنے دست مبارک سے اس لعین کو قتل کیا۔ کتاب فرحۃ الغری میں روایت کی ہے کہ عبداللہ بن جعفر نے امام حسن سے التماس کی۔ کہ مجھے حکم دیجئے میں سے قصاص لوں۔ جب اجازت پائی۔ ایک سیخ آگ میں سرخ کر کے اس ملعون کی آنکھوں میں ٹھونک دی۔ بعد اس کے بانواع اقسام عذاب اس ملعون کو قتل کیا۔ ایضاً۔ کتاب فرحۃ الغریٰ میں روایت کی ہے۔ کہ جب امام حسنؑ کی خدمت میں اس ملعون کو لائے۔ اس نے کہا۔ میں چاہتا ہوں۔ ایک بات آپ کے کان میں کہوں۔ حضرت نے انکار کیا۔ اور فرمایا۔ تو چاہتا ہے کہ بسبب عداوت کے میرا کان اپنے دانتوں سے چبا جائے۔ اس ملعون نے جواب دیا۔ بخدا اگر آپ مجھے اجازت دیتے تو میں آپ کا کان جڑ سے اکھاڑ لیتا۔ بعض کتب قدیمہ میں روایت کی ہے کہ جب رات کو جناب امیرؑ کو دفن کیا۔ اور صبح ہوئی۔ ام کلثوم نے امام حسنؑ کو قسم دی۔ کہ میں چاہتی ہوں قاتل پدر بزرگوار کو ایک ساعت زندہ نہ چھوڑو۔ یہ سن کر امام حسنؑ گھر سے باہر تشریف لائے۔ اور اپنے خواص۔ اصحاب و اعزہ کو جمع کیا۔ اور قتل ابن ملجم میں مشورہ کیا۔ عبداللہ بن جعفر نے کہا۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ ہاتھ پاؤں ناک کان اور زبان اس کے کاٹوں اور بعد اس کے قتل کروں۔ محمدؒ بن حنفیہ نے کہا۔ اول تیرباراں کرنا چاہیئے۔ اور آخر کو آگ میں جلا دیا جائے۔ کسی نے کہا اسے پھانسی دے کر واصل جہنم کیا جائے۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ میں اپنے پدر بزرگوار کا حکم عمل میں لاتا ہوں۔ اور اسے ایک ضرب شمشیر سے قتل کرتا ہوں۔ بعد ازاں اس کے جسم پلید کو آگ میں جلاتا ہوں۔ پس حکم دیا۔ کہ اسے دست بستہ حاضر کیا جائے۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ اے دشمن خدا تو نے امیرالمومنین اور امام المسلمین کو قتل کیا۔ اور دین میں فساد عظیم برپا کیا۔ یہ فرما کر اس کو ایک ضربت سے واصل جہنم کیا۔ اور بروایت دیگر اسے قتل کا حکم دیا۔ پس ام ہیثم دختر اسود نخعیہ نے عرض کی کہ اس کا جسد پلید مجھے دے دیجئے کہ میں اسے آگ میں جلا کر اپنے دل کی

آگ بجھاؤں۔ امام حسنؑ نے اس کی التماس قبول کی۔ اور امام شیم نے اس کو آگ میں جلا دیا۔ قطب راوندی نے و ابن شہر آشوبؒ و علیؒ بن عیسیٰ اربلی نے ابن الرقاد سے روایت کی ہے کہ میں ایک روز مسجد الحرام میں تھا۔ لوگوں کو دیکھا۔ کہ مقام ابراہیم کے گرد جمع ہوتے ہیں۔ میں نے دریافت سبب کیا۔ ان لوگوں نے کہا۔ ایک راہب مسلمان ہوا ہے۔ جب میں نزدیک آیا۔ دیکھا۔ ایک مرد پیر طویل جسیم ضخیم جبہ پشمینہ پہنے کلاہ پشمینہ سر پر رکھے مقام ابراہیم کے برابر بیٹھا کہہ رہا ہے۔ کہ دریا کنارے میرا ایک صومعہ تھا۔ ایک روز میں نے صومعہ سے دریا میں نظر کی۔ یکایک کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک جانور مثل کرگس اڑتے اڑتے زمین پر آیا۔ اور پتھر پر جو دریا میں بلند تھا۔ اس پر بیٹھا اور قے کی۔ اور قے میں چوتھائی آدمی اس کے گلے سے زمین پر گرا۔ اور وہ جانور دور کر غائب ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد پھر آیا۔ اور چوتھائی آدمی قے سے اگلا۔ جب اسی طرح اس نے چار بار قے کی۔ وہ سب قے مل کر ایک دوسرے سے بھی ایک آدمی ہوا۔ اور کھڑا ہو گیا۔ جب میں نے یہ عجائب دیکھا بہت متحیر ہوا۔ ناگاہ وہ جانور پھر آیا۔ اور اس آدمی کو چوتھائی جدا کر کے کھا گیا۔ اور پرواز کی۔ پس پھر آیا۔ اور چوتھائی پھر کھا گیا۔ یہاں تک کہ چوتھی مرتبہ سب نگل گیا۔ اس منظر کو دیکھنے سے میرا تعجب زیادہ ہوا۔ اور اپنے دل میں پشیمان ہوا۔ کہ اس آدمی سے کیوں نہ پوچھا۔ تو کون ہے۔ اسی خیال میں۔ میں اس پتھر کی جانب نظر کر رہا تھا۔ ناگاہ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ وہ جانور پھر آیا۔ اور چوتھائی آدمی قے میں اگل دیا۔ یہاں تک کہ چوتھی مرتبہ قے کی۔ وہ بدستور سابق آدمی ہو گیا۔ اور کھڑا ہوا۔ پس میں دریا کے کنارے گیا۔ اور اسے آواز دی کہ اے شخص تو کون ہے۔ اس نے مجھے جواب نہ دیا۔ پھر میں نے کہا۔ تجھے اس خدا کی قسم جس نے تجھے پیدا کیا۔ مجھے بیان کر تو کون ہے۔ اس وقت اس نے جواب دیا۔ میں ابن ملجم مرادی ہوں۔ میں نے پوچھا۔ بیان کر کونسا برا کام تجھ سے سرزد ہوا۔ جو اس عذاب میں مبتلا ہوا۔ اس نے جواب دیا۔ میں نے علی ابن ابی طالبؑ کو قتل کیا ہے۔ اور حق نے یہ جانور مجھ پر موکل کیا ہے کہ مجھے تا روز قیامت اسی طرح عذاب کرے گا۔ ابن شہر آشوبؒ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب استخوان ہائے پلید ابن ملجم کو ایک گڑھے میں ڈال دیا۔ ہمیشہ صدائے نالہ و فریاد اہل کوفہ اس گڑھا سے سنتے تھے۔ بعض کتب معتبرہ میں جناب روایت شبیہہ جناب امیرؑ بر آسمان پنجم۔ صادق سے روایت کی ہے جناب رسولؐ نے فرمایا۔ جب مجھے شب معراج آسمان پنجم پر لے گئے میں نے وہاں علی ابن ابی طالب کی صورت دیکھی میں نے کہا اے حبیب من جبرئیل یہ کیا صورت ہے۔ جبرئیل نے کہا۔ یا حضرت ملائکہ نے چاہا۔ کہ علی ابن ابی طالب کی صورت پر نظر کریں۔ پس عرض کیا۔ خداوندا فرزندان آدم دنیا میں صبح و شام زیارت علی ابن طالب سے

کہ تیرے حبیب محمدؐ مصطفیٰ کا حبیب اور خلیفہ اور وصی اور امین ہے بہرہ مند اور مشاب ہوتے ہیں۔
پس ہمیں بھی زیارت علی سے مشاب اور بہرہ مند کر۔ لہٰذا حق تعالیٰ نے امیر المومنین کی صورت اپنے نور اقدس سے پیدا کی کہ ملائکہ شب و روز اس صورت کی زیارت کرتے اور ہر صبح و شام زیارت علیؑ سے فیض یاب اور مشاب ہوتے ہیں۔ بعد اس کے جناب صادق نے فرمایا۔ کہ جب ابن ملجم ملعون نے سر مبارک پر ضربت لگائی۔ آسمان ہفتم میں بھی اس صورت میں اثر ضربت ظاہر ہوا۔ ملائکہ ہر صبح و شام جب اس صورت کو مشاہدہ کرتے اور اس ضربت کو دیکھتے ہیں۔ جناب امیرؑ کے قاتل پر لعنت کرتے ہیں۔ بعد اس کے جب جناب امام حسینؑ کو شہید کیا ظالموں نے۔ ملائکہ زمین پر آئے۔ اور جسم مبارک امام حسینؑ کو آسمان پر لے جا کر پہلوئے جناب امیرؑ میں رکھا پس ملائکہ زیارت امیر المومنین کو جاتے ہیں۔ اور جناب امام حسینؑ کو خون آلودہ مشاہدہ کرتے ہیں۔ اس وقت یزید اور ابن زیاد اور تمام امام حسینؑ کے قاتلوں پر لعنت کرتے ہیں اور یہی حالت قیامت تک رہے گی۔
راوی کہتا ہے۔ کہ جب جناب صادق نے اس حدیث کو ارشاد کیا فرمایا۔ یہ ہمارے اس علم سے ہے۔ جو مکنون اور مخزون ہے۔ چاہیئے کہ اس کو روایت نہ کرو۔ مگر اس شخص سے جو اس کی اہلیت رکھتا ہو۔

باب چوتھا

بیان تاریخ ولادت وشہادت ثانی ائمہ ہدیٰ و قرۃ العین محمد مصطفیٰ امام حسن مجتبےٰ علیہ التحیۃ والثناء

فصل پہلی۔ ولادت موفور السعادت واسم ولقب وکنیت وحلیہ وشمائل امام حسن کا بیان۔ شیخ مفیدؒ وطوسیؒ اور اکثر علمائے معتبرین نے ذکر کیا ہے۔ کہ ولادت باسعادت حضرت امام حسن شب سہ شنبہ نصف ماہ مبارک رمضان سال سوم ہجرت میں ہوئی۔ اور بعضوں نے سال دوم بھی لکھا ہے۔ اسم شریف آنحضرت حسنؑ اور توریت میں شبر ہے۔ اس لئے کہ شبر عرب لغت میں حسنؑ کو کہتے ہیں۔ اور حضرت ہارون کے بڑے بیٹے کا نام شبر تھا۔ اور کنیت آنحضرت ابو محمدؑ ہے۔ اور بعضوں نے ابو القاسم بھی کہی ہے اور لقبہائے آنحضرت سید۔ سبط۔ امین۔ حجت۔ نقی۔ اتقی۔ زکی۔ مجتبیٰ۔ زاہد ہیں۔ ابن بابویہؒ نے بسند ہائے معتبر امام زین العابدین سے روایت کی ہے کہ جب امام حسنؑ متولد ہوئے۔ جناب سیدہؑ نے جناب امیرؑ سے کہا۔ اس فرزند کا نام رکھو۔ جناب امیرؑ نے کہا میں نام رکھنے میں سبقت نہ کروں گا۔ پس امام حسن کو زرد کپڑے میں لپیٹ کر خدمت بابرکت حضرت رسولؐ میں لائے۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ یہ زرد کپڑا نہ پہناؤ۔ بلکہ سفید کپڑا پہناؤ۔ بعد ازاں دیگر اپنی زبان امام حسنؑ کے منہ میں دی۔ امام حسن زبان آنحضرت چوستے تھے۔ پھر جناب امیرؑ سے پوچھا۔ اس فرزند کا کیا نام رکھا ہے۔ کہا جناب امیرؑ نے مجھے نام رکھنے میں آپ پر سبقت کرنا منظور نہیں۔ پس حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ میں بھی اس فرزند کا نام رکھنے میں اللہ تعالیٰ سے سبقت نہیں کرسکتا۔ اس وقت حق تعالیٰ نے جبرئیل کو وحی فرمائی۔ کہ محمدؐ کے یہاں ایک فرزند متولد ہوا ہے۔ اے جبرئیل جاکر ان سے میرا سلام کہہ دو۔ اور تہنیت و مبارکباد دے کر کہو۔ علیؑ ابن ابی طالب تم سے نسبت میں بمنزلہ ہارون نسبت موسیٰ ہیں۔ لہٰذا اس فرزند کو باسم پسر ہارون مسمّیٰ کرو۔ جب جبرئیل نازل ہوئے۔ آنحضرت نے کہا۔ اے جبرئیل اسم پسر ہارون کیا تھا۔ جبرئیل نے کہا۔ اس کا نام شبر تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ میری زبان عربی ہے۔ جبرئیل نے کہا۔ حسن نام رکھیئے۔ پس حسن نام رکھا۔ کہ لغت عربی میں معنی شبر ہے اور جب امام حسینؑ پیدا ہوئے۔ حق تعالیٰ نے جبرئیل کو وحی فرمائی کہ ایک فرزند

محمدؐ کے ہاں پیدا ہوا ہے۔ جاؤ اور مبارکباد دیکر کہو کہ علیؑ تم سے بمنزلۂ ہارون کے موسیٰؑ سے ہے پس علیؑ کے دوسرے فرزند کو ہارون کے دوسرے فرزند کے نام کے ساتھ مسمّی کرو۔ جب جبرئیلؑ نازل ہوئے۔ اور بعد تہنیت پیغام ملک علام حضرت خیرالانام کو پہونچایا۔ حضرتؐ نے کہا۔ اس فرزند کا نام کیا تھا۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ شبیر نام تھا۔ حضرتؐ نے ارشاد کیا۔ میری زبان عربی ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ حسینؑ نام رکھیئے کہ بمعنی شبیر کے ہے۔ پس حسینؑ نام رکھا۔ ایضاً بسند ہائے معتبر امام رضاؑ سے روایت کی ہے۔ کہ اسماء بنت عمیس نے کہا جب امام حسنؑ متولّد ہوئے۔ میں ان کی دایہ تھی۔ پس جناب رسول خداؐ تشریف لائے۔ اور کہا۔ اے اسماء میرے فرزند کو لاؤ۔ امام حسنؑ کو میں جامۂ زرد میں لپیٹ کر لائی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ میں نے تم کو منع نہیں کیا کہ جو فرزند پیدا ہو۔ اسے زرد کپڑے نہ پہناؤ۔ پھر حسنؑ کو سفید کپڑے پہنا کر حضرت کی خدمت میں لے گئی۔ آنحضرتؐ نے حسنؑ کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ اور جناب امیرؑ سے پوچھا۔ اس کا کیا نام رکھا ہے۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ یا حضرت میں نے اس فرزند کے نام رکھنے میں آپ پر سبقت نہیں کی۔ لیکن میں چاہتا ہوں۔ اس کا نام حرب رکھوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ میں بھی اس فرزند کا نام رکھنے میں سبقت نہیں کروں گا۔ اس وقت جبرئیلؑ نازل ہوئے۔ اور کہا۔ حق تعالیٰ بعد سلام فرماتا ہے۔ اس فرزند کا نام ہارون کے بیٹے کا رکھو۔ پس حضرت نے حسنؑ نام رکھا۔ جب ساتواں دن ہوا۔ حضرت نے دو ابلق گوسفند عقیقہ میں ذبح کئے۔ اور اسماء بنت عمیس دایہ کو ایک ران اور ایک اشرفی عطا فرمائی۔ اور امام حسنؑ کے سر مبارک کے بال کٹوا کر برابر چاندی کے تصدق کر دیئے۔ اور امام حسنؑ کے سر مبارک پر خلوق کہ ایک خوشبو ہے لگائی۔ اور فرمایا۔ اے اسماء خون عقیقہ بچہ کے سر پر ملنا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اس نے کہا۔ بعد ایک سال کے امام حسینؑ پیدا ہوئے۔ اور آنحضرت نے فرمایا۔ اے اسماء میرے فرزند کو میرے پاس لاؤ۔ پس میں امام حسینؑ کو سفید کپڑے پہنا کر حضرت کی خدمت میں لائی۔ آنحضرت نے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ اور اپنے دامن میں لے کر رونے لگے۔ اسماء نے کہا۔ یا حضرت آپ پر سے میرے ماں باپ قربان ہوں۔ آپ کیوں روتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ اے اسماء باغی اور ظالم بعد میرے اس فرزند کو شہید کریں گے۔ خدا میری شفاعت ان ظالموں کے حق میں قبول نہ فرمائے۔ پھر ارشاد کیا۔ اے اسماء یہ خبر فاطمہؑ سے بیان نہ کرنا۔ کیونکہ یہ فرزند ابھی متولد ہوا ہے۔ اس غم و مصیبت کا سننا اسے مضر ہوگا۔ پھر جناب امیرؑ سے کہا۔ اے علیؑ تم نے اس فرزند کا کیا نام رکھا ہے۔ انہوں نے عرض کی یا حضرت اس فرزند کا نام رکھنے میں۔

میں نے آپ سے سبقت نہیں کی۔ آنحضرت نے فرمایا۔ میں بھی اپنے پروردگار پر سبقت نہ کروں گا۔
ناگاہ جبرئیل نازل ہوئے۔ اور کہا۔ خداوند علی اعلیٰ نے آپ کو سلام کہا۔ اور فرمایا۔ اپنے اس فرزند
کا نام مثل ہارونؑ کے چھوٹے فرزند کے رکھو۔ پس آنحضرت نے حسینؑ نام رکھا۔ اور بروز ہفتم دو گوسفند
عقیقہ ذبح کئے۔ اور قابلہ کو ایک ران اور ایک دینار عطا کیا۔ اور بال منڈوا کر ہموزن ان کے چاندی تصدق
فرمائی۔ اور پھر استرا اس پر ملا۔ اور فرمایا۔ فعل جاہلیت ہے۔ ایضاً۔ امام رضاؑ سے روایت ہے۔ کہ امام حسنؑ
اور حسینؑ میں بقدر مدت حمل فاصلہ تھا۔ اور احادیث معتبرہ فریقین نے جناب رسول خداؐ سے روایت
کی ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ میں نے حسنینؑ اپنے دونوں فرزندوں کو نام شبر و شبیر دو پسر ہارون
واسطے ان کی کرامت و بزرگواری کے۔ جو بارگاہ خدا میں ہے مسمیٰ کیا۔ اور بروایت دیگر فرزندان فاطمہ کا
حسنؑ و حسینؑ و محسنؑ جو شکم فاطمہ میں شہید ہوا۔ باسم سہ پسران ہارون شبر و شبیر و مشبر نام رکھا۔ اس لئے کہ
علیؑ بمنزلۂ ہارون ہے۔ ابن بابویہؒ نے روایت کی ہے بسند معتبر امام جعفر صادقؑ خداوند عالم نے جناب
رسول خداؐ کے لئے نام امام حسنؑ کا مع جامہ حریر بہشت ہدیہ بھیجا۔ اور آنحضرتؐ نے امام حسینؑ کا نام امام حسن کے نام
نقش نگین حضرت امام حسن علیہ السلام ۔ سے مشتق فرمایا۔ ایضاً۔ امام رضاؑ سے روایت کی
ہے کہ نقش جناب امام حسنؑ العزۃ للّٰہ اور بروایت دیگر الحمد للّٰہ تھا۔ اور بعض کتب معتبرہ میں
روایت ہے کہ ام فضل زوجہ عباسؓ نے خدمت حضرت رسولؐ میں عرض کیا۔ میں نے خواب میں
دیکھا ہے کہ آپ کے جسم مبارک کا ٹکڑا میرے دامن میں ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ انشاءاللہ فاطمہ کے
ہاں فرزند پیدا ہوگا۔ اور تم اس کی تربیت کرو گی۔ پس جس دن امام حسنؑ متولد ہوئے۔ آنحضرت نے
ام فضل کی گود میں دیا اور کہا قثم فرزند عباس کا دودھ اسے پلاؤ۔ قطب راوندیؒ نے جناب صادقؑ سے
روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ فرزندان شیر خوارۂ فاطمہ پاس آتے۔ اور اپنا آب دہان معجز نشان
فرزندوں کے منہ میں ڈالتے اور فاطمہؑ سے فرماتے تھے تم ان دونوں کو دودھ نہ دو۔ ابن شہر آشوب
نے کتب مخالفین سے ابوہریرہ سے روایت کی ہے۔ ایک راہب اونٹ پر سوار مدینہ میں آیا۔ اور
کہا مجھے خانہ فاطمہ بتادو۔ جب در دولت پر پہنچا۔ کہا اے فاطمہ اپنے دونوں فرزندوں کو مجھے دکھاؤ۔
جناب فاطمہؑ نے حسنینؑ کو نہ کھانے کو بھیجا۔ راہب نے دونوں شاہزادوں کو پیار کیا اور رو کر کہنے
لگا ان دونوں کے نام توریت میں شبر و شبیر اور انجیل میں طاب و طیب ہیں اور اس کے بعد جناب
رسول خداؐ کے اوصاف دریافت کئے اور مطابق ان اوصاف کے جو کتب میں اس نے پڑھے تھے۔
شہادت دی اور مسلمان ہوا۔ ایضاً۔ ایک گروہ سے روایت ہے کہ حسنینؑ سے پہلے اور کوئی ان دو

نام بزرگوار سے مسمیٰ نہیں ہوا تھا۔ اور یہ ان کے معجزات سے ہے۔ جس طرح کہ یحییٰ باسم محمدؐ و علیؑ مسمیٰ نہ ہوا تھا۔ اور خدا قصۂ یحییٰ میں فرماتا ہے کہ ہم نے پہلے اس کے ہمنام اس کا کسی کو قرار نہیں دیا۔ کتاب عیون المعجزات میں روایت ہے کہ حسین ران چپ فاطمہ سے پیدا ہوئے۔ اور عیسیٰ ران

بیان عقیقۂ امام حسنؑ - راست مریم سے ہوئے۔ کلینیؒ نے بسند ہائے صحیح جناب صادق سے روایت کی ہے کہ جناب فاطمہ نے بروز ہفتم ولادت حسنینؑ مینڈھا عقیقہ میں ذبح کیا۔ اور حسنین کے سر کے بال مونڈے اور بوزن بالوں کے چاندی تصدق فرمائی۔ اور چند احادیث دیگر میں جناب صادق سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے اپنے دست مبارک سے عقیقۂ حسنینؑ میں مینڈھا ذبح کیا۔ یہ دعا پڑھی بسم اللہ عقیقۃ عن الحسن اللھم عظمہا بعظمہ ولحمہا بلحمہ ودمہا بدمہ وشعرہا بشعرہ اللھم اجعلہا وقاءً لمحمد وآلہ۔ ایضاً۔ بسند ہائے معتبر امام رضا سے روایت ہے کہ جب امام حسنؑ متولد ہوئے۔ جبرئیل بروز ہفتم تہنیت کو آئے اور آنحضرتؐ سے کہا۔ اے محمدؐ اپنے فرزند کا نام اور کنیت رکھو۔ اور سر کے بال مونڈو اور ایک عقیقہ ذبح کرو۔ اور اپنے فرزند کا کان چھیدو۔ اور جب امام حسینؑ متولد ہوئے۔ پھر جبرئیل آئے اور وہی احکام لائے۔ اور پھر آنحضرتؐ نے تعمیل کی۔ اور فرمایا دو گیسو بائیں طرف سر پر رکھوا۔ اور سوراخ داہنے کان کی لو میں کیا۔ اور بائیں کان میں اوپر کی طرف سوراخ کیا۔ اور دوسری روایت میں وارد ہے کہ وہ دو گیسو درمیان سر رکھے تھے۔ ایضاً۔ بسند معتبر امام محمدؑ باقر سے روایت کی ہے۔ کہ جب جناب رسول خداؐ کو شب معراج لے گئے۔ حضرت نے زمین پر دس رکعت نماز ادا کی۔ اور ان میں سے نماز ہائے واجب دو دو رکعت تھی۔ اور جب حسنینؑ متولد ہوئے۔ ان دو رکعت بزرگ کے شکریہ میں سات رکعت اور اضافہ کی اور خدا نے اجازت دی۔

بیان حلیہ مبارک امام حسنؑ - کشف الغمہ میں روایت ہے کہ رنگ مبارک امام حسنؑ سرخ و سفید تھا۔ اور چشم ہائے مبارک کشادہ اور بہت سیاہ تھیں۔ اور رخسارہ مبارک ہموار تھے۔ اونچے نہ تھے۔ اور ایک خط باریک درمیان شکم مبارک تھا۔ اور ریش مبارک بہت گھنی تھی۔ اور سر کے بال بڑے رکھتے تھے۔ اور گردن مبارک نور و صفا میں مثل شمشۂ نقرہ تھی جس پر صیقل کیا ہوا۔ اور سر ہائے استخوان تند تھے۔ اور درمیان دو شانہ ہائے مبارک کشادہ اور بلند تھا۔ اور تمام خلائق سے زیادہ خوبصورت تھے۔ اور سیاہ خضاب فرماتے تھے۔ بال گھونگر والے تھے۔ اور جسم شریف نہایت لطیف تھا۔ ایضاً۔ جناب امیرؑ سے روایت کی ہے کہ امام حسنؑ از سر تا سینہ حضرت رسولؐ سے بہ نسبت تمام خلائق کے بہت شبیہ تھے۔ اور امام حسینؑ از سر تا پا شبیہ جناب رسول خداؐ تھے۔

فصل دوسری، بیان فضائل امام حسنؑ

ابن بابویہؒ وغیرہ نے کتب معتبرہ مخالفین سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا بروز قیامت عرش الٰہی کو ہر زینت سے مزین کریں گے۔ اور دو منبر نور کے لائیں گے۔ ان کا طول ایک سو میل کا ہوگا۔ کہ ہر ایک میل ثلث فرسخ کا ہے۔ پھر ایک منبر جانب راست عرش اور دوسرا جانب چپ رکھیں گے۔ پس حسنینؑ کو لائیں گے۔ ایک منبر پر حسنؑ اور دوسرے پر حسینؑ بیٹھیں گے۔ اور خدا اپنے عرش کو ان سے مزین کرے گا جس طرح عورت دو گوشوارہ سے اپنی زینت کرتی ہے۔ ایضاً مخالفین سے روایت ہے کہ ایک مرد عراقی عبداللہ بن عمر پاس آیا۔ اور پوچھا۔ اگر کوئی شخص حالت احرام میں ایک پشہ کو مارے اس کا کیا حکم ہے۔ عبداللہ نے کہا۔ دیکھو یہ شخص آیا ہے۔ اور خون پشہ سے سوال کرتا ہے۔ ان لوگوں نے فرزند رسولؐ کو شہید کیا۔ اور میں نے جناب رسول خداؐ سے سنا ہے۔ فرماتے تھے۔ حسنینؑ دنیا میں میرے باغ کے دو پھول ہیں۔ محدثین فریقین نے بسندہائے معتبر روایت کی ہے۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ حسنینؑ سید جوانان بہشت ہیں۔ اور روایات متعددہ میں مخالفین سے مذکور ہے کہ ان کا پدر ان سے بہتر ہے۔ ایضاً۔ بطریق فریقین منقول ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ میں نے حسنؑ کو اپنا حلم و مہابت دی۔ اور حسینؑ کو جود و رحمت اپنی بخشی۔ ابن بابویہ نے از طریق مخالفین روایت کی ہے۔ کہ ابن عمر نے کہا ہے۔ کہ حسنینؑ کے پاس دو تعویذ تھے جن میں ریزہائے بال جبرئیل سفید بھرے ہوئے تھے۔ ایضاً ابن بابویہؒ وغیرہ نے کتب مخالفین سے روایت کی ہے۔ کہ جناب فاطمہؑ مرض حضرت رسولؐ میں حسنینؑ کو آنحضرت پاس لائیں۔ اور کہا۔ یا رسول اللہ یہ آپ کے فرزند ہیں۔ کچھ ان کو میراث میں دیجیے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ حسنؑ اس کو میں نے اپنی بزرگواری و ہیبت دی۔ اور حسینؑ کو اپنی جرأت و بخشش۔ و بروایت دیگر اپنی سخاوت و شجاعت بخشی۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر امام رضا سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسولؐ نے فرمایا۔ فرزند ہر شخص کا پھول ہے۔ اور میرے دو پھول دنیا میں حسنینؑ ہیں۔ ایضاً بسند معتبر روایت کی ہے کہ جناب رسولؐ نے فرمایا۔ حسنینؑ بعد میرے اور بعد اپنے باپ کے بہترین اہل زمین ہیں۔ اور ماں ان کی ملی بہترین زنان اہل زمین ہے۔ شیخ طوسیؒ وغیرہ نے بطریق مخالفین ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا جس نے حسنینؑ کو دوست رکھا۔ تحقیق اس نے مجھے دوست رکھا۔ اور جس نے ان کو دشمن رکھا اس نے مجھے دشمن رکھا۔ کتاب کفایہ میں جناب امیرؑ سے روایت کی ہے کہ حسنینؑ

سے فرمایا تم دونوں میرے بعد امام ہو۔ اور بہترین جوانان بہشت ہو۔ اور گناہوں سے معصوم ہو۔ خدا
تمہاری حفاظت کرے۔ اور جو تم سے دشمنی کرے ان پر خدا لعنت کرے۔ ابن بابویہؒ و شیخ طوسیؒ و حمیریؒ
وغیرہ نے بسندہائے بسیار روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسول خداؐ نے حسینؑ سے فرمایا۔ آپس میں
کشتی لڑو۔ اور اے حسنؑ تم حسینؑ کو زمین پر گرا دو۔ جناب فاطمہؑ نے کہا۔ مجھے تعجب ہے کہ آپ کس طرح
بڑے فرزند کو چھوٹے پر جرأت دیتے ہیں۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ ہم حسن کو اور جبرئیل حسینؑ کو
تحریص کرتے ہیں۔ کشف الغمہ میں کتب مخالفین سے روایت کی ہے۔ کہ آل محمدؐ پاس ایک چادر پیچیدہ
تھی۔ جب جبرئیل آتے تھے۔ ان کے لئے بچھاتے تھے۔ جبرئیل اس چادر پر بیٹھتے تھے۔ اور سوائے جبرئیل
کے کوئی اس پر نہ بیٹھتا تھا۔ اور جب جبرئیل آسمان پر جاتے تھے۔ اس چادر کو آل محمدؐ اٹھا لیتے تھے۔
اور جبرئیل جب پرواز کرتے تھے۔ ان کے پروں سے ریزہ جھڑتا تھا پس جناب رسول خداؐ ان ریزہ کو
جمع کرتے تھے۔ اور تعویذ میں حسنینؑ کے رکھتے تھے۔ ایضاً کتاب حلیۃ الاولیاء میں روایت کی ہے ایک
روز جناب رسول خداؐ امام حسنؑ کو اپنے دوش مبارک پر سوار کئے ہوئے فرماتے تھے جو مجھے دوست رکھے لازم
ہے اس فرزند کو دوست رکھے۔ ایضاً بطریق مخالفین روایت کی ہے۔ کہ ابوہریرہ نے کہا میں جس
وقت امام حسنؑ کو دیکھتا ہوں۔ آنسو میری آنکھوں سے جاری ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ میں ایک روز حاضر
تھا۔ امام حسن دوڑتے آئے۔ اور جناب رسول خداؐ کی گود میں بیٹھ گئے۔ پس حضرت نے اپنے فرزند کا منہ
کھولا۔ اور اپنا منہ ان کے منہ پر رکھ کر فرمایا۔ خداوندا میں اس کو دوست رکھتا ہوں۔ جو اسے دوست
رکھے میں اسے دوست رکھتا ہوں۔ اور تین مرتبہ اس سخن کو فرمایا۔ ابن بابویہؒ نے بسندہائے معتبر
امام رضاؑ سے روایت کی ہے۔ ایک رات جناب حسنینؑ جناب رسول خداؐ کے گھر میں کھیل رہے
تھے۔ یہاں تک کہ تھوڑی رات گذر گئی۔ پس حضرت نے فرمایا۔ اپنی ماں پاس جاؤ۔ جب گھر کے باہر
گئے۔ ایک برق نورانی ان کے سامنے ظاہر ہوئی۔ اور اس کی روشنی میں دونوں شاہزادے اپنی ماں پاس
گئے۔ جب جناب رسول خداؐ نے وہ حالت مشاہدہ فرمائی۔ کہا میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں۔ جس نے ہم
اہل بیت کو گرامی اور بزرگ فرمایا۔ ابن قولویہؒ نے بسند معتبر جناب امیرؑ سے روایت کی ہے کہ جناب
رسول خداؐ نے فرمایا۔ اے علیؑ مجھے ان دو فرزندان یعنی حسنینؑ نے غافل کر دیا ہے کہ بعد ان کے
دوسرے کو دوست رکھوں۔ کہ میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے۔ کہ میں ان کو دوست
رکھوں اور بروایت دیگر از طریق مخالفین روایت کی ہے۔ کہ عمران بن حصین نے کہا۔ ایک روز جناب
رسول خداؐ نے مجھ سے فرمایا۔ کہ ہر چیز کے لئے آدمی کے دل میں ایک محل و منزل ہے۔ اور کوئی چیز

میرے دل میں نہیں۔ مگر مثل محبت حسنینؑ عمران نے کہا آپ اس قدر حسنینؑ کو دوست رکھتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا اے عمران جو کچھ تو نہیں جانتا ہے اس سے بھی زیادہ ہے تحقیق کہ خدا نے مجھے ان کی محبت کا حکم دیا ہے۔ ایضاً۔ روایت کی ہے کہ ابوذر غفاری کہتے ہیں۔ کہ مجھے جناب رسول خداؐ نے بدوستی و محبت حسنینؑ حکم دیا ہے۔ پس میں ان کو دوست رکھتا ہوں۔ اور جو ان کو دوست رکھے میں اس کو دوست رکھتا ہوں۔ اس لئے کہ رسول خداؐ ان کو دوست رکھتے تھے۔ ایضاً۔ روایت ہے کہ ابن مسعود نے کہا میں نے رسول خداؐ سے سُنا کہ جو مجھے دوست رکھے۔ چاہیئے کہ حسنینؑ کو بھی دوست رکھے۔ اس لئے کہ خدا نے مجھے ان کی دوستی کا بھی حکم دیا ہے۔ ایضاً بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت ہے۔ کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا جو عروۃ الوثقیٰ سے متمسک ہونا چاہے کہ خدا نے ان کے لئے قرآن میں حکم فرمایا ہے کہ وہ رسی ٹوٹنے والی نہیں۔ پس علیؑ اور حسنینؑ کو دوست رکھے بتحقیق ان کو اپنے عرش عظمت و جلال پر دوست رکھتا ہے۔ ایضاً۔ جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا جو کوئی حسنین کو دوست نہ رکھے گا۔ بروز قیامت اس کے چہرے کا گوشت جھڑا ہو گا۔ اور میری شفاعت اس کو نصیب نہ ہو گی۔ ایضاً بسند صحیح حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت کی ہے ایک روز جناب رسول خداؐ نے حسنینؑ کے ہاتھ اپنے دست مبارک میں لئے اور فرمایا جو کوئی ان دو فرزندوں اور ان کے ماں باپ کو دوست رکھے پس وہ روز قیامت میرے ساتھ میرے درجہ میں ہو گا۔ شیخ مفیدؒ نے بطریق مخالفین روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا جو شخص حسنینؑ کو دوست رکھے میں اس کو دوست رکھتا ہوں۔ اور جسے میں دوست رکھتا ہوں۔ خدا اسے دوست رکھتا ہے۔ اور جسے خدا دوست رکھے۔ اسکو داخل بہشت کرتا ہے۔ اور جو شخص حسنینؑ کو دشمن رکھے میں اس کو دشمن رکھتا ہوں۔ اور جسے میں دشمن رکھوں خدا اُسے دشمن رکھتا ہے۔ اور جسے خدا دشمن رکھے۔ اس کو داخل جہنم کرتا ہے۔ ایضاً بطریق مخالفین روایت کی ہے۔ ایک روز جناب رسول خداؐ نماز پڑھ رہے تھے کہ حسنینؑ آئے اور پشت آنحضرتؐ پر سوار ہوئے سر سجدہ سے اٹھایا نہایت لطف و مدارا سے حسنینؑ کو سنبھالے رہے۔ پھر جب سجدہ میں گئے پھر حسنینؑ سوار ہو گئے۔ جب آنحضرتؐ نماز سے فارغ ہوئے۔ دونوں صاحبزادوں کو زانوؤں پر بٹھایا۔ اور فرمایا جو مجھے دوست رکھے اسے لازم ہے کہ میرے ان دونوں کو دوست رکھے۔ ایضاً بطریق مخالفین روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا حسنینؑ دو گوشوارۂ عرش ہیں۔ اور فرمایا بہشت نے خدا سے کہا مجھ میں تو نے بدھوں اور محتاجوں کو ساکن کیا ہے۔ خدا نے بہشت کو ندا فرمائی۔ آیا تو راضی نہیں کہ میں نے تیرے ارکان کو حسنینؑ سے زینت دی ہے۔ پس بہشت نے ناز کیا جس طرح عروس ناز کرتی ہے۔ ایضاً۔ روایت کی ہے کہ

امام حسنؑ اور امام حسینؑ حج کو پیادہ پا جاتے تھے اور راہ میں جو ان کو پیادہ دیکھتا تھا۔ خود بھی سواری سے اتر کر
پیادہ ہو جاتا تھا۔ پس بعض لوگوں پر گراں گذرا۔ اور سعد بن ابی وقاص سے کہا کہ ہم پر پیادہ چلنا دشوار ہے۔ اور یہ بھی
نہیں ہو سکتا کہ ہم سوار رہیں۔ اور یہ دو بزرگ پیدل چلیں۔ پس سعد نے یہ کیفیت امام حسنؑ سے عرض کی کہ آپ
بھی سوار ہوں۔ حضرت امام حسنؑ نے فرمایا کہ ہم نے نذر کی ہے کہ پیادہ چلیں اور سوار نہ ہوں۔ لیکن ہم دوسری راہ
سے جائیں گے کہ لوگوں پر گراں نہ گذرے۔ شیخ مفیدؒ نے بسند معتبر جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت
کی ہے۔ ایک روز جناب رسول خداؐ باہر تشریف لائے۔ اور حسنینؑ کے ہاتھ اپنے دست ہائے مبارک میں
لئے ہوئے تھے۔ پس فرمایا۔ ان دو فرزند کو بچپن میں میں نے تربیت کی۔ اور بندگی میں ان کے لئے دعا کی۔
اور خدا سے تین خصلتوں کا ان کے لئے خواستگار ہوا۔ دو خصلت مجھے عطا کیں اور تیسری سے منع کیا۔ میں
نے خدا سے سوال کیا۔ کہ انہیں گناہوں اور عیبوں سے طاہر و مطہر و اخلاق ذمیمہ سے پاکیزہ کرے۔ پس خدا نے
قبول فرمایا۔ اس کے بعد میں نے عرض کیا کہ ان کو اور ان کی ذریت کو۔ اور ان کے شیعوں کو آتش جہنم سے
محفوظ رکھے۔ پس خدا نے قبول کیا۔ پھر میں نے خدا سے سوال کیا کہ میری امت کو ان دونوں فرزندوں کی
محبت پر جمع کرے۔ پس خدا نے فرمایا۔ اے محمدؐ میں نے حکم کیا ہے کہ جو حق حکم کرنے کا ہے۔ اور امور مقدر
کئے ہیں۔ جو حق تقدیر ہے۔ تحقیق کہ تمہاری امت کے بعض لوگ تمہارے عہد کو یہود و نصاریٰ و مجوس
کے حق میں وفا کریں گے۔ اور تمہارے عہد و پیمان و امان کو تمہارے فرزندوں کے حق میں توڑ ڈالیں گے۔
تحقیق کہ میں نے اپنے اوپر واجب کیا ہے کہ جو کوئی ایسا کرے۔ اس کو اپنے محل کرامت میں نہ آنے
دوں گا۔ اور داخل بہشت نہ کروں گا۔ اور اس پر نظر رحمت بروز قیامت نہ کروں گا۔ ابن شہر آشوب نے
روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول خداؐ سے پوچھا۔ آپ اپنے اہل بیت میں سے زیادہ تر کس کو دوست
رکھتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ حسنینؑ کو۔ ایضاً بطریق مخالفین ابن مسعود و ابوہریرہ سے روایت کی
ہے کہ انہوں نے کہا۔ ایک روز جناب رسول خداؐ تشریف لائے اور حسنینؑ کو اپنے دوش ہائے مبارک
پر سوار کئے ہوئے تھے کبھی امام حسنؑ کو اور کبھی امام حسینؑ کو پیار کرتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت ہمارے
قریب پہونچے۔ ایک شخص نے کہا۔ یا رسول اللہ آپ ان کو دوست رکھتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ جو ان کو
دوست رکھے اس نے مجھے دوست رکھا۔ اور جو ان کو دشمن رکھے اس نے مجھے دشمن رکھا۔ ایضاً۔
روایت کی ہے۔ ایک سال پانی کم ہوا۔ اور تشنگی مسلمانوں پر غالب ہوئی۔ پس جناب فاطمہ حسنینؑ کو
خدمت آنحضرتؐ میں لائیں۔ اور کہا۔ یا رسول اللہ ان بچوں کو تاب تشنگی نہیں۔ یہ سن کر حضرت نے امام حسنؑ
کو بلایا۔ اور زبان مبارک ان کے منہ میں دی اور وہ چوسنے لگے۔ یہاں تک کہ سیراب ہو گئے۔ پھر امام

حسینؑ کو بلایا اور زبان معجز نشان ان کے منہ میں دی۔ اور وہ بھی سیراب ہو گئے۔ ایضاً۔ جناب امیرؑ سے روایت کی ہے۔ ایک روز جناب رسول خداؐ ہمارے پاس تشریف لائے۔ اور پائے مبارک ہمارے لحاف میں داخل کئے۔ حسنؑ نے پانی مانگا۔ حضرت اٹھے۔ اور گوسفند پاس گئے کہ دودھ دیتی تھی۔ اور اپنے دست مبارک سے دودھ حسنؑ کے لئے دوہا۔ اور کاسہ دودھ کا حسنؑ کو دے دیا۔ حسینؑ نے چاہا کہ کاسہ دودھ کا حسنؑ سے لے لیں۔ حضرت نے منع کیا۔ فاطمہؑ نے کہا۔ گویا حسنؑ کو آپ حسینؑ سے زیادہ دوست رکھتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ ایسا نہیں۔ ولیکن اول چونکہ حسنؑ نے پانی مانگا تھا۔ میں نے چاہا کہ وہ پانی پی لیں تحقیق کہ ہم اور تم اور یہ دونوں نور دیدہ میرے اور علیؑ بروز قیامت ایک درجہ میں ہونگے۔ ایضاً۔ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایک روز میں نے رسول خداؐ کو دیکھا کہ آپ حسنینؑ کے منہ کو جس طرح کوئی میوہ چوسے چوس رہے تھے۔ ایضاً۔ بطریق مخالفین روایت کی ہے۔ ایک دن جناب رسول خداؐ نے منبر پر صدائے گریہ حسینؑ سنی بیتابانہ منبر سے نیچے آئے باہر جا کر ان کو چپ کیا اور پھر آ کر ارشاد فرمایا کہ صدائے گریہ حسینؑ سے میں ایسا بیتاب ہوا۔ کہ گویا عقل مجھ سے برطرف ہو گئی۔ ایضاً۔ بطریق مخالفین روایت کی ہے۔ کہ ایک روز جناب رسول خداؐ منبر پر تھے۔ اور حسنینؑ مسجد میں آئے۔ کپڑے رنگین پہنے تھے۔ کبھی اٹھتے تھے کبھی گرتے تھے۔ جب حضرت کی نظر ان پر پڑی۔ منبر سے نیچے آئے۔ حسنینؑ کو گود میں لے لیا۔ اور لا کر اپنے سامنے بٹھایا۔ اور فرمایا۔ میرے فرزند میرے پارۂ جگر ہیں۔ کہ زمین پر چلتے ہیں۔ ایضاً۔ بطریق بسیار جابر وغیرہ سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت پیغمبرؐ نے فرمایا۔ خدا نے ذریت ہر پیغمبر کی اس کے صلب سے ظاہر کی۔ اور ہر شخص کی بیٹی کے فرزند اپنے باپ سے منسوب ہوتے ہیں۔ اور میری ذریت علیؑ سے ظاہر فرمائی۔ فرزندانِ فاطمہ میں ان کا باپ ہوں۔ ایضاً۔ روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ حسنینؑ درمیان امت میری امانت ہیں۔ ایضاً۔ جابرؓ سے روایت کی ہے کہ ایک روز میں حضرت رسولؐ کی خدمت میں گیا۔ دیکھا۔ کہ حسنینؑ کو اپنی پشت مبارک پر سوار کئے ہیں۔ اور فرماتے ہیں تمہارا اونٹ اچھا ہے اور تم سوار بھی اچھے ہو۔ اور تمہارا باپ تم سے بہتر ہے اور اس حدیث کو بسند ہائے معتبر بسیار مخالفین نے بھی جناب رسول خداؐ سے منقول کیا ہے۔

بیان تسبیح انگور و انار۔ ایضاً۔ تفسیر ثعلبی میں امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے جناب رسول خداؐ بیمار ہوئے۔ پس جبرئیل ایک طبق انگور و انار بہشت سے حضرتؐ کے لئے لائے۔ جب حضرت نے چاہا تناول کریں۔ حضرت کے ہاتھ میں میوہ نے تسبیح کہی پس حسنینؑ آئے اور وہ میوہ تناول کیا۔ اور ان کے ہاتھوں میں بھی میوہ نے تسبیح کہی۔ پس جناب امیرؑ آئے اور وہ میوہ تناول کیا اور جناب امیرؑ کے ہاتھ میں بھی میوہ نے تسبیح کہی۔ بعد ازاں ایک شخص اصحاب میں سے آیا۔ اٹھا کر چاہا کہ

کھائے۔ اس میوہ نے اس کے ہاتھ میں تسبیح نہ کہی۔ جبرئیل نے کہا۔ یہ وہ طعام ہے کہ اس میں سے نہیں کھاتا۔ مگر پیغمبر یا وصی یا اس کے فرزند۔ ایضاً۔ امام رضاؑ سے روایت ہے کہ کسی عید پر
جامہ ہائے بہشت تحفہ حسنینؑ۔ حسنینؑ پاس کپڑے نہ تھے۔ پس حسنینؑ اپنی ماں پاس آئے۔ اور کہا۔ سب اطفال مدینہ نے ہمارے بغیر زینت کی ہے۔ آپ ہمیں کیوں مزین نہیں کرتیں۔ جناب فاطمہؑ نے کہا۔ تمہارے کپڑے درزی کے پاس ہیں۔ جب وہ لائے گا۔ میں تم کو پہنا دونگی۔ جب شب عید ہوئی۔ دوسری دفعہ حسنینؑ اپنی ماں پاس آئے۔ اور کپڑے مانگے جناب فاطمہؑ رونے لگیں۔ اور پھر وہی جواب دیا۔ رات کو جب اندھیرا ہؤا۔ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ جناب فاطمہؑ نے کہا۔ کون ہے۔ اس نے کہا۔ اے دختر رسول خداؐ میں درزی ہوں۔ اور آپ کے فرزندوں کے کپڑے لایا ہوں۔ جناب فاطمہؑ نے دروازہ کھولا۔ ایک شخص نہایت با جلالت و مہابت ونکوئی منظر گٹھڑی کپڑوں کی جناب سیدہؑ کو دے کر چلا گیا۔ جناب فاطمہؑ جب گھر میں آئیں اور گٹھڑی کھولی اس میں دو پیراہن اور دو کرتے اور دو زیر جامہ اور دو چادریں اور دو عمامے اور دو موزہ سیاہ کہ عقبان کا پوست سرخ سے تھا۔ دیکھے۔ پس حسنینؑ کو جگایا۔ اور کپڑے ان کو پہنائے۔ ناگاہ حضرت رسول خداؐ تشریف لائے اور حسنینؑ کو مزین کیا ہؤا دیکھ کر گود میں لے لیا۔ اور پیار کرنے لگے۔ پھر جناب فاطمہؑ سے فرمایا۔ اے فاطمہ درزی کپڑے دے گیا۔ کہا۔ ہاں۔ یا رسول اللہؐ۔ آپ نے جو کپڑے درزی کے ہاتھ بھیجے تھے۔ وہ دے گیا۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ وہ درزی نہ تھا۔ بلکہ رضوان خازن بہشت تھا۔ جناب فاطمہؑ نے عرض کی۔ یا رسول اللہؐ آپ کو کس نے خبر دی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ رضوان آسمان پر جانے
قصہ جام بلور سرخ لبریز مشک و عنبر۔ سے پہلے مجھے خبر دے گیا۔ ایضاً۔ بسند مخالفین ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک روز ہم حضرت رسولؐ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ ناگاہ جبرئیل آئے۔ اور ایک جام لبریز سرخ بلور مشک و عنبر سے لائے اور کہا السلام علیک یا محمدؐ حق تعالیٰ آپکو سلام فرماتا ہے۔ اور اس جام کو تحفہ دیتا ہے اور حکم کرتا ہے یہ جام علیؑ اور ان کے دو فرزند کو تحفہ دو۔ جب جام جناب رسول خداؐ کے ہاتھ میں آیا۔ اور بقدرت خدا گویا ہؤا۔ اور تین مرتبہ لا الٰہ الا اللہ اور تین مرتبہ اللہ اکبر کہا۔ پس زبان فصیح کہا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ طٰہٰ ما انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ۔ جناب رسول خداؐ نے سونگھا۔ اور برسم تحفہ جناب امیرؑ کے ہاتھ میں دیا۔ جب وہ جام دست مبارک امیر المومنین میں آیا۔ گویا ہؤا۔ اور کہا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
ما ولیکم اللہ و رسولہٗ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویوتو

الزکوٰۃ وھم راکعون۔ پس جناب امیرؑ نے سونگھا۔ اور بر سم تحفہ امام حسنؑ کو دیا۔ جام ان کے ہاتھ میں آیا۔ اور گویا ہوا۔ اور کہا۔ عم یتساءلون عن النباء العظیم الذی ھم فیہ مختلفون۔ پس امام حسنؑ نے سونگھا۔ اور بر سم تحفہ امام حسینؑ کو دیا۔ جب امام حسینؑ کے ہاتھ میں وہ جام آیا گویا ہوا۔ اور کہا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قل لا اسئلکم علیہ اجرًا الا المودۃ فی القربیٰ۔ امام حسینؑ نے رسول خداؐ کو واپس دیا۔ پھر وہ جام گویا ہوا۔ نور السموات والارض تا آخر آیۃ پڑھ کر حضرت کے دست مبارک سے غائب ہو گیا۔ معلوم نہ ہوا۔ آسمان پر چلا گیا۔ یا زمین کے اندر۔ ایضاً۔ کتاب حلیۃ الاولیاء و مسند احمد و کتب متعددہ میں اہل سنت نے روایت کی ہے۔ ایک روز رسول خدا پہ حالت نزول وحی غافل ہوئی۔ اور جب آثار وحی منقطع ہوئے۔ ارشاد کیا۔ ایک فرشتہ آیا کہ پہلے اس کے ہرگز زمین پر نہ آیا تھا۔ اس نے خدا سے اجازت چاہی۔ کہ مجھ پر سلام کرے اور بشارت دے کہ حسنینؑ بہترین جوانان بہشت ہیں۔ اور فاطمہؑ بہترین زنان اہل بہشت میں۔ باسانید بسیار کتب اہل سنت میں لکھا ہے کہ جناب رسول خداؐ نے امام حسنؑ سے کہا۔ تم مجھ سے صورت میں سیرت میں شبیہ ہو۔ باسانید متعددہ کتب مخالفین میں لکھا ہے۔

طول دادن سجدہ بسبب امام حسنؑ۔ ایک روز جناب رسول خداؐ نماز کو کھڑے ہوئے اور امام حسنؑ پہلوئے آنحضرتؐ میں تھے۔ جب حضرت سجدہ میں گئے۔ امام حسنؑ ان کے دوش پر سوار ہوئے اور حضرت نے سجدہ کو طول دیا۔ راوی نے کہا۔ میں نے سر سجدہ سے اٹھایا۔ دیکھوں سبب طول سجدہ کیا ہے۔ پس میں نے دیکھا۔ امام حسن دوش مبارک پر سوار ہیں۔ جب حضرت نے سلام نماز کیا۔ اصحاب نے عرض کیا۔ یا حضرت آپ نے اس قدر سجدہ طولانی فرمایا۔ کہ قبل اس کے کبھی ایسا طول نہ دیا تھا۔ ہم نے گمان کیا کہ سجدہ میں آپ پر وحی نازل ہوئی۔ حضرت نے فرمایا۔ مجھ پر وحی نازل نہیں ہوئی ہے لیکن یہ فرزند میرے کندھے پر تھا۔ میں نے نہ چاہا۔ کہ اس کے آثار نے میں تعجیل کروں۔ اس وجہ سے میں نے سجدہ کو طول دیا۔ اور بروایت دیگر اصحاب نے کہا۔ آپ اس فرزند کی ایسی رعایت کرتے ہیں کہ اوروں کی نہیں۔ ایسی رعایت کرتے۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ میرا ریحان ہے۔ ایضاً۔ مخالفین نے جابرؓ سے روایت کی ہے۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ جو چاہے بہتر و سردار جوانان اہل بہشت کو دیکھے پس وہ حسنؑ بن علی کو دیکھے۔ شیخ طوسیؒ نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ ایک روز جناب رسول خداؐ جناب فاطمہؑ کے مکان پر گئے۔ اور تین آوازیں دیں۔ کوئی جواب نہ آیا۔ حضرتؐ نزدیک دیوار آ کے بیٹھ گئے۔ اور میں بھی پہلوئے آنحضرتؐ میں بیٹھ گیا۔ ناگاہ امام حسنؑ گھر سے باہر آئے منہ

دھویا اٹھا۔ اور گردن بند گلے میں تھا۔ پس آنحضرتؐ نے اپنے دستہائے مبارک پھیلا کر بلند کئے۔ اور امام حسنؑ کو اٹھا کر سینہ سے لگایا۔ اور پیار کر کے کہا۔ یہ میرا فرزند اس امت کا بزرگوار ہے۔ اور شاید خدا برکت حسنؑ اس امت کے دو گروہوں میں اصلاح کرے۔ کتاب کشف الغمہ میں لکھا ہے۔
نشان دادن جبرئیل باغ بنی نجار ۔ بطریق مخالفین سلیمان اعمش سے روایت کی ہے۔ کہ ایک روز میں مجلس ہارون الرشید میں حاضر تھا۔ کہ ذکر نام جناب امیرؑ تھا۔ پس ہارون نے کہا۔ کہ لوگوں کا یہ گمان ہے کہ میں علیؑ اور حسینؑ کا دشمن ہوں۔ اور در حقیقت ایسا نہیں۔ کیونکہ میرے باپ نے اپنے آباء سے اور انہوں نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی۔ کہ میں ایک روز حضرت رسولؐ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ناگاہ جناب فاطمہؑ گریاں گھر سے باہر آئیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ کیوں روتی ہے۔ جناب فاطمہؑ نے کہا۔ حسنینؑ گھر سے باہر گئے۔ اور قسم بخدا مجھے معلوم نہیں کہاں چلے گئے۔ پس حضرت نے فرمایا۔ پدر تجھ پر سے فدا گریہ نہ کر۔ تحقیق کہ جس خدا نے ان کو پیدا کیا ہے۔ وہ تجھ سے زیادہ ان پر مہربان ہے۔ پھر فرمایا۔ خداوندا اگر حسنینؑ صحرا میں گئے ہوں۔ ان کی حفاظت کرنا۔ اور اگر صحرا میں ہیں۔ ان کو سلامت رکھنا۔ ناگاہ جبرئیل نازل ہوئے۔ اور کہا۔ اے احمد غمگین و محزون نہ ہو۔ کہ حسنینؑ دنیا و آخرت میں افضل ہیں۔ اور ان کا باپ ان سے بہتر ہے۔ اور اس وقت حسنینؑ باغستان بنی النجار میں آرام کر رہے ہیں۔ اور ان پر حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے ایک فرشتہ ان پر موکل کیا ہے۔ یہ سن کر حضرت اٹھ کھڑے ہوئے اور ہم بھی ہمراہ حضرت اٹھے۔ یہاں تک کہ داخل حدیقۂ بنی النجار ہوئے۔ کیا دیکھتے ہیں۔ حسنؑ گردن حسینؑ میں باہیں ڈالے آرام کر رہے ہیں اور فرشتہ ان کے چہروں پر اپنے پروں کا سایہ کئے ہے۔ پس حضرت نے امام حسنؑ کو اور فرشتے نے امام حسین کو اٹھایا۔ لوگوں نے چونکہ فرشتہ نہ دیکھا تھا۔ یہ جانا۔ کہ خود دونوں فرزندوں کو حضرت نے اٹھایا ہے۔ پس ابوبکر اور ابوایوب انصاری حاضر ہوئے۔ اور کہا۔ یا رسول اللہ ایک فرزند کو آپ ہمیں کیوں نہیں دیتے کہ آپ کا بوجھ کم ہو جائے۔ حضرت نے فرمایا۔ انہیں رہنے دو۔ کہ یہ افضل و بزرگ دنیا و آخرت میں ہیں۔ اور ان کا باپ ان سے بہتر ہے۔ فرمایا۔ آج میں ان کو مشرف کرتا ہوں۔ جیسا کہ خدا نے ان کو مشرف کیا ہے۔ یہ فرما کر ایک خطبہ پڑھا اور ارشاد کیا۔ ایہا الناس تم چاہتے ہو میں ان کی خبر دوں جو سب سے حسب و نسب میں افضل ہیں۔ اصحاب نے عرض کی۔ ہاں یا رسول اللہ بیان کیجئے۔ حضرت نے فرمایا۔ حسنینؑ سب سے بہتر و افضل ہیں۔ اس لئے کہ ان کا نانا رسول خدا اور نانی خدیجہ
خطبہ رسول مشتمل بر فضائل حسنینؑ ۔ دختر خویلد ہے۔ پھر فرمایا۔ ایہا الناس تم چاہتے

ہو میں تم کو خبر دوں۔ جو اپنے پدر و مادر کے سبب سے بہترین مردم ہیں۔ اصحاب نے کہا۔ یا رسول اللہ بیان فرمایئے۔ حضرت نے کہا۔ وہ حسنینؑ ہیں۔ ان کا پدر علی ابن ابی طالب اور مادر دختر محمدؐ ہے۔ پس فرمایا۔ ایہا الناس تم چاہتے ہو میں تم کو ان کی خبر دوں۔ جو اپنے چچا و چچی کے سبب سب سے افضل و بہتر ہیں۔ اصحاب نے عرض کی ہاں یا رسول اللہؐ بیان فرمایئے۔ حضرت نے فرمایا۔ وہ حسنینؑ ہیں کہ خالو ان کا قاسم فرزند رسولؐ[1] اور خالہ ان کی زینبؑ[5] دختر رسولؐ[2] ہے۔ اے حاضرین جاننا چاہیئے۔ کہ ان کا باپ اور نانا

---

[1] مسلمانوں کے کچھ فرقوں کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ کی مندرجہ ذیل چار بیٹیاں تھیں۔ زینب۔ رقیہ۔ ام کلثوم۔ فاطمہ۔ رقیہ اور ام کلثوم۔ ابولہب کے کافر بیٹوں کے گھر تھیں اعلان نبوت کے بعد ابولہب نے اپنے بیٹوں سے طلاق دلوا دی تھی۔ اور زینب اپنی عمر کے آخری حصہ تک کافر خاوند کے تحت رہیں۔ برخلاف اس کے فرقہ امامیہ کے نزدیک پیغمبر اسلام کی صرف ایک صلبی بیٹی فاطمہ تھیں۔ یہ تینوں ربیبہ بیٹیاں تھیں اگر یہ حقیقی دختران رسول ہوتیں تو آپ کافروں سے کبھی ان کا عقد نہ کرتے۔ رسول عام انسانوں سے افضل ہے مجسم ایمان و اسلام اور نور ہے اولاد رسول بھی جزو رسول کی حیثیت سے مجسم ایمان اور اسلام و نور ہے۔ اولاد ابولہب مجسم کفر و شرک ہے۔ بیوی شوہر کی محکوم ہوتی ہے ہمیشہ سے۔ لہٰذا ایسا ہوگا کہ مجسم ایمان مجسم کفر کا محکوم اور جزو رسالت کافروں کا خادم۔ یہ عقیدہ گناہان کبیرہ میں سے ہے لہٰذا رسول کی یہ بیٹیاں نہ تھیں۔ دوسرے اعلان نبوت سے پہلے رسول سے خلاف شریعت کوئی فعل کبھی سرزد نہیں ہوا۔ جیسا کہ جوا۔ شراب چوری۔ زنا۔ بتوں کی عبادت وغیرہ اسی طرح قرآن پاک کے فرمان کے مطابق آج تک بلکہ قیامت تک مومنہ لڑکی کا عقد کافر سے نہیں ہو سکتا جب شریعت رسول میں مومنہ لڑکی کا نکاح کافر مرد سے حرام ہے تو خود رسول خلاف قرآن عمل کیسے کر سکتا تھا۔ کہ اپنی بیٹی کافر کے عقد میں دے دے۔ اور حضرت علامہ مجلسیؒ نے بھی کہیں ان کو صلبی بیٹیاں تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ حیات القلوب میں یہ تحریر فرمایا ہے۔ جمعے از علماء خاصہ و عامہ (سنی و شیعہ) را اعتقاد آنست کہ رقیہ و ام کلثوم و زینب دختران خدیجہ بودند از شوہر دیگر و بعضے گفتہ اند کہ دختران ہالہ خواہر خدیجہ بودند۔ اب ایسی اختلافی صورت میں جہاں جمہور علماء ہزاروں کی تعداد میں یہ عقیدہ ظاہر کریں کہ یہ بیٹیاں خدیجہ کے دوسرے شوہر کی تھیں۔ یا بھانجیاں تھیں حضرت علامہ قاضی نور اللہ شوستری نے لکھا ہے احقاق الحق ص۲۶ و اما بنتان اللتان زوجهما من عثمان وهما رقیہ و ام کلثوم فلم تکونا من النبی و لا من خدیجہ بل کانت بنتی غیرهما یعنی یہ رسول کی پروردہ بیٹیاں تھیں بلکہ اولاد دوسرے کی تھیں جو عثمان نے تزویج کر لیں بنات الرسول نہ تھیں علامہ مرتضیٰ۔ ابوجعفر۔ شیخ مفید ان علماء نے خاص کر رسائل لکھے ہیں کہ یہ دختران رسول نہ تھیں۔ کلام اللہ میں بھی جہاں اولاد رسول کے لئے لفظ بنات استعمال ہوا جیسا کہ قل لازواجک وبناتک اور آیۃ مباہلہ (باقی ص۳۱۱)

اور نانی اور چچا اور چچی۔ خالہ اور خالو بہشت میں ہونگے۔ اور خود یہ بھی بہشت میں ہونگے۔ اور ان کے دوست بہشت میں ہونگے اور ان کے دوست کے دوست بھی بہشت میں ہونگے۔ ایضاً۔ بطریق مخالفین ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا میں نے شب معراج دیکھا۔ کہ دروازہ بہشت پر لکھا تھا۔ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ علی حبیب خدا اور حسنین برگزیدۂ خدا اور فاطمۂ کنیز و برگزیدۂ خدا ہے اور ان کے دشمنوں پر لعنت خدا ہے۔ ایضاً۔ بطریق مخالفین عمر بن الخطاب سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ علی و فاطمہ و حسنین احاطۂ قدس میں ایک قبۂ سفید میں ہونگے۔ کہ سقف اس کی عرش خداوند رحمٰن ہے۔ کتاب فردوس الاخبار میں کہ کتب مشہورۂ اہل خلاف سے ہے۔ عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ جنت الفردوس

بقیہ صفحہ ۳۱۸۔ میں نسا ئنا۔ یہ تمام جمع کے صیغے صرف عظمت کی وجہ سے فاطمۂ زہرا کے لئے استعمال ہوئے۔ عربی میں ایک کی عزت کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے۔ کہ قرآن میں ذات خدا کے لئے انا انزلنا وغیرہ جمع کے صیغے استعمال ہوتے ہیں۔ دختران رسول مشہور ہونے کی وجہ صرف یہ ہے کہ عرب میں پروردہ لڑکیاں پالنے والے کی طرف سے منسوب ہوتی ہیں۔ لہٰذا یہ لڑکیاں دختران رسول کہلاتی رہیں۔ اور بنی امیہ نے جہاں فضائل اہل بیت کو چھپایا۔ اور خلفاء کے لئے اپنے حدیثیں بنوائیں۔ وہاں عظمت علی کو بحیثیت داماد رسول گرانے کے لئے اپنے تاریخی ریکارڈوں سے ان کو رسول کی بیٹی لکھوا کر ہمیشہ کے لئے آنے والے مورخین اور نسلوں کو اولاد رسول کی تعداد کی اصلیت کے متعلق عمیق گڑھے میں ڈال دیا۔ لہٰذا بحیثیت پرورش کرنے کے حضرت زینب و ام کلثوم و رقیہ رسول کی ربیبہ بیٹیاں ہیں۔ اور نبی کریمؐ روحانی طور پر امت کے باپ ہیں۔ تمام لڑکیاں امت کی نبی کی بیٹیاں ہیں۔ جب وہ رسول پاک کی رسالت پر ایمان لے آئیں۔ اور سابقہ کفر و شرک سے توبہ کر لی۔ اب ان کے جنتی ہونے میں شک نہیں ہے۔ لہٰذا اس جملہ سے کہ "خالہ ان کی زینب دختر رسول ہے"! نبی کریم کی یہ حقیقی بیٹیاں ثابت نہیں ہوتیں بہت افسوس ہوتا ہے۔ ان فرقہ ہائے اسلام کی عقل پر جو حضرت عثمان کو ان کا شوہر ہونے کی وجہ سے ذوالنورین کا لقب دیتے ہیں۔ رسول کو کہتے ہیں بشر اور لڑکیوں کو جو ربیبہ ہیں نور۔ حالانکہ ان کے عقیدہ میں پالنے والا ہی نور نہیں۔ یہ کیسے نور ہو گئیں۔ اور عثمان غنی ذوالنورین ہو گئے۔ دوسرے اگر ان کے نکاح سے حضرت ذوالنورین ہیں۔ تو وہ کافر جن کے گھروں میں پہلے بیاہی ہوئی تھیں۔ ہر ایک ذوالنورین ہوا۔ لہٰذا اس لقب سے حضرت عثمان کی کیا فضیلت ہوئی۔ خدا برا کرے بنی امیہ کا جنہوں نے دشمنی اہل بیت کا بیج بو کر ہمیشہ کے لئے ظاہر صورت اسلام ہی کو بدل دیا۔ اور تاریخ محمد و آل محمد کو مسخ کیا۔

(ڈاکٹر محمد علوی عفی عنہ)

نے خدا سے مناجات کی کہ آیا مجھے مزیّن نہیں فرمایا۔ حالانکہ مجھ میں نیکوکاروں اور پرہیزگاروں کو تو نے ساکن کیا ہے۔ پس خدا نے اسے وحی کی۔ تجھ کو حسنینؑ سے زینت دی ہے۔ کتاب بشارت

بیان محبت رسولؐ با امام حسنؑ ۔ المصطفیٰ میں بسند مخالفین روایت کی ہے۔ ایک روز حضرت رسولؐ کی کسی نے دعوت کی۔ اور ایک جماعت اصحاب ہمراہ آنحضرتؐ روانہ ہوئی۔ اثنائے راہ میں دیکھا۔ کہ امام حسنؑ کھیل رہے ہیں پس آنحضرت اصحاب سے آگے بڑھ گئے۔ اور ہاتھ بڑھا کر چاہا۔ کہ امام حسنؑ کو اٹھا لیں۔ امام حسنؑ ادھر سے اُدھر اور اُدھر سے ادھر دوڑتے تھے اور آنحضرت بھی ہنستے ہوئے پیچھے جاتے۔ یہاں تک کہ امام حسنؑ کو پکڑ لیا۔ پس ایک ہاتھ اپنا ان کے سر پر اور دوسرا ہاتھ ٹھوڑی پر رکھ کر باہیں ان کے گلے میں ڈال دیں۔ اور پیار فرمانے لگے پس ارشاد کیا۔ کہ حسنؑ مجھ سے اور میں حسنؑ سے ہوں۔ خدا اُسے دوست رکھے جو حسنؑ کو دوست رکھے۔ حسنینؑ دو فرزند فرزندان پیغمبر سے ہیں۔ کلینیؒ نے بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ فرزند صالح ایک پھول خدا کی جانب سے ہے۔ جیسے اپنے بندوں کو دیا ہے۔ اور میرے دو پھول حسنینؑ ہیں۔ اور ان کا نام میں نے بنام دو فرزند بنی اسرائیل رکھا ہے کہ شبر و شبیر تھے۔

بیان سیب بہشت و دو سطر عبارت ۔ بعض کتب معتبرہ میں ابن عباس سے روایت کی ہے۔ کہ ایک روز میں حضرت رسول خداؐ کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ اور جناب امیرؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ بھی خدمت آنحضرت میں بیٹھے تھے۔ ناگاہ جبرئیلؑ آئے اور ایک سیب برسم تحفہ آنحضرتؐ کے لئے لائے۔ پس حضرت نے وہ سیب سونگھ کر جناب امیرؑ کو دیا۔ اور جناب امیرؑ نے سونگھ کر پھر آنحضرتؐ کو دے دیا۔ آنحضرتؐ نے وہ سیب امام حسنؑ کو دیا۔ اور امام حسنؑ نے سونگھ کر حضرت رسولؐ کو دے دیا۔ جناب رسول خداؐ نے وہ سیب امام حسینؑ کو دیا۔ اور امام حسینؑ نے وہ سونگھ کر جناب رسول خداؐ کو دے دیا۔ آنحضرتؐ نے وہ سیب جناب فاطمہؑ کو دے دیا۔ اور فاطمہؑ نے جناب رسول خداؐ کو دے دیا۔ حضرتؐ نے سونگھا۔ اور جناب امیرؑ کو دے دیا۔ جناب امیرؑ نے چاہا۔ وہ واپس پھر آنحضرت کو دے دیں۔ کہ وہ سیب ہاتھ سے گر پڑا۔ اور دو ٹکڑے ہو گیا۔ اور ایک نور اس سے ساطع ہو کر آسمان اول تک پہونچا۔ اور اس سیب پر دو سطر نور سے لکھا تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ تحفہ محمدؐ مصطفےٰ علی مرتضےٰ۔ فاطمہؑ۔ حسنینؑ فرزندزادہ ہائے آنحضرت کے لئے خدا کی جانب سے ہے۔ اور بروز قیامت امان دوستان حسنینؑ کے لئے آتش جہنم سے۔ ابن بابویہؒ وغیرہ نے بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول خداؐ ایک روز بیمار تھے۔ پس جناب فاطمہؑ نے اپنے

داہنے ہاتھ میں امام حسنؑ کا اور بائیں ہاتھ میں حسینؑ کا ہاتھ لیا۔ اور عیادت آنحضرت کو گئیں۔ اور آنحضرت عائشہ کے گھر میں تھے۔ پس امام حسن داہنی جانب اور امام حسین بائیں طرف حضرت رسولؐ کے بیٹھے۔ اور جسم مبارک آنحضرت کو دبلتے تھے۔ جب حضرت بیدار نہ ہوئے۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا فرزندو تمہارے نانا آرام کر رہے ہیں آؤ گھر پھر چلیں۔ جب جاگیں گے پھر چلیں گے۔ حسنینؑ نے کہا۔ ہم اس وقت یہاں سے نہ جائیں گے۔ یہ کہہ کر امام حسنؑ بازوئے راست آنحضرتؐ پر اور امام حسینؑ بازوئے چپ پر لیٹ کر سو گئے۔ اور جناب فاطمہؑ گھر میں تشریف لے گئیں۔ یہاں حسنینؑ حضرت رسولؐ سے پہلے جاگ اٹھے۔ اور عائشہ سے کہا۔ ہماری اماں کہاں ہیں۔ عائشہ نے کہا جب تم سو گئے تمہاری اماں گھر چلی گئیں۔ یہ سن کر حسنینؑ اس اندھیری رات میں باہر گئے۔ اور اس رات کو ابر تھا۔ اور بارش باشدت ہو رہی تھی۔ بجلی چمکتی تھی اور آواز رعد آ رہی تھی۔ پس ناگہانہ حسنینؑ کے سامنے نور ظاہر ہوا۔ اس کی روشنی میں چلے امام حسنؑ اپنے داہنے ہاتھ میں امام حسینؑ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ اور آپس میں باتیں کرتے چلے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ حدیقۂ بنی النجار تک پہنچے جب اس باغستان میں داخل ہوئے حیران ہو گئے۔ اور معلوم نہ ہوا۔ کہ کہاں جاتے ہیں۔ پس امام حسنؑ نے امام حسینؑ سے کہا۔ ہم کو اس وقت راہ نہیں معلوم ہوتی۔ اور نہیں جانتے کہ کدھر جانا چاہیئے۔ بہتر ہے یہاں آرام کریں کہ صبح ہو جائے۔ امام حسینؑ نے کہا۔ آپ کو اختیار ہے جو آپ فرمائیں گے۔ متابعت اس کی کروں گا۔ پس دونوں صاحب باہیں گلے میں ڈال کر وہاں سو گئے۔ جب حضرت رسولؐ بیدار ہوئے حسنینؑ کو پوچھا اور مکان جناب فاطمہؑ میں دریافت کیا جب وہاں بھی نہ ملے حضرتؐ اٹھے۔ کہا۔ الٰہی و سیدی و مولائی۔ میرے دو فرزند بھوک کی وجہ سے باہر چلے گئے۔ خداوندا میری طرف سے تو ان پر وکیل ہے۔ پس آنحضرت کے لئے ایک نور ساطع ہوا۔ اور حضرت اس کے عقب میں حدیقۂ بنی النجار تک پہنچے۔ دیکھا کہ حسنینؑ آرام کر رہے ہیں۔ اور ایک دوسرے کی گردن میں باہیں ڈالے ہیں۔ اور مینہ شدت سے برس رہا ہے اور جہاں

لہ حضرات حسنینؑ شریفین علم ماکان و مایکون کے عالم تھے۔ اور یہ وہ بچے تھے کہ خود رسولؐ فرمایا کرتے تھے۔ یہ میرے دونوں بچے میری گود میں بیٹھ کر کھیلتے نہیں بلکہ لوح محفوظ کا مطالعہ کیا کرتے ہیں۔ (نزہتہ المجالس) لیکن خداوند کریم نے ان کی شان ظاہر کرنے کے لئے نظر صحابہ میں ان کے خیال کو راستہ سے دوسری طرف بدل دیا تھا۔ اور فرمان رسول ہے۔ ایسے ہی کہ خداوند کریم اپنے دوست کی شان ظاہر کرنے کے لئے مخلوق کے اوپر بعض اوقات ایسے کام ان سے کروا دیتا ہے۔ (عینی شرح بخاری جلد پنجم صـ۱۳۲) (کوثر بھیرلیوی)

حسنینؑ آرام کر رہے ہیں۔ وہاں سے خدا نے ابر کو شگافتہ کر دیا ہے۔ اور ایک قطرہ پانی کا ان پر نہیں برستا۔ اور ایک بہت بڑا سانپ جس کے رونگٹے مثل نرکل کے تھے۔ حسنینؑ کو گھیرے تھا۔ اور اس سانپ کے دو پر تھے۔ ایک پر حسنؑ پر اور دوسرے پر سے حسینؑ پر سایہ کئے تھا۔ جب جناب رسول خداؐ کی نظر مبارک اس سانپ پر پڑی۔ آپ نے کھنگارا اور سانپ آواز سنتے ہی کنارے ہو گیا۔ اور کہا۔ خداوندا میں تجھ کو اور تیرے ملائکہ کو گواہ کرتا ہوں کہ یہ دو فرزند تیرے پیغمبر کے ہیں۔ اور میں نے ان کی حفاظت کی ہے۔ اور بسلامت سپرد کیا ہے۔ پس حضرت نے فرمایا۔ اے سانپ تو کس طائفہ سے ہے۔ اس نے کہا میں قاصد جن آپ کی طرف ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ کس طائفہ جن کا تو قاصد ہے۔ اس نے کہا۔ جن نصیبین کا میں قاصد ہوں۔ اور ایک گروہ بنی ملیح نے ایک آیۃ کتاب الہی سیکھنے مجھے بھیجا ہے کہ وہ بھول گئے ہیں۔ جب میں اس جگہ پہنچا۔ ایک آواز آسمان سے میں نے سُنی کہ اے سانپ یہ دو فرزندان رسول خداؐ ہیں۔ پس ان کی جمیع آفات و عوارضات لیل و نہار سے حفاظت کر۔ میں نے یہ سُن کر ان کی حفاظت کی۔ اور صحیح و سالم آپ کے سپرد کر دیا۔ پھر اس سانپ نے آیۃ قرآنی یاد کیا اور واپس گیا۔ حضرتؐ نے امام حسنؑ کو داہنے کاندھے پر اور امام حسینؑ کو بائیں کاندھے پر سوار کیا۔ جب جناب امیرؑ کو خبر ہوئی گھر سے باہر آئے۔ اور راہ میں آنحضرتؐ سے ملاقات کی۔ پس اصحاب آنحضرتؐ میں سے ایک نے کہا۔ ان فرزندوں میں سے ایک کو ہمیں دیجیئے۔ کہ بوجھ آپ کا ہلکا ہو جائے۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ چلا جا۔ کہ خدا نے تیرا کلام سُنا اور تیری نیت پر مطلع ہوا۔ پس جناب امیرؑ سامنے آئے اور کہا۔ یا حضرتؐ اپنے فرزندوں میں سے ایک کو مجھے دیجیئے کہ بوجھ آپ کا ہلکا ہو جائے۔ یہ سُن کر آنحضرتؐ نے امام حسنؑ سے فرمایا۔ اپنے باپ کے کندھے پر جاؤ گے! امام حسنؑ نے کہا۔ اے نانا قسم بخدا ہم آپ کے دوش کو باپ کے دوش سے بہتر جانتے ہیں۔ پھر حضرتؐ نے امام حسینؑ سے فرمایا۔ آیا اپنے باپ کے دوش پر جاؤ گے۔ امام حسینؑ نے بھی مثل اپنے بھائی کے جواب دیا۔ یہاں تک کہ حضرت اپنے دونوں فرزندوں کو خانہ جناب فاطمہؑ میں لائے۔ اور جناب فاطمہؑ نے حسنینؑ کے لئے تھوڑے سے خرمے رکھ چھوڑے تھے۔ لاکر سامنے رکھے۔ جب حسنینؑ وہ خرمے کھا کر سیر ہوئے حضرت رسولؐ نے کہا۔ اب اٹھو۔ اور دونوں آپس میں کشتی کرو۔ دونوں صاحبزادے اٹھے اور مشغول کشتی ہوئے اور جناب فاطمہؑ کسی کام کو باہر چلی گئی تھیں۔ جب مکان میں آئیں سُنا کہ حضرت رسولؐ حسنؑ کو حسینؑ کے گرانے پر تحریص و ترغیب کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ حسینؑ کو اٹھا کر زمین پر گرا دو۔ جناب فاطمہؑ نے عرض کی اے پدر بزرگوار بڑے

فرزند کہ چھوٹے فرزند پر آپ دلیر فرماتے ہیں۔ حضرت نے ارشاد کیا میرے اس کہنے سے تم راضی نہیں ہو۔ باوجودیکہ جبرئیل حسینؑ سے کہہ رہے ہیں۔ اے حسینؑ تم حسنؑ کو اٹھا کر زمین پر گرا دو۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے ایک مرد عبداللہ بن عباس نے حسنینؑ کی رکاب تھام کر ان کو سوار کیا ایک شخص نے کہا اے عبداللہ تم ان سے بڑے ہو اور ان کی رکاب تھام کر سوار کراتے ہو ابن عباس نے کہا اے احمق مگر تو نہیں جانتا یہ کون ہیں۔ یہ فرزندزادہ ہائے رسول خداؐ ہیں۔ اور یہ مجھ پر نعمتہائے خدا ہے کہ ان کی رکاب تھامنے کی سعادت مجھے نصیب ہوتی ہے۔

فصل تیسری۔ بیان مکارم اخلاق و محاسن حسنؑ

ابن شہر آشوبؒ نے روایت کی ہے۔ ایک مرد اعرابی عبداللہ بن زبیر و عمرو بن عثمان پاس آیا۔ اور ان سے ایک مسئلہ پوچھا یہ دونوں بوجہ جہل ایک دوسرے کا حوالہ دیتے تھے اعرابی نے کہا مجھے مسئلہ کے استفسار کی ضرورت ہے۔ اور تم سے پوچھنے آیا ہوں تم ایک دوسرے کا حوالہ کرتے ہو۔ دین خدا میں یہ باتیں جائز نہیں ہیں۔ ان دونوں نے کہا اگر اس مسئلہ کا استفسار منظور ہے تو امام حسنؑ و امام حسینؑ پاس جاؤ۔ اور ان سے پوچھو۔ کہ وہ مسائل دین خدا خوب جانتے ہیں۔ پس اعرابی حسنینؑ کی خدمت میں آیا۔ اور مسئلہ اپنا بیان کیا جب جواب شافی پایا۔ عبداللہ بن زبیر و عمرو بن عثمان کی طرف خطاب کر کے چند شعر پڑھے۔ ایک شعر کا مضمون یہ ہے جس کو کوثر بھرایوی نے یوں نظم کیا ہے ؎

عبداللہ عمرو دے یہ غلام تبہ تمہیں　　　　رخسار ہوں تمہارے قدم ہو حسنینؑ کا

ایضاً۔ روایت کی ہے کہ حسنینؑ کا گذر ایک مرد پیر کی طرف ہوا۔ وہ وضو کرتا تھا مگر آداب وضو نہ جانتا تھا۔ پس حسنینؑ نے چاہا۔ اسے وہ وضو تعلیم کریں اور اس کا اظہار نہ ہو۔ کہ تو وضو نہیں جانتا مبادا وہ شرمندہ ہو۔ لہذا مصلحتاً آپس میں بحث کی۔ ایک بھائی نے دوسرے بھائی سے کہا ہم وضو آپ سے اچھا کرتے ہیں۔ اور اس مرد پیر سے کہا تم ہمارے درمیان حاکم ہو۔ اور دیکھو۔ ہم میں سے کون اچھا وضو کرتا ہے۔ جب اس مرد پیر نے ان کا وضو مشاہدہ کیا کہا آپ دونوں صاحب وضو درست کرتے ہیں۔ اور میں پیر جاہل ہوں۔ وضو درست نہیں کر سکتا تھا۔ اس وقت آپ دونوں کی برکت اور اس شفقت کے سبب سے جو آپ اپنے نانا کی امت پر رکھتے ہیں۔ میں نے وضو یاد کیا۔ اور آپ کی بدولت توبہ کی۔ ایضاً۔ روایت کی ہے جس مجلس میں امام حسنؑ تشریف رکھتے ہوتے تھے۔ امام حسینؑ تعظیماً بات نہ

کرتے تھے۔ اور جس مجلس میں امام حسینؑ ہوتے تھے وہاں محمد بن حنفیہ تعظیماً کلام نہ کرتے تھے۔

بیان اخلاق و آداب امام حسنؑ

بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ امام حسنؑ عابد ترین و زاہد ترین و فاضل ترین مردم اپنے زمانہ میں تھے۔ اور جب حج کو جاتے تھے پیادہ جاتے تھے۔ اور جب موت و قبر و قیامت و صراط کو یاد کرتے تھے۔ روتے تھے۔ اور عرض اعمال بارگاہ حق تعالیٰ کا دل میں خیال آتا تھا۔ ایک نعرہ مار کر بے ہوش ہو جاتے تھے۔ اور جب نماز کو کھڑے ہوتے تھے۔ بند ہائے بدن خوف خدا سے کانپتے تھے۔ اور جب بہشت و دوزخ کو یاد کرتے تھے۔ اس طرح طپان و لرزان ہوتے تھے جس طرح کسی کو سانپ یا بچھو نے کاٹا ہو۔ اور خدا سے سوال بہشت کرتے تھے۔ اور آتش جہنم سے پناہ مانگتے تھے۔ اور جب قرآن میں یا ایھا الذین آمنوا پڑھتے تھے۔ لبیک اللھم لبیک اور کسی حال میں کسی نے امام حسنؑ کو نہ دیکھا۔ مگر یاد خدا میں۔ زبان حضرت کی سب سے زیادہ سچی اور بیان سب سے زیادہ فصیح تھا۔ ایک روز معاویہ سے لوگوں نے کہا۔ کہ حسنؑ بن علی سے کہو۔ کہ منبر پر جا کر خطبہ پڑھے کہ لوگوں پر ان کا نقص ظاہر ہو جائے۔ پس معاویہ نے امام حسنؑ کو بلایا۔ اور کہا ہم کو موعظہ کیجئے۔ جناب امام حسنؑ منبر پر تشریف لے گئے۔ اور بعد حمد و ثنائے الٰہی فرمایا۔ ایھا الناس جو مجھے پہچانتا ہے پہچانے۔ اور جو مجھے نہیں پہچانتا وہ پہچانے میں حسن بن علی بن ابی طالب ہوں۔ اور میں فرزند بہترین زنان عالم فاطمہؑ زہرا دختر رسول خداؐ ہوں اور میں فرزندان بہترین خلق محمد مصطفیٰ ہوں۔ میں صاحب فضائل و معجزات و دلائل ہوں۔ میں فرزند امیر المومنین علی ابن ابی طالب ہوں۔ کہ غاصبوں نے میرے حق سے مجھے محروم کیا ہم اور برادر حسین بہترین جوانان بہشت ہیں۔ میں صاحب رکن و مقام و مکہ و منیٰ و مشعر و عرفات ہوں۔ جب معاویہ نے یہ سنا ڈرا کہ لوگ کہیں حضرت کی جانب مائل نہ ہو جائیں۔ کہا اے ابو محمدؑ رطب کی تعریف کیجئے۔ اس کلام سے کیا کام۔ امام حسنؑ نے فرمایا ہوا رطب کو بڑھاتی ہے۔ اور گرمی پکاتی ہے اور سردی پاکیزہ و لطیف کرتی ہے۔ یہ فرما کر پھر حضرتؑ اپنے مطلب کی طرف پھرے۔ اور کہا میں پیشوائے خلق خدا محمدؐ مصطفیٰ ہوں۔ پس معاویہ کو خوف ہوا۔ کہ اس کلام کے بعد کہ ایسا موعظہ حضرت نہ فرمائیں ۔ کہ کہیں لوگ مجھ سے منحرف نہ ہو جائیں۔ یہ خیال کر کے کہا جو آپ نے فرمایا کافی ہے اب منبر سے نیچے تشریف لائیے۔ ایضاً۔ بسند معتبر امام رضا سے روایت کی ہے۔ کہ امام حسنؑ نے وقت وفات گریہ فرمایا۔ لوگوں نے کہا۔ اے فرزند رسول خداؐ آپ کیوں روتے ہیں۔ حالانکہ منزلت و قرابت آپ کو رسول خداؐ سے ہے۔ اور آنحضرتؐ نے آپ کے حق میں

کہا۔ جو کچھ کہا علاوہ اس کے پیادہ بیس[۲۰] حج آپ نے کئے۔ اور اپنا مال فقراء کو تین بار تقسیم کر دیا۔ یہاں تک کہ ایک موزہ بھی آپ نے رد کیا۔ اور سب مسائل کو دے دیا۔ امام حسن نے کہا۔ دو خصلت سے میں روتا ہوں۔ ایک ہول مرگ دوسرے مفارقت دوستان۔ ابن بابویہ و حمیری نے بسند ہائے معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ امام حسنؑ نے بیس[۲۰] حج پیادہ کئے اور سفر میں اونٹ دیکھا۔ سے عقب آنحضرت بہتے تھے۔

سخاوت امام حسنؑ

ایضاً ابن بابویہ نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے۔ ایک روز ایک شخص عثمان پاس مسجد میں آیا۔ اور سوال کیا۔ عثمان نے حکم دیا۔ پانچ درہم امداد دے دو۔ اس نے کہا۔ کسی اور کا پتہ دو۔ عثمان نے مسجد کی جانب اشارہ کیا۔ اور کہا وہاں جاؤ اور سوال کرو۔ اس وقت وہاں حسنینؑ و عبداللہ بن جعفر وہاں بیٹھے تھے۔ جب وہ شخص ان حضرات کی خدمت میں گیا۔ سوال کیا۔ امام حسنؑ نے کہا اے شخص سوال کرنا بغیر تین چیزوں کے جائز نہیں۔ اوّل کسی کا خون کیا ہو۔ اور خونبہا دینے میں عاجز ہو۔ اور پریشان ہو۔ دوم قرض داری سے تنگ آ گیا ہو اور سوم پریشانی سے خاک نشین ہو۔ پس ان تینوں چیزوں سے کس چیز کی وجہ سے سوال کرتا ہے۔ اس سائل نے ان تینوں چیزوں میں سے ایک چیز بیان کی۔ امام حسنؑ نے پچاس دینار طلا اس کو دیدیئے۔ اور امام حسینؑ نے انچاس[۴۹] دینار اور عبداللہ بن جعفر نے اڑتالیس[۴۸] دینار اس سائل کو دیئے۔ وہ سائل عثمان پاس پھر گیا۔ عثمان نے پوچھا۔ کیا ہوا۔ سائل نے کہا۔ میں نے تجھ سے سوال کیا۔ اور تو نے مجھے پانچ دینار دیئے اور مجھ سے کچھ نہ پوچھا۔ اور جب میں وہاں گیا۔ امام حسنؑ نے پوچھا۔ میرا حال جب میں نے جواب دیا۔ پچاس دینار مجھے عطا فرمائے۔ اور دوسرے بھائی نے انچاس[۴۹] دینار اور عبداللہ بن جعفر نے اڑتالیس[۴۸] دینار مجھے عنایت کئے۔ عثمان نے کہا۔ ایسے لوگ تجھے کہاں ملیں گے۔ یہ لوگ علم سے اس طرح سیر ہیں۔ جس طرح بچہ دودھ سے انہوں نے جمع خیرات و حکمتوں کو جمع کیا ہے۔ شیخ طوسیؒ نے

خط مبارک امام حسنؑ مشتمل بر موعظہ

بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے امام حسنؑ کی ایک دختر نے انتقال کیا۔ اصحاب نے تعزیت نامے لکھے۔ امام حسنؑ نے ان کے جواب میں لکھا۔ اما بعد تمہارے خطوط تعزیت مرگ دختر میں مجھے پہونچے۔ تم نے مجھے تسلی دی۔ پس اجر مصیبت دختر کو خدا سے تمہارے لئے چاہتا ہوں۔ اور قضائے الٰہی کو میں نے تسلیم کیا ہے اور میں اسکی بلا پر صابر ہوں۔ تحقیق کہ مجھے زمانہ کی بلا نے بہت ملول کیا ہے۔ مصیبتہائے زمانہ اور ان دوستوں کی مفارقت میں جن سے میں الفت و محبت رکھتا تھا۔ اور وہ برادر جن کو میں اپنا دوست جانتا تھا۔ اور ان کے دیکھنے سے خوش ہوتا تھا اور میری آنکھیں ان کے دیکھنے سے روشن ہوتی تھیں۔ ان کی جدائی سے ملول اور غمگین ہوتا ہوں۔

مصائب نے ناگاہ ان کو گھیر لیا۔ اور لوگ ان کو اٹھا کر شکر ہائے مردگان میں لے گئے اور یہ آپس میں باہم گور میں بغیر اس کے کہ آپس میں کوئی آشنا ہو۔ یا ایک دوسرے کی ملاقات کریں۔ ایک دوسرے سے بہرہ مند ہوں اور ایک دوسرے کی زیارت کو جائیں۔ باوجودیکہ گھر ان کے ایک دوسرے سے نزدیک ہیں۔ ان کے خانہ ہائے بدن اپنے مصاحبوں سے خالی اور دوستوں یاروں نے ان سے دوری کی ہے مثل ان کے گھروں کے کوئی گھر میں نے نہیں دیکھا۔ اور مثل ان کے قرارگاہ کے میں نے دوسرا مکان نہیں دیکھا۔ ان کے گھروں میں وحشت انگیز ساکن ہوئے ہیں۔ انہوں نے اپنے گھروں سے محبت والفت کے بجائے دوری اختیار کی۔ ان کے دوستوں نے بغیر دشمن کے ان سے مفارقت کی ہے۔ ان کو بوسیدہ اور کہنہ ہونے کے لئے گڑھے میں ڈال دیا ہے۔ اور وہ دختر میری اس راہ گئی جس راہ گذشتگان گئے۔ اور آئندگان جائیں گے والسلام۔ صفار وغیرہ نے بسند ہائے معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ ایک روز امام حسنؑ نے منبر پر فرمایا۔ خدا کے دو شہر ہیں ایک مغرب میں دوسرا مشرق میں۔ اور ان دو شہروں میں سے ایک قلعہ آہنین ہے اور ہر شہر میں ہزار دروازے ہیں۔ اور ہر دروازہ سے ستر ہزار آدمی داخل ہوتے ہیں۔ اور ہر شہر میں ہزار زبانیں کہ ہر گروہ ایک دوسرے سے علیحدہ زبان میں کلام کرتا ہے۔ اور میں ان کی سب زبانیں جانتا ہوں۔ اور ان دونوں شہروں اور وہاں کے ساکنوں پر بغیر میرے اور برادر حسینؑ کے کوئی دوسرا حجت و امام نہیں قطب راوندیؒ نے روایت کی ہے۔ ایک روز عبداللہ بن عباس خدمت امام حسنؑ میں دسترخوان پر بیٹھے تھے۔ ناگاہ ایک ٹڈی اس دسترخوان میں گری۔ امام حسنؑ سے ابن عباس نے پوچھا۔ اس ٹڈی کے پروں پر کیا لکھا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اس کے پروں پر لکھا ہے۔ میں وہ خدا ہوں کہ بغیر میرے دوسرا خدا نہیں کبھی میں ٹڈی کو بھوکوں کے لئے بھیجتا ہوں۔ کہ ان کو پکڑ کے کھا جائیں اور کبھی ایک گروہ پر از روئے غضب بھیجتا ہوں۔ کہ وہ ان کی زراعت کھا جائیں۔ پس ابن عباس اٹھ کھڑے ہوئے اور سر کا بوسہ لے کر کہا کہ یہ مکنون علم سے ہے۔ محاسن برقی

بیان خضوع و خشوع امام حسنؑ

میں بسند صحیح جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ ایک شخص جناب امیرؑ کی خدمت میں آیا۔ اور کہا یا امیرالمومنین میری ایک دختر ہے اور امام حسنؑ و امام حسینؑ و عبداللہ بن جعفر نے اس کی خواستگاری کی ہے۔ میں آپ سے مشورہ کرتا ہوں کہ اپنی دختر کسے دوں حضرت نے فرمایا جس سے مشورہ کرتے ہیں گویا اس کو امین کر دیتے ہیں۔ کہ خیانت نہ کرے۔ حسنؑ عورتوں کو طلاق بہت دیتا ہے پس تو اپنی دختر حسینؑ کو دے۔ کہ وہ تیری دختر کے لئے بہتر ہے۔ شیخ مفیدؒ نے روایت کی ہے کہ کوئی مثل امام حسنؑ کے رسول خدا سے زیادہ شبیہ نہ تھا کتاب روضۃ الواعظین وغیرہ میں روایت کی ہے کہ امام حسنؑ جب وضو کرتے تھے۔ اعضائے بدن مبارک کانپتے اور رنگ مبارک زرد ہو جاتا تھا۔

لوگوں نے دریافت کیا۔ حضرت نے جواب دیا۔ جو شخص نزدیک پروردگار عرش بندگی کے لئے کھڑا ہوتا ہو چاہیئے اس کا رنگ زرد ہو جائے۔ اور اعضائے بدن کانپنے لگیں۔ اور جب حضرت دروازہ مسجد پر پہونچتے تھے۔ کھڑے ہو کر کہتے تھے۔ الٰھی ضیفك ببابك یا محسن قد اتاك المسیئ فتجاوز عن قبیح ما عندی بجمیل ما عندك یا کریم۔ یعنی خداوندا تیرا بندہ و مہمان تیرے سامنے تیری درگاہ کے کھڑا ہے۔ اے نیکوکار تیرے پاس بدکردار آیا ہے۔ پس اے محسن میری برائیوں سے درگذر کر۔ اور اپنی نیکیوں پر نظر کر۔ زمخشری نے کتاب فائق میں روایت کی ہے جب امام حسنؑ نماز صبح سے فارغ ہوتے تھے۔ کسی سے تا طلوع آفتاب کلام نہ کرتے تھے۔ ہرچند کوئی بڑی حاجت ضروری ہوتی تھی۔ ابن شہر آشوب نے جناب صادق سے روایت کی ہے کہ امام حسنؑ نے پچیس[۲۵] حج پیادہ کئے تھے۔ دیگر دو مرتبہ راہ خدا میں سارا مال دے دیا اور تین مرتبہ آپ نے نصف لیا اور نصف فقرا کو یہاں تک کہ ایک موزہ خود لیا۔ اور دوسرا موزہ فقرا کو دے دیا۔

حکایت زن بدویہ۔ ایضاً۔ روایت کی ہے۔ ایک روز امام حسنؑ اپنے خیمہ میں منزل ابوا میں جو درمیان مکہ و مدینہ ہے نماز پڑھ رہے تھے۔ ناگاہ زن بدویہ نے کہ نہایت خوبصورت تھی حضرت کو دیکھا۔ اور عاشق جمال آنحضرت ہو گئی۔ بیتابانہ خیمۂ حضرت میں چلی آئی۔ پس حضرت نے نماز کو مختصر کیا۔ اور جب فارغ ہوئے۔ پوچھا کیا حاجت ہے۔ اس نے کہا آپ کے جمال سے بیتاب ہو گئی ہوں۔ اور شوہردار بھی نہیں ہوں۔ میں چاہتی ہوں۔ مجھے اپنی مواصلت سے شاد کیجئے۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ دور ہو اور مجھے مستوجب عذاب الٰہی نہ کر۔ پس وہ عورت عجز و مبالغہ کرتی اور روتی تھی اور حضرت بھی روتے اور انکار کرتے تھے۔ یہاں تک کہ طرفین پر گریۂ شدید طاری ہوا۔ ناگاہ امام حسینؑ آئے اور اپنے برادر گرامی کو روتا دیکھ کر خود بھی رونے لگے۔ اور جو اصحاب میں سے آتا تھا بغیر دریافت کئے وہ بھی رونے لگتا تھا۔ یہاں تک کہ صدائے گریہ خیمۂ آنحضرت سے بلند ہوئی۔ اور وہ اعرابیہ ناامید و مایوس ہو کر خیمہ سے باہر چلی گئی۔ اور حضرت نے اس منزل سے کوچ کیا۔ پس امام حسینؑ نے بخیال تنظیم و جلالت آنحضرت حالت گذشتہ کا سوال نہ کیا۔ ایک رات امام حسنؑ خواب سے بیدار ہوئے اور رونے لگے۔ امام حسینؑ نے سبب گریہ کا پوچھا حضرت نے فرمایا۔ حضرت نے فرمایا۔ میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔ اور جب تک میں زندہ رہوں تم کسی سے بیان نہ کرنا۔ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ حضرت یوسف ایک جگہ بیٹھے ہیں۔ اور لوگ ان کے تماشائے جمال کو آ رہے ہیں۔ میں بھی گیا۔ اور جب وفور جمال و حسن ان کا مشاہدہ کیا۔ رونے لگا۔ جب حضرت یوسفؑ نے مجھے روتے دیکھا۔ کہا۔ اے برادر مادر و پدر میرے آپ پر سے فدا ہوں آپ کیوں روتے ہیں۔ میں نے کہا۔ قصۂ زلیخا

مجھے یاد آیا۔ اور اس کا آپ کے جمال پر عاشق ہونا۔ اور آپ کو زندان میں جو مصائب اس کی ذات سے پہنچے۔ اور آپ کے پدر کی حالت جو آپ کی مفارقت میں تھی۔ ان امور کو یاد کر کے میں رونے لگا۔ اور حال زلیخا سے میں نے تعجب کیا۔ حضرت یوسفؑ نے کہا۔ آپ اس زن بدبخت کے حال پر کیوں گریہ نہیں کرتے کہ وہ منزل الوا پر آپ کے جمال پر عاشق ہوئی تھی۔ ایضاً۔ روایت کی ہے۔ کہ ایک

بیان سخاوت امام حسنؑ

شخص امام حسنؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کچھ سوال کیا۔ امام حسنؑ نے حکم دیا۔ پچاس ہزار درہم اور پانچ سو دینار اس شخص کو دے دیئے جائیں۔ وہ شخص مزدور ملا کر لایا کہ وہ روپیہ اٹھا کر لے چلے۔ امام حسنؑ نے ردائے مبارک اتار کر اس شخص کو دے دی۔ اور فرمایا۔ یہ مزدوری میں دے دینا۔ ناگاہ دوسرا اعرابی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور قبل اس کے وہ سوال کرے۔ حضرت نے حکم دیا۔ جو کچھ میرے خزانہ میں ہے۔ اس کو سب دے دو۔ پس تیئس ہزار درہم اس اعرابی کو دیئے۔ اعرابی نے کہا۔ اے مولا۔ آپ نے مجھے اپنی مدح وثنا کہنے دی ہوتی۔ اور میری حاجت سنی ہوتی۔ حضرت نے یہ سن کر چند شعر ارشاد فرمائے۔ جن میں بعض کا مضمون یہ ہے جس کو کوثر بریلوی نے یوں نظم کیا ہے ؎

ہم اہل بیت مصطفٰےؐ کرتے ہیں یوں عطا	سائل نہ ہم سے رکھتا ہو امید و آرزو
بے عزتی سوال کے کرنے میں ہوتی ہے	بخشش ہیں کرتے اس لئے قبل از سوال ہم
جانے اگر بحر بھی میری بخشش و عطا	ہر آئینہ اپنے عرق خجالت میں غرق ہو

ایضاً۔ روایت ہے۔ امام حسنؑ و حسینؑ حج کو جاتے تھے۔ عبداللہؓ بن جعفر بھی ہمراہ تھے۔ ناگاہ کسی منزل پر اونٹ جس پر کھانا لدا ہوا تھا۔ گم ہو گیا۔ اور بھوکے پیاسے رہے۔ ناگاہ ایک خیمہ دکھائی دیا۔ جب قریب گئے۔ ایک بڑھیا اس خیمہ میں تھی۔ اس سے پانی مانگا۔ اس ضعیفہ نے کہا۔ یہ گوسفند حاضر ہے۔ دودھ اور پیو۔ بعد اس کے کھانا اس سے طلب کیا۔ اس نے جواب دیا۔ ایک گوسفند ذبح کرو۔ میں طعام تمہارے لئے تیار کروں۔ پس ان گوسفندوں میں سے ایک گوسفند کو ذبح کیا۔ اور اس ضعیفہ نے کھانا تیار کر دیا۔ جب تناول کر چکے۔ اس کے خیمہ میں آرام کیا۔ اور جب قصد کوچ ہوا۔ کہا۔ ہم قریشی ہیں اور حج کو جاتے ہیں۔ جب ہم واپس آئیں ہمارے پاس آنا۔ ہم ان تیرے احسانات کا عوض دیں گے۔ جب اس ضعیفہ کا شوہر آیا اور اس حال پر مطلع ہوا۔ ضعیفہ کو بہت آزار دیئے۔ بعد ایک مدت کے وہ ضعیفہ محتاج و فقیر ہو گئی۔ اور مدینہ میں آئی۔ جب امام حسنؑ نے اسے دیکھا۔ ہزار گوسفند اور ہزار طلا دینار اسے عطا فرمائے اور کسی کے ہمراہ امام حسینؑ پاس بھیجا۔ امام حسینؑ نے بھی ایک ہزار گوسفند اور ایک ہزار طلا

دینار اسے دیئے۔ بعد اس کے صنیعہ کو عبداللہ بن جعفر پاس بھیجا۔ اور انہوں نے بھی اسی قدر گوسفند و دینار و طلا ان کو دیئے۔ کوثر بریلوی نے کیا خوب کہا ہے ؎

یوں پنجتن کی نظر کرم اس پہ ہو گئی　　مثل زلیخا بوڑھیا کی قسمت بدل گئی
دولت نے یوں طواف کیا آ کے فقر کا　　ذرہ کی قدر تاج سکندر سے بڑھ گئی

ایضاً۔ روایت کی ہے۔ ایک سائل نے امام حسنؑ سے سوال کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اس سائل کے لئے چار سو درہم لکھے جائیں۔ لکھنے والے نے بشبہہ سے چار سو دینار لکھے۔ جب وہ حضرت پاس مہر کو آیا فرمایا۔ یہ لکھنے والے کی بخشش ہے۔ پس چار ہزار درہم اضافہ کر کے مہر فرمائی۔ ایضاً۔ روایت کی ہے۔ جب امام حسنؑ نے جعدہ بنت اشعث کو جس نے حضرت کو شہید کیا۔ تزویج کیا۔ فرمایا۔ پانسو درہم موافق سنت مہر مقرر کر کے اس کو ایک ہزار دینار بطور بخشش بھیجے۔ اور روایت کی ہے کہ ایک زوجہ کے لئے حضرت نے ایک سو کنیزیں اور ہر کنیز کے ہمراہ ایک ہزار درہم بھیجے۔ ایضاً۔ روایت کی ہے۔ کہ دو عورتیں حضرت کے حبالۂ نکاح میں تھیں۔ ایک تمیمیہ دوسری جعفیہ اور دونوں کو حضرت نے ایک وقت میں طلاق دیا۔ کسی کو ان کے پاس بھیجا کہ ان سے کہے کہ عدہ رکھے اور ہر ایک کو دس ہزار درہم اور بہت اجناس عطا فرمائے۔ جب یہ خبر زن جعفیہ کو پہونچی از روئے حسرت آہ کھینچی اور کہا۔ اس قدر روپیہ اور غلہ بعوض مفارقت ایسے یار اور دوست کے بہت کم ہے۔ اور اس دوسری عورت نے کچھ نہ کہا۔ جب یہ خبر حضرت کو پہونچی۔ حضرت نے ایک ساعت تساہل کیا۔ بعد از اں فرمایا۔ اگر طلاق کے بعد پھر رجوع عورت سے میں کرتا تحقیق کرتا میں اس عورت سے رجوع کرتا۔ ایضاً۔ روایت ہے۔ امام حسنؑ ایک دفعہ معاویہ پاس شام میں گئے۔ اتفاقاً اس روز بہت مال و متاع کسی موضع سے اس کے پاس لائے تھے۔ جب فہرست معاویہ کو دی۔ معاویہ نے امام حسنؑ کو دے دی۔ جب حضرت معاویہ سے اٹھ کر باہر آئے۔ وہ فہرست مال و متاع کی خادمان معاویہ میں سے کسی نے جس نے حضرت کی اٹھائی تھی۔ اسے بخشش فرمائی۔ ایضاً۔ روایت کی ہے جب معاویہ مدینہ میں آ کر مجلس عام میں بیٹھا۔ اشراف مدینہ کو بلایا۔ اور ہر شخص کو پانچ ہزار درہم اس کی لیاقت کے پانچ ہزار درہم سے سو ہزار درہم تک دیئے۔ امام حسنؑ بالکل آخر میں پہونچے۔ معاویہ نے کہا۔ آپ دیر کر کے اس وجہ سے آئے کہ مجھے کنجوس و بخیل بتلایئے۔ یہ کہہ کر معاویہ نے اپنے خزانچی سے کہا۔ اب تک جس قدر میں نے تقسیم کیا۔ اس سب کے برابر امام حسن کو دیا جائے۔ میں پسر ہند ہوں۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ میں نے سب تجھے واپس کر دیا۔ کیونکہ میں پسر فاطمہ دختر محمدؐ ہوں۔ کتب تواریخ میں، **حکایت ابن ابی عتیق**۔ لکھا ہے ایک دن مروان نے کہا۔ میں امام حسنؑ کا اشتر لینا چاہتا ہوں۔

اوران سے نہیں لے سکتا۔ ابن ابی عتیق نے کہا۔ اگر میں تجھے لا دوں۔ تو میری تیس حاجتیں بر لائے گا۔
مروان نے کہا ہاں۔ ابن ابی عتیق نے کہا جس وقت لوگ جمع ہوں۔ میں اس جلسہ میں سخاوت قریش کا حال
بیان کروں گا اور امام حسنؑ کا کچھ ذکر نہ کروں گا۔ تو مجھ سے پوچھنا۔ سخاوت حسنؑ تو نے کیوں نہ بیان کی جب مجلس ہوئی۔
ابن ابی عتیق نے سخاوتیں قریش کی بیان کیں۔ مروان نے کہا امام حسنؑ کی سخاوتیں کیوں نہیں بیان کرتا۔ اس لئے کہ ان
کے مناقب و فضائل و سخاوت سب سے زیادہ ہیں۔ ابن ابی عتیق نے کہا۔ میں نے اشراف قریش کا ذکر کیا۔ اگر
مناقب و فضائل پیغمبروں کے بیان کرتا۔ امام حسنؑ کا ذکر بھی کرتا۔ اور ان کا نام سب پر مقدم رکھتا۔ جب امام حسنؑ
مجلس سے باہر تشریف لائے۔ اور چاہا سوار ہوں۔ ابن ابی عتیق آیا۔ اور حضرت کو سوار کیا۔ امام حسنؑ نے
جب مطلب اس کا سمجھا۔ متبسم ہوئے اور کہا تیری کوئی حاجت ہے۔ ابن ابی عتیق نے کہا۔ یا حضرت میں چاہتا
ہوں۔ یہ سن کر امام حسنؑ استر سے اتر آئے اور وہ استر اسے بخش دیا۔ منقول ہے ایک روز امام حسنؑ
قصۂ مرد شامی سوار تھے۔ ایک مرد شامی حضرت کے سامنے آیا۔ اور بہت کچھ آنحضرت کو
سخت سست کہا۔ حضرت نے جواب اس کا نہ دیا۔ یہاں تک وہ چپ ہوا۔ پس امام حسنؑ نے اس کی جانب
دیکھ کر سلام کیا۔ اور تبسم فرما کر کہا اے مرد پیر مجھے گمان ہے تو مرد غریب ہے۔ اور گویا تجھے چند امور میں
شک ہے اگر تو مجھ سے کسی چیز کا سوال کرے۔ میں تجھے عطا کروں۔ اگر مجھ سے طلب و ہدایت و ارشاد
کرے تجھے ہدایت کروں اگر مجھ سے کوئی سواری مانگے۔ تجھے عطا کروں۔ اگر تو بھوکا ہے تجھے سیر کروں اگر
ننگا ہے کپڑا پہنا دوں۔ اگر محتاج ہے غنی کر دوں اگر تجھ کو کسی نے نکال دیا ہے میں پناہ دوں۔ اگر کوئی حاجت
رکھتا ہے میں بر لاؤں۔ اگر اپنا اسباب اٹھا لائے اور میرے گھر چلے اور میرا مہمان ہو تیرے لئے بہتر ہوگا۔ اس
لئے کہ ہمارا گھر وسیع ہے۔ اور جو کچھ تجھے درکار ہو سب ہمارے پاس موجود ہے۔ جب اس شخص نے کلام
حضرت کا سنا رونے لگا۔ اور کہا میں گواہی دیتا ہوں آپ زمین پر خلیفہ خدا ہیں۔ اور خدا خوب واقف
ہے کہ خلافت و رسالت کے لئے کون جگہ لائق ہے۔ قبل اس کے میں آپ کو آپ کے باپ کو
سب سے زیادہ دشمن رکھتا تھا۔ اور اب سب خلق سے زیادہ آپ مجھے محبوب ہیں۔ پس اپنا اسباب
حضرت کے گھر میں لایا اور جب تک مدینہ میں رہتا رہا حضرت کا مہمان رہتا تھا۔ اور معتقدان محبان اہل بیت
حکایت مرد پیر یہود سے ہوا۔ ایضاً۔ روایت کی ہے جناب امیرؑ نے بروز جنگ جمل محمد
بن حنفیہ کو بلایا اور اپنا نیزہ ان کے ہاتھ میں دے کر حکم دیا۔ جاؤ۔ اور یہ نیزہ شتر عائشہ پر لگاؤ۔ جب محمد بن
حنفیہ نزدیک شتر عائشہ پہونچے۔ قبیلۂ بنی امیہ نے راہ روکی اور مانع ہوئے۔ جب جناب امیرؑ پاس واپس
آئے امام حسنؑ نے ان کے ہاتھ سے نیزہ لیا۔ اور جانب شتر عائشہ پر جھپٹے اور نیزہ باخون آلود خدمت جناب امیرؑ

میں تشریف لائے۔ یہ دیکھ کر محمدؒ بن حنفیہ کا چہرہ خجالت سے متغیر ہو گیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا اس کا شک نہ کرو۔
جو کام مجھ سے نہ ہو سکا وہ امام حسنؑ نے فرمایا۔ اس لئے حسنؑ فرزند پیغمبر ہے اور تم میرے فرزند ہو۔ ابن
شہر آشوب رحمۃ نے روایت کی ہے ایک روز امام حسنؑ طواف کعبہ کر رہے تھے۔ سُنا کہ ایک شخص کہتا ہے۔
یہ پسر فاطمۂ زہرا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اس طرح کہہ کہ یہ فرزند علی ابن ابی طالب ہے اس لئے کہ میرا باپ
میری ماں سے بہتر ہے۔ کشف الغمہ میں روایت ہے ایک روز امام حسنؑ خوشبو لگائے جامہ ہائے فاخرہ
پہنے دوست و احباب خدمتگار ہمراہ گھوڑوں پر سوار کوچہ ہائے مدینہ میں جاتے تھے۔ ناگاہ ایک مرد پیر
یہودی پھٹے پرانے کپڑے پہنے پریشان حال سامنے آیا اور حضرت کو اس حشم و خدم سے دیکھ کر کہنے
لگا اے فرزند رسول خداؐ ایک ساعت توقف کیجئے اور میری ایک بات سُن لیجئے! امام حسنؑ نے باگ
روک لی۔ اور کھڑے ہو گئے۔ اس یہودی نے کہا۔ آپ ہی انصاف کیجئے کہ آپ کے نانا نے کہا ہے دنیا
مومن کے لئے زندان اور کافر کے لئے بہشت ہے۔ آپ اپنے کو مومن اور مجھے کافر جانتے ہیں۔ آپ
اس راحت و نعمت میں بسر کرتے ہیں۔ اور میں اس محنت و مشقت میں زندگی بسر کرتا ہوں۔ امام حسنؑ نے
جواب دیا۔ اے مرد پیر اگر پردہ تیری آنکھوں کے آگے سے اٹھا دیا جائے اور تو وہ سامان دیکھے۔ جو
خدا نے ہمارے لئے اور جمیع مومنین کے لئے حور و قصور و نعمات و حلہ مہیا کئے ہیں۔ پھر تجھے معلوم ہو
جائے گا کہ دنیا میری باوجود اس حشم و خدم کے زندان ہے اور اگر تو وہ دیکھے جو خدا نے تیرے لئے اور
تمام کافروں کے لئے آتش جہنم و انواع عذاب و وبال آخرت مہیا کیا ہے پھر تو جانے گا کہ یہ حالت
جس میں تو بسر کرتا ہے۔ اس حالت کے سامنے بہشت ہے۔ ایضاً۔ روایت کی ہے ایک روز امام
حسنؑ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔ سُنا کہ ایک شخص پہلو میں دعا کر رہا ہے۔ خداوندا دس ہزار درہم
مجھے روزی کر۔ حضرت جب گھر میں پہونچے دس ہزار درہم اس شخص کے لئے بھیج دیئے۔ کتاب عدد میں
میں روایت کی ہے۔ ایک روز ایک شخص امام حسنؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا۔ اے فرزند رسول
ہم پر ایک شخص بیرحم ستمگار ہے کہ وہ بڈھوں کی حرمت و عزت نہیں کرتا۔ اور بچوں پر رحم نہیں
کرتا۔ جب حضرت نے سُنا فرمایا۔ بیان کر تیرا دشمن کون ہے کہ تیرا انتقام اس سے لوں۔ اس نے کہا۔
میرا دشمن تنگدستی و پریشانی ہے۔ حضرت نے ایک ساعت سر مبارک جھکایا۔ پھر خادم کو بلایا اور فرمایا۔
جو کچھ میرے مال میں سے باقی ہے حاضر کر۔ خادم پانچ ہزار درہم لایا۔ حضرت نے وہ سب روپیہ اس مرد
مفلس کو دے دیا۔ اور اس کو قسم دی کہ جس وقت یہ دشمن تجھ پر ستم کرے۔ مجھ سے آکر اس کی شکایت کرنا۔
میں اس کا ستم تجھ سے دفع کر دوں گا۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے۔ ایک روز امام حسنؑ کا گذر گروہ فقرا

ہوا۔ وہ کچھ ٹکڑے خشک روٹی کے زمین پر رکھے کھا رہے تھے جب ان فقیروں نے حضرت کو دیکھا۔ صلاح کی۔ حضرت گھوڑے سے اُترے اور فرمایا۔ خدا متکبرین کو دوست نہیں رکھتا۔ پس فقرا کے پاس بیٹھ گئے اور ان کے ہمراہ ان کے کھانا میں سے تناول فرمایا اور حضرت کی برکت سے اس کھانے میں مطلق کمی نہ ہوئی۔ حضرت نے ان فقرا کی دعوت فرمائی۔ اور بہت عمدہ کھانا ان کو کھلایا۔ اور خلعتہائے فاخرہ ان کو مزین

بیان تواضع و فروتنی امام حسنؑ ۔ کر کے رخصت کیا۔ بعض کتب معتبرہ میں لکھا ہے ایک روز امام حسنؑ بیٹھے کھانا تناول فرما رہے تھے۔ اور ایک کتا سامنے کھڑا تھا۔ ایک لقمہ آپ تناول فرماتے اور دوسرا اس کتے کے سامنے ڈال دیتے تھے۔ ایک شخص نے عرض کی۔ یا حضرت آپ مجھے اجازت دیجئے۔ اس کتے کو ہنکا دوں۔ حضرت نے فرمایا۔ رہنے دو۔ مجھے خدا سے شرم آتی ہے۔ کہ کوئی جاندار میرے کھانے کی جانب دیکھے اور میں اس کو کھانا نہ دوں۔ اور ہنکا دوں۔ منقول ہے حضرت کے غلاموں میں سے ایک غلام نے خیانت کی۔ کچھ تو سزایاب ہونے کا مستحق ہو گیا۔ حضرت نے چاہا اس سے قصاص لیں۔ اس غلام نے پڑھا۔ والکاظمین الغیظ۔ حضرت نے فرمایا۔ میں نے اپنے غصہ کو فرو کیا۔ اس غلام نے کہا۔ والعافین عن الناس حضرت نے فرمایا۔ میں تیرے گناہوں سے درگذرا۔ اس غلام نے کہا۔ واللہ یحب المحسنین۔ حضرت نے فرمایا۔ میں نے تجھے آزاد کیا۔ اور پہلے سے دوتا وظیفہ مقرر کیا۔ کتاب عدد قویہ میں روایت ہے۔ امام حسنؑ بوجہ آداب و احترام اپنے والد کے سامنے کم بات کرتے تھے۔ بعض اہل کوفہ نے جناب امیرؑ سے کہا۔ امام حسن کلام کرنے سے عاجز ہیں۔ یہ سن کر جناب امیرؑ امام حسنؑ کو طلب کیا۔ اور فرمایا۔ لوگ ایسا کچھ کہتے ہیں۔ منبر پر جاؤ اور اپنا فضل ان پر ظاہر کرو۔ امام حسنؑ نے عرض کیا۔ یا امیر المومنین آپ کے سامنے مجھے یارائے کلام نہیں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اے فرزند میں تیرے سامنے سے ہٹ جاتا ہوں۔ پس بحکم جناب امیرؑ لوگوں کو جمع کیا۔ اور امام حسنؑ منبر پر تشریف لے گئے۔ اور خطبہ نہایت فصیح و بلیغ ادا فرمایا۔ اور حاضرین کو مواعظ شافیہ فرمائے۔ خروش حاضرین مسجد سے بلند ہوا۔ پس فرمایا۔ ان اللہ اصطفیٰ آدم و نوحاً و آل ابراھیم و آل عمران علی العالمین۔ ذریۃ بعضھا من بعض واللہ سمیعٌ علیم۔ واضح ہو کہ ذریت برگزیدہ آدم و سلالۂ نوح و برگزیدہ آل ابراہیم و فرزند پسندیدہ اسمٰعیل و آل محمدؐ ہیں۔ ہم تم میں بلند مثل آسمان ہیں۔ کہ ہم سے فیضان و رحمت تم پر برستی ہے۔ اور ہم بمنزلہ خورشید الانور ہیں کہ جہاں کو نور ہدایت روشن کیا ہے۔ اور ہم شجرۂ زیتونہ ہیں کہ خدا نے قرآن میں اس کی مثال دی ہے۔ اور برکت یاد کیا ہے کہ نہ مشرق میں ہے نہ غرب میں۔ پیغمبر اس درخت کی جڑ اور علی شاخ اور ہم بخدا سوگند اس درخت کے میوہ ہیں۔ پس جو کوئی

اس درخت کی شاخوں میں سے ایک شاخ کو اختیار کرے وہ ناجی ہے اور جو اس درخت سے دور ہے۔ وہ ناری ہے۔ پس جناب امیرؑ تشریف لائے اور منبر پر جا کر درمیان دو دیدہ امام حسنؑ بوسہ دیا اور کہا۔ یا ابن رسول تم نے اپنی حجت قوم پر تمام کی۔ اور اپنی اطاعت ان پر واجب کی پس وائے اس پر جو تمہاری مخالفت کرے۔

فصل چوتھی۔ بیان نصوص امامت و معجزات امام حسنؑ

فریقین نے بسند ہائے معتبر و متواترہ روایت کی ہے جب وقت وفات جناب امیرؑ ہوا۔ امام حسنؑ اور سب فرزندوں اور اپنے شیعوں کو حضرت نے طلب کیا اور امام حسنؑ کو اپنا خلیفہ فرمایا۔ اور اسرار علوم الٰہی و امانت ہائے حضرت رسالت پناہی سپرد کئے اور قریب بلا کر اسرار حق تعالیٰ ان کے کان میں کہے۔ اور اہل سنت کو بھی خلافت امام حسن میں کچھ اختلاف نہیں۔ اور سب قائل ہیں کہ امام حسنؑ منص امیر المومنین و بیعت مسلمین مستحق خلافت ہیں۔ کلینی وغیرہ نے سلیم بن قیسؒ ہلالی سے روایت کی ہے کہ کہا۔ میں بوقت وصیت جناب امیرؑ بحق امام حسنؑ حاضر تھا۔ جناب امیرؑ نے اپنی وصیت پر امام حسینؑ و محمدؑ بن حنفیہ اور اپنے سب فرزندوں اور اہل بیت اور خاص خاص شیعوں کو گواہ کیا پس علوم اور اسلحہ حضرت رسولؐ ان کے سپرد فرمائے اور کہا اے فرزند مجھے رسول خداؐ نے حکم دیا ہے۔ کہ تم کو اپنا وصی کروں۔ اور کتب و سلاح اپنے تم کو سپرد کروں۔ جس طرح حضرت رسولؐ نے مجھے اپنا وصی کیا۔ اور کتب و سلاح اپنے مجھے سپرد کئے۔ اور یہ مجھے حکم دیا کہ میں تمہیں حکم دوں کہ جب تمہارا وقت وفات آئے۔ ان تبرکات کو اپنے بھائی حسین کے سپرد کرنا۔ اور ان کو اپنا وصی و خلیفہ کرنا پس جناب امیرؑ نے امام حسینؑ سے کہا تم کو رسول خداؐ نے حکم دیا ہے کہ اس تبرکات کو اپنے فرزند علی بن حسین کے سپرد کرنا پس دست علی بن حسین پکڑ کر فرمایا۔ تم کو رسول خداؐ نے حکم دیا ہے کہ اس کو اپنے فرزند محمدؑ بن علی باقر کے سپرد کرنا۔ اور رسول خداؐ و میری جانب سے ان کو سلام کہنا۔ ایضاً بسند ہائے معتبر امام محمد باقر سے روایت کی ہے۔ جب ہنگام وفات جناب امیرؑ ہوا۔ اور اپنے فرزند امام حسنؑ سے فرمایا۔ میرے قریب آؤ کہ میں چند راز ہائے پنہاں جو رسول خداؐ نے مجھے تعلیم فرمائے تھے تم سے بیان کروں۔ اور ان چند امور پر تم کو امین کروں۔ جن پر رسول خداؐ نے مجھے امین کیا۔ پس امام حسنؑ قریب گئے۔ اور جناب امیرؑ نے اسرار الٰہی ان کے کان میں کہے۔ شیخ طبرسیؒ نے روایت کی ہے جب جناب امیرؑ جانب عراق جاتے تھے۔ اپنے کتب ام سلمہ

زوجہ رسول خداؐ کے سپرد کرتے تھے۔ اور جب امام حسنؑ عراق سے مراجعت کرتے تھے ام سلمہ کتب جناب امیرؑ ان
کے سپرد فرماتی تھیں۔ مولف فرماتے ہیں۔ کہ احادیث نص امامت امام حسنؑ بکثرت ہیں۔ اور ان میں سے اکثر
بیان معجزات امام حسنؑ حیات القلوب جلد سوم میں لکھے ہیں۔ صفار و قطب راوندی وغیرہ نے
جناب صادق سے روایت کی ہے جب امام حسنؑ سفر حج کو جاتے تھے۔ ایک شخص فرزندان زبیر سے کہ قائل
بامامت حضرتؑ تھا۔ حاضر رہتا تھا پس بعض منازل سے کسی منزل پر گذر ہوا۔ کہ وہاں درختان خرما بھی تھے۔ اور
بغیر پانی کے خشک ہو گئے تھے۔ پس امام حسنؑ کے لئے ایک درخت کے نیچے فرش بچھایا۔ اور فرزند زبیر کے لئے
دوسرے درخت کے نیچے بچھونا کیا۔ فرزند زبیر نے درخت کی طرف دیکھ کر کہا۔ اگر یہ درخت خشک نہ ہو گیا ہوتا تو ہم
میوہ کھاتے۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ تجھے خواہش رطب ہے۔ اس نے کہا۔ ہاں۔ امام حسنؑ نے ہاتھ جانب آسمان
بلند کئے۔ اور دعا کی۔ کہ وہ شخص نہ سمجھا۔ ناگاہ وہ درخت خشک باعجاز حضرت سبز ہو گیا۔ اور پتے نکل آئے اور
رطب بھی لگے۔ جمال جو اونٹ کھینچتا ہے وہ بھی ہمراہ تھا۔ اس نے کہا۔ بخدا سوگند انہوں نے جادو کیا ہے۔
حضرتؑ نے فرمایا۔ وائے ہو تجھ پر یہ جادو نہیں۔ لیکن خدا نے اپنے پیغمبر کے فرزند کی دعا مستجاب فرمائی
ہے پس اس قدر رطب اس درخت سے توڑے کہ اہل قافلہ کو کافی ہوئے۔ قطب راوندیؒ نے جناب
معجزہ ذخیرہ موافق ارشاد امام حسنؑ صادق سے روایت کی ہے۔ ایک روز امام حسنؑ نے امام
حسین و عبد اللہ بن جعفر سے فرمایا۔ خرچ معاویہ کی جانب سے تم کو پہلی تاریخ کو پہنچے گا جب پہلی تاریخ
ہوئی۔ حضرت نے جس طرح فرمایا تھا۔ اسی طرح خرچ پہنچا۔ اور امام حسنؑ بہت قرضدار تھے۔ جو کچھ حضرت
کے لئے اس نے بھیجا۔ اس سے اپنا قرض ادا کیا۔ اور باقی اہل بیت اور اپنے شیعوں پر تقسیم کر دیا۔ اور
امام حسینؑ نے بھی اپنا قرض ادا کیا۔ اور جو کچھ باقی رہا۔ اس کے تین حصے کئے۔ ایک حصہ اپنے اہل بیت
اور شیعوں کو دیا۔ اور دو حصے اپنے عیال کے لئے بھیجے اور عبد اللہ بن جعفر نے بھی اپنا قرض ادا
کیا۔ اور جو کچھ باقی بچا۔ وہ معاویہ کے ملازم کو دیا بطور انعام اور جب یہ خبر معاویہ کو پہنچی اس نے عبد اللہ بن
جعفر کے لئے بہت سا مال انعام بھیجا۔ ایضاً۔ بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے۔ کہ
خبر دادن امام حسنؑ بہ نزول حبشی امام حسنؑ مکہ سے پیادہ مدینہ میں آتے تھے اثنائے راہ میں
پائے مبارک پر ورم آگیا حضرت سے عرض کیا۔ سوار ہو جیئے۔ کہ ورم میں کچھ تخفیف ہو جائے حضرت نے انکار
کیا۔ اور فرمایا جب میں اس منزل پر پہنچوں گا۔ ایک حبشی میرے استقبال کو آئے گا۔ اس کے پاس ایک
روغن بھی ہوگا۔ کہ وہ اس ورم کو نافع ہے۔ پس وہ روغن اس سے مول لے لینا اور وہ قیمت جو وہ مانگے دے
دینا۔ یہ سن کر دوستان آنحضرت سے ایک شخص نے تعجب کیا۔ اور کہا جس منزل پر ہم جا رہے ہیں وہاں کوئی

روغن فروش نہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ بہت جلد آئے گا۔ جب چند میل راہ طے ہوئی۔ اس حبشی کی سیاہی دور سے دکھائی دی۔ حضرت نے غلام سے فرمایا۔ حضرت نے فرمایا اور جا اس سے روغن خرید کر لے آ۔ جب غلام اس حبشی پاس گیا۔ اور اس سے روغن طلب کیا۔ اس نے کہا۔ روغن کس کے لئے چاہیئے۔ اس نے کہا۔ حسنؑ ابن علیؑ کے لئے درکار ہے۔ اس نے کہا۔ مجھے حضرت کی خدمت میں لے چلو۔ جب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہا۔ یا ابن رسول اللہؐ میں آپ کا محب و شیعہ ہوں۔ اس روغن کی قیمت نہ لوں گا۔ لیکن دعا کیجئے۔ کہ حق تعالیٰ ایک فرزند مستوی الخلقت مجھے کرامت کرے۔ کہ وہ آپ اہل بیت کا محب و شیعہ ہو۔ اس لئے کہ جو میں آپ کی خدمت میں آیا ہوں۔ میری زوجہ کو درد زہ تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ اپنے گھر جا۔ جب تو اپنے گھر پہنچے گا فرزند مستوی الخلقت پائے گا۔ پس وہ آدمی جلد گھر کو واپس گیا۔ پھر خدمت حضرت میں حاضر ہوا۔ اور حضرت کو دعائے خیر دی۔ اور کہا۔ جو کچھ آپ نے فرمایا تھا وہی ہوا۔ پس حضرتؑ نے روغن اپنے پاؤں پر ملا۔ اور قبل اس کے کہ اپنی جگہ سے اٹھیں اس ورم کا نشان بھی نہ رہا۔ ایضاً۔

معجزہ امام حسنؑ بابت سوالات با قاصد معاویہ۔ روایت ہے کہ ایک روز جناب امیرؑ کوفہ میں بمسجد رحبہ بیٹھے تھے۔ ایک شخص خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا۔ میں آپ کی رعایا اور بلاد سے ہوں۔ جناب امیرؑ نے کہا تو جھوٹ کہتا ہے۔ میری رعایا اور بلاد سے نہیں۔ لیکن تجھے بادشاہ روم نے معاویہ پاس بھیجا ہے۔ چند مسائل دریافت کرنے کے لئے۔ اور وہ جواب نہ جانتا تھا۔ اب معاویہ نے تجھے میرے پاس بھیجا ہے کہ مجھ سے ان مسائل کے جوابات دریافت کرے۔ اس شخص نے کہا۔ یا حضرت آپ سچ فرماتے ہیں۔ معاویہ نے پوشیدہ مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور کوئی اس راز پر بغیر خدا مطلع نہیں۔ آپ نے بالہام حق تعالیٰ جانا۔ پس حضرت نے فرمایا۔ میرے ان دو فرزندوں میں سے حسنینؑ سے جس سے تو چاہے سوال کرے۔ اس نے کہا۔ میں امام حسنؑ سے سوال کرتا ہوں۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ تو دریافت کرنے آیا ہے۔ کہ حق و باطل میں کس قدر فاصلہ ہے۔ اور زمین سے کس قدر آسمان تک مسافت ہے۔ اور مشرق مغرب سے کتنی دور ہے اور قوس قزح کیا چیز ہے اور مخنث کسے کہتے ہیں۔ اور وہ دس چیزیں کون سی ہیں جو ایک دوسرے سے زیادہ سخت ہیں۔ اس شخص نے کہا۔ ہاں میں اسی کے دریافت کرنے کو آیا ہوں پس امام حسنؑ نے فرمایا۔ حق و باطل میں چار انگشت کا فاصلہ ہے۔ جو آنکھ سے تو دیکھتا ہے وہ حق ہے اور کان سے باطل بہت سنتا ہے اور درمیان آسمان و زمین بقدر نفرین مظلوم فاصلہ ہے اور بمقدار حد نگاہ ہے اور مشرق و مغرب میں فاصلہ بقدر مسافت ایک روزہ آفتاب ہے۔ اور قزح شیطان کا نام ہے اور یہ قوس بنام شیطان نہیں بلکہ قوس خدا

ہے۔ اور علامت فراوانی روزی کی ہے۔ اور اہل زمین کے لئے غرق ہونے سے امان ہے اور مخنث وہ ہے کہ معلوم نہ ہو۔ کہ مرد ہے یا عورت اور دونوں مقام اس کے ہوں۔ تا بلوغ انتظار کریں۔ اگر محتلم ہو مرد ہے اور اگر حائض ہو اور پستان ہوں اور ابھریں۔ عورت ہے۔ اگر اس سے بھی ظاہر نہ ہو۔ تو دیکھنا چاہیئے۔ اگر بول کی دھار سیدھی ہو۔ مرد ہے۔ اور اگر بطور بول ختنہ ہے عورت ہے۔ لیکن وہ دس چیزیں جو ایک دوسری سے زیادہ سخت ہیں۔ پس پتھر کو خدا نے پیدا کیا ہے سخت اور لوہے کو پتھر سے زیادہ سخت پیدا کیا ہے۔ کہ پتھر کو توڑتا ہے اور آگ کو زیادہ سخت کیا ہے کہ لوہے کو پگھلاتی ہے۔ اور پانی کو زیادہ سخت کیا ہے کہ آگ کو بجھاتا ہے اور پانی سے زیادہ ابر کو سخت پیدا کیا ہے کہ حکم اس کا پانی پر جاری ہے اور ہوا کو پانی پر مسلط کیا ہے کہ اسے حرکت دیتی ہے اور ہوا سے زیادہ سخت وہ فرشتہ ہے کہ ہوا اس کے حکم میں ہے۔ اور اس سے زیادہ سخت ملک الموت ہے جو اس کی روح قبض کرتا ہے اور ملک الموت سے زیادہ سخت موت ہے کہ خود ملک الموت اس سے مر گیا۔ اور موت سے زیادہ سخت حکم خدا ہے کہ اس کے فرمان سے آتی ہے اور دفع بھی ہو جاتی ہے۔

معجزہ امام حسنؑ در طفولیت۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے۔ جب ابو سفیان مدینہ میں آیا اور چاہا حضرت رسولؐ سے امان طلب کرے۔ جناب امیرؑ کی خدمت میں آیا اور کہا آپ شفاعت کیجئے۔ حضرت نے قبول نہ فرمایا۔ جناب سیدہؑ پردہ میں تھیں اور امام حسنؑ ایک مہینہ کے تھے اور گھٹنوں چلتے تھے۔ ابو سفیان نے کہا اے دختر محمدؐ اس فرزند کو میرا شفیع کیجئے۔ کہ اپنے نانا سے شفاعت کریں۔ پس امام حسنؑ نے آگے سے آ کر ایک ہاتھ سے اس کی ناک اور دوسرے سے اس کی داڑھی پکڑ کر بقدرت حق تعالیٰ کلام کیا اور کہا۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو کہہ میں اپنے نانا سے تیری شفاعت کروں۔ پس جناب امیرؑ نے فرمایا میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں۔ جس نے آل محمدؐ کو مثیل و نظیر حضرت یحییٰ بن ذکریا فرمایا۔ جیسا کہ حق تعالیٰ ان کے حق میں فرماتا ہے۔ **واتیناہ الحکم صبیا۔** روایت کی ہے۔ ایک روز

معجزہ امام حسنؑ۔ شیعوں نے امام حسنؑ سے زیاد بن امیہ کی شکایت کی پس حضرت نے ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے اور کہا۔ خدایا زیاد بن امیہ سے ہمارے اور ہمارے شیعوں کا انتقام لے اور اسے بہت جلد معذب کر بدرستیکہ تو سب چیزوں پر قادر ہے۔ پس اسی روز اس کے انگوٹھے میں زخم پڑا۔ اور گردن تک ورم پہنچ کر مر گیا۔ **ایضاً۔** روایت کی ہے۔ ایک شخص نے ہزار دینار کا امام حسنؑ پر دعویٰ کیا۔ اور حضرت کو شریح قاضی پاس لے گیا۔ حضرت نے اور شریح نے اس کو قسم دی۔ جب اس شخص نے قسم کھائی اور روپیہ پایا۔ اٹھ کھڑا ہوا۔ اٹھتے ہی زمین پر گر پڑا۔ اور واصل جہنم ہوا۔ **ایضاً۔** جناب صادقؑ سے روایت ہے۔ ایک روز بعض شیعوں نے امام حسنؑ سے کہا آپ اس قدر تحمل مشقت و مضرت معاویہ کیوں ہوتے ہیں۔

حضرت نے فرمایا۔ میں اپنے خدا کے حکم کی اطاعت کرتا ہوں۔ اور اگر خدا سے کہوں کہ شام کو عراق اور عراق کو شام اور مرد کو عورت اور عورت کو مرد کرے۔ میری دعا خدا قبول کرے گا۔ ایک مرد شامی بھی موجود تھا۔ اس نے کہا۔ کون ایسا ہے۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ تجھے شرم نہیں آتی۔ کہ عورت ہو کر مردوں میں بیٹھی ہے۔ جب اس مرد نے خیال کیا۔ دیکھا۔ عورت ہو گئی ہے۔ پس حضرت نے فرمایا۔ اٹھ اور گھر جا۔ کہ تیری عورت مرد ہو گئی ہے اور تجھ سے مجامعت کرے گی۔ اور تیرے فرزند مخنث پیدا ہوں گا۔ پس جو کچھ حضرت نے فرمایا تھا۔ واقع ہوا۔ اور وہ دونوں حضرت کی خدمت میں آئے اور توبہ کی۔ حضرت نے ان کے لئے دعا کی۔ کہ دونوں اپنی پہلی حالت میں آ گئے۔ ایضاً۔ سید ابن طاؤسؒ نے بسند معتبر ابن عباس سے روایت کی ہے۔ ایک روز میں امام حسنؑ کی خدمت میں حاضر تھا۔ کہ ایک گائے کوئی حضرت کے سامنے سے لئے جاتا تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ گائے حاملہ ہے۔ اور اس کے پیٹ میں بچھیا ہے۔ اور اس کے ماتھے پر سفیدی ہے۔ اور دم کی نوک بھی سفید ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں میں قصاب کے ہمراہ روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ اس نے گائے ذبح کیا۔ اور ایک بچھیا اس کے پیٹ سے جیسی حضرت نے فرمائی تھی نکلی۔ پس میں حضرت کی خدمت میں آیا۔ اور کہا۔ خدا فرماتا ہے۔ جو ماں کے پیٹ میں ہے ہم اسے جانتے ہیں۔ آپ نے کیونکر جانا۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ میں نے بالہام خدا جانا۔ ایضاً۔ امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ ایک گروہ اصحاب امیر المومنین بعد شہادت آنحضرت امام حسنؑ کی خدمت میں آئے۔ اور کہا۔ ہمیں وہ عجائب دکھاؤ جو تمہارے والد دکھایا کرتے تھے۔ حضرت نے فرمایا۔ اگر تم کو وہ عجائب دکھاؤں تو ایمان لاؤ گے۔ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ اگر میرے پدر کو دیکھو پہچانو گے۔ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ پس امام حسنؑ نے پردہ اٹھایا۔ اور کہا۔ اس گھر میں دیکھو۔ جب اس گھر میں نظر کی دیکھا۔ جناب امیرؑ بیٹھے ہیں۔ امام حسنؑ نے کہا۔ تم پہچانتے ہو۔ یہ جناب امیرؑ ہیں۔ سب نے کہا۔ ہاں ہم نے پہچانا اور گواہی دیتے ہیں کہ آپ ولی خدا بحق و راستی ہیں اور آپ بعد اپنے پدر کے امام ہیں۔ اور تحقیق کہ آپ نے امیر المومنینؑ کو بعد ان کی وفات کے دکھایا۔ جس طرح آپ کے پدر نے رسول خداؐ کو ان کی وفات کے بعد مسجد قبا میں دکھایا۔ پس امام حسنؑ نے فرمایا۔ کیا تم نے قول خدا نہیں سنا۔ کہ قرآن میں فرماتا ہے۔ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون۔ یعنی جو لوگ راہ خدا میں شہید ہوتے ہیں ان کو یہ نہ کہو کہ مردہ ہیں۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ ولیکن تم نہیں جانتے۔ امام حسن نے فرمایا۔ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں آیا ہے۔ جو راہ خدا میں قتل ہوتے ہیں۔ پس میرے حق میں کیا عجب کرتے ہو۔ ان لوگوں نے کہا۔ ہم ایمان لائے۔ اور اے فرزند رسول خداؐ۔ آپ کی ہم نے تصدیق کی۔ ایضاً بسند

معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے۔ جب امام حسنؑ نے معاویہ سے صلح کی۔ ایک روز نخلستان میں بیٹھے تھے۔ معاویہ نے کہا میں نے سُنا ہے۔ رسول خداؐ نے خرموں کا درخت میں تخمینہ کیا ہے اور وہ تخمینہ ٹھیک ہوا ہے۔ آیا وہ علم آپ بھی جانتے ہیں۔ اس لئے کہ آپ کے شیعہ دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ آپ سے از آسمان تا زمین کسی چیز کا علم پنہاں نہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ حضرت رسول تخمینہ پیمانہ سے فرماتے تھے۔ اور میں تجھ سے خرموں کا شمار بیان کرتا ہوں۔ معاویہ نے کہا بتاؤ اس درخت میں کس قدر خرمے ہیں۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ چار ہزار اور چار خرمے ہیں۔ معاویہ نے حکم دیا۔ اس درخت کے خرمے توڑ کر شمار کرو۔ جب سب کو توڑ کر شمار کیا۔ چار ہزار اور تین خرمے نکلے۔ امام حسنؑ نے فرمایا میں نے ہرگز جھوٹ نہیں کہا۔ اور خبر دروغ خدا کی طرف سے نہیں پہنچی۔ بیشک ایک خرما کسی نے چھپا دیا۔ جب تلاش کیا۔ ایک خرما عبداللہ بن عامر کے ہاتھ میں تھا۔ پس حضرت نے فرمایا۔ اے خدا معاویہ اگر ایسا ہی سنیگا ہرگز ایمان نہ لائے گا۔ تحقیق میں تجھ سے بیان کرتا ہوں۔ جو کچھ تو اس کے بعد کرے گا۔ زمانہ حضرت رسولؐ میں تصدیق کرتے اور تکذیب دکرتے تھے۔ اور تو باوجودیکہ معائنہ ایسا کہتا ہے۔ کہ کب تم نے اپنے نانا سے سُنا۔ حالانکہ تم کودک تھے قسم بخدا کہ زیاد کو اس کے باپ سے تو نے ملحق کیا۔ اور حجر بن عدی کو قتل کریگا۔ شیعوں کے سر تیرے پاس شہروں سے آئیں گے۔ پس جو کچھ حضرت نے اس روز فرمایا۔ واقع میں آیا۔ صفار و قطب راوندی نے جناب صادق سے روایت کی ہے کہ دو شخص امام حسنؑ کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضرت نے ایک سے کہا۔ تو نے کل کی رات اپنے گھر میں یہ باتیں کہیں۔ اس شخص نے متعجب ہو کر کہا آپ سب جانتے ہیں۔ پس فرمایا۔ خداوند ذوالجلال نے رسول خداؐ کو علم حلال و حرام تعلیم فرمایا۔ اور تنزیل و تاویل قرآن پر جو کچھ تا روز قیامت واقع ہوگا۔ اس پر مطلع کیا۔ اور حضرت رسولؐ نے سب جانا جناب امیرؑ کو اور جناب امیرؑ نے سب مجھ کو تعلیم کیا۔ کتاب عدد قویہ میں حذیفہ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ ایک روز کوہ حری یا کسی اور پہاڑ پر بیٹھے تھے اور جناب امیرؑ و ابوبکر و عمر و عثمان بھی وہاں بیٹھے تھے۔ اور ایک گروہ مہاجرین و انصار بھی وہاں موجود تھے۔ ناگاہ امام حسنؑ کو دیکھا کہ نہایت بامکین و وقار آتے ہیں۔ جب حضرت رسول نے دیکھا۔ فرمایا۔ جبرئیل حسن کو ہدایت کرتے ہیں اور میکائیل دوست رکھتے ہیں۔ حسنؑ میرا فرزند اور میری جان اور میری پسلیوں میں سے ایک پسلی ہے اور میرا فرزند اور نور دیدہ ہے۔ میرے پدر و مادر اس پر فدا ہوں۔ پس حضرت رسول اٹھے اور ہم بھی حضرت کے ہمراہ اٹھ کھڑے ہوئے اور امام حسنؑ کا استقبال کیا۔ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ اے حسنؑ تم میرے باغ کے میوہ اور میرے حبیب اور میری جان و دل ہو۔ پس امام حسن کا ہاتھ پکڑ کے لائے اور اپنے پاس بٹھایا۔

اور ہم لوگ حضرت کے گرد بیٹھے دیکھ رہے تھے۔ اور حضرت بغور امام حسنؑ کو دیکھتے تھے۔ پھر فرمایا یہ فرزند بعد میرے ہدایت کنندہ اور ہدایت یافتہ ہوگا۔ اور یہ فرزند خدا کی جانب سے میرے ہدیہ سے بچے میری جانب سے لوگوں کو خبر دے گا۔ اور میرے آثار پسندیدہ انہیں پہونچائے گا۔ میری سنت کو زندہ رکھے گا میرے کاموں کا متولی ہوگا۔ اور نظر لطف خدا اس کی طرف ہوگی پس خدا اس پر رحمت کرے۔ جو اس کی قدر جانے اور اور اس کے حق میں مجھ سے نیکی کرے گا۔ اور اس کے گرامی رکھنے سے مجھے گرامی رکھے۔ ہنوز سخن حضرت تمام نہ ہوا تھا کہ ایک اعرابی دور سے دکھائی دیا۔ کہ اپنے نیزہ کو ہلاتا تھا جب حضرت کی نظر اس پر پڑی فرمایا۔ تمہاری طرف وہ شخص آتا ہے جو تم سے ایسی سخت کلامی کرے گا پس وہ اعرابی آیا اور سلام نہ کیا پوچھا تم میں محمدؐ کون ہے ہم نے کہا کیا مطلب ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اسے کہنے دو۔ اعرابی نے کہا اے محمدؐ میں اس سے پہلے تم کو دشمن رکھتا تھا۔ اور اب تم کو دیکھ کر میں زیادہ دشمن ہوا۔ اور غضب آلودہ ہوں۔ حضرت رسولؐ متبسم ہوئے۔ لوگوں نے چاہا۔ اس کو آزار دیں۔ حضرت نے منع فرمایا۔ اعرابی نے کہا۔ اے محمدؐ تم پیغمبری کا دعوی کرتے ہو پیغمبروں پر دروغ کرتے ہو۔ اور کوئی حجت و دلیل اپنی پیغمبری پر تم نہیں رکھتے۔ حضرت نے فرمایا تم کو کیا معلوم میں دلیل نہیں رکھتا۔ اعرابی نے کہا۔ کیا دلیل ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اگر تو دلیل چاہتا ہے۔ تو میرے اعضا میں سے ایک عضو تجھے خبر دے گا۔ یہاں تک کہ میری دلیل محکم تر ہو۔ اعرابی نے کہا۔ آیا عضو آدمی کا کلام کرسکتا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ ہاں پس امام حسنؑ سے خطاب فرمایا۔ اٹھو اور حجت اس اعرابی پر تمام کرو۔ اعرابی متعجب ہوا۔ اور کہا۔ بچے کو حکم دیا ہے کہ مجھ سے گفتگو کرے۔ حضرت نے فرمایا تو اس کودک کو عالم۔ دانا پائے گا پس امام حسنؑ نے ابتدا کی۔ اور فرمایا اے اعرابی غافل و جاہل سے تو سوال نہیں کرتا بلکہ ایک فقیہ و دانا سے سوال کرتا ہے۔ اور خود تو جاہل و نادان ہے۔ یہ فرما کر چند شعر نہایت فصیح و بلیغ اپنی مفاخرت اور علم و فضل و جلالت پر فی البدیہہ انشا فرمائے۔ اور کہا۔ اے اعرابی تو نے اپنی زبان کھولی اور اپنے اندازہ سے گذر گیا۔ اور تیرے نفس نے تجھے فریب دیا لیکن اس مجلس سے تو حرکت نہ کرے گا۔ تا اینکہ انشاء اللہ ایمان لائے۔ پس اعرابی متبسم ہوا۔ اور کہا۔ وہ کہو جو میرا سبب اسلام ہو۔ امام حسنؑ نے کہا تم لوگ مع اپنی قوم کے ایک مجلس میں جمع ہوئے۔ اور از روئے جہالت و سفاہت محمد صلعم کو یاد کیا۔ اور کہا سب عرب ان کے دشمن ہوتے ہیں۔ اور وہ بھی تمام عرب سے دشمنی کرتے ہیں ان کا دفعیہ لازم ہے۔ اگر وہ مارے جائیں گے۔ اور کوئی ان کا خون طلب نہ کرے گا پس ان لوگوں نے بغیر سوچے سمجھے تجھ کو مقرر کیا۔ کہ تو آنحضرت کو قتل کرے۔ اور تو اپنا نیزہ اٹھا بارادۂ قتل آنحضرتؐ آیا۔ اور خائف و ترساں تھا کہ کوئی مطلع نہ ہو جائے اور تو یہ نہ جانتا تھا کہ خدا تجھے ایک

امر خیر کے لئے لایا ہے۔ کہ اس نے تیرے لئے ارادہ کیا ہے۔ اب میں تجھے ان امور کی خبر دیتا ہوں۔ جو تجھ پر سفر میں گذرے۔ اے اعرابی تو اپنی قوم میں سے چاندنی رات کو جدا ہوا۔ ناگاہ آندھی آئی اور اندھیرا آ گیا۔ ابر دکھائی دیا اور مینہ زور سے برسا۔ تو حیران ہوا۔ اور راہ بھول گیا۔ نہ قدرت آگے جانے کی رہی۔ اور نہ پھر جانے کی رہی کسی کے پاؤں کی آہٹ نہ آتی تھی اور نہ روشنی دیکھائی دیتی تھی ابر محیط آسمان پر تھا۔ اور ستارے چھپ گئے تھے۔ کبھی تجھے ہوا تھپیڑے مارتی تھی۔ اور کبھی خار و خاشاک سے ایذا پہونچتی تھی بجلی کی چمک سے آنکھوں میں چکا چوند ہوتی تھی۔ اور پتھر سے پاؤں مجروح ہوتے تھے۔ ناگاہ ان شدتوں سے تو نے رہائی پا کر اپنے کو ہمارے پاس دیکھا پس آنکھیں تیری روشن ہوگئیں۔ اور نالہ و بیقراری ساکن ہوئی۔ اعرابی نے کہا۔ یہ سب باتیں آپ نے کیونکر جانیں تم نے میرے دل کی خبر بیان کی۔ گویا اس سفر میں تم میرے ہمراہ تھے۔ اور میرے امور میں سے کوئی چیز تم پر مخفی نہ رہی۔ گویا غیب کی باتیں کرتے ہو۔ اب کہو اسلام کیا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ کہہ۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ و اشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہ پس اعرابی نے کلمہ پڑھا۔ اور مسلمان ہو گیا۔ اور اسلام اس کا نیک ہوا۔ کہ خود رسول کریمؐ نے خود اسے تھوڑا قرآن تعلیم فرمایا۔ اعرابی نے کہا۔ یا رسول اللہ میں اپنی قوم پاس پھر جاؤں۔ اور ان کو ہدایت کروں۔ اور شرائع دین انھیں تعلیم کروں۔ حضرتؐ نے اجازت دی جب وہ اعرابی اپنی قوم میں پہنچا۔ ایک جماعت کو حضرتؐ کی خدمت میں لایا۔ اور وہ بھی مسلمان ہوئے۔ پس بعد اس واقعہ کے جب لوگ امام حسنؑ کو دیکھتے تھے کہتے تھے۔ خدا نے امام حسنؑ کو مرتبہ عطا کیا ہے۔ جو خلق میں کسی دوسرے کو عطا نہیں کیا۔ ایضاً قطب راوندی نے روایت کی ہے۔ ایک روز عمرو بن عاص نے معاویہ سے کہا امام حسنؑ کلام کرنے میں عاجز ہیں۔ جب منبر پر جاتے ہیں۔ اور لوگ ان کی طرف دیکھتے ہیں۔ خجالت ان کو کلام کرنے میں منع کرتی ہے۔ پس معاویہ نے امام حسنؑ سے کہا منبر پر جا کر مجھے موعظہ کیجئے۔ امام حسنؑ منبر پر تشریف لائے۔ اور بعد موعظہ شافیہ اور اظہار حسب و نسب و جلالت و قدر و منزلت پر بہت کچھ فخر کیا۔ اور کہا میں ہی فرزند بہترین فرزندان فاطمہ دختر رسول خداؐ ہوں۔ میں ہی فرزند رسول خدا و فرزند سراج منیر و فرزند بشیر و نذیر و فرزند رحمتہ للعالمین و فرزند پیغمبر انس و جن ہوں میں ہی فرزند بہترین خلق خدا بعد از رسول خداؐ ہوں۔ میں ہی فرزند صاحب فضائل و دلائل ہوں میں ہی فرزند امیر المومنین ہوں کہ حق میرا غصب کیا ہے۔ میں ہی ایک دو بہترین جوانان بہشت سے ہوں میں ہی فرزند شفیع مطاع ہوں میں ہی اس کا فرزند ہوں جس کے ہمراہ فرشتوں نے قتال کیا۔ میں ہی اس کا فرزند ہوں۔ جس کے سامنے سب قریش خاضع

ہوئے ہیں ہی فرزند پیشوائے خلق ہوں۔ پس معاویہ ڈرا۔ کہ کہیں لوگ امام حسنؑ کے ساتھ نہ ہو جائیں۔
اور مجھ سے پھر جائیں۔ کہا۔ اے ابو محمدؑ منبر سے اُتر آیئے۔ جو کچھ آپ نے بیان کیا۔ بہت ہے۔ امام حسنؑ
منبر سے نیچے تشریف لائے۔ معاویہ نے کہا۔ تمہارے گمان میں تم خلیفہ ہو۔ اور حالانکہ تم کو قابلیت
خلافت کی نہیں۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ خلیفہ وہی ہے جو کتاب خدا پہ عمل کرے۔ اور متابعت سنت
رسول کرے۔ وہ خلیفہ نہیں جو درمیان مردم بجور و ظلم سلوک کرے۔ اور سنت ہائے رسول خدا کو
معطل چھوڑ دے۔ اور دنیا کو پدر و مادر سمجھے۔ بادشاہی کرے۔ اور بعد چند روز کے برخوردار ہو۔ اور
بعد اُس کے وہ لذت اس سے منقطع ہو جائے۔ اور عقوبت اس کے لیے باقی رہے۔ پس ایک جوان
قوم بنی امیہ سے جو اس مجلس میں حاضر تھا۔ معترض ہؤا۔ اور بہت سخنان ناسزا امام حسنؑ کو اور امیر المومنین
کو اس شقی نے کہے۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ خداوندا اپنی نعمت کو اس سے متغیر فرما۔ اور اسے عورت کر
دے۔ تاکہ اور لوگ اس کے حال سے عبرت حاصل کریں۔ جب اس شقی نے اپنے جسم پر نظر کی دیکھا۔
عورت ہو گیا ہے۔ مقام بول مثل عورتوں کے مبدل ہؤا۔ اور ریش بھی صفا چٹ ہو گئی۔ پس امام حسنؑ
نے فرمایا۔ اے عورت تو رہو کیوں مردوں کی مجلس میں بیٹھی ہے۔ یہ کہہ کر حضرت نے چاہا۔ کہ مجلس سے
تشریف لے جائیں۔ عمرو بن عاص نابکار نے کہا۔ ابھی توقف کیجئے۔ آپ سے چند مسائل دریافت
کروں گا۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ جو چاہو پوچھ لو۔ عمرو بن عاص نے کہا۔ مجھے خبر دیجئے کہ کرم و نجدت و
مروت کیا چیز ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ ولیکن کرم پس نیکی کرنا ہے کہ قصد عوض نہ ہو۔ اور قبل سوال
عطا کرنا ہے۔ ولیکن نجدت یعنی رفعت اپنے دشمنوں کو اپنے محارم سے دفع کرنا۔ اور ہر مقام میں
مکروہات میں صبر کرنا ہے۔ ولیکن مروت، مردمی پس وہ یہ ہے۔ کہ آدمی اپنے دین کو نگاہ رکھے۔
اور اپنے نفس کو کثافت و آلودگی سے حفظ کرے۔ اور ادائے حقوق خلق و خدا قیام کرے۔ اور جسے دیکھے۔
سلام کرے یہ ارشاد فرما کر حضرت تشریف لے گئے۔ پس معاویہ نے عمرو بن عاص کو ملامت و نفرین کی۔
اور کہا۔ تو نے اہل شام کو فاسد کر دیا۔ اور فضائل امام حسنؑ پہ مطلع کیا۔ عمرو بن عاص نے کہا۔ ان
باتوں کو چھوڑ دو۔ اہل شام تم کو دین و ایمان کے لیے دوست نہیں رکھتے بلکہ دنیا کے لیے
دوست رکھتے ہیں۔ شمشیر و مال تمہارے ہاتھ میں ہے۔ سخنان امام حسنؑ مفید نہ ہوں گے۔ پس
اس جوان بنی اُمیہ کا قصہ لوگوں میں منتشر ہؤا۔ اور اس کی زوجہ امام حسنؑ کی خدمت میں
آئی۔ اور تضرع و زاری استغاثہ و فریاد اپنے شوہر کے عورت ہو جانے پر بہت کی۔ امام حسنؑ بھی اس
کے رونے پر رونے لگے۔ اور دعا کی پس وہ پھر مرد ہو گیا۔

فصل پانچویں۔ بیان احوال امام حسنؑ بعد شہادت امیرؑ و صلح معاویہ

جاننا چاہیئے کہ بعد ثبوت عصمت و جلالت آئمہ ہدیٰ لازم ہے جو کچھ ان سے واقع ہوا۔ مومنین اسے تسلیم کریں اور اعتراض و شبہہ نہ کریں۔ اور جانیں جو کچھ خدا کا فعل ہے وہ از جانب خدا ہے اور اعتراض ان پر کرنا خدا پر اعتراض کرنا ہے۔ جیسا کہ سابقاً معلوم ہوا ہے۔ کہ ایک صحیفہ خدا نے رسول خداؐ کے لئے بھیجا۔ اور اس صحیفہ پر بارہ مہریں لگی تھیں۔ پس ہر امام اپنی مہریں کھولتے۔ اور جو کچھ اس میں لکھا پاتے اس پر عمل کرتے تھے۔ اور کس طرح جائز ہے کہ اپنے عقل ناقص سے اس گروہ پر اعتراض کریں۔ جو حجت ہائے خدا زمین پر ہیں اور ان کا کہا خدا کا کہا اور ان کا کیا خدا کا کیا ہے۔

خطبہ حضرت امام حسنؑ۔ ابن بابویہؒ و شیخ مفیدؒ و شیخ طوسیؒ و ابن شہر آشوبؒ وغیرہ نے روایت کی ہے۔ کہ بعد شہادت جناب امیرؑ امام حسنؑ منبر پر تشریف لے گئے۔ اور خطبہ بلیغ فرمایا جو مشتمل بر معارف ربانی و حقائق سبحانی ادا کر کے فرمایا۔ ہم ہی حزب اللہ ہیں۔ کہ غالب ہیں اور ہم ہی عترت رسول خداؐ ہیں کہ ہم سب سے آنحضرت زیادہ نزدیک ہیں۔ اور ہم ہی اہل بیت رسالت ہیں کہ بدی اور گناہوں سے معصوم و مطہر ہیں۔ اور ہم ہی ان دو چیز بزرگ سے ہیں۔ کہ جناب رسول خداؐ اپنی جگہ امت میں چھوڑ گئے۔ اور فرمایا۔ انی تارکٌ فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ و عترتی اہل بیتی۔ اور ہم ہی تھے۔ رسول خداؐ نے ہم کو ردیف کتاب خدا کہا۔ اور علم تنزیل و تاویل قرآن ہم کو دیا۔ اور ہم قرآن یقینی سخن کہتے اور ظن و گمان تاویل قرآن نہیں کرتے۔ پس ہماری اطاعت کرو ہماری اطاعت خدا کی جانب سے تم پر واجب ہوئی ہے اور خدا نے ہماری اطاعت اور اپنے رسول کی اطاعت کو اپنی اطاعت کے ساتھ مقرون کیا ہے۔ اور فرمایا ہے یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم بعد اس کے حضرت نے فرمایا اس شب وہ شخص دنیا سے گیا۔ کہ عمل خیر میں جس کے سابقین نے سبقت نہ کی۔ اور ان کی ..... برابری تک کوئی سعید نہ پہونچ سکے گا۔ تحقیق کہ رسول خداؐ کے ہمراہ انہوں نے جہاد کیا۔ اور اپنی جان رسول خداؐ پر قربان کی۔ اور رسول خداؐ اپنا علم دے کر ان کو جس طرف بھیجتے تھے۔ جبرئیل ان کی داہنی طرف اور میکائیل جانب بائیں رہتے تھے۔ اور پھر کر نہ آتے تھے۔ جب تک خدا ان کے ہاتھ سے فتح نہ کرتا تھا۔ اور اس رات کو انہوں نے عالم بقا رحلت کی۔ جس رات کو حضرت عیسیٰ آسمان پر گئے اور یوشع بن نون وصی حضرت موسیٰ نے اس رات کو انتقال کیا اور کچھ طلا و نقرہ انہوں نے نہیں چھوڑا۔ مگر سات سو درہم کہ ان کی بخشش

سے زیادہ کرتے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ ایک خادم اپنے اہل بیت کے لئے خرید یں۔ تا اینکہ گریہ حضرت گلوگیر ہوا۔ اور خروش لوگوں سے اٹھا۔ پھر فرمایا۔ میں ہی فرزند بشیر و نذیر ہوں۔ میں ہی فرزند دعوت کنندہ بجانب خدا بامر خدا ہوں۔ میں ہی فرزند سراج منیر ہوں۔ میں ہی اس خانوادہ سے ہوں جس کو خدا نے رجس سے دور کیا۔ اور ان کو معصوم و مطہر فرمایا ہے۔ میں ہی ان اہل بیت سے ہوں کہ خدا نے اپنے کتاب میں جن کی مودت خدا نے واجب کی۔ اور فرمایا قل لا اسئلکم علیہ اجراً الّا المودّۃ فی القربیٰ ومن یقترف حسنۃ نزدلہ فیھا حسناً اور خدا نے حسنہ جو اس آیت میں فرمایا ہے۔ مراد اس سے محبت ہماری ہے۔ اس کے بعد عبداللہ بن عباس اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا اے گروہ مردمان یہ تمہارے پیغمبر کا فرزند ہے اور تمہارے امام کا وصی ہے۔ اس سے بیعت کرو۔ یہ سن کر لوگوں نے قبول کیا۔ اور کہا کس قدر یہ ہماری طرف محبوب ہیں۔ اور کس درجہ ہم پر ان کا حق واجب ہے اور جلد جلد امام حسنؑ سے بیعت خلافت کی۔ اور امام حسنؑ نے ان سے شرط کی ہیں جس سے صلح کروں تم بھی صلح کرو۔ اور جس سے میں جنگ کروں تم بھی جنگ کرو۔ ان لوگوں نے قبول کیا اور یہ واقعہ اکیسویں ماہ مبارک رمضان کا ہے۔ سال چہلم ہجرت سے بروز جمعہ ہوا۔ اور اس وقت عمر شریف امام حسنؑ سینتیس سال کی تھی بعد اس کے امام حسنؑ منبر سے نیچے تشریف لائے۔ اور حکام اطراف و نواحی میں روانہ کر کے سب جگہ مقرر کئے اور عبداللہ بن عباس کو بصرہ بھیج دیا۔ شیخ مفیدؒ و ابن بابویہؒ و قطب راوندیؒ و ابن شہر آشوبؒ وغیرہ نے **بیان خلافت و بیعت** روایت کی ہے۔ کہ جب بعد شہادت جناب امیرؑ لوگوں نے امام حسنؑ سے بیعت کی اور بیعت کرنے کی خبر معاویہ کو پہونچی۔ اس نے دو جاسوس ایک بصرہ کی جانب اور دوسرا بطرف کوفہ روانہ کیا۔ کہ جو کچھ واقع ہو لکھا کریں اور جب امام حسنؑ مطلع ہوئے۔ دونوں کو بلایا اور ان کو قتل کیا۔ اور ایک نامہ معاویہ کو لکھا کہ مجھ سے بیعت کرے۔ اور اپنے فضائل و استحقاق خلافت کو بہ نہایت شافی درج کیا۔ اور لکھا کہ تو نے جاسوس بھیجے اور حیلہ سازی و مکاری کی۔ میرا گمان یہ ہے کہ تیرا ارادہ جنگ ہے۔ اگر واقعی تیرا ارادہ ہے تو میں بھی موجود ہوں جب یہ نامہ معاویہ پاس پہونچا۔ اس نے کلمات سخت و درشت اور جو بمقتضائے کفر و نفاق تھا اس نامہ میں لکھا۔ اور امام حسنؑ کی خدمت میں بھیجا۔ اور لشکر گراں لے کر متوجہ عراق ہوا۔ اور چند جاسوس کوفہ میں منافقوں اور خارجیوں مثل عمرو بن حریث و اشعث بن قیس و شیث بن ربعی وغیرہ پاس بھیجے کہ وہ لوگ اصحاب امام حسن میں تھے۔ اور بخوف شمشیر جبراً اطاعت قبول کی تھی۔ اور ان منافقین و خوارج کو معاویہ نے لکھا کہ جو امام حسن کو تم میں سے قتل کرے گا۔ میں اسے دو لاکھ درہم اور ایک اپنی دختر دونگا۔ اور ایک لشکر لشکرہائے شام سے اس کے تابع کر دوں گا۔ اس فریب و حیلہ سے اکثر منافقین کو اس نے اپنی طرف مائل اور امام حسنؑ کی جانب سے منحرف کر دیا۔ یہاں تک کہ امام حسنؑ ایک زرہ

دوں گا۔ اور پانچ سو درہم بھی اس لئے بھیجے۔ اس شقی نے جب روپیہ دیکھا۔ اور وعدۂ حکومت سُنا۔
دین کو دنیا پر بیچ ڈالا۔ اور روپیہ لے کر مع دو سو نفر کے اپنے عزیزوں اور مخصوصوں میں سے معاویہ پاس چلا
گیا۔ اور امام حسنؑ سے منحرف ہو گیا جب یہ خبر امام حسنؑ کو پہونچی حضرت نے خطبہ پڑھا۔ اور فرمایا۔ اس مرد
کندی نے مجھ سے مکر کیا۔ اور معاویہ پاس چلا گیا۔ اور میں نے مکرر تم سے کہا۔ کہ تمہارے عہد کو وفا نہیں اور تم
سب بندۂ دنیا ہو۔ اب میں دوسرے شخص کو بھیجتا ہوں۔ اور جانتا ہوں کہ وہ بھی ایسا ہی کرے گا۔ پس ایک
مرد کو قبیلۂ مراد سے مع چار ہزار مرد روانہ کیا۔ اور اس سے عہد و پیمان لیا۔ کہ غدر و مکر نہ کرے۔ اور اس نے قسمیں
کھائیں کہ میں فریب نہ دوں گا وفا کروں گا۔ جب وہ روانہ ہوا فرمایا یہ بھی مثل مرد کندی مکر کرے گا۔ جب یہ مرد مرادی
پہونچا۔ معاویہ نے قاصد اور نامے اسے بھیجے اور پانچ ہزار درہم بھی بھیجے اور وعدہ حکومت و امارت جہاں
کی وہ پسند کرے لکھا۔ پس وہ بھی امام حسن سے منحرف ہو کر معاویہ پاس چلا گیا جب یہ خبر امام حسنؑ کو پہونچی
خطبہ پڑھا۔ اور فرمایا میں نے تم سے مکرر کہا کہ تم لوگ باوفا نہیں ہو۔ دیکھو مرادی نے بھی مجھ سے مکر کیا اور
معاویہ پاس چلا گیا۔ پس عبد اللہ بن عباس کو ہمراہ قیس بن سعد بارہ ہزار آدمی پر سردار کر کے دیر عبد الرحمٰن
سے جانب معاویہ بھیجا۔ اور فرمایا۔ اگر عبد اللہ بیمار ہو قیس بن سعد امیر ہو۔ اگر وہ بھی بیمار ہو جائے سعید پسر
قیس امیر ہو۔ اور عبد اللہ کو وصیت کی کہ قیس بن سعد و سعید بن قیس کی صلاح و مشورہ پر عمل کرے اور
خود بھی حضرت نے وہاں سے کوچ کیا۔ اور ساباط مدائن کی طرف تشریف لے گئے۔ اور وہاں پہنچ کر
چاہا۔ اپنے اصحاب کا امتحان کریں اور ان کے کفر و نفاق اور بے وفائی کو لوگوں پر ظاہر کریں۔ پس لوگوں
کو جمع کیا۔ اور حمد و ثنائے الٰہی بجا لا کر فرمایا۔ اما بعد تحقیق کہ میں بعد حمد و نعت خدا امید رکھتا ہوں کہ اس کی خلق
پر خیر خواہ ترین بہترین مردم ہوں۔ اور کسی مسلمان کی طرف سے میرے دل میں کینہ نہیں اور کسی طرف سے میرے
دل میں ارادۂ بدی نہیں۔ اور مسلمانوں کی جمعیت کو پراگندگی سے بہتر جانتا ہوں۔ اور جو صلاح تم حق میں اپنے
بہتر جانتے ہو۔ اس سے میں بہتر جانتا ہوں پس لازم ہے میرے حکم کی مخالفت نہ کرو۔ اور میری رائے کو
اپنے حق میں رد نہ کرو۔ امید ہے خدا مجھے اور تمہیں بخش دے۔ اور ہمیں تمہیں جس میں اس کی محبت و
خوشنودی ہے ہدایت کرے۔ جب ان منافقین نے یہ کلام حضرت سے سُنا۔ ایک نے دوسرے پر نظر
کی۔ اور کہا۔ اس کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کو معاویہ سے صلح منظور ہے۔ اور چاہتے ہیں کہ خلافت
معاویہ کو دیں۔ پس سب اٹھ کھڑے ہوئے اور حملہ کر دیا اور اسباب امام حسنؑ کو لوٹ لیا۔ یہاں تک کہ جانماز
حضرت کے پاؤں کے نیچے سے کھینچ لی۔ اور ردا دوش مبارک سے اتاری۔ پس امام حسنؑ نے اپنا
گھوڑا طلب کیا۔ اور سوار ہوئے۔ اور اہل بیت آنحضرت نے گروہ شیعوں کے ہمراہ حضرت کو بیچ

میں لے لیا۔ اور جب ساباط مدائن میں پہونچے۔ جراح بن سنان اسدی شقی نے لگام اسپ آنحضرت پکڑ لی۔ اور ایک خنجر ران مبارک پر مارا۔ کہ استخوان تک شگافتہ ہو گیا۔ اور بروایت دیگر پہلو پر خنجر مارا۔ پس ملازمان و موالیان و دوستان امام حسنؑ نے اس ملعون کو پکڑ کر قتل کیا۔ اور حضرت کو عماری میں بٹھا کر مدائن میں لے گئے۔ اور سعد بن مسعود ثقفی کے گھر میں۔ کہ وہ حضرت کی طرف سے والی مدائن تھا۔ نزول اجلال فرمایا۔ اور وہ مختار کا چچا تھا۔ پس مختار اپنے چچا پاس آیا۔ اور کہا چلو امام حسنؑ کو ہم معاویہ کو دے دیں۔ شاید معاویہ اس کے عوض میں ہم کو ولایت دے دے۔ سعد نے کہا۔ تیرا برا ہو۔ یہ کیا بکتا ہے۔ میں امام حسنؑ اور ان کے پدر بزرگوار کی طرف سے مدائن کا حاکم ہوں۔ ان کا حق نعمت فراموش کر دوں۔ اور فرزند رسول خداؐ کو معاویہ کو دے دوں۔ جب شیعیان امام حسنؑ نے یہ کلام سنا چاہا مختار کو قتل کریں۔ آخر بشفاعت عم مختار اس کی تقصیر سے درگذر کیا۔ پس سعد ایک جراح کو لایا۔ اور زخم کا علاج کیا۔ اکثر رؤسائے لشکر امام حسن نے معاویہ کو لکھا۔ کہ ہم تمہارے مطیع و منقاد ہیں۔ تم جلد متوجہ عراق ہو۔ جب نزدیک پہونچو گے ہم امام حسنؑ کو پکڑ کے تم کو دے دیں گے۔ ناگاہ خبر آئی جب عبداللہ بن عباس برابر لشکر معاویہ پہونچے معاویہ نے ایک قاصد ان کے پاس بھیجا۔ اور دس ہزار درہم کا وعدہ کیا۔ کہ نصف اسی وقت دے دیئے اور نصف جب کوفہ میں آئے دیئے۔ پس اسی شب اپنے لشکر سے بھاگا۔ اور معاویہ کے لشکر میں جا ملا جب صبح ہوئی اس کو اس کے خیمہ میں نہ دیکھا۔ پھر ہمراہ قیس بن قیس نماز صبح ادا کی۔ اور قیس نے خطبہ پڑھ کر لوگوں کو کہا۔ کہ اگر اس خائن یعنی . . . نے اپنے امام سے خیانت کی لازم ہے کہ تم خیانت نہ کرو۔ اور خدا و رسول کے غضب سے اندیشہ کرو۔ اور دشمنان خدا سے جنگ کرو۔ ان لوگوں نے بظاہر قبول کیا۔ مگر ہر شب لوگ امام حسنؑ کے لشکر سے بھاگ کر معاویہ کے لشکر میں جا ملتے تھے۔ اس کے بعد دوسرا نامہ معاویہ نے امام حسن پاس بھیجا۔ اور فہرست اسمائے منافقین اصحاب آنحضرت جنہوں نے اسے لکھا اور اظہار اطاعت و انقیاد کیا تھا۔ اپنے نامہ میں ملفوف کر کے بھیج دی اور لکھا۔ تمہارے اصحاب نے تمہارے باپ سے وفا نہ کی۔ اور تم سے بھی وفا نہ کریں گے۔ فہرست ملاحظہ ہو۔ جب امام حسنؑ نے نامہ معاویہ اور فہرست منافقین اصحاب پڑھی۔ اور . . . . . کی بیوفائی اور اپنے لشکر کی سستی و لشاق پر مطلع ہوئے۔ پھر اتمام حجت کے لئے فرمایا میں جانتا ہوں کہ تم لوگ مکار ہو۔ ولیکن میں حجت خدا تم پر تمام کرتا ہوں۔ لازم ہے کہ کل فلاں موضع میں جمع ہوں۔ اور بیعت نہ توڑو۔ بعقوبت الٰہی سے ڈرو۔ پس دس روز تک اس موضع میں توقف فرمایا۔ اور چار ہزار سے زیادہ لوگ حضرت کے پاس جمع نہ ہوئے۔ امام حسنؑ منبر پر تشریف لے گئے۔ اور فرمایا۔ مجھے اس گروہ سے تعجب ہے جو نہ حیا رکھتے ہیں۔ اور نہ ایمان۔ تم پر وائے ہو۔ بخدا سوگند معاویہ جس بات کا میرے قتل

بر ضامن ہوتا ہے اس پر وفا نہ کرے گا۔ اور میں تمہارے لئے چاہتا تھا۔ کہ دین حق کو برپا کروں۔ مگر تم نے میری
مدد نہ کی میں تنہا عبادت خدا کر سکتا ہوں۔ ولیکن قسم بخدا اگر میں امر خلافت معاویہ کے سپرد کرتا ہوں
ہرگز تم لوگ دولت بنی امیہ میں خوش و شادمان نہ رہو گے۔ انواع عذاب تم پر کریں گے اور گویا میں تمہارے
فرزندوں کو دیکھ رہا ہوں۔ کہ ان کے گھروں کے دروازوں پر کھڑے کھانا پانی مانگ رہے ہیں اور وہ ان
کو نہیں دیتے۔ قسم بخدا اگر میں یقیناً جانتا۔ تو معاویہ کے لئے یہ حکومت نہ چھوڑ دیتا۔ اس لئے کہ بخدا و رسول
قسم کھاتا ہوں کہ خلافت بنی امیہ پر حرام ہے۔ اے بندگان دنیا تم پر نفرین ہو۔ اور جلد اپنے اعمال وبال
میں گرفتار ہو گے۔ جب امام حسنؑ اپنے اصحاب سے مایوس و ناامید ہو گئے معاویہ کو جواب دیا کہ میں چاہتا
تھا حق کو زندہ اور باطل کو مردہ کروں۔ اور کتاب خدا و سنت رسول خداؐ کو جاری کروں۔ لوگوں نے مجھ سے
موافقت نہ کی۔ اب میں تجھ سے چند شرائط پر صلح کرتا ہوں۔ اور مجھے معلوم ہے کہ تو ان شرطوں پر وفا نہ کرے گا۔
اس بادشاہی پر جو تجھے میسر ہوئی خوش نہ ہو۔ کہ بہت جلد پشیمان ہو گا۔ جس طرح اور لوگوں نے غصب خلافت
کی۔ اور پشیمان ہوئے۔ ان کی پشیمانی ان کو نفع نہ بخشے گی۔ یہ لکھ کر اپنے پسر عم عبداللہ بن حارث کو معاویہ پاس
بھیجا کہ عہد و پیمان اس سے لیں اور نامۂ صلح لکھیں۔ اس وقت نامہ اس طرح لکھا گیا۔
مضمون صلح نامہ با معاویہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حسنؑ بن علی بن ابی طالب
نے معاویہ بن ابو سفیان سے ان شرائط پر صلح کی۔ کہ درمیان مردم بکتاب خدا و سنت رسول خداؐ پر برحق
عمل کرے اور شرط یہ ہے کہ بعد اپنے اس کام پر کسی کو مقرر نہ کرے۔ اور شام و عراق و حجاز و یمن اور ہر جگہ کے
لوگ اس کے شر اور عذر سے بےخوف رہیں۔ اور اصحاب علی ابن ابی طالب اور ان کے شیعہ اپنی جان و مال
و زنان و اولاد سے بےخوف رہیں۔ پس معاویہ سے ان شرائط پر اور اس امر پر بھی عہد و پیمان خدا لیا گیا کہ حسن
بن علی اور ان کے برادر حسین اور جمیع اہل بیت و عزیزان رسول خداؐ سے معاویہ کوئی مکر و عذر نہ کرے۔ اور پنہان
و آشکارا کوئی ضرر نہ پہنچائے۔ اور ان میں سے کسی کو کسی مقام پر نہ ڈرائے۔ اور ہر حقدار کا حق اسے پہنچائے۔
اور ہر سال خراج ملک سے پچاس ہزار درہم آنحضرت کو پہنچائے اور جناب امیرؑ کو برا نہ لکھیں اور قنوت
نماز میں و منابر جناب امیرؑ اور ان کے شیعوں کو جیسا کہ ان لوگوں کا قاعدہ تھا نہ کہیں اور جب نامہ لکھا گیا خدا
اور رسولؐ کو گواہ کیا۔ اور عبداللہ بن حارث و عمرو بن ابی سلمہ و عبداللہ بن عامر و عبدالرحمٰن بن ابی ثمرہ وغیرہ نے
اس نامہ پر گواہی دی۔ اور جب صلح منعقد ہو گئی۔ متوجہ کوفہ ہوا۔ یہاں تک کہ بدر نخیلہ میں اترا۔ اور وہاں
نماز پڑھ کر خطبہ پڑھا اور آخر خطبہ میں کہا میں نے تم سے اس وجہ سے قتال نہیں کیا۔ کہ تم لوگ نماز پڑھو یا روزہ
رکھو یا زکوٰۃ دو۔ مجھے اس سے مطلب نہیں۔ ولیکن میں نے تم سے اس سبب سے قتال کیا کہ میں تم پر امیر ہو جاؤں۔

اور خدا نے مجھے امارت دی۔ ہر چند تم نے نہ چاہا۔ اور چند شرائط میں نے امام حسنؑ سے کیں اور سب شرائط اب میرے پاؤں کے نیچے ہیں۔ اور ان میں سے میں ایک پر بھی وفا نہ کروں گا۔ بعد اس کے کوفہ میں داخل ہوا۔ اور بعد کئی روز کے مسجد میں آیا۔ اور امام حسنؑ کو منبر پر بھیجا۔ اور کہا۔ بیان کیجیئے۔ کہ خلافت حق معاویہ کا ہے۔ جب امام حسنؑ منبر پر تشریف لائے۔ حمد و ثنائے الٰہی بجا لائے اور درود اہل بیت و حضرت رسولؐ پر بھیجا۔ اور فرمایا۔ ایہا الناس اگر مابلقا و جابلسا میں ایسا آدمی تلاش کرو۔ جس کا نانا رسول خداؐ اور باپ علی مرتضٰی ہو بغیر میرے اور میرے برادر حسینؑ کے نہ پاؤ گے۔ خدا نے تم کو رسول خداؐ سے ہدایت کی۔ اور تم ان کے اہل بیت سے دستبردار ہوئے تحقیق کہ معاویہ نے اس امر میں جو مجھ سے مخصوص اور جس کا میں سزاوار تھا۔ منازعہ اور مخاصمہ کیا۔ اور جب میں نے کوئی یار و مددگار نہ پایا۔ بخیال اصلاح و حفظ خون ہائے امت آپ دستبردار ہوا اور تم نے مجھے بیعت کی تھی کہ میں جس سے صلح کروں تم بھی اس سے صلح کرو۔ جس سے میں جنگ کروں تم بھی اس سے جنگ کرو۔ اور میں نے مصلحت امت کی اس میں دیکھی کہ اس سے صلح کروں اور حفظ خونہائے مردم و خونریزی سے بہتر سمجھا۔ اور میری غرض تمہاری اصلاح تھی اور جو کچھ میں نے کیا۔ ان پر حجت ہے جو مرتکب ان امور کے ہوں۔ اور فتنہ مسلمانوں کے لئے ہے۔ اور منافقوں کے لئے تمتع قلیل ہے۔ جب تک کہ خدا حق کو غالب کرے اور اس کے اسباب مہیا کر دے۔ پس معاویہ اٹھا اور نسبت جناب امیرؑ کے کلمات ناسزا کہے۔ امام حسینؑ اُٹھ کھڑے ہوئے اور چاہا۔ معترض جواب معاویہ ہوں۔ امام حسنؑ نے ان کا ہاتھ پکڑ کے بٹھایا۔ اور خود کھڑے ہو کر فرمایا۔ اس شخص کو معلوم ہو جو علی ابن ابی طالب کا نام لیتا ہے اور مجھے ناسزا کہتا ہے۔ میں حسنؑ ہوں اور پدر بزرگوار میرے علیؑ ابن ابی طالب ہیں اور تو معاویہ ہے اور تیرا باپ صخر ہے اور میری ماں فاطمہ زہراؑ ہیں۔ اور تیری مادر ہندہ ہے۔ میرے جد رسول خداؐ ہیں اور تیرے جد حرب ہیں۔ میری جدہ خدیجہ ہیں اور تیری جدہ قتیلہ ہے۔ پس خدا اس پر نفرین کرے۔ جو مجھ میں اور تجھ میں پست تر نام و نسب میں زیادہ ہو۔ اور جس کا حسب پست تر اور کفر جس کا قدیم تر اور نفاق جس کا زیادہ تر اور حق جس کا اسلام اور اہل اسلام پر کمتر ہو۔ پس اہل مسجد سے غلغلۂ خروش بلند ہوا۔ اور کہا آمین بعض کتب معتبرہ میں روایت ہے۔ بعد صلح کے امام حسینؑ روتے ہوئے۔ امام حسنؑ پاس گئے اور ہنستے ہوئے باہر تشریف لائے لوگوں نے سبب دریافت کیا۔ فرمایا میں اپنے امام پاس گیا۔ اور سوال کیا۔ کہ معاویہ کو خلافت دینے کا کیا باعث ہوا۔ فرمایا جو باعث تمہارے پدر بزرگوار کو ہوا۔ پس میں راضی و خوشنود ہوا۔ اور باہر آیا۔ ایضاً۔

معاویہ کا امام حسینؑ سے اصرار بیعت ۔ روایت کی ہے جب امام حسنؑ اور معاویہ میں مصالحہ ہوئی اس وقت معاویہ نے امام حسینؑ سے بیعت کو کہا۔ امام حسنؑ نے معاویہ سے کہا حسینؑ سے کچھ کام نہ رکھ۔ کہ وہ بیعت نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ شہید ہو۔ اور وہ شہید نہ ہو گا جب تک سب اہل بیت اس کے شہید نہ ہو

لیں اور اہل بیت اس کے شہید نہ ہوں گے جب تک کہ اہل شام قتل نہ کر لیں۔ بعد اس کے معاویہ نے قیس بن سعد کو بیعت کے لئے طلب کیا۔ اور قیس تنومند اور مرد قوی بلند قامت تھے جب گھوڑے پر سوار ہوتے تھے۔ پاؤں زمین پر لگتے تھے۔ معاویہ سے قیس نے کہا میں نے قسم کھائی ہے۔ کہ اس سے ملاقات نہ کروں گا مگر یہ کہ میرے اور اس کے درمیان نیزہ و شمشیر ہو۔ معاویہ نے اس کی قسم اتارنے کو نیزہ و شمشیر منگائی۔ اور قیس کو طلب کیا۔ اور قیس مع چار ہزار آدمیوں کے علیحدہ معاویہ سے بنام جنگ تھے۔ جب دیکھا۔ امام حسنؑ نے صلح کی۔ مضطرب ہو کر معاویہ پاس آئے۔ اور متوجہ امام حسینؑ ہوئے۔ اور پوچھا بیعت کروں۔ امام حسینؑ نے ارشاد امام حسنؑ کی طرف کیا اور فرمایا وہ میرے امام ہیں۔ اور انہیں اختیار ہے۔ ہر چند لوگ کہتے تھے۔ مگر قیس بیعت کے لئے ہاتھ نہ پھیلاتے تھے۔ یہاں تک معاویہ کرسی سے نیچے آیا۔ اور اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ پر رکھا۔ اور روایت کی ہے معاویہ جب نخیلہ سے متوجہ کوفہ ہوا۔ خالد بن عرفطہ آگے آگے معاویہ کے جاتا تھا۔ اور حبیب بن مجاز رایت کفر و ضلالت ہاتھ میں لئے آگے آگے جاتا تھا۔ یہاں تک کہ باب الفیل سے داخل مسجد کوفہ ہوئے پس لوگوں کو حکم جناب امیرؑ یاد آیا کہ حضرت نے اس واقعہ کی خبر دی تھی جس طرح کہ فریقین نے عطا ابن سائب سے روایت کی ہے۔ اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ ایک روز جناب امیرؑ مسجد میں خطبہ پڑھ رہے تھے۔ ناگاہ ایک شخص دروازہ سے اندر آیا۔ اور کہا۔ خالد بن عرفطہ مر گیا جناب امیرؑ نے فرمایا قسم بخدا نہیں مرا۔ اس کے بعد ایک اور شخص آیا۔ اور کہا۔ خالد مر گیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ نہیں مرا اور نہ مریگا۔ جب تک کہ اس دروازہ مسجد سے اندر آئے۔ اور حبیب بن مجاز رایت کفر و ضلالت اٹھائے اس کے ہمراہ ہو۔ یہ سن کر حبیب منبر کے نیچے سے اٹھا۔ اور کہا۔ میں ہی حبیب ہوں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ وہی ہوگا جو میں نے کہا ہے۔ اس وقت صدق مقال جناب امیرؑ حاضرین پر ظاہر ہوا۔

خطبہ معاویہ برائے بیعت امام حسنؑ کا خطبہ بلیغہ بجواب معاویہ شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے۔ جب امام حسنؑ عازم صلح معاویہ ہوئے اور ملاقات کی۔ معاویہ منبر پہ گیا اور خطبہ پڑھا۔ اور کہا۔ ایہا الناس حسنؑ فرزند علی ابن ابی طالب و فاطمہ زہرا نے مجھے لائق خلافت جانا اور اپنے کو لائق خلافت نہ جانا۔ اور بخواہش و رغبت آئے ہیں کہ مجھ سے بیعت کریں پس امام حسنؑ سے اٹھے اور خطبہ بلیغہ مشتمل بر محامد بسیار و معارف بیشمار و درود سید ابرار و آلہ اطہار ادا کیا۔ اور بعد حمد و صلوٰۃ فرمایا اے گروہ خلائق میں جو کہتا ہوں تم گوش دل اور کان میری طرف کرو اور سمجھ لو۔ کہ ہم وہ اہل بیت ہیں جن کو خدا نے بسبب اسلام گرامی رکھا۔ اور تمامی خلائق سے برگزیدہ کر کے اختیار کیا۔ اور ہم سے رجس کو دور کیا اور ہم کو پاک کیا۔ جو حق پاک کرنے کا ہے۔ اور رجس کے معنی شک کے ہیں پس ہیں خدا ئے برحق اور اس کے دین پر شک نہیں کرتا۔ اور مجھے خدا نے ہر دروغ و ضلالت سے پاک کیا ہے۔ اور مجھے اور میرے آباؤ اجداد کو تا حضرت آدم شرک

اور برائیوں سے پاک کیا۔ ہرگز دو گروہ نہ تھے۔ مگر یہ کہ ہم بہترین گروہ ہوتے پس امور مترتب اور اسباب سبب ہوئے یہاں تک کہ خدا نے حضرت رسولؐ کو پیغمبری مبعوث کیا۔ اور ان کو برسالت اختیار کیا۔ اور ان پر اپنی کتاب بھیجی کہ وہ لوگوں کو جانب خدا دعوت کریں پس سب سے پہلے جس نے دعوت اسلام خدا کے لئے قبول کی۔ وہ میرے پدر بزرگوار تھے۔ وہ سب سے پہلے خدا پر ایمان لائے اور پیغمبر خداؐ کی تصدیق کی۔ اور خدا قرآن میں فرماتا ہے افمن کان علی بینة من ربه ویتلوه شاهد منه پس مراد بینہ سے رسول خداؐ ہیں کہ از جانب پروردگار دلیل و رہنما تھے اور میرے پدر بزرگوار علیؑ بعد مرتبہ نبوت ان کی حقیقت پر گواہ تھے۔ اور ان سے تھے اس لئے کہ جب حضرت رسولؐ نے سورۂ برأت دے کر ابوبکر کو جانب مکہ بھیجا۔ میرے پدر بزرگوار کو اس کے عقب میں روانہ کیا کہ سورہ اس سے لیکر اہل مکہ پر پڑھیں۔ اور فرمایا۔ مجھے حکم ہوا ہے۔ اس سورہ کو یا تو میں لے جاؤں۔ یا وہ شخص جو مجھ سے ہو۔ وہ لے جائے اور یا علیؑ تم ہی وہ شخص ہو جو مجھ سے ہو۔ پس علیؑ رسول خدا سے اور رسول خداؐ علیؑ سے تھے جس وقت رسول خداؐ نے درمیان جناب امیرؑ و جعفرؑ و زید بن حارثہ در باب دختر حمزہ حکم کیا فرمایا لیکن یا علیؑ پس تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ اور تم میرے بعد ولی اور مولا ہر مومن ہو۔ میرے پدر جناب امیرؑ نے سب سے پہلے رسول خداؐ کی تصدیق فرمائی اور مثل اپنی جان کے انکی حفاظت کی اور رسول خداؐ ہر جگہ ان کو پہلے بھیج دیتے تھے۔ اور بوجہ زیادتی وثوق و اعتماد ہر شدت میں ان کو آمادہ کرتے تھے اور سب سے زیادہ رسول خداؐ کے نزدیک جناب امیرؑ مقرب تھے۔ اور حق تعالیٰ فرماتا ہے والسابقون السابقون اولئك المقربون پس میرے پدر امیرالمومنینؑ جانب خدا و رسول سابق ترین سابقان اور مقرب ترین مقربان تھے اور پھر خدا فرماتا ہے۔ لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئك اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا یعنی برابری نہیں کر سکتے اس شخص کی جس نے قبل فتح مکہ راہ خدا میں انفاق کیا اور کفار سے جہاد کیا۔ ان کا مرتبہ عظیم ہے ان لوگوں سے جنہوں نے بعد فتح مکہ انفاق و مقاتلہ کیا۔ امام حسنؑ نے فرمایا پس میرے پدر سب سے پہلے اسلام اور ایمان لائے۔ اور سب سے پہلے خدا اور رسول خداؐ کی طرف ہجرت فرمائی اور سب سے پہلے بقدر وسعت و اطاعت راہ خدا میں انفاق کیا اور حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ والذین جاؤا من بعدهم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان پس سب امتوں کے لوگ تا روز قیامت میرے پدر امیرالمومنینؑ کے لئے استغفار کرتے ہیں اس وجہ سے کہ سب سے پہلے خدا اور رسول خدا پر ایمان لائے۔ پھر خدا فرماتا ہے۔ اجعلتم سقایة الحاج وعمارة المسجد الحرام کمن امن بالله والیوم الاخر و جاهد فی سبیل الله پس امیرالمومنینؑ راہ خدا میں بحق و راستی جہاد کرنے والے تھے۔ اور یہ آیت

ان کی شان میں نازل ہوا ہے۔ اور ان سب میں سے جنہوں نے تصدیق رسول خداؐ کی ان کے چچا حمزہؓ اور ابن عم جعفرؓ تھے پس دونوں معہ اور شہداء کے شہید ہوئے۔ خدا نے ان دونوں کو اپنی کرامت سے مخصوص کیا۔ حمزہ کو سید الشہدا کیا اور جعفر کو دو پر عنایت کئے کہ ہمراہ ملائکہ جہاں چاہیں پرواز کریں۔ اور یہ کرامتیں بخیال قرابت رسول خدا ان سے مخصوص کیں۔ اور حضرت رسولؐ نے درمیان سات شہدائے احد حمزہ پر ستر نماز پڑھیں۔ اور اسی طرح زنان رسول خداؐ کے لئے بسبب نزدیکی آنحضرت مقرر کیا۔ کہ ان کا حسنہ اوروں سے دو نا اور وبال ان کا اوروں سے دو برابر ہوا۔ اور مسجد رسولؐ میں نماز پڑھنا برابر ثواب ہزار نمازوں کے فرمایا۔ بغیر مسجد الحرام کے کہ وہ مسجد حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کی بنے پڑھی ہوں اور یہ فضیلت اس وجہ سے تھی۔ کہ وہ مسجد مخصوص آنحضرتؐ سے تھی اور خدا نے اوپر جمیع مومنین کے درود بھیجنا حضرت رسولؐ پر واجب کیا۔ اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہ ہم کس طرح آپ پر درود پڑھیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اس طرح بھیجو۔ اللھم صل علی محمد و آل محمد۔ پس ہر مسلمان پر واجب ہے۔ کہ رسول خداؐ کے ہمراہ ہمارے اوپر بھی درود بھیجے اور خدا نے اپنے رسول کے لئے خمس غنیمت حلال فرمایا۔ اور اپنی کتاب میں ان کے لئے مقرر کیا۔ اور ہمارے لئے بھی خمس میں حصہ مثل اپنے پیغمبر کے اسی قدر مقرر کیا۔ اور آنحضرت پر صدقہ حرام کیا اور ہم پر بھی تصدق حرام کیا۔ ہم کو اس میں داخل کیا ہے۔ جس میں اپنے پیغمبر کو داخل کیا۔ اور ہم کو اس سے باہر کیا جس سے باہر اپنے رسول کو کیا اور یہ ایک ایسی کرامت ہے جو کہ خدا نے ہم کو اس سے گرامی کیا اور ایک ایسی فضیلت ہے جس سے خدا نے سب بندوں پر ہم کو زیادتی دی ہے۔ جس وقت کافران اہل کتاب یعنی نصارٰی نے انکار نبوت کیا۔ اور ان سے بحث کی۔ خدا نے یہ آیت بھیجی۔ فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین پس حضرت رسول اپنی جان کے عوض میرے پدر امیر المومنین اور بچوں کے میرے برادر حسین کو اور عورتوں سے میری مادر فاطمہؑ کو بہ نیت مباہلہ لے گئے۔ ہم اہل بیت رسولؐ اور گوشت و خون اور جان ان کی تھی۔ وہ ہم سے اور ہم ان سے ہیں۔ پھر خدا نے فرمایا۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ جب یہ آیۂ تطہیر نازل ہوا۔ مجھے اور میرے پدر امیر المومنین و برادرم حسین اور مادرم فاطمہؑ کو ام سلمہ کے گھر میں ایک جگہ کیا۔ اور ہم چاروں کو اپنے ہمراہ عبا کے اندر داخل کیا۔ اور کہا۔ خداوندا یہ میرے اہل بیت اور اہل عترت میرے ہیں۔ ان سے رجس کو برطرف کر۔ اور ان کو پاک کر۔ جیسا کہ پاک کرنے کا حق ہے پس ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ میں بھی ان کے ہمراہ داخل عبا ہوں۔ رسول خداؐ نے فرمایا خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ تم بخیر ہو اور تمہاری عاقبت بخیر ہے۔ اور میں تم سے بہت راضی ہوں لیکن یہ امر مجھ سے اور میرے اہل بیت سے مخصوص ہے۔ پس بعد نزول آیۂ تطہیر تا وقت وفات جناب رسول خداؐ

اور وقت طلوع صبح ہمارے دروازہ پر آتے اور کہتے تھے۔ الصلوٰۃ یرحمکم اللہ اور آیۂ تطہیر
کی تلاوت فرماتے تھے اور تشریف لے جاتے تھے! اور جناب رسول خداؐ نے حکم دیا۔ کہ اور لوگوں نے جن کے
دروازے مسجد کی جانب کھولے ہیں۔ بغیر ہمارے دروازہ کے سب بند کر دیں۔ جب اس بارہ میں لوگوں نے
حضرت رسولؐ سے گفتگو کی۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا میں نے اپنی طرف سے تمہارے دروازے بند کرنے اور علیؑ
کا دروازہ بدستور کھلا رہنے کا حکم نہیں دیا۔ ولیکن میں حکم خدا کی متابعت کرتا ہوں۔ جو خدا نے مجھے وحی فرمائی ہے۔
خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم سب کے دروازے بند کر دوں۔ اور دروازہ علیؑ کھلا رہنے دوں۔ بعد اس کے
کوئی شخص بغیر رسول خداؐ و پدرم امیر المومنین داخل مسجد نہ ہوتا تھا۔ اور یہ ایسی فضیلت و کرامت تھی کہ خدا
نے ہمارے لئے مخصوص کی۔ اور اب دروازہ پدرم امیر المومنینؑ خانۂ حضرت رسولؐ کے پہلو میں ان کی مسجد میں ہے۔
اور ہمارے منازل ان کے منازل میں ہیں۔ اس لئے کہ حبیب خدا نے حضرت رسولؐ کو مسجد بنانے کا حکم دیا یا امر
الٰہی دس گھر آنحضرتؐ نے اپنی مسجد کے پہلو میں۔ اپنے اور اپنے ازواج کے لئے تعمیر کئے اور دسواں
مکان سب کے بیچ میں ہمارے پدرم امیر المومنین کے لئے تعمیر کیا۔ اور مراد بیت سے مسجد آنحضرت ہے۔
اور ہم اہل بیت اہل مسجد ہیں۔ اور ہم ہی وہ ہیں۔ جن کے لئے خدا نے پاک و پاکیزہ کیا ہے۔ ایہا الناس
اگر سالہا سال فضائل و مناقب جن سے خدا نے ہم کو مخصوص کیا ہے۔ ہم بیان کریں تحقیق جانو کہ تمام نہ ہونگے۔
اور میں ہی فرزند پیغمبر بشیر و سراج منیر ہوں کہ خدا نے ان کو رحمت عالمیان اور میرے پدر کو ولی مومنان کیا ہے۔
اور میرے پدر مثل و شبیہہ ہارون ہیں اور معاویہ پسر صخر دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے اسے مستحق خلافت اور اپنے کو اہل نہیں
جانا۔ وہ جھوٹ کہتا ہے قسم بخدا میں اور لوگوں سے بخلافت کتاب خدا و سنت رسول خداؐ میں اولیٰ و افضل ہوں۔
ولیکن ہم اہل بیت۔ جس دن سے رسول خداؐ نے رحلت کی۔ اب تک ہمیشہ خائف و مظلوم رہے۔ خدا ہمارے اور
ان کے درمیان حکم کرے۔ جنہوں نے ہم پر ظلم کیا۔ اور ہمارا حق غصب کیا۔ اور ہمیں مجبور کیا۔ اور لوگوں کو ہم پر مسلط کیا۔
اور ہم کو ہمارے حصہ میں سے جو قرآن میں ہمارے لئے خمس و غنیمت سے مقرر کیا ہے۔ منع کیا۔ اور ہماری مادر فاطمہؑ
کو ان کے پدر رسول خداؐ کی میراث سے منع کیا۔ اور میں کسی کا خاص نام نہیں لیتا۔ ولیکن لوگ اگر سخن خدا اور رسول
خدا سنتے تحقیق آسمان اپنی برکت ان پر برساتا۔ اور نہ شمشیر اس امت میں ایک دوسرے کے منہ میں نہ کھینچ سکتی۔
اور تحقیق نعمتہائے خدا کو تا روز قیامت بشادی و خوشحالی امت کو منزل کیا ہے۔ قریش نے آپس میں دربارۂ خلافت
تنازعہ کیا اور دست بدست لیا جس طرح مثل گیند کے میدان سے اٹھا لیں یہاں تک کہ تجھ ایسے نے اے معاویہ
طمع خلافت کی۔ اور بعد تیرے اصحاب تیرے طمع کریں گے۔ اور تحقیق کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہر امت جس کو اپنا
حاکم و ولی کریں۔ اور ان میں اس خلیفہ سے دانا تر موجود ہو ہمیشہ ان کا امر مائل بپستی ہے۔ یہاں تک کہ پھر اس کی

طرف متوجہ ہوں جس کو ترک کیا تھا۔ تحقیق کہ بنی اسرائیل نے ہارون برادر وصی موسیٰ کو ترک اور گوسالہ پرستی اطاعت
سامری اختیار کی۔ باوجودیکہ جانتے تھے۔ ہارون خلیفہ موسیٰ ہیں۔ اور اس امت نے حضرت رسولؐ سے سُنا کہ میرے
پدر سے کہتے تھے۔ اے علیؑ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون موسیٰ سے ہو۔ مگر یہ کہ میرے بعد پیغمبری نہیں ہے کہ تم پیغمبر ہو۔
اور غدیر خم میں دیکھا۔ کہ رسول خداؐ نے امیرالمومنینؑ کو اپنا وصی کیا۔ اور سب نے سُنا کہ بولایت امیرالمومنین کے
لئے حکم کیا۔ کہ علیؑ ابن ابی طالب ولی اور مولائے ہر مومن و مومنہ ہے۔ اور بمبالغہ ارشاد کیا۔ کہ حاضرین غائبوں
کو یہ حکم پہونچادیں۔ اور حضرت رسولؐ خوف سے قوم کے غار میں گئے۔ جب جانب خدا قوم کو دعوت فرماتے
تھے۔ اور امت نے ارادۂ قتل کیا۔ اور آنحضرت نے کوئی دوست و یاور نہ پایا۔ کہ جہاد کرتے اور اگر دوست و
یاور پاتے بیشک جہاد کرتے۔ اسی طرح پدرم امیرالمومنین نے بعد وفات حضرت رسولؐ اپنے اصحاب سے
استغاثہ اور طلب نصرت و یاری کی۔ اور جب کوئی ناصر و یاور نہ پایا۔ خلافت سے دست بردار ہوئے۔ اور اگر
ناصر و یاور پاتے۔ بیشک جہاد کرتے اور خدا نے انہیں معذور رکھا۔ اسی طرح امت نے مجھے بھی چھوڑ دیا۔
اور میری نصرت و یاوری نہ کی۔ اور تجھ سے اے پسر حرب بیعت کی۔ اگر میں ناصران و یاوران مخلص پاتا۔
کہ وہ مجھ سے فریب نہ کر سکتے۔ میں تجھ سے صلح نہ کرتا۔ اور جس طرح خدا نے ہارون کو معذور رکھا جبکہ ان کی قوم
نے ان کو ضعیف کیا اور ان سے دشمنی کی۔ اسی طرح میں اور میرے پدر بھی حق تعالےٰ کے نزدیک ہیں معذور۔
درحالیکہ امت ہم سے دست کش ہوئی۔ اور غیر شخص سے متابعت کی۔ اور ہم نے کوئی ناصر و یاور نہ پایا۔
اس امت کا حال مثل امتہائے گذشتہ ایک ہے۔ ایہا الناس۔ اگر درمیان مغرب و مشرق
ڈھونڈھو گے۔ کوئی شخص جس کا نانا رسول خداؐ اور پدر وصی رسول خداؐ ہو۔ بغیر میرے اور میرے بھائی
حسینؑ کے نہ پاؤ گے۔ بس خدا سے ڈرو اور بعد اس کے گمراہ نہ ہو۔ اس حالت میں کیونکر اطاعت حق
کرو گے اور ہرگز نہ کرو گے تحقیق کہ میں نے اس سے صلح کی۔ اور اشارہ معاویہ کی طرف فرما کے کہا۔ یہ تمہارے
واسطے فتنہ اور منفعت قلیل ہے۔ یہاں تک کہ مرجاؤ۔ اور اس وقت حق تم پر ظاہر ہو۔ ایہا الناس
وہ شخص معیوب نہیں کیا جاتا۔ جو اپنا حق اور کو دیدے۔ بلکہ وہ شخص عیب کیا جاتا ہے۔ جو کسی اور کا حق غصب
کرے۔ اور ہر امر حق نفع پہونچانے والا اور ہر امر باطل اپنے اہل کو ضرر پہنچانے والا ہے۔ پس
جناب امام حسنؑ علاوہ ان حجج بالغہ کے علاوہ اور دلائل بھی بیان فرما کر منبر سے اُتر آئے۔ معاویہ نے کہا۔
قسم بخدا حسنؑ منبر سے نیچے نہیں آئے۔ مگر یہ کہ زمین مجھ پر تاریک ہوگئی! اور میں نے چاہا۔ کہ انہیں ضرر
پہونچاؤں۔ مگر میں نے خیال کیا غصہ کھانا عاقبت سے نزدیک ہے۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر روایت
مصالح صلح با معاویہ۔ کی ہے کہ سید صیدنی نے امام محمد باقرؑ سے کہا۔ کہ امام حسنؑ کیونکر امام ہیں

حالانکہ انہوں نے خلافت معاویہ کو دے دی۔ امام محمد باقرؑ نے فرمایا۔ چُپ رہ امام حسنؑ نے جو کیا اس سے خوب واقف تھے۔ اگر ایسا نہ کرتے تو سب شیعہ پسپا اور مستاصل ہو جاتے۔ اور امر عظیم حادث ہوتا۔ ایضاً۔ روایت ہے۔ ایک شخص جسے ابو سعید کہتے تھے امام حسنؑ کی خدمت میں آیا اور کہا۔ آپ نے کیوں سستی کر کے معاویہ سے صلح کی حالانکہ معلوم تھا کہ حق آپ کا ہے اور وہ ظالم و باغی ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ کیا میں خلق خدا پر حجت اور امام نہیں اپنے مردم بعد اپنے پدر کے نہیں ہوں۔ اُس نے کہا۔ ہاں آپ نے سچ کہا۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ کیا میں وہ نہیں ہوں۔ کہ جناب رسول خداؐ نے میرے اور برادرم حسینؑ کے حق میں فرمایا۔ دونوں امام ہیں۔ خواہ بامر امامت قیام کریں۔ اور خواہ بیٹھے رہیں۔ اس نے کہا۔ ہاں حضرت نے فرمایا۔ پس بقول رسول خداؐ میں امام ہوں۔ خواہ بامر امامت قیام کروں۔ خواہ بیٹھ رہوں خواہ صلح کروں۔ خواہ جنگ کروں۔ بعد اس کے فرمایا۔ علت صلح معاویہ مثل علت صلح جناب رسول خداؐ بنی ضمرہ اور بنی اشجع سے ہے۔ اور علت صلح جو اہل مکہ سے کی جس وقت مدینہ سے بازگشت کی۔ وہ لوگ بہ تنزیل قرآن کافر تھے۔ معاویہ اور اس کے اصحاب بتاویل قرآن کافر ہیں۔ اے ابو سعید جبکہ میں خدا کی طرف سے امام ہوں کسی کو جائز نہیں کہ میری رائے کو جو میں کام کروں بسفاہت و نادانی نسبت دے خواہ مصالحہ کروں خواہ محاربہ کروں۔ ہر چند وجہ حکمت جو میں نے کہا ہے۔ اس میں مخفی ہو آیا تجھے نہیں معلوم جب خضرؑ نے کشتی کو توڑا اور اس لڑکے کو مار ڈالا۔ اور دیوار کھڑی رہنے دی۔ موسیٰؑ نے ان افعال خضرؑ پر اعتراض کیا۔ اس لئے کہ وجہ حکمت ان افعال میں مشتبہ تھی۔ اور جب ان امور کی حکمت موسیٰؑ پر ظاہر ہوئی۔ راضی ہو گئے۔ اسی طرح میرے کام بھی ویسے ہی ہیں۔ تو میرے فعل کی عدم واقفیت سے میرے پاس چیں بجبیں خشمگین آیا ہے اگر میں معاویہ سے صلح نہ کرتا۔ ایک میرا شیعہ زمین پر باقی نہ رہتا مگر یہ کہ مارا جاتا۔ کتاب احتجاج میں روایت کی ہے۔ جب امام حسنؑ نے معاویہ سے صلح کی۔ لوگ حضرت کی خدمت میں آئے۔ اور بعضوں نے معاویہ کے ساتھ صلح کرنے کی وجہ سے طعن و تشنیع کی۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ تم پر وائے ہو۔ تم نہیں جانتے ہیں نے تمہارے لئے کیا کام کیا ہے۔ قسم بخدا جو کچھ میں نے کیا ہے۔ میرے شیعوں کے لئے اس سے بہتر ہے کہ آفتاب جس پر طالع ہوتا ہے آیا تم نہیں جانتے کہ میں تمہارا امام واجب الاطاعۃ ہوں۔ اور بارشاد حضرت رسولؐ ایک بہترین جوان جوانان بہشت سے ہوں۔ سب نے کہا ہیں۔ پس کہا۔ آیا تم نہیں جانتے کہ جو کچھ خضرؑ نے کیا۔ وہ موجب غضب موسیٰ ہوا۔ اس لئے کہ وجہ حکمت ان پر مخفی تھی۔ اور جو کچھ خضرؑ نے کیا۔ خدا کے نزدیک عین حکمت و صواب تھا۔ آیا تم نہیں جانتے کہ ہم سے کوئی نہیں۔ مگر یہ کہ اس کی گردن میں بیعت خلیفہ جو بر زمان سے واقع ہوتی ہے مگر ہمارے قائم آل محمدؐ مہدی کہ عیسیٰ ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اس لئے کہ خدا نے ولادت ان کی مخفی کی اور ان کا شخص ان لوگوں سے پنہاں کرے گا۔ اس لئے کہ کسی کی ان کی گردن میں بیعت نہ ہو۔ اور وہ نواں فرزند حسین سے

ہے۔ خدا ان کی غیبت کو طولانی کرے گا۔ بعد اس کے ان کو اپنی قدرت سے بصورت ایک جوان کے کم چالیس[۴] سے عمر اس کی کم ہو عیاں و ظاہر کرے گا۔ تاکہ لوگ جانیں کہ خدا سب چیز پر قادر ہے۔ ایضاً روایت کی ہے۔ جب امام حسنؑ پر مدائن میں خنجر مارا۔ زید بن وہب جہنی امام حسنؑ کی خدمت میں آیا۔ اس وقت حضرت کو درد والم تھا۔ زید نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ۔ کیا مصلحت ہے تحقیق کہ لوگ اس کام میں متحیر ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ قسم بخدا اس جماعت سے میرے لئے معاویہ بہتر ہے۔ یہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم شیعہ[۵] ہیں اور میرا ارادہ قتل کیا۔ میرا مال لوٹ لیا۔ قسم بخدا اگر معاویہ سے میں عہد لوں اور اپنا خون حفظ کروں۔ اور اپنے اہل و عیال میں سے بے خوف ہو جاؤں۔ اس سے بہتر ہے کہ یہ لوگ مجھے قتل کریں۔ اور میرے اہل و عیال و عزیز قریب ضائع ہو جائیں۔ قسم بخدا اگر میں معاویہ سے جنگ کروں۔ یہی لوگ مجھے اپنے ہاتھ سے پکڑ کے معاویہ کو دے دیں۔ قسم بخدا اگر معاویہ سے صلح کروں اور عزیز رہوں اس سے بہتر ہے کہ اس کے ہاتھ میں آجاؤں اور وہ مجھے بذلت و خواری قتل کرے یا مجھ پر احسان کر کے مجھے چھوڑ دے اور تا روز قیامت بنی ہاشم میں یہ عار باقی رہے اور ہمیشہ فرزندان معاویہ ہمارے فرزندوں اور ہمارے مردوں زندوں پر احسان کریں۔ راوی نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ اپنے شیعوں کو مثل ان گوسفندوں کے آپ چھوڑ دیتے ہیں جن کا کوئی محافظ نہ ہو۔ حضرت نے فرمایا کیا کروں۔ میں اس سے بہتر جانتا ہوں جو ثقات اور سچوں سے مجھے پہنچا ہے۔ تحقیق کہ ایک روز مجھے امیر المومنینؑ نے شاد و خرم دیکھ کر فرمایا۔ اے حسنؑ تم خوشی کرتے ہو۔ اس وقت تمہارا حال کیا ہوگا جب اپنے باپ کو زخمی دیکھو گے۔ بلکہ اس وقت تمہارا حال کیا ہوگا جس وقت خلافت بنی امیہ میں پہنچے گی۔ اور ان کا امیر ایک شخص فراخ گلو اور کشادہ شکم ہوگا۔ کہ جس قدر کھانا کھائے سیر نہ ہو۔ اور جب مر جائے زمین و آسمان میں عذر کسی کہنے والے کا نہ ہوگا۔ پس مشرق و مغرب پر حاکم ہو۔ بندگان خدا اس کی اطاعت کریں۔ بادشاہی اس کی طولانی ہو۔ بہ سنتہائے بدعت و ضلالت عمل کرے۔ دین حق کو باطل اور سنتہائے رسول خداؐ کو ضائع کرے۔ ہاں خدا اپنے عزیزوں اور دوستوں

---

[۵] یہاں پر وہی لوگ مراد ہیں۔ جو محبان اہل بیت اور شیعیت کی ردا میں ملبوس جماعت معاویہ اور قتل حسن کی سازش کو تیز کر رہے تھے۔ امام ان لوگوں کو بعلم امامت جانتے تھے۔ لیکن ان کو اپنے لشکر سے اس لئے علیحدہ نہ کرتے تھے۔ اور نہ قتل کرواتے تھے کہ خود ان کے نانا نے یہ کام نہ کیا تھا۔ بلکہ جب حضرت عمر نے عبداللہ بن ابی سلول کے قتل کے لئے کہا۔ تو رسولؐ نے فرمایا۔ عمر ٹھیک ہے ان منافقوں کو لوگ میرے صحابی جانتے ہیں لہٰذا اس کے قتل سے کہیں گے اپنے کلمہ پڑھنے والوں کو بھی قتل کروا دیتا ہے۔ بخاری جلد دوم۔ امام حسنؑ خلیفہ رسول تھے۔ نانا کے نقش قدم پر چل کر صحیح معنوں میں جانشینی خلافت ادا کر رہے تھے آپ نے اسی لئے نہ سزا دی کہ لوگ کہیں گے حسنؑ نانا کی امت کو قتل کراتے ہیں۔ (ڈاکٹر نجم بھرلوی)

کو دے۔ اور بحق لوگوں کو نہ دے۔ اپنی بادشاہی میں مومنوں کو ذلیل اور فاسقوں کو قوی کرے۔ بندگان خدا کو اپنا خدمتگار و غلام کرے۔ اس کی سلطنت میں حق کہنہ اور باطل غالب ہو جائے۔ صالحین پر لعنت کریں۔ جو امر حق میں اس سے دشمنی کرے اسے وہ قتل کرے۔ جو امر باطل میں اس سے دوستی کرے اسے وہ گرامی و عزیز رکھے۔ روزگار اسی طرح فاسد رہے گا۔ یہاں تک کہ زمانہ آخر میں خدا ایک مرد کو جب روزگار مردم پر بہت شدید ہوا ہوگا۔ اور نادانی لوگوں پر غالب ہوگی۔ ظاہر کرے گا۔ پس خدا اس شخص کی اپنے ملائکہ سے نصرت و مددگاری کرے گا۔ اور اس کے یاروں کو نگاہ رکھے گا۔ اور اس کو اپنی آیات سے نصرت دیگا۔ اور اس کو تمام روئے زمین اور اہل زمین پر غالب کرے گا۔ اگر وہ چاہیں اطاعت کریں۔ اور اگر نہ کریں۔ زمین کو عدالت اور نور برہان سے بھر دے۔ اور اہل جمیع بلاد اس کے فرمانبردار ہوں۔ اس کے زمانہ میں کوئی کافر باقی نہ رہے مگر یہ کہ ایمان لائے۔ اور کوئی فاسق نہ رہے مگر یہ کہ صالح ہو جائے۔ اس کے زمانہ میں درندے آپس میں صلح کریں۔ زمین اپنی گھاس اگلائے۔ آسمان اپنی برکتیں نازل کرے۔ اور خزانہ ہائے زمین اس پر ظاہر ہوں۔ اور چالیس سال تک زمین کا مالک رہے۔ پس خوشا حال اس کا جسے اس کا زمانہ نصیب ہو۔ اور اس کی اطاعت کرے۔ شیخ کشی نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی۔ ایک روز امام حسنؑ اپنے گھر کے دروازہ پر بیٹھے تھے۔ ناگاہ ایک سوار آیا کہ اسے ابوسفیان بن لیلے کہتے تھے۔ اس نے کہا۔ اے ذلیل کنندہ مومنان السلام علیکم۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ اونٹ سے نیچے آ جلدی کر۔ پس وہ نیچے اترا۔ اور اونٹ کا پاؤں باندھ کر حضرت کی خدمت میں بیٹھا۔ حضرت نے فرمایا۔ تو نے کیونکر جانا۔ کہ میں ذلیل کنندہ مومنان ہوں۔ اس نے کہا۔ اس وجہ سے کہ امامت آپ نے اپنی گردن سے گرا دیا۔ اور خلافت معاویہ طاغی کو دے دی۔ کہ وہ خلاف خدا حکم کرے۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ میں تجھے خبر دوں کہ میں نے کس لئے ایسا کیا۔ اپنے پدر بزرگوار سے میں نے سنا کہ کہتے تھے۔ کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا۔ شب و روز نہ گزریگا۔ تا آنکہ اس امت پر ایک مرد فراخ گلو سینہ کشادہ حاکم ہو۔ اور کھانے سے سیر نہ ہو۔ پس وہ معاویہ ہے۔ میں نے اس وجہ سے ایسا کیا کہ جانتا تھا وہ حاکم ہوگا۔ اور میری سعی و کوشش مفید نہ ہوگی۔ پھر فرمایا۔ تو میرے پاس کس لئے آیا۔ اس نے کہا۔ میں آپ کو دوست رکھتا ہوں۔ حضرت نے کہا قسم بخدا اس لئے تو نہیں آیا۔ اس نے کہا قسم بخدا اسی لئے آیا ہوں۔ حضرت نے فرمایا قسم بخدا مجھے کوئی شخص دوست نہیں رکھتا کیونکہ اگر کوئی شخص درمیان دیلم اسیر ہو۔ مگر یہ کہ ہماری محبت اسے نفع بخشتی ہے۔ بتحقیق کہ ہماری محبت بنی آدم سے گناہوں کو اس طرح گراتی ہے جس طرح ہوا درخت سے پتوں کو گراتی ہے۔ کلینیؒ نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ امام حسنؑ کا معاویہ سے صلح کرنا اس امت کے لئے دنیا و ما فیہا سے بہتر تھا۔ قسم بخدا یہ آیت درباب صلح آنحضرتؑ نازل ہوا ہے۔ الم تر الی الذین قیل لھم

کفوا ایدیکم و اقیموا الصلوٰۃ و اتوا الزکوٰۃ فلما کتب علیھم القتال قالوا ربنا لم کتبت علینا القتال لولا اخرتنا الی اجل قریب۔ پس حضرت نے یہ آیۃ کی تفسیر فرمائی۔ زمانہ امام حسنؑ میں کہا۔ اطاعت اپنے امام کی کرو اور لڑائی سے دستبردار ہو۔ نماز کو برپا رکھو اور زکوٰۃ دو۔ مگر وہ راضی نہ ہوئے پس جب زمانہ امام حسینؑ میں جہاد واجب ہوا۔ کہا کس لئے جہاد میں تا زمانہ حضرت قائمؑ تاخیر نہیں فرماتے۔ بسید مرتضیٰؒ نے روایت کی ہے۔ جب امام حسنؑ نے معاویہ سے صلح کی بشیعہ آپس میں اظہار تاسف و حسرت کرتے اور ارادہ قتال رکھتے تھے جب صلح کے بعد دو سال گذرے حضرت کی خدمت میں آئے اور سلیمان بن صرد خزاعی نے حضرت کی خدمت میں عرض کی۔ کہ ہمارا تعجب معاویہ سے صلح کرنے میں ہر طرف نہیں ہوتا۔ حالانکہ چالیس ہزار مردان کوفہ جو کہ اہل کارزار آپ کے ہمراہ تھے۔ کہ وہ آپ سے تنخواہ لیتے تھے۔ اور اپنے گھروں میں تھے۔ اور اسی قدر ان کے فرزندان و برادران آپ کے ہمراہ تھے بغیر ان لشکروں کے جو بصرہ اور حجاز میں تھے۔ باوجودیکہ اس کے آپ نے معاویہ سے پیمان محکم صلح نامہ میں نہ لیا۔ اور بہرہ کامل عطا میں نہ لکھوا لیا۔ اگر بوقت مصالحہ اہل مشرق و مغرب کو آپ گواہ کرتے اور نوشتہ اس سے لیتے کہ بعد اس کے خلافت آپ میں ہوتی۔ ہمارا کام بہت آسان تھا۔ ولیکن اس کے اور آپ کے درمیان ایسے چند عہد ہوئے۔ کہ لوگ اس پر مطلع نہ ہوئے۔ اس نے اپنے ایک عہد پر بھی وفا نہ کی۔ اور علانیہ اس نے کہا میں نے چند شرط اور وعدہ اس لئے کئے کہ آتش فتنہ دھیمی ہو۔ اور اب جبکہ بادشاہی مجھ پر قائم ہوئی وہ شرائط اور وعدے میرے پاؤں کے نیچے ہیں۔ اگر چاہوں وفا کروں اگر چاہوں وفا نہ کروں۔ اور غرض اس کی اس سے وہ وعدے تھے۔ جو آپ سے کئے جب اس نے عہد شکنی کی۔ اگر آپ چاہیں اپنے وعدوں سے درگذر کریں۔ کہ مدار جنگ مکر و حیلہ پر ہے۔ اور مجھے حکم دیجئے کہ کوفہ میں جاؤں اور عامل و حاکم معاویہ کو خارج کروں۔ اور اظہار کروں ہم نے معاویہ کو خلافت سے خارج کیا اور اس سے مقاتلہ کیجئے بتحقیق کہ خدا خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور معاویہ نے آپ سے خیانت کی۔ پس سب شیعوں نے بھی امام حسنؑ سے اسی طرح خیانت کی حضرت نے فرمایا تم میرے دوست اور شیعہ ہو اگر میں بعقل و اندیشہ امر دنیا میں عمل کرتا۔ اور بادشاہی دنیا کے لئے فکر و تدبر کرتا۔ معاویہ کی عظمت و شوکت مجھ سے زیادہ اور عقل و تدبیر اس کی مجھ سے زیادہ تر او قصد و عزیمت اس کی مجھ سے محکم زیادہ نہ تھی۔ ولیکن میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ اور میری غرض اطاعت حکم خداوند رحمان و حفیظ خونہائے مسلمانان ہے پس بقضائے خدا راضی رہو اور اس کے امر کو قبول کرو۔ اپنے گھروں میں رہو۔ اور جنگ منازعہ و فتنہ سے دست بردار ہو۔ یہاں تک کہ ایک نیکوکار اپنی مرگ سے استراحت پائے یا لوگ ایک بدکار کے مرنے سے راحت پائیں۔ ابن ابی الحدید نے

روایت کی ہے۔ ایک روز امام محمد باقرؑ نے اپنے بعض اصحاب سے کہا کہ ستم قریش اور ان کا اتفاق ہم پر کس قدر ہوا۔ اور ہمارے شیعوں اور محبوں نے کس قدر ایذائیں اٹھائیں۔ جب جناب رسول خداؐ نے انتقال کیا۔ اس وقت لوگوں کو خبر دی تھی۔ کہ ہم جمیع خلائق سے با امامت و خلافت سزاوار زیادہ ہیں۔ پس قریش نے ہمارے حق غصب کرنے اور خلافت ذیحق سے چھین لینے پر اتفاق کیا۔ اور قریش دست بدست دیتے رہے۔ کہ یہاں تک کہ پھر ہم تک پہونچی۔ جب امیرالمومنین سے بیعت کی۔ پھر ان سے بیعت شکستہ کی۔ اور شمشیر ان پر کھینچی اور امیرالمومنین ہمیشہ ان سے بمقام محاربہ و مجادلہ تھے۔ اور ان سے آزار و مشقت پاتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کو شہید کیا۔ اور ان کے فرزند امام حسنؑ سے بیعت کی۔ اور بعد بیعت کرنے کے ان سے مکروغدر کیا اور چاہا۔ ان کو دشمن کو دیں۔ اہل عراق سامنے آئے اور خنجر ان کے پہلو پر لگایا۔ اور خیمہ ان کا لوٹ لیا یہاں تک کہ ان کی کنیز کے پاؤں سے خلخال تک اتار لی۔ اور ان کو مضطر و پریشان کیا۔ تا آنکہ انہوں نے معاویہ سے صلح کر لی۔ اپنے اور اہل بیت کے خون کی حفاظت کی۔ اور ان کے اہل بیت بہت کم تھے۔ پس بیس ہزار مردم عراقی نے امام حسینؑ سے بیعت کی۔ اور جنہوں نے بیعت کی تھی۔ خود انہوں نے تلوار امام حسین پر کھینچی۔ اور ہنوز بیعت ہائے امام حسینؑ ان کی گردنوں میں تھی۔ کہ امام حسینؑ کو شہید کیا۔ اور بعد ان کے ہمیشہ ہم اہل بیت پر ستم کئے ہم کو ذلیل کیا۔ اور ہمارے حق سے ہم کو دور اور اموال سے محروم کیا ہمارے مارنے میں کوشش کی۔ اور خائف و ترساں رکھا ہم اپنے خون اور اپنے دوستوں کے خون پر ایمن نہ تھے۔ جھوٹوں اور منکروں نے ہم کو محل دروغ و انکار قرار دیا۔ ہم پر دروغ و افترا باندھنے میں اپنے قاضیوں اور والیوں اور حاکموں اور ہر شہر و دیار والوں سے تقرب حاصل کیا۔ اور ہماری ضرر رسانی کے لئے حدیثیں وضع کیں۔ اور جھوٹی باتیں ہم پر باندھیں کہ ہم نے نہ کہی تھیں اور چند کام ہم سے ایسے منسوب کئے۔ جو ہم نے نہ کئے تھے۔ یہاں تک کہ لوگوں کو ہمارا دشمن کر دیا۔ اور ان افعال شنیعہ میں سے بہت بڑا فعل شنیع زمانہ معاویہ میں بعد وفات امام حسنؑ واقع ہوا۔ کہ ان کے شیعوں کو جہاں جس شہر میں تھے۔ تہمت لگائی۔ اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے اور جس نے ہماری محبت کا اظہار کیا۔ یا میل خواہش ہماری طرف دیکھی اسے قید کر دیا۔ اور مال اس کا لوٹ لیا گھر اس کا چھین لیا۔ اور ہمیشہ ہم پر ہمارے شیعوں پر مصیبت و بلا شدید اور عظیم رہی۔ یہاں تک کہ عبیداللہ بن زیاد اور یزید بن معاویہ نے امام حسینؑ کو شہید کیا۔ بعد اس کے حجاج ان پر مسلط ہوا۔ اور ان کو بانواع سیاست قتل کیا۔ ہر حیلہ و بہانہ سے ان کو اذیتیں پہونچائیں۔ یہاں تک جس کسی کو کہتے تھے یہ ملحد یا زندیق یا کافر ہے وہ بہت خوش ہوتا تھا۔ بخلاف اس کے کہ شیعہ علی کہیں اور احادیث دروغ درمیان مردم اس درجہ شائع ہوئیں۔ کہ جس کسی کو لوگ بہ نیکی یاد کرتے تھے۔ اور شاید فی الواقع وہ راستگو اور پرہیزگار بھی ہو۔ اس کے عوض میں والیان جور اور غاصبان خلافت کے

فضائل باحادیث عجیبہ اون ظالمان گذشتہ کے حق میں روایت کرتے تھے۔ اور فی الواقع ان احادیث وضعی میں کوئی صحیح نہ تھی۔ اور ان احادیث موضوعہ کو حضرت رسولؐ پر افترا کرتے تھے۔ اور جس سے بیان کرتے تھے۔ وہ بسبب اس کے بہت سے لوگوں سے سنتا تھا۔ سچ جانتا تھا اور بگمان راستی لوگوں سے بیان کرتا تھا۔

مکالمہ عبداللہ بن عباس با معاویہ۔ کتاب احتجاج طبرسی و کتاب سلیم بن قیس میں روایت ہے کہ جب معاویہ بایام حکومت میں حج کو گیا۔ اور مدینہ میں آیا لوگ استقبال کو آئے۔ اس نے دیکھا۔ کوئی قریش نہیں آیا۔ اس وجہ سے ناخوش ہوا۔ کہ لوگ کم اس کے استقبال کو آئے۔ اور کہا انصار کیا ہو گئے۔ اور کیوں میرے استقبال کو نہ آئے۔ لوگوں نے کہا۔ وہ پریشان و محتاج ہیں۔ سواری ان کے پاس نہیں۔ معاویہ نے کہا۔ ان کے شتر ہائے آب کش کیا ہو گئے۔ قیس بن سعد نے جو کہ اس وقت بزرگ انصار تھا کہا۔ انہوں نے روز جنگ احد و بدر اپنے اونٹوں کو ضائع کر دیا۔ حضرت رسولؐ کی

خدمت میں تجھ سے اور تیرے باپ سے جنگ کرتے تھے یہاں تک کہ خدا نے ان کی شمشیر سے اسلام کو غالب کیا۔ ہر چند تم نہ چاہتے تھے۔ یہ سن کر معاویہ چپ ہو گیا قیس نے کہا ہم کو رسول خدا نے خبر دی ہے کہ بعد ان کے ستمگار ہم پر غالب ہونگے۔ معاویہ نے کہا پھر تم کو کیا حکم دیا ہے۔ قیس نے کہا۔ ہم کو حکم صبر دیا ہے۔ یہاں تک کہ ان سے ملاقات کریں۔ معاویہ نے کہا پس ان کی ملاقات تک صبر کرو۔ یہ کہہ کر معاویہ ایک حلقہ میں پہونچا۔ جہاں قریش جمع تھے سب بغیر عبداللہ بن عباس معاویہ کو دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے معاویہ نے عبداللہ بن عباس سے کہا تم کو تعظیماً اٹھنے سے کوئی چیز سوائے کینہ جنگ حنین جو تمہارے دل میں ہے۔ مانع نہ ہوئی تم آزردہ نہ ہو کہ میں نے طلب خون عثمان کیا ہے اس لئے کہ عثمان بہ ستم مارا گیا ہے۔ ابن عباس نے کہا عمر بھی مارا گیا۔ اس کا خون کیوں نہ طلب کیا معاویہ نے کہا۔ عمر کو کافر نے مارا تھا۔ ابن عباس نے کہا عثمان کو کس نے مارا۔ معاویہ نے کہا مسلمانوں نے اسے مارا! ابن عباس نے کہا یہی حجت تیرے سکوت کو کافی ہے۔ معاویہ نے کہا ہم نے اطراف و جوانب میں حکمنامے بھیجے ہیں کہ تمام لوگ فضائل و مناقب علیؑ ترک کر دیں۔ اور تم بھی ترک کرو۔ ابن عباس نے کہا۔ تو مجھے قرآن کی تلاوت سے منع کرتا ہے اس نے کہا۔ نہیں۔ ابن عباس نے کہا۔ تو مجھے قرآن کے معنی کہنے سے منع کرے گا۔ معاویہ نے کہا۔ ہاں۔ ابن عباس نے کہا قرآن کا پڑھنا۔ یا اس پر عمل کرنا دونوں میں سے کون سا واجب ہے۔ معاویہ نے کہا۔ زیادہ تر عمل کرنا واجب تر ہے۔ ابن عباس نے کہا جب تک ہم اس کے معنی نہ جانیں۔ کیونکر اس پر عمل کر سکتے ہیں معاویہ نے کہا۔ قرآن کے معنی اس شخص سے پوچھو جو اس کی تاویل کرے بغیر اس تاویل کے جو تم اور تمہارے اہل بیت کرتے ہو۔ ابن عباس نے کہا۔ قرآن ہمارے اہل بیت پر نازل ہوا ہے۔ اور ہم اس کے معنی آل ابوسفیان سے پوچھیں۔ اے معاویہ آیا تو مجھے حلال و حرام قرآن پر عمل کرنے سے منع کرتا ہے۔ اگر امت کے لوگ معنی قرآن نہ دریافت کریں۔ ان میں اختلاف ہوگا۔ اور ہلاک ہو جائیں گے۔ معاویہ نے کہا۔ قرآن پڑھو اور تاویل بھی کرو۔ مگر ان آیات کی لوگوں سے روایت نہ کرو۔ جو تمہاری شان میں نازل ہوئیں۔ اور علاوہ ان کے جو کچھ ہے اس کی روایت کرو۔ ابن عباس نے کہا۔ خدا قرآن میں فرماتا ہے۔ چاہتے ہیں نور خدا کو اپنے دہنوں سے بجھائیں۔ اور خدا حفظ کرتا ہے۔ مگر یہ کہ اپنے نور کو تمام کرے۔ ہر چند کافر نہ چاہیں معاویہ نے کہا۔ اے پسر عباس ہوش میں آؤ۔ اپنی زبان سنبھالو۔ اور اگر کہو مخفی کہو۔ آشکارہ نہ کہو۔ اس کے بعد معاویہ گھر میں گیا۔ اور سو ہزار درہم بطور خوشامد ابن عباس کے پاس بھیجے اور منادیوں کو حکم دیا۔ ندا کریں۔ امان اس شخص سے برطرف ہوگی۔ جو کسی سے کوئی حدیث مناقب علی اور ان کے اہل بیت کے حق میں روایت کریگا۔ اس وقت بلاد و رنج اہل کوفہ زیادہ ہوئے۔ اس لئے کہ وہاں شیعہ اور جگہ سے زیادہ تھے پس معاویہ نے

زیاد کو بصرہ اور کوفہ کا والی کیا۔ چونکہ زیاد پلید شیعوں کو پہچانتا تھا۔ اور جہاں پاتا تھا ان کو قتل کرتا تھا شیعوں
کو ڈراتا تھا۔ اور ہاتھ پاؤں ان کے کاٹتا تھا۔ اور درختان خرما میں لٹکا کر پھانسی دیتا تھا۔ اور شہر سے
نکال دیتا۔ اور آوارہ وطن کرتا تھا۔ یہاں تک کہ سب شیعوں کو عراق سے نکال دیا۔ اور عراق میں کوئی
شیعہ نہ رہا۔ مگر یہ کہ مارا گیا۔ یا سولی دیا گیا۔ یا قید کیا گیا۔ یا آوارہ وطن کیا گیا۔ معاویہ نے اپنے
بیان بدعتہائے معاویہ۔ عمال اور امراء کو شہروں میں حکمنامے بھیجے کہ گواہی کسی شیعۂ علیؑ
اور ان کے اہل بیت کی قبول نہ کریں۔ اور شیعان عثمان و محبان عثمان کو اور ان کو جو لوگ مناقب و فضائل
عثمان بیان کرتے ہیں جہاں پاؤ ان کو اپنا مقرب کرو اور اپنے قریب بٹھاؤ۔ اور ان کی عزت و توقیر
کرو۔ اگر مناقب عثمان میں کوئی شخص کوئی حدیث وضع کرے یا روایت کرے۔ اس شخص کا اور اس کے
پدر و قبیلہ کا نام مجھے لکھو۔ تاکہ میں اسے خلعت دوں اور نوازش کروں۔ پس منافقان عرب نے ایسا
ہی کیا۔ اور بکثرت احادیث فضائل عثمان میں وضع کیں اور معاویہ نے خلعتہائے گراں و جائزہ ہا
و بخششہائے عظیم ان راویان کذاب کے لئے بھیجے۔ پس یہ حدیثیں ہر شہر میں بکثرت مشہور ہوئیں۔
اور مردمان دین فروش مال و اعتبار دنیا کے لئے احادیث وضع کرتے اور لوگ رغبت کرتے تھے۔ اور
کوئی کسی شہر سے آتا۔ اور حق عثمان میں کوئی منقبت و فضیلت بیان کرتا تھا۔ اس کا نام لکھ لیتے
تھے اور اس کو مقرب بارگاہ کرتے تھے۔ اور اس کو املاک و انعام و جاگیر و زمین دیتے تھے۔ جب ایک
مدت تک یہی کیفیت رہی۔ تب اس نے اپنے اعمال و حکام کو لکھا۔ کہ احادیث در بارۂ عثمان
بکثرت ہوئیں اور سب شہروں میں منتشر ہو گئیں۔ اب لازم ہے کہ لوگوں کو اس پر ترغیب دو۔
کہ احادیث معاویہ کی فضیلت میں وضع کرو۔ کہ مجھے یہ بات بہت مرغوب و پسند ہے۔ اور میں
اس امر سے بہت خوش ہوں گا۔ اور اہل بیت رسولؐ پر بہت شاق گذرے گا۔ اور ان کی حجتوں
کو یہ احادیث وضعی برہم کر دیں گی۔ پس عمال و امرائے ہر شہر میں وہ حکم پڑھ کر سنایا۔ اور اشقیاء نے
وضع احادیث در فضائل معاویہ شروع کیں۔ ہر قصبہ و شہر میں احادیث موضوعہ لکھ کر بھیجتے تھے اور
کتب خانوں میں دیتے تھے۔ کہ معلم یہ احادیث اطفال کو تعلیم کریں۔ جس طرح قرآن تعلیم کرتے ہیں۔
اور لوگ اپنی عورتوں اور لڑکیوں کو سکھائیں۔ کہ محبت اس کی سب کے دل میں راسخ و مستحکم ہو
جائے۔ جب اس حالت کو مدت گذری۔ زیاد شقی نے معاویہ کو نامہ لکھا۔ کہ قبیلۂ حضرمیین دین و
حکم علی پر ہیں۔ معاویہ نے جواب میں لکھا۔ جو شخص علیؑ اور ان کے حکم پر ہو۔ اسے قتل کرو۔ پس زیاد ظالم نے
شیعیان علیؑ کو قتل کیا۔ اور ان پر ظلم و ستم کئے اور معاویہ نے سب شہروں میں لکھا کہ تلاش کرو۔ اور

جب بدلیل و برہان جانو کہ یہ علیؑ اور ان کے اہل بیت کو دوست رکھتا ہے اس کا نام دیوان سے محو کردو۔ اور اس کے وظیفے کو موقوف کر دو۔ دوسرا نامہ لکھا کہ جسے علیؑ کی محبت پر متہم کریں ہر چند ثابت نہ ہو قتل کر ڈالو۔ اور جس پر شک و شبہ اور گمان دوستی علی ہو جہاں اسے پاؤ مار ڈالو۔ پس یہی طریقہ جاری ہوا۔ کہ ہر شخص کو تہمت لگا کر مار ڈالتے تھے۔ اور لوگ جسے نسبت کفر و زندقہ سے دیتے تھے اسے گرامی و بزرگ رکھتے تھے اور اس کے معترض نہ ہوتے تھے۔ اور جس کسی کو نسبت بہ تشیع دیتے تھے۔ وہ شخص کسی شہر میں اپنی جان سے بے خوف نہ تھا خصوصاً کوفہ و بصرہ میں یہاں تک کہ کوئی شیعہ کوئی بھید کسی دوسرے شیعہ سے کہنا چاہتا تھا۔ وہ ہوتا تھا۔ اس کے گھر میں جا کر اس کے کان میں کہتا تھا۔ مگر بعد اس کے کہ قسم ہائے مغلظہ اسے دیتا تھا اور عہد و پیمان ہائے وفا اس سے لیتا تھا کہ پوشیدہ رکھے اور ظاہر نہ کرے پس روز بروز یہی حالت ترقی پر تھی۔ یہاں تک کہ معاونان جور و ظلم بکثرت ہوئے۔ اور احادیث موضوعہ لوگوں میں بکثرت منتشر ہوئیں۔ اور اطفال کا اس حال پر نشو و نما ہوا۔ اور ان اشقیا میں بدترین مردم قاریان قرآن تھے۔ کہ از راہ مکر و ریا و حیلہ اظہار خشوع و ورع کرتے اور لوگوں کو بصورت پرہیزگاران دکھاتے تھے طمع دنیا اور خوشامد والیان جور کی وجہ سے احادیث دروغ وضع کرتے تھے اور اسے اپنا سبب تقرب قاضیان و والیان شہر جانتے تھے اور اس وسیلہ سے مقرب ہوتے تھے۔ اور اموال و منازل و دیہات ان احادیث کے صلہ میں لیتے تھے۔ اور لوگ بسبب حسن ظن جو ان سے رکھتا تھا۔ یہ احادیث ان سے سن کر روایت کرتے تھے۔ اور حق سمجھتے تھے۔ اور اگر کوئی ان احادیث موضوعہ کی تردید کرتا یا اظہار شک کرتا تھا۔ اس سے یہ اشقیا دشمنی کرتے تھے۔ اور یہ احادیث جب کسی جماعت دیندار کے ہاتھ آتیں۔ اور یہ نہ چاہتے کہ افترا رسول خداؐ پر باندھیں پس بنادانی ان احادیث کو قبول کر لیتے اور گمان کرتے تھے۔ یہ حق ہیں۔ اور اگر جانتے یہ احادیث موضوع اور باطل ہیں۔ اس وقت روایت نہ کرتے اور ان پر اعتقاد نہ رکھتے تھے۔ اور جو کوئی ان پر اعتقاد رکھتا تھا۔ اسے دشمن رکھتے تھے پس ان کے نزدیک اس زمانہ میں جو حق ہے وہ باطل ہے۔ اور جو باطل ہے۔ وہ ان کے نزدیک حق ہے۔ سچ ان کے نزدیک جھوٹ اور جھوٹ ان کے نزدیک سچ ہے اور جب امام حسینؑ شہید ہوئے۔ بلا و فتنہ شدید ہوا۔ اور کوئی دوست دوستان خدا سے نہ رہا۔ مگر یہ کہ ترسان و خائف تھا یا قتل کئے جاتے یا نکالے جاتے یا آوارۂ وطن کئے جاتے تھے پس دو سال قبل مرگ معاویہ حضرت امام حسنؑ نے ہمراہ عبداللہ بن جعفر ارادۂ حج کیا۔ اور عبداللہ بن عباس و امام حسین نے فرزندان بنی ہاشم کو جمع کیا اپنے شیعوں اور دوستوں کو طلب کیا جنہوں نے حج کیا تھا۔ اور جنہوں نے نہ کیا تھا اور جو شہروں میں تھے۔ کہ آنحضرتؐ اور اہل بیت کو پہچانتے تھے اور جمیع اصحاب حضرت رسولؐ و فرزندان اصحاب و تابعین

انصار کو جو معروف بصلاح و سداد تھے۔ سب کو جمع کیا۔ اور سب کو تکلیف حج دی۔ یہاں تک کہ منیٰ میں ایک
ہزار سے زیادہ لوگ جمع ہو گئے اور امام حسینؑ اپنے سراپردہ میں تھے۔ اور اکثر اس جماعت میں سے تابعیان و فرزندان
صحابہ تھے جب سب خیمہ آنحضرتؑ میں جمع ہوئے امام حسنؑ اٹھے۔ اور خطبہ پڑھا۔ حمد و ثنائے الٰہی ادا فرمائی۔
اور ارشاد کیا معاویہ نے جو کچھ ہم سے اور تم سے کیا تم نے جانا۔ اور دیکھا تم حاضر تھے اور سنتے تھے اور تم کو خبر
تھی میں چاہتا ہوں تم سے چند سوال کروں۔ اگر میں سچ کہوں۔ میری تصدیق کرو۔ اور اگر جھوٹ کہوں میری
تکذیب کرو۔ میرا کلام سنو اور میری بات پر غور کرو۔ اور اپنے شہروں اور قبیلوں میں جاؤ۔ جو کوئی امین اور
بے خوف ہو اور تم کو اس پر اعتماد ہو۔ اسے اس پر دعوت کرو جو تم نے جانا اس لئے کہ مجھے خوف اس کا ہے۔
کہ یہ دین حق کہیں مندرس نہ ہو جائے اور نور خدا کا تمام کرنے والا ہے۔ ہر چند کفار نہ چاہیں پس امام حسنؑ
نے کوئی آیۂ قرآن جو اہل بیت کی شان میں نازل تھا باقی نہ رکھا۔ جو ان کو نہ سنایا ہو۔ اور اس کی تفسیر نہ
بیان کی ہو۔ اور جو آیات قرآنی و احادیث نبویؐ جناب امیرؑ و جناب سیدہؑ اور اہل بیت کے حق میں وارد ہوئی
تھیں۔ ان سب کو ان لوگوں کے سامنے روایت کیا۔ اور جس آیت و حدیث کو امام حسنؑ بیان فرماتے تھے
صحابہ اس کی تصدیق کرتے تھے کہ اسی طرح سے ہم نے سنی اور اس وقت حاضر تھے۔ اور تابعین کہتے تھے
ہاں ہم نے ان سے سنا ہے جنہوں نے ہم سے روایت کی ہے۔ اور ہم ان پر اعتماد رکھتے ہیں۔ اور جمع مجتمع نے
بالغ ان سے بیان کیں۔ پھر آخر میں فرمایا میں تم کو قسم بخدا دیتا ہوں۔ کہ جب تم اپنے اپنے شہروں میں جاؤ۔
جو کچھ میں نے بیان کیا۔ اس کو جس پر تم اعتماد رکھتے ہو اس سے نقل کرو۔ یہ فرما کر امام حسنؑ منبر سے اتر آئے۔
اور لوگ متفرق ہو گئے۔ شیخ مفیدؒ و طوسیؒ نے روایت کی ہے جب خلافت معاویہ پہ قائم ہوئی بشیر
بن ارطاۃ کو شیعوں کو بلانے کے لئے حجاز بھیجا۔ اس وقت والی مکہ عبد اللہ بن عباس تھے۔ جب انہیں
تلاش کیا اور نہ پایا۔ ان کے دو طفل جو نہایت حسین و جمیل تھے۔ سروں پر گیسو تھے پکڑ لیا۔ اور ان دونوں
طفل بے گناہ کے سر کاٹ ڈالے جب یہ خبر ان بچوں صغیر کی ماں کو پہنچی۔ نزدیک تھا کہ اس کی جان
مفارقت کر جائے۔ اور ایک مرثیہ دونوں فرزندوں کی مصیبت میں انشا کیا جب عبد اللہ معاویہ پاس
گئے۔ اس مجلس میں بشیر سے ملاقات کی۔ معاویہ نے کہا۔ اے عبد اللہ اس مرد پیر کو پہچانتے ہو۔ اسی نے
تمہارے دونوں فرزندوں کے سر کاٹے ہیں۔ بشیر نے کہا۔ ہاں میں ہی ان کا قاتل ہوں۔ کیا کر سکیگا عبد اللہ نے
کہا۔ کاش میرے پاس تلوار ہوتی بشیر نے کہا تلوار میری موجود ہے۔ اور چاہا اپنی تلوار دیدے معاویہ نے منع
کیا۔ اور کہا۔ اے مرد پیر تجھ پر تف ہو تو کس قدر احمق ہے اپنی تلوار اس کے ہاتھ میں دیتا ہے جس کے دونوں
فرزندوں کو تو نے قتل کیا گویا تو شجاعت بنی ہاشم سے واقف نہیں قسم بخدا اگر تلوار اسے دیگا۔ اول تجھے

اور بعد مجھے قتل کرے گا۔ عبداللہ نے کہا۔ قسم بخدا پہلے تجھے اور بعد اس کے بشیر کو قتل کروں گا۔

حدیث عمرو بن حمق خزاعی شیخ کشی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے کسی طرف ایک لشکر بھیجا۔ اور فرمایا۔ فلاں ساعت رات کو راہ بھول جاؤ گے پس بائیں جانب جانا جب اس طرف سے جاؤ گے۔ گوسفندوں میں ایک شخص کو دیکھو گے اس سے راستہ دریافت کرنا۔ وہ کہیگا۔ جب تک میرا کھانا نہ کھاؤ گے۔ راہ نہ بتاؤں گا۔ ایک گوسفند تمہارے لئے وہ ذبح کریگا۔ اور تمہاری ضیافت کریگا۔ بعد اس کے تم کو راہ بتائے گا۔ پس میرا سلام اس شخص کو پہچانا۔ اور اس سے کہنا میں مدینہ میں ظاہر ہوا ہوں جب لشکر مذکور روانہ ہوا۔ جو کچھ آنحضرت نے فرمایا تھا۔ واقع ہوا۔ اور جب بائیں جانب گئے۔ عمرو بن حمق خزاعی کو دیکھا ان کی انہوں نے دعوت کی جس طرح آنحضرت نے فرمایا تھا۔ عمرو نے جب لشکر کو راہ بتائی۔ سلام حضرت کا پہونچانا بھول گئے۔ عمرو نے پوچھا۔ آیا کوئی پیغمبر مدینہ میں ظاہر ہوا ہے۔ کہا۔ ہاں۔ پس حاضر خدمت حضرت ہوئے اور ایمان لائے۔ بعد ایک مدت کے آنحضرت نے عمرو سے فرمایا۔ اپنے مقام پر جاؤ۔ اور جب علیؑ ابن ابی طالب والی وحاکم ہوں۔ ان کی خدمت میں حاضر ہونا۔ پس عمرو بن حمق خزاعی اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئے اور جب جناب امیرؑ کوفہ میں گئے۔ اس وقت تک موجود تھے۔ پس کوفہ میں جناب امیرؑ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ ایک روز جناب امیرؑ نے ان سے پوچھا۔ آیا کوئی گھر تمہارا ہے۔ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ حضرت نے فرمایا۔ اپنا گھر فروخت کرو۔ اور درمیان خانہائے قبیلہ ازد گھر خرید کرو۔ جب میں تم سے مفارقت کروں گا۔ میرے بعد والیان جور وظلم تم کو طلب کریں گے۔ اس وقت قبیلہ ازد تمہاری حمایت کریں گے۔ یہاں تک کہ تم کوفہ سے موصل جاؤ گے۔ راہ میں ایک مرد مشلول پاس پہونچو گے۔ وہاں بیٹھ کر اس سے پانی مانگو گے۔ وہ تم کو پانی دے گا۔ اور تم سے تمہارا حال دریافت کرے گا۔ اس سے اپنا حال کہنا اور دعوت اسلام کرنا۔ پس وہ مشلول مسلمان ہوگا۔ تم اپنے ہاتھ اس کی رانوں پر ملنا۔ وہ میرے اعجاز سے شفا پائے گا۔ اور تمہارا رفیق ہوگا۔ اور تمہارے ہمراہ آئے گا۔ جب تم تھوڑی راہ طے کرو گے۔ ایک اندھے پاس پہونچو گے۔ اور اس سے پانی مانگو گے۔ وہ اندھا تم کو پانی دیگا اور تمہارا حال پوچھے گا۔ اس سے اپنا حال کہنا اور دعوت اسلام کرنا۔ جب وہ اندھا مسلمان ہو جائے۔ اپنا ہاتھ اس کی آنکھوں پر پھیرنا۔ میرے اعجاز سے اس کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔ اور وہ بھی تمہارا رفیق ہوگا۔ اور یہ دونوں رفیق تمہیں دفن کریں گے۔ بعد اس کے کچھ سوار تمہارے عقب سے تم کو پکڑنے آئیں گے۔ اور نزدیک قلعہ موصل فلاں موضع میں تم تک وہ سوار پہنچ جائیں گے۔ جب ان کو دیکھنا گھوڑے سے نیچے آنا۔ اور ایک گڑھے میں جو وہاں سے نزدیک ہے اتر جانا۔ واضح ہو کہ تمہارے خون میں فاسقان جن و

انس شریک ہو گئے۔ جب جناب امیر علیہ السلام شہید ہوئے اور عاملان معاویہ نے عمرو بن حمق خزاعی کو طلب کیا کہ شہید کریں۔ وہ کوفہ سے موصل گئے۔ اور جو کچھ جناب امیرؑ نے فرمایا تھا۔ وہ سب واقع ہوا۔ جب قریب قلعۂ موصل پہونچے۔ اپنے اُن دونوں رفیقوں سے کہا۔ بلندی پر جاؤ اور جانب کوفہ نظر کرو۔ جو کچھ دیکھو مجھ سے بیان کرو۔ ان دونوں نے کہا۔ کچھ سوار اس طرف آتے معلوم ہوتے ہیں۔ یہ سن کر عمرو بن حمق گھوڑے سے نیچے آئے اور غار میں اتر گئے۔ گھوڑے کو چھوڑ دیا۔ جب غار میں گئے سیاہ سانپ نے کاٹا۔ سوار بھی آموجود ہوئے۔ گھوڑے کو پکڑ لیا۔ اور کہا۔ یہ گھوڑا اسی کا ہے یہ کہہ کر عمرو کو تلاش کرنے لگے۔ جب غار میں پہونچے۔ ان کے جس عضو پر ہاتھ رکھتے تھے وہ جدا ہو جاتا تھا۔ پس ان کا سر کاٹ لیا۔ اور معاویہ پاس لائے۔ معاویہ نے حکم دیا۔ سر نیزہ پر چڑھایا جائے۔ اور سب سے پہلے جو سر نیزہ پر چڑھایا گیا۔ وہ عمرو بن حمق خزاعی کا سر تھا۔ ختم کشتی ہونے

شہادت حجر بن عدیؓ۔ حسن بصری سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا۔ زمانۂ معاویہ میں خراسان کی طرف میں لڑائی پر گیا ہوا تھا۔ اور ہمارا سردار تابعین میں سے ایک شخص تھا۔ ایک روز نماز ظہر ہم نے اس کے ساتھ ادا کی۔ جب نماز سے وہ فارغ ہوا۔ وہ منبر پر گیا۔ اور بعد حمد و ثنا کے کہا۔ ایھا الناس ایسا حادثۂ عظیم حادث ہوا۔ اور ایسی بدعت واقع ہوئی۔ جب سے حضرت رسولؐ رحلت کی ہے۔ اب تک ایسا امر شنیع ظہور پذیر نہیں ہوا تھا۔ میں نے سُنا ہے کہ حجر بن عدی اور ان کے اصحاب کو کہ بزرگان دین سے تھے بے تقصیر معاویہ نے قتل کر ڈالا اگر مسلمان اس بدعت کے مٹانے پر نکل کھڑے ہوں۔ میں ان کی نصرت و اعانت کروں گا۔ اور اگر کوئی اس بدعت کا انکار نہ کریگا میں خدا سے سوال کرتا ہوں کہ میری جلد روح قبض کرے۔ جب منبر سے نیچے وہ شخص آیا۔ اور مر گیا۔ دعا اس کی مستجاب ہوئی۔ اور قبل اس کے دوسری نماز کے لئے باہر آئے۔ صدائے نوحہ و زاری اس کے گھر سے بلند ہوئی۔ اور برحمت الٰہی واصل ہوا۔ کتاب احتجاج میں روایت کی ہے۔ جب معاویہ نے حجر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اصحاب کو شہید کیا۔ اس سال حج کو آیا۔ اور امام حسینؑ سے ملاقات کر کے کہا۔ اے ابو عبداللہ تم نے سُنا میں حجر بن عدی اور ان کے اصحاب اور تمہارے پدر کے شیعوں کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ امام حسینؑ نے فرمایا کیا سلوک کیا ہے۔ معاویہ نے کہا میں نے سب کو قتل کیا ہے۔ اور کفنا کر نماز پڑھی۔ اور دفن کر دیا۔ امام حسینؑ متبسم ہوئے۔ اور فرمایا یہ سب لوگ تیرے دشمن ہو گئے روز قیامت اور تجھ سے اپنا خون طلب کریں گے۔ لیکن جب میں قابو پاونگا۔ اس وقت تیرے شیعوں کو قتل کروں گا۔ اور ان کو کفن بھی نہ دوں گا۔ اور نماز بھی نہ پڑھوں گا۔ اور دفن بھی نہ کروں گا۔ اور جو تو در بارہ علیؑ ابن

ابی طالب اور ہم اہل بیت اور بنی ہاشم کے حق میں عیب لگاتا ہے۔ میں نے سب سُنا ہے لازم ہے کہ تو اپنے نفس کی طرف رجوع کرے۔ اور خود انصاف کرے۔ کہ وہ عیب تجھ میں ہیں یا ہم میں۔ اور اپنی بدکاریوں پر نظر کر۔ اور اپنی مقدار سے نہ گذر اور ہم سے عداوت نہ کر۔ اور تدبیر عمرو عاص شقی پر ہمارے حق میں عمل نہ کر کہ بہت جلد تو اپنے وبال اعمال کو دیکھے گا۔

فصل چھٹی۔ بیان کیفیت شہادت امام حسن علیہ السلام

زیادہ تر مشہور ہے۔ اور روایت اول مشہور علمائے امامیہ میں یہ ہے کہ شہادت آنحضرت آخر ماہ صفر میں واقع ہوئی اور بعضوں نے ساتویں ماہ صفر کہی ہے۔ اور بعضوں نے اٹھائیسویں تاریخ کو سال چہل ونہم ہجرت میں لکھا ہے اور عمر شریف آنحضرت اس وقت سینتالیس سال کی تھی اور سنہ پچاس ہجری تھا۔ اور بعد حضرت رسولؐ کے چالیس سال زندہ رہے۔ ابن ابی الحدید وابو الفرجؒ اصفہانی نے جناب صادق سے روایت کی ہے۔ کہ چھیالیس سال کی تھی۔ کتاب استیعاب میں لکھا ہے کہ زمانہ وفات آنحضرت میں اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں۔ سال چہل ونہم ہجرت میں واقع ہوئی۔ اور بعض سال پنجاہم اور بعضے سال پنجاہ ویکم بھی کہتے ہیں۔ اور عمر شریف کو بعضے پنتالیس سال اور بعض انچاس سال چار مہینہ انیس روز کہتے ہیں۔ کتاب کشف الغمہ میں جناب امام محمدؑ باقر وجناب امام صادق علیہما السلام سے روایت کی ہے۔ کہ عمر شریف امام حسن علیہ السلام وقت وفات سینتالیس سال کی تھی۔ اور درمیان امام حسنؑ اور امام حسینؑ بقدر مدت حمل فاصلہ تھا اور مدت حمل امام حسینؑ چھ ماہ اور امام حسنؑ اپنے نانا کے ہمراہ سات سال رہے اور بعد ان کے انتقال کے جناب امیرؑ کے ساتھ تیس سال رہے۔ اور بعد وفات جناب امیر علیہ السلام دس سال زندہ رہے۔ ابن شہر آشوبؒ نے

اخبار شہادت زبانی امام حسنؑ ۔ جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ امام حسنؑ نے اپنے اہل بیت سے فرمایا کہ واضح ہو۔ میں زہر سے شہید ہونگا جس طرح جناب رسول خداؐ زہر سے شہید ہوئے۔ اہل بیت نے کہا کون آپ کو زہر دے گا کہا یا میری کنیز یا میری زوجہ مجھے زہر دیگی۔ اہل بیت نے کہا۔ اس ملعونہ کو اپنے ملک سے باہر کر دیجئے۔ حضرت نے فرمایا کیونکر اسے باہر کر دوں۔ حالانکہ میری موت اسی کے ہاتھ سے ہوگی اور اس سے چارہ نہیں۔ اور اگر اسے باہر کر دوں۔ بجز اُس کے مجھے اور کوئی زہر نہ دے گا۔ کہ ایسا ہی مقدر ہوا ہے۔ پس بعد تھوڑے زمانہ کے معاویہ نے زوجہ آنحضرت پاس زہر بھیجا۔ امام حسنؑ نے اپنی زوجہ سے پوچھا۔ تھوڑا دودھ کا شربت ہے۔ اس نے کہا۔ ہاں ہے۔ پس وہ زہر جو معاویہ نے بھیجا تھا۔ دودھ میں ملا کر امام حسنؑ کو

دیا۔ جب حضرت نے نوش کیا۔ اپنے بدن میں اسی وقت زہر کا اثر دیکھا۔ فرمایا۔ اے دشمن خدا تو نے مجھے مارا۔
قسم بخدا تجھے میرے مارنے کا عوض نہ ملے گا۔ اور معاویہ دشمن خدا سے ہرگز نفع نہ پائے گی۔ کلینیؒ نے جناب
صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ اشعث بن قیس جناب امیرؑ کے خون میں شریک تھا۔ اور اس کی دختر جعدہ نے
امام حسنؑ کو زہر دیا۔ اور بیٹا محمدؑ خون امام حسینؑ میں شریک ہوا۔ قطب راوندیؒ نے جناب صادقؑ سے روایت
کی ہے۔ کہ امام حسنؑ نے اپنے اہل بیت سے کہا۔ میں مثل رسول خدا زہر سے شہید ہونگا۔ اہل بیت نے کہا کون
شہید کریگا۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ میری زوجہ جعدہ بنت اشعث بن قیس مجھے زہر دیگی۔ اور معاویہ اس کے
پاس پوشیدہ زہر بھیجے گا۔ اور حکم دے گا۔ وہ مجھے زہر پلا دے۔ اہل بیت نے کہا۔ اس کو اپنے گھر سے نکال دیجئے۔
اور اپنے پاس سے علیحدہ کر دیجئے۔ حضرت نے فرمایا۔ کیونکر اسے گھر سے نکال دوں۔ حالانکہ ابھی کوئی فعل
واقع نہیں ہوا۔ اور اگر اسے نکال بھی دوں۔ تو بغیر اس کے مجھے اور کوئی زہر نہ دے گا۔ پس بعد ایک مدت کے
معاویہ نے زہر ہلاہل اور بہت سا مال جعدہ پاس بھیجا۔ اور کہا۔ اگر یہ زہر امام حسنؑ کو پلا دیگی۔ تو میں تجھ کو سو ہزار
درہم دوں گا۔ اور اپنے فرزند یزید سے تیرا عقد کر دوں گا۔ [illegible] روزہ امام حسنؑ روزہ سے تھے اور گرمی بشدت
تھی۔ اور وقت افطار آنحضرت بہت پیاسے تھے۔ جعدہ [illegible] حضرت کے لئے دودھ کا شربت لائی۔ اور وہ
زہر اس شربت میں ملا دیا تھا۔ جب امام حسنؑ نے وہ شربت نوش فرمایا۔ اور فرمایا۔ اے دشمن خدا تو نے مجھے مارا۔
خدا تجھے مارے۔ قسم بخدا خلق میں کسی کو مجھ سے بہتر نہ پائیگی۔ معاویہ نے تجھے فریب دیا۔ خدا تجھے اور معاویہ
کو اپنے عذاب سے معذب کرے۔ پس دو روز امام حسنؑ درد و الم میں زندہ رہے۔ اور بعد اس کے اپنے جد بزرگوار
اور پدر عالی مقدار سے ملحق ہوئے۔ اور معاویہ نے اس ملعونہ سے اس عہد پر وفا نہ کی۔ بروایت دیگر انعام اس ملعونہ
کو دیا۔ اور یزید سے تزویج نہ کیا۔ اور کہا۔ جس نے امام حسنؑ سے بھی وفا نہ کی وہ میرے فرزند سے بھی وفا نہ کرے گی۔

بیان زہر دادن امام حسنؑ۔ کلینیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جعدہ دختر اشعث نے امام حسنؑ کو
زہر دیا۔ اور کنیزان آنحضرتؑ میں سے ایک کنیز کو بھی زہر دیا۔ اس کنیز نے قے کی اور اچھی ہو گئی۔ اور امام حسنؑ
کے شکم مبارک میں وہ زہر رہ گیا۔ اور جگر کو پارہ پارہ کر ڈالا۔ کتاب احتجاج میں روایت کی ہے کہ ایک شخص امام
حسنؑ کی خدمت میں آیا۔ اور کہا۔ ہماری گردنوں کو آپ نے ذلیل کیا۔ اور ہم شیعوں کو غلامان بنی امیہ بنایا۔
حضرت نے فرمایا کیونکر۔ اس نے کہا۔ اس وجہ سے کہ خلافت آپ نے معاویہ کو دے دی۔ حضرت نے
فرمایا۔ قسم بخدا میں نے کوئی ناصر و یاور نہ پایا۔ اگر ناصر و یاور پاتا۔ رات دن معاویہ سے جنگ کرتا۔ یہاں تک کہ خدا
میرے اور اس کے درمیان حکم کرتا۔ لیکن میں نے اہل کوفہ کو پہچانا اور امتحان کیا۔ اور جان لیا۔ کہ یہ لوگ میرے
کام نہ آئیں گے اور ان کے عہد و پیمان پر وفا۔ اور ان کے گفتار و رفتار پر اعتقاد نہیں۔ ان کی زبانیں میرے

ہمراہ اور ان کے دل بنی امیہ کے ساتھ ہیں۔ یہ باتیں حضرت کر ہی رہے تھے۔ ناگاہ خون حلق مبارک سے جاری ہوا۔ پس آپ نے طشت منگایا۔ وہ طشت خون سے بھر گیا۔ راوی نے کہا۔ یابن رسول اللہ یہ خون کیسا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ معاویہ نے زہر بھیجا تھا۔ اور وہ مجھے کھلا دیا ہے۔ وہ زہر میرے جگر میں پہنچا۔ اور یہ ٹکڑے میرے جگر کے ہیں۔ جو طشت میں گر رہے ہیں۔ میں نے کہا۔ یا حضرت کچھ دوا کیجئے۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ اس سے قبل مجھے دو مرتبہ زہر دیا تھا۔ اور یہ تیسری دفعہ زہر دیا ہے۔ اس دفعہ قابل دوا نہیں۔ معاویہ نے بادشاہ روم کو لکھا تھا۔ کہ زہر کشندہ بھیج دے۔ بادشاہ روم نے اسے لکھا۔ کہ تمہارے مذہب میں جائز نہیں۔ کہ جو ہم سے لڑیں وہ ہم اس کے قتل پر اعانت کریں۔ معاویہ نے لکھا۔ میں جس شخص کو اس زہر سے مارنا چاہتا ہوں۔ وہ اس شخص کا فرزند ہے۔ جو مکہ میں ظاہر ہوا۔ اور دعویٰ پیغمبری کیا۔ اب اس نے خروج کیا ہے۔ اور اپنے پدر کی بادشاہی طلب کرتا ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ یہ زہر اسے کھلا دوں۔ اور خلائق کو راحت پہونچاؤں۔ اور بہت ہدایا و تحائف اس کے لئے بھیجے۔ پس بادشاہ روم نے یہ زہر بھیجا۔ اور اس زہر کے عوض میں عہد و شرائط اس سے لئے۔ کتاب کفایہ میں بسند معتبر جنادہ بن ابی امیہ سے روایت ہے کہ جس مرض میں امام حسنؑ نے دنیا سے رحلت کی۔ میں حضرت کی خدمت میں گیا۔ دیکھا۔ کہ سامنے طشت رکھا ہے اور حضرت جگر کے ٹکڑے اس میں اگل رہے ہیں۔ میں نے کہا۔ اے میرے مولا آپ اس کا کیوں علاج نہیں کرتے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے بندۂ خدا موت کا علاج کس چیز سے کر سکتے ہیں۔ میں نے کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پس آنحضرت میری طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا۔ مجھے جناب رسول خداؐ نے خبر دی کہ بعد ان کے بارہ خلیفے اور امام ہونگے۔ گیارہ امام فرزندان علیؑ و فاطمہؑ ہیں۔ اور یہ سب تیغ یا زہر سے شہید ہوں گے جب طشت سامنے سے اٹھا لیا۔ حضرت گریاں ہوئے۔ میں نے کہا۔ یا حضرت ہم کو موعظہ کیجئے۔ فرمایا۔ مہیائے سفر آخرت رہو۔ اور توشۂ سفر قبل اجل پہونچنے کے کرو۔ اور واضح ہو کہ تم دنیا کو طلب کرتے ہو۔ اور موت تم کو طلب کرتی ہے۔ اس روز کے اندوہ کو یاد نہ کرو۔ جس روز تم ہوا اور وہ نہیں آیا۔ واضح ہو کہ جو کچھ مال اپنی قوت سے زیادہ تحصیل کرو گے۔ اس میں تمہارا حصہ نہ ہوگا۔ بلکہ دوسرا خزینہ دار ہوگا۔ واضح ہو کہ حلال دنیا میں حساب اور حرام دنیا میں عذاب ہے اور مرتکب شبہات دنیا ہونا موجب عتاب ہے۔ لہذا دنیا کو اپنے نزدیک بمنزلہ مردار جانو اور اس سے نہ لو۔ مگر جس قدر تم کو کافی ہو۔ اگر حلال ہوگا۔ اس میں زہد نصیب ہوگا۔ اور اگر حرام ہوگا۔ گناہ اور وبال ہوگا۔ جو کچھ لیگا۔ تجھ پہ ہوگا۔ جس طرح ضرورت میں مردار حلال ہوتا ہے اور اگر عتاب ہوگا کم ہوگا۔ دنیا میں ایسا کام نہ کرو۔ کہ گویا ہمیشہ یہاں رہنا ہے۔ بلکہ آخرت کے لئے ایسا کام کرو کہ گویا کل مر جاؤ گے۔ اگر چاہو بے قوم و قبیلہ عزیز رہو۔ اور بغیر سلطنت و حکومت و باہیبت و بیبہ رہو۔

پس بذلت معصیت خدا سے بسوئے طاعت خدا متوجہ ہو۔ اور جب کبھی کوئی حاجت پیش آئے اور مضطرب ہو کہ لوگوں سے مصاحبت کرو۔ پس اس شخص کے مصاحب ہو کہ اس کی مصاحبت تمہاری زینت ہو۔ اگر تم اس کی خدمت کرو۔ وہ تمہاری حفاظت کرے۔ اگر اس سے نصرت و یاری چاہو۔ وہ نصرت و یاری کرے۔ اگر تم کوئی بات کہو وہ تصدیق کرے۔ اگر دشمن پر حملہ کرو وہ تمہاری تقویت کرے۔ اگر تم ملتجی ہو۔ وہ بھی باحسان ہاتھ دراز کرے۔ اگر تمہارے احوال میں کوئی رخنہ ظاہر ہو وہ اس کا انسداد کرے۔ اگر تم سے نیکی دیکھے انہیں شمار کرے اور ظاہر کرے۔ اگر اس سے سوال کرو۔ وہ عطا کرے۔ اگر ساکت رہو اور سوال نہ کرو وہ خود ابتدا کرے۔ اگر اس پر کوئی بلا وارد ہو تم بھی ملول رہو۔ لازم ہے تم کو اس سے مصیبتیں نہ پہونچیں۔ اور اس کی وجہ سے تم پر بلائیں وارد نہ ہوں۔ اور جب حقوق ضرور یہ درپیش ہوں تم کو نہ چھوڑ دے۔ اگر کسی تقسیم میں باہم نزاع کرو۔ تم کو اپنے اوپر مقدم رکھے جب سخنان اعجاز یہاں اس مقام تک پہونچے۔ سانس حضرت کی پھول گئی اور رنگ زرد ہو گیا۔ پس امام حسین ہمراہ اسود بن ابو الاسود دروازہ سے باہر تشریف لائے اور اپنے برادر بزرگوار کو گود میں لے کر سر مبارک آنحضرتؑ اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا اور نزدیک بیٹھے۔ اور آپس میں بہت راز کہے۔ ابو الاسود نے کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ گویا خبر وفات امام حسنؑ پہونچی ہے۔ پس امام حسینؑ کو وصی کیا اور اسرار امامت ان سے کہے اور امانت ہائے خلافت ان کے سپرد کئے۔ بعد اس کے روح مقدس نے بروز پنجشنبہ آخر ماہ صفر سال پنجاہم ہجری میں بریاض قدس پرواز کیا۔ اور عمر مبارک اس وقت سینتالیس سال کی تھی۔ بقیع میں دفن ہوئے۔ کتاب کشف الغمہ میں عمرو بن اسحق سے روایت ہے کہا۔ میں ایک شخص کے ہمراہ عیادت امام حسنؑ کو گیا۔ حضرت نے فرمایا۔ جو چاہو مجھ سے سوال کرو۔ میں نے کہا قسم بخدا سوال نہ کروں گا۔ جب تک کہ خدا آپ کو صحت عطا نہ فرمائے۔ بحالت صحت میں آپ سے سوال کروں گا۔ پس اٹھ کر میں کسی کام کو چلا گیا۔ اور پھر حاضر ہوا۔ حضرت نے فرمایا مجھ سے سوال کرو قبل اس کے کہ سوال کا موقعہ نہ پاؤ۔ میں نے عرض کی۔ خدا جب آپ کو صحت عطا کرے گا۔ اس وقت میں سوال کرونگا۔ حضرت نے فرمایا اس وقت میرے جگر کا ٹکڑا اکٹھ کر گر پڑا۔ مجھے کئی مرتبہ زہر دیا تھا۔ اور کسی دفعہ کا زہر ایسا نہ تھا۔ جب دوسرے روز میں حضرت کی خدمت میں گیا۔ دیکھا حضرت کا وقت آخری ہے امام حسین سرہانے بیٹھے ہیں۔ امام حسینؑ نے پوچھا۔ اے برادر بزرگوار آپ کا گمان اس زہر دینے میں کس طرف ہے۔ امام نے فرمایا کیوں پوچھتے ہو۔ آیا منظور ہے کہ اسے قتل کرو۔ کہا۔ ہاں یہی غرض ہے۔ امام حسنؑ نے کہا۔ اگر وہ ہے جس کی طرف میرا گمان ہے پس عذاب خدا اس کے لئے عقوبت دنیا سے سخت تر ہے اور اگر وہ نہیں تو میں نہیں چاہتا کہ کوئی میری وجہ سے بیگناہ مارا جائے۔ ایضاً۔ روایت کی ہے جب وقت وفات

امام حسن مجتبیٰؑ آیا۔ فرمایا مجھے صحرا میں لے چلو کہ میں اطراف آسمان پر نظر کروں۔ جب آپ کو صحرا میں لے گئے۔ فرمایا خداوندا میں اپنی جان کو کہ عزیز ترین جانوں کی میرے نزدیک ہے۔ اسے میں نے تیری رضا میں دیا۔ اور اپنے قصاص سے تیری رضا کے لئے درگذر۔ اگر کسی کو میرے لئے قصاص کریں۔ اس سے پہلی حدیث میں یہ فرمایا۔ کہ میں نہیں چاہتا کوئی بے گناہ میری وجہ سے مارا جائے۔ اس کا صاف مطلب پچھلی حدیث میں بیان فرمادیا۔ کہ میں جانتا ہوں۔ قاتل کو مگر رضائے خدا کے لئے قصاص نہیں لیتا۔ اگر وہ چاہے تو مزید خود میرے خون ناحق کا قصاص لے گا۔

بیان وصایائے امام حسنؑ کلینیؒ نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے جب وقت احتضار امام حسنؑ ہوا۔ امام حسینؑ کو بلایا۔ اور کہا اے برادر گرامی میں تم کو چند وصیتیں کرتا ہوں۔ تم میری وصیتوں کی حفاظت کی حفاظت کرو۔ جب میں دنیا سے رحلت کروں۔ مجھے غسل دینا کفن کرنا۔ اور میرے نانا رسولؐ کے پاس لے جانا۔ کہ ان کی زیارت کروں۔ اور اپنا عہد ان سے تازہ کروں اس کے بعد مجھ کو میری مادر فاطمہؑ کے پاس لے جانا۔ بعد ازاں مجھے قبرستان بقیع میں سے جا کر دفن کرنا۔ اور واضح ہو کہ عائشہ سے چند امور ایسے ظاہر ہونگے۔ کہ اس کی دشمنی خدا و رسول اور ہم اہل بیت سے لوگوں پر ظاہر ہو جائے گی۔ جب امام حسنؑ نے رحلت فرمائی غسل دیا۔ اور کفنا کر جہاں مردوں پر نماز پڑھتے تھے۔ وہاں لے گئے اور جناب امام حسینؑ نے امام حسنؑ پر نماز پڑھی۔ اور جب نماز سے فارغ ہوئے۔ جنازہ اٹھایا اور مسجد میں لا کر نزدیک قبر رسول رکھا کسی نے جا کر عائشہ کو خبر کی۔ عائشہ اس خبر کے سننے سے استر پر سوار ہوئی۔ (پہلے جو عورت زین پر سوار ہوئی وہ عائشہ تھی) اور بہت جلد نزدیک قبر رسول خداؐ موجود ہوئی۔ اور کہا۔ حسنؑ بن علیؑ کو میرے گھر سے اٹھا کر لے جاؤ۔ میں نہیں چاہتی کہ وہ میرے گھر میں دفن ہوں۔ اور پردۂ رسول خدا دریدہ ہو! امام حسینؑ نے فرمایا بسا لہا سال ہوئے تو نے اور تیرے باپ نے پردہ دری کی۔ اور آنحضرتؐ کے گھر میں ان لوگوں کو داخل کیا جن کا قرب رسول خداؐ نہ چاہتے تھے۔ اور جو کچھ تو نے کیا۔ خدا قیامت میں اس کا تجھ سے سوال کرے گا۔ اے عائشہ میرے برادر نے مجھے حکم دیا ہے کہ بعد وفات ان کو قبر رسولؐ پاس لاؤں کہ وہ اپنا عہد اپنے رسول خداؐ سے تازہ کریں۔ واضح ہو کہ میرے بھائی امام حسنؑ بخدا اور رسولؐ دانا ترین مردم تھے۔ اور تاویل کتاب خدا زیادہ تر دانا تھے۔ اس سے کہ ہتک حجاب پردہ رسول خداؐ کریں۔ اس لئے کہ خدا نے منع کیا ہے۔ بے رخصت داخل خانۂ آنحضرتؐ ہوں۔ اور قرآن میں فرمایا ہے۔ یا ایھا الذین امنوا لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یوذن لکم اور تو نے بغیر رخصت رسول خداؐ لوگوں کو ان کے گھر میں داخل کیا۔ اور خدا نے منع کیا ہے کہ آواز حضرت رسول خداؐ کی خدمت میں بلند کریں۔ جیسا کہ قرآن میں فرمایا ہے۔ یا ایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی۔ اور میں قسم کھاتا ہوں۔ تو نے اپنے باپ

اور عمر کے لئے نزدیک گوش حضرت رسولؐ بیلچے زمین پر مارے۔ حالانکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وہ لوگ جو
اپنی آواز نزدیک رسول خداؐ پست کرتے ہیں۔ وہ لوگ وہی ہیں جن کو خدا نے پرہیزگاری امتحان کیا ہے۔
اور تحقیق تیرے باپ اور عمر نے بسبب اپنی نزدیکی کے حضرت رسولؐ کو اذیت دی۔ اور جو خدا نے درباب
حق رسول خداؐ اور خود آنحضرتؐ نے اپنی زبان مبارک سے ان دونوں کو حکم فرمایا تھا۔ اس کی رعایت نہ کی۔
اس لئے کہ خدا نے مومنوں کے لئے بعد مرنے کے بھی حرام کیا ہے جو ان کی حیات میں حرام تھا۔ اور اے
عائشہ قسم بخدا جس طرح امام حسنؑ کے دفن سے ان کے نانا پاس تو کراہت رکھتی ہے۔ اگر ان کے اور خدا
کے درمیان جائز ہوتا۔ اس وقت معلوم ہو جاتا۔ کہ تیرے ضد پر یہاں امام حسنؑ دفن ہوتے ہیں پس محمد حنفیہ
نے کہا۔ اے عائشہ تیرا کچھ ٹھیکانہ نہیں کبھی استر (خچر) پر اور کبھی اونٹ پر سوار ہوتی ہے۔ عداوت بنی ہاشم
سے ایک بات پر قائم نہیں۔ عائشہ نے کہا۔ اے پسر حنفیہ یہ فرزندان فاطمہؑ ہیں۔ جو گفتگو کرتے ہیں۔ تم کسی حسب
و نسب پر کلام کرتے ہو۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ محمد بن حنفیہ کو فاطمہؑ سے دور نہ کرو۔ کہ تین فاطمہؑ ان کی ماں ہیں۔
فاطمہ دختر عمران بن عاید بن عمرو بن مخزوم و فاطمہ بنت اسد و فاطمہ دختر زائدہ بن الاصم پھر امام حسینؑ
کو عائشہ نے کہا۔ اٹھا لے جاؤ۔ کہ تم لوگ حضرت میں نہایت مہارت رکھتے ہو۔ اور میں تم سے بحث نہیں
نہیں ہو سکتی۔ پس امام حسین جنازہ امام حسنؑ کو نزدیک قبر جناب فاطمہؑ لے گئے اور وہاں سے لے جا کر
قبرستان بقیع میں دفن کیا۔ ابن بابویہؒ نے بسند صحیح جناب صادق سے روایت کی ہے کہ امام حسینؑ
نے چاہا کہ امام حسنؑ کو نزدیک قبر رسول خداؐ دفن کریں۔ اور اکثر لوگوں کو اس کام کے لئے جمع کیا۔ پس
ایک شخص نے کہا میں نے خود امام حسنؑ سے سنا فرماتے تھے میرے برادر حسینؑ سے کہو۔ ایسا نہ کرنا کہ میرے
جنازہ کی وجہ سے خون زمین پر گرے۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا۔ امام حسینؑ دستبردار نہ ہوتے اور امام حسنؑ کو
ضرور ان کے نانا کے پہلو میں دفن کرتے۔ اور جناب صادق نے فرمایا۔ اول جو عورت استر پر بعد وفات حضرتؐ
رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوئی۔ وہ عائشہ تھی کہ دفن امام حسنؑ سے آکر مانع ہوئی۔ شیخ مفیدؒ و شیخ طوسیؒ و
دیگر علما نے ابن عباس وغیرہ سے روایت کی ہے کہ معاویہ نے جعدہ سے دو ہزار درہم اور بہت سے مواضعات
حلہ و کوفہ کا وعدہ کیا اور اس کے پاس زہر بھیجا کہ امام حسنؑ کے طعام میں ملا دے۔ جب جعدہ ملعونہ طعام امام
حسنؑ کے سامنے لائی۔ اور بروایت دیگر بعد تناول فرمانے کے امام حسن علیہ السلام نے کہا۔ انا للہ وانا الیہ
راجعون میں خدا کی حمد کرتا ہوں کہ ملاقات محمدؐ سید المرسلین و پدرم سید الوصیینؑ و مادرم فاطمہ زہراؑ و چچا جعفر
جو بہشت میں پرواز کرتے ہیں اور حمزہ سید الشہدا سے فائز ہوا۔ امام حسینؑ سرہانے امام حسنؑ کے آئے اور کہا
اے برادر آپ اپنا حال کیا دیکھتے ہیں۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ میں اپنے کو اول روز روز ہائے آخرت اور آخر روز

روزہائے دنیا سے پاتا ہوں۔ اور جانتا ہوں کہ اپنی اجل پر کوئی پیشی نہیں کر سکتا۔ اپنے پدر اور جد پاس جاتا ہوں تمہاری اور دوستوں اور برادروں کی مفارقت کو مکروہ جانتا ہوں۔ اور اس گفتار سے استغفار کرتا ہوں بلکہ خواہان سفر ہوں۔ اس لئے کہ اپنے جد رسول خداؐ اور اپنے پدر امیر المومنینؑ اور اپنی مادر فاطمہؑ زہرا اور اپنے دو چچا حمزہ و جعفر سے ملاقات کروں۔ اور خدا عوض ہر گذشتہ اور ثواب خدا ہر مصیبت سے تسلی دینے والا ہے اور جو فوت ہوا ہے اس کا تدارک کرتا ہے۔ اے برادر میں نے اپنا جگر طشت میں دیکھا اور جانا کہ کس نے یہ کام کیا ہے اور اصل اس کی کہاں سے ہوئی ہے۔ اگر میں تم سے کہوں تم اس کے ساتھ کیا کرو گے۔ امام حسینؑ نے فرمایا قسم بخدا میں اسکو قتل کردوں گا۔ یہ سن کر امام حسن علیہ السلام نے فرمایا میں تم سے وہ خبر نہ کہوں گا یہاں تک کہ اپنے نانا رسول خدا سے ملاقات کروں گا لیکن میرا وصیت نامہ لکھو کہ حسنؑ بن علیؑ بن ابی طالب اپنے برادر حسینؑ بن علیؑ ابن ابی طالب سے وصیت کرتا ہے پس یہ وحدانیت خدا گواہی دیتا ہوں کہ وہ اپنی خداوندی میں شریک نہیں رکھتا اور وہی لائق پرستش ہے معبودیت میں شریک نہیں رکھتا۔ اور پادشاہی میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ محتاج کسی کی اعانت کا نہیں۔ سب چیزوں کو اس نے پیدا کیا ہے۔ اور سب چیزوں کو اس نے مقدر کیا ہے۔ اور وہ ہی لعبادت سزاوار ترین معبودین اور بحمد و ثنا سزاوار ترین محمودین ہے جو اس کی اطاعت کرے۔ رستگار ہے اور جو کوئی اس کی معصیت کرے گنہگار ہے اور گمراہ ہے اور جو اس کی طرف توبہ کرے ہدایت پاتا ہے پس اے برادر حسینؑ میں تم کو ان کے حق میں وصیت و سفارش کرتا ہوں جن کو اپنے بعد اپنے اہل اور اپنے فرزندوں اور تمہارے اہل بیت سے چھوڑے جاتا ہوں کہ ان کے گناہگاروں کے گناہ سے درگذر کرنا۔ اور ان کے احسان نیکو کار کو قبول کرنا مثل میرے فرزند کے ان سے رہنا۔ اور مثل پدر مہربان ان پر رہنا۔ اور مجھے حضرت رسولؐ پاس انہیں دفن کرنا۔ اس لئے کہ میں آنحضرتؐ اور خانہ آنحضرتؐ کا ان لوگوں سے زیادہ   ہوں جن کو بے رخصت داخل خانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیا حالانکہ خدا نے منع کیا۔ اور قرآن میں فرمایا ہے۔ یآ ایھا الذین امنوا لاتدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم قسم بخدا رسول خداؐ نے ان لوگوں کو اپنی حیات میں بے رخصت اپنے گھر میں جانے کی اجازت نہیں دی۔ اور اپنی وفات کے بعد بھی ان کو اجازت نہیں دی۔ اور ہم کو اجازت دی ہے۔ جو کچھ آنحضرت سے ہم کو میراث میں ملا ہے اس میں ہم متصرف ہوں لہٰذا اگر عائشہ تم کو منع کرے۔ میں تم کو قسم بقرابت ورحم دیتا ہوں۔ کہ میرے جنازے کی وجہ سے ذرا سا خون بھی زمین پر نہ بہنے پائے یہاں تک کہ اپنے نانا سے ملاقات کر کے ان کے سامنے فیصلہ کروں۔ اور جو کچھ ظلم و جور منافقوں سے بعد ان کی وفاتؐ کے ہم کو پہونچے اس کی شکایت کروں۔

بیان دفن امام حسن علیہ السلام۔ ابن عباس نے کہا جب امام حسنؑ نے بعالم بقا بجوار حق تعالیٰ
رحلت فرمائی۔ اس وقت امام حسینؑ نے مجھے اور عبداللہ بن جعفر اور علی میرے فرزند کو طلب کیا۔ اور امام حسنؑ
کو غسل دے کر چاہا۔ کہ دروازہ روضہ رسول خداؐ کھولیں۔ اور جنازہ امام حسنؑ روضہ روضہ رسولؐ میں لے جائیں۔
ناگاہ مروان مع فرزندان و فرزندان ابوسفیان و عثمان و بنو امیہ جمع آ کر مانع ہوا۔ اور کہا۔ یہ ہرگز نہ کرنے دیں گے۔
کہ عثمان بدترین حال بقیع میں دفن ہوا۔ اور حسنؑ بن علی رسول خداؐ کے پاس دفن ہوں۔ یہ نہ ہوگا۔ جب تک
تلوار نہ چلے اور ترکش تیروں سے خالی نہ ہو جائیں۔ یہ سن کر امام حسینؑ نے فرمایا۔ بحق اس خدا کے جس نے مکہ کو
محترم کیا۔ امام حسنؑ فرزند علی علیہ السلام و فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا و رسول خداؐ صلعم اور ان کے گھر سے
بہ نسبت ان لوگوں کے جو بے اجازت دفن ہوئے۔ بہت ذیحق ہیں۔ اور قسم بخدا کہ امام حسنؑ بہ نسبت عثمان
خطا کار کے کہ اس نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو مدینہ سے بے گناہ نکال دیا۔ اور عمار ابن مسعود کی بے حرمتی
کی۔ اور حضرت رسولؐ نے جس کو نکال دیا تھا۔ ان کو پناہ دی۔ ذیحق زیادہ ہیں۔ بروایت دیگر مروان استر
ممانعت عائشہ از دفن امام حسن علیہ السلام پر سوار ہو کر عائشہ کے پاس گیا۔ اور
کہا حسینؑ ابن علی اپنے بھائی کو لائے ہیں کہ پیغمبر خداؐ کے پاس دفن کریں۔ اگر حسنؑ بن علیؑ کو دفن کر دیا۔ تو
یقین جاننا قیامت تک تمہارے باپ اور عمر کا فخر برطرف ہو جائے گا۔ عائشہ نے کہا کیا کروں مروان نے کہا چل
کر منع کرو۔ عائشہ نے کہا کیونکر مانع ہوں۔ پس مروان استر سے نیچے اُترا۔ اور عائشہ کو اپنے استر پر سوار کر کے قبر
رسول خداؐ کے پاس لایا۔ چیختا چلاتا تھا۔ اور بنی امیہ کو ترغیب دلاتا تھا۔ کہ حسنؑ بن علیؑ کو ان کے نانا رسول
خداؐ کے پہلو میں دفن نہ ہونے دو۔ ابن عباس نے کہا۔ اس حیص بیص میں ناگاہ ہم نے ایک آواز سنی اور ایک
شخص کو دیکھا کہ اثر شر و فتنہ اس سے ظاہر ہیں۔ اور چلا آتا ہے۔ جب ہم نے نظر کی دیکھا۔ عائشہ مع چالیس سواروں
کے آتی ہے۔ اور لوگوں کو جنگ و جدال پر تحریص کرتا ہے۔ جب اس نے مجھے دیکھا۔ بلایا۔ اور کہا۔ اے پسر عباس
تم سب نے مجھ پر جرأت و جسارت بہم پہنچائی ہے اور ہر روز مجھے آزار دیتے ہو۔ اور چاہتے ہو اسے میرے گھر
میں داخل کرو۔ جسے میں دوست و عزیز نہیں رکھتی۔ اور نہیں چاہتی۔ میں نے کہا۔ واسوأتاہ کبھی اونٹ پر سوار
اور کبھی خچر پر سوار ہوتی ہے اور چاہتی ہے نور خدا کو بجھا دے اور دوستان خدا سے جنگ کرے اور درمیان
رسول خداؐ و دوستان رسول خداؐ حائل ہو۔ پھر عائشہ قریب قبر رسولؐ آئی اور استر سے کود کر چلانے لگی۔
کہ قسم بخدا جب تک میرے سر میں ایک بال رہے گا۔ میں حسنؑ بن علیؑ کو یہاں دفن نہ ہونے دوں گی۔ بروایت
دیگر جنازہ امام حسنؑ کو تیرباران کیا۔ یہاں تک ستر تیر جنازہ امام حسنؑ سے باہر نکل گئے۔ یہ دیکھ بنی ہاشم نے
چاہا۔ شمشیر کھینچیں اور جنگ کریں! امام حسینؑ نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ میرے برادر کی وصیت

کو ضائع نہ کرو۔ اور ایسا نہ کرو کہ خونریزی ہو۔ بعد اس کے ان اشقیا سے خطاب کیا۔ کہ اگر میرے برادر کی وصیتؑ ہوتی۔ مروان کو میں یہاں تمہاری ضد پر دفن کرتا۔ پس جنازہ امام حسنؑ لے گئے اور بقیع میں اپنی جدہ فاطمہ بنت اسد

بیان وفات امام حسنؑ زبانی رسولؐ

کے پاس دفن کیا۔ ایضاً۔ ابن عباس نے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ جب میرے فرزند لخت جگر حسنؑ کو زہر سے شہید کریں گے۔ اس وقت ساتوں آسمانوں کے فرشتے اس پر روئیں گے۔ اور سب چیزیں روئیں گی۔ یہاں تک کہ مرغان ہوا اور ماہیان دریا اس پر گریہ کریں گے۔ اور جو اس پر روئے گا۔ اس کی آنکھیں کور نہ ہوں گی۔ جس روز سب کی آنکھیں کور ہوں گی۔ اور جو کوئی اس کی مصیبت پر اندوہ ناک ہوگا۔ اس کا دل اندوہ ناک نہ ہوگا۔ جس دن سب دل اندوہ ناک ہوں گے۔ اور جو بقیع میں اس کی زیارت کریگا۔ اس کا قدم صراط پر ثابت رہے گا جس روز سب قدم صراط پر لرزاں ہوں گے۔ قرب الاسناد میں بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ امام حسینؑ ہر آخری جمعہ کو قبر امام حسنؑ کی زیارت کو جاتے تھے۔ ابن شہر آشوبؒ نے روایت کی ہے۔ امام حسن علیہ السلام نے دو پچاس اور بروایت دیگر۔ تین سو عورتوں[۵] سے نکاح کیا۔ یہاں تک کہ جناب امیرؑ نے منبر پر فرمایا۔ کہ میرا فرزند حسنؑ مطلاق یعنی طلاق دینے والا ہے۔ اپنی دختروں کو اس سے تزویج نہ کرو۔ لوگ کہتے تھے۔ اگر وہ ایک شب کے لئے ہماری دختر کو تزویج کریں۔ ہمارے فخر کے لئے کافی ہے اور جب امام حسنؑ نے

---

۵ یہ روایت جناب امیرؑ کی طرف منسوب کی گئی ہے۔ سقیفائی مشینری کی تیار کردہ ہے۔ زندگی حضرت علیؑ میں امام حسنؑ نے کسی بیوی کو طلاق نہیں دیا کوئی تاریخ یہ ثابت نہیں کرتی آپ نے بعد وفات پدر بزرگوار زیادہ عقد کئے۔ اور طلاقیں دیں لوگ کہتے ہیں۔ معاذ اللہ امام حسن عیاش تھے جو اتنے نکاح پر نکاح کرتے تھے نہیں وجہ یہ تھی طلاق دینے کی حکومت جس کو خلافت کہا جاتا تھا وہ امام حسن پر زہر ہلاہل کا پیالہ گناہوں کا مجموعہ غلاظت و گندگی کی پوٹ بن گئی تھی۔ معاویہ سے صلح میں امام حسنؑ کی تیسری شرط یہ تھی کہ بعد معاویہ حکومت کے مالک امام حسینؑ ہونگے (۱۔ استیعاب ص۱۴۳۔ صواعق محرقہ ص۸۱۔ السیاست والامامۃ ص۱۳۶) لیکن معاویہ نے قسم کھا رکھی تھی جہنم میں جانا منظور حکومت امام حسینؑ کو نہیں دینی اور ان کے پاس دو حربے تھے کامیابی کے لئے زہر اور روپیہ۔ لہذا حسنؑ کو چھ دفعہ زہر دیا گیا۔ اور زہر دینے دلوانے کا بہترین ذریعہ تھی زوجہ لہذا معاویہ زہر دلوانے کی جس بیوی سے ساز باز کرتے اور امام کو شبہ گذرتا آپ اس کو طلاق دے دیا کرتے تھے۔ کیونکہ شبہ سے سزا نہیں دی جا سکتی۔ شرعاً طلاق عورت سے علیحدگی کا ذریعہ تھا۔ جو آپ کرتے رہے دوسری عورت سے نکاح کر لیا۔ جب پھر ان پر شک گذرا طلاق دے دی۔ اس طرح اتنے نکاحوں تک امام کی نوبت آئی۔ آخر معاویہ نے امام کو چین نہ لینے دیا۔ جعدہ بنت اشعث ابن قیس خلیفہ اول ابوبکر کی بھانجی سے زہر دلوانے میں کامیاب ہو گئے۔ مروج الذہب ص۳۰۳۔ حبیب السیر جلد دوم ص۱۸۔ تاریخ ابو الفدا جلد اول ص۱۸۳ وغیرہ کتب شاہد ہیں کہ معاویہ نے زہر دلوایا۔ (کوثر کھجلوی عفی عنہ)

انتقال کیا۔ جمیع زنان آنحضرت حسنؑ کو طلاق دیا تھا عقب جنازہ پا برہنہ آئی تھیں۔ اور گریہ وزاری کرتی تھیں۔ روایت ہے کہ جب امام حسنؑ کا ہنگام وفات ہوا۔ امام حسینؑ نے کہا۔ اے برادر میں چاہتا ہوں آپ کے وقت احتضار سے مطلع ہوں۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ میں نے رسول خداؐ سے سنا ہے فرماتے تھے ہم اہل بیت کی عقل مفارقت نہیں کرتی۔ جب تک روح ہمارے بدن میں ہے۔ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دو۔ جب میں ملک الموت کو دیکھوں گا۔ تمہارا ہاتھ چھوڑ دوں گا۔ یہ سُن کر امام حسینؑ نے اپنا ہاتھ امام حسنؑ کے ہاتھ میں دے دیا۔ بعد ایک ساعت کے امام حسن علیہ السلام نے امام حسینؑ کے ہاتھ کو تھوڑی سی حرکت دی۔ جب امام حسین علیہ السلام اپنا کان امام حسنؑ کے منہ کے پاس لے گئے امام حسنؑ نے فرمایا۔ ملک الموت مجھے کہتے ہیں۔ میں تم کو بشارت دیتا ہوں کہ حق تعالیٰ تم سے راضی ہے۔ اور تمہارے نانا شفیع روز جزا ہیں۔

جلد اوّل ختم شد

جلاء العیون

جلد دوم

سوانح چہاردہ معصومین علیہم السلام

تالیف

ملا محمد باقر مجلسیؒ بن علامہ محمد تقی مجلسیؒ

ترجمہ

علامہ سید عبدالحسین مرحوم اعلی اللہ مقامہ

ناشر

عباس بک ایجنسی

رستم نگر، درگاہ حضرت عباسؑ، لکھنؤ، انڈیا

فون نمبر۔ 260756, 269598

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

فہرست مضامین

عباس بک ایجنسی

رستم نگر درگاہ حضرت عباس لکھنؤ۔ ۳

مولانا سیّد ظہور الحسن صاحب قبلہ کوثر بھریلوی خطیب شیعہ
ملتان

از قلم حقیقت رقم عندلیب گلستان زہرا بیگم ممتاز کوثر بھریلوی

عورت کا مقام

انسانی معاشرہ میں عورت اور مرد کے وجود سے کس کو انکار ہے ان کے وجود سے تو دنیا اور
اس کا نظام چل رہا ہے۔ انسانیت میں دونوں برابر۔ آدمیت میں دونوں برابر کے شریک۔ بنیادی
حقوق یکساں۔ لیکن تقسیم کار کے اصول میں ہر نوع کے فرائض جُدا۔ ذمہ داریاں الگ معاشرتی
سکون کے لئے یہ ناگزیر تھا کہ ان کی زندگی کی سرگرمیوں کے دائرہ میں حد فاصل کھینچ دی جاتی
تاکہ ہر ایک اپنی اپنی حدود کے اندر رہ کر اپنی فطری استعداد کے جوہر دکھا کر انسانیت کی ترقی
کے لئے زیادہ سے زیادہ خدمات سر انجام دے سکے یہ اسلام ہی کی خصوصیت ہے۔ کہ اس نے
انسانی معاشرت کو ایسے نظام سے روشناس کرایا جس سے بہتر ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔ اسلام
نے زندگی کے ہر پہلو کا جائزہ لیا۔ اور ایسا ضابطہ حیات مدون کیا جس میں انسان کے ہر گونہ
مفادات کا خیال رکھا گیا اسلام نے مرد و عورت کی فطرت کو پیش نظر رکھا اور ان کے جنسی قویٰ
کے مطابق دائرہ عمل کے خطوط کھینچے۔ تاکہ معاشرہ میں انتشار راہ نہ پاسکے۔ اور مرد و عورت
کو اپنے اپنے کام سے دلچسپی رہے۔ ان کی زندگیوں کے دائرے جدا جدا رہیں۔ ان کی باہمی
اختلاط میل جول پر قدغن لگادی۔ اس قدغن کا نام رکھ دیا پردہ عورت کے تگ و دو کا دائرہ
بظاہر گھر کی مختصر کائنات ہے۔ اور مرد کے لئے گھر کی چار دیواری سے باہر ہر طرح کے مسائل
و تسخیر کائنات ہے۔ نیز علمائے علم النفس کا کہنا ہے کہ انسان کے وجود میں ایک مقناطیسی قوت
موجود ہے جو الیکٹرک سے بالکل مشابہ ہے اور برق سے مشابہت نام رکھتی ہے تمام
اعمال زندگی میں یہ قوت کام کرتی ہے اس میں شک نہیں کہ اس قوت سے زیادہ استفادہ
جب ممکن ہے جب اس کی پرورش و تربیت کی جائے۔ لیکن یہ نہ بھولنا چاہئے کہ ہر انسان
میں اس کا وجود مسلمہ ہے طبعی حالات میں بھی اس کے بے شمار آثار کا نتیجہ روز ظہور ہوتا ہے
اور کوئی فرد اس کے اثرات سے خالی نہیں ہے مرد عورت کا جنسی میلان بھی اس کا اثر
ہے۔ اور اس امر کو قطعی یقینی اور مسلمہ جاننا چاہئے کہ مرد عورت ایک مقناطیسی قوت
کے زیر اثر ایک دوسرے کی طرف کھینچتے ہیں۔ محبت عشق تعلقات باہمی اسی قوت
کے تحت وجود پذیر ہوتے ہیں۔ اکثر ایسا دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ مرد عورت ایک نظر

میں ایک دوسرے کے حسن و جمال کے شیفتہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن کیا کبھی آپ نے سوچا۔ کہ وہ کون سا جادو ہے۔ جو ایک نظر میں اپنا کام کر جاتا ہے۔ وہ کون سا کرشمہ ہے جس کی بدولت محبت و عشق پیدا ہو جاتا ہے اس کا یہ بیان کیا گیا ہے۔ جب مرد عورت کی نظریں لڑتی ہیں تو ایک قسم کی مقناطیسی اور برقی لہریں ایک دوسرے سے جدا ہو کر ایک دوسرے کے جذب و کشش کی خاطر ملتی ہیں۔ ان برقی لہروں کے ملاپ سے امواج برقی کی ایک سطح پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اس سطح کا نام محبت و عشق ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس رابطہ کے نتائج کیا ہیں۔ اس تعلق اور رابطہ پر طرفین کا یہ اثر ناگزیر ہے کہ ان میں مخصوص قسم کے افکار و حالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور جس قدر یہ مقناطیسی رابطہ قوی تر ہوتا ہے۔ اس نسبت سے طرفین کا اثر ہوتا ہے جو لوگ اس کا شکار بن جاتے ہیں۔ زندگی پھر کا تمام آثار سے بیزار۔ خواب و خور۔ ننگ و نام۔ عزت و ناموس سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ اور یہ امر مسلمہ ہے کہ کسی شے کا استعمال بغیر اصول کے سم قاتل کا کام کرتا ہے۔ مثلاً کھانا جس پر زندگی کا انحصار ہے۔ لیکن اگر یہ اصول کے تحت اپنی مقدار سے مقررہ وقت پر کھایا جائے تو حیات بخش اور بقید وقت افراط سے مصرف میں لایا جائے تو قاتل حیات بن جاتا ہے۔ آب باراں اگر وقت پر اپنی مقدار سے ہو تو رحمت اور بے وقت کثرت سے ہوئے بصورت سیلاب بن کر آجائے۔ تو اساس زندگی کو جڑ سے اکھاڑ کر زمین پر پھینک دے۔ جنسی روابط کا بھی یہ عالم وہی ہے سود مند قانون جو زوج و زوجہ میں شدید روابط کا موجب بنتا ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں تولید نسل بقائے نسل اور اعلیٰ زندگی اور پاکیزہ عشق و محبت ر وجود پذیر ہوتے ہیں۔ تو جس وقت یہ بغیر اصول بے وقت استعمال ہو فنا و نیستی کا باعث بن جاتے ہیں۔ اور انسانی معاشرہ میں فساد عظیم پیدا کر دیتا ہے اور اس کو برباد کر دیتا ہے۔ دین اسلام جو خدا کا سچا دین ہے جس کی تعلیمات میں یہ خوبی ہے کہ اس کا ہر مصلح عباد پر انحصار رکھتا ہے۔ تو یہاں پر بھی اسی دین اسلام نے انسانی رہنمائی کرتے ہوئے جنسی روابط میں ایک صالحانہ لائحہ عمل تجویز کیا ہے۔ جنسی میلان جو خطرات کے ہمہ گیر قوانین جذب منفوجین کا اثر ہے اس میں ایسی بے راہ روی کو روک دیا ہے جس میں انسانی معاشرت میں فنا کا احتمال ہو سکتا ہے۔ جنسی روابط کی گریز ضروریات کیلئے پردہ کا حکم دیا۔ اور غیر قانونی تعلقات کے پیش بندی کی خاطر پردہ کا حکم دیا چنانچہ ارشاد قدرت ہے قل للمومنات یغضن من العبادھن

اے رسول مومنہ عورتوں سے کہہ دیجئے کہ خود کو مردوں کی نظروں سے ڈھانپ لیں۔

نکاح ظہور اسلام سے قبل معاشرہ انسانی میں عورت کو کوئی مقام حاصل نہ تھا بلکہ عورت کو ہوس انسانی کا ایک آلہ سمجھا جاتا تھا۔ نکاح کا بعض قبائل اور ملکوں میں نام نہ تھا۔ اور جہاں تھا وہاں غلامی سے بھی بد تر عیب شمار کیا جاتا تھا بچی پیدا ہوتی ہے۔ تو اس خیال سے جوان ہوگی پھر اس کا نکاح کرنا پڑے گا۔ غیر برداری مرد کو داماد بنانا پڑے گا۔ یہ کام خاندان کی ذلت خیال کیا تھا اس وجہ سے عرب لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ اور جہاں سلسلہ نکاح تھا۔ وہاں عورت زوجیہ تصور نہ ہوتی تھی۔ بلکہ لونڈی۔ جب شوہر مرجاتا۔ تو بیوہ بیوی خود اپنی جنی ہوئی اولاد کی میراث بن جاتی بیٹے ماں سے خود نکاح کرتے یا کسی غیر مرد کے ہاتھ چند سکوں کے عوض میں فروخت کر دیتے عرب کے علاوہ ہندوستان میں بھی یہ رسم تھی بلکہ یہاں ایک ظلم یہ بھی تھا۔ کہ جب شوہر مرجاتا۔ خواہ وہ زندگی کے کسی حصے میں ہوتا۔ اور عورت بھی خواہ شباب کی گود میں ہوتی یا بوڑھاپے سے بغلگیر یا ابھی گہوارہ بچپن میں اس کو شوہر کی میت کے ساتھ جب کہ وہ نذر آتش کی جاتی تھی تو اس آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں خود بھی کود کر اپنی زندگی کو ختم کرنا ہوتا اور اگر وہ یہ کام نہ کرتی تو اس کے زندہ رہنے کو ایک خاندانی عیب اور نحوست خیال کیا جاتا۔ غرضیکہ عورت ہر جگہ قبل از اسلام ہوس رانی کے لئے استعمال ہو رہی تھی اسلام نے جہاں مرد کو معراج کمال پر پہنچایا وہاں عورت کو بھی حیات کے بام عروج پر پہنچا دیا۔ باپ کو بیٹی کے زندہ رکھنے کا درس دیا اور غیر کو داماد بنانا بجنت فخر اور خاندان کی عزت قرار دیا۔ شوہر کے مرنے کے بعد عورت کو اس کا وارث اور بچوں کا نگراں بنا کر ان الفاظ کی جھلک کے ساتھ کہ ماں کے پاؤں کے نیچے بہشت ہے اولاد کی منزل ارتقاء طے کرنے کا ذریعہ ماں کو بنایا۔ شوہر کے ساتھ جل مرنے سے جان بچائی گھر کی چار دیواری میں بیوہ رہ کر بیٹھنے کا نام خاندانی شرافت رکھا۔ اور نکاح ثانی کرنے کا حکم دے کر عورت کی اس دوبارہ ازدواجی زندگی کو معاشرہ کی عزت کا چاند قرار دیا غرضیکہ اس معاشرہ انسانی میں ذلیل مخلوق کو اسلام نے عزت دوام بخشی۔ حیات انسانی کا جزو لازم قرار دے کر مردوں کے برابر حقوق کی دولت سے مالا مال کر دیا۔

پردہ عورت کو نفسانی ہوس کا شکار ہونے سے روکنے کی خاطر پردہ کا حکم دیا گھر کی چار دیواری میں رہ کر شوہر۔ بھائی بہن۔ ماں باپ۔ اولاد کی پرورش کو انسانی معاشرہ کی خدمت عظمیٰ کا نام دیا۔ اور اس پردہ نے حضرت خدیجہ الکبریٰؑ جیسی شخصیت، فاطمۃ الزہراؑ جیسی بلند کردار سیدۃ النساءؑ

والعالمین اور اپنی چادر دے کر انسانیت کا پردہ رکھنے والی جناب زینبؑ جیسی شخصیتوں کو جنم دے کر معاشرہ نسوانیت کو انسانیت کیا۔ دنیائے معصومیت کا فخر بنا دیا۔ لیکن آج کا مسلمان تہذیب مغرب میں بہہ کر نام کا مسلمان رہ کر پھر قبل از اسلام والی زندگی سے ہمکنار ہو گیا ہے اور روایات اغیار کو دے دیں۔ اور اغیار کی روایات خود حاصل کر لیں۔ اور اس ناقص العقل مخلوق عورت کو ترقی کرنے کا نام دیکر اپنی ہوس رانی کیلئے بازار میں لا کھڑا کیا۔ دفتر میں سرکاری دفتر ہو یا گھر ہو اپنے دوش بدوش اس کے حسن کا نظارہ کرنے کیلئے آنکھوں کی پیاس دل کی آگ بجھانے کیلئے اس عورت کو جگہ دی۔ بلکہ یوں کہوں آج وہ فرم تجارتی فرم اور محکمہ ترقی یافتہ کہلانے کے لئے حقدار ہی نہیں جس میں صنف نازک کام نہ کر رہی ہو۔ وہ محفل محفل ہی نہیں۔ وہ سیر گاہ سیر گاہ ہی نہیں۔ جہاں یہ قوم کی بیٹی باریک لباس زیب تن کر کے لپ سٹک اور میک اپ سے اپنے حسن کو چار چاند لگا کر۔ اپنی شرافت کا ثبوت دینے کے لئے محفل و سیر گاہ میں نہ جائے بازار میں چلئے کپڑا خریدنے کو تو کوئی تھان ریشمی و سوتی ایسا نہ ملے گا جس پر ایک دل لبھا دینے والا لڑکی کا فوٹو نہ ہو۔ مشروبات خریدیئے یا کسی طرح کا تیل لیجئے ہر شیشی پر عورت کا فوٹو دیسی گھی و ونا سپتی گھی خریدیئے۔ ہر جگہ عورت کا فوٹو۔ جوتا خریدیئے یا کوئی کھانسی نزلہ وغیرہ امراض کی دوا کی شیشی۔ ہر پر زلف پریشان ایک حسینہ کا فوٹو غرضیکہ بازار میں کھانے پینے، ضروریات زندگی کی کوئی شے خریدیئے ہر ایک پر نوجوان نیم عریاں شوخ حسینہ کے فوٹو کا لیبل لگا ملے گا۔ اور آج کل تو امریکہ پیرس میں ایسی فرمیں کھول دی گئی ہیں۔ جہاں علاقہ کے خوبصورت ترین لڑکیاں بن سنور کر تیار ملتی ہیں تجارتی لوگ آتے ہیں ان لڑکیوں کا جائزہ لیتے ہیں جو زیادہ حسین نظر آتی ہیں، چند پیسے دیئے۔ اس کا فوٹو اتار لیا۔ اپنی تجارت کو فروغ دینے کے کیلئے اپنی ہر شے پر اس کا فوٹو چسپاں کیا جا رہا ہے۔ تو گویا جس جگہ اور جس مال پر عورت کا فوٹو نہ ہو وہ مال ردی تصور کیا جاتا ہے۔ صاف نتیجہ نکل آیا۔ کہ تجارت مال کی نہیں بلکہ عورت کی کی جا رہی ہے عورت کو اس کی ترقی کہہ کر خوش کیا جاتا ہے۔ رؤسا و اعدائے اسلام نے جس ناچ و رنگ کو اسلام نے ممنوع قرار دیا۔ ثقافت کا نام دے کر تہذیب و ادب قوم و ملک کا درجہ دے دیا۔ جگہ جگہ ثقافت کے نام پر جلسے منعقد کرانے اور قومی و ملکی تہذیب و ادب کے نام پر ناچ و رنگ عام کیا جا رہا ہے۔ یہ کام ہے اوپر کے طبقے کا ذرا غریب طبقہ کی بھی سنیئے، پاکستان میں آج جو برقعہ اور لباس استعمال کیا جا رہا ہے۔ جو کہ نا تو کسی کلچر کی نمائندگی کرتا ہے۔ اور نہ ہی اس برقعہ میں نسوانی وقار اور حیاداری کو دخل ہے۔ باریک جارجٹ کی دو نقابیں لگی ہوتی ہیں۔ مگر استعمال ایک ہوتی

ہے بلکہ اکثر چہرے پر تو میرے خیال سے ہوتے ہی نہیں بس ایک نمائشی جذبہ ہے۔ چہرے کا میک اپ ہونٹوں کی سرخی اور چمکتی ہوئی آنکھوں کا گجرا۔ جارجٹ کے نقاب سے چھن چھن مردوں کی نظروں پر اپنا اثر ڈالتا ہے میرا یہ خیال ہی نہیں بلکہ درست ہے کہ جب کوئی عورت کسی دکان پر باریک سی برائے نام نقاب کے پیچھے دیدے مٹکاتی ہوئی بھاؤ کرتی ہے تو اللہ معاف کرے۔ یوں لگتا ہے چلمن سے کسی کو اشارے کر رہی ہو۔ یہ ہے برقعہ اور پردہ داری۔ اس سے بڑھ کر اور فریب کیا ہو سکتا ہے۔ کہ موجودہ برقعہ کو پردہ داری کا نام دے کر کھلی ہوئی بے پردگی دعوت نظارہ کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ پھر تھوڑی اور بگڑی ہوئی شکل کے برقعہ کا ایک نفسیاتی نکتہ غالباً آج ہر ایک انسان محسوس کر رہا ہے کیا دیکھ رہا ہے اور میں اس کیفیت کو کیسے طرح بیان نہ کر سکوں۔ بہرحال آپ تصور فرمائیں پاؤں میں چھوٹی چھوٹی دو پمپوں کی چپل اس کے اوپر ساٹن کی تنگ مہری کی شلوار۔ اور قدموں کے ساتھ اس کے لہرے کھاتے ہوئے بل یا رنگیں ساڑھی کا پھولدار بارڈر گھٹنوں سے ذرا نیچے تک اس نامراد برقعے کا دامن اور کمر کے ساتھ کولہوں کے خم کو نمایاں کرتا ہوا گھیرا۔ اور پھر وہی سیاہ نقاب سے جھلکتا ہوا چہرا اس قیل و قال اور سج دھج کی عورت جب راہ سے گذرتی ہے۔ یقین فرمائیے کتنی مردانی نگاہیں اس برقعہ پوش عورت کا طواف کرتی ہیں۔ دراصل مذکورہ برقعہ اور اس کا استعمال ایک ایسا فریب ہے جس کا تصور کرتے ہوئے پردہ داری کی حیا بھی مارے حیا کے مر جاتی ہے۔ اور طالبات نے تو برقعہ کے نام پر گاؤن اپنا لئے ہیں۔ ان نت نئی جدتوں کے پیش نظر خدا معلوم یہ چتھیڑے کل کیا صورت اختیار کریں گے؟ اے قوم کی بیٹی! شرم شرم یہ تیری ترقی نہیں بربادی کا دور ہے۔ اپنے تاریخ اسلاف پر تو نظر ڈالو۔ کیا عالم اسلام میں بڑے بڑے مدبر۔ عاقل۔ فاتح۔ جرنیل۔ کرنیل پیدا کرنے والی مائیں اور شرافت سے تسخیر کرنی والی عورات اسلام۔ گھر کی چار دیواری میں رہ کر عالم نسوانیت کے اعلیٰ مقام پر فائز نہ تھیں کیا انہوں نے حکومت میں نشستیں مانگیں۔ سچ تو یہ ہے کہ آج کی دختر قوم نے اسلاف اور موجودہ قوم کی شرم و حیا کے جنازے کو بے گور و کفن دفن کر دیا ہیں میں دختران قوم خاص طور پر اہل بیت رسول کے نام لیواؤں سے یہ گذارش کرتی ہوں۔ کہ تاریخ ماضی میں اور کردار اہل بیت پر نظر ڈالیئے اور موجودہ زمانے کا ساتھ چھوڑ دیجئے۔ اگر تم یہ برقعے لے کر بن سنور کر بازاروں میں جاؤ تو مجلس سننا تمہارے کس کام آیا۔ امام مظلوم نے علی اصغر اور علی اکبر کو تمہارے پردہ کیلئے دیا تھا۔ چاند سا عباس بھائی۔ حبیب سا ساتھی ہمیں

بن قین اور مسلم بن عوسجہ جیسے اصحاب دیئے۔ صرف آپ کے پردہ کے لئے فاطمۃ الزہراء کی بیٹی زینب کیوں ننگے سر ہوئی۔ صرف اس لئے کہ اسلام کی بیٹیوں کا پردہ محفوظ ہو جائے لیکن تم مجلس میں آؤ اور عمل سے مخالفت اہل بیت کیا یہی اسلام ہے مجھے یقین ہے کہ جناب زینب کے پردہ کو روندنے والی عورت کبھی بے پردہ نہ پھرے گی اور ایسے برقعے کا استعمال نہ کرے گی۔ خدا ایسا ہی کرے اے دختران ملت جعفریہ خداوند عالم صدقہ اہل بیت تمہارے پردے کو محفوظ رکھے آل رسولؐ نے کبھی تشہیر ہونے کے بعد سر کھلے بازاروں درباروں میں جانے کے بعد ننگے سر پھر ناگوار نہ کیا نہیں ہرگز انہوں نے اسیری میں بھی بازاروں اور درباروں میں ہاتھوں سے اور بالوں سے اپنے روئے مبارک کو چھپایا تم ان کے نام لیوا ہو۔ زمانہ بہت نازک چال چل رہا ہے۔ ابھی تم نے امیر مختار جیسے جری اور نادر شاہ جیسے حکمرانوں کو اپنی گود میں پرورش کر کے ملت جعفریہ کی حفاظت کرنی ہے۔ زمانہ کہیں چلا جائے کم از کم تمہاری گود تو اسلامی تعلیم کا گہوارہ ہو۔ اور نونہالانِ قوم کے لئے درس عصمت نبی رہو۔ حیات اہل بیت کا مطالعہ کتب سے کیجئے۔ مذہب شیعہ سے جن میں جلاء العیون میدانِ سیرت میں ایک رہنما کا مقام رکھتی ہے۔ جس کا مطالعہ تم کو بتائے گا۔ کہ اہل بیت نے پردے کا کیا حکم دیا اور کیسے عمل کر کے دکھایا۔ میں دعا کرتی ہوں خداوند کریم میرے ان ٹوٹے پھوٹے الفاظ کو دختران قوم کے لئے اس نازک دور میں مستقل ہدایت کا کام دے۔ اور ہم سب دختران ملت جعفریہ کا پردہ بتصدق دختران فاطمہؑ قائم اور محفوظ رکھے۔ آمین۔

مقدمہ

اس عالم کون وفساد میں ہر ذی حیات فطرۃً نجات کا طالب نظر آتا ہے انسان چونکہ
جسم وروح دونوں کا مجموعہ ہے۔ اس لئے جسمانی تکلیف سے بچنے کے لئے ہمہ تن کوشاں ہے
اگر پیاس لگتی ہے تو پانی پیتا ہے اگر بھوک ہے تو کھانے کی ضرورت ہے۔ گرمی وسردی سے
محفوظ رہنے کے لئے لباس اور مکان کی ضرورت ہے۔ اسی طرح روحانی تکلیف سے بچنے کیلئے
مذہب کی ضرورت ہے۔ مذہب ان اصولوں کا نام ہے جن پر عمل کر کے انسان دنیا میں بھی آرام
سے زندگی بسر کرے اور آخرت میں عذاب خداوندی سے بچ جائے۔ اور تجربہ یہ بتاتا ہے کہ
انسان کے بنے ہوئے اصولوں نے کبھی ساتھ نہیں دیا۔ دیکھ لیجئے آج ہم سب اہل اسلام
جاہل کیا عالم، محدث ومفسر کیا مفتی ومجتہد کیا سب کے سب مل کر پاکستان میں اپنا دستور
یعنی قانون تیار کر رہے ہیں۔ بنا بھی رہے ہیں اور بدل بھی رہے ہیں۔ آج بنا۔ کل کے ایک کونے
سے آواز بلند ہو گئی یہ قانون بدلو۔ ہمارے موافق نہیں۔ اس کے بنانے والے غدار، حکومت
نے بدل دیا پھر قانون بنایا۔ پھر جلسے ہونے شروع ہوئے جلوس نکلنے لگے۔ یہ قانون و
حکومت بدلو۔ ہم یہ حکومت نہیں چاہتے۔ عائلی قانون کی ہم کو ضرورت نہیں آدمیوں
کے بنائے ہوئے کو کبھی اچھا نہ کہا گیا اور نہ وہ اچھا ثابت ہوا ہے۔ جب امور دنیا دیہ
کے لئے ہمارے بنائے ہوئے سود مند نہیں ہو سکتے۔ تو امور آخرویہ کے لئے ہمارے
بنائے ہوئے کبھی عذاب سے نہیں بچا سکتے۔ عذاب سے بچا کر، جہنم سے نجات دلا کر جنت
کے انعامات کا مستحق بنانے والا وہ جس کو خود خالق جنت دوزخ نے بنایا ہے۔
قرآن پاک یہی پیش کر رہا ہے۔ آدم سے لے کر سید رسالت محمد مصطفیٰؐ تک دو قسم کے انسان
گذرے ہیں۔ ایک وہ انتہائی درجہ کے ظالم۔ غادر۔ خائن۔ بدمعاش۔ چور۔ اچکے۔ ضالین مغضوب
دوسرے انتہائی عادل۔ متقی۔ پرہیزگار۔ امن امان سے رہنے والے۔ شریف ہدایت پائے
ہوئے۔ نعمت خداوندی کے مورد۔ زبان قرآن میں ایک گروہ صراط الذین انعمت
علیھم ہے دوسرا غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ہے اور گذشتہ تاریخ

نیک و بد قرآن نے اس واسطے بیان فرمائی کہ آئندہ آنے والی نسلیں ظالم و گمراہ مغضوب لوگوں سے نفرت کریں ان کے اصولوں پر عمل نہ کریں۔ ان جیسے نہ بنیں لوگوں صاحبان ہدایت سے محبت رکھیں۔ ان جیسے کام کریں۔ ان کے اصولوں پر عمل کریں، عربی میں ظالم سے نفرت کرنے کو کہتے ہیں تبرا اور متقی و عالم و ہدایت یافتہ سے محبت رکھنے کو کہتے ہیں تولا نتیجہ صاف نکل آیا کہ نجات پانے کے لئے تبرائی اور تولائی بننا پڑے گا۔ جو ان دو صفات کے مالک وہ ناجی جو ان کے علاوہ ہیں خواہ وہ اپنی دانست میں کتنے ہی زاہد۔ عالم۔ عابد ہوں گمراہ ہیں لفظ تولا نکلا ہے ولا سے پتہ چل گیا مغضوبین کے مقابل نیک لوگ اور ہدایت والے ہیں ولی اور ولی کی جمع اولیا۔ نجات اس کے لئے جو اولیاء اللہ جیسے کام کرے اور ان کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل کرے

اولیاء فریقا ھدی و فریقا حق علیھم الضلالۃ ط انھم اتخذوا الشیاطین اولیاء من دون اللہ و یحسبون انھم مھتدون ط (اعراف ع ۳) یعنی ایک فرقے نے ہدایت پائی اور ایک فرقے پر گمراہی ثابت ہوئی۔ تحقیق انہوں نے شیطانوں کو خلاف حکم خدا اولیا پکڑ لیا۔ اور گمان یہ کرتے ہیں کہ ہدایت پانے والے ہیں بسبب گمراہی قرآن یہ بتلایا۔ کہ لوگوں نے اولیاء اللہ کو چھوڑ شیاطین یعنی ظالم۔ غادر۔ خائن اور بد لوگوں کو اولیا بنا لیا۔ اور یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے ماہرین نفسیات سے کہ انسان ظالم۔ چور۔ ٹھگ، بدمعاش اس وقت بنتا ہے۔ جب اس کے سامنے اچھائی نہ رہے اس کے دل سے رحم کرم کا نور ختم ہو جائے اس کے نور کے جانے سے دل کی آنکھیں اندھی اور دل کے کان بہرے اور زبان گونگی ہو جائے۔ کرم و رحم سے کسی کو نہ دیکھے۔ کسی کی فریاد نہ سنے اور کسی مظلوم کو جواب نہ دے۔ بلکہ برائی کو اچھائی سمجھ کر مخلوق پر ظلم کرتا چلا جائے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ دل کے اندھے اور بہرے ہوتے ہیں۔ مغضوب ضالین اور شیاطین ان کے مقابل جو جماعت ہے۔ اس کا نام ہے اولیاء اللہ وہاں دل کی آنکھیں رکھنے دل کے کانوں سے لوگوں کی فریاد سن کر مدد کرتے اور ان کے کام آتے ہیں۔

مثل الفریقین کالاعمی والاصم والبصیر والسمیع ط ھل یستویان مثلا افلا تذکرون (ہود ع ۲) دونوں فرقوں کی مثل ایسی ہے۔ جیسا کہ اندھا اور بہرا۔ دیکھنے والا اور سننے والا۔ کیا یہ دونوں برابر ہو جائیں گے۔ تم لوگ کیوں نصیحت نہیں لیتے اولیاء شیاطین اندھے اور بہرے اور ان کے اطاعت گذار بھی

اولیاء اللہ دیکھنے اور سننے والے اور ان کے اطاعت گذار بھی۔ یہ دنیا دار عمل اور تجربہ گاہ ہے نیز انسان اپنے دوستوں سے پہچانا جاتا ہے کیونکہ ؎

صحبت صالح ترا صالح کند　　　صحبتِ طالح ترا طالح کند

دوست چور۔ اچکے۔ ظالم ہونگے۔ تو آدمی برا ہے۔ اگر دوست نیک ہیں۔ عادل ہیں تو آدمی اچھا ہے لہذا ان لوگوں کو ولی پکڑا ہے۔ جو اندھے بہرے گونگے پاگل مجنون۔ دیوانے ہر وقت ننگے دھڑنگے پھرنے والے۔ بھنگ پینے والے جن کو خود اپنی ہوش نہیں قوالی سننے کے شائق سارنگیوں کی سریلی سُر میں مست ہو کر واجد اور حال میں آجانے والے۔ ان کے ماننے والے بھی ایسے ہی ہوتے ہیں ملتان میں ایک آدمی پھرا کرتا ہے۔ قمیض اور دھوتی سے برہنہ اور کمبخت نہ بچوں کو دیکھتا ہے نہ بڑوں کو اور نہ مردوں کو نہ عورتوں کو جہاں دو چار مرد یا عورتوں کو دیکھا۔ ان کے آگے ننگا جا کھڑا ہوا۔ نہ اسے عورتیں کچھ کہتی ہیں نہ مرد بلکہ بیٹھ کر اس کی ٹانگیں دباتے ہیں۔ ٹانگے اور سائیکلوں پر بٹھا کر اپنے اپنے گھروں کو لے جاتے ہیں خدمت کرنے کے لئے ایک دن میں آرہا تھا۔ جو اسنے دیکھا اور وہ میرے سامنے آکھڑا ہوا۔ میں نے کہا دوڑ جاؤ کمبخت ننگے پھر رہے ہو فوراً لوگ دوڑ آئے اور کہنے لگے نہ بھئی کچھ نہ کہو یہ تو اللہ کا ولی ہے۔ میری یہ سن کر چیخ نکل گئی۔ مولا ننگے لوگوں کو یہ مسلمان ولی کہہ رہے ہیں اور تیرے علیؑ ولی اللہ کہنے والوں کو کافر بتا رہے ہیں۔ الغرض اس واقعہ سے میرا یہ بیان کرنا مقصود تھا۔ کہ اہل اسلام میں ایک فرقہ ان لوگوں کو ولی کہہ رہا ہے۔ لہذا جیسے دوست ویسا انسان جیسے یہ ولی پاگل ویسے ماننے والے۔ جیسے بیوقوف اور شریعت سے جاہل ویسے ماننے والے جیسے یہ اندھے گونگے بہرے ویسے ماننے والے اور جیسے گمراہ یہ ویسے ماننے والے جیسے اولیاء شیاطین یہ ویسے ماننے والے اگر یہ خدا کے ولی ہوتے تو خدا ان کی عقل نہ کھوتا۔ یہ برہنہ نہ پھرتے کیونکہ برہنگی کی حالت میں رہنا یہ بھی معاشرہ انسانیہ میں ذلت خواری اور عذاب خداوندی ہے اور خدا اپنے اولیا کا یہ حال کبھی نہیں کرتا۔ بلکہ اولیاء خدا تو اندھوں کو آنکھیں دینے والے بہروں کو کان اور پاگلوں کو عقل جاہلوں کو علم دینے والے ہوا کرتے ہیں۔ ضروری ہے کہ ولادت اور اولیاء کے متعلق قرآن پاک سے مفصل طور پر بحث بیش کی جائے جس سے اچھی طرح ہر ایک انسان اولیاء حق اور ان کا رستہ جان لے گا۔

درجہ ولایت مطلقہ فوق درجہ نبوت و رسالت و امامت درجۂ ولایت ہے رسول ہو یا نبی وامام یہ ان نفوس مقدسہ کے نام ہیں۔
جن کو خداوند کریم نے ہدایت کافرا نام کیلئے بھیجا۔ اور ولی یہ اس کا اپنا نام ہے۔ حقیقتاً
بالذات ولی مطلق پروردگار عالم ہے۔ ثانیاً و بالتبع وہ اولیاء ہیں۔ جن کی ولایت کا خود اس
نے ارشاد فرمایا ہے عام انسانوں پر افضل اہل اسلام یعنی مسلمان اور مسلمانوں سے افضل اہل
ایمان اور اہل ایمان سے افضل نبی اور نبیوں سے افضل رسول اور رسولوں سے افضل ہے
امام۔ وہ انبیاء جو منصب امامت پر فائز ہیں۔ تمام انبیاء و مرسلین سے افضل ہیں وہ نبی
و رسول بھی ہیں۔ اور درجہ امامت بھی رکھتے ہیں۔ اور ان انبیاء و مرسلین پر جو امام نہیں افضل
ہیں۔ ولقد فضلنا بعض النبین علیٰ بعضٍ و اٰتینا داوٗد زبوراہ تحقیق ہم نے بعض نبیوں کو بعض
نبیوں پر فضیلت دی اور داؤد کو ہم نے زبور بخشی۔ خداوند کریم نے حضرت ابراہیمؑ کے متعلق
ارشاد فرمایا۔ انی جاعلک للناس اماماً اے ابراہیمؑ بیشک میں تجھے لوگوں کا امام بنانے
والا ہوں۔ پس مسلمہ امر ہے۔ کہ وہ نبی بھی اور رسول بھی تھے ساتھ ان کو امامت بھی دی گئی
اور اسی طرح بعض انبیاء کرام کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ وجعلناھم ائمۃ یھدون
بامرنا واوحینا الیھم فعل الخیرات واقام الصلواۃ وایتاء الزکوٰۃ وکانوا لنا عابدین
(انبیاء) ہم نے ان کو امام بنایا ہے جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے ہیں۔ اور ہم نے اچھے کاموں
نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کی وحی کی۔ اور وہ ہمارے عبادت گذار بندے تھے پس ان
امام انبیاء کو ان انبیاء پر فضیلت حاصل ہے۔ جو نبی ہیں رسول ہیں۔ مگر امام نہیں ہیں
اور اولوالعزم نبیوں سے مراد یعنی امام انبیاء ہیں۔ عام انسانوں سے افضل مسلمان
اور مسلمانوں سے افضل اہل ایمان اور مومنین سے افضل نبی اور نبیوں سے افضل
رسول اور رسولوں سے افضل امام۔ امامت سے افضل ہے ولایت جو ولی ہوگا۔ اس
میں صفات نبوت، رسالت و امامت بھی پائے جائیں گے۔ جیسا کہ تاجدار دو عالم حضرت محمدؐ
مصطفیٰؐ بمصداق آیت مجیدہ انما ولیکم اللہ و رسولہ ولی مطلق ہیں۔ پس نبی بھی رسول بھی
امام بھی اور ولی بھی یعنی جو انبیاء امام تھے آپؐ ان سے بدرجہ ولایت افضل ہیں۔ آپ
بعد خدا تمام کائنات سے خواہ وہ انبیا ہوں یا مرسلین یا ائمہ افضل ہیں۔ اور آپ پر کسی دوسرے
کو فضیلت نہیں ولی مطلق ہونے کا آپ پر تمام مدارج و مراتب سے خاتمہ ہے اور آپ ہی

خاتم الانبیاء ہیں۔ اسی وجہ سے ولکن رسول اللہ وخاتم النبین (احزاب) بعد آپ کے آپ کی اہل بیت کو درجہ ولایت حاصل ہے۔ انما ولیکم اللہ و رسولہٗ والذین امنو الذین یقیمون الصلوٰۃ و یوتون الزکوٰۃ و ھم راکعون (مائدہ) سوائے اس کے نہیں کہ تمہارا ولی اللہ ہی ہے اور اس کا رسول اور وہ لوگ جو ایمان لائے .... قائم کرتے ہیں نماز اور حالت رکوع میں زکواۃ دیتے ہیں سنیوں اور شیعوں کا اس پر اتفاق ہے۔ یہ آیت جناب امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی شان میں ہے ان کے علاوہ کسی اور نے حالت رکوع میں زکواۃ نہیں دی۔ زیر آیت تفسیر کبیر اگرچہ لوگوں نے رکوع کی حالت میں زکواۃ دے کر کوشش بھی کی۔ کہ کوئی ایک آیت ان کے متعلق بھی نازل ہو۔ حضرت عمر بن خطاب فرماتے ہیں۔ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ تو مجھے بھی آرزو ہوئی۔ کہ ایک ایسی میرے متعلق بھی نازل ہو۔ اس خیال سے میں نے چالیس انگوٹھیاں حالت رکوع میں سائلین کو دیں۔ مگر کبھی وہ آیت نازل نہ ہوئی۔ پس جناب امیرؑ اور دیگر اہل بیت رسول بھی بعد رسول مثل رسول بقول اس آیت کے ولی ہیں۔ اور تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ اور ان پر اطلاق نبوت ورسالت اس لئے نہیں کہ نبوت جناب محمد مصطفیٰ پر ختم ہے۔ آپ کے بعد کوئی نبی و رسول نہیں لیکن معیار نبوت و رسالت سب اہل بیت میں تھا۔ اگر نبوت و رسالت ختم نہ ہوتی تو یہ بارہ کے بارہ ائمہ اہل بیت نبی و رسول ہوتے۔

معیار ولایت مطلقہ معلوم ہو کہ لفظ ولی کے معنی بادشاہ۔ متصرف، غالب، ہادی نگہبان وارث دوست کے ہیں۔ اور قرآن پاک سے بھی یہی معنی مراد ہیں فاللہ ھو الولی (شوریٰ) پس خدا ہی بالذات اور حقیقی بادشاہ ہے۔ مالھم من دونہٖ من ولی ولا یشرک فی حکمہٖ احدا (کہف) نہیں ہے ان کے لئے سوائے اس خدا کے کوئی بادشاہ۔ پس چاہیئے کسی کو اس کے حکم میں شریک نہ کیا جائے قل اغیر اللہ اتخذ ولیا فاطر السمٰوٰت والارض وھو یطعم ولا یطعم (انعام) اے رسول فرما دے سوائے خدا کے میں کسی کو کیوں اپنا بادشاہ بناؤں وہ ہی آسمانوں زمینوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ مالک من اللہ من ولی ولا واق (رعد) نہیں تیرے لئے کوئی بھی خدا کے سوا بادشاہ اور نگہبان۔ وھو الولی الحمید (شوریٰ) اور وہی متصرف۔ غالب تعریف کیا ہوا ہے ومن یضلل اللہ فما لہٗ من ولی من بعدہ (شوریٰ) اور جس کو

خدا ہی گمراہی میں رہنے دے۔ پھر اس کا کوئی ہادی نہیں ومن یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا (کہف) جو شخص گمراہ ہو جائے تو پھر اس کے لئے کوئی ہادی و مرشد نہ پائے گا۔ مالکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر (بقر) نہیں ہے سوائے خدا کے کوئی بھی تمہارا نگہبان اور مددگار۔ واجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیرا (نساء) بارِ الہا تو ہمارے لئے اپنی طرف نگہبان اور مددگار مقرر فرما۔ فھب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من آل یعقوب واجعلہ رب رضیا (مریم) بارِ الہا۔ تو اپنی طرف سے مجھے وارث بخش دے کہ میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو۔ ومن قتل مظلوما فقد جعلنا لولیہ سلطانا۔ اور جو شخص مظلوم ہو کے شہید ہوا بیشک اس کے وارث کے لئے ہم نے ایک سلطنت مقرر کر دی۔ اللہ ولی الذین امنوا یخرجھم من الظلمت الی النور (بقر) اللہ ایمان والوں کا دوست ہے کہ ان کو اندھیرے سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے واللہ ولی المومنین (عمران) واللہ ولی المتقین (جاثیہ) خدا ہی مومنین اور متقین کا دوست ہے ان آیات سے ظاہر ہو گیا۔ کہ لفظ ولی متعدد معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اور ہاں یہ بات بھی قابل تدبر ہے۔ کہ ولایت الہیہ جس کے معنی دوستی کے ہیں اس کا حصر خاص ایمانوں پر ہے جیسا کہ آیت کے معنی سے ظاہر ہو چکا ہے۔ اب چونکہ آیت انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین الخ۔ یاایھا الذین امنوا سے نہیں جس کے معنی دوستی کئے جائیں۔ اور نہ ابتدائے آیت میں یاایھا الناس ہے۔ بایں صورت گو لفظ ولی بمعنی دوست نہ ہوتا۔ کیونکہ جنس ناس میں جملہ مومن، کافر منافق، مشرک شامل ہیں۔ اور خدا مومنوں کے علاوہ کسی کو دوست نہیں رکھتا۔ مگر پھر بھی ولایت کے معنی محدود تو ہو جاتے ہیں اس کا حصر فقط لوگوں پر ہی ہوتا ہے۔ بلکہ مطلق طور پر انما ولیکم اللہ فرمایا ہے اور جبکہ ولی بمعنی بادشاہ مراد ہیں۔ اور یہی درست دیکھا کہ خداوند عالم کی بادشاہی ماسوا اللہ سب پر ہے اور تصرف و غلبہ بھی حاصل ہے۔ حقیقتاً و اصالتاً بالذات ولی مطلق خداوند تعالیٰ پھر اس کی طرف سے اس کا رسول مقبول بھی ولی پھر خدا اور رسول کے بعد وہ نفوس مقدسہ جن کی خاص صفت حالت رکوع میں زکواۃ دینا یعنی حضرت علی اور دیگر گیارہ اولاد علی علیہم السلام ہیں۔ الحاصل فوق درجہ ولایت سے اور کوئی درجہ نہیں اور ولایت بمعنی تصرف غلبہ، و بادشاہی حکومت و حفاظت و ہدایت ہے۔ پس ولایت مطلقہ الہیہ سے مراد یہ ہے کہ جملہ ماسوی اللہ پر خداوند

عالم ہی بادشاہ متصرف، غالب ہر ایک کا ہادی۔ محافظ، مرشد و مربی ہے۔ اور اس پر کسی کو تصرف فوق غلبہ حاصل نہیں۔ اس کے بعد اس کا رسول جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے بعد ان کے اہل بیت علیہم السلام اولیا، برحق ہیں۔ کہ اس کی ولایت الٰہیہ کا ظہور ان ہی کے وجود نورانی سے ہے۔ اور یہی مطلب ہے ان کو اپنے بعد ولی مقرر کرنے کا وہ ہر حال میں ولایت الٰہیہ کے ماتحت و مطیع و محکوم اور تابع فرمان کبریائی ہیں۔ ان پر وہ غالب و متصرف ہے۔ کیونکہ وہ خالق اور یہ اس کی مخلوق ہیں۔ وہ معبود مطلق اور یہ اس کے عبادت گذار بندے ہیں۔ مگر سوائے اس کو ولی مطلق حضرت سبحانہٗ و تعالیٰ کے اور کسی کو ان پر غلبہ و تصرف حاصل نہیں۔ اگر کوئی ان کی جگہ آئے یا ان پر غلبہ و تصرف کرنے کی کوشش کرے وہ زندیق کافر و مشرک ہے جیسا کہ خدا اور رسول پر غلبہ حاصل کرنے والا کافر زندیق مشرک ہے کیونکہ بعد خدا اور رسول یہ اولیاء مطلق ہیں اور جملہ عوالم مائیکی و مائیجی پر ہادی و نذیر اور متصرف و غالب ہیں۔

تبارک الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہٖ لیکون للعالمین نذیرا (فرقان) صاحب برکت ہے وہ ذات جس نے اپنے عبد پر فرقان نازل فرمایا۔ تاکہ وہ تمام عوالم کے لئے نذیر ہو۔ اور یہ مسلمہ امر ہے۔ جتنا اختیار وسیع پیغمبر کو دیا گیا اتنا ہی اہل بیت کو۔ کیونکہ فرمان رسول ہے انا مدینۃ العلم و علیٌ بابھا (ترمذی) پس جس طرح جملہ عوالم تحت نذارت آنحضرت ہیں جس میں ملائکہ انبیاء، مرسلین۔ غوث۔ قطب۔ ابدال، سب شامل ہیں، کیونکہ وہ عالمین سے خارج نہیں ہیں اس طرح تمام عوالم تبصرف تحت اہل بیت ہیں، کیونکہ معیار ولایت مطلقہ ان کے سوا کسی اور کو نصیب نہیں ہوا۔

ولایت اور مسئلہ حاضر و ناظر: معیار ولایت مطلقہ سے مراد ہے کہ وقت خلقت آسمان و زمین، عرش و کرسی۔ لوح و قلم، شمس و قمر، جن و انس غرضیکہ تمام مخلوق سے پہلے یہ موجود تھا۔ اور خلقت کائنات پر گواہ بننے کیونکہ ان کا نور اس وقت موجود تھا۔ جبکہ خداوند عالم کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ ارشاد باری ہے۔

افتتخذونہٗ و ذریتہٗ اولیاء من دونی و ھم لکم عدو بئس للظلمین بدلا۔ ما اشھدتھم خلق السمٰوٰت والارض ولا خلق انفسھم وما کنت متخذ المضلین عضدا (کہف) کیوں میرے حکم کے سوا تم شیطان اور اس کی اولاد کو اپنا ولی مقرر کرتے ہو۔ حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہی ہیں۔ برا بدلہ ہے ظالموں کے لئے میں نے وقت پیدائش آسمان

وزمین اور وقت پیدائش لوگوں کے اُن کو (حاضروموجود) شاہد نہیں کیا گمراہ کرنے والوں کو میں
ہرگز اپنا بازو پکڑنے والا نہیں۔ اس آیۂ مجیدہ میں پروردگار عالم نے معیار ولایت کو بیان
فرمایا ہے۔ شیاطین جنی ہوں یا انسی اسلئے ولی ہونے کا حق نہیں رکھتے کہ انہیں وقت پیدائش
آسمان وزمین ومخلوق شہید قرار نہیں دیا تھا۔ پس ثابت ہے کہ جو اولیاء برحق ہیں۔ انہیں
ضرور بالضرور خداوند کریم نے وقت پیدائش آسمان وزمین مخلوق شہید (حاضروناظر) قرار
دیا ہے۔ خداوند کریم نے سب سے پہلے اُن کا نور ہی خلق فرمایا۔ لہٰذا بعد خدا ورسول اور
اس کی اہل بیت مخلوقات کی پیدائش کے گواہ اور اولیاء برحق ہیں

وجود رسول وآل رسول قبل مخلوق تھا

حضرت امام باقر علیہ السلام جناب محمد بن علی علیہما السلام
نے ابو بصیر سے ارشاد فرمایا جس کو یہاں پر کتاب صیانت البدایہ مصنفہ علامہ نوراللہ
عماد الدین ابو الفاضل الشریف الکرمانی الحنفی الطائفہ جلد اوّل ص۱۹۵ سے تحریر کرتے ہیں
جس سے ولایت اہل بیت یعنی خلقت مخلوقات پر شہیدیت روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائے
گی امام فرماتے ہیں۔ یا ابو بصیر منارب) العرش والکرسی ومنارب) سموٰت
والارض ومنارب الشمس والقمر والکواکب والحجب والسرادق ونحن
ارباب ذالک الاسباب وان اللہ ھو ربُّ الارباب، یعنی ہم ہیں رب عرش وکرسی
کے اور ہم ہیں رب آسمان وزمین کے اور ہم ہیں انبیاء اور ملائکہ کے اور ہم ہیں رب
لوح قلم کے۔ اور ہم ہیں رب جنان اور حور العین کے اور ہم ہی ہیں رب شمس وقمر کواکب
اور حجب ہائے قدس وجلال وسرادق عظمت وکمال کے اور ہم ہی ہیں سب چیزوں کے
رب اور خداوند کریم رب الارب ہے ابو بصیر نے عرض کی یا ابن رسول اللہ میں قربان جاؤں
آپ کے اوپر کیا آپ رب ہیں۔ اسے کھول کر فرمایئے فرمایا ابو بصیر رب کے معنی مالک
اور مربی کے ہیں خدا تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کی زبانی عزیز مصر کو رب کہا ہے وقال اللذی
ظن انّہٗ ناج منھما اذکرنی عند ربک (یوسف) ان دونوں (قیدیوں) میں سے
جس کی نسبت یقین تھا کہ نجات پائے گا (حضرت یوسفؑ) نے کہا۔ کہ اپنے مالک سے
میرا ذکر کر دینا۔ فلما جاءہ الرسول قال ارجع الی ربک (یوسف) جب شاہی
قاصد حضرت یوسف کے پاس آیا) کہا اپنے رب (مالک) کی طرف پلٹ جاؤ۔ نیز اسے

ابو بصیر خدا نے اپنے کلام اقدس میں امام کو رب فرمایا ہے واشرقت الارض بنور ربہا (زمر)
اور زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہو جائے گی۔ یہاں نور رب سے مراد نور امام حجت ہے
نہ نور خدا کیونکہ وہ تو دیکھنے میں نہیں آسکتا۔ جیسا کہ حضرت موسیٰؑ سے فرمایا جا چکا ہے لن ترانی
تم مجھے نہیں دیکھ سکتے۔ نیز فرماتا ہے۔ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو
اللطیف الخبیر (انعام) باقی رہا۔ فلما تجلیٰ ربہ للجبل (اعراف) پس یہاں رب سے مراد امام
حجت خدا ہے جو مالک مربی عوالم ہے نہ خدا کا ذاتی نور۔ ابو بصیرؓ وہ نور امامت ائمہ اہلبیت
رسالت تھا جس کی تھوڑی سی شعاع کو حضرت موسیٰؑ برداشت نہ کر سکے اور اس میں
یہ راز مضمر ہے۔ جب وہ نور امامت کے متحمل نہ ہو سکے۔ حالانکہ یہ نور مخلوق خدا سے تھا
تو خالق اکبر بے مثل و مثال لم یزل و لا یزال کے نور کا کوئی شخص کب متحمل ہو سکتا ہے اور
حالانکہ وہ دیکھنے میں نہیں آسکتا۔ اے ابو بصیرؓ زمین و اہل زمین کا رب (مالک و مربی) امام
ہے۔ جب وہ ظہور فرمائے گا۔ تو اس وقت لوگوں کو سورج کی روشنی اور چاند کی چاندنی
کی بھی ضرورت نہ رہے گی۔ امام ہی مالک حوض کوثر اور ساقی شراب طہور ہے پس اسی
کو خدا نے رب فرمایا ہے۔ وسقاھم ربھم شرابا طھورا (دہر) اور ان کا رب امام،
ان کو پاک شراب پلائے گا۔ اے ابو بصیرؓ اب میں تجھے رسول اللہ اور ان کی اہل بیت کی خلقت
انوار اور ان کے رب مخلوق ہونے کا مفصل واقعہ سناتا ہوں۔ اے ابو بصیرؓ اللہ تھا۔
اور اس کے ساتھ معلوم و مجہول کوئی شے نہ تھی اور وہ کیا حالت تھی اس کا بیان کرنا دشوار
ہے۔ کیونکہ اس وقت زمانہ تھا نہ زمانیات نہ مکان تھا نہ مکانیات۔ سوائے ذات باری
تعالیٰ کے کوئی چیز موجود نہ تھی۔ تو اس حالت میں تمام عالم بہ سبب محدود ہونے کے ایک
حالت ظلمت میں تھا۔ جب اس کو منظور ہوا۔ کہ اس عالم کو ایجاد فرمائے تو زبان قدرت
سے ایک کلمہ ارشاد فرمایا اور اس سے ایک نور و روح کو پیدا کیا اور اس نور و روح کو باہم ملایا۔ اے ابو بصیرؓ یہ نور و
روح اس کے حبیب و مجیب حضرت محمد مصطفیٰ کا نور و روح تھا۔ پھر ایک دوسرا کلمہ ارشاد
فرمایا کہ اس نور و روح سے ہم اہل بیت کے نور و روح کو پیدا کیا۔ فلنا نحن کلمۃ اللہ
العلیا۔ اسی لئے ہم اللہ کے کلمات عالیہ وجود یہ ہیں۔ پھر ہم کو صاف شفاف نورانی آب کی
بوندوں کی شکل میں سایہ سبز میں رکھا۔ جبکہ نہ عرش تھا نہ کرسی نہ آسمان تھا نہ زمین نہ
انبیاء تھے نہ ملائکہ نہ لوح تھی نہ قلم نہ جنت تھی نہ حور نہ شمس تھا نہ قمر و نجوم نہ حجاب تھا نہ سرادق

ہمارا نور خدا کے نور سے اسی طرح منفصل وجدا ہوا جس طرح شعاع آفتاب سے جدا ہوتی ہے یفصل نور نامن نورہ کشعاع الشمس من الشمس۔ اور ہمارا نور ہمیشہ تسبیح وتہلیل وتقدیس حق تعالیٰ میں مشغول تھا۔ جبکہ دوسرا کوئی تسبیح وتہلیل کرنے والا نہ تھا۔ اور حق تعالیٰ بنظر شفقت ورحمت والتفات ہماری طرف دیکھتا تھا اور فرماتا تھا۔ یا عبادی انتم المرادو انتم المرید دن وانتم خیادی من خلقی فوعزتی وجلالی لولاکم لماخلقت شیئاً
اے میرے بندو! خلق عالم سے تم ہی میرے مراد ہو اور تم ہی میرے اصل مقصود ہو۔ اور تم ہی خیر وسعادت کا ارادہ کرنے والے ہو اور تم ہی برگزیدۂ خلائق ہو مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم اگر تم نہ ہوتے میں کچھ بھی خلق نہ کرتا۔ یہ سب کچھ تمہارے لئے اور تمہاری خاطر نیست سے ہست کیا ہے۔ جو شخص تم کو دوست رکھے گا۔ میں اس کو دوست رکھوں گا۔ جو شخص تم کو دشمن رکھے گا اور تمہاری اتباع نہ کرے گا۔ میں اس کو دشمن رکھوں گا۔ یہ نص صریح ہے کہ سب کچھ خلاق عالم نے ہمارے لئے پیدا کیا ہے اور ہماری ہی خاطر پیدا کیا ہے۔ اور مخلوق کو ہمارا جلوا دیکھانے کی خاطر موجود کیا ہے۔ نحن صنائع اللہ والخلق صنائع لنا ہم ہی صنعت خاصۂ الہیہ ہیں۔ اور تمام مخلوق ہی ہمارے لئے صنعت قرار پائی ہے۔ بہر صورت ہم ہی غایت خلقت مخلوقات ہیں۔ اور جب غایت افضل ہے ذی الغایت سے تو لابد ہم ہی افضل کائنات اور اشرف موجودات ہیں۔ اور جملہ ماسوی اللہ پر حاکم ومتصرف اور ہمارا وجود ہی رحمت الہیہ ہے جملہ خلق خدا کیلئے اور ہم ہی مطاع واجب الاتباع ہیں۔ اے ابو بصیرؓ ہمارا نور اس قدر تاباں ودرخشاں تھا کہ اس سے شعاع بلند ہوتی تھی۔ یہاں ایک عمود نور بن گیا پھر کئی ہزار سال ہم اس کی تسبیح وتقدیس بیان کرتے رہے جب اس نے چاہا۔ باقی مخلوق پیدا کرے تو اس وقت ہماری طرف بہ ہیبت وجلال دیکھا۔ اور ہم سے قطرات نور ٹپکے پس جناب سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورانی قطرات سے عرش وکرسی پیدا ہوئے پس عرش وکرسی ان کے نور سے ہیں اور ان کا نور خدا کے نور سے ہے۔ پس وہ عرش وکرسی سے افضل ہیں۔ اور ان کی تدبیر وتربیت ان کے سپرد ہوئی اس لئے وہ رب العرش و الکرسی ہیں اور جناب علی علیہ السلام کے نورانی قطرات سے انبیاء وملائکہ پیدا ہوئے پس انبیاء وملائکہ ان کے نور سے ہیں اور ان کا نور خدا کے نور سے ہے پس وہ جمیع الانبیاء وملائکہ سے افضل ہیں اور ان کی تدبیر وتربیت ان کے سپرد ہوئی اس لئے وہ رب انبیاء والملائکہ ہیں۔ اے ابو بصیرؓ جناب

سیدۃ النساء حضرت بتول عذرا کے نورانی قطرات سے خدا نے آسمان و زمین کو پیدا کیا پس آسمان زمین ان کے نور سے ہیں اور ان کا نور خدا کے نور سے ہے پس وہ معصومہ تمام زمین و آسمان و اہل زمین و آسمان سے افضل ہیں۔ اور اسی لئے تدبیر و تربیت آسمان و زمین ان کے سپرد ہوئی اور وہ رب السموٰت والارض ہیں۔ اے ابو بصیرؓ جناب حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے نورانی قطرات سے لوح و قلم پیدا کیا۔ پس لوح قلم ان کے نور سے ہیں۔ اور ان کا نور خدا کے نور سے ہے پس وہ لوح و قلم سے افضل ہیں۔ اور اسی لئے ان کی تدبیر و تربیت ان کے سپرد ہوئی۔ اور وہ رب اللوح والقلم ہیں۔ اور امام حسین سید الشہدا السلام کے نورانی قطرات سے جنت اور حوالعین ہیں۔ اے ابو بصیرؓ باقی ائمہ کے نورانی قطرات سے شمس و قمر۔ کواکب اور حجابہائے نور و سرادق ظلمت اور مومنوں کی روحیں اور ان کے دل پیدا ہوئے۔ اس لئے ان کے دل اور ان کی روحیں ہماری مثل اور مشتاق ہیں اور ہمارے دل ان پر مہربان ہیں۔ جیسا کہ باپ اپنے فرزند پر مہربان ہوتے ہیں۔ ہم ان کے اور وہ ہمارے لئے سب سے بہتر ہیں۔ اور اسی لئے حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا یا علی انا و انت ابوا ھذہ الامتہ اے علیؑ ہم اور تم اس امت کے باپ ہیں۔ پس یہ چیزیں ہمارے نور سے ہیں اور ہمارا نور خدا کے نور سے ہے۔ پس ہم ان سب چیزوں سے افضل ہیں۔ اس لئے ان سب کی تدبیر و تربیت ہمارے سپرد ہوئی ونحن ارباب ذلک الاسباب ہیں۔ اے ابو بصیرؓ جب خدا نے حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ اس وقت ہمارے نور کو ان کے صلب میں جگہ دی۔ ہمارے طفیل سے وہ مسجود ملائکہ ہوئے۔ کیونکہ ہمارا نور ان میں تھا۔ اور جب شیطان نے سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ تو خطاب رب الارباب ہوا۔ استکبرت ام کنت من العالین رضو کیا تو نے تکبر کیا۔ کہ سجدہ نہیں کیا یا بلند مرتبہ والوں میں سے ہے۔ اور وہ مرتبہ بلند والے ہم ہی ہیں۔ جو خلقت آدم سے تین لاکھ سال پہلے پیدا کئے گئے اور ہم نے اس وقت تسبیح و تقدیس کی۔ جب کوئی تسبیح و تقدیس کرنے والا نہ تھا اس وقت ہم تھے یا خدا تھا باقی کوئی شئے نہ تھی سوائے اقدم القدیم ذات رب الکریم۔ نیز باقی سب سے ہم قدیم ہیں۔ البتہ اس کی نسبت ہم حادث اور اس کی مخلوق ہیں۔ دعویٰ قدامت میں کوئی شئے ہمارے سامنے کھڑی نہیں ہو سکتی ہم ہی اوّل البشر و ابوالبشر و اوّل الانبیاء و افضل الخلق و مبدا الکائنات و اوّل العابدین و اوّل المومنین ہیں گو ہماری پیدائش حضرت آدم سے ہے اور ظاہری صورت میں حضرت آدم سے آٹھ ہزار سال بعد پیدا ہوئے۔ لیکن ہمارا نور خلقت آدم

سے تین لاکھ سال قبل پیدا ہوا۔ پس ان پر ہم کو فوق ہے لذا قال جدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم وانی ان کنت ابن آدم صورۃ۔ فلی فیہ معنی شاہد با بوتی یعنی اگرچہ میں بصورت فرزند آدم ہوں مگر اس کے وجود میں ایک شاہد بین موجود ہے کہ پدر آدم ہوں۔ و قال امیر المؤمنین انی خمرت طینت آدم بیدی اربعین صلحا۔ میں نے حضرت آدم کی طینت (قالب) کو چالیس روز تک اپنے ہاتھ سے گوندھ کر تیار کیا ہے۔ اے ابوبصیرؓ ملائکہ حضرت آدم کے پیچھے کھڑے ہو کر تعظیم و تکریم بجا لاتے تھے۔ حضرت آدم نے ایک مرتبہ سوال کیا تم میرے پیچھے کیوں کھڑے ہوئے ہو۔ آگے کیوں نہیں کھڑے ہوتے۔ عرض کی ہم ان انوار کی زیارت کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ جو آپ کی پشت میں ہیں۔ پس دراصل یہ تعظیم و تکریم ہمارے انوار مقدسہ کے لئے تھی۔ نہ صورت بشری آدمؑ کے لئے اور باطن و حقیقت آدم اسی نور کی ایک شعاع تھی جب حضرت آدم بہشت میں ساکن ہوئے۔ تو ہمارا نور ان کے صلب میں تھا۔ اور جب باہر آئے تو ہمارا نور ان کے صلب میں تھا یہاں تک کہ ان کے صلب سے منتقل ہو کر حضرت شیثؑ کے صلب میں آیا۔ پھر حضرت نوحؑ کے صلب میں۔ اور جب حضرت نوحؑ کشتی پر سوار ہوئے۔ تو ہمارا نور ان کے صلب میں تھا اور ہمارے طفیل سے کشتی کو نجات ملی اور اس نے کوہ جودی پر قرار لیا۔ پھر حضرت ابراہیمؑ کی صلب میں آیا اور جب وہ نمرودیوں کے ہاتھ سے آگ میں ڈالے گئے تو ہمارا نور ان کے صلب میں تھا اور ہمارے طفیل ان پر آگ سرد ہوئی۔ اور گلزار ہو گئی اسی طرح خداوند عالم ہمارے نور کو اصلاب طاہرہ اور ارحام طیبہ میں منتقل فرماتا رہا تا انیکہ وہ نور حضرت مطلب تک پہنچا۔ اسی فضیلت کے اظہار میں خداوند عالم کا اپنے حبیب سے ارشاد ہے وتوکل علی العزیز الرحیم الذی یراک حین تقوم وتقلبک فی الساجدین (شعراء) اے حبیب تو ہمیشہ اس ذات پر متوکل رہ جا۔ جو ہر حال میں تیرا نگہبان ہے۔ اور تیرا تقلب رایک صلب سے دوسرے صلب ایک رحم سے دوسرے رحم میں آنا، ہمیشہ میرے سجدہ کرنے والوں میں رہا۔ یا ابا بصیرؓ خرجنا من نکاح ولم نخرج من سفاح من لدن ادم الی ان ولدنا ابینا و امنا۔ اے ابوبصیرؓ آدم سے لے کر اپنے والدین تک ہمیشہ سے ہم پاک و صاف نکاح اسلام کے ذریعہ سے ہر ایک صلب و رحم و پاکیزہ میں ہوتے چلے آئے ہماری ولادت ہرگز ہرگز ناجائز طریقہ سے نہیں ہوئی۔ حضرت عبد المطلب کی صلب میں آکر اس نور کے دو حصے ہوئے ایک حصہ صلب حضرت عبد اللہ میں اور دوسرا حصہ صلب ابو طالب میں متمکن ہوا حضرت عبد اللہ سے جناب

سید الانبیا پیدا ہوئے۔ اور ان کو خدا نے شرف پیغمبر اور درجہ ختم رسالت سے سرفراز فرمایا۔ اور حضرت ابو طالب سے جناب سید الاوصیا امیر المومنین علی ابن ابی طالب پیدا ہوئے۔ ان کو خلعت وصایت اور امامت سے سرفراز فرمایا۔ پھر خدا کے حکم سے نور کو نور سے ملا دیا۔ یعنی آنحضرت نے اپنی دختر فاطمۃ الزہرا کا حضرت علی علیہ السلام سے عقد فرمایا۔ جس سے ہم گیارہ امام پیدا ہوئے۔ ھو الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسبا و صھرا (فرقان) خدا وہی ہے جس نے بشر کو نوری پانی سے پیدا فرمایا جو ایک کو سسرال دوسرے کو داماد بنا دیا۔ اے ابو بصیرؒ یہ کیفیت ہے تیرے نبی اور ان کے اہل بیت کے انوار مقدسہ کی اس حدیث بالا سے ظاہر ہو گیا۔ کہ خزانہ کائنات میں سب سے پہلا وجود جو خلعت ہستی سے ممتاز کیا گیا۔ وجود مسعود حضرت سید الانبیاء اور ان کے اہل بیت ہیں اور یہی عقول قادسہ و مقدسہ خلقت خلائق سے پہلے موجود اور ماسوی اللہ تمام پر حاضر و ناظر تھے اور جیسا کہ پہلے تحریر کیا جا چکا ہے کہ ارشاد قدرت ہے۔ شیاطین اس لئے ولی ہونے کا حق نہیں رکھتے کہ انہیں وقت پیدائش آسمان و زمین و خلائق قدرت نے شہید نہیں قرار دیا۔ نیز جس کا بعبارۃ، اخریٰ یہ مطلب ہے کہ جو نفوس مقدسہ خدا کی طرف سے اولیاء برحق ہیں ان کو ضروری خدا نے وقت پیدائش آسمان و زمین و جمیع خلائق پر شہید (حاضر و ناظر) قرار دیا ہے اور خلقت کائنات موجود تھے ان کا نور خدا نے سب سے پہلے خلق فرمایا اور یہ درجہ نبیؐ اور اہل بیت نبیؐ کو حاصل ہے۔ نیز مضمون آیت سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ شیاطین نے دعویٰ ولایت کیا۔ اور ولی ہونے کے مدعی ہوئے۔ جن کے دعوی کے بطلان میں پیش کردہ آیت نازل ہوئی کہ وہ اس لئے نہیں ہیں کہ شہید علی الخلق نہیں ہیں۔ پس بصورت دیگر جنہوں نے دعویٰ ولایت کیا وہ خدا کے نزدیک شیطان محض ہیں۔ اور قرآن پاک سے ظاہر ہے کہ شیطان جن بھی ہیں اور انسی بھی۔ وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس والجن (انعام) اسی طرح ہر ایک نبی کے دشمن انسی اور جنی شیطان ہم نے مقرر کئے نیز۔ واذا لقوا الذین امنوا قالوا امنا واذا خلوا الی شیاطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزءون (بقر) جب منافقین ایمانوالوں سے ملاقات کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لاتے ہیں اور جب اپنے شیطان بھائیوں سے ملتے ہیں علیحدگی میں تو کہتے ہیں۔ ہم تمہارے ساتھ ہی ہیں بیشک ہم نے ان سے ٹھٹھہ کیا تھا۔ پس اس صورت میں جبکہ قرآن پاک سے انسان اور جن دونوں قسم کے شیطان ثابت ہیں اور یہ ارشاد قدرت بھی ہے۔ افتتخذونہ وذریتہ اولیاء من دونی وھم لکم عدو بئس

للظالمین بدلا (کہف) کیوں میرے حکم کے سوا شیطان اور اس کی اولاد کو ولی پکڑتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہی ہیں اور ظالموں کے لئے بہت برا بدلہ ہے۔ اس آیت سے یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے کے علاوہ ابلیس اور اس کی ذریت کے انسانوں میں سے بھی اکثر لوگوں نے اپنا ولی و مرشد مقرر کیا ہے۔ جن کا ولی ہونے کا شرعی کوئی حق نہ تھا۔ اور وہ خدا کے نزدیک بمنزلہ ابلیس اور ذریت ابلیس ہی ہیں۔ بیشک وہ انسان صورت ابلیس سیرت ظالم ہیں جن کے لیئے برا بدلہ ہے۔ دن رات کا مشاہدہ ہے۔ کہ ابلیس اور ذریت ابلیس کو کسی نے ولی نہیں بنایا۔ بلکہ انسان انسانوں کو ولی مقرر کرتے ہیں اور یہاں وہی اولاد آدم مراد ہے۔ جو لوگوں کو اپنے آپ کو ولی و مرشد ظاہر کر کے گمراہ کر رہی ہے۔

اہل بیت کے سوا کوئی ولی نہیں

خداوند عالم نے اپنے بعد ولایت مطلقہ کلیہ کا حصہ اپنے رسول مقبولؐ اور انکی اہل بیت ہی پر کیا ہے انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا۔ اور تمام کے تمام قرآن میں دوسری آیت نہ ملے گی جس سے ثابت ہو کر باقی انبیاء اور ملائکہ بھی ولی ہیں اور ان کا تصرف بھی ماسوئی اللہ تمام پر ہے اور یہ پہلے ثابت ہو چکا۔ کہ فوق درجہ ولایت مطلقہ اور کوئی درجہ نہیں اور ولایت بمعنی تصرف غلبہ۔ حکومت بادشاہی ہدایت و حفاظت ہے۔ پس خدا کے بعد رسول اور اس کے بعد اہل بیت ہی جملہ ماسوئی اللہ پر متصرف و غالب حاکم و بادشاہ اور ہادی و حافظ ہیں۔ اور وہ اس لئے کہ معیار ولایت ان کو حاصل ہے۔ باقی انبیاء اور ملائکہ یہ منصب نہیں رکھتے۔ پس جبکہ انبیاء و ملائکہ اس عہدہ پر فائز نہیں۔ تو غیر معصوم جماعت کیونکر اس عہدے کو لے سکتی ہے۔ نیز یہ بھی ثابت ہو گیا۔ اور عقل سلیم نے تسلیم کیا۔ کہ تمام مخلوقات انس و جن ملائکہ و انبیاء سب کے درمیان واسطۂ فیض اور وسیلہ کاملہ جناب سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰؐ اور ان کے اہل بیت ہیں جب تک لوگ ان کی معرفت حاصل نہیں کرتے معرفت خدا حاصل نہیں ہو سکتی۔ عام امت کے لوگ نہ ہادی ہیں نہ امام اور نہ لوگوں پر ان کی اطاعت ضروری بلکہ جو اہل بیت رسولؐ کے سوا ہادی اور امامت کا دعویٰ کرے وہ اولاد شیطان سے ہو گا۔ رسول اور اہل بیت رسول ان کی اطاعت خدا کی اطاعت اور ان کی نافرانی خدا کی نافرمانی اور جیسا کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک کرنے سے مشرک ایسے ہی ان کے مقابلہ میں کسی غیر کو لانا جائز نہیں۔ چنانچہ حدیث معتبر متفق علیہ

ہے من مات و لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ - جو شخص بلا معرفت امام وقت مرگیا۔ تو یقیناً اُس کی موت جاہلیت (کفر و شرک) کی موت ہے پس جبکہ امام وقت کی معرفت، حاصل کرنا۔ اس قدر ضروری۔ کہ اس کے حاصل کئے بغیر مرنا شرک و کفر ہے۔ ان اماموں کی شناخت کے لئے جو معیار قدرت نے مقرر کیا ہے وہ یہ ہے۔ فاللہ ھو الولی وھو یحی الموتیٰ وھو علی کل شئی قدیر (شوریٰ) پس وہ خدا ہی ولی مطلق ہے۔ اور وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہی ہر شے پر قادر ہے اور رسولؐ و اہل بیت رسولؐ اولیاء برحق یعنی خدا کی صنعت ولایت کے مظہر ہیں اسی لئے اس کے اور مخلوق کے درمیان واسطۂ فائض اور وسیلۂ معرفت کاملہ ہیں۔ وکذالک جعلنا کم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا ۔ (بقرہ) یعنی (اہل بیت) رسولؐ) اسلئے ہم نے تم کو امت وسط قرار دیا۔ کہ تم تمام لوگوں پر شہید (حاضر و ناظر) ہو اور رسولؐ تم پر شہید ہے۔ پس صفت ولایت ایک ہوئی مندرجہ بالا آیت میں قدرت نے بیان فرمائی کہ مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ پس ولایت خداوندی کے جو مظہر ہیں وہ بھی حیات و ممات دینے کی قدرت رکھتے ہیں اور خدا کی طرف سے تمام امور میں تصرف تام رکھتے ہیں۔ امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی صراط مستقیم ص۶۶ پر حضرت علی علیہ السلام کے متعلق لکھتے ہیں۔ قطبیت و غوثیت و ابدالیت وغیرہ از عہد کرامت مہد مرتضٰے تا انقراض دنیا ہمہ بواسطہ ایشان است و در سلطنت سلاطین و امارت امراء ایشان را دخلی ست کہ بر سیاحین عالم ملکوت مخفی نیست۔ یعنی قطبیت، غوثیت، ابدالیت، وغیرہا تمام مناصب حضرت علی کے زمانہ مبارک سے اختتام دنیا تک سب ان ہی کے وسیلہ واسطہ سے ہیں اور سلاطین کی سلطنت امراء کی امارت میں ان کو ایسا دخل ہے۔ جو سیاحین عالم ملکوت پر ظاہر ہے علامہ مظہر جاناں تفسیر مظہری میں تحریر فرماتے ہیں مندرجہ بالا عبارت کے ساتھ از ابتدائے آدم تا انقراض دنیا یعنی ابتدائے آدم سے اختتام دنیا تک ابدالیت غوثیت امارت، سلطنت عزت، عظمت جو کچھ مال بھی مال ہو یا اولاد سب کی سب خدا حضرت علیؑ کے وسیلہ اور واسطہ سے دیتا رہا ہے اور دے رہا ہے۔ لہٰذا اس بحث سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ بعد خدا ولایت مطلقہ کے وارث رسول اور آل رسول ہیں۔ اور یہ درمیان خالق و مخلوق واسطہ اور وسیلہ ہیں اطاعت خدا کے لئے ان کی اطاعت لازم رضائے خدا کیلئے ان کی رضا ضروری اور خوشنودی خدا کیلئے انکی خوشنودی حاصل کرنا ضروری اور معرفت خدا کے لئے ان کی معرفت حاصل

کرنا واجب ہے۔

نشر تعلیمات رسول اور علمائے امامیہ جس طرح خدا کا جاننا اور معرفت حاصل کرنا ضروری ہے اسی طرح اہل بیت کا جاننا اور معرفت حاصل کرنا ضروری ہے، جاننا جس کو علم کہتے ہیں اور معرفت دونوں جداگانہ ہیں فان المعرفة ادراك الشئ بتفكر وتدبر لاثره وهواخص من العلم۔ یعنی کسی شے کے آثار میں تدبر و تفکر کر کے اس کو ادراک کرنا معرفت ہے اور وہ علم سے اخص ہے اور علم اس سے عام ہے اور ضد معرفت انکار ہے اور ضد علم جہل ہیں لوگوں لئے یہ جاننا ضروری نہیں کہ خدا ایک ہے۔ بلکہ اس کے اوصاف و آثار کی معرفت بھی لازمی ہے اسی طرح اہل بیت رسول ائمہ برحق کا جاننا ہی کافی نہیں۔ بلکہ ان کے اوصاف و آثار کی معرفت بھی لازمی ہے کیونکہ حدیث رسول ہے۔ من مات ولم يعرف امام زمانه فقد مات ميتة الجا هلية اس حدیث میں لفظ لم یعرف ہے لم یعلم۔ یعنی صرف جاننا کافی نہیں بلکہ معرفت ضروری ہے۔ کہ وہ کون ہے۔ اور اس کی کیا صفات ہیں اوصاف و آثار معلوم کرنے کے لئے ان کے حالات کا جاننا ضروری ہے۔ چنانچہ علماء امامیہ نے یہ خدمت بہت احسن طریق پر سر انجام دی۔ کہ رسول اور اہل بیت رسول کے حالات و واقعات کتابی صورت میں صحیح انداز کے ساتھ امت محمدیہ کے سامنے پیش فرمائے خصوصاً اس دور میں جبکہ اپنے آپ کو شیعہ کہنا جرم تھا۔ شیعوں کے خون سے بغداد کی دیواریں بنائی جارہی تھیں۔ دیواریں اجسام مظلومین سے تیار کی جارہی تھیں۔ علماء کو تختہ دار کی زینت بنایا جاتا۔ گدی سے زبانیں نکلوائی جاتیں۔ جانوروں کی کھالوں میں سی سی کر جنگلوں اور محلات کی بلندیوں پر ڈالا جاتا۔ کتب خانوں کو نظر آتش کیا جاتا۔ اپنی دانست میں مسلمانوں نے شیعیت کا نام لینے والا کوئی نہ چھوڑا نہ کوئی عالم، محدث، مفسر، فقیہ، مورخ، نہ کتاب و کتب خانہ نہ چھاپہ خانہ۔ مگر ؎

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے ۔۔۔ وہ شمع کیوں بجھے جسے روشن خدا کرے

پھر اس مظلوم فرقہ نے وہ علماء پیدا کئے۔ جن کے غلاموں جیسے عالم بھی اسلام کا کوئی فرقہ نہ پیدا کر سکا اور نہ کر سکے گا۔ علامہ کلینی جیسا محدث فارابی و ابن سینا و ابن مسکویہ و بیرونی۔ نصیر الدین طوسی جیسے محقق میر باقر داماد اور صدر الدین شیرازی جیسے فلسفی و دانشمند اور شیخ مفید، علم الہدی علامہ مرتضیٰ علامہ محمد باقر مجلسی جیسے فقیہ مورخ اور انسائیکلوپیڈیا نہ

شریف رضی جیسے ادیب نہ شریف مرتضیٰ جیسے متکلم۔ جنہوں نے اس نازک دور میں حالات وواقعات
قلم بند فرما کرامت مرحومہ پر احسانِ عظیم کیا کہ آج وہ اہل بیت رسول ائمہ حق کی معرفت حاصل کر کے
معرفت ورضائے خداوندی حاصل کر رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت علامہ ملا محمد باقر مجلسی کی حالات
رسول وآل رسول پر بحار الانوار۔ حیات القلوب جن میں حالات رسول۔ آل رسول۔ اصحاب مومنین
جمع فرمائے اور آپ سے پہلے جماعت صوفیہ نے عقائد باطلہ سے ہر طرف گمراہی پھیلا رکھی
تھی اور لوگ ان کے دام فریب میں آکر اسلام کی صورت مسخ کرتے چلے جا رہے تھے۔ جناب علامہ
نے پوری قوت سے ان کی دلیلوں کو باطل کرار دیا اور ان کے دعوؤں کو بالکل ملیامیٹ کر
دیا۔ اور ایسے دور میں آپ نے اہل ایمان کے ایمان کی جلا کے لئے حالات واقعات رسولؐ
اور آل رسولؐ پر ایک مختصر مگر جامع کتاب تحریر فرمائی جس کا نامی جلاء العیون رکھا گیا۔
کیونکہ یہ کتاب لکھی ہی گئی تھی۔ معرفت اہل بیت رسولؐ کے لئے تاکہ عوام ان کی معرفت حاصل کر
کے معرفت خوشنودی خدا حاصل کر سکیں۔ نیز چونکہ زمانہ جیساکہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے مذہب
اہل بیت رسول کے ناموافق تھا۔ کسی فن میں نہ کتب موجود تھیں نہ علماء صحیح طور پر خدمات مذہب
حقہ سرانجام دے سکتے تھے۔ برخلاف اس کے عوام کیا۔ علماء کیا اور حکومت اس کوشش میں
لگے ہوتے تھے کہ صحیح صورت حالات وواقعات رسول اور آل رسول کو تبدیل کر دیا جائے۔ اس
مقصد کے لئے سرکاری خزانوں کے منہ کھلے تھے۔ رات دن جعلی واقعات بناتے جا رہے تھے
محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے اہل بیت کی طرف منسوب کر کے کتابی صورت میں
محدثین۔ مفسرین۔ مورخین اپنی تصدیقیت کی مہریں لگا کر عوام کے سامنے پیش کر رہے تھے اور
عوام ان کو سچ سمجھ کر قبول کر رہے تھے۔ چنانچہ اسی تعلیم کا نتیجہ ہے۔ کہ اہل اسلام کے پاس صحیح معنوں
میں معرفت رسول نہ رہی۔ کوئی کہہ رہا ہے۔ وہ ہم جیسا بشر تھا جیساکہ ہم خطا کر سکتے ہیں
وہ کر سکتا تھا۔ جیساکہ ہم جاہل ہیں۔ اسی طرح وہ بھی ہر شئے کا عالم نہ تھا کوئی نور کہہ رہا ہے
کوئی کچھ کہہ رہا ہے۔ غرضیکہ جو کچھ جس کی سمجھ میں آرہا ہے۔ کہہ رہا ہے۔ کیونکہ صحیح حالات
رسول نہ رہے اور نہ صحیح معنوں میں معرفت رسول لوگوں کو رہی۔ المختصر مجلسیؒ علیہ الرحمتہ
نے اس نازک دور میں کتاب مستطاب۔ جلاء العیونؔ کو مرتب فرمایا۔ اور مسلمہ امر ہے۔
کہ جب شیعہ کتب خانے نہ تھے۔ مخالفین کی ہر طرف اکثریت تھی۔ ان ہی کے علماء آزاد اور کتب
خانے چھاپے خانے موجود تھے۔ تو لا محالہ حضرت علامہ مجلسی کو نیز نزاکت وقت کے پیش

نظر کہ جو شیعہ ثابت ہوا قتل کر دیا گیا جلاء العیون اور دیگر کتب میں ان مخالفین کی روایات بھی نقل کرنا پڑیں۔ اگرچہ وہ منافی شان اہل بیت رسول تھی۔ لیکن ان کے نقل کئے بغیر حالات حاضرہ کے تحت چارہ بھی نہ تھا لہذا بندہ نے اپنی دانست کے مطابق جلد اوّل جلاء العیون اور جلد دوم میں ان روایات کے نیچے جو مخالفین سے حضرت علامہ نے نقل فرمائی ہیں حاشیہ دیدیا۔ تاکہ طالبان حق کے لئے پریشانی نہ رہے۔ پھر بھی لیکن اگر کوئی روایت ایسی رہ گئی ہو جس پر بندہ نے حاشیہ نہ تحریر کیا ہو بھول ہو جانے سے تو اپنے اور غیر اس روایت ضعیفہ و موضوعہ سے نہ حضرت علامہ مجلسی اور نہ بندہ نیز مذہب امامیہ اور اہل بیت پر معترض نہیں ہو سکتے ہیں۔ اگر کسی نے ایسا قدم اٹھایا کہ ناحق مجلسیؒ اور مذہب امامیہ کو غلط روایت پیش کر کے مطعون کیا۔ تو جاہل بے علم دشمن اہل بیت رسولؐ ثابت ہے۔ مجلسیؒ نے دور نازک میں اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر کتاب مرتب فرما کر جہاں جہاں سے اور جیسے جیسے حالات و واقعات ملے ضابطہ تحریر میں لاکر ملت اسلامیہ پر احسان عظیم کیا ہے۔ اور اب یہ خود ہمارا اور دیگر فرقہ ہائے اہل اسلام کا فرض ہے کہ وہ حضرت علامہ مجلسیؒ کی ان خدمات کی داد دیتے غلط روایات کو چھوڑ کر جلاء العیون سے روایات صحیح لے کر معرفت رسولؐ و آل رسولؐ حاصل کر کے دونوں جہان میں معرفت وخوشنودیٔ خدا حاصل کریں۔ اور اس کے بغیر چارہ نہیں نہ کوئی عبادت کام آسکتی ہے۔

اطاعت رسولؐ و آل رسولؐ۔ اطاعت اور پیروی کا مطلب یہ ہے کہ جس کی اطاعت یا پیروی کی جا رہی ہے اس سے محبت رکھی جائے اور اسی جیسے کام کئے جائیں۔ اطاعت جس کی ہو اس کے تابع فرمان رہیں۔ اس کے علاوہ وقت حوائج کسی اور کے در پر نہ جائیں کسی کو اس سے افضل کیا اس جیسا نہ جانیں۔ اگر ان امور کے ساتھ اطاعت کی تو اطاعت ورنہ نہیں جس طرح کہ اطاعت کریں خدا کی۔ اور سجدہ کریں اشجار اور پتھروں کو۔ حالانکہ جس کی اطاعت کی جا رہی ہے۔ اسی کو سجدہ کرنا چاہیئے کلمہ پڑھیں رسول عربی کا اور نبی مانیں غلام احمد قادیانی کو یہ اطاعت نہیں ایسی اطاعت ہی کو کہتے ہیں شرک کفر۔ نفاق۔ معرفت خدا اور رضائے خدا کے لئے جب یہ ثابت ہو گیا۔ کہ عالمین میں صرف معرفت و رضائے رسولؐ اور آل رسولؐ لازم ہے ان کے علاوہ سب گمراہی ہی گمراہی ہے

جعفری باش گر خدا خواہی   ورنہ در ہر طریق گمراہی

تو اس سے رسولؐ اور آل رسولؐ کی اطاعت بھی لازم آگئی۔ اطاعت کریں اہل بیت کی ولی مانیں کسی اور کو پیروی کریں آل رسولؐ کی ۔ امام مانیں کسی دوسرے کو تو یہ نہ اطاعت کہلا سکتی نہ پیروی بلکہ نفاق ہوگا۔ یوں کہا جائے کہ کھلم کھلا گمراہی ہے۔ اطاعت کے لئے لازم ہے۔ کہ جس کی پیروی کی جائے وہ جس سے محبت رکھے۔ خود بھی اس سے محبت رکھے اور وہ جس سے دشمنی رکھے تو اطاعت کرنے والا بھی اس سے دشمنی رکھے۔ اور محمدؐ عربی اس کے اہل بیت تو وہ ذوات مقدسہ ہیں۔ جن کی ہر ادا ہر حرکت وسکونت اعین اسلام اور دوستوں سے محبت رکھنا عین ایمان ہے۔ ان ہی امور کے لئے ان ذوات مقدسہ کے حالات و واقعات علماء نے سپرد قلم کئے۔ تاکہ ان کی سیرت ان کے دوست اور دشمن کو معلوم کرکے ان سے دوستی اور دشمنی رکھی جائے اور ان کے حرکات وسکنات پر عمل کیا جائے کیونکہ ان کے دوستوں سے دوستی رکھنی عین ایمان اور عبادت اور ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھنی بھی اسی طرح عین ایمان اور عبادت ان اہل بیت رسول کا فعل خدا کا فعل اور ان کا قول خدا کا قول۔ ان کا محبوب خدا کا محبوب۔ ان کا دشمن خدا کا دشمن ان کا راندہ ہوا خدا کا راندہ ہوا ان کا دیا ہوا خدا کی عطا۔ اور ان کی عطا خدا کا رحم وکرم۔ ان کا ذکر کرنا ذکر خدا ان کا غم کرنا عبادت خداوندی اور ان کی خوشی میں خوش رہنا رضائے خداوندی۔ غرضیکہ اہل بیت رسولؐ کا ہر فعل اور قول عین اسلام اور عبادت ہے۔ جو انسان ان کے قول وفعل پر نکتہ چینی کرے۔ گویا اس نے فعل خداوندی پر اعتراضات کئے۔ جو ان کے ذکر کو اچھا نہ جانے گویا اس نے عبادت خداوندی کا انکار کیا۔ جو ان کے غم کو برا کہے۔ گویا اس نے اطاعت خداوندی کا انکار کیا۔ اور عبادت وذکر و اطاعت خدا کا منکر۔ مشرک۔ کافر ہوا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اسلام نے ذکر ومحبت اہل بیت اور غم وخوشی اہل بیت کو کشتی نوح سے تشبیہ دے کر کشتی نجات قرار دیا ہے۔ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ مثل اھل بیتی کمثل سفینۃ نوح من تعلق بھا نجیٰ و من تخلف عنھا دخل فی النار۔ آج تک کوئی عالم اپنا کیا غیر کیا بلکہ غیر مسلم بھی یہ ثابت نہ کرسکے۔ کہ ان ذوات مقدسہ نے کبھی کوئی فعل بد کیا ہو چوری ڈاکہ ناجائز قتل۔ زنا۔ شراب خوری۔ جوا۔ نہیں۔ دنیا نے اہل بیت کی جاگیریں ضبط کیں۔ حقوق

چھینے۔ گھروں کو آگ لگائی۔ جنازوں پر تیروں کی بارش کی۔ وطن سے بے وطن کئے۔ جوانوں بوڑھوں۔ بچوں کو قتل کیا۔ نیزوں پر چڑھایا۔ تیروں کا نشانہ بنایا۔ عورتوں کو قیدی بنایا۔ ان کی طرف غلط روایات منسوب کی گئیں شان گھٹانے کے لئے۔ مگر یہ جرائت کسی میں نہیں ہوئی۔ کہ ان کی روائیے کردار کو داغدار کرے۔ کوئی بد الزام لگائیے یا ثابت کیا بد افعال کا ہونا ان سے جس طرح لوگوں نے کلام اللہ کو جلایا اس کی ترتیب کو بدلا مکی اور مدنی کو آیات کو آگے اور پیچھے کر دیا یہ سب کچھ کرنے کے باوجود متن و مفہوم قرآن کو بدل نہ سکے اسی طرح اہل بیت کے ساتھ سب کچھ کیا۔ مگر ان کو ان کے مقام سے نہ گرا سکے کیونکہ رسول پاک فرما گئے تھے۔ عن زید ابن اسلم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم انی تارک فیکم خلیفتین کتاب اللہ عزوجل حبل ممدود ما بین السماء والارض وعترتی اھل بیتی ان ھما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض (الطبرانی) قرآن پاک اور اہل بیت پاک کا تعلق ایسے ہے۔ جیسا کہ معانی کا الفاظ کے ساتھ حرکات و سکنات اہل بیت تفسیر قرآن ہیں۔ اور الفاظ قرآن پاک حیات اہل بیت ہیں۔ قرآن اگر جسم ہے۔ تو اہل بیت روح ہیں۔ قرآن اگر تعلیمات اسلام۔ تو اہل بیت عین اسلام۔ قرآن اگر کلام اللہ تو اہل بیت نفس اللہ ہیں۔ قرآن کے پڑھنے سے اگر مصیبت دور ہوتی ہے۔ تو ذکر اہل بیت سے مصائب و آلام دور ہوتے ہیں۔ قرآن کا پڑھنا عبادت۔ اہل بیت کا ذکر عبادت، قرآن کا سننا عبادت، ان کے فضائل و مصائب کا سننا عبادت۔ قرآن کی توہین کفر۔ ان کی توہین کفر۔ قرآن کے دامن کو چھوڑنے والا جہنمی۔ ان کے در کو چھوڑنے والا دوزخی جس کو فاخرج کہہ کر قرآن نکال دے وہ ابلیس اور جس کو یہ لوگ قوموا عنی کہہ کر نکال دیں شیطان۔ کیونکہ قرآن معجزہ ہے یہ معجزہ نما ہیں۔ قرآن، قرآن صامت ہے اور یہ قرآن ناطق ہیں قرآن قلب رسول پہ رہا۔ یہ آغوش رسول میں رہے۔ قرآن کا مقام لوح اور ان کا مقام عرش معلے ہے۔ غرضیکہ اہل بیت رسول کی ہر ادا عبادت اور ہر فعل عبادت ہے۔ لہذا خدا کا عبادت گذار بننے کیلئے ان کی ہر ادا پر عمل کرنا ہوگا۔ اور ہر فعل کے آگے سر تسلیم خم کرنا ہوگا۔ لعنت ہو ابلیس ملعون پر بے شمار جس نے اہل اسلام کو گمراہ کر کے در اہل بیت سے دور کر دیا۔ آج اہل اسلام کہیں شان اہل بیت پر نکتہ چیں اور کہیں غم اہل بیت کو بدعت اور خدا جانے کیا کیا کہہ رہے ہیں۔ یہ صرف اہل اسلام کی بدبختی ہے جو اپنی غلط قسم کی ذہنی اختراع پردازی کے سبب اہل بیت رسول کو چھوڑ کر گمراہ ہی نہیں گم راہوں میں بٹ کر علیحدہ علیحدہ فرقے بن گئے۔ حالانکہ کائنات اور اسلام

میں غم والم کو جو مقام حاصل ہے وہ کسی شے کو نہیں ہے۔

رنج وغم غم انسان کی عین فطرت ہے۔ اسی لئے خالق فطرت نے اس کی نسبت اپنی طرف دی ہے اور فرمایا ہے۔ اِنَّہٗ ھُوَ اَضحکَ وَ اَبکیٰ وہ وہی خدا ہے جس نے انسان کو ہنسایا بھی اور رولایا بھی۔ خالق فطرت نے اس غم کو انسان کے ساتھ اتنا ضروری قرار دیا ہے۔ کہ انسانی زندگی سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔ اگر غم والم علیحدہ کر دیا جائے تو نہ انسانیت رہے نہ زندگی۔ زندگی ہے ہی غم کے ساتھ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ زندگی کی بنیاد ہی غم کے اوپر ہے۔ اگر غم زندگی کی بنیاد نہ ہوتا تو انسان پیدا ہوتے ہی نہ روتا انسان کا پیدا ہو کر رونا اس امر کی بین دلیل ہے کہ زندگی غم کے ساتھ ہے اور غم زندگی کے ساتھ ہے۔ کیونکہ جو پیدا ہو کر روتا ہے۔ زندہ ہوتا ہے۔ اور جو روتا نہیں مردہ ہوتا ہے۔ پروردگار عالم نے یہ غم والم فطرت انسانی میں رکھا ہے۔ اور پروردگار عالم حکیم مطلق ہے۔ حکیم مطلق کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا لہذا پروردگار عالم نے ہماری فطرت میں غم کو ودیعت کیا ہے تو کیوں۔ کیا غم اچھی چیز ہے یا بری مصائب و آلام خیر ہیں یا شر۔ اگر آپ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ تو یقیناً آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ ہمہ خیر ہے۔ اور وہ قادر مطلق بھی ہے۔ اور ہر چیز کا مصدر خدا ہے زندگی کا مبداء خدا ہے۔ اس لئے زندگی میں غم والم کا ہونا اور لازم طور پر ہونا مصائب و ابتلا کا پایا جانا یقیناً خیر ہے۔ مولانا رومی نے کیا خوب کہا ہے ؎

ہر چہ بینی محض خیر و حکمت است — گر ترا از رحمت و گر زحمت است

زانکہ ناید فعل باطل از حکیم — فعل حق باطل نہ باشد اے سلیم

مال کے گم ہونے کا غم اور اولاد کے مرنے کا غم زندگی کو برباد کرتا ہے۔ خدا کی یاد میں غمگین رہنا تزکیۂ نفس کہلاتا ہے۔ دنیا کا غم خدا سے دور کرتا ہے۔ اور رسول و اہل بیت رسول کا غم رضائے خدا دلاتا ہے۔ زمرد و جواہر کے غم سے انسانیت پستی کے گڑھے میں جا گرتی ہے اور غم اہل بیت سے انسانیت بام عروج پر پہنچتی ہے ؎

فتح مظلوم کا جو رنگ جمائے وہ غم — در دیر کیف کی رفعت جو دکھائے وہ غم

پست غم جس سے کوئی دل میں نہ آئے وہ غم — جو کہ انساں کو انسان بنائے وہ غم

جس کے سانچے میں ڈھلیں گوہر انسانیت

جس کے کانٹے میں تلیں جوہر انسانیت

حق پرستی سے نہ ہونے دے جو غافل وہ غم | جس سے تھرائے پرستاری باطل وہ غم
سلطنت ٹھہرے نہ جس غم کے مقابل وہ غم | جو رہے ضامن شائستگی دل وہ غم

دل گذاری میں شجاعت جو سکھاتا جائے
سوگواروں کو سپاہی بھی بناتا جائے

(آل رضا صاحب رضا)

غم اہل بیت خدا کے نزدیک کرتا ہے بلکہ غم اہل بیت سے رضائے خدا خوشنودی رسول حاصل ہوتی ہے جبکہ اہل بیت کی ہر ادا اسلام اور عین حق ہے تو ان کا غم بھی اسلام اور عین حق ہے اور حق کو دیکھ کر غم کرنے والوں رونے والوں کو قرآن ان الفاظ سے یاد کرتا ہے۔ واذا سمعوا ما انزل الی الرسول، ترٰی اعینھم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق (المائدہ) اور جب سنتے ہیں جو کچھ اتارا گیا ہے طرف رسول کے دیکھتا ہے تو ان کی آنکھوں کو کہ بہتی ہیں آنسو سے حق پہچاننے کی وجہ سے اس آیت سے صاف صاف پتہ چل رہا ہے۔ حق پہچان کر رونا اہل مودۃ کا کام ہے۔ اور وہ سورت یوسف جس میں حضرت یوسفؑ اور حضرت یعقوبؑ کے غم والم گریہ و بکا کا ذکر ہے۔ قرآن پاک احسن القصص کہتا ہے جو ان سے افضل و اعلےٰ ہیں ان کا غم بھی افضل و اعلیٰ احسن القصص ہے۔ لوگوں نے جو اس غم کو بند کرنا شروع کیا ہوا ہے، اور بدعت حرام۔ نکاح کا ٹوٹنا اور کیا کیا نا جائز الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا وجہ کیا ہے اہل بیت کا غم کرنا کیوں برا اور بدعت قرار دیا جاتا۔ ہاں امام غزالی کی زبانی اتنا معلوم ہوا ہے جس کو صاحب صواعق محرقہ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۱۹۷ پر ان الفاظ میں تحریر کیا ہے۔ یحرم علی الواعظ روایت مقتل الحسن والحسین وحکایات وما جرٰی بین الصحابۃ من التشاجر والتخاصم فانہ یھیج علی بغض الصحابۃ والطعن فیھم۔ یعنی واعظ پر حرام ہے امام حسنؑ اور امام حسین کی شہادت کا بیان کرنا اور ان حکایتوں کا ذکر کرنا بھی حرام ہے۔ جو صحابہ کے درمیان دشمنی اور ظلم وغیرہ کئے گئے۔ کیونکہ ان واقعات کا ذکر بغض صحابہ اور ان پر طعن و لعن کرنے میں ہیجان پیدا کرتا ہے۔ استغفر اللہ کیا الٹی منطق بیان کی کہ غم اہل بیت بیان کرنے سے بغض صحابہ پیدا ہوتا ہے۔ صحابی تو کہتے اس کو ہیں جس نے ظاہری آنکھوں سے رسول پاک کی زیارت کی بشرف با اسلام ہو کر اور دنیا سے اسلام و ایمان کے ساتھ گیا ہو۔ نیز محبت اہل بیت میں اسلام اور ایمان ہے۔ ملاحظہ ہو فرمان خداوندی

قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ (شوریٰ) اے پاک حبیبؐ آپ اعلان فرما دیجئے۔ کہ مجھ رسول کو اگر اجر رسالت دے کر خوش رکھنا ہے اور میری رضا حاصل کرنی ہے۔ تو میرے اہل بیت کی اطاعت و تابعداری کرو۔ نتیجہ صاف نکلا۔ زیارت رسول کرنے والا مشرف با اسلام ہو کر اطاعت رسولؐ اور تابعداری اہل بیت کے دنیا سے تشریف لے جائے وہ صحابی رسولؐ ہے لہذا جو صحابی رسول ہو گا۔ وہ تو اہل بیت رسول پر ظلم کر ہی نہیں سکتا اور نہ غم اہل بیت بغض صحابہ پیدا کر سکتا ہے۔ بلکہ اہل بیت رسول پاک پر مظالم تو وہ کرے گا جو صحابی نہ ہو گا۔ بلکہ منافق ہو گا۔ اور منافقین سے نفرت کرنا عین ایمان ہے اسی وجہ سے اہل بیت رسولؐ کے دوست مومن کہلاتے ہیں، اور دشمن منافق اور دوستوں سے دوستی رکھنا ایمان۔ منافق سے نفرت کرنا ایمان ہے لعنت ہو بے شمار ابلیس ملعون پر جس نے عجیب عجیب باتیں مسلمانوں کے دلوں میں پیدا کر کے ان کو گمراہ کر دیا ہم کو اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ غم اہل بیت کو قائم کرنا اور عمل کرنا یہ ہمارا ہی طریق ہے یا بزرگان ماسلف رسولؐ پاک اور خود اہل بیت اطہار نے بھی کیا ہے یا نہیں۔

غم اہل بیت میں رسول کا مغموم ہونا

غم اہل بیت وہ غم ہے جس کو سرکار دو عالم فخر موجودات عالم حضرت محمدؐ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولادت حسینؑ کے موقعہ پر خود ہی نہیں بلکہ فاطمہؑ۔ علیؑ ام الفضلؓ کو بھی اس غم میں شریک کر کے چار چار آنسو رولائے۔ نیز دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی آپ یعنی سرکار رسالت نے حلقہ انبیاءِ فردوس بریں میں اپنے سر مبارک میں خاک ڈالی اور غم حسینؑ کو جنت میں سنایا۔ ملاحظہ ہو۔ عن ابن عباس انہ قال رایت النبیؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیما یری النائم ذات یوم بنصف النہار اشعث اغبر بیدہ قارورۃ فیہا دم فقلت بابی انت وامی ما ھذا قال ھذا دم الحسین واصحابہ نزل التقطہ منذ الیوم فاحصی ذالک الوقت فاجد قتل ذالک الوقت (تقویۃ الایمان جلد دوم ص۹۶) اسماعیل دہلوی) حضرت عبد اللہ بن عباس نے فرمایا۔ کہ میں نے پیغمبر خدا کو اس حالت میں دیکھا۔ وقت دوپہر خواب میں۔ بال پریشان اور خاک سر میں ڈالے ہوئے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں ایک شیشہ ہے اس میں خون ہے میں نے عرض کیا۔ میرے ماں باپ قربان یہ کیا ہے۔ فرمایا یہ خون ہے۔ امام حسینؑ کا اور اس کے اصحاب کا میں آج کے روز

دن سے بتولتا ہوں اس کو ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں وہ دن شمار کرتا رہا کہ اس دن کو پالوں جب وہ قتل ہوں

حد ثنا ابو سعید الاشج نا ابو خالد الاحمر نا رزین قال حدثنی سلمٰی قالت دخلت علی ام سلمة وھی تبکی فقلت ما یبکیك قالت رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعنی فی المنام وعلی راسہ ولحیتہ التراب فقلت مالك یا رسول اللہ قال شھدت قتل الحسین انفا (جامع ترمذی جلد دوم)

زرین نے سلمٰی سے روایت کی ہے اور کہتی ہیں میں حضرت ام سلمٰی کے پاس گئی تو وہ بیٹھی رو رہی تھیں میں نے عرض کیا۔ آپ اس طرح غم و اندوہ سے کیوں رو رہی ہیں۔ تو فرمایا میں نے ابھی ابھی رسول پاک کو خواب میں دیکھا سر اور داڑھی میں خاک پڑی ہوئی ہے اور رو رہے ہیں میں نے عرض کیا۔ آپ نے یہ حالت کیوں بنا رکھی۔ فرمایا میں دیکھ کر آرہا ہوں میرا بیٹا حسین ابھی ابھی قتل کر دیا گیا۔

جناب زینب کا ماتم و غم کرنا

آل محمدؐ کی بعد حسینؑ مظلوم۔ قافلہ سالار جناب فاطمہ الزہرا کی ورثہ دار۔ لخت دل حیدرِ کرار جناب زینبؑ سلام اللہ علیہا بعد حسینؑ نانا کے دین و قرآن و اسلام کی محافظ۔ فقیہ آل محمدؐ۔ عالم قرآن کی عالمہ بی بی جب میدان کربلا سے امام مظلوم کے قتل کے بعد قید ہو کر اسلام، اور شہادت امام کو بام عروج پہنچانے کیلئے شام چلنے کو تیار ہوئی تو غم اہل بیت کی سوگوار نے اپنے مظلوم بھائی کی ایسی نوحہ خوانی اور سینہ کوبی کی کہ قیامت تک غم اہل بیت نوحہ خوانی اور سینہ کوبی کو بدعت کہنے والوں کا قلع قمع کر دیا۔ ملاحظہ ہو شریعت کی پابند زینبؑ کا ماتم اور غم کرنا۔ غم اہل بیت میں

قال قرة بن قیس لما مرت النسوة بالقتلیٰ صحن ولطمن خدودھن قال نما رایت من منظر من نسوة قط احسن منظر رایتہ منھن ذالك الیوم کتاب اھل سنت البدایہ والنھایہ (جلد ہشتم ص۱۹۳)

قرۃ بن قیس بیان کرتا ہے۔ کہ جب قافلہ آل محمدؐ اسیر ہو کر مقتولان دشت کربلا کی لاشوں پر پہنچا تو مخدرات عصمت و طہارت بے محابا گر پڑیں اور انہوں نے آہ و بکا اور نوحہ کیا۔ رخسار پیٹے ماتم کیا۔ ایسا حلقہ ماتم کا منظر کبھی نہ دیکھا تھا جیسا کہ اس دن دیکھا۔ اور سیدہ ثانیہ زینب کبریٰ نے جو اس حلقہ ماتم میں نوحہ و ندبہ پڑھا جس کا مکمل

ائمہ اہل بیت کا غم حسین میں مغموم رہنا شیخ جلیل جعفر بن قولویہ نے کامل میں ابن خارجہ سے ایک روایت نقل کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک دن حضرت امام جعفر صادق کی خدمت بابرکت میں حاضر تھے۔ سرکار صادق آل محمد بہت روتے اور ہم بھی روتے اس کے بعد آنجناب نے فرمایا اپنا سر مبارک اٹھا کر۔ سید الشہدا حضرت حسین فرمایا کرتے تھے میں قتیل عبرت ہوں۔ کوئی مومن ایسا نہیں جو میرا ذکر سنے اور نہ روئے شیخ طوسیؒ اور شیخ نعیدؒ ہر دو نے ابان بن تغلب سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ہماری مظلومیت سے متاثر ہو کر کسی کا مہموم و مغموم ہونا تسبیح پروردگار ہے۔ اور ہمارے غم واندوہ کا احساس عبادت خدا ہے اور ہمارے اسرار کو غیروں سے پوشیدہ رکھنا راہ خدا میں جہاد کرنا ہے۔ پھر امام حسین فرمانے لگے واجب ہے کہ اس حدیث کو حروف زریں میں لکھا جائے۔ نیز صادق آل محمد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے جد مظلوم کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔

عن ابی عبد الله انه قال کل الجزع والبکا مکروہ سوی الجزع والبکا علی الحسینؑ و قال من ذکرنا عندہ ففاض من عینیہ ولو مثل راس الذبابة غفر الله ذنوبه ولو کانت مثل زبد البحر۔

(امالی شیخ صدوق)

حضرت ابی عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا سب گریہ وزاری اپنی اولاد۔ ماں باپ بھائی بہن وغیرہ کے مرنے پر کرنا مکروہ ہے سوائے گریہ وزاری حضرت امام مظلوم علیہ السلام حسینؑ پر کہ یہ ثواب عظیم پر مشتمل ہے اور فرمایا جس کے سامنے ہمارا ذکر مصائب ہو اور آنسو مگس کے برابر باہر آئے۔ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دیتا ہے اگرچہ وہ کثرت میں دریا کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔

اسی کتاب میں شیخ صدوقؒ فرماتے ہیں۔ ابراہیم بن ابی المحمودؒ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا۔ تحقیق محرم وہ مہینہ تھا۔ کہ اہل جاہلیت بھی اس کی حرمت و عظمت کا خیال کرتے تھے اور جدال و قتال کو اس مہینے میں حرام جانتے تھے۔ اس امت جفا کار ستم شعار نے اس مہینہ کی حرمت کا بھی خیال نہ کیا۔ اور اس ماہ میں ہماری خونریزی کی اور ہتک حرمت کا ارتکاب کیا۔ ہماری عورتوں اور ہمارے بچوں کو اس

ماہ میں اسیر کیا۔ ہمارے خیام کو نذر آتش کیا۔ ہمارے اموال کو تاخت و تاراج کیا اور ہمارے حق میں ہمارے جد پاک سرکار رسالت کی حرمت کا بھی پاس نہ کیا تحقیق روز شہادت امام حسینؑ نے ہمارے دلوں کو مجروح کر دیا۔ آنسو ہماری آنکھوں سے رواں ہوئے۔ ہمارے عزیز ذلیل ہو کر رہ گئے آہ! زمین کربلا ہمارے لئے قیامت تک کرب و بلا کی مورث بن گئی ہے حسینؑ ایسے مظلوم شہید راہ خدا میں رونے والوں کی آنکھیں اشکبد ہونا ہی چاہئیں اس میں شک نہیں کہ مظلوم حسینؑ پر گریہ وزاری کرنا گناہوں کو مٹا دیتا ہے اس کے بعد امام نے فرمایا جب محرم کا چاند نظر آتا تھا۔ میرے والد کا یہ حال ہو جاتا تھا۔ کہ تبسم مسکراہٹ سے ان کا چہرہ نا آشنا ہو جاتا تھا۔ حزن و اندوہ یاس و غم آپ پر طاری ہو جاتا تھا محرم کی دسویں تاریخ جب یہ قیامت خیز صبح نمودار ہوتی۔ تو یہ روز مصیبت آپ کے رونے اور گریہ وزاری کا دن ہوتا تھا۔ جذبات رنج و ملال شدت اختیار کرتے۔ اور دن بھر آنکھوں سے سیل اشک رواں فرمایا کرتے آہ آج وہ دن ہے، جس دن مظلوم کربلا سید الشہداء امام حسین شہید ہوئے

ثواب بکائے حسینؑ:

علامہ مجلسیؒ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں۔ میرے جد حضرت رسول پاک نے فرمایا۔

کل عین باکیۃ یوم القیمۃ الا عین بکت علی الحسین ؑ فانھا ضاحکۃ مستبشرۃ بنعیم الجنۃ (بحار الانوار)	قیامت کے روز تمام آنکھیں ہول قیامت سے روتی ہوں گی۔ سوائے اس آنکھ کے جو مصیبت امام حسین علیہ السلام پر روتی ہو گی کہ اس کا مالک بادیدہ خنداں داخل جنت ہو گا۔ اور اس کو جنت کی نعمتوں کی بشارت دی جائے گی۔

صادق آل محمدؐ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ قیامت کے روز فرشتہ ہائے عذاب ایک شخص کو پکڑے ہوئے دوزخ کی طرف لے جا رہے ہوں گے۔ اور دنیا میں اس سے کوئی بھی نیک عمل نہ ہوا ہو گا۔ پس یہ آواز فوراً آئے گی۔

یُنَادِیْ مُنَادٍ قِفُوْا یَا مَلٰئِکَتِیْ بِہٖ اِنَّ لَہٗ اَمَانَۃً عِنْدِیْ یُعْطِیْ لَہٗ دَرَّۃً بَیْضَآءُ یُبْقِیَ مِنْ نُوْرِھَا	ایک منادی ندا کرے گا پروردگار عالم کی طرف سے اے میرے ملائکہ ٹھہر جاؤ۔ اس مرد گناہگار کی ایک ایک امانت ہمارے پاس ہے۔ ملائکہ ٹھہر جائیں گے۔ پس اس شخص کو ایک قوی تابندہ و درخشاں

المختصر۔ عنایت ہوگا۔ جس کے نور سے تمام عرصہ محشر نورانی روشن ہو جائے گا۔ (محرق القلوب)

وہ شخص اس موتی کو دیکھ کر حیرت و تعجب سے بارگاہ احدیث میں عرض کرے گا۔ بار الہا مجھے تو اس امانت کا کوئی علم نہیں۔ ارشاد ہوگا۔ اے شخص یہ دُر بے بہا حقیقت میں ایک اشک ہے جو ایک مرتبہ مصیبت امام حسین مظلوم میں تیری آنکھ سے نکلا۔ اور تیرے رخسارہ پر جاری ہوا۔ اب تو اس موتی کو سب انبیاء اور اوصیا کے پاس لے جا۔ اور ہر ایک سے اس کی قیمت دریافت کر۔ پس وہ شخص تمام انبیاء اور اوصیاء حتی کہ جناب خاتم النبیینؐ اور جناب خاتم الاوصیا حضرت علیؑ کی خدمت میں بھی حاضر ہوگا۔ اور اس کی قیمت دریافت کرے گا۔ مگر کوئی اس کی قیمت نہ بتا سکے گا۔ یہاں تک کہ وہ مرد مومن وہ موتی لئے ہوئے خدمت با سعادت امام حسینؑ میں حاضر ہوگا۔ جناب سید الشہداء اسے دیکھتے ہی کھڑے ہو جائیں گے۔ اور اس شخص کو گلے سے لگالیں گے۔ اور قائمہ عرش الٰہی تھام کر خدمت باری میں عرض کریں گے۔ بار الہا یہ موتی ایک دانہ اشک ہے جو اس مومن کی آنکھ سے مجھ مظلوم کی مصیبت میں جاری ہوا تھا۔ اور اس کی یہ قیمت ہے کہ اس شخص کو جنت عطا کر اور اپنے فضل و کرم سے میرے ساتھ بہشت میں جگہ دے۔ ارشاد ہوگا۔ اے حسینؑ ہم نے اس کے تمام گناہ معاف کئے بلکہ اس کے ماں باپ کو بخش دیا۔ اور تمہارے ساتھ تمہارے ہی درجے میں جگہ دی۔ ثبوت عزاداری آئمہ اہلبیت سے اور منزلت آہ و بکا کے متعلق ایک اور روایت کا یہاں پر امالی شیخ صدوقؒ پیش کرتے ہیں۔ مسمع بن عبدالملک نے جناب صادق علیہ السلام سے روایت کی۔ ایک دن حضرت امام صادق نے مجھ سے پوچھا۔ اے مسمع تو اہل عراق سے ہے۔ حضرت امام حسینؑ کے مزار اقدس کی زیارت کو جاتا ہے۔ میں نے عرض کی۔ لا انا رجل من اھل البصرۃ۔ نہیں جناب میں تو بصرہ کا رہنے والا ہوں۔ اور میرے پاس جو لوگ رہتے ہیں۔ وہ حکومت وقت کے خیر خواہ اور خلیفہ وقت کے طرفدار ہیں۔ ان کے خوف سے میں شرف زیارت سے محروم رہتا ہوں امام نے فرمایا۔ افتذکر ما صنع بہ قلت بلیٰ۔ آیا تو ان جگر سوز مصائب و آلام کو بھی یاد کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ جی ہاں۔ قال فتجزع پوچھا کیا روتا بھی ہے۔ میں نے عرض کیا۔ ای و اللہ قسم خدا کی روتا ہوں۔ و استعبر لذلک حتیٰ یری اھلی اثر ذالک علیّ۔ اس قدر مصائب

سید الشہدا پر روتا ہوں کہ میرے اہل خانہ آثار حزن وملال کو مشاہدہ کرتے ہیں۔ آب وطعام مجھے ناگوار ہو جاتا ہے۔ اور غم واندوہ میرے چہرے سے عیاں ہوتا ہے۔ قال رحم اللہ ومعك انا انت من الذين يعدون من الجزع لنا۔ اللہ تعالیٰ تیرے گریہ وزاری پر رحم فرمائے تو ہم رونے والوں میں شمار ہوگا۔ والذین یفرحون لفرحنا ویخافون بخوفنا ویامنون اذا امنا۔ اور تم ان لوگوں میں محسوب ہوگا جو ہماری خوشی کو سن کر خوش ہوتے ہیں۔ اور ہمارے خوف کی یاد سے خائف ہوتے ہیں۔ اور ہمارے امن سے مامون ہوتے ہیں اور قریب ہے کہ تو عالم نزع میں میرے آبائے طاہرین کو دیکھے اور وہ ملک الموت سے تیری سفارش فرمائیں گے کہ تیری آنکھیں روشن ہوں گی۔ ملک الموت ارق عليك واشد رحمة لك من الام الشفيقة على ولدها۔ پس موت کا فرشتہ تیرے اوپر اس سے زیادہ مہربان ہوگا۔ ماں جیسی مہربان اپنے بیٹے پر ہوتی ہے۔ ثم استعبرۂ واستعبوت معہٗ۔ پھر حضرت نے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا اور میں بھی ساتھ رونے لگا پھر فرمایا۔ الحمد للّٰہ الذی فضلنا علی خلقہ بالرحمۃ وخصنا اہل البیت ہر طرح کی حمد وثنا اس خدائے قدوس کی ہے جس نے اپنی رحمت کاملہ سے ہم اہل بیت کو تمام خلقت پر فضیلت وبرتری دی۔ اور ہم کو اپنی رحمتوں سے مخصوص فرمایا۔ یامسمع ان الارض والسما لتبکی منذ قتل امیر المؤمنین رحمة لنا۔ اے مسمع جب سے امیر المؤمنین شہید ہوئے۔ زمین وآسمان ہماری مظلومیت پر ترحم کے سبب ہم پر روتے ہیں۔ وما رقات دموع الملائکۃ منذ قتلنا۔ اور جس دن سے ہم اہل بیت شہید ہوئے رونا فرشتوں کا بند نہیں ہوا۔ فاذا سال دموعہ علی خدہٖ فلو قطرۃ من دموعہ سقطت فی جہنم لا طفئت حرھا۔ پس جس کے قطرات اشک ہمارے مصائب کو سن کر آنکھوں سے رخساروں رواں ہوئے۔ ان آنسوؤں کا پیش خدا یہ رتبہ ہے کہ ان کا ایک قطرہ آتش جہنم پر ڈال دیا جائے گا۔ تو جہنم کے آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے بجھ جائیں گے اور اس کی حدت وحرارت سرد ہو جائیگی۔ اے مسمع جس کے دل میں ہماری خاطر درد ہوگا۔ وہ موت کے قریب جب ہم کو دیکھیگا۔ تو اس کا دل شاد وفرحناک ہوگا۔ ہم اس کی مدد کو پہنچیں گے۔ اور اسے ایسی لازوال فرحت حاصل ہوگی۔ کہ اس کے دل سے ہرگز زائل نہ ہوگی۔ حتی یرد علینا الحوض۔ یہاں تک وہ حوض کوثر پر

ہمارے پاس حاضر ہوگا۔ اور جب کوثر ہمارے دوستوں کو دیکھے گا۔ تو کمال مسرور ہوگا وہاں ہمارے
دوستوں کو انواع انواع کے بہشت کے پرمزہ لذت دار کھانے مہیا ہونگے۔ اور جو بھی کوثر کا
جام مسرت نوش کریگا لَمْ یَظْمَاَ وَلَمْ یَشْقَ بَعْدَھَا اَبَدًا۔ وہ کبھی نہ تشنہ ہوگا۔ اور نہ
کبھی مشقت اٹھائے گا۔ وَھُوَ فِی بَرْدِ الکافور وریح المسک کوثر کیا کافور
سے کہیں زیادہ خنک اور عنبر و کستوری سے کہیں زیادہ خوشبودار شہد سے زیادہ شیریں عنبر
سے پاکیزہ تر ہے۔ وہ جنت کی نہر تسنیم سے نکلا ہے۔ سر گزوں کی جگہ اس میں دُر اور یاقوت
ہیں۔ فِیْہِ مِنَ الاَقْدَاحِ اَکْثَرُ مِنْ عَدَدِ نُجُومِ السَّمَآءِ کوثر پر اتنے جام ہوں گے کہ
شمار میں آسمان کے ستاروں سے زیادہ ہوں گے۔ جو انواع و اقسام کے جواہر میں نکے ہونگے
جو ہمارا دوست اس سے پانی پینے لگا۔ اس کا دل ٹھنڈا ہوگا۔ اے مسمع تو بھی ان میں سے ہو
گا۔ جو کوثر سے سیراب ہونگے اور کوئی آنکھ ایسی نہ ہوگی۔ جو ہمارے مصائب پر روتی ہو۔
مگر وہ کوثر کو دیکھ کر مسرور ہوگی۔ اور اس کے پینے والے ہمارے شیعہ اور دوستدار
ہونگے۔ ان کے سوا کسی کو ایک قطرہ بھی نہ ملے گا۔ حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام کوثر
پر کھڑے ہونگے۔ وَفِی یَدِہٖ عصا من عوسج یحطمُ بہا اَعْدَ ائنا۔ اور ہاتھ میں
حضرت کے ایک بادام تلخ کا عصا ہوگا۔ کہ اس سے اعدائے دین کو کوثر سے دور ہانکتے ہوں
فیقول اھل مِنْ ھم۔ اِنی اشھدُ الشہاد تَین۔ ان میں سے ایک شخص کہے گا۔
یا حضرت میں تو کلمہ گو ہوں مجھے کیوں دور کریں گے فَیَقُوْلُ انطلق الی اما ملک
حضرت فرمائیں گے اس کے پاس جا۔ جس کو دنیا میں اپنا امام اور پیشوا مانتا اور جانتا تھا
فیقول تبرّد مِنّیْ الاَمام الذی تذکرہٗ۔ پس وہ کہے گا۔ حضور جس امام کا آپ
تذکرہ فرما رہے ہیں، وہ تو آج مجھ سے بیزار ہے۔ فَیَقُوْلُ لی لَیْسَ شَفِیْعٌ وَاَھْلَکَ
عَطْشًا۔ پھر وہ عرض کریگا یا حضرت آج میرا کوئی شفیع نہیں اور شدت پیاس مجھے مارے
ڈالتی ہے۔ حضرت فرمائیں گے۔ زادکَ اللّٰہُ ظَمْئًا۔ خدا تعالیٰ تیری پیاس کو اور زیادہ
کرے۔ جاؤ دور ہٹ جاؤ۔ تم نے دنیا میں کبھی ہمارے پیاسوں کو یاد نہ کیا۔ یہ ہے گریۂ
غم اہل بیت کی منزلت جو اس حدیث سے ظاہر ہوگئی۔ احادیث اور واقعات اور بہت
ہیں مگر صاحبان بعقل ہوش کے لئے یہ ہی بہت ہیں۔ اور منکرین کے لئے تو اگر رسول
پاک سامنے تشریف لاکر بھی فرمائیں تب بھی کچھ نہیں۔ اور کیا خوب کہا ہے۔

سن اے غافل کہ غم میں ہی خوشی کا راز ہے پنہاں — شکستہ ساغروں میں ہی چھلکتی ہے مئے عرفاں
جسے گھیرا ہو صدموں نے وہ ہی انساں ہے تنہا — در رحمت دل بیتاب ہے اور دیدۂ گریاں

تڑپ اے دل تڑپنے ہی سے باطن جگمگاتا ہے
ستارے کانپتے رہتے ہیں شعلہ تھرتھراتا ہے

جسے تو غم سمجھتا ہے۔ خزانہ ہے مسرت کا — جسے تو چشم تر کہتا ہے سرچشمہ ہے رحمت کا
ہر آہ سرد جھونکا ہے نسیم باغ راحت کا — ہر آنسو آئینہ ہے اصل میں تصویر جنت کا

یہ نوحے سوئیں گے اک روز آغوش ترنم میں
یہ آنسو جذب ہو جائیں گے حوروں کے تبسم میں

غم اہل بیت رسول دین میں جذب ہو کر خود دین بن گیا۔ اس غم کو سینے سے لگانے والے ہی دیندار ہیں اے امت مرحومہ نبیؐ کی اولاد کی مظلومیت کو یاد کر کے خوب رو۔ کربلا کے پیاسوں کا خوب ماتم کرو شام کے قیدیوں کی مصیبت پر دل کھول کر آنسو بہاؤ یتیمان آل محمدؐ کی یتیمی واسیری پر خوب نوحہ کرو۔ عالمین کے پیغمبرؐ کو تمہارے رونے سے سرور سیدۃ النساء العالمین کو تمہاری بکا سے چین اور حیدر کرار کو قرار آتا ہے۔ اور پروردگار عالم غم اہل بیت میں تم کو گریاں پا کر اپنی رحمتیں اور جنتیں نثار کرتا ہے۔

تعزیہ داری

انسانی ذہن کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ جب کسی چیز کو زیادہ عرصہ گذر جائے تو انسان اس چیز کو اپنے ذہن سے اتار دیتا ہے۔ اور وہ چیز بھول جاتی ہے۔ یہ انسان بھلائی کے لئے ہے۔ کیونکہ امر مسلم ہے۔ کہ جو چیزیں وہ خواہ خوبیاں ہوں یا وہ کمزوریاں سب کی سب کسی نہ کسی وجہ سے پیدا کی گئی ہیں۔ اور جو چیزیں قدرت نے فطرت انسانی میں داخل کر دی ہیں وہ ضروری طور پر کسی نہ کسی بھلائی پر مبنی ہوتی ہیں کیونکہ کسی چیز کو بھلانے کا مادہ قدرت کی طرف سے ودیعت کیا گیا ہے اس لئے اس میں بھی قدرت کو انسان کی بھلائی منظور ہے اور وہ یہ کہ انسان اس طرح اپنے دماغ کو ان تمام چیزوں کی یادداشت سے محفوظ رکھتا ہے جنہیں انسان کیلئے یاد رکھنا ضروری نہیں ہوتا۔ لیکن بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن کو یاد رکھنا بہت ضروری ہوتا ہے۔ اور انسان خود محسوس کرتا ہے کہ اسے ان چیزوں کو یاد رکھنا چاہئے ہمیشہ کیلئے اس کے ساتھ ساتھ اس میں وہ قدرتی بات بھی ہوتی ہے جو انسان کو چیزوں کو بھلا دینے

کی طرف کھینچتی ہے۔ قدرت کی اس دی ہوئی چیز کے ساتھ وہ جنگ تو نہیں کر سکتا۔ البتہ چند ایسے ذرائع اختیار کرتا ہے۔ جن کی مدد سے وہ ان چیزوں کو یاد رکھ سکے۔ چنانچہ چند ذریعوں میں سے ایک ذریعہ یہ ہے کہ انسان اس چیز کو اپنے سامنے بار بار لائے تاکہ اس چیز کو بھولے نہیں۔ انسانیت اور اسلام کی خاطر حضرت امام حسین علیہ السلام کی قربانی ایک ایسی چیز ہے، جس کو دنیا ایک ایسی داستان قرار دیتی ہے جسے انسان کو انسانیت کی خاطر ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔ تعزیہ مبارک علم مبارک اور شبیہہ گہوارۂ حضرت علی اصغر شبیہہ ذوالجناح حضرت امام حسینؑ ایسی ہی چیزیں ہیں جو ذہن انسانی میں ہمہ وقت کے انسانیت کے سب سے بڑے محسن کی یاد تازہ کر دیتے ہیں۔ نیز قرآن پاک سے بھی یہ ظاہر ہے۔ کہ گذشتہ امتیں محسنین انسانیت کی تشبیہیں برائے یادگار جا کر رکھا کرتیں تھیں ملاحظہ ہو۔ وَيَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِن مَّحَارِيبَ وَ تَمَاثِيلَ پ۲۲ رکوع ۲، آیت اور جنات وانس بناتے تھے حضرت سلیمان کیلئے محراب اور تماثیل۔

محاریب ابنية هى تصعد اليها بدرج و تماثيل جمع تمثال وهو كل شئ مثلته اى صورة من نحاس وزجاج ورخام ولم تكن اتخاذ الصور حراما فى شريعة (تفسیر جلالین)

کہ محاریب جمع محراب کی ہے کہ وہ اونچی عمارت کو کہتے ہیں جس پر سیڑھی سے چڑھا جاتے۔ تماثیل جمع تمثال کی ہے۔ اور وہ کسی اصل شئے کی مثالی اور تشبیہ بنانے کا نام ہے یعنی تانبے۔ کچھ۔ پتھر کی صورتیں اور یہ صورتیں شریعت حضرت سلیمان میں مباح تھیں۔

نیز علامہ شوکانی لکھتے ہیں کہ محراب مکان رفیع اور بلند کو کہتے ہیں۔ بقول مبترد وہ ہے جس پر سیڑھی کے بغیر چڑھا نہ جائے۔ اور مقامات مقدسہ کو اس لئے محراب کہتے ہیں۔ کہ یرفع ویعظم ان کی تعظیم کی جاتی ہے اور دل میں ان کی رفعت ہوتی ہے زیر آیت لہٗ ما یشاء من محاریب الخ تفسیر فتح القدیر۔ جلد چہارم ص۳۰ اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ محاریب سے مراد مقامات مقدسہ متبرکہ مثلاً بزرگوں کی جگہیں یادگاریں اور روضہ مقدسہ امام حسین محراب ہے۔ جس کی تمثال تعزیہ مبارک ہے اور اسی لئے آل عمران سورہ میں بیت المقدس کو محراب کہا گیا ہے قرآن تو کھلے الفاظ میں اس کے جواز کا فتویٰ ہی صادر نہیں کر رہا۔ بلکہ ہر وقت ببانگ دھل اعلان عزاداری کر رہا ہے۔ اور امت محمدیہ میں آج تک

بلکہ قیامت تک مخالفین عزاداری میں بھی مقامات مقدسہ کی جگہیں بنائی جاتی ہیں اور بنائی جاتی رہیں گی جیسا کہ مسجد جو کہ لوگوں کے گھروں کی طرح ایک گھر ہوتا ہے جس کو مزدور بناتے ہیں۔ خدا جانے وہ متقی و پرہیزگار۔ نمازی دیانت دار بھی ہوتے ہیں یا نہیں۔ اور جس اینٹ گارے سے بناتے ہیں۔ وہ پانی مباح۔ طاہر بھی ہوتا ہے یا نہیں۔ اینٹیں غصب کی ہوتی ہیں۔ یا پاکیزہ آمدنی کی جس روپے سے بن رہی ہے۔ وہ روپیہ بنک کا سودی ہوتا یا طیب کمائی کا بنانے والے مسلم ہیں یا وہ مزدور عیسائی۔ مسلم شیخ ہیں کوئی تمیز غرضیکہ نہیں کی جاتی۔ جب وہ گھر بن جاتا ہے اور اس میں بیت اللہ کی شبیہہ قائم کر دی جاتی ہے جس کو محراب وغیرہ کہتے ہیں۔ اب وہ مسجد کہلاتی ہے اور اپنے ہاتھوں سے بنائی ہوئی اس جگہ میں جنب کی حالت میں ماہواری کی حالت میں جانا حرام اس کی توہین کرنا کفر اور اس کو نجس کرنا عین کفر ہے یہ سب مرتبے اس گھر کو اس میں بیت اللہ تشبیہہ کے قائم ہونے سے ہوئے۔ تو جب یہ بیت کی نقل بنا کر اس کا احترام کرنا واجب اور توہین کرنا کفر ہے ایسے ہی علم گہوارہ علی اصغر۔ تعزیہ مبارک اور ذوالجناح کی شبیہہ بنا کر اس کی تعظیم و تکریم واجب اور اس کی توہین کرنا عین کفر ہے، نیز کسی قبر کی شبیہہ بنانے کے متعلق فرمان رسول ملاحظہ ہو۔ رسول خدا کی بارگاہ اقدس میں ایک سائل نے آکر عرض کیا یا حضرت میں نے جنت کی چوکھٹ اور حورالعین کی پیشانی چومنے کی قسم کھائی ہے حضرت نے فرمایا ماں کے پاؤں اور باپ کی پیشانی چوم لے سائل نے پھر عرض کیا۔ حضور اگر ماں باپ نہ ہوں مر چکے ہوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ ان کی قبروں پر بوسے دے۔ سائل نے پھر عرض کیا حضرت اگر ماں باپ کی قبریں بھی معلوم نہ ہوں۔ رسول پاک نے بزبان وحی ترجمان نے خطاب فرمایا دو لکیریں کھینچ کر ایک کو ماں کی قبر دوسری کو باپ کی قبر تصور کر کے بوسہ دے اور مشہور کتاب اہل سنت فتاوی عالمگیری جبکہ محض خیالی چیز بنا کر اس کا بوسہ دینا جائز ہے۔ تو واقعی چیز کی نقل بنا کر بوسہ دینا کیوں جائز نہیں اور جبکہ ان کے بنانے کا مقصد لوگوں میں طرح اسلام زندہ کرتا ہے۔ قرآن پاک بھی اس کے جواز کا اعلان کرے۔ اہل اسلام کے سب سے بڑے علامہ مفسر قرآن بھی تفسیر کبیر فخر الدین رازی رحمہ مایشآء من محاریب الخ پ۲۲ کی آیت کے تحت حاشیہ پر فرمایا۔

سود الملائکۃ والانبیاء علیھم　　یعنی ملائکہ اور انبیاء کی تصویریں مساجد میں رکھی

الصلوٰۃ والسلام علیٰ ما اعتادوہ۔ قالفا کانت تحمیل جینك فی المساجد و دیرھا الناس دیحبل مثل عبادتھم۔ جاتی تھیں تاکہ لوگ ان کو دیکھیں ان جیسی عبادت کریں۔

(علامہ ابوالسعود حاشیہ تفسیر کبیر فخرالدین رازی)

اور یہی مقصد ہے تشبیہہ علم عباسؑ اور شبیہہ گہوارہ علی اصغر اور شبیہہ ضریح اقدس امام حسین اور شبیہہ ذوالجناح امام حسین کا یہ تمام یادگاریں تین دن کی بھوک پیاس میں اپنے خون سے شجر اسلام کو سینچنے والوں کی یاد دلاتی ہیں۔ علم مبارک اس سالار کی یاد تازہ کرتا ہے۔ جس نے قیامت تک ہونے والے افواج اسلام کے سپہ سالاروں کو یہ درس دیا۔ کہ جسم نیزوں۔ تلواروں تیروں سے چھلنی اور ٹکڑے ہو جائے۔ سر شگافتہ ہو بازو کٹ جائیں۔ لیکن پرچم اسلام جھکنے نہ پائے۔ گہوارہ علی اصغر میں رنگین قمیض اس معصوم بچے کی یاد تازہ کرتی ہے جس نے وارث انبیاء و پنجتن پاک حضرت امام حسینؑ کے ہاتھوں پر سہ شعبہ تیر کھا کر ہمیشہ کے لئے ان ظالموں کا منہ بند کر دیا۔ جو یہ کہہ رہے تھے۔ کہ امام حسین ملک گیر کے لئے مدینہ سے یزید سے جنگ کی خاطر چلے تھے اور ذوالجناح کی وہ صورت جس میں وہ برآمد کیا جاتا ہے۔ امام مظلوم کے گھوڑے کی وہ صورت ظاہر کرتا ہے جب کہ وہ اپنے سوار کے قتل کے بعد مقتل سے خیمہ گاہ کی طرف قتل امام کی خبر لے کر گیا۔ جب امام قتل ہوئے تو آپ یکہ و تنہا تھے۔ اس اسپ باوفا کے سوا کوئی خبر قتل مظلوم خیمہ تک پہنچانے والا نہ تھا۔ اس وفاشعار نے اپنا ماتھا خون سے رنگا۔ اور خیمہ گاہ کی طرف دوڑا جب دور سے اہل بیت نے اس کو خالی زین آتے دیکھا۔ تو سمجھ گئیں۔ ہمارے والی و وارث اور اس بے زبان کے سوار کی خیریت نہیں ہے۔ اسی لئے جب ذوالجناح برآمد ہوتی ہے تو مومنین یہی سمجھتے ہیں کہ اس راہوار کا سوار نصرت و حفاظت اسلام کی خاطر شہید ہو گیا۔ اور آنکھوں کے سامنے کربلا کا وہ خون چکاں منظر پھر جاتا ہے۔ گھوڑے پر تیروں کی کثرت یزیدی فوج کی کثرت اور امام مظلوم کی تنہائی کا ثبوت دیتی ہے۔ اور یہ صاف ظاہر ہو رہا ہوتا ہے کہ یک و تنہا نے لاکھوں کو مار دیا۔ اور بظاہر مغلوب ہو کر حقیقت میں باطل کی اکثریت پر قیامت تک کے لئے غالب ہو گیا۔ اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اہل ایمان کی اقلیت کو باطل کی اکثریت کا مقابلہ کرنے کا درس دے گیا۔ شبیہیں انسانوں کو ہمیشہ یاد رکھنے والی چیز کا درس دیتی ہیں اور بھولے ہوئے انسانوں کو یہ درس دیتی ہیں۔ کہ کفر کتنی ہی کثرت سے ہو ایمان کو ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ اور ایسے

ہی تعزیہ مبارک ہر سال ہم کو اس محسن انسانیت کی یاد تازہ کراتا ہے جس نے اسلام کی بقا کیلئے اپنا گھر کا گھر لوٹا دیا۔ خود ایک ہزار نو سو پچاس زخم کھا کر گھوڑے سے زمین پر تشریف لایا۔ جس نے بارگاہ کبریا میں وہ سجدۂ آخر کیا۔ کہ پیشانی کو سجدہ میں رکھ کر خود نہ اٹھایا۔ بلکہ شمر کے ناپاک ہاتھوں نے اٹھایا۔ یہ اس مظلوم کی یادگار ہے میدان کربلا میں تیروں کے سوا جس کا جنازہ اٹھانے والا کوئی نہ تھا اے تاجدار انسانیت اسلام کے محسن اعظم اگرچہ کربلا کے میدان میں تیرا جنازہ کسی نے نہ اٹھایا ہم آج دنیا کے کونے کونے سے تیری شبیہہ تابوت اٹھا رہے ہیں۔ لہذا غلامان آل محمدؐ ان تشبیہات کو قرآن و سنت کی روشنی میں بناتے اور نکالتے ہیں۔ اب وہ لوگ جو دعویٰ مسلمانی کریں ان کو ان پر معترض ہونے کا کوئی حق نہیں ہے۔

فرقہ شیعہ جناب فاطمہ کی دعا سے پیدا ہوا

وہ فرقہ جس کو اہل اسلام کے دیگر فرقے رافضی شیعہ۔ کالے کپڑے پانے والے خدا جانے کن کن ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ یہ اہل بیت رسول کو رونے والے اسلام کی کائنات میں اس طرح ہیں۔ جیسے کہ جسم انسانی میں آنکھ۔ کسی عضو میں درد ہو جسم میں کہیں تکلیف ہو آنکھ روئے گی ۔

مبتلا ئے درد کوئی عضو ہو روتی ہے آنکھ
کس قدر ہمدرد سارے جسم کی ہوتی ہے آنکھ

ایسے ہی اسلام پر کہیں مصیبت آئے۔ رسول پاک مکہ چھوڑیں۔ دانت شہید کرائیں تین دن فاقے سے رہیں اس کی بیٹی سب کچھ چھینوا کر دنیا سے چلی جائے۔ اولاد رسول میں سے کسی کو زہر دیا جائے یا تلواروں سے ٹکڑے کیا جائے۔ قید خانوں میں قید رکھا جائے عورتوں کو دربدر پھرایا جائے قرآن کو نیزوں پر بلند کیا جائے۔ مدینہ و مکہ برباد کیا جائے اصحاب رسول کو قتل۔ اصحاب زادیوں کی عصمت کو برباد کیا جائے۔ غرضیکہ کوئی مصیبت آئے۔ روئیں گے شیعہ۔ کیونکہ یہ دین محمدی کی آنکھ ہیں۔ اور خداوند تعالیٰ نے ان کو پیدا بھی اسی لئے فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو اہل سنت کے مشہور علامہ ملا مہدی اپنی کتاب انیس الذکرین کے صفحہ ۳ پر رقمطراز ہیں۔ جب حضرت امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے۔ تو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تہنیت کے لئے در دولت جناب فاطمہ الزہرا پر تشریف لائے اور اس آفتاب امامت، لعل معدن عصمت تاجدار میدان قیادت کو گود میں لے کر سرور

وشاداں تھے۔ اسی اثنا میں جبرائیل آئے، یا محبوب رب العلمین آپ کی امت اس بچے کو ناحق میدان کربلا میں تین شب و روز کا پیاسا رکھ کر قتل کرے گی۔ حضرت یہ خبر سن کر رونے لگے۔ آنجناب کو روتا دیکھ کر جناب سیدہ طاہرہ اور علی مرتضیٰ شیر خدا نے بھی رونا شروع کر دیا۔ جب افاقہ ہوا۔ سیدہ نے پوچھا۔ بابا جان آپ کیوں روتے ہیں۔ فرمایا۔ بیٹی جبرائیلؑ نے بحکم خداوند کریم آکر یہ اطلاع دی ہے۔ کہ آپ کی امت اس بچے کو بے جرم وخطا نہایت بے دردی سے قتل کرے گی۔ سیدہ نے عرض کی۔ بابا جب ایسا وقت آئے گا۔ آپ میرے حسین کی مدد نہ فرمائیں گے۔ ان کے باپ علیؑ ذوالفقار حیدری نہ چلائیں گے۔ امت کیا میرا پاس نہ کرے گی۔ بابا۔ میں اپنی چادر اور عصمت کا واسطہ دے کر مسلمانوں سے حسینؑ کو بچالوں گی۔ آپ نہ روئیے۔ جناب سردار انبیاء نے فرمایا بیٹی یہ واقعہ ایسے وقت میں پیش آئے گا۔ جب دنیا میں، میں نہ رہوں گا۔ نہ فاطمۃ الزہراؑ تو رہے گی اور نہ خیبر و خندق احد بدر کو فتح کرنے والے شاہ لافتیٰ حضرت علیؑ رہیں گے۔ نہ ان کا بھائی حسن مجتبیٰ رہے گا۔ سیدۃ النساء العالمین یہ سن کر بے اختیار رونے لگ گئیں۔ اور بولیں۔ بابا میرا یہ نازوں کا پالا جس کو چکی پیس پیس کر میں نے پرورش کیا جس کا رونا مجھے گوارہ نہیں اس کی تعزیت کون کرے گا۔ رسولؐ پاک نے ارشاد فرمایا میری پیاری پروردگار عالم نے مجھ سے ارشاد فرمایا ہے اے میرے حبیبؐ ہم ایک ایسی قوم پیدا کریں گے جن کے جوان تیری اہل بیتؑ کے جوانوں کو رویا کریں گے۔ جن کے بچے تیری اہل بیتؑ کے بچوں کو جن کے بوڑھے تیری اہل بیت کے بوڑھوں کو جن کی عورتیں تیری اہل بیتؑ کی عورتوں کو رویا کریں گیں۔ اے رسول غم نہ کھا۔ تیرے اہل بیت اور حسین مظلوم کو ہوا میں اڑنے والے پرندے، پہاڑوں کے سخت پتھر، آسمان پہ شمس و قمر اور دریاؤں میں پانی اور پانی کی سب مخلوق رویا کرے گی۔ اور اے رسول پاکؐ جو تیرے اہل بیت کے غم میں روئے گا۔ قیامت میں وہ شاداں اور مسرور ہو گا۔ جناب سیدہ طاہرہ نے فرمایا۔ اگر یہ بات ہے میں آج آپ کے سامنے قسم کھاتی ہوں۔ اور وعدہ کرتی ہوں۔ اس وقت تک جنت میں نہ جاؤں گی جب تک حسینؑ کے رونے والوں کو نہ بخشوالوں گی۔

علمائے اہل سنت کی زبانی شیعوں کی قدر و منزلت
اپنے منہ تو انسان اپنی جتنی تعریف کرے

وہ تعریف نہیں ہوتی تعریف وہ ہوتی ہے جو دشمن کے منہ سے نکلے۔ مخالفین عزاداری۔ تعزیہ داری کا بانی امیر تیمور لنگ کو قرار دیتے ہیں۔ اگرچہ تاریخی اعتبار سے یہ درست نہیں۔ لیکن یہ صحیح ہے کہ امیر تیمور لنگ خاندان رسالت کے غلام اور محب خاص تھے، جب محرم کا چاند نظر آیا۔ آپ کو غم اہل بیت میں رونے کے سوا کوئی کام نہ ہوتا تھا۔ اور مسکراہٹ لبوں پر نام کو نہ آتی تھی۔ چاند نظر آتے ہی یہ کوشش فرماتے کہ کربلا معلے پر پہنچ جاؤں۔ خواہ کہیں پر ہوتے پہنچ جاتے۔ اور ہمہ وقت یاد امام مظلوم میں رہتے۔ چنانچہ ملت شیعہ کا سخت ترین دشمن علامہ ابن حجر مکی اپنی کتاب میں جناب امیر تیمور لنگ کی وفات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

انّهٗ لما مرض تمرلنگ مرض الموت اضطرب فی بعض الایام اضطراباً شدیداً فاسود وجههٗ وتغیّر لونهٗ ثم آفاق فذکروا لهٗ ذالک فقال ان الملائکة العذاب اتونی فجاء رسول الله فقال اذهبوا عنه فانّهٗ کان یحبّ ذریّتی ویحسن الیهم فذهبوا عنه

صواعق محرقہ ص۱۸۲

تحقیق جب امیر تیمور لنگ مرض الموت میں بیمار ہو گئے۔ تو ایک دن بہت بے قرار ہوتے ہیں ان کا چہرہ سیاہ ہو گیا اور رنگ بدل گیا۔ پھر ہوش میں آئے فرزندوں اور اہلکاروں نے ان کے پاس یہ ذکر کیا۔ کہ ابھی تمہارا یہ حال تھا۔ اور اب ہوش میں آگئے۔ نیز مسرور و شاداں ہو فرمایا ابھی ابھی عذاب کے فرشتے میرے پاس آئے تھے ان کو دیکھ کر میرا رنگ فق ہو گیا پھر کیا تھا رسول پاک بالین پر میرے تشریف لائے اور تشریف لا کر فرشتوں سے کہا چلے جاؤ۔ اس سے دور ہو جاؤ میں اس کی شفاعت کے لئے آیا ہوں۔ یہ میری اولاد کا حب دار اور میری اولاد پر احسان کرتا تھا۔

یہ تو امام حسین کے عزادار اور بقول مخالفین بانی تعزیہ جس کو وہ معاذ اللہ نقل، کفر کفر نہ باشد بدعت بتاتے ہیں کا حال وقت مرگ ہے۔ عالمین کے نذیر شفیع المذنبین اس کے سرہانے برائے شفاعت تشریف لائے ہوئے ہیں۔ دیکھئے۔ اس امام حسین کے بلا تأسیس عزادار اور تعزیہ دار کا بعد وفات کیا حال ہے ملاحظہ ہو ابن حجر کی زبانی۔

رواہ النجم بن مخلد والمقریزی۔ بعض القراء کان اذامرّ بقبر تمرلنگ

مورخ نجم بن محمد اور مقریزی نے روایت کی ہے۔ کہ ایک قاری قرآن جب امیر تیمور لنگ

قرنغد وہ نغلوہ ثم الجحیم صلوہ الا تیہ تکزاما قال بیلنا۔ انلنالمٔ رایتٔ النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم وھوجالس وتمونگ الی جانبہ قال فزرتۂ کُمتُ الی ھتا یاعدواللہ واردتُ ان اخذہ بیدہ واقیمۂ من جانب النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم دعہ فانہ کان یحبّا ذریتی فانتبھت فزعًا وترکت ماکنت اقرَۃ علی قبرہ فی الخَلوَۃ۔

(صواعق محرقہ ص۱۴۶)

کی قبر سے گذرتا۔ تو یہ آیت پڑھتا۔ اے فرشتو اس کو پکڑو اور طوق جہنم پہنا کر اس کو جہنم میں ڈال دو۔ آخر آیت تک وہی قاری کہتا ہے کہ ایک دن میں سویا ہوا تھا میں نے خواب میں رسول پاک کو دیکھا۔ حضور تشریف فرما ہیں۔ اور امیر تیمور لنگ ایک جانب آپ کے بیٹھا ہے۔ میں نے اس کو ڈانٹا کہ او دشمن خدا تو یہاں کہاں۔ میں نے ابھی یہ ارادہ کیا کہ اس کو پکڑ کر اٹھا دوں۔ اور حضور سے دور کردوں۔ پس حضور نے فرمایا او مولوی۔ اس کو چھوڑ دے یہ میری اولاد کا حب دار ہے۔ پس میں ڈر کر بیدار ہوا۔ اس کے بعد میں نے اس کی قبر پہ یہ آیت پڑھنی چھوڑ دی اور اس کو برا بھلا کہنا ترک کر دیا۔

یہ ہے تعزیہ بنانے والے کی شان کہ وہ رسول خدا کے پہلو میں ہے۔ اہل بیت کے حرکات و سکنات ہی قرآن اور اسلام ہیں۔ اور ان پر عمل کرنا عین اسلام اور پیروی قرآن پاک ہے۔ لہذا غم اہل بیت بھی اہل بیت رسول کا خود قائم کرتا ہے۔ جیسا کہ روایات سے ثابت ہو چکا ہے۔ لہذا غم اہل بیت بھی حرکت اہل بیت ہے اور حرکت اہل بیت عین اسلام ہے۔ یعنی غم اہل بیت کرنا عین اسلام اور پیروی قرآن پاک ہے۔

رونا غم حسین میں فرض عین ہے
جنت اسے ملیگی جو طالب حسین ہے

المختصر مسلم و مومن کہلانے کیلئے اہل بیت رسول کی پیروی لازمی و ضروری ہے۔ اور ان کی پیروی کے لئے ان کے صحیح واقعات و خیالات کا ہونا ضروری ہے۔ اسی مقصد کیلئے جلاء العیون اول دوم چہاردہ معصومین کے حالات پر مشتمل پیش کی جا رہی ہے۔ تمام اہل اسلام اور مومنین کو خداوند کریم اہل بیت کے راستے پر چلنے کی توفیق فرمائے نیز اہل بیت رسول میری اس قلمی خدمت کو قبول فرما دیں۔ تاکہ روز محشر یہ میری نجات کا سبب بنے اور خداوند کریم و رسول و آل رسول میری اس محنت کو بار آور فرما کر

مجھے تحریری اور تقریری طور پر مزید مذہب اہل بیتؑ کی خدمت سرانجام دینے کا موقع عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

وما توفیقی اِلّا باﷲ

خادم الشریعت سید ظہور الحسن زیدی کوثر جھریلوی عفی عنہ

بروز اتوار ۶۵/۶/۲۰

مقدمہ ثانی

مقصد تخلیق بشر خالق نے مخلوقات کو وجود تخلیق بلا سبب نہیں دیا اور نہ اس نے کسی شے کو عبث خلق فرمایا اُس نے خود کتاب مقدس میں ارشاد فرمایا ہے۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ہم نے آسمانوں اور زمینوں کو نیز جو کچھ ان کے درمیان ہے اس کو بیکار عبث پیدا نہیں کیا علامہ محمد باقر مجلسی تحریر فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نہ فعل عبث خود کرتا اور فعل عبث کو پسند فرماتا ہے عالمین کی کوئی شے عبث اور بیکار نہیں اگر کوئی شے بیکار اور عبث ہے تو یہ صفت بیکاری۔ عبث اس آنکھ میں ہے جو دیکھ رہی ہے۔ کوئی جاندار چھوٹا بڑا۔ چرند۔ پرند اور نباتات خود وہ شہری ہوں یا میدانی پہاڑی یا صحرائی۔ انسان کے علم میں ہوں یا نہ ہوں تمام کی تمام تخلیق کا کوئی نہ کوئی مقصد ہے بلا مقصد نہیں۔ انسان کی تخلیق اور نوع انسانی کے ہر فرد کی تخلیق کا ایک مقصد ہے وہ مقصد کتب آسمانیہ میں خود خالق نے واضح الفاظ میں بیان فرمایا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔ اور میں نے جن اور انسان کو نہیں پیدا کیا مگر یوں پیدا کیا وہ میری عبادت کریں۔ جن اور انس کا مقصد پیدائش عبادت نہیں بلکہ تمام مخلوق کا جیسا کہ دوسرے مقامات پر ارشاد فرمایا ہے۔ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ۔ اللہ کیلئے عبادت کرتے ہیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمینوں میں ہیں۔ اور ایک مقام پر ارشاد ہے تمام اشیاء اللہ کی عبادت کرتی ہیں مگر تم ان کی عبادت کو نہیں سمجھتے خاص کر انسان کو تو روز ازل میں بتا دیا گیا تھا اس سے وعدہ لیا اس نے اقرار کیا وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى۔ اور جبکہ تیرے رب نے اولاد آدم سے جو ان کی پشتوں میں ذریت تھی اس سے بھی یہ وعدہ لیا اور ان کو خود ان کے نفسوں پر گواہ بنا دیا کیا میں تمہارا رب نہیں

ہوں تمام نے عرض کیا۔ ہاں۔ یعنی میری ہی عبادت کرنا اور تمام نے عرض کیا ہاں! یہ وعدہ تمام اولاد آدم سے ہے۔ خطہ ارضی پہ آکر یہاں کی رنگینوں میں سرشار ہو کر اولادِ آدم کی اکثریت غفلت کے عمیق گڑھے میں جا گری اللہ کی طرف سے اللہ کا نمائندہ۔ بنی۔ رسول۔ امام کے نام سے مختلف اوقات میں آتے رہے وہ اولادِ آدم کی طرف آئے خود اولاد آدم نہ تھے بلکہ لباس اولاد آدم میں۔ ابوالبشر کی اولاد کی طرف بشر بن کر اولاد آدم کی طرف آدمی بن کر آئے۔ اور قوت ملکیہ کی تربیت اور علاج کیلئے ایسے حضرات کو مبعوث فرمایا کہ جو بظاہر صورت جسمانیہ کے اعتبار سے بشر ہوں اور باعتبار ملکیہ اور کمالات روحانیہ کے ملائک سے بھی بڑھ کر ہوں۔ علم الکلام ص۱۴۹ لہٰذا تخلیقی مقصد یہ قائم رہنا آدمیت اور انسانیت ہے اور مقصد سے ہٹ جانا انسانیت سے دوری اور آدمیت سے گر جانا ہے۔

عبادت اب غور یہ کرنا اور دیکھنا ہے کہ عبادت سے کیا مراد ہے عالم اسلام میں عموماً عبادت کا مفہوم نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکواۃ۔ جہاد۔ نوافل۔ شب بیداری لیا جاتا رہا ہے اور جارہا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ایسا نہیں ہے ارشاد قدرت ہے۔ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْكُمْ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ۔ (یٰسین) کیا ہرگز نہیں عہد لیا تھا تم سے اے اولاد آدم یہ کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا۔ آج تک کوئی انسان ایسا نظر سے نہیں گذرا نہ سنا جو نماز۔ روزہ۔ نوافل۔ زکواۃ جہاد وغیرہ شیطان کیلئے کر رہا ہو اور نیت کرتا ہو دو رکعت نماز صبح پڑھتا ہوں ادا واجب قربۃً الی الشیطان یعنی میں یہ نماز پڑھتا ہوں قربت شیطان حاصل کرنے کیلئے یا اسی طرح روزہ زکواۃ یا اور کوئی خیرات کر رہا ہو رضائے حصول شیطان کیلئے۔ نہیں بلکہ تمام انسان خواہ ان کا تعلق عسائیت کے ساتھ ہو یا یہودیت سے سکھ مت سے ہو ہندویت سے آریہ دھرم سے ہو یا جین مت سے بدھ مت سے مہاتما دھرم سے ستارہ پرست ہو یا سورج پرست پارسی ہو یا زرتشتی قدیم یونانی ہو یا اسلام تمام کے تمام اپنے اپنے انداز۔ بیان۔ عقیدہ میں ایک خدا۔ کو مان رہے ہیں کوئی اس کو گاڈ کہہ رہا ہے کوئی پرماتما۔ ایشور۔ رام خدا۔ اللہ۔ یزداں۔ پروردگار وغیرہ۔ گوردوارہ۔ مندر۔ کلیسا۔ چرچ۔ جماعت خانہ۔ مسجد دھرم سالہ یہ مقامات بناتے ہیں اللہ کی رضا حاصل کرنے کیلئے اور ہر ایک آدمی اپنے اپنے نظریئے۔ عقیدے۔ تعلیم کے مطابق کچھ اصول بنا کر ان کا نام عبادت

رکھ کر مذکورہ مقامات پر مقرر کردہ اوقات میں اگر عمل کرتا ہے ایک دوسرا انسان یعنی پارسی۔ آتش پرست کو ستارہ پرست۔ سورج پرست کو اور عیسائی یہودی کو سکھ ہندو کو ہندو مسلمان کو اور مسلمان ہندو کو ایک دوسرے کے طریق عبادت کو طریق شیطانی کہہ رہا ہے مگر جو اس اصول پر عمل کر رہا ہے وہ اُس اصول کو طریق شیطانی۔ دین شیطانی نہیں کہتا اور نہ عمل کرتے وقت نیت یہ کرتا ہے کہ میرا یہ فعل قربت شیطانی کیلئے ہے نہیں حضرت آدم سے لیکر آج تک اور آگے کیلئے میں کہہ نہیں سکتا کوئی جماعت نہیں پیدا ہوئی جس نے حصول قربت شیطانیہ کے لئے کوئی اصول بناتے ہوں کوئی معبد خانہ بنایا ہو نہیں بلکہ ہر ایک نے شیطان کو برا کہا ہے۔ لیکن خالق کائنات نے بھی اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے روز اوّل حضرت آدم کے خطہ ارضی پر قدم فرما ہونے سے پہلے۔ آدم اور اولاد آدم سے عہد لیا تھا کہ میں تمہارا خدا ہوں اور تم میری ہی عبادت کرنا اور ہرگز ہرگز اے اولاد آدم تم شیطان کی عبادت نہ کرنا وہ تمہارا کھلم کھلا بہت بڑا دشمن ہے۔ خالق نے یہ وعدہ جب ہی لیا اس کو اولاد آدم کے متعلق یہ علم تھا کہ یہ شیطان کی عبادت کرے گی اور اولاد آدم نے شیطان کی عبادت کی اور اب بھی کر رہی ہے اور کرے گی۔ لہذا۔ نماز۔ روزہ۔ زکواۃ۔ حج۔ جہاد۔ خیرات وغیرہ امور عبادت نہیں ہیں اُن کا نہ کرنا شیطان کی عبادت نہیں اور ان کا کرنا اللہ کی عبادت نہیں ہے۔

مفہوم عبادت: قابل غور اور فکر اب یہ ہے کہ مفہوم عبادت ہے کیا، بندگی مفہوم بندگی کیا ہے پرستش۔ مفہوم۔ پرستش۔ پوجا۔ پوجا کا مطلب کیا ہے عبادت تمام صاحبان لغت اپنی اپنی کتب میں ہیر پھیر کر کے یہی معنیٰ لکھتے آتے ہیں اور لکھتے رہیں گے۔ اصل مقصد پر نہ پہنچے۔ بندگی۔ بندہ۔ یہ فارسی کا لفظ ہے۔ پجاری پوجا یہ ہندی کا لفظ ہے اور عبادت یہ عربی کا لفظ ہے عابد کا معنی عبادت کرنے والا۔ پجاری کا معنی پوجا کرنے والا۔ بندگی کا معنی بندہ بندگی کرنے والا۔ لیکن اصلیت پر ابھی بات نہیں گئی لغت عربیہ اور قرآن میں غور کرتے ہیں عبادت مشتق ہے عبدیت سے اور عبدیت سے ہے عبد۔ عبد کا معنی۔ غلام۔ غلام کا معنی عبد عربی لغت یہاں تک رہی ہے علمائے فقہ نے اپنی اپنی کتب میں۔ غلام کا معنی عبد اور عبد کا غلام لکھ کر باب فقہ مقرر کئے۔ جس کے ساتھ غلام کا رابطہ واسطہ اُس

ذات کو مولا کہا ہے باب ہیں کتب فقہ میں العبد و المولیٰ عبد اور مولا۔ عبد کی جمع ہے عباد۔ باب ہیں کتب میں حقوق العباد۔ اب عبد کا معنی غلام ہی صحیح کر لیا جائے تو عبدالرحمٰن عبدالرحیم۔ عبدالرسول۔ عبدالعلی۔ کا معنی رحمٰن کا غلام۔ رحیم کا غلام رسول کا غلام۔ علی کا غلام۔ غلامی کیا ہے اسی کو سمجھ لیا جائے تو مفہوم عبادت سمجھ میں آجائے گا۔ عبد غلام ہے اور عبد کہیں گے اسی کو جو کسی کا عبد (غلام) ہو۔ اگر وہ کسی کا عبد نہیں (غلام) نہیں تو وہ عبد نہیں ہر وُلدِ آدم کیلئے لازم ہے عبد ہونا یہی روز اول خالق نے وعدہ لیا تھا میرے عبد ہونا۔ شیطان کے عبد نہ ہونا یہی بات جب اولادِ آدم بھول گئی تو یاد دلانے کیلئے۔ نبی۔ رسول۔ امام وغیرہ تشریف فرما ہوئے۔ عبدیت کا مفہوم کیا ہے۔

عبدیت عبادت مفہوم عبادت۔ عبدیت کو سمجھنے کیلئے صرف اتنا کافی ہے جو فرائض عبادت ادا کر رہا ہے وہ عبد ہے اور عبد کہتے ہیں غلام کو۔ غلام لغوی اور اصطلاحی معنوں میں وہ انسان ہے جس کی کوئی شے حتیٰ کہ اس کا جسم بھی اُس کی ملکیت نہ ہو بلکہ اس کی تمام اشیا اور جسم حرکات۔ سکنات۔ مرضی پر دوسرے کو حق تصرف حاصل ہو۔ اس کو کہتے ہیں عبد اور جو عبد کے اوپر حق تصرف رکھتا ہے اس کو کہتے ہیں معبود عبد کا دوسرا نام ہوا مملوک اور معبود کا دوسرا نام ہوا مالک ہر غلام عبد ہے اور ہر غلام کا آقا معبود ہے لیکن اسلام میں لفظ معبود استعمال ہوا ہے صرف اللہ کیلئے کسی غیر کیلئے لفظ معبود استعمال نہیں ہو سکتا۔ بہر حال عبد کا مطلب یہ ہے وہ انسان جو اشیاء تو علیحدہ خود اپنے وجود پر حق تصرف نہ رکھتا ہو عبد ہوتا ہے اور جو اس پر حق تصرف اور مالکانہ اختیار رکھتا ہے وہ معبود ہوتا ہے اب مفہوم عبادت کیا ہے وہ امور جو غلام انجام دے یعنی فرائض غلامی کا نام ہے عبادت میں مثال سے واضح کرتا ہوں۔

ایک مفلس۔ نادار۔ غریب۔ بوڑھا آدمی تن تنہا زندگی گذار رہا ہے۔ اپنی تمام ضروریات زندگی خود حاصل کرتا۔ بازار سے سامان خورد و نوش خرید کر لانا۔ روٹی پکانا۔ مکان میں جھاڑو دینا۔ چھڑکاؤ کرنا۔ نلکے سے خود پینے کیلئے پانی بھرنا۔ کپڑے دھونا۔ برتن دھونا چارپائی بچھانا بستر بچھانا وغیرہ تمام امور وہ انجام دے رہا ہے۔ اب ایک شریف مالدار آدمی نے رحم کھا کر اپنا ایک غلام (نوکر) اس بوڑھے کو دے دیا اور غلام کو فرمایا تم آج سے میرے غلام نہیں بلکہ اس بوڑھے کے غلام ہو اور یہ بوڑھا آج

سے تمہارا آقا ہے تم اس کے مملوک ہو یہ مالک ہے اب غور فرمائیے یہ غلام کیا کام کرے گا اس کے فرائض کیا ہوں گے یعنی یہ غلام تمام وہ امور انجام دے گا جو وہ بوڑھا اپنے ہاتھ سے خود انجام دے رہا تھا اور بوڑھا اب وہ کام خود نہیں انجام دے گا۔ بلکہ وہ امور غلام کے فرائض میں شمار ہوں گے۔ بازار سے سامان خورد و نوش غلام لاتے پانی یہ بھرے روٹی یہ پکائے چارپائی یہ بچھائے برتن یہ دھوئے۔ کپڑے یہ دھوئے اگر یہ امور جو وہ بوڑھا خود کرتا تھا نہ کرے اس کی موجودگی میں بوڑھا خود کرتا رہے تو وہ بوڑھا اس کو اپنا غلام نہیں کہے گا۔ وہ غلام اپنی زبان سے کہتا رہے میں اس کا غلام ہوں مگر بوڑھا یہی کہے گا یہ میرا غلام نہیں باغی ہے۔ غلام کو کہتے ہیں عبد اور عبد جو امور انجام دے رہا ہے ان کو کہتے ہیں عبادت جس کے دے رہا ہے اس کو کہتے ہیں معبود۔ اصطلاح اسلام میں معبود کہتے ہیں اللہ کو اللہ کام کرتا ہے خلق کرنا۔ موت دینا۔ رزق دینا۔ بادل لانا۔ بارش برسانا ہوا چلانا۔ مدد کرنا۔ حاجت روائی کرنا۔ نباتات اگانا۔ دن اور رات لانا موسموں کو لانا۔ وغیرہ امور لہٰذا اب جو ان امور کو بجالائے وہ ہے عبد اور ان امور کا ادا کرنا ہے عبادت اور معبود یہی ارشاد باری ہے یَا اَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۝۔ اے انسانوں تم عبادت کرو اپنے رب کی جس نے تم کو پیدا کیا ہے اور ان لوگوں کو پیدا کیا جو تم سے پہلے تھے شائد کہ تم لوگ پرہیزگار ہو جاؤ۔ شیطان کرتا ہے چوری۔ نفاق دغابازی۔ جھوٹ قتل۔ ڈاکہ۔ شراب خوری۔ زنا۔ فتنہ۔ فساد وغیرہ لہٰذا جو ان امور کو انجام دے وہ عبد اور یہ امور عبادت۔ شیطان معبود اس لئے اللہ نے روز ازل یہ آدم اور اولاد آدم سے عہد لیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا بلکہ میری عبادت کرنا جو کام شیطان کرتا ہے۔ وہ نہ کرنا بلکہ جو میں کرتا ہوں وہ کام کرنا۔ جب دنیا میں آکر انسان یہ بات بھول گیا اور شیطان کی عبادت میں لگ گیا تو انبیاء۔ رسل۔ ائمہ آئے اس غفلت کو دور کرنے اور اسی غفلت کی دوری کا نام ہے تزکیہ۔ جو انبیاء اور رسل۔ ائمہ کے فرمان سے غفلت کو دور کر کے اُن امور کو بجالانے لگے جو اللہ کرتا ہے تو وہ عبد ہو گئے اور وہ امور عبادت ہو گئے خلق کرنا۔ موت دینا زندگی دینا رزق دینا۔ عزت دینا مدد کرنا۔ حاجت روائی کرنا۔ بیماری دور کرنا یہ امور عبادت کرنے والا عبد اور جس کے یہ امور تھے وہ معبود ہے جناب عیسیٰ فرما رہے ہیں

اَنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ بِاٰیَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْـَٔۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ
فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ وَاُبْرِیُٔ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ وَاُنَبِّئُکُمْ
بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ (عمران) بے شک میں تمہارے پاس آیا ہوں سے
تمہارے رب کی آیات لے کر۔ بیشک میں پیدا کرتا ہوں تمہارے لئے پرندے مٹی سے ان
میں پھونک مارتا ہوں وہ پرندے جاندار بن جاتے ہیں اللہ کے حکم سے اور میں اکمہ اور برص
کے مریض کو شفا دیتا ہوں مردے کو زندگی دیتا ہوں اور جو تم کھاتے ہو وہ میں بتاتا ہوں جو
جو تمہارے گھروں میں پوشیدہ ہے وہ میں جانتا ہوں میں یہ کام کیوں کرتا۔ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ
میں اللہ کا عبد ہوں انبیاء کرام کو قرآن نے عباد کہا ہے اور اللہ کے یہ عبد ہوتے فعل عبادت
اور اللہ معبود۔ مگر مولوی نے ان افعال کو معجزہ کہہ کے تمام مفہوم عبادت بدل دیا۔ حالانکہ
یہ معجزہ نہیں ان کی عبادت ہیں اور جو ان عباد الرحمٰن کا سردار یہ امور سکھانے والا وہ ان جیسا
ہے مگر ان جیسا نہیں لال پتھر ہے مگر پتھر جیسا نہیں یہ عبد ہیں اور وہ عَبْدُہٗ ہے اسی لئے
کہا گیا ہے عبد دیگر عبدہٗ چیزے دیگر۔ انسانی برادری کو بھولا ہوا سبق یاد دلا کر در معبود پر
جھکا دیا ایک مسجد کی ڈیوڑھی پر سجدہ ریز کر دیا غفلت کو دور کر دیا۔ نفس کی نجاست کو دور کر کے تزکیہ
کر دیا ایمان کا لباس پہنا کر ایمان کا غازہ ان کے چہروں پر لگا کر کے اللہ کا ایسا عبد بنا جیسا کہ
اللہ چاہتا تھا۔ اور یہ جماعت کہلاتی عِبَادُ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ۔ اور ان کے سردار میں وہ جو عبد نہیں
بلکہ عبدہ ہیں۔ ہر مسلمان کیلئے لازم ہے یہ کہنا اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ میں گواہی
دیتا ہوں بیشک محمدؐ اس کے عبد ہیں اور اس کے رسول ہیں۔ عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْن۔ جماعت
کے سردار ہیں محمدؐ اور آل محمدؐ علیہ السلام۔ اللہ تعالیٰ نے روز ازل آدم اور اولاد آدم سے وعدہ
لیا تھا کہ میری عبادت کرنا۔ شیطان کی عبادت نہ کرنا۔ جب انسان بھول گئے تو یاد دلایا محمدؐ
آل محمدؐ نے جس سے یہ پتہ چلتا ہے جب آدم اور اولاد آدم سے اللہ وعدہ لے رہا تھا تو محمدؐ
و آل محمدؐ علیہم السلام اس وقت آدم اور اولاد آدم سے علیحدہ تھے یعنی آدم اور اولاد ان کی
جنس سے نہیں اور محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام ان کی جنس سے نہیں اگر یہ بھی اولاد آدم میں آتے
بشر ہوتے ایک جنس ہوتے تو روز ازل وعدہ میں بھی آتے مگر یہ آئے نہیں جس سے روز
روشن کی طرح عیاں ہے کہ آدم اور اولاد آدم اور ہے محمد و آل محمد علیہم السلام اور ہے۔

محمدؐ و آل محمد علیہم السلام محمد وآل محمد علیہم السلام کا وجود بعد آدم نسل آدم نہیں ہوا بلکہ خلقت آدم سے پہلے ان کا وجود تھا اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ تو نے تکبر کیا یا تو عالین سے ہے۔ اس وقت تین ہستیاں تھیں۔ آدم ملک شیطان۔ آدم کو سجدہ ہے ملک اور شیطان کو حکم سجدہ ہے لہذا عالین تینوں سے نہیں بلکہ ان سے پہلے ہیں۔ اور عالین سوائے خدا کے کسی کے تابع نہیں آدم اور ملک عالین کے تابع۔ اور آدم کا انکاری ابلیس ہے عالین یہی ہستیاں تھیں عالین جمع ہے عالی کی اور عالی ہے ذات محمدؐ و علیؑ لفظ عالین بتاتا ہے کہ آدم اور اولاد آدم سے قبل محمدؐ جیسے اور محمد بھی تھے اور وہ ہیں آل محمد محمد وآل محمدؐ قبل آدم تھے اور اولاد آدم کے ساتھ ہیں اولاد آدم کے بعد ہوں گے الحجت قبل الخلق ومع الخلق و بعد الخلق حجت مخلوق سے پہلے مخلوق کے ساتھ اور مخلوق کے بعد ہے اللہ اور ہے حجت اور ہے اللہ حجت نہیں اور حجت اللہ نہیں ہے فرمان رسول ہے نحن حجج اللہ ہم اللہ کی حجت ہیں یہی مخلوق سے پہلے اور مخلوق کے ساتھ اور مخلوق کے بعد ہیں جب یہ مخلوق سے پہلے اور مخلوق کے ساتھ اور مخلوق کے بعد تو سرزمین مکہ اور مدینہ میں لباس بشر میں آنے کے بعد یہ وجود میں نہیں آئے اور نہ مدینہ میں آکر کام کرنے لگے بلکہ یہ عہدۂ پہلے سے فرائض عبدیت ادا کرتے رہے ہیں۔ قال علی علیہ السلام فی بعض خطبہ انا عندی مفاتیح الغیب لا یعلمھا بعد رسول اللہ الا انا ذو القرنین المذکور فی صحف الاولی۔ انا صاحب خاتم سلیمان۔ انا ولی الحساب انا صاحب الصراط والموقف انا قاسم الجنۃ والنار انا آدم الاول انا نوح الاول انا آیۃ الجبار انا حقیقۃ الاسرار انا مورق الاشجار انا مونع الاثمار انا مفجر العیون انا مجری الانہار انا خازن العلم انا طود الحلم انا امیر المومنین انا عین الیقین انا حجۃ اللہ فی السموات والارض۔ جناب علی علیہ السلام نے اپنے بعض خطبات میں ارشاد فرمایا ہے میں وہ ہوں جس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں بعد رسولؐ میرے بعد کوئی نہیں جانتا۔ میں وہ ذو القرنین ہوں جس کا ذکر صحف اولیٰ میں ہے میں خاتم سلیمان کا مالک ہوں میں یوم حساب کا مالک ہوں میں صراط اور میدان حشر کا مالک ہوں میں قاسم جنت والنار ہوں میں اوّل آدم ہوں میں اول نوح ہوں میں جبار کی آیت ہوں میں اسرار کی حقیقت ہوں میں درختوں کو پتوں کا لباس دینے والا ہوں۔ میں پھلوں کا پکانے والا ہوں میں چشموں کو جاری کرنے والا ہوں میں نہروں کو بہانے والا ہوں میں علم کا خزانہ ہوں میں حلم کا پہاڑ ہوں میں امیر المومنین ہوں میں سرچشمہ یقین ہوں میں زمینوں اور آسمانوں

میں حجتِ خدا ہوں۔ میں متنزلزل کرنے والا ہوں میں صاعقہ ہوں۔ میں حقانی آواز ہوں۔ میں قیامت ہوں ان کے لئے جو قیامت کی تکذیب کریں۔ میں وہ کتاب ہوں جس میں کوئی ریب نہیں۔ میں وہ اسماء حسنیٰ ہوں جن کے ذریعہ خدا نے دعا قبول کرنے کا حکم دیا۔ میں وہ نور ہوں جس سے موسیٰؑ نے ہدایت کا اقتباس کیا۔ میں صور کا مالک ہوں میں قبروں سے مردوں کو نکالنے (زندہ) کرنے والا ہوں۔ میں یوم المنشور کا مالک ہوں۔ میں نوح کا ساتھی اور اس کو نجات دینے والا ہوں۔ میں ایوبؑ بلا رسیدہ کا صاحب اور اس کو شفا دینے والا ہوں میں نے اپنے رب کے امر سے آسمانوں کو قائم کیا۔ میں صاحبِ ابراہیم ہوں میں کلیم کا بھید ہوں۔ میں ملکوت کو دیکھنے والا ہوں۔ میں وہ حی ہوں جسے موت نہیں۔ میں تمام مخلوقات پر ولی حق ہوں۔ میں وہ ہوں جس کے سامنے بات نہیں بدل سکتی۔ مخلوق کا حساب میری طرف سے ہے۔ میں وہ ہوں جسے امر مخلوق تفویض کیا گیا میں خلیفۃ اللہ ہوں ہمارے مرتضٰے ص۵۱-۵۲ مولائے کائنات کا یہ فرمان خلاف قرآن اور اسلام نہیں بلکہ عین اسلام ہے بارش برسانا۔ فصل اگانا۔ درختوں پر پھول لانا اور پھل لگانا۔ بادل لانا اولاد پیدا کرنا آمور عبادت ہیں جس کے یہ ہیں وہ معبود ہے اور جو ان کو کرے وہ عبد ہے لہذا یہ امور ہیں عبادت اور اللہ کے ہیں یہ امور وہ ہے معبود اور جو ان کو انجام دے وہ ہے عبد جو ہستیاں ان عباد پر حاکم وہ ہیں محمدؐ و آلِ محمدؐ علیہم السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا ترجمہ ہے ب کا معنی ساتھ۔ اسم کا معنی نام اللہ کا اللہ۔ الرحمٰن الرحیم۔ لیکن تراجم کئے گئے ہیں میں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بخشنے والا ہے شروع کرتا ہوں کس لفظ کا ترجمہ ہے وہ یہاں نہیں عربی محاورہ سے اگر کہا جائے میرا قلم کہاں ہے اور دوسرا جواب دے بزید۔ تو اس کا ترجمہ ہے زید کے پاس ہے لہذا اب بسم اللہ کا مطلب ہے اگر ب کا معنیٰ ساتھ ہے۔ اللہ کے نام کے ساتھ ہے۔ یا اللہ کے نام کے پاس ہے اب سوال ہے اللہ کے نام کے ساتھ کیا ہے یا اللہ کے نام کے پاس کیا ہے۔ تو صاف ظاہر ہے۔ نام کے ساتھ ہے۔ نام کے پاس ہے۔ ہے سے مراد ہونا۔ ہستی۔ یہ دو لفظ ہیں جو ظاہر کرتے ہیں ہر شے کی ہستی یا ہر شے کا موجود ہونا اللہ کے نام کے ساتھ ہے یا اللہ کے نام کے پاس ہے

اللہ کا نام: علمائے اسلام نے لفظ اللہ کی تعریف کی ہے یَسْتَلْزِمُ لِجَمِیْعِ صِفَاتِ جَمَالِہٖ وَکَمَالِہٖ جو تمام جمال و کمال کی صفات کے ساتھ مستلزم ہو وہ اللہ ہے اور قرآن کہہ رہا ہے کہ الاَسْمَآءُ الحُسْنٰی (حشر) اور اسی اللہ کے لئے ہیں اچھے نام اب دیکھنا ہے اسمائے حسنیٰ اللہ کے نام سے کیا مراد ہے چنانچہ مشہور حدیث ہے نَحْنُ اَسْمَآءُ اللہِ اقوال ائمہ اہل بیت علیہم السلام ہم ہیں اللہ کے نام۔ اگر لفظ اسم نام پر غور کریں تو معلوم ہو جائے گا اسم ہوتا ہے وہ کلمہ جس سے کسی ذات کو پہچانا جائے لہٰذا وہ ذوات مقدسہ جو ذریعہ معرفت حق ہیں اسمائے الٰہی ہیں۔ یا اسم اللہ۔ اللہ کا نام کہلانے کے مستحق ہیں۔ غور کا مقام ہے نحن سے کیا مراد ہے جب کہ وحدت ہی وحدت ہے اور یہ سب کے سب ایک ہیں۔ لہٰذا نحن سے مراد ہے وہ انائے مطلقہ یعنی نور کائنات جو علت تخلیق کائنات ہے اب بسم اللہ کے معنی یہ ہیں کائنات کی ہر شے کا وجود اس نام سے جو نور مخلوق اوّل ہے اور آج یہ ثابت بھی ہو گیا ہے۔ علم طبعیات سے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ غیر مری نوری شعاعوں سے پیدا ہوا ہے اور ہر ذرے میں نوری شعاعیں موجود ہیں۔ اگر وہ شعاعیں نکل جائیں تو ذرہ فنا ہو جائے۔ لہٰذا موجودات کے ذرے ذرے کا باعث وجود و بقاوہ نور ہے جو اللہ کا نام ہے اس کا نام ہے رحمانیت رحمٰن۔ رحیم کا مطلب رحم کا معنی ہے۔ تربیت اور تربیت کا تفصیلی معنی یہ ہے وجود ناقصہ کو اپنی نگرانی میں لے کر اس کی بتدریج پرورش کر کے کمال تک پہنچانا۔ رحمٰن۔ رحیم دونوں کا معنی ہوا وجود ہائے ناقص کو اپنی نگرانی میں بتدریج کمال تک پہنچانے والا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا اب مطلب یہ ہوا ہر شے اللہ کے نام سے ہے جو رحمٰن (علت وجود و بقائے اشیاء) اور رحیم ناقص کو بتدریج کمال تک پہنچانے والا۔ کمال سے مراد ہے حدیث قدسی ملاحظہ ہو عبدی اِطَعْنِی اَجْعَلُکَ مثلی اناحیٌ لا اموت اجعلک حیًا لا تموت انا غنیٌ لا افتقر اجعلک غنیا لا تفتقر انا مھما اشاء کن اجعلک مھما تشاء تکن ترجمہ میرے بندے میری اطاعت کر میں تجھے اپنے جیسا بنا لوں گا۔ میں ایسا زندہ ہوں جو مرتا نہیں تجھے بھی ایسا زندہ بنا دوں گا جو کبھی نہ مرے گا میں ایسا غنی ہوں جسے کوئی احتیاج نہیں تجھے بھی ایسا غنی بنا دوں گا۔ کہ تجھے کوئی احتیاج نہ رہے میں ایسا ارادہ کرنے والا ہوں جس چیز کو چاہوں وہ ہو جائے تو وہ ہو جاتی ہے تجھے بھی ایسا ارادہ کرنے والا بنا دوں گا تو جس چیز کو چاہے وہ ہو جائے۔ عبدی اطعنی اجعلک مثلی فقل لشئی

کُنْ فَیَکُوْن - میرے بندے میری اطاعت کر میں تجھے اپنے جیسا بنا لوں گا۔ پھر تو جس شے کے لئے کہے گا ہو جا وہ ہو جائے گی ان دونوں حدیثوں میں لفظ آیا ہے مثلی۔ تو اس سے مراد ہے بندے تو مجھکو جیسا سمجھتا ہے میں تجھ کو ویسا بنا دوں گا۔ جو صفات تو میری طرف منسوب کرتا ہے وہی صفات میں تجھ میں پیدا کر دوں گا۔ پس صفات الٰہیہ سے متصف ہو جانا کمال ہے اسی کا نام عبدیت اور عبادت ہے جو کر رہا ہے وہ عبد اور عابد ہے جس کے یہ اوصاف تھے وہ معبود ہے فرمان صادق آل محمد علیہم السلام لنا مع اللہ حالات نحن فیہا ہو وہو فیہا نحن مع ذالک ہو ہو ونحن نحن ہمارے اللہ کے ساتھ ایسے حالات ہیں جس میں ہم وہ ہوتے ہیں اور وہ ہم ہوتا ہے اس طور پر ہونے کے باوجود وہ وہی ہے اور ہم۔ ہم ہی ہیں۔ ارشاد ہے خالق کا خود نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِید۔ ہم انسان سے شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں اِنَّ اللہ یَحُولُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِہٖ۔ بیشک اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان میں مائل ہے۔ نظریہ علم طبعیات بھی تسلیم کر لیا گیا ہے کہ غیر مرئی تخلیقی نوری شعاعیں یونیورس (UNIVERSE) میں ہر جگہ اور ہر ذرے میں موجود ہیں۔ اس نور کی جان ذاتِ خالق ہے ان شعاعوں کا موجود ہونا گویا خود اس کا موجود ہونا ہے قلب انسانی کے چاروں طرف ان شعاعوں کے حلقے ہیں جو قوت ادراک کی ترقی سے شعور میں آجاتے ہیں۔ مگر جب تک نفس انسانی پر غفلت چھائی رہے اس تک اُن کا ادراک نہیں ہوتا۔ پس اگر ان شعاعوں کا قلب انسان سے کامل اتصال ہو جائے تو صفات الٰہیہ کا مظہر بن جائے گا یہی قول امام جعفر صادق علیہ السلام کا منشا ہے لہٰذا سوچ اور اعتراض کی ضرورت نہیں کہ وہ ہم ہوتا ہے اور ہم وہ ہوتے ہیں اس سے کیا مراد ہے جس کو محمدؐ و آل محمدؐ سے اتصال ہو جاتے وہ بھی اس حد کمال تک پہنچ سکتے ہیں لہٰذا محمدؐ و آل محمد علیہم السلام کی سوانح حیات کو پڑھنا لازمی ہے اسی لئے اس کا نام ہے جلاء العیون آنکھوں کی روشنی۔

انبیاء نے علی کو پکارا۔

آدم سے لیکر آج تک اور تا قیامت ہر زمانہ میں انبیاء، صلحاء، رسل، مومنین یا جس نے بھی پکارا کیا محمدؐ و آل محمدؐ نے ان کی مدد کی سابقہ میں مولا علی کے خطبات کے الفاظ گذرے نوح کو نجات دینے والا، ایوب کو شفا دینے والا میں ابھی تو یہ حضرات مکہ میں پیدا نہیں ہوئے مدد کیسے

کرتے تھے کیا انبیاء نے ان کو پکارا اور انہوں نے ان کی مدد کی قرآن کیا کہتا ہے۔ لہذا ملاحظہ ہو رحمٰن رحیم۔ قابض۔ قادر۔ عالم۔ حی۔ مرید۔ مدرک۔ باعث۔ خالق۔ رب۔ رازق۔ ناصر معین مولی وغیرہ یہ اللہ کے نام ہیں اور بیان سابقہ سے یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ یہ اللہ کے نام (صفات) محمد و آل محمد ہیں۔ خالق۔ رازق۔ رحمٰن۔ اب یہ اللہ نہیں بلکہ اللہ کے صفات یا اللہ کے نام ہیں اسمائے حسنیٰ ان کو قرآن میں کہا گیا ہے اور یہ بھی حکم دیا گیا ہے اللہ کو اسمائے حسنیٰ کے ساتھ پکارو اور اللہ کے صفات۔ نام یہ ہیں محمد و آل محمد علیہم السلام ان کو مظہر صفاتِ خداوند بھی کہا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی کمثلِ علیٰ بھی جتنے بھی صفات ہیں اُن کے مظاہر ہیں محمد و آل محمد اپنے اپنے دور میں مصائب میں انبیا نے پکارا ہے۔ اللہ کو رب کے نام سے۔ اللہ اور رب دونوں ایک نہیں ہیں بلکہ اللہ اور ہے رب اور ہے اللہ رب ہو سکتا ہے مگر رب اللہ نہیں ہو سکتا۔ رب کا معنی ہے نگران محافظ پرورش کرنے والا۔ رب قرآن میں بادشاہ کیلئے بھی آیا ہے حضرت آدم سے لیکر جناب عربی تلک انبیاء کرام نے پرچار کیا ہے اللہ کا اور جب ان پر مصائب پڑے تو پکارا ہے انہوں نے رب کو جناب آدمؑ فرماتے ہیں اور جناب حواؑ قالا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ۔ خط ارضی یہ جب حضرت آدم اور جناب حوا جدا جدا تھے تو ایک عرصہ تک روتے رہے اس وقت دونوں نے اپنے اپنے مقام پر دعا کی یا پکارا انہوں نے اسے ہمارے رب۔ ہم نے اپنے نفسوں پر زیادتی کی ہے واگر کبھی بھی تو نے ہم کو نہ اپنی رحمت میں ڈھانپ لیا تو ہم خاسرین میں سے ہو جائیں گے حضرت نوح علیہ اسلام قوم کو تبلیغ فرما رہے ہیں لوگ پتھر مار رہے ہیں نبی زخمی ہے پتھروں میں دب گیا فرشتہ آکر نکالتا ہے پھر تبلیغ فرماتے ہیں پھر پتھروں کی بارش ہوتی ہے دب گئے فرشتہ نکالتا ہے آخر نوح علیہ السلام نے بد دعا فرمائی حکم ہوا کشتی بناؤ کشتی تیار ہوئی مومنین سوار حیوان جانور۔ پرندے سوار تنور سے پانی نکلا۔ بارش اوپر سے شروع ہو گئی پانی کا عذاب آگیا کشتی آب دوش پر رواں سب ڈوب رہے ہیں پانی بلند ہو رہا ہے مکانات اشجار سب پانی میں غرق پہاڑوں پر پانی بلند ہو رہا ہے بیوی۔ بیٹا تک ڈوب گئے۔ کشتی گرداب میں آگئی آواز دی نبی نے کہ نادٰی نُوحٌ رَبَّہٗ اور پکارا نوح علیہ السلام اپنے رب کو میری کشتی کو بچا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب نمرود اور اس کی قوم نے بت شکنی کا جرم قرار دیا اور ان کو آگ میں ڈالنے کا اعلان کر دیا ایک مدت تک آگ جلتی رہی شعلے بلند ہو

رہے اور انگارے بنتے رہے لوگ فرداً فرداً ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالنے سے قبل ڈراتے رہے کہ نمرود کی اطاعت کرلو اور آگ سے بچ جاؤ تو جناب ابراہیم ان کی دھمکیاں آگ کے بارے میں سن کر مسکرائے اور فرماتے میں آگ اور تم سے ڈرنے والا نہیں ہوں۔ وَقَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ۔ میں اپنے رب کی طرف متوجہ ہوں میرے رب کا میرے اوپر رحم ہے وہ مجھے تمہارے ظلم اور آگ سے نجات دے گا۔ جناب ایوب علیہ اسلام جب مصائب سے دوچار ہوتے اولاد وفات پا گئی گھر تباہ ہو گیا خود بیماری میں لاغر و نحیف ہو گئے قوم نے بائیکاٹ کر دیا اکیلے رہ گئے زوجہ کے ساتھ کافر حرکات غیر مہذبانہ کرنے لگے۔ اور جناب ایوبؑ نے آواز دی وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ اور حضرت ایوب علیہ السلام نے پکارا اپنے رب کو مجھے روحانی جسمانی تکالیف نے آلیا ہے میری مدد کر اور تو ارحم الرحمین ہے۔ حضرت ذکریا علیہ السلام بیت المقدس کے نگہبان اور متولی تھے اولاد سے محروم تھے بیوی اور خود اپنی کمر جھک گئی بال سفید ہو گئے مگر کوئی بیٹا بیٹی نہیں بلکہ دشمن اولاد نہ ہونے کا طعنہ دے رہے ہیں دل ذکریاؑ ان کے نازیبا الفاظ سن کر چکین ہے ایسے وقت میں جناب ذکریاؑ نے پکارا۔ وَزَکَرِیَّاۤ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ اور جناب ذکریاؑ نے آواز دی اپنے رب کو اے رب مجھکو بے وارث نہ چھوڑ بیٹا دے تو بہترین وارث بنانے والا وارث ہے جناب موسیٰ علیہ السلام نے دامن طور پر تاریکی شب میں اپنی زوجہ اور اپنے بچے کو سردی میں بے چین دیکھ کر دربار فرعون میں ظالم کی ظالمانہ گفتگو اور دھمکیاں سن کر دریائے نیل کو پار کرتے ہوئے اور جنگ عمالقہ کے وقت قوم کے میدان سے فرار ہو جانے پر غرضکہ تمام مشکل مقامات پر رب کو پکارا قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَاۤ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ وَاَخِیْ فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ۔ آواز دی موسیٰؑ نے اے رب بیشک میں کسی پر ملکیت نہیں رکھتا مگر اپنے نفس پر اور اپنے بھائی پر ہیں تو قوم فاسقین اور ہم میں ایک جدائی کالنشان قائم کردے جناب عیسیٰ علیہ اسلام نے وقت تبلیغ۔ نزول مائدہ کیلئے۔ قوم کے مقابل اور زندان میں جس ذاتِ اقدس کو مدد کیلئے پکارا وہ ہے رب جناب خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہر جنگ اور ہر مقام مشکل میں اگر فرمایا ہے تو رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ اے رب مجھے ہر منزل اور مقام صدق کے ساتھ داخل فرما اور ہر منزل اور مقام سے صدق کے ساتھ مجھے وہاں سے نکال

ہر ایک نبی نے مصائب میں پکارا ہے رب کو اب قرآن میں دیکھئے رب سے کون مراد ہے سورہ دہر آتی میں ارشاد باری تعالیٰ ہو رہا ہے۔ وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا میدان حشر میں روز قیامت جماعت مؤمنین کو جب قیامت کی گرمی سے اُن کا برا حال ہو رہا ہو گا زبان شدت پیاس سے سوکھ کر مانند چوب خشک ہو رہی ہو گی آواز گلے سے نہ نکلتی ہو گی اس وقت ان کا رب اُن کو پاک خوشبودار ٹھنڈا پانی پلائے گا عالم اسلام کا اتفاق ہے وہ ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا چشمہ حوض کوثر ہے اور جناب ابوبکر روایت کرتے ہیں فرمود رسول خدا (ص) ساقی حوض علی مرتضیٰ بود مدارج النبوۃ جناب خاتم النبیین نے ارشاد فرمایا ہے کہ ساقی حوض کوثر مولا علی علیہ السلام ہیں یعنی قرآن نے جس کو رب کہا وہ ساقی کوثر علیؑ ہے انبیاء نے تبلیغ فرمائی توحید کی معبود کی اور اللہ کی جب آفات آئیں تو پکارا ہے رب (علیؑ) کو اب بھی مصائب میں پکارنا اپنے اپنے حالات کے تحت علی کو سنت انبیاء اور قرآن پاک ہے اور رب کا معنی ہے متکفل نشا پرورش کنندہ نگہبان۔

ظاہری پیدائش سے قبل وجود محمد و آل محمدؐ علیہم السلام عالین ہیں اور تخلیق عالین سے قبل تخلیق کے ساتھ اور نیز بعد میں ہر زمانہ میں ہر نبی کے ساتھ ان عالین کا وجود رہا ہے۔ لفظ رب بتاتا ہے یہ موجود تھے۔ جناب عبداللہ اور جناب ابوطالب کے گھر سرزمین مکہ میں تو یہ لوگ بشر میں آتے ہیں۔ رسول کے متعلق ہے لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ اے حبیب اگر تو نہ ہوتا تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا۔ یعنی خلقت افلاک سے قبل وجود محمدی تھا اور جناب سرکار رسالت فرماتے ہیں اَنَا وَعَلِیٌّ مِنْ نُوْرٍ وَّاحِدٍ میں اور علی ایک نور سے ہیں لہٰذا نور محمدی تھا تو نور علی بھی تھا جب یہ دونوں تھے تو نورِ فاطمہ بھی تھا دیگر ائمہ بھی تھے۔ تو کیا یہ صرف انبیاء کی مدد کرتے رہے یا تمام مخلوق کی تمام مخلوق کی جس نے پکارا اس اور جس نے نہیں پکارا اس کی بھی جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا وجود اور مدد کرنا وجود لباس بشریہ محمدیہ وعلویہ اور فاطمیہ سے دو ہزار سال پہلے امریکہ جس کو دنیا میں کوئی جانتا بھی نہ تھا اِدھر کی دنیا صرف اپنے کو دنیا سمجھتی اور کہتی تھی تو سرزمین امریکہ میں ایک راہبہ دِل گبوی رہا کرتی تھی لوگ اس کے پاس اپنی حاجات لے کر جاتے اور اس سے دعا کرواتے چنانچہ ہر طرح کی مصیبت میں لوگ آتے حتیٰ کہ اولاد کے لئے بھی پہلے تو اس راہبہ نے صاف انکار کر دیا کہ وہ اولاد دینے کی اہل

نہیں ہے تو لوگوں نے بہت اصرار کیا اس وقت انہوں نے رب کو پکارا اے رب یا تو مجھے بچے دینے
کی طاقت تفویض فرما اور یا مجھے موت دیدے جس دن راہبہ نے رو کر گڑگڑا کر رب کو پکارا
اسی دن رات کو خواب میں ایک برقع پوش خاتون نظر آئی اس نے فرمایا راہبہ سن میرا نام
فاطمہ بتول ہے اس ملک کے جنگل میں ایک بوٹی ہوتی ہے جسے گل طاہرہ کہتے ہیں جس
کے ہر پودے میں پانچ شاخیں ہوتی ہیں اور ہر شاخ میں چودہ پتے لگتے ہیں اور ہر
پتے میں چودہ دندانے ہوتے ہیں۔ ہر ٹہنی پر چودہ کلیاں نکلتی ہیں جب وہ پھول بنتی ہیں
تو ہر پھول میں چودہ پنکھڑیاں ہوتی ہیں پس اگر بانجھ عورت کو اس پودے کی بوٹی پتوں پھول
اور جڑوں کو شہد میں ملا کر کھلایا جائے اور رحم میں اس کا حلول کیا جائے تو اللہ تعالیٰ
اسکو جلد از جلد اولاد نرینہ عطا فرماتے گا ہمیشہ خدا سے ڈرتی رہنا۔ اس کی نافرمانی نہ کرنا گناہ
اور برائی سے بچتی رہنا کسی سوالی کو در سے واپس نہ کرنا چنانچہ صبح کو اس نے بانجھ عورتوں کو
اس بوٹی کے کھانے اور حلول کرنے کو کہا تو اللہ نے ان کو اولاد عطا کی۔ اس بوٹی کا نام
بدلتے بدلتے گال تھریا ہو گیا آج کل صرف آتیسل گال تھریا استعمال ہوتا ہے مخزن الادویہ
اور قرابادین پرانے نسخوں میں اور آج کل بھی اس کا نام حشیشۃ البتول درج ہے
ریڈ انڈین یعنی سرخ جنگل امریکن ہر سال موسم بہار میں ایک مذہبی تہوار مناتے ہیں آج کل
بھی اس موقعہ پر وہ اپنی قدیم زبان میں وہ ہی الفاظ دہراتے ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے۔ اس
متبرک تقریب کو ہم بڑے احترام کے ساتھ فاطمہ کے نام سے شروع کرتے ہیں۔ اے خدا
تو اس نام کی بدولت ہر حاجت مند کی مراد پوری کر کتاب دی اولڈ آف امریکہ مصنفہ سنرگ
نیز ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ شمارہ اگست ۱۹۷۲ء نیز دریافت ہونے والی کشتی نوح اور
لوح سلیمانی پر چہاردہ معصومین کے اسمائے مبارکہ کا ذکر موجود ہے بحوالہ کتاب
ایلیا مصنفہ حکیم سید محمود گیلانی بہر حال یہ ذوات مقدسہ مکہ معظمہ میں لباس بشر میں تشریف
لائے پہلے ان کا وجود تھا اور وہ امداد کرتے رہے لوگ ان سے مدد مانگتے رہے جناب
سلیمان فارسی معمر تھے اور مولائے کائنات پر اس جہان خاکی میں شباب کی آمد تھی مولا
کھجور تناول فرما رہے تھے اور گٹھلی سلیمان کی طرف پھینک دیتے تھے۔ جناب سلیمانؑ
فارسی نے عرض کیا بچے بوڑھوں سے مذاق نہیں کیا کرتے یہ سن کر ابو طالب کا بیٹا بولا
سلیمان آپ عمر میں میں بچہ۔ اچھا یہ بتاؤ وہ وقت یاد ہے جب آپ ایک جنگل سے گذر

رہے تھے اچانک جھاڑ سے شیر برآمد ہوا اور تمہارے اوپر حملہ کرنے والا تھا ان لمحات میں تم نے مدد کیلئے اپنے رب کو پکارا فوراً ایک گھوڑا سوار ظاہر ہوا شیر جس کو دیکھ کر چلا گیا۔ اور تم نے اسکو ایک تحفہ میں گلدستہ بھی دیا جناب سلیمانؓ نے سن کر عرض کیا۔ علی میں قربان جاؤں یہ واقعہ سچ ہے مگر میں نے تو آج تک کسی سے ذکر نہیں کیا آپ کو کیسے معلوم ہے مولا نے امیرالمومنین علی علیہ السلام نے جواب میں آستین سے وہ گلدستہ نکال کر فرمایا سلیمانؓ یہی تھا سلیمان فارسی یہ دیکھ کر حیران و ششدر رہ گیا اور عرض کیا مولا یہ سب کچھ کیا ہے آپ کو کیسے پتہ چلا یہ گلدستہ آپ کو کیسے ملا مولانا نے فرمایا سلیمانؓ وہ گھوڑا سوار میں علی ہی تھا۔ سلیمان نے عرض کیا مولا یہ تو بہت مدت کا واقعہ ہے ابھی تو شاید ابو طالب علیہ السلام کی بھی ولادت نہیں ہوئی تھی مولا نے فرمایا سلیمان یہ دنیا عالم اسباب ہے یہاں آنا بھی اسباب کے تحت اور جانا بھی اسباب کے تحت اور رہنا بھی اسباب کے تحت مگر ہم محمدؐ و آل محمد اسباب کے محتاج نہیں بلکہ اسباب ہمارے محتاج ہیں ہمارے متعلق کبھی بھی کسی طرح کا شک نہ کرنا۔

ایک وقت میں سب آوازوں کی سماعت

ایک وقت میں عالمین میں مختلف آوازیں امداد کیلئے پکار رہی ہیں بلند آواز سے اور آہستہ بھی بعض گونگے ہیں۔ اور بعض دل ہی دل میں پکار رہے ہیں ان تمام آوازوں میں یہ شناخت کیسے کرتے ہیں یہ فلاں کی ہے یہ فلاں کی ہے۔ یہ سوال اور خیال اگرچہ بہت وزنی معلوم ہوتا ہے مگر لایعنی ہے۔ قرآنی معلومات اور علم حیاتیات نہ ہونے کی وجہ سے ہے جناب رسول مقبول کا ارشاد ہے جب تم صلوات پڑھتے ہو اسی وقت میرے پاس پہنچ جاتا ہے اور مجھے پتہ چلتا ہے یہ صلوات فلاں کی ہے یہ درود فلاں کا ہے آج کل یہ بھی ثابت کیا جا چکا ہے عالمین کو چھوڑ کر صرف خطہ ارضی پر تناظر کروڑ بار ایک منٹ میں درود شریف پڑھا جا رہا ہے اور سب کا سب سرکار رسالت کے پاس اسی وقت میں جا رہا ہے اور حضور سن رہے ہیں شناخت بھی فرما رہے ہیں یہ درود فلاں کا یہ فلاں کا ہے نماز پنجگانہ کا واسطہ سورج کے ساتھ ہے صبح صادق ہوتی ہے نماز فجر سورج ڈھلا نماز ظہر اور ڈھلکے آگے بڑھا تو عصر غروب ہوا تو مغرب اور مغرب کی سفیدی پر سیاہی آ گئی تو عشاء کا وقت آگیا اور سورج ایک ہی رفتار پر چل رہا ہے مگر خطہ ارضی پر اس کا طلوع و غروب ایک نہیں پاکستان میں اگر صبح کے چھ بجے تو امریکہ رات کے چھ بجے ہیں پاکستان میں رات کے ۸ بجے ہیں لندن میں رات کے دو بجے

ہیں غرضکہ تمام دنیا کا یہی حال ہے دیگر سیاروں کے چاند اور سورج علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اور طلوع غروب بھی علیحدہ ہے تو اس سے معلوم ہوا امت محمدؐ یہ زمین ہی نہیں تمام عالمین میں ہے اور نماز پڑھتے ہیں ہر لمحہ کہیں نہ کہیں نماز پڑھی جا رہی ہے اور نماز میں واجب ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ سلام ہو تجھ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں حضور یہ سلام سن رہے ہیں جیسے بھی سن رہے ہیں سن ضرور رہے ہیں اور خود حکم فرمایا ہے سلام کرنا سنت ہے جواب دینا واجب ہے جب عالم آدمی کیلئے جواب دینا واجب ہے تو خاتم النبین بھی لازمًا اور واجبًا سلام کا جواب فرماتے ہیں۔ یہ اور بات ہے۔ غفلت اور لاشعوری۔ نفاق فسق فجور کے پردے اس طرح دل اور کانوں پر پڑے ہوں ہم جواب رسول پاک کا نہ سنیں لہذا ایک لمحہ میں اُن کو کروڑوں انسانوں کا سلام پہنچ بھی رہا ہے وہ ہر ایک کو فردًا فردًا جواب بھی دے رہے ہیں اسی طرح پکارنے والے کروڑوں مخلوق کی آواز کو ایک لمحہ میں سن بھی رہے ہیں اور جواب بھی دے رہے ہیں۔ لہذا جانشین محمدؐ و آل محمدؐ بھی یہی صفت رکھتے ہیں کیونکہ حضورؐ نے فرمایا ہے۔ اَوَّلُنَا مُحَمَّدٌ وَّ اٰخِرُنَا مُحَمَّدٌ وَّ اَوْسَطُنَا مُحَمَّدٌ وَّ کُلُّنَا مُحَمَّدٌ۔ ہمارا پہلا محمدؐ آخری محمدؐ اور درمیانہ محمدؐ ہے ہم سب کے سب محمدؐ ہیں نیز محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام مظہر صفات واجب الوجود ہیں۔ اُن پر نہ نیند طاری ہو سکتی ہے اور اونگھ چنانچہ فقہی مسئلہ ہے سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے مگر صحیح بخاری میں ہے جناب سرور کائنات جب بستر پر عالم خواب میں ہوتے تو اُٹھنے پر بلا تجدید وضو نماز ادا فرماتے جو اس بات کی دلیل ہے ان پر خواب طاری نہیں ہوتا ہر لمحہ اور ہر گھڑی مخلوق کی آواز کو سن رہے ہیں۔ خداوند عالم کو نہ نیند آتی ہے اور نہ اونگھ اب محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام پر نیند آ جائے تو پھر یہ ذوات قدسہ مظہر صفات واجب الوجود نہیں رہ سکتے مظہر صفات واجب الوجود کا یہ خاصہ ہے وہ ہر شئے کو دیکھ رہا ہے اور آواز کو سن رہا ہے یہ بشری خاصا ہے جب کسی بازار یا میلا۔ بھیڑ وغیرہ سے گذرتا ہے تو وہ نہ آوازوں کو محفوظ رکھ سکتا ہے اور نہ اپنے کان میں آوازوں کو برداشت کر سکتا ہے کثیر آوازوں سے پردہ کان ہی پھٹنے لگتا ہے یہ صرف خاصا محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام ہے تمام عالمین کی ہر لمحہ آوازوں کو سن رہے ہیں اور ہر آواز کو علیحدہ علیحدہ شناخت بھی کر رہے ہیں اور جواب بھی دے رہے ہیں محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام کے کان کے متعلق قرآن میں بھی ارشاد ہو رہا ہے۔ وَتَعِیَہَا اُذُنٌ وَّاعِیَۃٌ اور ضبط رکھتا ہے تمام آوازوں کو وہ کان جس میں اتنی ظرفیت ہے کہ سب آوازیں سما جاتی ہیں اور اس میں ثبت ہو جاتی ہیں محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام کے کان کی صفت اور تعریف میں اللہ نے اُذُنٌ

سَامِعَۃٌ نہیں فرمایا بلکہ فرمایا ہے۔ اُذُنٌ وَّاعِیَۃٌ یہ کون سا کان ہے جو تمام آوازوں کو سن رہا ہے اور بیک وقت ضبط اور محفوظ رکھ رہا ہے ہر ایک کا جواب بھی اسی طرح جس طرح سے بیک لمحہ تمام آوازوں کو سن رہا اور سمجھ رہا محفوظ کر رہا ہے اسی طرح بیک لمحہ جواب بھی دے رہا ہے لہٰذا انتظار جواب کیلئے قطار بنانے اور اپنا نمبر آنے کی انتظار کرنے کی ضرورت نہیں اگر نمبر وار کا سلسلہ ہو جائے تو یہ مظہر صفات واجب الوجود نہ رہیں۔ کیا عظمت ہے اس کان کی جو بیک لمحہ تمام آوازوں کو سن رہا ضبط کر رہا اور جواب دے رہا ہے لَا تَشْتَبِہُ عَلَیْہِ الْاَصْوَاتُ آوازیں اس پر مشتبہ نہیں ہوتیں ہر ایک آواز کو بیک لمحہ علیحدہ علیحدہ سن رہا محفوظ کر رہا ہے وَھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ امام فخر الدین رازی اپنی تفسیر کبیر میں اس آیت کے تحت لکھتا ہے۔ اُذُنٌ وَّاعِیَۃٌ سے مراد جناب علی بن ابی طالب کا کان ہے اور یہ کوئی استبعاد و استعجاب کا مقام نہیں۔ کہ امام تمام آوازوں کو سن لیتا اور فوراً ضبط کرتا ثبت کرتا ہے یہ تو کمال مادۂ کشیفہ سے بنائی ہوئی انسانی مصنوعات میں بھی ہے جیسے ٹیلی فون ریڈیو۔ ٹیلی ویژن۔ وائرلیس وغیرہ اور قوت امامت تو جمیع طاقتوں سے فوق ہے لازماً اور واجباً اس کی یعنی امام کی قوت ظرفیت ہی اتنی ہے کہ اسمیں تمام آوازیں ضبط و ثبت ہو جاتی ہیں اس کا انکار محمدؐ و آل محمدؐ کے مظہر صفات واجب الوجود ہونے کا انکار ہے جو انکار قرآن اور رسالت و امامت ہے۔

زبان دانی اور امام علیہم السلام

خاصۂ بشریت ہے انسان دنیا کی تمام زبانوں پر حاوی نہیں ہو سکتا دس بارہ پندرہ۔ بیس زبانیں زیادہ سے زیادہ حاصل کر سکتا ہے اسی وجہ سے یہ اشتباہ پیدا ہو گیا ہندی چینی۔ روسی۔ جرمنی۔ پنجابی۔ سرائیکی۔ انگریزی۔ فارسی۔ عبرانی۔ لاطینی۔ افریقی سنسکرت۔ گورمکھی۔ بھاشا۔ عربی۔ گجراتی مارواڑی بلوچی۔ پشتو بلتستی۔ کشمیری اتنی زبانوں میں لوگ پکار رہے ہیں اور پرندے۔ جانور حشرات الارض وغیرہ بھی تو کیسے محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام تمام زبانوں کو سمجھ رہے ہیں ان کی زبان تو عربی تھی لیکن صاحب عقل کو یہ بھی تو خیال آنا چاہیے محمد عربی صرف مکہ اور مدینہ والوں کے نبی نہیں تھے بلکہ۔ ہندی۔ چینی۔ روسی۔ جاپانی وغیرہ تمام روئے زمین پر اور زمین کے علاوہ جہاں جہاں بھی انسان اور چرند۔ پرند۔ جانور۔ حیوان۔ شجر۔ حجر وغیرہ مخلوقات ہیں سب کے نبی تھے اور کسی مدرسہ کا ہیڈ ماسٹر وہ لگایا جاتا ہے جو اردو۔ فارسی۔ انگریزی۔ ریاضی۔ الجبرا معاشی

وغیرہ سب جانتا ہو اگر وہ صرف فارسی جانتا ہے اور دوسرا کوئی علم اور زبان نہیں جانتا تو وہ تمام سکول کا ہیڈ ماسٹر نہیں ہو سکتا ہاں صرف اسی زبان پڑھنے والی کلاس کا انچارج ہو سکتا ہے جب محمدؐ مصطفےٰ تمام مخلوق کی زبانوں کو جانتے نہیں تو وہ تمام کے نبی کیسے ہو سکتے ہیں۔ ان کیلئے لازمی ہے کہ وہ تمام عالمین کی زبانوں کو جانتا ہو اور سمجھتا ہو۔ رسول پاک کے دربار میں۔ فارسی۔ رومی۔ لاطینی۔ عبرانی بولنے والے اور کھجور کا تنے کا کلام کرنا اڑتے ہوئے آسمان پر چیل کا کہنا یا نبی جوتی میں چھوٹا سا سانپ بیٹھا ہے۔ وغیرہ انسانوں اور حیوانوں کی زبان سمجھنے کیلئے کوئی ترجمان تھے رکھے ہوئے کوئی مورخ اور محدث یہ ثابت نہیں کر سکتا اور نہ کوئی ترجمان مولا علی نے رکھا ہوا تھا۔ دوسرے خلیفوں نے ترجمان اور کاتب وغیرہ رکھے ہوئے تھے۔ محمد و آل محمدؐ کا ترجمان نہ رکھنا یہ دلیل ہے کہ وہ تمام زبانوں کو جانتے تھے دیگر پہلا خلیفہ جناب آدم علیہ السلام جس کے متعلق ارشاد ہے۔ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے نام سکھائے۔ پھر سب اشیاء ملائکہ پر پیش فرمائی ہیں۔ وَمَعْنٰى تَعْلِيْمِهٖ اَسْمَآءَ الْمُسَمَّيَاتِ اَنَّهٗ تَعَالٰى اَرَاهُ الْاَجْنَاسَ الَّتِيْ خَلَقَهَا وَعَلَّمَهٗ اَنَّ هٰذَا اِسْمُهٗ فَرَسٌ وَهٰذَا اِسْمُهٗ بَعِيْرٌ وَهٰذَا اِسْمُهٗ كَذَا وَعَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ عَلَّمَهٗ اِسْمَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى الْقَصْعَةَ وَالْمِغْرَفَةَ تفسیر مدارک زیر آیت وَعَلَّمَ اٰدَمَ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام بتانے کے معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تمام جنسیں دکھا دیں جس کو اس نے پیدا کیا ہے۔ اور ان کو بتا دیا کہ اس کا نام گھوڑا اور اس کا نام اونٹ اور اس کا نام فلاں حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ ان کو ہر چیز کے نام سکھا دیئے یہاں تک کے پیالی اور چلو کے بھی وَقِيْلَ عَلَّمَ اٰدَمَ اَسْمَآءَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَقِيْلَ اَسْمَآءَ ذُرِّيَّتِهٖ وَقِيْلَ عَلَّمَهُ اللُّغَاتِ كُلَّهَا تفسیر خازن کہا گیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام فرشتوں کے نام سکھا دیئے اور کہا گیا ہے کہ ان کی اولاد کے نام اور کہا گیا ہے کہ اُن کو تمام زبانیں سکھا دیں۔ قَوْلُهٗ اَيْ عَلَّمَهٗ صِفَاتِ الْاَشْيَاءِ وَنُعُوْتَهَا وَهُوَ الْمَشْهُوْرُ اَنَّ الْمُرَادَ اَسْمَآءُ كُلِّ شَيْءٍ مِنْ خَلْقٍ مِنْ اَجْنَاسِ الْمُحْدَثَاتِ مِنْ جَمِيْعِ اللُّغَاتِ الْمُخْتَلِفَةِ الَّتِيْ يَتَكَلَّمُ بِهَا وُلْدُ اٰدَمَ الْيَوْمَ مِنَ الْعَرَبِيَّةِ وَالْفَارِسِيَّةِ وَالرُّوْمِيَّةِ وَغَيْرِهَا۔ تفسیر کبیر میں مذکورہ بالا آیت کے زیر تحت۔ آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے اوصاف اور ان کے حالات سکھا دیئے اور یہی مشہور ہے کہ مراد مخلوق میں سے ہر حادث کی جنس کے سارے نام ہیں جو مختلف زبانوں

میں جن کو اولاد آدم آج تک بول رہی ہے عربی فارسی، رومی وغیرہ۔ وَعَلَّمَهٗ اَحْوَالَهَا وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهَا مِنَ الْمَنَافِعِ الدِّيْنِيَّةِ وَالدُّنْيَوِيَّةِ وَعَلَّمَ اَسْمَاءَ الْمَلٰئِكَةِ وَاَسْمَاءَ ذُرِّيَّتِهٖ وَاَسْمَاءَ الْحَيَوَانَاتِ وَالْجَمَادَاتِ وَصَنْعَةَ كُلِّ شَيْءٍ وَاَسْمَاءَ الْمُدُنِ وَالْقُرٰى وَاَسْمَاءَ الطَّيْرِ وَالشَّجَرِ وَمَا يَكُوْنُ وَاَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ يَخْلُقُهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَاَسْمَاءَ الْمَطْعُوْمَاتِ وَالْمَشْرُوْبَاتِ وَكُلِّ نَعِيْمٍ فِي الْجَنَّةِ وَاَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ وَفِي الْخَبَرِ عَلَّمَهٗ سَبْعَ مِائَةِ اَلْفِ لُغَاتٍ تفسیر روح البیان زیر آیت مذکورہ بالا۔ اور حضرت آدمؑ کو چیزوں کے حالات سکھاتے اور جو کچھ ان میں دینی اور دنیاوی نفع ہیں وہ بتاتے اور ان کو فرشتوں کے نام ان کی اولاد اور حیوانات اور جمادات کے نام بتاتے اور ہر چیز کا بنانا بتایا تمام شہروں اور گاؤں کے نام پرندوں اور درختوں کے نام اور جو ہو چکا یا جو کچھ بھی ہو گا ان کے نام اور جو کچھ قیامت تک پیدا فرماتے گا ان کے نام اور کھانے پینے کی چیزوں کے نام جنت کی ہر نعمت غرضکہ ہر چیز کے نام بتا دیتے اور حدیث میں ہے کہ حضرت آدم علیہ اسلام کو سات سو ہزار زبانیں سکھا دیں یہ علم ہے زبان دانی کے بارے میں جناب آدم علیہ اسلام کو سات لاکھ زبانیں تو اللہ نے تعلیم دیں جناب محمد مصطفےٰ ہیں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے نبی ساتھ لاکھ کو ایک لاکھ چوبیس ہزار سے ضرب دیا تو ۸۶۸۰۰۰۰۰۰۰ آٹھ ارب اڑسٹھ کروڑ زبانیں جناب محمد مصطفےٰ کو دی گئیں اور یہ بھی محدثین میں اقل عدد ہے جس سے ظاہر ہے رسولؐ پاک ان سے زیادہ زبانوں کا علم رکھتے تھے جو فہم بشر سے بالا ہیں اور انسان احاطہ کرنا تو دشوار گن نہیں سکتا یہ زبانیں جو رسول پاک کو دی گئیں تھیں تو جناب علی مرتضےٰ ہے ان کا دروازہ اور باقی ائمہ اہل بیت میں ان کے علوم کے وارث اور جانشین اور جاننے والے علوم کے۔ لہذا یہ کہنا سراسر غلط ہے کہ وہ ان کو اتنی زبانیں نہیں آتی تھیں وہ سید الانبیاء اور سید الاولیاء نہیں ہو سکتا جو ہر شے کی زبانیں نہ جانیں اور نہ سمجھے۔

علم غیب اور محمدؐ و آل محمد علیہم اسلام

علم غیب یعنی غیب کا جاننا ہے اور غیب کہتے ہیں جس کو انسان۔ آنکھ۔ ناک۔ کان حواس وغیرہ سے محسوس نہ کر سکے اور نہ وہ بلا دلیل بداہۃً عقل میں آسکے لہذا امتحان والے کے لئے۔ لاہور۔ کراچی۔ دہلی لندن غیب نہیں کیونکہ اگر اس نے آنکھ سے نہیں تو کان سے سنا تو ہے وہ ایسا شہر ہے ایسی گلیاں ایسی آب و ہوا پھول میں خوشبو۔ جسم میں درد۔ سینے میں دل۔ ملک: حور۔ غلمان۔ کرسی۔ عرش

وغیرہ یہ غیب نہیں کیونکہ یہ اور ان کے حالات کان سے سنے ہوتے ہیں یہ آنکھ سے غیب مگر کان
سے سنے ہوتے ہیں غیب کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جس پر دلیل قائم ہو سکے اور ایک وہ جس پر دلیل
قائم نہ ہو سکے جیسے جنت دوزخ ملک حور وغیرہ یہ احادیث اور قرآن کی آیات سے ان کے حالات
وغیرہ معلوم ہیں دوسرے جس پر دلیل قائم نہ ہو سکے جیسے قیامت۔ اور موت کب ہوگی۔ بچہ
بدبخت ہے یا نیک بخت ان کو دلائل سے معلوم نہیں کر سکتے۔ اِنَّ الْغَیْبَ هُوَ الَّذِیْ
یَکُوْنُ غَائِبًا عَنِ الْحَاسَّةِ۔ بیشک غیب وہ ہے جو حواس خمسہ سے پوشیدہ ہو۔ وَهُوَ
مَافَاتَ عَنِ الْحِسِّ وَالْعَقْلِ غَیْبَةً کَامِلَةً بِحَیْثُ لَا یُدْرَكُ بِوَاحِدٍ مِنْهُمَا اِبْتِدَاءً
بِطَرِیْقِ الْبَدَاهَتِ وَهُوَ قِسْمَانِ قِسْمٌ لَا دَلِیْلَ عَلَیْهِ وَهُوَ الَّذِیْ اُرِیْدُ بِقَوْلِهٖ
عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ وَقِسْمٌ نُصِبَ عَلَیْهِ دَلِیْلٌ کَالصَّانِعِ وَصِفَاتِهٖ وَهُوَ الْمُرَادُ
غیب وہ ہے جو حواس خمسہ اور عقل سے پورا پورا چھپا ہوا ہو اس طرح کہ ذریعہ سے بھی ابتداً
کھلم کھلا معلوم نہ ہو سکے غیب کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جس پر کوئی دلیل نہ ہو اور وہ ہی غیب
قرآن آیات میں جہاں جہاں آیا ہے کہ غیب اللہ کے پاس ہے یا غیب کی کنجیاں اللہ کے پاس
ہیں۔ دوسری قسم جس پر دلیل قائم ہو سکتی ہے۔ جیسے فرشتے۔ حور اور امام زمانہ اور رنگ
آنکھ سے نظر آ رہا ہے ناک سے بو محسوس ہو رہی ہے لذت کو زبان حاصل کر رہی ہے
لہذا کان کے لئے رنگت غائب اور آنکھ کے لئے ذائقہ غائب ہے اور بو ہاتھ کیلئے غائب
ہے۔ اب اگر کوئی بو۔ لذت رنگ کو اصلی ہی شکل میں ان کی آنکھ۔ کان۔ زبان وغیرہ سے دیکھ
لے۔ تو یہ علم غیب اضافی کہلاتا ہے۔ اس لئے جو چیز موجودہ وقت میں موجود نہیں یا بہت
دور یا اندھیرے میں ہونے کی وجہ سے نظر نہ آسکے۔ تو یہ بھی غائب ہے اور اس کا جان
لینا علم غیب ہے۔ اور اس طرح تمام عالمین کو مثل کف دست دیکھنا ایک جگہ پر رہ کر
یہ علم غیب کا حصول ہے۔ نیز نفس علم کسی چیز کا بھی ہو برا نہیں بری باتوں کا کرنا یا برا
کام کرنے کیلئے کسی علم کا حاصل کرنا برا ہے یہ بات ضرور ہے بعض علوم بعض سے افضل
ہیں جیسے بعض سورتیں بعض پر فضیلت رکھتی ہیں سورہ توحید کے پڑھنے میں جو ثواب ہے
وہ سورہ تبت یدا میں نہیں لہذا اگر کوئی علم برا ہوتا تو وہ خدا کو بھی نہ حاصل ہوتا کیونکہ
خدا ہر برائی سے پاک ہے۔ بغض۔ حسد۔ کفر۔ نفاق۔ شرک۔ چوری۔ جادو۔ زنا۔ ریا وغیرہ
کا علم حاصل کرنا ضروری ہے تاکہ انسان ان سے بچے لوہے سے چھری بنانے کا علم اللہ

بنانا جائز ہے مگر بے گناہ آدمی کو اس چھری سے مارنا برا اور جرم ہے جادو کا حاصل کرنا جائز مگر مقام غلط
پر استعمال کرنا گناہ جرم اور برا ہے اللہ نے تمام علوم جناب آدم کو سکھائے اور محمد عربی اور اہل بیت ان
تمام علوم کے وارث۔ تمام علوم ماکان اور مایکون لوح محفوظ پر رقم اور محمد وآل محمدؐ اس کے عالم۔ اللہ
عالم بالذات ہے اس کے بغیر بتائے کوئی نہیں جان سکتا لہذا اللہ تعالیٰ نے محمد وآل محمد کو علم غیب
عطا فرمایا ہے اور ارشاد قدرت ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ
يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ اور نہیں زیبا یہ اللہ تعالیٰ کیلئے کہ تم کو الغیب پر مطلع کرے اور
لیکن جن کو رسولوں میں سے چن لیتا ہے وہ الغیب کا علم دے دیتا ہے۔ غیب ہے عام اور الغیب
ہے خاص تمام عالمین میں محمد وآل محمد علیہم السلام ہیں مجتبےٰ لہذا غیب اور الغیب دونوں علم اللہ
نے ان کو عطا فرمائے ہیں۔ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ
پس اللہ تعالیٰ اپنے غیب کے اوپر کسی کو غالب نہیں کرتا مگر مرتضےٰ رسول کو اور مرتضیٰ رسول
محمد عربی ہے اور اسی طرح اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ
الرحمٰن نے القرآن کا علم دیا۔ انسان کو پھر پیدا کیا۔ القرآن کا بیان بھی تعلیم دیا۔ انسان سے مراد ہے
محمد عربی خَلَقَ الْاِنْسَانَ اَيْ مُحَمَّدًا عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ يَعْنِيْ بَيَانَ مَا كَانَ
وَمَا يَكُوْنُ تفسیر معالم التنزیل اللہ نے انسان یعنی محمدؐ عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کیا اور ان کو
جو خلقت محمدؐ سے پہلے تھا اور جو خلقت محمد کے بعد تا قیام قیامت اور بعد قیامت ہوگا وہ سب
علم دے دیا یعنی علم اور محمد دو جدا جدا نہیں علم بھی اسی وقت پیدا ہوا اور محمدؐ بھی اسی وقت پیدا ہوا
اسی کا نام علم ہے اور اسی کا نام محمدؐ ہے لہذا اگر علم محمدؐ کو ذاتی کہا جائے تو اچھا ہے بشر پیدا ہوتا
ہے پھر مدرسے میں پڑھتا ہے تو لکھنا پڑھنا آیا درزی کے پاس کچھ سال بیٹھا تو درزی بنا یہ علوم
ہیں بالعرض اور جو وقت خلقت ہو جیسے سانس لینا غذا لینا اور حرکت کرنا رونا یہ علوم ہیں بالذات
جب سے یہ ذات ہوتی یہ اس میں ہوتے ایسے ہی جب سے محمد وآل محمد ہوئے علم ان میں ہوا
لہذا یہ علم ان میں بالعرض نہیں بلکہ خدا نے ان کی ذات میں رکھا ہے لہذا بالذات کہلایا جاتا ہے اور
سخاوت علم محمد عربی بیان کرتے ہوئے قرآن فرماتا ہے۔ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ اور
محمد عربی الغیب کے ظاہر کرنے میں بخیل نہیں۔ آپ جب ہی الغیب کے ظاہر کرنے میں سخی
ہوں گے جب آپ کے پاس الغیب کا علم ہو اگر ہو ہی نہ تو بخیل کا کیا مطلب قرآن پاک میں
دو آیات ہیں وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ اور اس کے ہی پاس ہیں الغیب

کی کنجیاں اور ان کو نہیں جانتا کوئی مگر وہ اور دوسری آیت ہے کہ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اسی کے پاس ہیں آسمانوں اور زمینوں کے علوم کی کنجیاں اور کون ان کو نہیں جانتا ان دونوں آیات میں ہٗ اور لَہٗ سے مراد ذات محمد عربی ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اللہ فرما رہا ہے الغیب اور آسمانوں اور زمینوں کے علوم کی چابیاں محمد کے پاس ہیں اور کوئی نہیں جانتا۔ دو لفظ ہیں مفاتح اور مقالید دونوں کا پہلا حرف میم لیا اور مفاتح کا آخر ح لیا پھر مقالید کا پہلا میم لیا اور آخری دال لیا تو م۔ ح۔ م۔ د۔ محمد بن گیا لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ سے مراد ذات محمد عربی ہے اور کنجیوں سے مراد اہل بیت علیہم السلام ہیں اسی الغیب کا شہر محمد ہے اور دروازہ علی ہے اگر اِلَّا هُوَ سے مراد محمد عربی نہیں اللہ ہے تو قفل لگا کر شے محفوظ کسی محبوب کیلئے رکھی جاتی ہے اور یہ چابی لگا کر خداوند کریم نے کسی ذات کیلئے قفل کھول کر الغیب کا دروازہ کھولا ہے اور قرآن فرماتا ہے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا۔ بیشک ہم نے آپ کے لئے کھول دیا بہت ہی بڑا کھولنا کیا کھولا ہے وہ رسول فرماتے ہیں اُوتِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ مجھو زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں ہیں۔ قرآن پاک میں ایسی آیات بھی ہیں جو علم غیب کی نفی کر رہی ہیں۔ مثلاً قُلْ لَّا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَائِنُ اللّٰهِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ۔ آپ فرما دیں کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ اور نہ یہ کہتا ہوں میں الغیب کا علم رکھتا ہوں اس کی اور بھی آیات ہیں اور ایسی بھی آیات ہیں جو پہلے بیان کی گئی ہیں کہ اللہ نے رسول کو الغیب پر مطلع کیا ہے یہ الغیب کی کنجی ہے۔ تو چار ہاں میں ہیں جن آیات میں نفی کی گئی ہے وہ ذاتی علم کی ہے یعنی میں بالذات علم الغیب نہیں رکھتا بلکہ اللہ نے بتایا ہے دوسرے کل علم یہ اللہ کا ہے میرے پاس جز علم ہے تیسرے بطور انکسار اور چوتھی میں دعویٰ نہیں کرتا کہ میں الغیب جانتا ہوں لہذا دعویٰ کی نفی ہے علم الغیب کی نفی نہیں ہے مذکورہ ایت میں اور دیگر آیات میں لا کا استعمال دو جگہ ہے میں نہیں کہتا میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور لا میں نہیں کہتا میں الغیب کا علم رکھتا ہوں اس سے یہ ظاہر ہے میرے پاس خزانے بھی ہیں اور الغیب کا علم بھی ہے مگر میں دعویٰ نہیں کرتا کسی شے کا پاس ہونا اور دعویٰ نہ کرنا اور بات ہے۔ پاس ہونا اور دعویٰ بھی کرنا یہ اور بات ہے نیز یہ سوال کیا ہے کافروں مشرکوں منافقوں نے اور یہ تینوں ہیں چور لہذا چور کو خزانوں کا پتہ کس نے بتایا ہے آج بھی منافق بے ایمان سوال کرتے ہیں خزانے

اور الغیب کا تو چوروں کو نہ رسول نے بتایا اور نہ آل رسول نے تو عارف اور علما کا بھی فرض ہے چوروں سے اس خزانے کی حفاظت کرنا اللہ اور محمدؐ وآل محمدؐ علیہم السلام میں کوئی فرق ہے ضرور ہے جو علم اللہ کو حاصل ہے وہ محمد وال محمدؐ علیہم السلام میں کو نہیں اور جو علم محمد وآل محمدؐ علیہم اسلام کو ہے وہ باقی انبیاء۔ رسل۔ قطب۔ ابدال۔ غوث وغیرہ تمام مخلوقاتِ عالمین کو نہیں جو اللہ کو ہے محمد وآل محمدؐ علیہم السلام کو نہیں وہ علم اللہ کیلئے شہادت اور محمدؐ وآل محمدؐ علیہم السلام کیلئے غیب اور اللہ عند الرسول وآل رسول عالم الغیب ہوا اور جو علم محمد وآل محمدؐ علیہم السلام کو باقی تمام مخلوقات عالمین کو نہیں وہ محمد وآل محمدؐ علیہم السلام کیلئے علم شہادت اور مخلوقات کے لئے غیب لہذا مخلوقات کیلئے اس غیب کے جو مخلوقات کو معلوم نہیں محمد وال محمدؐ علیہم السلام عالم الغیب ہیں جو علم اللہ کا ہے وہ ہے غیب الغیب اسی پر وقتاً فوقتاً جب چاہے اور جس قدر چاہے اللہ محمد وآل محمد علیہم السلام کو عطا کرتا رہتا ہے اس غیب کی محمد عربی کے پاس چابی ہے اور اسی کا علی دروازہ ہے یہی اللہ۔ محمد وآل محمد علیہم السلام اور دیگر مخلوقات کے درمیان امتیازی فرق ہے۔ لیکن لوگوں نے علم غیب بنا رکھا ہے پانچ باتوں کو۔ یعنی قیامت کب ہوگی۔ اور بارش کب ہوگی۔ اور رحم عورت میں کیا۔ کل کو فلاں آدمی کیا کرے گا۔ وہ فلاں آدمی کہاں رہے گا سورہ لقمان کی آیت کے یہ فقرے لے کر لوگ کہتے ہیں کہ یہ الغیب ہے اور محمد وآل محمدؐ علیہم السلام کو معلوم نہیں۔ اگر یہ باتیں ہی علم غیب ہیں تو محمد وآل محمدؐ کے پاس سب سے زیادہ یہی علم ہے فرمان رسول ہے لَا تَقُومُ السَّاعَةُ اِلَّا فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ قیامت قائم نہ ہوگی مگر جمعہ کے دن علم قیامت ہوا مقامِ بدر میں آپ نے صحابہ کو فرمایا کل یہاں فلاں فلاں قتل ہوگا کافروں میں سے اور وہی ہوا آپ نے حضرت علی کے متعلق فرمایا خیبر میں۔ میں کل اُس کو علم دوں گا جو کرار غیر فرار ہوگا خدا اس کے ہاتھ پر فتح دے گا آپ نے فرمایا میرا حسین کربلا کی زمین پر شہید ہوگا۔ آپ نے فرمایا میری بیٹی فاطمہ کے تین بیٹے ہوں گے ایک نام حسن دوسرے کا نام حسین اور تیسرے کا نام محسن اور حضورؐ نے بہت مدت تک پیش گوئی کی گیارہویں جانشین کے ایک بیٹا پیدا ہوگا وہ مہدی ہوگا اس کا نام میرا نام ہوگا۔ آپ نے بادلوں کو دیکھ کر فرمایا یہ فلاں جگہ جاکر برسے گا اور یہ فلاں جگہ ایسے ہی دیگر افراد ائمہ اہل بیت نے یہ علوم بیان فرماتے ہیں۔ آنست کہ بے تعلیم الہٰی بحساب عقل اینہارا اندازہ ورا امور

غیب اند کہ جز خدائے تعالیٰ کسے آں راندانند گر آنکہ دے تعالیٰ از نزد خود کسے را بوحی والہام بدانا طعات۔ مراد یہ ہے کہ ان امور غیب کو بغیر اللہ کے بتائے ہوئے عقل کے اندازے سے کوئی نہیں جانتا کیونکہ ان کو خدا کے سوائے کوئی نہیں جانتا مگر وہ جس کو اللہ اپنی طرف سے بتادے وحی الہام سے بارش کب ہوگی آندھی۔ جھکڑ زلزلہ۔ سورج گرہن۔ چاند گرہن کے متعلق صاحبان سائنس موسم کے مطابق روزانہ بتاتے ہیں اور وہ ایسے ہی ہوتا ہے اکثر ڈاکٹر بتاتے ہیں مریض سے جاؤ یہ اس وقت تک مر جائے گا اور ایک سرے سے دیگر دیہاتی دائی تک بتا دیتی ہے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی حمل ہے یا نہیں یہ باتیں علم غیب نہیں الغیب وہ ہے جو بیان ہوا یہ تو محمد و آل محمدؐ کے صدقے سے غلامان محمد و آل محمد علیہم رکھتے ہیں یہ کوئی کمال علم غیب نہیں ہے۔

تکالیف خدا نہیں دیتا: انسانوں کا مصائب میں مبتلا ہونا حالات کا خراب ہونا بیماری کا پیدا ہونا اور جو بھی تکالیف انسانوں کو آتی ہیں وہ اللہ تعالیٰ نہیں دیتا۔ ماں جو اپنی اولاد سے پیار کرے یا ان کی حرکات نازیبا سے ان سے پیار نہ کرے مگر وہ یہ کوشش نہیں کرتی نہ ارادہ کرتی ہے کہ اولاد میں کوئی تکلیف پیدا ہو یا مصیبت میں مبتلا ہو جائے بلکہ اگر کوئی بیمار بھی ہو جائے تو ناراض ماں اسکیلئے صحت کی تمنا رکھتی اور دعا کرتی ہے کہ یہ بیماری دور ہو جائے تو اللہ تعالیٰ تو والدین سے زیادہ مخلوق پر مہربان ہے۔ وہ کب چاہتا ہے کہ یہ مصائب میں مبتلا کر دیئے جائیں بلکہ وہ تو مخلوق کو مصائب سے نکال دیا جائے۔ لہٰذا مصائب کا نزول اللہ کی طرف سے نہیں بلکہ انسانوں کے اپنے افعال و اعمال سے پیدا کردہ ہیں وَمَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا (حدید) اور نہیں پہنچتی تم کو کوئی مصیبت زمین میں اور نہ خود تمہارے نفسوں میں مگر یہ کہ وہ پہلے سے کتاب میں موجود ہوتی ہے قبل اس کے ہم اس کو ظاہر کریں۔ نزلہ۔ زکام۔ بخار۔ ٹی بی۔ کینسر چوٹ۔ اور مہلک امراض دیگر روحانی امراض دریا وغیرہ آفات بلیات جو بھی انسان پر آتی ہیں یہ پہلے سے کتاب میں موجود ہیں کتاب سے مراد قرآن نہیں۔ لوح محفوظ نہیں اور نہ خط تقدیر میں درج ہیں۔ بلکہ یہاں کتاب سے مراد ہیں وہ نقوش جو لاشعوری اور غفلت یا شعور و بیداری میں ورق لقش پر نقش ہوتے ہیں اگر تم کو شعور ہو ورق نفس

کو پڑھتے رہو تو ان امراض میں مبتلا نہ ہو نفس پر یہ الہام کر دیا گیا ہے دھوپ میں چلنے سے لو لگنے سے بیمار اور سردی میں رہنے سے نمونیہ درخت کے اوپر چڑھ کر نرم شاخ پر قدم رکھنا شاخ کا ٹوٹنا نیچے گرنا ہڈی کا ٹوٹ جانا اور زیادہ کھانے سے بدہضمی قبض قے اسہال وغیرہ کا پیدا ہونا یہ سب کچھ کتاب نفس پر رقم ہیں وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا اور نفس کو سجایا بنایا گیا ہے اور اس پر الہام کر دیا گیا ہے اچھائی کا اور برائی کا کتاب نفس پر لکھا ہوا ہے یہ بیماری ہے اور یہ صحت ہے ان امور میں نفع ہے اور ان میں نقصان ہے اب انسان بیماری والے امور کرتا ہے تو بیمار ہوتا ہے کو نقصان والے امور کرتا ہے تو برباد ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ امراض انسان نے خود پیدا کیں اللہ نے تو اس پر الہام کیا ہوا ہے یہ برائی ہے اور یہ اچھائی ہے۔ ارشاد ہے قدرت کا دوسرے مقام پر ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ۔ خشکی اور تری میں جو فساد قتل و غارت۔ لوٹ مار لاشوں کے سڑنے سے امراض کا پیدا ہونا یہ لوگوں کے اپنے ہاتھوں سے کمائی ہوئی تکالیف ہیں۔ اسی لئے توبہ کرنے خیرات کرنے اور محمد و آل محمدؐ کے نام سے ان کے ذکر سے درود پڑھنے سے یہ بیماریاں ٹل جاتی ہیں آئی ہوتی ہیں تو دور ہو جاتی ہیں اور کوڑھی انسان۔ ٹی۔ بی۔ دمہ۔ موتیا۔ نمونیا وغیرہ کا مریض محمد و آل محمدؐ علیہم السلام کا نام لینے توبہ کرنے اور یا رسول اللہ مجھے ٹی بی سے بچا پکارنے یا علی مدد کہنے سے امراض دور ہو جاتے ہیں اس غلطی کی معافی ملی مرض دور ہوا اور جو عضو ناکارہ ہو رہا تھا وہ جس سے کمزور ہو رہا تھا وہ سب دور کر دیا وہ عضو طاقتور بن گیا صحت یاب ہو گیا۔ آفات ٹل گئیں۔ مصائب دور ہو گئے مخالفت انبیاء پر جو آفات آئیں وہ خود اپنی پیدا کردہ عوام پر ظلم کرنے زنا کرنے ڈاکہ وغیرہ ڈالنے سے جو آفات آ رہی ہیں وہ خود انسانوں کی اپنی پیدا کردہ ہیں یہ کہنا یا عقیدہ رکھنا کہ بیماری تکالیف خدا پیدا کرتا ہے محمد و آل محمد علیہم السلام دور کرتے ہیں سراسر بہتان اور الزام ہے یہ غیر مسلم عقیدہ ہے جو مصائب اہرمن پیدا کرتا ہے اور یزدان دور کرتا ہے اسلام اور قرآن پاک کا فرمانا ہے دکھ۔ تکالیف مصائب یہ سب کچھ انسانوں کا اپنے ہاتھوں پیدا کیا ہوا ہے خدا اور رسول و آل رسول ان کو دور کرتے ہیں اب یہ کہنا کیا خدا تمام تکالیف دور نہیں کر سکتا جو محمد و آل محمدؐ دور کرتے ہیں یا کچھ خدا دور کرتا ہے اور کچھ محمد و آل محمد علیہم السلام دور کرتے ہیں

جو خدا دور کرتا ہے وہ کونسے مصائب ہیں اور جو محمد وآل محمد علیہم السلام دور کرتے ہیں وہ کونسے مصائب ہیں یہ کہنا غلط ہے خدا اور محمد وآل محمد علیہم السلام نے تقسیم نہیں کئے ہوسے یہ تو خدا کا انعام ہے محمد وآل محمد علیہم السلام پر نیز حکومت کا کاروبار سب کا سب شہنشاہ خود نہیں کرتا بلکہ صحت کا وزیر الگ خوراک کا الگ زراعت کا الگ تعلیم کا الگ اور جنگ کا الگ نشر و اشاعت کا الگ قدرتی وسائل کا الگ آباد کاری کا الگ ان سب وزراء پر ایک انچارج وزیر ہوتا ہے جس کو وزیر اعظم کہا جاتا ہے کام حکومت کے یہ وزراء کرتے ہیں اور کہلاتے شہنشاہ کے کام ہیں لڑتے یہ ہیں جنگ شہنشاہ کی کہلاتی ہے صلح یہ کرتے ہیں صلح شہنشاہ کی کہلاتی ہے اب شہنشاہ فرمائے میں نے یہ کیا درست ہے اور وزراء میں سے کوئی یا وزیر اعظم کہے میں نے یہ کیا یہ کیا اور یہ کروں گا تم میرے ساتھ رہو تو سب کچھ ٹھیک رہے گا یہ بھی درست ہے لہذا اللہ تعالیٰ نے اسی طرح سے محکمے بنائے نبیوں کے پاس پیغام لانے والا جبرائیل۔ موت دینے والا عزرائیل صور پھونکنے والا اسرافیل ہواؤں اور بادلوں کو چلانے والا میکائیل ان کے تحت ان امور پر مقرر بیشمار ملائکہ ہیں اور یہ چاروں ان کے اپنے منصب کے اعتبار سے سردار ہیں جنکو رب العرش کہا جاتا ہے تمام عالمین کو یہ وزیر کنٹرول کئے ہیں اور وزیر اعظم ان پر مولائے کائنات جناب علی ہے ان کا استاد ان کو کہا جاتا ہے اور محمد عربی ان تمام کے اور جناب علی کے اوپر سرپرست ہیں کام یہ کر رہے ہیں اگر خدا فرماتے میں نے یہ کیا تو درست اگر رسول فرمادیں میں نے یوں کیا تو درست اور جناب علی فرمادیں میں نے بارش برسائی ہواؤں کو چلایا بیماروں کو صحت دی تو درست یا فرمادیں میں دینے والا ہوں تو درست ہے کوئی اور گناہ نہیں ہے خداوند کریم ہر وقت اپنی نئی شان میں ہے بیکار نہیں اور محمد وآل محمد علیہم السلام جو کچھ کر رہے ہیں وہ باذن اللہ ہے یہ کہنا کہ ہر چیز خدا ہی کرتا ہے غلط ہے کچھ اصول بادشاہی بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً بادشاہ کے لئے پانی پینا خود گلاس لے کر گھڑے۔ نل۔ وغیرہ پیئے بادشاہت کی توہین ہے بلکہ اس کو نوکر پلاتے اور سپاہی کا نوکر پانی خود نہ پیئے بلکہ انتظار کرے کہ کوئی آدمی آئے اور اس کو پانی پلاتے یہ اس کے سپاہی ہونے کی توہین ہے لہذا پروردگار عالم کا ہر فعل خود کرنا شہنشاہت خالق کی توہین ہے بلکہ یہ کام نبی (محمد اور ولی (علی) کریگا تو خداوند کریم کی عظمت ہے اور اس کا نام ہے عبادت ان امور کو انجام دینے کے بعد محمد وآل محمد کو یہ

کہنا کہ یہ سب کچھ ہے خدا کوئی نہیں یہ بھی سراسر غلطی اور گناہ ہے خدا۔ خدا ہے اور محمد و آل محمد
محمد و آل محمد علیہم السلام ہیں انسان لاشعوری بغفلت لاعلمی کی وجہ سے وہ حرکات کرتے ہیں جس کی
وجہ سے وہ مقدمات۔ بیماری۔ مصائب۔ آفات۔ غربت وغیرہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں جب انسان
کو سمجھ آتی ہے اور اس نے یا محمد یا علی یا فاطمہ۔ یا حسن۔ یا حسین وغیرہ نام سے کسی بزرگ کو آواز
دی رو کر توبہ کر کے وہ آئے توبہ منظور آفات سے دور کر گئے اسی کا نام لوگوں کے نزدیک
حاجت روائی مشکل کشائی ہے اور اسلام قرآن میں تزکیۂ نفس ہے۔ اسی کیلئے انبیاء۔ اہل
اور محمد و آل محمد علیہم السلام مبعوث ہوئے ہیں افعال یہ کر رہے ہیں خدا کہہ رہا ہے میں کر رہا
ہوں ان کا کیا اس کا کیا اور ان کا کہا اس کا کہا ان کا استفادہ دینا اس کا استفادہ دینا ان کا کرم کر اس کا کرم کرنا ہے

حاضر و ناظر ہونا

اب یہ کہنا ایک وقت میں کروڑوں مخلوق پکار رہی ہے یہ کیسے سن
رہے ہیں اور وہاں ہر جگہ جا کر اُن کی مشکل کو دور کر رہے ہیں پہلے
میں عرض کر چکا ہوں جیسے خدا سن رہا ہے یہ سن رہے ہیں جیسے وہ ہر جگہ ہے ویسے یہ
ہر جگہ ہیں کیونکہ یہ مظہر صفات واجب الوجود ہیں۔ یہ خیالات لوگوں کے دلوں میں صحیح
عرفان رسالت اور امامت نہ ہونے کی وجہ سے ہے اگر وہ صحیح طور پر قرآن اور احادیث
کی روشنی میں نفس امارہ سے نجات حاصل کر کے کتاب نفس کا ایک ورق بھی پڑھ لیں
تو یہ اعتراضات نہ کریں۔ مگر ایسا نہیں بلکہ مختلف طبائع اور متضاد فکر کر کے لوگوں نے
محمد و آل محمد علیہم السلام کو اپنے اپنے فکر اور دماغ عقل کے مطابق سمجھنا چاہا قرآن
مجید کی مقاصد اور مطالب میں بعض مقامات پر سہواً اور بعض پر سہواً غلط اور اپنے مفید
تر حالات کیلئے تاویلیں کیں اور محمد و آل محمد علیہم السلام کو بالکل متضاد طریقوں پر پیش کیا
بعض نے اتنا بڑھایا کہ عبد اور معبود کے فرق کو ختم کر دیا اور بعض نے اتنا گھٹایا کہ اپنے
جیسا معمولی انسان بنا دیا غرضکہ نفس امارہ کے غلاموں اور غفلت میں پڑے ہوئے لاعلمی
کے مریضوں نے بہت ٹھوکریں کھائیں جس کا اثر یہ ہوا بہت سارے جاہل نبی اور امام
بن بیٹھے اور اسلام میں گمراہی کا باب کھل گیا فرقے مذہب جماعتیں بن گئیں اور بات
ایمان و کفر تک آگئی جو محمد و آل محمد علیہم السلام کو نور۔ مشکل کشا۔ حاجت روا۔ معصوم
زندہ جاوید۔ حاضر ناظر۔ سورج چاند۔ سیارے ستارے اور مدبر کائنات مانے وہ
کافر جو اپنے جیسا خاکی۔ مجبور۔ خاطی۔ مردہ وغیرہ مانے وہ مومن مجھے جہاں تک

گو تحریر کرنا ہے وہ ہر مسلمان سے ہے رسالت اور امامت ایک عہدہ ہے۔ کمالاتِ دو قسم کے ہوتے
ہیں ایک کمالات ذات اور ایک کمالات عہدہ۔ تبلیغ احکام الٰہی تعلیم فرمان الٰہی یہ کمالات عہدہ رسالت اور
امامت ہیں نہ کہ کمالات ذات مشکل کشائی۔ حاجت روائی۔ عالم الغیب حاضر و ناظر وغیرہ یہ ہیں کمالات
ذات۔ اور عہدے ہمیشہ کمالات ذات کی وجہ سے ملا کرتے ہیں۔ عہدے سے کمالات نہیں ملتے قابلیت
ہے تو ایم۔ اے کی ڈگری ملتی ہے شعور۔ فکر۔ دماغ۔ ایل۔ ایل۔ بی کی ڈگری ہے تو عہدہ جسٹس یا کمشنری یا وزارت
ملتا ہے اگر ذات میں یہ کمالات نہیں تو عہدہ نہیں ملتا اور جسٹس یا کمشنر بن کے کبھی ایم۔ اے
ایل۔ ایل۔ بی وغیرہ کی ڈگری نہیں ملتی لہٰذا خداوند عالم نے تمام عالمین میں محمد و آل محمد علیہم السلام کو علم
غیب۔ حاجت روائی مشکل کشائی۔ حاضر و ناظر۔ مدبر عدل و انصاف عصمت میں بلند دیکھا تو نبوت
امامت۔ خلافت۔ ولایت۔ شہادت کے عہدے دیدیئے اپنی حکومت کا مختار بنا کر اپنا
نائب اعظم وزیر اعظم بنا دیا اب جو یہ چاہیں وہ چاہے اور جو وہ چاہے یہ چاہیں انکا کرنا
اس کا کرنا اور اس کا قول انکا قول ہے میں علوم دینیہ کی اسناد بھی رکھتا ہوں پیشنماز اور
مقرر۔ مبلغ بھی ہوں اور تعلیم طب رکھتا ہوں ڈاکٹر بھی ہوں پیشنمازی ایک عہدہ ہے جو
قوم نے مجھے دیا ہے اور ڈاکٹری میرا ذاتی پیشہ ہے کمال ہے اب جو یہ کہے پیشنماز ڈاکٹر
نہیں ہو سکتا کیونکہ پیشنمازی کے فرائض میں ڈاکٹری نہیں وہ لاعلم بے سمجھ ہے اسی طرح
رسالت امامت کا عہدہ تبلیغ احکام ہے۔ حاضر ناظر مشکل کشائی وغیرہ ذاتی کمالات
ہیں۔ لہٰذا جو کہے نبی اور امام مبلغ احکام خدا ہے وہ کسی کو کچھ دینے لینے کی طاقت
نہیں رکھتا غیب نہیں رکھتا مشکل کشائی نہیں کر سکتا وہ جاہل بے علم معرفت سے دور ہے
کیونکہ رسالت امامت عہدہ ہے اور یہ امور ذاتی کمالات ہیں لہٰذا میں حاضر و ناظر کے
متعلق لکھتا ہوں۔ حاضر کے لغوی معنیٰ سامنے موجود ہونا حضور المجلس القاضی و
حاضر الغائب حضوراً قدم من غیبتہ لغات الصباح المنیر اور چند معنی ناظر کے ہیں دیکھنے
والا۔ آنکھ کا تل۔ نظر۔ ناک کی رگ آنکھ کا پانی۔ والناظر السواد الاصغر من العین
الذی یبصر بہ الانسان شخصہ المصباح المنیر والناظر السواد فی العین ٢
والبصر بنفسہ وعرق فی الانف وفیہ ماء البصر قاموس اللغات الناظر
فی المقلۃ السواد الاصغر الذی فیہ انسان العین مختار الصحاح ابن
ابی بکر رازی جہاں تک ہماری نظر کام کرے ہم ناظر ہیں اور جس جگہ تک ہماری دسترس

ہو یعنی تعریف کر سکیں وہاں تک حاضر ہیں۔ ہم آسمان تک دیکھ سکتے ہیں تو آسمان تک ناظر ہیں۔
لیکن حاضر نہیں کیونکہ وہاں تک ہماری دسترس نہیں ہے اور جن اشیاء کو ہم دیکھ بھی رہے ہیں ہاتھ
بڑھا کر ان کو اٹھا بھی سکتے ہیں وہاں تک ہم ناظر بھی ہیں اور حاضر بھی اصطلاح اسلام میں حاضر ناظر
کے یہی معنی مراد ہیں یعنی نبی اور امام قوت قدسیہ والا ایک ہی جگہ رہ کر تمام عالمین کو مثل کف دست
دیکھ رہا ہے نزدیک و دور کی آوازیں سن رہا ہے ایک لمحہ میں تمام عالمین کی سیر کر رہا ہے حاجت
مندوں کی حاجت روائی کر رہا ہے یہ کمال روحانی ہے یا جسمانی جسم مثالی سے یا وہ جسم جو قبر میں ہے
یا حیات ظاہری میں کسی ایک جگہ موجود ہے ارشاد قدرت ہے وَاعْلَمُوا اَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللّٰهِ جان لو کہ تم سب میں،
رسول اللہ قدرت کا یہ خطاب ازواج یا اہل بیت سے نہیں بلکہ تمام امت سے ہے اور وقتی طور پر صحابہ سے
صحابہ بھی ایک جگہ پر نہیں تھے بلکہ مقامات پر مختلف شہروں اور قصبوں میں تھے تو حضور ہر جگہ امت کے ساتھ
اور امت ہر جگہ موجود لہذا آپ ہر جگہ موجود نیز ارشاد قدرت ہے اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيلِ
اے رسول کیا تم نے نہ دیکھا تمہارے رب نے ان ہاتھی والوں کو کہ کیا حال کیا۔ واقعہ اصحاب فیل
اور قوم عاد حضور کی ظاہرہ ولادت سے پہلے کا ہے اور فرمایا خدا نے اَلَمْ تَرَ کیا آپ نے نہ دیکھا یعنی دیکھا ہے
نیز ملاحظہ ہو اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ کیا انہوں نے نہ دیکھا ان سے پہلے ہم نے کتنی قومیں ہلاک کر دی ہیں
یہ آیت کفار کے بارے میں ہے اور کفار نے اپنے پہلوں کو نہیں دیکھا۔ مگر فرمایا گیا
کیا نہ دیکھا لہذا کفار بھی اپنی پیدائش سے پہلے وہاں موجود نہ تھے اور حضور بھی نہیں۔ تو
پھر معاذ اللہ یہ آیات قرآن لغو ہوئیں نہیں دیکھا دونوں نے۔ حضور موجود تھے۔ کفار
موجود نہ تھے مگر وہ اجڑے ہوئے تباہ شدہ مکانات برباد مکہ کے کھنڈرات دیکھتے
تھے کفار مکہ ان کھنڈرات سے اپنے سفروں میں گزارا کرتے تھے۔ اس لیے فرمایا گیا ہے
کیا انہوں نے نہیں دیکھا۔ تو یہ ان کھنڈرات کو دیکھ کر عبرت کیوں نہیں حاصل کرتے۔ رسول
پاک نے ظاہرہ نہ دنیا کی سیر فرمائی اور نہ قوم عاد کے اجڑے ہوئے ملک کو دیکھا اس لئے
ماننا پڑتا ہے کہ حضور کا یہاں نور ذات سے دیکھنا مراد ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوا اَنْفُسَهُمْ
جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا
رَّحِيْمًا ہ اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اسے محبوب تمہارے حضور حاضر
ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کیلئے ارشاد فرمائے تو ضرور اللہ کو توبہ
قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ یہ آیت صاف مبتلا رہی ہے کہ گنہگاروں کی بخشش کی سبیل

صرف یہ ہے کہ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر شفاعت کے طلبگار ہوں اور حضور کریمانہ شفقت
فرمائیں اور یہ آیت میں نہیں ہے کہ مدینہ میں حاضر ہو کر شفاعت کے طلبگار ہوں۔ اگر یہ ہو تو
فقیر۔ غریب۔ محتاج مدینہ پہنچنے سے قاصر رہے اور بخشش بھی پھر نہیں ہو سکتی۔ اور مالدار بھی تمام
عمر میں ایک دفعہ یا زیادہ سے زیادہ دو بار مدینہ آتے ہیں اور گناہ دن رات کرتے ہیں۔ لہذا
تکلیف مافوق الطاقت لہذا مطلب صاف یہ ہے وہ تمہارے پاس موجود ہیں۔ تم جہاں بھی ہو
لہذا ان کے حضور میں حاضر ہو جاؤ۔ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ
عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا پس کیا ہوگا جب ہم ہر امت میں سے بلائیں گے ان کا حال بتانے
والا اور اے محبوب تم ان سب کے حال بتانے والے ہو گے۔ دوسری آیت يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ
اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا
اے نبی تحقیق ہم نے تجھکو شاہد اور بشیر و نذیر بنا کر اور اللہ کی طرف سے اس کے حکم سے بلانے
والا اور سراج المنیر بنا کے بھیجا ہر دو آیات میں لفظ شہید اور شاہد ہے دونوں شہد سے ہیں
اور لفظ شہید جب متعدی بنفسہ ہو تو اس کا معنی حضر ہوتا ہے ورنہ علمہ۔ لہذا دونوں جگہ
حاضر اور ناظر معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے اس موضوع پر آیات قرآنیہ بہت ہیں میں ان ہی
پر اکتفا کرتا ہوں۔ اللہ تعالی کیلئے یہ نہیں کہا جاتا کہ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر کیونکہ اگر یہ کہا جائے
تو اللہ جگہ میں محدود ہو جائے گا اور جو جگہ میں محدود ہو جائے وہ خدا نہیں لہذا خدا اس سے
بالاتر ہے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا صفت خدا نہیں بلکہ یہ صفت محمد و آل محمد علیہم السلام ہے اور
ان ذوات قدسیہ کو حاضر و ناظر کہنا ایمان ہے کفر نہیں ہے یَا حَاضِرُ یَا نَاظِرُ لَيْسَ بِكُفْرٍ
درمختار جلد سوم باب المرتدین اے حاضر اے ناظر کہنا کفر نہیں ہے نیز اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا
كَاَنَّهٗ لَمَّا كَانَ اَوَّلُ مَخْلُوْقٍ خَلَقَهُ اللّٰهُ كَانَ شَاهِدًا بِوَحْدَانِيَّتِهِ الْحَقِّ وَشَاهِدًا
بِمَا اُخْرِجَ مِنَ الْعَدَمِ اِلَى الْوُجُوْدِ مِنَ الْاَرْوَاحِ وَالنُّفُوْسِ وَالْاَجْرَامِ وَالْاَرْكَانِ
وَالْاَجْسَادِ وَالْمَعَادِنِ وَالنَّبَاتِ وَالْحَيْوَانِ وَالْمَلَكِ وَالْجِنِّ وَالشَّيْطٰنِ وَالْاِنْسَانِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ لِئَلَّا
يَشِذَّ عَنْهُ مَا يُمْكِنُ لِلْمَخْلُوْقِ وَاَسْرَارِ اَفْعَالِهٖ وَعَجَائِبِهٖ فَشَاهَدَ خَلْقَهٗ وَمَاجَرٰى اللّٰهُ عَلَيْهِ
مِنَ الْاِكْرَامِ وَالْاِخْرَاجِ مِنَ الْجَنَّةِ بِسَبَبِ الْمُخَالَفَةِ وَمَا تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ اِلٰى اٰخِرِ مَاجَرٰى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَشَاهَدَ خَلْقَ اِبْلِيْسَ وَمَاجَرٰى عَلَيْهِ قَالَ بَعْضُ الْاَكَابِرِ اِنَّ مَعَ كُلِّ سَعِيْدٍ
رَقِيْقَةً مِنْ رُوْحِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ هِيَ الرَّقِيْبُ الْعَتِيْدُ عَلَيْهِ وَلِمَا قَبَضَ

الروح المحمدی من آدم الذی کان بہ دائما لا یُفِلُّ تفسیر روح البیان پارہ ۲۶
سورہ فتح زیر آیت انا ارسلنٰک کیونکہ حضور اللہ کی پہلی مخلوق ہیں اس لئے اس کی وحدانیت
کے گواہ ہیں اور ان چیزوں کو مشاہدہ کرنے والے ہیں جو عدم سے وجود میں آئے ارواح
نفوس۔ اجسام۔ معدنیات۔ نباتات۔ حیوانات۔ فرشتے اور انسان وغیرہ تاکہ آپ کے اوپر
رب کے وہ اسرار اور عجائب مخفی نہ رہیں جو کسی مخلوق کیلئے ممکن ہیں پس حضور نے حضرت
آدم کا پیدا ہونا ان کی تعظیم ہونا در خطا پر جنت سے علیحدہ ہونا اور پھر توبہ قبول ہونا آخر تک
کے سارے معاملات جو ان پر گذرے سب کو دیکھا اور ابلیس کی پیدائش اور جو کچھ اس پر
گذرا اس کو بھی دیکھا۔ بعض اکابر نے فرمایا ہے کہ ہر سعید کے ساتھ حضور رہتے ہیں اور یہی
رقیب عتید سے مراد ہے جس وقت ذات محمدی حضرت آدم سے دور ہوئی تو ان سے ترک اولیٰ
ہوا ایک حدیث میں ہے جب زانی زنا کرتا ہے تو روح ایمان اس سے نکل جاتی ہے روح
البیان میں بیان ہی ہے کہ روح سے مراد جناب محمد مصطفیٰ کی ذات گرامی ہے۔ اَقِیْمُوْا صُفُوْ
فَکُمْ فَاِنِّیْ اَرَاکُمْ مِنْ وَّرَائِیْ (مشکوۃ باب توبہ) اپنی صفیں سیدھی رکھو کیونکہ ہم تم کو
اپنے پیچھے سے بھی دیکھتے ہیں۔ وے علیہ السلام بر احوال و اعمال امت مطلع است بر مقربان
درگاہ خود مفیض و حاضر و ناظر است (مجمع البرکات الشیخ عبد الحق محدث دہلوی حضور علیہ السلام
امت کے احوال اعمال پر مطلع ہیں اور حاضرین بارگاہ کو فیض پہنچانے والے اور حاضر و
ناظر ہیں۔ بایں چندیں اختلاف و کثرت مذاہب کہ در علماء امت ہست یک کس را دریں مسئلہ خلافی
نیست کہ آنحضرت علیہ السلام بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز و توہم تاویل دائم و باقی است
و بر اعمال امت حاضر و ناظر است و طالبان حقیقت را و توجہاں آنحضرت رامیفض و مربی است
او غال الشان) اس اختلاف و مذاہب کے باوجود جو علماء میں ہے اس میں کسی کا اختلاف
نہیں کہ حضور علیہ السلام حقیقی زندگی سے بغیر تاویل مجاز کے احتمال کے باقی اور دائم ہیں
اور امت کے احوال پر حاضر و ناظر ہیں اور حقیقت کے طلبگار اور حاضرین بارگاہ کے فیض
رساں اور مربی ہیں سنی علامہ امام غزالی لکھتا ہے اِذَا دَخَلْتَ فِی الْمَسْجِدِ فَاِنَّہٗ علیہ
السلام یحضر فی المسجد جب تم مسجدوں میں جاؤ تو حضور علیہم السلام کو سلام کرو کیونکہ
آپ مسجدوں میں ہوتے ہیں اور ہر مسلمان کیلئے لازم ہے کہ وہ نماز میں تشہد کے اندر
حضور پر اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَیُّھَا النَّبِیُّ کہہ کر سلام کرے بعضے عرفا گویند کہ ایں خطاب بجہت

سریاں حقیقت محمدیہ است در ذراند موجودات و افرادِ ممکنات پس آنحضرت در ذرات مصلیاں موجود و حاضر است پس مصلی را باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد وازیں شہود غافل نہ شود تا انوار قرب و اسرار معرفت منور و فائز گردد اشعۃ اللمعات کتاب الصلوٰۃ بعض عارفین نے کہا ہے کہ تشہد میں یہ خطاب اس لئے ہے کہ حقیقت محمدیہ موجودات کے ذرہ ذرہ میں اور ممکنات کے ہر فرد میں سرایت کئے ہے پس حضور علیہ السلام نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں نمازی کو چاہیے کہ اس معنی سے آگاہ رہے اور اس شہود سے غافل نہ ہو تاکہ قربت کے نور اور معرفت کے بھیدوں سے واقف ہو جائے غرضکہ سنی اور شیعہ علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ محمد و آل محمد علیہم السلام ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اور یہ ان ہی کی صفت ہے نہ کہ خدا کی صفت ہے کیونکہ خداوند کریم وہ ذات ہے لایجری عَلَیْہِ زَمَانٌ ولا یَشْتَمِلُ علیہ مکانٌ خدا پر نہ زمانہ گزرتا ہے کیونکہ زمانہ سفلی اجسام پر زمین میں رہ کر گزرتا ہے ان کی عمریں ہوتی ہیں جیسے چاند سورج انسان وغیرہ لہذا خدا کو ہر جگہ حاضر ناظر کہنا بے دینی ہے یہ صفت محمد و آل محمد علیہم السلام کی ہے اور ان میں یہ صفت بالذات نہیں بلکہ بعطائے الٰہی ہے اور اس کو ماننا عین ایمان ہے مولائے کائنات کا ایک وقت میں چالیس جگہ حاضر ہونا حیات رسالت میں ثابت ہے جناب مولائے امیرالمومنین نے فرمایا ہے۔ مومن۔ منافق۔ کافر مشرک کوئی آدمی نہیں مرتا جب تک میں اس کے سرہانے جا کر حکم نہ دوں ایک وقت میں روئے زمین پر کتنی موتیں واقع ہو رہی ہیں ہر جگہ علی موجود ہے اور جب نکیرین قبر میں آتے ہیں تو سرہانے مولا کی کرسی لگتی ہے فرشتے تیرا رب کون ہے رسول کون ہے دین کیا ہے قبلہ کیا ہے اور امام کیا ہے کتاب کیا ہے ان تمام سوالوں کے جواب کے بعد جب میت بتا دیتی ہے اللہ میرا رب ہے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میرا نبی ہے اور اسلام میرا دین ہے قرآن میری کتاب ہے اور کعبہ میرا قبلہ ہے جناب علی میرا پہلا امام ہے اور امام حسن سے لیکر امام مہدی علیہ السلام تک نام بنا دیتا ہے اس وقت فرشتے پوچھتے ہیں۔ مَاتَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ۔ صحیح بخاری باب المیت اور مشکوٰۃ باب المیت کیا کہتا ہے تو اس مرد کے بارے میں یعنی پانچوں سوالوں کے جواب دینے پر نجات ہی نجات ہے اصل پر کہ یہ کرسی پر بیٹھنے والا کون ہے صاحب عرفان مومن فوراً بتادے گا یہ میرا مولا علی ہے ایک وقت میں کتنی قبریں بنتی ہیں روئے زمین پر اور ہر جگہ مولا قبر میں تشریف لاتے ہیں امام زین العابدین نے فرمایا جہاں اور جب مجلس امام حسین علیہ السلام بپا ہوتی ہے چہاردہ

معصوم اور شہدائے کربلا میری پھوپھی زینب جناب سکینہ کو لے کر ضرور حاضر ہوتی ہیں۔ ایک وقت میں خطہ ارضی پر کتنی مجالس ہوتی ہیں اور کہاں کہاں یہ ہستیاں موجود ہوتی ہیں جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا تمام رونے والوں کے ساتھ ہے اور ان کے آنسو اپنے رومال میں لیتی ہیں لہذا، محمد و آل محمد علیہم السلام کے حاضر و ناظر ہونے کا انکار قرآن کا انکار اسلام۔ توحید۔ اور ایمان کا انکار ہے اب رہی یہ بات محمد مصطفیٰ مولا علی مدینہ اور نجف میں ہیں امام حسین کربلا میں ہیں اور ہر جگہ موجود ہیں تو آپ لوگ مدینہ نجف اور کربلا کیوں جاتے ہیں لہذا خداوند کریم ہر جگہ ہے تم لوگ کعبہ میں کیوں جاتے ہو کیا محمد و آل محمد علیہم السلام چکلہ اور گندی نالی میں ہیں اگر ہیں تو ان کی توہین نہیں لہذا کیا خداوند کریم چکلے میں شراب خانے قمار خانہ میں اور گندگی نالی میں ہے اگر ہے تو اس کی توہین نہیں جو جواب اس کا وہ ہی محمد و آل محمد کے بارے میں ہے خداوند کریم عقل کی دولت دے اور محمد و آل محمد علیہم السلام کی سوانح حیات پڑھنے کی طاقت دے اور سیرت کو سمجھنے کی توفیق دے

بَقِیَّۃُ اللہ: کیا خداوند کریم نے محمد و آل محمد علیہم السلام کے متعلق بھی یہ حکم دیا ہے کہ صاحبان ایمان اپنی تکالیف مصائب۔ مشکلات میں جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب فاطمہ زہرا جناب علی علیہ السلام دیگر ائمہ معصومین کو پکاریں۔ آواز دیں۔ مدد مانگیں۔ حاجات طلب کریں۔ جبکہ اس نے یہ فرمایا ہے۔ ایاک نعبد وایاک نستعین۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں لہذا کسی کو مددگار حاجت روا مشکل کشا ماننا گناہ اور شرک ہے ہاں ان کو مشکل کشا حاجت روا مانو اور مدد کیلئے پکارو جن کو ان کاموں کیلئے اللہ نے مقرر کیا ہے لہذا سرکار رسالت اور ائمہ معصومین نے کئی جگہ اپنے خطبات میں فرمایا ہے۔ نَحْنُ وَجْهُ اللّٰهِ نَحْنُ بَابُ اللّٰهِ نَحْنُ نَفْسُ اللّٰهِ نَحْنُ اٰیَاتُ اللّٰهِ نَحْنُ جَنْبُ اللّٰهِ نَحْنُ عَیْنُ اللّٰهِ نَحْنُ هیبتُ اللّٰه نَحْنُ لِسَانُ اللّٰهِ نَحْنُ صِبْغَةُ اللّٰه نَحْنُ بَقِیَّةُ اللّٰهِ۔ نَحْنُ صِرَاطُ اللّٰهِ وغیرہ لہذا اب قرآن پاک میں آیئے اور حکم خداوندی کو پڑھ کر ایمان کو درست کر کے سر جلاء العیون سے جلاء العیون حاصل کیجئے۔ ارشاد ربانی ہے بَقِیَّتُ اللّٰهِ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ وَمَآ اَنَا عَلَیْکُمْ بِحَفِیْظٍ ۝ (هود) بقیة الله تمہارے لئے خیر ہے اگر تم مومن ہو اور میں تمہارے اوپر نگہبان نہیں ہوں بقیة الله نگران نگہبان۔ محافظ ہے ہر طرح سے بیماری بے روزگاری بے اولادی بے عزتی۔ پریشانی۔ حیرانی۔ گمراہی

غرضکہ ہر کام میں اللہ نے صاحبان ایمان پر محافظ بنایا ہے بقیۃ اللہ اور خود فرمایا ہے میں اب تمہارے اوپر محافظ نہیں یعنی مصائب میں مشکلات۔ پریشانیوں میں مقدمات غربت ہو رزق نہ ہو بیماری ہو تو میں نے تمہارے اوپر اے صاحبان ایمان بقیۃ اللہ کو مقرر کر دیا ہے اب تم لوگ اس ہی کو پکارنا وہ تمہاری ہر طرح سے مدد کرے گا جو مانگو گے وہ دے گا وہ ہم سے جدا نہیں اور ہم اس سے علیحدہ نہیں اس کا فعل ہمارا فعل اس کا قول ہمارا قول اس کا دینا ہمارا دینا اس کا انکار ہمارا انکار جو بھی مومن ہے وہ بقیۃ اللہ سے مانگے بقیۃ اللہ سے مراد جو اللہ نے باقی رکھا۔ یعنی جسکو بقا ہے فنا نہیں۔ موت نہیں اور کائنات میں جن کو موت نہیں فنا نہیں وہ ہیں محمد و آل محمد علیہم السلام ان کے گھر جلائے در گرائے زہر دیا۔ تیروں سے لاش کو چھلنی کیا اور سم اسپاں سے جسم اقدس پامال کیا مگر وہ زندہ ہیں۔ وہ کھاتے پیتے اور چلتے پھرتے ہیں مگر ہم کو ان کی خوراک اور زندگی کا شعور نہیں ارشاد قدرت ہے وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ امواتاہ بل احیا۔ اور نہ کہو تم جو سبیل اللہ میں قتل ہو جانے اموات مردہ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ سبیل اللہ ہے محمد و آل محمد علیہم السلام کی محبت۔ اطاعت تابعداری اور ان کی مخالفت ہے طاغوت کی محبت شیطان کی اطاعت ظلم کی تابعداری اس لئے فرمان رسول ہے مَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مات شھیدا۔ جو آل محمد کی محبت میں مر جائے وہ شہید زندہ ہے اور زندہ رہنے کا نام بقا اور یہ زندگی اور بقا میں فرق ہے لباس خاک میں بشر ہو کر سینۂ زمین پر رہنے کا نام زندگی اور بشریت کے لباس کو چاک کر کے انسانی جامے میں اصلی صورت میں رہنے کا نام ہے بقا۔ جو آل محمد اور محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محبت میں جسکو سبیل اللہ کہا گیا ہے جان دیدے وہ مسلمانوں کی نظر میں اور قرآن میں شہید ہے اور شہید مردہ نہیں زندہ ہے وہ رزق بھی پاتا ہے چلتا ہے پھرتا ہے لوگوں کی آواز کو سنتا ہے اور ان کی مدد بھی کرتا ہے جب محمد و آل محمد علیہ السلام کی محبت میں جان دینے والا شہید زندہ ہے بقا پا گیا تو اب محمد و آل محمد علیہ السلام مردہ کیسے وہ بھی باقی ہیں زندہ ہیں لہذا جناب مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمہ زہرا جناب مطلے کائنات حلال مشکلات علی مرتضٰے جناب فاطمہ زہرا و امام حسن مجتبٰے۔ امام حسین مظلوم کربلا۔ زین العابدین۔ امام محمد باقر۔ امام جعفر صادق امام موسیٰ کاظم جضرت امام علی رضا۔ حضرت امام محمد تقی جناب امام علی تقی اور حضرت

حسن عسکری نیز قائم آل محمد یہ ذوات قدسہ باقی ہیں اور قیامت تک قیامت کے بعد تک یہ زندہ ہیں باقی ہیں بقیۃ اللہ ہیں چلتے ہیں پھرتے ہیں لوگوں کی اور دیگر مخلوق کی آواز کو سن رہے ہیں۔ جو بھی جس حال میں ان کو پکار رہا ہے یہ اس کو آواز بھی دے رہے ہیں یہ الگ بات ہے کوئی اس آواز کو نہ سن سکے چہاردہ معصوم از خلقت کائنات تا قیامت اور بعد قیامت بقیۃ اللہ ہیں تمام عالم کو فنا ہے صرف وہ زندہ رہے گا جس کا واسطہ ان ذوات مقدسہ سے ہے دور آدمؑ زمانہ نوحؑ۔ عصر خلیلؑ۔ وقت کلیمؑ لمحاتِ زندگی عیسٰیؑ میں یہی بقیۃ اللہ تھے اور آج تک ہیں نیز قیامت تک بعد قیامت تک اگر یہ بقیۃ اللہ نہیں تو مسلمانوں سے چیلنج ہے وہ بتائیں بقیۃ اللہ محمد وآل محمدؐ علیہم السلام کے علاوہ کون ہیں۔ اور یقیناً نہیں بتا سکتے کیونکہ اور کوئی نہیں ہیں صرف یہی ہیں جب یہ ہی ذواتِ مقدسہ بقیۃ اللہ ہیں تو پروردگار عالم خالق ارض و سما نے ان ذوات مقدسہ بقیۃ اللہ کو مومنین پر محافظ بنایا ہے مومنین اپنے مصائب دکھ درد۔ بیماری میں ان کو پکارتے ہیں اور پکارتے رہیں گے جو مومن نہیں وہ ان کو نہیں پکارتے اور نہ وہ لوگ ان کی امداد کے قائل ہیں جب وہ اللہ اور اس کے کلام کو ہی نہیں مانتے اور ان ایات کو اپنی مرضی سے جدھر چاہیں موڑ لیتے ہیں اور جو چاہیں مطلب نکال لیتے ہیں پھر محمد وآل محمدؐ علیہم السلام کی ان بے ایمان لوگوں کی نظر میں کیا حیثیت ہے مولا ئے قنبر جناب فاطمہ امام حسنؑ اور حسینؑ دیگر ائمہ معصومین بہ حاجت۔ حاجت روا مشکل کشا ہیں ہی مومنین کے لئے غیر جائیں جہنم میں۔ پولیس۔ مجسٹریٹ۔ ڈپٹی کمشنر۔ وکیل۔ ڈاکٹر سے یہ تکالیف میں مدد مانگ لیتے ہیں اور مدرسوں کا سالانہ جلسہ کر کے رؤساء سے روپیہ زمینداروں سے گندم وغیرہ مانگ لیتے ہیں اللہ پر بھروسہ نہیں کرتے اگر مومن بقیۃ اللہ سے مدد مانگے یا اس کو آواز دے تو کفر اور شرک کا فتویٰ اللہ اور غیر اللہ کی بحث چھیڑ دیتے ہیں۔ حالانکہ ان میں مشرکوں کا فردن منافقوں کی عورتیں جو بانجھ ہیں ڈاکٹروں کے پاس آتی ہیں بیماری دور کریں اولاد ہو تو کیا یہ عورت مشرک ہو گئی نہیں دنیا عالم اسباب ہے بتائیں یہ لوگ خالق نے کب ان کی مدد کی کوئی ذریعہ وسیلہ بنایا اس سے مدد ہو گئی وہ وسیلے کا محتاج ہے اگر خود وہ کرے تو اللہ نہ رہے۔ جب بچہ پیدا ہونے کیلئے عورت۔ مرد۔ دائی۔ ڈاکٹر وغیرہ وسیلہ پیدا کیا اسی طرح بیماری سے بچنے کیلئے اور حصول رزق کیلئے کوئی بھی ان اسباب کو خدا نہیں کہتا اور نہ کہنے کیلئے تیار ہے ان تمام عالمین کے

اسباب میں جو سب سے بلند و بالا پائیدار مستقل نہ فنا ہونے والا ہے وہ بقیۃ اللہ اور صاحب عقل ہمیشہ ایسے کو مدد کیلئے پکارتا ہے جو سرکاری طور پر حکومت کا مقرر کردہ ہو بے طمع ہو لالچ نہ ہو اور خود غرض نہ ہو جس وقت جب بھی اس کو آواز دی جائے آندھی ہو زلزلہ ہو سیلاب ہو طوفان ہو دوپہر ہو آدھی رات ہو گھر ہو شہر بازار گاؤں قصبہ جنگل۔ صحرا دریا کا کنارہ یا دریا کے بیچ مچھلی کے پیٹ میں ہو یا غار میں پہاڑ کے اوپر ہو کسی اژدہے کے منہ میں شیر کے آگے ہو یا بستر مرگ پر ہسپتال میں۔ ڈاکوؤں کے نرغہ میں ہو یا زیر تلوار۔ زندان میں ہو یا تختہ دار پہ صاحب زبان ہو یا گونگا۔ بلند آواز سے پکار رہا ہو یا آہستہ زبان سے یا دل سے سر شام یا پچھلی رات کو جو بھی وقت ہو کوئی وقت مقرر نہیں یا محمدؐ یا علیؑ یا فاطمہؑ یا حسنؑ یا حسینؑ چہاردہ معصومین میں سے جس نے بقیۃ اللہ کا نام لیا وہ تشریف لائے مدد کی اور گئے نہ ان کے آنے کا پتہ چلا اور نہ جانے کا معلوم ہوا تو یہ کہ وہ تکلیف چلی گئی مومن کا ایمان ہے کہ بقیۃ اللہ ہمارا محافظ ہے اولاد۔ مال رزق۔ شفا زندگی ادائیگی قرض۔ بخت اور حصول تخت غرضکہ تمام آفات و بلیات اور نماز روزہ اعمال عبادت ریاضت میں اُن کو آواز دے رہا ہے وہ باذن اللہ تمام امور میں امداد فرما رہے ہے کافر مشرک۔ منافق انکاری ہے اور اعتراض کر رہا ہے کرتا رہے گا محمد وآل محمد علیہم السلام اہل ایمان کی مدد بحکم خدا تا قیامت اور بعد قیامت فرماتے رہیں گے خداوند کریم مسلمانوں کو سوانح حیات محمد وآل محمد علیہم السلام جلاء العیون پڑھنے کی توفیق دے اور ایمان کی دولت سے مالا مال کرے پھر یہ بھی بقیۃ اللہ کو پکاریں اپنے مصائب میں

ختم شد

خادم الشریعت
سید ظہور الحسن کوثر بن سید مہر علی شاہ عفا اللہ عنہما
خطیب شیعہ
محلہ درگیراں ہمایوں روڈ ملتان

باب اوّل

بیان تاریخ ولادت و شہادت و بعض احوال مناقب و معجزات خامس آل عبا

فصل پہلی۔ ولادت باسعادت امام حسین علیہ السّلام

بیان علمائے شیعہ زیادہ تر یہ ہے کہ ولادت آنحضرتؑ مدینہ منورہ میں بتاریخ سوم ماہ شعبان سال چہارم ہجرت واقع ہوئی۔ اور بعضوں میں پانچویں ماہ مذکور کی بھی لکھی ہے۔ اور اکثر کہتے ہیں کہ روز پنجشنبہ تھا اور روز سہ شنبہ بھی کہا ہے اور توقیع حضرت صاحب العصر علیہ السلام میں جو بنام قاسم بن علامہ ہمدانی صادر ہوئی مذکور ہے کہ ولادت آنحضرت بروز پنجشنبہ تیسری ماہ شعبان کو ہوئی۔ اور شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ ولادت آنحضرت پانچویں ماہ شعبان کو ہوئی۔ اور شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے۔ کہ ولادت آنحضرت آخر ماہ ربیع الاول سال سوم ہجری میں ہوئی اور یہ خلاف مشہور ہے۔ اور جناب رسولؐ خدا نے بامر حق تعالیٰ حسین نام رکھا۔ بنام پسر کوچک ہارون کہ شبیر ان کا نام تھا۔ اور شبیر لغت میں بمعنی حسینؑ ہے، جس طرح ولادت امام حسنؑ میں ذکر ہو چکا ہے اور کنیت آنحضرت ابو عبداللہ ہے اور ابو علیؑ بھی کہتے ہیں اور القاب شریف آنحضرتؑ رشید، طیب، سید، ولی، ذکی مبارک سبط و شہید و سعید ہیں، جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ نقش نگین آنحضرت علیہ السلام ان اللہ بالغ امرہ تھا جناب صادق سے منقول ہے کہ نقش نگیں آنحضرت الحمد اللہ تھا۔ اور نقش دوسری روایت میں لا الہ الا اللہ عدۃ للقاء اللہ اور دوسری انگوٹھی اِن اللہ بالغ امرہ تھا۔ اور دوسری روایت جس میں منقول ہے ایک شخص نے جناب صادق سے پوچھا۔ لوگ کہتے ہیں۔ جب امام حسینؑ شہید ہوئے۔ انگوٹھی دست مبارک سے اتارلی، جناب صادق نے فرمایا۔ ایسا نہیں بلکہ امام حسینؑ نے امام زین العابدینؑ کو اپنا وصی کیا۔ اور اپنی انگوٹھی ان کے ہاتھ میں پہنائی

اور امر امامت ان کے سپرد کیا جس طرح جناب رسول خدا امیر کو اپنا وصی اور جناب امیرؑ نے امام حسینؑ کو اور وہ انگوٹھی میرے پدر بزرگوار کو پہنچی اور میرے پدر بزرگوار سے مجھے ملی اور اب میرے پاس موجود ہے ہیں ہر جمعہ کو اپنے ہاتھ میں پہن کر نماز پڑھتا ہوں، راوی کہتا ہے میں بروز جمعہ خدمت آنحضرتؑ میں گیا اور حضرت کو نماز میں مشغول پایا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے اپنا دست مبارک میری طرف پھیلایا میں نے دست مبارک میں ایک انگوٹھی دیکھی اس پر نقش یہ تھا۔ لاالہ الا اللہ عدۃ للقاء اللہ، حضرت علیہ السلام نے فرمایا یہ انگوٹھی میرے جد امام حسینؑ کی ہے اور روایات معتبرہ اس پر دلالت کرتی ہیں۔ اور فاصلہ میان امام حسنؑ اور امام حسینؑ بقدر مدت حمل تھا۔ اور مدت ایام حمل امام حسین چھ مہینہ تھے۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ صفیہ دختر عبدالمطلب نے کہا میں دایۂ امام حسینؑ تھی جب آنحضرت متولد ہوئے، جناب رسول خدا نے فرمایا۔ اے چچی میرے فرزند کو لے آؤ میں نے کہا۔ یارسول اللہ میں نے ابھی ان کو غسل نہیں دیا۔ حضرتؐ نے فرمایا تم اس کو غسل دے کر کیا پاک کرو گی، خدا نے اس پاکیزہ و مطہر کیا ہے جب خدمت آنحضرتؐ میں لے گئی۔ امام حسینؑ کو حضرت نے اپنی گود میں لیا۔ اور زبان مطہر ان کے منہ میں دی، امام حسینؑ زبان آنحضرتؐ چوستے تھے مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا، گویا شہد اور دودھ دہن امام حسینؑ میں زبان حضرت سے جاری ہوتا تھا۔ پس آنحضرت نے درمیان دو دیدہ بوسہ لے کر میری گود میں دیدیا جناب رسول خدا روتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ خدا اس گروہ پر لعنت کرے۔ جو تجھے اسے فرزند شہید کریں گے۔ اور تین دفعہ اس کلام کو ارشاد کیا میں نے کہا یا حضرت میرے پدر و مادر آپ پر قربان۔ اس فرزند کو کون شہید کرے گا۔ فرمایا گروہ ستمگار باقیماندہ بنی امیہ لعنہم اللہ اسکو قتل کریں گے۔

بیان عفو تقصیرات فطرس

ابن بابویہ و ابن قولویہ و ابن شہر آشوب رضی اللہ عنہم نے بسند ہائے معتبرہ جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ جب امام حسینؑ متولد ہوئے خدا نے جبرائیل کو حکم کیا۔ کہ مع ایک ہزار فرشتوں کے میری طرف اور اپنی طرف سے تہنیت و مبارکباد و اور رسول خدا کیلئے زمین پر جاؤ۔ جب جبرائیل نازل ہوئے ان کا گذر کسی جزیرہ میں جزائر دریا سے ہوا۔ وہاں ایک فرشتہ کو دیکھا۔ جس کا فطرس نام تھا۔ اور وہ حاملان عرش الہی سے تھا۔ اور حق تعالیٰ نے اسے کچھ حکم دیا تھا، اس نے دیر میں تعمیل کی تھی۔ اس روز سے خدا اس پر غضب ناک ہوا اور اس کے بال و پر گرا کر اس جزیرہ میں پھینک دیا اس فرشتہ کو سات سو سال اس

جزیرہ میں عبادت حق تعالیٰ کرتے گذرے تھے جس روز امام حسین متولد ہوتے اور بروایت دیگر خدا نے اسے یہاں عذاب دینا و آخرت کا اختیار دے دیا تھا اور اس نے عذاب دینا اختیار کیا تھا خدا نے اسے اس کو آنکھوں کی پلکوں میں متعلق لٹکا دیا تھا۔ کہ کوئی جوان اس تک نہ پہنچ سکتا تھا۔ اور ہمیشہ اس فرشتہ کے نیچے سے بدبو دھواں بلند ہوتا تھا جب فطرس نے دیکھا جبرائیل معہ ملائکہ آتے ہیں پوچھا اے جبرائیل کہاں کا ارادہ ہے جبرئیل نے کہا۔ خدا نے محمد کو ایک نعمت کرامت عطا کی ہے اسلئے میں جاتا ہوں۔ کہ ان کو خدا کی طرف سے اور اپنی طرف سے مبارکباد دوں۔ فطرس نے کہا اے جبرئیل مجھے بھی ہمراہ لے چلو۔ شاید رسول خدا میرے لئے دعا کریں یہ سن کر جبرائیل فطرس کو اٹھا لائے اور جب جناب رسول خدا کی خدمت میں پہونچے خدا کی طرف سے اور اپنی طرف سے مبارکباد دی۔ اور فطرس کا حال آنحضرت سے عرض کیا۔ آنحضرتؐ نے ارشاد کیا۔ فطرس سے کہو اپنے کو اس فرزند مسعود سے مس کرے اور اپنی جگہ واپس جاتے۔ جب امام حسینؑ سے فطرس ملنے مس کیا۔ پر نکل آتے اور اڑ کر اپنی جگہ چلا گیا۔ اور بروایت دیگر جب آسمان پر گیا۔ کہتا تھا۔ میرے مانند کون ہے۔ کہ حسین اور ان کی ماں اور ان کے جد کا میں آزاد کیا ہوا ہوں بعد اس کے جبرئیل نے خدا کی جانب سے کہا۔ اسے محمدؐ آپ کی امت حسین کو قتل کرے گی اور اس کا عوض مجھ پر یہ ہے۔ کہ جو ان کی زیارت کرے گا میں ان کی زیارت ان تک پہنچاؤں گا۔ اور جو ان کو سلام کریگا میں ان تک وہ اسلام پہنچاؤں گا۔ جو صلوات ان پر بھیجے گا۔ اس کا صلوات ان کو پہنچاؤں گا۔ یہ جبرائیل نے کہا اور آسمان پر چلے گئے

خبر ولادت امام حسین علیہ السلام

ابن بابویہ نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ جبرائیل خدمت رسولؐ میں قبل ولادت امام حسین آتے اور کہا آپ کے ہاں ایک فرزند متولد ہوگا۔ کہ آپ کی امت اسے شہید کرے گی۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھے ایسے فرزند کی حاجت نہیں، جب تین مرتبہ یہی خطاب ہوا۔ اور تیسری مرتبہ کہا۔ کہ اس فرزند اور اس کی ذریت اور اولاد میں امامت و وراثت و آثار پیغمبران ہونگے اور خازن علوم اولین و آخرین ہونگے یہ سن کر جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ جناب امیرؑ کو بلاؤ اور کہا۔ جبرئیل نے خدا کی جانب سے مجھے یہ خبر دی ہے۔ ایک فرزند تمہارے یہاں متولد ہوگا کہ میری امت بعد میرے اسے شہید کرے گی۔ جناب امیر نے کہا۔ مجھے اسے فرزند کی حاجت نہیں، یہاں تک کہ تین مرتبہ یہ کلام ہوا۔ اور تیسری مرتبہ فرمایا کہ اس فرزند اور اس کے فرزندوں میں امامت و وراثت و آثار پیغمبران اور خازن علوم اولین

وآخرین ہوں گے۔ پھر جناب فاطمہؑ سے کہلا بھیجا۔ کہ خدا تم کو بشارت دیتا ہے کہ میری امت اس کو بعد میرے شہید کرے گی، جناب فاطمہؑ نے عرض کی، بابا ایسے فرزند کی مجھے حاجت نہیں یہاں تک کہ پھر تین مرتبہ یہ خطاب واقع ہوا۔ اور ہر مرتبہ جناب فاطمہؑ نے یہی جواب دیا۔ حضرت نے فرمایا۔ وہ فرزند اور اس کی اولاد پیشوایان دین اور میرے وارث اور میرے علم کے خازن ہونگے جب یہ سنا جناب فاطمہؑ نے کہا میں اپنے خدا سے راضی ہوئی بعد اسکے حاملہ بحمل امام حسینؑ ہوئیں۔ اور بعد چھ مہینہ کے امام حسینؑ پیدا ہوئے۔ اور کوئی فرزند جو چھ ماہ کا پیدا ہوا زندہ نہیں رہا، مگر حضرت امام حسینؑ اور حضرت عیسٰی بن مریم و بروایت دیگر حضرت یحیٰؑ ام سلمہ حفاظت و پرورش امام حسینؑ کیلئے مقرر ہوئیں، جناب رسول خدا ہر روز آتے اور اپنی زبان مبارک امام حسینؑ کے منہ میں دے دیتے تھے اور امام حسینؑ چوستے تھے۔ یہاں تک سیر ہو جاتے تھے، پس امام حسینؑ کا گوشت خدا نے رسول خداؐ کے گوشت سے لگایا سوائے اپنی ماں جناب فاطمہؑ کے اور کسی عورت کا امام حسینؑ نے دودھ نہ پیا۔ لہذا یہ آیت خدا نے امام حسینؑ کی شان میں نازل فرمائی۔ وَحمله وفصاله ثلثون شهرا حتی اذا بلغ اشده واذا بلغ اربعين سنة قال رب اوزعنی ان اشكر نعمتك التی انعمت علیّ وعلیٰ والدیّ وان اعمل صالحا ترضاه واصلح لی فی ذریتی، یعنی مدت حمل و رضاعت حضرت تیس ماہ تھی، یہاں تک کہ بحد قوت بدن وعقل پہونچے اور چالیس سال ان کی عمر سے گذرے کہا۔ پروردگار مجھے الہام کر اور توفیق دے تاکہ تیری نعمت کا میں شکر کروں کہ تو نے مجھ پر اور میرے پدر و مادر پر انعام کیا ہے اور میری وجہ سے میری بعض ذریت کی اصلاح کر، حضرت نے فرمایا، اگر کہتے، تمام میری ذریت تحقیق کہ تمام کے تمام فرزند ان کے امام ہوتے لیکن بعض کو مخصوص کر دیا۔ علی ابن ابراہیم نے اس آیت کی تفسیر اس طرح کی ہے۔ ووصینا الانسان بوالدیه احسانا حملته امه کرها ووضعته کرها یعنی ہم نے انسان کو والدین کی نسبت وصیت کی شکم میں مادر نے بکراہت رکھا۔ اور وضع حمل بکراہت کیا، حضرت نے فرمایا۔ مراد والدین سے حسنین ہیں۔ اور وہ جس کا حمل اور وضع حمل از روئے کراہت تھا، امام حسینؑ ہیں۔ اس لئے کہ خدا نے رسول خداؐ کو ولادت امام حسینؑ بشارت دی اور امامت فرزند ان امام حسینؑ میں ہوگی۔ اور خبر دی، کہ امام حسینؑ شہید ہونگے اور خدا رجعت[1] میں ان کو دنیا میں پھر لائے گا، اور اس کے دشمنوں سے انتقام لینے

[1] رجعت سے مراد ہے۔ دنیا میں دوبارہ تشریف لانا کسی امام۔ نبی یا پیغمبر کا یا مومنین۔ صالحین وغیرہ کا قرآن پاک نے

(باقی صفحہ ۹۴ پر)

اور قتل کرنے میں اعانت و مدد کرے گا۔ اور اس کو تمام زمین کا بادشاہ کریگا۔ جیسا کہ قرآن میں فرماتا ہے۔ ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم الوارثین
یعنی ہم چاہتے ہیں کہ منت و احسان، ان پر رکھیں جو ضعیف کئے گئے زمین پر اور ان کو امام اور زمین و وارثانِ زمین کریں اور پھر فرمایا ہے۔ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون یعنی بتحقیق ہم نے توریت میں بعد ذکر کر کے لکھا ہے کہ زمین کو میراث میں بندگان شائستہ لیں گے حضرت نے فرمایا پس خدا نے اپنے پیغمبر کو بشارت دی، کہ تمہارے اہل بیت بادشاہ زمین ہونگے اور دنیا میں رجعت کریں گے اور اپنے دشمنوں کو قتل کریں گے۔
بعد اسکے جناب رسول خداؐ نے جناب فاطمہؑ کو خبر ولادت امام حسین اور خبر شہادت دی۔ اور جناب فاطمہؑ بکراہت حاملہ ہوئیں حضرتؐ نے فرمایا۔ ہرگز کسی کو تو نے دیکھا ہے۔ کہ اسے ولادت فرزند کی بشارت دیں۔ اور وہ حاملہ بکراہت ہو یعنی اسے خبر ولادت فرزند دیں۔ اور وہ مغموم ہو کر حاملہ ہونے سے کراہت کرے کہ اس وجہ سے کہ حال قتل فرزند معلوم ہو چکا تھا۔ اور روقت واضع حمل بھی

بقیہ حاشیہ:۔ متعدد مقامات میں ایسے حالات و واقعات کا ذکر فرمایا ہے۔ جیسا کہ قصہ اصحاب کہف وہ ایک طویل مدت کے بعد زندہ ہوتے۔ اور دنیا میں چلتے پھرے لوگوں سے کلام کیا۔ اور اپنے واقعات سے اطلاع دی۔ اور تصدیق کرائی اور ایسے ہی قصہ اور میا پیغمبر یا بروایت مختلف حضرت عزیز علیہ السلام کا بارہ مسراوہ سو سال بعد زندہ ہوتے۔ ان کا گدھا بھی بعد میں ظلم و ستم کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا۔ توریت جس میں لوگوں نے تحریف کر ڈالی تھی درست فرمایا، اسی طرح حکومت اہلبیت کے متعلق رجعت کرنے کے بعد قرآن نے متعدد آیات پیش فرمائی ہیں۔ لیکن طوالت کی وجہ سے یہاں نقل نہیں کر سکتے صرف ایک آیت پیش کی جاتی ہے۔ ھل ینظرون الا ان یاتیھم اللہ فی ظلل من الغمام والملائکۃ وقضی الامر والی اللہ ترجع الامور (پ ۲ سورۃ بقرہ) وہ نہیں انتظار کرتے مگر اس کا کہ لائے خدا ان پر بادل کے ٹکڑے اور فرشتے اور معاملہ حتمی ہو جائے اور اللہ ہی کی طرف پھر جائیں گے تمام امور، بادل کے ٹکڑوں سے رسولؐ اور ائمہ اہل بیت یا صرف ائمہ اہل بیت اور ملائکہ سے عذاب کے فرشتے جو ان کے ساتھ ہوں گے۔ اور یہ ظہور قائم آل محمدؐ کے متعلق قرآن پاک کی پیش گوئی ہے یوم وقت معلوم جو وعدہ ابلیس ہے۔ اس دن شیطان اپنے تمام مریدوں کو جمع کر کے قائم آل محمدؐ سے جنگ کرے گا۔ اور بقول جناب امیر المومنین علی علیہ السلام فرات کے کنارے کوفہ کے قریب مقام روحاء پر سخت لڑائی ہو گی اس وقت خدا کے امر بادلوں میں نمودار ہوگا ملائکہ عذاب اتریں گے۔ اور جناب رسالتمآب بھی تشریف لائیں گے۔ دست مبارک میں نورانی حربہ ہوگا۔ ابلیس یہ چیزیں دیکھ کر بھاگنے کی کوشش کرے گا۔ پروردگار بھاگنے کی وجہ پوچھیں گے۔

بسبب اسی سے کراہت کرے اور درمیان امام حسنؑ اور امام حسین کے فاصلہ بقدر ایک طہر کے فاصلہ تھا۔ اور امام حسین اپنی ماں کے شکم میں چھ مہینہ رہے اور مدت رضاعت چوبیس ماہ تھی۔ اس لئے حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مدت حمل ان کی اور ان کا دودھ سے چھوڑنا تیس ماہ تھا۔

شیخ طوسیؒ وغیرہ نے بسند ہائے معتبر جناب امام رضا سے روایت کی ہے کہ جب امام حسینؑ متولد ہوئے۔ رسول خداؐ تشریف لائے اور اسماء بنت عمیس سے کہا۔ اے اسماءؓ میرے فرزند کو لاؤ اسماء کہتی ہیں میں جامعہ سفید میں لپیٹ کر امام حسینؑ کو خدمت آنحضرت میں لے گئی حضرت نے امام حسینؑ کو لے کر اپنے دامن میں رکھا۔ داہنے کان میں آذان اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ ناگاہ جبرئیل آئے اور کہا۔ حق تعالیٰ بعد اسلام کے ارشاد فرماتا ہے۔ جبکہ علی کو تم سے نسبت مثل ہارون کے موسیٰ سے ہے تو اس فرزند کو بنام پسر کوچک ہارون مسمیٰ کر دو اس کا نام شبیر ہے اور اس کو تمہاری زبان میں حسینؑ کہتے ہیں۔ یہ سن کر رسول خدا نے امام حسین کو پیار کیا۔ اور رو کر فرمایا۔ اے فرزند تجھے مصیبت عظیم درپیش ہے۔ خداوندا اس کے قاتل پر لعنت کر۔ پھر فرمایا۔ اسماء۔ فاطمہ سے یہ خبر نہ کہنا۔ اور جب ساتواں روز ہوا۔ رسول خداؐ تشریف لائے فرمایا میرے فرزند کو لاؤ۔ جب امام حسینؑ کو رسول خدا کے پاس لائے۔ ایک گوسفند سیاہ سفید کا عقیقہ کر کے ایک ران اس کی دایہ کو دی۔ اور سر کے بال تراش کر بوزن چاندی تصدق کی۔ اور خلوق ایک خوشبو کا نام ہے ان کے سر پر مالش فرمائی۔ بعد اس کے امام حسینؑ کو دامن میں لیا۔ اور کہا۔ ابا عبد اللہ کس قدر تیرا قتل ہونا مجھ پر گراں ہے۔ یہ کہہ کر بہت روئے۔ اسماءؓ نے کہا میرے پدر و مادر آپ پر سے قربان ہوں یہ کیا خبر ہے۔ کہ پہلے ہی دن آپ دیتے ہیں اور بجائے مبارکبادی کے گریہ فرماتے ہیں۔ حضرت رسول خدا نے فرمایا میں اس اپنے فرزند پر اس لئے روتا ہوں۔ کہ گروہ کافر ستمگاری بنی امیہ میں سے اس کو شہید کریگا میری شفاعت ان تک نہ پہنچے گی۔ اور اس فرزند کو وہ قتل کرے گا۔ جو رخنہ میرے دین میں ڈالے گا اور وہ ملعون کافر ہو گا۔ بعد اسکے فرمایا خداوندا میں تجھ سے اس کا سوال کرتا ہوں۔ ان اپنے دو فرزندوں کے حق میں جیسا تجھ سے ابراہیم خلیلؑ نے کہا۔ اپنی ذریت کے حق میں خداوندا ان کو دوست رکھ جو ان کو دوست رکھیں اور جو ان کو دشمن رکھیں تو ان پر لعنت کر۔ ایسی لعنت جو آسمانوں زمینوں کو بھر دے

روایت دردائیل فرشتہ، ابن بابویہؒ نے بسند معتبر ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا۔ ایک فرشتہ ہے اسے دردائیل کہتے ہیں اور اس کے سولہ ہزار بازو تھے۔ اور ہر بازو سے دوسرے بازو تک مانند آسمان و زمین کے فاصلہ ہے۔ ایک روز اس کے دل میں کوئی چیز گذری کہ مناسب عظمت پروردگار نہ تھی۔ اس سبب سے خدا نے اس کے بازو مضاعف کر کے اسے وحی کی۔ کہ پرواز کر۔ اس نے پرواز کی پانچ سو سال تک۔ اور سر اس کا ایک پائے تا پایۂ عرش سے نہ پہنچا۔ جب حق تعالے کو معلوم ہوا۔ کہ وہ تھک گیا ہے۔ فرمایا اپنے مقام کو لوٹ جا۔ کہ میں خداوند عظیم ہوں۔ اور سب بڑوں سے بڑا ہوں۔ مجھ سے بلند تر کوئی چیز نہیں میں مکان نہیں رکھتا اور بلندی میری مثل بلند مکان نہیں۔ بعد اس کے خدا نے اس کے پر گرا دیئے۔ اور اسے صفہائے ملائکہ سے گرا دیا یعنی خارج کیا۔ جب شب جمعہ کو امام حسینؑ متولد ہوتے۔ خدا نے مالک خازن جہنم کو وحی کی۔ کہ آتش جہنم کو جہنمیوں سے دھیما کر دے بسبب کرامت اس مولود کے جو محمد صلعم کے یہاں پیدا ہوا اور رضوان خازن بہشت کو وحی کی کہ بہشت کو آراستہ اور خوشبو کر دے بوجہ کرامت اس مولود کے جو محمد صلعم کے یہاں پیدا ہوا۔ اور حور العین کو وحی کی۔ کہ اپنی اپنی زینت کرو اور ایک دوسرے کی زیارت کو جاؤ۔ بسبب کرامت اس مولود کے جو دنیا میں محمد صلعم کے یہاں پیدا ہوا۔ اور ملائکہ کو وحی کی کہ صف بندی کریں۔ اور تسبیح و تحمید و تمجید و تکبیر کرو۔ اس مولود کے سبب سے جو دنیا میں یہاں محمدؐ صلعم کے متولد ہوا اور جبرائیل کو وحی کی کہ میرے پیغمبر محمد مصطفٰےؐ پاس مع ایک ہزار قبیلہ ملائکہ کے کہ ہر قبیلہ ملائکہ ہزار کا ہوتا ہے جاؤ اور سب کے سب اسپان ابلق با زین و لگام پر سوار ہوں۔ اور ان پر قبہ ہائے یاقوت نصب کرو اور اپنے ہمراہ روحانیاں ملائکہ کو لے جاؤ۔ کہ وہ ملائکہ حربہ ہائے نور ہاتھ میں لئے ہوں اس زینت سے محمد صلعم پاس جاؤ۔ اور ان کی تہنیت و مبارکباد دو۔ ان کے فرزند کی اور اے جبرئیل آنحضرتؐ کو خبر دو۔ کہ میں نے اس فرزند کا حسینؑ نام رکھا ہے بعد اسکے تعزیت اس کو کہو اے محمدؐ صلعم اس فرزند کو تمہاری امت کے بد ترین لوگ بد ترین جانوروں پر سوار ہو کر قتل کرینگے اور وائے ہو اس پر جو اسے قتل کرے اور وائے اس پر ہو جو ان کے گھوڑوں کو ہنکاتے، وائے ان پر ہو جو ان کو قتال کے لئے بلاتے اور میں قاتل حسینؑ سے بیزار ہوں اور وہ مجھ سے دور ہے۔ اس لئے کہ کوئی مجرم صحرائے محشر میں نہیں آتا۔ مگر یہ کہ قاتل حسین کا جرم اس سے زیادہ تر ہو قاتل حسین کو بروز قیامت ہمراہ ان مشرکوں کے جنہوں نے خدا کے ساتھ

دوسرا خدا قرار دیا۔ داخل جہنم کریں گے۔ اور آتش جہنم قاتلان حسین کی مشتاق ہے، بہ نسبت طغیان
خدا کے بہشت سے جبرائیل آسمان سے زمین پر آتے تھے۔ دردائیل کی طرف سے گذر ہوا۔ دردائیل
نے کہا اے جبرائیل یہ کیا واقعہ ہے جو میں آج کی رات آسمان پر دیکھتا ہوں۔ کیا قیامت برپا ہوئی ہے
جبرئیل نے کہا نہیں لیکن دنیا میں محمد صلعم کے یہاں ایک فرزند متولد ہوا ہے اور خدا نے مجھے
اپنی طرف سے مبارکباد کے لئے بھیجا ہے۔ دردائیل نے کہا۔ اے جبرئیل میں تم کو اس خدا کی
قسم دیتا ہوں تمہیں اور مجھے جس نے پیدا کیا ہے جب تم خدمت آنحضرت میں پہنچنا میرا سلام حضرت کو
پہنچانا۔ اور حضرت سے کہنا بحق اس مولود کے میں آپ سے سوال کرتا ہوں۔ آپ اپنے پروردگار سے سوال
کریں کہ وہ مجھ سے خوشنود ہو جائے۔ اور میرے بازو پھر مجھے عنایت کرے اور مجھے میرے مقام پر پہنچائے
ملائکہ میں جگہ دے۔ جبرائیل بامر خداوند جلیل حاضر خدمت ہوئے اور آنحضرت کو تہنیت، مبارکبادی۔ اور
تعزیت کہی، رسول خدا نے فرمایا۔ آیا میری امت میرے فرزند کو قتل کرے گی جبرئیل نے کہا ہاں رسول
خدا نے فرمایا وہ میری امت سے نہیں۔ اور میں ان سے بیزار ہوں، اور خدا ان سے بیزار ہے۔ جبرئیل نے
کہا اے محمد صلعم میں بھی ان سے بیزار ہوں، بعد اس کے جناب رسول خداؐ جناب فاطمہ کے پاس گئے۔ اور
ان کو تہنیت و تعزیت دی۔ جناب فاطمہ رونے لگیں۔ اور کہا۔ کاش مجھ سے حسینؑ نہ پیدا ہوتا۔ اور فرمایا
قاتل حسین آتش جہنم میں ہے رسول خدا نے فرمایا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اے فاطمہؑ قاتل حسینؑ جہنم میں
ہے، لیکن حسین قتل نہ ہوگا۔ جب تک اس سے ایک امام ایسا پیدا نہ ہوگا جس سے ہدایت کرنیوالے
ائمہ پیدا ہوں۔ پھر رسول خداؐ نے فرمایا بعد میرے ائمہ ہونگے اوّل ان کا علی ابن ابی طالب ہے ہادی اور
بعد ان کے حسن مہدی۔ اور اس کے بعد حسین ناصر ہے اور بعد اسکے علی بن حسین منصور ہے۔ اور بعد اسکے
محمد بن علی شافع ہے۔ بعد اس کے جعفر بن محمد نفاع ہے اور بعد اسکے موسیٰ بن جعفرؑ امین ہے بعد
اسکے علی بن موسیٰ الرضا ہے۔ بعد اسکے محمد بن علی فعال ہے بعد اس کے علی بن محمد موتمن ہے اور بعد اسکے
حسن بن علی علام ہے بعد اسکے وہ شخص ہے جس کے پیچھے حضرت عیسیٰ نماز پڑھیں گے۔ یہ سن کر گریہ جناب
فاطمہؑ کم ہوا بعد اسکے جبرئیل نے آنحضرت سے پیغام دردائیل دیا۔ اور جس بلا میں وہ مبتلا ہو گیا تھا وہ بھی
بیان کیا رسول خدا نے امام حسینؑ کو ہاتھ پر اٹھایا۔ اور امام حسین پارچہ پشمین میں لپٹے ہوئے تھے پھر جانب
آسمان بلند کیا۔ اور کہا۔ خداوندا بحق اس مولود کے جو تجھ پر ہے پھر فرمایا۔ بلکہ جو حق تیرا اس پر ہے۔ اور
اس کے جو جد محمدؐ اور اسمائیل و اسحاق و یعقوب پر ہے۔ کہ اگر حسینؑ کی تیرے نزدیک کچھ قدر و منزلت
ہے۔ تو دردائیل سے راضی ہو اور اس کو اس کی جگہ پھیر دے۔ حق تعالیٰ نے دعائے آنحضرت مستجاب فرمائی

اور اس فرشتہ کو بخش دیا۔ اور اس کے بازوں کو پھر بدستور کیا اور اس کو اس کی جگہ صفہائے ملائکہ میں مقرر کیا اور
اس فرشتہ کو آسمانوں میں اس وجہ سے پہچانتے ہیں کہتے ہیں یہ آزاد کیا ہوا حسینؑ کا ہے قطب راوندیؒ نے
جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول خداؐ فرزند ان شیر خوارہ فاطمہؑ کے پاس آتے تھے اور
اپنا آب دہن مبارک حسینؑ کے دہن میں ڈالتے تھے، اور جناب فاطمہ سے کہتے تھے ان کو دودھ نہ دو
ابن شہر آشوبؒ نے روایت کی ہے جب امام حسینؑ متولد ہوئے جناب فاطمہ کو کوئی ایسی بیماری ہوئی کہ
دودھ خشک ہو گیا۔ دایہ طلب کی مگر نہ ملی جناب رسول خداؐ تشریف لائے۔ اور اپنی انگشت ابہام دہن،
امام حسینؑ میں دے دیتے اور وہ چوستے تھے پس چالیس شبانہ روز یوں ہی گذرے۔ اور گوشت امام حسینؑ
کا گوشت حضرت رسولؐ سے اگا۔ ایضاً برہ خزاعیہ سے روایت ہے، جب جناب فاطمہ با امام حسن سے
حاملہ ہوئیں۔ رسول خداؐ نے ارادہ کسی سفر کا کیا۔ اور جناب فاطمہؑ سے فرمایا جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے
کہ تم سے یک پسر متولد ہو گا جب پیدا ہوئے دودھ نہ دینا جب تک میں نہ آلوں جب امام حسنؑ متولد ہوئے
جناب فاطمہ نے تین روز انہیں دودھ نہ دیا۔ اور منتظر قدوم فیض لزوم آنحضرت تھیں۔ جب تین روز گذر گئے
اور حضرت تشریف نہ لائے۔ امام حسنؑ پر جناب فاطمہ کو رحم آیا۔ اور ان کو دودھ دے دیا۔ بعد اسکے جب
حضرت تشریف لاتے پوچھا کیا کیا جناب فاطمہ نے کہا مشفقت مادری سے مہربان ہو کر میں نے اسے
دودھ پلایا حضرت نے فرمایا وہی ہوتا ہے جو خدا چاہتا ہے۔ بعد اس کے جب بحضرت امام حسینؑ حاملہ
ہوئیں۔ رسول خدا نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ مجھے جبرئیل نے خبر دی ہے کہ ایک پسر متولد ہو گا جب وہ متولد
ہو۔ اسے دودھ نہ دینا جب تک میں نہ آؤں۔ اگرچہ ایک مہینہ گذر جائے۔ یہ فرما کر حضرت سفر کو گئے۔ اور
امام حسینؑ متولد ہوئے آنحضرت سفر میں تھے اور جناب فاطمہؑ نے آنحضرت کو دودھ نہ دیا۔ یہاں تک کہ
حضرتؐ سفر سے واپس تشریف لائے امام حسینؑ کو حضرت کی خدمت میں لائے، حضرت نے اپنی زبان
مبارک ان کے دہن میں دے دی اور وہ چوستے تھے یہاں تک کہ سیر ہو گئے۔ پھر حضرت نے فرمایا جو
خدا چاہتا ہے وہ ہوتا ہے خدا نے چاہا امام حسینؑ کے فرزندوں میں ہو۔ کلینیؒ نے بسند معتبر روایت کی
جناب صادقؑ سے۔ امام حسینؑ نے جناب فاطمہؑ کے علاوہ اور کسی عورت کا دودھ نہ پیا، ہمیشہ حضرت رسولؐ
کی خدمت میں لاتے جاتے تھے اور حضرت اپنی انگشت ابہام ان کے منہ میں دیتے تھے۔ اور وہ انگشت
ابہام حضرت اس قدر چوستے تھے۔ کہ دو تین روز انکو کافی ہوتا تھا لہذا گوشت و خون امام حسینؑ گوشت
و خون حضرت رسول سے اگا۔ اور کوئی فرزند ششماہہ متولد نہیں ہوا۔ کہ زندہ رہا ہو بغیر عیسیٰ بن مریم حسینؑ
ابن علی کے بسند دیگر امام رضاؑ سے روایت کی۔ امام حسینؑ کو جناب رسول خداؐ پاس لاتے تھے، اور آنحضرت

اپنی زبان مبارک دہن امام حسین میں دیتے تھے۔ امام حسینؑ چوستے تھے اور اسی پر اکتفا کرتے تھے اور کسی عورت کا دودھ نہ پیا۔

فصل دوسری: بیان مناقب و فضائل امام حسینؑ

ابن بابویہؒ نے بسند معتبر حذیفہ سے روایت کی ہے۔ کہا ایک روز میں نے دیکھا۔ رسولؐ خدا امام حسینؑ کا ہاتھ پکڑے ہوئے فرماتے تھے، اے گروہ مردم یہ حسینؑ ابن علیؑ ہے اسے پہچانو میں اس خدا کی قسم کھاتا ہوں جس کی دست قدرت میں میری جان ہے کہ حسین بہشت میں ہے۔ اور دوستان حسین بہشت میں ہیں اور دوستان حسین بہشت میں ہیں، شیخ طوسیؒ نے بسند مخالفین براء بن عازبؓ سے روایت کی ہے میں نے رسول خداؐ کو دیکھا۔ امام حسینؑ کو دوش مبارک پر لئے ہوئے کہہ رہے تھے۔ خداوندا میں اسے دوست رکھتا ہوں۔ تو بھی اُسے دوست رکھ۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے۔ ایک روز امام حسینؑ کو جناب رسول خدا پاس لائے اور امام حسینؑ نے دامن رسولؐ میں پیشاب کیا۔ چاہا انہوں نے پیشاب میں امام حسینؑ کو اٹھا لیں۔ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا میرے فرزند کو پیشاب سے نہ روکو بعد اس کے پانی منگا کر وہ مقام جہاں پیشاب کیا تھا دھو ڈالا ابن قولویہؒ نے ابو ذر غفاریؓ سے روایت کی ہے کہ ہم نے دیکھا۔ ایک روز رسول خداؐ امام حسینؑ کو پیار کرتے اور فرماتے تھے جو حسینؑ کو اور ان کی ذریت کو از روئے اخلاص دوست رکھے گا۔ اس کے منہ تلک آتش دوزخ کی لپک نہ پہونچیگی، ہر چند گناہ اس کے بعدد ریگ بیابان ہوں۔ مگر نہ ایسا گناہ اسکے ذمہ ہو جو اسے ایمان سے خارج کر دے ایضاً جناب صادق سے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں خدا اسے دوست رکھے جو حسینؑ کو دوست رکھے حسین ایک سبط اسباط پیغمبران سے ہے حدیث کو مخالفین نے بطریق متعددہ اپنی کتب متعددہ میں روایت کیا ہے۔ ایضاً روایت کی ہے ایک روز جناب رسولؐ خدا کسی راہ سے تشریف لئے جاتے تھے۔ امام حسینؑ کو دیکھا۔ لڑکوں میں کھیل رہے ہیں۔ جب امام حسینؑ کو دیکھا حضرت بیتابانہ اپنے صحابہ سے آگے بڑھ گئے۔ کہ گود میں اٹھا لیں، امام حسینؑ دوڑتے اور ہنسے جاتے تھے یہاں تک کہ رسول خداؐ نے امام حسین کو پکڑ لیا۔ اور منہ کھول کر بیچوں بیچ پیار کیا۔ اور فرمایا حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔ جو حسینؑ

کو دوست رکھتا ہے خدا اس کو دوست رکھتا ہے۔ اور حسینؑ اسباط پیغمبران سے ہے۔

روایت افعی و حفاظت حسینؑ

قطب راوندیؒ نے بسند معتبر مقداد بن اسود کندی سے روایت کی ہے کہ ایک روز رسول خداؐ حسنینؑ کی تلاش میں باہر آئے اور میں خدمت آنحضرت میں پس حضرتؐ روانہ ہوا یہاں تک کہ اس مقام پر پہنچے۔ جہاں وہ دونوں آرام کر رہے تھے اور ایک بڑا سانپ گرد ان کے حلقہ کئے ہوئے تھا۔ اور ایک درخت ان پر سایہ فگن تھا۔ اور میں نے قبل اسکے مکرر اس مقام کو دیکھا تھا مگر وہ درخت وہاں نہ دیکھا تھا۔ اور بعد اسکے میں وہاں گیا۔ وہ درخت وہاں نہ تھا جب اس سانپ نے صدائے رسول خداؐ سنی سید ھا ہوا اور درختان خرما سے اس کا زیادہ قامت بلند اور عرض اس کا عرض شتر سے زیادہ تھا اور اس کے منہ سے آگ کی لپک نکلتی تھی میں اس حال کے دیکھنے سے بہت ڈرا جب اس سانپ کی نظر حضرت پر پڑی گھٹنا شروع ہوا یہاں تک مثل ایک ڈورے کے ہو گیا اور حضرت سے کلام کیا کہ میری سمجھ میں نہ آیا۔ حضرت نے مجھ سے فرمایا تم جانتے ہو یہ سانپ کیا کہتا ہے میں نے عرض کیا۔ خدا اور رسولؐ خوب جانتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ سانپ کہتا ہے میں حمد کرتا ہوں۔ اس خدا کی جس نے مجھے موت نہ دی یہاں تک کہ پاسبان فرزندان رسول کیا۔ بعد اسکے وہ سانپ ریگ میں روانہ ہو کر چلا گیا۔ آنحضرتؐ نزدیک دونوں صاحبزادوں کے بیٹھ گئے۔ پہلے سر اٹھا کر امام حسینؑ کا اپنی گود میں رکھا۔ بعد اسکے سر امام حسنؑ کا اٹھا کر اپنے دامن میں لیا۔ پھر زبان مبارک دہن امام حسینؑ میں دی، یہاں تک کہ وہ جاگے اور اے پدر کہہ کر پھر آرام کیا۔ بعد اسکے اپنی زبان مبارک دہن امام حسن میں دی۔ تاآنکہ وہ بیدار ہوئے اور اے پدر کہہ کر پھر آرام کیا۔ میں نے کہا یا حضرتؐ گویا امام حسینؑ امام حسنؑ سے بڑے ہیں، حضرتؐ نے فرمایا، حسینؑ کی دلہائے مؤمنین میں محبت و معرفت پوشیدہ ہے۔ اس کا سبب ان کی مادر سے دریافت کرو۔ جب وہ دو نیر فلک امامت خواب سے بیدار ہوتے۔ حضرت نے اپنے دونوں صاحبزادوں کو دوش مبارک پر سوار کیا۔ اور گھر میں تشریف لائے اور میں حسب ارشاد آنحضرتؐ دروازہ دولتسرائے فاطمہؑ پر ٹھہر رہا۔ ناگاہ حمامہ خادمہ جناب فاطمہؑ آئی اور کہا۔ اے برادر کندہ میں نے کہا تجھ سے کس نے کہا میں دروازہ پر ہوں۔ حمامہ نے کہا میری خاتون اور سیدہ نے فرمایا۔ ایک مرد کندی کہ نیکو ترین قبیلہ کندہ ہے آیا ہے کہ مجھ سے شرافت و منزلت میرے نور دیدہ حسین کی دریافت کرے مقداد نے کہا۔ یہ سخن مجھے بہت عظیم معلوم ہوا۔ اور میں نے اپنی پشت جانب دروازہ پھیری جسطرح جب کبھی ام سلمہؓ کے دروازہ پر جاتا تھا۔ بحرمت رسول خداؐ یہی میرا طریقہ تھا۔ پس میں نے کہا۔ اے فاطمہؑ مجھ سے حسینؑ کی منزلت

بیان کیجئے فاطمہؑ نے فرمایا۔ جب حسنؑ متولد ہوا میرے پدر بزرگوار نے مجھے حکم فرمایا۔ جو کپڑا مجھے اچھا
معلوم ہو وہ پہنوں جب تک حسنؑ کا دودھ بڑھے بعد اس کے پدر بزرگوار مجھے دیکھنے آتے اور
دیکھا۔ کہ حسنؑ میرا دودھ پی رہا ہے جضرت نے فرمایا اس کا دودھ چھوڑا دو میں نے عرض کیا بہت
اچھا۔ پھر فرمایا، اگر علیؑ ابن ابی طالب تمہارے پاس آئیں منع نہ کرنا۔ اس لئے کہ میں تمہارے چہرہ پر
ایک نور ضیاء مشاہدہ کرتا ہوں۔ اور جانتا ہوں کہ بہت جلد تم سے ایک فرزند پیدا ہوگا۔ کہ حجت
خدا اس خلق پر ہوگا جب میں حاملہ ہو گئی۔ اور ایک مہینہ حمل سے گزرا۔ مجھے حرارت عظیم معلوم ہوتی
اور جب اپنے حال کی شکایت میں نے اپنے پدر بزرگوار سے کی، ایک کوزہ آب مانگا۔ اور کوئی دعا اس
پر پڑھ کر آب دہن مبارک اس پانی میں ڈالا۔ اور فرمایا۔ اسے فاطمہؑ پی لو، جب میں نے وہ پانی پی لیا
حالت مذکورہ مجھ سے دفع ہو گئی اور جب چالیس دن گزرے مجھے پشت میں ایک حرکت محسوس ہوئی
جس طرح چیونٹی کپڑے میں بدن پر حرکت کرے۔ اور یہی کیفیت رہی تا آنکہ دوسرا مہینہ ختم ہوا۔ بعد
اسکے اضطراب و حرکت مجھے شکم میں معلوم ہوتی اور کھانا پینا چھٹ گیا یہاں تک کہ تیسرا مہینہ تمام
ہوا۔ اور ہر روز برکت فرزند سعادتمند زیادتی نعمت و خیر و برکت میرے گھر میں تھی، جب چوتھا مہینہ
شروع ہوا حق تعالیٰ نے برکت فرزند گرامی میری وحشت بانس سے بدل دی اور میں ہمیشہ محراب عبادت میں رہتی تھی اور عمل عبادت
حرکت سوائے حاجت ضروریہ نہ کرتی تھی۔ اور جو دن گزرتا تھا مجھے زیادہ ہلکا پن معلوم ہوتا تھا۔ اور نعمت و رحمت خدا کی بہت
تر پاتی تھی، یہاں تک کہ پانچ مہینہ گذرے جب چھٹا مہینہ شروع ہوا۔ اندھیری راتوں میں مجھے
ضرورت چراغ کی نہ تھی، جب خلوت میں اپنی جائے نماز پر بیٹھتی تھی۔ صدائے تسبیح و تقدیس
حق تعالیٰ اپنی شکم میں سنتی تھی۔ اور جب نواں مہینہ پہنچا قوت میری زیادہ ہوئی۔ پس یہ اپنا
حال میں نے سلسلہ سے کہا۔ اسلئے وہ میری معین و یاور تھیں جب دس مہینے تمام ہوئے میں نے
خواب میں دیکھا۔ ایک فرشتہ میرے قریب آیا۔ اور اپنا ہاتھ میری پشت پر ملا۔ میں خواب سے
بیدار ہوئی۔ اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی۔ اور پھر سو گئی، پھر خواب میں کیا دیکھتی ہوں۔
ایک مرد سفید کپڑے پہنے میرے سرہانے آبیٹھا۔ اور میرے منہ اور پشت پر پھونکا میں ترساں
خواب سے بیدار ہوئی۔ اور اٹھ کر۔ دو رکعت نماز پڑھی۔ اور پھر نیند آگئی۔ پھر خواب میں دیکھا۔
ایک مرد سفید کپڑے پہنے میرے سرہانے آبیٹھا۔ اور پڑھ کر میرے منہ اور پشت پر پھونکا۔ بعد
اسکے میں ترساں خواب سے بیدار ہوئی اور چار رکعت نماز وضو کر کے پڑھی۔ اور خواب نے غلبہ
کیا میں نے دیکھا۔ کوئی آیا۔ اور مجھے بٹھا کر دعائیں اور تعویز پڑھ کر مجھ پر دم کئے جب صبح ہوئی

اپنے پدر بزرگوار کے پاس گئی، اس وقت حضرتؐ حجرہ ام سلمہؓ میں تھے جب نظر آنحضرتؐ مجھ پر پڑی، اثر شادی دسرور جبیں پر نور آنحضرتؐ سے میں نے دیکھا۔ اور جو ترمین وبیم مجھے تھا وہ دفع ہو گیا۔ جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ پدر بزرگوار سے بیان کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے فاطمہؑ تم کو بشارت ہو۔ اور سنو وہ مرد اوّل میرے خلیل عزرائیل تھے کہ شکمہائے زناں پر موکل ہیں۔ اور دوسرے خلیل میرے میکائیل تھے شکمہائے اہل بیت پر موکل تھے۔ آیا۔ اے فاطمہؑ کچھ انہوں نے پھونکا تھا میں نے عرض کیا۔ ہاں۔ حضرتؐ یہ سن کر رونے لگے اور مجھے گود میں لیکر فرمایا۔ کہ مرد سوم جبرائیل امین تھے۔ کہ حق تعالیٰ نے ان کو تمہارے فرزندوں کا خدمتگار کیا ہے بعد اسکے میں اپنے گھر واپس آئی۔ اور جب ایک سال تمام ہوا حسینؑ متولد ہوا۔ مؤلف فرماتے ہیں۔ کہ یہ روایت مدت حمل جناب فاطمہؑ مخالف احادیث سابقہ ہے اور احادیث مدت حمل شش ماہہ صحیح تر و مشہور تر ہیں۔

فضائل امام حسین علیہ السلام

ابن شہر آشوب نے حسن بصری و ام سلمہؓ سے روایت کی ہے ایک روز جبرائیل بصورت وحیہ کلبی جناب رسول خداؐ کے پاس بیٹھے تھے۔ ناگاہ حسنینؑ تشریف لائے اور جبرئیل کو وحیہ کلبی سمجھ کر ان کے پاس آئے اور ہدیہ طلب کیا۔ جب جبرائیل انکے مطلب سے واقف ہوئے۔ ہاتھ بجانب آسمان بلند کر کے ایک سیب اور ایک بہی اور ایک انار سے کر ان کو دیا۔ جب حسینؑ نے وہ میوہ دیکھا خوش ہو گئے۔ اور جناب رسول خداؐ کو وہ میوہ دکھلایا۔ حضرتؐ نے ان سے لیکر وہ میوہ سونگھا۔ اور دے کر فرمایا۔ اپنی ماں کے پاس لے جاؤ اور اگر پہلے اپنے باپ پاس لے جاؤ تو بہتر ہے پس جس طرح حضرتؐ نے فرمایا۔ اسی طرح اس کی تعمیل کی اور ماں باپ پاس لے گئے۔ یہاں تک آنحضرتؐ تشریف لائے اور سب نے وہ میوہ تناول کیا۔ ہر چند کھاتے تھے، مگر وہ بحالت اول ہو جاتا۔ اور کچھ بھی کم نہ ہوتا تھا۔ اور بدستور اپنی حالت پر تھا۔ یہاں تک کہ جناب رسول خداؐ نے انتقال کیا۔ اور میوہ اہل بیت کے پاس تھا۔ اور کچھ تغیر اس میں نہ ہوا تھا۔ تا آنکہ جناب فاطمہؓ شہید ہوئیں بس انار غائب ہو گیا۔ اور جب جناب امیرؑ شہید ہوئے بہی بھی غائب ہو گئی اور سیب باقی رہا۔ اور وہ سیب امام حسنؑ پاس تھا۔ تا آنکہ زہر سے شہید ہوئے اور اس سیب کو کچھ آسیب نہ پہنچا۔ بعد اس کے وہ سیب امام حسینؑ پاس رہا۔ امام زین العابدینؑ نے فرمایا جب میرے پدر امام حسین صحرائے کربلا میں اہل جور و جفا کے نرغہ میں گھر گئے وہ سیب حضرتؑ

کے ہاتھ میں تھا۔ جب تشنگی غالب ہوتی تھی۔ اس کو سونگھتے تھے اور تشنگی میں تخفیف ہو جاتی تھی۔
جب پیاس نے بہت غلبہ کیا اور زندگی سے مایوس ہو گئے۔ دندانِ مبارک اس سیب میں لگائے
اور جب شہید ہوئے۔ ہر چند وہ سیب تلاش کیا۔ کہیں نہ ملا۔ اور میں اس سیب کی خوشبو مرقد معطر
آنحضرتؐ سے ہر وقت جب زیارت کو جاتا ہوں سونگھتا ہوں اور جو ہمارے شیعان مخلص
سے وقت سحر اس مرقد منور کی زیارت کو جاتا ہے۔ اس سیب کی خوشبو ضریح معطر سے سونگھتا
ہے۔ بعض کتب معتبرہ میں ام سلمہ سے روایت کی ہے۔ کہا۔ ایک روز میں نے دیکھا۔ جناب رسول
خداؐ ایک حلہ اپنے فرزند حسینؑ کو پہنا رہے ہیں جو کہ جامہائے دنیا سے مشابہ نہیں۔ میں نے کہا۔ یا
رسول اللہ یہ جامہ کیسا ہے کہ جامہائے دنیا میں مشابہ نہیں۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ خدا نے
یہ تحفہ حسینؑ کے لئے بھیجا ہے۔ اور تاگا اس کا پرہائے جبرئیل سے ہے۔ آج چونکہ عید ہے میں
جامہ حسین کو پہناتا ہوں، سلیم بن قیسؓ ہلالی نے سلمان فارسیؓ سے روایت کی ہے۔ سلمانؓ نے کہا
میں نے دیکھا۔ ایک روز امام حسینؑ اپنے جد رسول خداؐ کی گود میں بیٹھے تھے۔ اور آنحضرتؐ امام
حسین کو پیار کر کے فرماتے تھے۔ اے پسر تو سید و بزرگوار و پدر سادات و بزرگوار ہے۔ اے پسر
تو امام فرزند امام پدر اماماں پیشوایاں ہے اے پسر تو حجت خدا پدر حجتہائے خدا ہے اور نو حجتہائے خدا تیرے صلب
سے ظاہر ہونگے کہ ان کا نواں قائم ہوگا کتب مخالفین میں ہے ایک روز رسول خدا خانہ عائشہ سے باہر تشریف لائے جب
در وازہ فاطمہؑ پر پہنچے۔ صدائے گریہ حسینؑ سن کر فرمایا۔ اے فاطمہؑ حسینؑ کو رونے نہ دو۔ اسلئے
اس کا رونا میرے دل کو دردمند کرتا ہے۔ ابن شہر آشوبؒ نے امام رضاؑ سے روایت کی ہے اور
مخالفین نے بطریق متعددہ روایت کی ہے۔ ایک روز جناب رسول خدا نے فرمایا جو چاہے کہ بہترین
اہل زمین و آسمان کو دیکھے۔ پس وہ حسینؑ ابن علی کو دیکھے۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے ابن عباسؓ
سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا۔ میں نے بہشت میں ایک قصر دیکھا ایک دانہ
مروارید سفید کا کہ اس میں کوئی شگاف اور پیوند نہ تھا میں نے کہا۔ اے میرے حبیب جبرئیل
یہ قصر کس کے لئے ہے۔ جبرئیل نے کہا۔ آپ کے فرزند حسینؑ کے لئے ہے جب میں آگے
بڑھا۔ ایک سیب دیکھا۔ اسے میں نے اٹھالیا۔ اور شگافتہ کیا۔ اس کے درمیان سے ایک
حوریہ نکلی۔ کہ اس کے موئے مژگان کی سیاہی مثل سیاہی سینہ کرگس تھی۔ میں نے پوچھا۔ تو
کس کے لئے ہے وہ رونے لگی۔ اور کہا۔ میں تمہارے فرزند شہید حسینؑ کے لئے ہوں شیخ طوسی
نے بسند صحیح روایت کی ہے امام حسین درمیان مردم بتاخیر کلام کرتے تھے نیز ایک روز رسول

خداؐ امام حسینؑ کو مسجد میں لائے۔ اور اپنے پہلو میں کھڑا کیا۔ اور تکبیر نماز کہی۔ امام حسینؑ نے چاہا موافقت کریں، تکبیر درست نہ کہی پس آنحضرتؐ نے دوسری تکبیر کہی یہاں تک بمرتبہ ہفتم امام حسینؑ نے تکبیر درست کہی۔ اسی وجہ سے سات تکبیریں اول نماز میں سنت ہوئیں بعض کتب مناقب میں منقول ہے کہ ایک روز جناب رسول خداؐ جناب فاطمہؓ کے گھر میں تشریف لائے اور کہا میں اے فاطمہؑ تمہارا مہمان ہوں۔ اس روز اہل بیت گرسنہ تھے۔ اور حسنینؑ تک کیلئے طعام نہ تھا۔ جب سب اہل بیت جمع ہوئے جبرائیل آئے اور کہا۔ اے محمد صلعم خدا نے بعد سلام فرمایا ہے کہ علیؑ، فاطمہؓ وحسنؑ وحسینؑ سے آپ دریافت کیجئے کہ میوہ ہائے بہشت سے کون سا میوہ چاہتے ہیں، جب حضرت رسولؐ نے ان سے پوچھا سب خاموش رہے۔ مگر امام حسینؑ نے کہ خوردسال تھے کہا مجھے اختیار دیجئے۔ کہ میں میوہ اختیار کروں سب نے کہا جو تم اختیار کروگے۔ ہم سب راضی ہیں، امام حسینؑ نے کہا۔ جد بزرگوار جبرائیل سے کہئے۔ ہم رطب چاہتے ہیں اور وہ موسم رطب کا نہ تھا۔ یہ سن کر جناب فاطمہؓ سے فرمایا، اے بیٹی حجرہ میں جاؤ۔ اور رطب لے آؤ، جب جناب فاطمہؓ حجرہ میں گئیں۔ ایک طبق بلور دیکھا۔ کہ رطب تازہ سے بھرا ہوا تھا۔ ایک رومال سندس سبز کا اس پر پڑا تھا۔ جناب فاطمہؓ نے وہ طبق جناب رسول خداؐ کے پاس لاکر رکھا رسول خداؐ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فرما کر ایک رطب اٹھایا اور امام حسینؑ کے منہ میں دے کر فرمایا۔ حنیئًا مریئًا لک یا حسینؑ اے حسینؑ تم کو یہ پسند اور عافیت۔ دوسرا رطب اٹھایا امام حسنؑ کے منہ میں دے کر فرمایا ھنیئًا مریئًا لک یا حسنؑ۔ پس رطب دیگر جناب فاطمہؑ کے منہ میں دیا۔ اور فرمایا ھنیئا مریئًا لک یا فاطمہ پس رطب جناب امیر کے منہ میں دیا اور فرمایا ھنیئًا مریئًا لک یا علی یہ کہہ کر حضرت محمد کھڑے ہوئے اور پھر بیٹھ گئے۔ جب رطب تناول کر چکے اور سیر ہو گئے جناب فاطمہ نے کہا یا بابا آج آپ نے ایسا لطف کیا۔ کہ پہلے مثل اس کے نہ فرمایا تھا۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا جب دانہ اوّل دہن حسینؑ میں دیا۔ میں نے سنا۔ کہ میکائیل اور اسرافیل کہتے ہیں۔ ھنیئًا مریئًا لک یا حسین۔ پس میں نے بھی ان کی موافقت کی۔ اور جب دوسرا دانہ دہن حسنؑ میں دیا اسرافیل ومیکائیل نے کہا۔ ھنیئا مریئًا لک یا حسن پس میں نے بھی ان کی موافقت کی۔ اور جب رطب سوم اے فاطمہؓ تمہارے منہ میں دیا۔ حوران بہشتی نے سرغرفوں سے نکال کر شادی وخوشی کی اور کہا ھنیئًا مریئًا لک یا فاطمہ۔ میں نے بھی، ان کی موافقت کی۔ اور جب دانہ چہارم علی کے منہ میں دیا۔ خداوند علی اعلیٰ کی جانب

سے آواز میں نے سنی کہ فرماتا ہے ھنیئاً مویناًلک یا علی پس میں نے حق تعالیٰ کی موافقت کی۔ اور بسبب عظمت وجلال خدائے پروردگار میں اٹھ کھڑا ہوا۔ بعد اس کے ایک صدا رب العزت کی طرف سے میں نے سنی۔ اے محمدؐ اگر اس ساعت سے تا روز قیامت تم علی ابن ابی طالب کو رطب دیتے میں ہر رطب کے لئے ان کو ھنیئاً مویئاً کہتا۔

حکایت ابوجعفر دوانقی

ابن بابویہؒ وغیرہ نے سلیمان بن مہران اعمش سے کہ فریقین بعمدہ معروف ہیں۔ روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ ایک شب میں اپنے مکان پر خواب استراحت میں تھا۔ ناگاہ ایک چوبدار ابوجعفر دوانقی کی جانب سے مجھے بلانے آیا۔ میں بہت ڈرا اور متفکر ہو کر اپنے دل میں کہا اس وقت رات کو بلانا مجھے خالی از علت نہیں۔ بلکہ ضرور ہے وہ فضائل علی ابن ابی طالب کے مجھ سے پوچھے گا اگر میں فضائل جناب امیرؑ بیان کروں گا مجھے قتل کریگا۔ پھر میں نے اپنا وصیت نامہ لکھا۔ اور غسل کرکے حنوط ملا اور کفن پہن کر اس کی مجلس میں گیا۔ جب داخل مجلس ہوا۔ عمرو بن عبید کو میں نے ابوجعفر پاس دیکھا جس سے مجھے گونہ اطمینان ہوا۔ جب میں نے سلام کیا۔ مجھے قریب بلایا۔ اور جتنا میں قریب جاتا تھا۔ اسی قدر وہ اور اصرار کرتا تھا یہاں تک کہ اس قدر اس کے پاس پہنچ گیا۔ قریب تھا۔ اس کا زانو میرے زانو سے مل جاتے جب مجھ میں سے اسے حنوط کی خوشبو پہنچی۔ کہا۔ سچ کہنا۔ ورنہ قتل کر دوں گا۔ میں نے کہا جو مزاج میں آئے دریافت کیجیئے۔ اس نے کہا۔ حنوط کیوں ملا ہے میں نے کہا۔ اس وقت رات کو آپ کا چوبدار آیا میں نے سمجھا شاید خلیفہ نے مجھے فضائل علی ابن ابی طالب بیان کرنیکیلئے بلایا ہے جب میں فضائل جناب امیرؑ بیان کروں گا خلیفہ مجھے قتل کریں گے۔ اس خیال سے میں نے وصیت نامہ لکھا۔ اور حنوط ملا۔ اور کفن پہن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلیمان بن اعمش کہتے ہیں ابوجعفر دوانقی تکیہ لگائے بیٹھا تھا جب یہ کلام مجھ سے سنا اٹھ کر بیٹھا اور کہا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ اے سلیمان میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں تم کو لازم ہے بیان کرو۔ خدا کی قسم کے ساتھ بتاؤ تم کو کتنی حدیث یاد ہے۔ فضائل علی ابن ابی طالب میں میں نے کہا۔ تھوڑی سی مجھے معلوم ہیں اس نے کہا۔ تعداد ان کی بیان کرو۔ میں نے کہا۔ دس ہزار سے زائد حدیث فضائل جناب امیرؑ مجھے معلوم ہیں ابوجعفر نے کہا۔ اے سلیمان میں تم کو ایک حدیث فضائل علی میں سناؤں کہ جو حدیثیں تم سن چکے ہو بھول جاؤ۔ میں نے کہا۔ اے امیر مجھ سے بیان کیجئے۔ اس نے کہا مجھکو منشی بنی امیہ میں جب میں ان سے بھاگا پھرتا تھا۔ اور شہروں میں گشت کرتا تھا۔ لوگوں سے بذکر فضائل علیؑ تقرب حاصل کرکے اس

سے قوت بہم پہنچاتا تھا اور گذران کرتا تھا۔ یہاں تک کہ میں بلادِ شام میں پہنچا ایک عبائے کہنہ پہنے تھا اور بجز اس کے دوسرا لباس میرے پاس نہ تھا۔ اس وقت پیاس بھی شدید تھی۔ ناگاہ صدائے اذان آئی۔ میں نے کہا مسجد میں جاکر نماز پڑھوں اور بعد فراغت لوگوں سے غذائے شام طلب کروں جب میں مسجد میں آیا۔ اور پیش نماز کے ہمراہ نماز ادا کی۔ اور اس نے سلام کیا دیکھتا ہوں۔ دو لڑکے داخل مسجد ہوتے پیش نماز ان کی طرف متوجہ ہوا۔ اور کہا مرحبا۔ اور انہیں بھی مرحبا جن کے تم ہمنام ہو۔ میں نے ایک جوان سے جو میرے پہلو میں نماز پڑھتا تھا۔ پوچھا۔ یہ دو لڑکے اس پیشنماز سے کیا قربت رکھتے ہیں۔ اس جوان نے کہا۔ یہ شخص ان کا دادا ہے۔ اور اس شہر میں کوئی شخص اس کے سوا دوستدار جناب امیرؑ نہیں۔ اور اس نے ان دونوں کا نام حسنؑ حسینؑ رکھا ہے۔ جب میں نے یہ سنا۔ نہایت خوش ہوا اور پیش نماز پاس جاکر کہا۔ آپ کو منظور ہے میں ایک حدیث بیان کروں جس سے آپ کی آنکھیں روشن ہو جائیں۔ اس نے کہا اگر تم میری آنکھیں روشن کرو گے میں تمہاری آنکھیں روشن کر دوں گا میں نے کہا مجھے میرے باپ نے اپنے دادا عبد اللہ بن عباس سے خبر دی ہے ایک روز میں جناب رسول خداؐ پاس بیٹھا تھا۔ ناگاہ جناب فاطمہؑ گریاں تشریف لائیں۔ رسول خدا نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ گریہ نہ کرو۔ جس خدا نے ان کو پیدا کیا ہے وہ اُن پر تم سے زیادہ مہربان ہے پھر حضرت نے ہاتھ جانب آسمان بلند فرماتے اور کہا۔ کہ خداوندا اگر حسنینؑ صحرا یا دریا میں گئے ہیں۔ ان کی حفاظت کر اور سلامت رکھ۔ ناگاہ جبرئیل حاضر ہوتے۔ اور کہا۔ خدا نے بعد سلام فرمایا ہے کہ حسنینؑ کے لئے محزون و غمگین نہ ہو وہ دنیا و آخرت میں فاضل ہیں، اور ان کا باپ ان سے افضل ہے حسنینؑ، باغستان نبی بخار میں آرام کر رہے ہیں اور خدا نے ایک فرشتہ ان کیلئے موکل کیا ہے، یہ سن کر جناب رسول خداؐ شاد و خنداں اٹھے اور مع اصحاب متوجہ باغستان نبی بخار ہوتے، جب باغستان میں پہنچے، دیکھا حسنین آرام کر رہے ہیں، اور ایک دوسرے کے گلے میں بانہیں ڈالے ہیں اور وہ فرشتہ ایک پر سے نیچے بچھونا۔ اور دوسرے پر کا سایہ کئے ہے، جناب رسول خداؐ نے حسنینؑ کے سر اپنے دامن میں رکھے اور پیار کرنے لگے۔ یہاں تک کہ حسنینؑ خواب سے بیدار ہوتے پس امام حسنؑ کو دوش مبارک پر رسول خدا نے اٹھایا اور حسینؑ کو جبرائیل نے اپنے دوش پر اٹھایا۔ اور باغستان سے باہر آتے حضرتؐ فرماتے تھے۔ بخدا سوگند آج کی رات تمہاری شرافت لوگوں پر ظاہر کروں گا جس طرح خدا نے تم کو شریف کیا۔ لوگ چونکہ جبرائیل کو نہ دیکھتے تھے اور جانتے تھے رسول خدا ان دونوں صاحبوں کو دوش پر لئے ہوتے تھے پس ایک شخص قریب آیا۔ اور کہا یا رسول اللہ ان دو لڑکوں میں سے ایک

مجھے دے دیجئے کہ بوجھ آپ کا ہلکا ہو جائے آنحضرت نے فرمایا۔ اے ابوبکر دو شخص ان دونوں کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ اور اچھے اور نیک اٹھانے والے ہیں اور یہ بھی نیک سوار ہیں۔ اور ان کا باپ ان سے افضل ہے جب حضرتؐ دروازہ مسجد پر پہنچے۔ بلال کو حکم دیا۔ کہ منادی کر کے لوگوں کو جمع کرے۔ جب لوگ مسجد میں جمع ہوئے جناب رسول خداؐ اٹھے اور کہا۔ ایہا الناس آیا تم چاہتے ہو میں تم کو ان کی خبر دوں۔ جو از جہت جد و جدہ بہترین مردم ہیں۔ سب نے کہا۔ ہاں یا رسول اللہ بیان کیجئے رسول خداؐ نے فرمایا۔ وہ حسنینؑ ہیں۔ کہ ان کا جد رسول خداؐ اور ان کی جدہ خدیجہ الکبریٰ ہیں۔ ایہا الناس تم چاہتے ہو۔ میں تم کو اُن کی خبر دوں جو از جہت مادر و پدر بہترین مردم ہیں، سب نے کہا۔ ہاں ارشاد کیجئے رسول خدا نے فرمایا۔ وہ حسنینؑ ہیں ان کا پدر علی ابن ابی طالب خدا اور رسول کا دوست ہے۔ اور خدا اور رسول علی کے دوست ہیں۔ اور ان کی ماں فاطمہؑ دختر رسول خدا ہیں۔ ایہا الناس تم چاہتے ہو، میں تم کو ان کی خبر دوں جو از جہت عم و عمہ بہترین مردم ہیں لوگوں نے کہا۔ ہاں یا حضرتؐ بیان فرمائیے۔ رسول خدا نے فرمایا۔ وہ حسنینؑ ہیں کہ عم ان کا جعفر ہے کہ بہشت میں ہمراہ ملائکہ پرواز کرتا ہے اور عمہ ان کی ام ہانی دختر ابو طالب ہے۔ ایہا الناس میں تم کو ان کی خبر دوں جو از جہت ماموں بہترین مردم ہیں، سب نے کہا۔ ہاں یا حضرتؐ بیان کیجئے۔ رسول خدا نے فرمایا وہ حسنین ہیں۔ ان کا ماموں قاسم پسر رسول خدا ہے۔ پس حضرت نے دست مبارک بلند کیا۔ اور فرمایا خدا ہم سب کو اس طرح محشور کرے گا۔ جس طرح انگلیاں ہاتھ میں ایک جا ہیں۔ پھر فرمایا۔ خداوندا تو جانتا ہے۔ کہ حسنین بہشت میں ہونگے، اور جد و جدہ حسنینؑ بھی بہشت میں ہونگے۔ اور عم و عمہ حسنین بھی بہشت میں ہونگے اور پدر و مادر حسنین بھی بہشت میں ہونگے اور ماموں حسنینؑ بھی بہشت میں ہونگے خداوندا تو جانتا ہے جو ان کو دوست رکھے گا۔ وہ بہشت میں ہوگا اور جو ان کو دشمن رکھے گا۔ وہ جہنم میں ہوگا، جب اس پیش نماز نے مجھ سے یہ حدیث سنی کہا اے جوان تم کون ہو میں نے کہا کوفہ کا رہنے والا ہوں۔ اس نے کہا عجمی ہو یا عربی، میں نے کہا عرب ہوں، اس نے کہا۔ ایسی حدیث روایت کرتے ہو۔ اور ایسے کپڑے پہنے ہو، یہ کہہ کر ایک خلعت فاخرہ مجھے بخشا۔ اور ایک شتر بھی عنایت کیا۔ میں نے اسے ایک سو دینار کو فروخت کیا۔ بعد اسکے اس پیش نماز نے مجھ سے کہا۔ اے جوان تو نے میری آنکھیں روشن کیں ہیں۔ میں بھی تیری آنکھیں روشن کرتا ہوں، اور تجھے ایک جوان کا نشان دیتا ہوں۔ کہ وہ بھی تیری آنکھیں روشن کرے گا۔ میں نے کہا مجھے نشان دیجئے پیش نماز نے کہا۔ میرے دو بھائی اور بھی ہیں ایک پیش نماز دوسرا مؤذن ہے۔ جو پیش نماز ہے، جبسے شکم مادر سے پیدا ہوا ہے تا حال دوستدار

علی ابن ابی طالب ہے اور جو مؤذن ہے۔ وہ جیسے پیدا ہوا ہے، دشمن علیؑ ہے۔ پس میرا ہاتھ پکڑ کے اس کے دروازہ پر لایا، جو دوست علی تھا میں نے دروازہ کی زنجیر ہلائی۔ ایک شخص باہر آیا۔ جب مجھے دیکھا۔ اشتر اور جامع پہچانا اور کہا اس شتر اور جامہ کو پہچانتا ہوں، اور جانتا ہوں کہ میرے بھائی نے تجھے دیا ہے۔ اور تجھے دوست علی ابن طالب سمجھا ہے

فضائل علیؑ ابن طالب: پھر اس نے کہا۔ پس مجھ سے کوئی حدیث فضائل علیؑ ابن ابی طالب سے بیان کرو۔ میں نے کہا۔ مجھے میرے باپ نے اپنے باپ اور دادا سے خبر دی ہے، ایک روز میں رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ناگاہ جناب فاطمہ گریاں تشریف لائیں، جناب فاطمہؑ سے رسول خدا نے سبب گریہ پوچھا، جناب فاطمہ نے عرض کی باباجان زنان قریش مجھے طعنہ زنی کرتی ہیں اور کہتی ہیں تمہارے باپ نے مرد پریشان کے ہمراہ تزویج کیا۔ جو مالدار نہیں، جناب رسول خدا نے فرمایا۔ فاطمہ گریہ نہ کرو۔ میں نے تجھے تزویج کیا۔ اور جبرائیل و میکائیل کو گواہ کیا ہے۔ اور خدا نے جمیع خلق سے تمہارے باپ کو اختیار کیا ہے اور اسے پیغمبر کیا ہے اور بعد تمہارے باپ کے علی ابن ابی طالب کو اختیار کیا ہے اور تم کو ان سے تزویج کیا ہے اور ان کو میرا وصی کیا ہے، علی شجاع ترین و بردبار ترین و سخی ترین مردم ہے۔ ان کا اسلام سب سے قدیم اور ان کا علم سب سے زیادہ ہے، اور ان کے دو پسر بہترین جوانان اہل بہشت ہیں۔ اور ان کا نام توراۃ میں بوجہ کرامت و قرب درحق تعالیٰ شبر و شبیر ہے اسے فاطمہ گریہ نہ کرو، جب قیامت ہوگی، تمہارے پدر کو دو حلّے پہنائیں گے۔ اور علیؑ کو بھی دو حلّے پہنائیں گے۔ اور علم حمد میرے ہاتھ ہوگا۔ اور میں وہ علم علیؑ کو ان کی کرامت و قرب حق تعالیٰ کی وجہ سے دونگا۔ اے فاطمہؑ گریہ نہ کرو، کہ جب مجھے بروز قیامت جناب پروردگار عالمیان طلب کریں گے۔ اس وقت علی میرے ہمراہ ہونگے، اور جب خدا مجھے شفیع امت کریگا۔ علی مجھ سے اپنے دوستوں کی شفاعت کریں گے۔ اے فاطمہ گریہ نہ کرو، جب روز قیامت برپا اور ہول قیامت طاری ہوگا۔ ایک منادی خدا کہے گا۔ اے محمد اچھے جد تمہارے ابراہیم خلیل الرحمٰن اور نیک برادر تمہارے علی ابن ابی طالب ہیں۔ اے فاطمہؑ علی کلید ہائے بہشت پر میری اعانت کریں گے اور شیعان علیؑ بروز قیامت رستگار ہونگے، جب میں نے اس سے یہ حدیث نقل کی۔ ان سے کہا اے فرزند تم کہاں کے رہنے والے ہو میں نے کہا۔ کوفہ کا رہنے والا ہوں۔ اس نے کہا عرب ہو یا عجم میں نے کہا عرب ہوں۔ یہ سن کر اسنے مجھے تیس جامے اور دس ہزار درہم عطا فرمائے

اور کہا اے جوان تو نے مجھے شاد کیا اور میری آنکھیں روشن کیں مجھے تجھ سے ایک حاجت ہے میں نے کہا ارشاد کیجئے، انہوں نے کہا کل فلاں مسجد میں آنا۔ اور میرے اس بھائی کو دیکھنا۔ جو علی ابن ابی طالب کا دشمن ہے یہ سن کر میں تمام رات مشتاق صبح تھا۔ کہ کہیں صبح ہو اور میں وہ دیکھوں جب صبح ہوئی۔ میں اس مسجد میں گیا۔ اور صف نماز میں کھڑا ہوا۔ ناگاہ ایک جوان آیا اور میرے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ سر پر عمامہ تھا۔ جب رکوع میں گیا۔ عمامہ اس کے سر سے گر پڑا میں نے دیکھا اس کا سر اور منہ سور کا ہے۔ جب نماز سے فراغت ہوئی، میں نے کہا۔ اے جوان یہ تیرا کیا حال ہے یہ سن کر وہ رونے لگا۔ اور کہا۔ آؤ، اس گھر میں چلو۔ میں تم سے اپنا حال بیان کروں، جب میں گھر میں گیا۔ اس نے کہا۔ میں فلاں جماعت کا مؤذن تھا۔ اور ہر صبح درمیان اذان و اقامت ہزار مرتبہ (معاذ اللہ) لعنت کرتا۔ علیؑ کے اوپر اور جب جمعہ آتا تھا چار ہزار مرتبہ کرتا تھا۔ پس بروز جمعہ جب میں گھر میں آیا۔ اس گوشہ دیوار سے جو تم دیکھتے ہو، میں تکیہ کئے تھا۔ ناگاہ نیند آ گئی۔ اور خواب میں قیامت دیکھی اور رسول خداؐ و علیؑ کو شاداں و خنداں کھڑے دیکھا اور امام حسنؑ جانب راست اور امام حسینؑ جانب چپ کھڑے تھے اور ایک کاسہ بھی موجود تھا۔ جب رسول خداؐ نے کہا اے حسنؑ مجھے پانی دو۔ جب نوش کر چکے فرمایا۔ اس جماعت کو بھی پانی دو۔ جب سب پانی پی چکے کہا۔ اس شخص کو جو اس جگہ تکیہ کئے ہے اسے بھی پانی دو۔ امام حسنؑ نے کہا۔ اے جد بزرگوار مجھے آپ حکم دیتے ہیں کہ اس شخص کو پانی دوں۔ اور وہ ہر روز ہزار مرتبہ میرے پدر بزرگوار پر لعنت کرتا ہے۔ اور آج چار ہزار مرتبہ اس نے لعنت کی۔ یہ سن کر رسول خداؐ میرے قریب آئے۔ اور کہا۔ تجھ پر لعنت خدا ہو علیؑ ابن ابی طالب پر کیوں لعنت کرتا ہے۔ حالانکہ علی مجھ سے ہے اور علی کو تو برا کیوں کہتا ہے علی مجھ سے ہے یہ فرما کر رسول خداؐ نے مجھ پر تھوک دیا۔ اور مجھے ایک ٹھوکر مار کر کہا۔ اٹھ خدا اپنی رحمت کو تجھ سے پھیر لے جب میں خواب سے بیدار ہوا۔ میرا سر اور منہ مثل سور کا ہو گیا تھا۔ بعد اس کے ابو جعفر دوانقی نے مجھ سے کہا۔ آیا یہ دو حدیثیں تمہارے پاس ہیں میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا اے سلیمان محبت علیؑ کی ایمان اور دشمنی علی کی نفاق ہے اور قسم بخدا علیؑ کو دوست نہیں رکھتا۔ مگر مومن اور علی کو دشمن نہیں رکھتا۔ مگر منافق میں نے کہا۔ اے امیر مجھے امان دیجئے کہ ایک بات کہوں۔ اس نے کہا۔ کہو۔ میں نے کہا قاتل حسینؑ ابن علیؑ کے حق میں کیا کہتا ہے۔ اس نے کہا۔ اس کی بازگشت ان کی جانب آتش میں ہے۔ میں نے کہا اور فرزندان رسول خداؐ کے قاتلوں کے حق میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ اس نے کہا، بازگشت، ان کی جانب آتش ہے اور ہمیشہ آتش میں ہیں، و لیکن

ملک و بادشاہی عقیم ہے اور آدمی اپنے فرزند کو بادشاہی کے لئے مار ڈالتا ہے اب باہر جاؤ۔ اور
جو تم نے سنا ہے لوگوں سے نہ کہنا۔

فصل تیسری: اخلاق و مکارم امام حسینؑ

عیاشی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ایک روز امام حسینؑ کا گذر ایک گروہ مساکین کی طرف ہوا کہ وہ
اپنی عبا پر نان خشک رکھے کھا رہے ہیں، جب امام حسینؑ قریب پہنچے۔ انہوں نے آپ کی دعوت کی
امام حسینؑ گھوڑے سے نیچے تشریف لائے فرمایا خدا متکبروں کو دوست نہیں رکھتا۔ یہ فرما کر بیٹھ گئے
اور ان کے ہمراہ کھانا کھایا۔ اور بروایت دیگر عذر کیا۔ تمہاری روٹیاں تصدق کی ہیں اور تصدق ہم پر
حرام ہے، بعد اس کے فرمایا، میں نے تمہاری دعوت قبول کی، تم بھی میری دعوت قبول کرو۔ اور
ان کو اپنے مکان پر لے گئے۔ اور اپنی خادمہ سے فرمایا، جو کچھ مہمان عزیز کے لئے جمع کیا ہے لا
کر حاضر کرو۔ پس ان کی دعوت کر کے انعام و اکرام کیا۔ اور پھر رخصت کیا۔ ابن شہر آشوبؒ نے روایت
کی ہے کہ مرض الموت اسامہ بن زید میں امام حسینؑ عیادت کو گئے۔ اور اسامہ کو اندوہناک پا کر فرمایا
برادر اندوہ کا سبب کیا ہے۔ کہا میں ساٹھ ہزار درہم کا قرضدار ہوں، اور یہی سبب اندوہ ہے حضرت
نے کہا میں تمہارے قرض کو ادا کروں گا۔ اسامہ نے کہا مجھے خوف ہے۔ کہ قبل ادائے قرض کے
مر جاؤں، حضرت نے کہا قبل موت تمہارا قرض میں ادا کروں گا اور ایسا ہی کیا۔

سخاوت امام حسینؑ

ایضاً روایت کی ہے ایک روز فرزدق شاعر خدمت امام حسینؑ
میں آیا اور مدح آنحضرت کی۔ آنحضرت نے چار سو اشرفیاں
اسے عطا کیں لوگوں نے کہا وہ شاعر ایک مرد فاسق ہے، کس لئے آپ نے اس قدر روپیہ اسے
عطا کیا۔ حضرت نے کہا بہترین مال تمہارا وہ مال ہے کہ اس سے اپنی حفاظت آبرو کرو۔ ایضاً روایت
کی ہے ایک اعرابی مدینہ میں آیا اور پوچھا بہترین مردم تم میں کون ہے، لوگوں نے کہا امام حسینؑ
کریم ترین مردم ہیں، یہ سن کر وہ اعرابی مسجد میں آیا اور دیکھا۔ کہ امام نماز پڑھ رہے ہیں، اس نے
چند شعر مدح آنحضرت میں پڑھے، جب حضرت نماز سے فارغ ہوتے فرمایا اے قنبر آیا کچھ مال
حجاز سے باقی بچا ہے، قنبر نے عرض کی، ہاں چار ہزار طلا باقی ہیں، حضرت نے فرمایا لے آؤ۔ کہ
مجھ سے زیادہ اس مال کا مستحق ہے، بعد اس کے حضرت خود گھر میں تشریف لے گئے۔ اپنی ردا

مبارک اٹھاکر وہ چار ہزار درہم اس میں باندھے اور دروازہ کے پیچھے شرم و حجاب اعرابی سے کھڑے ہوئے اور دست مبارک شگاف در سے باہر کر کے وہ روپیہ اعرابی کو دیدیا۔ اور چند شعر بطور عذر خواہی اعرابی پڑھے جب اعرابی نے یہ سنا رونے لگا حضرت نے فرمایا۔ اے اعرابی کو یا عطائے من تو نے کم سمجھا۔ اعرابی نے کہا نہیں ولیکن میں روتا ہوں کہ ایسا سخی ہاتھ کیونکر درمیان خاک پنہاں ہوگا، اور اسی طرح کی روایت امام حسنؑ کی سخاوت میں منقول ہے ایضاً بسند معتبر روایت کی ہے۔ کہ جب امام حسینؑ صحرائے کربلا میں شہید ہوئے، پشت آنحضرت پر گھٹے دیکھ کر امام زین العابدینؑ سے اس کا سبب دریافت کیا۔ فرمایا راتوں کو بکثرت مال اپنی پشت پر اٹھا کر خانہ ہائے بیوہ زنان و یتیماں و مسکیناں میں لے جاتے تھے۔ اس وجہ سے پشت مبارک پر نشان ہے ایضاً۔ روایت کی ہے عبدالرحمان بن سلمہ نے کسی فرزند آنحضرت کو سورہ حمد تعلیم کیا، جب اس لڑکے نے سورہ حمد امام حسینؑ کے سامنے پڑھا حضرت نے فرمایا۔ ہزار دینار طلا اور ہزار حلہ دیا عبدالرحمن کو دے دو۔ اور اس کا منہ موتیوں سے بھر دو۔ لوگوں نے کہا۔ اس کی مزدوری اس قدر نہ تھی حضرت نے فرمایا۔ یہ عطا اس کے مقابلہ میں، جو میرے فرزند کو تعلیم کیا ہے کچھ بھی نہیں۔ ایضاً جناب صادق نے روایت کی ہے۔ ایک روز درمیان امام حسینؑ اور محمد حنفیہ کسی بات پر ملال ہو کر جدائی ہوگئی محمد بن حنفیہ نے امام حسینؑ کو لکھا۔ اے برادر میرے اور آپ کے پدر علی ابن ابی طالب ہیں، باپ کی جانب سے کچھ زیادتی آپ کو مجھ پر نہیں۔ اور والدہ ماجدہ آپ کی دختر رسول خدا ہیں اور اگر میری ماں بادشاہ تمام زمین کی ہوتی جب بھی میری ماں آپ کی والدہ کے برابر نہیں ہو سکتی، جس وقت آپ میرا خط ملاحظہ فرمائیں، میرے پاس تشریف لاکر مجھے خوشنود کریں۔ کہ آپ مجھ سے زیادہ تر سزاوار لفضل و احسان ہیں، والسلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہٗ جب امام حسینؑ نے وہ خط پڑھا اسی وقت ان کے گھر میں تشریف لے گئے۔ اور ان کو رضامند کیا۔ بعد اسکے پھر کوئی ملال نہ ہوا۔ ایضاً۔ در بارہ شجاعت۔ آنحضرتؑ روایت کی ہے ایک روز مدینہ میں آنحضرت اور ولید بن عقبہ میں جو حاکم مدینہ تھا۔ کسی زمین پر تکرار ہوئی، امام حسینؑ نے ولید کے سر سے امامہ اٹھا لیا۔ اور اس کی گردن میں لپیٹ کر زمین پر دے مارا، مروان نے کہا میں نے ہرگز کسی کو اس طرح کا نہیں دیکھا۔ کہ حاکم پر ایسی جرأت کر سکے، ولید نے کہا حق ان کی ہی طرف ہے۔ اور یہ زمین بھی ان کی طرف ہے۔ حضرت نے فرمایا چونکہ تو نے اقرار کیا، لہٰذا میں نے زمین تجھے بخش دی اور شجاعتہائے و مردانگی ہائے آنحضرتؑ جو صحرائے کربلا

میں ظاہر ہوتیں بیان نہیں ہوسکتیں۔ مگر ان میں سے بعض کا ذکر انشاء اللہ بعد اس کے ہوگا، زہد و عبادت آنحضرت میں روایت کی ہے پچیس حج حضرت پاپیادہ بجالائے اور شتران و محمل عقب آنحضرت رہا کرتے تھے ایک روز حضرت سے کہا آپ اپنے پروردگار سے بہت ڈرتے ہیں حضرت نے فرمایا۔ کہ عذاب قیامت سے کوئی محفوظ نہیں مگر وہ جو دنیا میں خدا سے ڈرے، منقول ہے امام حسینؑ صورت و سیرت میں شبیہہ ترین مردم بحضرت رسول تھے اور شبہائے تاریک میں نور جبین مبارک سے آنحضرت کی گردن سے نیچے تک چمکتا تھا اور امام حسینؑ کو لوگ اس نور سے پہچانتے تھے، کشف الغمہ میں روایت کی ہے، انس نے کہا۔ ایک روز میں امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر تھا۔ کہ کنیز آنحضرتؑ آئی اور ایک پھول سامنے لاکر رکھا، امام حسینؑ نے فرمایا میں نے تجھے راہ حق میں آزاد کیا۔ میں نے کہا یا حضرت ایک پھول لانے پر آپ نے اسے آزاد کر دیا، امام حسینؑ نے فرمایا، حق تعالیٰ فرماتا ہے، جب تمہیں کوئی ہدیہ دے۔ پس تم اس سے بہتر ہدیہ دو۔ اور میرا ہدیہ بہتر یہی تھا۔ کہ اسے آزاد کر دوں۔ ایضاً۔ روایت کی ہے۔ کہ غلامان آنحضرت میں سے کسی غلام نے خیانت کی کہ قابل سزا ہوا جب چاہا اُسے سزا دیں۔ غلام نے کہا والکاظمین الغیظ امام حسینؑ نے فرمایا۔ تجھ سے دستبردار ہو، غلام نے کہا۔ اے مولا نے من والعافین عن الناس امام حسینؑ نے فرمایا میں نے تجھے عفو کیا۔ غلام نے کہا۔ واللہ یحب المحسنین، امام حسینؑ نے فرمایا میں نے تجھے راہ خدا میں آزاد کیا اور جو کچھ میں تجھے دیتا ہوں اس سے دو چند مقرر کیا۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے، امام حسینؑ نے فرمایا، بہترین اعمال بعد فراغت نماز قلب کو مسرور کرنا۔ اس طرح کہ متضمن کسی گناہ سے نہ ہو تحقیق کہ میں نے ایک روز دیکھا۔ ایک غلام کتے کے ساتھ کھانا کھا رہا ہے میں نے سبب دریافت کیا۔ اس نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ میں مغموم و محزون ہوں۔ چاہتا ہوں اسے خوش کروں۔ شاید اس کی خوشی باعث میری خوشی کا ہو جائے۔ اس لئے کہ میرا مالک یہودی ہے۔ میرا دل چاہتا ہے اس کے ہاتھ سے نجات پاؤں جب امام حسین نے اس غلام سے یہ کلام سنا، یہودی کے پاس گئے۔ اور فرمایا دو سو دینار طلا میں تجھے دیتا ہوں۔ کہ تو اس غلام کو میرے ہاتھ فروخت کر۔ یہودی نے کہا۔ میں اس غلام کو آپ کے اس قدم پر فدا کرتا ہوں۔ جس سے آپ میرے گھر تشریف لائے۔ اور یہ باغ بھی اسے دیتا ہوں۔ اور آپ کا مال آپ کو واپس دیتا ہوں، حضرت نے فرمایا۔ مال میں نے تجھے بخش دیا۔ یہودی نے کہا میں نے قبول کیا۔ اور غلام کو بخش دیا۔ حضرت نے فرمایا میں نے

غلام کو آزاد کیا اور مال اُسے بخشا زن یہودی نے کہا میں مسلمان ہوئی۔ اور اپنا مہرا اپنے شوہر کو بخشا۔ یہودی نے کہا میں بھی مسلمان ہوا۔ اور پھر اپنی زوجہ کو بخشا سید ابن طاؤس نے روایت کی ہے۔ کہ لوگوں نے امام زین العابدینؑ سے سوال کیا۔ کہ آپ کے باپ کی اولاد اس قدر کم کیوں ہے۔ امام زین العابدین نے فرمایا۔ مجھے خود تعجب ہے۔ کہ میں کیونکر پیدا ہوا۔ اس لئے کہ میرے پدر بزرگوار ہر روز ہر شب ہزار رکعت نماز بجالاتے تھے جامع الاخبار میں روایت کی ہے۔ ایک اعرابی خدمت امام حسینؑ میں حاضر ہوا۔ اور کہا یا ابن رسول اللہ میں نے ایک شخص کے قرض کی ضمانت کی ہے۔ اور اس کی ادائگی سے عاجز ہو گیا ہوں۔ کہ بہترین مردم سے سوال کروں۔ اور اہل بیت رسول خدا سے کریم ترین مردم میرے گمان میں کوئی نہیں۔ امام حسین نے فرمایا اے اعرابی میں تجھ سے تین سوال کرتا ہوں اگر تو ایک کا جواب دیگا۔ تو تیسرا حصہ مال کا تجھے دونگا۔ اور اگر دو سوال کا جواب دیگا۔ تو دو حصے دونگا۔ اور اگر تینوں مسائل کا جواب دیگا۔ تو کل مال تجھے دوں گا اعرابی نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ آپ جیسا مجھ ایسے سے سوال کرے۔ حالانکہ آپ اہل علم و شرف ہیں، امام حسینؑ نے فرمایا۔ میں نے اپنے جد بزرگوار رسول خدا سے سنا ہے کہ نیکی بقدر معرفت طلب کرنا چاہئے۔ اعرابی نے کہا۔ آپ جو چاہیں، پوچھیں۔ اگر جانتا ہوں جواب دونگا۔ اور اگر نہ جانتا ہوں۔ تو آپ سے پوچھ لوں گا۔ اور یاد رکھوں گا۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ اعمال میں سے کونسا عمل زیادہ ترا چھا ہے۔ اعرابی نے کہا ایمان بخدا۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ نجات مہالک سے کس طرح حاصل ہو سکتی ہے۔ اعرابی نے کہا خدا پر توکل و اعتماد سے امام حسینؑ نے فرمایا۔ آدمی کی زینت کس چیز سے ہے۔ اعرابی نے کہا ایسا علم جس کے ساتھ تواضع ہو، حضرت نے فرمایا اگر تواضع نہ رکھتا ہو۔ پھر زینت کس چیز میں ہے۔ اعرابی نے کہا ایسا مال جس سے مروت و جوانمردی کر سکے امام حسینؑ نے فرمایا اگر یہ بھی نہ رکھتا ہو۔ اعرابی نے کہا۔ وہ فقر و پریشانی جس میں صبر کر سکے، امام حسینؑ نے فرمایا اگر یہ بھی نہ رکھتا ہو۔ اعرابی نے کہا بجلی آسمان سے گرے اور اسے جلا دے کہ بجز اس کے وہ کسی لائق نہیں یہ سن کر امام متبسم ہوتے اور کیسہ زر جس میں ہزار اشرفی دینار تھے اس کے آگے رکھ دیا۔ اور اپنی انگوٹھی جس کا نگین دو سو دینار کا تھا۔ اس کو دے دی اور فرمایا، یہ طلا قرض میں دینا۔ اور انگشتری کی قیمت سے خرچ اپنے نان و نفقہ کا کرنا۔ اعرابی نے یہ سب مال اٹھا لیا اور کہا خدا بہتر جانتا ہے کہ رسالت و امامت کو کس جگہ قرار دیا۔ محمد ابن العباس

نے اپنی تفسیر میں روایت کی ہے۔ کہ ایک شخص نے امام حسینؑ سے کہا آپ میں کبر ہے امام حسینؑ نے فرمایا۔ کبریائی و بزرگواری مخصوص خداوند عالمیان ہے اور دوسرے کے لئے جائز نہیں ہے اور جو مجھے حاصل ہے وہ عزت ہے، خدا فرماتا ہے، فللّٰہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین یعنی خدا اور رسولؐ اور مومنوں کے لئے عزت ہے، کلینیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے، جناب صادقؑ سے مروی ہے امام حسینؑ اپنی ریش مبارک میں حنا وکتم کا خضاب فرماتے تھے۔ اور بسند معتبر دیگر آنحضرتؑ سے روایت کی ہے، جب امام حسینؑ شہید ہوتے، ریش مبارک پر رنگ خضاب وسمہ تھا کتاب احتجاج میں روایت کی ہے، ایک روز لوگوں نے معاویہ سے کہا چشمہائے مردم جانب امام حسینؑ نگراں ہیں۔ اور ان کو سزاوار خلافت جانتے ہیں۔ تم ان سے کہو منبر پر جاکر لوگوں سے کچھ بیان کریں تاکہ لوگ سمجھ جائیں۔ وہ اہلیت خلافت نہیں رکھتے۔ معاویہ نے کہا۔ جب وہ منبر پر جائیں گے۔ اپنا علم وفضل ظاہر کر کے مجھے رسوا کریں گے۔ جب لوگوں نے اصرار کیا۔ معاویہ نے امام حسینؑ سے کہا۔ امام حسینؑ منبر پر تشریف لے گئے۔ اور ایک خطبہ جو مناسب اپنے علم وفضل کے تھا ادا کیا۔ اور آخر میں فرمایا۔ ہم حزب اللہ ہیں۔ کہ خلق پر غالب ہیں۔ اور ہم عترت رسول ہیں کہ سب سے بآنحضرتؐ قریب ہیں ہم اہل بیت رسالت ہیں۔ کہ ہر گناہ وعیب سے پاک ہیں ہم ایک دو ثقل سے ہیں، جیسے رسول خدا نے ثانی کتاب اللہ کہا۔ اور اس کی تفسیر ہمارے سپرد کی، ہم اس کی تفسیر وتاویل میں شک نہیں کرتے اور اس کے حقائق پر ہم مطلع ہیں، ہماری اطاعت کرو کہ ہماری اطاعت تم پر واجب ہے۔ اور خدا نے ہماری اطاعت کو اپنی اطاعت اور رسول کی اطاعت سے مقرون کیا ہے اور فتنوں سے ڈرو۔ کہ شیطان نے تمہارے لئے برپا کئے ہیں بتحقیق کہ شیطان تمہارا دشمن ہے۔ اور اپنی دشمنی تم پر ظاہر کرتا ہے، جب تم کو دنیا وعقبیٰ میں بعذاب خدا مبتلا کرے گا۔ اور تمہیں طعمۂ تیر وشمشیر ونیزہ کریگا اس وقت تم سے بیزار ہوگا۔ اور اس وقت تم کو توبہ و ندامت فائدہ نہ کریگی۔ جب معاویہ نے یہ سنا ڈرا کہ کہیں لوگ امام حسینؑ کی طرف نہ ہو جائیں یہ سوچ کر کہا۔ جو آپ نے کہا۔ کافی ہے۔ اب منبر سے نیچے تشریف لائیے۔

قصہ دختر عثمان غنی

ابن شہر آشوبؒ نے روایت کی ہے۔ کہ امام حسنؑ نے عائشہ دختر عثمان کی خواہش کی مروان نے منع کیا۔ اور اسے عبداللہ بن زبیر سے تزویج کیا بعد اسکے معاویہ نے مروان کو جو حاکم ملک حجاز تھا۔ لکھا۔ کہ ام کلثوم دختر عبداللہ بن جعفر کی اس کے پسر یزید کے لئے خواستگاری کرے، جب مروان عبداللہ بن جعفر پاس آیا۔ اور ان کی دختر کی

یزید کے لئے خواستگاری کی۔ عبداللہ بن جعفر نے کہا۔ ہمارے بزرگ امام حسینؑ ہیں اور اس دختر کے
خالو و ماموں ہیں ان کو اختیار ہے جیسا امام حسین تشریف لاکر حکم کریںگے ویسا کیا جائے گا جب
امام حسینؑ کو اس امر کی خبر ہوتی حضرت نے خدا سے طلب خیر کی۔ اور کہا خداوندا اس دختر کے لئے
آل محمد سے جسے تو نے پسند کیا ہے، حکم فرما۔ جب لوگ مسجد میں جمع ہوتے مروان با زینت فراواں
روائی پہلوئے امام حسینؑ میں آکر بیٹھ گیا۔ اور کہا معاویہ نے حکم کیا ہے۔ کہ دختر عبداللہ بن جعفر
کی اس کے پسر یزید کے لئے خواستگاری کروں، اور جس قدر مہر ان کے باپ چاہیں مقرر کریں
اور قرض بھی ان کا میں ادا کر دوں گا۔ یہ باعث صلح ان دونوں قبیلوں میں اور موجب مفاخرت
آنحضرت ہوگا اور مجھے تعجب ہے کہ آپ کو یزید کس قدر مہر دے گا۔ اور یزید ایسا ہے کہ کسی کی
بیٹی اس کو نہیں ملتی، پس آپ اے امام حسینؑ جواب باصواب دیجئے۔ جب سخن مروان تمام ہوا، امام حسینؑ
نے فرمایا پس اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے ہم کو اپنے لئے اختیار کیا۔ اور اپنے دین کے لئے
پسندیدہ فرمایا۔ اور اپنی خلق پر خلیفہ کیا ہے۔ اور بعد حمد و صلوات فرمایا۔ اے مروان تو نے کئی
باتیں کہیں اور میں نے سنیں۔ لیکن تو نے جو کچھ درباره مہر کہا۔ کہ جس قدر ان کا پدر چاہے مقرر کرے
پس میں قسم کھاتا ہوں۔ کہ اگر میں رضامند ہوں گا۔ تو پانچ سو درہم سے جو مہر بنات رسول خدا سے۔
مہر زیادہ نہ کروں گا۔ لیکن یہ تو نے جو کہا۔ میں ان کے پدر کا قرض ادا کروں گا۔ یہ کب ہم میں
متعارف ہے کہ ہماری عورتیں ہمارا قرض ادا کریں۔ لیکن یہ جو تو نے کہا۔ دونوں قبیلوں میں صلح
ہو جائیگی ہم نے برضائے خدا تم سے دشمنی کی ہے اور ہرگز ہم دنیا کے بارہ میں تم سے صلح نہ کریں
گے اور جبکہ خویشی و نسبی ہم میں تم میں صلح نہ کرسکی۔ تو روابط سببی کب صلح کرا سکتے ہیں لیکن یہ جو تو
نے کہا یزید سے تعجب ہے کہ وہ مہر دیتا ہے۔ واضح ہو کہ مہر تو انہوں نے دیا، جو یزید و پدر
و جد یزید سے بہتر ہیں۔ لیکن یہ جو تو نے کہا یزید ایسا ہے کہ اسے کسی قبیلہ کی بیٹی نہیں ملتی
واضح ہو کہ اس سے پہلے جو اس کے عزیز و اقارب تھے۔ وہی آج بھی ہیں۔ اور بادشاہی اس
کے پدر کی بجبر و ستم اس کی شرافت کا باعث نہیں ہوتی۔ لیکن یہ جو تو نے کہا۔ کہ ہمارا موجب فخر ہے
اہل جہالت کے نزدیک اسی طرح ہے۔ اور عقلا و دانایان زمان جانتے ہیں، کہ اس کا باعث فخر ہے
یہ ہمارا۔ بعد اس کے امام حسین نے فرمایا۔ اے حاضرین گواہ ہو دیں۔ دختر عبداللہ بن جعفر کو اس
کے چچا زاد بھائی قاسم بن محمد بن جعفر سے مہر پانچ سو درہم تزویج کیا۔ اور میں نے اس دختر کو
وہ زمین مزرعہ جو مدینہ میں میرے قبضہ میں ہے بخش دی، اور ہر سال آمدنی اس زمین کی آٹھ

ہزار دینار طلا ہے۔ اور یہ آمدنی اس کے اخراجات کو کافی ہے۔ مروان نے جب یہ کلام سنا۔ اس کا چہرہ متغیر ہو گیا اور کہا اے بنی ہاشم تم نے مجھ سے مکر کیا اور اپنی عداوت سے تم دستبردار نہیں ہوتے امام حسینؑ نے فرمایا ہم نے مکر نہیں کیا۔ یہ بات ویسی ہے کہ تو نے عائشہ دختر عثمان امام حسینؑ کو نہ دی بعد اس کے امام حسینؑ نے دختر عثمان کی خواستگاری اپنے لئے فرمائی شیخ کشی نے روایت فرمائی ہے۔ کہ مروان معاویہ کی طرف سے حاکم مدینہ تھا۔ اس نے معاویہ کو لکھا۔ کہ مجھ سے عمر بن عثمان نے بیان کیا ہے ایک گروہ عراقی و حجازی امام حسینؑ پاس آمد و رفت رکھتے ہیں۔ اور ان کو طمع خلافت دلاتے ہیں مجھے خوف ہے کہ کہیں فتنہ و فساد برپا نہ ہو جائے۔ اب مجھے جو حکم ہو۔ اس کی تعمیل کروں معاویہ نے مروان کو لکھا۔ تمہارا خط میرے پاس آیا جو کچھ اس میں مفہوم تھا معلوم ہوا۔ تم ہرگز معترض امام حسینؑ نہ ہونا۔ اور جب تک وہ تم سے تعلق نہ رکھیں تم بھی ان سے علاقہ نہ رکھنا کہ جب تک وہ میری بیعت پر وفا کریں گے میں ان کا معترض نہ ہوں گا۔ اور ایک خط امام حسینؑ کو بھی لکھا جس کا مضمون یہ ہے آپ کے کئی امور مجھے دریافت ہوئے۔ اگر وہ درحقیقت سچ ہیں۔ لازم ہے کہ انہیں ترک کیجئے۔ اس لئے کہ جس نے خدا سے عہد و پیمان کیا ہے۔ اسے لازم ہے کہ اپنے عہد و پیمان پر وفا کرے اور جو کچھ میں نے سنا ہے۔ باطل ہے، ہرگز آپ اُن امور کے پابند نہ ہونگے، آپ کو لازم ہے کہ آپ اپنے امور کا خیال اور اپنے عہد و پیمان پر وفا کریں۔ اور جب آپ عہد شکنی کریں گے میں بھی عہد شکنی کروں گا۔ اور اگر آپ مکر کریں گے میں بھی آپ سے مکر کروں گا آپ اس امت کے اجتماع کو برہم نہ کیجئے اور موجب حدوث فتنہ نہ ہو جائے۔ کیونکہ آپ لوگوں کو پہچانتے ہیں۔ اور امتحان کر چکے ہیں۔ پس اپنے اوپر رحم اور اپنے دین اور اپنے بعد کی امت پر رحم کیجئے بے خرد اور احمقوں سے دھوکا نہ کھائیے جب یہ نامہ معاویہ امام حسینؑ کے پاس پہنچا۔ آپ نے جواب میں لکھا اے معاویہ تو نے اپنے خط میں لکھا تھا۔ کہ چند امور میرے سے تجھے معلوم ہوتے ہیں اور تو مجھے ان سے بری جانتا ہے۔ اور میری نسبت ان امور کو تو نیک و بہتر نہیں جانتا۔ واضح ہو کہ ہر نیک و بد کو خدا جانتا ہے۔ اور جن لوگوں نے یہ تجھے لکھا وہ سخن چین اور خوشامدی ہیں میرا تجھ سے ارادہ جنگ نہیں۔ اور میں تجھ سے مقام مخالفت میں نہیں، مگر قسم بخدا میں ڈرتا ہوں۔ کہ پیش خدا تیری ترک مخالفت سے مستحق عتاب ہوں۔ اور مجھے گمان نہیں کہ تجھ سے اور میرے اخوان و انصار سے جنہوں نے جو رو ستم اپنا شعار کیا ہے اور دین خدا سے خارج ہو گئے ہیں خدا راضی ہو کہ میں تم کو ان امور باطلہ پر چھوڑ دوں۔ اور ایسی بدعتوں کو دیکھ کر غفلت

دستی کردں۔ آیا وہ تو نہیں جس نے حجر بن کندی کو مع ایک گروہ نماز گزار و عباد و زہاد کہ وہ ظلم و عدوان کا انکار کرتے ہیں اور بدعتوں کو عظیم جانتے ہیں۔ اور راہ خدا میں ملامت کرنے والوں سے نہیں ڈرتے تھے۔ تو نے بظلم و ستم انکو قتل کیا۔ باوجودیکہ قسم ہائے مغلظ ان کی امان دہی میں تو نے کھائے تھے اور ان سے پیمانہائے محکم تو نے کئے تھے اور ان پر کوئی جرم تو نے ثابت نہ کیا۔ اور کوئی کینہ قدیم تجھ میں اور ان میں نہ تھا۔ آیا عمرو بن الحمق خزاعی کا کہ صحابی رسول خداؐ اور بندہ شائستہ خدا تھے اور عبادت نے بدن ان کا کہنہ اور جسم ان کا لاغر اور رنگ ان کا زرد کر دیا تھا تو ان کا قاتل نہیں، تو نے ان سے چند عہد و پیمان کئے تھے۔ اگر وہ عہد و پیمان ایک مرغ کو بالائے ہوا دئے جاتے بتحقیق کہ وہ تیرے پاس آتا۔ تو نے خدا پر جرأت کر کے اور عہد و پیمان خدا کو سبک سمجھ کے ان کو قتل کیا۔ آیا تو وہ نہیں کہ تو نے زیاد پسر سمیہ کو اپنا بھائی بنا لیا۔ حالانکہ وہ بستر پر غلام ثقیف کے بزنا متولد ہوا تھا۔ اور تو نے دعویٰ کیا۔ کہ وہ تیرے باپ کا بیٹا ہے۔ باوجودیکہ رسول خدا نے فرمایا، فرزند فراش کے لئے ہے اور زناکار کیلئے سنگسار۔ پس عمدًا تو نے سنت رسولؐ خدا کو ترک کیا اور اپنی خواہش کی تو نے بے دلیل و برہان متابعت کی اور ایک حرامی کو عراق میں مسلط کیا۔ کہ ہاتھ پاؤں مسلمانوں کے کاٹے اور ان کو اندھا کرے۔ اور ان کو خرموں کے درختوں میں سولی دے کر لٹکا دے۔ گویا تو اس امت سے نہیں اور وہ تجھ سے ہم ملت نہیں۔ آیا تو وہ ہے کہ تجھے فرزند سمیہ نے لکھا کہ گروہ حضرمین دین علی ابن ابی طالب پر ہیں۔ تو نے اسے لکھا ہے جو دین علی پر ہو اُسے قتل کرو۔ لہذا بدترین ظلم و جور سے اس نے ان کو قتل کیا۔ اور ان پر سیاستیں کیں۔ اور قسم بخدا دین علی ابن ابی طالب وہ دین ہے، کہ علی نے تیرے منہ پر اور تیرے باپ کے منہ پر تلوار ماری۔ اور بزور شمشیر تم کو دائرہ اسلام میں لائے اور انکی برکت سے تخت حکومت پر بیٹھا۔ اور یہ امارت و حکومت تو نے غصب کی ہے۔ اگر شمشیر علی نہ ہوتی تو تیرا اور تیرے باپ کا شرف وہی تھا۔ کہ متاع قلیل مکہ سے شام میں لے جا کر بیچتے اور اس سے منفعت قلیل پیدا کرتے تھے تو نے مجھے لکھا ہے اپنے اوپر اور اپنے دین اور اپنے جد کی امت کے اوپر رحم کر، اور اس امت میں فتنہ برپا نہ کر و پس واضح ہو کہ میں کوئی فتنہ اس امت میں تیری خلافت سے عظیم نہیں جانتا، اور اپنے لئے اور اپنے دین کے لئے اور اپنے جد کی امت کے لئے میں کوئی چیز اس سے بہتر نہیں جانتا۔ کہ تجھ سے جہاد کروں اگر میں جہاد کروں اس میں مجھے تقرب خدا ہوگا، اگر ترک کروں خدا سے طلب آمرزش کرونگا اور خدا سے سوال کروں گا کہ مجھے توفیق دے کہ میں امر جو زیادہ تر اچھا ہو، ان سے اختیار کروں مجھے تو نے لکھا

ہے اگر میں تم سے عہد شکنی کروں اس وقت تو مجھ سے عہد شکنی کرے۔ اور اگر میں تجھ سے کید و مکر کروں تو مجھ سے کید و مکر کرے لہذا تجھ سے جو کید و مکر ہو سکے وہ تو کر تیرا کوئی کید و مکر مجھے ضرر نہ کرے گا۔ بلکہ تیرا کید و مکر تجھی کو اور دل سے زیادہ پہنچے گا۔ اس لئے کہ ہمیشہ اپنی جہالت پر رہا ہے اور اپنے نقض پیمان پر تو حریص رہا ہے اور میں اپنی جان کی قسم کھاتا ہوں۔ کہ ہر گز تو نے اپنی کسی شرط پر وفا نہیں کی اور بتحقیق تو نے عہد شکنی کر کے اس جماعت کو قتل کیا ہے جن سے تو صلح کر چکا تھا۔ اور ان سے تو نے قسمیں کھائی تھیں۔ اور عہد و پیمان کئے تھے آخر الامر تو نے ان کو قتل کیا قبل اسکے وہ تجھ سے قتال کریں یا عہد شکنی کریں۔ اور ان سے تو نے یہ مکر و عذر نہیں کیا مگر اتنی بات پر کہ وہ ہمارے فضائل بیان کرتے تھے اور ہمارے حق کو بزرگ جانتے تھے پس قتل کیا تو نے ان کو اس خوف سے اگر تو ان کو قتل نہ کرتا۔ ہر آئینہ تو ان سے پہلے مرتا قبل اس کے کہ کوئی امر ان سے ظاہر ہو۔ اور وہ تیرے قبل اس بات کے کہ اپنے مطلب کو پہونچیں۔ اب بشارت ہو تجھے اسے معاویہ کہ وہ لوگ تجھ سے قصاص خون لیں گے۔ اور یقین جان کہ بروز قیامت بمقام محاسبہ تجھے بلائیں گے اور واضح ہو خدا کی ایک کتاب ہے کوئی گناہ چھوٹا بڑا اس کتاب سے باہر نہیں۔ اور خدا فراموش نہیں کرتا جو کچھ تو نے لوگوں سے بگمان مواخذہ کیا۔ اور دوستان خدا کو بہ تہمت قتل کیا اور نیکاں خدا کو آوارہ وطن کر دیا۔ اور لوگوں پر جبر کیا کہ وہ تیرے پسر سے کم سنی میں ہی بیعت کریں حالانکہ وہ شراب خوار ہے۔ اور کتوں سے بلہو و لعب مصروف ہے بتحقیق کہ تو اپنے نفس کا زیاں کار ہے اور اپنے دین کو تو نے برباد کر دیا ہے۔ اور اپنی رعیت کے ہمراہ تو نے خیانت کی۔ اور اپنی امارت تو نے ضائع کر دی۔ اور سخنہائے سفہائے و بہلا تو سنتا ہے۔ اور صلحا و پرہیزگاروں کو ان کی باتوں پر ڈراتا ہے۔ جب معاویہ نے یہ خط پڑھا کہا۔ ان کے دل میں کینہ ہے جو کہ میں نہ جانتا تھا۔ یزید پلید نے اپنے باپ معاویہ سے کہا۔ ان کو اس خط کا جواب لکھئے اور سخنہائے ناسزا ان کو ان کے پدر کو اس میں لکھئے۔ اس وقت عبد اللہ پسر عمرو عاص معاویہ پاس آیا۔ معاویہ نے وہ خط اسے دیا۔ اور کہا، پڑھ، حسین ابن علی نے مجھے لکھا ہے۔ اس شخص نے بھی مثل یزید پلید معاویہ سے کہا۔ یہ سن کر معاویہ ہنسنے لگا اور کہا۔ تمہاری اور یزید کی رائے ایک ہے اور تم دونوں نے خطا کی بھلا میں ان کے اور ان کے پدر کے کیا عیوب لکھوں، حالانکہ میں ان میں کوئی عیب نہیں پاتا۔ اور اگر کچھ جھوٹ باتیں لکھوں تو لوگ اس کے خلاف جانتے ہیں۔ اس سے کیا فائدہ ہوگا۔ میں چاہتا ہوں۔ چند تہدید و تنبیہ انکو لکھوں لیکن میں اپنی مصلحت میں نہیں دیکھتا اور صبر کرتا ہوں

فصل چہارم :- بیان نص امامت امام حسینؑ

واضح ہو کہ فریقین نے بطریق متواترہ روایت کی ہے، امام حسنؑ نے اپنے وقت وفات امام حسینؑ کو اپنا وصی و خلیفہ کیا۔ اور نص امامت آنحضرتؐ پر فرمایا اور اسرار نبوت اور احکام خلافت ان کے سپرد کئے اور اکثر نصوص آنحضرت کا ذکر ہو چکا ہے کلینیؒ و شیخ طوسیؒ نے بسند ہائے معتبر روایت کی ہے امام محمد باقرؑ سے جب ہنگام وفات امام حسنؑ ہوا۔ امام حسینؑ کو طلب کیا۔ اور فرمایا۔ اے برادر میں تم کو اپنا وصی کرتا ہوں۔ اور وصیت کرتا ہوں۔ کہ جب میں دنیا سے رحلت کروں مجھے غسل و کفن دینا۔ اور مجھ پر نماز پڑھنا۔ اور مجھے قبر رسول خداؐ پاس لے جانا کہ عہد ان سے تازہ کروں بعد اس کے مجھے میری مادر فاطمہؑ کی قبر پاس لے جانا۔ جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب وقت وفات امام حسنؑ ہوا۔ کہا۔ اے قنبر جا کر میرے برادر محمد بن حنفیہ سے یہ خبر کہو اسی وقت محمد حنفیہ اٹھ کھڑے ہوتے اور بغیر بند نعلین باندھے روانہ ہوتے۔ اور بہت جلد آئے۔ یہاں تک کہ خدمت آنحضرت میں پہنچے۔ جب سلام کیا۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ بیٹھو۔ اے محمد حنفیہ تم ایسا شخص نہ چاہیے کہ اسی کلام سے غائب رہے۔ جو زندوں کو مردہ اور مردوں کو زندہ کرتا ہے لازم ہے کہ تم صندوق ہائے علم رہنا اور تاریکہائے ضلالت میں چراغ ہائے ہدایت رہنا۔ اور واضح ہو کہ ایک پدر کے فرزندوں میں تفاوت ہوتا ہے جس طرح ساعات روز میں سے بعض وقت دوسرے وقت سے روشن تر ہوتا ہے۔ مگر تم کو کیا نہیں معلوم کہ حق تعالیٰ نے امامت فرزندان ابراہیم میں فرمائی۔ اور بعض کو بعض پر فضیلت دی۔ اے محمد بن حنفیہ میں تم پر حسد سے ڈرتا ہوں خدا نے کافروں کو بحسد وصف کیا۔ اور فرماتا ہے۔ کفاراً حسداً من عند انفسھم من بعد ما تبین بھم الحق اور خدا شیطان کو تم تک راہ نہ دے۔ اے محمدؐ میں تم کو وہ خبر دوں جو کچھ تمہارے پدر نے تمہاری شان میں کہا۔ محمد بن حنفیہ نے کہا۔ ہاں ارشاد کیجئے۔ امام حسنؑ نے فرمایا میں نے پدر بزرگوار سے سنا ہے کہ بروز فتح بصرہ فرماتے تھے۔ جو چاہے کہ مجھ سے دنیا و آخرت میں نیکی کرے۔ پس لازم ہے کہ وہ میرے فرزند محمد سے نیکی کرے۔ اے محمدؐ اگر تم چاہو۔ تو میں تم کو اس وقت کی خبر دے سکتا ہوں۔ جب تم پشت پدر میں نطفہ تھے۔ اے محمدؐ واضح ہو حسینؑ بعد میری وفات کے جب میری روح میرے بدن سے مفارقت کرے

امام ہے اور یہ وہ میری میراث ہے، جو بعد پدر و جد کی پہنچی ہے اور کتاب باتے خدا میں ان
کی خلافت لکھی ہے اور خدا نے تم اہل بیت کو دانستہ جمیع خلائق سے اختیار کیا ہے اور محمد کو تم
میں سے اختیار کیا ہے اور ان کو پیغمبر کیا ہے اور رسول خدا نے علی ابن ابی طالب کو اپنی خلافت کے
لئے اختیار کر لیا ہے۔ اور جناب امیر نے مجھے خلافت کے لئے اختیار کیا ہے۔ اور میں حسینؑ کو امامت
و خلافت کیلئے اختیار کرتا ہوں۔ پس محمد بن حنفیہ نے کہا۔ آپ میرے امام اور سیدہ بزرگ ہیں اور آپ
ہی میرے وسیلہ جانب رسول خداؐ ہیں قسم بخدا میں چاہتا تھا قبل اس کلام سننے کے میری روح بدن
سے مفارقت کرے تحقیق کہ ایسے چند سخن آپ کی نعت میں میرے ذہن میں ہیں۔ کہ میں ان کو
وصف اور بیان نہیں کر سکتا۔ اور جو کہنا چاہتا ہوں۔ وہ قبل اس کے کہا گیا۔ اور کتاب خدا میں
لکھا گیا۔ زبان فصحا و دانشمندان گونگی اور قلمہائے کاتبان و نویسندگان آپ کے فضائل و مناقب
کے احصا میں کند ہیں اور خدا اسی طرح نیکو کاروں کو جزا دیتا ہے اور امام حسینؑ ہم سب سے زیادہ
تر دانا ہیں۔ ان کا حکم ہم سبھوں سے گراں تر اور ان کی قرابت بعزت رسول ہم سب سے زیادہ
تر ہیں وہ قبل مخلوق ہونے کے امام تھے۔ اور وحی خدا پڑھ چکے تھے قبل اس کے کلام کرتے اور
اگر خدا جانتا کہ محمد صلعم سے کوئی بہتر ہے، بتحقیق کہ اس کو پیغمبری کے لئے اختیار کرتا اور جب
کہ رسول خدا نے جناب امیرؑ کو اور جناب امیر نے آپ کو اور آپ نے امام حسین کو اختیار کیا میں
نے تسلیم کیا اور راضی ہوا۔ اور ان کی امامت میں نے قبول کی۔ مشکلات میں ہم ان سے پناہ لیں
گے اور مشتبہات میں ہم اُن سے ہدایت پائیں گے۔

معجزات امام حسینؑ علیہ السلام

کتاب بصائر الدرجات میں صالح بن ہیثم سے روایت ہے۔ کہ میں اور عبابہ بن ربعی جابہ والبیہ
پاس گئے۔ انہوں نے کہا تم کیا چاہتے ہو۔ میں تم کو خبر دوں جو میں نے امام حسینؑ سے سنا ہے۔ ہم
نے کہا۔ اے عمتہ بیان کیجئے۔ انہوں نے کہا میں زیارت امام کو جایا کرتی تھی، ناگاہ میری دونوں
آنکھوں کے درمیان برص کا نشان پڑا اور اس وجہ سے میں نے ترک زیارت کی، جب امام حسینؑ
میرے عارضہ پر مطلع ہوئے۔ مع اصحاب میر گھر تشریف لائے۔ اور میں اسی جگہ مشغول نماز تھی
پس امام حسینؑ نے کہا۔ اے جابہ مدت ہوئی۔ تم میرے پاس کیوں نہیں آئیں۔ میں نے کہا۔ یا
بن رسول اللہ یہ مرض جو میرے منہ پر ہوا ہے۔ یہ مانع ہے۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ مقنعہ اٹھاؤ
جب میں نے مقنعہ اٹھایا۔ اور امام حسینؑ نے اپنا آب دہن اس جگہ گرایا۔ اور فرمایا۔ خدا کا شکر کرو

کہ اس نے تمہارا مرض دفع کیا۔ یہ سن کر میں نے سجدہ کیا۔ اور شکر خدا بجا لائی، جب میں نے سر سجدہ سے اٹھایا۔ امام حسینؑ نے فرمایا آئینہ دیکھو، میں نے آئینہ دیکھا مطلق کچھ اثر و نشان اس مرض کا نہ تھا۔ قطب راوندیؒ نے خالد کابلی سے روایت کی ہے اس نے کہا۔ ایک روز میں خدمت امام حسینؑ میں بیٹھا تھا۔ ناگاہ ایک جوان گریاں آیا، حضرت نے پوچھا۔ تو کیوں روتا ہے اس نے کہا۔ ابھی میری والدہ نے انتقال کیا ہے۔ اور مجھے وصیت کی کیونکہ مالدار تھی۔ کہ جب میں مر جاؤں۔ تو کچھ کام نہ کرنا جب تک امام حسینؑ سے عرض نہ کرنا۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ اٹھو اس زن صالح کے پاس چلیں، جب اس مکان کے دروازہ پر پہنچے جہاں اسے لٹا دیا تھا۔ حضرت دروازہ پر آکر کھڑے ہوئے اور دعا کی، خداوندا اسے زندہ کر یہ اپنے مال وغیرہ کی وصیت کرے جب امام حسینؑ دعا سے فارغ ہوئے وہ عورت اٹھ بیٹھی اور کلمہ شہادت پڑھا جب اس کی نظر امام حسینؑ پر پڑی۔ کہا۔ اے میرے مولا گھر میں تشریف لائیے، اور جو کچھ میرے حق میں جو مصلحت جانیے اس کا مجھے حکم کیجئے، یہ سن کر امام حسینؑ اس کے گھر میں جا کر سرہانے بیٹھے۔ اور فرمایا۔ خدا تجھ پر رحمت نازل کرے تو وصیت کر۔ اس عورت نے کہا۔ یابن رسول اللہ میرے پاس اس قدر مال ہے اور فلاں جگہ رکھا ہے اس کا ثلث آپ کو دیا کہ آپ اپنے دوستوں میں سے جسے چاہیں تقسیم کریں اور دو ثلث اس پسر کا حصہ ہے۔ بشرطیکہ آپ اسے اپنا شیعہ جانیں۔ اور اگر آپ اسے مخالف جانیں تو وہ سب مال بھی آپ کا ہے اور مخالفین کا اموال مومنین میں کچھ نہیں۔ بعد اس کے امام حسینؑ سے التماس کی۔ آپ مجھ پر نماز پڑھیے گا۔ اور میرے مدفن میں شریک ہو جائے گا یہ کہہ کر لیٹ گئی۔ اور جاں بحق تسلیم کی۔ ایضاً۔ امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے۔ ایک اعرابی مدینہ میں امام حسینؑ کا امتحان لینے آیا۔ اور جب داخل مدینہ ہونے لگا اپنے ہاتھ سے استمنا کیا۔ اور جب داخل ہوا، جس وقت خدمت آنحضرت میں پہنچا۔ حضرت نے فرمایا اے اعرابی تجھے شرم نہیں کہ جنب اپنے امام کی خدمت میں آیا اور جنابت بھی اس طرح کی۔ اعرابی نے کہا مجھے میری حاجت بمعجزہ ملی۔ اور معجزہ آپ کا میں نے جانا۔ اور بعد اسکے وہاں سے اٹھ کر غسل کیا۔ اور پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، جو مسائل دریافت کرنے تھے کئے۔

امام حسینؑ کا قاتلوں کی خبر دینا

ایضاً۔ جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ ایک روز امام حسینؑ نے اپنے بعض غلاموں کو کسی کام پر مامور کیا۔ اور فرمایا فلاں روز جانا اور فلاں روز نہ جانا۔ اور اگر میری مخالفت کروگے چور تم کو

مار ڈالیں گے۔ ان غلاموں بے سعادت نے مخالفت کی جس روز آپ نے جانے سے منع کیا
تھا۔ اسی روز چلے گئے۔ پس چور ان کو قتل کر کے مال لوٹ لے گئے۔ جب یہ خبر امام حسینؑ کو
پہنچی۔ فرمایا میں نے ان کو منع کیا۔ انہوں نے میرا کہنا نہ مانا پھر حضرت حاکم مدینہ پاس تشریف
لے گئے۔ اس نے کہا میں نے سنا ہے کہ آپ کے غلاموں کو قتل کیا ہے۔ خدا آپ کو ان کے عوض
ثواب عطا کرے۔ امام حسینؑ نے فرمایا میں بتا دوں ان کو کس نے قتل کیا لازم ہے ان کو پکڑ
کے قصاص کرنا۔ عامل مذکور نے کہا یا ابن رسول اللہ آپ ان کو پہچانتے ہیں۔ فرمایا جس طرح تجھے
جانتا ہوں اسی طرح ان کو جانتا ہوں۔ بعد اس کے ایک شخص کی جانب جو عامل مدینہ کے سامنے
کھڑا تھا اشارہ کیا اور فرمایا۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔ اس شخص نے کہا مجھے کہاں سے آپ نے
جانا کہ میں ان میں سے ہوں۔ حضرت نے کہا۔ اگر میں سچ کہوں۔ میری تصدیق کرے گا۔ اس
نے کہا۔ ہاں قسم بخدا آپ کی تصدیق کروں گا۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ جب تو باہر گیا۔ تیرے
ہمراہ فلاں فلاں تھے۔ اور اس کے سب رفیقوں کا نام لیا۔ اور چار نفر عامل مدینہ کے اور باقی
لشکر ہائے مدینہ میں سے تھے۔ پس اس شخص سے عامل مدینہ نے کہا۔ میں بحق قبر و منبر قسم
کھاتا ہوں اگر تو سچ نہ کہے گا۔ تو تیرا گوشت تازیانہ سے گرا دوں گا۔ اس شخص نے کہا قسم بخدا
امام حسینؑ نے جھوٹ نہیں کہا۔ بلکہ راست کہا۔ گویا ہمراہ ہمارے تھے۔ یہ سن کر عامل نے
سب کو جمع کیا۔ اور حکم گردن زدنی کیا۔ ایضاً۔ روایت کی ہے ایک شخص خدمت امام میں آیا
اور کسی زن مالدار کے ہمراہ نکاح کا مشورہ کیا۔ اور وہ خود بھی بڑا مالدار تھا امام حسین نے
فرمایا۔ اس کی خواستگاری نہ کرنا۔ اس بے دولت نے مخالفت آنحضرت کی۔ اور اس کو تزویج
کیا۔ تھوڑے ہی دنوں میں پریشان ہوا۔ اور اس کا ذاتی مال بھی جاتا رہا۔ امام حسینؑ نے فرمایا
میں نے تجھے منع نہیں کیا تھا۔ کہ اس سے نکاح نہ کرنا۔ اب اسے طلاق دے۔ اور فلاں عورت
سے نکاح کر۔ جب اس نے تعمیل ارشاد کی۔ ایک سال نہ گذرا تھا۔ کہ بہت سامال اسے ملا
اور اولاد بھی پیدا ہوئی۔ حال اس کا اچھا ہوا۔ ایضاً۔ جناب صادق سے روایت کی۔ ایک روز امام
حسینؑ کسی بیمار کی عیادت کو گئے۔ اسے تپ شدید تھی۔ جب امام حسینؑ اس کے گھر میں داخل
ہوئے تپ اس کی زائل ہو گئی۔ اور اس کا نام عبداللہ بن شداد لیثی تھا۔ اس نے کہا۔ میں
اس سے راضی ہوا جو خدا نے آپ کو عنایت کیا ہے۔ اور تپ بھی آپ سے بھاگتی ہے۔ امام
حسینؑ نے کہا۔ خدا نے کوئی چیز پیدا نہیں کی۔ مگر یہ کہ اسے حکم دیا ہے کہ ہماری اطاعت کرے

بعد اس کے ایک آواز آئی۔ اور کوئی دیکھائی نہ دیا۔ کہا لبیک یا ابن رسول اللہ امام حسینؑ نے فرمایا۔ کیا جناب امیرؑ نے تجھے حکم نہیں فرمایا کہ تم کسی پاس نہ جانا۔ مگر جو دشمن ہمارا ہو یا گنہگار ہو۔ اور تم اس کی کفارہ گناہ ہو۔ تو اس مومن پاس کیوں آئی۔ ایضاً شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے۔ کہ ایک عورت طواف خانہ کعبہ کر رہی تھی۔ اور اس کے پیچھے ایک مرد بھی طواف کر رہا تھا اس عورت نے اپنا ہاتھ باہر نکالا۔ اور اس مرد نے اپنا ہاتھ بلند کر کے عورت کے بازو پر رکھا حق تعالیٰ نے اس مرد کا ہاتھ اس عورت کے بازو پر چسپاں کر دیا ہر چند کوشش کی علیحدہ نہ ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ لوگ طواف سے فارغ ہوئے اور ان کے گرد جمع ہو گئے۔ اور حاکم کو خبر ہوئی جب حاکم آیا۔ اس نے فقہا کو بلایا۔ اس نے کہا۔ ان کے ہاتھ کاٹنا چاہئے۔ اس لئے کہ اس نے خیانت کی ہے۔ یہ سن کر حاکم نے کہا۔ کوئی فرزندان رسول خدا سے بھی یہاں ہے لوگوں نے کہا۔ ہاں آج رات یہاں امام حسینؑ تشریف لائے ہیں۔ یہ سن کر حاکم نے امام حسینؑ کو بلایا۔ اور کہا۔ ملاحظہ ہو کہ کیا بلا ان پر نازل ہوئی ہے جب حضرت ان کے حال سے مطلع ہوئے۔ کعبہ کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ اور دیر تک دعا فرماتے رہے بعد اس کے اس زن و مرد پاس تشریف لائے۔ اور ہاتھ مرد کا عورت کے ہاتھ سے جدا کیا۔ حاکم نے پوچھا ان کو اس کام کے عوض عقاب و عذاب کروں۔ امام حسینؑ نے منع کیا۔ ایضاً۔ بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے۔ کہ زمانہ امام حسینؑ میں دو مرد آپس میں مخاطمہ و تکرار کر رہے تھے۔ ایک کہتا تھا۔ یہ عورت اور فرزند میرا ہے۔ دوسرا کہتا ہے تیرا نہیں میرا ہے۔ جب حضرت پہونچے آپ نے سبب نزاع پوچھا۔ جب حال بیان کیا۔ حضرت نے پہلے مدعی کو فرمایا۔ تو بیٹھ جا۔ بعد اس کے اس عورت سے کہا۔ تو سچ کہہ قبل اس کے کہ خدا تیری پردہ داری کرے۔ اور تو بدنام ہو جائے۔ اس عورت نے کہا۔ یہ مرد جو میرے سامنے بیٹھا ہے۔ میرا ہی شوہر ہے اور یہ فرزند بھی اسی سے ہے۔ اور اس دوسرے فرزند کو میں نہیں پہچانتی۔ امام حسینؑ نے اس طفل شیر خوار کی طرف کہ ہنوز وہ منہ سے نہ بولا تھا۔ دیکھا۔ اور فرمایا۔ اے پسر بحکم خدا بات کر اور بیان کر کہ تیری ماں سچ کہتی ہے۔ یا نہیں۔ وہ کودک باعجاز آنحضرت گویا ہوا۔ اور کہا نہ اس کا فرزند ہوں۔ اور نہ اس کا بلکہ میرا پدر فلاں گڈریا ہے۔ پس بحکم آنحضرت اس عورت زانیہ کو سنگسار کیا اور اس طفل نے بعد اس کے پھر کلام نہ کیا۔ ایضاً۔ ابن عباس سے روایت کی ہے اس نے کہا۔ امام حسینؑ کو قبل اس کے متوجہ عراق ہوں میں نے دیکھا دروازہ کعبہ پر کھڑے تھے

اور جبرائیل کا ہاتھ حضرت کے ہاتھ میں تھا۔ اور جبرائیل ندا کرتے تھے کہ جانب بیعت خدا آؤ۔ کہ ان کی بیعت خدا کی بیعت ہے۔ ایضاً۔ سید ابن طاؤس نے حذیفہ سے روایت کی ہے کہا میں نے زمانہ رسول خداؐ میں۔ امام حسینؑ سے جبکہ وہ کم سن تھے۔ سنا کہ فرماتے تھے قسم بخدا میرے قتل کو طاغیان و باغیان بنی امیہ جمع ہونگے۔ اور ان کا سردار عمر بن سعد ہوگا میں نے کہا یہ خبر آپ نے رسول خدا سے سنی ہے کہا نہیں۔ یہ سن کر میں رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کلام امام حسینؑ نقل کیا رسول خدا نے فرمایا۔ میرا علم حسینؑ کا علم ہے اور حسینؑ کا علم میرا علم ہے۔ اس لئے کہ قبل وقوع واقعہ ہم کو اطلاع ہوتی ہے ایضاً۔ کتاب عیون المعجزات میں جناب صادق سے روایت کی ہے کہ مردان کوفہ خدمت جناب امیرؑ میں آئے۔ اور قلت بارش کی شکایت کی۔ اور استدعا کی۔ کہ آپ خدا سے طلب باراں کیجئے۔ جناب امیرؑ نے جناب حسینؑ سے فرمایا۔ اٹھو ان کے لئے دعا طلب باراں کرو۔ امام حسینؑ اٹھے۔ اور بعد حمد و ثنائے الٰہی درود حضرت رسول پناہی و آل رسولؐ ایک دعا نہایت فصاحت و بلاغت سے انشاء فرمائی۔ اور خدا سے لوگوں کے لئے طلب باراں کی ہنوز امام حسینؑ دعا سے فارغ نہ ہوتے تھے۔ کہ بارش آسمان سے ہونے لگی اور ایک اعرابی بعض نواحی کوفہ سے آیا۔ اور بیان کیا۔ کہ صحن خانہ اور ٹیلوں سے میں نے دیکھا۔ کہ پانی جاری ہوتا تھا اور آپس میں موجزن تھا ایضاً۔ روایت کی ہے کہ صحرائے کربلا میں ایک ملعون قبیلہ تمیم سے کہ اس کا نام عبداللہ بن جوزہ تھا۔ نزدیک امام حسینؑ آیا۔ اور کہا معاذ اللہ تمہیں بشارت جہنم ہو۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ ایسا نہیں۔ بلکہ میں خداوند بخشنے والے اور پیغمبر شفاعت کرنیوالے کے پاس جاتا ہوں۔ اور میں حالت نیک سے بحالت نیک جاتا ہوں۔ تو کون ہے۔ اس نے کہا میں پسر جوبریہ ہوں۔ یہ سن کر امام حسین نے اپنے دست مبارک بلند فرماتے۔ تا اینکہ سفیدی زیر بغل آنحضرت ظاہر ہوئی۔ اور فرمایا۔ خداوندا اس ملعون کو جانب جہنم کھینچ لے جا۔ اس ملعون نے غضب آلود ہو کر امام حسینؑ پر حملہ کیا۔ ناگاہ اس کا گھوڑا دوڑ کر نہر میں جا گرا۔ اور وہ ملعون گھوڑے سے نیچے گرا پاؤں اس کا رکاب میں اور سر زمین پر تھا۔ گھوڑا دوڑتا اور بھاگتا تھا اور اس ملعون کا سر نجس ہر ڈھیلوں پتھروں پر مارتا تھا اور ایک پاؤں اور ران جدا ہو کر اس کی رکاب میں اٹکی تھی اور دوسرا پاؤں زمین پر تھا یہاں تک کہ وہ ملعون واصل جہنم ہوا۔ ایضاً مدینۃ المعجز میں فریقین نے روایت کی ہے اکثر ایسا ہوتا تھا، جناب فاطمہؑ آرام فرماتی تھیں اور امام حسین جھولے میں روتے تھے۔ جبرائیل گہوارہ امام حسینؑ ہلا کر باتیں کرتے تھے۔ اور دل بہلاتے تھے اور جب جناب سیدہ جاگتی تھیں دیکھتی تھیں کہ جھولا ہل رہا ہے اور کوئی حسینؑ سے باتیں کررہا

ہے، مگر دکھائی نہیں دیتا، جب اس کا ذکر رسول خدا سے فرماتی تھیں حضرت فرماتے تھے۔ وہ جبرائیل امین ہیں۔ ایضاً۔ روایت کی ہے جب امام حسینؑ اندھیری رات میں کہیں بیٹھتے تھے اس نور سے جو گردن مبارک سے جبین مبین تک چمکتا تھا۔ امام حسینؑ کو لوگ پہچان جاتے تھے اس لئے کہ جناب رسول خدا پیشانی نورانی اور گلوئے مبارک کے اکثر بوسے لیا کرتے تھے۔ مؤلف فرماتے ہیں، کہ اکثر معجزات، آنحضرت باب شہادت میں مذکور ہونگے۔

فصل پنجم۔ ثواب گریہ امام حسینؑ پر ماتم دار رہنا،

ابن قولویہؒ نے بسند معتبر ابن خارجہ سے روایت کی ہے۔ کہا میں ایک روز خدمت بابرکت امام جعفر صادق میں تھا۔ میں نے امام حسین کا ذکر کیا۔ حضرت بہت روئے اور میں بھی رویا پھر حضرت نے سر مبارک اٹھا کر فرمایا۔ کہ امام حسینؑ فرماتے تھے مجھے رولا، رولا کر قتل کیا ہے۔ اور کوئی مومن مجھے یاد نہیں کرتا۔ مگر یہ کہ گریہ کرتا ہے بروایت دیگر جناب صادق نے فرمایا، کہ امام حسینؑ فرماتے تھے۔ میں کشتہ گریہ و زاری اور کشتہ کرب و غم و الم ہوں، خدا پر لازم ہے۔ کہ ہر اندوہناک جو میری زیارت کو آئے۔ وہ شاد و خوشحال اپنے اہل و عیال سے جا ملے الشیخ مفید نے جناب صادق سے روایت کی ہے۔ کہ ہر جزع و فزع مکروہ ہے بجز جزع و فزع مصیبت امام حسینؑ۔ ابن قولویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے۔ کہ جس دن امام جعفر صادقؑ کے سامنے ذکر حسینؑ ہوتا تھا اس روز شام تک حضرت کو کوئی شخص ہنستا نہ دیکھتا تھا۔ تمام دن محزون و مغموم رہتے اور فرماتے تھے کہ امام حسین سبب گریہ ہر مومن ہیں۔ ایضاً۔ جناب صادقؑ سے روایت کی ہے ایک روز جناب امیر نے جناب امام حسینؑ کی طرف دیکھا۔ اور فرمایا۔ اے حسینؑ تم سبب گریہ ہر مومن ہو۔ یہ سن کر امام حسینؑ نے کہا اسے پدر بزرگوار درحقیقت میں ایسا ہی ہوں۔ جناب امیر نے فرمایا۔ اے فرزند گرامی ہاں ایسے ہی ہو ابن بابویہؒ و ابن قولویہؒ نے بسند معتبرہ ابو عمارہ شاعر سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا میں ایک روز جناب صادق کی خدمت میں حاضر تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ چند شعر مصیبت امام حسین میں پڑھو۔ جب میں نے مرثیہ شروع کیا حضرت گریاں ہوتے میں مرثیہ پڑھتا۔ اور حضرت روتے تھے۔ تا آنکہ صدائے گریہ آنحضرت کے گھر سے بلند ہوئی۔ دربروایت دیگر فرمایا۔ اس طریقہ سے پڑھو جس طرح تم پڑھتے ہو اور نوحہ و زاری کرتے ہو۔ جب میں نے اسی طرح پڑھا۔ حضرت بہت روئے اور صدائے زنان آنحضرت

بھی پس پردہ سے بلند ہوتی جب میں فارغ ہوا حضرت نے فرمایا جو ایک شعر مصیبت امام حسینؑ کے متعلق پڑھے
اور پچاس آدمیوں کو رلائے بہشت اس پر واجب ہوتا ہے۔ اور اگر تیس آدمیوں کو رلائے جب بھی بہشت
واجب ہوگا اور اگر بیس آدمیوں کو رلائے جب بھی بہشت واجب ہوگا اور اگر دس آدمیوں کو رلائے بہشت
واجب ہوگا اگر پانچ آدمیوں کو رلائے بہشت واجب ہوگا۔ اور جو خود بھی روئے ایک آدمی کو ساتھ
رلائے اس پر بھی بہشت واجب ہوگا اور اگر خود بھی مرثیہ پڑھے اور خود ہی تنہا روئے اس پر بھی بہشت
واجب ہوگا۔ اور جسے رونا نہ آئے اور رونے والوں کی صورت بنائے اس پر بھی بہشت واجب ہوگا۔ اور
دوسری روایت میں فرمایا۔ جو امام حسینؑ کو یاد کرے اور اس کی آنکھ سے بقدر پر مگس آنسو نکلے۔ ثواب
اس کا خدا پر ہے۔ اور خدا اس کے لئے کسی ثواب پر راضی نہیں بغیر بہشت عطا کرنے کے

مرثیہ جعفر شاعر دربار صادق آل محمد میں

شیخ کشیؒ نے بسند معتبر زید شحام سے روایت کی ہے کہا میں با جماعت
اہل کوفہ خدمت جناب صادق میں حاضر تھا۔ کہ جعفر بن عفان آئے۔ اور حضرت نے انکی تعظیم کر کے اپنے قریب
بٹھایا۔ اور فرمایا۔ اے جعفر جعفر نے کہا لبیک میں آپ پر فدا ہوں حضرت نے فرمایا میں نے سنا ہے
تم مرثیہ حسینؑ میں شعر کہتے ہو۔ اور خوب کہتے ہو میں نے کہا ہاں کہتا ہوں حضرت نے فرمایا۔ پڑھو
جب میں نے پڑھا۔ حضرت گریاں ہوئے۔ اور قطرات اشک ریش مبارک پر جاری ہوئے۔ اور حاضرین
بھی سب گریاں ہوئے پس حضرت نے فرمایا قسم بخدا ملائکہ مقرب یہاں حاضر تھے اور تمہارا مرثیہ
سنا۔ اور ہم سے زیادہ روتے۔ اور خدا نے تمہارے لئے تمام بہشت واجب کئے اور تمہارے گناہ بخش
دیئے۔ بعد اس کے فرمایا۔ اے جعفر تم چاہتے ہو زیادہ اس سے کہوں میں نے کہا اے میرے مولا
ارشاد کیجئے۔ حضرت نے فرمایا۔ جو مرثیہ حسینؑ میں ایک شعر پڑھ کر خود بھی روئے اور لوگوں کو بھی رلائے
البتہ خدا اس کے لئے بہشت واجب کریگا۔ اور گناہ اس کے بخش دے گا۔ شیخ مفیدؒ نے بسند معتبر جناب
صادق سے روایت کی ہے۔ کہ امام حسینؑ اپنے پروردگار پاس ہیں اور اپنے لشکر کی جگہ اور اپنے محل اور
شہداء کی قبروں کو جو نزدیک آنحضرت دفن ہیں۔ ملاحظہ فرماتے ہیں۔ اور اپنی زیارت کرنے والوں
کی طرف دیکھتے ہیں۔ اور آنحضرت ان کے ناموں اور ان کے باپ کے ناموں اور ان کے درجات و
منازل سے جو نزدیک پروردگار ہیں زیادہ تر واقف ہیں۔ بمنزلہ اس کے کہ تم اپنے کسی فرزند سے
واقف ہو۔ اور جو آنحضرت پر گریہ کرتا ہے۔ اس کی جانب دیکھتے ہیں۔ اس لئے طلب آمرزش فرماتے
ہیں۔ اور اپنے بزرگوں سے اس کے لئے طلب آمرزش کرنے کو کہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ اگر میرا

زیارت کرنے والا جانے جو کچھ خدا نے اس کے لئے مہیا کیا ہے۔ تحقیق کہ اس کی خوشی رنج سے زیادہ ہو جانے گی اور جب آنحضرت کا زائر واپس جاتا ہے۔ کوئی گناہ اس پر باقی نہیں رہتا

ثواب گریہ روز عاشورا

ابن بابویہؒ نے بسند معتبر امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ ماہ محرم وہ مہینہ تھا کہ اہل جاہلیت جدال و قتال اس مہینہ میں حرام جانتے تھے مگر اس امت جفاکار نے ہمارا خون حلال جانا اور ہماری ہتک حرمت کی۔ اور ہمارے فرزندوں کو قید کیا اور ہمارے خیموں میں آگ لگا دی۔ اور ہمارا مال لوٹ لے گئے۔ اور حرمت رسول کی ہمارے حق میں رعایت نہ کی مصیبت حسینؑ نے ہماری آنکھوں کو زخمی اور ہمارے آنسوؤں کو جاری کیا اور ہمارے عزیز کو ذلیل کیا۔ اور زمین کربلا تا روز قیامت ہمارے لئے موجب کرب و بلا ہوئی۔ لازم ہے کہ امام حسینؑ پر گریہ کریں کہ آنحضرت پر رونا بڑے گناہوں کو زائل کر دیتا ہے پھر فرمایا میرے پدر بزرگوار کو جب ماہ محرم ہوتا تھا کوئی خندان نہ دیکھتا تھا۔ اور اندوہ و حزن ان پر غالب رہتا تھا۔ اور جب دسویں محرم کی ہوئی تھی۔ وہ دن اندوہ و مصیبت گریہ آنحضرت کا دن تھا۔ اور فرماتے تھے آج کا دن وہ دن ہے۔ جس دن امام حسینؑ شہید ہوئے ایضاً بسند معتبر امام رضاؑ سے روایت کی ہے۔ جو شخص بروز عاشورا اپنے کاموں کو ترک کریگا حق تعالے اس کے دنیا اور آخرت کے کام کا نیک انجام کریگا۔ اور جو کوئی روز عاشورا مغموم و اندوہناک رہے گا حق تعالیٰ روز قیامت کو اس کی شادی و سرور کا دن مقرر کریگا۔ اور اس کی آنکھیں بہشت میں ہمارے دیدار سے روشن ہونگی۔ اور جو کوئی روز عاشورا کو روز برکت جانے گا۔ اور روز برکت سمجھ کر اپنے گھر میں کچھ ذخیرہ کرے گا۔ اس کو اس ذخیرہ میں برکت نہ ہوگی۔ اور خدا اس کو بروز قیامت یزید پلید و عبید اللہ بن زیاد و عمر بن سعد علیہم اللعنۃ کے ہمراہ پست ترین طبقات جہنم میں ڈال دے گا۔

روز اول محرم الحرام

بسند حسن ریان بن شبیب سے روایت کی ہے۔ کہا میں پہلی تاریخ ماہ محرم کی امام رضاؑ کی خدمت میں گیا حضرت نے فرمایا۔ اے پسر شبیب آیا تو روزہ سے ہے میں نے کہا نہیں حضرت نے فرمایا یہ وہ دن ہے خدا نے دعائے ذکریا پیغمبر مستجاب کی جبکہ انہوں نے خدا سے فرزند طلب کیا اور فرشتوں نے ان کو از جانب حق تعالیٰ محراب میں بشارت یحییٰ دی پس جو کوئی اس دن روزہ رکھے گا۔ دعا اس کی مثل دعائے ذکریا مستجاب ہوگی۔ پسر شبیب محرم وہ مہینہ تھا کہ اہل جاہلیت زمانہ گذشتہ میں اس مہینہ میں جدال و قتال بوجہ حرمت حرام جانتے تھے اور اس امت نے اس مہینہ کی حرمت نہ پہچانی اور اپنے پیغمبر کی حرمت نہ جانی۔ اس مہینہ میں اپنے پیغمبر کی ذریت سے

انہوں نے جدال و قتال کیا۔ اور اہل بیت رسولؐ کو اسیر کر کے ان کا مال لوٹ لیا۔ خدا ہرگز ان ظالموں کو نہ بخشے گا اے پسر شبیب۔ اگر تو کسی چیز پر گریہ کرنا ہے۔ پس امام حسینؑ پر گریہ کر۔ کہ ان کا مثل گوسفند سر جدا کیا گیا اور ان کے اٹھارہ عزیزوں کو اہل بیت سے ان کے ہمراہ شہید کیا۔ کہ جوان میں سے اپنا مثل و مانند زمین پر نہ رکھتے تھے اور بتحقیق کہ شہادت امام حسینؑ پر آسمانہائے ہفت گانہ اور زمین نے گریہ کیا اور چار ہزار فرشتے آسمان سے نصرت حسینؑ کے لئے زمین پر آئے۔ اور جب زمین پر پہنچے، حضرت شہید ہو چکے تھے۔ اب وہ فرشتے سر برہنہ ہمیشہ گرد آلود قبر امام حسینؑ پاس ہیں۔ تا وقتیکہ حضرت قائم ظاہر ہوں۔ پس وہ فرشتے یاوران امام حسینؑ سے ہونگے اور وقت رجعت اشعار ان کا یہ ہوگا۔ کہ یالثارات الحسینؑ یعنی اے طلب کنندگان خون حسینؑ۔ اے پسر شبیب مجھے میرے پدر نے اپنے پدر و جد سے خبر دی کہ جب جدم امام حسینؑ شہید ہوئے۔ آسمان نے خون و خاکستر سرخ برسایا۔ اے پسر شبیب اگر تو امام حسینؑ پر گریہ کرے یہاں تک کہ آنسو تیرے منہ پر جاری ہوں۔ حق تعالیٰ تیرے جمیع گناہاں صغیرہ و کبیرہ بخش دے گا۔ خواہ وہ گناہ کم ہوں یا زیادہ اے پسر شبیب، اگر تو خدا سے ملاقات چاہے اور منظور ہو کہ تجھ پر کوئی گناہ نہ ہو۔ پس امام حسینؑ کی زیارت کر۔ اے پسر شبیب، اگر تو چاہے کہ غرفہائے عالیہ بہشت میں ہمراہ رسول خدا و آئمہ ہدیٰ علیہم السلام ساکن ہو۔ پس لازم ہے امام حسینؑ کے قاتلوں پر طعن کر اے شبیب اگر تو چاہے کہ مثل ثواب شہدائے کربلا تجھے ثواب ملے۔ پس جس وقت مصیبت امام حسینؑ کو یاد کر اس وقت کہہ یالیتنی کنت معھم فافوز فوزاً عظیما۔ یعنی میں آرزو کرتا ہوں۔ کہ ان کے ہمراہ ہوتا اور رستگاری عظیم پاتا اے پسر شبیب اگر تو چاہے کہ درجات عالیہ بہشت میں ہمراہ ہمارے ہوں پس ہمارے اندوہ پر اندوہناک اور خوشی پر خوشی کر اور تجھے ہماری ولایت نصیب ہو۔ اس لئے اگر کوئی پتھر کو دوست رکھے گا تو خدا اس کو بتھر کے ہمراہ محشور کریگا۔ کتاب کامل الزیارت میں بسند معتبر عبداللہ بن بکر سے روایت کی ہے کہا ایک روز جناب صادقؑ سے میں نے پوچھا۔ یابن رسولؐ اللہ اگر قبر امام کھودیں۔ آیا قبر آنحضرت میں کچھ پائیں گے جناب صادقؑ نے فرمایا۔ اے پسر بکر کس قدر تیرا سوال عظیم ہے۔ بتحقیق کہ حسینؑ ابن علیؑ اپنے پدر و مادر و برادر و رسول خداؐ کے ہمراہ منزل بہشت میں ہیں۔ اور ہمراہ آنحضرتؐ رزق پاتے اور فرحناک ہیں۔ اور جانب راست عرش آتے اور کہتے ہیں۔ پروردگارا جو مجھ سے تو نے وعدہ کیا ہے اسے وفا کر اور اپنے زائروں کی طرف نظر کر کے ان کے اور ان کے باپ کے ناموں کو اور ان کے مساکن کو اور جو کچھ ان کے گھروں میں ہے۔ اس

سے زیادہ جانتے اور پہچانتے ہیں جس طرح اپنے فرزندوں کو پہچانتے ہیں۔ اور جوان پر روتے ہیں۔ ان کی طرف نظر کرتے اور ان کے لئے طلب آمرزش کرتے ہیں۔ اور اپنے بزرگوں سے فرماتے ہیں کہ ان کیلئے استغفار کریں۔ اور کہتے ہیں اے مجھ پر رونے والے اگر تو جانتے جو خدا نے تیرے لئے ثواب مہیا کیا تحقیق کہ خوشی تیری رنج سے زیادہ ہوگی اور خدا سے سوال کرتے ہیں۔ ہر گناہ و خطا ان پر رونے والوں کی بخش دے۔

روایت مسمع بن عبدالملک

بسند معتبر مسمع بن عبدالملک سے روایت کی ہے کہ جناب صادقؑ نے فرمایا۔ اے مسمع تم عراقی ہو آیا قبر امام حسینؑ کی زیارت کو جاتے ہو۔ میں نے کہا یا حضرت نہیں میں مشہور اہل بصرہ ہوں۔ اور میرا رفیق ایک گروہ ہے جو کہ تابع خلیفہ ہے۔ اور ناصبیوں وغیرہ سے ہمارے دشمن بہت ہیں۔ اور ہم اس سبب سے مطمئن نہیں، کہ حاکم سے کوئی ہمارا حال کہہ دے۔ اور اس سے ہم کو اکثر ضرر پہنچیں۔ حضرت نے فرمایا۔ مسمع تم کو کبھی امام حسینؑ یاد آتے ہیں۔ اور جو ظلم و ستم امام حسینؑ پر گذرے میں نے کہا ہاں یا حضرت قسم بخدا میں روتا ہوں۔ اور یہاں تک روتا ہوں۔ کہ میرے اہل و عیال مجھ پر اثر اندوہ پاتے ہیں اور میں کھانا کھانے سے انکار کرتا ہوں۔ تا آنکہ مجھ میں آثار مصیبت ظاہر آتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ خدا تیرے رونے پر رحم کرے۔ تحقیق کہ تم رونے والوں میں شمار کئے جاتے ہو جو لوگ ہمارے رنج سے رنج کرتے اور ہماری خوشی سے خوش رہتے ہیں اور ہمارے اندوہ سے اندوہ ناک ہوتے ہیں اور ہمارے خوف سے خائف اور ہمارے اطمینان پر مطمئن ہوتے ہیں۔ اور جلد تم دیکھو گے کہ مرتے وقت تمہارے پاس ہمارے پدران بزرگان تشریف لائیں۔ اور ملک الموت سے تمہاری سفارش کریں اور بشارتیں تم کو دیں۔ کہ تمہاری آنکھیں روشن ہو جائیں۔ اور تم خوش ہو جاؤ۔ اور ملک الموت تم پر اس ماں سے جو اپنے فرزند پر مہربان ہو زیادہ تر مہربان ہے۔ یہ فرما کر حضرت رونے لگے اور میں بھی رونے لگا۔ حضرت نے فرمایا میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے خلق پر ہم کو اپنی رحمت سے فضیلت دی۔ اور ہم اہل بیت کو اپنی رحمت سے مخصوص کیا اے مسمع تحقیق زمین و آسمان ہم پر رحم کھا کر گریہ کرتے ہیں جس روز سے جناب امیرؑ شہید ہوئے اور گریہ ملائکہ اور دل سے ہم پر زیادہ ہے جس روز سے کہ ہمارے پدران بزرگوار ان شہید ہوتے ہیں گریہ ملائکہ نہیں تھما اور جو کوئی ترحم ہم پر گریہ کرے قبل اس کے اس کی آنکھ سے آنسو نکلے۔ حق تعالیٰ اپنی رحمت اسکے شامل حال فرماتا ہے اور جب آنسو اس کے چہرہ پر جاری ہوتا

ہے۔اگر ایک قطرہ اس آنسو کا جہنم میں ڈال دیں حرارت آتش جہنم کو دھیما کر دے۔ اور جس کا دل
ہمارے لئے دردمند ہو۔ وقت مرگ جب وہ ہم کو دیکھے گا۔ شاد ہو جائے گا۔ اور وہ شادی و فرحت
اس کے دل سے زائل نہ ہو گی۔ جب تک حوض کوثر پر ہمارے پاس نہ آئیگا۔ اور جب ہمارے
دوست حوض پر ہمارے پاس آتے ہیں آب کوثر پی کر شاد ہو جاتے ہیں۔ اور لذتہائے الوان
طعام سے اس قدر ان کو ذائقہ پہنچتا ہے کہ وہاں سے جانے کو دل نہیں چاہتا اے مسمع جو کوئی
اس میں تھوڑا سا پانی پیتا ہے ہرگز پیاسا نہیں ہوتا اور تعب و مشقت نہیں دیکھتا۔ اور وہ پانی مانند
کافور سرد ہے۔ اور خوشبو مشک کی اس سے آتی ہے۔ اور مزا زنجبیل کا شہد سے زیادہ شیریں۔ اور
مسکہ سے زیادہ نرم اور دودھ سے زیادہ صاف اور عنبر سے زیادہ خوشبو ہے چشمہ تسنیم سے نکل کر
نہر ہائے بہشت میں جاری ہوتا ہے۔ اس میں مروارید و یاقوت بہتے ہیں۔ اور اس حوض کے کنارے
پر پیالے ستارگان آسمان سے زیادہ ہیں۔ اور ان کی خوشبو ہزار سالہ راہ سے دماغ مردم میں پہنچتی
ہے اور وہ پیالے طلا و نقرہ اور رنگا رنگ جواہر کے ہیں۔ اور جب کوئی ارادہ کرتا ہے کہ اس پیالہ
سے پانی پیئے وہ پیالہ تمام فرشتوں سے اس شخص کے دماغ میں پہونچتا ہے۔ اس وقت پانی
پینے والا کہتا ہے میں راضی ہوں کہ مجھے یہیں رہنے دیں۔ اور کوئی نعمت مجھے مطلوب نہیں۔ اور اس
جگہ سے جانا مجھے منظور نہیں اے مسمع تم ان میں سے ہو جو
لوگ اس حوض سے سیراب ہونگے۔ جو مصیبت ہماری پر آنکھ گریاں ہو گی۔ البتہ وہ آنکھ حوض کو دیکھ کر
خوش ہو گی۔ اور سب ہمارے دوست اس کا پانی پیئیں گے اور ہر شخص جس کو ہم سے جس قدر محبت ہے
اسی قدر اس حوض سے وہ لذت پائے گا بتحقیق کہ جناب امیرؑ اس حوض کے کنارے کھڑے ہیں۔ اور
عصائے چوب عوسج ان کے ہاتھ میں ہے اور ہمارے دشمنوں کو اس کے پانی سے ہنکاتے ہیں
پس ان میں سے ایک کہیگا۔ کہ میں نے دنیا میں شہادت بوحدانیت خدا و رسالت محمد صلعم دی تھی
آپ مجھے کیوں پانی نہیں دیتے۔ جناب امیر اسے جواب دیں گے کہ اپنے امام پاس جاؤ اور اس سے یہ
سوال کرو کہ وہ تیری شفاعت کرے۔ وہ کہیگا آج میرا امام مجھ سے بیزار ہے۔ حضرت فرمائیں
گے اس کے پاس جا جس کی محبت و ولایت تو نے اختیار کی تھی اور اس سے سوال کر وہ تیری
شفاعت کرے۔ اس لئے کہ بہترین خلق کو سزاوار ہے کہ اسکی شفاعت رد نہ ہو۔ وہ کہے گا میں
تشنگی سے ہلاک ہوا۔ جناب امیر فرمائیں گے خدا تیری تشنگی زیادہ کرے راوی نے کہا میں نے
حضرت کی خدمت میں عرض کی۔ ایسا شخص حوض کوثر پاس کیونکر آنے پائے گا حضرت نے فرمایا

اس لئے آنے پائے گا۔ کہ اس نے پرہیزگاری گناہوں سے کی تھی۔ اور جب ہمارا ذکر اس کے سامنے ہوا۔ ہم کو اس نے ناسزا نہیں کہا۔ اور جس قدر لوگوں نے جزئیں ہمارے حق میں کہیں اس نے نہیں کہیں اور یہ سب اس وجہ سے نہ تھا۔ کہ وہ ہم کو دوست رکھتا تھا یا اعتقاد ہماری امامت پر رکھتا تھا لیکن از بسکہ اپنی عبادت باطل میں مشغول تھا۔ نہ چاہتا تھا کہ مشغول دوسرے ذکروں میں ہو۔ لیکن اس کا دل منافق اور اس کے دل میں ہماری عداوت تھی اور متابعت ناصبوں کی کرتا تھا۔ اور ولایت غیر کی رکھتا تھا اور ان سب پر مقدم جانتا تھا۔

اشک ثواب خواب عالم

بعض ثقات نے سید علی حسینی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں مجاور مشہد آقا و مولا امام رضا کا تھا جب روز عاشورا ہوا۔ ایک شخص نے ہمارے ہمراہیوں میں سے مصائب حسینؑ پڑھے۔ جب اس روایت پر پہنچا۔ کہ امام محمد باقر نے فرمایا کہ جس کی آنکھ سے مصیبت حسینؑ پر بقدر پر پشہ آنسو نکلے خدا اس کے گناہ بخش دیگا۔ اگرچہ گناہ اس کے مانند کف دریا ہوں اس مجلس میں ایک مرد جاہل مدعی علم موجود تھا۔ اور اپنی علمیت پر اپنی عقل ناقص میں اعتماد تمام رکھتا تھا اس نے کہا یہ حدیث صحیح نہیں۔ امام حسینؑ کے مصائب پر اس قدر رونے سے اس قدر ثواب کیونکر ہو سکتا ہے یہ سن کر میں نے اس سے بہت مباحثہ کیا۔ لیکن وہ اپنی ضلالت سے باز نہ آیا اور اٹھ گیا دوسرے دن میرے پاس آیا۔ اور عذر کر کے اظہار ندامت اپنے کلام سے کرنے لگا۔ اور کہا۔ جب میں رات کو تمہارے پاس سے گیا اور اپنی خواب گاہ میں سو رہا۔ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ قیامت برپا ہوئی۔ اور لوگوں کو ایک صحرا میں جمع کیا ہے۔ ترازو ہائے اعمال آویزاں ہیں اور پل جہنم پر کھینچا ہے۔ نامہ ہائے اعمال کھولے گئے ہیں آتش جہنم کو بھڑکا دیا ہے۔ قصر ہائے بہشت کو آراستہ کیا ہے۔ اس وقت مجھے پیاس کا غلبہ ہوا جب میں نے نظر کی داہنی جانب حوض کوثر دیکھا۔ اور اس حوض کے کنارے دو مرد اور ایک عورت کو دیکھا۔ کہ اُن کے نور جمال نے محشر کو روشن کر دیا ہے اور جامہائے سیاہ پہنے گریہ کر رہے ہیں میں نے ایک شخص سے پوچھا یہ کون ہیں۔ جو حوض کوثر کے کنارے کھڑے ہیں اس نے کہا ایک محمد مصطفیٰؐ دوسرا علی مرتضیٰؑ اور وہ عورت فاطمہؑ زہرا ہیں۔ میں نے کہا۔ یہ سیاہ پوش کیوں ہیں۔ اور کس لئے روتے ہیں۔ اس نے کہا۔ کیا تو نہیں جانتا کہ آج روز عاشورا ہے۔ اس روز امام حسینؑ شہید ہوتے ہیں۔ یہ سن کر میں جناب فاطمہؑ پاس گیا۔ اور کہا۔ اے دختر رسول خدا میں پیاسا ہوں۔ جناب فاطمہؑ نے غضبناک ہو کر میری جانب نظر کی۔ اور فرمایا۔ تو وہ نہیں ہے کہ فضیلت گریہ و بکا مصائب شہید کربلا کا منکر ہے۔ یہ خواب

دیکھ کر ترساں و خائف بیدار ہوا اور اپنے کلام سے نادم و پشیمان ہو کر آپ سے عذر خواہ ہوں
کہ میری تقصیر معفو کیجئے۔

روایت زرارہ از حضرت صادق

ابن قولویہؒ نے بسند معتبر زرارہ سے روایت کی ہے کہ جناب صادقؑ نے فرمایا۔ اے زرارہ تحقیق کہ
آسمان چالیس صبح خون کے آنسوؤں سے امام حسینؑ پر رو دیا۔ اور زمین ایسا ہی چالیس صبح روئی اور
آفتاب چالیس صبح بسرخی وکسوف رو دیا پہاڑ ٹکڑے ہو کر پھٹ گئے۔ دریاؤں میں جوش و خروش ہوا
اور ملائکہ چالیس روز امام حسینؑ پر روتے اور کسی عورت نے زنان بنی ہاشم سے خضاب نہ کیا۔ اور
تیل نہ لگایا۔ سرمہ نہ لگایا بالوں میں کنگھی نہ کی۔ تاآنکہ عبید اللہ بن زیاد شقی کا سر نجس ہمارے پاس
لاتے۔ اور ہم ہمیشہ مصیبت امام حسینؑ پر گریاں ہیں اور ہمارے جد امام زین العابدینؑ جب
اپنے پدر بزرگوار کو یاد کرتے تھے۔ اس قدر روتے تھے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی
تھی۔ اور جو کوئی ان کو اس وقت دیکھتا تھا۔ اُن کے رونے پر وہ بھی رونے لگتا تھا۔ اور ملائکہ جو
قبر امام حسینؑ پر روتے ہیں۔ ان کے رونے سے مرغان ہوا اور جو کچھ ہوا اور آسمانوں میں ہے مثل
ملائکہ وغیرہ گریاں ہوتے ہیں۔ اور جب شمر ملعون نے امام حسینؑ کو شہید کیا جہنم نے ایک ایسا
نعرہ مارا کہ قریب تھا۔ کہ زمین کو شگافتہ کر دے۔ اور جب ارواح پلید عبید اللہ بن زیاد و یزید بن
معاویہ و عمر بن سعد و شمر ان کے بدنہائے نجس سے نکل گئیں، جہنم جوش و خروش میں آیا۔ اور اگر
خدا خزینہ داران جہنم کو حکم نہ کرتا۔ کہ اسے خوب اچھی طرح سے بند رکھیں۔ پس جو کوئی زمین پر تھا
اسے کے جوش و خروش سے جل جاتا اور اگر اسے اجازت دیتے جو کوئی زمین پر تھا۔ اس سے وہ
نکل جاتا۔ لیکن اپنے خدا کے حکم پر مامور ہے اور خزینہ داران جہنم کو زنجیروں سے جکڑے ہوئے
ہیں۔ اور چند مرتبہ خزینہ داروں پر جہنم نے زیادتی کی۔ اور وہ اس کی تاب مقاومت نہ لا سکے
تاآنکہ جبرائیل آئے اور اپنے بازو سے اس کے شعلے کو دھیما کر کے۔ اسے ساکن کر دیا جہنم
گریہ و نوحہ مصائب امام حسینؑ پر کرتا ہے۔ اور ان کے قاتلوں پر جوش و خروش کرتا ہے اور
اگر حجتہائے خدا زمین پر نہ ہوتے۔ زمین کو سرنگون کر دیتا۔ اور کوئی آنکھ خدا کے نزدیک محبوب
زیادہ اور گریہ پسندیدہ زیادہ نہیں۔ اس آنکھ سے جو مصیبت امام حسینؑ پر روتے۔ اور ان
آنسوؤں سے جو مصائب حسینؑ پر نکلیں۔ اور جو کوئی امام حسینؑ پر روتا ہے، وہ جناب فاطمہؑ سے
نیکی کرتا ہے اور ناصر و یاوران کا ہے اور اس نے رسول خداؐ سے بھلائی کی۔ اور ہم اہل بیت کا

حق اس نے ادا کیا اور بروز قیامت کوئی شخص محشور نہ ہو گا جس کی آنکھ گریاں نہ ہو مگر یہ کہ وہ شخص جو امام حسینؑ کے مصائب پر رویا ہو۔ وہ با دیدہ خنداں ہو گا۔ اور اسے خدا کی جانب سے بشارت پہنچے گی۔ اور آثار سرور و خوشی اس کے چہرہ سے ظاہر ہونگے اور تمام خلائق ترساں و خائف ہوگی اور امام حسینؑ کے رونے والے بے خوف ہونگے سب خلق کو مقام حساب سے جائیں گے۔ اور شیعہ زیر عرش، خدا و ندر حمان امام حسینؑ کی خدمت میں ہونگے۔ اور حساب سے نہ ڈریں گے ملائکہ ان کے پاس آئیں گے اور ان کو بہشت میں جانے کو کہیں گے۔ یہ انکار کریں گے اور کہیں گے ہم مصاحبت امام حسینؑ کو بہشت سے نہیں بدلتے اور لقائے آنحضرت ہم کو خوشنو بہشت سے نہیں اور حوران بہشتی و غلمان ان کے پاس پیغام بھیجیں گے۔ کہ ہم کو تمہاری ملاقات کا نہایت درجہ اشتیاق ہے۔ اور یہ مومنین بسبب شادی و سرور صحبت آنحضرت سے سر نہ اٹھائیں گے کہ ان کا پیغام سنیں اور دشمنان اہل بیت کو دیکھیں گے۔ کہ انہیں منہ کے بل جانب آتش دوزخ کھینچ لئے جاتے ہیں وہ اشقیاء منازل مومنین دیکھ کر کہیں گے۔ ہمارا شفاعت کرنے والا اس روز کوئی نہیں اور نہ کوئی ہمارا دوست ہے۔ کہ ہم کو شدت مصیبت سے نجات دے۔ پھر ملائکہ شیعوں پاس ان کی عورتوں اور خزینہ داران بہشت کی طرف سے پیغام لائیں گے۔ اور ان نعمتہائے حق تعالیٰ کو بیان کریں گے جو ان کے لئے مہیا کی ہیں شیعہ جواب میں کہیں گے۔ ہم انشاء اللہ تمہارے پاس آئیں گے۔ اور جب یہ جواب حوران و غلمان و خزینہ داران بہشت کو پہنچے گا۔ اور سنیں گے وہ خدمت حسینؑ میں زیر عرش بیٹھے ہیں ان کا شوق ملاقات ان سے زیادہ ہو گا۔ ہم نشینان حسینؑ کہیں گے کہ حمد و سپاس اس خدا کو جس نے ہم کو فزع اکبر و ہول قیامت سے محفوظ رکھا۔ اور ہم کو اس جبر اسپان و شتران مع محملان شیعوں کے لئے لائیں گے۔ یہ ان پر سوار ہونگے۔ اور حمد و ثنائے خدا بجا لاتے اور درود و صلوٰت رسول خداؐ و آل اطہار پر بھیجتے داخل منازل بہشت ہوں گے۔

روایت ابو بصیر از امام صادق علیہ السّلام

ایضاً بسند معتبر ابو بصیر سے روایت کی ہے۔ کہ میں ایک روز جناب صادقؑ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور حضرت سے باتیں کر رہا تھا کہ کوئی فرزندان آنحضرت سے آیا جب حضرت کی نظر پڑی مرحبا فرما کر آغوش مبارک میں لیا۔ اور فرمایا۔ خدا ان کو حقیر کرے جنہوں نے تمہیں حقیر کیا اور خدا ان سے انتقام لے جنہوں نے تمہارے پدران و بزرگواران کو شہید کیا خدا ان سے دست بردار ہو جو تم سے دست بردار ہوئے خدا ان پر لعنت کرے جنہوں نے تم کو شہید کیا خدا حافظ و ناصر

تمہارا ہو۔ کس قدر مردوں و عورتوں نے تم پر گریہ کیا۔ اور کس درجہ پیغمبران و صدیقان و شہیدان و ملائکہ آسمان کا گریہ طویل ہوا۔ یہ فرما کر حضرت رونے لگے۔ اور فرمایا اے ابوبصیر جب میں فرزندان امام حسینؑ کو دیکھتا ہوں۔ اور جو ان پر اور ان کے پدر بزرگوار پر ظلم و ستم ہوئے۔ ان کو یاد کرتا ہوں اس وقت مجھ پر ایسی حالت طاری ہوتی ہے۔ کہ ضبط نہیں کر سکتا۔ اے ابوبصیر جناب فاطمہ اپنے فرزند شہید امام حسینؑ پر روتی ہیں۔ کبھی نعرہ زن ہوتی ہیں۔ کہ جہنم پر جوش و خروش آجاتا ہے اور جب خازنان جہنم صدائے جناب سیدہؑ سنتے ہیں، جہنم کی حفاظت کرتے ہیں۔ کہ مبادا شعلہ کھینچ کر تمام اہل زمین کو جلا دے۔ اور جب تک جناب فاطمہ روتی ہیں۔ ملائکہ دربانے جہنم کی حفاظت کرتے ہیں اور ان کے شعلوں کو حفاظت اہل زمین کے لئے دھیما کرتے ہیں۔ اور جہنم کو سکون نہیں ہوتا جب تک جناب فاطمہ کا گریہ ساکن نہیں ہوتا۔ اور نزدیک ہوتا ہے۔ کہ گریہ جناب سیدہؑ سے دریا جوش زن ہو کر ایک دوسرے میں مل جائیں اس وجہ سے ہر قطرہ پر ایک فرشتہ موکل ہے، کہ جب صدائے جناب فاطمہؑ آتی ہے۔ دریاؤں کی حفاظت کرتے ہیں۔ کہ اہل زمین کو غرق نہ کر دیں۔ اور ملائکہ ہمیشہ خائف و ترساں ہیں اور گریہ جناب فاطمہ کی وجہ سے گریاں ہیں۔ اور تضرع و استغاثہ خداوند تعالیٰ سے کرتے ہیں اور اہل عرش وغیرہ جو عرش کے گرد ہیں تمام ملائکہ تضرع و زاری کرتے ہیں اور صدا تسبیح و تقدیس خدا البسبب ترس عذاب اہل زمین بلند کرتے ہیں۔ اور اگر ان میں سے ایک کی بھی آواز اہل زمین تک پہنچے اہل زمین بے ہوش ہو جائیں۔ پہاڑ اپنی جگہ سے اکھڑ جائیں زمین کانپنے لگے میں نے کہا اے حضرت میں آپ پر فدا یہ بہت امر عظیم ہے جیسے آپ یاد فرماتے ہیں، حضرت نے فرمایا۔ جو کچھ میں نے بیان نہیں کیا زیادہ اس سے ہے جو میں نے بیان کیا پھر فرمایا۔ اے ابوبصیر۔ آیا تم نہیں چاہتے کہ ان میں سے ہو جو نصرت و اعانت جناب فاطمہؑ کی ان کے رونے میں کرتے ہیں، یہ سن کر میں رونے لگا اور شدت گریہ و زاری سے بات نہ کر سکتا تھا۔ حضرت جائے نماز پر جا کر مشغول دعا ہوئے اور اسی حالت میں خدمت حضرت سے باہر آیا۔ اور کھانا تک نہ کھا سکتا تھا۔ اور رات کو مجھے نیند نہ آئی۔ جب صبح ہوئی ترساں و خائف خدمت آنحضرت میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت کو سکون حاصل ہوا ہے، یہ دیکھ کر مجھے بھی سکون حاصل ہوا خدا کی میں نے حمد کی کہ مجھ پر کوئی عذاب نازل نہ ہوا۔

مرثیہ خوانی دعبل خزاعی

بعض کتب معتبرہ میں دعبل خزاعی سے روایت ہے میں بروز عاشورا خدمت امام رضا میں حاضر ہوا، حضرت مغموم و اندوہناک بیٹھے تھے اور ایک جماعت شیعان آنحضرت بھی خدمت حضرت میں حاضر تھے۔ جب حضرت نے

مجھے دیکھا۔ فرمایا اے دعبل مرحبا۔ تم ہمارے ہاتھ اور زبان سے ناصر و یاور رہو۔ یہ فرما کر مجھے بلایا اور اپنے قریب بٹھایا اور فرمایا اے دعبل یہ دن ہم اہل بیت کے حزن و اندوہ کے اور ایام شادی و سرور ہمارے دشمنوں کے ہیں چند شعر مرثیہ امام حسینؑ کے پڑھو اے دعبل واضح ہو کہ جو شخص ہماری مصیبت پر روتے اور ایک آدمی کو رلائے اس کا اجر خدا پر ہے۔ اے دعبل ہماری مصیبت پر جو ہم کو دشمنوں سے پہونچی، اگر کسی کی آنکھ سے آنسو جاری ہو خدا اسے ہمارے زمرہ میں محشور کرتا ہے اے دعبل جو کوئی ہمارے جد امام حسینؑ پر روتے گا۔ خدا اس کے گناہ بخش دے گا پس بحکم آنحضرت پردہ ڈالا گیا۔ اور پردہ گیا ان حرم عصمت و طہارت عقب پردہ مرثیہ سنتے اور مصائب حسینؑ پر رونے کو بیٹھیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے دعبل مرثیہ امام حسینؑ پڑھو۔ میں نے چند شعر مرثیہ کے پڑھے آنحضرت با مردان و زنان جو حاضر دولت سرا تھے وہ اشعار سن کر بہت روئے اور صدائے گریہ وزاری خانہ حضرت سے بلند ہوئی۔

فصل ششم۔ حق تعالیٰ کا خبر شہادت حسینؑ اپنے انبیا کو دینا

شیخ طوسیؒ نے بسند امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے امام حسینؑ کو بعوض شہادت یہ کرامت ادا کی۔ کہ امامت کو ان کی ذریت میں قرار دیا۔ اور انکی تربت میں شفا عطا فرمائی اور دعا کو نزدیک آنحضرت مستجاب کیا۔ اور ایام زیارت اور جو ایام آمد و رفت زیارت میں صرف ہوتی انکی عمر میں محسوب نہ کریگا راوی نے کہا جبکہ لوگ زیارت آنحضرتؑ اس قدر ثواب پاتے ہیں آیا خود آنحضرتؑ نے اپنی شہادت سے کیسا درجہ پایا ہوگا۔ خدا نے ان کو اپنے پیغمبر سے ملحق کیا۔ کہ ہمراہ آنحضرت ان کے درجہ میں ہیں اور منزل میں ابن بابویہؒ وغیرہ نے بسند ہائے معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ جب امام حسینؑ متولد ہوتے جناب رسول خداؐ نے جناب فاطمہؑ کو خبر دی کہ میری امت اس فرزند کو شہید کریگی۔ جناب فاطمہؑ نے کہا مجھے ایسا فرزند مطلوب نہیں۔ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ بعد اس فرزند کے خدا نے امامت اسی کے فرزندوں میں تا روز قیامت قرار دی ہے یہ سن کر جناب سیدہ نے کہا میں راضی ہوئی۔

تفسیر کھیعص از حضرت امام عصرؑ

شیخ طبرسیؒ وغیرہ نے سعد بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہا میں خدمت امام حسن عسکری میں گیا اور حضرت سے میں نے چند مسائل دریافت کیے حضرت امام حسن عسکریؑ نے فرمایا۔ اپنے مولا صاحب العصر سے دریافت کر۔ اس وقت صاحب العصرؑ خورد سال تھے اور امام حسنؑ عسکری کے سامنے کھیل رہے تھے حضرت صاحب العصر سے کھیعص کی تفسیر پوچھی حضرت نے فرمایا۔ یہ حروف اخبار غیب سے ہیں۔ کہ خدا نے حضرت ذکریا کو خبر دی اور بعد ازاں جناب رسول خدا کو وحی فرمائی۔ اور اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت ذکریا نے خدا سے طلب کیا کہ اسماء مقدسہ آل عبا ان کو تعلیم کرے۔ کہ شدائد و مصائب میں ان کی برکت سے خدا سے پناہ چاہیں جبرائیل آئے اور اسماء آل عبا ان کو تعلیم فرمائے۔ جب حضرت ذکریا نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و علی و فاطمہؑ و حسنین علیہم السلام یاد کرتے تھے غم والم ان سے دور ہو جاتا تھا اور خوشحال ہوتے تھے اور جب نام مبارک امام حسینؑ یاد کرتے تھے - انہیں شدت گریہ ہوتی تھی۔ اور ضبط نہ کر سکتے تھے۔ ایک روز مناجات کی۔ خداوندا جب میں ان چار بزرگوں کا نام لیتا ہوں۔ میرا غم والم برطرف ہو جاتا ہے اور مجھے سرور حاصل ہوتا ہے اور جب نام بزرگوار امام حسینؑ یاد کرتا ہوں مجھ پر غم و الم طاری ہوتا ہے اور گریہ مجھے بے حال کر دیتا ہے۔ خداوند تعالیٰ نے قصہ شہادت و مظلومیت امام حسینؑ ذکریا کو وحی کیا اور جب کہا کھیعص میں کاف سے اشارہ کربلا سے ہے اور ہا ہلاک عترۃ طاہرہ ہے اور یا یزید پلید ہے کہ ان کا قاتل تھا۔ اور عین عطش و تشنگی امام حسینؑ۔ اور ان کے عترت و اصحاب سے مراد ہے جو اس صحرا میں گذرے اور ص صبر آنحضرت سے مطلب ہے۔ کہ مصائب پر صبر کیا۔ جب حضرت ذکریا نے یہ قصہ دردناک سنا تین روز تک مسجد سے نہ نکلے۔ اور کسی کو اپنے پاس نہ آنے دیا اور مشغول گریہ و زاری و نالہ و بے قراری رہے اور مرثیہ مصیبت امام حسینؑ پر پڑھتے تھے اور کہتے ہیں۔ الٰہی آیا دل بہترین خلق کو ان کی مصیبت فرزند میں دردناک کریگا آیا ایسی بلا ان تک راہ پائیگی۔ آیا علی و فاطمہؑ کو جامہ پہنائے گا آیا ایسے درد والم کو انکی منزلت رفعت و جلال میں داخل کریگا اور بعد اس کلام کے فرماتے تھے۔ الٰہی مجھے ایسا فرزند عنایت فرما۔ کہ پیری میں میری آنکھیں اس سے روشن ہوں اور جب مجھے ایسا فرزند کرامت فرمانا۔ مجھے اسکی محبت میں فریفتہ کرنا۔ اور ایسا ہو کہ میرا دل اس فرزند کی مصیبت میں اس طرح دردمند ہو جس طرح دل تیرے حبیب محمد مصطفیٰ

کا اپنے فرزند کی مصیبت میں درد ناک ہوگا۔ پس خدا نے یحییٰ حضرت زکریا کو عطا کیا۔ اور حضرت یحییٰ ع مثل امام حسینؑ بشہادت فائز ہوئے اور حضرت یحییٰ چھ ماہ شکم مادر میں رہے اور مدت حمل امام حسینؑ بھی چھ ماہ ہے۔

روایت کعب الاحبار

ابن بابویہؒ نے کعب الاحبار سے روایت کی ہے کہا ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے۔ کہ ایک شخص فرزندان محمد مصطفےٰ ص سے قتل ہوگا۔ اور ان کے اصحاب کے گھوڑوں کا پسینہ خشک نہ ہونے پائے گا۔ کہ داخل بہشت ہو کر حور العین سے معانقہ کریں پس امام حسنؑ کا گذر اس طرف ہوا۔ لوگوں نے کہا۔ وہ شہید یہ ہیں کیا۔ کہا نہیں۔ اور جب امام حسینؑ کا گذر اس طرف ہوا۔ لوگوں نے پوچھا یہ ہیں۔ کہا۔ ہاں۔ یہی ہیں ایضاً روایت کی ہے کہ گروہ مسلمین قتل مشرکین کو گئے۔ اور جب ان کا شہر فتح کیا ان کے معبد اور گرجاؤں میں سے کسی معبد میں ایک شعر لکھا دیکھا کہ اس کا مضمون یہ تھا ؎

اترجوا امة قتلت حسینا   شفاعة جده یوم الحساب

جس کا ترجمہ کوثر بھریلوی نے یوں کیا ہے ؎

مل کر شہید جن نے کیا ہے حسینؑ کو   محشر میں وہ شفاعت احمد نہ پائیں گے

مسلمانوں نے کافروں سے پوچھا کتنے عرصہ سے یہ شعر تمہارے گرجا میں لکھا ہے۔ انہوں نے کہا تین سو سال قبل بعثت تمہارے پیغمبرؐ سے یہ شعر لکھا ہے۔

روایت ام سلمہؓ

بسند معتبر جناب صادق سے روایت ہے۔ کہ جناب رسول خدا خانہ ام سلمہ میں آئے اور فرمایا میرے پاس کوئی نہ آئے۔ ام سلمہ کہتی ہیں کہ امام حسینؑ آئے اور کمسن تھے میں منع نہ کر سکی تاآنکہ امام حسینؑ رسول خدا پاس آئے اور میں عقب آنحضرت میں گئی۔ میں نے دیکھا کہ جناب رسول خداؐ امام حسینؑ کو سینہ مبارک پر بٹھائے رو رہے ہیں۔ اور کوئی چیز اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں پھر فرمایا اے ام سلمہ جبرئیل آئے اور خبر لاتے ہیں۔ کہ یہ فرزند شہید ہوگا۔ اور یہ وہاں کی مٹی ہے جہاں یہ شہید ہوگا اس کو اپنے پاس رکھو۔ جب یہ مٹی خون ہو جائے اس وقت جاننا کہ میرا فرزند شہید ہوا ہے۔ ام سلمہ نے کہا۔ یا رسول اللہ خدا سے سوال کیجئے کہ اس شہادت کو ان سے برطرف کر دے رسول خدا نے فرمایا میں نے اپنے خدا سے سوال کیا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا میں بسبب اس شہادت کے ایسا درجہ عطا کروں گا۔ کہ کوئی میری مخلوق میں سے اس درجہ تک نہ پہنچ سکے گا۔ اور بہ تحقیق کہ کچھ حسینؑ کے دوستدار ہونگے کہ وہ شفاعت کریں گے اور انکی شفاعت

رد نہ ہوگی۔ اور مہدی آل محمدؐ امام حسینؑ کے فرزندوں میں ہوگا۔ خوشحال اس کا جو شخص محبان حسینؑ سے اور شیعان حسینؑ سے بروز قیامت رستگار ہیں۔

ایضاً بسند معتبر امام رضا سے روایت کی

روایت حضرت ابراہیم علیہ السلام ۔ہے۔ کہ جب خدا نے حضرت ابراہیم کو حکم دیا کہ اپنے فرزند اسماعیل کی قربانی کریں۔ اور ان کے لئے فدیہ بھیجا۔ اور حکم کیا۔ کہ گوسفند بعوض اسماعیل قربانی کریں۔ ابراہیم نے آرزو کی کاش میں گوسفند ذبح کرنے پر قادر نہ ہوتا۔ اور اپنے فرزند کی راہ خدا میں اپنے ہاتھ سے قربانی کرتا۔ کہ میرا دل بقتل عزیز ترین فرزندان دردمند ہوتا۔ اور میں بسبب ان کے مستحق رفیع ترین درجات اہل مصائب ہوتا۔ خدا نے ان کو وحی کی اے ابراہیمؑ میرا محبوب ترین خلق تیری جانب کون ہے ابراہیم نے کہا۔ خداوندا تو نے ایک خلق نہیں پیدا کی۔ وہ خلق مجھ سے زیادہ تر محبوب ہے یعنی تیرا حبیب محمد مصطفیٰؐ اور انکی اولاد۔ خدا نے ابراہیمؑ کو وحی کی۔ آیا وہ تم کو زیادہ محبوب ہیں۔ یا اپنی جان تمہیں پیاری ہے حضرت ابراہیم نے کہا۔ بلکہ میں ان کو اپنی جان سے زیادہ تر دوست رکھتا ہوں۔ خدا نے فرمایا۔ ان کے فرزند تم کو زیادہ محبوب ہیں۔ یا تمہارے اپنے فرزند زیادہ محبوب ہیں۔ ابراہیم نے کہا۔ بلکہ ان کے فرزند کو میں اپنے فرزندوں سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں۔ خدا تعالیٰ نے وحی کی۔ اے ابراہیمؑ آیا ان کے فرزندوں کا دشمنوں کے ہاتھوں سے تم کو مارا جانا زیادہ دردمند کرتا ہے۔ یا تم کو اپنے فرزندوں کا میری اطاعت میں اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا ابراہیمؑ نے کہا بلکہ ان کا دشمنوں کے ہاتھوں سے قتل ہونا زیادہ تر مجھے دردمند کرتا ہے۔ پس خدا نے وحی کی۔ اے ابراہیم ایک گروہ دعویٰ کریں گے کہ ہم امت محمدؐ سے ہیں۔ اور ان کے فرزند حسینؑ کو اس طرح بظلم و عدوان قتل کریں گے جس طرح گوسفند کو ذبح کرتے ہیں۔ اس وجہ سے وہ اشقیا سے امت میرے عذاب کے مستوجب ہونگے۔ یہ سن کر حضرت ابراہیمؑ رونے لگے پھر خدا نے وحی کی۔ کہ تمہارا گریہ مصائب حسینؑ پر تمہارے فرزند اسمٰعیل کے لئے میں نے فدیہ کیا اگر تم اس کی قربانی کرتے تو وہ قربانی اس سبب جو تم نے فرزند پیغمبر آخر الزمانؐ حسینؑ پر کیا ہیں نے یہ فدیہ مبدل کیا اور اس وجہ سے میں نے م پر رفیع ترین درجات اہل مصائب کو واجب کیا۔ اور یہی معنی قول خدا کے ہیں وفدینا جذبحٍ عظیم یعنی ہم نے فدا کیا اسمٰعیلؑ کو بذبح عظیم۔

خبر شہادت زبانی جبرئیل ۔طوسیؒ نے بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ایک روز رسولؐ خدا بیٹھے تھے۔ کہ امام حسینؑ آئے ناگاہ جبرئیل بھی نازل ہوئے اور کہا اے محمدؐ اپنے

فرزند کو آپ دوست رکھتے ہیں۔ رسول خداؐ نے فرمایا۔ ہاں۔ جبرائیل نے کہا۔ آپ کی امت اس کو قتل کرے گی۔ رسول خداؐ اس خبر کے سننے سے بہت اندوہگین ہوئے۔ جبرائیل نے کہا میں آپ کو اس زمین کی زیارت کراؤں جس پر امام حسینؑ شہید ہونگے۔ رسول خدا نے کہا ہاں دکھاؤ۔ پس جبرئیل نے جو کچھ درمیان آنحضرت و کربلا تھا۔ زمین کے اندر کر دیا۔ اور کربلا کو بقدر پلک جھپکنے کے قریب لائے۔ اور اپنے پر سے تھوڑی مٹی اٹھائے اور پھر واپس کر دیا۔ کہ کربلا اپنی جگہ پہنچ گئی۔ پھر جناب رسول خداؐ کو وہ مٹی دی۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اے مٹی تیرا خوشحال اور خوشحال اس کا جو تجھ پر شہید ہو گا۔

خبر شہادت زبانی میکائیل بسند معتبر بطریق مخالفین انس بن مالک سے روایت کی ہے ایک روز ملک عظیم القدر نے خدا سے اجازت کہ زیارت رسول خداؐ کو جاتے۔ جب اجازت ملی زمین پر آیا اور خدمت رسالتمآب میں بیٹھا تھا۔ کہ امام حسینؑ آئے رسول خدا نے پیار کر کے اپنی آغوش مبارک میں بٹھایا۔ اس فرشتہ نے حضرت سے پوچھا۔ آیا آپ اس فرزند کو بہت دوست رکھتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا میں اس کو بہت دوست رکھتا ہوں۔ یہ میرا فرزند گرامی ہے۔ فرشتہ نے کہا آپ کی امت اس کو قتل کریگی حضرت نے فرمایا میرے ہی فرزند کو میری امت قتل کرے گی۔ فرشتہ نے کہا ہاں۔ اور اگر آپ کو وہ زمین منظور ہو تو دکھاؤں جس پر امام حسینؑ شہید ہونگے۔ حضرت نے فرمایا دکھاؤ۔ اس فرشتہ نے ایک خاک سرخ خوشبو جناب رسول خداؐ کو دکھلائی اور کہا جب یہ خاک خون تازہ ہو جاتے۔ علامت اسکی ہے کہ آپ کا فرزند شہید ہوگا۔ راوی کہتا ہے میں نے سنا ہے کہ وہ فرشتہ میکائیل تھا۔ ایضاً۔ بسند معتبر زینب زوجہ رسول خدا سے روایت کی ہے۔ کہا ایک روز رسولؐ خدا میرے گھر میں آرام فرما رہے تھے۔ کہ امام حسینؑ آئے۔ میں نے اس خیال سے کہ رسول خدا کو جگا نہ دیں۔ بہلا لیا۔ اور پھر میں کسی کام کو چلی گئی جب واپس آئی دیکھا۔ کہ امام حسینؑ شکم رسول خدا پر بیٹھے ناف مبارک پر پیشاب کر رہے ہیں میں نے چاہا کہ اٹھالوں۔ حضرت نے فرمایا میرے فرزند کا پیشاب قطع نہ کرو۔ رہنے دو کہ فارغ ہو۔ جب امام حسینؑ پیشاب کر چکے حضرت نے شکم و ناف کو دھو ڈالا۔ اور وضو کر کے مشغول نماز ہوئے جب سجدہ میں گئے امام حسینؑ پشت رسولؐ پر سوار ہو گئے۔ جناب رسولؐ خدا نے ذرا تامل کیا۔ یہاں تک کہ امام حسینؑ اتر آئے حضرت نے سر سجدہ سے اٹھایا۔ اور امام حسینؑ کو گود میں لے کر نماز ادا کی۔ اور جب نماز سے فارغ ہوئے میں نے دیکھا۔ کہ آنحضرتؐ نے دست مبارک بلند فرمائے اور کہا۔ اے جبرئیل مجھے

دکھاؤ میں نے کہا. یا حضرتؐ آج آپ سے ایسا امر دیکھا. کہ اس کے قبل نہ دیکھا تھا. سبب اس کا کیا ہے
جناب رسول خدا نے فرمایا جبرئیل میرے پاس آئے تھے اور مجھے حسین کے بارہ میں تعزیت دے کر خبر
دی کہ میری امت حسینؑ کو شہید کریگی اور ایک خاک سرخ میرے لئے لائے اور کہا یہ وہاں کی مٹی ہے اور بسند
دیگر مثل اسکے عائشہ سے بھی روایت کی ہے ایضاً بطریق مخالفین انس بن مالک سے روایت کی ہے. جو فرشتہ
موکل باراں ہے اس نے ایک روز خدا سے اجازت طلب کی کہ جناب رسول خداؐ کی زیارت کو جائے.
جب وہ فرشتہ حاضر ہوا حضرت نے ام سلمہ سے فرمایا. دروازہ پر جاؤ اور کسی کو نہ آنے دو. ناگاہ
اس وقت امام حسینؑ آئے. ام سلمہ نے چاہا منع کریں. کہ امام حسینؑ دوڑکر گھر میں چلے گئے. اور
دوش مبارک جناب رسول خداؐ پر سوار ہوئے. اس فرشتہ نے کہا. آپ اس فرزند کو بہت دوست
رکھتے ہیں. حضرت نے فرمایا ہاں اس فرشتہ نے کہا آپ کی امت اس فرزند کو شہید کریگی. اور اگر
آپ چاہیں تو اس جگہ کی مٹی آپ کو دکھا دوں جہاں حسینؑ شہید ہونگے وہ فرشتہ ہاتھ بڑھا کر ایک
خاک سرخ حضرت کے لئے لایا. اور ام سلمہ نے لیکر وہ خاک چادر میں باندھ لی. ابن قولویہؒ نے بسند
معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے. جب جبرئیل خبر شہادت امام حسینؑ رسول خداؐ پاس لاتے
آنحضرت دست مبارک جناب امیرؑ کو پکڑ کر خلوت میں گئے. اور ایک ساعت تک آپس میں مشورہ
کیا اور دونوں صاحبوں پر رقت وگریہ غالب ہوا اور بہت روئے. پھر قبل اس کے کہ ایک دوسرے
سے رخصت ہوں. جبرائیل نازل ہوئے اور کہا پروردگار آپ کو بعد سلام فرماتا ہے میں تم کو قسم
دیتا ہوں کہ اس مصیبت پر صبر کرو. یہ سن کر جناب رسول خداؐ اور جناب امیرؑ نے بحکم خدا صبر کیا
ایضاً. بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے ایک روز جبرئیل جناب رسول خداؐ پاس آئے
اور کہا السلام علیکم یا محمدؐ آیا منظور ہے. میں آپ کو اس فرزند کی بشارت دوں. جسے آپکی امت
آپ کے بعد قتل کرے گی. جناب رسول خدا نے فرمایا مجھے ایسے فرزند کی حاجت نہیں یہ سن کر
جبرئیل آسمان پر گئے اور پھر وہی بشارت لائے. حضرت نے بھی جواب سابق دیا. پھر جبرئیل آسمان
سابق پر گئے. اور مرتبہ سوم بشارت مذکورہ لائے اور جب آنحضرت نے فرمایا. مجھے اس فرزند
کی حاجت نہیں جبرائیل نے کہا آپ کا پروردگار فرماتا ہے کہ ہم نے اس فرزند کی ذریت میں امامت
قرار دی ہے. جب یہ سنا جناب رسول خدا نے فرمایا میں راضی ہوا. بعد اسکے جناب فاطمہؑ
کے گھر آئے اور فرمایا جبرئیل یہ بشارت خدا کی جانب سے لائے ہیں، جناب فاطمہ نے کہا میں
ایسا فرزند نہیں چاہتی. جناب رسول خدا نے فرمایا. وصایت و امامت میرے پروردگار نے اسی

کے فرزندوں میں قرار دی ہے۔ پھر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمایا۔ ووصینا الانسان بوالدیہ حسنا حملتہ امہ کرھا و وضعتہ کرھا۔ پس جناب صادق نے فرمایا تم دیکھا ہے کہ کوئی عورت حاملہ بہ پسر بکراہت ہو اور وضع حمل بکراہت کرے۔

گریۂ پنجتن بشہادت حسینؑ

بسند موثق جناب صادق سے روایت ہے ایک روز جناب فاطمہؑ خانہ رسول میں آئیں اور دیکھا آنسو چشم مبارک آنحضرت سے جاری ہیں جناب فاطمہ نے سبب گریہ پوچھا جناب رسول خدا نے فرمایا جبرئیل خبر لائے میری امت حسینؑ کو شہید کریگی جب جناب فاطمہ نے خبر سنی بیقرار ہو کے اپنا گریبان چاک کیا۔ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ اے فاطمہ جزع فزع نہ کرو کہ امامت تا قیامت حسین کے فرزندوں میں رہے گی، یہ سن کر جناب فاطمہ کا رونا تھما۔ ایضاً بسند ہائے معتبر امام محمد باقر و امام زین العابدین سے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے فرمایا ایک روز جناب رسول خداؐ میرے دیکھنے کو تشریف لائے پس وہ کھانا میں نے آنحضرت کے سامنے حاضر کیا۔ جو ام ایمن میرے لئے بطور ہدیہ لائی تھیں۔ اور وہ خرما و مسکہ و شیر تھا۔ آنحضرت نے تھوڑا اس میں سے تناول کیا۔ اور جب فارغ ہوئے میں نے پانی آنحضرت کے دست مبارک پر ڈالا جب آنحضرت نے اپنا ہاتھ دھویا اور بعد دھونے کے اپنا ہاتھ اپنے روئے منور ریش مبارک پر پھیرا۔ گوشہ خانہ میں جاکر چند رکعت نماز ادا کی اور سجدہ آخر نماز میں بہت روئے جب سر سجدہ سے اٹھایا اور نماز سے فارغ ہوئے ہم میں سے کسی کو جرأت بوجہ جلالت و تعظیم نہ پڑی کہ سبب گریہ آنحضرتؐ دریافت کرتے۔ اس وقت امام حسین بہت کم سن تھے اور کتنی دن ہوئے پاؤں چلنے لگے تھے۔ پس نزدیک آنحضرت آئے اور زانوئے مبارک جد بزرگوار پر بیٹھ گئے۔ اور اپنا سر حضرت کی بغل میں لپٹا کر کہا۔ اے پدر بزرگوار آپ ہمارے گھر میں تشریف لائے اور آپ کے آنے سے ہم بہت مسرور و دلشاد ہوئے۔ بعد اس کے آپ کیوں رونے لگے۔ اور ہم کو اپنے رونے سے آپ نے مغموم کیا۔ اے پدر بزرگوار آپ کیوں روتے ہیں جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ اے فرزند جب میں نے تم سب پر نظر کی اور تمہیں اپنے گرد دیکھا بہت خوش ہوا اور ہرگز مجھے اس قدر خوشی نہ ہوئی تھی لیکن چونکہ دوستان خدا کی خوشی رنج و غم سے ملی ہوئی ہے۔ اس وقت جبرئیل میرے پاس آئے اور خبر دی کہ تم سب شہید ہو گئے اور تمہاری قبریں شہرہائے مختلف میں ہونگی اس خبر کے سننے سے میں رونے لگا اور اسکا شکر کرکے اس سے تمہارے لئے طالب خیر و برکت ہوا یہ سن کر جناب امام حسینؑ نے کہا۔ اے جد بزرگوار

پراگندگی کی وجہ سے ہماری زیارت کون کرسکے گا۔ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ ایک گروہ میری امت
میں سے تمہاری زیارت کو برکت و نیکی جان کر آئیں گے اور مجھ پر احسان ان کا ہوگا۔ اور میں
قیامت میں، ان کی جستجو کروں گا اور ان کو شداید و ہول قیامت سے نجات دونگا ابن بابویہؒ وابن
قولویہؒ نے بسند ہائے معتبرہ جناب صادق سے روایت کی ہے کہ برید عجلی نے آنحضرت سے پوچھا
کہ اسماعیل جن کو خدا نے قرآن مجید میں بہ صادق الوعد وصف کیا ہے آیا اسماعیل پسر ابراہیم ہیں
حضرت نے فرمایا نہ بلکہ اسمٰعیل فرزند حزقیل ہیں خدا نے ان کو ایک گروہ پر مبعوث کیا۔ اس قوم
نے ان کی تکذیب کی۔ اور کھال۔ ان کے مناو سر کی کھینچ کی۔ اس وقت خدا نے اس قوم پر غضب
کیا اور سطا طائیل فرشتہ عذاب کو بھیجا کہ اسماعیل پاس آیا اور کہا مجھے خدا نے بھیجا ہے۔ اگر منظور
ہو تو تمہاری قوم کو بانواع عذاب معذب کروں اسماعیل نے کہا مجھ کو ان پر عذاب نازل کرانے کی
حاجت نہیں۔ پھر خدا نے وحی کی کہ جو حاجت تمہاری ہو وہ عرض کرو اسماعیل نے کہا۔ پروردگارا تو نے عہد
پیمان ہم پیغمبروں سے اپنی پروردگاری اور محمد صلعم کی پیغمبری اور انکے اوصیا کی ولایت پر لیا اور خلائق کو خبر
دی کہ جو کچھ ستمگار ان امت محمدی انکے جگر گوشہ فرزند حسینؑ بن علی سے بعد پیغمبر کے سلوک کریں اور پروردگا
تو نے حسینؑ بن علی سے وعدہ کیا کہ انکو دنیا میں پھر لائے گا۔ کہ وہ خود اپنے قاتلوں سے اور جنہوں نے
ان پر ستم کئے۔ اور ان کو شہید کیا انتقام لیں خداوندا میری حاجت تیری درگاہ میں یہ ہے کہ
مجھے دنیا میں پھر لا تا کہ میں خود اپنی قوم سے انتقام لوں۔ لہذا خدا نے حاجت و دعا اسمٰعیلؑ قبول
کی اور رجعت میں اسمٰعیل ہمراہ امام حسینؑ پھر آئیں گے و بروایت دیگر اسماعیل نے کہا میں چاہتا
ہوں کہ صبر کروں اور صبر و شکیبائی میں امام حسینؑ علیہ السلام کی پیروی کروں۔ ایضاً ابن قولو
نے بسند معتبر روایت کی ہے۔ کہ سلمانؓ نے کہا۔ کوئی فرشتہ آسمانوں میں باقی نہ رہا۔ جو خدمت
جناب رسول خداؐ میں نہ آیا ہو اور تعزیت ان کے فرزند حسینؑ کی مصیبت میں نہ دی ہو اور ان
فرشتوں نے ان کو اس ثواب کی جو حق تعالیٰ نے بعوض اس شہادت کے عطا کیا ہے۔ خبر دی
ہے اور ہر ایک فرشتہ جناب رسول خداؐ کیلئے وہ مٹی لایا جس پر وہ امام مظلوم بجور ستم شہید ہوں
اور جو فرشتہ آتا تھا اس سے جناب رسول خدا فرماتے تھے کہ خداوندا اسکو مخذول کر جو حسینؑ
نصرت کرے اور اسے قتل کر جو حسینؑ کو قتل کرے، اور اس کو ذبح کرے جو حسینؑ کو ذبح کرے
اور ان ظالموں کو ان کے مطلب تک نہ پہنچا راوی نے کہا کہ دعائے آنحضرت ان ظالموں کے
حق میں مستجاب ہوئی اور یزید کو بعد قتل امام حسینؑ کچھ دنیا کا نفع نصیب نہ ہوا۔ اور خدا نے

یکایک اٹھالیا۔ کہ رات کو سویا۔ اور صبح کو مرگیا۔ اور مثل روغن قیر سیاہ ہوگیا تھا اور کوئی ان ظالموں میں سے جنہوں نے قتل امام حسینؑ پر اس شقی کی مدد کی تھی یا اس کے لشکر میں تھے۔ باقی نہ رہا۔ مگر یہ کہ دیوانے ہوگئے اور کوڑھی ہوگئے یا مبروص ہوگئے اور یہ امراض ان کی اولاد میں بمیراث باقی رہے۔ ایضاً۔ ابن عباس سے روایت ہے وہ فرشتہ جو خبر شہادت امام حسین لایا جبرئیل تھے اپنے پر کھولے ہوئے بعد اسئے بلند روتے تھے اور خاک وہاں کی اپنے ہمراہ لائے تھے اور بوئے مشک اس خاک سے آتی تھی۔ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ وہ امت جو میرے فرزند دلبند اور نور چشم فاطمہ کو شہید کرے گی تمام ہوگی جبرئیل نے کہا نہیں بلکہ خدا ان میں اختلاف ڈالے گا کہ ان کے دل باہم دیگر موافق نہ ہوں گے۔ ایضاً۔ بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے ایک روز جناب رسول خداؐ جناب فاطمہؑ کے گھر میں تھے اور امام حسینؑ کو اپنی آغوش مبارک میں لئے ہوئے تھے۔ ناگاہ رونے لگے اور سجدہ کیا جب سجدہ سے سر اٹھایا۔ کہا اے فاطمہ اے دختر تحقیق کہ خدا نے اس وقت مجھے وحی کی اور یا الطاف و نوازش بے پایاں مجھے سرفراز کیا۔ اور فرمایا۔ اے محمد آیا آپ حسینؑ کو دوست رکھتے ہیں میں نے کہا ہاں حسین میرا نور دیدہ ہے اور میوہ دل ہے۔ پھر مجھ سے کہا۔ یا محمد کیا مولود مبارک حسینؑ ہے میں اس پر اپنی رحمت و برکات و صلوات بھیجتا ہوں۔ اور اپنی خوشنودی اس کے شامل حال کرتا ہوں۔ اور لعنت و عقب و عذاب ان پر میرا جو اس کے قاتل ہیں۔ یا جو اس سے نزاع و دشمنی کرے۔ اور حسین بہترین شہدائے گذشتگان و آئندگان ہے۔ دنیا و آخرت میں۔ اور وہ سید جمیع جوانان بہشت خلق خدا سے ہے۔ اور اس کا پدر اس سے افضل و نیکو تر ہے۔ پس میرا سلام اس کو پہنچاؤ۔ اور اسے بشارت دو کہ وہ علامت راہ ہدایت و ہادی و شاہد ہمارے دوستوں کا خلق پر و خازن علم و حجت ہمارا ساکنان جمیع آسمان اور زمین جن و انس پر ہے شیخ مفید نے روایت کی ہے۔ کہ ام الفضل دختر حارث خدمت جناب رسول خداؐ میں آئیں اور کہا یا رسول اللہ کل رات کو ایک خواب ہولناک میں نے دیکھا جناب رسول خدا نے فرمایا۔ کیا خواب دیکھا ہے کہا میں نے یہ خواب دیکھا ہے ایک ٹکڑا آپ کے جسم سے جدا ہو کر میرے دامن میں آگرا۔ رسول خدا نے فرمایا اچھا خواب تو نے دیکھا ہے واضح ہو کہ ایک پسر فاطمہؑ سے متولد ہوگا۔ اور تم اس کو پرورش کرو گی۔ لہذا اس کے امام حسینؑ متولد ہوئے اور جناب رسول خداؐ نے ان کو ام الفضل کو دیا کہ اس کی پرورش کریں۔ ام الفضل نے کہا۔ ایک روز میں امام حسینؑ کو خدمت رسول خداؐ میں لے گئی حضرت نے

ان کو مجھ سے لے کر اپنی آغوش مبارک میں بٹھایا۔ ناگاہ میں نے دیکھا۔ کہ چشمہائے آنحضرت سے آنسو جاری ہیں میں نے کہا میرے پدر و مادر آپ پر فدا ہوں۔ یارسول اللہ یہ کیا حالت ہے جو میں آپ کی دیکھتی ہوں۔ حضرت نے فرمایا ابھی جبرائیل میرے پاس آئے اور مجھے خبر دی کہ میری امت اس میرے فرزند کو شہید کرے گی اور ایک خاک سرخ اس کی تربت پاک سے میرے واسطے

غم حسینؑ میں فرشتے کی زاری

شیخ جعفر بن نما نے کتاب مثیر الاحزان میں اور دیگر علما نے بھی روایت کی ہے ایک فرشتہ ملائکہ السمٰوت جو کبھی۔ اس سے پہلے خدمت رسول خدا میں نہ آیا تھا۔ خدا سے خواستگار ہوا۔ کہ زیارت کو آنحضرت کی جائے جب روانہ ہوا خدا نے۔ اس کو وحی کی محمد صلعم کو خبر دینا۔ کہ تمہاری امت میں سے ایک شقی کا نام یزید ہے وہ فرزند مبارک طاہر بتول عذرا کو شہید کریگا اس فرشتہ نے کہا۔ اے میرے خدا میں شاد و خوش تھا۔ کہ زیارت کو جاتا ہوں۔ اب اس خبر غم سے کسطرح حضرت کو محزون و مغموم کروں۔ حکم خدا ہوا۔ جو کچھ ہم نے تم سے کہا۔ اسکی تعمیل کرو۔ یہ سن کر وہ فرشتہ جناب رسول خدا کی خدمت میں آیا اور اپنے پر کھول کر کہا السلام علیک یا حبیب اللہ میں نے اپنے پروردگار سے اجازت مانگی۔ کہ آپ کی زیارت کو آؤں۔ جب مجھے اجازت حق تعالیٰ نے عطا کی۔ ایک خبر دی جس کے سننے سے مجھے آرزو ہوئی۔ کاش میرے پر جھڑ جاتے اور وہ خبر آپ کے لئے نہ لاتا۔ لیکن میں اپنے پروردگار کے حکم کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ اے پیغمبر خدا واضح ہو ایک شقی آپ کی امت میں سے جسے یزید کہتے ہیں (خدا اس کا عذاب زیادہ کرے) وہ آپ کے فرزند طاہر مبارک کو کہ تمہاری دختر طاہرہ مبارکہ بتول عذرا سے پیدا ہوگا قتل کرے گا۔ اور آپ کے فرزند کو قتل کرنے کے بعد اسے دنیا میں کچھ نصیب نہ ہوگا۔ اور خدا اسے یکایک جہنم میں اپنے عذاب سے معذب کریگا جب امام حسینؑ دو سال کے ہوئے جناب رسول خدا کسی سفر کو گئے ایک روز اثنائے راہ میں کھڑے ہوگئے اور انا للہ و انا الیہ راجعون کہہ کر رونے لگے۔ اور فرمایا۔ اس وقت جبرئیل آئے اور مجھے خبر دی کہ فرات کے کنارے ایک زمین ہے اس کو کربلا کہتے ہیں۔ اس زمین پر آپ کی امت کے اشقیا حسینؑ کو شہید کرینگے۔ اصحاب نے عرض کی۔ یارسول اللہ کون حسینؑ کو شہید کریگا۔ حضرت نے فرمایا یزید پلید میرے فرزند حسینؑ کو شہید کریگا۔ خدا اسے برکت نہ دے گویا میں جگہ اس کے قتل ہونے کی اور محل وقوع دفن دیکھ رہا ہوں۔ اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ اس کا سر مبارک یزید کو ہدیہ دینے جاتے ہیں۔ جو شخص میرے فرزند کے سر کے جانب نظر کرے اور خوش ہو خدا اس کے زبان اور دل میں مخالفت ڈالے۔ اور اسے کفر و نفاق پر موت دے بعد اس کے آنحضرت نے اس سفر سے

محزون وغمگین مراجعت فرمائی۔ اور بالائے منبر جاکر ایک خطبہ پڑھا۔ اور حسینؑ کو بھی منبر پر لے گئے۔ اپنا داہنا ہاتھ
حسینؑ کے سر پر رکھ کر جانب آسمان سر مبارک بلند کیا۔ اور فرمایا خداوندا میں تیرا بندہ اور تیرا پیغمبر ہوں۔ اور
یہ دو فرزند میری عترت میں سے پاکیزہ اور میری ذریت سے نیک ہیں اور یہ وہ ہیں جن کو میں اپنے بعد اپنی امت
میں چھوڑے جاتا ہوں۔ اور مجھے جبرئیل نے خبر دی کہ اس میرے فرزند حسینؑ کو بجور وستم قتل کریں گے اور
میری امت اس کی نصرت و یاوری نہ کرے گی۔ خداوندا قاتلان حسینؑ کو برکت نہ دینا اور حسینؑ کو بہترین شہدا
کرنا۔ تحقیق کہ تو سب چیز پر قادر ہے۔ خداوندا اس کے قاتل کو برکت نہ دے اور اسے بھی برکت نہ دے جو
اس کی نصرت یاوری نہ کرے یہ سن کر جمیع اہالیان مسجد نے صدائے گریہ بلند کی۔ آنحضرت نے فرمایا آج
تم حسین پر روتے ہو کل اس کی نصرت نہ کروگے۔ ابن عباس کہتے ہیں۔ جناب رسول خدا چند روز قبل اپنی
وفات سے ایک سفر میں گئے اور جب واپس تشریف لائے۔ رنگ مبارک آنحضرت متغیر مزاج برافروختہ
تھا بعد اسکے منبر پر گئے۔ اور ایک خطبہ بلیغ مختصر ادا کیا۔ اور آنسو چشمہائے مبارک سے جاری تھے پس
فرمایا یاایہاالناس میں تم سے جاتا ہوں اور دو چیزیں بزرگ تم میں چھوڑے جاتا ہوں۔ ایک کتاب خدا
اور دوسری میری عترت ہے کہ شجرہ نبوت سے اُگے ہیں اور میرے باغ کے میوے ہیں اور یہ دونوں
آپس میں سے جدا نہ ہونگے جب تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس نہ پہنچیں اور میں اپنی عترت اور اہل
بیت کے حق میں تم سے سوال نہیں کرتا۔ مگر اس چیز کا جس کا خدا نے حکم فرمایا ہے۔ قل لا اسئلکم
علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ یعنی اے محمد کہہ دو کہ میں تم سے تبلیغ رسالت پر کوئی اجر نہیں چاہتا
مگر محبت میری اہل بیت سے رکھو اور ایسے نہ ہو جانا۔ کہ جب حوض کوثر پر میرے پاس آؤ۔ دشمنان
رسول ہو۔ اور ان پر ستم کرچکے ہو۔ تحقیق کہ بروز قیامت تین علم ولایت میری امت کے مجھ پر وارد
ہونگے۔ ایک رایت سیاہ تیرہ ہوگا جب میرے پاس آئیں گے۔ میں کہوں گا تم کون ہو میرا نام ان
کے دلوں سے محو ہو جائے گا۔ اور کہیں گے ہم اہل توحید عرب کے رہنے والے ہیں۔ میں کہوں گا میں
احمد پیغمبر عرب وعجم ہوں یہ کہیں گے ہم آپ کی امت سے ہیں۔ میں کہوں گا بعد میرے کتاب خدا
اور میری عترت کی رعایت کس طرح کی یہ کہیں گے کتاب خدا کو ہم نے ضائع کردیا۔ اور اس میں تحریف
وتاویل کی۔ اور آپ کی اہل بیت ان کے حق میں ہم نے سعی وکوشش کی روئے زمین پر ان کو ان کے
مرتبہ سے گرادیں۔ یہ سن کر میں ان سے روگردان ہونگا۔ اور یہ لوگ پیاسے حوض کوثر کے سامنے سے
پھر جائیں گے۔ اس کے بعد دوسرا رایت وعلم میرے پاس رایت اوّل سے زیادہ سیاہ وتیرہ آئیگا
وہ بھی مجھے مثل اوّل جواب دیں گے۔ میں ان سے کہوں گا۔ تم میں دو چیزیں بزرگ چھوڑ آیا تھا۔ ان

سے تم نے کیا سلوک کیا وہ کہیں گے کتاب خدا کی ہم نے مخالفت کی۔ اور آپ کی عترت کی نصرت و یاوری نہ کی۔ اور ان کو قتل کیا۔ اور پراگندہ کر دیا میں یہ سن کر کہوں گا میرے سامنے سے دور ہو۔ پس حوض کوثر سے تشنہ دہن واپس جائیں گے۔ بعد اسکے تیسرا علم ورایت میرے پاس آئے گا جس سے نور تاباں ہوگا میں ان سے کہوں گا تم کون ہو۔ وہ کہیں گے ہم اہل کلمہ توحید و پرہیزگاری ہیں۔ ہم امت محمدی ہیں۔ ہم بقیہ اہل حق ہیں۔ کہ حامل کتاب خدا ہوئے۔ ہم نے اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانا۔ ذریت محمدی کو دوست رکھا۔ اور انکی ہر امر میں ہم نے نصرت دیاری کی جس میں اپنی ہم نے نصرت کی۔ ہم نے ان کی خدمت میں قتال کیا اور جس نے ان سے دشمنی کی۔ ہم نے ان سے مقابلہ کیا۔ پس یہ سن کر میں ان سے کہوں گا تم کو بشارت ہو کہ میں تمہارا پیغمبر ہوں۔ اور تم دنیا میں ایسے ہی تھے جیسے کہتے ہو۔ بعد اسکے میں ان کو حوض کوثر سے پانی پلاؤں گا۔ اور یہ سیراب حوض کوثر سے پھریں گے بتحقیق کہ جبرئیل نے مجھے خبر دی کہ میری امت میرے فرزند حسینؑ کو کربلا میں شہید کریگی۔ خدا کی لعنت اس پر تا روز قیامت ہو۔ جو حسینؑ کو قتل کرے یا اس کی نصرت نہ کرے پس یہ فرما کر حضرت منبر سے نیچے تشریف لائے اور جمیع مہاجرین کو اور انصار کو یقین کامل ہو گیا۔ کہ امام حسینؑ شہید ہونگے۔ بعض کتب معتبرہ میں ام سلمہ سے روایت کی ہے۔ ایک روز جناب رسول خداؐ امام حسنؑ کو داہنے زانو پر اور حسینؑ کو بائیں زانو پر بٹھائے تھے۔ کبھی حسنؑ کو اور کبھی حسینؑ کو پیار کرتے تھے ناگاہ جبرئیل آئے اور کہا یا رسول اللہ آپ ان کو دوست رکھتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ ان کو کیونکر نہ دوست رکھوں یہ میرے دنیا میں دو پھول ہیں اور میرے دو نور دیدہ ہیں۔ جبرئیل نے کہا۔ یا نبی اللہ خداوند عالم نے ان کے لئے ایک امر قرار دیا ہے۔ صبر کیجئے حضرت نے فرمایا۔ وہ امر کیا ہے۔ جبرئیل نے کہا امام حسنؑ کو زہر سے شہید کریں گے۔ اور امام حسینؑ کو بظلم و ستم تن سے سر جدا کریں گے یا حضرت ہر پیغمبر کی دعا مستجاب ہوئی اگر چاہتے ہو خدا سے دعا کیجئے کہ یہ مصیبتیں ان سے دفع کر دے اور اگر شفاعت گنہگاراں امت بروز قیامت منظور ہے تو ان مصائب کو قبول کیجئے۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ اے جبرئیلؑ اپنے پروردگار کے حکم پر راضی ہوں اور جو اس نے میرے لئے پسند کیا ہے وہ مجھے منظور ہے اور میں چاہتا ہوں ان مصائب کو وسیلہ شفاعت گنہگاران امت کروں۔

نزول حضرت آدمؑ در صحرائے کربلا

ایضاً روایت ہے کہ جب حضرت آدم زمین پر آئے حضرت حوا کو اطراف زمین میں تلاش کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ صحرائے کربلا میں گزر ہوا۔ اور جب اس صحرا میں پہنچے افواج حزن واندوہ نے

گھیر لیا اور جب مقتل امام حسینؑ میں پہنچے ایک پتھر کی ٹھوکر کھائی۔ اور قدمہائے مبارک سے خون جاری ہوا حضرت آدمؑ نے آسمان کی طرف منہ بلند کیا اور عرض کی۔ پروردگارہ میں تمام زمین پر پھیرا۔ مگر جو اندوہ وغم مجھے اس زمین پر پہنچا اور کسی زمین پر نہ پہنچا۔ حق تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو وحی فرمائی کہ اس زمین پر میرا برگزیدہ بندہ حسینؑ بن علی قتل ہوگا۔ میں نے چاہا کہ حسینؑ کے اندوہ غم میں تم کو بھی شریک کروں اور تمہارا خون بھی اس زمین پر جاری ہو جس طرح حسینؑ کا خون اس زمین پر بہے گا حضرت آدم نے کہا۔ حسینؑ بن علی کا قاتل کون ہے خدا نے آدمؑ کو وحی کی۔ حسینؑ بن علی کا قاتل یزید ہوگا۔ کہ اہل آسمان وزمین اس پر لعنت کریں گے۔ اور کرتے ہیں یہ سن کر حضرت آدمؑ نے بھی مکرر یزید پر لعنت کر کے اس زمین سے باہر تشریف لے گئے۔

نزول حضرت نوحؑ جب نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے اور جب کشتی زمین کربلا پر پہنچی ایک موج ایسی آئی۔ کہ قریب تھا۔ کہ کشتی غرق ہو جائے اور نوحؑ پر ترس ہم والم عظیم طاری ہوا۔ کہا پروردگارا کسی زمین پر مجھ پر یہ واقعہ نہیں گذرا جو اس زمین پر گذرا ناگاہ جبرئیل نازل ہوئے اور کہا اے نوح یہ وہ جگہ ہے جہاں فرزند زادہ خاتم الانبیاء وفرزند بہترین اوصیاء شہید ہوگا نوح نے کہا پروردگارا ان کا قاتل کون ہے۔ حکم ہوا ان کا قاتل یزید ہے کہ اس پر تمام آسمان وزمین لعنت کرتے ہیں یہ سن کر حضرت نوح نے بھی مکرر یزید پر لعنت کی یہاں تک کہ کشتی نے غرق ہونے سے نجات پائی اور کوہ جودی

نزول حضرت ابراہیم علیہ السلام ایضاً۔ ایک روز حضرت ابراہیم گھوڑے پر سوار ہو کر صحرائے کربلا میں پہنچے۔ ناگاہ گھوڑے نے ٹھوکر کھائی حضرت ابراہیم گھوڑے سے زمین پر گر پڑے اور سر مبارک ایک پتھر پر لگا۔ اور خون جاری ہوا حضرت ابراہیم نے استغفار شروع کی اور کہا۔ خداوندا مجھ سے کون سا گناہ سرزد ہوا۔ کہ اس عقوبت کا مستحق ہوا ناگاہ جبرئیل، نازل ہوئے اور کہا اے ابراہیمؑ آپ سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا لیکن یہ وہ جگہ ہے جہاں نور دیدہ محمد مصطفیٰؐ وفرزند پسندیدہ علی مرتضیٰؑ بجور وجفا شہید ہوگا۔ اور خدا نے چاہا۔ کہ آپ بھی ان کی مصیبت میں موافقت کریں۔ اور آپ کا خون بھی اس سرزمین پر جاری ہوا حضرت ابراہیم نے کہا۔ اے جبرئیل کون ان کا قاتل ہوگا جبرئیل نے کہا۔ ان کا قاتل یزید پلید ہوگا۔ کہ ساکنان جمیع آسمان وزمین و لوح قلم اس پر لعنت کرتے ہیں۔ یہ سن کر ابراہیمؑ نے ہاتھ اٹھا کر یزید پر بہت لعنت کی اور خدا نے ابراہیم کے گھوڑے کو گویا کیا کہ ہر وقت وہ گھوڑا لعنت کہتے وقت آمین کہتا تھا۔ ابراہیم نے اس گھوڑے سے کہا۔ تو کیوں لعنت کہتے وقت آمین کہتا ہے۔ گھوڑے نے کہا میں اس وجہ سے آمین کہتا ہوں کہ اس ملعون کی شومی و بدبختی سے میں نے آپ کو زمین پر گرا دیا اور آپ سے خجل و شرمندہ ہوا۔

نزول گوسفند حضرت اسمٰعیلؑ

ایضاً روایت ہے ایک روز گوسفندانِ اسماعیلؑ کو فرات کے کنارے چرا رہے تھے۔ ناگاہ چرواہے نے آکر کہا۔ کئی روز سے گوسفند وہاں نہیں چرتے ہر چند میں ان کو دریا کے کنارے لے جاتا ہوں مگر پانی نہیں پیتے یہ سن کر حضرت اسمٰعیلؑ نے خدا سے اس حال کا سوال کیا۔ جبرئیل نازل ہوئے۔ اور کہا۔ اے اسمٰعیلؑ تم اپنے گوسفندوں سے خود یہ کیفیت دریافت کرو۔ جب حضرت اسمائیل نے ان گوسفندوں سے سوال کیا۔ ان جانوروں نے بزبان فصیح کہا۔ ہم کو خبر پہونچی ہے۔ کہ آپ کا فرزند حسینؑ جگر گوشۂ پیغمبر آخر الزمان اس زمین پر پیاسا شہید ہوگا۔ لہذا ہم نے اس حزن و اندوہ کے سبب پانی نہ پیا۔ اور چاہا پیاس میں ان کی موافقت کریں۔ حضرت اسمائیل نے ان گوسفندوں سے پوچھا۔ امام حسینؑ کا قاتل کون ہوگا۔ گوسفندوں نے کہا۔ حسینؑ کا قاتل یزید پلید ہے کہ تمام اہل آسمان و زمین و جمیع خلق خدا اس پلید پر لعنت کرتے ہیں۔ حضرت اسمائیل نے کہا۔ خداوندا قاتلان حسین پر لعنت کر۔

نزول حضرت موسیٰؑ

ایضاً ایک روز حضرت موسیٰؑ معہ اپنے وصی یوشع بن نون صحرائے کربلا میں پہنچے۔ جب اس صحرا میں داخل ہوئے۔ بند نعلین موسیٰ ٹوٹ گیا۔ اور پائے مبارک خار و خاشاک سے مجروح ہوا۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا۔ خداوندا اس کا سبب کیا ہے۔ خدا نے وحی کی۔ اس زمین پر میرے برگزیدہ حسینؑ کا خون بہیگا۔ میں نے چاہا۔ کہ تمہارا خون بھی اس زمین پر جاری ہو موسیٰؑ نے عرض کی۔ خداوندا حسینؑ کون ہے۔ خدا نے وحی کی حسینؑ محمد مصطفیٰؐ کا نواسا۔ اور فرزند دلبند علی مرتضیٰ ہے۔ موسیٰ نے کہا خداوندا حسینؑ کا قاتل کون ہے خدا نے وحی کی حسینؑ کا قاتل وہ ہے جس پر ماہیان دریا و وحشیان صحرا اور ہوا لعنت کرتے ہیں۔ یہ سن کر موسیٰؑ نے ہاتھ دعا کے لئے بلند کئے اور قاتلانِ آنحضرت پر بہت لعنت فرمائی اور یوشع بن نون وصی موسیٰؑ نے آمین کہی۔

نزول حضرت سلیمانؑ

ایضاً۔ ایک روز حضرت سلیمان علیہ السلام تخت پر سوار تھے اور تخت اڑا جا رہا تھا جب وہ تخت مقابل صحرائے کربلا پہنچا۔ اس وقت ہوا کے جھونکے سے تین مرتبہ تخت کو تزلزل ہوا۔ حضرت سلیمانؑ خائف و ترساں ہوئے۔ کہ کہیں تخت ہوا سے نیچے نہ گر پڑے۔ پھر ہوا تھم گئی۔ اور تخت زمین پر آگرا۔ حضرت سلیمان نے ہوا پر غصہ و عتاب کیا۔ کہ تو کیوں تھم گئی۔ اور تیرا سبب اضطراب کیا تھا۔ ہوا نے کہا۔ اس کا سبب یہ تھا۔ کہ اس جگہ نور دیدہ محمد مختارؐ و فرزند گرامی حیدر کرار شہید ہوگا۔ سلیمانؑ نے کہا ان کا قاتل کون ہے ہوا نے کہا ان کا قاتل

یزید پلید ہوگا۔ کہ ساکنان آسمان و زمین اس پر لعنت کرتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت سلیمان نے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی اور قاتلان حسین پر بہت لعنت و نفرین کی اور جن و انس مرغان ہوا جو آنحضرت کے ہمراہ تھے سب نے آمین کہی۔ پھر اس لعنت کی برکت سے ہوا چلی اور اس تخت کو اس صحرا سے باہر لے گئی

نزول حضرت عیسیٰ

۱۲۱ ایضاً۔ ایک روز حضرت عیسیٰؑ معہ حواریوں کے سیر و سیاحت کر رہے تھے۔ ناگاہ صحرائے کربلا میں گذر ہوا۔ اور جب اس صحرا میں داخل ہوتے۔ چاہا باہر نکل جائیں ناگاہ ایک شیر ان کے سامنے آکھڑا ہوا۔ حضرت عیسیٰؑ نے کہا۔ اے شیر تونے میرا راستہ کیوں روکا۔ شیر بحکم خدا گویا ہوا اور بزبان فصیح کہا میں آپ کو اس صحرا سے باہر نہ جانے دونگا جب تک حسین بن علی کے قاتل پر لعنت نہ کیجئے گا عیسیٰؑ نے کہا حسینؑ کون ہے شیر نے کہا حسینؑ فرزند زادہ نبی امی۔ فرزند علی ولی ہے۔ عیسیٰؑ نے کہا ان کا قاتل کون ہے شیر نے کہا قاتل حسینؑ کا یزید پلید ہے تمام وحشیان و درندگان صحرا اس پر لعنت کرتے ہیں خصوصاً بروز عاشورا۔ یہ سن کر حضرت عیسیٰؑ نے ہاتھ دعا کے لئے بلند کئے یزید پر لعنت کی۔ اور حواریین اور مصاحبین نے آمین کہی۔ بعد اسکے وہ شیر سامنے سے ہٹ گیا اور حضرت عیسیٰؑ معہ حواریین و مصاحبین اس صحرا سے باہر تشریف لے گئے۔

فصل ساتویں خبر دینا رسول خدا و جناب امیر شہادت حسینؑ

ابن بابویہؒ ابن قولویہؒ و شیخ مفیدؒ و صفارؒ وغیرہ نے بسند ہائے معتبر جناب امیرؑ و جناب امام محمد باقرؑ و جناب ابن عباس و جناب امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا جسے منظور ہو کہ میری طرح زندگانی کرے اور میری طرح اسے موت آئے اور داخل جنت العدن ہو کہ جسے میرے پروردگار نے اپنے دستِ قدرت سے بنایا ہے۔ پس اسے لازم ہے کہ ولایت علی ابن ابی طالب رکھے اور علی کے دشمنوں کا دشمن رہے اور فضل علی ابن ابی طالب پہنچانے اور انکے اوصیاء کو امام جانے تحقیق کہ حق تعالیٰ نے ان کو میرا علم و فہم عطا کیا ہے اور یہ میری عترت ہیں اور میرے خون گوشت سے پیدا ہوتے ہیں۔ خدا نے میرا علم و فضل انکو عطا کیا ہے۔ ان لوگوں پر وائے ہو جو میری امت میں سے میرے فرزندوں کے علم و فضل سے انکار کرتے ہیں۔ اور بوجہ دشمنی ذریت و عترت میرا صلۂ رحم قطع کرتے ہیں۔ و بروایت دیگر آنحضرت

نے فرمایا میں اپنے خدا سے اپنی امت کے اُن لوگوں کی شکایت کرتا ہوں۔ جو میری عترت کے دشمن ہیں اور ان کی فضیلت کا انکار کرتے ہیں۔ اور قسم بخدا میرے فرزند حسینؑ کو میرے بعد شہید کریں گے۔ خدا ان ظالموں کو میری شفاعت سے محروم رکھے۔ ابن قولویہؒ نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ جب امام حسینؑ ایام طفولیت میں رسول خدا پاس آئے۔ آنحضرتؐ جناب امیرؑ سے فرماتے۔ یا علیؑ میرے فرزند حسینؑ کو میرے پاس لاؤ پس امام حسینؑ کو آغوش مبارک میں لیتے اور گلوئے مبارک کو چوم کر روتے تھے۔ ایک روز امام حسینؑ نے کہا۔ اے نانا آپ کیوں روتے ہیں جناب رسول خدا نے فرمایا۔ اے فرزند گرامی کس طرح میں نہ روؤں۔ حالانکہ مقام شمشیر و سنان کو چومتا ہوں۔ امام حسینؑ نے کہا۔ اے نانا کیا ہم قتل ہونگے جناب رسول خدا نے فرمایا۔ ہاں تم اور تمہارے بھائی اور باپ سب شہید ہونگے۔ امام حسینؑ نے کہا۔ قبریں ہماری ایک دوسرے سے دور ہونگی۔ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ ہاں اے فرزند تم سب کی دور ہونگی امام حسین نے کہا پھر ہماری زیارت آپ کی امت میں سے کون کریگا رسول خدا نے فرمایا ہماری زیارت اور تمہارے بھائی اور باپ کی زیارت صدیقان امت کریں گے۔

خواب ہندہ مادر معاویہ ابن شہر آشوبؒ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ہندہ مادر معاویہ نے عائشہ سے کہا میں نے ایک خواب دیکھا ہے اور چاہتی ہوں جناب رسول خدا سے بیان کروں تم آنحضرت سے اجازت لے دو۔ جب اجازت ملی۔ جناب رسول خداؐ کی خدمت میں آئی۔ اور کہا۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک آفتاب میرے سر پر طلوع ہوا۔ اور اس آفتاب میں سے دوسرا آفتاب ظاہر ہوا۔ اور میری فرج سے ایک سیاہ چاند نکلا۔ اور اس چاند سے ایک سیاہ ستارہ نکلا۔ اور اس ستارہ سیاہ نے اس آفتاب پر جو آفتاب سے ظاہر ہوا تھا۔ حملہ کیا اور سے نگل گیا۔ پس تمام آسمان سیاہ ہو گیا۔ اور ستارے آسمان پر نمایاں ہوئے اور سیاہ ستارے بھی میں نے زمین پر دیکھے۔ اور جمیع آفاق زمین کو انہوں نے گھیر لیا جب جناب رسول خدا نے یہ خواب سنا آنسو چشم مبارک سے جاری ہوئے اور دو مرتبہ فرمایا اے دشمن خدا باہر جا کہ تو نے میرا نہ وہ دکھ تازہ کیا اور خبر مرگ میرے دوستوں کی تو نے دی جب وہ ملعونہ باہر گئی۔ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ خداوندا اس پر لعنت کر اور اس کے فرزند پر لعنت کر۔ جب جناب رسول خدا سے اس خواب کی تعبیر پوچھی۔ حضرت نے فرمایا۔ وہ آفتاب جو پہلے طالع ہوا برج امامت علی ابن طالب ہے اور وہ سیاہ چاند جو اس ملعونہ کی فرج سے

نکلا۔ معاویہ منکر خدا و رسولؐ ہے کہ عالم کو گمراہ کرے گا۔ اور وہ ستارہ سیاہ جو سیاہ چاند سے نکلا
اور آفتاب کو چک پر حملہ کر کے نکل گیا۔ وہ یزید پلید پسر معاویہ ہے یہ میرے فرزند حسینؑ سے
جنگ کریگا۔ اور حسینؑ کو شہید کریگا اور روز شہادت امام حسینؑ آفتاب تیرہ تاریک ہو جائے گا اور
اطراف آسمان بھی تیرہ و تاریک ہو جائیں گے اور تیرگی کفر و ضلالت آفاق جہاں کو گھیر لے گی اور
ستارہائے سیاہ جو زمین پر پھیل گئے۔ خلفائے بنی امیہ ہیں۔ کہ زمین کو احاطہ کریں گے۔

خبر شہادت رسولؐ کا فاطمہؑ سے بیان کرنا

فرات بن ابراہیمؒ و ابن قولویہؒ نے بسند معتبر جناب صادق
سے روایت کی ہے۔ ایک روز جناب فاطمہؑ امام حسینؑ کو گود میں لئے ہوئے تھیں جناب رسول
خداؐ نے امام حسینؑ کو دیکھا۔ اور فرمایا۔ خدا تیرے قاتل پر لعنت کرے اور خدا اس پر لعنت کرے جو
تیرے قتل پر اعانت کریں گے۔ اور خدا میرے ان کے درمیان حکم کرے۔ جو تیرے قاتلوں کی
نصرت و یاری کریں گے جب جناب فاطمہؑ نے یہ سخنان غم انگیز اپنے پدر سے سنے کہا اے پدر یہ کیا
باتیں آپ میرے فرزند کے حق میں فرماتے ہیں۔ رسول خدا نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ جو کچھ بعد
میرے اور تمہارے آزار و ظلم و ستم گزریں گے۔ وہ مجھے یاد آئے اور یہ فرزند اس روز اپنے ان
اصحاب میں ہو گا۔ کہ جو مانند ستارہ ہائے آسمان ہونگے۔ اور نہایت شوق سے اپنی جان دینگے
اور گویا میں اس فرزند کے لشکر گاہ اور خیمہ گاہ اور انکی قبروں کو دیکھ رہا ہوں۔ جناب فاطمہ نے کہا
اے پدر جو باتیں آپ نے میرے سے کیں۔ یہ کس جگہ واقعہ ہونگی۔ رسول خداؐ نے فرمایا۔ اس جگہ
جسے کربلا کہتے ہیں کہ وہ مقام کرب و بلا و محنت و رخائے اہل بیت رسول خدا ہو گا۔ اور اس فرزند
سے بدترین امت لڑے گی۔ کہ ان میں سے اگر ایک کے لئے تمام اہل آسمان و زمین شفاعت
کریں ان کی شفاعت قبول نہ ہو گی اور ابدالآباد جہنم میں رہیں گے جناب فاطمہؑ نے کہا۔ اے
پدر بزرگوار یہ میرا فرزند گرامی قتل ہو گا۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ ہاں۔ اے فاطمہؑ یہ فرزند قتل
ہو گا کہ کوئی شخص قبل اس کے اس طرح قتل نہ ہو گا۔ اور اس پر تمام آسمان و زمین و ملائکہ
وحشیان صحرا، ماہیان دریا اور تمام پہاڑ روئیں گے۔ اور اُن میں سے ہر ایک خدا سے اجازت
چاہے گا۔ کہ انتقام اس کے دشمنوں سے لے اور ان کو اجازت نہ ملے گی۔ اگر ان کو اجازت مل
جاتے کوئی متنفس زمین پر باقی نہ رہے گا۔ اور ایک جماعت ہمارے دوستوں سے اسکی زیارت کو
جائیں گے کہ ان لوگوں سے زیادہ تر کوئی دانا بحق خدا اور بحق اہل بیتؑ نہ ہو گا۔ اور بغیر انکے ان

کی زیارت کو کوئی متوجہ نہ ہوگا۔ وہ لوگ چراغہائے راہ ہدایت وشفیعان روز قیامت میں جب حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں گے۔ میں انہیں ان کی علامتہائے نیک سے پہچان لوں گا۔ یہ زائران حسینؑ مظلوم ہیں۔ اور اس روز ہر مذہب وملت کے لوگ اپنے پیشوایان دین کو طلب کریں گے۔ اور وہ لوگ مجھ سے طلب کریں گے۔ اور سوائے میرے دوسرے کو طلب نہ کریں گے۔ ان کی وجہ سے زمین تھمی ہوئی ہے اور ان کی برکت سے پانی آسمان سے برستا ہے۔ جناب فاطمہ نے کہا اے پدر بزرگوار انا للہ وانا الیہ راجعون یہ کہا اور بآواز بلند رونے لگیں۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ اے دختر بہترین بہشت شہدا ہیں۔ کہ جنہوں نے راہ خدا میں اپنے جان ومال کو دے دیا۔ اور بہشت کو خدا سے خرید لیا۔ اور ثواب ہائے خدا دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے۔ اس سے بہتر ہے اور راہ خدا میں مارا جانا ہے۔ اور اپنے فرش پر مرنے سے بہتر ہے جیسے خدا نے مرنے کے لئے مقصد کیا ہے وہ اپنے قتل گاہ میں جاتا ہے اور جو کوئی بشہادت سعادت فائز نہ ہو وہ بھی مرے گا۔ اے فاطمہ دختر محمدؐ کیا تم کو منظور نہیں کہ بروز قیامت ان کے حق میں جو تم کہو قبول ہو۔ اے فاطمہؑ آیا راضی نہیں ہو کہ تمہارا فرزند حاملان عرش خدا سے ہو۔ آیا راضی نہیں ہو۔ کہ تمہارا باپ شفیع روز جزا ہو۔ آیا راضی نہیں ہو کہ تمہارا شوہر اس روز ساقی حوض کوثر ہو۔ جس دن تمام خلق تشنہ ہوگی۔ اور تمہارا شوہر اس روز حوض کوثر سے دوستوں کو سیراب کرے اور اپنے دشمنوں کو وہاں سے ہنکا دے۔ اے فاطمہؑ آیا راضی نہیں ہو۔ کہ تمہارا شوہر قاسم جہنم ہو اور جہنم تمہارے شوہر علی ابن ابی طالب کا مطیع ہو جسے چاہے جہنم سے نکال لے۔ اور جسے چاہے جہنم میں ڈال دے آیا راضی نہیں ہو۔ کہ تم بجانب ملائکہ نظر کرو کہ اطراف آسمان میں کھڑے ہوں۔ اور وہ سب تمہاری طرف دیکھ رہے ہوں اور تمہارے حکم کے منتظر ہوں اور جو تم حکم کرو۔ اس کی وہ تعمیل کریں اور تمہاری جانب وہ نظر کریں۔ کہ قریب اپنے رب سے منی ضمہ کرتے ہوں۔ اے فاطمہ تم جانتی ہو کہ خدا تمہارے فرزند کے قاتل سے اور تمہارے قاتلوں اور تمہارے شوہر کے قاتل سے کیا سلوک کرے گا۔ جب کہ حجت تمام خلائق پر تمام ہوگی۔ اور آتش جہنم کو حکم ہوگا۔ کہ علی ابن ابی طالب کی اطاعت کرے آیا تم راضی نہیں ہو کہ ملائکہ مقربان خدا تمہارے فرزند پر گریہ کریں۔ اور نہایت متاسف اور اندوہ گین ہوں آیا تم راضی نہیں ہو کہ جو ان کی زیارت کو جائے۔ خدا کی حفظ وامان میں رہے اور اس کے زائر کا مرتبہ ایسا ہو کہ گویا خانہ خدا کے حج کو گیا ہو۔ اور حج وعمرہ بجا

لایا ہو۔ اور جب تک زائر راستہ میں ہو۔ یک چشم زدن رحمت خدا سے خالی نہ ہو اور اگر مر جائے۔ شہید ہے اور جب تک
زندہ رہے ہمیشہ حافظان اعمال اس کے لئے دعا کریں اور ہمیشہ حفظ و امان خدا میں رہے۔ تا وقتیکہ
دنیا سے مفارقت کرے۔ یہ سن کر جناب فاطمہؑ نے کہا۔ اے پدر بزرگوار میں رضامند ہوں۔ اور حکم
خدا میں نے قبول کر کے خدا پر توکل کیا۔ یہ سن کر جناب رسول خداؐ نے اپنا دست مبارک قلب فاطمہ
پر رکھا۔ اور آنسو ان کی آنکھ سے پونچھ کے فرمایا میں اور تمہارا شوہر اور تمہارے فرزند ایسے مکان
میں ہونگے جس کے دیکھنے سے تمہاری آنکھیں روشن ہوں اور دل روشن ہو جائے۔

احادیث جناب رسول خداؐ

ابن نما رحمہ اللہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے
جناب رسول خداؐ نے قریب وفات امام حسینؑ کو اپنے سینے
سے لگایا۔ اور عرق مبارک آنحضرتؐ چہرہ امام حسینؑ پر ٹپکتا تھا۔ اور آنحضرتؐ متوجہ عالم بقا تھے
اور فرماتے تھے مجھے یزید سے ———— کیا کام خداوندا یزید پر تو لعنت کر۔
یہ فرما کر ایک ساعت بے ہوش رہے اور جب ہوش میں آئے امام حسینؑ کو پیار کر کے
رونے لگے۔ اور فرمایا اے فرزند میرے اور تیرے قاتل کے درمیان ایک مقام مخاصمہ نزدیک
خداوند عالمیان ہوگا ابن قولویہؒ نے جناب صادق سے روایت کی ہے ایک روز امام حسینؑ آغوش
مبارک رسالت میں بیٹھے تھے اور آنحضرتؐ امام حسینؑ کو بہلاتے اور ہنساتے تھے یہ دیکھ کر عائشہ
نے کہا۔ یا رسول اللہ آپ اس طفل کو کس درجہ خوش رکھتے ہیں جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ کس
طرح میں اسے دوست نہ رکھوں۔ اور مجھے یہ فرزند کس طرح اچھا نہ معلوم ہو۔ حالانکہ یہ میرا میوہ دل
ہے۔ بتحقیق کہ میری امت اسے قتل کرے گی۔ پس جو کوئی بعد شہادت اس کی زیارت کرے گا
خداوند عالم اس کیلئے ایک حج میرے حجوں سے لکھیگا۔ عائشہ نے تعجب سے کہا۔ ایک حج آپ
کے حجوں میں سے اسے ملیگا۔ حضرت نے فرمایا بلکہ دو حج میرے حجوں سے۔ پھر عائشہ نے تعجب
کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ بلکہ چار حج میرے حجوں میں سے اور برابر عائشہ تعجب کرتی تھی۔ اور آنحضرت
بڑھاتے جاتے تھے یہاں تک کہ حضرتؐ نے فرمایا۔ نوے حج میرے حجوں سے اور ہر ایک حج کے
ہمراہ عمرہ بھی کیا ہو۔ اس کا ثواب اس فرزند کے زائر کو ملے گا

حدیث جناب امیر علیہ السلام

ابن بابویہؒ نے بسند معتبر ابن عباس سے روایت کی
ہے کہ میں ہمراہ جناب امیر تھا۔ جبکہ وہ متوجہ جنگ
صفین ہوتے جب ہم مقام نینوا میں پہنچے۔ جو فرات کے کنارے ہے جناب نے بصدائے بلند

بجھے آواز دی۔ کہ اے پسر عباس تم اس جگہ کو پہچانتے ہو میں نے کہا اے امیر المومنین میں نہیں پہچانتا جناب امیر نے فرمایا۔ اگر تم اس مقام کو پہچانتے جس طرح میں پہچانتا ہوں بتحقیق کہ اس مقام سے تم نہ جاتے۔ جب تک گریہ نہ کر لیتے جس طرح میں نے گریہ کیا۔ یہ فرما کر جناب امیرؑ بہت روئے یہاں تک کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ اور آنسو سینہ مبارک پر جاری ہوئے۔ اور میں بھی گریاں ہوا۔ جناب امیر نے فرمایا۔ آہ آہ مجھے آل سفیان سے کیا کام مجھے آل حرب سے کہ لشکر شیطان و والیان کفر و عدوان میں کیا کام ہے پھر فرمایا۔ اے ابو عبداللہ صبر کرو۔ کہ جو تمہیں پہنچا تمہارے پدر کو بھی پہنچے گا۔ بعد اسکے وضو کے لئے پانی طلب کیا۔ اور بہت سی نماز پڑھی پھر اسطرح کے سخن فرما کے رونے لگے۔ پھر ایک ساعت حضرت نے آرام کیا۔ جب خواب سے بیدار ہوئے فرمایا۔ اے پسر عباس کہاں ہو میں نے کہا۔ یا حضرتؑ میں حاضر ہوں فرمایا تم چاہتے ہو۔ کہ میں تم سے بیان کروں۔ جو اس وقت میں نے خواب میں دیکھا میں نے عرض کیا۔ ہمیشہ آپکی چشمہائے مبارک خشک رہیں۔ جو کچھ آپ نے خواب دیکھا۔ وہ آپ کیلئے باعث خیر و سعادت ہو جناب امیرؑ نے فرمایا۔ میں نے دیکھا چند مرد آسمان سے نیچے آئے اور علم ہائے سفید ہاتھ میں لئے ہوئے تھے اور تلواریں حمائل کئے تھے اور انکی تلواریں بوجہ نور و سفیدی چمکتی تھیں انہوں نے آکر اس زمین کے گرد ایک خط کھینچا۔ پھر میں نے دیکھا۔ ان درختوں کی شاخیں زمین کی جانب جھک گئیں۔ اور خون تازہ اس صحرا میں موجزن ہوا۔ اور اپنے فرزند جگر گوشہ حسینؑ کو میں نے دیکھا۔ کہ اس خون میں ہاتھ پاؤں مار رہا ہے اور استغاثہ کر رہا ہے اور کوئی اس کی فریاد کو نہیں پہنچا۔ اور وہ مردان سفید پوش جو آسمان سے زمین پر آئے تھے حسینؑ سے کہتے تھے صبر کرو تم بدترین امت کے ہاتھ سے قتل ہو گے اور اس وقت اے ابو عبداللہ بہشت تمہارا مشتاق ہے۔ بعد اسکے وہ سفید پوش لوگ میرے پاس آئے اور مجھے تعزیت دے کر کہا۔ اے ابو الحسن شاد و خوش رہئے کہ خدا آپ کی آنکھیں بروز قیامت بسبب ان مصائب کے روشن کرے گا۔ یہ دیکھ کر میں خواب سے بیدار ہوا۔ اور میں قسم اس خدا کی کھاتا ہوں جس کے قبضہ قدرت میں علی کی جان ہے۔ مجھے سچا جانو کیونکہ رسول خداؐ نے مجھے خبر دی تھی۔ کہ جب میں باغیوں سے لڑنے جاؤں گا۔ اور وہ مجھ پر طغیانی کریں گے میں اس زمین کو دیکھوں گا۔ اور یہ زمین کرب و بلا ہے کہ میرا فرزند حسینؑ مع سترہ نفر اپنے فرزندوں اور فرزندان فاطمہؑ سے اس زمین پر دفن ہوگا۔ اور یہ زمین آسمانوں میں مشہور و معروف ہے۔ اور اسے زمین کرب و بلا کہتے ہیں جس طرح حرم کعبہ و حرم مدینہ و بیت المقدس کا نام لیتے ہیں۔ پھر فرمایا اے

پسر عباس۔ اس صحرا میں سرگین آہو ڈھونڈ۔ قسم بخدا میں ہرگز جھوٹ نہیں کہتا ہوں۔ اور جھوٹ میں نے رسول خداؐ سے نہیں سنا۔ حضرت نے مجھے خبر دی کہ اس صحرا میں سرگین، جمع دیکھوں گا۔ اس کا رنگ مثل زعفران زرد ہوگا۔ ابن عباس کہتے ہیں۔ میں ڈھونڈنے لگا۔ اور جس طرح جناب امیرؑ نے فرمایا تھا۔ اسی طرح کی سرگوں ایک جگہ میں نے جمع دیکھیں۔ اور آواز دی کہ اے امیرالمومنین جس طرح کی آپ نے سرگیں بیان کیں۔ اس طرح کی سرگیں میں نے ایک جگہ جمع دیکھیں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا خدا اور رسولؐ نے سچ فرمایا۔ یہ فرما کر وہاں سے اٹھ کر جلدی آئے۔ اور اٹھا کر اسے سونگھا۔ اور فرمایا۔ یہ وہی سرگیں ہیں۔ جس کی مجھے خبر دی ہے۔ اے پسر عباس تم جانتے ہو یہ کیا ہے اسے عیسیٰ بن مریمؑ نے جب وہ اس صحرا میں داخل ہوئے اور حواریین و مصاحبین ان کی خدمت میں تھے سونگھا ہے انہوں نے دیکھا۔ کہ گلہ آہو یہاں جمع ہوئے اور رو رہے ہیں۔ حضرت عیسیٰ بیٹھے اور گرد ان کے حواریین بھی بیٹھ گئے یہاں تک کہ حضرت بہت روئے اور ان کے رونے پر حواریین و مصاحبین بھی بہت روئے مگر سبب گریہ حضرت عیسیٰؑ ان کو معلوم نہ تھا پس کہا یا روح اللہ آپ کا سبب گریہ کیا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے کہا کچھ تم جانتے ہو۔ یہ کون سی زمین ہے سب نے کہا نہیں۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا۔ یہ وہ زمین ہے جس پر فرزند پیغمبر آخر الزمان طاہرہ بتول عذرا کہ میری مادر کی مثل مانند آخر زمانہ میں ہی شہید ہوگا۔ اور اس جگہ دفن ہوگا۔ اور خاک اس زمین کی مشک سے زیادہ خوشبودار ہے اسلئے کہ یہ زمین طینت اس فرزند مبارک شہید کی ہے۔ اور طینت انبیاء و اولاد انبیاء کی ایسی ہی ہوتی ہے اور یہ آہو مجھ سے باتیں کر رہے اور مجھے خبر دے رہے ہیں۔ کہ اس زمین پر بشوق تربت فرزند مبارک بتول عذرا ہم چرا کرتے ہیں۔ اور یہ آہو کہتے ہیں۔ جب تک ہم اس زمین پر رہتے ہیں ہر وقت اس فرزند پیغمبر آخر الزمان و برگزیدہ خداوند عالمیان شرارت جانوران و درندگان سے ایمن و محفوظ رہتے ہیں۔ یہ فرما کر حضرت عیسیٰؑ نے اس سرگین کو اٹھالیا۔ اور سونگھ کر فرمایا۔ کہ اس سرگین کی خوشبو اس گھاس کی خوشبو کی وجہ سے ہے۔ جو اس زمین مبارک میں اگتی ہے۔ خداوندا اسے اپنے حال پر باقی رکھنا۔ تا آنکہ پدر بزرگوار اس فرزند شہید کا سونگھے اور اس کا موجب تسلی ہو واضح ہو کہ یہ دعائے عیسیٰؑ سے اب تک باقی رہی ہے۔ اور بسبب طول مدت دراز زرد ہو گئی ہے اور یہ زمین کرب و بلا ہے بعد اسکے بصدائے بلند فرمایا۔ اے پروردگار عیسیٰؑ بن مریم میرے فرزند کے قاتلوں کو اور جو لوگ ان اشقیا کی نصرت و یاری قتل حسینؑ پر کریں گے اور وہ لوگ جو نصرت حسینؑ نہ کریں گے ان کو برکت نہ دینا۔ یہ کہہ کر جناب امیرؑ بہت روئے اور ہم بھی

آنحضرتؐ کے ساتھ رونے لگا یہاں تک کہ کثرت گریہ سے جناب امیرؑ منہ کے بل گر پڑے اور ایک ساعت بے ہوش رہے اور جب ہوش میں آئے۔ تھوڑی سی سرگیں اس میں سے اٹھا کر ردائے مبارک میں باندھی اور مجھے حکم دیا۔ کہ میں نے بھی تھوڑی سی اپنی ردا میں باندھ لی۔ پھر امیرالمؤمنین نے فرمایا۔ اے پسر عباسؓ جب تم دیکھنا یہ سرگین خون تازہ ہوگئی اور بہی جاتی ہے۔ جاننا کہ میرا حسینؑ جگر گوشہ اسی زمین پر شہید ہوگیا۔ ابن عباس کہتے ہیں۔ میں اس سرگین کو ہمیشہ آستین میں باندھے رہتا تھا اور اس کی حفاظت کرتا تھا۔ اور اپنی نماز ہائے واجبی سے زیادہ اس کا اہتمام رکھتا تھا ایک روز اپنے گھر میں آرام کر رہا تھا جب خواب سے بیدار ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میری آستین خون آلود ہوگئی۔ اور اس سرگین سے خون جاری ہے۔ یہ دیکھ کر میں رونے پیٹنے لگا۔ اور کہا۔ قسم بخدا حسینؑ بن علی قتل ہوگئے ہرگز میں نے جناب سے جھوٹ نہیں سنا۔ اور ہرگز مجھے کوئی خبر نہیں دی کہ وہ واقع نہ ہوئی ہو۔ اور جب میں گھر سے باہر آیا۔ دیکھا کہ ایک غبار مدینہ کو گھیرے ہوئے ہے لوگ ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکتے ہیں۔ اور آفتاب مثل طشت سرخ خون ہوگیا۔ اور دیوار ہائے مدینہ اس طرح کی سرخ ہوگئی ہیں کہ گویا خون ان پر ملا ہے بعد اس کے میں گھر گیا۔ اور گریاں ہو کر کہا۔ قسم بخدا حسینؑ بن علی شہید ہوگئے۔ ناگاہ اطراف خانہ سے مجھے آواز آئی۔ اور کسی کو میں نے نہ دیکھا۔ مجھ سے کوئی کہتا ہے اے آل رسولؐ صبر کرو۔ فرزند رسولؐ شہید ہوگیا۔ اور جبرئیل امین روتے ہوئے نازل ہوئے جب میں نے یہ آواز سنی۔ میری گریہ وزاری زیادہ ہوئی۔ اور میں نے جانا۔ امام حسینؑ اس وقت شہید ہوتے ہیں۔ اور اس دن محرم کی دس تاریخ تھی۔ بعد اسکے جب خبر مدینہ پہنچی۔ معلوم ہوا۔ کہ امام حسینؑ اسی روز شہید ہوتے تھے۔ اور وہ جماعت جو کربلا میں تھی انہوں نے بھی بیان کیا۔ کہ بعد شہادت امام حسینؑ ایسی ہی آواز تم نے مدینہ میں سنی۔ ہم نے کربلا میں سنی اور کسی کو نہ دیکھا کہ کون کہتا ہے۔ ہم نے گمان کیا۔ کہ یہ حضرت خضرؑ ہیں۔

روایت ہرثمہ ایضاً۔ بسند معتبر ہرثمہ سے روایت ہے۔ کہا جب میں خدمت جناب امیرؑ میں ہمراہ آنحضرتؐ غزوہ صفین سے مراجعت کی۔ امیرالمؤمنین کربلا میں اترے اور نماز صبح اسی جگہ پڑھی۔ پھر ایک مٹھی خاک اٹھا کر سونگھی اور فرمایا۔ اے زمین تیرا خوشا حال تجھ سے ایک جماعت محشور ہوگی کہ بیحساب داخل بہشت ہوگی یہ سن کر ہرثمہ اپنی زوجہ پاس گیا۔ اور وہ عورت شیعہ امیرالمؤمنین تھی۔ جب اسنے وہ خبر بیان کی۔ اسنے کہا امیرالمؤمنین جھوٹ نہیں کہتے اور جو کچھ وہ فرماتے ہیں وہی واقعہ ہوتا ہے۔ ہرثمہ کہتا ہے۔ جب وارد کربلا ہوئے امام حسینؑ

میں اس لشکر میں تھا جسے ابن زیاد ملعون نے مقابلہ امام حسینؑ کے لئے بھیجا تھا۔ جب میں نے
وہ زمین اور درخت دیکھے وہ قصہ مجھے یاد آیا۔ اس وقت میں اونٹ پر سوار ہو کر امام حسینؑ کی خدمت
میں گیا۔ اور سلام کیا۔ اور جو کچھ امیر المؤمنین سے میں نے سنا تھا عرض کیا۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔
تو ہمارے ہمراہ ہو گا یا ہم سے لڑے گا میں نے کہا۔ نہ میں آپ کے ہمراہ ہوں اور نہ آپ سے
لڑوں گا۔ اسلئے کہ چند اطفال چھوڑ آیا ہوں۔ اور ابن زیاد سے ڈرتا ہوں یہ سن کر امام حسینؑ نے فرمایا
یہاں سے چلا جا۔ کہ تو مجھے قتل ہوتے نہ دیکھے اور میری صدائے استغاثہ نہ سنے قسم اس خدا کی جس
کے قبضہ قدرت میں حسینؑ کی جان ہے۔ جو کوئی آدمی میری صدائے استغاثہ سنے گا۔ اور میری نصرت
نہ کرے گا۔ خدا اسے منہ کے بل زمین پر گرا دیگا۔

روایت اصبغ بن نباتہ

ابن بابویہؒ و ابن قولویہؒ و شیخ مفیدؒ طبرسیؒ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بسند ہائے معتبرہ اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے اور
علاوہ ان کے اور راویوں سے بھی روایت کی ہے ایک روز امیر المؤمنینؑ ممبر کوفہ پر خطبہ پڑھ رہے تھے
اور فرماتے تھے جو چاہو مجھ سے پوچھو قبل اسکے کہ مجھے نہ پاؤ۔ قسم بخدا اگر خبر ہائے گذشتہ و آئندہ کا مجھ
سے سوال کرو گے میں تم کو اس کا حال قیامت تک کا بتا دونگا یہ سن کر سعد بن وقاص نے کہا اے
امیر المؤمنین مجھے خبر دیجئے کہ میرے سر اور داڑھی میں کس قدر بال ہیں جناب امیرؑ نے فرمایا مجھے
میرے خلیل جناب رسول خدا نے خبر دی تھی کہ تیرے ہر بال کے نیچے ایک شیطان ہے کہ وہ تجھے
گمراہ کرتا ہے اور تیرے گھر میں ایک پسر ہے کہ وہ میرے فرزند حسینؑ کو شہید کرے گا۔ اور اگر میں
تیرے بالوں کی تعداد بیان کروں تو تصدیق نہ کرے گا۔ لیکن یہ خبر شہادت حسینؑ جو میں نے تجھ
سے بیان کی۔ اس کی تصدیق اور حقیقت تجھ پر ظاہر ہو جائے گی۔ اس زمانہ میں عمر بن سعد ملعون
بچہ تھا۔ اور پاؤں چلنے لگا تھا۔

احادیث مرتضیٰ مشعر بشہادت امام حسینؑ

قرب الاسناد حمیری نے بسند معتبر جناب صادق سے
روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ مع اصحاب صحرائے کربلا میں پہنچے اور جب داخل صحرائے کربلا ہوئے۔ رو رو
کر فرمانے لگے کہ یہ جگہ دوستان خدا کے اونٹوں کی جگہ ہے اور یہ جگہ اسباب رکھنے کی ہے اور یہ جگہ
خون بہنے کی ہے۔ خوشا حال تیرا اے زمین کہ خونہائے دوستان خدا تجھ پر بہے گا۔ ابن قولویہؒ نے
بسند ہائے معتبرہ ابو عبد اللہ حال سے روایت کی ہے۔ کہا ایک روز میں جناب امیرؑ کی خدمت میں گیا

اور امام حسینؑ خدمت امیرؑ میں بیٹھے تھے۔ پس جناب امیرؑ نے اپنا دست مبارک کتف حسینؑ پر رکھا۔ اور
کہا یہ فرزند شہید ہوگا اور کوئی اس کی نصرت و یاری نہ کرے گا میں نے کہا یا امیرالمؤمنین اس وقت کی
زندگی بہت بری زندگی ہوگی جناب امیرؑ نے فرمایا یہ وہ امر ہے۔ جو البتہ واقع ہوگا۔ ایضاً ہانی بن ہانی
سے روایت کی ہے ایک روز امیرالمؤمنینؑ نے فرمایا میرا فرزند حسینؑ شہید ہوگا۔ اور میں اس زمین کو
پہچانتا ہوں جس پر حسینؑ شہید ہوگا۔ وہ زمین نہر فرات کے کنارے ہے ایضاً بسند معتبر جناب صادق
سے روایت کی ہے ایک روز جناب امیرؑ نے امام حسینؑ سے کہا اے ابوعبداللہ ایک زمانہ ایسا گذرا
کہ لوگ تم پر اندوہناک ہیں۔ امام حسینؑ نے کہا میں آپ پر سے فدا ہوں کیوں مجھ پر روتے ہیں جناب
امیرؑ نے فرمایا۔ میں وہ جانتا ہوں۔ اور تم بھی جانو قبل اس کے وہ مصیبت تمہیں پہنچے۔ اے حسینؑ
تم کو قسم اس خدا کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ بنی امیہ تمہارا خون بہائیں گے اور ان
سے یہ نہ ہو سکے گا کہ تم کو دین سے برگشتہ کر دیں۔ اور یاد پروردگار تمہارے دل سے محو د برطرف
نہیں کر سکتے امام حسینؑ نے کہا یہی مجھے بہت ہے میں نے اس کو تسلیم کیا۔ جو خدا نے میرے
لئے مقرر کیا ہے اور کلام پیغمبر خدا میں تصدیق کرتا ہوں اور اپنے پدر بزرگوار کے کلام کی بھی
میں تصدیق کرتا ہوں۔ شیخ مفیدؒ نے برار بن عازبؓ سے روایت کی ہے ایک روز جناب امیرؑ نے
ان سے کہا۔ کہ میرا فرزند احسینؑ شہید ہوگا۔ اور تم زندہ ہوگے مگر اس کی نصرت نہ کروگے جب امام
حسینؑ شہید ہوئے۔ برار بن عازب کہتے ہیں۔ کہ امیرالمؤمنینؑ نے سچ فرمایا۔ امام حسینؑ شہید ہو گئے
اور میں نے ان کی نصرت نہ کی پس اظہار حسرت و ندامت کرتے تھے۔ اور اس حسرت و ندامت سے
کچھ فائدہ نہ تھا۔ ایضاً عبداللہ بن شریک سے روایت کی ہے کہا جب عمر بن سعد داخل مسجد ہوتا
تھا اصحاب امیرالمؤمنینؑ کہتے تھے یہی قاتل امام حسینؑ کا ہے۔ بعض کتب معتبرہ میں عبداللہ بن قیس
سے روایت کی ہے کہا۔ جب میں خدمت امیرالمؤمنینؑ میں غزوہ صفین پر گیا۔ ابو الاعور سلمی آیا۔ اور
آب فرات کا مانع ہوا۔ کہ اصحاب آنحضرت لب فرات نہ جائیں۔ جناب امیرؑ نے ایک جماعت کو
بھیجا۔ کہ انہیں ہٹا دے مگر وہ نہ ہٹا سکے بلکہ پسپا ہو گئے۔ یہ دیکھ کر امام حسینؑ نے کہا۔ اے پدر
بزرگوار مجھے اجازت دیجئے کہ جاؤں جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اچھا۔ اے فرزند گرامی جاؤ۔ جناب امام
حسینؑ معہ جماعت سواراں متوجہ منافقین ہوئے اور بضرب شمشیر آبدار اس گروہ اشرار کو لب فرات
سے ہٹا دیا۔ اور بہت اشقیاء کو واصل جہنم کیا۔ جب خبر فتح جناب امیر کو پہونچی ایک ندی چشمہائے
مبارک سے آنسوؤں کی جاری ہوئی۔ اصحاب نے عرض کیا۔ یا حضرت ایسی فتح و نصرت امام حسینؑ

کو نصیب ہوئی ہے۔ چاہئے تھا آپ خوش ہوتے آپ روتے کیوں ہیں۔ جناب امیر نے فرمایا مجھے وہ دن یاد آیا جس دن صحرائے کربلا میں آب فرات سے میرے فرزند حسینؑ کو منع کریں گے۔ اور اسے تشنہ لب شہید کریں گے۔ اور بعد اسکی شہادت کے گھوڑا اس کا بھاگ کر جانب خیمہ اہل بیت جاکر فریاد کرے۔ اور کہے گا۔ آہ آہ امت نے فرزند رسول خدا کو شہید کیا شیخ مفیدؒ نے روایت کی ہے ایک روز عمر بن سعد ملعون نے امام حسینؑ سے کہا۔ کہ ایک جماعت بے خرد بے وقوف کا گمان یہ ہے کہ میں آپ کو شہید کروں گا۔ امام حسینؑ نے فرمایا وہ لوگ بے خرد بے وقوف نہیں۔ بلکہ عقلمند و واقف کار ہیں۔ لیکن میں اس وجہ سے خوش ہوں کہ میرے بعد تو گندم عراق نہ کھا سکے گا بمگر تھوڑی مدت

فصل آٹھویں۔ بیان مصائب امام حسین علیہ السلام

خدا نے قاتلان حسین کو کیوں نہ باز رکھا۔ اور اس جماعت کے قول کا رد جو کہتے ہیں امام حسین قتل نہیں ہوئے اور نظر مردم میں ایسا معلوم ہوا

ابن بابویہؒ نے بسند معتبر عبداللہ بن فضل سے روایت کی ہے۔ کہ کہا میں نے خدمت جناب صادق میں عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ کس علت سے روز عاشورا روز اندوہ و جزع و مصیبت و گریہ ہے اور روز وفات رسول خدا و روز وفات فاطمہ الزہرا و روز شہادت علی مرتضٰے و حسن مجتبیٰ جزع و مصیبت و اندوہ میں مثل روز عاشورا نہیں حضرت نے فرمایا۔ روز شہادت امام حسینؑ مصیبت و اندوہ میں تمام دنوں سے عظیم تر ہے اسلئے کہ اصحاب کبار و آل عبا خدا کے نزدیک گرامی ترین خلق تھے۔ لوگ ان کو بایکدیگر دیکھتے تھے اور ان کی آیات کرامت و فضل بایکدیگر نازل ہوتے تھے۔ جب جناب رسول خدا نے دنیا سے رحلت فرمائی۔ جناب امیرؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ درمیان مردم تھے۔ اور لوگوں کو ان کو دیکھنے سے تسلی ہوتی تھی جب جناب فاطمہؑ نے انتقال کیا۔ مردم بملاقات امیرؑ و حسنینؑ اپنے دل کو تسلی دیتے تھے۔ جب امیر المؤمنین نے رحلت فرمائی۔ مردم بزیارت حسنینؑ اپنے دل کو تسلی دیتے تھے اور درد مصیبت و اندوہ میں ملاقات حسنینؑ سے خوش ہوتے تھے اور اپنی آنکھیں بمشاہدہ حسنین روشن کرتے تھے اور جب امام حسنؑ نے انتقال کیا لوگ امام حسینؑ کی زیارت سے خوش و خرم تھے اور جب امام حسینؑ شہید ہوئے۔ آل عبا کا خاتمہ ہوا۔ اور ان بزرگواروں میں سے کوئی نہ رہا جس کی زیارت سے لوگ

مستفیض ہوتے اور تسلی پاتے۔ پس امام حسینؑ کا شہید ہونا ان سب حضرات کا شہید ہونا۔ اور حسینؑ کا رہنا گویا ان سب بزرگوں کا رہنا تھا۔ اس وجہ سے روز شہادت امام حسین عظیم ترین روزہائے دنیا ہے۔ راوی نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ کیا ملاقات زین العابدین علیہ السلام موجب تسلی نہ تھی جناب صادق نے فرمایا ہاں علی ابن الحسین سردار ان پیشوائے مردمان و حجت خداوند عالمیان بعد اپنے بزرگوں کے تھے۔ لیکن جناب رسول خداؐ کے زمانہ میں نہ تھے اور ان سے حدیث نہ سنی تھی۔ اور ان کو علم اپنے باپ دادا سے میراث میں پہنچا تھا۔ اور لوگوں نے جناب امیرؑ و جناب فاطمہؑ و امام حسنؑ و امام حسینؑ کو ہمیشہ جناب رسول خداؐ کو دیکھا تھا۔ اور مجالس متعددہ میں بایکدیگر ملاقات کی تھی اور خود جناب رسول خدا سے ان کے فضائل و مناقب سنے تھے جب لوگ ان میں سے ایک کو بھی دیکھتے تھے سب کو یاد کرکے ذکر احوال و اقوال گذشتہ کرتے تھے پس امام حسینؑ شہید ہوئے کوئی باقی نہ رہا جسے دیکھتے اور ان بزرگواروں اور ان کا مجالس کا ذکر کرتے اور ان کے فضائل و مناقب یاد کرتے ہیں۔ پس گویا بروز عاشورا ان سب کا خاتمہ ہوگیا۔ اس وجہ سے مصیبت امام حسینؑ عظیم ترین مصائب ہے راوی نے کہا۔ یا ابن رسولؐ اللہ گروہ اہل سنت کیوں عاشورے کے روز کو خیر و برکت جانتے ہیں۔ یہ سن کر جناب صادق رونے لگے۔ اور فرمایا جب میرے جد امام حسینؑ شہید ہوئے لوگوں نے شام میں یزید پلید سے تقرب حاصل کیا۔ اور احادیث اس کے لئے وضع کئے۔ جس کے عوض میں انہوں نے بہت کچھ صلہ و انعام پایا۔ اور منجملہ ان احادیث موضوعہ کے ایک حدیث فضیلت و برکت روز عاشورا بھی وضع کی۔ اس لئے کہ بروز عاشورا لوگ بجائے جزع فزع گریہ و مصیبت و اندوہ خوشی کریں۔ اور تبرکاً اس روز تہیہ امور کریں اور آذوقہ جمع کریں۔ خدا ان کے اور میرے درمیان حکم کرے۔ بعد اسکے جناب صادقؑ نے فرمایا۔ اسے پسر عم ان احادیث موضوعہ کا ضرر اسلام اور اہل اسلام پر اس سے کمتر ہے جو ایک جماعت کا بیان ہے کہ وہ ہمارے محل و حلال بتلاتے ہیں۔ اور دعویٰ[1] کرتے ہیں۔ کہ وہ ہماری امامت پر اعتقاد رکھتے ہیں اور یہ بھی دعویٰ

[1] یہ اعتقاد رکھنے والا فرقہ ابھی موجود ہے۔ اور یہ جماعت فرقہ ہمہ اوست سے عقائد میں ملتی ہے۔ یہ بلاد عرب و افریقہ ہندوستان میں پائے جاتے ہیں صاحب ملل و النحل نے اہل سنت بھی ان کو تسلیم نہیں کیا۔ اور ایسا اعتقاد رکھنے والے فرقہ امامیہ کے نزدیک صاحب ایمان نہیں ہیں۔ اقوال انبیاء اور احادیث رسول جناب امام حسینؑ کی شہادت پر بر قوم ہیں اور منکر شہادت امام مظلوم احادیث رسول اقوال انبیاء اور آیات قرآن کا منکر ہے جو خارج از اسلام کوئی مسلمان ان لوگوں کو مسلمان ماننے کی جسارت نہیں کر سکتا۔ امام حسینؑ کی شہادت کا انکاری ہونا روایت رسول اور انبیاء و کتب سماویہ ائمہ اہل بیت علیہم السلام کا مذاق اڑانا ہے اور تاریخ اسلام کو مسخ کرنا ہے لہذا جو یہ کہے کہ کربلا میں امام حسینؑ شہید نہیں ہوئے ان کی جگہ ایک یزیدی شکل حسین ہو گیا وہ شمر نے ذبح کیا اور امام حسینؑ عرش پر چلے گئے کافر ہے
کوثر جعفر بلوی

کرتے ہیں۔ امام حسینؑ شہید نہیں ہوئے بلکہ نظر مردم میں ایسا معلوم ہوا۔ کہ وہ شہید ہوئے جس طرح عیسٰیؑ بن
مریم نظر مردم میں قتل ہوتے دکھائی دیئے اور فی الواقع قتل نہیں ہوئے۔ گویا اس نے تکذیب رسول خدا کی
ہے اور ائمہ ہدیٰ کو بدروغ ان اخبار و احادیث میں نسبت دی ہے۔ جو انہوں نے بقتل امام حسین خبر میں
دی تھی۔ اور جو کوئی جناب رسولِ خداؐ اور ائمہ ہدیٰ کی تکذیب کرے۔ وہ کافر ہے اور کافروں کو دوست بنانے کی
قرآن نے ممانعت کی ہے۔ راوی نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ آپ شیعوں کی ایک جماعت کے مقدمہ میں کیا فرماتے
ہیں جن کا اعتقاد یہ ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ وہ ہمارے شیعہ نہیں۔ اور میں ان سے بیزار ہوں پھر حضرت
نے فرمایا۔ خدا غالیوں پر لعنت کرے کہ ہم اہل بیت کے حق میں غلو کرتے ہیں۔ اور حد سے گزر جاتے ہیں اور
خدا مفوضہ پر لعنت کرے جو کہتے ہیں۔ خدا نے تمام عالم کو ائمہ کے مفوض کیا ہے۔ واضح ہو کہ مفوضہ نے
معصیت خدا کو ضعیف جانا۔ اور اپنے خدا سے کافر ہو گئے۔ اور شریک خدا کیلئے قرار دیا۔ اور گمراہ ہو گئے۔ اور
لوگوں کو بھی گمراہ کیا۔ کہ فرائض خدا پر اقامت نہ کریں۔ اور حقوق خدا و خلق خدا ادا نہ کریں۔ شیخ طوسیؒ و شیخ طبرسیؒ
نے بسند معتبر روایت کی ہے ایک فرمان بخط حضرت صاحب الامر صلوات اللہ علیہ صادر ہوا۔ اس میں مندرج
تھا۔ کہ قول ان کا جو لوگ دعویٰ کرتے ہیں۔ امام حسینؑ شہید نہیں ہوئے۔ کفر ہے اور تکذیب جناب رسول خدا
اور ائمہ ہدیٰ ہے۔ اور ضلالت و گمراہی ہے۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ابو الصلت ہروی نے
امام رضا کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ایک جماعت کو میں نے سُنا ہے۔ وہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ امام حسینؑ
شہید نہیں ہوئے اور خدا نے مشابہ ان کے حنظلہ بن اسعد شامی کو دکھایا۔ اور امام حسینؑ کو آسمان پر اٹھا
لیا ہے۔ جس طرح عیسٰیؑ کو آسمان پر اٹھا لیا گیا ہے اور اس آیت کو حجت کرتے ہیں۔ ولن یجعل اللہ
للکافرین علی المومنین سبیلا یعنی خدا نے کافروں کو مومنوں پر دسترس نہیں دیا ہے۔ حضرت نے فرمایا
جھوٹ کہتے تھے اور ہیں اور ان پر غضب و لعنت خدا ہو۔ وہ لوگ پیغمبر خداؐ کی تکذیب کرنے سے کافر ہو گئے
ہیں۔ اس لئے کہ جناب رسول خدا نے خبر دی ہے کہ امام حسینؑ شہید ہونگے۔ قسم بخدا امام حسینؑ شہید ہوئے اور
وہ شہید ہوئے جو ان سے بہتر تھے۔ یعنی جناب امیرؑ و جناب امام حسنؑ اور ہم اہل بیت رسالت میں سے ہر ایک شہید
ہو کر دنیا سے جاتا ہے۔ اور جناب رسول خداؐ کو جبرئیل نے خدا کی جانب سے خبر دی ہے۔ اور حق تعالیٰ کی
مراد اس آیت سے یہ ہے کہ کافر کے لئے کوئی حجت مومنوں پر نہیں اور وہ معنی جو وہ لوگ قرار دیتے ہیں
کیونکر ٹھیک ہو سکتے ہیں حالانکہ قرآن خبر دیتا ہے کہ کافروں نے بہت سے پیغمبروں کو قتل کیا ناحق لیکن
باوجود قتل کرنے کے حجت پیغمبروں کی کافروں پر غالب اور ان کی حقیقت ان پر ظاہر تھی۔

٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭

روایت محمد بن ابراہیم طالقانی

ابن بابویہؒ و شیخ طبرسیؒ نے روایت کی ہے کہ محمد بن ابراہیم طالقانی نے کہا۔ ایک روز میں ہمراہ جماعت کے جن میں علی بن عیسیٰ قصری بھی تھا۔ شیخ ابوالقاسم بن روح پاس کے وکلائے حضرت صاحب الامر سے تھے بیٹھا تھا۔ ناگاہ ایک شخص اٹھا۔ اور کہا۔ ایک مسئلہ آپ سے پوچھتا ہوں۔ شیخ ابوالقاسمؒ نے کہا۔ جو چاہو پوچھ لو اس شخص نے کہا مجھ سے بیان کیجئے کہ حسین بن علی ولی تھے۔ شیخ نے کہا۔ ہاں۔ اس نے کہا ان کا قاتل دشمن خدا تھا شیخ نے کہا ہاں۔ اس شخص نے کہا آیا جائز ہے کہ خدا اپنے دشمن کو دوست پر مسلط کر دے شیخ نے کہا جو میں کہتا ہوں اسے سمجھ اور جان کہ لوگ حق تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتے اور سب لوگ کلام الٰہی کو بے واسطہ نہیں سن سکتے اسواسطے خدا نے رسولؐ کو اس قوم سے بھیجا ان پر کہ وہ مثل ان کے ہو اس لئے کہ ان کا رسول ان کی صورت نہ ہوتا۔

—— اور ان سے دوسری صورت پر ہوتا۔ ضرور یہ لوگ نفرت کرتے۔ اور ان کے اقوال کو قبول نہ کرتے اور جبکہ ان میں سے کھانا کھاتے اور بازاروں میں پھرتے تھے اس قوم نے کہا۔ تم نہیں ہو مگر مثل ہمارے لہٰذا ہم تم سے تمہاری دعوت نہیں قبول کرتے جب تک ایسی چیز نہ لاؤ گے جس جس سے ہم عاجز ہوں اور جانیں کہ خدا نے اس وجہ سے تم کو اپنی خلافت و رسالت سے مخصوص کیا ہے خدا نے ان کیلئے ایسے چند معجزات مقرر فرمائے کہ جمیع خلق عاجز ہوئی۔ اور مثل ان کے معجزہ نہ لا سکے بعد اسکے ان میں سے بعض نے بعد تہدید تخویف طوفان کی دعا کی۔ اور اپنی قوم کے سرکشوں کو غرق کیا۔ اور بعضوں نے اپنے رسول کو آگ میں ڈال دیا۔ اور خدا نے آگ ان پر سرد و سلامت کر دی۔ کسی پیغمبر نے سنگ سے اونٹ نکالا۔ اور اس کے پستان سے دودھ جاری تھا۔ اور کسی نے دریا شگافتہ کیا اور سنگ خشک سے چشمہائے آب جاری کیئے اور عصا کو اژدہا کیا۔ اور کسی نے کوڑھی اور جذامی کو اچھا کیا اور مردہ کو زندہ کیا۔ اور ان کو خبر دی جو وہ لوگ کھاتے اور گھروں میں ذخیرہ کرتے تھے اور کسی کیلئے چاند دو ٹکڑے ہوا۔ اور حیوانات نے کلام کیا جب پیغمبران خدا پیغام لائے اور یہ معجزات لائے ——

—— وہ لوگ ان معجزات کی مثال لانے سے عاجز ہوئے پھر خدا نے اپنے بندوں پر موافق مقتضائے لطف و حکمت کا پیغمبروں کو ان معجزات کی وجہ سے غالب کیا۔ اور کبھی مغلوب کسی وقت ان کو قاہر کیا۔ اور کسی وقت مقہور اس لئے کہ بوجہ ان معجزات و خوارق عادات کے جمیع احوال میں غالب و قاہر تھے اور بلاد مصائب میں ممتحن نہ ہوتے تھے۔ اس لئے لوگ ان کو خدا جانتے تھے اور ان کے فضائل صبر کو انکی بلاؤں پر نہ جانتے تھے۔ لیکن خدا نے ان امور میں ان کا احوال مثل احوال دوسروں کے کیا ہے۔ کہ حالت بلاد محنت میں صابر اور حالت فراغت و عافیت میں شاکر رہیں۔ اور جمیع احوال میں بمقام تواضع و فروتنی

رہیں۔ اور تکبر و تجبر نہ کریں۔ اور حجت خدا ان پر تمام ہو۔ جو ان کے باب میں حد سے گذر جائیں اور دعوئی پروردگاری ان پر کریں یا ان سے معاندہ و مخالفت کریں اور یہ جواز جانب خدا جو معجزہ لائے ہیں اس کا وہ انکار کریں تا آنکہ جو ہلاک ہو بعد اتمام حجت ہلاک ہو۔ اور جو نجات پائے بدلیل و برہان نجات پائے۔ پھر شیخ ابوالقاسمؒ نے کہا کہ جو کچھ میں نے تم سے کہا۔ اپنی طرف سے نہیں کہا۔ بلکہ یہ حضرت صاحب الامر سے میں نے سنا۔

روایات مشتمل بر دفع شبہات

ابن بابویہؒ و حمیریؒ نے بسند صحیح و موثق روایت کی ہے۔ کہ جناب صادق سے سوال کیا کہ خداوند عالم قرآن میں فرماتا ہے۔ جو مصیبت تم کو پہنچتی ہے وہ تم خود اپنے ہاتھوں سے پہنچاتے ہو اور خدا تمہارے بہت سے گناہوں کو عفو کرتا ہے۔ حضرت آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ جو مصائب امیرالمؤمنینؑ اور ان کے اہل بیت کو پہنچے ہیں آیا وہ خود ان کی ہی طرف سے تھے۔ حالانکہ اہل بیت عصمت و طہارت تھے اور گناہ انہوں نے نہ کیا تھا حضرت نے فرمایا۔ یہ آیتہ ان کے حق میں نہیں، لیکن خدا اپنے دوستوں کو مصیبتوں سے مخصوص کرتا ہے اس لئے کہ ان کو ثواب عظیم عطا کرے اور ان کے درجات مضاعف کرے بغیر اس کے کہ گناہ کئے ہوں جس طرح جناب رسول خداؐ بغیر اس کے کہ گناہ کرتے ہوں۔ ہر روز ستر مرتبہ استغفار کرتے تھے۔ صفار نے بسند معتبر روایت کی ہے ایک روز اصحاب امام محمد باقر خدمت آنحضرت میں بیٹھے تھے حضرت نے فرمایا۔ مجھے اس جماعت سے نہایت تعجب ہے۔ جنہوں نے ہماری ولایت اختیار کی ہے اور ہم کو امام جانتے ہیں اور ہماری اطاعت اپنے اوپر واجب مثل اطاعت خدا جانتے ہیں۔ اور بوجہ اپنی ضعف عقل کے ہمارا مرتبہ پست کرتے ہیں۔ اور اس جماعت کو عیب لگاتے ہیں۔ جو ہم کو پہچانتے ہیں، اور ہمارا مرتبہ جانتے اور ہمارے کمالات بیان کرتے ہیں۔ اور ان کو یہ غلو منسوب کرتے ہیں۔ آیا وہ یہ گمان کرتے ہیں۔ کہ خداوند عالم اپنے دوستوں کی معرفت خلق پر واجب کرے اور ان سے اخبار آسمان و زمین مخفی رکھے۔ اور انہیں اس کی خبر نہ کرے۔ جو کچھ ان پر اور لوگوں پر گذرتا ہے۔

حمران نے کہا۔ میں آپ پر سے فدا ہوں مجھے خبر دیجئے کہ امر علیؑ ابن ابی طالب و امام حسنؑ و امام حسینؑ کیونکر تھا کہ خروج کیا اور دین خدا پر قائم رہے اور اہل جور و طغیان ان پر غالب و ظفریاب رہے حضرت نے فرمایا۔ اے حمران علم الٰہی میں اسی طرح گذرا اور یوں ہی مقرر ہوا تھا اور جس نے خروج کیا تھا حسب الحکم جناب رسولؐ خدا خروج کیا۔ اور ہم میں سے جس نے سکوت اختیار کیا۔ از روئے علم و دانائی ساکت رہا اے حمران جب بلا نازل ہوئی اور اہل ظلم و جور ہم پر غالب ہوتے تھے اور ہم خدا سے سوال کرتے کہ ملک و بادشاہی ان ظالموں کی زائل کر دے۔ خداوند عالم ہماری دعا

قبول کرتا۔ اور وہ بلا اہم سے دفع کرتا اور بادشاہی ان طاغیوں کی اس سے بھی جلد ہی زائل کر دیتا جس طرح کوئی تاگا توڑ ڈالے۔ اور دانے بکھر جائیں۔ لیکن وہ حضرت بمقام رضا و تسلیم تھے۔ اور خدا جو کچھ ان کے حق میں صلاح جانتا تھا۔ اس کے بغیر وہ کچھ نہ چاہتے تھے۔ اے حمران جو مصائب ان کو پہنچے۔ کسی گناہ کے عوض میں نہ تھے۔ کہ معاذ اللہ وہ اس کے مرتکب ہوئے ہوں۔ اور عقوبت کسی معصیت کی نہ تھی۔ کہ انہوں نے مخالفت خدا کی ہو۔ لیکن اسلئے تھا۔ کہ خدا چاہتا تھا۔ ان مصائب کے عوض درجات عالیہ بہشت میں پہونچیں۔ لہذا گمان بد ان حضرات کے حق میں اپنے دل میں نہ لاؤ

فصل نویں۔ فضائل و منازل و درجات شہدائے کربلا

ابن بابویہؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے۔ ایک شخص نے امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا یا بن رسول اللہ اس کا سبب کیا تھا۔ کہ اصحاب حسینؑ باوجودیکہ جانتے تھے۔ قتل ہو جائیں گے جہاد پر سبقت کر کے بیباکانہ دریائے جنگ میں کود پڑتے تھے۔ حضرت نے فرمایا۔ پردہ ان کے سامنے سے اٹھا دیا گیا تھا۔ کہ اپنے منازل بہشت میں دیکھتے تھے اس سبب سے سبقت کرتے تھے۔ کہ قتل ہو کر اپنی منزلوں میں پہونچیں اور اپنی حوروں سے ہم آغوش ہوں قطب راوندی نے بسند صحیح ابوحمزہ ثمالیؒ سے روایت کی ہے۔ کہ امام زین العابدینؑ نے فرمایا۔ اس رات کو جس کی صبح کو میرے پدر بزرگوار شہید ہوئے۔ میں ان کے ہمراہ تھا۔ میرے پدر بزرگوار نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ کہ اب رات ہو گئی تم کو موقع بھاگنے کا مل گیا۔ لازم ہے۔ اس رات کو غنیمت جانو اور بھاگ جاؤ کہ اس گروہ مکار کو مجھ سے غرض ہے اور کسی سے مطلب نہیں۔ اگر مجھے قتل کریں تمہارا تعاقب نہ کریں گے۔ میں نے اپنی بیعت نہ تمہاری گردنوں سے نکال لی۔ اصحاب نے عرض کیا۔ قسم بخدا یہ ہرگز نہ ہوگا۔ حضرت نے فرمایا۔ کل کے دن قتل ہو گے اور تم میں سے ایک بھی نہ بھاگ سکے گا۔ اصحاب نے کہا۔ ہم خدا کی حمد کرتے ہیں۔ کہ اس نے ہم کو اس کرامت سے مشرف کیا۔ کہ ہمراہ آپ کے شہید ہوں۔ یہ کہہ کر اصحاب شہادت پر مستقل ہو گئے۔ اور حضرت نے ان کے لئے دعا کی اور سر اونچا کر کے فرمایا۔ نظر کرو جب نظر بلند کی۔ اپنے منازل و درجات بہشت میں دیکھے۔ اور حضرت نے ہر ایک کی جگہ دکھا دی۔ یہاں تک کہ سب نے اپنی اپنی منزلیں پہچان لیں۔ اور حور و قصور و نعمتہائے خدا کا معائنہ کیا۔ اسی سبب سے اس صحرا میں نیزہ و شمشیر کا خیال نہ کرتے تھے۔ اور دوڑے پڑتے تھے۔ کہ کہیں جلد اپنی منزل میں پہنچیں۔ اور نعمتہائے ابدی

حاصل کریں۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر امام محمد نقی سے روایت کی ہے کہ امام زین العابدینؑ فرماتے تھے جب میرے پدر بزرگوار کو ان کافروں نے ہر طرف سے مع ان کے اصحاب کے گھیر لیا۔ حضرت خوش تھے جب شجاعان معرکہ نے احوال امام حسینؑ اپنے حالات کے برخلاف دیکھا۔ اس لئے کہ وہ لوگ ترساں تھے اور رنگ ان کا متغیر ہو گیا۔ بدن پر لرزا تھا اور امام حسینؑ ہمراہ مخصوصان اہل بیت شگفتہ و خوش و خرم تھے۔ اور رنگ ان کا افروختہ اور سکون قلب و اطمینان بخوبی تھا۔ اس وقت ایک جماعت نے اصحاب آنحضرت سے کہا۔ اس شیر بیشہ شجاعت کی طرف نظر کرو کہ مطلق مرنے کی پروا نہیں، بلکہ آرزومند شہادت ہے۔ امام حسینؑ نے جب یہ کلام سنا۔ فرمایا۔ اے فرزندان بزرگوار صبر کرو۔ کہ تمہاری مرگ فقط اسی قدر ہے کہ جس طرح پل پر سے اتر جاؤ۔ اور شدت و سختی سے۔ بجانب نعیم ابدی و بہشت جاودانی راجعت کرو تم میں سے کون ہے جو نہیں چاہتا۔ کہ زندان سے نکل کر قصر میں جا پہنچے اور تمہارے دشمنوں کی مرگ اس طرح ہے جس طرح کوئی قصر و منازل سے بجانب زندان و عذاب جائے بتحقیق کہ میرے پدر بزرگوار نے مجھے خبر دی۔ کہ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ دنیا زندان مومن و بہشت کافر ہے اور مرگ پل مومنوں کا بجانب بہشت اور پل کافروں کا بسوئے عذاب اور میں نے ہرگز جھوٹ نہیں کہا۔ اور اپنے بزرگوں سے بھی جھوٹ نہیں۔ ایضاً۔ بسند معتبر ابو حمزہ ثمالی سے روایت کی ہے ایک روز امام زین العابدین نے عبداللہ بن عباس بن علی کی طرف دیکھا۔ اور رو کر فرمایا۔ کوئی دن رسول خداؐ پر روز احد سے زیادہ سخت نہ تھا۔ کہ اس روز ان کے چچا حمزہ بن عبدالمطلب شہید ہوئے اور بعد اسکے روز موتہ تھا کہ ان کے پسر عم جعفر بن ابی طالب شہید ہوئے اور کوئی دن قتل پدر بزرگوار امام حسینؑ کے سخت نہیں پہنچتا۔ کہ تیس ہزار نامردوں نے جو مدعی تھے۔ کہ ہم امت محمدی سے ہیں۔ اس امام مظلوم کو گھیر لیا تھا۔ اور ہر ایک بعوض قتل امام حسینؑ تقرب بخدا چاہتا تھا۔ اور امام حسینؑ ان اشقیاء کو موعظہ و نصیحت فرماتے تھے اور خدا کو یاد دلاتے تھے۔ اور ان اشرار جفاکار نے نصیحت آنحضرت کی نہ سنی اور ان سے دست بردار نہ ہوئے۔ یہاں تک کہ میرے پدر بزرگوار کو بجور و ستم شہید کیا۔ پھر فرمایا۔ خدا چچا عباس پر رحمت نازل کرے کہ انہوں نے مردانگی اور جانفشانی سے اپنی جان اپنے برادر پر نثار کی۔ یہانتک کہ ان کے ہاتھ ظالموں نے کاٹ ڈالے خدا نے ان کے ہاتھوں کے عوض دو پر انہیں عطا کئے کہ ان پروں سے ہمراہ ملائکہ بہشت میں پرواز کرتے ہیں جس طرح جعفرؑ بن ابی طالب کو دو پر خدا نے عطا کئے بتحقیق عباس بن علی کو خدا کے نزدیک ایسی منزلت عظیم ہے کہ بروز قیامت جمیع شہداء ان کی منزلت کی آرزو کریں گے۔ ابن قولویہؒ نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ کوئی شہید ایسا نہیں جو آرزو نہ کرتا ہو کہ کاش ہم امام حسینؑ کے ہمراہ شہید ہوتے اور

ان کے ہمراہ داخل بہشت ہوتے۔

فصل دسویں: بیان عذاب قاتلان امام حسینؑ

ابن بابویہؒ نے بسند ہائے معتبر امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ امام حسینؑ کا قاتل صندوق آتش میں ہے اور اس پر نصف عذاب تمام دنیا کا مقرر ہے۔ اس ملعون کے ہاتھ اور پاؤں کو آگ کی زنجیروں سے جکڑ کے اوندھا قعر جہنم میں لٹکا دیا ہے۔ اس کی گندگی اور بدبو سے ساکنان جہنم پناہ خدا سے مانگتے ہیں اور وہ ملعون معہ اپنے جمیع یاروں کے اور جس نے قتل حسینؑ پر اس کی اعانت کی ہے ابداً آلاباد جہنم میں رہے گا اور جس قدر ان کا پوست جل جائے۔ خدا اسی قدر ان کا پوست تازہ اگا دے گا کہ شدت عذاب الٰہی چکھیں اور ایک ساعت عذاب و عقوبت ان سے ساکن نہیں ہوتا۔ اور حمیم جہنم ان کے حلق میں ڈالتے ہیں۔ پس وائے ہو ان پر عذاب جہنم سے۔ ایضاً۔ بسند معتبر امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت موسیٰ نے خدا سے سوال کیا۔ کہ میرا برادر ہارون مرگیا ہے اسے بخش دے۔ خدا نے وحی فرمائی کہ اے موسیٰؑ اگر گزشتگان و آئندگان کے حق میں تم شفاعت کرو گے۔ بیشک میں تمہاری شفاعت قبول کروں گا۔ بجز شفاعت قاتل حسینؑ بن علی کے کہ البتہ میں حسینؑ کے قاتل سے انتقام لوں گا۔ ایضاً بسند معتبر آنحضرت روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ میرے فرزند حسینؑ کو بدترین امت کا قتل کرے گا۔ جو اس ظالم سے بیزار ہو گا۔ بہشت میں جائیگا۔ اور جو فرزندوں سے بیزار ہو گا۔ وہ مجھ سے کافر ہو گا۔ ایضاً بسند معتبر روایت کی ہے ایک شخص نے خدمت امام جعفر صادقؑ میں قاتل امام حسینؑ کا ذکر کیا۔ بعضے آنحضرت نے کہا۔ ہم چاہتے ہیں کہ خدا اس سے دنیا میں انتقام لے حضرت نے فرمایا مگر عذاب خدا کو سہل و آسان جانتے ہو۔ کہ خدا نے اس ظالم کے لئے وہ عقوبت و عذابہائے الیم مقرر کئے ہیں۔ جو کہ مثل عقوبتہائے دنیا نہیں ہیں۔ ایضاً۔ بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا جہنم میں ایک منزل ہے۔ کہ اس کا مستحق کوئی نہیں۔ مگر قاتل حسینؑ بن علی و یحییٰ بن زکریا اس کا مستحق ہے۔

بیان عذاب و لعن بر قاتلان حسینؑ علیہ السلام ابن قولویہؒ نے کعب الاحبار سے روایت کی ہے کہ پہلے جس نے حسینؑ بن علی کے قاتل پر لعنت کی ابراہیم خلیل اللہ تھے۔ اور انہوں نے اپنے فرزندوں کو حکم لعنت کرنے کا دیا اور ان

سے عہد و پیمان لیا۔ کہ ہمیشہ حسینؑ کے قاتل پر لعنت کریں۔ بعد ان کے حضرت موسیٰ نے لعنت کی اور اپنی امت کو لعنت کرنے کا حکم دیا۔ اور ان کے بعد داؤدؑ نے اس پر لعنت کی اور بنی اسرائیل کو اس پر لعنت کرنے کا حکم دیا اور ان کے بعد حضرت عیسیٰ نے ان پر لعنت کی۔ اور بنی اسرائیل کو بہت تاکید سے کہا کرتے تھے کہ قاتل حسینؑ بن علی پر لعنت کرو۔ اور جب ان کا زمانہ تم کو نصیب ہو۔ ان کی خدمت میں جہاد کرنا جو ان کے ہمراہ شہید ہو گا ایسا کہ وہ گویا پیغمبر کے ہمراہ شہید ہوگا۔ اور گویا وہ زمین جس پر وہ شہید ہونگے۔ میں دیکھ رہا ہوں اور ہر ایک پیغمبر کربلا کی زیارت کو گیا۔ اور وہاں توقف کر کے اس زمین سے خطاب مبارک کیا۔ کہ تو ہی وہ زمین ہے کہ تجھ میں بہت خیر ہے اور ماہ تاباں امت تجھ میں دفن ہوگا۔ ایضاً۔ عمر بن ہبیرہ سے روایت کی ہے کہا میں نے ایک دن جناب رسولؐ خدا کو دیکھا۔ کہ حسنینؑ کو آغوش مبارک میں لئے ہوئے کبھی امام حسنؑ کو اور کبھی امام حسینؑ کو پیار کرتے ہیں اور امام حسینؑ سے فرماتے تھے۔ اس پر وائے ہو۔ جو تجھے قتل کرے گا ایضاً۔ بسند ہائے صحیح جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ یحییٰ بن زکریا کا قاتل ولد الزنا تھا۔ اور امام حسینؑ کا قاتل بھی ولد الزنا تھا۔ اور آسمان کسی پر نہیں رویا۔ مگر حضرت یحییٰ اور امام حسینؑ پر۔ ابن قولویہؒ و کلینیؒ نے بسند معتبر داؤد رقی سے روایت کی ہے کہا ایک دن میں جناب صادقؑ کی خدمت میں تھا۔ کہ آنحضرت نے پانی مانگا۔ جب نوش کیا۔ آنسو چشمہائے مبارک سے جاری ہوئے۔ اور کہا۔ اے داؤد خدا امام حسینؑ کے قاتلوں پر لعنت کرے۔ جو کوئی پانی پئے اور امام حسینؑ کو یاد کر کے انکے قاتل پر لعنت کرے حق تعالیٰ سو ہزار حسنہ اس کے لئے لکھتا ہے۔ اور سو ہزار گناہ اس کے بخش دیتا ہے۔ اور سو ہزار درجے اسکے لئے بلند کرتا ہے۔ اور اس شخص کو سو ہزار بندے آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور بروز قیامت شاد و خرم مبعوث ہوگا۔ ایضاً۔ کلینیؒ نے بسند معتبر داؤد سے روایت کی ہے۔ کہا ایک روز میں جناب صادقؑ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور ایک کبوتر آنحضرت کے گھر میں بول رہا تھا۔ جناب صادقؑ نے فرمایا۔ اے داؤد جانتے ہو یہ کبوتر کیا کہہ رہا ہے۔ میں نے کہا نہیں واللہ میں آپ پر سے فدا ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ نفرین و لعن قاتلان حسینؑ پر کر رہا ہے لازم ہے کہ اس قسم کے کبوتر اپنے گھر میں پالو۔ تفسیر امام حسنؑ عسکری میں لکھا ہے۔ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ میری امت میں سے ایک گروہ ہو گا۔ کہ وہ مدعی اسلام ہونگے اور میری نیکو ترین ذریت و پاکیزہ ترین اعزہ کو قتل کریں گے اور میری شریعت و سنت کو تبدیل کریں گے۔ اور میرے دو فرزند حسن و حسینؑ کو شہید کریں گے۔ جس طرح گذشتگان یہود نے یحییٰ و زکریا کو شہید کیا۔ بتحقیق کہ خدا ان پر لعنت کرتا ہے۔ اور ان کی بقیہ ذریت پر قبل قیامت امام ہدایت کنندہ و ہدایت یافتہ ذریت حسینؑ سے بھیجیگا

کہ وہ اپنے دوستوں کی شمشیر سے ان کو واصل جہنم کریگا اور واضح ہو کہ خدا نے حسینؑ کے قاتلوں اور دوستان و یاران حسینؑ اور ان لوگوں پر جو لعن کرنے سے بغیر تقیہ چپ رہیں، لعنت کی ہے اور واضح ہو کہ خدا نے ان لوگوں پر جو امام حسینؑ پر از روئے شفقت و رحمت روتے ہیں اور ان پر جو قاتلان حسینؑ پر لعنت کرتے ہیں اور ان ظالموں سے اظہار خشم وکینہ کرتے ہیں اور ان ظالموں سے اظہار خشم وکینہ کرتے ہیں، صلوات بھیجتا ہے۔

- - - - - - - - - - - - - - - - - - - -

اور واضح ہو - - - - - - - - - - - - - - - -

کہ جو لوگ قتل امام حسینؑ سے راضی ہیں وہ لوگ قتل امام حسینؑ میں شریک ہیں اور تحقیق کہ قاتلان امام حسینؑ اور یاور و دوست ان کے اور ان کی اقتدار کرنے والے دین خدا سے بیزار ہیں تحقیق کہ خدا ملائکہ کو حکم کرتا ہے کہ امام حسینؑ کے اوپر رونے والوں کے آنسو خازن بہشت پاس لے جاؤ کہ وہ آب حیات میں ان آنسوؤں کو ملادے اور اس وجہ سے لذت و شیرینی اس پانی کی زیادہ ہو جاتی ہے اور حکم ہوتا ہے کہ ان رونے والوں کے آنسو جہنم میں ڈال دو کہ حمیم و صدید جہنم میں ملا دیں۔ کہ شدت و حرارت اس کی زیادہ ہو۔ اور عذاب ساکنان جہنم پر ہزار درجہ زیادہ ہو جائے اور اس سبب سے عذاب دشمنان آل محمدؐ جن کو جہنم میں لے جاتے ہیں زیادہ تر شدید ہو جاتا ہے

حکایت کامل گفتگو با راہب

بعض کتب میں روایت کی ہے جب ابن زیاد ملعون نے اپنے اصحاب کو جمع کر کے امام حسینؑ سے لڑنے پر تحریص و ترغیب کی اور عمر بن سعد ملعون کو سردار و امیر لشکر مقرر کیا۔ اور حکومت دلانے کا اس سے وعدہ کیا۔ وہ ملعون اس بارہ میں متفکر ہوا اور اپنے اصحاب و دوستوں سے مشورہ کیا۔ ان لوگوں میں ایک شخص تھا جسے کامل کہتے تھے اور وہ باکمال عقل و دیانت موصوف تھا۔ اس نے عمر بن سعد ملعون کو بہت پند و نصائح کیئے۔ اور عذاب و عقوبات خدا سے ڈرایا لیکن اس بدبخت کو مفید نہ ہوا۔ پھر کامل نے کہا۔ میں ایک سفر میں ہمراہ تیرے باپ کے تھا اور جانب شام جاتا تھا۔ اثنائے راہ میں میرا گھوڑا تھک گیا۔ اور زیادتی سے چھوٹ کر پیاسا ہوا۔ اسی حالت میں میری نظر ایک راہب کے گرجا پر پڑی جب میں اس گرجہ کے نزدیک گیا۔ اور گھوڑے سے نیچے آیا۔ راہب نے مجھے گرجا سے دیکھا اور کہا کیا چاہتا ہے میں نے کہا پیاسا ہوں تھوڑا پانی چاہتا ہوں اس راہب نے کہا تم پیغمبر کی امت ہو جس کی امت دنیا کیلئے ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں میں نے کہا میں امت محمد صلعم ہوں اس نے کہا تم بدترین امت ہائے گذشتہ سے ہو تم پر بروز قیامت وائے ہو۔ اس لئے کہ اپنے پیغمبر کی عترت سے دشمنی کرتے ہو اور ان کی عورتوں کو اسیر کر کے ان کا مال لوٹ لیتے ہو میں نے کہا اے راہب کیا ہم ایسے کام کرینگے اس نے

کہا ہاں اور حبیب تم ایسے کام کرو گے تمام آسمان و زمین اور دریا و پہاڑ و صحرا وحشی و مرغ خروش میں آکر ان کے قاتلوں پر لعنت کریں گے۔ اور ان کا قاتل دنیا میں نہ رہے گا۔ مگر بہت کم بعد اسکے ایک شخص ظاہر ہو گا۔ اور ان کا طلب خون کرے گا۔ اور جو ان کے قتل میں شریک ہو گا۔ اسے وہ شخص قتل کرے گا۔ اور کسی کو ان میں سے۔ نہ چھوڑے گا۔ اور خدا ان کے قاتلوں کو جلد داخل جہنم کرے گا۔ بعد اسکے راہب نے کہا مجھے گمان ہے کہ تجھے کچھ قرابت اس فرزند مبارک طیب کے قاتل سے ہے۔ قسم بخدا۔ اگر میں اس وقت موجود ہوں۔ بیشک اپنی جان ان پر سے قربان کر ڈالوں میں نے کہا۔ اے راہب میں اپنے نفس کو پناہ خدا میں دیتا ہوں۔ کہ قاتلان فرزند رسول خدا سے ہوں۔ اس نے کہا اگر تم نہیں ہو تمہارا اقرابتی ایسا ہو گا۔ اور اس فرزند کے قاتل پر نصف عذاب جہنم ہو گا۔ اور عذاب فرعون و ہامان سے بھی اس کا عذاب بد تر ہو گا۔ یہ کہہ کر اس نے دروازہ بند کر لیا۔ اور مشغول عبادت ہوا۔ اور مجھے پانی نہ دیا جب میں لشکر میں پہنچا۔ اس نے کہا۔ اے کامل تم کو دیر کیوں لگی۔ میں نے اپنا حال کہا اور اس راہب کی نقل بیان کی۔ سعد نے کہا۔ تم سچ کہتے ہو میں بھی ایک دن اس راہب کے پاس گیا اس نے مجھے بھی یہی خبر دی کہ میں یا میرا بیٹا فرزند رسول خدا کا قاتل ہو گا۔ اور مجھے خوف ہے کہ میرا پسر عمر ان کا قاتل ہو اس وجہ سے سعد تیرے باپ نے تجھے نکال دیا تھا۔ اے عمر خوف کر کہ نصف عذاب اہل جہنم کا اس دنیائے فانی کے لئے مستوجب نہ ہو۔ یہ سن کر شقاوت اس بدبخت پر زیادہ ہوئی۔ اور یہ باتیں اُسے کچھ موثر نہ ہوئیں جب اس کلام کامل کی خبر ابن زیاد شقی کو پہنچی کامل کو اس نے بلایا۔ اور زبان اس کی کاٹ ڈالی۔ اور اس کے بعد ایک روز کامل نہ زندہ رہ کر رحمت الٰہی ملحق ہوئے

عبید اللہ بن زیاد لعن اللہ علیہ کتب معتبرہ انساب وغیرہ میں روایت کی ہے کہ عبید اللہ بن زیاد ولد الزنا تھا۔ اور باپ اس کا زیاد بھی ولد الزنا تھا اور سمیہ مادر زیاد زنا کار مشہور تھی چنانچہ اس سے ایک قبیلہ ثقیف کے غلام نے زنا کیا۔ اور زیاد اس نطفہ زنا سے پیدا ہوا اور چونکہ سفیان نے بھی سمیہ سے زنا کیا تھا۔ اس وجہ سے معاویہ زیاد کو اپنا بھائی کہتا تھا۔ اور روایت میں ہے عائشہ زیاد کو زیاد بن ابیہ کہتی تھی۔ اس لئے کہ اس کے باپ کا پتہ نہ تھا۔ اور یزید بن معاویہ بجلی کلبی کے نطفہ سے پیدا ہوا تھا۔ اور فرزند زنا تھا۔ عمر اور اس کا باپ مشہور ہے کہ دونوں ولد الزنا تھے اور مشہور ہے کہ ایک شخص نے قبیلہ بنی عذرہ سے ہمراہ مادر سعد زنا کیا۔ اور وہ اس نطفہ زنا سے پیدا ہوا۔ ایک روز سعد نے معاویہ سے کہا میں تجھ سے زیادہ مستحق خلافت ہوں۔ معاویہ نے کہا ہاں بنی عذرہ سے پوچھنا چاہیئے۔ احادیث کثیرہ میں ائمہ اطہار علیہم السلام سے روایت ہے کہ پیغمبروں کو اور ان کے اوصیاء کو اور ان کی ذریت کو نہیں قتل کرتا مگر ولد الزنا اور ان کے قتل کا ارادہ نہیں کرتا مگر فرزند زنا۔ لعنۃ اللہ علیہم اجمعین الی یوم الدین۔

حکایت مرد پیر کمر خمیدہ

شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر روایت کی کہ معاویہ بن وہب نے کہا میں ایک روز
خدمت جناب صادق میں گیا۔ ناگاہ ایک مرد پیر کمر خمیدہ خدمت آنحضرت
میں آیا۔ اور سلام کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اے شیخ میرے قریب آ یہ سن کر وہ مرد
پیر قریب آیا۔ اور دست مبارک آنحضرت چوم لیا اور رونے لگا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے شیخ سبب تمہارے
رونے کا کیا ہے اس مرد پیر نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ مجھے ایک سو سال کا عرصہ گزرا۔ کہ آرزو میری یہ ہے کہ خروج
کیجئے اور شیعوں کو پنجہ مخالفین سے نجات دیجئے اور مجھے خیال رہتا ہے کہ اس سال یا اس مہینہ میں یا اس روز
آپ خروج کریں گے۔ اور آپ کا میں رجحان نہیں پاتا۔ لہذا میں کیونکر نہ روؤں۔ یہ کلام اس مرد پیر کا حضرت
سن کر رونے لگے اور فرمایا۔ اگر موت تمہاری اے شیخ بتاخیر آئے اور ہم خروج کریں تم ہمراہ ہمارے ہو
گئے۔ اور اگر قبل خروج تمہارا انتقال ہو جائے۔ بروز قیامت ہمراہ اہل بیت جناب رسول خدا ہو گے جب اس
مرد پیر نے یہ سنا جبکہ میں نے آپ سے یہ کلام میمنت سنا جو کچھ مجھ سے فوت ہو جائے اس کی مجھے پروا نہیں
حضرت نے ارشاد کیا۔ کہ جناب رسول خداؐ نے ارشاد کیا میں تم میں دو بزرگ چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ کہ جب
تک تم ان سے متمسک ہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ اور وہ دو چیزیں کتاب اللہ اور میری اہل بیت و عترت ہیں اور
جب بروز قیامت آؤ گے ہمراہ ہم اہل بیت ہو گے پھر فرمایا اے پیر مرد میرا گمان ہے کہ تم کوفہ کے باشندہ
نہیں ہو۔ اس مرد پیر نے کہا میں آپ پر سے قربان ہوں میں اطراف کوفہ کا باشندہ ہوں۔ امام نے فرمایا۔ کیا
تم میرے جد امام حسینؑ کی قبر مبارک کے قریب ہو اس نے کہا۔ ہاں حضرت نے فرمایا۔ تم ان کی قبر کی زیارت کو کیونکر
جایا کرتے ہو۔ اس پیر مرد نے کہا میں زیارت کو بہت جایا کرتا ہوں حضرت نے فرمایا۔ اے شیخ یہ وہ خون ہے
جسے خداوند عالمیان طلب کرے گا۔ اور کوئی مصیبت فرزندان فاطمہؑ پر مصیبت امام حسنؑ سے زیادہ نہیں گزری
بتحقیق کہ امام حسینؑ مع سترہ اہل بیت کے شہید ہوئے جنہوں نے خدا کے لئے جہاد کیا۔ اور خدا پر صبر کیا۔ اور
خدا نے ان کو جزا بہترین جزائے صبر کنندگان عنایت فرمائی جب قیامت ہو گی جناب رسول خداؐ تشریف لائیں
گے۔ اور امام حسینؑ ان کے ہمراہ ہوں گے۔ رسول خدا اپنا دست مبارک امام حسینؑ کے سر پر رکھیں گے۔
اور سر مبارک امام حسینؑ سے خون بہتا ہو گا۔ پھر جناب رسول خدا فرمائیں گے۔ پروردگارا میری امت سے
سوال کر۔ کہ میرے فرزند کو کیوں قتل کیا۔ یہ فرما کر حضرت نے ارشاد کیا۔ کہ ہر جزع و گریہ مکروہ ناخوش ہے
مگر جزع و گریہ کرنا امام حسینؑ پر باعث اجر و ثواب ہے۔

فصل گیارہویں۔ بیان ظلم و ستم بر شیعیان اہل بیت ؑ

حکایت ابن میثم و حبیبؓ ابن مظاہرؓ

شیخ کشیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے ایک روز میثم تمار رضی اللہ عنہ کہ بزرگان اصحاب جناب امیرؑ اور اصحاب اسرار آنحضرت تھے مجلس بنی اسد کی طرف سے گذرے ناگاہ حبیب ابن مظاہر کہ منجملہ شہدائے کربلا ہیں میثم تمار سے ملے اور کھڑے ہو کر آپس میں باتیں کرنے لگے۔ حبیب ابن مظاہر نے کہا۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں ایک مرد پیر کو جس کے سر کے آگے بال نہیں اور شکم فربہ ہے اور خربزہ فروش ہے اسے پکڑ لیا ہے اور بوجہ محبت اہل بیت رسالت سولی پر کھینچ لیا ہے اور اس سولی پر اس کا پیٹ چاک کر دیا ہے۔ اس کلام سے غرض حبیبؓ ابن مظاہر کی میثم تمارؓ تھے میثم تمارؓ نے کہا۔ گویا میں ایک شخص کو دیکھتا ہوں کہ اس کے سرخ بال اور گیسو ہیں وہ نصرت فرزند رسولؐ کو آیا ہے اور اسے قتل کر کے اس کا سر اطراف کوفہ میں پھرا رہے ہیں۔ اس کلام سے غرض میثم تمارؓ کی حبیب ابن مظاہر تھے۔ یہ باتیں کر کے دونوں الگ ہو گئے اہل مجلس نے جب یہ باتیں سنیں آپس میں کہا ہم نے ان سے جھوٹا کوئی زیادہ نہیں دیکھا۔ ہنوز اہل مجلس اٹھے تھے کہ رشید ہجیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ محرمان اسرار جناب امیرؑ تھے ان دونوں بزرگواروں کو بلانے آئے تھے اور اہل مجلس سے ان کو دریافت کیا۔ انہوں نے کہا وہ دونوں تھوڑی دیر یہاں کھڑے رہے اور آپس میں باتیں کر کے چلے گئے رشیدؓ نے کہا۔ خدا میثم تمارؓ پر رحمت کرے میثمؓ نے اس کو فراموش کیا۔ کہ کہیں جو حبیبؓ ابن مظاہر کا سر کاٹ کر لائے گا۔ اس کا انعام اوروں کے انعام سے ایک سو ہزار درہم زیادہ دیا جائے گا۔ رشید یہ کہہ کر وہاں سے چلے گئے اس جماعت نے کہا۔ یہ شخص ان دونوں سے بھی زیادہ جھوٹا ہے بعد تھوڑے دنوں کے دیکھا کہ میثم تمارؓ کو دروازہ عمرو بن حریث پر سولی پر کھینچا ہے اور حبیب ابن مظاہر ہمراہ امام حسینؑ شہید ہوئے اور ان کا سر اطراف کوفہ میں پھرایا گیا حبیب ابن مظاہر منجملہ ان ستر شہیدوں کے تھے جنہوں نے یاری و نصرت امام مظلوم کی اور مقابلہ کوہ ہائے آہن کے اور اپنے سینہ کو ہزاروں شمشیروں۔ نیزوں تلواروں اور تیروں میں سپرد کر دیا۔ اور وہ اشقیائے امت ان مجاہدین کو طمع مال ہائے کثیر دلاتے تھے اور یہ انکار انکار کرتے تھے اور کہتے تھے جب تک ہماری آنکھ میں حرکت ہے اور ہماری آنکھ کھلی ہے۔ ہم سب اپنی جانیں فدائے فرزند رسول خدا کریں گے پس سب کے سب گرد امام حسینؑ کے لڑ بھڑ کر شہید ہو گئے۔ اور جب اس صحرا میں جنگ شروع ہوئی اور ہزاروں کافروں نے اس جماعت کو گھیر لیا۔ حبیبؓ ابن مظاہر ہمراہ بریر بن خضیر ہمدانی کہ وہ قاریانِ قرآن کے سردار تھے۔ آپس میں مزاح کر رہے تھے۔ بریر نے کہا۔ اے برادر یہ وقت ہنسی کا نہیں حبیبؓ

ابن مظاہر نے کہا اس روز سے بڑھ کر زیادہ روز کون سا خوشی کا ہے کہ یہ کافر و منافق شمشیروں سے ہم پر حملہ کریں اور ہم شہید ہو کر حوروں سے ہم آغوش ہوں اور نعیم ابدی بہشت میں پہونچیں۔

حکایت حضرت رشید ہجری

رض شیخ کشی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ایک روز جناب امیرؑ معہ اصحاب ایک نخلستان میں تشریف لائے اور ایک خرما کے درخت کے نیچے بیٹھ کر فرمایا۔ اس میں سے خرمے توڑو جب خرمے توڑے معہ اصحاب تناول فرمائے رشید ہجری نے کہا۔ یا حضرت یہ رطب کیسے عمدہ ہیں حضرت نے فرمایا۔ اے رشیدؓ تم کو اس درخت کے ایک ٹھنے پر سولی پر کھینچیں گے اور جب یہ خبر مشتہر ہوگی اس درخت کو کاٹ کر دو حصے کریں گے لیکن تمہارے ہاتھ پاؤں زبان کاٹے جاویں گے۔ بعد اس کلام کے رشیدؓ ہمیشہ اس درخت پاس آتے اور اسے پانی دیتے تھے ایک روز جو وہاں آئے دیکھا کہ اس درخت کو کاٹ ڈالا ہے۔ رشید ہجریؓ نے کہا۔ میری اجل قریب ہے۔ پھر بعد چند روز کے ابن زیاد لعین نے رشید ہجری رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ راستہ میں دیکھا۔ اس درخت کے دو حصے کئے ہیں۔ کہا میرے لئے اس درخت کو کاٹا ہے۔ اس کے بعد رشیدؓ کو ابن زیاد شقی نے دوسری دفعہ طلب کیا۔ اور کہا اپنے امام کی جھوٹی باتوں میں سے کوئی بات بیان کرو۔ رشیدؓ نے کہا۔ میں جھوٹا نہیں اور نہ میرے امام جھوٹے ہیں۔ انہوں نے مجھے خبر دی ہے کہ تو میرے ہاتھ پاؤں زبان کاٹ ڈالے گا ملعون نے حکم دیا۔ کہ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالو۔ اس لئے کہ اس کے امام کا جھوٹ ظاہر ہو۔ جب ہاتھ پاؤں ان کے کاٹ ڈالے اور گھر میں لے گئے۔ ابن زیاد لعین کو خبر پہونچی کہ رشیدؓ امور غریبیہ و عجیبیہ لوگوں سے بیان کرتے ہیں۔ یہ سن کر اس شقی نے حکم دیا۔ کہ زبان بھی ان کی کاٹ ڈالو۔

حکایت دختر حضرت رشید ہجری

رض شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر ابو حسان عجلی سے روایت کی ہے کہا میں نے امتہؓ اللہ دختر رشید ہجری سے ملاقات کی ہے اور کہا۔ مجھ سے بیان کرو۔ جو تم نے اپنے پدر بزرگوار سے سنا ہے امتہؓ اللہ نے کہا۔ میں نے سنا ہے کہ میرے پدر کہتے تھے۔ میں نے اپنے حبیب امیر المومنینؑ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے اے رشیدؓ تم اس وقت کیونکر صبر کرو گے۔ جب تم کو بنی امیہ میں سے ایک ولد الزنا طلب کرے گا۔ اور تمہارے ہاتھ پاؤں زبان کاٹ ڈالے گا میں نے کہا یا امیر المومنینؑ آخر انجام اس کا بہشت ہوگا حضرت نے فرمایا۔ ہاں تم دنیا و آخرت میں میرے ہمراہ ہوگے۔ یہ کہہ کر دختر رشید نے کہا قسم بخدا میں نے دیکھا کہ عبید اللہ ابن زیاد لعین نے میرے پدر بزرگوار کو طلب کیا اور امیر المومنینؑ سے بیزاری کرو۔ میرے باپ نے قبول نہ کیا۔ اس نے کہا تمہارے امام نے تم کو کیونکر خبر تمہارے قتل کی دی ہے۔ میرے باپ نے کہا میرے خلیل و حبیب امیر المومنین نے مجھے خبر دی ہے کہ تو مجھ سے کہیگا امیر المومنین سے بیزاری کر

اور میں قبول نہ کروں گا۔ پس تو میرے ہاتھ پاؤں زبان کاٹ ڈالے گا۔ اس لعین نے کہا قسم بخدا میں تمہارے امام کو جھوٹا کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر حکم دیا ہاتھ پاؤں ان کے کاٹو اور زبان نہ کاٹو۔ پس میرے باپ کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر گھر میں میرے پاس بھیج دیا۔ میں اپنے باپ پاس گئی اور کہا۔ اے پدر آپ پر درد والم کس طرح گذر رہا ہے میرے باپ نے کہا۔ اے دختر مجھے فقط اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح کوئی شخص انبوہ و ازدحام مردم میں ہوا اور اسے لوگوں سے نکال ملے۔ بعد اس کے ہمسایہ کے لوگ اور دوست و احباب ان کو دیکھنے آئے اور اظہار درد و مصیبت میرے باپ پر کر کے روتے تھے۔ میرے باپ نے کہا۔ رونا پیٹنا چھوڑو اور دوات و کاغذ لاؤ۔ کہ میں تم کو وہ لکھوا دوں جو مجھے میرے مولا امیر المومنین نے خبر دی ہے کہ وہ اس کے بعد واقع ہو گی۔ پس میرے پدر خبر ہائے آئندہ بیان کرتے تھے۔ اور لوگ لکھتے تھے۔ جب یہ خبر ابن زیاد لعین کو پہونچی کہ وہ خبر ہائے آئندہ لوگوں سے بیان کر رہے ہیں۔ اور نزدیک ہے کہ فتنہ و فساد برپا ہو۔ اس حرامی نے کہا۔ اس کے مولا نے جھوٹ نہیں کہا۔ جاؤ اور اس کی زبان بھی کاٹ ڈالو۔ پھر میرے پدر کی زبان بھی کاٹی گئی۔ اور اسی رات برحمت الٰہی واصل ہوئے اور جناب امیرؑ میرے باپ کو رشید بتلا کہتے تھے اور علم منایا اور بلایا ان کو عطا کیا۔ اور اکثر ایسا ہوتا تھا۔ کہ جب کسی کو دیکھتے تھے اس سے کہتے تھے تم اس طرح مرو گے۔ اور اس طرح قتل ہو گے۔ اور جو کچھ وہ کہتے تھے وہی ہوتا تھا۔

اخبار شہادت رشید ہجریؓ

شیخ مفیدؓ نے روایت کی ہے کہ زیاد حارق نے کہا ایک روز میں ابن زیاد بیٹھا تھا۔ کہ رشید ہجریؓ کو اس کے پاس لائے۔ ابن زیاد نے ان سے پوچھا۔ تم کو تمہارے مولا علی ابن ابی طالب نے کیونکر خبر دی ہے۔ میں تم کو کس طرح قتل کروں گا۔ رشید نے کہا مجھے میرے مولا نے خبر دی ہے کہ تو میرے ہاتھ پاؤں کاٹے گا۔ اور سولی پر فلاں درخت کے ٹہنے پر لٹکا دے گا۔ ابن زیاد شقی نے کہا قسم بخدا میں تمہارے امام کو جھوٹا کروں گا۔ اور تم کو چھوڑ دوں گا جب رشید ہجری نے چاہا مجلس ابن زیاد سے باہر آئیں وہ حرامی پشیمان ہوا۔ اور کہا۔ کوئی سیاست و عقوبت بدتر اس سے نہیں جن کی اس کے آقا نے اسے خبر دی ہے۔ ہاتھ پاؤں اس کے کاٹ ڈالو اور اس درخت خرما کے ٹہنے پر سولی پر لٹکا دو۔ رشید ہجریؓ نے کہا افسوس صد افسوس ایک بات رہ گئی جس کی میرے مولا نے مجھے خبر دی ہے ابن زیاد نے کہا۔ وہ کون بات ہے۔ رشیدؓ نے کہا میری زبان بھی کاٹی جائے گی۔ یہ سن کر ابن زیاد شقی نے کہا۔ ان کی زبان بھی کاٹ ڈالو رشیدؓ نے کہا۔ اب خبر امیر المومنینؑ کی پوری ہوئی جو مجھ سے میرے مولاؑ نے بیان کی تھی۔

حکایت میثم تمارؓ

شیخ مفیدؓ و شیخ کشی رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ میثم تمارؓ ایک زن بنی اسد کے غلام تھے۔ اور جناب امیرؑ نے خرید فرما کر آزاد کر دیا تھا۔ ان سے پوچھا۔ تمہارا کیا نام ہے

کہا سالم حضرت نے فرمایا مجھے رسول خداؐ نے خبر دی ہے کہ تمہارے باپ نے عجم میں تمہارا نام میثم رکھا ہے۔
کہا۔ ہاں۔ خدا اور رسولؐ و امیرالمؤمنینؑ نے سچ کہا ہے۔ قسم بخدا میرے باپ نے میرا نام یہی رکھا۔ حضرت نے فرمایا
اپنا نام سالم نہ رکھو۔ بلکہ جس کی جناب رسول خداؐ نے خبر دی ہے وہی رکھو پس اپنا نام میثم رکھا۔ اور کنیت اپنی
ابوسالم رکھی۔ ایک روز جناب امیرؑ نے میثم سے کہا تم کو میرے بعد پکڑ لے جائیں گے۔ اور سولی پر کھینچ دینگے
اور حربہ تم پر ماریں گے اور تیسرے روز خون تمہاری ناک اور منہ سے جاری ہوگا۔ اور تمہاری داڑھی خون سے
رنگین ہوگی۔ اے میثم تم اس خضاب کے منتظر رہو اور تم کو دروازہ عمرو بن حریث پر مع نو نفر سولی دیں گے اور لکڑی
تمہاری سولی کی سب سے چھوٹی ہوگی۔ اور تم مرتبہ میں سب سے زیادہ ہوگے۔ میرے ساتھ آؤ میں تم کو وہ درخت
دکھاؤں جس کی چوب میں تم کو لٹکا دیں گے۔ پھر حضرت نے وہ درخت میثم کو دکھایا۔ و بروایت دیگر جب میثم خدمت
جناب امیرؑ میں کوفہ سے باہر جاتے تھے اور جناب امیرؑ اس درخت پاس جاتے تھے اور فرماتے تھے اے میثم
تم میں اور اس درخت میں مصاحبت ہوگی۔ و بروایت دیگر جناب امیرؑ نے کہا۔ اے میثم تمہارا کیا ہوگا جب ایک ولد الزنا
بنی امیہ میں سے تم کو بلا کر تکلیف دیگا کہ مجھ سے بیزاری کرو۔ میثم نے کہا قسم بخدا میں بیزار نہ ہوں گا جناب امیرؑ نے فرمایا
قسم بخدا وہ تم کو قتل کریگا سولی پر لٹکا دے گا۔ میثم نے کہا میں صبر کرونگا۔ اور یہ امور راہ خدا میں کم اور سہل ہیں جناب
امیرؑ نے فرمایا۔ اے میثم تم آخر میں میرے ہمراہ میرے درجہ میں ہوگے۔ بعد جناب امیرؑ کے میثم ہمیشہ اس درخت
پاس جاتے اور نماز پڑھتے تھے اور کہتے تھے۔ اے درخت خدا تجھے برکت دے کہ میں تیرے لئے پیدا ہوا ہوں
اور تو میرے لئے بڑھا ہے اور جب عمرو بن حریث سے ملاقات ہوتی تھی کہتے میں ایک وقت میں تمہارا ہمسایہ
بنوں گا۔ رعایت ہمسائیگی مجھ سے کرنا عمرو کا گمان تھا کہ میثمؒ میرے نزدیک مکان اپنے رہنے کو لیں گے یہ سمجھ کر
کہتے تھے تم کو مبارک ہو خانہ ابن مسعود مول لوگے یا خانہ ابن حکیم مول لوگے۔ اور یہ معلوم نہ تھا کہ مراد میثم کی کیا ہے
بعد اسکے جس سال امام حسینؑ مدینہ سے متوجہ مکہ ہوئے اور مکہ سے کربلا کا قصد کیا میثم نے بھی ارادہ حج کیا اور آپ
نے ایک دوست سے کہا میں تم سے ایک خبر بیان کرتا ہوں۔ اس کو دل میں رکھنا جب تک کہ اس کی تعبیر ظاہر ہو
اور میرے کلام کی تم کو تصدیق ہو۔ واضح ہو کہ میں اس سال حج کو جاتا ہوں جب حج سے پھروں گا۔ یہ ولد الزنا
عبیداللہ ابن زیاد ایک سو آدمی میرے لئے بھیجے گا۔ اور وہ مجھے پکڑ کر اس کے پاس لے جائیں گے جب وہ
مجھے دیکھیگا کہیگا۔ یہ کس جلے بھنے کو میرے سامنے لائے۔ جس کی ہڈی چمڑا ایک ہے قسم بخدا میں اسکے ہاتھ پاؤں کاٹ
ڈالوں گا۔ اے دوست میں اس سے کہوں گا۔ خدا تجھ پر رحم کرے۔ علی ابن ابی طالب امام حسنؑ سے زیادہ تجھ کو پہچانتے
تھے جس روز کوڑا تیرے سر پر مارا تھا۔ اور امام حسنؑ نے کہا تھا۔ اے پدر آپ کوڑا کیوں اس کے سر پر مارتے ہیں
یہ تو میرا دوست ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا تھا قسم بخدا میں اس کو تم سے بہتر جانتا ہوں۔ یہ ہمارے دشمنوں کا دوست اور ہمارا

دوستوں کا دشمن ہے پھر وہ شقی مجھے سولی پر کھینچے گا۔ اور میرے منہ پر لگام باندھ دے گا۔ اور تیسرے روز خون میری ناک کے سوراخوں سے جاری ہو کر میری داڑھی اور سینہ پر بہے گا۔ بعد اسکے میثم اس سال حج کو گئے۔ اور ام سلمہؓ زوجہ زوجہ رسول خداؐ پاس بھی حاضر ہوئے ام سلمہؓ نے کہا تم کون ہو۔ کہا میں میثم ہوں۔ ام سلمہؓ نے کہا۔ قسم بخدا میں نے ایک رات کو سنا۔ رسول خداؐ تم کو یاد کر کے تمہاری سفارش علی بن ابی طالب سے کرتے تھے۔ میثم نے امام حسینؑ کا حال ام سلمہؓ سے پوچھا......۔ ام سلمہؓ نے کہا اپنے کسی باغ میں گئے ہیں میثم نے کہا جب آئیں۔ ان سے میرا سلام کہنا۔ اور کہنا انشاء اللہ بہت جلد ہم سے اور آپ سے نزدیک حق تعالیٰ ملاقات ہوگی۔ یہ سن کر ام سلمہؓ نے خوشبو منگائی اور اپنی کنیز سے کہا۔ اس سے میثم کی داڑھی خوشبو کر دے اور روغن ملنے کو کہا۔ میثم نے کہا تم نے میری داڑھی خوشبو کی۔ اور بہت جلد میری داڑھی کا محبت اہل بیت میں خون سے خضاب ہوگا۔ ام سلمہؓ نے کہا۔ امام حسینؑ تم کو بہت یاد کرتے تھے۔ میثم نے کہا میں بھی ہمیشہ ان کی یاد میں رہتا ہوں۔ اس وقت بہت مستعجل ہوں۔ اور میرے ان کے لئے امر ایک مقدر ہوتا ہے کہ اس تک پہنچنا ضرور ہے جب باہر آئے دیکھا کہ عبداللہ بن عباس بیٹھے ہیں میثم نے کہا۔ اے پسر عباس مجھ سے جو چاہو تفسیر قرآن کا سوال کرو۔ کہ میں نے قرآن جناب امیرؑ کے سامنے پڑھا ہے۔ اور اس کی تاویل آنحضرت سے سنی ہے۔ ابن عباس نے دوات و کاغذ مانگا۔ اور میثم سے پوچھ پوچھ کر لکھا یہاں تک کہ میثم نے کہا۔ اے پسر عباسؓ تمہارا حال اس وقت کیا ہوگا جب مجھے دیکھو گے۔ ہمراہ نو آدمیوں کے سولی پر کھینچا جاؤں گا جب ابن عباسؓ نے یہ سنا کاغذ پھاڑ ڈالا۔ اور کہا تم کہانت[1] کرتے ہو۔ میثمؓ نے کہا۔ کاغذ نہ پھاڑو جو کچھ میں نے کہا ہے اگر واقع نہ ہو تو کاغذ پھاڑ ڈالنا۔ بعد اس کے میثم جب حج سے فارغ ہو کر متوجہ کوفہ ہوئے۔ اور قبل اس کے کہ حج کو جائیں معرف[2] کوفہ سے کہتے تھے۔ جلد از جلد مجھے ایک حرام زادہ بنی امیہ سے طلب کریگا۔ اور تو اس سے مہلت چاہے گا۔ اور آخر الامر مجھے اس کے پاس کوفہ میں سے جائیگا یہانتک کہ دروازہ خانہ عمرو بن حریث پر مجھے سولی دے گا۔ بعد اس کے جب عبیداللہ ابن زیاد کوفہ میں آیا۔ اور معرف کو بلا کر میثم تمارؓ کا حال پوچھا معرف نے کہا۔ وہ حج کو گئے ہیں۔ ابن زیاد نے کہا۔ واللہ اگر تو ان کو نہ لائے گا۔ تو میں تجھ کو قتل کر دوں گا پس معرف نے مہلت مانگی۔ اور جلد قادسیہ میں ان کے استقبال کو گیا۔ اور وہاں قیام کیا یہاں تک کہ میثمؓ وہاں پہنچے۔ وہ میثمؓ کو پکڑ کر ابن زیاد پاس لے گیا جب میثم تمارؓ داخل مجلس ابن زیاد شقی ہوئے۔ حاضرین مجلس نے کہا۔ علی ابن ابی طالب نزدیک تمہارے بہترین مردم تھے۔ اس شقی نے کہا تم پرلے

---

[1] کاہن خبر آئندہ بتلانے والے کو کہتے ہیں جو اکثر جھوٹ بھی ہوتا ہے [2] معرف اس شخص کو کہتے ہیں جو بادشاہ کے آگے آگے ناواقف لوگوں کے حسب و نسب بیان کر کے تعارف کراتا ہے۔

ہو وہ اس عجمی کو اس قدر دوست رکھتے تھے۔ سب نے کہا۔ ہاں۔ ابن زیاد نے کہا۔ اے میثمؓ تمہارا خدا کہاں ہے میثمؓ نے کہا۔ ظالموں کی گھات میں ہے۔ اور تو ان ظالموں میں سے ہے۔ ابن زیادہ نے کہا تم اس درجہ جرأت رکھتے ہو۔ کہ اس طور سے مجھ سے کلام کرتے ہو۔ لہٰذا ابو ترابؑ سے بیزاری اختیار کرو۔ میثم نے کہا میں ابو تراب کو نہیں جانتا ابن زیاد نے کہا۔ علیؑ بن ابی طالب سے بیزاری کرو۔ میثمؓ نے کہا۔ اگر علیؑ ابن ابی طالب سے بیزاری نہ کرو تو کیا کرے گا۔ ابن زیاد شقی نے کہا قسم بخدا میں تم کو قتل کروں گا۔ میثمؓ نے کہا میرے مولا امیر المومنینؑ نے مجھے خبر دی ہے کہ تو مجھے قتل کریگا۔ اور سولی پر مع نو آدمیوں کے دروازہ عمرو بن حریث پر لٹکا دے گا۔ ابن زیاد نے کہا۔ میں تمہارے مولا اور آقا کے قول کی مخالفت کرتا ہوں تاکہ ان کا جھوٹ ظاہر ہو جائے۔ میثمؓ نے کہا۔ میرے مولا اور آقا نے جھوٹ نہیں کہا۔ اور جو کچھ کہا ہے۔ جناب رسول خدا سے سنا ہے اور رسول خدا نے جبرئیل سے اور جبرئیل نے خداوند جلیل سے۔ تو ان کی مخالفت کیونکر کر سکے گا۔ اور میں جانتا ہوں جس طرح تو مجھے قتل کریگا۔ اور جانتا ہوں۔ جہاں مجھے سولی دے گا۔ اور اس سے پہلے اسلام میں جس آدمی کے منہ پر لگام باندھیں گے وہ میں ہوں گا۔ بعد اسکے ابن زیاد نے حکم دیا میثمؓ اور مختارؓ دونوں کو قید کریں۔ قید خانہ میں میثمؓ نے مختار سے کہا تم قید سے چھوٹ جاؤ گے اور خروج کرو گے اور طلب خون امام حسینؑ کرو گے۔ اور عبید اللہ بن زیاد کو قتل کرو گے۔ جب مختارؓ کو قتل کرنے لے چلے۔ قاصد یزید کی جانب سے پہنچا۔ اور ایک نامہ لایا۔ اس میں لکھا تھا کہ مختارؓ کو چھوڑ دو۔ پھر میثمؓ کو بلایا۔ اور حکم دیا۔ کہ ان کو سُولی دروازہ مکانہ عمرو بن حریث پر لٹکا دو۔ اس وقت عمرو نے جانا۔ کہ وہ جو مجھ سے میثم نے کہا تھا کہ اپنے ہمسایہ کی رعایت کرنا اس سے مراد یہ وقت تھا۔ پھر اپنی کنیز کو حکم دیا۔ کہ ان کی سولی کے نیچے جھاڑو دے۔ اور خوشبو روشن کرے۔ میثمؓ نے احادیث فضائل اہل بیت شروع کیں اور بنی امیہ پر لعن کیا۔ اور دیگر امور جدال و قتال و حالات بنی اُمیہ کی خبر دیتے رہے۔ لوگوں نے ابن زیاد سے کہا۔ کہ اس شخص نے تم کو بدنام کر رکھا ہے۔ اس ولد الزنا نے حکم دیا۔ کہ ان کے منہ پر لگام باندھ کر سولی پر کھینچ دیں کہ بات نہ کر سکے۔ جب تیسرا دن ہوُا۔ ایک ملعون آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک حربہ تھا اس نے کہا قسم بخدا حربہ میں تم پر ماروں گا۔ باوجودیکہ جانتا ہوں تم ہمیشہ دن کو روزہ رکھتے تھے اور راتوں کو عبادت الٰہی میں کھڑے رہتے تھے۔ یہ کہہ کر وہ حربہ اس شقی نے میثمؓ تمار کے چوتڑ پر مارا کہ پہلو اس سے قطع ہو گیا۔ اور آخر روز خون ان کے دماغ۔ کے سوراخوں سے جاری ہو کر ریش و سینہ مبارک پر جاری ہوُا۔ اور مرغ روح نے جانب ریاض جناں پرواز کیا۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔ ایضاً۔ شیخ کشی نے امام رضاؑ سے روایت کی ہے۔ کہ ایک روز میثم تمارؓ خدمت امیر المومنین میں حاضر ہوئے اور آنحضرت آرام فرما رہے تھے میثمؓ نے بوجہ اس علم کے جو امیر المومنین نے ان کو تعلیم کیا تھا کہا افسوس اے میرے مولا آپ کی ریش مبارک آپکے

خون سر سے رنگین کریں گے بعد اسکے امیرالمومنینؑ بیدار ہوئے۔ فرمایا۔ اے میثمؓ تم کو پکڑ لیں گے۔ اور تمہارے
ہاتھ پاؤں زبان کاٹ ڈالیں گے۔ اور وہ درخت جو کوفہ میں محلہ کناسہ میں واقع ہے اسے چار ٹکڑے کریں
گے۔ ایک ٹکڑے پر تم کو سولی دیں گے۔ اور دوسرے پر حجرؓ ابن عدی کو اور تیسرے پر محمدؓ بن اکثم کو اور چوتھے
پر خالدؓ بن مسعود کو سولی پر لٹکا دیں گے۔ میثمؓ نے کہا۔ اس خبر سے مجھے کچھ شک ہوا اور میں نے عرض کیا۔ یا
حضرت البتہ ایسا ہو گا۔ امیرالمومنینؑ نے فرمایا۔ ہاں بحق پروردگار کعبہ اسی طرح مجھے جناب رسول خداؐ نے
خبر دی ہے۔ میں نے کہا۔ اے امیرالمومنینؑ مجھے کیوں قتل کریں گے جناب امیرؑ نے فرمایا۔ ایک والدالزنا
فرزند زناکار عبیداللہ پسر زیاد تم کو ہماری محبت کی وجہ سے قید کرے گا۔ اور اسی طرح قتل کرے گا۔ بعد اسکے
جب عبیداللہ بن زیاد داخل کوفہ ہوا۔ اس کا علم اسی خرما کے درخت میں الجھا جس کی جانب جناب امیرؑ نے
خبر دی تھی۔ اور الجھ کر پھٹ گیا۔ اس ملعون نے یہ فال بد جانی اور حکم دیا کہ اس درخت کو کاٹ ڈالو۔ اس
درخت کے چار ٹکڑے کئے۔ جب میثمؓ کا گذر اس طرف سے ہوا۔ دیکھا کہ اسے کاٹ ڈالا ہے میثمؓ نے کہا اے
درخت تو میرے لئے کاٹا گیا ہے بعد اسکے اپنے فرزند صالح سے کہا۔ ایک میخ لاؤ اور اپنا نام اس میخ پر لکھ کر
ان چاروں حصوں میں سے ایک حصہ جس کا نشان امیرالمومنینؑ نے دیا تھا ٹھونک دی۔ اور کہا مجھے اس حصہ
پر سُولی دیں گے۔ بعد تھوڑے دنوں کے میثمؓ اور کوتوال شہر سے اور اہل بازار سے نزاع ہوئی میثم کو پکڑ کے ابن
زیاد ملعون پاس لے گئے جب گفتگو ہوئی۔ اس شقی کو طاقت لسانی وفصاحت بیانی میثمؓ کی اچھی طرح معلوم
ہوئی اس وقت عمرو بن حریث نے کہا۔ آپ ان کو پہچانتے ہیں۔ ابن زیاد نے کہا۔ کون ہے۔ عمرو بن حریث
ملعون نے کہا۔ یہ میثم تمار ہے کہ خود بھی جھوٹا ہے اور اس کا آقا علیؑ بن ابی طالب بھی (معاذ اللہ) جھوٹا ہے جب
ابن زیاد شقی نے جانا کہ یہ میثم تمارؓ ہیں۔ آتش خشم وغضب وکینہ اس کے سینہ میں بھڑکنے لگی۔ پھر سیدھا ہو کر
بیٹھا۔ اور کہا۔ اے میثمؓ تم جھوٹ بولا کرتے ہو میثمؓ نے کہا۔ تو جھوٹ بولتا ہے میں سچا ہوں۔ اور میرے مولا
امیرالمومنینؑ بھی سچے ہیں کہ سچے بادشاہ مومنوں کے وہی تھی۔ ابن زیاد ملعون نے کہا علی سے بیزاری کرو اور ان کی
برائی بیان کرو اور ولایت عثمان کی اختیار کرکے اس کی نیکیاں بیان کرو۔ اور اگر ایسا نہ کرو گے تمہارے ہاتھ پاؤں زبان کاٹ
ڈالوں گا جب میثم نے یہ سُنا رونے لگے۔ ابن زیاد نے کہا۔ اے میثمؓ روتے کیوں ہو۔ کہا تیرے کردار وگفتار پر نہیں روتا۔
ولیکن میں اس شک پر روتا ہو۔ جو میرے دل میں گذرا تھا۔ کہ ایک روز میرے مولا امیرالمومنین نے اسی واقعہ کی
مجھے خبر دی تھی۔ ابن زیاد نے کہا۔ امیرالمومنین نے تم پر اس واقعہ کی کیونکر خبر دی میثمؓ نے کہا میں ایک روز خدمت
جناب امیرؑ میں گیا۔ اور آنحضرت آرام فرما تھے میں نے ایسا کچھ کہا۔ اور حضرت نے اسی طرح مجھ سے کہا۔ اور
جو کچھ جناب نے فرمایا تھا۔ یہاں تک بیان کیا کہ اے میثمؓ تم کو ایک کافر والدالزنا فرزند کنیز زناکار پکڑے گا جب اس

فرزند والدالزنا نے سنا بہت طیش وغضب آلود ہو کر کہا قسم بخدا میں تیرے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالوں گا۔ اور زبان نہ کاٹوں گا۔ کہ تیرا اور تیرے آقا کا جھوٹ ظاہر ہو جائے۔ بعد اسکے اس لعین نے حکم دیا۔ کہ میثم تمارؓ کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالو اور حکم دیا۔ کہ ان کو سولی پر لٹکا دو جب میثمؒ کو باہر لے گئے ہجوم مردم میں باواز بلند کہا جسے علم مکنون علی ابن ابی طالب سننا منظور ہو آئے اور مجھ سے سُنے۔ یہ سن کر لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے اور میثم تمارؓ سولی پر علوم واسرار لوگوں سے بیان کرتے۔ اور عجائب وغرائب اخبار حیدر کرارؑ لوگوں سے بیان کرتے تھے۔ ناگاہ عمرو بن حریث ملعون آیا اور دیکھا ہجوم ہے انبوہ۔ در پوچھا سبب ہجوم وانبوہ مردم کیا ہے۔ لوگوں نے کہا میثم تمارؓ احادیث و اخبار حیدر کرارؑ لوگوں سے نقل کر رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر ملعون ابن زیاد شقی پاس گیا۔ اور کہا۔ جلد کسی کو وہاں بھیجئے کہ میثمؓ کی زبان کاٹ ڈالے۔ اسلئے کہ اگر ایک ساعت اور اس کی زبان منہ میں رہے گی۔ اہل کوفہ کی تم پر تلوار گرا دے گا۔ یہ سن کر ابن زیاد ملعون نے ایک خواص کی طرف جو اسکے بالائے سر شخص کھڑا تھا۔ نظر کی اور کہا جا اور اس کی زبان کاٹ ڈال۔ جب وہ خواص آیا۔ کہا۔ اے میثمؓ۔ میثمؓ نے کہا۔ مجھ سے کیا مطلب ہے۔ خواص نے کہا۔ زبان اپنی نکالو کہ امیرؑ کا حکم ہے زبان تمہاری کاٹ ڈالوں۔ میثمؓ نے کہا۔ اس والدالزنا نے تو کہا تھا۔ کہ میرے مولا کو جھوٹا کریگا۔ آ میری زبان کاٹو۔ یہ کہہ کر زبان باہر نکالی۔ اور اس شقی نے کاٹ ڈالی۔ بعد اسکے لوگوں نے دیکھا۔ اسی حصہ چہارم درخت پر جس پر میثمؓ نے میخ گاڑی تھی اور اپنا نام لکھ دیا تھا۔ ان کو سولی پر لٹکا دیا ہے۔ اور میثم تمارؓ کی شہادت اس سے دس روز پہلے ہوئی جب امام حسینؑ عراق میں پہنچے۔ ایضاً: روایت کی ہے جب وہ بزرگوار برحمت حق ملحق ہوا۔ سات آدمی خرما فروش جو میثمؓ کے ہم پیشہ تھے ایک رات کو آئے۔ جس وقت سب نگہبان و پاسبان جاگ رہے تھے اور حق تعالیٰ نے ان ساتوں آدمیوں کو ان سے پوشیدہ رکھا کہ ان کو وہ نہ دیکھ سکے۔ یہاں تک کہ وہ ساتوں شخص میثم کو وہاں سے ایک نہر کے کنارے اٹھا لائے اور وہاں دفن کر کے پانی قبر پر جاری کر دیا۔ اس کے بعد ہر چند نگہبانوں نے تلاش کیا۔ مگر کہیں اثر ونشان قبر کا نہ پایا۔

فصل بارھویں۔ توجہ جناب سید الشہدا بمکہ معظمہ

توجہ جناب سید الشہدا جانب مکہ۔ چونکہ کتب فریقین میں اس واقعہ ہائلہ کا مختلف طور سے ذکر ہے۔ لہذا جو کچھ اعاظم علمائے شیعہ رضوان اللہ علیہم نے لکھا ہے اس پر اکتفا کی گئی۔ اور اس وجہ سے کہ ان میں بھی اختلاف ہے لہذا مجمل طور سے سب کا ذکر کر کے مقامات اختلاف میں اشارہ کر دیا ہے۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے کہ جب ہنگام ارتحال، بدترین اہل بغی وعدوان معاویہ بن ابی سفیان جانب سراے جحیم عذاب

الیم نیراں پہنچی۔ اپنے فرزند شقاوت مند یزید پلید علیہ اللعنتہ والعذاب الشدید کو طلب کیا۔ اور اپنے پاس بٹھا کر کہا کہ
فرزند واضح ہو میں نے تیرے لئے گردن کشان جہاں کو ذلیل و مطیع و منقاد کیا۔ اور تمام شہروں کو تیرے تحت
و تصرف دیا۔ اور جہانداری ملک و شہر یاری تیرے واسطے مہیا کی۔ اب میں تین شخصوں سے تجھ پر ڈرتا ہوں۔ اور
جانتا ہوں کہ وہ تیری مخالفت جہانتک ان سے ہو سکے گا کریں گے۔ اوّل عبداللہ پسر عمر بن الخطاب دوّم عبداللہ
پسر زبیر سوم حسینؑ بن علی لیکن عبداللہ بن عمر وہ تجھ سے جدا نہ ہوگا اگر تو اس کی خاطر و مدارات کریگا۔ ولیکن عبداللہ
پسر زبیر اگر دسترس اس پر ہو جاوے۔ بند بند جدا کر ڈالنا اس لئے کہ وہ ہمیشہ تیری گھات میں ہے مثل اس شیر کے
جو شکار کی گھات میں بیٹھا ہو اور مانند روباہ شب و روز باندیشہ و مکر مشغول ہے کہ تیری دولت کو تباہ کرے
ولیکن امام حسینؑ پس ان کی نسبت قرابت کا حال رسول خداؐ سے تجھے معلوم ہے کہ وہ پارہ تن حضرت رسولؐ
کے ہیں اور ان کے گوشت و خون سے پرورش ہوئے ہیں میں جانتا ہوں کہ بیشک اہل العراق انکو بلائیں گے
اور یاری و نصرت نہ کریں گے۔ بلکہ انکو تنہا چھوڑ دیں گے۔ لازم ہے اگر ان پر تو ظفر پائے۔ انکے حق حرمت کو
پہنچاننا۔ اور انکے منزلت و قرابت جو رسول خدا سے ہے اس کو یاد کرنا اور ان کی باتوں پر انکو مواخذہ[1] نہ

---

[1] یہ روایت موضوع ہے اور کتب اہل سنت سے علامہ موصوف نے تحریر فرمائی ہے۔ روضتہ الاحباب۔ اسد الغابہ وغیرہ ملاحظہ ہو۔ قتل حسینؑ کیا تاراجی اہل بیت رسولؐ ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت عمل میں آئی ہے

یزید ملعون اور خاندان یزید کی اسلام دشمنی خود یزید لعین کے ان اشعار سے اچھی طرح واضح ہوتی ہے جو اس نے اس وقت پڑھے جب اہل بیتؑ کا لٹا ہوا قافلہ اس کے دربار میں کھڑا تھا۔ ملاحظہ ہو[1]

لعبت بنو هاشم بالملك فلا   خبر جاء ولا وحی نزل

(باقی صفحہ ۱۸۰ پر)

کرتا۔ اور جو روابط میں نے اس مدت میں ان سے محکم کئے ہیں۔ ان کو قطع نہ کرنا اور ہرگز ہرگز ان کو کوئی صدمہ وضرر نہ پہنچانا۔ مولف فرماتے ہیں کہ غرض اس کی ان نصیحتوں سے حفظ ملک و بادشاہی یزید تھی۔ اس لئے جانتا تھا کہ بعد شہادت امام حسینؑ سلطنت میں تزلزل ہوگا۔ اور تمام خلائق منافق و مومن یزید سے منحرف ہونگے اور یہ بخوبی واضح ہے کہ وہ بدبخت اعتقاد بخدا اور روز جزا و نبوت سید الانبیاء نہ رکھتا تھا۔ اور اس کا کفر و نفاق تمام عالم پر ظاہر تھا۔

درخواست بیعت از امام حسینؑ

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا جب معاویہ فوت ہوا اور یزید پلید اس کے بعد مسند خلافت باطل پر بیٹھا۔ اپنے چچا عتبہ پسر ابوسفیان کو اور بروایت شیخ مفیدؒ وغیرہ نے کہا ہے ولید پسر عتبہ کو حاکم مدینہ کر کے مدینہ میں بھیجا اور مروان بن حکم کو کہ معاویہ کی طرف سے حاکم مدینہ تھا معزول کیا جب عتبہ داخل مدینہ ہوا۔ اور مسند امارت پر متمکن ہونا چاہا۔ حکم یزید درباب مروان جاری کرے مروان بھاگ گیا۔ اور عتبہ کا اس پر دسترس نہ چلا۔ بعد اسکے اس نے امام حسینؑ پاس ایک قاصد بھیجا کہ یزید نے مجھے حکم دیا ہے کہ اسکے لئے آپ سے بیعت لوں

(بقیہ صفحہ ۱۷۹)

بنی ہاشم محمد صلعم نے حکومت کرنے کے لئے ایک کھیل کھیلا حقیقۃً ان کے پاس نہ کوئی فرشتہ آیا اور نہ کوئی وحی نازل ہوئی۔

لیت اشیاخی ببدر شہدوا — جزع الخزرج من وقع الاسل

کاش میرے وہ بزرگ جو جنگ بدر میں مارے گئے موجود ہوتے تو خوش ہو کر داد دیتے کہ میں نے خاندان رسولؐ سے انکا کیسا بدلہ لیا

لاھلوا واستھلوا فرحا — ثم قالوا یا یزید لا تشل

اور وہ مجھے دعا دیتے کہ اسے یزید تیرا ہاتھ بیکار نہ ہو۔

قد قتلنا القرن من ساداتھم — وعدلناہ ببدر فاعتدل

میں نے ان کے چنے ہوئے بزرگوں اور سادات بنی ہاشم کو قتل کیا اور جنگ بدر کا انتقام لیا۔ تو عوض پورا ہوگیا۔

لست من عتبۃ ان لم انتقم — من بنی احمد ماکان فعل

محمدؐ نے جو کچھ کیا تھا اگر میں ان سب کا انتقام ان کی اولاد سے نہ لیتا تو بے شک عتبہ کی نسل میں شمار ہونے کے قابل نہ رہتا۔

(تاریخ کامل جلد چار صہ ۳۵)

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ جو اثرات اولاد کے ہوتے ہیں وہ والدین کے اور جو خیالات والدین کے وہ اولاد کے ہوتے ہیں خاندانی دشمنی کے متعلق ان اشعار سے بخوبی یہ معلوم ہو رہا ہے کہ اہل بیت کے متعلق یہ خیالات یزید کے ہی نہیں تھے۔ بلکہ خاندان یزید یہ معاویہ سفیان کے بھی تھے جنگ صفین وغیرہ ان ہی خیالات کا اثر و نتیجہ تھی۔ لہذا اب یہ کہنا اور ماننا غیر ممکن

(باقی صفحہ ۱۸۱ پر)

لازم ہے کہ یہاں آکر بیعت یزید کیجئے۔ جب امام حسینؑ تشریف لائے۔ فرمایا۔ اے عتبہ تو جانتا ہے کہ ہم خاندان عزت و کرامت و معدن نبوت و رسالت سے ہیں۔ اور ہم علمائے روشن دین اور نشانہائے راہ یقین ہیں۔ خدا نے حق ہمارے دلوں کو سپرد کیا۔ اور ہماری زبانوں کو گویا کیا اس سے اور ہمیشہ چشمہ ہائے حکمت و دریائے علم جناب احدیت ہماری زبان معجز بیان پر جاری ہیں۔ میں نے اپنے جد بزرگوار جناب رسول خداؐ سے سنا ہے۔ کہ آنحضرت فرماتے تھے کہ خلافت فرزندان ابوسفیان پر حرام ہے پھر میں اس گروہ سے کیونکر بیعت کروں جن کے حق میں جناب رسول خداؐ نے یہ اشارہ کیا ہے۔

نامہ عتبہ بنام یزید لعین

جب عتبہ نے امام حسینؑ سے یہ جواب سنا۔ اپنے منشی کو بلایا اور اس مضمون کا نامہ یزید کو لکھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ نامہ از طرف عتبہ پسر ابوسفیان بجانب بندہ خدا یزید بادشاہ مومنین ہے۔ اما بعد حسینؑ بن علیؑ تم کو سزاوار خلافت نہیں جانتے اور تمہاری بیعت پر راضی نہیں ہیں پس جو کچھ تم ان کے حق میں بہتر جانو اس پر عمل کرو۔ والسلام جب یہ خط یزید پلید پاس پہنچا۔ جواب لکھا۔ لازم ہے اے عتبہ جب میرا خط تمہارے پاس پہونچے۔ فوراً جواب لکھو کہ کس نے میری بیعت کی اور کس نے میری مخالفت کی۔ اور لازم ہے کہ امام حسینؑ کا سر ہمراہ خط کے میرے پاس بھیج دے۔ اور شیخ مفیدؒ و سید ابن طاؤسؒ و ابن شہر آشوبؒ وغیرہم رضوان اللہ علیہم نے روایت کی ہے۔ جب امام حسنؑ نے انتقال فرمایا۔ شیعان عراق نے متعد ہو کے ایک خط امام حسینؑ کو لکھا کہ ہم معاویہ کو خلافت سے معزول کر کے آپ سے بیعت کرتے ہیں۔ امام حسینؑ نے اس وقت موافقت ان کی میں صلاح نہ جانی۔ اور حکم بصبر فرمایا۔ جب امیر معاویہ دنیا سے گذر گئے۔ نصف ماہ رجب ۶۰ھ ہجری میں یزید نے ایک نامہ ولید پسر عتبہ بن ابوسفیان کو کہ از جانب معاویہ حاکم مدینہ تھا۔ اس مضمون کا لکھا کہ امام حسینؑ و عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن زبیر و عبدالرحمان بن ابی بکر سے میری بیعت لے اور لازم ہے کہ ان پر تنگ گیری کر کے عذر قبول نہ کرنا اور جو میری بیعت سے انکار کرے اس کا سر بہت جلد میرے پاس بھیج دے۔ جب یہ نامہ ولید پاس پہنچا۔ اس نے مروان بن حکم سے اس بارہ میں مشورہ کیا۔ مروان شقی نے کہا مناسب معلوم یہ ہوتا ہے کہ ہنوز یہ لوگ انتقال معاویہ سے خبردار ہونے نہ پائیں کہ ان کو بلا کر یزید کی بیعت ان سے لے لے اور جو

(بقیہ صفحہ ۱۸۰) ہے کہ معاویہ یزید کو اہل بیتؑ سے نیک سلوک کرنے کو وصیت کرے بلکہ یہ طرفداران نبی امیہ کی تیار کردہ روایات ہیں ان کو برحق ثابت کرنے کے لئے۔ لیکن ؎

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

(کوثر مظہر بلوی عفی عنہ)

قبول نہ کرے اسے قتل کر۔ یہ بات ولید پر بہت گراں ہوئی۔ مگر اسی رات ان لوگوں کو طلب کیا۔ اور یہ اس وقت روضہ منورہ رسول خداؐ میں جمع تھے۔ جب پیغام ولید سنا۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ معاویہ مر گیا۔ اور ہم کو بیعت یزید کے واسطے طلب کیا ہے۔ عبد اللہ بن عمر و عبد الرحمٰن بن ابو بکر نے کہا ہم اپنے گھر جا کر دروازہ بند کر لیتے ہیں عبد اللہ بن زبیر نے کہا۔ میں ہر گز بیعت یزید نہ کروں گا۔ اور امام حسینؑ نے فرمایا۔ البتہ میں ولید پاس جاؤنگا

ملاقات امام حسینؑ با ولید

پس حضرت امام حسینؑ نے تیس شخصوں کو اپنے اہل بیت اور غلاموں اور مولیوں میں سے حکم فرمایا۔ کہ ہتھیار سجا لیں۔ جب سب تیار ہو چکے امام حسینؑ اپنے ہمراہ لے چلے اور جا کر فرمایا تم سب دروازہ پر ٹھہرو۔ جب میری آواز بلند ہو تم سب اندر چلے آنا جب امام حسینؑ داخل مجلس ولید ہوئے۔ دیکھا مروان تنہا ولید پاس بیٹھا ہے۔ جب امام حسینؑ بیٹھے۔ ولید نے خبر مرگ معاویہ امام حسینؑ سے بیان کی۔ حضرت نے فرمایا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ولید نے یزید کا خط پڑھا۔ حضرت نے فرمایا۔ مجھے یہ گمان نہیں ہے کہ تم مجھ سے پنہاں یزید کے بیعت کرنے پر راضی ہو۔ چاہو گے کہ علانیہ لوگوں کے سامنے میں یزید کی بیعت کروں۔ ولید نے کہا۔ ہاں یہی مقصود ہے۔ حضرت نے فرمایا کل صبح اس بارہ میں جو مناسب ہوا۔ جواب دونگا۔ اور تم بھی اس بارہ میں خیال کرنا بعد اسکے آپس میں صلاح کر کے ہم میں سے جو لائق خلافت ہوا اس کی بیعت کرنا۔ ولید نے کہا اچھا خدا حافظ تشریف لے جائیے۔ پھر بعد اسکے مجمع مردم میں آپ سے ملاقات کروں گا۔ مروان لعین نے کہا۔ حسینؑ کو نہ جانے دو کہ اگر اس وقت تو نے ان سے بیعت نہ لی۔ پھر بغیر اسکے خونریزی نہ ہو وہ ہاتھ نہ آئیں گے۔ اس وقت ہے

؎ یہ دونوں حضرات یزید کی بیعت کا دل میں ارادہ رکھتے تھے اور بعد میں کر بھی لی بلکہ لوگوں کو بیعت یزید کیلئے مجبور کرتے تھے (بخاری جلد دوم ص۱۰۵۳) عن نافع قال لما خلع اهل المدينة يزيد بن معاوية جمع ابن عمر حشمه وولده فقال انى سمعت النبى صلى الله عليه وآله وسلم يقول ينصب لكل غادر لواء يوم القيمة وانا قد بايعنا هذا الرجل اى يزيد على بيع الله ورسوله وانى لا اعلم غدرا اعظم من ان يبايع رجل على بيع الله ورسوله۔ نافع روایت کرتے ہیں کہ اہل مدینہ نے بیعت یزید سے انکار کر دیا۔ تو عبد اللہ بن عمر نے رؤسا مدینہ کو ایک جھنڈے تلے جمع کیا۔ اور کہا میں نے رسول پاکؐ سے سنا ہے کہ امام کا باغی جو ہوگا۔ قیامت کو بغاوت کے جھنڈے تلے ہوں گے (یعنی بخشش نہ ہوگی۔) اور تحقیق ہم نے اس مرد (یزید) کی بیعت اللہ اور رسول کی بیعت جان کر کی ہے اور میں جانتا ہوں کہ بیعت یزید بیعت خدا و رسول اور اس کا انکاری باغی اور بغاوت کے جھنڈے تلے ہونگے۔

(کوثر بریلوی عفی عنہ)

قابو میں ہیں۔ جس طرح ہوسکے انسے بیعت لے لو اور اگر بیعت نہ کریں قتل کردو۔ امام حسینؑ اس کلام بدانجام مروان سے غضبناک ہوئے۔ اور فرمایا اے والدالزنا فرزندان ازرق زناکار بھلا تو یا وہ مجھے قتل کرسکے گا قسم بخدا تو جھوٹ کہتا ہے۔ تو اور وہ کوئی میرے قتل پر قادر نہیں۔ بعد اسکے ولید کی طرف مخاطب ہوئے۔ فرمایا اے ولید واضح ہو کہ ہم اہل بیت نبوت و معدن رسالت ہیں۔ ہمارے گھر میں ملائکہ نازل ہوتے ہیں خدا نے ہم کو نبوت و خلافت عطا کی اور ہم پر خلافت و امامت کو ختم کرے گا۔ اور یزید ایک مرد فاسق اور شراب خوار ہے۔ لوگوں کو ناحق قتل کرتا ہے اور اعلانیہ انواع و اقسام کے فسوق و فجور و معاصی کا مرتکب ہوتا ہے مجھ ایسا اس فاسق جیسے سے ہرگز بیعت نہیں کرسکتا۔ بعد اسکے جو کچھ میرے اور تمہارے درمیان ٹھہریگا۔ یہ فرماکر ہمراہ اصحاب جانب دولت سرا مراجعت فرمائی۔ اور یہ واقعہ شب ستائیسویں رجب کو گذرا جب امام حسینؑ باہر تشریف لے گئے مروان لعین نے کہا۔ ولید سے تم نے میری بات نہ مانی۔ قسم بخدا اب ان پر دسترس نہ پاؤگے۔ ولید نے جواب دیا۔ اے مروان تیری رائے پر دلائے ہو۔ تیری رائے میری موجب ہلاکت دنیا و دین تھی۔ قسم بخدا میں راضی نہیں کہ تمام دنیا ہماری ہو جائے اور میں خون امام حسینؑ میں شریک ہوں سبحان اللہ تو راضی ہے اس بات پر کہ میں امام حسینؑ کو قتل کروں کہ وہ یزید سے بیعت نہیں کرتے قسم بخدا جو ان کے خون میں شریک ہوگا اس کو بروز قیامت کوئی حسنہ نہ ملیگا۔ بظاہر مروان نے کہا۔ اگر تم نے اس وجہ سے میرا کہا نہ کیا خوب کیا دل میں فعل ولید سے راضی نہ تھا

منازعہ امام حسینؑ با مروان علیہ اللعن

اگلے روز صبح کو امام حسینؑ باہر تشریف لائے۔ بعض کوچہ ہائے مدینہ میں مروان نے حضرت کو دیکھا۔ اور کہا۔ میری نصیحت قبول کیجئے اور یزید سے بیعت کرلیجئے۔ کہ آپ کے دین و دنیا کے لئے بہتر ہے۔ امام حسینؑ نے جواب میں فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حال اسلام پر دلائے ہو کہ امت محمدیہ یزید ایسے خلیفہ کی خلافت میں مبتلا ہو۔ تحقیق کہ میں نے اپنے جد بزرگوار رسول مختارؐ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے۔ خلافت آل ابوسفیان پر حرام ہے۔ الغرض اس بات پر بہت رد و قدح ہوئی۔ اور مروان غضب آلود ہو کر چلا گیا۔ ولید نے شب اول عبداللہ بن زبیر سے بیعت لینے میں بہت مبالغہ کیا اور وہ صبح ہوتے ہی مدینہ سے جانب مکہ روانہ ہوا جب ولید اس کے جانے پر مطلع ہوا۔ ایک شخص کو بنی امیہ میں سے ان کے تعاقب میں مع چالیس سوار روانہ کیا۔ مگر چونکہ عبداللہ راہ غیر متعارف سے گیا تھا۔ ہر چند ڈھونڈا۔ مگر نہ پایا اور واپس آئے۔ جب روز شنبہ تمام ہوا۔ ولید نے کسی کو امام حسینؑ پاس بھیجا۔ اور دوبارہ بہت تاکید کی۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ کہہ دو صبر کرے۔ میں اس رات سوچوں اور فکر کروں گا۔

خواب دیکھنا امام حسینؑ کا

بروایت شیخ مفیدؒ اسی شب کہ وہ شب یک شنبہ ستائیسویں ماہ رجب کی تھی۔ امام حسینؑ متوجہ مکہ ہوئے اور بروایت سابق امام زین العابدینؑ نے فرمایا۔ جب امام حسینؑ نے ارادہ عراق کیا شب اوّل بقصد وداع اپنے جد بزرگوار جناب پیغمبر خدا کے روضہ مقدس میں گئے کہ وداع کریں۔ جب قریب قبر مطہر پہونچے۔ ایک نور قبر مطہر سے امام حسینؑ کے لئے ظاہر ہوا۔ قریب امام حسینؑ نے وہ حالت مشاہدہ کی۔ اپنی دولت سرا کی جانب مراجعت فرمائی۔ پھر دوسری شب کو مزار مقدس کی زیارت کو روانہ ہوئے اور نزدیک مرقد مطہر اس سرور کھڑے ہو کر بہت نمازیں پڑھیں۔ اور سجدہ میں نیند آ گئی۔ خواب میں دیکھا۔ رسول خدا امام حسینؑ پاس تشریف لائے اور آغوش مبارک میں لے کر درمیان دو دیدہ بوسہ دیا۔ اور رو رو کر فرمانے لگے۔ میرے مادر و پدر اے فرزند تجھ پر فدا ہوں۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں درمیان اشقیائے امت کو مجھ سے امید شفاعت رکھتے ہیں۔ تو اپنے خون میں غوطے مار رہا ہے۔ بتحقیق کہ ان ظالموں کا خدا کے یہاں کوئی حصہ نہیں۔ اے فرزند تم بہت جلد اپنے مادر و پدر برادر پاس آؤ گے۔ اور وہ تمہارے مشتاق ہیں۔ اور تمہارے بہشت جاوید میں چند درجے ایسے ہیں۔ ان میں نہ پہونچ سکو گے مگر شہید ہو کے۔ یہ خواب دیکھ کر امام حسینؑ مغموم و محزون بیدار ہوئے اور جانب دولت سرا مراجعت فرمائی۔ اور خواب اہل بیت سے بیان کر کے عازم سفر عراق ہوئے۔

وداع امام حسینؑ از قبر جد بزرگوار

بروایت معتبر دیگر جب خبر بیعت طلبی یزید کی طرف سے ولید کو پہونچی بہت محزون مغموم ہوا۔ اور کہا مجھے منظور نہیں کہ میں امام حسینؑ فرزند رسولؐ کو قتل کروں۔ اور مجھ سے ایسا نہ ہو گا۔ ہر چند یزید تمام روئے زمین مجھے دے دے۔ بعد اسکے امام حسینؑ کو طلب کیا۔ اس وقت حضرت اپنے جد امجد کے روضہ پر گئے ہوئے تھے۔ جب امام حسینؑ کو گھر میں نہ پایا۔ اور ولید کو خبر کی۔ اس نے کہا میں خدا کا شکر کرتا ہوں۔ کہ وہ شہر سے چلے گئے اور میں ان کے خون میں شریک نہ ہوا۔ اور جب امام حسینؑ اس شب نزدیک قبر مطہر آئے۔ کہا السلام علیک یا رسول اللہ میں پسر فاطمہ ہوں۔ اور فرزند زادہ آپ کا ہوں۔ کہ آپ نے مجھے اپنی امت میں امانت رکھا۔ اور مجھے اپنا خلیفہ ان پر کیا۔ یا نبی اللہ آپ گواہ ہیں آپ کی امت نے میری نصرت نہ کی اور میری حرمت کی رعایت نہ کی۔ اور مجھے تلف کیا۔ ان سب کی میں آپ سے شکایت کرتا ہوں۔ یہاں تک کہ میں آپ سے ملاقات کروں۔ یہ فرما کر مشغول نماز و عبادت ہوئے اور صبح تک اپنے جد بزرگوار کے پاس بطاعت کردگار قیام کیا۔ جب صبح ہوئی جانب دولت سرا مراجعت فرمائی پھر دوسری شب روضہ مقدس جد عالی مقدار کی زیارت کو تشریف لے گئے۔ اور چند رکعت نماز ادا کی جب نماز سے فارغ ہوئے۔ کہا خداوندا یہ قبر تیرے پیغمبر کی ہے۔ اور میں تیرے پیغمبر کا فرزند ہوں۔ اور مجھے جو امر درپیش ہے وہ تو جانتا ہے۔ خداوندا میں نیکوں کو دوست رکھتا ہوں۔ اور اس کا حکم دیتا ہوں اور بدی کو دشمن رکھتا ہوں۔ اور اس سے منع کرتا

ہوں۔ خداوندا بحق اس قبر اور صاحب قبر کے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ کہ میرے لئے وہ اختیار کر جس میں تیری اور تیرے رسولؐ کی رضا ہو۔ صبح تک اپنے جد بزرگوار اور خداوند لیل و نہار سے مناجات کرتے رہے۔ جب قریب طلوع صبح ہوا۔ اپنا سر اقدس ضریح اقدس جد بزرگوار پر رکھا ناگاہ نیند آ گئی۔ خواب میں دیکھا۔ کہ جناب رسول خداؐ مع گروہ بیشمار ملائکہ مقربین کہ وہ حضرت کو بیچ میں لئے تھے۔ قریب امام حسینؑ آئے اور سید الشہدا کو آغوش میں لے کر سینہ سے لگایا۔ اور درمیان دو دیدہ بوسہ دے کر کہا اے حبیب من اے حسینؑ شہید من بہت جلد صحرائے کربلا میں تمہارا سر تن سے جدا کریں گے۔ اور تم اس گروہ میں جن کا دعویٰ ہو گا۔ کہ میری امت سے ہیں خون میں تڑپو گے۔ اور پیاسے ہو گے وہ اشقیا تم کو پانی نہ دیں گے۔ اور باوجود ایسے افعال و اعمال کے میری شفاعت کی امید رکھتے ہونگے خدا ان کو بروز قیامت میری شفاعت سے محروم کرے اے نور دیدہ من اے فرزند پسندیدہ من تمہارے پدر و مادر و برادر میرے پاس آئے۔ اور تمہاری ملاقات کے مشتاق ہیں تمہارے لئے ریاض جناں میں چند درجے اور منزلت ایسی ہیں کہ بغیر شہید ہوئے نہ مل سکیں گے۔ یہ سُن کر امام حسینؑ نے رو رو کر خواب میں اپنے جد بزرگوار رسول مختارؐ سے عرض کی۔ کہ مجھے دنیا کی کوئی حاجت نہیں۔ مجھے اپنے ہمراہ اپنی قبر مطہر میں لے لیجئے اور شر امت سے خلاص کیجئے۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ اے نور دیدہ۔ تم کو دنیا میں جانے اور شہادت پر فائز ہوئے بغیر چارہ نہیں اور بعد شہادت کے درجات بلند و سعادت ابدی تم کو حاصل ہو گی۔ تم اور تمہارے پدر و مادر و برادر و عم اور تمہارے پدر کے عم بروز قیامت بایکدیگر محشور ہونگے اور بایکدیگر داخل بہشت ہونگے۔ امام حسینؑ گریاں و پریشاں خواب سے بیدار ہوئے اور جانب دولت سرا مراجعت کر کے۔ جو کچھ خواب میں دیکھا تھا بیان کیا اہل بیت رسالتؐ سے۔ اس روز کوئی گھر اہل بیت سے خالی نہ تھا جس میں حزن و اندوہ نہ ہو۔ صدائے گریہ و نوحہ اہل بیت بلند تھی۔ بعد اسکے امام حسینؑ اسباب سفر مہیا کر کے عازم مکہ ہوئے۔ اور رات کو اپنی ماں فاطمۃ الزہراؑ کی قبر مطہر و معطر اور اپنے برادر امام حسنؑ کی قبر منور پر جا کے بطور رسم وداع کیا اور صبح جانب دولت سرا مراجعت کی۔

عرض محمدؓ بن حنفیہؓ بخدمت امام حسینؑ علیہ السّلام

اس وقت محمدؓ بن حنفیہؓ حاضر خدمت ہوئے۔ اور کہا اے برادر آپ میرے نزدیک گرامی و عزیز ترین خلق ہیں۔ اور میں آپ کو سب سے زیادہ دوست رکھتا ہوں۔ مجھ پر لازم ہے کہ جس میں آپ کی خیر ہو وہ آپ سے عرض کروں اور کیونکر نہ عرض کروں۔ حالانکہ آپ میرے بڑے بھائی ہیں۔ اور میرے بمنزلہ جان و دل و دیدہ اور بزرگ اہل بیت رسالت اور میرے امام و پیشوا ہیں اور آپ کی اطاعت مجھ پر واجب ہے اور خدا نے مجھ پر آپ کو فضیلت و شرافت دی ہے اور آپ کو بہترین سردار جوانان بہشت کیا ہے۔ میں آپ کے حق میں یہ صلاح مناسب جانتا ہوں کہ بیعت یزید سے کنارہ کیجئے اور شہروں سے دوری اختیار کر کے جنگل کی طرف تشریف لے جائیں اور لوگوں کے پاس قاصد بھیجئے اپنی بیعت کی دعوت کیجئے۔ اگر۔۔۔

جمع ہو جائیں اور آپ کی بیعت اختیار کریں۔ اس وقت جو آپ کی خاطر مبارک میں ہے اس کا قصد کیجئے۔ اور اگر وہ لوگ آپ کی اطاعت نہ کریں آپ خود مختار ہیں مجھے خوف ہے کہ آپ کسی شہر میں داخل ہوں۔ اور اہالیان شہر مختلف ہو کے کچھ آپ کی طرف ہو جائیں اور کچھ مخالفت کریں۔ اور آخر بجدال و قتال نوبت پہونچے اور آپ کی جان شریف اور آپ کے اہل بیت کی جائیں جو شریف ترین ہیں تلف ہو جائیں۔ امام حسینؑ نے فرمایا اے برادر کہاں جا کے توقف کروں۔ محمد بن حنفیہ نے کہا مکہ تشریف لے جائیے۔ اگر ہو سکے وہاں قیام کیجئے اگر اہل مکہ بشیوہ بے وفائی پیش آئیں یمن تشریف لے جائیے کہ اہالیان بلاد یمن آپ کے جد و پدر کے شیعہ ہیں۔ ان کے دل رحیم ہیں اور شہر ان کا وسیع ہے اور اگر وہاں بھی موقع قیام کا نہ ملے۔ پہاڑوں اور جنگلوں میں جائیے اور منتظر فرصت رہیئے کہ حق تعالیٰ آپ کے اور ان فاسقوں کے درمیان بحق حکم کرے۔ امام حسینؑ نے فرمایا اے برادر اگر کہیں بھی مجھے پناہ نہ ملے مگر یزید سے بیعت نہ کروں گا۔ یہ سن کر محمد بن حنفیہ نے کلام تمام کیا اور بہت روئے اور امام حسینؑ بھی روئے۔ پھر فرمایا۔ اے برادر خدا تم کو جزائے خیر دے تم نے مجھے نصیحت کی اور میری خیر خواہی کی۔ کہ اب میرا ارادہ مکہ معظمہ کا ہے اور میں اس سفر کا عازم ہوا ہوں۔ اپنے بھائیوں اور بھانجوں اور شیعوں کو ہمراہ لئے جاتا ہوں۔ اگر مناسب ہو تم مدینہ میں رہو اور میری جانب سے ان اشقیا پر بطور جاسوس رہو۔ جو کچھ گذرے مجھے تحریر کرو۔ پھر دوات کاغذ منگا کر اس مضمون کا ایک وصیت نامہ لکھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ وصیت نامہ حسینؑ بن علی بن ابی طالب کا اپنے برادر محمد المعروف با بن حنفیہ کی طرف ہے تحقیق کہ حسینؑ شہادت دیتا ہے کہ خدا یگانہ ہے اور کوئی شریک نہیں رکھتا۔ اور گواہی دیتا ہے کہ محمد اس کا بندہ اور رسولؐ ہے اور بحق و راستی حق تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے ہیں۔ اور شہادت دیتا ہے کہ بہشت و دوزخ ہے اور قیامت آنے والی ہے اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں اور خدا سب کو جو قبروں میں ہیں زندہ کرے گا۔ واضح ہو کہ میں از روئے طغیان و عدوان و فساد و ظلم نہیں جاتا ہوں۔ ولیکن اپنے نانا کی امت کی صلاح اس میں جانتا ہوں۔ کہ ان کو نیکیوں کا حکم دوں۔ اور بدیوں سے منع کروں۔ اور ان کے حق میں مثل اپنے نانا سید الانبیاء اور اپنے پدر سید اوصیا کے عمل کروں۔ پس جو کوئی مجھے بحق و راستی خدا قبول کرے۔ بحق و پاداش اہل حق سزاوار تر ہے اور جو مجھ پر رد کرے میں صبر کرتا ہوں تا آنکہ خدا میرے حق میں اور اس گروہ کے حق میں براستی حکم کرے۔ اور خدا بہترین حکم کنندگان ہے۔ اور یہ میری وصیت اے برادر تم کو ہے۔ اور نہیں میری توفیق مگر خدا اور اسی پر ہے توکل اور اسی کی جانب میری بازگشت ہے بعد اسکے امام حسینؑ نے نامہ لپیٹا۔ اور اس پر مہر فرما کے محمد بن حنفیہؓ کے ہاتھ میں دیا۔ اور رات ہی کو روانہ ہوئے۔ کتب معتبرہ میں باسانید قویہ ابن قولویہؒ سے منقول ہے کہ ایک روز حمزہ بن حمران نے جناب صادقؑ کی خدمت میں عرض

کی کہ جب امام حسینؑ متوجہ سفر عراق ہوئے۔ اس وقت محمد بن حنفیہؓ کیوں ہمراہ نہ ہوئے۔ حضرت نے فرمایا میں تم سے ایک بات کہتا ہوں۔ کہ پھر اسی طرح کا سوال نہ کرنا۔ واضح ہو کہ امام حسینؑ جب سفر پر روانہ ہونے لگے۔ کاغذ طلب کیا۔ اور یہ لکھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ نامہ حسینؑ بن علی بن ابی طالب کی طرف سے بجانب فرزندان ہاشم ہے۔ اما بعد جو میرے ہمراہ ہوگا شہید ہوگا۔ اور مجھ سے جو مخالفت کرے گا۔ رستگار نہ ہوگا

افواج ملائکہ و جنات کا حاضر ہونا

بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے جب سید الشہدا مدینہ سے باہر تشریف لے گئے۔ افواج ملائکہ مع علامتہائے محاربہ تیرے ہاتھوں میں لئے اسپان بہشت پر سوار حاضر ہوئے اور سلام کر کے کہا۔ اے حجت خدا تعالیٰ بعد اپنے جد و پدر برادر کے تمام خلق پر ہم نے بحکم خداوند عالم آپ کے جد بزرگوار کی بہت سے مقامات پر نصرت کی اور اب ہم کو آپ کی نصرت کے لئے بھیجا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ ہمارا تمہارا وعدہ گاہ مقام وہ ہے جسے خدا نے میرا موضع شہادت و دفن مقرر کیا ہے اور اس کا نام کربلا ہے۔ جب میں اس زمین شریف پر پہنچوں۔ اس وقت میرے پاس آنا۔ ملائکہ نے عرض کی۔ اے حجت خدا جو حکم دیجیئے گا ہم اس کی اطاعت کریں گے۔ اگر آپ کو کسی سے خوف ہو تو ہم آپ کے ہمراہ ہیں۔ اور دفع ضرر کریں۔ حضرت نے فرمایا۔ وہ لوگ مجھے کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے۔ یہانتک کہ میں اپنے مقام شہادت پر پہنچ جاؤں۔ اس کے بعد بے شمار فوجیں مسلمانان قوم جن کی خدمت امام حسینؑ میں حاضر ہوئیں اور کہا۔ اے سید و بزرگ ہمارے ہم آپ کے شیعہ ہیں اور یاور ہیں اپنے دشمنوں کے حق میں جو آپ حکم کریں ہم اس کی تعمیل و اطاعت کو حاضر ہیں۔ اگر آپ فرمائیں تو آپ کے سب دشمنوں کو ابھی ہلاک کر دیں اور آپ کو مطلق تعب و زحمت اور حرکت نہ کرنی پڑے۔ امام حسینؑ نے ان کو دعا دی۔ اور فرمایا مگر تم نے قرآن میں نہیں پڑھا۔ کہ خداوند عالم نے میرے جد بزرگوار کے لئے یہ آیتہ نازل فرمایا ہے۔ اینما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدہ یعنی جس جگہ ہوگے وہاں موت پہنچے گی ہر چند قلعہائے محکم میں ہو اور پھر ارشاد کیا ہے لو کنتم فی بیوتکم لبرز الذین کتب علیہم القتل الی مضاجعہم یعنی اے محمد منافقوں سے کہو۔ اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے۔ البتہ باہر آتے اپنے مقام مقتل پر وہ لوگ جن کے مقدر میں قتل ہونا لکھا ہے۔ پس اگر میں اپنی جگہ توقف کروں اور جہاد کو نہ جاؤں اس خلق گمراہ کو کس سے امتحان کریں گے اور منافقین کس چیز سے امتحان کئے جائیں گے اور زمین کربلا پر میری قبر میں کون ساکن ہوگا کہ خداوند عالم نے اس کو فراخ کیا۔ اور برگزیدہ فرمایا ہے اور اس مکان شریف کو میرے شیعوں کا پشت و پناہ کیا ہے اور اس مقدسہ کی جانب جانا باعث ایمنی دنیا و آخرت ہے ولیکن تم لوگ بروز دوشنبہ عاشورہ کو میرے پاس آؤ۔ کہ میں آخر روز کربلا میں شہید ہوگا۔ جبکہ کوئی میرے اہل بیت سے باقی نہ رہیگا کہ اس کے

قتل کا ارادہ کریں۔ اور میرا سر یزید پلید پاس لے جائیں گے۔ یہ سن کر گروہ نبی جان نے کہا۔ اے حبیب خدا اور فرزند حبیب خدا اگر آپ کے حکم کی اطاعت واجب نہ ہوتی اور آپ کی مخالفت جائز ہوتی تو بیشک ہم آپ کے تمام دشمنوں کو قبل اسکے کہ وہ آپ تک پہونچتے قتل کر ڈالتے۔ حضرت نے فرمایا قسم بخدا میری قدرت ان کے دفع کرنے پر تمہاری قدرت سے زیادہ ہے ولیکن میں چاہتا ہوں کہ حجت خدا کو خلق پر تمام کروں اور حکم خدا بجالاؤں

نزول امام حسینؑ بمکہ معظمہ

شیخ مفیدؒ نے روایت کی ہے۔ کہ امام حسینؑ تیسری تاریخ ماہ شعبان کو داخل مکہ معظمہ ہوئے۔ اور یہ آیۂ تلاوت فرمایا۔ و لما توجہ تلقاء مدین قال عسیٰ ربی ان یھدینی سواء السبیل یعنی جب حضرت موسیٰؑ متوجہ شہر مدین ہوئے کہا امیدوار ہوں۔ کہ میرا پروردگار مجھے براہ راست ہدایت کرے۔ اور مقام مقصد تک پہونچا دیوے۔ جب اہل مکہ اور ایک گروہ نے جو اطراف سے عمرہ کو آئے تھے۔ خبر قدوم میمنت لزوم امام مظلوم سنی خدمت آنحضرت میں حاضر ہوئے۔ اور ہر صبح و شام ملازمت آنحضرت میں حاضر ہوتے تھے۔ اور عبداللہ بن زبیر اس وقت مکہ میں قریب کعبہ مقیم تھا اور لوگوں کو فریب دینے کو ہمیشہ مشغول نماز رہا کرتا تھا۔ اور اکثر اوقات ملاقات حضرت میں حاضر ہوتا تھا۔ اور بظاہر اظہار مسرت تشریف آوری حضرت سے کرتا تھا۔ اور باطن میں حضرت کے آنے سے راضی نہ تھا۔ اس لئے کہ جانتا تھا جب تک حضرت مکہ میں رہیں گے۔ کوئی اہل حجاز سے میری بیعت نہ کریگا جب یہ خبریں اہل کوفہ کو پہونچیں۔ شیعان کوفہ سلیمانؓ صرد خزاعی کے گھر میں جمع ہوئے حمد و ثنائے الٰہی بجالائے اور دوبارہ فوت معاویہ و بیعت یزید پلید گفتگو کی۔ سلیمانؓ نے کہا جبکہ معاویہ مر گیا۔ اور امام حسینؑ بیعت یزید سے انکار کرکے مکہ معظمہ گئے ہیں اور تم ان کے شیعہ اور انکے پدر بزرگوار کے شیعہ ہو اگر جانتے ہو کہ انکی نصرت کرسکوگے اور بجان و مال ان کی نصرت میں کوشش کرسکوگے ایک عریضہ ان کی خدمت میں لکھ کر یہاں بلالو۔ اور اگر ان کی نصرت میں سستی و کاہلی کروگے یہ جان لو کہ شرط نیک خواہی اور متابعت کی بجا آوری نہ کروگے۔ ان کو فریب نہ دو اور ہلاکت میں نہ ڈالو۔ شیعوں نے کہا۔ جب حضرت اس شہر کو اپنے قدوم سے منور کریں گے۔ ہم سب بقدم اخلاص ان کی خدمت میں حاضر ہوکے ان سے بیعت کریں گے اور ان کی نصرت میں جانفشانی اور دشمنوں سے حفاظت میں کوشش کریں گے اور پھر ایک عریضہ اس مضمون کا خدمت امام عالی مقام میں لکھا۔

مضمون خط سلیمان بن صرد خزاعی کوفی اور دیگر اہل کوفہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ نامہ سلیمان بن صرد خزاعی و مسیبؓ بن نجبہ و رفاعہؓ بن شداد بجلی و حبیبؓ ابن مظاہر از جمیع شیعان و مومنین و مسلمین اہل کوفہ کی جانب سے بخدمت امام حسینؑ بن علی بن ابی طالب ہے آپکے سلام خدا ہو۔ اور ہم اس نعمتہائے کاملہ خدا پر جو ہم پر ہے

حمد کرتے ہیں۔ اور ہم شکر خدا کرتے ہیں کہ اس نے آپ کے دشمن جبار کو کہ بغیر رضامندی امت ان پر حاکم ہوا تھا ہلاک کیا۔ اور وہ بجور و عدوان امت پر حاکم۔ اور ان کے اموال میں بناحق تصرف کیا۔ اور نیکان امت کو قتل کیا۔ اور بداطواروں کو نیکوں پر مسلط کیا۔ اور اموال خدا کو مالداروں اور جباروں پر تقسیم کیا۔ خدا اسے نفرین کرے جس طرح قوم ثمود پر نفرین کی۔ اور واضح ہو کہ اس وقت ہمارا کوئی امام و پیشوا[1] نہیں پس آپ ہماری طرف توجہ کیجئے اور ہمارے شہر میں قدم رنجہ فرمائیے کہ ہم سب آپ کے مطیع ہیں۔ شاید حق تعالیٰ حق کو آپ کی برکت سے ہم پر ظاہر کرے۔ اور نعمان بن بشیر حاکم کوفہ نہایت ذلیل و خوار دار الامارۃ میں بیٹھا ہے اور ہم جمعہ کو اور عیدین میں وہاں نماز پڑھنے نہیں جاتے۔ اور جب آپ کی خبر تشریف آوری ہم کو ملے گی۔ ہم اسے کوفہ سے نکال دیں گے کہ اہل شام پاس چلا جائے۔ والسلام۔ اہل کوفہ

کثرت خطوط اہل کوفہ

یہ خط عبداللہ بن مسمع ہمانی اور عبداللہ بن وال کے ہاتھ بخدمت امام حسینؑ روانہ کیا۔ اور اصرار کیا۔ کہ یہ خط بہت جلد خدمت امام میں پہونچا دینا پس یہ دونوں قاصد دسویں ماہ مبارک رمضان کو داخل مکہ ہوئے۔ اور نامہ اہل کوفہ خدمت امام حسینؑ میں پہونچا دیا۔ ان دونوں قاصدوں کی روانگی کے بعد دو روز پھر اہل کوفہ نے قیس بن مسہرہ و عبداللہ بن شداد و عمارہ بن عبداللہ کو کہ ڈیڑھ سو خطوط جو اہل کوفہ نے لکھے تھے دیکر بخدمت امام حسینؑ روانہ کیا۔ اور پھر دو روز کے بعد تین چار بلکہ زیادہ لوگوں نے ایک خط لکھا۔ اور بدست ہانی بن ہانی سبعی و سعید بن عبداللہ حنفی بخدمت آنحضرت روانہ کیا۔ اور خط میں لکھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط یہ عریضہ شیعوں اور فدویوں و مخلصوں کی طرف سے خدمت امام حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالب ہے۔ امابعد بہت جلد آپ اپنے دوستوں اور ہوا خواہوں پاس تشریف لائیے کہ جمیع مردان ولایت منتظر قدوم میمنت لزوم ہیں۔ اور بغیر آپ کے دوسرے شخص کی طرف لوگوں کو رغبت نہیں۔ البتہ بتعجیل تمام ہم مشتاقوں پاس تشریف لائیے والسلام۔ اہل کوفہ۔ پس شیث بن ربعی و حماز بن الحرو

---

[1] مذہب امامیہ کا عقیدہ ہے امام اُس وقت تک عالم خاک سے نہیں جاتا جب تک اپنے بعد کیلئے امام کا نام اور بازو پکڑ کر نہ دکھا جائے۔ ایک لمحہ بھی دنیا میں ایسا نہیں گذرا کہ دنیا حجت خدا سے خالی رہی لہذا جنہوں نے کوفہ سے امام حسینؑ علیہ السلام کو خط لکھے اور لکھا ہمارا کوئی امام و پیشوا نہیں۔ وہ شیعہ مذہب نہیں رکھتے تھے شیعہ مذہب میں امام منصوص من اللہ ہوتا ہے لوگوں کے بنانے سے نہیں بنتا کوفہ میں بلانے والے وہ تھے جو امامت کیلئے اجماع کے قائل تھے۔ کیونکہ شیعہ تو اجماع کے قائل نہیں ہیں یہی وجہ رہی جب نائب امام حسینؑ کوفہ میں آئے تو امامت حسینؑ پر اجتماع کر گئے بعد میں امامت یزید پر اتفاق کر گئے اگر وہ شیعہ ہوتے تو یہ نہ لکھتے کہ اس وقت کوئی ہمارا امام اور پیشوا نہیں ہے شیعہ مسلمات میں ہے الحجۃ قبل الخلق ومع الخلق وبعد الخلق۔ حجت لا امام مخلوق سے پہلے مخلوق کے ساتھ ہے اور مخلوق کے بعد ہے لہذا ایک لمحہ بھی بلا امام نہیں گذر سکتا

(کوثر بھریلوی)

یزید بن حارث و عروہ بن قیس و عمرو بن حجاج و محمد بن عمرو نے دوسرا اس مضمون کا عریضہ لکھا۔ بعد حمد و نعت گذارش ہے کہ تمام صحرا سبز اور میوے تیار ہیں۔ اگر آپ یہاں تشریف لائیں تو آپ کے لئے یہاں لشکر مہیا و حاضر ہے اور ہم شب و روز آپ کی تشریف آوری کے منتظر ہیں۔ ہر چند ہر طرح کے خطوط خدمت آنحضرت میں پہونچتے تھے۔ مگر حضرت ٹال دیتے تھے اور جواب ان کا نہ لکھتے تھے۔ یہاں تک کہ چھ سو خطوط ان مکاروں غداروں کے امام حسینؑ پاس پہونچے۔ اور جب مبالغہ و اصرار از حد ان کا ہوا۔ اور متعدد قاصد حضرت پاس جمع ہو گئے اور بارہ ہزار[۱۲۰۰۰] خطوط کوفہ سے آ گئے۔ حضرت نے ان کے آخری خط کا جواب لکھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط حسینؑ بن علیؑ کا شیعوں مومنوں مسلمانوں اہل کوفہ کی طرف ہے۔ امام بعد بہت سے قاصدوں اور خطوط آنے کے بعد جو تم نے خط ہانی و سعید کے ہاتھ مجھے بھیجا مجھے پہونچا۔ سب تمہارے خطوط میرے پاس پہونچے اور سب کے مضامین سے مطلع ہوا۔ تم نے سب خطوط میں میرے پاس لکھا ہے کہ ہمارا کوئی امام نہیں بہت جلد آپ ہمارے پاس تشریف لائیے۔ خدا آپ کی برکت سے ہم کو بحق ہدایت کرے۔ واضح ہو کہ میں بالفعل تمہارے پاس اپنے برادر و پسر عم و محل اعتماد مسلم بن عقیل کو بھیجتا ہوں۔ اگر مسلم مجھے لکھیں جو کچھ تم نے مجھے خطوط میں لکھا ہے: بمشورہ عقلاء و دانایاں و اشراف و بزرگان قوم لکھا ہے۔ اس وقت میں بہت جلد انشاء اللہ تمہارے پاس چلا آؤں گا۔ میں اپنی جان کی قسم کھاتا ہوں۔ کہ امام وہی ہے جو درمیان مردم بکتاب خدا حکم اور بعدالت قیام کرے اور قدم جادہ شریعت مقدسہ سے باہر نہ رکھے اور لوگوں کو دین حق پر مستقیم رکھے۔ والسلام حسینؑ بن علیؑ ابن ابی طالب علیہم السلام۔

فصل تیرھویں روانگی حضرت مسلمؑ بہ کوفہ

روانہ فرمانا سید خلیل و نوبادہ بوستان مکرمت و تجبیل کا حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کو جانب کوفہ شہادت مسلمؑ جب خط و کتابت کوفیاں بیوفائی از حد ہوئی جناب امام حسینؑ نے مسلم بن عقیل اپنے چچازاد بھائی کو کہ بوفور عقل و علم و تدبیر و صلاح و سداد و شجاعت و سخاوت و متابعت ممتاز تھے۔ طلب کیا اور کوفیوں سے بیعت لینے کو ہمراہ قیس بن مسہر صیداوی و عمارہ بن عبد اللہ سلولی و عبد الرحمٰن بن عبد اللہ اذدی بجانب کوفہ روانہ کیا۔ اور حکم بتقویٰ و پرہیزگاری کیا۔ اور اپنا راز مخالفین سے پوشیدہ رکھنا اور حسن تدبیر و لطف و مدارا کرنے کو فرمایا۔ اور ارشاد کیا کہ اگر اہل کوفہ میری بیعت پر اتفاق کریں۔ بہت جلد مجھے حقیقت حال سے مطلع کرنا پس حضرت مسلم رخصت ہو کر مدینہ میں آ گئے اور مسجد مدینہ میں نماز پڑھی۔ اور جناب رسول خدا کی زیارت کر کے اپنے مکان میں گئے۔

رخصت امام حسینؑ از اہل مدینہ ابن قولویہؒ نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔

جب امام حسینؑ نے ارادہ کیا۔ کہ مدینہ سے باہر چلے جائیں۔ عورات مخدرات بنی ہاشم جمع ہوئیں اور صدائے گریہ و نوحہ وزاری بلند ہوئی۔ امام حسینؑ نے جب ان کی نالہ و بیقراری ملاحظہ فرمائی۔ کہا میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں۔ کہ صبر کرو اور رونے پیٹنے سے ہاتھ اٹھاؤ۔ انہوں نے کہا اے سیدو سرور ہم کس طرح نالہ و نوحہ و بیقراری سے باز رہیں۔ حالانکہ آپ جیسا بزرگوار بحسرت و ناکامی ہم سے جاتا اور ہم بیکسوں کو غریب و تنہا چھوڑ دیتا ہے اور انجام کار ہم نہیں جانتے کہ کیا ہوگا۔ اب نالہ و بیقراری کس دن کیلئے رہنے دیں۔ قسم بخدا یہ دن ہمارے لئے مثل اس دن کے ہے جس دن جناب رسول خدا نے دنیا سے انتقال کیا۔ اور مثل اس روز کے ہے جس روز جناب فاطمہؑ نے انتقال کیا۔ اور مثل اس روز کے ہے۔ جس روز امیرالمومنینؑ شہید ہوئے اور مثل اس دن کے ہے جس دن امام حسنؑ کو زہر دیا۔ اور مثل اس روز کے ہے۔ جس دن رقیہ زینب و کلثوم نے شہادت اختیار کی۔ اے محبوب قلوب مومناں اے یادگار بزرگواران خدا ہماری جانوں کو آپ پر سے فدا کرے۔ بعد اسکے امام حسینؑ کی ایک پھوپھی تشریف لائیں اور نوحہ وزاری کرکے کہا۔ اے نور دیدہ میں گواہی دیتی ہوں کہ اس وقت میں نے جنات تم پر نوحہ کرکے کہہ رہے ہیں شہید کربلا نے آل بنی ہاشم سے قریش کی گردنوں کو ذلیل کیا۔ وہ بزرگوار جو حبیب رسول خدا تھا۔ اور ہرگز کوئی بدی اس سے ظاہر نہ ہوئی۔ اس کی مصیبت نے لوگوں کی ناکوں کو خاک پر رگڑ دیا پس ان مخدرات حجرات طہارت و عبادت نے ایک آواز ہو کر مرثیہ ہائے جانسوز مصیبت امام حسینؑ میں پڑھے اور اشکہائے خونین آنکھوں سے جاری کرکے اس امام مظلوم کو وداع کیا۔

وداع امام حسینؑ از ام سلمہؓ

قطب راوندیؒ وغیرہ نے روایت کی ہے جب امام حسینؑ نے قصد کیا۔ کہ مدینہ سے تشریف لے جائیں۔ ام سلمیٰؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ طاہرہ جناب رسول خدا سید الشہدا کے پاس آئیں۔ اور کہا۔ اے فرزند گرامی مجھے اپنے سفر عراق سے اندوہ گین و ملول نہ کرو۔ اسلئے میں نے تمہارے جد بزرگوار سے سنا۔ مکرر فرماتے تھے۔ میرا فرزند دلبند حسینؑ زمین عراق پر تیغ جور اہل کفر و نفاق سے شہید ہوگا۔ اور اس زمین کا نام کربلا ہے۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ اے مادر محترم میں خوب جانتا ہوں کہ مجھے مگر کوئی چارہ بجز جانے کے نہیں۔ حکم خدا کی تعمیل کرتا ہوں۔ اور قسم بخدا میں جانتا ہوں کہ کس روز شہید ہونگا۔ اور کون مجھے شہید کریگا۔ اور کس زمین پر دفن ہونگا۔ اور ان کو بھی جانتا ہوں جو میرے ہمراہ اہل بیت سے ہونگے اور عزیز شہید ہونگے۔ اے مادر گرامی اگر آپ چاہیں۔ تو وہ جگہ جہاں میں شہید اور دفن ہونگا۔ آپ کو دکھا دوں۔ یہ فرما کر امام حسینؑ نے دست مبارک سے جانب کربلا اشارہ کیا اور باعجاز آنحضرت زمین ہائے دنیا پست اور زمین کربلا بلند ہوگئی۔ یہانتک کہ حضرت نے محل شہادت و موضع دفن اپنا اور ہر ایک اصحاب کا اور اپنے لشکر کی جگہ حضرت ام سلمہؓ کو دکھا دی۔ یہ دیکھ کر ام سلمیٰؓ نے فغاں و نالہ بلند کرکے رو رو کر اوروں کو رلا دیا۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ اے مادر گرامی اس طرح مقدر ہوا ہے کہ میں بظلم و ستم

شہید ہوں۔ اور میرے فرزندان و عزیزان و اقارب بھی قتل ہوں۔ اور میرے اہل بیت اور عورات و اطفال قید ہو کر شہر بشہر و دیار بدیار پھرائے جائیں اور ہر چند فریاد و استغاثہ کریں مگر کوئی معین و مددگار نہ پائیں۔ ام سلمہؓ نے کہا۔ اے فرزند دلبند تمہارے جد عالی قدر نے تربت تمہارے مدفن کی مجھے دی ہے۔ اور میں نے شیشہ میں رکھ چھوڑی ہے۔ امام حسینؑ نے ہاتھ بلند کر کے ایک مشت خاک اٹھا کر ام سلمہؓ کو دے دی۔ اور فرمایا۔ اے مادر گرامی اس خاک کو بھی اس شیشہ میں رکھئے جب یہ دونوں خون ہو جائیں۔ جانیئے گا کہ میں شہید ہو گیا ہوں۔ امام زین العابدینؑ سے بسند سابق منقول ہے جب حضرت نے قصد سفر کیا۔ کہ مدینہ سے تشریف لے جائیں اس صحرا میں عزیزوں دوستوں کو وداع کیا۔ اور اپنی خواہروں و دختروں کو محملوں میں سوار کر کے قاسم فرزند حسنؑ کو مع اکیس نفر اصحاب و اہل بیت کے اپنے ہمراہ لے کر روانہ ہوئے کہ ان میں سے ابوبکر و محمد، عثمان و عباس فرزندان امیرالمومنین و عبداللہ پسر مسلم بن عقیل و علی اکبر و علی اصغر تھے جن کو لوگ علی اکبر کہتے ہیں۔ شیخ مفیدؒ اور دیگر علماء رضوان اللہ علیہم نے روایت کی ہے۔ جب امام حسینؑ مدینہ سے باہر تشریف لے گئے یہ آیتہ تلاوت فرمایا۔ کہ قصہ حضرت موسیٰؑ میں جبکہ وہ فرعون کے خوف سے بمقام مدین چلے گئے نازل ہوا ہے۔ فخرج منہا خائفاً یترقب قال رب نجنی من القوم الظالمین یعنی شہر سے باہر گئے ترساں اور امید وار دشمنوں کے پہونچنے کے کہا۔ پروردگار مجھے نجات دے گروہ ستمگاروں سے۔ پس۔ امام حسینؑ راہ متعارف سے روانہ ہوئے۔ اہل بیت آنحضرت نے کہا۔ بہتر ہے۔ راہ غیر متعارف سے تشریف لے چلئے جس طرح ابن زبیر گیا۔ اس لئے کہ کوئی اگر ہم کو ڈھونڈتا آئے ہم کو نہ پائے امام حسینؑ نے فرمایا۔ میں راہ راست سے جدا نہ ہوں گا۔ یہانتک خداوند عالم کو جو منظور ہے میرے اور ان کے درمیان حکم کرے۔

انتقال ہمراہیان حضرت مسلمؑ

حضرت مسلمؑ اپنے اہل و عیال سے اور عزیزوں سے رخصت ہو کر دو شخص جو منزلوں اور راہوں سے واقف تھے قبیلہ قیس سے ہمراہ لے کر متوجہ کوفہ ہوئے۔ یہ دونوں راہ بھول گئے اور جو پانی ہمراہ تھا۔ وہ بھی تمام ہو چکا یہ دو شخص جو ہمراہ تھے۔ پیاس کی شدت سے مر گئے۔ اور حضرت مسلمؑ بمشقت تمام پانی تک پہنچے۔ اور وہاں سے ایک عریضہ خدمت امام حسینؑ میں لکھا۔ اور اپنی حقیقت حال اور اپنے ساتھیوں کے مر جانے کی کیفیت اس خط میں درج کی۔ اور لکھا میں نے ابتدائے سفر میں اس واقعہ کو اپنے لئے فال نیک تصور نہیں کیا اگر آپ مناسب جانیں تو مجھے اس سفر سے معاف رکھیں۔ اور یہ عریضہ ہمدست قیس بن مسہر روانہ کیا جناب امام حسینؑ نے جواب میں لکھا۔ میرے گمان میں یہ ہے کہ تم بوجہ خوف و ترس اس سفر سے عذر کرتے ہو

جب یہ نامہ امام حسینؑ حضرت مسلمؑ پاس پہنچا روانہ کوفہ ہوئے۔ اثنائے رہ میں ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے ایک تیر آہو پر مارا۔ اور وہ آہو زمین پر گر کے ہلاک ہوگیا۔ حضرت مسلم نے کہا۔ انشاء اللہ میں اپنے دشمن کو قتل کروں گا۔ ظاہر میں تو یہ کہا۔ اور باطن میں اس حال کے مشاہدہ سے خاطر شریف زیادہ تر پریشان ہوئی اور جب کوفہ میں پہنچے۔ مختار بن ابو عبیدہ ثقفی کے مکان میں اترے اور مردم کوفہ نے خبر تشریف آوری مسلمؑ سے بہت خوشیاں کیں۔

کثرت مردمان بیعت کنندہ

لوگ فوج فوج خدمت حضرت مسلم میں آتے تھے اور مسلم نامہ امام حسینؑ پڑھتے تھے اور وہ لوگ نامہ سن کر روتے تھے اور بیعت کرتے تھے یہانتک کہ اٹھارہ ہزار کوفی بشرف بیعت امام حسینؑ سے مشرف ہوئے۔ اس وقت ایک عریضہ حضرت مسلمؑ نے خدمت امام حسینؑ میں لکھا۔ کہ اس وقت تک اٹھارہ ہزار آدمی آپ کی بیعت سے مشرف ہوئے ہیں۔ اگر آپ یہاں تشریف لائیں تو مناسب ہے۔ جب شیعہ بہت حضرت مسلمؑ پاس جمع ہو گئے۔ اور نعمان بن بشیر جو کہ معاویہ و یزید کی طرف سے حاکم کوفہ تھا حقیقت حال سے مطلع ہوا۔ مسجد میں آکر منبر پر گیا اور بعد حمد وثنائے الٰہی درود حضرت رسالت پناہی نعمان نے کہا۔ اما بعد اے بندگان خدا لازم ہے کہ حق تعالیٰ سے ڈرو اور امت میں فتنہ و فساد نہ کرو۔ کہ موجب قتل و خونریزی مسلمانان و غارت اموال بندگان نہ ہو۔ جو مجھ سے جنگ نہ کرے گا میں اس سے جنگ نہ کروں گا۔ اور جب تک تم آرام سے ہو میں تم کو بے چین نہ کروں گا۔ اور بہ تہمت و گمان کسی کو عقوبت و عذاب نہ کر دوں گا۔ ولیکن اگر خروج کرو گے اور میرے مقابل ہو گے۔ اور بیعت شکنی اپنے خلیفہ کی کرو گے۔ قسم بخدا میں تیغ بیں انہام وانتقام سے کھینچ کے جب تک دستہ شمشیر میرے ہاتھ میں رہیگا۔ تم سے حرب و ضرب میں دریغ نہ کروں گا۔ ہر چند تم میں سے ایک بھی میری نصرت نہ کرے اور اور مجھے امید ہے۔ تم میں حق شناس مفسدوں کے نسبت زیادہ ہیں بعد اسکے عبد اللہ مسلم ربیعہ کہ ہم سوگند بنی امیہ تھا کھڑا ہوا۔ اور کہا۔ اس طرح کے کلام سے دفع شر و فتنہ نہ ہوگا۔ اس طرح کی گفتگو ضعیف دست دیدہ اور نامرد لوگوں کی ہوتی ہے۔ نعمان نے کہا۔ اگر ضعیف ہوں۔ اور اطاعت خدا میں ہوں۔ میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ غالب ہوں اور معصیت خدا کروں۔ یہ کہہ کے منبر سے نیچے آیا۔ اور عبد اللہ بن مسلم ربیعہ نے یزید کو نامہ لکھا اور اس خط میں درج کیا۔ کہ مسلمؑ بن عقیل کوفہ میں آئے۔ اور شیعان کوفہ مسلم بن عقیل سے امام حسینؑ کی بیعت کرتے ہیں۔ اگر کوفہ کی ریاست منظور ہے۔ کسی کو حاکم کوفہ مقرر کرکے بھیج دو کہ دشمنوں کے حق میں مثل تمہارے اہتمام کرے اس لئے کہ نعمان بن بشیر کو یا تاب مقابلہ نہیں یا دانستہ تساہل کرتا ہے۔ اور عمر بن سعد شقی نے بھی اس مضمون کے خطوط لکھے۔ جب پلید یزید مضامین خط سے مطلع ہوا سرجون

آزاد کردہ معاویہ کو بلایا۔ اور اس سے اس بارہ میں مشورہ کیا۔ سرجون نے کہا۔ میں یہ مصلحت جانتا ہوں۔ کہ عبید اللہ ابن زیاد کو حاکم کوفہ مقرر کرو۔ کہ اس فتنہ کی آتش کو بغیر اس بدترین اشرار کے اور کوئی نہیں بجھا سکتا چونکہ یزید ابن زیاد سے تکلف رکھتا تھا۔ پہلے اس نے یہ رائے قبول نہ کی۔ سرجون نے کہا۔ تمہارا اعتقاد بہ نسبت رائے معاویہ کیا ہے۔ اس نے کہا۔ میں معاویہ کی رائے ہر امر میں نہایت عمدہ جانتا ہوں۔ سرجون نے کتبہ معاویہ نکالا جس میں امارت و حکومت کوفہ باضافہ بصرہ اس شقی کے لئے لکھی تھی۔ جب کتبہ اپنے باپ کا دیکھا۔ سرجون کو حکم دیا۔ کہ وہ کتبہ عبید اللہ پاس بھیجے اور ایک خط عبید اللہ کو لکھا۔ کہ میرے دوستوں نے مجھے کوفہ سے اطلاع دی ہے۔ کہ مسلمؑ بن عقیل داخل کوفہ ہوئے ہیں۔ اور امام حسینؑ کے لئے لشکر جمع کر رہے ہیں۔ جس وقت میرا نامہ تمہارے پاس پہنچے فوراً کوفے چلے جاؤ۔ اور ہر مکر و حیلہ سے جس طرح ہو سکے۔ مسلم بن عقیلؑ کو قید کر کے میرے پاس بھیج دو۔ یا قتل کر ڈالو یا کوفہ سے نکال دو یہ نامہ بدست مسلم بن عمر عبید اللہ پاس بھیجا جب بصرہ میں نامۂ یزید اس پلید پاس پہنچا۔ دوسرے روز متوجہ کوفہ ہوا۔ اور عثمان اپنے برادر کو بصرہ میں اپنا نائب مقرر کیا۔

اتفاق دوستانِ امام حسینؑ علیہ السلام

سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ جب امام حسینؑ نے جواب عرائض اہل کوفہ لکھے اس وقت خطوط اشراف بصرہ کے نام بھی مثل یزید بن مسعود نہشلی و منذر ابن جارود عبدی وغیرہ رؤسائے بصرہ لکھے۔ اور بدست سلیمان کہ شیعہ آنحضرت سے غمخوار دانہ کئے۔ اور ان خطوں میں ان لوگوں کو اپنی اطاعت و نصرت و بیعت کی دعوت دی۔ جب یزید بن مسعود مطالعہ نامہ نامی امام حسینؑ سے سرفراز ہوئے۔ قبائل بنی تمیم و بنی حنظلہ و بنی سعد کو جمع کر کے کہا۔ میرا حسب نسب تم میں کیسا ہے اور عقل و تدبیر میری کس طرح ہے۔ سب نے ان کو بشرف حسب و نسب و استقامت رائے و تدبیر تعریف کر کے کہا۔ کہ تم ہمارے پشت و پناہ و سرمایہ شرف افتخار ہو۔ یزید بن مسعود نے کہا۔ میں نے تم کو ایک کام کیلئے جمع کیا ہے اور چاہتا ہوں کہ تم سے مشورہ کروں۔ اور تم سے اس کام میں اعانت چاہوں۔ سب نے کہا۔ آپ بیان کیجئے۔ جو کچھ ہم صلاح جانیں گے عرض کریں گے۔ اور جو آپ حکم دیجئے گا۔ اس کی ہم اطاعت اور آپ کی نصرت و یاری کرینگے۔ یزید بن مسعود نے کہا۔ معاویہ مرگیا اسکے مرنے سے ستونہائے جور و طغیان شکستہ اور ارکان ظلم و عدوان منہدم ہوگئے۔ یزید پلید بدکردار شراب خوار اس کے بعد خلیفہ ہوا ہے۔ اسے علم و بردباری سے بہرہ نہیں ہے اور کسی طرح قابل خلافت و ریاست نہیں ہے اور امام حسینؑ جو کہ صاحب نسب جلیل و شرف جمیل ہیں۔ رائے و تدبیر ان کی درست و صحیح ہے دریائے علم ان کا بے پایاں اور

فضائل وکمالات ان کے فراوان حد و احصا سے ہیں۔ وہ اس حکومت کے سزاوار ہیں۔ اسلئے کہ وہ معدن رسالت ونبوت ومنبع علم وحکمت ہیں رافت ورحمت وفتوت ومروت ہیں تمام عالم سے ممتاز ہیں۔ جو ان کی بیعت سے انکار کرے گا۔ وہ بذلت دنیا وبہ عذاب الیم عقبیٰ مبتلا ہوگا۔ یہ سن کے اول بنی حنظلہ نے اظہار اطاعت وانقیاد کیا۔ ان کے بعد بنی تمیم نے اپنی رضامندی وخوشنودی ظاہر کی اور بنی سعد نے کہا۔ ہم اس مقدمہ میں فکر کرکے جو کچھ ہماری رائے میں آئے گا۔ آپ سے بیان کریں گے بعد اس کے یزید بن سعد نے ایک عریضہ خدمت امام حسین میں لکھا۔ اور اظہار فرمانبرداری وجانسوزی کیا اور یہ بھی لکھا۔ کہ قبائل بنی تمیم وبنی سعد بنی حنظلہ کو آپ کی اطاعت وفرمانبرداری کی طرف مائل کیا ہے سب کے سب آپ کے منتظر قدوم میمنت لزوم ہیں۔ اور کمر اطاعت باندھے ہیں۔ جس وقت آپ اس طرف تشریف لائیں گے۔ ہم آپ کی تشریف آوری پر جان نثار کرینگے۔ اور آپ کی متابعت کو اپنے اوپر لازم کرلیا ہے جب یہ عریضہ نظر اشرف امام حسینؑ سے گذرا۔ یزید بن سعد کو دعا دی۔ اور فرمایا۔ خدا انہیں بروز بیم واندوہ بیمہ کرے۔ اور تشنگی قیامت سے رہائی بخشے۔ اتفاق سے جس روز انہوں نے چاہا کہ اپنا لشکر لے کر بصرہ سے متوجہ نصرت آنحضرتؑ ہوں۔ ناگاہ خبر وحشت اثر شہادت شہدائے کربلا پہونچی اور منذر بن جارود نے نامہ امام حسینؑ اس خوف سے کہ مبادا یہ نامہ حیلہ وبہانہ سے عبید اللہ ابن زیاد نے امتحاناً اطراف بصرہ پاس بھیجا ہو۔ عبید اللہ ابن زیاد شقی کو دے دیا۔ اور اس شقی نے امام حسینؑ کے نامہ بر کو پکڑ کے سولی پر لٹکا دیا۔ اور خود منبر پر آکے اہل بصرہ کو بہت تہدید وتنبیہ کی

عبید اللہ ابن زیاد علیہ اللعن کا کوفہ میں آنا

بصرہ سے قاصد امام حسینؑ کو سولی دینے کے بعد عبید اللہ ابن زیاد علیہ اللعن متوجہ کوفہ ہوا۔ چونکہ بیوفایان کوفہ منتظر قدوم امام مظلومؑ تھے۔ جس رات کو ابن زیاد شقی داخل کوفہ ہوا۔ گمان کیا۔ کہ امام حسینؑ آئے ہیں۔ پس اہل کوفہ فوج فوج اس کے استقبال کو جاتے اور سلام کرکے کہتے تھے خوش آمدی اے فرزند رسول خدا اور اظہار فرح وسرور اس سے کرتے تھے۔ چونکہ اس بدبخت نے اپنا چہرہ نجس چھپا لیا تھا۔ لوگ اُسے نہ پہچانتے تھے اور وہ روسیاہ ان کلمات اہل کوفہ سے غصہ ہوتا تھا۔ تا آنکہ مسلم بن عمرو نے اہل کوفہ کو للکارا۔ اور کہا۔ دور ہو یہ عبید اللہ پسر زیاد ہے۔ جب لوگوں نے جانا وہ شقی ہے پراگندہ ہوگئے اور وہ نابکار۔ قصر الامارہ کے نیچے پہنچا۔ اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ نعمان نے اس خیال سے کہ امام حسینؑ شاید تشریف لائے ہیں بالائے قصر جاکر کہا میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں۔ یہاں سے تشریف لے جائیے اور میرے معترض نہ ہوجیئے۔ اور جو میرے سپرد کیا ہے اسے اپنے حتی المقدور نہ دوں گا۔ اور آپ سے مقابلہ

بھی نہ کروں گا۔ جب ابن زیاد نے یہ کلام سنی آواز دی۔ اور کہا دروازہ کھول دے۔ نعمان نے اس کی آواز پہچان کر دروازہ کھول دیا۔ اہل کوفہ اس کے آنے سے ڈر کر پراگندہ ہوگئے۔ جب صبح ہوئی اس کے منادی نے کوفہ میں ندا کی۔ کہ اہل کوفہ جمع ہوں۔ جب جمع ہوئے وہ شقی باہر آیا۔ اور خطبہ پڑھ کر کہا۔ یزید بن معاویہ نے مجھ کو تمہارے شہر کا حاکم کیا اور تمہاری سرحد میرے سپرد کی ہے۔ مجھے حکم دیا ہے۔ مطیعوں کو نوازش اور مخالفوں کو تازیانہ و شمشیر سے تادیب کروں۔ لازم ہے کہ مخالفت خلیفہ اور اس کے عقوبات سے خوف کرو یہ کہہ کر منبر سے نیچے آیا۔ اور رؤسا۔ قبائل کو طلب کرکے ان سے مبالغہ و تاکید کی۔ کہ جس جس پر تمہارا گمان ہو کہ فلاں محلہ اور فلاں قبیلہ میں یزید بن معاویہ کا مخالف ہے۔ ان کی فہرست اسامی میرے پاس لاؤ۔ اور اگر مجھے معلوم ہوگیا۔ کہ مخالفین یزید تمہارے محلہ اور قبیلہ میں موجود ہیں۔ اور ان کے حالات سے تم نے مجھے مطلع نہیں کیا۔ اس وقت تمہارا خون و مال مجھ پر حلال ہوگا۔ اور جب خبر داخلہ عبید اللہ ابن زیاد مسلم بن عقیل کو پہونچی۔ خائف ہو کر مختارؓ کے گھر سے باہر آئے اور ہانی بن عروہ کے گھر میں چھپ رہے۔ بعد اسکے شیعان آنحضرت پوشیدہ ان کی خدمت میں جاکے ان سے بیعت کرتے تھے۔ حضرت مسلمؑ جس سے بیعت لیتے تھے اسے قسم دیتے تھے کہ افشائے راز نہ کرے۔ اور بیعت کو مخالفوں سے پوشیدہ رکھے

حال شریف حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ

ابن شہر آشوبؒ وغیرہ نے روایت کی ہے جب مسلم بن عقیل داخل کوفہ ہوئے سالم بن حبیب کے گھر میں اترے۔ اور بارہ ہزار آدمیوں نے حضرت سے بیعت کی۔ اور جب عبید اللہ ابن زیاد لعین آیا حضرت مسلمؑ رات ہانیؓ کے گھر میں تشریف لے گئے۔ اور پنہاں لوگوں سے بیعت لیتے تھے یہانتک کہ پچیس ہزار اہل کوفہ نے حضرت مسلمؑ سے بیعت کی۔ جب چاہا خروج کریں۔ ہانی نے منع کیا۔ اور کہا۔ جلدی نہ کیجئے اور شریک بن اعور ہمدانی ہمراہ ابن زیاد بصرہ سے آئے تھے اور وہ بھی ہانیؓ کے گھر میں مقیم ہو کر بیمار ہوگئے۔ جب حضرت مسلمؑ کے حال سے مطلع ہوئے انسے کہا۔ عبید اللہ میری عیادت کو آئے گا۔ جب میں اسے باتوں میں لگالوں۔ آپ تلوار کھینچ کر باہر آکر اس کا کام تمام کر دینا۔ اور پہچان یہ ہے کہ میں پانی مانگوں گا۔ جب ابن زیاد شریک بن اعور ہمدانی کی عیادت کو آیا شریک نے پانی مانگا حضرت مسلمؑ نے چاہا کہ باہر آئیں۔ ہانی نے منع کیا۔ اور کہا۔ مجھے منظور نہیں کہ وہ میرے گھر میں قتل ہو بروایت دیگر ایک عورت نے ہانیؓ کے گھر میں سے منع کیا۔ بروایت دیگر خود حضرت مسلمؑ نے نہ چاہا کہ بمکر و غدر اسے قتل کریں۔ اس لئے کہ جناب رسول خدا نے بمکر و غدر قتل کرنے سے منع کیا ہے۔ جب حضرت مسلمؑ کے تشریف لانے میں تاخیر ہوئی۔ شریک نے ایک شعر پڑھا۔ کہ وہ اُن کے خروج کرنے پر دلالت کرتا تھا۔ یہ شعر سن کر ابن زیاد کو وہم ہوا اور اٹھ کر باہر چلا گیا۔ ہرچند اس نے تلاش و تفتیش کی مگر احوال حضرت مسلمؑ سے مطلع نہ ہوا ابن زیاد کا ایک غلام معقل نامی تھا۔ اس کو بلایا۔ اور تین ہزار درہم دیکر بطلب مسلم بن عقیل بھیجا۔ اور کہا ان کے شیعوں

کو تلاش کرنا۔ اور جس کو پانا۔ ان سے اظہار محبت و ولایت اہل بیت کر کے یہ روپیہ دے دینا۔ اور کہنا۔ میں نے نذر کی ہے کہ یہ روپیہ مقاتلۂ دشمنان اہل بیت میں خرچ کروں۔ اس طرح سے ان کو دھوکا دینا۔ اور دوستی و آشنائی پیدا کر کے مکرر ان سے ملاقات کرنا۔ شاید اس حیلہ و بہانہ سے مسلمؑ کا حال تجھے معلوم ہو جائے۔

بیان مکر و فریب معقل ملعون

ابن زیاد سے رخصت ہو کر معقل ملعون مسجد میں آیا اور جا بجا احوال و اوضاع مردم دیکھتا تھا۔ ناگاہ اس کی نظر مسلم بن عوسجہ پر پڑی۔ اور سنا لوگ کہتے ہیں یہی لوگوں سے بیعت امام حسینؑ کی لیتا ہے۔ جب اس ملعون نے یہ سنا۔ قریب ابن عوسجہ کے آکر ان کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ یہانتک مسلم بن عوسجہ نماز سے فارغ ہوئے۔ معقل ملعون نے کہا میں شہر شام کا رہنے والا ہوں اور خدا نے ہم پر محبت اہل بیت رسالتؐ احسان کیا ہے۔ میں دوستان اہل بیت کو دوست رکھتا ہوں۔ وہ ملعون یہ کہتا جاتا تھا اور روتا جاتا تھا۔ اور اظہار اخلاص و محبت میں بہت مبالغہ کیا۔ اور کہا۔ میں نے سنا ہے کہ اہل بیت رسول خدا میں سے کوئی بزرگوار اس شہر میں آئے ہیں۔ اور فرزند رسول خدا کے لئے لوگوں سے بیعت لیتے ہیں اور ترس و خوف مخالفین سے پنہاں ہیں۔ میں ان کے لئے تین ہزار درہم لایا ہوں نذر مگر مجھے کوئی نہیں بتاتا۔ کہ اپنے امام پاس جاؤں اس وقت مسجد میں آیا... جماعت ہو رہی تھی۔ ناگاہ لوگوں سے سُنا وہ کہتے تھے کہ یہ شخص اہل بیت کے احوال سے مطلع ہے اور آپ کی جانب اشارہ کرتے تھے۔ اس وجہ سے میں آپ پاس آیا ہوں۔ کہ آپ یہ مال مجھ سے لے لیجئے اور مجھے بشرف ملازمت ایلچی امام حسینؑ مشرف کیجئے میں امیدوار ہوں۔ کہ اس شرف سے آپ مجھے محروم نہ رکھیئے گا۔ کہ میں محبان اہل بیت رسالت سے ہوں۔ اور اگر منظور ہو پہلے مجھ سے بیعت لے لیجئے اور بعد اسکے خدمت بابرکت میں لے چلئے ابن عوسجہ نے اس مکار کے کلام سے دھوکا کھایا۔ اور کہا میں خدا کی حمد کرتا ہوں کہ میں نے ایک دوست کی داستان اہل بیعت سے ملاقات کی میں تمہاری ملاقات سے خوش ہوا۔ ولیکن اس امر سے رنج ہوا کہ لوگ میرے حال سے مطلع ہو گئے۔ اس مکار غدار نے کہا۔ رنج نہ کیجئے جو کچھ آپ کیلئے ہوگا بہتر ہو گا۔ اب بہت جلد مجھ سے بیعت لیجئے۔ کہ میں چاہتا ہوں۔ داخل بیعت امام ہوں۔ مسلم بن عوسجہ نے اس مکار ملعون کے کلمات کو سچ جان کر۔ اس سے بیعت کے لئے عہد و پیمان لیا۔ کہ خیر خواہی کرے۔ اور اس راز کو افشا نہ کرے بعد اسکے وہ ملعون چند روز مسلم بن عوسجہ کے گھر میں جایا کیا۔ یہانتک کہ ابن عوسجہ نے اس پر اعتماد کیا۔ اور اسے حضرت مسلمؑ کی خدمت میں لے جا کر بیعت جدید کی اور مال سپرد کیا۔ وہ مکار ہر روز خدمت حضرت مسلم میں جاتا اور رازہائے شیعان اہل بیت پر مطلع ہو کے ابن زیاد شقی سے خبریں بیان کرتا تھا چونکہ ہانیؓ ابن زیاد سے متوہم تھے اس وجہ سے بیماری کا بہانہ کر کے مجلس ابن زیاد میں نہ جاتے تھے۔ ایک دن ابن زیاد نے معلوم کیا کہ ہانی بیماری

ملاقات کو کیوں نہیں آتے۔ لوگوں نے کہا۔ بیمار ہیں۔ ابن زیاد نے کہا میں نے سُنا ہے اچھے ہو گئے ہیں۔ اور
اپنے دروازہ پر نکل کے بیٹھا کرتے ہیں۔ پھر ابن زیاد نے محمد بن اشعث و اسماء بن خارجہ اور عمرو بن الحجاج حسان
بن اسماء کو بلایا۔ اور عمرو بن الحجاج کی دختر حبالہ نکاح ہانیؓ میں تھی۔ اور ان لوگوں کو ہانیؓ پاس بھیجا۔ اور کہا۔
ان کو میرے پاس لے آؤ۔ میں ان سے ملاقات کروں گا۔ اس لئے کہ وہ اشراف عرب سے ہیں۔ میں نہیں چاہتا
کہ ان میں اور مجھ میں کوئی غبار و کدورت رہے۔ یہ سن کر وہ لوگ ہانیؓ پاس آئے

حضرت ہانی کی گفتگو ابن زیاد سے

مذکورہ بالا اشخاص بمکر و حیلہ حضرت ہانیؓ کو ابن زیاد پاس لے آئے۔ ہانیؓ راہ میں ان لوگوں سے
کہتے تھے۔ میں اس ملعون سے خائف ہوں۔ اور وہ لوگ تسلی و دلاسہ دیتے تھے۔ کہ اس کے دل میں آپ کی
طرف سے کوئی برائی نہیں۔ جب ابن زیاد کی نظر ہانیؓ پر پڑی۔ کہا۔ تم اپنے پاؤں سے آپ محل قصاص میں
آئے۔ جب ہانیؓ مجلس ابن زیاد میں داخل ہوئے۔ اس شقی نے ہانیؓ پر غصہ و غضب شروع کیا۔ اور کہا یہ کیا
فتنہ تم نے اپنے گھر میں برپا رکھا ہے۔ یزید بن معاویہ سے تم نے خیانت کر کے اپنے گھر میں مسلم بن عقیل کو
چھپا رکھا ہے۔ لشکر اور ہتھیار ان کے واسطے جمع کرتے ہو۔ ہانی نے انکار کیا۔ ابن زیاد نے اپنے غلام معقل کو
طلب کیا۔ جب ہانیؓ کی نظر اس روسیاہ پر پڑی۔ جانا کہ یہ ملعون ابن زیاد کا جاسوس تھا۔ اور اس ملعون کو
رازہائے و اسرارہائے شیعان اہل بیت پر مطلع کیا ہے جب اس بدبخت کو ہانیؓ نے دیکھا۔ انکار نہ کر سکے
اور کہا قسم بخدا میں ان کو اپنے گھر میں نہیں لایا۔ بلکہ وہ خود بےخبر ایک رات کو میرے گھر میں آئے۔ اور مجھ سے
امان مانگی۔ مجھ سے نہ ہو سکا۔ کہ ان کو نہ آنے دوں۔ اب میں قسم کھاتا ہوں۔ اگر مجھے اجازت دو تو میں جا کر اپنے
مکان سے باہر کر دوں۔ اور پھر یہاں چلا آؤں۔ اگر چاہو میں اس امر کی ضمانت دے دوں کہ پھر آؤنگا
ابن زیاد نے کہا قسم بخدا میں تم سے دست بردار نہ ہوں گا۔ جب تک ان کو میرے پاس نہ لے آؤ گے۔ ہانی نے
کہا قسم بخدا یہ ہرگز نہ ہو گا۔ کہ میں مہمان کو تجھے دے دوں۔ کہ تو اسے قتل کرے۔ پھر ابن زیاد نے مطالبہ ان
کے لانے میں کیا۔ یہانتک کہ آپس میں بہت حجت و تکرار ہوئی۔ ناگاہ مسلم بن محمود باہلی کھڑا ہوا۔ اور کہا اے
امیر ان کو چھوڑ دو تاکہ میں خلوت میں ان سے باتیں کر دوں۔ پس ہانیؓ کا ہاتھ پکڑ کے گوشہ میں لے گیا۔ اور کہا۔ اے ہانی کیوں
اپنی جان دیتے ہو۔ اور اپنے قبائل کو بلائیں ڈالتے ہو تمہیں معلوم ہے کہ ابن زیاد اور مسلمؑ بن عقیل میں رابطہ قرابت ہے
وہ انہیں قتل نہ کریں گے تم مسلم کو ان کے سپرد کر دو اور بلا سے رہائی پاؤ۔ ہانی نے کہا۔ یہ ننگ و عار مجھے گوارا نہیں
کہ اپنے مہمان کو دشمن کے حوالہ کر دوں۔ باوجودیکہ میں صحیح و سالم ہوں۔ اور یار و مددگار بھی میرے ہیں قسم بخدا
اگر ایک بھی یاور نہ ہو گا جب بھی قتل ہو جاؤں گا۔ اور مسلم کو ان کے سپرد نہ کروں گا جب ابن زیاد نے یہ کلام سُنا

ہانیؓ کو قریب بلایا۔ اور کہا قسم بخدا اگر اب بھی مسلمؑ کو حوالے نہ کروگے تم کو قتل کرونگا۔ ہانی نے کہا۔ اگر یہی ارادہ ہے تو تلواریں نیام سے کھینچ جائیں گی۔ اور آتش حرب و ضرب مشتعل ہوگی۔ ابن زیاد نے کہا۔ تم ان دھمکیوں سے مجھے ڈراتے ہو۔ یہ کہہ کر چوب دست ناک چہرہ ہانی پر اس قدر ماریں کہ وہ چوب ٹوٹ گئی۔ اور خون ان کے چہرہ اور داڑھی اور سینہ پر جاری ہوا پس ہانیؓ نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈال کر چاہا کہ غلاف سے کھینچیں کہ ابن زیاد نے اپنے غلاموں کو آواز دی۔ اور ہانیؓ کو پکڑ کے مکان میں بند کر دیا جب حسان بن اسماء نے یہ حال دیکھا کہا۔ اے ابن زیاد تو نے مجھے بھیجا اور میں ہانیؓ کو بکر و حیلہ تیرے پاس لایا۔ اور تیری طرف سے امان دی اب تو ان کے ہمراہ مکر و عذر کرتا ہے۔ ابن زیاد شقی نے حسان بن اسماء کو للکارا اور سخت و سست کہہ کر حکم دیا کہ اسے دھکیل دو۔ حسان ایک گوشہ میں بیٹھ گیا۔ محمد بن اشعث نابکار نے کہا۔ کہ حکم امیرؔ ہے کہ جو کچھ وہ کہیں ہم اس سے راضی ہیں۔ بعد اسکے عمرو بن حجاج کو خبر پہونچی کہ ہانی قتل ہو گئے عمرو بن حجاج نے قبیلہ مذحج کو جمع کیا۔ اور آکر دارالامارۃ ابن زیاد کو گھیر لیا۔ اور آواز دی کہ میں عمرو بن حجاج ہوں۔ واضح ہو کہ شجاعان قبیلہ مذحج جمع ہوئے ہیں اور طلب خون ہانیؓ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہانی سے کوئی جرم صادر نہیں ہوا تھا کس خطا پر انہیں قتل کیا۔ ابن زیاد شقی مجمع میں گھبرا گیا۔ اور قاضی شریح سے کہا۔ جاؤ ہانی کو دیکھو۔ اور لوگوں سے بیان کرو۔ کہ وہ زندہ ہیں۔ جب شریح ہانیؓ پاس گیا۔ دیکھا۔ خون چہرہ ہانیؓ سے جاری ہے۔ اور کہتے ہیں میرے عزیز دوست کہاں ہیں۔ اگر دس آدمی بھی چلے آئیں۔ مجھے اس ملعون کے شر اور عذر سے نجات دے سکتے ہیں پھر شریح قاضی آیا۔ اور بالائے قصر جاکر آواز دی۔ کہ ہانیؓ ہیں اور انہیں کوئی صدمہ نہیں پہنچا ہے جب ان کے اہل قبیلہ نے سُنا کہ ہانیؓ زندہ ہیں، پراگندہ ہو گئے اور ابن زیاد مع ملازمان دیاوران و ناصران مسجد میں آیا اور اشراف کوفہ کو جمع کرکے بالائے منبر گیا۔ اور لوگوں کو مخالفت یزید سے ڈرایا دھمکایا۔ اور مطیعیان یزید کو بنوازش و بخشش امیدوار کیا۔ ناگاہ کچھ لوگ دوڑتے ہوئے مسجد میں آئے۔ اور کہا مسلم نے خروج کیا۔ اور جانب دارالامارۃ آتے ہیں۔ ابن زیاد بیتابانہ منبر سے نیچے آیا۔ اور دارالامارۃ میں جاکر دروازہ بند کر لیا۔

بیان خروج حضرت مسلمؑ

عبداللہ بن حازم نے روایت کی ہے۔ کہ میں مجلس ابن زیاد میں تھا جس وقت ہانیؓ کو ابن زیاد نے مجروح کیا۔ اور حکم حبس دیا جب میں نے وہ حال دیکھا حضرت مسلمؑ پاس آکے قصہ نقل کیا۔ اس وقت اصحاب مسلمؑ خانہ ہانیؓ کے گرد جمع تھے۔ حضرت مسلمؑ نے مجھے حکم دیا۔ کہ انہیں ندا کروں جہاد کو نکلیں اور منادیوں کو حکم دیا ندا کریں یا منصور امت۔ جب جیوفایان اہل کوفہ نے صدائے مسلمؑ سُنی دروازہ خانہ ہانیؓ پر جمع ہوئے اور حضرت مسلم باہر تشریف لائے اور تعبیہ کیلئے ایک علم ترتیب دیا تھوڑی دیر میں مسجد و بازار ہائے کوفہ اصحاب مسلمؑ سے بھر گئے۔ یہ دیکھ ابن زیاد پریشان

ہوا۔ کیونکہ دارالامارت میں اس کے ہمراہ پچاس آدمیوں سے زیادہ نہ تھے اور بعض اس کے یاروں و ناصروں
سے جو باہر گئے تھے اس تک پہنچنے کی راہ نہ پاتے تھے۔ پس اصحاب مسلمؑ نے ابن زیاد شقی کو گھیر لیا۔ اور پتھر مار
مارکے اسے اور اس کی ماں کو گالیاں دیتے تھے۔ ابن زیاد نے کثیر بن شہاب کو بلایا اور کہا۔ تم باہر جاؤ۔ اور
قبیلہ مذحج سے جو تمہاری اطاعت کرے اسے بانعام و اکرام امیدوار کرو۔ اور لوگوں کو عقوبت یزید اور حرب و ضرب
کے انجام سے ڈراؤ اور نصرت مسلمؑ میں لوگوں کو خائف کرو۔ بعد اسکے محمد پسر اشعث کو بھیجا۔ کہ قبیلہ کندہ
کو جمع کرے رایت امان کھول دے اور ندا کرے۔ جو اس رایت کے نیچے آئے گا۔ جان و مال سے امان پائے
گا۔ اور اسی طرح قعقاع ذہلی و شبث بن ربعی و حجار بن ابجر و شمر بن ذی الجوشن کو ان بیوفایان غدار پاس آکر
فریب دہی کے لئے بھیجا۔ پسر اشعث نے علم بلند کیا۔ اور لوگ اس کے گرد جمع ہوگئے اس دوسرے گروہ
نے بوسادس شیطان لوگوں کو نصرت حضرت مسلمؑ سے خائف کرکے منتشر کردیا۔ یہانتک کہ مردم بے شمار
اس گروہ غدار کے جمع ہوگئے۔ اور قصر دارالامارۃ کے عقب سے داخل ہوئے

اہل کوفہ کی حضرت مسلمؑ سے بیوفائی

جب ابن زیاد نے کثرت اپنے یاروں اور ناصروں کی دیکھی ایک علم شبث بن ربعی کو دیکر مع گروہ منافقین
قصر سے باہر بھیجا اور اشراف کوفہ کو حکم دیا بام قصر پہ جاکر یاروں اور ناصران مسلم کو آواز دو۔ کہ اے لوگو اپنے
حال پر رحم کرو اور پراگندہ ہوجاؤ۔ کہ ابھی لشکر ہائے شام پہونچتے ہیں۔ تم کو تاب مقاومت ان سے نہیں۔ اگر اطاعت
کروگے امیر تم سے عہد کرتا ہے کہ تمہاری جانب سے یزید بن معاویہ سے معذرت کرکے تمہارے وظائف
مقرر کرا دے گا۔ اور قسم کھائی ہے کہ اگر تم متفرق نہ ہوجاؤ گے۔ تو اسی وقت جب شام کے لشکر پہونچیں گے
تم کو پکڑ کے قتل کر ڈالے گا۔ اور بے گناہ کو بجائے گنہگار مار ڈالے گا۔ اور تمہاری عورتوں اور فرزندوں کو
شامیوں پر تقسیم کردیگا لوگ اس حکم کے سننے سے متفرق ہوگئے۔ جب شام ہوئی تیس آدمیوں سے زیادہ حضرت
مسلمؑ کے ہمراہ نہ تھے جب حضرت مسلمؑ نے یہ کیفیت دیکھی۔ غدر و مکر اہالیان کوفہ سے مطلع ہوئے۔ اور مسجد میں جاکر
نماز مغرب ادا فرمائی جب نماز سے فارغ ہوئے۔ فقط دس آدمی آپ کے ہمراہ رہ گئے۔ چاہا مسجد سے نکلیں جب
دروازہ کندہ سے باہر آئے۔ کوئی آپ کے ہمراہ نہ رہا۔ اس وقت حضرت مسلمؑ اپنی تنہائی سے متحیر ہوئے جب تھوڑی
دور گئے دروازہ خانہ طوعہ پر پہنچے۔ اور وہ کنیز۔ آزاد کردہ اشعث بن قیس کی تھی اور سید حضرمی نے اس سے تزویج
کیا تھا۔ اس سے ایک پسر متولد ہوا تھا۔ اسے بلال کہتے تھے۔ طوعہ اپنے دروازہ پر بیٹھی اپنے بیٹے کے آنے کی
منتظر تھی۔ حضرت مسلم نے کہا۔ اگر تھوڑا پانی ہو تو مجھے پینے کو دے۔ طوعہ جاکر تھوڑا سا پانی حضرت مسلم کیلئے
لے آئی جب حضرت مسلمؑ نے پانی پیا۔ ایک ساعت تامل کیا۔ طوعہ نے کہا۔ اے بندہ خدا اپنے گھر جاکہ اس وقت

یہاں رات کو تمہارا ٹھہرنا مناسب نہیں۔ حضرت مسلمؑ نے فرمایا۔ میرا اس شہر میں گھر نہیں ہے اور کوئی عزیز و اقارب
بھی نہیں میں مسافر ہوں اور راہ نہیں جانتا۔ اگر اس رات تم پناہ دو۔ ممکن ہے کہ بروز قیامت جب سب عاجز و
پریشان ہوں۔ اس وقت جناب رسول خداؐ تم کو پناہ دیں گے۔ طوعہ نے کہا تم کون ہو کہا میں مسلمؑ بن عقیل
ہوں۔ اہل کوفہ نے مجھے فریب دے کر آوارہ وطن کیا۔ عزیز و اقارب سے چھوڑایا۔ اور میری نصرت نہ کی۔ بلکہ
تنہا چھوڑ دیا۔ جب طوعہ نے حضرت مسلمؑ کو پہچانا۔ انہیں اپنے گھر میں لائی۔ اور ایک عمدہ حجرہ میں لائی اس
میں ان کے لئے فرش بچھایا۔ اور کھانا حاضر کیا۔ اسی وقت اس کا پسر بلال گھر میں آیا۔ اور دیکھا کہ اسکی ماں
اس حجرے میں بہت آتی جاتی ہے۔ اس کا سبب پوچھا۔ ماں نے چاہا۔ کہ اس سے پوشیدہ رکھے جب بیٹے نے بہت
اصرار کیا۔ طوعہ نے اسے قسم دی اور حال حضرت کا بیان کیا۔ جب ابن زیاد شقی نے سنا کہ اصحاب مسلم پراگندہ
ہو گئے ہیں۔ اسی شب مسجد میں آیا۔ اور منبر پر گیا۔ منادیوں نے کوفہ میں ندا کی کہ جو شخص اس وقت مسجد
میں نہ آئے گا۔ اشراف و بزرگان کوفہ سے اس کا خون بہایا جائے گا۔ اس خبر کے سننے سے تھوڑی دیر مسجد لوگوں
سے بھر گئی جب لوگ جمع ہوئے۔ ابن زیاد نے باواز بلند کہا۔ کہ مسلم بن عقیل خلیفہ کی مخالفت کر کے بھاگ
گئے ہیں جس شخص کے گھر میں مسلم ہونگے اور مجھے خبر نہ کرے گا۔ اس کا مال و جان تلف میں ہے۔ اور جو شخص مسلم
کو میرے پاس لے آئیگا۔ اس شخص کو دو سو روپے انعام دونگا پس تہدید و تنبیہ کر کے اور ڈرا دھمکا کر منبر
سے نیچے اتر کے قصر میں میں گیا۔ اور سپاہیوں کو حکم دیا۔ کہ جاکر دروازہ ہائے شہر کی حفاظت کریں۔ کہ مسلمؑ شہر
سے باہر نکلنے نہ پائیں اور حصین بن نمیر کو بھیجا۔ کہ محلوں اور گھروں میں جاکر تلاش کریں۔
اگلے روز صبح کو ابن زیاد شقی مجلس میں بیٹھا اور مردمان کوفہ کو آنے کی

مخبری بلال پسر طوعہ

اجازت دی۔ اور محمد بن اشعث کو بہت نوازش کی۔ اس وقت بلال پسر
طوعہ دروازہ ابن زیاد پر آیا۔ اور حضرت مسلمؑ بن عقیل کی خبر عبدالرحمن پسر محمد بن اشعث سے بیان کی۔ وہ
روسیاہ اپنے باپ پاس آیا۔ اور یہ خبر اس سے کہی جس وقت کہ اس کا باپ پہلوئے ابن زیاد میں بیٹھا تھا ابن
زیاد شقی نے جب یہ خبر سنی۔ ستر آدمی قبیلہ قیس کے اس کے ہمراہ کر کے حضرت مسلمؑ کے پکڑنے کو بھیجے جب حضرت
مسلمؑ نے گھوڑوں کے پاؤں کی آواز سنی۔ جانا مجھے پکڑنے آتے ہیں کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور تلوار اپنی
اٹھا کر حجرہ سے باہر آئے جب نظر مبارک ان اشقیا پر پڑی۔ اپنی تلوار کھینچ کے ان پر حملہ کر دیا۔ اور ایک جماعت
کو ہلاک کیا۔ جس طرف حضرت مسلمؑ پھر پڑتے تھے۔ وہ اشقیاء بھاگ جاتے تھے یہانتک کہ کئی حملوں میں انتالیس
آدمیوں کو واصل جہنم کیا۔ اور شجاعت و قوت اس شیر بیشہ شجاعت کی اس درجہ تھی کہ پہلوان کو اٹھا کر اپنے ہاتھ
سے کوٹھے کے اوپر پھینک دیتے یہانتک کہ بکر بن عمرو بن عمران ملعون نے ایک ضرب چہرہ مبارک پر لگائی اور
اس ضرب کے صدمہ سے اوپر کا ہونٹ اور دندان مبارک زخمی ہوگئے۔

جنگ حضرت مسلمؑ زخمی ہونے کے باوجود حضرت مسلمؑ جس طرف حملہ کرتے تھے کوئی ان کے سامنے نہ ٹھہر سکتا تھا۔ جب وہ اشقیا لڑائی سے عاجز ہوئے۔ کوٹھوں پر جا کے پتھر اور لکڑیاں حضرت مسلم پر مارتے۔ اور آگ حضرت مسلمؑ کے سر پر برساتے تھے جب حضرت مسلمؑ نے یہ حال دیکھا۔ اپنی جان سے ناامید ہوگئے۔ اور تلوار کھینچ ان کافروں پر حملہ کرتے تھے۔ پھر ایک جماعت منافقین کو بھگا دیا۔ جب اشعث نابکار نے دیکھا کہ باسانی ظفریاب ہونا مشکل ہے۔ کہا۔ اے مسلمؑ تم کیوں اپنی جان دیتے ہو میں نے تم کو امان دی۔ تم ابن زیاد پاس چلو۔ تمہارے قتل کا ارادہ نہیں رکھتا۔ حضرت مسلمؑ نے فرمایا تم کوفیوں کے قول و فعل پر مجھے اعتبار نہیں منافقین بیدین سے امید وفا نہ رکھنی چاہیئے۔ جب وہ شیر بیشہ انبیا کثرت مقاتلۂ اعداء اور جراحتہائے ناتو ان پر وفائے سست و ناتواں ہوگیا۔ ضعف نے غلبہ کیا پس ایک ساعت دیوار سے تکیہ کیا۔ اس وقت پھر ابن اشعث نے کہا میں نے تم کو امان دی۔ ناچار امان منظور کی۔ باوجودیکہ جانتے تھے ان بیدینوں کے کلام کو فروغ اور صدق نہیں ہے ابن اشعث سے کہا آیا تو نے مجھے امان دی۔ اس نے کہا ہاں پس اسکے رفیقوں سے مخاطب ہو کر فرمایا تم نے بھی مجھے امان دی۔ سب نے کہا۔ ہاں پس حضرت مسلمؑ حرب و ضرب سے دستبردار ہوئے

تنہائی و بیکسی حضرت مسلمؑ بروایت سید ابن طاؤسؒ ہر چند حضرت مسلمؑ سے ان اشقیا نے کہا ہم نے آپ کو امان دی حضرت مسلمؑ نے قبول نہ کیا اور مقاتلہ اعداء میں اہتمام کرتے تھے۔ یہانتک کہ جراحت بیشمار جسم اطہر پر لگے۔ اور ایک نامرد نے عقب سے نیزہ پشت مبارک پر مارا۔ اور حضرت مسلمؑ اس کے صدمہ سے منہ کے بل زمین پر گر پڑے۔ کافروں نے ہجوم کیا۔ اور حضرت مسلم کو پکڑ لیا۔ ابن اشعث ملعون کے حکم سے حضرت مسلم کو شتر پر سوار کیا۔ اور ہتھیار ان سے لے لئے اس وقت حضرت مسلمؑ نے آہ پر درد دل سے کھینچی۔ اور سیلاب اشک دیدہ حق میں سے جاری ہوا۔ اور زبان مبارک سے کہا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون عبد اللہ پسر عباس بن مرہ اس نے کہا۔ اے مسلم کیوں روتے ہو۔ جس مقصد بزرگ کا تمہارا ارادہ تھا۔ اس کی تحصیل میں یہ آزار جہت تمہیں ہیں۔ حضرت مسلم نے کہا میں اپنے حال پر نہیں روتا ہوں۔ ولیکن امام حسینؑ اور ان کے اصحاب کے حال پر روتا ہوں۔ کہ ان منافقین غدار کے فریب سے اپنے عزیزوں اور شہر سے جدا ہو کے اس طرف آتے ہیں نہیں معلوم ان پر بھی کیا مصیبت گزرے گی۔ پس ابن اشعث سے متوجہ ہوئے اور کہا۔ میں جانتا ہوں۔ تمہارا امان پر اعتماد نہیں ہے اور مجھے قتل کرو گے۔ اب ایک امید تم سے یہ ہے۔ میری جانب سے کسی کو جناب امام حسینؑ کی خدمت میں روانہ کرو کہ آنحضرت مکر و غدر کوفیاں بے وفا سے اس طرف آتے ہیں لہذا کہلا بھیجو کہ آپکا پسر عم عرض کرتا ہے کہ میرے پدر و مادر آپ پر سے فدا ہوں۔ آپ مراجعت فرمائیے۔ کہ میں یہاں اسیر ہوگیا ہوں مترددی ہو یہ اہل کوفہ وہی لوگ ہیں جن کے نفاق سے آپ کے پدر بزرگوار پریشان ہوگئے آرزوئے مرگ کرتے تھے۔ ابن اشعث شقی نے کہا

میں نے عہد کیا۔ کہ میں کھلا بھیجوں گا۔ اور بعد اسکے حضرت مسلمؑ کو دروازہ قصر ابن زیاد بد نہاد پر لایا اور اس شقی
سے حال بیان کیا۔ ابن زیاد نے کہا۔ تجھے امان دینے سے کیا کام تھا۔ میں نے تجھ کو ان کے امان دینے کو نہیں بھیجا
تھا جب حضرت مسلمؑ دروازہ ابن زیاد پر آئے تشنگی نے غلبہ کیا۔ اس وقت اکثر مردمان کوفہ دروازہ قصر پر منتظر حکم ابن
زیاد بیٹھے تھے۔ حضرت مسلم نے کہا۔ اے منافقو مجھے ایک گھونٹ پانی پلا دو مسلم بن عمرو بدبخت نے کہا ایک
قطرہ پانی کا تم کو نہ ملے گا۔ یہاں تک کہ (معاذ اللہ) حمیم جہنم پیو۔ حضرت نے کہا۔ تیری ماں تیری عزا میں بیٹھے اے
سنگین دل جفا کار مددگار کفار و اشرار تو ہی سزاوار حمیم پینے اور ہمیشہ جہنم میں رہنے کا ہے۔ یہ کہہ کے حضرت مسلمؑ
نے بوجہ ضعف و غلبہ تشنگی دیوار کا تکیہ کیا جب عمرو بن حریث نے حضرت مسلم کا یہ حال مشاہدہ کیا۔ اپنے غلام کو حکم
دیا۔ اور وہ ایک پیالہ پانی کا حضرت کے واسطے لے آیا۔ جب حضرت مسلمؑ نے چاہا۔ کہ پانی نوش کریں۔ وہ پیالہ خون
سے بھر گیا پس وہ پانی پھینک دیا۔ اور دوسرا پیالہ پانی طلب کیا اور وہ پیالہ بھی اسی طرح خون سے بھر گیا تیسری
مرتبہ جب پانی کا پیالہ آیا۔ دندان مبارک اس پیالہ میں گر پڑے۔ پس حضرت مسلم نے فرمایا۔ الحمد للہ اب گویا
دنیا کا پانی تقدیر میں نہیں ہے۔ ناگاہ ابن زیاد ولد الزنا کا آدمی آیا۔ اور حضرت مسلم کو لے گیا۔ جب حضرت
مسلم داخل مجلس ابن زیاد ہوئے سلام نہ کیا۔ ملازم ابن زیاد نے کہا۔ تم نے سلام کیوں نہ کیا۔ حضرت مسلمؑ نے
جواب نہ دیا وہ تو مجھے قتل کرے گا پھر میں کیوں سلام کروں۔ اور اگر قتل نہ کریگا۔ تو اسے بہت سلام کرونگا
ابن زیاد ولد الزنا نے کہا۔ البتہ میں تم کو قتل کرونگا۔ سلام کرو یا نہ کرو۔ حضرت مسلمؑ نے کہا اگر تو مجھے قتل کریگا
تو تجھ سے بدتر نے مجھ سے بہتر کو قتل کیا ہے۔ ابن زیاد پلید اس کلام سے خشمگین ہوا۔ اور زبان نجس سے ناسزا کہنا
شروع کیا۔ اور کہا۔ اے عاق اے پراگندہ کنندہ اہل نفاق تم نے اپنے امام پر خروج کیا اور جمیعت مسلمین کو پراگندہ کردیا آتش فتنہ دبی تھا

حضرت مسلمؑ اور ابن زیاد کے درمیان گفتگو

ابن زیاد بدنہاد کی مندرجہ بالا گفتگو کے بعد حضرت مسلمؑ نے فرمایا۔ تو جھوٹ کہتا
ہے۔ واضح ہو کہ معاویہ اور اس کے پسر یزید نے جمیعت مسلمین کو پراگندہ کیا۔ اور رخنہ دین خدا میں ڈالا تیرے
باپ اور تو نے کہ ولد الزنا و فرزند غلام ثقیف ہے۔ شعلۂ فتنہ و فساد اہل اسلام میں بھڑکایا۔ اور میں امیدوار
ہوں کہ بدترین خلق خدا کے ہاتھ سے شہادت سعادت پاؤں اور اپنے آباؤ اکرام علیہم السلام سے ملاقات
کروں۔ اس شہر میں میرا آنا اس وجہ سے ہوا۔ کہ یہاں کے لوگوں نے مجھے اطلاع دی کہ تو نے اور تیرے
باپ نے دین خدا میں بدعتیں شروع کی ہیں۔ نیکوں کو بے گناہ قتل کیا ہے۔ اور احکام کسریٰ و قیصر کو لوگوں
میں جاری کر دیا ہے۔ میں اسی وجہ سے آیا ہوں کہ لوگوں کو بہ کتاب خدا و سنت رسولؐ حکم کروں اور بعدالت
ان سے سلوک کروں پس حق تعالیٰ مجھ میں اور تجھ میں بحق وراستی حکم کرے۔ بدرستیکہ وہ بہترین حکم کنندگان ہے

ابن زیاد شقی نے کہا ملانے تم کو اس امر کے لائق نہ جانا حضرت مسلم نے جواب دیا۔ ہم سے زیادہ کون خلافت و امامت کا سزاوار ہے۔ ابن زیاد نے کہا۔ یزید حضرت مسلمؑ نے کہا۔ اپنے اور تیرے درمیان بحکم خدا میں راضی ہوا پس درمیان میں بہت طول سخن ہوا۔ اس بدبخت روسیاہ ابن زیاد شقی نے بہت کچھ ناسزا جناب امیرؑ اور امام حسینؑ علیہ السلام و عقیل کو کہا۔ حضرت مسلم نے کہا۔ اگر تجھے میرا قتل منظور ہے اجازت دے کہ میں کسی کو اپنا وصی کروں کہ وہ میری وصیتوں کی تعمیل کرے۔ ابن زیاد نے کہا۔ جو چاہو سو کہو حضرت مسلم عمر بن سعد ملعون کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا۔ موافق اس قرابت کے جو مجھ میں اور تجھ میں ہے۔ میری وصیت قبول کر۔ اس ملعون نے بعید اللہ ابن زیاد روسیاہ کی خوشامد کی وجہ سے کلام حضرت کا نہ سنا۔ ابن زیاد نے کہا۔ اے عمر بن سعد مسلمؑ تم سے رابطہ قرابت رکھتے ہیں اور تم ان کی وصیت سے انکار کرتے ہو۔ جب عمر بن سعد نے ابن زیاد سے اجازت پائی۔ حضرت مسلم کا ہاتھ پکڑ کے گوشۂ قصر میں لے گیا۔ حضرت مسلم نے فرمایا۔ میری وصایا میں سے وصیت اوّل یہ ہے کہ اس شہر میں سات سو درہم کا قرضدار ہوں لازم ہے کہ میری شمشیر و زرہ فروخت کر کے میرا قرض ادا کر دے۔

وصیت دوسری۔ جب مجھے قتل کر ڈالیں ابن زیاد سے اجازت لے کر میری لاش دفن کر دینا۔

وصیت تیسری۔ یہ ہے کہ امام حسینؑ کو اس مضمون کا خط لکھ کر کوفیوں نے مجھ سے بے وفائی کی اور آپ کے پسر عم کی نصرت و یاری نہ کی۔ ان کے وعدوں پر اعتماد نہیں ہے آپ اس طرف نہ آئیں۔

بیان شہادت حضرت مسلمؑ و حضرت ہانیؑ

ابن زیاد بدنہاد نے حضرت مسلمؑ کی وصایا سن کر کہا مجھے ان کے مال سے کچھ سروکار نہیں ہے۔ جو کچھ کہا ہے ویسا کرو۔ اور جب میں ان کو قتل کروں۔ اس کے بعد دفن کر دینا کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ویکھو امام حسینؑ اگر وہ میرا ارادہ نہیں رکھتے۔ مجھے بھی ان کا ارادہ نہیں ہے۔ پس ابن زیاد شقی نے بکر بن حمران کو طلب کیا۔ جس نے اس روز حضرت مسلمؑ کے سر مبارک پر ضربت لگائی تھی اور حکم دیا۔ کہ مسلمؑ کو سقفِ قصر پر لے جا کر قتل کرے۔ اور سر و تن کو قصر سے نیچے پھینک دے۔ حضرت مسلمؑ نے فرمایا اے ابن زیاد اگر تو ولدالزنا نہ ہوتا۔ اور مجھ میں تجھ میں قرابت ہوتی۔ میرے قتل کا حکم تو نہ دیتا۔ پس بکر بن حمران ملعون نے حضرت مسلم مظلوم کا ہاتھ پکڑا۔ اور سقف قصر پر لے گیا۔ اثنائے راہ میں زبان مبارک حضرت مسلم بحمد و ثنائے و تکبیر و تہلیل خدا و الصلوٰۃ سید انبیاء و اہل بیت آنحضرت گویا تھی اور حق تعالیٰ سے مناجات کرتے تھے۔ کہ خداوندا تو مجھ میں اور اس گروہ میں حکم کر جنہوں نے مجھے فریب دیا۔ اور مجھ سے جھوٹ بولے اور اپنے وعدوں پر وفا نہ کی۔ جب وہ لعین بدکردار اس زبدہ ابرار و نقادۂ اخیار یعنی مسلمؑ نامدار کو سقف قصر پر لایا۔ اور قتل کر کے سر و بدن شریف کو بام قصر سے نیچے پھینک دیا۔ اور لرزاں و خائف ابن زیاد شقی

پاس آیا اس لعین نے پوچھا سبب تغیر کیا ہے۔ اس بدبخت نے کہا جب میں نے مسلمؑ کو قتل کیا۔ ایک مرد سیاہ مہیب کو دیکھا کہ میرے برابر کھڑا ہے۔ اور اپنی انگلیاں دانتوں سے کاٹتا ہے۔ اور بروایت دیگر اس نے یہ حالت قبل قتل مشاہدہ کی اور ہاتھ اس کا خشک ہو گیا جب یہ خبر عبید اللہ ابن زیاد کو پہونچی۔ بکر بدکردار کو بلایا اور بعد حال دریافت کے تبسم کر کے کہا جب تو نے خلاف عادت چاہا کام کرے دہشت تجھ پر طاری ہوئی اور تجھے وہم وخیال نے گھیر لیا۔ پس اس ولد الزنا نے دوسرے روسیاہ کو سقف قصر پر بھیجا جب اس نے ارادہ قتل کیا۔ جناب رسول خدا کو دیکھا۔ اور خوف آنحضرتؐ سے پتہ اس کا پھٹ گیا۔ اور اسی وقت مر گیا۔ پس ابن زیاد روسیاہ نے تیسری مرتبہ ایک روسیاہ مرد شامی کو بھیجا۔ اور اس نے جا کے حضرت مسلمؑ کو شہید کیا۔ جب حضرت مسلمؑ شہید ہو چکے اس وقت ابن زیاد نے ہانیؓ کو طلب کیا۔ اور ہر چند محمد ابن اشعث وغیرہ نے شفاعت کی مگر اس بدبخت نے ایک نہ مانا۔ اور قتل ہانیؓ کا حکم دیا۔ غلام ابن زیاد حضرت ہانیؓ کو قصر سے باہر لے گیا۔ اور ایک ضربت ان پر لگائی۔ اس ضربت نے اثر نہ کیا ہانی نے کہا۔ الی اللہِ المعَادِ اَللّٰھُمَّ الیٰ رَحْمَتِکَ وَرِضْوَانِکَ یعنی بازگشت سب کی جانب خدا ہے۔ خداوندا مجھے اپنی رحمت وخوشنودی کی طرف لے جا۔ پس اس غلام بدانجام نے دوسری ضربت لگائی اور حضرت ہانیؓ برحمت الٰہی ملحق ہوئے۔ پس عبید اللہ ابن زیاد روسیاہ نے حضرت مسلمؑ وہانیؓ کے سر کٹوا کر ہانی بن ابی احیمہ وزبیر بن سرح کو دیئے اور یزید پلید پاس روانہ کیا۔ اور ایک نامہ لکھا۔ اور اس میں حال حضرت مسلمؑ و حضرت ہانیؓ کا لکھا اور جب نامہ عبید اللہ ابن زیاد وسرہائے مسلمؑ وہانیؓ یزید پلید علیہ اللعنۃ والعذاب الشدید کے پاس پہونچے خوش ہو گیا۔ اور حکم دیا۔ دونوں سر دروازہ دمشق پر لٹکا دیئے جائیں اور ابن زیاد کے خط کا جواب لکھا اور اس میں نوازش وانعام کا امیدوار کیا۔ اور کہا۔ میں نے سنا ہے امام حسینؑ متوجہ عراق ہوئے ہیں۔ لازم ہے کہ ان پر راہیں بند کر کے فتح وظفر میں سعی وکوشش بلیغ کر اور بہ تہمت وگمان لوگوں کو قتل کر۔ اور ہر روز جو گذرے اس کی مجھے اطلاع دے۔ والسلام۔ یزید بن معاویہ۔ اور خروج حضرت مسلمؑ روز سہ شنبہ بتاریخ ہشتم ذی الحجہ تھا۔ اور شہادت بروز عرفہ واقع ہوئی۔

فصل چودہویں بیان توجہ حضرت امام حسینؑ بعراق اور جو کچھ اہل کفر ونفاق سے ظلم گذرے

شیخ مفید وسید ابن طاؤس وشیخ بن نماؒ وسید محمد ابن ابی طالب رضوان اللہ علیہم نے اس قصۂ جانسوز

دو واقعۂ ہائلہ غم اندوز کو جس نے جان قدسیان ملکوت کو مجروح و دلہائے مقربان بارگاہ جبروت کو مجروح کر دیا ہے اس طرح تحریر کیا ہے کہ جب سید الشہداء تیسری شعبان ۶۰ھ کو مخالفوں کے خوف سے مکہ معظمہ میں تشریف لائے۔ بقیہ ماہ شعبان و رمضان و شوال و ذیقعدہ اسی مقام متبرک میں بعبادت الٰہی قیام کیا۔ اس مدت میں شیعان اہل حجاز و بصرہ و جمیع بلاد امام حسینؑ پاس جمع ہوئے۔ جب ماہ ذی الحجہ آیا۔ امام حسینؑ احرام حج باندھا۔ چونکہ یزید پلید نے ایک گروہ کو حج کے بہانے سے بھیجا تھا۔ کہ حضرتؑ کو پکڑ کے اس شقی پاس لے جائیں یا قتل کریں۔ اس وجہ سے احرام حج کو حضرتؑ نے عمرہ سے بدل دیا۔ اور اعمال عمرہ بجالا کے جب فارغ ہوئے اس وقت متوجہ عراق ہوئے اور چند حدیث معتبر میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے۔ چونکہ حضرتؑ جانتے تھے کہ اعمال و مناسک حج بجالانے کی وہ اشقیاء اجازت نہ دیں گے۔ اس وجہ سے احرام بعمرہ منفردہ باندھا۔ اور اعمال عمرہ کے تمام کر کے ساتویں ذوالحجہ کو مکہ سے تشریف لے گئے۔ اور بعضوں نے لکھا ہے کہ بروز عرفہ تشریف لے گئے۔ سید ابن طاؤس نے روایت کی ہے کہ حضرتؑ تیسری ذوالحجہ کو مکہ سے تشریف لے گئے اور اسی روز حضرت مسلمؑ شہید ہوئے۔ اور روایت کی ہے کہ جب حضرتؑ نے قصد توجہ عراق کیا۔ ایک خطبہ ادا فرمایا اور بعد از حمد و ثنائے الٰہی درود جناب رسول خداؐ و اہل بیت اطہار ارشاد فرمایا کہ جو کچھ خدا نے مقدر کیا ہے وہ ضرور ہو کر رہے گا اور پناہ و فوت نہیں ہے۔ مگر خدا سے بدرستیکہ موت کو مثل طوق جمیع فرزندان آدمؑ کے گردنوں پر لازم کر دیا ہے اور کس قدر خواہان و مشتاق لقائے اسلاف ہوئے ہیں۔ مانند اشتیاق یعقوب بیوسف۔ اور خداوند عالم نے میرے دفن کے لئے ایک بقعۂ شریف اختیار کیا ہے کہ میں جلد اس جگہ پہونچوں گا اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ بہت جلد میرے اعضا صحرائے کربلا میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ اور چونکہ اس امر کے لئے مقدر ہوا ہے۔ اس روز سے چارہ نہیں ہے۔ اور ہم اہل بیت بقضائے الٰہی راضی ہیں اور اس کی بلا پر صابر رہتے ہیں کہ ہم کو اسکے عوض بہترین جزائے صابراں عطا فرمائے اور بہت جلد وہ اعضائے پارہ پارہ خطیرہ قدس میں جناب رسول خداؐ پاس جمع ہونگے اور خداوند عالم ان کی آنکھیں روشن کریگا۔ اور اپنے وعدوں کی تعمیل کرے گا۔ جس کسی کو آرزوئے شہادت ہو اور میری نصرت میں جان دے کے بسعادت ابدی فائز ہونا منظور ہو۔ وہ میرے ہمراہ رہے کہ کل کے روز میں انشاء اللہ روانہ ہوں گا۔ ایضاً۔ زرارہ بن صالح سے روایت کی ہے۔ کہا میں امام حسینؑ کی خدمت میں روانگی سفر عراق آنحضرتؑ سے تین روز پہلے پہونچا۔ اور عرض کیا۔ مردم کوفہ کے دل آپ کی طرف اور تلواریں بنی اُمیّہ کی جانب ہیں۔ پس امام حسینؑ نے بجانب آسمان اشارہ کیا۔ ناگاہ میں نے دیکھا۔ دروازے آسمان کے کھل گئے اور اس قدر افواج ملائکہ آسمان سے نیچے آئیں کہ ان کی تعداد بغیر خدا کے دوسرا نہیں جانتا۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ اگر آرزوئے شہادت و شوق

ملاقات حضرت رسالت در رضا بقضائے جناب احدیت کا ارادہ نہ ہوتا۔ تو بیشک ہمراہ ان لشکروں کے اعدو
وکفار سے جہاد کرتا۔ ولیکن مجھے یقین ہے کہ میں اور میرے اہل بیت واصحاب وہاں شہید ہونگے اور
میرے فرزندوں میں سے سوائے زین العابدینؑ کے اور کوئی نہ بچیگا۔ ایضاً بسند معتبر جناب صادق سے روایت
کی ہے۔ کہ جس رات کو امام حسینؑ نے عزم کیا۔ کہ صبح کو متوجہ کوفہ ہوں۔ محمد بن حنفیہ خدمت حضرت میں حاضر
ہوئے اور کہا۔ اے برادر جو کچھ اہل کوفہ نے مکر و غدر آپ کے پدر و برادر کے ساتھ کیا آپ جانتے ہیں میں
ڈرتا ہوں کہ کہیں آپ سے بھی ویسا ہی سلوک نہ کریں۔ اگر آپ مکہ میں اقامت فرمائیں۔ عزیز و مکرم رہیے
گا اور کوئی مکہ میں آپ کا معترض نہ ہوسکے گا۔ حضرت نے فرمایا میں ڈرتا ہوں۔ یزید مکہ میں مجھے شہید کرے
مجھے منظور نہیں کہ حرمت کعبہ کی میری وجہ سے ضائع ہو جائے۔ محمد بن حنفیہ نے عرض کی۔ اچھا آپ یمن کی طرف
یا جنگل میں تشریف لے جائیے۔ کہ آپ پر کوئی ظفریاب نہ ہوسکے۔ حضرتؑ نے جواب دیا۔ اس مقدمہ میں
فکر کروں گا جب صبح ہوئی حضرت نے حکم دیا۔ اونٹوں پر اسباب بار کریں۔ جب یہ خبر محمدؐ بن حنفیہ کو پہونچی
بیتابانہ آئے اور مہار ناقۂ برادر بزرگوار سے لپٹ گئے۔ اور کہا۔ اے برادر آپ نے وعدہ کیا تھا۔ کہ میں اس مقدمہ
میں فکر کروں گا۔ اس قدر کیوں جلدی آپ متوجہ سفر ہوگئے۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ جب تم کل چلے گئے جناب رسول
خدا خواب میں میرے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ اے حسینؑ سفر کرو کہ خدا چاہتا ہے کہ تم کو اپنی راہ میں کشتہ
دیکھے محمد بن حنفیہ نے کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جبکہ آپ اس قصد سے جاتے ہیں۔ عورتوں کو اپنے ہمراہ
کیوں لئے جاتے ہیں۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ خدا کو منظور ہے کہ انہیں اسیر دیکھے۔ پس محمد بن حنفیہ بادل بریاں
و دیدہ گریاں سید الشہداء امام عالمیان کو وداع کر کے رخصت ہوئے بعد انکے عبداللہ بن عباس خدمت امام
حسینؑ میں حاضر ہوئے۔ اور اس سفر محنت اثر کے ترک میں بہت مبالغہ کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ رسول خداؐ نے
مجھے خواب میں فرمایا ہے۔ اور میں مخالفت جناب رسولؐ خدا نہ کروں گا۔ پس ابن عباس روتے ہوئے اور فریاد
و فغاں کرتے ہوئے رخصت ہوئے۔ احادیث معتبرہ میں امام محمد باقر و امام جعفر صادق سے منقول ہے
کہ جب امام حسینؑ بارادہ سفر عراق مکہ سے باہر تشریف لئے جاتے تھے۔ عبداللہ بن زبیر استقبال امام حسینؑ
کو آیا اور بظاہر اس سفر سے منع کرتا تھا۔ حضرت نے فرمایا میں نہیں چاہتا۔ کہ میری وجہ سے حرمت حرم و کعبہ برطرف
ہو جائے جس قدر میں حرم سے دور جا کر قتل ہوں۔ اسی قدر زیادہ خوشی ہے اور اگر نہر فرات کے کنارے
دفن ہوں اس سے بہتر ہے کہ نزدیک کعبہ دفن ہوں۔ حضرت نے باعجاز عبداللہ بن زبیر کو یہ خبر دی کہ وہ
مکہ میں مارا جائے گا۔ اور ہتک حرمت کعبہ اسکی وجہ سے ہوگا۔ مگر وہ نہ سمجھتا تھا یا تجاہل کرتا تھا۔ آخر جو حضرت
نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کہ حجاج نے کعبہ کو اس کے سامنے خراب کیا۔ امام محمد باقر سے منقول ہے۔ کہ جب سید الشہدا مکہ سے متوجہ

عراق ہوئے۔ ایک نامہ محمد بن حنفیہ و جمیع بنی ہاشم کو لکھا۔ کہ جسے آرزوئے شہادت ہو۔ میرے ہمراہ آئے اور جو شخص میرے ہمراہ نہ آئے گا۔ فتح و فیروزی نہ پائے گا۔ والسلام۔

امام زین العابدین سے منقول ہے۔ جب امام حسینؑ متوجہ سفر عراق ہوئے۔ عبداللہ بن عمر سوار ہو کے بسرعت تمام سید الشہداء پاس آیا۔ اور پوچھا۔ یا ابن رسولؐ اللہ آپ کہاں جاتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا بجانب عراق جاتا ہوں۔ ابن عمر نے کہا نہ جائیے۔ بلکہ اپنے جد بزرگوار کے حرم میں تشریف واپس لے چلئے ہر چند وہ مبالغہ کرتا تھا۔ حضرت قبول نہ فرماتے تھے۔ پس ابن عمر نے کہا۔ یا حضرت آپ موضع جسد اطہر اپنا جسے رسول خدا چومتے تھے مجھے دکھا دیجئے۔ پس حضرت نے موضع ناف مبارک دکھایا۔ اور اس نے تین مرتبہ اس موضع مبارک کا بوسہ لیا۔ اور باگریہ و زاری کہا۔ میں آپ کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ اور جانتا ہوں کہ آپ اس سفر میں قتل ہونگے۔ اور بروایت دیگر حضرت نے فرمایا۔ مگر تو نہیں جانتا۔ کہ جو بیقدری دنیا کی جو خدا کے نزدیک ہے۔ حضرت یحیٰی بن زکریا کا سر مبارک واسطے ایک زن زناکار کے زنان بنی اسرائیل سے ہدیہ بھیجا مگر تو نہیں جانتا کہ طلوع آفتاب سے تا غروب آفتاب ستر پیغمبر شہید کئے اور اپنے بازاروں میں اسی طرح مشغول خرید و فروخت تھے کہ گویا کچھ نہیں کیا ہے۔ اور خدا نے ان پر عذاب نازل کرنے میں تعجیل نہ کی بعد اس کے ان کو دنیا و عقبیٰ میں بشدائد عقوبات مبتلا کیا۔ پس اے پسر عمر خدا سے ڈر اور میری ترک نصرت نہ کر۔ شیخ مفید وغیرہ نے فرزدق شاعر سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا۔ میں ۶۰ھ میں اپنی ماں کو حج کے لئے لے گیا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ امام حسینؑ معہ اسلحہ جنگ مکہ سے باہر تشریف لئے جاتے ہیں۔ جب مجھے معلوم ہوا۔ کہ حضرت امام حسینؑ ہیں ان کی خدمت با برکت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ حق تعالےٰ آپ کے مقاصد بر لائے۔ میرے پدر و مادر آپ پر سے فدا ہوں۔ آپ نے جلدی کیوں کی کہ قبل ادائے مناسک حج مکہ سے باہر تشریف لائے۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ اگر جلدی نہ کرتا۔ منافقین مجھے پکڑ لیتے۔ پس حضرت نے احوال اہل عراق مجھ سے دریافت کئے۔ میں نے عرض کیا۔ ان کے دل آپ کی طرف اور تلواریں بجانب بنی امیہ ہیں اور جو خدا چاہتا ہے کرتا ہے۔ قضائے خدا سے چارہ نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ سچ کہتا ہے تمام امور خلائق قبضۂ قدرت خداوند عالم میں ہیں اور ہر روز ہر ساعت امور خلائق میں خدا کی تدبیر و تقدیر ہے۔ اگر قضائے خدا نازل ہو اسی طرح مجھے منظور ہے۔ پس میں خدا کی اس کی نعمتوں پر حمد کروں گا۔ اور اس سے نصرت و یاری طلب کروں گا۔ اور اس کے شکر پر توفیق چاہوں گا۔ اور اگر قضائے الٰہی خلاف امید جاری ہو۔ جس کی نیت حق ہے اور سیرت اس کی پرہیزگاری پر ثابت ہے وہ بلاہائے دنیا سے کچھ پروا نہیں رکھتا۔ میں نے عرض کیا آپ حق فرماتے ہیں۔ خدا آپ کو آپ کے مطلب تک پہنچائے اور جس امر سے آپ پرہیز کرتے ہیں اس سے باز رکھے۔ پس

چند مسائل حج حضرت سے میں نے دریافت کئے اور حضرت کو وداع کرکے روانہ ہوا۔ پس عمرو بن سعید بن العاص نے اپنے برادر یحییٰ کو بھیجا۔ کہ امام حسینؑ کو سفر کرنے سے منع کرے۔ جب وہ حضرت کی خدمت میں پہنچا حضرت نے قبول نہ کیا۔ اور ان سب کو حضرت نے نزاع سے مخالفت فرمائی اور قبل اس کے کہ جدال و قتال کی نوبت پہنچے وہ سب سے باز رہے۔

مقام تنعیم پس حضرت امام حسینؑ مکہ سے روانہ ہوئے۔ جب بمقام تنعیم پہونچے ایک قافلہ یمن آتا تھا اور چند ہدایا حاکم یمن نے یزید کو بھیجے تھے۔ امام حسینؑ نے ان کے بار برداروں کو کہ امام زماں ان کا لحق ہے تصرف کرکے شتربانوں سے کہا۔ جو میرے ہمراہ عراق چلے گا۔ میں اس کا پورا کرایہ دونگا۔ اور احسان اس کے ساتھ کرونگا۔ اور جسے منظور نہ ہو اس پر جبر بھی نہ کروں گا۔ بعضوں نے اونٹ اصحاب آنحضرت کو بکرایہ دیئے اور بعض نے مفارقت اختیار کی۔ بروایت شیخ مفیدؒ جب خبر روانگی آنحضرت بجانب عراق عبداللہ پسر جعفر طیار چچازاد بھائی کو پہنچی اپنے دونوں۔ بیٹوں عون و محمدؑ کو حضرت کی خدمت میں بھیجا اور ایک عریضہ لکھا۔ اور بہت التماس کی کہ اس سفر میں تعجیل نہ کریں اور لکھا کہ اب پشت و پناہ مومنان شیعیان پیشوا و مقتدائے ہدایت یافتگاں آپ ہی ہیں۔ اور جب بھی آپ ہم سے چلے جائیں گے۔ اس وقت اہل بیت آپ کے ہلاک ہو جائیں گے۔ اپنے بیٹوں کو آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں۔ اور خود بھی عقب سے آتا ہوں۔ جب حضرت عبداللہ اپنے بیٹوں کو روانہ کرچکے۔ عمرو بن سعید حاکم مدینہ پاس گئے۔ اور اس سے کہا۔ ایک خط امام حسینؑ کے نام اپنی طرف سے تم لکھ دو۔ اور اپنی امان دے کے التماس معاودت کرو۔ عمرو نے ایک خط امام حسینؑ کی خدمت میں لکھا۔ اور اپنے برادر یحییٰ کے ہمراہ روانہ کیا اور عبداللہ بھی ہمراہ یحییٰ ہوئے۔ جب امام حسینؑ کی خدمت میں پہونچے ہرچند مبالغہ مراجعت آنحضرت میں کیا کچھ مفید نہ ہوا۔ حضرت نے فرمایا میں نے خواب میں رسول خدا کو دیکھا ہے۔ حضرت نے مجھے حکم دیا ہے میں ان کے فرمان سے درگذر نہیں کر سکتا۔ پوچھا آپ نے کیا خواب دیکھا ہے۔ حضرت نے فرمایا میں بیان نہ کروں گا۔ اس کا اثر بہت جلد خود ہی ظاہر ہو جائے گا۔ جب حضرت عبداللہ معاودت امام حسین سے ناامید ہوئے۔ اپنے فرزندوں کو ہمراہ کر دیا۔ خود با دیدہ اشکبار و دل فگار واپس گئے۔

مقام ثعلبیہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حضرت امام مقام ثعلبیہ میں پہنچے۔ بشر بن غالب نے آکر کہا۔ یا ابن رسول اللہ مجھ سے تفسیر اس آیۃ کی بیان کیجئے یوم ندعوا کل اناس با مامھم۔ یعنی جس روز ہم ہر جماعت مردم کو ان کے امام کے نشان ساتھ بلائیں گے۔ امام حسینؑ نے جواب دیا۔ ایک امام وہ ہے کہ اس نے لوگوں کو ہدایت

کی۔اور انہوں نے اس کی ہدایت قبول کی۔اور ایک امام وہ جس نے لوگوں کو جانب ضلالت دعوت دی اور انہوں نے اس کی متابعت کی ہر جماعت کو اس کے امام و پیشوا کے ہمراہ طلب کریں گے مطیعان ہدایت یافتہ کو بجانب بہشت اور گمراہوں کو بجانب جہنم لے جائیں گے جس طرح خدا نے فرمایا ہے۔ فریقٌ فی الجنۃ وفریق فی السعیر۔ یعنی ایک گروہ آتش افروختۂ جہنم میں ہے۔ اور بروایت دیگر امام حسینؑ نے بشیر سے احوال اہل کوفہ دریافت کیا۔ بشیر نے بھی مثل ان لوگوں کے بیان کیا۔ کہ ان کے دل آپ کی طرف اور تلواریں بجانب بنی امیہ ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ یفعل اللّٰہ مایشاء و یحکم ما یرید۔ کلینیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے جب امام حسینؑ منزل ثعلبیہ پر پہونچے ایک شخص حضرت کی خدمت میں آیا۔ اور سلام کیا۔ حضرت نے فرمایا کہاں رہتے ہو۔ اس نے کہا کوفہ میں رہتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ اگر مدینہ میں آتے تو میں تم کو اپنے مکان میں اثر و نشان جبرئیل کے دکھاتا۔ کہ کس طرف سے وہ ہمارے گھر میں داخل ہوتے تھے۔ اور کیونکر ہمارے جد کو وحی پہونچاتے تھے۔ آیا چشمہ آب حیوان علم و عرفان ہمارے گھر میں ہے یا اور کسی کے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ علوم الٰہی کو جانیں اور ہم نہ جانیں۔

مقام غدیب حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب سید الشہداء کنارے چشمۂ غدیب پہونچے وہاں قیام کیا۔ اور قیلولہ فرما کے خواب سے گریاں بیدار ہوئے۔ پس حضرت علی اکبر نے پوچھا۔ آپ کا سبب گریہ کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فرزند گرامی یہ ساعت وہ ہے کہ اس ساعت کا خواب دروغ نہیں ہوتا۔ اس وقت میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک ہاتف نے مجھے آواز دی۔ کہ تم جلدی کرتے ہو۔ اور موت تمہیں بجانب بہشت لئے جاتی ہے۔ حضرت علی اکبر نے عرض کی۔ اے پدر بزرگوار کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فرزند گرامی میں اس خدا کی قسم کھاتا ہوں۔ جس کی طرف سب کی بازگشت ہے کہ ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر ہیں۔ حضرت علی اکبر نے عرض کی۔ پھر ہمیں قتل ہو جانے سے کیا ڈر اور خوف ہے۔ پس حضرت نے فرمایا۔ اے فرزند گرامی خدا تجھے جزائے خیر عطا کرے۔

مقام ہیمیہ پس حضرت نے مقام غدیب سے کوچ کر کے مقام ہیمیہ میں نزول فرمایا۔ اور اس منزل میں ایک شخص کوفی جس کو ابو ہرہ کہتے تھے۔ سلام کر کے کہا۔ یا ابن رسول اللہ آپ حرم خدا اور اپنے جد رسول خداؐ کے حرم سے کیوں چلے آئے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے ابو ہرہ بنی امیہ نے میرا مال لے لیا میں نے صبر کیا۔ میری ہتک حرمت و آبرو کی۔ اس پر بھی میں نے صبر کیا۔ جب انہوں نے چاہا مجھے قتل کریں اس وقت میں نے ترک وطن کیا۔ اور بخدا سوگند یہ گروہ طاغی باغی مجھے قتل کریگا۔ اور خدا و ند قہار لباس ذلت و خواری ان ظالموں کو پہنائے گا۔ اور شمشیر انتقام ان پر کھینچے گا۔ اور ان پر اس شخص کو مسلط کریگا وہ انہیں قوم سبا سے زیادہ ذلیل کرے گا۔ کہ عورت ان پر حاکم تھی اور بروایت دیگر فرمایا۔ اہل کوفہ نے مجھے خطوط لکھے اور مجھے

بلایا ہے۔ اور یہ لوگ مجھے قتل کریں گے۔ اور خدا ان پر اس شخص کو مسلط کریگا۔ کہ وہ شمشیر جور وستم لباس ذلت و خواری انہیں پہنائے گا۔ محمد بن ابی طالب نے روایت کی ہے۔ کہ جب ولید حاکم مدینہ نے سنا کہ امام حسین متوجہ عراق ہوئے۔ ایک خط ابن زیاد کو لکھا۔ کہ میں نے سُنا ہے امام حسینؑ متوجہ عراق ہوئے ہیں اور وہ فرزند فاطمہ بنت رسول خداؐ ہیں۔ ان کا متعرض نہ ہونا۔ اور کچھ صدمہ انہیں نہ پہنچانا۔ کہ جب تک دنیا باقی ہے دست دشمن تجھ پر لعنت کریں گے۔ جب یہ خط ابن زیاد پاس پہنچا۔ مطلق تاثیر اس بے پیر کو نہ ہوئی۔

اکثر مشائخ عظام نے روایت کی ہے۔ جب خبر توجہ امام حسینؑ ابن زیاد شقی کو پہونچی

مقام قادسیہ حصین بن نمیر کو مع لشکر انبوہ سر راہ آنحضرت پر بمقام قادسیہ بھیجا۔ اور قادسیہ سے قطقطانیہ تک لشکر ضلالت اثر بھر گیا۔ جب امام حسین مقام بطن رمہ میں پہونچے عبد اللہ بن یقطر اپنے برادر رضاعی کو اور بروایت دیگر قیس بن مسہر کو بجانب کوفہ روانہ کیا۔ اور ہنوز خبر شہادت مسلمؑ نہ پہنچی تھی ایک نامہ اس مضمون کا اہل کوفہ کو لکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط حسینؑ بن علیؑ کی طرف سے برادران مومن مسلم کو ہے تم پر سلام الٰہی ہو۔ اور میں حمد اس خدا کی کرتا ہوں کہ بغیر اسکے کوئی اور خدا نہیں۔ اما بعد بدرستیکہ خط مسلم بن عقیل کا میرے پاس پہنچا۔ اس خط میں لکھا تھا کہ تم لوگوں نے میری نصرت اور دشمنوں سے میرا حق طلب کرنے پر اتفاق کیا ہے۔ میں خدا سے سوال کرتا ہوں کہ اپنا احسان مجھ پر تمام کرے اور تم کو تمہارے حسن نیت و کردار پر بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔ بدرستیکہ میں آٹھویں ذی الحجہ روز سہ شنبہ کو مکہ سے باہر آیا۔ اور تمہاری جانب آتا ہوں جب میرا قاصد تم تک پہنچے۔ لازم ہے کہ متابعت مضبوط باندھو اور اسباب کارزار آمادہ رکھو اور میری نصرت کے مہیا رہو۔ کہ اب میں بہت جلد تم تک پہنچتا ہوں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حسینؑ ابن علیؑ

اس خط کے لکھنے کا سبب یہ تھا کہ حضرت مسلمؑ نے ستائیس روز قبل شہادت کے ایک خط امام حسینؑ کو لکھا تھا۔ اور اس میں اظہار اطاعت و انقیاد اہل کوفہ درج کیا تھا۔ اور ایک گروہ اہل کوفہ نے بھی خطوط حضرت کو لکھے تھے۔ کہ یہاں سو ہزار تلواریں آپ کی نصرت کے لئے مہیا ہیں۔ بہت جلد آپ شیعوں تک پہنچ جائیے الغرض جب وہ قاصد روانہ ہوا اور قادسیہ میں پہونچا۔ حصینؑ بن نمیر لعین نے اس قاصد کو پکڑ لیا۔ اور چاہا وہ خط امام حسینؑ کا اس سے چھین لے قاصد نے وہ خط چاک کر ڈالا۔ اور حصینؑ کو نہ دیا۔ حصین بن نمیر شقی نے قاصد امام حسینؑ کو ابن زیاد پاس بھیج دیا۔ ابن زیاد نے اس سے پوچھا تو کون ہے۔ اس نے کہا میں علی بن ابی طالب اور ان کے فرزند گرامی کا شیعہ ہوں۔ ابن زیاد نے کہا۔ تو نے خط کیوں چاک کیا۔ قاصد نے کہا اس وجہ سے چاک کیا کہ تو اس مضمون پر مطلع نہ ہونے پائے ابن زیاد نے کہا۔ وہ کس نے لکھا تھا اور کس کے نام تھا۔ قاصد نے کہا خط امام حسینؑ نے ایک جماعت اہل کوفہ کو لکھا تھا کہ میں ان کے ناموں سے واقف نہیں ہوں۔ ابن زیاد شقی غضبناک ہوا اور کہا میں تجھ سے دستبردار نہ ہونگا جب تک

ان لوگوں کے نام تو مجھ سے بیان نہ کرے گا۔ اور منبر پر جا کر امام حسینؑ اور ان کے پدر و مادر برادر کو ناسزا کہے گا۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا۔ تو میں تجھے ٹکڑے کر ڈالوں گا۔ قاصد نے کہا۔ نام تو نہیں تجھے ان لوگوں کے بتاؤنگا ولیکن دوسرا مطلب جو تو نے کہا۔ اسے کر سکتا ہوں۔ پس وہ قاصد منبر پر گیا۔ اور حمد و ثنائے الٰہی ادا کر کے درود جناب رسول خداؐ اور ان کے اہل بیت پر بھیجا۔ اور صلواۃ و درود بیشمار سید الابرار امام حسینؑ اور ان کے پدر بزرگوار پر بھیج کر ابن زیاد اور اس کے باپ اور جمیع بنی امیہ پر لعن بیشمار کیا۔ اور کہا۔ اے اہل کوفہ میں امام حسینؑ کی جانب سے تمہاری طرف آیا ہوں اور ان کو فلاں موضع پر چھوڑ آیا ہوں جسے منظور ہو ان کی نصرت کرے اور ان کی خدمت میں حاضر ہو پس ابن زیاد شقی نے حکم دیا۔ کہ اس قاصد کو قصر سے نیچے گرا دیا جائے اور اس کو قصر سے نیچے گرا دیا اور اسکو بدرجہ شہادت فائز ہوا۔ دیگر ایک رمق جان باقی تھی۔ کہ عبد الرحمٰن بن عمیر روسیاہ نے اس قاصد بے گناہ کا سر کاٹ ڈالا

مقام حاجز

جب امام حسینؑ نے منزل حاجز سے جانب کوفہ توجہ کی ایک چشمۂ آب پر پہونچے کہ عبد اللہ بن مطیع نزدیک اس چشمہ کے مقیم تھے۔ جب ان کی نظر امام حسینؑ پر پڑی استقبال کر کے کہا۔ میرے پدر و مادر آپ پر سے فدا ہوں۔ آپ اس شہر میں کیوں تشریف لائے۔ حضرت نے فرمایا مجھے اہل عراق نے بلایا ہے عبد اللہ بن مطیع نے کہا میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں۔ کہ اپنے کو معرض تلف میں نہ لائیے۔ اور حرمت اسلام و قریش و عرب کو ضائع نہ کیجئے۔ کہ سب کی حرمت آپ کی حرمت وابستہ ہے۔ بخدا سوگند اگر یہ ارادہ کیجئے گا کہ سلطنت بنی امیہ سے لیجئے وہ آپ کو قتل کر ڈالیں گے۔ اور بعد آپ کے مار ڈالنے کے کسی مسلمان کے مارنے سے پرواہ نہ کرینگے اور کسی سے نہ ڈریں گے۔ پس ہرگز آپ کوفہ نہ جائیے اور بنی امیہ کے معترض نہ ہو جئے۔ حضرت اس کے کلام کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور جس کام پر از جانب خدا وند عالم مامور تھے اس کے لئے روانہ ہوئے۔ ابن زیاد شقی نے بصرہ و شام کے راستے بند کر دیئے تھے کہ خبر باہر نہ جانے پاتی تھی اور کوئی آجا نہ سکتا پس ایک گروہ عرب کی طرف سے گذر ہوا ان سے خبر دریافت کی۔ انہوں نے کہا اس میں کچھ خبر نہیں لیکن ہم جانتے ہیں۔ کہ کوئی آنے جانے نہ پاتا ہے

زہیر بن قیس بجلی کی ملاقات

ایک جماعت نے قبیلۂ فزارہ سے روایت کی ہے کہ ہم زہیر بن قیس بجلیؓ کے جب مکہ سے مراجعت کی رفیق تھے اور منزلوں پر حضرت امام حسینؑ سے ملاقات ہوئی تھی اور ہم لوگ حضرت سے بہت دور اترتے تھے کہ رفاقت ہم پر ثابت نہ ہو۔ ناگاہ ہم کسی منزل میں اترے۔ چاشت کھا رہے تھے۔ کہ ایک قاصد امام حسینؑ کی طرف سے آیا۔ اور زہیرؓ سے خطاب کیا کہ امام حسینؑ تم کو بلاتے ہیں۔ ہم سب کے بوجہ غلبہ دہشت لقمے ہاتھ سے گر گئے اور شدید حیران ہوئے زوجہ زہیرؓ مسماۃ دیلم دختر عمرو نے کہا سبحان اللہ فرزند رسولؐ تم کو بلاتے ہیں اور تم جانے میں تامل کرتے ہو۔ پس حضرت زہیر حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں گئے اور شاد و خرم واپس آئے اور حکم دیا۔ کہ

ان کا خیمہ وہاں سے اکھاڑ کر قریب سراپردہ ہائے امام حسینؑ نصب کیا۔ اور اپنی زوجہ کو طلاق دے کر کہا اپنے قبیلہ میں چلی جا مجھے منظور نہیں کہ میری وجہ سے کوئی ضرر تجھے پہنچے۔ میں چاہتا ہوں اپنی جان امام حسینؑ کے اوپر سے قربان کر ڈالوں۔ عورت روتی ہوئی وداع ہوئی۔ اور کہا۔ امور خیر خدا تمہارے لئے مہیا کرے تم سے میری التماس ہے کہ مجھے بروز قیامت حسینؑ ابن علی کے جد بزرگوار پاس یاد کرنا۔ پس زہیرؓ ابن قیس نے اپنے اصحاب سے کہا جسے میرا ساتھ منظور ہو آئے اور جسے منظور نہ ہو چلا جائے۔ اس وقت میں تم لوگوں سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں۔ واضح ہو کہ میں نے عہد جناب رسولؐ خدا میں بعض مقامات دریا پر ہمراہ لشکر اسلام کفار سے بعد کارزار ان پر ظفریاب ہو کے مال غنیمت بیشمار پایا پس سلیمانؓ نے مجھ سے کہا۔ آیا تم اس مال غنیمت سے خوش ہوئے میں نے کہا ہاں۔ سلیمانؓ نے مجھ سے کہا جب تم دیکھنا۔ کہ سید جوانان آل محمدؐ قتال منافقین ہے لازم ہے کہ ان کی رفاقت اور راستہ میں اپنے شہید ہو جانے سے بمقابلہ غنیمت ہائے دنیا کی معرض زوال میں ہے بہت خوش ہو۔ پس زہیرؓ نے اپنے دوستوں کو وداع کیا۔ اور اصحاب امام حسینؑ میں ملحق ہوئے اور آنحضرت سے جدا نہ ہوئے۔ یہانتک کہ بدرجہ شہادت فائز ہوئے۔

مقام خزیمہ

جب امام حسینؑ منزل خزیمہ پہنچے۔ رات کو اسی مقام پر استراحت کی۔ جب رات ہوئی جناب زینبؑ خاتون خواہر امام حسینؑ نے کہا۔ کہ شب گذشتہ میں میں قضائے حاجت کو باہر گئی۔ ناگاہ ایک ہاتف کی صدا سنی کہ اس مضمون کے وہ چند شعر پڑھتا تھا۔ اے آنکھ ان شہیدوں پر جن کو موت لئے جاتی ہے اور بہت جلد وعدہ گاہ شہادت پر پہونچاتی ہے اشک حسرت برسا۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ اے بہن جو کچھ مقدر ہوا ہے وہ ہو کر رہے گا۔

خبر شہادت مسلمؑ بن عقیلؑ

عبداللہ بن سلیمان و منذر بن مشمعل نے روایت کی ہے کہ جب ہم اعمال حج سے فارغ ہوئے بہت جلد امام حسینؑ کی خدمت نزدیک ثعلبیہ حاضر ہوئے۔ ناگاہ ہم نے دیکھا۔ کہ ایک شخص کوفہ کی طرف سے ظاہر ہوا۔ اور جب لشکر امام حسینؑ اسے دیکھا راہ پھیر دی۔ ہم اس کے راستہ پر گئے اور کوفہ کا حال دریافت کیا۔ اس نے کہا میں کوفہ سے باہر نہیں آیا یہاں تک کہ میں نے دیکھا مسلمؑ بن عقیل اور ہانیؓ کو شہید کیا۔ اور انکے پاؤں پکڑ کے بازاروں میں کھینچتے تھے۔ جب امام حسینؑ منزل ثعلبیہ پر پہونچے ہم رات کو خدمت امام میں گئے۔ اور یہ خبر وحشت اثر بیان کی۔ حضرت اس کلام کے استماع سے بہت اندوہناک ہوئے اور مکرر فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا ان شہیدوں پر رحم کرے۔ پس ہم نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ اہل کوفہ اگر آپ سے نہ کریں، تو وہ آپ کے ناصر و یاور بھی نہ ہونگے۔ ہماری التماس ہے کہ آپ واپس تشریف لے جائیں۔ امام حسینؑ متوجہ اولاد عقیل ہوئے۔ انہوں نے کہا بخدا ہرگز ہم واپس نہ جائیں گے جب

ان اشقیا سے عوض حضرت مسلمؑ کا نہ لیں۔ یا جو شربت انہوں نے نوش کیا ہم بھی نوش کریں پس جب حضرتؑ کو عازم سفر پایا۔ ہم لوگ وداع کر کے روانہ ہوئے۔ بروایت دیگر۔ جب خبر شہادت مسلمؑ امام حسینؑ نے سُنی۔ فرمایا جو ان پر لازم تھا۔ ان کی انہوں نے تعمیل کی۔ اب جو مجھ پر لازم ہے وہ باقی ہے۔ پس چند شعر ادا فرمائے۔ جن کا مضمون یہ تھا۔ کہ تن بشہادت دیا ہے اور شربت ناگوار مرگ کو رضائے الٰہی کے لئے اپنے اوپر گوارا کیا۔ جب صبح ہوئی اپنے غلاموں کو حکم دیا۔ بہت سا پانی ہمراہ لے لو۔

مقام زبالہ اور شہادت عبداللہ بن یقطرؓ

اگلے روز صبح کو امام حسینؑ روانہ ہوئے جب منزل زبالہ پر پہنچے۔ خبر شہادت عبداللہ بن یقطر امام حسینؑ کو پہونچی۔ جب یہ خبر وحشت اثر حضرتؑ نے استماع فرمائی۔ آنسو دیدہ مبارک سے جاری ہوئے اور ہاتھ اٹھا کر فرمایا خداوندا میرے شیعوں کیلئے عقبیٰ میں منزل پاکیزہ کر مجھے ان کو ایک جگہ عزفہائے بہشت میں مقیم فرما بدرستیکہ تو سب چیز پر قادر ہے۔ پس امام حسینؑ نے اپنے اصحاب کو جمع کیا۔ اور فرمایا۔ خبر پہونچی کہ مسلم بن عقیل ہانی بن عروہ اور عبداللہ بن یقطر کو شہید کیا ہے اور ہمارے شیعوں نے ہماری نصرت سے ہاتھ اٹھالیا ہے جسے منظور ہو مجھ سے جدا ہو جائے کوئی حرج نہیں ہے۔ پس ایک گروہ جو بطمع مال غنیمت دراحت و عزت دنیا حضرت کے رفیق ہوئے تھے۔ ان اخبار کے استماع سے متفرق ہو گئے اور اہل بیت وخویشاں آنحضرتؑ اور ایک جماعت کہ از روئے ایمان ویقین رفیق حضرت تھے باقی رہ گئے۔

مقام بطن عقبہ

پس حضرت امام حسینؑ علیہ السلام وہاں سے روانہ ہوئے اور منزل بطن عقبہ میں نزول فرمایا۔ اس منزل پر ایک مرد پیر قبیلہ بنی عکرمہ سے حضرتؑ کی خدمت میں آیا۔ اور کہا یا ابن رسولؐ اللہ میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ واپس جائیے اور بخدا سوگند آپ نہیں جاتے ہیں۔ مگر نوک شمشیر جان ستاں کی طرف جاتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے شیخ جو تم مجھے خبر دیتے ہو۔ یہ خبر مجھ پر پوشیدہ نہیں ہے ولیکن اطاعت حکم الٰہی واجب ہے اور مقدرات ربانی شدنی ہیں۔ بخدا سوگند مجھ سے دستبردار نہ ہونگے جب تک میرا دل پر خون باہر نہ نکال لیں گے۔ اور جب مجھے شہید کریںگے۔ خدا ان پر اس کو مسلط کریگا۔ جو انکو ذلیل ترین امت ہائے گذشتہ کر دیگا۔

مقام اشراف

پس وہاں سے بھی حضرتؑ نے کوچ کر کے منزل اشراف میں نزول فرمایا۔ اور خیمہ برپا کر کے رات اسی جگہ بسر کی۔ جب صبح ہوئی۔ حکم دیا کہ غلامان وملازمان واصحاب آنحضرتؑ سے بہت پانی بھر کے ہمراہ لیا۔ اور بحول وقوت الٰہی امید وار ہو کے روانہ ہوئے اور دوپہر تک راہ چلے ناگاہ ایک شخص نے اصحاب آنحضرتؑ میں اللہ اکبر کہا۔ حضرت نے پوچھا تم نے تکبیر کیوں کہی اس نے کہا درختان خرما نمودار

ہوگئے ہیں۔ رفقا نے کہا، ہم نے ہرگز اس موضع پر درخت خرما نہیں دیکھتے ہیں۔ شاہد نیزوں کی نوکیں اور گھوڑوں کے کان دکھائی دیتے ہیں۔ حضرت کو جب معلوم ہوا۔ کہ علامات لشکر ہے اور اس طرف آتا ہے آپ ایک پہاڑ کی جانب جو وہاں تھا۔ متوجہ ہوئے۔ کہ اگر قتال کی ضرورت پڑے پہاڑ کی طرف پشت کرکے ان سے مقابلہ کریں جب نزدیک کوہ پہونچے۔ حرؑ بن یزید ریاحی معہ ہزار سواربعین شدت گرما میں قریب لشکر سیدالشہدا پہونچا۔ اور صف آرار ہوا۔ حضرتؑ نے فرمایا خیمہ نصب کیا جائے۔ اور اصحاب امام مظلومؑ نے سامنے اس لشکر کے صفیں باندھیں جب امام حسینؑ نے اس لشکر ضلالت اثر میں آثار تشنگی مشاہدہ فرمائے۔ حکم دیا۔ کہ اس فوج کو اور ان کے گھوڑوں کو پانی پلاؤ۔ اور حضرت نے خود بنفس نفیس متوجہ ہوکے ان کو اور ان کے جانوروں کو پانی سے سیراب کیا۔ ابن زیاد روسیاہ نے حصین بن نمیر کو مع لشکر انبوہ استقبال آنحضرتؑ کے لئے قادسیہ میں بھیجا تھا اور حصین نے حر کو ایک ہزار لشکر دے کر آگے روانہ کیا تھا۔ جب وقت نماز ظہر آیا۔ حضرت حجاج بن مسروق کو فرمایا۔ اذان نماز کہے۔ جب وقت اقامت ہوا۔ سیدالشہداء باجامہ ونعلین در خیمہ سے باہر آئے اور دونوں لشکر کے درمیان کھڑے ہوکر حمد وثنائے الٰہی بجا لائے۔ اور فرمایا

ایھا الناس۔ میں تمہاری طرف نہیں آیا۔ مگر جبکہ متواتر تمہارے خطوط اور تمہارے قاصد پیاپے میرے پاس پہونچے۔ تم نے لکھا۔ کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائیے کہ ہمارا امام وپیشوا کوئی نہیں ہے شاید خدا ہم کو اور آپ کو حق وہدایت پر متفق کرے۔ اگر تم اپنے عہد وگفتار پر برقرار ہو مجھ سے پیمان وعہد تازہ کرکے دل میرا مطمئن کرو۔ اور اگر اپنے گفتار سے پھر گئے ہو اور عہد وپیمان کو شکستہ کر دیا ہے اور میرے آنے سے بیزار ہو۔ میں اپنے وطن واپس جاتا ہوں۔ ان مکاران وغداران بیوفا نے کچھ جواب نہ دیا پس حضرت نے مؤذن سے فرمایا۔ اقامت نماز کہو۔ اور حُر سے فرمایا۔ اگر چاہو اپنے لشکر کے ہمراہ نماز ادا کرو۔ حُر نے عرض کیا میں آپ کے ہمراہ نماز ادا کروں گا۔ پس جناب امام حسینؑ آگے کھڑے ہوئے۔ اور دونوں لشکروں نے عقب آنحضرت نماز ادا کی اور بعد ادائے نماز دونوں لشکر اپنی اپنی جگہ چلے گئے اور جب وقت نماز عصر ہوا پھر حضرت آگے کھڑے ہوئے اور دونوں کو نماز پڑھائی اور بعد فراغت اپنا روئے مبارک بجانب لشکر کیا۔ اور خطبہ فرمایا

خطبہ ایھا الناس۔ اگر خدا سے ڈرو گے اور حق ذیحق کا پہچانو گے۔ تم سے خدا خوش ہوگا۔ اور ہم چونکہ اہل بیت رسالتؐ اور بعلم وکمال وعصمت وجلالت موصوف ہیں۔ خلافت کے زیادہ تر اس گروہ سے سزاوار ہیں۔ جو بناحق دعویٰ ریاست کرکے تم میں بجور وظلم سلوک کرتے ہیں۔ اگر جہالت وضلالت میں تم راسخ ہو اور رائے تمہاری اس سے جو کچھ مجھے لکھا ہے پھر گئی ہے۔ میں بھی واپس جاتا ہوں حر نے جواب دیا بخدا مجھے ان خطوط اور قاصدوں کی جیسا آپ فرماتے ہیں مطلق خبر نہیں ہے۔ حضرت نے عقبہ بن سمعان سے فرمایا۔ کہ وہ خُرجین خطوط

ہیں لے آؤ جب خرجین لائے جو خطوط کوفیان بیوفا سے بھری ہوئی تھیں۔ حُر نے کہا مجھے ان خطوط کی اطلاع نہیں ہے مجھے ابن زیاد نے مقرر کیا ہے۔ کہ جب آپ سے ملاقات کروں جدا نہ ہوں۔ تاوقتیکہ آپ کو ابن زیاد کے پاس نہ لے جاؤں حضرت نے فرمایا جب تک زندہ ہوں یہ ذلت مجھ سے گوارا نہ ہوگی۔ بعد اسکے اصحاب کو حکم دیا سوار ہوں جب ہودج ہائے حرم محترم اونٹوں پر بند گئیں۔ حضرت پائے مبارک رکاب میں رکھ کر سوار ہوئے۔ جب چاہا واپس جائیں لشکر مخالف نے راستہ روک لیا۔ اور مانع ہوئے۔ حضرت نے حر سے خطاب کیا۔ کہ تیری ماں تیری عزا میں بیٹھے مجھ سے کیا چاہتا ہے۔ حر نے کہا۔ اگر اور کوئی میری ماں کا نام لیتا البتہ میں بھی اس کا جواب دیتا۔ و لیکن آپ کی مادر گرامی کے حق میں سوائے تعظیم و تکریم کوئی سخن لب پر نہیں لا سکتا حضرت نے فرمایا۔ مطلب تیرا کیا ہے۔ حُر نے کہا۔ میں چاہتا ہوں آپ کو ابن زیاد پاس لے چلوں۔ حضرت نے فرمایا میں تیری اطاعت نہ کروں گا۔ حر نے کہا۔ میں بھی دست بردار نہ ہوں گا۔ جب درمیان میں طول سخن ہوا حُر نے کہا مجھے حکم نہیں ہے کہ آپ سے جنگ کروں۔ اگر آپ کو کوفہ جانا منظور نہیں ہے تو دوسرے راستہ سے مدینہ جائیے کہ میں کل کیفیت ابن زیاد کو لکھوں۔ شاید کوئی ایسی صورت نکل آئے کہ میں آپ جیسے پیشوا سے بجاربہ مبتلا نہ ہوں۔ حضرتؑ نے بضرورت راہ قادسیہ سے جانب چپ توجہ کی۔ اور وہ لشکر ضلالت اثر بھی ہمراہ ہوا حُر نے قریب امام حسینؑ آکے کہا۔ یاحضرت میں آپ کو قسم دیتا ہوں۔ کہ اس گروہ سے مقاتلہ نہ کیجئے گا۔ ورنہ قتل ہو جائیے گا۔ حضرت نے فرمایا تو مجھے موت سے ڈراتا ہے راہ خدا میں مارا جانا اور خوشنودی حق تعالیٰ میں شہید ہونا اس کی مجھے بڑی آرزو ہے اور میں۔ بحکم خدا ان منافقین سے مقاتلہ کروں گا۔ اور مرجانے سے مجھے پروا نہیں ہے۔ جب حر نے جانا کہ سمجھانا کچھ مفید نہیں ارادہ مخالفت و مخاصمت اس لشکر سے مصمم رکھتے ہیں اپنے لشکر سے ملحق ہوا اور ہمراہ حضرت چلے۔

قصر بنی مقاتل

حضرت امام حسینؑ نے یہاں سے کوچ فرما کے قصر بنی مقاتل نزول اجلال فرمایا امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے جب خبر قرب امام مظلوم ابن زیاد کو پہونچی۔ اس نے حر بن یزید ریاحی کو مع ایک ہزار سوار سرراہ امام ابرار پر بھیجا۔ حر نے کہا۔ جب میں گھر سے باہر آیا: صدائے منادی سنی۔ تین مرتبہ اس نے مجھ سے ندا کی۔ اے حُر تجھے بہشت کی بشارت ہو۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ میری مادر میری عزا میں بیٹھے۔ میں فرزند رسولؐ سے لڑنے جاتا ہوں اور مجھے بہشت کی بشارت ہوتی ہے۔ بس حر وقت نماز ظہر قریب حضرت پہنچ گیا۔ حضرت نے اپنے بڑے بیٹے سے فرمایا۔ کہ اذان و اقامت کہو حضرت آگے کھڑے ہوئے اور دونوں لشکروں نے نماز ادا کی۔ جب سلام نماز پھیرا حر قریب آیا۔ اور کہا السلام علیک یا ابن رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! حضرت نے جواب سلام دیا اور پوچھا تم کون ہو۔ حر نے کہا۔ میں حر

بن یزید ریاحی ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ مجھ سے لڑنے آئے ہو یا میری نصرت کو آئے ہو۔ حر نے کہا بخدا سوگند اے فرزند رسول خداؐ مجھے آپ سے جنگ کرنے کو بھیجا ہے اور میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ اپنی قبر سے محشور ہوں اور میری پیشانی کے بال پاؤں میں بندھے ہوں۔ اور ہاتھ گردن میں جکڑے ہوں اور مجھے منہ کے بل جہنم میں ڈال دیں۔ یا ابن رسول اللہ آپ کہاں جاتے ہیں۔ اپنے جد رسول خدا کے حرم میں جائیے ورنہ شہید ہو جائے گا۔ حضرت نے فرمایا مجھے قتل ہو جانے سے کچھ پروا نہیں۔ اور شہادت جو کہ سرمایا ابدی ہے دوستان خدا کی آرزو ہے۔

منزل قطقطانیہ پس حضرتؑ نے وہاں سے کوچ فرمایا۔ اور منزل قطقطانیہ پر نزول اجلال کیا جب گھوڑے سے نیچے اترے۔ حضرت کی نظر مبارک ایک خیمہ پر پڑی۔ پوچھا یہ خیمہ کس کا ہے۔ کہا یہ خیمہ عبداللہ بن حر جعفی کا ہے۔ حضرتؑ نے کسی کو اس کے پاس بھیجا اور پیغام دیا۔ تو نے درگاہ خداوند قہار و جبار میں خطا و نافرمانی بہت کی۔ اگر توبہ نہ کرے گا۔ خدا تجھ سے مواخذہ کریگا۔ خدا تجھ سے مواخذہ کریگا۔ اب لازم ہے کہ توبہ کر اور میری نصرت کر۔ کہ جد بزرگوار بروز قیامت تیری شفاعت کریں۔ اس روسیاہ بیسعادت نے کہا اگر میں آپ کی نصرت کو آؤں۔ اول جو آپ کے لشکر سے قتل ہو وہ میں ہوں گا۔ ولیکن میرے پاس ایک ایسا گھوڑا ہے۔ کہ ہرگز کسی کے بخشش میں نہیں گیا مگر یہ کہ اس تک اس گھوڑے پر سوار پہنچ گیا۔ اور جو کوئی میرے تعاقب میں آیا مجھے پا نہ سکا۔ وہ گھوڑا آپ کو دیتا ہوں حضرتؑ نے اس کی طرف سے روئے مبارک پھیر لیا۔ اور فرمایا مجھے تیری اور تیرے گھوڑے کی کوئی احتیاج نہیں ہے اور گمراہ کرنے والوں کو میں اپنا ناصر و مددگار نہیں کرتا۔ ولیکن تو بھاگ جا نہ میرا ناصر ہو۔ اور نہ میرا مقابل۔ بدرستیکہ جو میرے واقعہ میں حاضر ہوگا۔ وہ میری یاوری و نصرت نہ کریگا۔ خدا اسے منہ کے بل جہنم میں ڈال دے گا۔ اور بروایت اوّل جب قصر بنی مقاتل سے کوچ کیا۔ اور تھوڑی راہ طے کی امام حسینؑ کو گھوڑے پر کچھ نیند آ گئی جب بیدار ہوئے تین مرتبہ فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون الحمد للہ رب العلمین۔ علی اکبر نے جب یہ حال دیکھا اپنے پدر بزرگوار سے دریافت کیا حضرتؑ نے فرمایا اس وقت مجھے گھوڑے پر نیند آ گئی۔ خواب میں دیکھا۔ کہ ایک سوار کہتا ہے یہ گروہ جاتا ہے اور مرگ انکی جانب آتی ہے۔ معلوم ہوا کہ میری جانب اس کا خطاب تھا۔ علی اکبر نے کہا۔ اے پدر بزرگوار جب کہ ہم حق پر ہیں۔ پھر مرگ سے کیا پروا۔ حضرتؑ نے علی اکبر کو دعا دی۔ ابن قولویہؒ نے بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب امام حسینؑ بطن عقبہ سے آگے بڑھے۔ فرمایا۔ البتہ میں اس سفر میں قتل ہوں گا اصحاب نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ کیونکر آپ نے جانا۔ فرمایا میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ چند کتے مجھ پر حملہ کرتے ہیں اور ان میں ایک ابلق کتا تھا۔ کہ وہ مجھ پر بہت حملہ کرتا تھا۔ بسند معتبر دیگر آنحضرت سے روایت کی کہ امام حسینؑ فرماتے

تھے کہ بادشاہی بنی اُمیّہ کو سزا وار نہ ہوگی۔ جب تک مجھے قتل نہ کریں گے۔ اور بیشک مجھے قتل کریں گے جب مجھے شہید کریں گے۔ پھر یہ امت توفیق اجتماع نماز بحق نہ پائے گی۔ عطاء و غنیمت بجور و ظلم تقسیم ہوگی اور اوّل اس امت میں جسے علانیہ بہ جبر و قہر قتل کرینگے میں اور میرے اہل بیت ہونگے۔ اور بعد میرے بنی ہاشم ہمیشہ محنت و مصیبت میں رہیں گے۔ تا آنکہ قائم آل محمدؐ ظہور کریں۔ شیخ مفیدؒ نے امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے کہ فرماتے تھے۔ سفر کربلا میں مکرر میرے پدر بزرگوار حضرت یحییٰ اور ان کی شہادت کو یاد کرکے کہتے تھے بیقدری دنیا سے جو خدا کے نزدیک ہے سر مبارک یحییٰ ایک زن زنا کار کیلئے بھیجا۔ اور بروایت دیگر یہ کہتے تھے میرا سر ایک ولدالزنا کو ہدیہ دیں گے۔

میدان کربلا میں نزول امام حسین علیہ السلام

جب صبح ہوئی امام حسینؑ نماز صبح ادا کرکے سوار ہوئے ہر چند چاہتے تھے کہ دوسری طرف جائیں مگر لشکر حُر مانع ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ زمین کربلا پر پہنچے۔ حضرت نے دریافت کیا۔ اس زمین کا کیا نام ہے۔ کہا اس زمین کو کربلا کہتے ہیں۔ جب امام حسینؑ نے یہ نام محنت انجام سنا۔ بیشک چشمہائے مبارک سے جاری ہوئے۔ اور فرمایا یہ مقام کرب و بلا و محل محنت و عنا ہے۔ یہ جگہ وہ ہے جہاں خون شہدائے کربلا بہیگا۔ ناگاہ دور سے ایک سوار نمایاں ہوا۔ کہ بسرعت تمام آتا تھا۔ جب نزدیک آیا امام حسینؑ کو سلام نہ کیا اور حُر کو جاکے سلام کیا۔ اور ایک خط ابن زیاد شقی کا حر کو دیا۔ جب خط کھولا۔ اس شقی نے لکھا تھا جہاں یہ میرا خط تم کو پہونچے۔ اسی جگہ امام حسینؑ کو اتار دو اور ایسے بیابان میں اتارنا جہاں پانی اور آبادی نہ ہو اور ان پر سختی کرنا۔ لازم ہے۔ میرا قاصد مجھے یہ خبر پہنچائے۔ کہ تم نے میری اطاعت و فرمانبرداری کی۔ جب حُر نے وہ خط پڑھا مضمون خط باآواز بلند لشکر حضرت کو پڑھ کر سنایا۔ یزید بن مہاجر نے قاصد ابن زیاد کو پہچانا۔ اور اس سے کہا۔ تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے یہ کیا پیغام تو لایا ہے۔ اس ملعون نے کہا۔ میں نے اپنے امام کی اطاعت اور وفا اپنی بیعت پر کی ہے۔ ابن مہاجر نے کہا۔ بلکہ تو نے اپنے خدا کی معصیت کی ہے۔ عدار دنیا اور و فائلتی کو تو نے اپنے لئے مہیا کیا ہے۔ تیرا امام ان اماموں میں سے ہے۔ جن کے حق میں خداوند عالم فرماتا ہے۔ کہ ہم نے ان کو امام کیا وہ لوگوں کو بجانب آتش بلاتے ہیں۔ بروز قیامت یاری ان کی نہ کی جائے گی۔ پس حُر وہاں اُترا۔ حضرت نے فرمایا مجھے جانے دو۔ کہ نینوا یا غاضریہ یا کسی اور جگہ جہاں پانی اور آبادی ہو۔ وہاں اتروں حُر نے کہا۔ امیر نے اس قاصد کو بھیجا ہے اور یہ حکم لکھا ہے۔ میں ان کے حکم کی مخالفت نہیں کرسکتا۔ زہیر بن قین نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم ان سے مقاتلہ کریں۔ اس لئے کہ اس وقت ان سے ہماری جنگ بہت آسان ہے۔ بمنزلہ اس کے جبکہ لشکر ہائے بے حد و احصا اسکے بعد میں آئنگے

حضرتؑ نے فرمایا میں چاہتا ہوں ان پر حجت خدا تمام کروں۔ اور ان سے لڑنے میں ابتدا نہ کروں پس بضرورت اسی جگہ اترے۔ قناتیں اور خیمے اہل بیت کے نصب کیئے گئے۔ بقول ایک جماعت کے دوسری محرم سنہ ۶۱ھ کی تھی یا روز چہار شنبہ یا پنج شنبہ تھا۔ اور بقول بعض آٹھویں محرم کی تھی۔ پس حر نے ایک خط ابن زیاد کو لکھا اور حقیقت حال اس میں درج کی۔ جب وہ خط ابن زیاد پاس پہنچا۔ اس شقی نے ایک خط امام حسینؑ کو لکھا اور اس میں تحریر کیا۔ میں نے سنا ہے آپ کربلا میں اترے ہیں۔ یزید معاویہ نے مجھے خط لکھا ہے کہ آپ کو مہلت نہ دوں یا آپ سے بیعت لوں اور اگر انکار کیجئے تو یزید پاس بھیج دوں۔ جب خط اس شقی کا حضرت پاس پہنچا اور حضرت نے مطالعہ کیا۔ اس خط کو پھینک دیا۔ اور کہا وہ گروہ رستگار نہ ہوگا۔ جو رضا مندی مخلوق کیلئے عقوبت خالق خرید کرے۔ جب قاصد نے جواب مانگا حضرت نے فرمایا۔ اس کے خط کا جواب میرے پاس نہیں ہے۔ عذاب الٰہی اس پر نازل ہوا ہے۔ جب یہ خبر اس بدبخت کو پہنچی۔ آتش کفر و نفاق اور زیادہ بھڑکی اور لڑائی کا اس نے عزم بالجزم کیا۔ سرداری لشکر کی تکلیف عمر بن سعد کو دی اس نے اوّل انکار کیا۔ مگر چونکہ قبل ازیں حکومت شہر رے دے چکا تھا۔ کہا۔ اگر امام حسینؑ سے تو نہ لڑے گا۔ تو حکومت سے دست بردار ہو میں اور کسی کو وہاں کا حکم بنا دوں گا۔ پس اس روسیاہ نے بطمع حکومت رے شقاوت ابدی و عذاب سرمدی اختیار کر کے امام حسینؑ سے جنگ قبول کی۔ اور مع چار ہزار نامرد روانہ کربلا ہوا۔ امام محمد باقرؑ سے منقول ہے۔ جب امام حسینؑ صحرائے کربلا میں پہنچے۔ ایک خط اپنے بھائی محمد بن حنفیہ کو لکھا۔ جس کا مضمون یہ ہے۔ یہ خط حسینؑ ابن علی کا۔ اور جوان کے قریب فرزندان بنی ہاشم سے ہیں۔ انہیں پہنچے۔ اما بعد واضح ہو کہ میں نے ترک زندگانی کی اور منتظر شہادت ہوں۔ اور دنیا کو میں ایسا جانتا ہوں۔ کہ گویا ہرگز نہ تھی اور آخرت کو باقی اور ہمیشہ جانتا ہوں آخرت کو دنیا پر میں نے اختیار کیا ہے والسلام۔ حسینؑ ابن علی علیہم السلام۔

کلام زہیر بن قین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بروایت اوّل جب امام حسینؑ کربلا میں اترے اپنے اصحاب کو جمع کیا۔ اور ایک خطبہ نہایت فصیح و بلیغ فرمایا اور فرمایا میرا کام یہاں تک پہنچا۔ جو تم دیکھتے ہو۔ دنیا نے رو گردانی کی ہے ایام زندگانی تمام ہو گئے ہیں لوگ حق سے دستبردار ہو کے باطل پر جمع ہوئے ہیں۔ جو کوئی ایمان خدا اور قیامت پر رکھتا ہے لازم ہے۔ کہ دنیا سے رو گردانی کرے۔ اور مشتاق لقائے پروردگار ہو جائے اس لئے کہ شہادت راہ حق میں موجب سعادت ابدی ہے اور زندگی ہمراہ ستمگاروں کے اور ان کا مومنین پر غلبہ بجز محنت و مصیبت کے دوسرا ثمرہ نہیں رکھتا۔ پس زہیر بن قین اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور کہا۔ اگر دنیا ہمارے لئے باقی رہتی بتحقیق کہ راہ خدا میں قتل ہونا ہم بقائے دنیا پر اختیار کرتے اور جب ہم جانتے ہیں کہ دنیا فانی ہے پھر کیونکر اپنی جان آپ سے عزیز کریں

کلام ہلالؓ بن نافع

پس ہلالؓ بن نافع بجلی اُٹھے اور کہا۔ یا ابن رسول اللہ آپ کے جد بزرگوار سے نہ ہو سکا کہ اپنی محبت قلوب مردم میں مستحکم کرتے اور انکو اپنی اطاعت پر ثابت قدم رکھتے۔ بہت منافقین ایسے تھے کہ ان سے وعدۂ نصرت کرتے تھے اور دراصل مکر و غدر پر مستعد تھے۔ اور ہمیشہ اپنے منافقین اصحاب سے محنت و مشقت میں بسر کرتے تھے۔ یہانتک کہ انتقال فرمایا۔ آپ کے پدر عالی مقدار نے بھی ناکسین و قاسطین و مارقین سے جو جو مصائب اٹھائے معلوم ہیں۔ یہانتک کہ برحمت الٰہی ہوئے اور آپ بھی آج اس گروہ اشرار کے غدر و مکر میں گرفتار ہیں۔ جو کوئی آپ سے عہد شکنی اور فسخ بیعت کریگا اس نے اپنی ضرر رسانی خود کی ہے۔ میں نے بانیت درست و عزم صحیح آپ کی متابعت اختیار کی ہے۔ آپ کے دوستوں کا دوست اور آپ کے دشمنوں کا دشمن ہوں اور جو آپ فرمائیں گے اسے بجان و دل قبول کروں گا۔

کلام بریرؓ بن خضیر

پس بریرؓ بن خضیر اٹھے۔ اور کہا اے فرزند رسول خدا حق تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا ہے کہ آپ کے سامنے جہاد کریں۔ اور اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور آپ کے جد بزرگوار بروز قیامت ہمارے شفیع ہوں۔ وہ گروہ رستگار نہ ہو گا۔ جو فرزند پیغمبر خدا کو چھوڑ دے گا۔ اور ان کی نصرت کرے گا۔ ان پر تف ہے وہ بروز قیامت عذاب الیم و حسرت و ندامت جحیم میں مبتلا ہوں گے
یہ سن کر جناب سید الشہدا نے ان کو دعا دی اور اپنے اہل بیت بھائی بہنوں پر بحسرت نظر کی۔ اور ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے۔ کہا خداوندا ہم تیرے پیغمبر کی عترت ہیں۔ مجھے وطن سے نکال کر حرم جد بزرگوار سے دور کیا۔ مجھ پر بنی امیہ تعدی کرتے ہیں۔ خداوندا تو میرا حق ان سے لے اور گروہ ستمگار پر مجھے نصرت دے۔ پھر فرمایا سب لوگ بندگان دنیا ہیں اور دین ان کی زبان پر جاری ہے مگر وقت امتحان دیندار طالب حق بہت کم ہیں۔

اہتمام قتل سید الشہدا

جب دوسرا دن ہوا۔ عمر بن سعد لعین مع چار ہزار منافقین داخل کربلا ہوا اور مقابل لشکر امام حسینؑ اترا۔ اور عروہ بن قیس احمسی کو بلا کے چاہا بطور قاصدی امام حسینؑ پاس بھیجے۔ مگر چونکہ وہ نامرد ان میں سے تھا۔ جنہوں نے خطوط امام حسینؑ کو لکھے تھے اس نے قاصدی قبول نہ کی۔ اور جس رئیس و امیر لشکر سے کہتا تھا۔ کوئی قبول نہ کرتا تھا۔ اسلئے ان میں سے اکثر وہی لوگ تھے۔ جنہوں نے خطوط لکھے اور حضرت کو عراق میں بلایا تھا۔ پس کثیر بن عبد اللہ کو کہ وہ ملعون شجاع و بیحیا و بیباک تھا اٹھا اور کہا جو پیغام امام حسینؑ سے کہنا منظور ہو بیان کرو میں جا کے پہنچا دونگا۔ اور اگر کہو ان کو قتل کر کے ان کا سر تمہارے پاس لے آؤں۔ عمر بن سعد شقی نے کہا۔ یہ ابھی منظور نہیں۔ ولیکن تو ان کے پاس جا۔ اور پوچھ کہ آپ یہاں کیوں آئے ہیں۔ جب وہ ملعون متوجہ لشکر امام حسین ہوا اور اصحاب

حضرت نے اسکی شرارت دیکھی۔ آگے بڑھ کے اس سے کہا۔ اپنے ہتھیار کھول کے حضرت امام حسینؑ پاس جا اس
شقی نے اس بات کو نہ مانا۔ اور واپس گیا۔ عمر بن سعد نے قرہ بن قیس کو امام حسینؑ پاس بھیجا۔ اور اس نے حضرت
کو پیغام پہنچایا سید الشہدا نے فرمایا۔ تمہارے شہر کے لوگوں نے نامہائے بیشمار مجھے لکھے اور بہت مبالغہ
و اصرار کرکے بلایا۔ اگر میرا آنا منظور نہیں تو مجھے واپس جانے دو۔ جب قرہ بن قیس نے چاہا۔ واپس جائے
حبیبؓ ابن مظاہر نے کہا۔ اے قرۃ تجھ پر وائے ہو۔ امام بحق سے روگردانی کرکے ظالموں کی طرف جاتا
ہے۔ ان کے گھرانے سے تونے ہدایت پائی۔ اب ان کی نصرت نہیں کرتا۔ اس بے سعادت نے کہا۔ میں
عمر بن سعد کا پیغام لے جاؤں اس کے بعد فکر کروں گا۔ جب جواب امام حسینؑ عمر بن سعد کو پہنچا۔ اس نے
کہا۔ امیدوار ہوں خدا مجھے معاملہ و مقاتلہ امام حسینؑ سے نجات دے۔ بعد اس کے ایک خط ابن زیاد
کو لکھا۔ اور اس میں سب حقیقت حال درج کی۔ جب اس روسیاہ پاس خط پہنچا۔ اس بے۔ حیا نے کہا جب
امام حسینؑ میرے چنگل میں آگئے۔ اب ان کو چھوڑ دوں یہ ہرگز نہ ہوگا۔ بروایت دیگر وہ شقی راضی ہوا کہ امام حسینؑ
چلے جائیں مگر شمر ذی الجوشن حرامی نے ابن زیاد کو پشیمان کرکے مستعد کیا۔ اس نے عمر بن سعد کو لکھا
کہ حضرت سے کہو۔ معہ اصحاب بیعت کریں۔ بعد اس کے جیسا مناسب ہوگا ویسا کروں گا جب یہ
خط عمر بن سعد پاس پہنچا۔ اس نے وہ مضمون امام حسینؑ سے نہ کہلا بھیجا۔ اس لئے کہ جانتا تھا۔ حضرت
بیعت یزید پر راضی نہ ہوں گے جب ابن زیاد عمر بن سعد کو خط لکھ چکا مسجد میں آیا۔ اور لوگوں کو طلب
کرکے منبر پر گیا۔ اور کہا۔ ایہا الناس تم نے ابوسفیان کا امتحان کیا ہے کہ دوستوں کو کس قدر نوازشہائے بیشمار
کرتے ہیں۔ اور ان کی رعایا پروری تمہیں معلوم ہے۔ مجھے انہوں نے حکم دیا ہے کہ تمہارے وظائف کو مضاعف
کردوں۔ اور تم کو انعامات و کرامات کثیر سے سرفراز کروں بشرطیکہ ان کے دشمن امام حسینؑ سے جنگ کرو لازم
ہے کہ حکم امیر قبول کرو۔ اور انعامات۔ نوازشات فراواں کے امیدوار ہو۔ یہ کہہ کر وہ شقی منبر سے اترا
اور کسی قدر مال تقسیم کرنا شروع کیا اور لوگوں کو ترغیب دی۔ کہ اعانت عمر بن سعد کو روانہ ہوں اکثر بے دیانت
غداروں نے دین کو دنیا سے بیچ ڈالا۔ اور امادۂ قتل امام حسینؑ ہوئے۔ پس پہلے جو شخص روانہ ہوا وہ
شمر ذی الجوشن تھا کہ مع چار ہزار کافران ستم شعار روانہ ہوا۔ اور یزید بن رکاب کو مع دو ہزار ظالموں کے
بھیجا اور حصین بن نمیر کو چار ہزار افراد کے ہمراہ روانہ کیا۔ و بروایت حضرت امام زین العابدین علیہ السلام عبداللہ
بن حصین کو ایک ہزار سوار اور شبث بن ربعی کو چار ہزار سوار اور محمد بن اشعث بن قیس کو ایک ہزار سوار کے ہمراہ
روانہ کیا۔ اور ایک خط عمر بن سعد کو لکھا۔ کہ سب لشکر اس کی اطاعت کرے۔ اور لکھا۔ کہ امام حسینؑ پر سختی کرو اور پانی
کا راستہ روک لو۔ جس طرح عثمان کے درمیان حائل ہوئے تھے۔ اور موافق بعض روایات کے بیس ہزار سوار تک

عمر بن سعد نابکار پاس جمع ہو گئے۔ ابن زیاد نے ایک خط عمر بن سعد لعین کو لکھا۔ کہ تمہارا کوئی عذر در بارۂ قلت لشکر نہیں لازم ہے کہ مردانہ رہو اور جو کچھ گذرے اس کی صبح و شام مجھے اطلاع دو اور موافق اس روایت کے یہ لشکر بداختر چھٹی تاریخ محرم کو کربلا میں جمع ہوا

رفاقت حبیبؓ ابن مظاہر

جب حبیبؓ ابن مظاہر نے کثرت لشکر مخالف دیکھی خدمت شاہ کم سپاہ کے حاضر ہوئے اور عرض کی۔ قبیلہ بنی اسد قریب ہیں اگر اجازت دیجئے تو میں جاکر آپ کی نصرت کی طرف ان کو دعوت دوں۔ جب رخصت ملی رات قبیلہ بنی اسد پاس گئے۔ اور ان کو مواعظہ شافیہ بجانب امام حسینؑ مائل و راغب کیا۔ اور نوے آدمیوں کو راضی کر لے چاہا۔ امام حسینؑ کی خدمت میں لے جائیں۔ ناگاہ کسی منافق قبیلہ نے یہ خبر عمر بن سعد کو پہنچائی اور اس شقی نے چارسو نفر پر ارزق شامی کو افسر مقرر کرکے راستہ میں جماعت بنی اسد کے روانہ کیا۔ اور لڑائی ہوئی چونکہ مردم قبیلۂ بنی اسد کم تھے۔ ان چارسو سے تاب مقابلہ نہ لا سکے۔ اور مغلوب ہو گئے۔ مگر حبیبؓ ابن مظاہر خدمت امام حسینؑ میں پہنچ گئے۔ اور سب حال بیان کیا حضرتؑ نے فرمایا لاحول ولاقوۃ الا باللہ

دشمنان امام کا فرات پر پہرہ

عمر بن سعد روسیاہ نے عمر بن حجاج کو معہ پانچ سو سپاہیوں کے آب فرات پر مقرر کیا۔ کہ اصحاب امام حسینؑ کو پانی لے جانے سے منع کریں۔ جب تشنگی نے اصحاب وفادار امام ابرار پر غلبہ کیا۔ حضرتؑ پاس آکے شکایت پیاس بیان کی حضرت نے ایک بیلچہ دست مبارک میں لیا۔ اور عقب خیمہ حرم محترم تشریف لائے اور پشت خیمہ سے ۹ قدم سمت قبلہ چلے اور وہاں ایک بیلچہ زمین پر مارا۔ کہ باعجاز حضرتؑ چشمہ شیریں آب وہاں ظاہر ہوا۔ اور امام حسینؑ نے مع اصحاب وہ پانی شیریں نوش کیا۔ اور مشکیں وغیرہ بھر لیں۔ پھر وہ چشمہ غائب ہو گیا اور اس کا اثر بھی کسی نے نہ دیکھا۔ جب یہ خبر امام حسینؑ ابن زیاد کو پہنچی کہ امام حسینؑ کنواں کھود کر پانی نکالتے ہیں۔ اس شقی نے عمر بن سعد کو اس بارہ میں ایک نامہ لکھا۔ کہ جس وقت یہ نامہ میرا پہونچے اسی وقت سے امام حسینؑ پر سختی کر۔ اور ہرگز ایک قطرہ پانی کا نہ پینے دے یہانتک کہ وہ قتل ہو جائیں۔ جس طرح عثمان تشنہ لب قتل ہوا۔ جب اس خط کے آنے پر عمر بن سعد نے امام حسینؑ اور اہل بیت پر تنگ گیری کی۔ اور پیاس نے ان پر غلبہ کیا۔ امام حسینؑ نے اپنے برادر عباس کو بلایا۔ اور ۳۰ تیس سوار ۲۰ بیس پیادے ان کے ہمراہ کرکے بیس مشکیں ان کو دیں کہ فرات سے بھر لائیں۔ جب کنارہ فرات پہنچے۔ عمرو بن حجاج نے پوچھا۔ کون ہو ہلالؓ بن نافع نے اصحاب آنحضرتؑ میں سے کہا۔ میں تمہارا پسر عم ہوں۔ پانی پینے آیا ہوں۔ اس نے کہا تم پیو تم کو پانی گوارا ہوا۔ ہلالؓ نے کہا۔ تجھ پر واۓ ہو میں کس طرح پانی پیوں۔ حالانکہ اہل بیت نبوت و جگر گوشاں

رسالت پناہ پیاسے ہیں۔ اس شقی نے کہا۔ یہ سچ ہے۔ لیکن جو مجھے حکم دیا ہے اس کی میں تعمیل کروں گا۔ یہ سن کر بانی نے اپنے اصحاب کو آواز دی۔ کہ جلد پانی بھر لو۔ حجاج نے اپنے لشکر سے کہا۔ پانی نہ بھرنے دو۔ قریب تھا۔ آتش حرب وضرب مشتعل ہو۔ مگر اصحاب امام حسینؑ نے جلدی سے مشکیں بھر لیں اور روانہ ہوئے اور کوئی آسیب وگزند نہ پہنچا۔ اس وجہ سے حضرت عباسؑ کو سقائے اہل بیعت کہتے ہیں۔ بعد اس کے امام حسینؑ نے عمر بیٹا سعد کو شب کے وقت طلب کیا۔ کہ درمیان دونوں لشکروں کے ہیں۔ تجھ سے چند باتیں کروں گا امام حسینؑ بیس آدمی اپنے لشکر سے لے کر علیحدہ ہوئے اور وہ شقی بھی بیس آدمی اپنے لشکر سے لے کر جدا ہوا۔ حضرت نے اپنے اصحاب سے کہا۔ ٹھہرے رہو۔ اور عباس وعلی اکبر کو اپنے ہمراہ لیا۔ اس روسیاہ نے بھی اپنے اصحاب سے کہا۔ رک جاؤ۔ حفص اپنے پسر اور ایک غلام کو ہمراہ لے کے آیا۔ امام حسینؑ نے حجت تمام کرنے کو اس شقی سے کہا۔ اے بدبخت تو مجھ سے مقاتلہ کرتا ہے حالانکہ تو جانتا ہے۔ میں کون ہوں۔ اور کس کا پسر ہوں۔ آیا خدا سے نہیں ڈرتا۔ اور اعتقاد قیامت پر نہیں رکھتا۔ میری طرف چلا آ کہ سعادت ابدی حاصل ہو۔ اور عذاب آخرت سے نجات ملے۔ اس لعین نے کہا مجھے خوف ہے میرا گھر لوٹ لیں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ میں تمہارے لئے اپنے روپیہ سے مکان بنا دوں گا۔ اس نے کہا۔ میں ڈرتا ہوں کہ میرے مزروعات کو چھین لیں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ میں اس سے عمدہ زراعت اپنے مال سے تجھے حجاز میں دونگا۔ اس نے کہا۔ مجھے اپنے عیال کا فکر ہے۔ جب حضرتؑ نے دیکھا کہ وعظ وپند اس خود پسند شقاوتمند کو اثر نہیں کرتے۔ اس کی جانب سے منہ پھیر لیا۔ اور فرمایا خدا تجھے تیری خوابگاہ میں قتل کرے اور آخرت میں نہ بخشے۔ میں امید وار ہوں کہ تجھے کوئی تمتع دنیا حاصل نہ ہو۔ اور بعد میرے گندم عراق دکھائے۔ یہاں تک کہ مارا جائے۔ اس ملعون نے از روئے استہزا کہا اگر گندم نہ ہوں گے نان جو خوب ہے۔

احکام ابن زیاد ملعون

پس دوسرا خط ابن زیاد نے بتاکید وتہدید عمر بن سعد کو لکھا کہ میں نے سنا ہے تو امام حسینؑ کی خاطر ومدارت کرتا ہے اور راتوں کو ان سے ملاقات کرتا جب یہ میرا خط پہونچے۔ فوراً امام حسینؑ سے مقاتلہ کرنا۔ اور ان کو مہلت نہ دینا۔ اور بعد قتل کرنے کے ان کے جسمائے مبارک پر گھوڑے دوڑانا۔ اگر ایسا کرے گا۔ تو بڑا مرتبہ اور انعام پائے گا۔ اور میں تجھ کو اس کے صلہ میں بہت کچھ دوں گا۔ اور اگر تجھ سے یہ نہیں ہو سکتا سرداری سے دست بردار ہو جا۔ اور امارت سپاہ شمر ذی الجوشن کے سپرد کر دے۔ و بروایت شیخ مفیدؒ شمر لعین یہ خط لے کر عمر بن سعد پاس نویں محرم روز پنجشنبہ یا بروز جمعہ لایا۔ جب عمر بن سعد نے وہ خط پڑھا شمر سے

کہا۔ خدا تجھے بدترین جزا دے تو نے صلح نہ ہونے دی۔ امام حسینؑ فرزند علی ابن طالب ہیں۔ وہ ہرگز نہ راضی ہوں گے کہ ابن زیاد کے مطیع ہوں۔ ناچار مجھے ان سے لڑنا پڑا۔ جو ان سے لڑے گا۔ دنیا و عقبیٰ میں اسے نجات نہ ملے گی۔ شمر نے کہا میں ان باتوں کو نہیں جانتا۔ اگر ابن زیاد کی اطاعت منظور ہے اطاعت کرو۔ ورنہ سرداری لشکر کی مجھے دیدو اس ملعون شقی نے محبت دنیاو دنی کے لئے دیدہ دانستہ عذاب ابدی کو گوارا کیا۔ اور شمر کو پیادگان لشکر ضلالت کا سردار کر کے اپنے لشکر نامسعود و جنود معدود کو حکم دیا۔ کہ اصحاب امام حسینؑ کی جانب رخ کریں۔ شمر لعین نزدیک لشکرگاہ فرزند سید المرسلین آیا۔ اور کہا۔ میرے فرزندان خواہر کہاں ہیں اسلئے کہ بعض برادران آنحضرتؑ قبیلہ شمر سے تھے یہ سن کر جعفر و عباس و عثمان فرزندان جناب امیرؑ باہر آئے اور کہا کیا چاہتا ہے اس شقی نے کہا چونکہ تمہاری والدہ میرے قبیلہ سے ہیں۔ اس وجہ سے میں نے تم کو امان دی۔ انہوں نے کہا۔ خدا تجھ پر اور تیری امان پر لعنت کرے تو ہم کو امان دیتا ہے۔ اور فرزند رسول خدا کو امان نہیں دیتا۔ جب خروش و غلغلہ لشکر بد اختر بلند ہوا۔ زینبؑ خاتون خواہر امام حسینؑ باہر آئیں اور دیکھا۔ کہ سید الشہداء سر زانوئے مبارک پر رکھے آرام کر رہے ہیں۔ اور کہا۔ اے برادر صدائے اہل جور و شر کو آپ نہیں سنتے۔ حضرت نے سر مبارک بلند فرمایا۔ اور کہا اے خواہر اس وقت میں نے اپنے جد بزرگوار پدر عالی و مادر گرامی و برادر نامدار کو خواب میں دیکھا ہے کہ میرے پاس آئے اور کہا۔ اے حسینؑ تم بہت جلد میرے پاس آؤ گے جب حضرت زینب نے یہ خبر وحشت اثر سنی اپنا منہ پیٹ لیا۔ اور فریاد و واعریلا بلند کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے خواہر گرامی عذاب و نکال تمہارے دشمنوں کے لئے ہے۔ تم صبر کرو۔ اور دشمنوں کی شماتت و رہنسائی سے مجھے بچاؤ۔ پھر حضرت عباس آئے۔ اور کہا لشکر مخالف ہم پر یورش کر رہا ہے۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ اے برادر جاؤ اور ان سے دریافت کرو۔ تمہارا مطلب کیا ہے۔

بیان ایک شب کی مہلت طلب کرنا

پس حضرت عباس بیس سوار اپنے ہمراہ لے کر لشکر مخالف کی طرف گئے اور کہا۔ تمہاری اس یورش سے کیا غرض۔ ان اشقیا نے کہا۔ ہم کو حکم امیر ہے۔ کہ تم سے بیعت لیں۔ اگر بیعت قبول نہ کرو۔ تم کو پاس امیر لے چلیں اور اگر انکار کرو۔ اس وقت تم سے جنگ کریں حضرت عباس نے فرمایا۔ صبر کرو میں تمہارا پیغام اپنے امام سے جا کر بیان کروں۔ جب حضرت عباسؓ ان ملاعین شقاوت اساس کا پیغام امام حسینؑ پاس لائے حضرت نے فرمایا۔ اگر ہو سکے ان سے مہلت چاہو۔ کہ لڑائی کل پر رکھیں۔ کہ میں آج کی رات وداع بر عبادت قاضی الحاجات کر لوں۔ اسلئے کہ میں ہمیشہ خواہان و مشتاقان نماز و استغفار و تلاوت و دعا رہا ہوں۔ غنیمت جانتا ہوں اور ایک رات کی مہلت کے طالب ہوئے۔ ان اشقیا نے مضائقہ کیا۔ تا آنکہ

لشکر کفار سے خروش بلند ہوا۔ کہ اگر تم سے کوئی مہلت مانگتا تو تم مہلت دیتے۔ جگر گوشہ رسول خدا تم سے ایک رات کی مہلت مانگتا ہے۔ اور تم انکار کرتے ہو۔ اس وقت عمر بن سعد نے لشکر شقاوت اثر میں آواز دی کہ حسینؑ اور ان کے اصحاب کو ایک رات کی مہلت ہم نے دی۔

خطبہ جناب سید الشہدا و التماس اصحاب باوفا

بعد اسکے امام حسینؑ نے اس شب اپنے اصحاب کو جمع کیا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ میں اس وقت بیمار تھا۔ مگر افتاں وخیزاں اپنے پدر عالی مقدار تک پہنچا۔ میں نے سنا۔ کہ حضرت اپنے اصحاب سے فرماتے ہیں بہترین حمد وثنائے الٰہی بجا لاتا ہوں۔ اور اس کی حمد ہر نرمی وسختی ونعمت وبلا پر کرتا ہوں۔ خداوندا میں تیری حمد کرتا ہوں۔ کہ تو نے مجھے گرامی بہ پیغمبر رکھا۔ قرآن ہم کو تعلیم کیا۔ اپنا دین ہم کو عطا فرمایا۔ چشمہائے بینا و گوشہائے شنوا و دلہائے بانور وضیا عنایت فرمائے ہیں مجھے حمد کرنے والوں میں شمار کرنا۔ امابعد تحقیق کہ میں اپنے اصحاب سے وفادار نیکوکار زیادہ اور کسی کے اصحاب نہیں جانتا۔ اور اپنے اہل بیتؑ سے پاکیزہ تر وشائستہ تر وحق شناس تر اور کسی کے اہل بیت کو نہیں پاتا ہوں خدا تم لوگوں کو جزائے خیر میری جانب سے عطا کرے۔ مجھ پر بالفعل جو مصیبت نازل ہوئی ہے اس کو تم دیکھ رہے ہو۔ اب میں تم کو رخصت کرتا ہوں۔ اور اپنی بیعت تمہاری گردنوں سے اٹھائے لیتا ہوں اور تم سے نصرت معاونت بھی نہیں چاہتا ہوں۔ اس وقت اندھیری رات ہے۔ جس طرف چاہو چلے جاؤ۔ کہ ان اشقیا کو مجھی سے کام ہے۔ جب مجھے پائیں گے۔ اور کسی کو طلب نہ کریں گے۔ یہ سن کر حضرت عباس اور جمیع برادران حق شناس اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور کہا قسم بخدا ہم ہرگز آپ سے جدا نہ ہونگے۔ خدا وہ دن ہم کو نہ دیکھنے دے کہ بعد آپ کے زندہ رہیں۔ ہم آپ کے دامن کو نہ چھوڑیں گے۔ ہم اپنی جان آپ پر قربان کرنی سعادت جانتے ہیں۔ یہ سن کر امام مظلوم اولاد عقیل کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا شہادت مسلمؑ تم کو کافی ہے۔ میں تم کو رخصت کرتا ہو۔ جس طرف چاہو چلے جاؤ۔ ان سعادتمندوں نے کہا۔ اے فرزند رسول خدا لوگ ہمیں کیا کہیں گے۔ جبکہ آپ ایسے بزرگ وسید د فرزند بہترین انام و فرزند پیغمبرؐ کی یاری و نصرت ہم نہ کر کے آپکے دشمنوں سے شمشیر بازی نہ کریں۔ قسم بخدا ہم آپ سے جدا نہ ہونگے۔ یہاں تک کہ جہاں آپ جائیں ہم بھی وہاں جائیں۔ اور اپنی جان وخون کو آپ کے جان مکرم اور خون محترم پر فدا کر کے آپ کا حق ادا کریں۔ اس زندگی پر لعنت ہے جو بعد آپ ایسے امام کے ہو۔ پھر مسلمؓ بن عوسجہ اٹھے اور کہا۔ اگر ہم آپکی نصرت سے دستبردار ہوں تو اپنے پروردگار سے کیا عذر کریں۔ قسم بخدا ہم آپ سے جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ اپنے تیرے دشمنوں کے سینوں میں لگائیں۔ اور جب تک دستۂ شمشیر ہمارے ہاتھ میں رہیگا۔ آپکے مخالفوں کی جانیں نکال لیں گے

اور اگر کوئی حربہ نہ ہوگا۔ جس کے ساتھ دشمنوں سے لڑیں پتھر ہم ان پر ماریں گے۔ مگر آپ کی نصرت سے دستبردار نہ ہوں گے۔ ہمارا خدا جانے کہ حرمت پیغمبر خدا کی آپ کے حق میں ہم نے رعایت کی ہے قسم بخدا اگر ہم کو معلوم ہو کہ ستر مرتبہ قتل ہونگے۔ اور ہر مرتبہ جلا کے راکھ ہماری اڑا دی جائیگی۔ تب بھی آپ سے جدا نہ ہوں گے۔ اب ہم کیونکر آپ سے مفارقت کریں۔ حالانکہ ایک ہی مرتبہ تو قتل ہونا ہے۔ اور پھر وہ سعادت جاوید حاصل ہے جس کا حساب نہیں۔ بعد اسکے زہیرؓ بن قین اٹھے۔ اور کہا۔ قسم بخدا میں راضی ہوں کہ ہزار مرتبہ قتل ہوں۔ اور زندہ ہوں اور پھر قتل ہوں اور ہزار جان سے آپؑ پر اور آپ کے اہل بیتؑ پر قربان ہو جاؤں۔ پھر جمیع سعادتمندان باوفا نے اسی طرح کلام کیا۔ اور حضرت نے ان کو دعا دی۔ بروایت دیگر حضرتؑ نے ہر ایک شخص کو اسکی جگہ بہشت میں اسکو دکھا دی۔ جب انہوں نے حور و قصور نعیم موفور کو معائنہ کیا۔ ان کا مرتبہ یقین زیادہ ہوا اس وجہ سے نیزہ و شمشیر و تیر ان کو معلوم بھی نہ ہوتے تھے اور شربت شہادت انہیں گوارا تھا۔ حضرت امام حسنؑ عسکریؑ سے منقول ہے کہ جب لشکر مخالف نے سید الشہداء کو گھیر لیا۔ حضرت نے اپنے اصحاب کو جمع کیا۔ اور فرمایا۔ میں نے اپنی بیعت تم پر حلال کی۔ اگر منظور ہو اپنے اہل بیت سے جا ملحق ہوا اور اپنے اہل و قبائل سے کہا۔ میں نے تم کو رخصت دی۔ اسلئے کہ تم اس گروہ بیشمار سے تاب مقاومت نہیں رکھتے۔ یہ سن کر ایک گروہ منافقین و مردمان ضعیف الایمان مفارقت آنحضرت سعادت ابدی پر اختیار کر کے پراگندہ ہو گئے اور اہل بیت عزیز و اقربا و خواص اصحاب آنحضرتؐ نے کہ بقوت ایمان و یقین ممتاز عالیشان تھے کہا۔ ہم آپ سے مفارقت نہ کریں گے۔ اندوہ و بلا و محنت میں آپ کے شریک ہیں۔ اور قرب خدا کو مخصوص آپ کی خدمت گذاری پر جانتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ درآنحالیکہ تم نے اپنے اوپر وہ قرار دیا ہے جو میں نے اپنے قرار دیا ہے پس واضح ہو کہ خداوند عالم منازل شریفہ و درجات رفیعہ نہیں بخشتا۔ مگر اس شخص کو جو اس کی راہ میں تحمل مکروہات و شدائد عظیم ہو اور واضح ہو کہ تلخ و شیریں دنیائے فانی بمقابلہ جہان باقی مثل اس خواب کے ہے کہ کوئی دیکھے اور بیدار ہو جائے فائز و رستگار وہ شخص ہے جو آخرت میں فائز و رستگار ہے اور شقی و بدبخت وہ ہے۔ جو نعیم باقی آخرت کو ہاتھ سے کھو بیٹھے۔

وفاداریٔ اصحاب سید الشہدا

بروایت دیگر اس شب کو حضرتؑ نے محمد بن بشیر حضرمی سے کہا۔ تمہارے فرزند کو سرحد پر اسیر کر لیا ہے انہوں نے جواب دیا۔ اس کی اور اپنی جان کا عوض آفرینندۂ جان سے میں چاہتا ہوں۔ جب حضرت نے یہ سنا فرمایا۔ خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ میں تم کو رخصت دیتا ہوں چلے جاؤ اور اپنے فرزند کو قید سے چھڑا لو۔ محمد بن بشیر نے کہا۔ مجھے درندے پھاڑ ڈالیں۔ — اگر آپ سے جدا ہوں پس حضرتؑ نے پانچ جامے عطا فرمائے کہ ایک ہزار درہم

ان کی قیمت تھی۔ اور فرمایا۔ ان کو اپنے فرزند کی رہائی کے لئے بھیج دو۔ امام زین العابدین سے منقول ہے کہ حضرت نے اس شب حکم دیا۔ کہ خیمہ ہائے حرم محترم متصل ایک دوسرے کے برپا کئے گئے اور ان کے گرد خندق کھودی گئی اور لکڑیوں سے بھر دیا۔ کہ جنگ ایک طرف سے ہو اور علی اکبر کو مع تیس سوار اور بیس پیادہ کے بھیجا کہ وہ چند مشک آب با نہایت خوف و اضطراب بھر لائے۔ حضرتؑ نے اپنے اہل بیتؑ اور اصحاب سے فرمایا پانی پیو کہ یہ آخری توشہ تمہارا ہے۔ اور وضو و غسل کرو۔ اور اپنے کپڑوں میں خوشبو لگاؤ۔ کہ وہ تمہارے کفن ہونگے اور وہ تمام رات بعبادت درحاد تلاوت و تفرع و مناجات بسر کی صدائے تلاوت و عبادت لشکر سعادت اثر نور دیدہ خیر البشر سے بلند تھی۔ اور موافق ایک روایت کے تینتیس نفر لشکر عمر بد اختر سے لشکر امام حسینؑ میں داخل ہوئے اور سعادت ملازمت آنحضرتؑ اختیار کی۔ اس رات کی سحر کو امام مظلومؑ نے تہیہ سفر آخرت کیا۔ اور نورہ حضرت کیلئے اس ظرف میں جس میں بہت مشک تھا تیار کیا۔ اور حضرت خیمہ مخصوص میں نورہ لگا رہے تھے۔ اس وقت بریرؓ بن خضیر ہمدانی و عبد الرحمٰن بن عبد ربہ انصاری در خیمہ پر کھڑے منتظر تھے کہ جب آنحضرتؑ فارغ ہوں یہ بھی نورہ لگائیں۔ بریر ہمدانی اس وقت عبد الرحمٰن سے مذاق کرتے تھے۔ عبد الرحمٰن نے کہا۔ اے بریرؓ یہ ہنگام مذاق نہیں ہے۔ بریرؓ نے کہا۔ خدا خوب جانتا ہے کہ میں ہرگز عہد پیری و جوانی میں مائل لہو و لعب و مذاق نہیں ہوا ہوں۔ مگر اس وقت اس وجہ سے خوش ہوں کہ جانتا ہوں شہید ہونگا۔ اور بعد شہادت کے حوران بہشت سے ہم آغوش ہو کے نعیم ابدی آخرت سے متنعم ہونگا۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا۔ اس شب مرض مجھ پر شدید تھا۔ اور میری پھوپھی زینبؑ خاتون مشغول تیمار داری تھیں۔ اور میرے پدر عالی مقدار دوسرے خیمہ میں تھے۔ اور غلام ابو ذر حضرت کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور حضرت ہتھیار ... حرب و ضرب مرتب کر رہے تھے اور حالت مایوسی اور وداع دنیا اور حب لقائے خدا میں چند شعر اس مضمون کے پڑھتے تھے۔ اے روزگار ناپائدار تف ہو تجھ پر کہ تو نے ہرگز کسی دوست و یار سے وفا نہ کی۔ کس قدر مصاحب و یار پر مہر و یار میں تو نے قتل کئے اور کسی کے بدلہ پر بھی راضی نہیں ہوتی۔ سب کی بازگشت جانب خدا ہے اور ہر زندہ کو جس راہ میں جاتا ہوں۔ وہ راہ دربیش ہے۔ امام زین العابدینؑ نے فرمایا۔ جب میں نے یہ اشعار محنت آثار پدر بزرگوار سے سنے جانا کوئی بلا نازل ہوئی ہے اور آنحضرتؑ منتظر شہادت ہیں۔ اس سبب سے میرا حال متغیر ہو گیا اور رقت مجھ پر طاری ہوئی۔ اور آنسو آنکھوں سے جاری ہوئے۔ ولیکن بخیال اضطراب اہل بیتؑ میں نے صبر کیا۔ جب میری پھوپھی حضرت زینبؑ نے وہ سخنان وحشت انگیز سنے بیتابانہ پا برہنہ خیمہ محترم سے اپنے برادر معظم پاس گئیں۔ اور رو رو کے کہتی تھیں۔ کاش اس دن مجھے موت آجاتی کہ یہ حال آپ کا نہ دیکھتی۔ میرے پدر بزرگوار امیر المومنینؑ شہید ہوئے۔ میری مادر گرامی زہراؑ نے بھی انتقال کیا

برادرم حسنؑ مجتبیٰ زہر اہل جفا سے شہید ہوئے اب ایک آپ فقط یادگار رفتگان و پشت و پناہ باز ماندگان ہیں اور مجھے اپنی زندگی سے آپ ناامید کرتے ہیں۔ یہ سن کر امام حسینؑ اضطراب اہل حرم سے رونے لگے۔ اور فرمایا اے خواہر ذیشان۔ برابر حلم و بردباری کو اختیار کرو۔ اور شیطان کو تسلط نہ دو۔ وقضائے خدا پر صبر کرو اگر مجھے آرام سے رہنے دیتے تو میں کیوں آپ اپنے کو ہلاکت میں ڈالتا۔ حضرت زینبؑ نے فرمایا۔ اس سے اور بھی میرا دل زیادہ مجروح ہے کہ راہ چارہ جوئی مسدود ہو گئی اور مجبوری شربت ناگوار مرگ آپ نوش کرتے ہیں۔ اور مجھے غریب و بیکس و تنہا اہل نفاق و شقاق میں چھوڑے دیتے ہیں۔ یہ فرما کر ہاتھوں سے منہ پیٹ لیا۔ اور مقنعہ سر سے پھینک دیا۔ اور گریبان طاقت چاک کر کے بے ہوش گر پڑیں امام مظلوم اٹھے اور اپنی ہمشیرہ کو چونکایا۔ جب جناب زینبؑ خاتون ہوش میں آئیں۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اے خواہر نیک اختر خدا سے خوف لازم ہے۔ قضائے حق تعالیٰ پر راضی رہنا چاہیئے۔ واضح ہو کہ سب اہل زمین شربت ناگوار مرگ نوش کریں گے اور ساکنان آسمان پر بھی باقی نہ رہیں گے۔ مگر ذات حق تعالیٰ باقی ہے اور سب چیزیں معرض زوال و فنا میں ہیں۔ خدا سب کو مار ڈالے گا۔ اور پھر زندہ کرے گا۔ فقط اسی کو بقا ہے۔ دیکھو ہمارے پدر و مادر و برادر شہید ہوئے۔ اور سب سے بہتر تھے۔ جناب رسولِ خدا کہ اشرف المخلوقات تھے دنیا میں نہ رہے اور بجانب سرائے باقی رحلت فرمائی۔ اسی طرح بہت مواعظ اپنی خواہر سے بیان کر کے وصیت کی۔ اور کہا۔ اے خواہر گرامی تم کو میں قسم دیتا ہوں۔ کہ میں جب شہید ہو کر بعالم بقا رحلت کروں۔ گریبان چاک نہ کرنا۔ اور منہ نہ نوچنا۔ واویلا نہ کہنا۔ پس اہل حرم کو فی الجملہ تسلی و دلاسہ دے کے تہیہ سفر آخرت درست کیا۔ اور فرمایا تنابہائے خیمہ ہائے محترم ایک دوسرے میں باندھ دیں اور راہ آمد و رفت خیموں کی بند کر دی گئی اور خندق جو گرد خیمہ تھی۔ اُسے لکڑیوں سے بھر دیا۔ اور مشغول نماز و عبادت و دعا و تلاوت میں ہوئے جب صبح ہوئی۔ حضرتؑ کو نیند آ گئی۔ اور گریاں خواب سے بیدار ہوئے اور فرمایا اس وقت میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ کئی کتوں نے مجھ پر حملہ کیا۔ اور ان کتوں میں ایک ابلق کتا تھا۔ کہ اور کتوں سے زیادہ مجھ پر حملہ کرتا تھا۔ گمان میرا یہ ہے کہ میرا قاتل مبروص ہے۔ اس وقت میں نے دیکھا۔ کہ جدم رسول خداؐ مع افواج ارواح مقدسہ میرے پاس آئے۔ میرے نانا نے مجھ سے کہا۔ اے فرزند گرامی تم ہی شہیدِ آل محمدؐ ہو ساکنان جمیع آسمان و قدسیان ملا اعلیٰ تمہارے استقبال کو آتے ہیں۔ اور تمہاری روح مقدس کے منتظر ہیں تعجیل کرو۔ کہ آج کی رات ہمارے ساتھ افطار کرنا۔ اور اس وقت ایک فرشتہ آسمان سے نازل ہوا اور ایک شیشہ بند لایا ہے جب تم شہید ہو گے تمہارا خون اس شیشہ میں رکھ کے آسمان پر لے جائے گا۔ جناب صادقؑ سے منقول ہے کہ جب صبح طالع ہوئی۔ امام حسینؑ نے ہمراہ اصحاب نماز ادا کی۔ اور بعد فراغ

نماز اصحاب سعادت انتساب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آج تم سب بغیر علی بن حسین شہید ہو جاؤ گے۔ لازم ہے کہ خدا سے ڈرو۔ اور صبر کرو۔ تاآنکہ بسعادت شہادت فائز ہو اور مشقت و مذلت دنیائے فانی سے رہائی پاؤ۔

امام حسینؑ کا صفوف لشکر کو ترتیب دینا

بروایت دیگر امام حسینؑ نے بعد نماز صبح صفہائے جنگ کو مرتب کیا۔ اور مجموع لشکر قلیل و عسکر جلیل آنحضرت میں بتیس سوار اور چالیس پیادے تھے۔ اور بروایت دیگر بیاسی پیادے تھے۔ امام محمد باقرؑ سے منقول ہے۔ کہ پنتالیس سوار اور سو پیادے تھے۔ اور لشکر مخالف میں بقول مشہور بائیس ہزار نامرد تھے۔ اور جناب صادقؑ سے منقول ہے کہ تیس ہزار شقی تھے پس حضرت نے زہیرؓ بن قین کو میمنہ لشکر اور حبیبؓ ابن مظاہر کو میسرہ لشکر سعادت اثر پر مقرر فرمایا۔ اور علم ہدایت شمیم اپنے برادر عباس نامور کو عطا کیا۔ اور حکم دیا۔ کہ آگ خندق میں لگا دیں کہ کافران بیحیا قریب خیام کرام حرم محترم نہ آسکیں۔ اور لڑائی ایک طرف سے ہو۔ ادھر عمر بن سعد بداختر نے اپنے لشکر شقاوت اثر کو اسی طرح مرتب کیا۔ کہ عمرو بن حجاج کو میمنہ اور شمر ذی الجوشن کو میسرہ پر مقرر کرکے رایت قساوت علامت وابد اپنے غلام کو دیا۔ اور عروہ بن قیس کو سردار سواران لشکر اور شیث بن ربعی کو سردار پیادان لشکر کیا۔ بعد ترتیب لشکر عمر بن سعد مع فوج با نہایت بشیری سپاہ ملائک پناہ مقرب درگاہ الہ کی طرف متوجہ ہوا۔ جب امام حسینؑ نے بیباکی و بیحیائی اس کی دیکھی از روئے رضا و تسلیم دست نیاز درگاہ خداوند علیم میں اٹھا کے یہ دعا پڑھی۔ اللّٰھم انت ثقتی فی کل کرب و رجائی فی کل شدۃ و انت لی فی کل امر نزل لی ثقۃ و عدۃ کم من کرب یضعف عنه الفواد تقل فیه الحیلة و یخذل فیه الصدیق و یشمت فیه العدو انزلته بك و شکرته الیك رغبة منی الیك عمن سواك ففرجته و کشفته فانت ولی کل نعمة و صاحب کل حسنة و منتهی کل رغبة۔ جب وہ اشقیائے بے حیا قریب خندق پہونچے۔ اور راہ اس طرف مسدود پائی عنان روک لی۔ امام زین العابدینؑ سے منقول ہے۔ کہ اس وقت ابن ابی جویریہ مزنی فسقی نے تالی بجا کے کہا۔ اے حسینؑ تم کو بشارت ہو۔ کہ تم نے دنیا میں اپنے لئے آگ جلائی ہے۔ امام حسینؑ نے دعا کی۔ خداوندا اسے جلد دنیا میں عذاب آتش چکھا دے۔ ناگاہ باعجاز آنحضرت اس بدبخت کا گھوڑا بھاگا۔ اور لا کے خندق میں گرا دیا۔ کہ وہ ملعون جل گیا۔ اور براہ آتش دنیا جانب شعلہ ہائے عذاب جہنم روانہ ہوا۔

بعض اشقیا پر دعائے امام سے نزول عذاب تمیم بن حصین بیدین نے آواز دی کہ اے حسینؑ اور اصحاب حسینؑ آب فرات کو دیکھو کہ مثل شکم ماہی کیسا چمکتا ہے اور موجزن ہے۔ قسم بخدا اس دریا سے تم کو ایک قطرہ پانی کا نہ ملے گا یہاں تک کہ جرعہ ناگوار مرگ پیو۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ اور اس کا باپ دونوں جہنمی ہیں۔ خداوندا آج اُسے پیاسا ہلاک کر پس باعجاز صدر نشین مسند امامت و خلافت اس روسیاہ پر تشنگی غالب ہوئی اور گھوڑے سے نیچے گر کے زیر سم اسپاں تشنہ لب باحال سقیم روانہ حمیم جحیم ہوا۔ اور بروایت دیگر عبداللہ بن حصین نے یہ آواز دی اور حضرت نے دعا کی خداوندا اسے پیا ہلاک کر اور اُسے ہرگز نہ بخش۔ راوی کہتا ہے کہ بعد واقعہ کربلا وہ لعین بیمار ہوا اور میں اسکی عیادت کو گیا میں نے دیکھا کہ شدت عطش و تشنگی سے وہ شقی چلاتا تھا۔ جب پانی اسکے پاس لاتے تھے۔ اس قدر پیتا تھا کہ دم رک جاتا تھا۔ اور قے کر دیتا تھا۔ اور پھر عطش و تشنگی سے فریاد کرتا تھا اور ہمیشہ اس کا یہی حال تھا۔ یہانتک کہ وہ واصل جہنم ہوا۔ و بروایت امام زین العابدین محمد بن اشعث کندی قریب لشکر آیا۔ اور کہا۔ اے حسینؑ پسر فاطمہؑ تمہیں حضرت رسولؐ سے کونسی فضیلت حاصل ہے جو دوسرا نہیں رکھتا امام حسینؑ نے یہ آیتہ تلاوت کی۔ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰھِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ذُرِّیَّۃً بَعْضُھَا مِنْ بَعْضٍ۔ اور فرمایا قسم بخدا جناب رسول خدا آل ابراہیم تھے اور عترت آل محمدؐ ہادی ہے۔ پس سر مبارک جانب آسمان بلند کیا۔ اور فرمایا۔ خداوندا آج محمد بن اشعث کو ایسا ذلیل کر کہ اس کے بعد اسے پھر کبھی عزت نہ ہو۔ وہ شقی اسی وقت لشکر سے باہر قضائے حاجت کو گیا۔ ناگاہ خداوند عالم نے ایک بچھو اس پر مسلط کیا۔ اس بچھو نے ڈنگ مارا۔ وہ ہمیا اپنے غلیظ میں ننگا لوٹنے لگا۔ یہانتک کہ اس کی روح پلید بجانب عذاب شدید پہنچی۔

کلام بریر بن ہمدانی: جب تشنگی نے اصحاب حضرتؑ پر غلبہ کیا۔ بریرؓ بن خضیر ہمدانی خدمت باسعادت آنحضرت میں حاضر ہوا۔ اور اجازت طلب کی۔ کہ اگر اجازت ہو میں ان کافراں سنگین دل سے جا کے گفتگو کروں۔ جب رخصت ملی۔ بریرؓ قریب لشکر عمر بن سعد آئے اور کہا۔ ایہا الناس بتحقیق کہ خداوند عالم نے محمد صلعم کو براستی بھیجا۔ کہ مردم کو ثبوت خدا بشارت دیں اور عذاب سے ڈرائیں اور خلائق کو بجانب خالق دعوت کریں۔ وہ چراغ روشن راہ ہدایت تھے۔ اس وقت آب فرات سے سگ و خوک پانی پیتے ہیں۔ اور تم لوگ فرزند پیغمبر اور پانی کے بیچ میں حائل ہوتے ہو۔ ان اشقیا نے کہا سخن فضول نہ کر۔ ہم ان کو پانی نہ دیں گے۔ یہانتک کہ وہ تشنگی سے ہلاک ہو جائیں جسطرح عثمان تشنہ قتل ہوا بروایت دیگر شمر لعین کنارہ خندق آیا اور کہا اے حسینؑ آتش دنیا کو قبل از آتش آخرت کے تم نے اختیار کیا۔ حضرتؑ نے۔ اے گڈریئے کے بیٹے

بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ تو ہی سزاوار آتش جہنم ہے اس وقت مسلم بن عوسجہ نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ اس شقی کو ایک تیر ماروں۔ اسلئے کہ یہ سب سے زیادہ تر شقی ہے۔ اور تیر کی زد پر آ گیا ہے حضرت نے فرمایا۔ میں لڑائی کی ابتدا نہ کروں گا۔ چاہتا ہوں ان پر حجت خدا تمام کروں۔ پس بریرؓ بن خضیر قریب سپاہ شمر پر گئے اور کہا۔ اے گروہ بے حیا خدا سے ڈرو کہ حرمت و ذریت و اہل بیتؑ و فرزندان حضرت رسالت تمہاری زمین پر آئے ہیں اور تمہارے مہمان ہیں۔ ان کی نسبت تمہارا کیا ارادہ ہے ان اشقیاء نے جواب دیا ہم چاہتے ہیں ان کو پکڑ کے ابن زیاد کے حوالہ کر دیں۔ کہ وہ اُن کی نسبت جو چاہے کرے۔ بریرؓ نے کہا۔ اس پر بھی راضی نہیں ہو کہ وہ اپنے وطن چلے جائیں۔ اہل کوفہ تم پر وائے ہو۔ کہ تم اپنے وہ عہد و پیمان اور وعدے اور خطوط مؤکد بقسم جو تم نے لکھے تھے سب بھول گئے۔ اے بے شرمو تم نے اہل بیتؑ پیغمبر کو لکھا تھا کہ ہمارے شہر میں تشریف لایئے ہم اپنی جانیں آپ پر قربان کریں۔ اب جبکہ وہ تشریف لائے تو پانی بھی ان کو نہیں دیتے۔ اور چاہتے ہو۔ پسر ابن زیاد بے بنیاد کو ان پر مسلط کر دو۔ اپنے پیغمبر کی رعایت ان کے فرزندوں کے حق میں اسی طرح کرتے ہو۔ تم بہت بُرے لوگ ہو۔ خدا تمہیں بروز قیامت سیراب نہ کرے۔ جب ان کسے سے جواب شافی نہ پایا۔ ان کی طرف سے رو گردانی کر کے کہا۔ الحمد للہ تمہارے ضلالت و کفر سے میری بینائی ایمان زیادہ ہوئی خداوندا تیری جانب ان کے افعال ناپسندیدہ سے میں بیزاری ڈھونڈھتا ہوں۔ خداوندا ان کی تلواریں انہیں کے چہروں پر برہنہ کر کہ بہت جلد یہ ہلاک ہو جائیں۔ اور تو ان سے غشمناک رہے۔ جب ان اشقیائے بے پیر نے تیر ان کی طرف پھینکے۔ بریرؓ خدمت باسعادت امام حسینؑ میں واپس آئے جب حضرت نے دیکھا۔ کفار لڑائی پر مستعد ہیں

اتمام حجت سید الشہداءؑ

تو اتمام حجت کے لئے اٹھے۔ عمامہ حضرت رسولؐ سر پر رکھا۔ اور شمشیر آنحضرت حمائل کر کے گھوڑے پر سوار ہوئے اور برابر لشکر ضلالت اثر جا کے خطبہ نہایت فصیح و بلیغ ادا فرمایا۔ اور آخر خطبہ میں بصدائے بلند ان ظالموں کو آواز دی کہ میں تم کو قسم دیتا ہوں آیا مجھے پہچانتے ہو۔ ان اشقیا نے جواب دیا۔ ہاں ہم پہچانتے ہیں آپ فرزند اور فرزندزادہ رسولؐ خدا ہیں حضرت نے پھر بقسم تم جانتے ہو میرے نانا رسول خداؐ ہیں سب نے کہا۔ ہاں ہم جانتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ تم جانتے ہو میری ماں فاطمۃ الزہراؐ ہے اور دختر رسول خداؐ ہے انہوں نے کہا ہاں حضرتؑ نے فرمایا۔ تم جانتے ہو۔ میرے پدر عالی مقدار حیدر کرار علیؑ ابن ابی طالب ہیں انہوں نے کہا۔ ہاں حضرت نے فرمایا تم جانتے ہو۔ میری جدہ خدیجہؓ دختر خویلد ہیں کہ قبل جمیع زنان اُمت انہوں نے اسلام قبول کیا۔ سب نے کہا۔ ہاں۔ حضرت نے فرمایا تم جانتے ہو حمزہ سید الشہداء میرے پدر کے چچا ہیں۔ کہا۔ ہاں۔ حضرت نے فرمایا۔ تم جانتے ہو۔ جعفر طیار میرے چچا ہیں سب نے کہا ہاں۔ حضرت نے فرمایا۔ تم جانتے ہو یہ شمشیر جناب رسول خداؐ کی میں باندھے ہوں۔ اور عمامہ آنحضرتؐ سر پر رکھے ہوں اور اسپ آنحضرتؐ

پر سوار ہوں۔ سب نے کہا۔ ہاں۔ ہم پہچانتے ہیں حضرتؑ نے فرمایا۔ تم جانتے ہو۔ میرے پدر بزرگوار اس امت میں سب سے پہلے ایمان لائے اور سب سے دانا اور بردبار زیادہ تھے اور ولی و مولائے ہر مومن و مومنہ تھے۔ سب نے کہا ہاں۔ حضرت نے فرمایا۔ پھر کس حجت سے تم نے میرا خون اپنے اوپر حلال کیا ہے۔ حالانکہ میرے پدر قیامت میں حوض کوثر سے ایک گروہ کو ہنکا دیں گے۔ جسطرح شتر بیگانہ کو پانی پر سے ہنکا دیتے ہیں اور لوائے حمد بروز قیامت میرے نانا کے ہاتھ میں ہوگا۔ آیا تم نے نہیں سُنا کہ میرے جد عالی مقدارؐ نے میرے اور میرے برادر کے حق میں کہا کہ بہترین جوانان اہل بہشت میں۔ اگر تم نے نہیں سنا ہے اور میرے سخن کو باور نہیں کرتے ہو۔ جابر انصاریؓ و ابو سعیدؓ خدری و سہلؓ ساعدی و زید بن ارقم و انسؓ بن مالک اور جمیع صحابہ آنحضرت جو اسوقت زندہ ہیں دریافت کرو۔ کہ تم سے وہ حدیث بیان کریں ان اشقیائے جفا کار نے بجواب حجتہائے شافی امام ابرار سے کہا ہم سب جانتے ہیں اور دانستہ ہم آپ سے دستبردار نہ ہونگے۔ یہانتک کہ آپ تشنہ لب شربت مرگ نوش کریں۔ یہ سُن کر حضرت نے دستمبارک منہ پر پھیرا۔ اور اس وقت عمر شریف حضرت نے ستاون^{۵۷} سال کی تھی۔ پس فرمایا۔ غضب خدا یہود پر شدید ہوا۔ جس وقت انہوں نے کہا۔ عزیرؑ پسر خدا ہیں اور غضب نصاریٰ پر شدید ہوا جبکہ انہوں نے کہا مسیحؑ پسر خدا ہیں۔ اور غضب خدا مجوس پر شدید ہوا جبکہ عوض خدا انہوں نے آتش پرستی اختیار کی۔ اور غضب خدا اس گروہ پر شدید ہوا جس نے اپنے پیغمبر کو شہید کیا۔ اور غضب خداوند جبار اس گروہ اشرار پر شدید ہوگا۔ جو امام اخیار فرزند پیغمبر مختار کو قتل کرتے ہیں۔

خطبہ جناب سیّد الشہداؑ

[۲] بروایت دیگر امام حسینؑ نے خطبہ فرمایا۔ میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں۔ جس نے دنیا کو پیدا کیا۔ اور خانہ فنا و نیستی بنایا۔ اور اہالیان دنیا کا بتغیر احوال امتحان کیا۔ واضح ہو۔ فریب خوردہ وہی شخص ہے۔ جس نے دنیا سے فریب کھایا۔ اور بدبخت وہی ہے جو دنیا کا مفتون و گرویدہ ہوا۔ اے گروہ اشرار تم کو دنیائے غدار فریب نہ دے۔ بتحقیق کہ دنیا اپنے امیدواروں کی امید کو قطع اور اپنے طمع کرنے والوں کو ناامید کر دیتی ہے میں تم کو دیکھ رہا ہوں۔ کہ تم لوگ اس کام کے لئے جمع ہوئے ہو کہ خدا کو تم نے اپنے اوپر خشمگین کیا ہے اور اس کے غضب کو اپنی جانب متوجہ کیا ہے۔ اور اسکی رحمت سے محروم ہوتے ہو۔ واضح ہو کہ ہمارا پروردگار نیکوکار ہے اور تم اس کے خراب و بدکار بندے ہو۔ پہلے تم نے اس کی فرمانبرداری کا اقرار کیا۔ اور بظاہر اسکے پیغمبرؐ پر ایمان لائے۔ اور آپ ہی اسی پیغمبرؐ کی ذریت و عترت کو قتل کرنے پر جمع ہوئے ہو شیطان تم پر غالب ہوا ہے۔ اور اس نے یاد خدا تمہارے دلوں سے محو کروی ہے تم پر اور تمہارے ارادہ پر لعنت ہو اے بیوفایان جفاکاران غدار تم پر وائے ہو۔ تم نے ہنگام اضطراب و اضطرار اپنی مدد کو مجھے بُلایا۔ اور جب میں نے تمہارا کہنا قبول کیا۔ اور تمہاری نصرت و ہدایت کرنے کو آیا۔ اس وقت تم نے شمشیر کینہ مجھ پر کھینچی۔ اپنے دشمنوں کی تم نے

یاری و مددگاری کی۔ اور اپنے دوستوں سے دستبرداری کر کے دشمنوں سے مل گئے بغیر اس کے کہ ہم
نے تم میں اپنی کوئی عداوت ظاہر کی ہو اور بغیر اس کے کہ تم کچھ بھی امید رحمت ان سے رکھتے ہو۔ مگر قدرے مال
حرام جو مصلحتاً تم کو دیا ہے یا حکومت باطل کا تم سے وعدہ دروغ کر کے تمہیں امیدوار کیا ہے اور میری جانب
سے کوئی برائی تمہاری نسبت صادر نہیں ہوئی اور کوئی برائی مجھ سے تم کو نہیں پہنچی تم پر وائے ہو بے عداوت
و کینہ و نزاع تم کیونکر شمشیر کین نیام انتقام سے کھینچ سکے اور بے سبب قتل اہل بیت رسولؐ پر کمر باندھ سکے مثل ہجوم
مگس خوان لئیمان تم جمع ہوئے ہو۔ اور مانند پروانگان بیباکانہ آگ پر گر پڑے ہو۔ اے گمراہان امت ترک کنندگان
کتاب و منفرقان خراب و پیروان شیطان و ترک کنندگان سنتہائے پیغمبر آخر الزمان و کشتگان و ہلاک کنندگان
اولاد و عترت و اوصیائے پیغمبران والحاق کنندگان اولاد زنا بغیر پدران و ایذا رسانندہ مومناں و یاوری کنندہ ظالماں
تم پر وائے ہو۔ اور تم پر نفرین ہو کہ فرزند حرب کی نصرت و یاوری کرتے اور فرزندان پیغمبرؐ کو ان کی خاطر سے قتل کرتے
ہو۔ تم میں بے وفائی و ترک نصرت ائمہ و پیشوایان دین خدا شائع ہو گئی۔ اور خورد و کلاں کے ذہن میں راسخ
ہو گیا تمہارے دلوں میں ریشہ دوانی کر دی ہے ان ظالموں پر لعنت خدا ہو جو اپنے عہد و پیمان کو بعد ازاں
کہ موکد تقسیم کر چکے اور اب فسخ کرتے ہیں۔ باوجودیکہ خدا کو اپنے قول پر گواہ کر چکے ہیں تحقیق کہ ولد الزنا و فرزند
ولد الزنا پسر زیاد میرے قتل ہونے یا بیعت کرنے اور ذلیل و خوار ہو جانے کو کہتا ہے یہ ہرگز نہ ہو گا۔ کہ
میں ایسے کافر کے سامنے اپنے کو ذلیل و ابتر کروں صاحبان ہمتہائے بلند و خصلتہائے ارجمند و ارباب نسبہائے
خاصہ و پروردگان دامانہائے طاہرہ ہرگز بذلت لئیمانہ کو شہادت کریمانہ پر گوارا نہیں کرتے واضح ہو کہ میں
نے اپنا عذر ظاہر کر دیا۔ اور حجت خدا تم پر تمام کر دی۔ اس وقت باوجودیکہ عدم سامان و قلت۔ اعوان
اس گروہ بزرگوار سے تمہارا مقابلہ کروں گا اور جہاد سے پشت گردانی نہ کروں گا۔ میں جانتا ہوں کہ میں شہید
ہو جاؤں گا لیکن میرے جد عالی مقدار نے مجھے خبر دی ہے کہ میری شہادت کے بعد تھوڑے ہی دنوں
میں تم اشقیا تیغ انتقام سے قتل ہو گے۔ اور تمہاری آرزوئیں حاصل نہ ہوں گی۔ اب تو جو چاہو کرو۔
میں نے اپنے خدا پر توکل کیا ہے اور خدا نے جو کچھ میرے لئے مقرر کیا ہے۔ اس پر میں راضی ہوں۔
یہ فرما کر روئے مبارک جانب آسمان بلند کیا۔ اور فرمایا۔ خداوندا ان سے باران رحمت کو حبس کر لے
اور ان کو قحط میں مبتلا کر۔ اور فرزند ثقیف یعنی مختار کو ان پر مسلط کر دے۔ کہ کاسہائے زہر آلود مرگ ان
کو پلائے۔ ان میں سے کسی کو بغیر میرے اور میرے عزیزوں و دوستوں کے انتقام لینے سے باقی نہ
چھوڑے اس لئے انہوں نے مجھے فریب دیا۔ اور جھوٹ بولے اور میرے دشمنوں کا ساتھ دیا۔ ان کی
نصرت کی۔ خداوندا تو ہی میرا پروردگار ہے میں نے تجھ پر توکل کیا اور سب کی بازگشت تیری طرف ہے بعد اس
کے فرمایا۔ عمر بن سعد کہاں ہے۔ اسے ذرا میرے سامنے بلاؤ۔ اس ملعون کو منظور نہ تھا۔ کہ سامنے

حضرت کے آگے مگر جب قریب آیا۔ حضرتؑ نے فرمایا اے عمر تو مجھے بامید حکومت دیجر جان قتل کرتا ہے اور مجھے امید ہے کہ پسر زیاد حرامزادہ تجھے دے دے گا قسم بخدا ہرگز تجھے میسر نہ ہوگا۔ اور بعد میرے زندگی تجھ پر گوارا نہ ہوگی۔ اسلئے کہ جو میں نے تجھ سے بیان کیا ہے۔ اس کی خبر بزرگوں نے مجھے دی ہے جو تیرا دل چاہے وُہ کر بعد میرے دنیا و عقبیٰ میں خوشی تجھے نہ ہوگی۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ بہت جلد تیرا سر نیزہ پر کوفہ میں نصب کیا ہے اور لڑکے اس پر پتھر مار کر نشانہ بنا رہے ہیں یہ سن کر عمر بدگہر خشمناک ہو کے اپنے اصحاب شقاوت مآب کی جانب متوجہ ہُوا۔ اور کہا۔ کیا انتظار ہے اور کیوں انکو مہلت دے رکھی ہے اور انکے اصحاب ایک لقمہ سے زیادہ نہیں۔ بروایت دیگر امام حسینؑ نے درمیان لشکر مخالف آواز دی۔ کہ اے شبیث بن ربعی اے حجاز بن الجر اے قیس بن اشعث اے یزید بن حارث کیا تم نے مجھ کو خطوط نہیں لکھے کہ میوہ جات تیار ہو گئے اور صحرا سرسبز ہوگیا اور لشکر ہائے دوستان دیار مہیا ہو گئے بہت جلد آپ تشریف لائیے کہ ہم سب آپکی نصرت و یاری کریں قیس بن اشعث نے جواب دیا کہ اب یہ باتیں مفید نہیں میں لڑائی سے دست بردار ہو کے اپنے پسران عم کے حکم پر رضامند ہو جاؤ۔ کہ وہ آپ سے ارادہ بدی نہیں رکھتے۔ حضرتؑ نے فرمایا قسم بخدا میں اپنے کو تمہارے اختیار میں دے کے ذلیل و خوار نہ ہونگا اور مثل ذلیلوں کے نہ ہوں گا۔ اور بہ رسم غلامان طوق اطاعت گردن میں نہ پہنوں گا۔ یہ فرما کر بآواز بلند حضرتؑ نے ندا کی یا عباد اللہ اِنّی عذت بربی و ربکم ان ترجمونی اعوذ بربی و ربکم من کل متکبر لا یؤمن بیوم الحساب۔ اور اپنے اصحاب سعادت مآب کی جانب مراجعت فرما کے تہیہ حرب و ضرب کیا۔ اور مخالفین بیدین سے اور جفاکاران بزرگوار کی طرف بڑھے

حضرت حر کا لشکر سید الشہدا میں شامل ہونا

جب حرؓ بن یزید ریاحی نے دیکھا کہ آخر کار لڑائی ہوگی۔ نزدیک عمر بن سعد آیا اور کہا اے عمر ایسے بزرگ سے تو لڑے گا۔ اس نے کہا۔ ہاں ایسی جنگ کرونگا۔ کہ سر جدا ہو جائیں۔ اور ہاتھ کٹ جائیں حر نے کہا۔ ان کا سوال ہے کہ تم اُن سے دستبردار ہو جاؤ۔ اس پر بھی کیا تو راضی نہیں۔ عمر نے کہا اگر میرا اختیار ہوتا تو میں راضی ہو جاتا۔ لیکن تمہارا امیر راضی نہیں ہوتا۔ یہ سُن کے حرؓ اپنی جگہ گئے اور قرہ بن قیس سے کہا تو نے اپنے گھوڑے کو پانی دیا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ قرہ کہتا ہے حرؓ یہ پوچھ کے چلے گئے۔ میں سمجھا اپنے گھوڑے کو پانی دینے گئے ہیں۔ اور اگر جانتا۔ کہ امام حسینؑ کی طرف گئے تو میں بھی ہمراہ چلا جاتا۔ ناگاہ میں نے دیکھا۔ کہ امام حسینؑ کے لشکر کی طرف گئے تو میں بھی ہمراہ چلا جاتا۔ ناگاہ میں نے دیکھا۔ کہ امام حسینؑ کے لشکر کی طرف چلے جا رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر مہاجر بن اوس حرؓ پاس گیا۔ اور دیکھا۔ اس کا جسم کانپ رہا ہے مہاجر نے کہا میں تم کو شجاع ترین کوفہ جانتا تھا۔ یہ کیا حال ہو گیا ہے حرؔ نے جواب دیا۔ وُہ بات نہیں جو تو سمجھا ہے لیکن درمیان بہشت و دوزخ متردد ہوں۔ اگر میرے ٹکڑے ٹکڑے کر کے جلا دیں ہرگز دوزخ قبول نہ کروں گا یہ کہہ کے گھوڑا دوڑایا۔ اور بخدمت امام حسینؑ حاضر ہو کے ہاتھ اپنے سر پہ رکھے اور کہا۔ خداوندا میں توبہ کرتا ہوں میری توبہ قبول کر تحقیق کہ تیرے دوستوں کے دلوں کو میں نے ڈرایا۔ اور تیرے پیغمبرؐ کے فرزندوں کو میں نے خائف کیا پھر حضرتؑ سے کہا۔ یا ابن رسول اللہ

میں وہی ہوں جس نے آپ کو واپس نہ جانے دیا اور اس مقام پر آپ کو لے آیا لیکن میں نہ جانتا تھا کہ ستمگار آپ سے ایسا سلوک کریں گے۔ آیا توبہ میری قبول ہوگی حضرتؑ نے فرمایا۔ ہاں توبہ تمہاری قبول ہوگی۔ حُرؑ نے کہا یا ابن رسول اللہ مجھے اجازت دیجیے کہ پہلے میں ہی ان کافروں سے لڑنے جاؤں۔ جب اجازت پائی بعد رجز خوانی معرکہ میں آ کے لشکر مخالف کو آواز دی کہ اے اہل کوفہ تمہاری مائیں تمہارے ماتم میں گرفتار ہوں۔ فرزند رسولؐ کو بوعدہ ہائے دروغ تم نے طلب کیا اور اب تلواریں ان پر کھینچتے ہو۔ اور انہیں اجازت واپس جانے کی بھی نہیں دیتے ہو۔ اور آب فرات کو یہود و نصاریٰ مجوس و سگ و خوک پیتے ہیں۔ اور امام حسینؑ اور ان کے اہل بیت کو نہیں دیتے ہو۔ اب پیغمبر کو یہی عوض دیتے ہو خدا تم لوگوں کو بروز قیامت تشنگی سے نجات نہ دے۔ جب ان کافروں نے حرؑ کو نشانۂ تیر ہائے ظلم و ستم کیا۔ حرؑ امام حسینؑ کی خدمت میں واپس آئے کہ حضرت کو وداع کریں۔ پھر عمر بن سعد نے تیر کمان میں رکھ کر لشکر سعادت اثر امام بحر و بر کی طرف پھینکا۔ اور کہا۔ گواہ رہنا۔ پہلے جس نے تیر لشکر امام حسینؑ کی طرف پھینکا وہ میں تھا۔ بعد اسکے یکدفعہ جمیع کافران بے حیا نے تیر ہائے شقاق کمان نفاق سے امام آفاق پر برسائے اصحاب امام حسین میں سے کم کوئی بچا ہو جو اس حملہ میں زخمی نہ ہوا ہو۔ اور موافق ایک روایت کے اس حملہ میں پچاس مجاہد شربت شہادت نوش کر کے جمیع سعداء شہداء سے ملحق ہوئے۔ امام حسینؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا مردانہ رہو کہ یہ تیر تمہاری طرف قاصد ان کافران غدار ہیں۔ حُرؑ نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ چونکہ میں ہی آپ کی راہ میں معترض ہوا تھا۔ چاہتا ہوں پہلے مجھے اجازت دیجیے۔ کہ پہلے میں ہی آپ کی راہ میں قتل ہوں جب رخصت ملی معرکۂ قتال میں آئے رجز پڑھ کے شجاعان معرکہ نبرد کو خاک ہلاک پر گرا دیا۔ یہاں تک کہ چالیس اشقیائے بیدین کو جہنم واصل کیا۔ اور بروایت امام زین العابدین اٹھارہ کافر روانۂ سقر کئے جب اسپ حُرؑ پے کیا گیا پیادہ جنگ کی۔ یہاں تک کہ ان اشقیا نے گرا دیا۔ اور اصحاب امام حسینؑ معرکہ قتال سے اٹھا لائے۔ اسوقت ایک رمق جان باقی تھی اور خون رگوں سے جاری تھا۔ امام حسینؑ نے اپنا ہاتھ حرؑ کے منہ پر پھیرا۔ اور فرمایا۔ تمہاری ماں نے تمہارا نام حر رکھا۔ اب تم دنیا و عقبیٰ میں آزاد ہو۔ لکھا ہے کہ ایوب بن مروح ملعون نے حُرؑ کو شہید کیا۔ بعد ازاں ایک ایک اصحاب آنجنابؑ میں سے آتا اور رخصت جہاد مانگتا تھا اور امام مظلومؑ کو وداع کر کے کہتا تھا۔ السلام علیک یا ابن رسول اللہ۔ حضرتؑ فرماتے وعلیک السلام جاؤ بہت جلد ہم بھی عقب سے آتے ہیں اور یہ آیۃ تلاوت فرماتے تھے فمنھم من قضیٰ نحبہ ومنھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا۔ یعنی بعضے مر گئے اور بعضے منتظر ہیں۔ اور اپنا دین تبدیل نہ کیا۔ اور اپنے دین پر ثابت قدم رہے موافق روایات معتبرہ اس قوم جو فرشتے نصرت حضرتؑ کو آئے تھے زمین سے آسمان تک ان سے بھر گیا اور حضرتؑ نے ان کی نصرت قبول نہ کی۔ اور شہادت اختیار کی و بروایت دیگر جنات آئے اور چاہا نصرت کریں۔ حضرتؑ نے انکار کیا۔

بریرؑ بن خضیر ہمدانی پس بریرؑ بن خضیر ہمدانی کہ عباد و زہاد و بندگان شائستہ رب العباد اور قاری ترین اہل زمان سے تھے بعزم جہاد روانہ ہوئے اور رجز خوان ہو کر برابر مخالفین کے کھڑے ہوئے اور کہا۔ اے

کشتگان مومناں اے قاتلان اولاد پیغمبراں میرے قریب آؤ۔ پس میں جوانان لشکر شقاوت اثر کو روانہ سقر کر کے سُرخ رو روضۂ رضوان میں داخل ہوئے لکھا کہ یزید بن معقل متصل بریرؓ آیا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں تم خطا کار ہو۔ بریرؓ نے کہا۔ آگئے مجھ سے مباہلہ کر۔ ہم دونوں میں سے جو دروغ کہے وہ دوسرے کی تیغ سے مارا جائے۔ پس یزید بن معقل نے بریر پر تلوار لگائی۔ ان پر اثر نہ ہوا۔ بریرؓ نے ایک ایسی ضربت اس ملعون کے سر پر لگائی۔ کہ اس کا خود کاٹ کے مغز تک پہنچ گئی۔ اور وہ شقی زمین پر گرا۔ یہ دیکھ کر بحر بن اوس نے اصحاب ابن زیاد سے بریرؓ پر حملہ کر کے شہید کیا اور شیطان مغموم ہو

وہبؓ بن عبداللہ کلبی بریرؓ کے بعد وہب بن عبداللہ کلبی نے رخصت مبارزت طلب کی اُن کے ہمراہ اُن کی زوجہ اور مادر بھی تھی۔ مادر سعادت مند اپنے پسر کو محاربہ و مقاتلہ کی تاکید و ترغیب کرتی تھی جب وہبؓ معرکہ کارزار میں آئے ایک گروہ اشرار کو لقمۂ شمشیر آبدار کر کے اپنی زوجہ اور والدہ پاس واپس آئے اور کہا اے مادر آپ مجھ سے راضی ہو گئیں اس مومنہ نے کہا۔ اے فرزند تجھ سے میں اس وقت راضی ہوں گی جب نصرت امام حسینؑ میں قتل ہو جائے گا زوجہ نے کہا۔ مجھے بیکس و غریب نہ چھوڑے جاؤ۔ ماں نے کہا اے فرزند سعادتمند اس کی بات سنو اور اپنی جان امام حسینؑ پر فدا کرو۔ کہ بروز قیامت اپنے جد بزرگوار سے وہ تیری شفاعت کریں۔ یہ سُن کر وہبؓ بن عبداللہ جنگاہ میں پھر گئے اور دریائے جنگ میں غوطہ مار کے دلیرانہ حملہ کیا یہاں تک کہ انیس ۱۹ سوار اور بارہ پیادے لشکر شقاوت اثر کے واصل جہنم کئے۔ ظالموں نے ان کے ہاتھ کاٹ ڈالے مادر وہبؓ نے جب یہ حال اپنے پسر کا دیکھا چوب خیمہ ہاتھ میں لے کے متوجہ معرکہ ہوئی۔ اور کہتی تھی میرے مادر پدر اے فرزند تجھ پر نثار ہوں حرم محترم جناب رسول خداؐ کی حمایت کر کے شہید ہو جاؤ اور سعادت ابدی حاصل کرو۔ وہبؓ ہر چند چاہتے تھے ماں کو پھیر دیں۔ مگر وہ نہ مانتی تھی جب امام حسینؑ نے یہ حال ملاحظہ فرمایا۔ فرمایا خدا تجھے جزائے خیر عطا کرے۔ کہ نصرت اہل بیتؑ میں تو نے کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا۔ اے زن صالحہ واپس چلی آ عورتوں پر جہاد نہیں جب وہب نے شربت شہادت نوش کیا۔ اس کی زوجہ بیتابانہ اس کے پاس گئی اور اپنا منہ اس کے منہ پر رکھ کے خاکِ شوہر کے منہ سے جھاڑنے لگی۔ شمر لعین نے اپنے غلام سے کہا۔ اس نے گرز اس سوگوار کے سر پر ایسا لگایا کہ اپنے شوہر سے ملحق ہوئی۔ اور حدیث میں امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ وہبؓ پہلے نصرانی تھا بعد میں وہ اور اس کی ماں امام حسینؑ کی ہدایت سے مسلمان ہوئے اور جب معرکہ میں پہنچا۔ سات آٹھ شقی قتل کئے اور بروایت دیگر چوبیس ۲۴ پیادے اور ۱۲ سوار منافقانِ نابکار کے لقمۂ تیغ کئے جب کثرت جراحت سے مجبور ہو گیا اس کو قید کر کے عمر بن سعد پاس لے گئے۔ اس ملعون نے حکم دیا۔ کہ ان کا سر کاٹ کر امام حسینؑ کی طرف پھینک دو اس کی ماں نے تلوار اپنے پسر کی لی اور متوجہ لشکر مخالف ہوئی۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ اے مادر وہبؓ لڑنے نہ جا خدا نے جہاد کا عورتوں پر حکم نہیں دیا۔ تجھ کو بشارت ہو تو اور تیرا پسر بہشت میں میرے جد بزرگوار کے ہمراہ ہو گا۔ بروایت دیگر سر اپنے فرزند کا بجانب لشکرِ مخالف پھینک دیا۔ اور ایک ظالم کو ہلاک کیا۔ پھر چوب خیمہ اٹھا کے دو کافروں کو

---

[۱] مادر وہبؓ کا نام نور القمر تھا امام حسینؑ کی تبلیغ سے مسلمان ہوئی اور بفرمان امام حسینؑ و وہب بیدا ہوئے

قتل کیا حضرتؑ نے فرمایا۔ اے مادرِ وہبؓ پھر آؤ وہ مومنہ پھر آئی۔ اور کہا خداوندا میری امید قطع نہ کرنا حضرتؑ نے فرمایا اے مادرِ وہب خدا تجھے نا امید نہ کریگا اور تو مع پسر خدمت سید البشر میں درجہ اعلیٰ بہشت میں ہوگی۔

رفقائے حسینؑ کا باری باری درجہ شہادت پر فائز ہونا پس عمرؓ بن خالد ازدی متوجہ لشکر مخالف ہوئے اور کارزار کر کے شہید ہوئے ان کے بعد انکے فرزند نیک اختر خالدؓ بن عمرو ازدی گئے اور جہاد کر کے شہید ہوئے ان کے بعد سعیدؓ بن حنظلہ تمیمی بشوق ریاض جنت متوجہ قتال کافران ہوئے۔ اور بہت سے منافقین کو داخل جہنم کر کے بدرجہ رفیعہ سہادت فائز ہوئے۔ انکے بعد عمروؓ بن عبداللہ مذحجی تلوار کھینچ کے معرکہ کارزار میں آئے اور بہت سے کافروں کو قتل کیا۔ آخر کار بضربت مسلم صنابی و عبداللہ البجلی شہید ہو گئے۔ پھر مسلمؓ بن عوسجہ کہ اکابر زہاد و عباد بزرگان اصحاب سید الشہداؑ اس لئے تھے بعزم شہادت متوجہ اشقیائے امت ہوئے اور بہت جدال و قتال کر کے ایک گروہ تیرہ بخت کو داخل جہنم کیا اور جب گھوڑے سے زمین پر گرے۔ امام حسینؑ مع حبیبؓ بن مظاہر تشریف لے گئے۔ ہنوز ایک رمق حیات باقی تھی حضرتؑ نے فرمایا اے مسلمؓ خدا تم پر رحمت کرے تم بسعادت شہادت فائز ہوئے اور جو تم پر حق تھا۔ اس کو تم نے ادا کیا۔ اب میں بھی تمہارے عقب آتا ہوں حبیبؓ ابن مظاہر نے کہا۔ مجھے یہ تمہارا احوال دیکھنا بہت دشوار ہوتا ہے۔ تم کو بہشت کی بشارت ہو مسلمؓ بن عوسجہ نے بصدائے ضعیف کہا خدا تم کو بخیر و سعادت بشارت دے حبیبؓ ابن مظاہر نے کہا۔ اگر ایسا نہ ہوتا۔ کہ میں بھی بہت جلد تم سے ملحق ہوتا تحقیق تم سے کہتا۔ جو چاہو وصیت کرو۔ مسلمؓ بن عوسجہ نے کہا میری وصیت یہ ہے کہ امام حسینؑ کی نصرت سے دستبردار نہ ہونا یہانتک کہ اپنی جان اُن پر سے فدا کرو۔ یہ کہہ کے روح شریف نے بجانب آشیانہ قدس پرواز کیا۔ پس کنیزک مسلمؓ نے صدائے یا سیدہ یا ابن عوسجا بلند کی جب صدائے شیون کنیزک لشکر عمر بن سعد بنیاد میں پہونچی دو اشقیا خوش ہوئے۔ شبث بن ربعی نے ان سے کہا۔ تمہاری مائیں تمہارے ماتم میں بیٹھیں۔ تم لوگ اپنے ہاتھ سے اپنے بزرگوں کو مارتے ہو اور اپنی عزت کو ذلت سے بدلتے ہو۔ جس بزرگوار کے قتل کرنے سے ہنستے ہو اور خوش ہوتے ہو۔ ان سے کس درجہ مردانگی جہاد میں کر کے اسلام اور مسلمانوں پر اپنا حق ثابت کیا ہے و بروایت امام زین العابدینؑ بعد شہادت مسلمؓ بن عوسجہ جہاد اشقیا کو زہیرؓ بن قیس نکل گئے اور رجز خواں محاربہ و مقاتلہ کر کے انیس کافر لشکر مخالف کے راہی جہنم ہوئے۔ یہانتک کہ شربت شہادت نوش کر کے بلاتے درجات شہادت مشرف ہوئے و بروایت دیگر ایک سو بیس۱۲۰ کافر جہنم واصل کئے۔ آخر بضربت کثیر بن عبداللہ شعبی و مہاجر بن اوس تمیمی شہید ہوئے۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ خدا تم کو اپنی رحمت سے دور نہ کرے۔ اور تمہارے قاتلوں کو بدترین عذاب ہائے درنباد عقبیٰ میں معذب کرے روایت زہیر بن قیس کی اس کے بعد بروایت دیگر درج ہو گی۔ بعد ان کے حبیبؓ ابن مظاہر اسدی جہاد اشقیائے بدنہاد کو روانہ ہوئے اور اکتیس۳۱ نفر لشکر ضلالت

اثر کے روانہ سقر کیے و بروایت دیگر باسٹھ کافروں کو قتل کیا۔ آخر بضرب حصین بن نمیر بدرجہ رفیعہ شہادت فائز
ہوئے و بروایت دیگر بدیل بن حریم نسان کو شہید کیا۔ اوران کا سر اپنے گھوڑے کی گردن میں لٹکا یا جب داخل
مکہ ہوا۔ پسر حبیبؓ نے وہ نافذ کو دیکھ (دریچہ) تھا اس شقی کو قتل کیا۔ بعد شہادت حبیبؓ ابن مظاہر خروش اصحاب
امام حسینؑ سے بلند ہوا۔ اور امام مظلوم نے فرمایا میں ہی نزدیک خدا اپنی جان اور حامیان اصحاب کی جان کو جانتا ہوں
اوران کے مزد کو خدا سے طلب کرتا ہوں۔ پس مالکؓ بن انس کاہلی نے قدم سعادت میدان شہادت میں رکھا۔
اور اٹھارہ کافروں کو جہنم واصل کرکے خود ریاض بہشت میں پہونچے۔ ان کے بعد زیاد بن مہاجر کندی ان
ظالمان طاغی پر حملہ آور ہوئے۔ اور نو باغی قتل کرکے باغ جنت کو روانہ ہوئے انکے بعد بلالؓ بن مجاج امواج
افواج میں غوطہ زن ہوئے اور تیرہ رو سیاہ کو داصل جہنم کرکے خود جمیع شہدا سے ملحق ہوئے۔ و بروایت دیگر
جب تک تیر ان کے ترکش میں رہے مخالفوں پر برسایا کیے۔ جب تیر ختم ہوگئے تیرہ سیاہ قلب کو جہنم
داصل کیا۔ بلالؓ کے ہاتھ کاٹ ڈالے اور ان کو دستگیر کرکے عمر بن سعد لعون پاس لے گئے اور بحکم عمر بداختر ان
کو قتل کیا۔ پھر نافع بن بلال کو جلال آیا۔ اور ایک جماعت اشقیا کو میدان میں جا کے قتل کیا اور مزاحم بن حریث
لعین نے انکو شہید کیا جب ہر حملہ میں جماعت کثیر کافران بے پیر سے روانہ سقر ہوئے اس وقت عمرو بن حجاج
نے عمر بن سعد کو مشورہ دیا کہ مصلحت مبارزطلبی میں نہیں ہے لازم ہے ان پر ایک دفعہ کر حملہ آور ہوں۔
عمر نے یہ صلاح پسند کرکے حکم دیا۔ یہ مبارزطلبی نہ کریں۔ اور سب ایک دفعہ حملہ کریں۔ یہ سُن کر شمر لعین مع اصحاب
شقاوت قرین میسرۂ لشکر سعادت اثر پر حملہ آور ہوا۔ اور اس وقت لشکر امام میں بتیس سوار سے زیادہ نہ تھے اصحاب
امام حسینؑ ثابت قدم ہو کے جس طرف سے لشکر مخالف حملہ کرتا تھا باوفا حملہ کرکے سدراہ ہوجاتے تھے۔
عمر بد سیر نے حصین بن نمیر کو پانچ سو تیر انداز دے کر اعانت شمر کو بھیجا۔ اور آتش جنگ مشتعل ہو کے تا ظہر
لڑائی ہوئی چونکہ خیمہ ہائے حرم محترم باہدیگر متصل تھے۔ بغیر ایک طرف کے حملہ نہ کرسکے تھے عمر بن سعد ملعون
نے حکم دیا کہ خیمہ ہائے اہل حرم گرادو۔ جب وہ ستمگار اس بے شرمی اور جرأت پر مستعد ہوئے۔ اصحاب آنحضرت
خیموں سے نکل کر ان پر حملہ آور ہوئے اور بہت ظالموں کو جہنم واصل کیا۔ جب عمر بن سعد ملعون نے یہ کیفیت دیکھی حکم دیا
کہ خیموں میں آگ لگادیں۔ حضرتؑ نے فرمایا رہنے دو۔ اور آگ خیموں میں لگانے دو جب آگ خیموں میں لگ گئی اس وقت ان
کا راستہ اسطرف سے مسدود ہو جائے گا۔ پس یہی ہوا۔ کہ ان کو اشرار کفار مستحق نار نے آگ سے خیمہ ہائے اہلبیت اطہار جلا
دیئے۔ اصحاب کبارؓ اخیار امام ابرار ان اشقیا سے مشغول کارزار تھے۔ اگر اس طرف کا ایک آدمی شہید ہوتا تھا تو معلوم
ہوتی تھی اور اگر اس لشکر سے دس یا سو بھی مارے جاتے تھے کچھ بھی معلوم نہ ہوتا تھا جب اصحاب آنحضرت بہت شہید ہو
گئے۔ اور مخالفین کی کثرت ہوئی۔ ابو ثمامہ صائدی امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یا ابن رسول اللہ میری
جان آپ پر سے قربان ہو اب لشکر مخالف قریب آگیا ہم چاہتے ہیں اپنی جان آپ پر سے فدا کریں ولیکن نماز ظہر آپکے ہمراہ

ادا کرلیں۔ کہ نماز وداع ہے جب امام حسینؑ نے نماز کا نام سنا۔ آہ سرد سینہ پر درد سے کھینچی اور سر مبارک بجانب آسمان بلند کرکے فرمایا تم نے مجھے نماز یاد دلائی۔ خدا تم کو نماز گذاروں سے کرے بیشک اوّل وقت نماز ہے اب کافروں سے مہلت طلب کرو کہ نماز ادا کرلیں۔ جب ان کفار سے مہلت نماز پڑھنے کی مانگی حصین بن نمیر ملعون نے کہا۔ نماز تمہاری قبول نہیں حبیب ابن مظاہر نے کہا اے غدار مکار نماز فرزند سید ابرار قبول نہ ہو۔ اور تجھ ایسے نابکار کی نماز قبول ہو حصین بن نمیر نے خشمناک ہوکر حبیب ابن مظاہر پر حملہ کیا حبیب نے ایک تلوار اس ملعون کے لگائی۔ وہ شقی گھوڑے سے کود پڑا حبیبؓ نے چاہا اسے قتل کریں۔ اس کے اصحاب اُسے ہجوم کرکے لے گئے پس زہیرؓ بن قین اور سعیدؓ بن عبداللہ حنفی جناب امام حسینؑ کے آگے کھڑے ہوئے اور اپنی جان حضرت پر قربان کر ڈالی۔ اور حضرتؑ نے نماز ظہر با جماعت اصحاب باقی ماندہ بعنوان نماز خوف ادا فرمائی جو نیزہ اور تیر لشکر مخالف سے حضرت کی طرف آتا تھا۔ دونوں بزرگوار اپنے جسم پر لیتے تھے تا آنکہ سعید سعادت مند کثرت جراحت نیزہ و تیر سے زمین پر گر پڑے۔ اور کہتے تھے خداوندا ان اشقیا پر لعنت کر مثل لعنت عاد و ثمود۔ خداوندا میرا اسلام اپنے پیغمبرؐ کو پہنچا اور ان کے فرزند دلبند کی نصرت میں جو میں نے صدمات والم اٹھائے۔ اس کی انہیں اطلاع دے۔ خداوندا میں نے تیرے پیغمبرؐ کے فرزند کی نصرت کی مجھے اپنی رحمت کا امیدوار کر۔ جب شہد شہادت نوش کیا۔ تیرہ تیر ان کے بدن میں علاوہ جراحت نیزہ و شمشیر تھے اور بعضوں نے کہا حضرتؑ کو فرصت نماز کی نہ دی۔ اور ہر ایک نے جدا جدا نماز ادا کی۔ پھر عبدالرحمٰن بن عبداللہ یزنی نے معرکۂ کارزار میں آکے قتال کیا یہانتک کہ شہید ہوئے۔ انکے بعد عمروؓ بن قرظہ انصاری نے اپنی جان فدائے سید الشہدا کی حضرتؑ کے سامنے کھڑے جہاد کرتے تھے اور جو شمشیر و نیزہ و تیر امام کی طرف آتا تھا شوق سے اپنے جسم پر لیتے تھے۔ اور حضرت تک نہ جانے دیتے تھے جب لڑتے لڑتے گرے۔ کہا یا ابن رسول اللہ میں نے اپنے عہد پر وفا کی حضرتؑ نے فرمایا۔ ہاں جب میں داخل بہشت ہونگا تم میرے آگے ہوگے میرے جد رسولؐ خدا کو میرا اسلام پہنچانا اور کہنا میں بہت جلد آتا ہوں پس جونؓ آزاد کردہ غلام حضرت ابو ذرؓ غفاری کہ غلام حبشی تھا۔ خدمت حضرت میں آیا اور رخصت جہاد طلب کی حضرتؑ نے فرمایا میں تجھے فرصت دیتا ہوں کہ واپس چلا جا۔ اُسنے کہا یا ابن رسول اللہ میں نے نعمت و عیش و عزت میں آپ کے بدولت بسر کی جبکہ ہنگام بلا و محنت ہے اس وقت آپ سے جدا ہو جاؤں۔ یا ابن رسول اللہ آپ نہیں چاہتے کہ میں بایں روئے سیاہ و حسب تباہ و بوئے بد شہید ہوکے بسفید و خوشبو داخل بہشت ہوں قسم بخدا میں آپ سے جدا نہ ہونگا۔ یہانتک کہ اپنے خون سیاہ کو آپکے خون طیب و پاکیزہ میں مخلوط کر دوں۔ یہ سُن کر حضرتؑ نے رخصت جہاد دی۔ وہ مردانہ مقابلہ اعدا کو گیا۔ اور داد مردانگی دے کر شہید ہوگیا۔ بعد اسکی شہادت کے حضرتؑ اسکے سرہانے تشریف لائے اور کہا خداوندا اسکا منہ سفید کردے۔ اور بد بو کو اس کی خوشبو سے مبدل کر اور اُسے ہمراہ نیکوکاران محشور کر۔ اسکے اور محمد و آل محمد کے درمیان جدائی نہ کرنا امام زین العابدین سے منقول ہے جب مردمان قبیلہ نے شہدا کو بعد دس روز کے دفن کیا۔ اور اسکے قریب آئے دُعائے حضرتؑ سے بوئے مشک اس سے آتی تھی۔ پھر عمروؓ بن مطاع جعفی خدمت آنحضرتؑ میں حاضر ہوئے۔ اور کہا یا ابن

رسول اللہ آپ اجازت دیجئے کہ اپنے ہمراہیوں سے ملحق ہوں۔ اور آپ کی شہادت نہ دیکھوں۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ جاؤ میں بھی عنقریب تم سے ملحق ہوتا ہوں۔ جب رخصت جہاد پائی۔ لشکر مخالف سے دوچار ہوئے۔ بعد مقاتلہ بسیار جمیع شہدائے ابرار سے ملحق ہوئے۔ پس حنظلہ ابن اسعد شامی حاضر ہوئے اور سپر دار رو برائے امام کھڑے ہوئے تیر و نیزہ و شمشیر و سنان مخالفان سید ابرار اپنے سینے پر لیتے تھے۔ اور بآواز بلند کہتے تھے۔ یا قوم انی اخاف علیکم مثل یوم الاحزاب مثل داب قوم نوح و عاد و ثمود والذین من بعدھم وما اللہ یرید ظلما للعباد یا قوم انی اخاف علیکم یوم التناد یوم تولون مدبرین ما لکم من اللہ من عاصم یا قوم لا تقتلوا حسینا فیسحتکم اللہ بعذاب وقد خاب من افتریٰ اور یہ چند نصائح ہیں جو مومن آل فرعون نے قوم فرعون سے کہے تھے۔ یعنی اے قوم میں تم پر ڈرتا ہوں مثل عذابوں کے جو امتہائے گذشتہ پر نازل ہوئے۔ مانند عذاب قوم نوح و عاد و ثمود اور وہ لوگ جو بعد انکے تھے۔ اور خدا کوئی ستم اپنے بندوں پر نہیں چاہتا۔ اے قوم میں تم پر ڈرتا ہوں عذاب روز قیامت سے جب روز کے منہ محشر سے پھیر کے جہنم میں جاؤ۔ اور تمہیں عذاب خدا سے بچانے والا کوئی نہ ہو۔ اے قوم حسینؑ کو شہید نہ کرو۔ کہ خدا تمہیں بعذاب الیم ہلاک کرے گا۔ تحقیق کہ وہ شخص نا امید ہے جو خدا پر افترا کرے۔ امامؑ نے کہا۔ اے پسر اسعد خدا تم پر رحم کرے۔ یہ گروہ اشقیا مستوجب عذاب ہوئے جبکہ تمہاری وصیت انہوں نے قبول نہ کی۔ اور تمہیں اور تمہارے اصحاب کو انہوں نے دشنام دیئے اب کیونکر مستحق عذاب الیم یہ کافر نہ ہونگے حالانکہ بزرگان دین کو شہید کر چکے۔ حنظلہ نے عرض کیا میں آپ پر سے فدا ہوں آیا فدوی ثواب خدا کو نہ پائے گا۔ اور اپنے بھائیوں سے ملحق نہ ہوگا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ جا آخرت میں تیرے لئے بڑے درجے میں جو کہ دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے۔ اس سے بہتر میں ہیں۔ تو اس ملک کی طرف جاتا ہے جو زوال نہیں رکھتا۔ حنظلہؓ نے کہا السلام علیک یا فرزند رسول خدا آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر درود و صلوات ہو۔ خدا مجھے بہشت جاودانی میں آپ کا مصاحب کرے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ آمین۔ پس حنظلہ دریائے حرب و ضرب میں غوطہ لگا کے بسعادت شہادت فائز ہوئے۔ اور مہالک دنیا سے جانب ساحل نجات پہنچے۔ ان کے بعد سویدؓ بن عمرو بشرافت حسب و کثرت نماز و عبادت مشہور و معروف تھے۔ میدان کارزار میں پہنچے۔ اور لڑے۔ یہاں تک کہ کثرت جراحت سے دلیان کشتگان صحرا گرے۔ جب سنا کہ امام حسینؑ شہید ہوئے چھری اپنے موزے سے نکال کے اسی حالت نیم جان میں جہاد کر کے شہید ہو گئے۔ پھر یحییٰؓ بن سلیم رازانی معرکہ متقاتل میں جا کے لڑے اور شہید ہو گئے۔ ان کے بعد قرہ بن ابی قرہ غفاری بعزم و اخلاص میدان قتال میں آئے۔ اور بعد محاربہ بسیار شہید ہوئے۔ انکے بعد عمروؓ بن خلاد جعفی نے باب تیغ آبدار آتش خرمن حیات کفار جلا دیا۔ اور آپ بھی شربت شہادت نوش کیا۔ انکے بعد حجاجؓ بن مسروق سپاہ مجاہدات میدان سعادت میں پہنچے اور بعد محاربہ و مقاتلہ بسیار کافران اشرار کو روانہ نار کر کے آپ بھی خلعت شہادت پہنا ان کے بعد جنادہؓ بن حارث میدان میں گئے۔ اور بعد قتال جمیع شہدا سے ملحق ہوئے۔ ان کے

بعد عمرو بن جنادہؓ بشرف شہادت فائز ہوئے۔ ان کے بعد عبدالرحمٰنؓ بن عروہ نے شربت شہادت نوش کیا۔ اُن کے بعد عابس بن شبیب شاکری نے شوذب اپنے غلام سے کہا اے شوذب تیرے دل میں کیا ہے اس نے کہا جدال و قتال کروں گا تا آنکہ قتل ہو جاؤں۔ عابسؓ نے کہا مجھے بھی تیری جانب یہی گمان تھا اب چونکہ سعادت شہادت کا خواہاں ہے۔ امام حسینؑ کی خدمت میں جا کر رخصت طلب کر۔ اور اپنی بیعت جدید کر کے مستعد سفر آخرت رہ آج وہ دن ہے کہ حتی الوسع تحصیل اجر آخرت میں کوشش کریں۔ کہ بعد اسکے کوئی ایسا عمل نیک نہ ہوگا۔ اور حساب روز جزا در پیش ہے پس عابسؓ شبیب بقدم اخلاص و یقین بخدمت امام المتقین حاضر ہوئے۔ اور کہا یا ابن رسول اللہ آج کے دن کوئی عزیز و قریب میرے نزدیک آپ سے زیادہ عزیز نہیں اور ہو سکتا تو میں آپ سے ظلم و ستم اہل جفا کو دفع کرتا اس چیز سے جو میرے نزدیک جان سے بھی زیادہ عزیز ہوتی ہے۔ اب میں آپ کو سلام اور وداع کرتا ہوں اور گواہ کرتا ہوں کہ آپ کے جد بزرگوار اور پدر عالی مقدار کے طریقہ پر ثابت قدم ہوں۔ یہ کہنے کے بعد تلوار غلاف سے کھینچ لی۔ اور مثل شیر متوجہ لشکر مخالف ہوئے۔ ربیع بن تمیم کہتا ہے۔ جب میں نے دیکھا کہ عابس با تیغ برہنہ خشمناک میرے لشکر کی طرف آتے ہیں۔ اور میں ان کی شجاعت معرکہ ہائے کارزار میں دیکھ چکا تھا۔ میں نے کہا ایہا الناس یہ پسر شبیب شیر بیشہ شجاعت ہے۔ جو تمہاری طرف آتا ہے کہ مبادا کوئی تم میں سے اس کے مقابلہ کو جائے یہ سن کر وہ نامردان روباہ ضعیف ڈر گئے۔ ہر چند عابس نے مبارز طلبی کی۔ مگر کسی کی جرأت سامنے آنے کی نہ پڑی۔ جب عمر سعد نے دیکھا کہ کسی کو جرأت مبارزت ان سے نہیں حکم دیا۔ کہ انہیں سنگ باران کریں جب عابسؓ نے اُن کی نامردی مشاہدہ کی۔ اپنی جان پر کھیل کے خود زرہ اپنی پھینک دی اور مثل شیر ژیاں برہنہ ہو کے ان اشقیا پر حملہ کیا۔ جس طرف جا پڑتے تھے دو سو کافروں سے زیادہ اُن کے آگے سے بھاگ جاتے تھے یہاں تک کہ ان نامردان بے حیا نے بسنگ جور و جفا سے چور چور کر دیا جب حرب ضرب سے عاجز ہو گئے۔ ان کا سر کاٹ لیا۔ اور ان کے سر کاٹنے پر کئی روسیاہوں نے تنازعہ کیا۔ ہر ایک کہتا تھا۔ میں نے کاٹا ہے۔ عمر بن سعد نے کہا۔ ان کو ایک آدمی نہیں مار سکتا تھا۔ تمام لشکر کے حملہ سے وہ مارے گئے ہیں۔ پس عبداللہؓ و عبدالرحمٰنؓ غفاری بخدمت امام مظلوم حاضر ہوئے اور کہا السلام علیک یا ابا عبداللہؑ ہم آپ کی خدمت میں آئے ہیں کہ اپنی جان آپ پر سے قربان کریں۔ حضرت نے فرمایا۔ مرحبا قریب آؤ اور مہیائے شہادت ہو۔ جب وہ دونوں سعادت مند قریب آئے۔ قطرات حسرت اشک آنکھوں سے ٹپکائے۔ حضرت نے فرمایا اے فرزندان برادر کیوں روتے ہو۔ قسم بخدا میں امیدوار ہوں کہ بعد ایک ساعت کے تمہاری آنکھیں روشن اور دل خوش ہوں گے۔ انہوں نے عرض کیا۔ ہم آپ

پر سے فدا ہوں۔ اپنے حال پر ہم نہیں روتے لیکن آپ کے حال زار پر ہمیں رونا آتا ہے کہ ان مخالفوں نے سب طرف سے آپ کو گھیر لیا ہے اور ہم دفع شر آپ سے نہیں کر سکتے۔ حضرت نے فرمایا۔ خدا تمہیں اس اندوہ پر جو تم میرے حال پر رکھتے ہو جزائے خیر بہترین جزا ہائے پرہیزگاراں عطا فرمائے پس حضرت کو وداع کر کے بجانب میدان کارزار روانہ ہوئے۔ اور اپنے سر راہ سرور میں نثار کر کے سر عزت اوج رفعت تک پہنچائے۔ جب اکثر اصحابؓ امام حسینؑ شہید ہو چکے۔ اس وقت غلام ترکی امام مظلوم کہ نہایت صالح اور قاری قرآن تھا خدمت آقائے نامدار سے رخصت ہو کر مقابلہ کفار گیا اور بہت سے نابکار اشرار کو واصل جہنم کر کے آخر بہ تیغ ظلم زمین پر گرا۔ جب امام حسینؑ اس کے سرہانے تشریف لائے رونے لگے۔ اور اپنا روئے مبارک اس کے منہ کے اوپر رکھ دیا اس غلام باوفا نے آنکھیں کھول کر اپنے آقا کو دیکھا۔ اور تبسم کر کے مرغ روح نے جانب ریاض جناں پرواز کیا۔ پس ریاضؓ بن شعثا لشکر مخالف کی طرف گئے اور آٹھ تیر جوان کے پاس تھے لشکر ضلالت اثر پر مارے اور پانچ منافق روانہ جہنم کئے۔ جو تیر یہ لشکر مخالف کی طرف پھینکتے تھے۔ امام حسینؑ فرماتے تھے۔ خداوندا ان کا تیر نشانہ پر لگے۔ اور اس کے عوض زیادؓ کو بہشت عطا فرما۔ ان کے بعد ابو عمر نہشلیؓ کہ عباد و زہاد و قاریان قرآن سے تھے جنگ گاہ میں پہنچے اور بہت سے کافروں کو ہلاک کیا۔ آخر عامر بن نہشلی شقی نے ان کو شہید کیا، پھر سیفؓ بن ابی حارث و مالکؓ بن عبداللہ رخصت کارزار لے کے جہاد میں گئے اور شہید ہو کر داخل جناں ہوئے

شہادت عزیزان امام دو جہانؑ

جب بجز اہل بیت رسالتؐ و خویشاں و اقارب آنحضرتؐ کوئی نہ رہا۔ اس وقت اہل بیتؑ و اولاد امجاد امام مظلوم و اولاد جناب امیرؑ و اولاد امام حسنؑ و اولاد امام جعفر بن ابی طالب و اولاد عقیلؑ نے جمع ہو کر ایک دوسرے کو وداع کیا اور عازم حرب و ضرب ہوئے۔ ان میں سے جو پہلے لڑنے کو نکلے۔ عبداللہ پسر مسلمؑ بن عقیل تھے اپنے چچا پاس آئے اور رخصت لے کر میدان وغا میں گئے اور رجز خواں ہوئے۔ و بروایت امام زین العابدین تیس کافر قتل کئے و بروایت دیگر تین حملوں میں اٹھانوے دشمن سپاہ مخالف کے واصل جہنم کئے یہانتک کہ اسد بن صبیح و عمرو بن مالک علیہما اللعنہ نے ان کو شہید کیا۔ بروایت دیگر اپنا دست مبارک سر پر رکھا تھا ناگاہ ایک نامرد نے ایسا تیر مارا کہ دست مبارک پیشانی نورانی میں پیوست ہو گیا۔ ابو الفرج لکھتا ہے کہ اور مادر عبداللہ رقیہ صبیہ جناب امیرؑ تھیں بعد انکے بروایت امام محمد باقر برادر عبداللہ جنگ گاہ میں آئے۔ اور بطلب عون برادر ایک جماعت پر فتنہ و شر کو روانہ سقر کیا۔ آخر بضربت ابو جرہم اسدی و لقیط بن ناشر جہنی علیہما اللعنہ شربت شہادت نوش کیا۔ پھر جعفر پسر عقیل رجز خواں میدان میں آئے اور پندرہ

کافروں کو واصل جہنم کیا۔ و بروایت دیگر دو کافر مارے اور آپ بھی بضربت بشیر بن غوطہ ہمدانی بدرجہ شہادت فائز ہوئے بروایت امام محمد باقر عروہ بن عبداللہ شقی حنفی نے انہیں شہید کیا۔ پھر عبدالرحمٰن بن عقیل میدان قتال میں گئے۔ اور سترہ اشقیا کو واصل جہنم کیا۔ آخر بضربت عثمان بن خالد جہنی خلعت شہادت پہنا۔ بروایت دیگر انکے بعد عبداللہ پسر عقیل معرکہ قتال میں آئے اور ایک جماعت کو قتل کر کے بضربت عثمان بن خالد و بشیر بن غوطہ علیہما اللعنہ بدرجہ عالیہ شہادت فائز ہوئے پس محمدؐ پسر ابو سعید بن عقیل میدان میں آئے۔ اور بہت کافروں کو جہنم واصل کر کے ضرب تیر لقیط بن یاسر جہنی سے بسعادت شہادت فائز ہوئے۔ اور بعضوں نے روایت کی ہے کہ علی پسر عقیل بھی روز عاشورا شہید ہوئے

شہادت اولاد جعفر طیارؓ

جب نوبت اولاد جعفر طیار کی پہنچی۔ اوّل محمدؐ پسر عبداللہ بن جعفر طیار میدان کار زار میں گئے اور دس کافران ستمگار کو روانہ نار کیا۔ آخر بتیغ بید ریغ عامر بن نہشل تمیمی، شہید ہوگئے۔ ان کے بعد عونؓ بڑے بھائی معرکۂ کار زار میں پہنچے۔ اور تین سوار اٹھارہ پیادوں کو قتل کر کے بیع عبداللہ بن قطبہ سے شہید ہوگئے۔ و بروایت دیگر عبداللہ ان کے بھائی بھی اسی صحرا میں بدرجہ شہادت فائز ہوئے۔

شہادت اولاد امام حسن علیہ السّلام

بعد میں قاسم پسر امام حسنؑ نے کہ چہرہ ان کا مثل آفتاب تاباں تھا۔ اور ہنوز بحد بلوغ نہ پہنچے تھے اپنے عم بزرگوار سے رخصت جہاد طلب کی۔ امام مظلومؑ نے حضرت قاسمؑ کو آغوش مبارک میں لیا۔ اور اسقدر روئے کہ قریب تھا بے ہوش ہو جائیں۔ ہر چند قاسم طلب جہاد میں مبالغہ کرتے تھے مگر حضرت اجازت نہ دیتے تھے۔ یہاں تک کہ قاسم اپنے چچا کے پاؤں پر گر پڑے اور اسقدر روئے اور اجازت مانگی کہ امام حسینؑ نے آخر اجازت دیدی۔ جب اجازت پائی میدان کو نور جمال سے روشن کیا۔ اور باوجودیکہ خردسال تھے ایک حملہ میں پینتیس[۳۵] سنگین دلان بے حیا کو بعرصۂ فنا روانہ کیا۔ راوی کہتا ہے کہ میں عمر بن سعد شقی کے لشکر میں تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک لڑکا لشکر امام حسینؑ سے جدا ہو کر متوجہ میدان ہوا۔ نور جبین مبین سے تاباں تھا۔ ایک قمیض اور ایک ازار پہنے اور دو موزے پہنے تھا۔ بند نعل راست ٹوٹا ہوا تھا۔ اسوقت عمر بن سعد ازدی نے کہا۔ قسم بخدا میں جا کے اسے قتل کرتا ہوں۔ راوی کہتا ہے میں نے کہا سبحان اللہ آیا تیرے دل سے اس امر کی تاب ہوسکیگی کہ اس پہ ضرب لگائے قسم بخدا اگر وہ مجھ پر تلوار مارے میں اس کے دفعہ کرنے میں ہاتھ نہ اٹھاؤں گا۔ یہ فوج جو اسے گھیرے ہے اس کے لیے کافی ہے لیکن اس ظالم نے گھوڑا دوڑا کے ایک ایسی ضرب حضرت قاسمؑ کو لگائی کہ منہ کے بل گرے اور فریاد کی واعماہ خبر لیجیے ناگاہ میں نے دیکھا امام حسینؑ مثل عقاب آئے اور صفوں کو شگافتہ کر کے مثل

شیر خشمناک ان کافران بیباک پر حملہ کر دیا۔ اور ایک تلوار عمر بن سعد ازدی قاتل قاسم پر لگائی۔ اس ملعون نے بھی ہاتھ اٹھایا۔ حضرتؑ نے ہاتھ اس کا جدا کر دیا۔ وہ شقی چلا دیا۔ لشکر اہل نفاق جمع ہو گیا کہ اسے دست زبردست امام حسینؑ سے چھوڑا لے جائیں اور وہ ملعون قتل ہو گیا۔ اور وہ طفل زیر سم اسپان مخالفان چور چور ہو گیا جب امام حسینؑ نے ان کافروں کو دور بھگا دیا۔ اپنے بھتیجے پاس پہنچے دیکھا کہ ایڑیاں زمین پر رگڑ رہا ہے اور عازم سفر و گلگشت بہشت ہے۔ جب حضرت قاسمؑ کا یہ حال امام حسینؑ نے دیکھا۔ دریائے اشک حسرت دیدہ ہائے مبارک حضرت سے جاری ہوا۔ اور کہا قسم بخدا تیرے چچا پر بہت گراں ہے کہ تو اسے اپنی نصرت و مدد کو بلائے اور وہ نصرت نہ کر سکے۔ خدا اپنی رحمت سے ان اشقیا کو دور کرے جنہوں نے تجھے قتل کیا۔ اس گروہ پر وائے ہو جس کے دشمن تیرے جد و پدر ہوں۔ یہ فرما کر امام مظلومؑ نے اس شہید معصوم کو اٹھایا اور اس کا سینہ اپنے سینہ پر رکھا۔ پاؤں اس طفل کے زمین پر گھسٹے جاتے تھے اور شہدائے اہل بیت میں جا کے لٹا دیا اور کہا خداوندا ہمارے قاتلوں کو تو قتل کر اور ان کی جمعیت کو پراگندا کر دے اور ان میں سے ایک کو نہ چھوڑ اور ہرگز انکو نہ بخشنا۔ بعد اسکے فرمایا۔ اے میرے بھتیجو اور اے میرے اہل بیتؑ اور اے میرے بھائیو صبر کرو پھر اسکے بعد کوئی ذلت و خواری نہ دیکھو گے۔ اور بعزت و سعادت ابدی پہنچو گے بروایت امام زین العابدینؑ حضرت قاسمؑ تین کافر روانہ جہنم کئے اور اس سے زیادہ کی بھی روایت ہے اور روایت وامادی حضرت قاسمؑ کتب معتبرہ میں نظر فقیر سے نہیں گذری۔ مجلسیؒ پس عبداللہ پسر امام حسنؑ معرکہ کارزار میں پہنچے اور تیغ آبدار سے چودہ کافران غدار ہلاک اسفل نار روانہ کئے اور بعد مقاتلہ بسیار ہانی بن ثبیت حضرمی نے ان پر ضربت لگائی اور اسی ضربت سے شربت شہادت نوش کر کے اپنے جد و پدر سے ملحق ہو گئے۔ بروایت امام محمد باقرؑ حرملہ بن کاہل نے انکو شہید کیا اور انکی شہادت بروایت دیگر ان کے بعد ذکر ہو گی۔ پس ابوبکر بن امام حسنؑ معرکہ قتال میں گئے اور ایک گروہ مخالفین کو جہنم واصل کر کے آخر بضربت عبداللہ بن عقبہ غنوی شہید ہو کے سرائے فانی سے بجانب بہشت جاودانی انتقال فرمایا۔

شہادت فرزندانِ جناب امیرؑ

پس برادران بزرگوار امام انبیاؑ نے رخصت جہاد طلب کی اول عبداللہ فرزند جناب امیرؑ کہ انکو ابوبکر کہتے تھے میدان کارزار میں پہنچے اور ایک گروہ کافران کو جہنم واصل کر کے تیغ عبداللہ بن عقبہ غنوی یا رجز بن بدر کی تلوار سے شہید ہو گئے اور بروایت امام محمد باقرؑ قبیلہ ہمدانی کے کسی نامرد نے ضرب لگائی اور اسی ضرب سے بریاض جنت انتقال کیا۔ ان کے بعد عمرؓ بن علیؑ انکے برادر بزرگ نے عزم میدان کیا۔ اور معرکۂ کارزار میں پہنچنے کے بعد پہلے اپنے بھائی کے قاتل کو جہنم واصل کیا پھر بزرخوان صفوف مخالفین پر جا پڑے اور اکثر مخالفین کو جہنم واصل کر کے آپ بھی اپنے پدر بزرگوار پاس پہنچے۔ انکے بعد عثمانؓ بن علیؑ میدان میں گئے اور بہت ظالموں

کو قتل کیا۔ تاآنکہ خولی اصبحی لعین نے ایک تیر پیشانی پر مارا۔ کہ اسکے صدمہ سے زمین پر گر پڑے۔ اور ان کا
سر مبارک ایک نامرد نے فرزندان ابان بن حازم سے کاٹ لیا۔ اسوقت انکی عمر شریف اکیس۲۱ سال کی تھی۔ ان
کے بعد جعفرؑ بن علیؑ جن کی عمر انیس سال کی تھی۔ بعزم شہادت میدان میں گئے۔ بروایت امام محمد باقرؑ خولی اصبحی
نے ایک تیر چشم مبارک یا پیشانی نورانی پر لگایا۔ کہ اسکے صدمہ سے بہشت خلد میں اپنے پدر پاس پہنچے و بروایت دیگر
مضربت ہانی پسر ثبیت حضرمی شہید ہوئے۔ بعد انکے عبداللہ بن علیؑ معرکہ کارزار میں آئے اور ایک گروہ اشقیا
کو تیغ آبدار سے شربت مرگ ناگوار چکھا کے آخر کار تیغ ہانی پسر ثبیت ملعون سے خلعت بابرکت شہادت
پہن کر جمیع شہدائے اہل بیت رسالت سے ملحق ہوئے۔ اسوقت عمر شریف پچیس سال کی تھی انکے بعد محمدؑ پسر
جناب امیرؑ میدان میں گئے اور ایک نامرد قبیلۂ تمیم کی ضرب سے روانہ نعیم ابدی ہوئے اور کہتے ہیں کہ ابراہیمؑ فرزند
جناب امیرؑ بھی اسی روز معرکہ جہاد میں شہادت سے سرفراز ہوئے مگر ثابت نہیں (مجلسیؒ) اور بعضوں نے اولاد
امجاد جناب امیرؑ کی شہادت میں اختلاف کیا ہے۔ مگر بروایت حضرت صاحب العصر صلوات اللہ علیہ سے ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ پانچ برادران امام حسینؑ اس صحرا میں شہید ہوئے عباسؑ جعفرؑ و عثمانؑ و محمدؑ و عبداللہؑ۔ امام محمد باقرؑ
و امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت عباسؑ و جعفرؑ و عثمانؑ و دیگر فرزندان جناب امیرؑ جو صحرائے کربلا میں
شہید ہوئے۔ ان کی مادر گرامی ام البنین دختر خزام کلابیہ تھیں اور جب مدینہ میں خبر شہادت اہل بیت رسالت
انہیں پہنچی ہر روز بقیع قبرستان میں جاکے اپنے فرزند کو روتی تھیں۔ اور اہل مدینہ ان کی صدا کے گریہ و نوحہ
سے روتے تھے۔ یہانتک کہ مروان علیہ اللعن باوجود اس شقاوت و عداوت کے جو اہل بیت رسالت سے
رکھتا تھا۔ انکی نوحہ و زاری سے بیتاب ہو کے روتا تھا۔ اور حضرت عباسؑ بن علیؑ اپنے بھائیوں سے بڑے
تھے اور حسن و جمال و سیاحت و شجاعت و قوت و شوکت و تنومندی و بلندی قامت اپنے ہم عصروں میں ممتاز
تھے۔ جب بڑے گھوڑے پر سوار ہوتے تھے پائے مبارک زمین تک پہنچتے تھے لوگ انکو ماہ بنی ہاشم کہتے تھے۔ اس روز
حضرت عباسؑ علمدار دیکھا فوج امام ابرار تھے۔ جب حضرت عباسؑ نے دیکھا۔ کہ اب کوئی بغیر امام حسینؑ و فرزند
آنحضرتؑ باقی نہیں رہا اپنے برادر گرامی امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اے برادر مجھے رخصت دیجئے
کہ اپنی جان آپ پر سے قربان کروں اور بدرجۂ رفیعۂ شہادت فائز ہوں۔ امام مظلوم اس کلام حسرت انجام کے
استماع سے زار زار روئے اور کہا۔ اے برادر نامدار تم میرے لشکر کے علمدار ہو۔ تمہارے جانے سے میرا لشکر
منتشر ہوگا۔ حضرت عباسؑ نے کہا۔ اے برادر بزرگوار میرا سینہ بھائیوں اور دوستوں کے قتل ہونے سے فگار ہے
اور اپنی زندگی سے ملول ہوں اور آرزومند لقائے حق تعالیٰ ہوں۔ اب تاب مصیبت دوستان باوفا نہیں
اب چاہتا ہوں اپنے بھائیوں اور دوستوں کا ان مخالفوں سے خون طلب کرکے انہیں پسپا کردوں۔ امام حسینؑ

نے فرمایا اگر ارادہ سفر آخرت ہے تو کچھ پانی اہل بیت رسالت اور بچوں کے لئے حاصل کرو کہ پیاس سے بیتاب ہو رہے ہیں
یہ سنکر حضرت عباس حق شناس ان سنگین دلان ظلم اساس پاس گئے اور کہا اے بیشرمو اگر تمہارے گمان ناقص میں ہم
گناہگار ہیں ہمارے زنان و اطفال نے کیا گناہ کیا ہے ان پر رحم کرو اور تھوڑا پانی دے دو۔ جب حضرت عباس نے
دیکھا کہ نصیحت ان کافران بے حجت کو اثر نہیں کرتی۔ خدمت با برکت امام حسینؑ میں واپس گئے۔ ناگاہ خیمہ ہائے
حرم سے صدائے العطش بلند ہوئی حضرت عباس بے تاب ہو کے گھوڑے پر سوار ہوئے اور نیزہ مشک لیکے قصد
نہر فرات کیا۔ جب قریب نہر پہنچے۔ چار ہزار کفار اشرار موکل آب فرات تھے۔ انہوں نے حضرت عباسؑ کو گھیر کے جسم
شریف کو تیر باراں کر دیا۔ حضرت عباس نے بھی اس فوج بے قیاس پر حملہ کر دیا اور اسی شقی تن تنہا قتل کرکے
نہر فرات پر پہنچے۔ جب ایک چلو پانی اٹھایا کہ پی لیں اسوقت پیاس حضرت امام حسینؑ اور انکے اہل بیت کی یاد آئی
وہ پانی چلو سے پھینک دیا۔ اور مشک دوش مبارک پر بھر کے رکھی اور لڑتے ہوئے متوجہ خیمہ حرم محترم ہوئے۔ وہ
کافران بے حیا سد راہ ہوئے اور حضرت عباسؑ کو گھیر لیا۔ مگر حضرت عباسؑ ان اشقیاء سے لڑتے چلے آتے تھے
ناگاہ یزید بن وتاو کمینگاہ سے آیا۔ اور حکیم بن طفیل شقی نے بھی اس کی مدد کی اور ایک ضربت دست راست پر ایسی
لگائی کہ وہ ہاتھ کٹ گیا۔ حضرت عباسؑ نے مشک دوش چپ پر رکھی اور تلوار بھی دست چپ میں اٹھا کے جہاد شروع
کیا۔ اور راہ طے کرتے تھے۔ ناگاہ حکیم بن طفیل لعین نے دوسری ضربت دست چپ پر لگائی۔ اور وہ ہاتھ بھی گیا حضرت
نے مشک دانتوں میں پکڑ کے گھوڑا دوڑا دیا۔ کہ کسی طرح پانی پیاسوں تک پہنچ جائے۔ ناگاہ ایک تیر مشک پر لگا۔
اور پانی زمین پر بہہ گیا۔ اور دوسرا تیر سینہ اقدس پر لگا۔ کہ گھوڑے سے زمین پر گر پڑے۔ اسوقت آواز دی کہ
اے برادر میری خبر لیجئے۔ اور بروایت دیگر نوفل بن ارزق شامی ملعون نے ایک ایسا گرز سر مبارک
پر لگایا کہ حضرت عباسؑ نے بہ شہر سعادت جانب ریاض جناں پرواز کیا۔ اور آب کوثر اپنے پدر بزرگوار کے ہاتھ
سے نوش کیا۔ جب امام حسینؑ نے اپنے بھائی کی آواز سنی جلدی تشریف لائے اور حضرت عباسؑ کا وہ حال دیکھ کر
آہ حسرت دل پر درد سے کھینچی اور قطرات اشک خونیں دیدۂ حق بیں سے جاری ہوئے اور فرمایا الآن انکسر ظہری۔
یعنی اسوقت میری پشت شکستہ ہوگئی و بروایت جناب صادق۔ خدا نے بعوض دونوں ہاتھوں کے دو بازو
حضرت عباس کو عنایت فرمائے کہ باغ جنت میں ان بازو (پروں) [illegible] سعادت سے پرواز کرتے ہیں جب حضرت عباسؑ مع [illegible] شہادت فائز ہوئے اسوقت کوئی
اہل بیت رسالتؐ سے بغیر اولاد کرام امام علیہ السلام باقی نہ رہا۔

شہادت فرزندانِ امام حسین علیہ السلام

پس علی اصغرؑ کہ مشہور بہ علی اکبرؑ ہیں۔ پدر بزرگوار پاس آئے اور رخصت میدان طلب کی۔ اس
وقت انکی عمر اٹھارہ سال کی تھی اور پچیس سال بھی کہتے ہیں۔ مگر روایت اول زیادہ ترجیح ہے حضرت علی اکبر حسن و جمال

وفضل وکمال میں نظیر پیغمبر تھے اور صورت میں جناب رسول خدا سے بہت مشابہ تھے۔ جب اہل مدینہ مشتاق لقائے
زیارت رسول خدا ہوتے تھے۔ حضرت علی اکبر پاس حاضر ہوکے انکے جمال وکمال پر نظر کرتے تھے۔ امام زین العابدینؑ
نے فرمایا۔ کہ جب وہ امام زادہ متوجہ میدان کارزار ہوا۔ امام اخیار زار زار روئے اور آسمان کی جانب دیکھ کے فرمایا
خداوندا تو گواہ رہنا کہ فرزند رسول اور شبیہ ترین مردم بآنحضرتؐ ان اشقیا کی جانب جاتا ہے۔ جب میں مشتاق لقائے
پیغمبر خدا ہوتا تھا۔ اس اپنے فرزند کو دیکھتا تھا۔ خداوندا برکتہائے زمین کو ان سے منع کر اور ان کو پراگندہ کردے
اور حاکموں کو ان سے راضی نہ رکھ اسلئے کہ انہوں نے مجھے اپنی نصرت کے لئے بلایا ہے۔ اور شمشیر مجھ پر کھینچی یہ فرما
کر حضرتؑ نے عمر بن سعد لعین کو آواز دی کہ اے بدترین اشقیا مجھ سے کیا چاہتا ہے خدا تیری نسل قطع کرے اور
کوئی کام تجھ پر مبارک نہ کرے۔ اور بعد میرے تجھ پر اس کو مسلط کرے جو تجھے درمیان رخت خواب ذبح کر ڈالے
جسطرح تو نے مجھ سے قطع کیا اور قرابت حضرت رسالتؐ کی میرے حق میں رعایت نہ کی۔ پھر بآواز بلند اس آیۃ
کو جو اہل بیت کی شان میں نازل ہوا ہے۔ تلاوت فرمایا۔ ان اللہ اصطفی آدم و نوحاً وآل ابراھیم وآل عمران
علی العالمین ذریۃً بعضھا من بعض واللہ سمیع العلیم۔ پس وہ شہزادہ ذیشان مانند خورشید تاباں
افق میدان سے طالع ہوا۔ اور صحرائے نبرد کو اپنے نور جمال سے منور کردیا۔ جمیع لشکر مخالف حیران جمال باکمال
آفتاب اوج عزت وجلال تھے۔ جب حضرت علی اکبر درمیان میدان پہنچے۔ ہر چند مبارز طلب کیا۔ مگر کسی کو جرأت
حرب وضرب نہ پڑی۔ جناب علی اکبر نے تیغ نیام سے کھینچ کے ان اشقیا کو طعمۂ شمشیر آتش بار کیا۔ جسطرف
حملہ کرتے تھے۔ ایک گروہ کو ہلاک کر دیتے تھے اور جس جانب پڑتے تھے۔ کشتوں کے پشتے لگا دیتے
تھے۔ یہانتک کہ بروایت امام زین العابدین پنتالیس[۴۵] اشقیائے پرتلبیس کو جہنم روانہ کیا۔ و بروایت معتبر
ایک سو بیس[۱۲۰] بیدینان بداختر کو جانب عذاب سقر پہنچایا۔ پھر اپنے پدر عالی مقدار پاس آئے۔ اور کہا۔ اے
پدر بزرگوار پیاس مجھے مار ڈالتی ہے اگر تھوڑا سا پانی مل جاتا۔ تو میں دشمنوں کو خوب ہلاک کرتا۔ امام حسینؑ
نے جب یہ سنا۔ سیلاب اشک دیدہ حق بین سے جاری فرماکے کہا۔ اے فرزند سعادتمند محمد مصطفیٰ و
علی مرتضےٰ اور تیرے پدر پر بہت دشوار معلوم ہوتا ہے کہ تجھے اس حال سے پیاسا دیکھیں اور پانی نہ دے سکیں
یہ فرماکر امام انس و جان نے زبان اپنے فرزند نوجوان کی۔ اپنے دہن معجز بیان میں لے کے چوسی اور اپنی
انگوٹھی فرزند دلبند کو دیدی کہ اپنے منہ میں رکھیں اور فرمایا۔ اے نور چشم جاؤ اور دشمنان بیدین سے جنگ کرو۔ کہ بہت
جلد اپنے جد بزرگوار کے ہاتھ سے آب کوثر سے سیراب ہوگے۔ یہ سن کر جگر گوشۂ سید الشہداؑ فرزند شیر خدا قلب لشکر میں
جا پڑا۔ اور پھر ساٹھ ظالمان جفاکار کو تیغ آبدار کرکے روانہ نار کیا۔ آخر کار منقذ بن مرہ عبدی لعین نے ایک ضربت
حضرت علی اکبرؑ کے سر پر لگائی۔ کہ زمین پر گرے اور گھوڑے کی گردن میں لپٹ گئے۔ گھوڑا لشکر مخالفین کی طرف

بھاگا۔ اور ان بید یناں پر جفائے اس جگر گوشۂ رسول کو تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ حضرت علی اکبرؑ نے آواز دی
اے پدر بزرگوار مجھے میرے جد بزرگوار رسول خداؐ نے ایک کاسہ سے سیراب کر دیا۔ کہ ہرگز پیاسا نہ ہونگا۔ اور دوسرا
کاسہ لئے بیٹھے آپ کے منتظر ہیں بروایت دیگر ایک تیر حلق پر لگا۔ اور سیلاب خون گلوئے علی اکبر سے جاری ہوا۔
اس وقت اپنے خون میں لوٹنے لگے اور آواز دی کہ اے پدر مہربان میرا سلام پہنچے اس وقت میرے جد بزرگوار رسولؐ
آپ کو سلام کہتے یہ کہہ کر ایک نعرہ مارا۔ اور روح کثیر الفتوح نے بریاض جناں پرواز کیا۔ جب سید الشہداؑ اپنے
فرزند شہید تیغ ظلم وجفا کے پاس آئے اور وہ حال اپنے نور چشم کا دیکھا۔ رونے لگے اور آہ جانسوز سینہ غم
اندوز سے کھینچ کے فرمایا۔ خداوندا اس گروہ کو مارے جس نے اے فرزند تجھے ناحق شہید کیا۔ اور تیرے
شہید کرنے میں خدا اور رسولؐ کی ہتک حرمت حضرت رسالتؐ پر انہوں نے بڑی جرأت کی اے فرزند بعد
تیرے اس دنیا اور زندگی پر خاک ہے۔ راوی کہتا ہے جب حضرت علی اکبر شہید ہوگئے۔ میں نے دیکھا۔
ایک بی بی مثل خورشید تاباں خیمہ حرم محترم سے بیباکانہ باہر نکل آئی۔ اور فریاد وا ویلا وثبورا بلند کی۔ اور
فرماتی تھیں اے نور دیدۂ اخیار اے میوہ دل فگار اے حبیب قلب برادر بزرگوار کہاں گیا۔ پس با نالہ و زاری
و اندوہ بیقراری آکے جسد مطہر علی اکبرؑ کو اپنے آغوش مبارک میں لے لیا۔ میں نے پوچھا یہ خاتون کون ہے
لوگوں نے کہا یہ حضرت زینبؑ خواہر امام حسینؑ ہیں ناگاہ حضرت امام حسینؑ آئے۔ اور ان کو خیمہ میں بھیج دیا۔ بعد
اسکے اپنے فرزند دلبند کو اٹھایا۔ اور درمیان جمیع شہدا لاکے لٹا دیا۔ امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اول جو فرزندان
ابو طالب سے اس صحرائے پر آشوب و بلا میں تیغ اہل جفا سے شہید ہوا۔ وہ علی اکبر تھے۔

شہادت طفل خوردسال

راوی کہتا ہے اس وقت میں نے دیکھا۔ کہ ایک کودک
مانند خورشید تاباں خیمہ سے باہر آیا دو گوشوارے اس
کے کان میں تھے اور دہشت و حیرت سے داہنے بائیں دیکھتا تھا اور دونوں گوشوارے کان میں ہلتے
تھے۔ ناگاہ ہانی بن بعیث ملعون سنگین دل لشکر عمر بن سعد سے جدا ہوا۔ اور ایک ضربت اس ملعون نے
معصوم پر لگا کر شہید کیا۔ حضرت شہر بانو سکتہ کی حالت میں کھڑی تھی۔ کلام حرکت نہ کر سکتی تھی۔ مشہور یہ
ہے کہ مادر علی اکبرؑ لیلیٰؑ دختر ابی مرہ ثقفی تھیں اور روایت معتبرہ سے ظاہر ہے کہ شہر بانو تو اس صحرا میں نہ
تھیں اور اس زمانہ میں زندہ بھی نہ تھیں چنانچہ اسکا بیان اور مقام پر ہوگا۔

شہادت علی اصغرؑ

جب اہل بیت حضرت رسالتؐ میں بغیر امام حسینؑ و امام زین العابدینؑ کوئی باقی نہ رہا اس
وقت باوجودیکہ امام زین العابدینؑ بیمار تھے۔ اور طاقت تلوار اٹھانے کی نہ تھی مگر
اسی حالت میں جب اپنے پدر بزرگوار کو دیکھا۔ تنہا تلوار اٹھا کے چاہا معرکہ کارزار میں جائیں ام کلثوم نے فریاد کی اے

نورچشم کہاں جاتے ہو۔ امام زین العابدینؑ نے کہا۔ پھوپھی مجھے چھوڑ دیجئے۔ کہ اپنی جان فدائے پدر بزرگوار کروں
جب امام حسینؑ ارادہ فرزند گرامی سے مطلع ہوئے کہا۔ اے ام کلثوم اس فرزند کو میدان میں نہ جانے دینا
کہ میری نسل اسی سے ہوگی۔ اور ذریت حضرت رسالت پناہ اسی فرزند سے باقی ہوگی اور یہی میرا خلیفہ و جانشین
ہوگا۔ بعد اسکے امام حسینؑ نے بطور اہتمام حجت فرمایا۔ بلند آواز سے کوئی ہے کہ اہل حرم سے دفع مزر اہل
شقاوت کرے۔ کوئی خدا پرست ہے کہ میرے حق میں خدا سے خوف کرے۔ کوئی فریاد رس ہے جو میری فریادرسی
کیوجہ سے امیدوار ثواب ہو۔ جب حرم محترم نے صدائے استغاثہ امام مظلومؑ اسنی۔ صداہائے گریہ وزاری سراپردہ
ہائے عصمت و طہارت سے بلند ہوئی امام حسینؑ دروازہ خیمہ حرم پر آئے۔ اور کہا۔ میرے چھوٹے فرزند عبداللہ
کو لاؤ۔ کہ اسے وداع کروں اور بعضوں نے ان کو علی اصغرؑ کہا ہے جب اس طفل معصوم کو امام نے اپنے
ہاتھوں پر لیا۔ پیار کیا اور کہا۔ ان کافروں پر وائے ہو۔ جبکہ تیرے جد بزرگوار محمد مصطفیٰ ان اشقیا کے دشمن ہوں
ناگاہ حرملہ بن کاہل لعین نے ایک تیر لگایا حلق معصوم پر اور وہ بچہ اپنے پدر نامدار کی گود میں شہید ہوگیا۔ اور مرغ
روح نے جانب شاخ سدرۃ المنتہی پرواز کیا۔ امام حسینؑ اپنے چلو میں خون اس شہید معصوم کا بھر کے آسمان
کی طرف پھینکتے اور فرماتے تھے راہ خدا میں یہ مصیبتیں آسان اور سہل ہیں۔ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا۔ کہ
ایک قطرہ بھی اس خون کا زمین پر نہ گرا۔ بعد اسکے امام حسینؑ نے فرمایا۔ خداوندا یہ میرا فرزند دلبند ہے تیرے
نزدیک بچہ ناقہ صالحؑ سے کم تر ہوگا۔ خداوندا اگر اسوقت مصلحت میری نصرت میں نہیں ہے۔ تو یہ جس قدر آزار
مجھ پر گذرے ہیں۔ ان کو موجب تضاعف ثواب آخرت کرنا۔ پھر اس طفل معصومؑ کو امام حسینؑ نے درمیان
شہداء لٹا دیا۔ اور بروایت دیگر اسی جگہ دفن کرکے پردگیان سرادق عصمت و طہارت کو طلب کیا۔

رخصت امام حسینؑ از اہل بیتؑ

اپنی دختروں اور خواہروں کو وداع کرکے شوا بہلائے خدا تسلی و دلاسہ دیا۔ اس رخصت سے صدائے نالہ و شیون
وزاری خیمہ ہائے حرم محترم سے بلند ہوئی۔ اور آواز الوداع و نالہ الفراق زمین سے آسمان تک پہنچی۔ سکینہ دختر
نیک اختر نے مقنع سر سے پھینک دیا۔ اور کہا۔ اے پدر عالی مقدار آپ مرنے جاتے ہیں مجھے کس پر چھوڑے
جاتے ہیں۔ امام حسینؑ رونے لگے۔ اور فرمایا۔ اے دختر جس کا کوئی یار و دوست باقی نہ رہے یقین ہے وہ جینے سے سیر
ہوگا۔ اے دختر سب کا خدا یاور و معین ہے اور رحمت خدا دنیا و عقبیٰ میں تم سے جدا نہ ہوگی۔ صبر کرو اور بہ رضائے
خدا راضی رہو۔ بہت جلد دنیائے فانی گزر جائیگی۔ اور نعیم ابدی آخرت کو زوال نہیں۔ یہ فرماکر امام زین العابدینؑ
کو طلب کیا۔ اور اسرار امامت و خلافت ان کے سپرد کرکے ان کو اپنا خلیفہ و جانشین کیا اور وصیتیں کیں چونکہ
امام حسینؑ کو اپنی شہادت کی خبر تھی۔ اسوجہ سے قبل سفر عراق کتب اور جمیع ودائع انبیاء و اوصیاء ام سلمہؓ

سب تبرکات حضرت ام سلمہؓ زوجہ رسولِ خداؐ کے سپرد کر دیئے تھے کہ جب امام زین العابدینؑ کربلا سے آئے۔ انکے سپرد کریں۔ چونکہ امام زین العابدینؑ بیمار تھے۔ وصیّت نامہ امام حسینؑ نے اپنی دختر فاطمہ کے سپرد کیا۔ کہ امام زین العابدینؑ کو دے دینا۔ چنانچہ حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب وقت شہادت امام حسینؑ پہنچا۔ حضرت نے اپنی دختر فاطمہ کو بلایا۔ اور نامہ لپیٹ کے وصیّت ظاہرہ ان سے بیان کی۔ اسلئے کہ امام زین العابدینؑ کو مرض تپ لاحق تھا۔ اور لوگوں کو گمان نہ تھا کہ اس مرض سے صحت حاصل ہوگی۔ جب امام زین العابدینؑ کو صحت حاصل ہوئی فاطمہؑ نے وصیّت نامہ ان کے سپرد کیا۔ اور اب وہ وصیّت نامہ ہمارے پاس ہے۔ بعد اسکے جناب سید الشہداؑ نے کمر شہادت پر باندھی اور بقدم یقین و ایمان و آرزو سے شوق لقائے خداوند عالمیان متوجہ کافران و منافقان ہوئے۔ اور اپنے فضائل و مناقب رجز میں بیان کرکے مبارز طلبی کی۔ جو کوئی مقابلہ کو آتا تھا۔ حضرت اسے واصل جہنم کرتے تھے۔ جب کسی کی جرأت مقاتلہ آنحضرتؑ میں نہ پڑی۔ اسوقت امام حسینؑ نے میسرہ و میمنہ لشکر ضلالت اثر پر حملہ کیا۔ اور ہر حملہ میں جماعت کثیر کو روانہ سقر کیا۔ جسطرف حملہ کرتے تھے وہ گروہ انبوہ مثل مگس و ملخ آگے سے بھاگ جاتا تھا۔ جب حملہ کرکے حضرت پھرتے تھے ایک لحظہ توقف کر کے فرماتے تھے لاحول ولا قوۃ الا باللہ اسوقت امام حسینؑ پر تشنگی کا قبضہ تھا۔ ہرچندان کافران بیدین سے پانی مانگا۔ مگر انہوں نے نہ دیا۔ عمر بن سعد ملعون نے کہا۔ یہ فرزند سید المرسلین و نور دیدۂ کشندہ عرب ہے تم لوگ جُدا جُدا ان سے مقاتلہ نہ کرسکوگے۔ مناسب ہے امام حسینؑ کو ہر طرف سے۔ بیچ میں گھیر کے تیرباران کرو۔ یہ سنکر چار ہزار نامرد کماندار اشرار نے اس امام ابرار کو گھیر لیا۔ اور راہ خیمہ ہائے حرم مسدود کردی۔ امام حسینؑ نے اشقیا سے کہا۔ اے کافرو اگر دین کو تم نے کھو دیا۔ حمیّت عرب کیا ہوگی۔ تم کو مجھ سے کام ہے خیمہ ہائے حرم کی طرف کیوں جاتے ہو۔ یہ سنکر شمر لعین نے اس گروہ بیدین کو منع کیا۔ کہ نزدیک خیمہ ہائے حرم نہ جائیں اور حکم دیا کہ امام حسینؑ کا جلد کام تمام کرو۔ کہ انکا حسب و نسب تم سے بہتر ہے۔ ان کے مارے جانے میں ننگ و عار نہیں حضرت پر پیاس کا بہت غلبہ ہوا۔ امام تشنہ لب جانب نہر فرات روانہ ہوئے قریب فرات پہنچے۔ سوار و پیادوں نے راستہ روک لیا۔ اور یہ اشقیا چار ہزار سے زیادہ تھے۔ امام مظلومؑ نے باوجودیکہ شدت تشنگی بہت کفار کو جانب نار روانہ کیا۔ اور صفوف لشکر کو شگافتہ کرکے گھوڑا پانی میں ڈال دیا۔ اور اپنے اسپ باوفا سے فرمایا۔ پہلے تو پانی پی لے اور اسکے بعد میں پیونگا۔ گھوڑا اپنی تھوتھنی پانی سے اٹھائے اور منتظر تھا۔ کہ پہلے امام تشنہ پانی پی لیں۔ جب امام حسینؑ نے چلو میں پانی اٹھایا۔ اور چاہا نوش کریں۔ ایک ملعون ناہنجار نے آواز دی کہ آپ پانی یہاں پیتے ہیں۔ ادھر لشکر مخالف خیمہ ہائے حرم میں پہنچ گیا۔ یہ سنتے ہی حضرت نے وہ پانی ہاتھ سے پھینک دیا۔

بار دیگر امام حسینؑ کا اہل بیت سے رخصت ہونا

آپ فرات سے بجانب خیمہ روانہ ہوئے جاکے دیکھا۔ تو مطلق اثر اس خبر کا نہ پایا۔ جانا ہی مقدر میں ہے کہ آج کا روزہ آب کوثر سے افطار ہوگا بدست مبارک خیر البشر پس دوسری دفعہ اہل بیت رسالتؐ و پردگیان سرادق عصمت و طہارت کو حضرتؑ نے وداع کیا۔ اور بصبر شکیبائی حکم فرماکے بوعدہ ثوابہائے غیر متناہی الہی تسکین دے کے ارشاد کیا۔ چادریں سر سے اوڑھ لو اور آمادہ لشکر مصیبت و بلا ہو کہ خدا تمہارا حامی و حافظ ہے۔ شر اعداء سے تم کو وہی نجات دے گا۔ اور تمہاری عاقبت بخیر کرے گا۔ اور تمہارے دشمنوں کو بانواع عذاب و بلا مبتلا کرے گا۔ اور تمہیں ان بلاؤں مصیبتوں کے عوض دنیا و عقبیٰ میں بانواع نعمت و کرامتہائے بے اندازہ سرفراز فرمائے گا۔ ہرگز صبر و شکیبائی سے دستبردار نہ ہونا۔ اور کلام ناخوش زبان پر نہ لانا۔ کہ موجب نقص ثواب ہوگا۔ یہ ارشاد کرکے پھر دوسری مرتبہ میدان میں تشریف لائے اور صف لشکر مخالف پر حملہ کرکے باوجود جراحت و تشنہ لبی کشتوں کے پشتے لگا دیے۔ مثل برگہائے خزاں سرہائے کافران بے بیدینان قلم کرکے زمین پر گرادیا۔ اور بضرب شمشیر آبدار خون اشرار و فجار خاک معرکہ کارزار میں ملا دیا۔ روایت ہے کہ اس روز امام حسینؑ نے ایک ہزار نوسو پچاس کافران شقاوت اساس کو ہلاک کیا۔ و بروایت مسعودی ایک ہزار آٹھ سو کافران بیحیا کو واصل جہنم کیا۔ یہ دیکھ کر عمر بن سعد لعین نے تیر اندازوں کو حکم دیا کہ امام مظلومؑ پر تیر برسائیں ایک دفعہ چار ہزار کافران خدا نے امام ابرار پر تیر لگائے۔ امام تشنہ لب راہ خدا میں تیر ہائے جور و جفا کو چہرہ مبارک و سینہ مقدس و گلوئے مطہر پر لیتے اور جہاد اعداء میں کوشش کرکے فرماتے تھے۔ تم نے اپنے پیغمبرؐ کی رعایت ان کی عترت کے حق میں بہت بری کی۔ میرے قتل کرنے کے بعد کسی بندہ مومن کے قتل سے پرواہ نہ کرو گے۔ قسم بخدا میں درست خدا پاس جاتا اور شہادت کو اس کی راہ میں سعادت جانتا ہوں۔ تم پر واضح ہو کہ خدا دونوں جہاں میں تم سے میرا انتقام لے گا حصین بن مالک نے کہا۔ کسطرح خدا ہم سے انتقام لے گا۔ حضرت نے فرمایا۔ خداوند عالم ایسا حکم کرے گا۔ کہ تم اپنی تلواریں ایک دوسرے پر کھینچو گے اور اپنا خون بہاؤ گے دنیا سے منتفع نہ ہوگے اور تمہاری امید ہائے دل بھی حاصل نہ ہونگی۔ جب جانب سرائے آخرت جاؤ گے۔ وہاں عذاب ابدی تمہارے لئے مہیا ہے۔ اور تمہارا عذاب بدترین عذاب کافرین بیدین ہوگا۔

شمار زخمہاں برجسم مبارک امام مظلومؑ

منقول ہے کہ بدن شریف سید الشہداء پر اسقدر جراحت تھے کہ حضرت گنتی نہ کر سکتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ بہتر۷۲ زخم نمایاں بدن مبارک شاہ شہیدانؑ پہ پائے گئے و بروایت دیگر جناب صادقؑ سے کہ علاوہ زخم تیر تینتیس۳۳ زخم نیزہ اور چونتیس زخم شمشیر پائے گئے و بروایت دیگر جناب صادقؑ سے منقول ہے کہ علاوہ نشانہائے تیر ستر

سے زیادہ زخمہائے شمشیر اور ستر سے زیادہ زخم نیزہ بدن مطہر پر پائے گئے وبروایت دیگر امام محمد باقرؑ سے منقول ہے تین سو تیس زخم سے زیادہ جسد محترم امام حسینؑ میں پائے گئے۔ وبروایت دیگر مجموع زخمہائے تیر و نیزہ و شمشیر کو جسد شریف امام حسینؑ پر لگے ایک ہزار نو سو زخم تھے[1]۔ اور اسقدر تیر حضرت پر لگے تھے۔ معلوم ہوتا تھا گویا پرواز اوج سکاوت کے لئے پر نکل آئے ہیں۔ اور یہ زخم سب سامنے کی طرف تھے۔ اسی وجہ سے کہ حضرت لڑائی سے سرگرداں نہ ہوتے تھے اور حرب و ضرب سے منہ نہ پھیرتے تھے۔ یہانتک بدرجہ رفیعہ شہادت فائز ہوئے۔ جب کثرت جراحت سے صدر نشین مسند امامت چور چور ہو گیا۔ ایک لحظہ توقف کیا۔ ناگاہ ابو الحتوق لعین نے ایک تیر مارا کہ پیشانی مبارک امام مظلوم پر لگا۔ جب تیر کھینچا۔ خون چہرہ مبارک پر بہکر جاری ہوا امام تشنہ لب نے فرمایا خداوندا تو دیکھتا اور جانتا ہے کہ تیری راہ و خلیل میں تیرے دشمنوں نے کیا کیا مصائب اٹھائے خداوندا اس کا عوض ان دشمنوں کو دنیا اور عقبیٰ میں دے۔ یہ فرماکر جامعہ مبارک اٹھایا۔ اور چاہا کہ جبیں مبارک سے خون پونچھیں ناگاہ ایک تیر زہر آلود سہ پہلو سینہ مبارک پر کہ صندوق علوم ربانی تھا لگا۔ اس وقت حضرت نے کہا۔ بسم اللہ و باللہ و علیٰ ملۃ رسول اللہ یہ کہہ کر آسمان کی طرف نظر کی۔ اور فرمایا خداوندا تو جانتا ہے کہ یہ اشقیا اسے شہید کرتے کہ آج زمین پر فرزند رسول بجز اس کے کوئی موجود نہیں۔ جب سید الشہدا نے وہ تیر کھینچا۔ خون مثل پرنالہ جاری ہوا۔ حضرت وہ خون چلو میں لے کر آسمان کی طرف پھینکتے تھے اور ایک قطرہ زمین پر نہ گرتا تھا۔ اسی روز سے سرخی شفق کی آسمان پر زیادہ ہوگئی۔ پھر حضرتؑ نے ایک چلو خون اپنے سر مبارک اور چہرہ انور پر ملا۔ اور فرمایا۔ اسی طرح خون سے خضاب کر کے جد بزرگوار سے ملاقات کروں گا۔ اس کے بعد سید الشہداؑ و نور دیدہ شہسوار عرصۂ لا فتیٰ پیادہ ہو گئے۔ مگر کسی کی جرأت نہ پڑتی تھی کہ نزدیک آنحضرتؑ کے آسکے۔ بعضے خوف اور بعضے شرم سے ہٹ جاتے تھے۔ اس حالت میں مالک بن بشیر شقی نے ایک ایسی ضربت سر مبارک آنحضرتؑ پر لگائی کہ عمامہ مطہر خون سے بھر گیا۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ ہرگز اس ہاتھ سے تجھے کھانا پینا نصیب نہ ہوا اور کافروں کے ہمراہ تو محشور رہو۔ بعد اسکے اس لعین کے بغض بن فرزند ختم المرسلین بدترین احوال دونوں ہاتھ خشک ہو گئے گرمی کے دنوں میں مثل چوب ہو جاتے۔ اور سردیوں میں خون بہتا تھا۔ اسی احوال خسران مال سے وہ ملعون واصل جہنم ہوا۔

شہادت پسر عبداللہ بن امام حسنؑ

بروایت شیخ مفیدؒ و سید ابن طاؤسؒ ایک پسر کمسن تھا۔ جب اس نے اپنے چچا کا یہ حال دیکھا خیمہ حرم محترم سے نکل آیا۔ اور دوڑ کے اپنے عم نامدار سے لپٹ گیا۔ حضرت زینبؑ نے ہرچند چاہا۔ کہ خیمہ میں لے جائیں۔ مگر

---

[1] مؤلف حنینؒ نے اتفاق کیا ہے۔ چار ہزار زخم امام مظلوم کو آئے اور دل پر جو شہدا اور تاراجی خیام کے زخم تھے وہ علیحدہ تھے۔

اس نے نہ مانا۔ اسی وقت حرملہ بن کاہل نے بروایت دیگر الجر بن کعب نے ایک تلوار امام حسینؑ پر لگائی۔ اس طفل معصوم نے کہا۔ اے ولدالزنا تجھ پر وائے ہو۔ تو چاہتا ہے میرے چچا کو شہید کرے۔ وہ معصوم ہاتھ پھیلائے یہی کہہ رہا تھا اور چاہتا تھا کہ تلوار امام حسینؑ پر نہ لگے۔ اس خارجی نے تلوار سے عبداللہ کے ہاتھ جدا کر ڈالے۔ طفل معصوم نے فریاد واعماہ بلند کی۔ امام حسینؑ نے اس معصوم کو آغوش مبارک میں لیا۔ اور فرمایا۔ اے پسر برادر صبر کر کہ ابھی اسی ساعت روضات جنان میں اپنے پدر ان عالی شان پاس پہنچے گا۔ پھر حرملہ نے ایک تیر اس طفل معصوم کو مارا۔ اور وہ بچہ دامن سید الشہدا میں شہید ہو گیا۔ اور مرغ روح نے باغیچہ قدس پرواز کیا۔

شہادت امام حُسین علیہ السلام

پس صالح بن وہب غرنی لعین نے ایک نیزہ پہلوئے امام حسینؑ پر اس زور سے لگایا۔ کہ حضرتؑ زمین پر منہ کے بل گر پڑے۔ اس وقت حضرت زینبؑ[1] خیمہ سے نکل آئیں اور فریاد واسیداہ واخاہ کر کے کہتی تھیں کاش اس وقت آسمان زمین پر گر پڑتا۔ اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے۔ اس وقت جناب زینبؑ نے کہا۔ عمر بن سعد لعین سے۔ اے پسر سعد امام حسینؑ کو قتل کر رہے ہیں۔ اور تو کھڑا دیکھ رہا ہے۔ یہ سن کر وہ سنگین دل بھیا بھی رونے لگا اور منہ پھیر لیا۔ امام حسینؑ اپنا خون اپنے سر مبارک اور چہرہ منور پر ملتے تھے اور کہتے تھے اسی صورت سے ستم کشیدہ بخون غلطیدہ خدا سے ملاقات کرونگا۔ بعد اس کے شمر ولدالزنا نے کہا۔ کیا انتظار کرتے ہو کسلئے ان کا کام تمام نہیں کرتے یہ سنکر ان کافران بیدین نے ہجوم کیا۔ حصین بن نمیر لعین نے ایک تیر دہن مبارک پر لگایا۔ ابو ایوب غنوی شقی نے دوسرا تیر حلق شریف پر مارا۔ ضرعہ بن شریک ملعون نے ایک ضربت دست چپ پر اور دوسری ضربت دوش مبارک پر لگائی۔ سنان بن انس لعین نے نیزہ مارا۔ اور امام ابرار کو منہ کے بل گرا دیا۔ خولی ملعون نے کہا ان کا سر کاٹ لو۔ جب نزدیک آیا۔ ہاتھ اس شقی کا کانپنے لگا۔ اور جرأت نہ کر سکا۔ بعد اس کے سنان بن انس شقی خود آگے آیا۔ اور سر مبارک تن مطہر سے جدا کیا۔ کہتا جاتا تھا۔ میں جانتا ہوں کہ تم فرزند رسولؐ ہو

---

[1] بعض لوگوں کا خیال ہے کہ بطن جناب فاطمہ زہرا سے مولا حسین علیہ السلام کی ایک ہی ہمشیرہ تھی اس کا نام ہے زینبؑ اور ام کلثوم بھی اسی کا نام ہے اگر یہ دو علیحدہ علیحدہ ہوتیں تو شہادت امام حسینؑ کے وقت دونوں باہر آتیں مگر ایک آئی ہے جس سے ثابت ہے ایک ہی بہن تھی یہ غلط ہے یہ دونوں نام دو ذوات قدسیہ کے ہیں۔ حضرت ام کلثوم یوں باہر نہیں آئیں اور ہر مقام پر یوں خاموش رہیں جناب زینب بڑی بہن تھیں جس طرح امام حسینؑ علیہ السلام امام حسن کی زندگی میں خاموش رہے بوجہ ادب بڑے بھائی کے ایسے ہی جناب ام کلثوم بوجہ ادب و احترام بڑی بہن کے خاموش رہیں

(کوثر جعفر بلدی)

ہو۔اور تمہارے مادر و پدر بہترین خلق خدا ہیں۔امام زین العابدینؑ سے بھی منقول ہے کہ قاتل امام حسینؑ سنان بن انس لعین تھا۔ اور مشہور زیادہ تر یہ ہے کہ شمر ولد الزنا اپنے گھوڑے سے نیچے اتر۔ اور چاہا۔ امام حسینؑ کا سر تن سے جدا کرے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ میں جانتا ہوں تو میرا قاتل ہوگا۔ اسلئے کہ تو مبروص ہے میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ کتوں نے مجھ پر حملہ کرکے مجھے زخمی کیا ہے اور ان کتوں میں ایک سگ ابلق مبروص تھا۔ کہ وہ مجھ پر زیادہ تر حملہ کرتا تھا اور میرے جد رسول خداؐ نے بھی یہی مجھے خبر دی ہے یہ سن کر وہ حرامی خشمگین ہوا اور کہا۔ مجھے کتا سے تشبیہہ دیتے ہو۔ اسوقت امام حسینؑ پر پیاس کا نہایت غلبہ تھا اور شدت تشنگی سے حضرت اپنی زبان مبارک چباتے تھے۔اس ولد الزنا ملعون نے کہا۔ اے ابن ابوتراب تم دعویٰ کرتے ہو کہ باپ تمہارے ساقی کوثر ہیں۔ صبر کرو کہ وہ تمہیں پانی دیں۔ حضرت نے فرمایا۔ تو جانتا ہے میں کون ہوں اس ملعون نے کہا میں تم کو پہچانتا ہوں۔ تمہاری والدہ فاطمہ زہراؑ ہے۔ اور تمہارے پدر علی المرتضیٰؑ اور تمہارے جد محمد مصطفیٰؐ ہیں۔ ولیکن میں تم کو قتل کرتا ہوں۔ اور کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ پس بارہ ضربتوں سے سر مقدس امام حسینؑ بدن مطہر سے جدا کیا۔ بروایت دیگر خولی شقی نے سر اقدس امام حسینؑ پر جدا کیا۔ اور مشہور یہ ہے کہ تینوں ملعون قتل امام حسینؑ میں شریک تھے۔ اگرچہ سنان بن انس ملعون و شمر ولد الزنا کا دخل قتل امام حسینؑ میں زیادہ تھا جب امام حسینؑ کے گھوڑے نے اپنے آقا کو شہید دیکھا۔ کافروں پر حملہ کیا۔ اور چالیس اشقیا کو روانہ جہنم کر دیا۔ اور اپنا خون سر در میں رنگین کرکے نعرہ زن و فریاد کناں بجانب خیمہ روانہ ہوا۔ فریاد کرتا اور کہتا تھا۔ اس گروہ پر وائے ہو جس نے اپنے پیغمبر کے فرزند کو شہید کیا۔ امام زین العابدینؑ سے منقول ہے۔ جب امام حسینؑ کو شہید کیا۔ اسپ آنحضرتؑ نے خون امام مظلومؑ سے اپنی پیشانی رنگین کی۔ اور فریاد کرتا ہوا خیمہ ہائے حرم محترم کی طرف دوڑا۔ مخدرات خیام حرم عصمت و طہارت گھوڑے کی آواز سن کر سر و پا برہنہ خیموں سے باہر نکل آئیں۔ جب گھوڑے کو دیکھا۔ اور سوار کو نہ دیکھا فریاد و احسیناہ و اماماہ بلند کی۔ ام کلثوم خواہر آنحضرتؑ سر پیٹ کے نوحہ و زاری کرتی تھیں اور کہتی تھیں وامحمداہ اسوقت تمہارے امام حسینؑ بے عمامہ و ردا تیغ اہل جفا سے قتل ہو کے صحرائے کربلا میں پڑے ہیں۔ حضرت زینبؑ خواہر آنحضرتؑ رو رو کے کہتی تھیں۔ وامحمداہ یہ وہی حسینؑ تمہارا پیارا ہے جو خاک و خون میں غلطان پڑا ہے اور ان کے اعضاء جدا جدا ہو گئے ہیں۔ آپ کی دختروں کو اسیر کرتے۔ میں خدا و محمد مصطفیٰؐ و علی مرتضیٰؑ و حمزہ سید الشہداء سے اپنے حال کی شکایت کرتی ہوں۔ وامحمداہ یہ وہی تمہارا حسینؑ ہے کہ تیغ اولاد زنا سے شہید ہو گیا۔ اور عریاں صحرائے کربلا میں پڑا ہے۔ وا تباہ آج میرے جد محمد مصطفیٰؐ زندہ نہیں اے اصحاب محمدؐ یہ ذریت تمہارے پیغمبر کی ہے۔ کہ جو اہل جور و جفا نے انہیں قید کیا۔ روایات معتبرہ میں وارد ہوا ہے۔ جب امام حسینؑ کو شہید کیا۔ اسی وقت سیاہ آندھی چلی اور زمین کانپی اور سیاہ خاک اڑ کے اندھیرا ہو گیا

سورج کو گہن لگا۔ لوگوں نے جانا۔ قیامت آگئی۔ اور عذاب حق تعالیٰ نازل ہوا۔ پس ببرکت وجود فائض الجود جناب امام زین العابدینؑ وغیرہ تھم گئی

فریاد و نالہ حضرت جبرئیلؑ ابن قولویہؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جب امام حسینؑ کو شہید کیا۔ مدینہ طیبہ میں ایک آواز سنائی دی۔ کہ آج بلا اس امت پر نازل ہوئی اور خوشی نصیب نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ قائم آل محمدؐ ظہور کریں اور تمہارے غم و اندوہ کو دور کر دیں۔ اور تمہارے دشمنوں کو قتل کرکے تمہارے شہداء کا خون طلب کریں۔ اہل مدینہ اس آواز کے سننے سے جزع فزع کرنے لگے۔ کہ کوئی حادثہ عظیم حادث ہوا ہے اور ہم کو اطلاع نہیں۔ جب خبر شہادت آنحضرتؑ مدینہ میں پہنچی۔ اور حساب کیا۔ وہ آواز مطابق اس رات کے پڑی۔ جس روز آنحضرتؑ شہید ہوئے تھے جب امام مظلوم کو شہید کیا۔ ایک شخص درمیان لشکر نعرہ زنان نمایاں ہوا۔ لوگوں نے اسے منع کیا۔ اس نے جواب دیا کس طرح میں فریاد و نالہ نہ کروں۔ حالانکہ جناب رسول خداؐ کھڑے ہیں۔ اور تم لوگوں کا حال مشاہدہ کر رہے ہیں مجھے ڈر ہے کہ کہیں زمین و آسمان اہل زمین پر نفرین نہ کریں۔ کہ جمیع اہل زمین ہلاک ہو جائیں۔ اور میں بھی تم میں ہلاک ہو جاؤں یہ سنکر ان اشقیاء نے کہا۔ یہ شخص دیوانہ ہے اور کچھ لوگ اس آواز سے متنبہ ہوئے۔ اور کہا قسم بخدا جو کچھ ہم نے خود اپنے لیے کیا۔ کوئی دوسرا ہمارے ساتھ نہ کرتا۔ سردار ان جوانان اہل بہشت کو ابن زیاد۔ ولد الزنا کی خاطر سے شہید کیا۔ بعد اسکے اسی جگہ سے ایک دوسرے سے بیعت کی۔ کہ ابن زیاد پر خروج کریں اور خروج کیا۔ مگر مفید نہ ہوا۔ راوی نے کہا۔ میں آپ پر فدا ہوں وہ فریادی کون تھا۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا۔ جبرئیل امین تھے۔ اگر ان کو اجازت ملتی۔ تحقیق کہ ایسا نعرہ مارتے کہ ارواح کافران بیدین بجانب جہنم پرواز کرتیں ولیکن حق تعالیٰ نے ان کو مہلت دی کہ گناہ ان کے زیادہ ہوں اور عذاب الیم ان پر آخرت میں ہو۔

پرندوں کا مدینہ میں خبر شہادت پہنچانا بعض کتب معتبرہ میں امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ بعد شہادت امام حسینؑ ایک جانور خون آنحضرتؑ میں لوٹ کے اڑ گیا۔ اور مدینہ میں جا کے دیوار مکان فاطمہؑ دختر امام حسینؑ پر جا بیٹھا جب نظر فاطمہؑ کی اس جانور پر پڑی دیکھا خون اسکے پروں سے جھڑتا ہے۔ یہ دیکھ کر فاطمہؑ فریاد و نالہ و زاری کرنے لگی۔ اور کہا۔ یہ خبر شہادت شہدائے کربلا میرے پاس لایا ہے۔ جب اہل مدینہ اس بات پر مطلع ہوئے۔ کہا یہ دختر چاہتی ہے۔ جادوئے عبد المطلب کو تازہ کرے۔ بعد چند روز کے خبر مدینہ میں پہنچی۔ کہ امام حسینؑ اسی روز شہید ہوئے تھے۔ اور یہ حدیث بجہت مخالفت اخبار دیگر غرابت سے خالی نہیں۔

غارت خیمہ ہائے حرم محترم شیخ مفیدؒ و سید ابن طاؤسؒ نے روایت کی ہے۔ جب ان اشقیاء نے سر مبارک جدا کیا۔ اکثر جامہائے آنحضرتؑ جو قیمتی تھے۔ مثل جُبہ خز و عمامہ خز

لوٹ لیا۔ اور وہ غارت گر بلائے عظیم میں مبتلا ہوئے۔ پھر وہ کافران بیحیا خیمہ حرم محترم سید الشہداء میں آئے اور اسباب لوٹ لیا۔ ایک عورت لشکر عمر بن سعد نحس میں جو قبیلہ بکر بن وائل سے تھی۔ اس نے جب یہ بیحیائی دیکھی تلوار اٹھائی اور ان نامردوں سے مخاطب ہو کے کہا۔ اے بیحیا شریرو! تم پر جفا فرزندان رسول خدا کو لوٹتے ہو۔ پس اس عورت کا شوہر آیا۔ اور اسے واپس لے گیا۔ ان بیحیا بیدینوں نے جو کچھ خیمہ میں پایا لوٹ لیا۔ یہاں تک کہ گوشوارے بچوں کے کان سے اور خلخال عورتوں کے پاؤں سے اتار لئے اور ام کلثوم کے گوش مبارک چاک کر کے گوشوارہ چھین لے گئے۔ فاطمہ دختر امام حسینؑ سے روایت کی ہے کہا میں کم سن تھی اور دو خلخال طلا میرے پاؤں میں تھے۔ ایک بیحیا نے وہ دونوں خلخال میرے پاؤں سے اتار لئے۔ اور روتا تھا۔ میں نے کہا۔ اے دشمن خدا تو روتا کیوں ہے۔ اس نے کہا کیونکر نہ روؤں حالانکہ دختر رسول خدا کو لوٹ رہا ہوں۔ میں نے کہا جب تو جانتا ہے کہ یہ میرے پیغمبر کی دختر ہے پھر تو کیوں مجھے لوٹتا ہے۔ اس نے کہا۔ اگر میں نہ لوٹ لے جاؤنگا۔ اور کوئی لے جائے گا۔ شیخ مفیدؒ نے حمید بن مسلم سے روایت کی ہے کہ جب شمر خیمہ ہائے امام زین العابدینؑ میں آیا حضرت بستر بیماری پر بے ہوش تھے۔ اس شقی نے چاہا۔ کہ انہیں بھی قتل کرے۔ حمید بن مسلم کہتا ہے۔ سبحان اللہ تم نے سب کو قتل کیا۔ اب اس بیمار کو بھی نہیں چھوڑتے۔ جب عمر بن سعد نزدیک خیمہ ہائے حرم محترم میں آیا۔ آواز دی کہ کوئی متعرض احوال زنان خیمہ نشین نہ ہو۔ اور علی بن حسینؑ کو ضرر نہ پہنچائیں۔ اور جو کچھ ان سے چھین لیا۔ واپس دیں۔ اس حکم سے وہ اشقیاء متعرض غارت نہ ہوئے۔ لیکن جو کچھ لوٹ لیا تھا۔ وہ واپس نہ دیا اور آگ خیمہ ہائے اہل بیت میں لگا دی۔ اسوقت پردہ نشینان سراپردہ عصمت و عظمت یعنی اہلبیت رسالتؑ مع اطفال و کودکان صغیر و سر و پا برہنہ خیموں سے باہر نکل پڑے۔ فاطمہؑ صغرا دختر سید الشہداؑ سے روایت ہے کہ میں بعد شہادت پدر بزرگوار بیہوش و حیران دروازہ خیمہ پر کھڑی تھی۔ اور اپنے پدر و برادران و عزیز و اقارب کو خاک و خون میں غلطان دیکھ رہی تھی اور متفکر تھی کہ دیکھئے اشقیائے

---

[1] حمید بن مسلم ایک غیر مسلم یہودی مذہب کا آدمی ہے اور یزید ملعون کی طرف سے میدان کربلا میں واقعہ نویس تھا لہذا اس نے وہ روایات نقل کیں جو موافق یزید تھیں۔ فوج یزید کے انتہائی ظلم کو چھپانے کیلئے مظلومیت اہل بیت کو پورے طور پر نقل نہیں کیا۔ یہ روایت بھی بے بنیاد ہے۔ جو حمید بن مسلم نقل کرتا ہے۔ جب لاش حسینؑ پر گھوڑے دوڑائے خیام کو نذر آتش کیا۔ بیبیوں کو لوٹا اور قیدی بنا کر بے کجاوہ اونٹوں پر سوار کر کے عابد بیمار کو طوق و سلاسل میں باندھ کر لے گئے اور دربار یزید تک ایذا رسانی اہل بیت میں پیش پیش شمر ملعون تھا۔ لہذا یہ الفاظ ناممکن ہیں اس کی زبان سے نکلے۔ اکو تو یہ بھی

بنی اُمیہ ہمارے ساتھ کیا سلوک کریں گے قتل کر ڈالیں گے یا قید کر ڈالیں گے۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ ایک سوار نمودار ہوا۔ نیزہ ہاتھ میں لئے عورتوں کی پیٹھ پر مارتا تھا۔ یہ عورتیں بھاگتی تھیں۔ اور جوان کے پاس تھا۔ ان کو لوٹ لیتا تھا۔ یہ عورتیں فریاد کرتی تھیں۔ واجداہ وابتاہ واعلیاہ واقلت ناصراہ واحینداہ آیا۔ کوئی مسلمان اس گروہ میں نہیں۔ جو ہماری نصرت کرے۔ کوئی مومن اس جماعت میں نہیں کہ ہم کو پناہ دے۔ میں اس حالت کے دیکھنے سے کانپی اور اپنی پھوپھیوں کو ڈھونڈنے لگی۔ کہ ان کے پاس جا کے چھپ جاؤں۔ ناگاہ ایک لعین کی نظر مجھ پر پڑی میں بھاگی۔ اس نے نیزہ کی نوک میرے دونوں شانوں کے بیچ میں چبھو دی۔ اور میں اس صدمہ سے منہ کے بل زمین پر گر پڑی۔ اس شقی نے میرا کان چاک کر کے گوشوارے اتار لیئے اور مقنع میرے سر سے چھین لیا۔ اور مجھے چھوڑ کے خیموں کی جانب چلا۔ میں اس اذیت سے بے ہوش ہو گئی۔ جب ہوش آیا۔ میں نے دیکھا میری پھوپھی سرہانے بیٹھی روتی ہیں۔ مجھ سے کہا۔ اے دختر اٹھو چل کے دیکھیں کہ تمہاری بہنوں اور برادر بیمار پر کیا گذری ہیں تے کہا اے پھوپھی میرے پاس چادر نہیں۔ انہوں نے کہا۔ میں بھی تمہاری طرح سر برہنہ ہوں جب ہم وہاں پہنچے۔ دیکھا سب اسباب لوٹ کے لے گئے ہیں۔ اور ہمارے برادر امام زین العابدینؑ بیماری و تشنگی سے منہ کے بل زمین پر پڑے ہیں۔ اور ہم لوگوں کے حال پر رو رہے ہیں۔ کلینی نے بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب امام حسینؑ شہید ہو چکے۔ امام حسینؑ کی ایک زوجہ قبیلہ بنی کلاب سے تھیں انہوں نے براسم ماتم و تعزیت آنحضرتؐ قیام کیا۔ خویشاں و خدمتگاران زوجہ آنحضرتؐ کے اسقدر روئے کہ رونے روتے آنسوان کی آنکھوں سے خشک ہو گئے۔ مگر ایک کنیز کو دیکھا کہ اس کے آنسو جاری ہیں اور خشک نہیں ہوتے۔ اس نے کہا۔ جب آنسو میرے خشک ہو گئے۔ میں نے ستو پانی میں گھول کے کھا لیا۔ اسوجہ سے آنسو میرے جاری ہیں۔ یہ سن کر ان زوجہ آنحضرتؐ نے حکم دیا۔ کہ کھانا اور پانی سب کے لئے لائیں۔ اس لئے کہ کھانا کھا کے قوت رونے پر زیادہ ہو۔ پس چند اسقدر دان کیلئے لائے۔ کہ ماتم آنحضرتؐ میں ان سے اعانت ملے۔ انہوں نے جب دیکھا۔ کہا یہ کیا ہے۔ لوگوں نے کہا۔ فلاں شخص نے ہدیہ آپ کو بھیجا ہے۔ اس سے گریہ وزاری ماتم آنحضرتؐ میں مدد آپ کو ملے۔ انہوں نے کہا۔ یہ گھر شادی کا نہیں ہے۔ میں انہیں کیا کروں اور حکم دیا کہ ان کو گھر سے نکال دو۔ جب گھر سے نکال دیا۔ غائب ہو گئے اور پھر نشان بھی نہ پایا۔

تعداد شہدائے کربلا یہ واقعہ جانسوز شہادت روز جمعہ یا شنبہ دسویں محرم سنہ ۶۱ھ کو واقع ہوا اور عمر شریف آنحضرتؐ اسوقت ستاونؔ سال کی تھی۔ بروایت دیگر اٹھاونؔ سال کی تھی یعنی گذر رہے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ سال ناتمام کو پورا سال حساب کیا ہو۔ اور بروایت

دیگر چوالیسؑ و چھیالیسؑ سال کی عمر شریف لکھی ہے اور ریش مبارک آنحضرتؑ میں اثر خضاب وسمہ کا تھا۔ اور تعداد شہدائے اہل بیت میں اختلاف ہے۔ اکثروں نے ستائیس شہدا کو لکھا ہے۔ سات اولاد عقیل و مسلم سے کہ پہلے شہید ہوئے۔ جعفرؓ و عبدالرحمٰنؓ پسران عقیلؓ۔ محمدؓ و عبداللہؓ پسران مسلمؓ و جعفرؓ پسر محمدؓ بن عقیلؓ و محمد پسر سعیدؓ بن عقیلؓ اور بعضوں نے عونؓ و محمدؓ پسران عقیلؓ کو زیادہ کیا ہے۔ اور تین شخص اولاد جعفر بازؓ سے محمدؓ۔ عونؓ۔ عبداللہ پسر عبداللہؓ بن جعفرؓ اور دو شخص فرزندان جناب امیرؑ سے جناب سیدالشہدا حضرت عباسؑ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ و جعفرؓ۔ ابراہیم و عبداللہ۔ و اصغر و محمد اصغرؓ اور ابوبکرؓ ولد جناب امیرؑ اور محمدؓ فرزند عباس اور فرزند جناب امیرؑ ابوبکر کے شہید ہونے پر اختلاف ہے۔ اور چار شخص فرزندان امام حسینؑ سے ابوبکر و عبداللہ و قاسم و بشیر اور بعضوں نے بجائے بشیر عمر کہا ہے۔ اور فرزندان امام حسین علیہ السلام سے جو مشہور ہیں علی اکبرؑ ہیں اور عبداللہ کہ امام حسینؑ کی گود میں شہید ہوئے اور بعضوں نے ابراہیمؑ و محمد و حمزہ اور علی و جعفر و عمر و زید کو لکھا ہے۔ ابوالفرج اصفہانی کتاب مقاتل الطالبین میں لکھتا ہے کہ جو کچھ معلوم ہے شہادت شہدائے معرکہ کربلا سے وہ یہ ہے کہ فرزندان ابوطالبؑ سے بائیسؑ شخص تھے۔ اور ابن نماؒ نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ سترہؑ شخص فرزندان فاطمہ بن اسد سے اس صحرا میں شہید ہوئے۔ اور زیارت ناحیہ مقدسہ میں فرزندانؑ امام حسین سے علی و عبداللہ کا ذکر ہے۔ اور فرزندان جناب امیرؑ سے عبداللہؑ و عباسؑ و جعفرؑ و عثمانؑ و محمدؑ اور فرزندان امام حسین سے ابوبکر و عبداللہ و قاسم اور فرزندان عبداللہ بن جعفر سے عونؓ و محمدؑ اور فرزندان عقیلؑ سے جعفرؓ و عبدالرحمٰنؓ و فرزندان مسلمؑ سے عبداللہؓ و ابی عبداللہؓ و محمد بن ابو سعیدؓ بن عقیلؓ کا ذکر ہے۔ یہ اٹھارہ شخص ہوتے ہیں۔ اور چار شخص اس زیارت میں باسم مذکور ہیں۔

روز عاشورہ کے متعلق شیخ طوسیؒ نے مصباح میں عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا میں بروز عاشورہ خدمت جناب صادقؑ میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ رنگ مبارک آنحضرت متغیر ہو گیا ہے اور آثار حزن واندوہ چہرہ شریف سے ظاہر ہیں۔ اور مانند مروارید اشک دیدہ ہائے مبارک سے جاری ہیں۔ میں نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ ہرگز آپکی آنکھیں گریاں نہ ہوں۔ آپ کا سبب گریہ کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ تو غافل ہے کہ آج کا دن کون سا دن ہے مگر تو نہیں جانتا کہ آج کے روز میرے جد بزرگوار امام حسینؑ شہید ہوئے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ یا ابن رسول اللہ اس دن کے روزے رکھنے میں۔ آپ کیا فرماتے ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ روزہ بغیر نیت رکھو نہ از روئے شماتت اور دن کو افطار کرو اور تمام روز روزہ نہ رکھو۔ بعد ایک ساعت عصر کے ایک گھونٹ پانی سے افطار

کروکہ اس وقت لڑائی آل رسول سے ختم ہو چکی تھی اور تین ۳ شخص اولاد رسول اور ان کے انصار کردہ میں سے زمین پر پڑے تھے کہ ہر ایک اگر ان میں سے جہان رسولؐ ہی فوت ہوتا۔ حضرت رسولؐ ان کی ماتم داری کرتے یہ فرماکے حضرت ابن رسول اس قدر روئے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ پھر فرمایا۔ خدا نے نور کو بروز جمعہ پہلی تاریخ مبارک رمضان کو پیدا فرمایا۔ اور ظلمت کو بروز چہار شنبہ دسویں محرم کو پیدا کیا اور اس روز امام حسینؑ شہید ہوئے۔

دفن جناب سیدالشہداؑ

شیخ مفیدؒ نے بلکہ اور راویوں نے بھی روایت کی ہے۔ جب امام حسینؑ شہید ہو گئے۔ عمر بن سعد ملعون نے سرہائے شہدا کربلا قبائل عرب کو تقسیم کئے اور ہمراہ حرم محترم اسی روز کوفہ روانہ ہوئے اور آپ دوسرے روز تک وہاں رہے اور اپنی فوج کے کشتگان نجس کو دفن کیا۔ اور اسی طرح اجسام طاہر شہدا کو چھوڑ دیا خاک و خون میں غلطاں جب وہ اشقیائے امت میدان کربلا سے چلے گئے۔ اہل غاضریہ قبیلہ بنی اسد سے آئے اور ان جسدہائے مطہرہ و بدنہائے مکرم پر نماز پڑھ کے دفن کر دیا۔ اور جسد مطہر منور جناب امام حسینؑ کو اس مقام شریف میں جہاں بالفعل ضریح مقدس ہے دفن کیا۔ اور علیؑ بن حسینؑ یعنی علی اکبر پائیں طرف سرورؑ کے دفن کیا۔ اور جمیع شہدا کو پائیں پائے علی اکبرؑ ایک دفعہ دفن کر دیا۔ اور حضرت عباسؑ کو نزدیک فرات اسی جگہ جہاں شہید ہوئے تھے دفن کر دیا۔ بحسب ظاہر اسی طرح واقع ہوا ہے ولیکن امام کو امام کے سوا دوسرا دفن نہیں کر سکتا۔ پس امام زین العابدینؑ باعجاز امامت آئے اور جسد مطہر پدر بزرگوار بلکہ جمیع شہدا کو دفن کیا۔ ابن شہر آشوبؒ نے روایت کی ہے۔ کہ اہل غاضریہ کہتے تھے۔ جب ہم نے چاہا۔ جا کر شہدا کو دفن کریں۔ ان کی قبریں کھدی کھدائی اور بنی بنائی دیکھیں۔ اور مرغان سفید ان قبروں پاس اڑتے ہوئے ہم نے دیکھے۔ امام رضاؑ سے منقول ہے کہ امام زین العابدینؑ مخفی تشریف لائے اور اپنے پدر بزرگوار پر نماز پڑھ کے جسد مطہر آنحضرت کو دفن کر دیا۔ اور واپس تشریف لے گئے۔ مؤلف فرماتے ہیں۔ اے شیعان حیدر کرار و مومنین دیندار واضح ہو کہ کوئی واقعہ اس واقعہ سے عظیم۔ اور کوئی مصیبت اس مصیبت سے زیادہ جسیم تر نہ تھی۔ ابتدائے عالم سے تا انقضائے بنی آدم نہ ہوئی اور نہ ہو گی۔ لازم ہے کہ وقوع امور مذکور باعث مزید اعتقاد شیعان و محبان اہل بیت ہوں۔ اس لئے کہ دنیا میں جس کا حق تعالےٰ کے نزدیک مرتبہ عظیم تر ہے۔ بلا و مصیبت اس کی عظیم تر ہے۔ دوستان خدا اس شدائد و مصائب کے امیدوار رہتے ہیں اور ہمیشہ خداوند عالم سے بدعا و تضرع مرتبہ شہادت و مصائب طلب کرتے ہیں جو دوست خدا ہیں۔ اور جنہوں نے اس کو پہچانا ہے۔ وہ اپنا سر راہ خدا میں دینا سعادت عظمیٰ جانتے ہیں تعملائے دنیا ان کے نزدیک راحت ہے

اور رضائے محبوب جس میں ہو۔ وہ ان کا منتہائے لذت ہے۔ بہت پیغمبروں کا پوست سر کھینچا۔ اور بہترین ان
کے کو دنیا میں شہید کیا۔ احادیث معتبرہ میں وارد ہے۔ کہ اکثر پیغمبروں نے اپنی قوم سے مذلت ہائے عظیم اٹھا
آنا رہا ہے۔ اور خداوند عالم نے پیغمبر آخر الزمانؐ کی کرامت کے لئے وہ آزار و مصائب ان کی اہل بیت
کے لئے مقرر فرمائے کہ آنحضرتؐ اور ان کے اہل بیت کے یہ مصائب موجب ارتفاع درجات ہوں
اگرچہ حضرات وقت نزول بلا اس کے دفع ہونے کی خدا سے دعا کرتے۔ حق تعالیٰ دعا ان کی قبول
کرتا۔ اگر دعا کرتے کہ آسمان زمین پر آجائے اور سرنگوں ہو بیشک ایسا ہی ہوتا۔ لیکن بمقتضائے حق تعالیٰ
راضی تھے اور خواہاں سعادت شہادت تھے۔ ہر چند افواج ملائکہ و اقوام جن نصرت امام حسینؑ کو آئے مگر حضرتؑ
نے ان کی دعا قبول نہ فرمائی۔ جمیع پیغمبران و اوصیائے آرزوئے منزلت آنحضرت کرتے تھے۔ اور حضرتؑ
اپنی شہادت اور راہ خدا میں شہید ہونے سے خوش تھے۔ اور وہ کلمات جو بظاہر فرماتے تھے واسطے
اتمام حجت کے کفار سے تھے۔ جیسا کہ احادیث سابقہ سے ظاہر ہو چکا۔ اور وہ جماعت جو بخدمت آنحضرت
تھی۔ اور ایک رشحہ دریائے معرفت علم ربانی سے ان کو پہنچا تھا۔ بشوق شہید ہوتے اور الم تیر و نیزہ و
شمشیر سے مطلق پرواہ نہ کرتے تھے۔ امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ خداوند عالم مومن کو ہر طرح کی
بلا میں مبتلا کرتا ہے اور بلا نہیں ہے۔ مگر مومن کے لئے اور مرتبہ مومن کا یہ ہے کہ کوری و شقاوت
آخرت سے اسے خدا نجات دیتا ہے۔ پس فرمایا۔ امام حسینؑ صحرائے کربلا میں اپنے شہدا کو برابر
لٹاتے اور فرماتے تھے۔ ہمارے شہید شہدائے پیغمبران خدا اور اولاد پیغمبران خدا ہیں۔ دوسری
حدیث معتبر میں فرمایا۔ کہ امام حسینؑ نے بروز شہادت اپنے اصحاب سے کہا۔ کہ رسول خدا
نے مجھ سے فرمایا۔ اے فرزند گرامی بہت جلد تجھے بجانب عراق اس زمین پر لے جائیں۔ جہاں پیغمبران
و اوصیا آپس میں ملاقات کرتے ہیں۔ اور اس زمین کا عمورا نام ہے اور تم اس زمین پر مع اصحاب کرام
جن کو الم جراحت آہن نہ معلوم ہوگا۔ شہید ہو گے۔ پس آیہ مندرجہ ذیل تلاوت فرمایا۔ یا نار کونی برداً
وسلاماً علیٰ ابراہیم۔ اے حسینؑ تم پر اور تمہارے اصحاب پر آتش حرب برد و سلامت ہوگی امام
حسینؑ نے فرمایا۔ تمہیں بشارت ہو کہ ہم اور تم کہ اپنے پیغمبر پاس جاتے اور آنحضرت پاس رہیں گے
جب تک خدا چاہے۔

مجملاً احوال زمان رجعت

پس جو شخص رجعت میں پہلے لوٹے گا۔ اور قبر سے باہر آئے گا۔ وہ
میں ہوں گا۔ اور بہ بار رجعت میں آنا مثل تشریف آوری جناب امیر
ہوگا۔ جبکہ قائم آل محمدؐ ظاہر ہوں گے۔ میرے پاس ایک گروہ آسمان سے حاضر ہوگا۔ کہ اس سے پہلے وہ

اس سے پہلے زمین پر نہ آئے ہوں گے اور جبرئیل و میکائیل۔ اسرافیل و لشکرہائے ملائکہ و محمدؐ رسول اللہ و علیؑ ابن ابی طالبؑ امام حسنؑ مع جمیع ائمہ کہ وہ سب اسپان ابلق نور پر سوار ہونگے اور کوئی مخلوق ان سے پہلے ان اسپاں نور پر سوار نہ ہوگی۔ تشریف لائیں گے۔ بعد اس کے رسول خداؐ اپنے علم کو حرکت دے کے قائم آل محمدؑ کے دست مبارک میں دیں گے۔ اور اپنی تلوار بھی ان کو دیں گے۔ اس حال میں ہم زمین پر ایک مدت تک رہیں گے اور خداوند عالم مسجد کوفہ سے ایک چشمہ آب چشمہ روغن و چشمہ شیر جاری کرے گا۔ پس جناب امیرؑ رسول خداؐ کی تلوار مجھے دے کے بجانب زمین مشرق و مغرب روانہ کریں گے۔ کہ میں ہر دشمن خدا کو قتل کروں۔ اور سب بتوں کو جلادوں۔ یہاں تک کہ جمیع بلاد ہندوستان کو فتح کروں۔ حضرت دانیالؑ و یوشعؑ زندہ ہو کے جناب امیر المؤمنینؑ ان کو مع ستر آدمیوں کے بصرہ کی جانب روانہ کریں گے۔ کہ جاکر مخالفین بصرہ کو قتل کریں۔ اور ایک لشکر بلاد روم کی جانب روانہ کریں گے۔ کہ اس تمام ملک کو فتح کریں میں ہر حیوان حرام گوشت کو مار ڈالوں گا۔ یہاں تک کہ زمین پر بغیر طیب و طاہر و پاکیزہ اور کوئی باقی نہ رہے گا۔ یہود و نصاریٰ و جمیع مذاہب کو بجانب اسلام دعوت کروں گا۔ اور ان کو اسلام قبول کرنے یا قتل ہونے پر اختیار دے دوں گا۔ جو کوئی اسلام قبول کرے گا۔ اس کے ہمراہ احسان کروں گا۔ اور جو کوئی اسلام قبول نہ کرے گا۔ اسے قتل کروں گا۔ اور جو ہمارے شیعوں میں سے زمین پر ہوگا۔ خدا اس کے پاس ایک فرشتہ کو بھیجیگا۔ کہ وہ فرشتہ خاک اس کے چہرے سے پاک کرے اور اُسے اس کی ازواج و منازل بہشت میں دکھا دے اور زمین پر کوئی اندھا بہرا اور کسی طرح کا مبتلائے عوارض باقی نہ رہے گا۔ مگر یہ کہ وہ ہم اہل بیت کی برکت سے شفا پائے گا۔ اور برکت ہائے خداوند عالم اس درجہ زمین پر نازل ہوں کہ درختان دنیا میں اس قدر پھل لگیں کہ شاخیں ان درختوں کی پھلوں کی وجہ سے ٹوٹ جائیں اور ایسی کثرت ہو۔ کہ میوہ ہائے زمستان تابستان اور میوہ ہائے تابستان زمستان میں لوگ کھائیں گے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰىٓ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

یعنی اگر اہل شہر ایمان لائیں اور پرہیزگاری کریں۔ تحقیق کہ فراوان کریں گے ان پر برکتیں زمین و آسمان سے نازل ہونگی۔ لیکن! انہوں نے جھٹلایا۔ پس ہم نے ان کا مواخذہ کیا۔ بمقابلہ ان کے کردار ہائے بد کے بعد اس کے حضرتؑ نے فرمایا۔ خداوند عالم ہمارے شیعوں کو ایسی کرامتیں بخشے گا۔ کہ ان پر کوئی چیز زمین کی مخفی نہ رہے گی۔ یہاں تک کہ اگر کوئی اپنے گھر کی خبر چاہے زمین اس کے گھر کی

خبر اس کو پہونچائیگی واضح ہو کہ خداوند عالم نے دنیا ان کے لئے موجب مزید عزت آخرت ہے۔ اور دوست خدا ان بلاؤں سے ذلیل نہیں ہوتے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے ان کو ذلیل کیا۔ ان کے نام زبان پر بغیر لعن و نفرین مذکور نہیں ہوتے ان کی نسلیں منقطع ہو گئیں۔ اور نشان تک ان کی قبروں کا باقی نہیں اور خداوند عالم نے شہداء کے نام بلند کئے ہیں۔ اور ان کے علوم و کمالات نے عالم کو گھیر لیا ہے۔ دوست و دشمن نماز اور غیر نماز میں درود و صلوات بھیجتے ہیں۔ اور ان کی شفاعت سے بدرگاہ خداوند حاجت طلب کرتے ہیں منبروں پر ان کے فضائل و مناقب ذکر کرتے ہیں۔ درہم و دینار کو سلاطین ان بزرگوں کے نام نامی سے مزین کرتے ہیں۔ بادشاہان زمین بہ رغبت از روئے اخلاص اپنی پیشانیاں ان شہدائے عالیشان کے آستان پر ملتے ہیں۔ ہزارہا بندگان خدا برکت صلوات و درود بخشے جاتے ہیں۔ اور ہزاروں زوار کی برکت زیارت مغفرت ہوتی ہے۔ اور ہزاروں برکت لعن دشمنان اہل بیت مستحق بہشت ہوتے ہیں اور ہزاروں برکت گریہ و زاری و حزن و اندوہ مصائب اہل بیتؑ اپنے صحیفۂ گناہ کو لوث گناہ سے دھو ڈالتے ہیں۔ اور ہزاروں برکت احادیث اہل بیتؑ بدرجۂ معرفت و یقین پہنچتے ہیں اور ہزاروں برکت روایت و اخبار و نشر آثار آئمہ اطہار سعادت ابدی فائز ہوتے ہیں۔ اور ہزاروں بمتابعت احادیث و اقتدائے بمکارم اخلاق و محاسن آداب آراستہ ہوتے ہیں۔ اور ہزاروں کور باطن و ظاہر ان کے روضات مقدسہ میں شفا پاتے ہیں۔ اور ہزاروں مبتلائے بلاہائے جسمانی و روحانی دار الشفائے روضات رفیعہ و علوم شبعہ اہل بیت رسالتؐ سے صحت پاتے ہیں۔ جو لوگ کچھ بھی بصیرت رکھتے ہیں۔ مشاہدہ جلال بزرگواران بارگاہ ذو الجلال سے بیہوش ہو جاتے اور قرب معنوی مقربان خداوند رحمان سے ہر ساعت فیضہائے نامتناہی پاتے ہیں۔ خداوند عالم ان کی بزرگی و جلالت و عظمت و شوکت بروز قیامت رجعت میں جمیع عالم پر ظاہر کر دے گا۔ پس کون سی جلالت و عظمت اس سے عظیم تر اور کون سی بندگی اس سے بیشتر ہو سکتی ہے۔ اور کون سی اذیت و ذلت اسی جلال و عظمت کو دفع کر سکتی ہے۔

جوابات مشتمل بر دفع اعتراضات لیکن جو شبہ عوام کے دل میں خطور کرتا ہے کہ آنحضرت باوجودیکہ جانتے تھے کہ شہید ہو جائیں گے پھر کیوں کربلا گئے اور کس لئے اپنے اہل بیتؑ کو ہمراہ لے گئے۔ اس شبہ کے بہت جواب ہیں مجمل جواب یہ ہے کہ احوال پیشوایان دین کو مطابق اپنے حالات کے قیاس نہ کرنا چاہئے ان کی تکلیف اور تکلیف ہے اور وہ جو لوگ اسرار قضا و قدر حق سبحانہ تعالے پر مطلع ہیں۔ ان کی تکلیف مثل ہماری تکلیف نہیں ہوتی۔ اور

امور قضا و قدر کا ذخیرہ جن پر مطلع ہیں۔ اپنے سے کر لیتے ہیں۔ اس وقت قضا و قدر کا نفاذ ان پر لازم نہ آتا اور کسی بلا میں مبتلا نہ ہوتے اور جمیع امور موافق ان کی خواہش کے واقع ہوتے۔ یہ بات خلاف مصلحت و حکمت حق تعالے ہے۔ پس ضرور تھا۔ کہ یہ لوگ بعلم واقعہ مکلف نہ ہوں اور تکالیف ظاہرہ جمیع خلق کے شریک رہیں جس طرح طہارت و نجاست و ایمان و کفر میں بظاہر مکلف تھے۔ اگر بعلم واقعہ مکلف ہوتے چاہئے تھا کسی سے معاشرت و مصاحبت نہ کرتے اور سب چیزوں کو جانتے اور حکم کفر اکثروں پر کرتے۔ پس اگر ایسا ہوتا۔ تو پھر جناب رسول خداؐ۔ . . . . کسی سے نکاح نہ کرتے۔ جب یہ ثابت ہو گیا۔ پھر امام حسینؑ بھی بظاہر مکلف تھے کہ باوجود قلت اعوان و انصار منافقان کفار سے جہاد کریں۔ اور باوجود بیس ہزار لوگوں سے بیعت کرنے اور بارہ ہزار سے زائد خطوط کوفیاں ہو نا کی طرف سے آنے پر اگر حضرت انکار کرتے۔ اور ان کی التماس نہ قبول کرتے۔ بظاہر ان اشقیا کی حجت حضرت پر تمام ہوتی اور حجت الٰہی ان پر تمام نہ ہو سکتی۔

جواب دیگر۔ آنکہ جس وقت حضرت کا نہ جانا مفید ہوتا۔ کہ آنحضرت اگر نہ جاتے شہید نہ ہوتے اور نفس الواقع ایسا نہ تھا۔ اس لئے کہ یزید لعین نے بہت لوگوں کو بھیجا تھا۔ کہ آنحضرتؑ کو مکہ میں گرفتار کریں اور یزید پاس پہنچا دیں یا قتل کر ڈالیں۔ چنانچہ حضرتؑ خود فرماتے تھے کہ جب جا یا مجھے قتل کریں۔ میں وہاں سے روانہ ہو گیا۔ ہر چند محمد بن حنفیہ نے اس سفر سے منع کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اسے برادر اگر میں کسی جانور کے سوراخ میں چھپ جاؤں بیشک بنی امیہ مجھے وہاں سے بھی نکال کر شہید کر ڈالیں گے۔ بعض کتب معتبرہ میں منقول ہے۔ کہ یزید پلید نے لشکر کثیر ہمراہ عمر بن سعد بن عاص بھیجا۔ اور اسے بحکومت حاجیاں مکہ مقرر کر کے روانہ کیا جس حیلہ سے ممکن ہو امام حسینؑ کو قید کرے یا قتل کر ڈالے۔ اور تیس۳۰ بنی امیہؑ کو جو اکابر تھے اس شقی نے اس کام کے اہتمام کے لئے اس سال حج کے لئے بھیجا۔ اس وجہ سے حضرتؑ نے احرام حج کو عمرہ سے بدل دیا۔ اور قبل اتمام حج روانہ عراق ہوئے اور زمانہ معاویہ میں کہ مصلحتاً دنیا داری کی وجہ سے وہ رعایت کرتا تھا اور مبادرت بقتل و ذلت نہ کرتا تھا۔ حضرتؑ نے کوفیوں کی التماس قبول نہ کی تھی۔ اور صبر کیا تھا۔ پس جبکہ حضرتؑ کو بخوبی معلوم ہو گیا۔ کہ ہر حال میں قتل ہونا ہے۔ اگر اس حالت میں بضمن جہاد در راہ خدا میں شہید ہونا اور بذلت اسیری اہل حرم گوارا کرنا اختیار کیا۔ محل اعتراض نہیں ہو سکتا۔

دیگر جواب:۔ آنکہ جب حق تعالے مصلحت اپنے دین کی ظاہر کرنے میں جانتا اور پیغمبروں اور ان کے اوصیاء کو خطرات عظیمہ میں مداخلت کرنے کی تکلیف دیتا تھا۔ جس طرح حضرت نوحؑ کو تن تنہا ہزار ہا لوگوں پر مبعوث کیا۔ اور موسیٰؑ و ہارونؑ کو فرعون پاس دعوت اسلام کو بھیجا۔ اور رسول خداؐ کو تکلیف تبلیغ رسالت بکہ دی۔ اگر ان کی مصلحت شرارت اعدا سے حفاظت کی تھی۔ تو اور پیغمبروں کو اتمام حجت کے لئے چھوڑ دیا۔ کہ بانواع سیاست انہیں اشقیا نے شہید کر ڈالا۔ اگر در حقیقت بنظر تامل غور کیا جائے تو جناب امام حسینؑ

نے اپنی جان عزیز فدائے دین جد بزرگوار کر ڈالی۔ اس لئے کہ حضرتؑ یزید سے صلح کر لیتے اور اس کے افعال قبیحہ کا تدارک نہ کرتے۔ تھوڑے ہی دنوں میں شرائع دین و اصول و فروع ملت سید المرسلین تباہ برباد ہو جاتے۔ اس لئے کہ معاویہ نے اپنے زمانہ حکومت میں اس قدر اخفائے احادیث نبوی میں اہتمام کیا تھا۔ کہ بہت کم احادیث باقی رہ گئیں تھیں۔ اور یہ قلیل احادیث بھی تھوڑے ہی دنوں میں برطرف ہو جاتیں۔ اور قبائح افعال و اعمال اشقیاء سے یزید ین لوگوں کی نظروں میں مستحسن اور حق معلوم ہونے اور کفر عالمگیر ہو جاتا۔ پس بسبب شہادت آنحضرتؑ کچھ کچھ خواب غفلت سے لوگ بیدار ہوئے اور قبائح و عقائد و اعمال خسران مال کو سمجھے اور صاحبان خروج مثل مختار وغیرہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ارکان دولت بنی امیہ کو انہوں نے متزلزل کر دیا۔ اور وہی باعث انقراض و استیصال ارباب بدع و ضلال ہوا پس اواخر دولت بنی امیہ اور اوائل سلطنت بنی عباس اسی وجہ سے کہ مخالفین چنداں قوت نہ رکھتے تھے ائمہ معصومین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین نے علوم الٰہی درمیان خلق منتشر کر کے بدعت و ضلالت ارباب ظلم و عدوان کو ظاہر کر دیا۔ لہٰذا بمشاہدہ علوم و معجزات حضرات ائمہ علیہم السلام فرقہ ناجیہ شیعہ اثنا عشریہ کو اطراف عالم میں ترقی ہوئی اور دین حق امامیہ ظاہر ہو گیا۔ اور حجت جمیع عالم پر تمام ہوئی اور تا حال بحمدللہ جمیع بلاد و مملکات عالم میں شیعان حیدر کرار و اہل بیت اطہار بحمد اللہ موجود ہیں اور ان کی کتابیں اور شرائع اور جمیع مذاہب سے مضبوط و مستحکم اور ان کے علماء و فضلاء تمام مذہبوں کے عالموں فاضلوں سے بفضلہ تعالیٰ بیشتر اور دانا تر ہیں۔ اگر بچشم انصاف دیکھا جائے تو یہ سب ببرکت سید الشہداء ہے فدا ہو ان پر سے جان میری اور سب شیعوں کی۔

جواب دیگر۔ اجمالاً یہ ہے کہ بعد ثبوت عصمت و امامت حضرات ائمہ معصومین ان پر اعتراض کرنا جو کچھ ان سے صادر ہوا جہل و خطا ہے اور درحقیقت ائمہ پر اعتراض کرنا خدا پر اعتراض کرنا ہے۔ جو کچھ ان حضراتؑ نے کیا سب بحکم خدا کیا۔ کلینیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ضریس نے خدمت با برکت صادقؑ میں عرض کی میں آپ پر سے فدا ہوں۔ کس قدر آپ حضراتؑ کی عمر کم ہوتی ہے اور مرگ کس قدر آپ حضراتؑ اہل بیتؑ کی یکدیگر نزدیک ہوتی ہے۔ باوجودیکہ لوگوں کو آپ سے بڑی احتیاج ہوتی ہے جناب صادقؑ نے فرمایا ہم میں سے ہر ایک کے پاس ایک صحیفہ ہوتا ہے کہ جو کچھ مدت حیات میں کرنا چاہئے۔ اس صحیفہ میں مندرج ہوتا ہے۔ جب احکام متعلقہ بہ عہدہ امامت تمام ہو جاتے ہیں وہ صحیفہ ختم ہو جاتا ہے کہ اب ان کی جانب سے اسے باقی رہنا منظور نہیں۔ پس وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ لاتے اور ان کی خبر وفات دیتے اور قدر و منزلت ان اپنے فرزند کی جو خدا کے نزدیک ہے مشاہدہ کرا دیتے ہیں۔ جب امام حسینؑ نے اپنے

صیفہ پر عمل کیا۔ ہنوز احکام صحیفہ تمام نہ ہوئے تھے۔ کہ جناب رسول خداؐ نے خبر شہادت دی اور حکم جہاد کا فرمایا جب آنحضرت مشغول جہاد ہوئے۔ ملائکہ نے بارگاہ کبریا میں استدعائے نصرت کی۔ جب رخصت ملی اور وہ فرشتے پہونچے۔ امام حسینؑ شہید ہوچکے تھے۔ پس حق تعالےٰ نے ان کو حکم دیا۔ کہ قبر شریف امام حسینؑ پاس رہو اور ان کے مصائب پر گریہ وزاری کرو۔ یہاں تک کہ امام حسینؑ رجعت میں پھر دنیا میں آئیں واپس اور تم ان کی اس وقت نصرت کرو۔ اور وہ اپنا خون طلب کریں۔ یہ اس صحیفہ میں درج تھا اور ہنوز تعمیل اس کی نہیں پہنچی ہے اور بروایت دیگر جبرائیل وقت وفات رسولؐ ایک وصیت نامہ لائے اور بارہ مہر طلائے بہشت کی اس پر ثبت کیں۔ کہ ہر امام اپنی مہر اٹھائے اور جو کچھ اس مہر کے نیچے نوشتہ پائیں۔ اپنے ایام حیات میں اس پر عمل کریں۔ مؤلف فرماتے ہیں۔ اس مقام پر سخن ہائے طولانی ہیں۔ مگر ارباب فطانت و ذکا کے لیئے جو کچھ مذکور ہوا کافی ہے۔ واللہ الموفق۔

فصل پندرھویں۔ بیان وقائع جانگداز و مصائب محنت پرواز جو بعد شہادت شہدا ہوئے

گذر اہل بیت اطہار در مقتل شہدا۔ شیخ مفیدؒ و سید ابن طاؤس وغیرہ نے اس واقعۂ جانسوز کی اسطرح روایت کی ہے۔ کہ جب سرہائے مقدس سروران جہان برگزیدگان اہل زمین و آسمان نیزوں پر نصب کیئے گئے اس وقت خروش و غلغلہ زمین و آسمان و زمان اور شور و فغاں ملائکہ آسمان بلند ہوا۔ امام زین العابدین کو طوق و زنجیر پہنائی۔ اور موافق مشہور تین صاحبزادے حضرت امام حسنؑ کے کم سن تھے۔ اور شہید نہ ہوئے تھے ہمراہ حرم تھے۔ حسن مثنیٰ و زید و عمرو پردگیان سرادق عصمت و مخدرات اہل بیت رسالت کو شتران برہنہ پر سوار کیا۔ عمر بن سعد لعین نے ان مقربان بارگاہ رب العالمین کو ہمراہ شمر ذی الجوشن و قیس بن اشعث و عمر بن الحجاج علیہم اللعنۃ روانہ کوفہ کیا۔ و بروایت دیگر امام حسینؑ کا سر مبارک خولی لعین و حمید بن مسلم کو دیا اور سرہائے جمیع شہدا ہمراہ شمر ولد الزنا روانہ کیئے۔ جب مقتل میں پہنچے۔ اور اہل بیت رسالت کی نظر بدنہائے طیبہ اعضا ہائے بریدہ پر پڑی جو درمیان خاک و خون پڑے تھے۔ شور و فغاں بلند کیا۔ اور سیلاب اشک دیدہ ہائے حرم سے جاری ہوا۔ اور جب ان کی نظر درمیان شہدا جسد مطہر سید الشہدا پر پڑی۔ صدائے نالہ و شیون بلند کی اور انہوں

سے بیتاب ہو کے اپنے آپ کو زمین پر گرا دیا۔ اور گریہ و نوحہ سے ساکنان ملاء اعلیٰ کو رلا دیا۔ اور دلہائے حاضرین کو آتش حسرت سے جلا دیا۔ حضرت زینبؑ نے فریاد کی واہ محمداہ یہ حسینؑ آپ کا جگر گوشہ و فرزند پسندیدہ با اعضائے بریدہ بخاک و خون غلطیدہ بالب تشنہ سر از قفا بریدہ بے عمامہ و ردا خاک کربلا پر پڑا اور ان کا چہرۂ نورانی خون سے سرخ ہو گیا ہے۔ ان کی ریش مطہر کا خون سے خضاب ہوا ہے۔ ہم آپ کی اولاد ہیں اور ہمیں قیدی بنا کر لیئے جاتے ہیں۔ آپ کی دختروں کو مثل کنیزوں کے اسیر کر لیا ہے آپ کی حرمت کے متعلق ہمارے حق میں رعایت نہ کی۔ کہ ہمارے خیمے آگ سے جلا کے ہمارا اسباب لوٹ لیا پھر اپنی ماں فاطمہؑ زہرا سے خطاب کیا۔ اور شکایت حال شہدائے کربلا و اسیران کشتہ و ابتلا سے وحشیان صحرا و ماہیان دریا کو آتش حسرت سے کباب کر ڈالا۔ پھر جسد مطہر امام حسینؑ کی طرف دیکھ کر با جگر بریاں دلب و خون افشاں کہا۔ اے فرزند محمد مصطفیٰ اے جگر گوشۂ علی المرتضیٰ اے نور دیدۂ فاطمۂ زہرا اے پارۂ تن خدیجۃ الکبریٰ۔ اے شہید آل عبا۔ اے پیشوائے اہل محنت و بلا میں آپ پر سے فدا ہو جاؤں سکینہ دختر سید الشہداء دوڑ کے اپنے پدر بزرگوار کے جسد منور سے لپٹ گئی۔ اپنا منہ گلوئے مبارک پدر پر ملتی اور نالہ و زاری کرتی تھی۔ یہاں تک کہ جمیع حاضرین دوست دشمن سب کو رلا دیا۔ اور کثرت رقت سے خود بیہوش ہو گئیں۔ آخر کار اس معصومہ سوگوار کو بجبر جسد مطہر امام ابرار سے جدا کیا۔ بسند معتبر امام زین العابدین سے منقول ہے کہ فرمایا۔ جب صحرائے کربلا میں میرے پدر عالی مقدار اور عمو ہائے نامدار و برادران و خویشاں سعادت کردار کو ان ملاعین کفار نے شہید کیا۔ اور حرم محترم و زنان مکرم کو اونٹوں پر سوار کر کے روانہ کوفہ ہوئے۔ جب ہم معرکۂ قتال میں پہونچے اور میری نظر شہداء پر پڑی۔ جو درمیان خاک و خون غلطاں پڑے تھے۔ اور کسی نے دفن نہ کیا تھا۔ یہ ماجرا دیکھ کر مجھ پر ایک ایسی حالت طاری ہوئی۔ کہ نزدیک تھا۔ میری روح جسم سے نکل جائے۔ جب میری پھوپھی جناب زینبؑ نے میری یہ کیفیت دیکھی۔ فرمایا۔ اے نور دیدۂ مستمندان اے یادگار بزرگان یہ کیا حالت ہے جو میں تمہاری معائنہ کر رہی ہوں۔ میں نے کہا۔ کیونکر زیاد دوزاری نہ کروں۔ حالانکہ پدر بزرگوار سید عالی مقدار کو مع عمو ہائے نامدار و برادران و خویشاں نیکو کردار درمیان خاک و خون برہنہ دیکھ رہا ہوں۔ اور کسی کو ان کے کفن دفن کی طرف متوجہ نہیں پاتا ہوں گویا وہ اشقیائے بے ایمان ان کو مسلمان نہیں جانتے۔ میری پھوپھی زینبؑ نے فرمایا۔ اے نور چشم اس حال کی خبر تمہارے جد و عم و پدر کو خود رسولؐ خدا نے دی تھی۔ اور فرمایا تھا۔ کہ حق تعالےٰ ایک گروہ کو اس امت سے بھیجے گا۔ کہ ان کے ہاتھ بخون شہداء آلودہ نہ ہوئے ہونگے۔ وہ لوگ اس بدنہائے پارہ پارہ کو جمع کر کے دفن کرینگے اور ایک نشان ضریح مقدس سید الشہداء کا اس صحرا میں نصب کرینگے اور اس کا اثر ہرگز برطرف نہ ہوگا

اور ان کا نشان بسر زمان محو نہ ہوگا۔ ہر چند کہ پیشوایان کفر و عدوان اس کے مٹانے میں بہت کوشش و سامان کریں اسی طرح ظہور زیر منور در رفعت مرقد معطر بیشتر ہوگی۔

روایت حضرت ام ایمن یہ واقعہ اس طرح ہے کہ ام ایمن نے کہا۔ ایک روز رسول خداؐ فاطمہؑ اپنی دختر کو دیکھنے کو تشریف لائے اور جناب فاطمہؑ نے حریرہ حضرتؐ کے لئے تیار کیا۔ اور جناب امیرؑ ایک طبق خرما کا لائے اور میں شیر و مسکہ لائی۔ جناب رسول خداؐ وامیرالمومنینؑ وحسینؑ نے تناول فرمایا۔ امیرالمومنینؑ پانی لائے۔ رسول خداؐ نے اپنے ہاتھ دھوئے۔ اور دست مبارک و معطر روئے منور پر پھیر کے از روئے شادی و سرور اہل بیتؑ کی طرف نظر کی۔ اس کے بعد متوجہ آسمان ہوئے۔ اور روبقبلہ ہو کے ہاتھ دعا کو اٹھائے۔ پھر سجدہ کیا۔ اور صدائے گریہ آنحضرتؐ بلند ہوئی پھر سر مبارک سجدہ سے اٹھایا۔ مثل باران آنسو چشمہائے مبارک سے رواں ہوئے۔ جب حضرتؐ کی یہ حالت مشاہدہ کی جمیع اہل بیتؑ کو بھی اندوہ و غم ہوا۔ امیرالمومنینؑ و جناب فاطمہؑ نے سبب دریافت کیا حضرتؐ نے فرمایا۔ جس وقت میں تمہارے مجتمع ہونے سے خوش تھا جبرئیلؑ نازل ہوئے۔ اور کہا۔ خداوند عالم آپ کی شادی و سرور پر مطلع ہوا۔ اور نعمت آپ پر ختم کی۔ اور اس عطیۂ عظمیٰ کو آپ پر گوارا کیا۔ اور مکرر کہا۔ آپکے اہل بیتؑ مع فرزندان و شیعان ہمراہ آپ کے بہشت میں ہوں گے۔ آپ کے اور ان کے درمیان جدائی نہ ہوئی۔ اور جو بخشش آپ کو کرامت کرے گا ان کو بھی عطا کرے گا۔ تا آنکہ آپ راضی و خوشنود ہو جائیں ولیکن آپ کے اہل بیتؑ پر عظیم بلاہائے نازل ہونگی۔ اور ان پر مصائب بہت پڑیں گے اور وہ مصیبتیں ان لوگوں سے ہی پہونچیں گی۔ جو اپنے آپ کو آپ کا ہم مذہب کہیں گے اور دعویٰ کریں گے۔ کہ آپ کی امت سے ہیں۔ خدا اور رسولؐ ان لوگوں سے بیزار ہیں۔ وہ لوگ آپکے اہل بیتؑ کو قتل کریں گے۔ اور ہر ایک کی قبر ایک دوسرے سے دور ہوگی۔ اور خداوند عالم نے اس واسطے ان کیلئے یہ مصائب اختیار کئے ہیں۔ کہ اس کے سبب سے ان کے درجات بلند و رفیع ہوں اسے محمدؐ خدا کی حمد کیجئے اور اس کے قضا پر راضی رہئے۔ پھر جبرئیلؑ نے کہا۔ اسے محمدؐ آپ کے برادر علیؑ مرتضیٰ مغلوب امت ستمگار ہونگے۔ یہاں تک کہ بدرجۂ شہادت فائز ہوں۔ اور یہ آپ کا فرزند حسینؑ ابن علیؑ مع فرزندان و اہل بیتؑ و نیکاں امت نہر فرات کے کنارے اس زمین پر جسے کربلا کہتے ہیں۔ شہید ہوگا۔ اور اس سبب سے کرب و بلا آپ کے دشمنوں اور آپ کی ذریتؑ کے دشمنوں پر اس روز بہت ہوگی جس روز کہ کرب و بلا بے انتہا ہے اور جس روز کی حسرت تمام نہیں ہوئی۔ وہ زمین پاک ترین بقعہ ہائے زمین ہے۔ اس زمین کی حرمت جمیع قطعہ ہائے زمین سے زیادہ تر ہے اور وہ زمین زمین ہائے بہشت سے ہے۔ جب وہ دن آئے گا۔ جس روز آپ کا فرزند اور اسکی اولاد

و اصحاب شہید ہونگے۔ لشکر ہائے اہل کفر و لعنت و ضلالت سب طرف سے ان شہیدوں کو گھیر لیں گے۔ تمام زمین کو لرزہ ہوگا۔ سب پہاڑ متحرک و مضطرب ہوں گے۔ اور تمام دریا ہائے عالم متلاطم ہو کے موجزن ہوں گے سب آسمان اور ساکنان آسمان آپ کی ذریت کی ہتک حرمت ہونے اور آپ کے حق کی رعایت نہ کرنے اور ان پر ظلم و ستم کرنے کی وجہ سے جو امت کو صادر ہوگا غضب اور غصہ میں آ کر کانپ جائیں گے اور اضطراب کریں گے۔ اور کوئی مخلوق باقی نہ رہے گی۔ جو خدا سے اجازت نصرت حسینؑ اور ان کے اہل بیت کے لیے نہ مانگے کہ وہ بزرگوار بعد آپ کے حجت خدا خلق پر ہیں پس خداوند عالم آسمانوں اور پہاڑوں اور دریاؤں کو اور جو کچھ ان میں ہے حکم کرے گا۔ کہ میں وہ بادشاہ خداوند قادر ہوں۔ کہ کوئی بھاگنے والا میرے ہاتھ سے بھاگ نہیں سکتا اور کوئی منع کرنے والا مجھے عاجز نہیں کر سکتا۔ جس سے جس وقت چاہوں انتقام لے سکتا ہوں میں اپنی عزت و جلال کی قسم کھاتا ہوں۔ کہ تمہارے پیغمبرؐ اور اپنے برگزیدہ کے فرزند کو جس نے قتل کیا ہے۔ اور اس کے اہل بیتؑ کی جس نے ہتک حرمت کی ہے اور اس کی ذریت و عترت کو جس نے قتل کیا ہے اور عہد و پیمان شکستہ کر کے ستم اس کے اہل بیتؑ پر کیا ہے ان کا فروں ظالموں پر ایسا عذاب نازل کروں گا۔ کہ تمام عالم میں کسی پر ایسا عذاب نازل نہ کیا ہوگا۔ اس وقت جو کوئی آسمانوں اور زمین پر ہوگا۔ سب کے سب با آواز بلند ان اشقیا پر لعنت کریں گے۔ جنہوں نے آپ کی عترت پر ستم کیا۔ اور ان کی ہتک حرمت کو حلال جانا۔ جب وہ سعادتمند بدرجہ شہادت فائز ہوں گے۔ خداوند عالم اپنے دست رحمت سے ان کی قبض ارواح کریگا۔ اور آسمان ہفتم سے ملائکہ ظرفہائے یاقوت و زمرد آب حیات سے بھرے ہوئے اپنے ہاتھوں میں لائیں گے اور اپنے ہمراہ حلّہ ہائے بہشت و خوشبو ہائے بہشت بھی لائیں گے اور ان بدنہائے مطہر شہداء کو اس پانی سے دھوئیں گے اور حلوں میں کفن کر کے اس خوشبو سے حنوط کریں گے۔ اور صفہائے ملائکہ ان پر نماز پڑھیں گے۔ پھر خداوند عالم ایک گروہ کو بھیجے گا۔ کہ وہ کافران بے حیا ان کو نہ پہچانیں گے اور بدنہائے شہداء میں بگفتار و کردار و نیت و خاطر شریک ہوئے ہوں گے۔ وہ لوگ آپکے بدنہائے معطر شہداء کو دفن کریں گے۔ اور ایک نشان قبر سید الشہداءؑ کے لئے اس صحرا میں نصب کریں گے کہ وہ نشان اہل حق کے لئے موجب نجات اور باعث رستگاری مومنین ہوگا۔ اور ہر شبانہ روز ایک لاکھ فرشتے آسمان سے نازل ہوں اور گرد ضریح مقدس احاطہ کر کے درود ان پر بھیجیں گے۔ اور خدا کی تسبیح و تنزیہ قبر اطہر پاس کر کے زائروں کے لئے طلب آمرزش کرینگے ان زائروں کے نام جو آپ کی امت سے بخیال تقرب بخدا و رسولؐ خدا شہداء کی زیارت کو کئے ہیں۔ وہ ملائکہ لکھیں گے اور نامہائے پدران و قبیلہ و شہر ہائے زائران شہداء بھی لکھیں گے اور ان اشقیا کے نام بھی لکھیں گے۔ جن پر عذاب و لعنت خدا واجب ہے۔ اور وہ ستمگار نشان قبر اطہر کو برابر کرنا چاہیں اور

علامت ضریح مقدس کی محو کرنے پر مستعد ہوں گے۔ مگر خدا حافظ ہے وہ ایسا نہ کرنے دے گا بلکہ ہر روز اس نشان تر منور و علامات ضریح معطر کو زیادہ تر بلند و رفیع تر کرے گا۔ حضرت زینبؑ فرماتی ہیں۔ جب میرے پدر بزرگوار امیر المومنینؑ نے فرمایا۔ ام ایمن نے سچ اور صحیح کہا ہے۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ اے زینبؑ تم اور میری عترت و اہل بیتؑ کو اس شہر میں بذلت و خواری اسیر کرکے لائے ہیں۔ اور تم خائف رہو کہ لوگ تم کو اسیر کریں۔ پس اس وقت تم صبر کرنا۔ اور میں اس خدا کی قسم کھاتا ہوں۔ جس نے دانہ شگافتہ اور خلائق کو پیدا کیا ہے۔ اس وقت کوئی دوست خدا بغیر تمہارے اور تمہارے شیعوں کے نہ ہوگا۔ جب رسول خدا نے یہ حدیث مجھ سے بیان کی مجھے خبر دی کہ شیطان اس روز بسبب شادی و سرور ہمراہ شیاطین پرواز کرے گا۔ اور اپنے اعوان و انصار کے تمام زمین پر گشت کرکے اپنے ہمراہیوں سے کہیگا اے گروہ شیاطین جو کچھ فرزندانِ آدمؑ سے میں چاہتا تھا۔ اس پر انہوں نے عمل کیا۔ اور ان کی ہلاکت انتہا کو پہنچا دی۔ اور ان کو جہنم میں پہنچا دیا۔ ان میں سے نجات نہیں پائے گا۔ مگر وہ شخص جو دامان ولایت و متابعت اہل بیتؑ رسالت تھامے ہوئے ہے۔ تم کو لازم ہے کہ لوگوں کو حق اہل بیت رسالتؑ میں بہ شک مبتلا کرو۔ اور ان سے ان کے دوستوں سے عداوت کرنے پر تحریص و ترغیب کرو۔ کہ کفر و ضلالت خلق میں مستحکم ہو جائے۔ اور کوئی نجات نہ پائے۔ مؤلف فرماتے ہیں اگرچہ یہ حدیث مبالغتاً مذکور ہو چکی ہے۔ مگر اس مقام پر بسبب بعض متابعت کچھ اس میں سے نقل ہے لی گئی۔

روایت حفاظت شیر صحرائی کلینیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ بعد شہادت حضرت امام حسینؑ کافروں نے ارادہ کیا۔ کہ حضرتؑ کے بدن مبارک کو پامال سم اسپاں کریں۔ جب یہ خبر اہل بیت رسالتؑ و معدنِ عصمت و عفت نے سنی سب اندوہناک ہوئے۔ پس فضہؑ خادمہ فاطمہ زہراؑ حضرت زینبؑ کے پاس آئی۔ اور کہا۔ اے خاتون معظم جب سفینہ آزاد کردہ رسول خداؐ کی کشتی دریا میں ٹوٹ گئی۔ اور وہ ایک جزیرہ میں گئی۔ اس جزیرہ میں اس نے ایک شیر دیکھا۔ اس شیر سے کہا۔ میں سفینہ آزاد کردہ حضرت رسول ہوں۔ شیر نے جب نام آنحضرتؐ سنا۔ تعظیم کیا اور اسے اپنے ہمراہ لے کر راستہ پر پہنچا دیا۔ اس نواح میں بھی ایک شیر ہے۔ مجھے اجازت دیجئے کہ میں جا کر اس شیر سے خبر کردوں۔ کہ ان کافروں نے ایسا ارادہ کیا ہے۔ حضرت زینبؑ نے ان کو اجازت دے دی۔ جب فضہ اس شیر کے قریب پہونچی۔ کہا۔ اے ابو الحارث شیر نے سر اٹھایا فضہ نے کہا کچھ جانتا ہے کافر چاہتے ہیں۔ جسد مطہر امام حسینؑ سے بے ادبی کریں یعنی ان کا قصد ہے کہ حضرتؑ کے بدن مبارک شریف کو پامال سم اسپاں کریں۔ جب شیر نے یہ کلام سنا۔ قتل گاہ میں گیا اور حضرتؑ کے جسد مطہر پر اپنے ہاتھ رکھے رہا جب گروہ بعمع کردہ بدبختیان رو سیاہ اس قصد سے قتل گاہ کی طرف گئے۔ اور وہ حال دیکھا۔ عمر سعد لعین نے کہا۔ یہ فتنہ ہے

اس کا افشا نہ کرو اور اس قصد سے باز رہا۔

نزول اہل بیت بکوفہ و کلام فصاحت انضمام حضرت زینبؑ سید ابن طاؤس وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب اہل بیت رسالتؐ قریب کوفہ پہنچے بیچارے کوفہ تماشا دیکھنے آئے۔ ایک عورت نے پوچھا تم کن اسیروں سے ہو۔ انہوں نے کہا۔ ہم اسیران آل محمدؐ ہیں۔ جب اس عورت نے ان کو پہچانا۔ بہت جلد کوٹھے سے نیچے اتری۔ اور جو کچھ اس کے گھر میں چادر و مقنعہ تھے وہ ان کے لئے لے گئی اور اپنے ہاتھ سے انہیں اوڑھائے۔ جب اہل حرم کوفہ میں داخل ہوئے۔ اہل کوفہ نے حضرت امام زین العابدینؑ کو دیکھا کہ بہت رنجور و نحیف ہیں۔ اور دست مبارک پس گردن بندھے ہیں۔ اور مخدرات عصمت کو شتران برہنہ پر سوار کیا ہے۔ یہ حال دیکھ کے صدائے گریہ و نوحہ بلند کی۔ حضرتؑ نے بآواز ضعیف فرمایا۔ تم ہم پر گریہ و نوحہ کرتے ہو لیکن یہ بتاؤ ہمیں قتل کس نے کیا ہے۔ بشیر بن جذلم اسدی کہتا ہے کہ اس وقت حضرت زینبؑ دختر امیرالمومنینؑ نے اشارۃً کہا خاموش رہو اس حالت اضطراب و شدت میں اس طرح کلام کرتی تھی۔ گویا امیرالمومنین کلام فرماتے ہیں پس بعد ادائے حمد الٰہی و درود بر سید مختار و اہل بیت اخیار و عترت اطہار فرمایا۔ اما بعد اے اہل کوفہ اے اہل مکر و عذر و حیلہ تم ہم پر گریہ کرتے ہو۔ اور خود تم نے ہم کو قتل کیا ہے ابھی تمہارے ظلم سے ہمارا رونا موقوف نہیں ہوا۔ اور تمہارے ستم سے ہمارا فریاد و نالہ ساکن نہیں ہوا۔ اور تمہاری مثل اس عورت کی ہے۔ جو اپنی رسی کو مضبوط بٹتی اور کھول ڈالتی تھی۔ تم نے بھی اپنی رسن ایمان کو توڑا۔ اور اپنے کفر کی طرف پھر گئے۔ تمہیں تمہارا دعویٰ مگر سراسر بے اصل اور ایک فن باطل اور مانند خوشامد کنیزان و عیب جوئی دشمنان اور مثل تمہاری ایسی ہے جیسے گھاس گھورے پر اُگی ہو قبر یا وہ تیرہ و تار پر آرائش نقرہ کاری کی گئی ہو۔ تم نے اپنے لئے آخرت میں توشہ و ذخیرہ بہت خراب بھیجا۔ اور اپنے کو ابدالآباد سزاوار جہنم کیا تم ہم پر گریہ و نالہ کرتے ہو۔ حالانکہ خود تم ہی نے ہم کو قتل کیا ہے۔ سچ ہے واللہ لازم ہے کہ تم بہت گریہ کرو۔ اور کم خندہ کرو۔ تم نے عیب و عار ابدی خود خرید کیا۔ اس عار کا دھبہ کسی پانی سے تمہارے جامے سے زائل نہ ہوگا۔ جگر گوشہ ختم پیغمبران و سید جوانان بہشت کے قتل کرنے کا کس چیز سے تدارک کر سکتے ہو۔ تم نے اس شخص کو قتل کیا۔ جو تمہارے پیشواؤں کا جائے پناہ اور تمہاری حجتوں کا روشن کرنے والا تھا اور ہر مصیبت دنیا میں اس سے پناہ چاہتے تھے۔ دین و شریعت کو اس سے اخذ کیا۔ تم پر لعنت خدا ہو۔ تم نے وہ گناہ کیا۔ جس سے رحمت خدا سے ناامید ہو گئے۔ اور گناہگار دنیا و آخرت ہو کے مستحق غضب الٰہی ہوئے۔ اور اپنے لئے ذلت و خسران مول لیا۔ تمہارے یہ ہاتھ قطع کئے جائیں اے اہل کوفہ تم پر وائے ہو تم نے کن جگر گوشہ ہائے رسول کو قتل کیا۔ اور کن پردگیان اہل بیت رسول کو بے پردہ کیا۔ کس قدر فرزندان رسول

کی تم نے خونریزی کی۔ ان کی حرمت کو ضائع کیا۔ تم نے ایسے بڑے کام کئے ہیں۔ جن کی تاریکیوں سے زمین و آسمان گھر گیا۔ تم کو تعجب ہے کہ آسمان سے خون برسا۔ جو کچھ آخرت میں تم پر ظاہر ہوگا۔ ان آثار سے بدتر زیادہ ہوگا یاری و نصرت نہ کئے جاؤ گے۔ اس مہلت سے مغرور نہ ہو۔ کہ حق تعالےٰ گناہگاروں پر عقوبت کرنے میں تعجیل نہیں کرتا۔ اور وہ اس سے نہیں ڈرتا۔ کہ وقت انتقام گذر جاتا ہے۔ تمہارا پروردگار گنہگاروں کی گھات میں ہے راوی کہتا ہے۔ قسم بخدا لوگ اس کلام فصاحت التضام پر حیرت میں تھے اور اپنے حال پر دست تھے اور اپنے ہاتھوں کو دانتوں سے چباتے تھے۔ ایک مرد پیر میرے پہلو میں کھڑا تھا۔ وہ اس قدر رویا۔ کہ اسکی داڑھی بھیگ گئی۔ وہ کہتا تھا۔ میرے پدر و مادر تم پر سے فدا ہوں۔ تمہارے ضعفا بہترین سن رسیدگان اور تمہارے جوانان بہترین جوانان تمہاری عورتیں بہترین زنان اور تمہاری اولاد بہترین اولاد ہے۔ ہرگز تم خوار مغلوب نہ ہوگے اور تمہاری بزرگی کوئی صلب و محو نہیں کرسکتا۔ پس حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا۔ اے پھوپھی اس قدر کافی ہے بحمد اللہ آپ عاقل و دانا ہیں۔ آپ جانتی ہیں کہ بعد مصیبت جزع کرنا مفید نہیں۔

خطبہ فصیحہ حضرت فاطمہؑ بنت سید الشہداؑ

امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ بعد اس کے فاطمہؑ دختر سید الشہداءؑ نے خطبہ پڑھا۔ اور ان اشقیا پر حجت خدا تمام کی۔ اور فرمایا۔ میں حمد خدا کرتی ہوں۔ بعدد سنگریزہ و ریگ بیابان اور بوزن عرش تا تحت الثریٰ ایمان بخدا رکھتی اور اس کی واحدانیت پر گواہی دیتی ہوں اور اسی پر مجھے توکل ہے اور اس امر پر خدا کو گواہ کرتی ہوں کہ محمد مصطفیٰؐ بندہ اس کا اور رسول اس کا ہے۔ اور گواہی دیتی ہوں۔ کہ ان کے فرزندان گرامی کو لب فرات بے جرم و قصور شہید کیا۔ خداوندا میں تجھ سے اس امر پر پناہ مانگتی ہوں۔ کہ تجھ پر تہمت کروں اور اس کے برخلاف کہوں۔ جو کچھ تو نے اپنے پیغمبر سے فرمایا۔ کہ اپنے وصی کے واسطے لوگوں سے بیعت لے اور اس کی امت نے اس کا حق غصب کیا۔ اور اس کو بے گناہ شہید کیا۔ چنانچہ کل کے روز اس کے فرزند کو کربلا میں شہید کیا اور اس کے پدر بزرگوار کو بیشتر تیرے گھر میں شہید کر چکے تھے۔ خاک بسر ایسے مسلمانوں کی جنہوں نے ان کی حیات اور وقت وفات ان سے دفع ظلم نہ کیا۔ یہاں تک کہ پاک و پاکیزہ و پسندیدہ انہوں نے تجھ سے ملاقات کی۔ اس حال میں کہ مناقب ان کے معروف اور ان کا دین مشہور تھا۔ اور خوف ملامت کنندگان سے تیری راہ رضا میں انہوں نے کچھ پرواہ نہ کی۔ پروردگارا تو نے انہیں عالم طفلی میں اسلام کی طرف ہدایت کی۔ اور بزرگی میں ان کی عاقبت بخیر کی۔ اور ان کے اطوار کو پسندیدہ کیا۔ اور وہ ہمیشہ تیرے اور تیرے رسولؐ کی خیر خواہ رہے۔ یہاں تک کہ جب تجھ سے ملاقات کی۔ تارک الدنیا تھے اور آخرت کی طرف راغب تھے۔ راہ تیری میں کفار سے کیسے کیسے جہاد کئے۔ تو نے انہیں برگزیدہ اور ہادی کیا۔ اما بعد اے اہل کوفہ اے اہل عذر و مکر

ونکہ توجیلہ حق تعالیٰ نے ہم اہل بیت رسالتؐ کو تمہارے ہاتھ مبتلا کیا ہے اور تم کو ہم سے امتحان کیا ہے۔ اور
ہماری بلاؤں کو ہم پر نعمت کیا ہے اور اپنا علم ہم کو دیا ہے۔ اور فہم و ادراک ہم کو عطا کی ہے اور ہم ہی زمین
خدا پر صندوق علم خدا و مخزن حکمت خدا جمیع بلاد و بلاد پر ہیں۔ اور ہم کو اپنی کرامت سے بزرگ کیا ہے اور ہم کو
اپنے پیغمبر کی برکت سے تمام مخلوقات پر فضیلت دی ہے۔ تم نے ہماری تکذیب کی۔ اور کافر سمجھا۔ اور ہم پر قتال
کرنا حلال سمجھے اور ہمارے مال کو غارت کیا۔ اور ہم کو مانند اسیران ترک و دیلم اسیر کیا۔ کل کے روز تم نے ہمارے پدر بزرگوار
کو قتل کیا۔ اور بسبب کینہ ہائے دیرینہ ہر وقت ہم اہل بیت کا خون تمہاری تلواروں سے ٹپکتا رہا۔ اور ہمارے قتل
کرنے سے تمہارے دل شاد ہوئے۔ اور بہت جلد تم اپنے جزائے اعمال کو پہنچو گے۔ خدا ہمارے اور تمہارے درمیان
حکم کرے گا۔ تم ہماری خونریزی اور ہمارے مال لوٹ لینے سے خوش نہ ہو۔ یہ ہمارا موجب سعادت ہے اور خدا
نے ہماری بہتری و بزرگی کیلئے یہ مصائب مقرر کئے ہیں۔ وائے ہو تم پر لعنت اور عذاب خدا کے منتظر رہو کہ بہت
جلد تم پر نازل ہوتا ہے اور عذاب ہائے پے درپے آسمان سے تم پر نازل ہو کے تم کو مستاصل کریں گے۔ اور تم دنیا میں
اپنی تلواریں ایک دوسرے پر کھینچو گے اور عقبیٰ میں بعذاب الیم گرفتار ہو گے۔ بعوض اس کے جو تم نے ہم پر ستم کیا ہے۔ چنانچہ
حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ الا لعنۃ اللہ علی الظالمین۔ وائے ہو تم پر تم نہیں جانتے کہ تم نے کس ہاتھوں سے نیزے
مارے۔ اور تمہارے کن لوگوں نے ہمیں قتل کیا۔ کن پاؤں سے تم ہمارے قتل کو روانہ ہوئے۔ تمہارے دل سنگین اور
جگر غلیظ ہیں۔ تمہارے دلوں پر مہر شقاوت کی گئی ہے۔ حق کی طرف سے تمہاری آنکھیں اندھی اور کان بہرے
ہوگئے۔ شیطان نے تمہاری فطروں میں اعمال قبیحہ کو زینت دی اور تمہارے دیدہ بصیرت کے سامنے پردۂ ضلالت
ڈال دیا۔ تم پر راہ راست مسدود کر دی۔ ہلاک ہو تم اے اہل کوفہ کن کن خونوں کا تم سے حضرت رسالت قصاص
لیں گے۔ اور کس کس ظلم و ستم کا بدلہ تم سے رسول خدا لیں گے۔ اس مکر و غدر کا جو کہ میرے جد علیؑ ابن ابی طالبؑ
اور فرزندان رسولؐ سے تم نے کیا۔ اور انہیں قتل کیا۔ اور تم میں سے فخر کرنے والے نے فخر کیا۔ کہ میں نے علیؑ اور فرزندان
علیؑ کو شمشیر ہائے ہندی سے قتل کیا۔ اور ان کی عورتوں کو اسیر کیا۔ اے فخر کرنے والے تیرے منہ میں خاک ہو۔ تم لوگ
اس گروہ کے قتل کرنے پر فخر کرتے ہو۔ جن کی پروردگار نے ثنا کی ہے۔ اور ہر شک و گناہ سے پاک و مطہر کیا ہے
مثل اپنے آباؤ اجداد کے تم بھی کافر ہو۔ اپنے افعال و کردار پر نظر کرو اور اپنی عاقبت پر رو۔ تم نے ہماری جلالت و عظمت
پر حسد کیا۔ اور ہماری رفعت و مکرمت دیکھ کر تم کو تاب نہ رہی اور آگاہ ہو۔ کہ یہ سب فضل خدا ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا
ہے اور جسے خدا نے اپنا نور عطا نہیں کیا وہ دنیا و آخرت میں بے نور ہے۔ ان معظمہ اور ان جگر سوختہ مبتلا کے ان سخنان جانسوز
سے جوش و خروش برپا ہوا اور در و دیوار سے صدائے نوحہ و گریہ و زاری بلند ہوئی۔ اور کہا۔ اے دختر پاکاں اور معصوماں خاموش ہو کہ
ہمارے دلوں کو تم نے جلا دیا۔ اور ہمارے سینہ میں آتش حسرت روشن کر دی۔ اور ہمارے دلوں کو کباب کیا۔

خطبہ ام کلثوم خواہر سید الشہدا بعد اس کے ام کلثومؑ دوسری دختر جناب فاطمہؑ نے صدائے گریہ وزاری بلند کی اور درد کر آواز دی کہ اے اہل کوفہ تمہارا حال اور مآل بُرا ہوا اور تمہارے منہ سیاہ ہوں۔ تم نے کس سبب سے میرے بھائی حسینؑ کو بلایا۔ اور ان کی مدد نہ کی اور انہیں قتل کر کے مال و اسباب ان کا لوٹ لیا۔ اور ان کے پردگیان عصمت و طہارت کو اسیر کیا۔ وائے ہو تم پر اور لعنت ہو تم پر کیا تم نہیں جانتے کہ تم نے کیا ظلم و ستم کیا ہے۔ اور کن گناہوں کا اپنی پشت پر انبار کیا ہے۔ اور کیسے خونہائے محترم کو بہایا۔ دختران محمدؐ کو نالاں کیا۔ اور کن بزرگوں کے مال کو تم نے لوٹ لیا بعد حضرت رسولؐ تم نے بہترین خلق خدا کو قتل کیا۔ تمہارے دلوں سے رحم دور ہو گیا۔ اور بتحقیق کہ گروہ دوستان خدا ہمیشہ غالب ہے۔ اور شیطان کے مددگار و یاور زیاں کار ہیں۔ بعد اس کے مرثیہ سید الشہدا میں چند اشعار انشاد فرمائے۔ جس کے سننے سے اہل کوفہ نے خروش وا ویلا وا حسرتا بلند کیا۔ غلغلہ و نالہ و زاری و گریہ و سوگواری و نوحہ و خروش فلک سیاہ پوش تک پہنچتا تھا۔ ان کی عورتوں نے بال اپنے کھول دیئے۔ خاک حسرت اپنے سر پر ڈال کے اپنے منہ پر طمانچے مارتی تھیں اور واویلا و اثبورا کہتی تھیں۔ اور ماتم برپا تھا۔ کہ دیدہ روزگار نے کبھی نہ دیکھا تھا۔

خطبہ حضرت امام زین العابدین بعد اس کے حضرت امام زین العابدینؑ نے لوگوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ خاموش رہو اور کھڑے ہو کر حمد و ثنا پروردگار کی ادا کی۔ اور حضرت رسولؐ و اہل بیتؑ پر درود بھیج کے فرمایا۔ ایہا الناس۔ جو مجھے پہچانتا ہے پہچانے اور جو نہیں پہچانتا ہے جانے میں علیؑ ابن الحسینؑ ہوں۔ میں اس شخص کا فرزند ہوں۔ جسے بے جرم و قصور کنار فرات ذبح کیا۔ میں اس شخص کا فرزند ہوں۔ جس کی ہتک حرمت کی اور اس کا مال لوٹ لیا اور اس کے عیال کو اسیر کیا۔ میں اس شخص کا فرزند ہوں۔ جس کا راہ خدا میں سر کاٹا گیا۔ اور یہی فخر میرے واسطے کافی ہے۔ ایہا الناس میں تم کو قسم خدا کی دیتا ہوں۔ تم جانتے ہو کہ میرے پدر کو خطوط لکھے اور ان کو فریب دیا۔ اور ان سے عہد و پیمان کیا۔ اور ان سے بیعت کی۔ آخر کار ان سے جنگ کی۔ اور دشمن کو ان پر مسلط کیا۔ پس لعنت ہو تم پر تم نے اپنے پاؤں سے جہنم کی راہ اختیار کی۔ اور بری راہ اپنے واسطے پسند کی۔ تم لوگ کن آنکھوں سے حضرت رسول کی طرف دیکھو گے جس روز وہ تم سے فرمائیں گے۔ تم نے میری عترت کو قتل کیا۔ اور میری ہتک حرمت کی۔ کیا تم میری امت سے نہ تھے۔ یہ سن کر صدائے گریہ ہر طرف سے بلند ہوئی۔ آپس میں ایک دوسرے سے کہتے تھے۔ ہم ہلاک ہوئے۔ جب صدائے فغاں کم ہوئی۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ خدا اس پر رحمت نازل کرے۔ جو میری نصیحت قبول کرے اور میری وصیت کو بحق خدا و رسول و اہل بیتؑ یاد رکھے کیونکہ مجھے تبلیغ رسالت میں حضرت رسولؐ کی پیروی لازم ہے۔ جب حضرت کا یہ کلام سنا سب نے فریاد کی۔ یا ابن

رسول اللہ ہم نے آپ کا کلام سنا ہم آپ کی اطاعت کریں گے۔ ہم آپ کی حرمت کو پہچانتے ہیں اور آپ کے خواہاں خدمت ہیں۔ جو کچھ آپ فرمایئے ہم اس کو بجا لائیں۔ جو آپ سے جنگ کرے ہم اس سے جنگ کریں اور آپ سے صلح کرے ہم اس سے صلح کریں۔ اگر آپ کہیں آپ کے ستمگاروں سے آپ کا خون طلب کریں۔ حضرت نے فرمایا ہیہات ہیہات اسے غدار واسے مکارو۔ مجھ سے بھی وہ سلوک کرو۔ جو میرے بزرگوں سے کیا۔ بحق خداوند آسمان ہائے دوار میں تمہارے قول و قرار پر اعتماد نہیں کرتا۔ اور کیونکر تمہارے دروغ بے فروغ کو یقین کروں۔ حالانکہ میرے زخمہائے دل ہنوز تازہ ہیں میرے پدر اور ان کے اہل بیت کل کے روز تمہارے مکر سے قتل ہوئے اور ہنوز مصیبت حضرت رسولؐ و پدر و برادر و عزیز و اقارب میں نہیں بھولا۔ اور اب تک ان مصیبتوں کی تلخی میری زبان پر ہے۔ اور میرے سینہ میں ان محنتوں کی آگ بھڑک رہی ہے بعد ازاں چند شعر مرثیہ امام مظلومؑ و بیان شقاوت و شارت عذاب قاتلان آنحضرت پر پڑھ کر سنائے اور خاموش ہو گئے۔

روایت زبانی مسلم معمار دار الامارۃ

بعض کتب معتبو میں مسلم گچکار سے روایت کی ہے اس نے کہا مجھے ایک دن ابن زیاد نے دار الامارۃ کی مرمت کے لئے کوفہ میں طلب کیا۔ اور میں مشغول گچکاری تھا۔ ناگاہ اطراف کوفہ سے میں نے صدائے شیون و فغان سنی ایک شخص میرے پاس کھڑا تھا۔ اس سے میں نے پوچھا۔ یہ کیسی آواز ہے۔ اس نے کہا کسی نے یزید پر خروج کیا تھا۔ ابن زیاد کا لشکر اس سے جنگ کرنے گیا تھا۔ آج اس کا سر شہر میں لاتے ہیں۔ میں نے پوچھا۔ وہ کون تھا جس نے خروج کیا تھا اس نے کہا۔ حسینؑ ابن علیؑ تھے۔ یہ سن کے میں بسبب خوف کے اس شخص سے کچھ کہہ نہ سکا۔ جب وہ باہر گیا میں نے اپنا منہ اس قدر پیٹا۔ کہ اندھا ہو جاؤں بعد اس کے اپنے ہاتھ دھو کے قصر سے باہر گیا۔ اور بیرون کوفہ پہنچا میں نے دیکھا۔ لوگ جمع ہیں۔ اور منتظر ہیں۔ ناگاہ مجھے چالیس کجاوے اور محمل دکھائی دیئے مجھ سے لوگوں نے کہا۔ حرم محترم حضرت سید الشہداء اور فرزندان فاطمۃ الزہرا ان محملوں میں ہیں ناگاہ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت امام زین العابدینؑ شتر برہنہ پر علیل و رنجور و مجروح سوار ہیں اور جسم اقدس سے خون ٹپک رہا ہے۔ اور اپنے حزن و اندوہ کے اظہار میں اس مضمون کے چند شعر ہیں کہ اسے بدترین امت خدا تم کو خبر نہ دے۔ تم نے ہمارے جد نامدار رسول مختار کی رعایت ہمارے حق میں نہ کی۔ روز قیامت جب ہم تم ان کے پاس حاضر ہوں گے۔ اس وقت انہیں کیا جواب دو گے۔ کہ ہم کو شتران بے کجاوہ پر سوار کیا ہے اور مانند اسیروں کے لئے جاتے ہو۔ گویا ہم کبھی تمہارے امور دینی میں شریک نہ ہوتے تھے۔ ہم کو ناسزا کہتے ہو۔ اور ہمارے قتل کرنے پر خوش ہوتے ہو۔ وائے ہو تم پر کیا تم نہیں جانتے کہ رسول خدا و سید ابنیار ہمارے جد ہیں۔ اسے واقعہ کربلا تو نے وہ رنج میرے

دل کو دیا ہے کہ ہرگز تسکین نہیں ہوتی۔ اہل کوفہ بچوں پر رحم کھا کے خرمے اور روٹیاں دیتے تھے ام کلثوم انہیں منع کرکے فرماتی تھیں اے اہل کوفہ ہم اہل بیت پر تصدق حرام ہے اور خرمے بچوں کے ہاتھ سے زمین پر پھینک دیتی تھیں زنان کوفہ ان مقربان حضرت ذوالجلال کے حال پر گریہ کرتی تھیں ام کلثوم نے جب ان کی صدائے گریہ سنی محمل سے آواز دی اور فرمایا۔ اے زنان کوفہ تمہارے مردوں نے ہمارے مردوں کو قتل کیا اور ہم اہل بیت کو اسیر کیا ہے پھر تم کیوں روتی ہو خداوند عالم بروز قیامت ہمارا اور تمہارا حاکم ہے اس ہی کلام سے صدائے نالہ و شیون بلند ہوئی۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ سرہائے شہدا نیزوں پر نمایاں ہوئے اور ان سروں کے درمیان ایک سر تھا حسن و صفا و نور و ضیا ہویدا تھا اور وہ سر جناب رسول خدا سے بہت مشابہ اور مانند ماہ تاباں درخشاں تھا اور خضاب ریش مبارک سے ظاہر تھا حضرت زینب نے جب اس سر مطہر کو دیکھا اپنا سر چوب محمل پر ٹپکا اور فریاد کی کہ اے ماہتاب فلک امامت ظلم و ستم سے سیاہ بدلیوں کے تجھے گہن لگا اے خورشید سپہر خلافت اس گردش روزگار نے تیرا رخ افق غروب میں ہم سے پوشیدہ کردیا۔ اے برادر مہربان فاطمہ اپنی تلیہ کو بلاؤ اور اس کی دلجوئی و دلداری کرو۔ اے برادر بزرگوار اپنے فرزند ماتم زدہ بیمار دنزار علیؑ ابن حسینؑ کی خبر لو کہ ان کا جسم نحیف ظلم و جور دشمنان سے مجروح اور ان کا دل ظلم و ستم دشمنان سے مقروح ہے۔ اس کلام سے ان معظمہ نور دیدہ جناب فاطمہ کے آتش حسرت زمین سے آسمان تک شعلہ در ہوئی اور چشم حاضرین سے اشک خونیں جاری ہوئے آندھی سیاہ اٹھی۔

اہل بیت کا دربار ابن زیاد میں تشریف لانا۔ شیخ ابن نماؒ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ عمر بن سعد لعین نے سید الشہداء کا سر منور خولی اصبحی ملعون کو دیا۔ اور ابن زیاد ملعون پاس بھیجا۔ خولی ملعون شب کو پہنچا۔ اس وقت اس ولد الزنا کے قصر کا دروازہ بند تھا۔ وہ ملعون حضرت کا سر مبارک اپنے مکان میں لے گیا اس شقی ملعون کی دو بیبیاں تھیں ایک قبیلہ بنی اسد سے اور دوسری بنی خضرم سے اس ملعون نے سر مطہر کو مکان میں پوشیدہ کردیا اور خود زن خضرمیہ پاس سویا۔ زن خضرمیہ نے اس سے پوچھا۔ تو کہاں سے آیا ہے اور کیا لایا ہے اس نے کہا سر حسین لایا ہوں اس عورت نے کہا۔ وائے ہو تجھ پر فرزند حضرت رسول کا سر اس مکان میں لایا ہے قسم بخدا اب میرا سر تن سے بالین پر نہ آئے گا۔ یہ کہہ کر اٹھی اور صحن میں آئی۔ ناگاہ اس کی نظر ایک نور عظیم پر پڑی کہ وہ نور حجرہ سے آسمان تک ساطع تھا جب وہ اس حجرے میں گئی اس نے دیکھا۔ وہ نور آنحضرتؑ کے سر منور سے ساطع تھا۔ اور ملائکہ بصورت مرغان سفید اس سر مقدس کے گرد جمع ہیں۔ دوسرے روز ابن زیاد ملعون نے قصر دار الامارۃ میں جلسہ کیا اور مردان کوفہ کو حاضری کا حکم۔ اور سر امام حسینؑ کا طشت میں رکھ کے اس ملعون کے پاس لے گئے۔ اور پردگیان سرادق عصمت و طہارت فرزندان حضرت

رسالت کو مثل اسیروں کے اس لعین کے سامنے لائے۔ بروایت حضرت امام زین العابدینؑ سنان بن انس ملعون حضرت کا سر مبارک اس لعین کے پاس لایا۔ اور چند شعر اس مضمون کے پڑھے کہ میری سپر کو طلاو نقرہ سے بھر دے۔ کہ میں نے ایک بادشاہ بزرگ کو قتل کیا ہے کہ میں نے اس شخص کو قتل کیا ہے۔ جو حسب و نسب میں سب سے افضل تھا اور اس کے مادر و پدر سب سے بہتر تھے۔ ابن زیاد نے کہا۔ برہم و غضب آلود ہو کے۔ جبکہ تو جانتا تھا۔ کہ وہ سب سے افضل ہیں۔ پھر کیوں تو نے ان کو قتل کیا۔ بعد اس کے حکم دیا اس ملعون کو قتل کریں۔ اس کے بعد حضرت کا سر مبارک اس ملعون بدبخت کے سامنے رکھا۔ اس بدگہر ملعون نے تبسم کر کے اظہار شادی و سرور کیا۔ اور چھڑی آنحضرتؑ کے لب و دندان مبارک پر رکھتا اور کہتا تھا۔ کیا خوب یہ لب و دندان ہیں۔ یہ حال دیکھ کر زید بن ارقم نے کہا۔ اے پسر زیاد یہ چھڑی ان لب و دندان درخشاں سے اٹھالے۔ میں نے مکرر دیکھا۔ کہ حضرت رسولؐ اس مقام کے بوسے لیتے تھے اور ان ہونٹوں کو چوستے تھے یہ کہہ کر زید نے صدائے گریہ و زاری بلند کی۔ اس ولد الزنا نے کہا۔ اے دشمن خدا تو گریہ و زاری کرتا ہے خدا نے مجھے فتح دی اگر بڑھاپے سے تیرا یہ حال ضعف کا نہ ہوتا تو میں بیشک تجھے قتل کرتا زید نے کہا۔ میں نے دیکھا ایک روز حضرت رسولؐ نے ان کے برادر حسنؑ کو اپنے داہنے زانو پر ان کو بائیں زانو پر بٹھایا اور ان کے سر پر ہاتھ پھیر کے فرمایا۔ خداوندا میں ان کو تیرے سپرد کرتا ہوں۔ اور تیرے شائستہ مومنوں کے حوالے کرتا ہوں۔ اے پسر زیاد تو نے امانت حضرت رسولؐ کی خوب حفاظت کی۔ یہ کہہ کر روتے ہوئے اس ملعون کی مجلس سے باہر آئے اور کہا۔ اے اہل کوفہ تم پر لعنت ہو کہ فرزند فاطمہ کو قتل کیا اور فرزند مرجانہ کو اپنا سردار کیا جس نے تمہارے نیکوں کو قتل کیا۔ اور بدوں کو اپنا صاحب کیا۔ جب اس ملعون نے حضرت زینب کو دیکھا کہ ایک کنارے کھڑی ہیں اور کنیزیں ان کے گرد احاطہ کئے ہیں۔ اس ولد الزنا نے پوچھا۔ یہ کون ہیں۔ ایک کنیز نے کہا یہ حضرت زینب خاتون دختر حضرت فاطمہ بنت رسولؐ خدا ہیں اس ملعون نے کہا۔ میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ تم کو خدا نے رسوا کیا۔ اور تمہارا دروغ ظاہر کر دیا۔ حضرت زینبؑ نے فرمایا میں اس خدا کا شکر کرتی ہوں جس نے ہم کو بسبب اپنے پیغمبر محمد مصطفیٰؐ کے عزت دی۔ اور ہم کو رجس و شرک و گناہ سے پاک کیا جو حق پاک کرنے کا تھا۔ اور رسوا نہیں ہوتا۔ مگر فاسق اور دروغ نہیں کہتا مگر فاجر کہ وہ اور لوگ ہیں۔ ابن زیاد نے کہا تم نے دیکھا۔ خدا نے تمہارے برادر اور اہل بیت کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ حضرت زینبؑ نے فرمایا میں نے ان کو نیکی دیکھا۔ اور خدا نے ان کو بدرجہ شہادت فائز کیا۔ اور بہت جلد تیرے اور ان کے درمیان حکم کرے گا وہ تجھ سے مخاصمہ کریں گے۔ اس وقت تجھے معلوم ہوگا۔ کہ کون حق پر تھا۔ اس ملعون نے اس کلام سے خشمناک اور غضب آلود ہو کے قتل کا حکم دیا۔ عمرو بن حریث نے کہا۔ زناں ماتم زدہ کے کلام پر مواخذہ

کرنا عقل سے بعید ہے ابن زیاد نے کہا۔ خدا نے مجھے تمہارے برادر طاغی اور متمردان اہل بیت پر فتح دی۔ حضرت زینب نے فرمایا۔ تو نے ہمارے بزرگ کو قتل کیا۔ اور اہل بیت رسولؐ کی اصل و فرع کو قطع کیا۔ و بروایت دیگر ام کلثوم نے فرمایا۔ اے پسر زیاد امام حسین کے قتل سے تیری آنکھیں روشن ہوئیں۔ ان کے جد بزرگوار رسول مختار کی آنکھیں ان کے دیکھنے سے بہت روشن ہوتی تھیں۔ ہمیشہ ان کے منہ کے بوسے لیتے تھے۔ اور ان کے ہونٹوں کو چوستے تھے اور ان کو اپنے دوش پر سوار کرتے تھے آخرت میں ان کے جواب دہی پر مہیا اور مستعد رہ۔ اس لعین نے امام زین العابدینؑ کی طرف دیکھ کر پوچھا۔ یہ کون ہے۔ لوگوں نے کہا۔ یہ علیؑ ابن الحسینؑ ہیں۔ اس ملعون نے کہا میں نے سنا ہے علی بن الحسینؑ کو خدا نے قتل کیا ہے۔ امام نے فرمایا۔ میرا ایک برادر تھا۔ اس کا نام علی تھا ظالموں نے اسے بستم قتل کیا ہے۔ ابن زیاد نے کہا۔ بلکہ خدا نے قتل کیا ہے۔ امام نے فرمایا۔ وقت ہنگام یعنی وقت وفات خدا ہی سب کی جانیں قبض کرتا ہے۔ ابن زیاد نے کہا تم میرے جواب دیتے ہو، بہت جرأت رکھتے ہو۔ پھر اپنے ملازموں سے کہا۔ ان کو بھی لے جا کر قتل کرو۔ جب حضرت زینبؑ نے یہ سنا مضطربانہ اپنے بھتیجے سے لپٹ گئیں۔ اور فرمایا۔ اگر تو انہیں قتل کرتا ہے۔ پہلے مجھے قتل کر۔ امام زین العابدینؑ نے فرمایا اے پھوپھی اماں مجھے چھوڑ دیجیے۔ پھر فرمایا۔ اے پسر زیاد تو مجھے قتل کرنے پر دھمکاتا ہے۔ کیا تو نہیں جانتا۔ کہ راہ خدا میں قتل ہونا۔ ہماری عادت ہے۔ اور اظہار دین میں شہید ہونا ہماری کرامت ہے بعد اس کے اس ملعون کے حکم سے اہل بیت کو قریب مسجد ایک مکان میں قید کیا۔ حضرت زینبؑ فرماتی ہیں۔ کہ حالت اسیری میں ایک عورت بھی اہل کوفہ سے ہمارے پاس نہ آئی۔ مگر لونڈیاں اور کنیزیں دیکھنے کو آئیں تھیں۔ برقی نے محاسن میں عمرو پسر امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے۔ کہا۔ جب میرے جد امام حسین مظلوم کو شہید کیا۔ زنان بنی ہاشم نے حضرتؑ کے ماتم میں موٹے کپڑے سیاہ پہنے گرمی سردی سے مطلق پرواہ نہ کی۔ حضرت امام زین العابدینؑ ان ماتمداروں کیلیے کھانا بھیجتے تھے۔ سید احمد بن ابی طالب وغیرہ نے روایت کی ہے۔ کہ ابن زیاد نے عمر بن سعد لعین کو طلب کر کے کہا جو نامہ قتل حسین کے بارے میں تجھے لکھا تھا وہ مجھے دے عمر نے کہا۔ وہ نامہ گم ہو گیا۔ ابن زیاد نے کہا تجھے ضرور ہے۔ کہ وہ نامہ حاضر کرے۔ تو کیا چاہتا ہے دفع طعن و تشنیع مردم کے لیے تیرے پاس ایک عذر معقول رہے عمر سعد نے کہا۔ میں نے کیا تجھے نصیحت نہیں کی تھی۔ کہ ان کے قتل کا درپے نہ ہو۔ تو نے نہ سنا۔ اور وہ محض خیر خواہی تھی۔ عثمان برادر ابن زیاد نے کہا۔ یہ سچ کہتا ہے۔ میں بھی چاہتا تھا۔ کہ حسینؑ قتل نہ ہوں۔ اور ہم لوگ ہمیشہ ذلیل نہ رہیں۔ عمر بن سعد نے کہا۔ قسم بخدا کسی نے مجھ سے بدتر کام نہیں کیا۔ میں نے ابن زیاد کی اطاعت کر کے خدا کو غضبناک کیا اور اپنا قطع رحم کیا۔ میں نہیں جانتا۔ میرا انجام کیا ہوگا۔ پس ابن زیاد برہم ہو گیا۔ اور کہا۔ الحمدللہ خدا نے حق اور اہل حق کو غالب کیا۔ یزید اور اس کے لشکر کی مدد کی کذاب ابن کذاب کو قتل کیا۔

کلام عبداللہ بن عفیف ازدیؓ مندرجہ بالا تقریر ابن زیاد کی سن کے عبداللہ بن عفیف ازدیؓ نے کہ شیعان حضرت امیرالمومنینؑ سے تھے اور ایک آنکھ ان کی جنگ جمل میں اور دوسری آنکھ جنگ صفین میں جاتی رہی تھی۔ اور ہمیشہ مسجد میں مشغول عبادت تھے کھڑے ہو کے کہا۔ اے پسر مرجانہ کذاب پسر کذاب تو اور تیرا باپ ہے۔ اور جس شخص نے تجھے حاکم کیا ہے۔ وہ اور اس کا باپ کذاب ہے۔ اے دشمن خدا فرزند رسولؐ کو تو نے قتل کیا۔ اور مسلمانوں کے ممبر پر قدم نحس رکھ کر ایسی باتیں بکتا ہے ابن زیاد نے خشمناک ہو کے کہا۔ یہ کون ہے۔ جس نے یہ کلام کیا۔ ابن عفیف نے کہا میں ہوں۔ اے دشمن خدا تو نے ذریت طاہرہ حضرت رسولؐ کو قتل کیا کہ خدا نے جن کی شان میں آیہ تطہیر نازل کیا۔ اور دعویٰ مسلمانی کرتا ہے واغوثاہ کہاں ہیں اولاد مہاجرین و انصار کہ طاغی لعین پسر لعین یعنی یزید پلید سے انتقام نہیں لیتے کہ حضرت رسولؐ نے مر کر اس پر اور اس کے باپ پر لعنت کی ہے۔ یہ سن کر اس لعین کی آتش غضب سینے میں بھڑکنے لگی۔ اور رگہائے گردن غصہ کے مارے پھول گئیں۔ اور کہا۔ اسے میرے پاس لاؤ۔ چوبدار دوڑے اور ان کو گرفتار کر لیا عثمان کہ اشراف قبیلہ بنی ازد سے تھا۔ اس نے ان کو چوبداروں کے ہاتھ سے چھوڑا کے ان کے مکان میں پہنچا دیا۔ ابن زیاد ملعون نے کہا۔ اس اندھے کو پکڑ لاؤ۔ جب یہ خبر قبیلہ ازد کو پہنچی سات سو آدمی جمع ہو گئے اور تمام قبائل یمن بھی جمع ہو گئے۔ جب یہ خبر ابن زیاد ملعون کو پہنچی۔ قبائل مضر جمع کیا۔ اور محمد بن اشعث کو ان سے جنگ کے لئے بھیجا۔ ان دونوں گروہ میں محاربہ عظیم واقع ہوا۔ اور دونوں طرف سے بہت عرب قتل ہوئے۔ ابن زیاد کے لوگ غالب ہو کے ابن عفیف کے دروازے پر پہنچے۔ اور دروازے کو توڑ کے مکان میں گئے۔ ابن عفیف کی دختر نے اس پیر ضعیف کو خبر کی کہ دشمن آ پہنچے۔ انہوں نے کہا۔ میری شمشیر مجھے دو جب شمشیر انہیں دی۔ رجز پڑھتے۔ اور تلوار ہلا ہلا کے دشمنوں کو دفع کرتے تھے۔ ان کی دختر نیک اختر کہتی تھی۔ کاش میں مرد ہوتی اور آج ان فاجروں اور قاتلوں عترت پیغمبر سے تمہارے سامنے محاربہ دمقاتلہ کرتی وہ ملاعین ہر طرف سے ان پر حملہ کرتے تھے۔ اور ان کی دختر ان کو خبردار کرتی تھی۔ اور جس جانب سے دشمن آتے تھے۔ وہ دختر نیک اختر اپنے باپ کو مطلع کرتی تھی۔ اور وہ اسی طرف جنگ میں مشغول ہو کے دشمنوں پر حملہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ان اشقیا نے انہیں گھیر لیا۔ ان کی دختر فریاد کرتی تھی۔ کہ واویلاہ کوئی اس وقت مددگاری کو نہیں آتا۔ کہ میرے باپ کو بچائے۔ ابن عفیف تلوار چلاتے۔ اور رجز پڑھتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ ان اشقیا کو خوب عاجز کیا۔ آخر الامر گرفتار کر کے ابن زیاد پاس لے گئے ابن زیاد نے ان کو دیکھ کر کہا الحمدللہ خدا نے تم کو ذلیل کیا۔ ابن عفیف نے کہا۔ اے دشمن خدا کس چیز سے خدا نے مجھے ذلیل کیا۔ قسم بخدا اگر میری آنکھیں ہوتیں اس وقت عرصہ کار تجھ پر تنگ کر دیتا۔ ابن زیاد

نے کہا۔ اسے دشمن خدا تو عثمان کے حق میں کیا کہتا ہے۔ ابن عفیف نے کہا۔ اے ولدالزنا غلام کافراں اسے پسر مرجانہ ۔ ازابینہ تجھے عثمان سے کیا کام خواہ حق پر تھا یا باطل پر خدا اس کے اور اس کے قتل کرنے والوں کے درمیان حکم کرے گا۔ لیکن مجھ سے اپنے اور اپنے پدر اور یزید اور اس کے پدر کا حال پوچھ کہ میں تجھے اور اس کے نسب سے آگاہ کروں۔ ابن زیاد نے کہا۔ میں اب تجھ سے کوئی سوال نہیں کرتا۔ جب تک کہ شربت مرگ تو نہ چکھے۔ ابن عفیف نے کہا الحمدللہ رب العالمین قبل تیری ولادت کے میں اپنے پروردگار سے سوال کرتا تھا۔ کہ حق تعالیٰ مجھے شہادت عطا کرے اور دعا کرتا تھا۔ کہ میری شہادت بدترین خلق خدا کے ہاتھ سے ہو جب میں نابینا ہوا۔ اپنی شہادت سے ناامید ہو گیا بحمداللہ کہ اب خدا نے مجھے بعد ناامیدی کے امید شہادت کی نصیب کی۔ اور میری دعائے قدیم کو مستجاب کیا۔ بعد اس کے بحکم ابن زیاد ملعون ان بزرگوار کا خون قتل کر کے بہایا گیا۔ اور ان کو سولی پر کھینچا۔ اور دوسرے روز حکم دیا۔ کہ نور دیدۂ خیر البشر کا سر مطہر نوک نیزہ پر نصب کر کے کوچہ و بازار کوفہ میں پھرایا جائے۔

روایت زید بن ارقم

زید بن ارقم سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ میں اپنے مکان میں قریب کھڑکی کے بیٹھا تھا۔ ناگاہ میں نے صدائے ہجوم عام و خروش عوام سُنا جب کھڑکی سے سر باہر نکالا۔ دیکھا نیزوں پر سر بلند ہیں۔ اور ان سروں میں ایک سر مانند آفتاب کے درخشاں ہے۔ اور نور اس سے ساطع ہے۔ جب وہ سر قریب میری کھڑکی کے پہنچا میرا مکان اس سر منور کی شعاع سے روشن ہو گیا۔ میں نے دیکھا۔ کہ اس سر مطہر کے لبوں کو حرکت تھی جب بغور سنا معلوم ہوا وہ سر مبارک سورہ کہف کی تلاوت کرتا تھا۔ جب اس آیہ تک پہنچا۔ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحَابَ الْکَہْفِ وَالرَّقِیْمِ کَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا۔ اس وقت میرے تمام بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ جب میں نے بنظر غور دیکھا تو معلوم ہوا۔ کہ وہ سر مبارک حضرت امام حسینؑ کا ہے میں نے کہا۔ اے فرزند رسولؐ آپ کا حال اصحاب کہف کے حال سے زیادہ عجیب ہے۔ و بروایت دیگر جب آنحضرتؐ کا سر مبارک بازار کوفہ میں پہنچا۔ نیزے کے اوپر اسوقت سر مطہر نے بلند آواز سے سورہ کہف پڑھنا شروع کی۔ اور پھر اس آیہ کی تلاوت کی اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى۔ ان معجزات کے مشاہدہ سے بھی ان کافروں کو کچھ اثر نہ ہوا۔ بلکہ ان کی ضلالت بڑھتی گئی۔ و بروایت دیگر جب سر مطہر کو فہ میں درخت پر لٹکایا۔ تو یہ آیہ کی تلاوت فرمایا۔ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ یعنی بہت قریب حال معلوم ہوگا۔ ظالموں کو کہ کیونکر ان کی بازگشت ہے۔

خبر شہادت سید الشہداؑ کا مدینہ میں پہنچنا

و بروایت سابقہ ابن زیاد لعین نے اطراف بلاد میں فتح نامے روانہ کئے اور یزید پلید کو

لکھا۔ کہ جو کچھ بقیہ اہل بیت رسالتؐ کے لیئے حکم ہو۔ اس کی تعمیل کروں اور ایک خط اس ملعون نے عمرو بن سعید امیر مدینہ کو بھی لکھا جب اس ملعون کو یہ خبر پہنچی۔ اس نے حکم دیا۔ کہ مدینہ میں ندا کرو۔ حسینؑ قتل ہو گئے بمجرد اس صدا کے خانہ ہائے بنی ہاشم اور تمام مکانات مدینہ سے صدائے شیون بلند ہوئی۔ کہ کبھی ایسا ماتم مدینہ میں برپا نہ ہوا تھا۔ بعد اس کے وہ ملعون منبر پر گیا۔ اور کہا۔ یہ نالہ و شیون اس نالہ و شیون کا عوض ہے۔ جو خانہ ہائے بنی امیہ سے قتل عثمان پر بلند ہوا تھا۔ بعد ازاں مصلحتاً کہا۔ میں چاہتا تھا۔ ان کا سر ان کے بدن پر ہوتا اور وہ مجھے گالیاں دیتے اور میں ان کی مدح کرتا۔ لیکن کیا کروں۔ جو شخص تلوار کھینچ کے میرے قتل کا قصد کرے۔ بغیر اس کے قتل کے اور کیا چارہ ہے یہ سن کر عبداللہ بن صائب نے اٹھ کر کہا اگر فاطمہ زندہ ہوتیں۔ تو سر حسینؑ دیکھتیں۔ تو اپنا کیا حال کرتیں۔ عمرو نے کہا میں فاطمہ سے زیادہ سزاوار ہوں ان کا پدر میرا عم اور ان کا شوہر برادر اور ان کا فرزند میرا فرزند ہے۔ اگر فاطمہ زندہ ہوتیں ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے اور ان کے دل میں آتش حسرت مشتعل ہوتی۔ مگر ان کے قتل کرنے والے پر ملامت نہ کرتیں۔ بعد ازاں ایک غلام نے عبداللہ ابن جعفر پاس جا کے ان کے دونوں فرزندوں کی خبر شہادت بیان کی حضرت عبداللہ بن جعفر نے بزبان صبر و رضا کہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ یہ سن کر ابو سلاسل کہ منجملہ غلامان آزاد کردہ حضرت عبداللہ تھا۔ کہنے لگا۔ کہ یہ مصیبت بسبب حسینؑ بن علیؑ کے ہمیں پہنچی۔ جب اس غلام بدانجام نے یہ کہا عبداللہ نے اسے کفش اپنی ماری اور کہا اے فرزندہ کنیز گندہ امام حسینؑ کی نسبت ایسے کلمات کہتا ہے۔ قسم بخدا مجھے آرزو تھی کہ میں خود آنحضرتؐ کے ہمراہ شہید ہوتا۔ اور اس سے بھی خوش ہوں کہ بحمداللہ میرے فرزندان کے ہمراہ بسعادت شہادت فائز ہوئے۔ اگرچہ میں سعادت شہادت سے محروم رہا۔ بعد ازاں ام لقمان دختر عقیل بن ابی طالب نے مع اپنی خواہروں کے صدائے گریہ و زاری بلند کی۔ اور سید الشہداء۔ اور شہدائے کربلا پر گریہ کرتیں۔ اور مرثیہ پڑھتی تھیں۔ و بروایت دیگر زینبؑ دختر عقیل نے اپنے گیسو پریشان کر کے خوناب اشک آنکھوں سے رواں کیئے اور کہتی تھیں۔ اے کافران بے حیا پیغمبر خدا کو کیا جواب دو گے جس وقت آنحضرتؐ تم سے پوچھیں گے کہ میری عترت برگزیدہ سے تم نے میرے بعد کیا سلوک کیا۔ اور کس درجہ سے ان کو قتل کیا اور اسیر کیا میری نیکیوں کا یہی عوض تھا۔ ناگاہ ایک آواز درمیان ہوا پیدا ہوئی۔ اور لوگوں نے سنا۔ کہ امام مظلومؑ پر کوئی نوحہ کر رہا اور مرثیہ پڑھتا ہے۔ جب رات ہوئی تو اطراف و جوانب سے صدا نوحوں مرثیوں کی بلند ہوئی اور معلوم ہوا۔ کہ آوازیں جنات کی ہیں۔ مگر ان پڑھنے والوں کو کوئی نہ دیکھتا تھا۔

قصہ محافظ سر مبارک امام حسین علیہ السلام۔ جب یزید پلید ابن زیاد لعین کے نامہ پر مطلع ہوا۔ اس لعین کو لکھا کہ سرہائے شہدا مع اسیروں کے شام کی طرف روانہ کر۔ جب اس بدترین اشقیا کا نامہ اس ظالم کو پہنچا محضر بن ثعلبہ بروایت دیگر زجر بن قیس

کو طلب کر کے سرہائے شہدا اس کو دیئے۔ اور ابو یزید بن عوف اور طارق بن ابی طبیان کو مع گروہ ملاعین اہل کوفہ اس کے ہمراہ کیا۔ اور ان بزرگواروں کے سر شام کی جانب روانہ کئے۔ بعد چند روز کے سامان سفر محنت اثر اہل بیت حضرت خیر البشرؐ مہیا کیا۔ اور حضرت امام زین العابدینؑ کے گلوئے مبارک میں طوق پہنایا۔ اور مخدرات سرادق عصمت و طہارت کو مثل اسیروں کے اونٹ پر سوار کیا۔ اور شمر لعین و مخالفان و منافقان بیدین کو اس جماعت کے عقب روانہ کیا۔ تاکہ ان کے ملحق ہوں۔ سید ابن طاؤس وغیرہ نے ابن امیہ وغیرہ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے۔ میں خانہ کعبہ کا طواف کرتا تھا۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا۔ وہ کہتا تھا۔ خداوندا مجھے بخش دے اور میں جانتا ہوں تو نہ بخشے گا۔ میں نے کہا۔ اے شخص خدا سے خوف کر۔ اور یہ کلمات نہ کہو۔ کیونکہ اگر تیرے گناہ مثل قطرات باراں و برگ درختاں ہوں گے۔ اور تو خدا سے آمرزش طلب کرے گا۔ تو امید بخشش ہے۔ اور خدا امرزندہ اور مہربان ہے۔ اس شخص نے کہا۔ میرے قریب آؤ۔ کہ اپنا قصہ تم سے بیان کروں۔ پس مجھے ایک گوشہ میں لے گیا۔ اور کہا۔ میں ان پچاس آدمیوں سے ہوں۔ جو امام حسینؑ کے سر مبارک پر راہ شام میں معین تھے ہم ہر شب صندوق امام حسینؑ پاس رکھتے تھے۔ اور شراب خوری کرتے تھے۔ ایک شب ان سب نے شراب پی اور میں نے شراب نہ پی۔ جب وہ سب خواب مرگ میں گئے۔ میں نے مثل صدائے رعد و برق آسمان سے ایک آواز سنی اور کبھی ایسی آواز نہ سنی تھی اور ایک آواز آئی۔ کہ کوئی کہتا ہے محمدؐ مصطفی تشریف لاتے ہیں۔ ناگاہ میں نے دیکھا۔ دربہائے آسمان کھل گئے۔ آواز گھوڑوں کی اور کھڑکھڑاہٹ ہتھیاروں کی میں نے سنی۔ ناگاہ میں نے دیکھا۔ کہ حضرت آدمؑ و نوحؑ و ابراہیمؑ و اسماعیلؑ و اسحٰقؑ اور حضرت پیغمبر آخر الزمانؐ صلوات اللہ علیہم اجمعین مع جبرئیلؑ امین و میکائیل و کروبیاں و روحانیاں و ملائکہ مقربین آسمان سے زمین پر آئے جبرئیلؑ قریب صندوق گئے۔ اور حضرت سید الشہدا کا سر مبارک باہر نکالا۔ اور بوسہ دے کے اپنے سینے سے لگایا اور گریہ کیا۔ بعد ازاں تمام پیغمبر اس سر کو لیتے۔ اور بوسے دیتے تھے اور گریہ کناں حضرت رسول کو تعزیت دیتے تھے۔ اور وہ حضرت زار زار روتے تھے و بروایت دیگر حضرت رسولؐ نے فرمایا ان سے تم نے دیکھا۔ کہ میرے فرزند اور میرے نور دیدہ سے کیا سلوک کیا۔ ناگاہ جبرئیل حضرت رسولؐ پاس آئے اور کہا۔ یا رسول اللہ حق تعالےٰ نے مجھے آپ کی اس امت جفا کار کے حق میں آپ کی اطاعت پر مامور کیا ہے۔ اگر آپ حکم دیں تو زمین کو سرنگوں کر دوں۔ جیسا کہ قوم لوطؑ کے حق میں کیا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے جبرئیل میں چاہتا ہوں کہ روز قیامت ان سے مخاصمہ کروں۔ پس آنحضرتؐ نے مع ارواح انبیاء و ملائکہ سماء سید الشہدا پر نماز پڑھی اور درود بھیجا۔ ناگاہ ایک گروہ ملائکہ نازل ہوا۔ انہوں نے کہا۔ یا رسول اللہ حق تعالےٰ نے ہم کو حکم کیا ہے کہ ان پچاس آدمیوں کو قتل کریں۔ حضرتؐ نے فرمایا جس کام پر مامور ہوئے ہو اس

کی تعمیل کرو۔ ان ملائکہ کے ہاتھوں میں حربہائے آتش تھے۔ وہ حربہ جسے مارتے تھے اس کے بدن میں آگ لگ جاتی تھی اور اُسے جلا دیتی تھی۔ پس ان میں سے ایک نے میری جانب قصد کیا۔ میں نے فریاد کی۔ الامان الامان یا رسول اللہ۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ دور ہو خدا تجھے نہ بخشے۔ جب صبح ہوئی میں نے دیکھا میرے سب ساتھی۔ خاکستر ہو گئے تھے۔ بروایت دیگر جب ہم شہر بعلبک کے قریب پہنچے۔ اہل شہر مع علم و نقارہ دو فرسخ سے استقبال کو آئے اور اظہار شادی و سرور کرنے لگے۔ ام کلثومؑ نے کہا۔ خدا تمہاری جمعیت کو پراگندہ کرے۔ اور تم پر ایسے شخص کو مسلط کرے۔ جو تم کو قتل کرے۔ اس وقت حضرت امام زین العابدینؑ نے جفائے زمانہ غدار و شکایت روزگار میں چند شعر پڑھ کے گریہ فرمایا۔

قصہ راہب سر اقدس امام حسین علیہ السلام

قطب راوندی نے اعمش سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے۔ میں نے ایک شخص کو ان لوگوں میں سے جو سر مبارک امام حسینؑ کے ہمراہ شام تک گئے تھے۔ حرم مکہ میں دیکھا۔ اس شخص نے مجھ سے کہا۔ راہ شام میں ہم ایک نصرانی راہب کے گرجا میں پہنچے۔ اور آنحضرتؐ کا سر مبارک نیزہ پر نصب تھا۔ اور ہم اس کے گرد حفاظت کر رہے تھے۔ ہم شراب پی کر عیش و سرور میں مشغول ہوئے۔ ناگاہ ہم نے دیکھا۔ دیوار گرجا پر سے ایک ہاتھ ظاہر ہوا۔ اس نے بقلم فولاد و خون سے اس مضمون کے چند شعر دیوار گرجا پر لکھے ؎

اترجوا امۃ قتلت حسینا   شفاعۃ جدہ یوم الحساب

جن کا ترجمہ حضرت کوثر بھریلوی نے یوں کیا ہے ؎   (ابو نعیم)

مل کر شہید جن نے کیا ہے حسین کو   محشر میں وہ شفاعت احمدؐ نہ پائیں گے

دیکھ کے خوف زدہ ہوا۔ اور قصد کیا۔ اس ہاتھ کو پکڑ لوں۔ مگر وہ ہاتھ غائب ہو گیا۔ جب ہم پھر شراب خواری میں مشغول ہوئے۔ پھر وہ ہاتھ ظاہر ہوا اور اس مضمون کا دوسرا شعر لکھا ؎

کوئی شفیع نہ ہوئے گا میدان حشر میں   معذب رہیں گے سقر میں وہ اشقیا سدا

جب ہم سے ایک شخص نے پھر اس ہاتھ کے پکڑنے کا ارادہ کیا۔ وہ پھر غائب ہو گیا جب ہم پھر بیٹھے۔ وہ پھر غائب سے ظاہر ہوا۔ اور اس مضمون کا تیسرا شعر لکھا ؎

کتاب خدا سے موڑ کے منہ کو لعینوں نے   فاسق کے حکم سے کیا ذبح حسینؑ کو

اس رنت گرجا کی کھڑکی سے راہب نے باہر سر نکالا۔ دیکھا۔ ایک نور اس سر مطہر سے طرف آسمان ساطع ہے یہ دیکھ کر اس لشکر شقاوت اثر سے پوچھا۔ تم کہاں سے آئے ہو۔ کہا۔ عراق میں حسینؑ سے لڑنے گئے تھے۔ اور

یہ سران کا یزید پاس لئے جاتے ہیں۔ راہب نے کہا۔ وہ حسینؑ جس کا پدر تمہارے پیغمبرؐ کا ابن عم ہے اور اس کی مادر تمہارے پیغمبرؐ کی دختر ہے۔ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ راہب نے کہا تم پر لعنت ہو۔ اگر عیسیٰ کا پسر ہوتا تو اس کو ہم اپنی آنکھوں پر رکھتے۔ تم اپنے سردار سے کہو۔ مجھ سے دس ہزار درہم لے۔ اور یہ سر مجھے دے دے۔ کہ آج کی شب میرے پاس رہے اور جب صبح کو تمہارا وقت کوچ ہوگا میں یہ سر دے دوں گا۔ جب عمر سعد لعین سے کہا۔ وہ راضی ہوگیا۔ اور کہا۔ روپیہ لے کر یہ سر اس کو دے دو۔ کہ صبح تک اس کے پاس رہے پس راہب نے دس ہزار درہم کے بدرے توڑے گرجا کی کھڑکی سے ان کی طرف پھینک دیئے۔ عمر بن سعد لعین نے ایک ایک درہم پر رکھ لیا اور سر مہر کرکے تو یلدار کے سپرد کر دیا۔ اور سر آنحضرتؑ اسے دے دیا۔ جب راہب اس سر بزرگوار کو اپنے گرجا میں لے گیا۔ اس کا گرجا۔ اس سر مطہر کے نور سے روشن ہوگیا۔ اور صدائے ہاتف سنی کہ خوشا حال تیرا اور خوشا حال اس شخص کا جو اس بزرگوار کی حرمت جانے پھر راہب نے سر مطہر کو گلاب سے دھویا۔ اور مشک و کافور سے معطر کرکے اپنی جائے نماز پر رکھا۔ اور آسمان کی طرف منہ کرکے کہا۔ پروردگار بحق عیسیٰ حکم کر کہ یہ سر بزرگوار مجھ سے کلام کرے۔ ناگاہ آنحضرتؑ کا سر مبارک گویا ہوا۔ اور فرمایا۔ اے راہب تو کیا چاہتا ہے۔ راہب نے عرض کی آپ کون ہیں۔ حضرتؑ کے سر مبارک نے فرمایا۔ میں فرزند دلبند محمد مصطفیٰؐ و جگر گوشہ علی مرتضیٰؑ و نور دیدہ فاطمہ زہراؑ و شہید کربلا۔ و تشنہ لب مظلوم اہل جور و جفا ہوں۔ جب راہب نے یہ کلام غم انجام سنا۔ خروش بلند کیا۔ اور اپنا منہ آنحضرتؑ کے منہ پر رکھ کے کہا جب تک آپ میری شفاعت کا اقرار نہ کریں گے۔ تب تک میں اپنا منہ نہ اٹھاؤں گا۔ ناگاہ سر مبارک سید الشہداؑ سے آواز آئی۔ کہ تو میرے جد کا دین قبول کر۔ کہ بروز حزا تیری شفاعت کروں راہب نے کہا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

پس حضرتؑ نے اس کی شفاعت قبول فرمائی۔ ان ملاعین نے قصد کیا۔ کہ راہب سے سر مبارک لے لیں راہب کوٹھے پر آیا اور کہا میں چاہتا ہوں۔ تمہارے سردار سے کچھ کہوں۔ جب عمر سعد گرجا کے پاس آیا۔ راہب نے کہا میں تجھے خدا اور اس سر کے جد محمد مصطفیٰؐ کی قسم دیتا ہوں۔ کہ اس کو صندوق میں رکھو۔ اور اس سر مبارک کو تکلیف نہ دے عمر سعد لعین نے قبول کیا۔ مگر اپنے کہنے پر وفا نہ کی۔ بعد اس کے راہب اپنے گرجا سے سوئے صحرا نکلا۔ پہاڑوں اور جنگلوں میں حق تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا۔ یہاں تک کہ برحمت الہٰی ملحق ہوا۔ جب وہ ملاعین قریب دمشق پہنچے۔ عمر بن سعد لعین نے خزانہ دار سے دس ہزار درہم طلب کیے اور اپنی مہر دیکھ کے وہ توڑے کھولے دیکھا۔ کہ بجائے درہم اس میں ٹھیکریاں بھری ہیں۔ اور ان پر ایک طرف لکھا تھا۔ لا تحسبن اللّٰہ غافلا عما یعمل الظالمون۔ یعنی گمان نہ کر کہ جو کچھ ظالم کرتے ہیں۔ اس سے خدا غافل ہے اور دوسری طرف لکھا تھا۔ سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ یعنی بہت جلد ستمگاروں کو معلوم ہوگا۔ کہ ان کی بازگشت کہاں۔ یہ دیکھ کر

اس ملعون نے کہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔ میں نے دنیا و آخرت کو برباد کیا۔ پس ان ٹھیکریوں کو دریا میں پھینکوا دیا۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ اس راہب کا قصہ اور سر امام حسینؑ سے راہب پر کشف یعنی ظاہر ہونا قصص مشہور میں سے ہے۔ اور اکثر کتب فریقین میں مذکور ہے اور شعرا نے بھی اس قصہ کو نظم کیا ہے۔ اور اکثر روایات میں ذکر ہے کہ یہ حال منزل قنسرین میں گذرا۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ راہب یہودی تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ جس صندوق میں آنحضرت کا سر مبارک تھا۔ اس سے نور ساطع ہے۔ اس نے وہ سر اطہر ان سے لیا۔ اور اس سر مطہر کو معطر کیا۔ اور اس سے التماس شفاعت کی۔ حضرت کے سر منور نے فرمایا۔ اگر میرے جد کا دین قبول کرے تو میں تیری شفاعت کروں۔ پس اس یہودی نے اپنے عزیز و اقارب کو جمع کیا۔ اور وہ سب مسلمان ہوئے۔

دمشق میں اہل بیت اطہار کا ورود

سید ابن طاؤس نے حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ میرے پدر بزرگوار امام زین العابدینؑ نے فرمایا جب ہمیں یزید پلید پاس لئے جاتے تھے۔ تو ہم کو شتر برہنہ پر سوار کیا تھا۔ اور مخدرات اہل بیت عصمت و طہارت بھی شتران برہنہ پر سوار تھے۔ اور ہمارے جد عالی مقدار کا سر مبارک نیزے پر ہمارے آگے آگے لئے جاتے تھے اور وہ اشقیا ہمارے گرد حلقہ کئے تھے جو ان اشقیا سے ہمیں روتے دیکھتا تھا۔ وہ ہمارے سر پر نیزہ مارتا تھا۔ یہاں تک کہ اس حال سے ہم کو دمشق میں داخل کیا۔ جب ہم اس شہر شوم میں پہنچے۔ ایک ملعون نے آواز دی۔ کہ یہ اہل بیت ملعون ہیں (معاذ اللہ) بروایت اوّل جب وہ شہر دمشق کے قریب پہنچے ام کلثومؑ نے شمر لعین سے کہا۔ جب ہم کو شہر میں داخل کرنا تو اپنے ہمراہیوں سے کہنا۔ کہ عورتوں کو اس راہ سے لے جائیں جس طرف تماشائی کم ہوں یا یہ کہنا۔ کہ سروں کو آگے سے لے جائیں۔ تاکہ لوگ سروں کے دیکھنے میں مشغول ہوں۔ اور ہماری طرف نظر نہ کریں۔ اس ولد الزنا نے اس بات کو قبول نہ کیا۔ بلکہ کثرت کفر و عناد سے حکم دیا۔ کہ سروں کو شتران حرم کے بیچ میں لے چلو۔ بعض کتب معتبرہ میں سہل بن سعد سے روایت ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں شہر دمشق میں داخل ہوا۔ میں نے شہر کو نہایت آباد اور کثرت اشجار و انہار و مکانات بلند و قصور رفیعہ سے معمور پایا۔ اور دیکھا۔ کہ وہاں کے بازاروں کو خوب مزین کیا ہے دکانوں پر پردے لٹکائے ہیں۔ لوگوں نے اپنی زینت کی ہے۔ دف و نقارے وغیرہ بجاتے ہیں۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ شاید آج ان کا عید کا دن ہے۔ یہ خیال کر کے میں نے لوگوں سے پوچھا۔ کیا یہاں آج کوئی عید ہے جس کو ہم نہیں جانتے لوگوں نے کہا۔ اے سہیل ہم کو تعجب ہے کہ آسمان سے خون کیوں نہیں برستا۔ اور زمین سرنگوں کیوں نہیں ہوتی۔ اے سہیل یہ خوشی اس واسطے کہ سر امام حسینؑ ابن علیؑ یزید کے لئے ہدیہ لائے ہیں میں نے کہا۔ سبحان اللہ ایسے امر اعظم پر لوگ شادی و خوشی و سرور کرتے ہیں۔ میں نے دریافت کیا۔ کس دروازے لائیں گے۔ کہا۔

دروازے سا عات سے یہ سن کے میں اس دروازے کی طرف دوڑا جب قریب دروازہ پہنچا۔ کیا دیکھتا ہوں رایت کفر و ضلالت پے بہ پے چلے آتے ہیں۔ ناگاہ دیکھا۔ ایک سوار آتا ہے۔ اور نیزہ اس کے ہاتھ میں ہے اور ایک سر اس پر نصب ہے جو حضرت رسولؐ سے بہت مشابہ ہے۔ بعد ازاں دیکھا۔ کہ شتران برہنہ پر چند بیبیاں پیچھے سوار ہیں۔ پس میں ان میں سے ایک معظمہ کے قریب گیا۔ اور پوچھا۔ تم کون ہو۔ انہوں نے کہا میں دختر امام حسینؑ ہوں۔ میں نے کہا۔ میں تمہارے جد بزرگوار کے اصحاب سے ہوں۔ اگر کوئی خدمت ہو تو مجھ سے فرمایئے سکینہ نے کہا۔ اگر تم سے ہو سکے تو اس بدبخت سے کہو۔ جس کے پاس میرے پدر بزرگوار کا سر ہے کہ ہمارے درمیان سے نکل جائے۔ اور سروں کو آگے لے جائے۔ تاکہ لوگ ان کے تماشے میں مشغول ہوں۔ اور ہماری طرف نظر نہ کریں سہل کہتا ہے۔ میں اس ملعون پاس گیا۔ اور اس سے کہا۔ میری ایک حاجت ہے مجھ سے چار سو طلا دینار لے۔ اس نے کہا۔ تمہاری کیا حاجت ہے میں نے کہا۔ میری یہ حاجت ہے۔ کہ عورتوں کے درمیان سے اس سر کو لے جا۔ اس ملعون نے مجھ سے روپیہ لیا۔ اور سر کو علیحدہ لے گیا۔ در روایت ابن شہر آشوبؒ جب اس نے اس روپیہ کے خرچ کرنے کا قصد کیا۔ تو وہ روپیہ سنگ سیاہ ہو گیا تھا اور ایک جانب لکھا تھا۔ لاتحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظالمون۔ اور دوسری جانب لکھا تھا۔ سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

روایت منہال بن عمرو

قطب راوندی نے منہال بن عمرو سے روایت کی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے دمشق میں سر امام حسینؑ دیکھا۔ کہ نیزہ پر نصب تھا۔ اور کوئی حضرت کے آگے آگے سورۂ کہف پڑھتا تھا۔ جب اس آیت تک پہنچا۔ ام حسبت ان اصحاب الکہف والرقیم کانوا من اٰیاتنا عجباً۔ بقدرت خدا سر سید الشہدا بزبان فصیح گویا ہوا۔ اور فرمایا۔ میرا قصہ اصحاب کہف سے عجیب ہے۔ اور یہ آیت حضرت کی رجعت پر دلالت کرتی ہے کہ وہ حضرت زمانہ رجعت میں کفار سے طلب خون کریں گے۔ پس ان کفاران غدار نے اہل بیت اطہار کو دروازہ جامع مسجد دمشق میں ٹھہرایا ایک مرد پیر اہل شام نے ان سے کہا۔ الحمد للہ خدا نے تم کو قتل کیا۔ اور یزید کو تم پر مسلط کیا۔ جب اس کا کلام تمام ہوا۔ حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ اے شیخ تو نے قرآن پڑھا ہے۔ اس نے کہا۔ ہاں۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ آیہ بھی پڑھا ہے قُلْ لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ اس نے کہا۔ ہاں پڑھا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ قربیٰ سے مراد ہم ہی ہیں۔ ہماری مودت کو اجر رسالت قرار دیا ہے۔ بعد اس کے فرمایا۔ یہ آیہ بھی تو نے پڑھا ہے۔ وآت ذی القربیٰ اس نے کہا۔ ہاں۔ حضرت نے فرمایا۔ اس آیہ سے بھی ہم مراد ہیں۔ کہ خدا نے اپنے پیغمبرؐ کو حکم کیا ہے۔ کہ حق ہمارا ہم کو عطا کرے۔ پھر فرمایا ہے۔ یہ آیہ بھی پڑھا ہے کہ۔ واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ۔ اس نے کہا ہاں پڑھا ہے حضرتؑ نے فرمایا۔ ذوالقربیٰ ہم ہی ہیں

کہ قریب ہیں قربت رسولؐ میں۔ پھر فرمایا۔ یہ آیہ بھی تو نے پڑھا ہے۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا۔ اس نے عرض کیا۔ ہاں پڑھا ہے۔ حضرت نے فرمایا ہم ہی ہیں اہل بیت رسالتؐ کو خدا نے ہماری پاکیزگی کی۔ شہادت دی ہے۔ وہ مرد پیر یہ سن کے گریاں ہوا۔ اور اپنے کلام سے پشیمان ہو کے عمامہ اپنے سر سے پھینک دیا۔ اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہا۔ خداوندا میں بیزاری اور نفرت کرتا ہوں دشمنان آل محمدؐ سے جن ہوں یا انس۔ بعد ازاں حضرت امام زین العابدینؑ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ اگر میں توبہ کروں۔ تو میری توبہ قبول ہو گی۔ حضرت نے فرمایا۔ ہاں۔ پس اس مرد پیر نے توبہ کی۔ اور جب یہ خبر یزید پلید کو پہنچی۔ اس نے مرد پیر کو قتل کیا۔ اور حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے۔ کہ جب فرزندان و خواہران و خویشاں سید الشہداؑ کو مجلس یزید پلید میں لے گئے۔ شتران برہنہ پلے عماری و محمل پر سوار کر کے۔ اس وقت ایک شامی ملعون نے کہا۔ میں نے ان سے بہتر اسیر نہیں دیکھے۔ حضرت سکینہؑ نے کہا۔ اے شقی ہم اسیر آل محمدؐ سے ہیں۔ اور دوسری روایت میں منقول ہے کہ ملک شام میں سر مبارک سید الشہداؑ سے مکرر سنا گیا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ دوسری روایت میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے۔ کہ جس وقت اہل بیت عصمت و طہارت دمشق میں داخل ہوئے پسر طلحہ حضرت امام زین العابدینؑ پاس آیا۔ اور جن زخمہائے کاری جنگ جمل سے اس کا سینہ فگار تھا بکمال بغض و عداوت بکنے لگا۔ کہ آخر الامر آپ مغلوب ہوئے۔ حضرت نے فرمایا۔ اگر تو چاہتا ہے۔ کہ دریافت کرے۔ کون مغلوب ہوا۔ تو وقت نماز اذان و اقامت سن کہ کس کا نام دونوں میں پکارتے ہیں اور کس کا شہرہ بلند ہے اور تا روز قیامت بلند رہے گا۔

بیان دربار یزید ملعون

پس یزید پلید ایک دن دربار آراستہ کر کے بازینت احتشام تخت پر بیٹھا اور ملاعین اہل شام کو جمع کر کے اہل بیت حضرت رسولؐ کو طلب کیا جب اہل بیتؑ اس ملعون کے دروازہ تک پہنچے۔ مخضر بن ثعلبہ ملعون نے آواز دی۔ کہ ہم برے اسیروں کو مجلس امیر المؤمنین میں لائے ہیں۔ حضرت امام زین العابدینؑ نے اثنائے راہ میں کسی سے کلام نہ کیا۔ مگر اس وقت فرمایا کہ خدا و خلق خدا پر ظاہر ہے۔ کہ فاجر و لئیم کون ہے۔ پھر عبدالرحمٰن بن حکم نے کہا۔ تو نے خوب کیا۔ کہ نسل فاطمہؑ طاہرہ کو منقطع اور نسل سمیہ زانیہ کو بڑھایا۔ یزید نے اس سے کہا۔ اس مجلس میں ایسی باتیں نہ کہو۔ جب حضرت امام حسینؑ کے سر منور کو اس بدگہر کے سامنے رکھا۔ اس شقی نے خوش ہو کے کہا۔ اس سر کا مالک کہتا تھا۔ میرے والدین اس کے والدین سے افضل ہیں۔ اور میرا جد اس کے جد سے بہتر ہے اور میں اس سے بہتر ہوں۔ اور اس بات پر وہ قتل ہوئے۔ اور بسند ہائے معتبر امام رضاؑ سے منقول ہے۔ جب سر مطہر امام حسینؑ کو یزید کی مجلس شراب میں لے گئے۔ اس وقت ہمراہ رفقا وہ ملعون شراب زہر مار کرتا تھا۔ اور شطرنج

کھیلتا تھا۔ اور اپنے ہم صحبتوں کو شراب دے کے کہتا تھا۔ پیو کہ یہ شراب مبارک ہے اس لیے کہ یہ سر سر دشمن کا ہے۔ جو میرے پاس رکھا ہے۔ اور میں خوش و خرم ہوں۔ اور حضرت امام حسین اور ان کے پدر و جد صلوات اللہ علیہم اجمعین کو کلمات ناسزا کہتا تھا۔ اور جب شطرنج میں اپنے حریف پر غالب ہوتا تین پیالے شراب کے زہر مار کرتا۔ اور بقیہ شراب جو بچتی وہ اس طشت میں سر اقدس امام مظلوم رکھا تھا۔ ڈال دیتا تھا حضرت فرماتے ہیں۔ کہ جو ہمارے شیعوں سے اُسے لازم ہے۔ کہ شراب اور شطرنج سے اجتناب کرے کہ یہ ہمارے دشمنوں کا کام ہے۔ اور جو شخص دیکھنے شراب اور شطرنج کے حضرت امام حسین پر صلوات بھیجے۔ اور یزید و آل یزید پر لعنت کرے۔ حق تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دے گا۔ اگرچہ بعدد ریگ صحرا و ستارہ ہائے آسمان ہوں۔

حال دربار یزید ملعون

علی بن ابراہیم نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت امام زین العابدین کو مع تمامی اولاد حضرت رسولؐ با طوق و زنجیر اور مخدرات اہل بیت اطہار کو مجلس یزید میں لے گئے۔ اس ملعون نے کہا۔ الحمد للہ تمہارے باپ کو خدا نے قتل کیا۔ حضرت زین العابدین نے فرمایا لعنت خدا اس شخص پر جس نے میرے باپ کو قتل کیا۔

یہ سن کر وہ شقی برہم ہوا۔ اور حکم دیا۔ کہ امام زین العابدینؑ کو قتل کریں۔ حضرت نے فرمایا۔ اگر تو مجھے قتل کرے گا۔ دختران رسولؐ کو ان کے گھروں تک کون پہنچائے گا۔ کہ سوائے میرے ان کا کوئی محرم نہیں۔ اس ملعون نے شرمندہ ہو کے کہا۔ تم ہی ان کو لے جاؤ گے۔ بعد اس کے حضرت امام زین العابدین کو اپنے پاس بلایا۔ اور سوہن لے کر اپنے دست نحس سے طوق آہنی کو گلوئے مبارک سے قطع کیا۔ اور کہنے لگا۔ تم نے دیکھا۔ کس لیے میں نے یہ کام کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ ہاں اس واسطے کہ سوائے تیرے کسی کا مجھ پر احسان نہ ہو کہنے لگا۔ سچ کہا۔ پھر اس ملعون نے یہ آیہ پڑھا وما اصابکم من مصیبة فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبراھا لیلا ن سرّا علیٰ ما فاتکم ولا تفرحوا بما اتیکم یعنی نہیں پہنچتی تم کو کوئی مصیبت زمین پر اور نہ تمہاری جانوں کو مگر کتاب میں لکھ دیا گیا قبل آفرینش تمہارے نفوس کے اس لیے کہ تم ملول نہ ہو۔ اس بات سے جو تم سے فوت ہوئی اور شاد نہ ہو اس سے جو کچھ تم کو دیا گیا۔ اور فرمایا کہ مراد ہم ہیں۔ کہ اس آیہ پر ہم نے عمل کیا ہے اور قضائے حق تعالیٰ پر ہم راضی ہیں۔ اور جو کچھ ہم سے فوت ہوا دنیا میں ہم اس پر محزون نہیں ہوئے اور جو کچھ ہم کو نعمتہائے دنیا سے پہنچتا ہے۔ اس پر ہم خوش نہیں ہوئے۔ و بروایت ابن نما وغیرہ حضرت امام زین العابدین نے فرمایا۔ کہ ہم بارہ شخص اہل بیت حضرت رسولؐ تھے کہ ہم کو مجلس یزید میں لے گئے۔ ہمارے گلوں میں طوق آہنی اور بازوں میں رسی باندھی تھی

میں نے کہا۔ اے یزید میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں۔ کہ اگر حضرت رسولؐ ہم کو اس حال سے دیکھیں تو کیا کہیں پھر فاطمہ دختر امام حسینؑ نے کہا۔ اے یزید دختران حضرت رسولؐ کو تو اسیر کرتا ہے۔ یہ سن کے حاضرین مجلس سب کے سب رونے لگے۔ اور آواز عورتوں کے رونے کی یزید کے گھر سے بلند ہوئی اس وقت اس ملعون نے حکم دیا۔ کہ طوق و زنجیر اتار لیں۔ اور امام حسینؑ کا سر مبارک طشت میں رکھ کے اس کے آگے لے گئے۔ جب حضرت امام زین العابدین نے اپنے پدر بزرگوار کے سر منور کو دیکھا۔ آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور اشک خونیں بہائے۔ بعد اس کے مدۃ العمر تک کبھی کلۂ گوسفند تناول فرمایا۔ اور جب حضرت زینبؑ نے اس سر منور کو دیکھا۔ بیتاب ہو کے گریبان صبر چاک کیا۔ اور بصدائے حزین فریاد کی۔ یا حسینا اے حبیب قلب رسولؐ خدا اے فرزند اے فرزند حضرت دلبند سیدۃ النسا اے جگر گوشۂ محمد مصطفیٰؐ اے نور دیدہ علی المرتضیٰؑ۔ اس کلام سے اہل مجلس میں خروش و ماتم بپا ہوا۔ اور یزید ملعون خاموش تھا۔ پس ایک زن ہاشمیہ نے جو یزید کے گھر میں تھی۔ بنوحہ و فریاد و صدا بلند کی اور کہتی تھی۔ یا حسیناہ اے بزرگ اہل بیت رسول خداؐ اے فرزند محمد مصطفیٰؐ اے فریادرس بیوہ زناں و یتیماں اے کشتۂ تیغ اولاد زنا کاراں پھر دو ماتم برپا ہوا۔ اور وہ ولد الزنا بے حیا کچھ متاثر نہ ہوا۔ اور خیزران کی چھڑی دندان مبارک پر لگاتا تھا اور کہتا تھا

لیت اشیاخی ببدر شھدوا جزع الخزرج من وقع الاسل
قد قتلنا القوم من ساداتھم وعدلنا ببدر فاعتدل

کاش بزرگان بنی امیہ جو جنگ بدر میں قتل ہوئے ہیں۔ اس وقت ہوتے دیکھتے ہیں ان کے قاتلوں کی اولاد سے انتقام لیا۔ تو یہ جواب ضرور بر ضرور دیتے۔ اے یزید تیرا ہاتھ شل نہ ہو۔ کیا خوب انتقام لیا تو نے پس، ابو برزہ اسلمی کہ اصحاب رسولؐ سے اس مجلس میں موجود تھے۔ کہنے لگے۔ تجھ پر وائے ہو۔ اے یزید تو چھڑی کو دندان حسین فرزند فاطمہ پر مارتا ہے حالانکہ میں نے مکرر دیکھا ہے کہ حضرت رسولؐ ان کے اوران لب و دندان مبارک کے بوسے لیتے اور فرماتے تھے۔ تم بہترین جوانان اہل بہشت ہو خدا قتل کرے تمہارے قاتلوں کو اور خدا لعنت کرے۔ اور ان کو عذاب الیم میں گرفتار کرے اور ان کو اسفل درک جہیم میں جگہ دے۔ یہ سن کے یزید نے غضبناک ہو کے حکم دیا کہ ان کو دربار سے نکال دو۔

دربار یزید میں جناب زینبؑ کا خطبہ فصیحہ اس وقت حضرت زینبؑ دختر جناب امیر نے کہا ہم خدا کی حمد کرتے۔ اور اپنے جد سرور پیغمبران پر درود بھیجتے ہیں۔ اور خدا نے سچ فرمایا کہ ان لوگوں کا انجام کار کیا ہو گا۔ جنہوں نے برے کام کئے ہیں اور جنہوں نے آیات خدا کی تکذیب کی۔ اور اس پر ہنستے ہیں۔ آیا تو گمان کرتا ہے۔ اے یزید

اس حالت میں کہ تُو نے ہم پر سختی کی۔ اور اسیر کر کے شہر بشہر پھرایا۔ کہ یہ بات سب ہماری خواری و ذلت
کا نزدیک خدا ہے۔ اور تیرے لئے سبب کرامت و بزرگواری کا ہے۔ یہ گمان کر کے تو تکبر کرتا۔ اور
خوش ہوتا ہے۔ کیا تو نے کلام خدا کو بھولا دیا۔ کہ فرماتا ہے۔ وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِینَ کَفَرُوا اَنَّمَا نُمْلِی لَھُمْ
خَیْرٌ لِاَنْفُسِھِمْ اِنَّمَا نُمْلِی لَھُمْ لِیَزْدَادُوا اِثْمًا وَلَھُمْ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ۔ حاصل مضمون
یہ ہے کہ گمان کریں جو مہلت کافروں کو دی ہے۔ ہم نے وہ اُن کے لئے بہتر ہے۔ بلکہ اس لئے مہلت دیئے
گئے۔ کہ اپنے گناہوں کو زیادہ کریں اور ان کے لئے عذاب خوار کنندہ ہے۔ کیا یہی تیری عدالت ہے۔
اے فرزند غلامان آزاد کردہ تو نے اپنی عورتوں اور کنیزوں کو پردے میں بٹھایا۔ اور بکمال شقاوت و طغیانی
و انکار پیغمبری سرور انبیاء ان کی عترت و ذریت کو اسیر کر کے شتران بے کجاوہ و ہودج پر شہر بشہر پھراتا ہے
جن کا کوئی مددگار معین و یاور نہیں اور یہ ظلم و ستم اس فرقہ نابنجار سے بعید نہیں۔ جنہوں نے برگزیدگان خدا کا
جگر چبایا ہو۔ اور وہ بدکار خون شہیدائی کے پلے ہوں۔ اور ہمیشہ حضرت رسولؐ پر تلوار کھینچا کئے ہوں۔ اور
یہ سب کفر و ضلالت قدیم کا نتیجہ ہے اور شمشیر ہائے بدر و احد کا کینہ دیرینہ ہے۔ کہ بغض و عداوت سے اہل بیت
رسولؐ کو دیکھتا ہے۔ اور ان کے قتل سے کچھ پروا نہیں رکھتا اور نہایت خوشی سے لب و دندان سید جوانان
بہشت پر جو کہ بوسہ گاہ حضرت رسولؐ ہیں۔ چھڑی لگاتا اور اپنے اجداد اور اسلاف مشرکین سے جو کہ جہنم میں ہیں
یاد خواہ ہے اور اہل بیت رسالت و خورشید فلک امت کے قتل و ہلاکت پر انہیں دوزخیوں سے تقرب چاہتا
ہے۔ قسم بخدا بہت جلد اپنے بزرگوں سے تو ملحق ہوگا۔ کاش تیرا دست نحس خشک ہوتا۔ اور تو اپنی مادر سے
متولد نہ ہوتا۔ تو جو کچھ تو نے کیا۔ اور کہا نہ کرتا۔ اور نہ کہتا۔ خداوندا جنہوں نے ہم پر ظلم کیا۔ ان سے ہمارا انتقام
لے اور جنہوں نے ہمارا خون بہایا۔ اور ہمارے وارث و مددگار کو قتل کیا۔ ان پر اپنا غضب نازل کر اور
اے یزید قسم بخدا کہ نہیں قطع کیا۔ تو نے مگر اپنے پوست کو اور نہیں کاٹا تو نے مگر اپنے گوشت کو۔ اور بہت
جلد تو حضرت رسولؐ کے آگے حاضر ہوگا۔ درانحالیکہ تو نے ان کی ذریت کی خونریزی کی اور ان کی عترت
کی ہتک حرمت کی مگر جس روز ان کا تفرقہ بجمعیت اور پراگندگی مبدل بانیت ہوگی۔ اس روز خدا ان
کا عوض ان کے ظالموں سے لیگا۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان ظالموں پر گمان کرو۔ جو راہ خدا میں قتل
ہوئے کہ وہ مر گئے ہیں۔ بلکہ وہ اپنے پروردگار کے نزدیک زندہ ہیں۔ اور ایک روز آنے والے ہیں۔ اور خدا تیرے
لئے حاکم بحق اور پیغمبرؐ تجھ سے مخاصمہ کے لئے کافی ہیں اور جبرائیل ان کا یاور و مددگار رہے۔ اور تم بہت جلد
اپنے اعمال کی سزا پاؤ گے۔ اور جس نے تجھ کو مسلمانوں پر مسلط کیا اور خلافت باطل کو تیرے سے قرار دیا۔ وہ اپنی
سزا کو پہنچا۔ اور قریب ہے کہ دیکھے۔ تو اپنی جائے ناپاک اپنے قلیل اعوان کو اور یہ سرزنش و نکوہش اس لئے نہیں

کی گئی۔ کہ تجھے موثر ہے۔ حالانکہ تو اہل اسلام کی آنکھوں کو گریاں اور انکے سینوں کو بریاں کر چکا۔ اور سنگدلوں
کو جو طاغی اور سرکش ہیں۔ اور بدن ان کے غضب و لعنت خدا اور رسولؐ سے مملو ہیں اور سینے ان کے جو کہ
تزل و اشباہ شیطان ہیں ایسے مواعظ انہیں کیا مفید ہوتے ہیں۔ باعانت مردمان شیطان سیرت و بدکاران
خبیث سریرت جو کچھ تونے چاہا کر گذرا۔ اس حالت میں پرہیزگاران و فرزندان اوصیائے پیغمبران کا دستھلئے
آزاد شدگان خبیث و نسلہائے زناکاران فاجرہ سے قتل ہو جانا کہ ہمارا خون ایسے اشقیا کے ہاتھوں سے بہنا
اور ہمارا گوشت ان کے ذہن ہائے نحس سے باہر گرتا ہے۔ کوئی تعجب کی بات ہے۔ اے یزید اگر تو ہم کو اپنا
اسیر اس وقت جانتا ہے۔ بہت قریب ہے۔ کہ تیرے استیصال کا باعث ہو۔ اور جو تونے اپنے ہاتھوں اپنے
اعمال کا ذخیرہ کر رکھا ہے۔ ویسا ہی پائے گا۔ اور خدا اپنے بندوں پر ستم نہیں کرتا۔ میں خدا سے شکایت کرتی
ہوں۔ اور وہی میرا پشت و پناہ ہے۔ اور اسی پر مجھے اعتماد ہے۔ جو مکر تو چاہ کر۔ اور جو کوشش ہم سے عداوت
کرنے میں تجھے منظور ہو۔ اس میں کوتاہی نہ کر۔ قسم بخدا تو ہمارا نام نہیں مٹا سکتا اور ہماری وحی کو برطرف نہیں
کر سکتا۔ اور ہماری فضیلت کو نہیں پا سکتا۔ اور اپنی عار و بدنامی کو اپنے سے دور نہیں کر سکتا۔ اور تیری
رائے کچھ بھی نہیں مگر تھوڑا مکر اور ایام دولت تیرے بہت نہیں۔ مگر مدت قلیل عنقریب تیری جمعیت مبدل
پراگندگی ہو جائے گی۔ جس روز کہ منادی خدا کی جانب سے ندا کرے گا۔ کہ لعنت خدا ظالموں اور ستمگاروں
پر ہے۔ پس میں اس خدا کی حمد کرتی ہوں جس نے ہمارے اول پر سعادت ختم کی۔ اور ہمارے آخر رحمت و شہادت
کا اختتام کیا۔ اور میں خدا سے سوال کرتی ہوں۔ کہ ان کا ثواب کامل اور ان کے اجر کو مضاعف کرے اور ہمارے
درمیان خلیفہ ہو تحقیق وہی رحیم و ودود ہے اور وہی ہم کو کافی ہے اور وہ بہت اچھا وکیل ہے ہمارے لئے جب یزید ملعون نے
یہ کلام فصاحت نظام سنا بکمال بےحیائی کہنے لگا کہ جگر سوختہ ایسے ہی کہتے ہیں۔ یزید لعین پھر امام زین العابدین

کلام یزید با حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

کی طرف مخاطب ہوا۔ اور کہا۔
اے فرزند حسینؑ تمہارے باپ نے چونکہ مجھ سے قطع رحم کیا۔ اور میری سلطنت میں منازعت کر کے میرے
حق میں رعایت نہ کی۔ اس سبب سے خدا نے ان سے ایسا سلوک کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اے یزید پسر معاویہ
واضح ہو کہ قبل تیری پیدائش کے ہمیشہ بادشاہی و پیغمبری ہمارے باپ دادا میں رہی اور بروز جنگ
بدر و احد و احزاب رایت رسول ہمارے جد علیؑ ابن ابی طالب کے دست مبارک میں رہا۔ اور رایت کفار تیرے
باپ دادا کے ہاتھ میں رہا۔ اے یزید تجھ پر وائے ہو۔ اگر تو جانے کہ ہمارے برادران و پدر اور چچاؤں
اور ہمارے اہل بیت کے حق میں کیسی خطاؤں کا تو مرتکب ہوا ہے۔ البتہ پہاڑوں پر تو بھاگ جاوے اور
خاک نشین ہو۔ اور فریاد و دو بلا و ثبوراہ تو بلند کرے۔ اے یزید تجھے شرم نہیں آتی۔ کہ میرے پدر حسینؑ

فرزند فاطمہؑ و علیؑ و جگر گوشہ رسول خدا کا سر مبارک تو نے دروازہ شہر پر لٹکایا ہے۔ باوجودیکہ میرے پدر تم سب میں امانت رسولؐ تھے۔ اے یزید تجھے بروز قیامت بخواری و ندامت بشارت ہو بعض روایات میں مذکور ہے کہ یزید ملعون اس کلام امام زین العابدینؑ سے خشمناک ہوا۔ اور حکم دیا۔ کہ انہیں باغ میں لے جا کر قتل کرو۔ اور اسی جگہ دفن کرو۔ جب جلاد حضرتؑ کو باغ میں لے گیا پہلے وہ شقی قبر کھودنے میں مصروف ہوا۔ اور حضرت مشغول نماز ہوئے جب قبر کھود چکا۔ اور ارادۂ قتل حضرتؑ کیا۔ اس وقت ایک ہاتھ ہوا سے نمودار ہو کے اس شقی پر لگا۔ اور وہ نابکار نعرہ مار کے منہ کے بل زمین پر گر پڑا۔ اور جہنم واصل ہوا۔ جب خالد پسر یزید نے یہ حالت دیکھی اپنے باپ پاس گیا۔ اور جو کچھ واقعہ گذرا تھا۔ اس سے نقل کیا۔ اس ملعون نے حکم دیا۔ کہ اس قبر میں کہ امام زین العابدینؑ کے لیے کھودی گئی تھی۔ اس میں اُسے دفن کر دیں۔ اور حضرت امام زین العابدین کو دربار میں طلب کیا۔

ایک شامی کا دختر حسینؑ کو طلب کرنا

شیخ مفیدؒ و سید ابن طاؤس وغیرہ ہم رضوان اللہ علیہم نے بروایت مختلفہ فاطمہؑ دختر امام حسینؑ سے روایت کی ہے کہ جب ہم کو مجلس یزید میں لے گئے۔ وہ ملعون ہمارے حال پر رویا۔ اس وقت شقی شامی جس کے بال سرخ تھے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور کہا۔ اے یزید اس دختر کو مجھے بخش دے اور میری طرف اشارہ کیا میں خوف سے کانپنے لگی اور اپنی پھوپھی زینبؑ سے لپٹ گئی۔ پھوپھی نے مجھے دلاسہ تسکین دے کے اس شامی سے کہا۔ اے ملعون تجھے اور یزید اور کسی کو اختیار اس امر کا نہیں۔ یزید نے کہا۔ اگر میں چاہوں حکم کر سکتا ہوں۔ میری پھوپھی نے کہا قسم بخدا تو حکم نہیں دے سکتا۔ مگر یہ کہ ہمارے دین سے نکل جائے اور اپنا کفر باطنی تو ظاہر کرے۔ وہ ملعون اس کلام سے غضبناک ہوا۔ اور کہا مجھ ایسی درشتی اور سختی سے کلام کرتی ہو بلکہ معاذ اللہ تمہارے بھائی دین سے خارج ہو گئے۔ حضرت زینبؑ نے فرمایا۔ دین خدا اور ہمارے جد و پدر و برادر کے دین پر تیرے باپ دادا اور تو نے ہدایت پائی۔ بشرطیکہ مسلمان ہوتے پر۔ اس ملعون نے کہا۔ تم جھوٹ کہتی حضرت زینبؑ نے کہا۔ تو اپنی بادشاہی و سلطنت پر مغرور ہو گیا ہے۔ اور جو چاہتا ہے سو بکتا ہے۔ اب تیرا جواب میں نہ دوں گی۔ دوسری مرتبہ پھر اسی شامی نے وہی کہا۔ یزید نے کہا۔ چپ رہ خدا تجھے موت دے و بروایت دیگر ام کلثومؑ نے اس شامی سے کہا۔ اے بدبخت خدا تیری زبان کو قطع آنکھوں کو اندھا اور ہاتھوں کو خشک کر کے تجھے جہنم واصل کرے چپ رہ۔ واضح ہو کہ اولاد انبیا خدمتگار اولاد زنا نہیں ہوتی ہے۔ ابھی کلام ام کلثوم تمام نہ ہوا تھا۔ کہ خدا نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ اور وہ ملعون گونگا ہو گیا اور آنکھیں اس شقی کی اندھی اور ہاتھ خشک ہو گئے۔ ام کلثوم نے فرمایا۔ الحمد للہ خدا نے اس دنیا میں ہی تجھے تھوڑی عقوبت کا مزا چکھا دیا۔ یہ اس کی جزا ہے جو ہتک حرمت حضرت رسولؐ کرے بروایت دیگر یہ

ابن طاؤس دوسری دفعہ اس شامی نے یزید سے پوچھا۔ یہ کون لوگ ہیں۔ اس ملعون نے کہا۔ یہ دختر امام حسینؑ فاطمہؑ ہے۔ یہ زینبؑ دختر علیؑ ابن ابی طالب ہے۔ شامی نے کہا حسینؑ پسر علیؑ و فاطمہؑ۔ یزید نے کہا۔ ہاں شامی نے کہا۔ اے یزید تجھ پر لعنت خدا ہو۔ عترت پیغمبرؐ کو قتل کر کے ان کی ذریت کو اسیر کرتا ہے۔ قسم بخدا مجھے خیال تھا کہ یہ اسیران فرنگ ہیں۔ یزید نے کہا۔ قسم بخدا تجھے بھی ان سے ملحق کرتا ہوں۔ یہ کہہ کے حکم دیا۔ کہ شامی کو قتل کیا جائے۔ اس کے بعد اس ملعون نے حکم دیا۔ کہ اہل بیت رسولؐ کو زنداں میں لے جائیں۔

خطبہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

یزید حضرت امام زین العابدینؑ کو اپنے ہمراہ مسجد میں لے گیا۔ اور ایک خطیب کو طلب کر کے منبر پر بھیجا۔ اس خطیب ملعون نے بہت کچھ ناسزا جناب امیرؑ اور امام حسینؑ کے حق میں کہا۔ اور معاویہ و یزید کی تعریف و توصیف کی۔ امام زین العابدینؑ نے آواز دی۔ اے خطیب تو نے خدا کو ایک مخلوق کی خوشنودی کے لئے ناراض کیا۔ اور اپنی جگہ جہنم میں مہیا کی۔ پھر فرمایا۔ اے یزید مجھے اجازت دے کہ منبر پر جا کے چند کلمات ایسے بیان کروں۔ جو موجب خوشنودی خداوند عالمیان و باعث اجر و ثواب حاضران ہوں یزید نے قبول نہ کیا۔ حاضرین نے التماس کیا۔ کہ انہیں اجازت دیجئے۔ ہم ان کے کلام کے مشتاق ہیں۔ یزید نے کہا اگر یہ منبر پر جائیں گے۔ مجھے اور آل ابوسفیان کو رسوا کریں گے۔ حاضرین نے کہا اس کودک سے کیا ہو سکیگا۔ یزید نے کہا یہ ان اہل بیت میں سے ہے جو حالت شیرخوارگی میں علم و کمال کا راستہ ہیں جب اہل شام نے بہت مبالغہ کیا یزید نے اسوقت اجازت دی۔ پس حضرتؑ منبر پر تشریف لے گئے اور بعد حمد و ثنائے الہی و درود حضرت رسالت پناہی ایک خطبہ ایسا فصیح و بلیغ ادا کیا۔ جس نے دیدہ ہائے حاضران گریاں اور دلہائے سنگدلاں بریاں کر دیئے۔ اس کے بعد فرمایا۔ ایہا الناس۔ خدا نے اہل بیت رسالت کو کچھ فضیلتیں عطا کیں اور سات فضیلتوں سے تمام مخلوق پر فضیلت دی۔ علم بردباری۔ جوانمردی۔ فصاحت و شجاعت و محبت دلہائے مومنین میں عطا کی۔ اور ہم کو اس سبب سے فضیلت دی ہے کہ حضرت محمد صلعم ہم سے ہیں۔ اور صدیق اعظم علیؑ مرتضیٰ ہم سے ہیں اور جعفر طیار جو کہ اپنے دونوں پروں سے ہمراہ ملائکہ بہشت میں پرواز کرتے ہیں۔ ہم سے ہیں۔ اور حمزہ شیر خدا و رسولؐ ہم سے ہیں۔ اور سبطا امت یعنی امام حسنؑ اور امام حسینؑ سردار جوانان اہل بہشت ہم سے ہیں۔ جو مجھے پہچانتا ہے پہچانے اور مجھے نہیں پہچانتا ہیں اسے اپنے نسب و حسب کی خبر دیتا ہوں۔ ایہا الناس میں فرزند مکہ و منیٰ ہوں۔ میں ہی فرزند زمزم و صفا ہوں میں اس کا فرزند ہوں جس نے اپنی چادر سے مقام ابراہیم کو اٹھایا۔ میں ہی فرزند پیغمبران بہترین ہوں۔ میں ہی بہترین فرزند سعی و طواف کنندگاں ہوں میں ہی فرزند بہترین حاجیان و تلبیہ گویا ہوں۔ میں ہی اس کا فرزند ہوں جو کہ قرب خدا میں بمقام قاب قوسین او ادنیٰ پہنچا۔ جو براق پر سوار

ہو کے ہوا پر بلند ہوا میں اس کا فرزند ہوں جو ایک رات میں مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک لے جائے گئے
میں اس کا فرزند ہوں جسے جبرئیل نے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچایا۔ میں ہی اس کا فرزند ہوں جس نے ملائکہ ہائے
آسمان کے ساتھ نماز پڑھی۔ میں ہی فرزند محمد مصطفیٰؐ ہوں میں ہی فرزند علی المرتضیٰؑ ہوں۔ میں ہی اس کا فرزند
ہوں جس نے اپنی تلوار بینی ہائے مردم پر لگائی۔ یہاں تک کہ وہ لوگ بوحدانیت خدا قائل ہوئے۔ میں ہی اس
کا فرزند ہوں۔ جس نے حضرت رسولؐ کے روبرو دو تلواروں سے جہاد کیا۔ اور دو نیزوں سے اہل عناد کو دفع
کیا۔ اور دونوں ہجرت میں ہجرت کی اور دونوں بیعتوں میں موجود تھے۔ کافروں کو جنگ بدر میں ہزیمت دی اور
بقدر چشم زدن بھی خدا کا کفر نہ کیا۔ میں ہی فرزند صالح مومناں و وارث پیغمبراں و برانداز ندہ ملحداں و بادشاہ مسلمان و
نور جہاد کنندگان و زینت عابدان و تاج گریہ کنندگان و صبر کنندہ ترین صبر کنندگان و بہترین نماز گذارندگان ہوں میں
ہی فرزند اس کا ہوں۔ جس کی تائید جبرئیل اور نصرت میکائیل کرتے تھے میں ہی فرزند حمایت کنندہ مسلمانان و کشندہ
مارقان و ناکثان و قاسطان ہوں۔ میں ہی اس کا فرزند ہوں۔ جس نے اہل دین خدا و رسولؐ مومنوں میں قبول
کیا۔ میں ہی فرزند اول سابقان و برانداز ندہ مشرکان و تیر زہر آلود خدا بر منافقاں و زبان حکمت عارفاں
و یاری کنندہ دین خدا و گلستان حکمت خدا و صندوق علم خدا ہوں۔ میں ہی فرزند جوانمرد سخی و شجاع زکی و
پسندیدہ ابطحی قطع کنندہ اصلاب و متفرق کنندہ احزاب ہوں جس کا دل سب سے ثابت تر اور جس کی
عزیمت سب سے محکم تر تھی وہ شیر بیشہ شجاعت تھے۔ کہ بشمشیر آبدار سر بلند کافران نابکار کاٹتے تھے اور
برق شمشیر آبدار سے آگ خرمن عمر کفار و فجار میں لگا دیتے تھے۔ شیر بیشہ حجاز و مرد مردانہ عراق شہسوار بدر
واحد شیر بیشہ۔ یا وارث مشعرین والا سبطین یعنی ہمارے دادا علیؑ ابن طالبؑ تھے۔ پس فرمایا میں ہی
ہوں۔ فرزند فاطمۃ الزہرا سیدۃ النساء اور فرزند خدیجۃ الکبریٰ ہوں۔ میں ہی فرزند مقتول تیغ اہل جفا فرزند
لب تشنہ صحرائے کربلا فرزند غارت شدہ اہل جور و جفا ہوں میں ہی اس کا فرزند ہوں جس پر ساکنان،
زمین اور مرغان ہوا نے نوحہ کیا۔ میں ہی اس کا فرزند ہوں۔
جس کے سر مبارک کو نیزہ پر نصب کر کے شہروں
میں پھیرایا۔ میں ہی اس کا فرزند ہوں۔ جس کی
حرمت اور عترت کو اولاد زنا نے اسیر کیا۔ ہم ہی اہل بیت محنت و بلا ہیں۔ ہم ہی محل نزول ملائکہ سما و مہبط
علوم خدا ہیں۔ یہ فرما کر اس قدر مدائح اپنے اجداد و کرام اور مفاخر اپنے ابائے عظام کے بیان کئے۔ کہ خروش
اہالیان دربار سے بلند ہوا۔ اور یزید ملعون ڈر گیا کہ ایسا نہ ہو لوگ مجھ سے منحرف ہو جائیں۔ یہ خیال کر کے مؤذن
کی طرف اشارہ کیا۔ کہ اذان کہہ جب مؤذن نے اللہ اکبر کہا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ کوئی چیز بزرگ زیادہ نہیں اللہ

جب مؤذن نے اشہدان لا الہ الا اللہ کہا۔ حضرت نے فرمایا۔ اس کلمے پر میرے بال اور پوست اور گوشت اور خون شہادت دیتے ہیں۔ جب مؤذن نے اشہدان محمداً رسول اللہ کہا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے یزید بتا یہ محمدؐ جن کا نام اس رفعت وعزت سے لیا جاتا ہے میرے دادا ہیں یا تیرے۔ اگر تو اپنا جد ان کو کہے دروغ گو اور کافر کہلائے گا۔ اور اگر کہے کہ وہ میرے جد تھے پھر ان کی عترت کو تو نے کیوں قتل کیا۔ اور ان کی اولاد کو کیوں تو نے اسیر کیا۔ اس ملعون ولد الزنا نے اس کا کوئی جواب نہ دیا اور نماز کو کھڑا ہو گیا۔

ایک عالم یہودی کا قتل دربار یزید میں ایضاً۔ روایت کی ہے۔ کہ مجلس یزید ملعون میں ایک مرد علمائے یہود سے حاضر تھا۔ اس نے پوچھا۔ یہ کون جوان ہے۔ کہا یہ علیؑ ابن الحسینؑ ہیں۔ اس نے کہا حسینؑ کس کے پسر ہیں۔ کہا حسینؑ ابن علیؑ ابن ابی طالبؑ پھر اس نے پوچھا۔ ان کی والدہ کون ہیں۔ کہا ان کی والدہ دختر محمدؐ ہیں۔ یہودی نے کہا۔ سبحان اللہ حسینؑ فرزند تمہارے پیغمبرؐ کے تھے اور اس قدر جلد ان کو تم نے قتل کیا تم نے اپنے پیغمبرؐ کی ذریت سے برا سلوک کیا۔ اور ان کی کچھ حرمت نہ کی قسم بخدا اگر فرزند موسیٰؑ زندہ ہوتا۔ میرا یقین اس پر ہے کہ ہم لوگ اس کی پرستش کرتے تمہارے پیغمبرؐ کل کے روز تم سے جدا ہوئے۔ اور آج تم نے ان کے فرزند کو قتل کر ڈالا تم بری امت ہو۔ یہ سن کے یزید نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ یہودی اٹھا۔ اور کہا۔ تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو۔ لہذا اس کو میں نے توراۃ میں پڑھا ہے۔ کہ جو اپنے پیغمبرؐ کی ذریت کو قتل کرے۔ جب تک وہ زندہ ہے ملعون ہے اور جب مرے گا خدا اسے جہنم میں ڈال دے گا۔ ابن ربیعہ نے روایت کی ہے۔ کہ ابوالاسود نے کہا۔ ایک دن راس الجالوت کہ بزرگ ترین علمائے یہود سے تھا۔ میرے پاس آیا۔ اور کہا۔ قسم بخدا میرے اور داؤدؑ کے درمیان ستر پشت کا فاصلہ ہے۔ مگر جب یہود لوگ مجھ سے ملاقات کرتے ہیں۔ میری بہت تعظیم کرتے ہیں۔ اور تم نے اس شخص کو جس کی پشت ہنوز تمہارے پیغمبرؐ سے گذری تھی قتل کر ڈالا۔

بیان مجلس یزید وکیفیت کنیسہ حاضر و قتل فرنگی امام زین العابدینؑ سے روایت ہے جب سر مبارک سید الشہداؑ یزید ملعون پاس لائے وہ شقی سر منور مجلس شراب میں رکھ کر شراب زہر مار کرتا تھا۔ ایک روز بادشاہ فرنگ کا قاصد اس کی مجلس میں حاضر ہوا۔ اور وہ قاصد اپنی قوم کا بزرگ و شریف تھا۔ اس نے کہا اے بادشاہ عرب یہ کس کا سر ہے۔ یزید نے کہا تجھے اس سر سے کیا سروکار۔ اس نے کہا۔ جب میں اپنے بادشاہ پاس جاؤں گا وہ اس شہر کا رسم وطریقہ مجھ سے دریافت کرے گا۔ اس وجہ سے میں چاہتا ہوں۔ کہ اس سر کے حال سے مطلع ہوں اور اس سے جا کے بیان کروں کہ وہ بھی تمہارے فرحت وسرور خوشی میں شریک ہو گا۔ یزید نے کہا۔ یہ سر حسین ابن علی کا ہے۔ فرنگی نے کہا ان کی ماں کا کیا نام ہے۔ یزید نے کہا ان کی ماں کا نام فاطمہ دختر رسول ہے فرنگی نے کہا۔ تجھ پر اور تمہارے دین

پر ٹھہری ہو۔ ہمارا دین تیرے دین سے بہت اچھا ہے۔ واضح ہو کہ میرا باپ فرزندان حضرت داؤد کی نسل سے ہے۔ اور بہت زمانہ گذر چکا ہے۔ مگر فرنگی ہماری تعظیم کرتے ہیں۔ ہمارے پاؤں کے نیچے کی خاک تبرک کے طور اٹھائے جاتے ہیں۔ اور تم لوگ اپنے فرزند پیغمبرؐ کو قتل کر ڈالتے ہو۔ درانحالیکہ اس میں اور تمہارے پیغمبرؐ میں ایک پشت بھی نہیں گذری۔ تمہارا دین بہت برا دین ہے۔ کیا تو نے حکایت کلیسائے کافر کی نہیں سنی۔ یزید نے کہا۔ بیان کرو۔ بیان کرو۔ فرنگی نے کہا۔ ملک چین و عمان کے درمیان ایک دریا ایسا ہے جس کی مسافت ایک سال کی ہے۔ اور اس میں آبادی نہیں۔ بغیر ایک شہر کے جو کہ درمیان پانی کے واقع ہے۔ اور طول اس شہر کا اسی فرسخ مکسر ہے اور تمام روئے زمین پر کوئی شہر اس سے زیادہ بڑا نہیں۔ کافور اور یاقوت اور عنبر وہاں سے لاتے ہیں۔ اس شہر کے درخت عود کے ہیں۔ اور وہ شہر فرنگیوں کے قبضہ میں ہے۔ اور اس شہر میں بہت گرجا ہیں۔ اور سب سے بڑا گرجا کنیسہ حاضر ہے۔ اس کی محراب میں حقہ طلائی آویزاں ہے اور اس حقہ میں ایک سم ہے جسے لوگ کہتے ہیں وہ سم خر عیسیٰؑ کا ہے جس پر وہ سوار ہوا کرتے تھے۔ اس حقہ کے دور کو طلا اور دیبا سے مزین کیا ہے اور ہر سال گروہ در گروہ فرنگی اطراف عالم سے اس گرجا کی زیارت کو آتے ہیں اور اس حقہ کا طواف کر کے اس کو چومتے اور آنکھوں سے لگا کر اپنی اپنی حاجات قاضی الحاجات سے طلب کرتے ہیں۔ وہ لوگ حضرت عیسیٰ کے گدھے کے سم کی جس پر گمان ہے کہ یہ سم حضرت عیسیٰ کے گدھے کا ہے۔ اس قدر عزت اور رعایت کرتے ہیں۔ اور تم لوگ اپنے پیغمبر کی دختر کے فرزند کو قتل کرتے ہو۔ خدا تم میں اور تمہارے دین میں برکت نہ دے۔ جب یزید ملعون نے یہ سنا۔ حکم کیا۔ کہ اس کو قتل کرو اپنے شہر میں جا کے یہ مجھے بدنام نہ کرے۔ جب اس فرنگی نے یہ سنا۔ کہا میرا قتل تجھے منظور ہے۔ یزید نے کہا ہاں۔ اس فرنگی نے کہا۔ کل کی رات تمہارے پیغمبر کو میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا۔ اے فرنگی تو بہشتی ہے۔ میں اس کلام آنحضرتؐ سے متعجب تھا۔ اب میں شہادت بوحدانیت الٰہی و رسالت حضرت پناہی دیتا ہوں۔ یہ کہا۔ اور دوڑ کے سر مبارک سید الشہداؑ اپنے سینے سے لگا لیا۔ پیار کر کے روتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ قتل ہوا۔

زوجہ یزید کا باہر نکلنا

ابو مخنف وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حکم یزید ملعون سے سر مبارک سید الشہداؑ اس کے دروازہ قصر پر آویزاں کیا گیا۔ اور اہل بیت آنحضرتؐ کو اپنے محل بھجوا دیا۔ جب مخدرات اہل بیت عصمت و طہارت اس کے محل میں داخل ہوئے۔ عورات آل ابی سفیان نے اپنے زیور اتار دیئے اور لباس ماتم پہن کے آواز نوحہ و گریہ و زاری بلند کی۔ اور تین روز ماتم رہا۔ ہند دختر عبداللہ بن عامر کہ اس زمانہ میں یزید کی زوجہ تھی۔ اور پیشتر امام حسینؑ کی خدمت میں تھی

اس نے پردہ کا خیال نہ کیا۔ اور گھر سے نکل کے مجلس یزید ملعون میں جس وقت کہ مجمع عام تھا۔ آکے کہا اے یزید تو نے سر مبارک امام حسینؑ پسر فاطمہ زہرا کا میرے دروازہ پر لٹکایا ہے۔ یزید نے دوڑ کے کپڑا اس کے سر پر ڈال دیا۔ اور کہا۔ گھر میں چلی جا اور گھر میں جا کر فرزند رسولؐ خدا بزرگ قریش پر نوحہ و زاری کر۔ ابن زیاد نے ان کے بارہ میں جلدی کی میں ان کے قتل پر راضی نہ تھا۔ مولف فرماتے ہیں یہ بات اس ملعون نے اپنی زوجہ ہند کو سمجھانے کے لئے کہی تھی۔ ورنہ قاتل امام حسینؑ کا وہی ملعون تھا۔

خواب حضرت سکینہ بنت الحسینؑ

شیخ ابن نما نے روایت کی ہے کہ ایک رات سکینہؑ دختر امام حسینؑ نے خواب میں دیکھا کہ پانچ ناقے نور کے ظاہر ہوئے۔ اور ہر ناقہ پر ایک مرد پیر منور سوار تھا۔ اور بہت فرشتے ہر طرف سے انہیں گھیرے ہوئے تھے اور ان کے ہمراہ ایک کنیز خوبصورت تھی۔ جب وہ ناقے میری طرف سے نکل گئے۔ وہ کنیز میرے پاس آئی۔ اور کہا۔ اے سکینہؑ تمہارے جد رسول خداؐ تم کو سلام کہتے ہیں۔ میں نے کہا۔ رسولؐ خدا پر سلام ہو۔ تم کون ہو۔ کہا میں حوران بہشتی سے ہوں۔ میں نے کہا۔ وہ مردان پیر جو کہ ان ناقوں پر سوار تھے کون لوگ تھے۔ اس حوریہ نے کہا۔ ایک حضرت آدمؑ صفی اللہ دوسرے ابراہیمؑ خلیل اللہ تیسرے موسیٰؑ کلیم اللہ اور چوتھے عیسیٰؑ روح اللہ تھے۔ میں نے کہا۔ وہ ایک مرد پیر جو کہ اپنی ریش مبارک اپنے ہاتھ سے پکڑے تھے اور ضعف و نقاہت ان کے چہرہ سے ظاہر تھے وہ کون تھے۔ اس نے کہا۔ وہ تمہارے جد رسول خدا تھے جب میں نے اپنے جد کا نام سنا دوڑی۔ کہ آنحضرتؐ کے پاس جاؤں اور اس امت جفا کار کی شکایت کروں۔ ناگاہ کیا دیکھتی ہوں کہ پانچ ہودج نور کی پیدا ہوئیں۔ اور ہر ایک ہودج میں ایک ایک بی بی نورانی بیٹھی تھی۔ میں نے اس حوریہ سے پوچھا۔ یہ عورتیں کون ہیں۔ اس نے کہا۔ پہلی حضرت حوا دوسری آسیہ زن فرعون تیسری مریم دختر عمران چوتھی خدیجہ دختر خویلد ہیں۔ میں نے کہا۔ وہ پانچویں کون ہیں۔ کہ بکمال اندوہ اپنا سر مبارک ہاتھوں سے تھامے حیران اور پریشان ہیں۔ اس نے کہا۔ وہ تمہاری جدہ فاطمہؑ زہرا ہیں۔ جب میں نے اپنی دادی کا نام سنا۔ دوڑی اور ہودج تک پہنچ کے نالہ و فریاد کرنے لگی۔ اے مادر گرامی ظالمان امت نے ہمارے حق سے انکار کیا۔ ہماری جمعیت کو پراگندہ کر دیا۔ ہماری ہتک حرمت کو مباح جانا اے دادی میرے پدر بزرگوار امام حسینؑ کو شہید کر کے مجھے یتیم کیا۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ اے سکینہ آب اگے کچھ نہ کہہ میرے دل کو تو نے پارہ پارہ اور میرے جگر کو تو نے مجروح کر دیا۔ اس وقت پیراہن امام حسینؑ حق تعالیٰ کے پاس لئے جاتی ہوں۔ اور اس کا خون بہا طلب کرتی ہوں۔ ایضاً۔ دیگر علماء نے حضرت سکینہ سے روایت

کی ہے۔ کہ ایک روز سکینہؑ نے یزید پلید سے کہا۔ شب کو میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔ اگر تو اجازت
دے میں بیان کروں۔ اس نے کہا۔ بیان کرو۔ حضرت سکینہ نے کہا۔ شب کو جب ہم نماز سے فارغ ہوئے
اپنے اور اہل بیتؑ کے حال پریشان پر بہت گریہ و زاری کی۔ جب میں سو گئی۔ میں نے دیکھا دریائے
آسمان کھل گئے اور درمیان آسمان و زمین ایک نور ساطع ہوا۔ اور حوران بہشت اتریں۔ ناگاہ مجھے
ایک باغ نہایت سبز و شاداب گل اور یاسمین سے آراستہ اور ایک قصر نہایت بارفعت و زینت نظر
آیا۔ پھر میں نے دیکھا۔ پانچ مرد پیر نورانی اس قصر میں داخل ہوئے میں نے ایک حور سے پوچھا۔ یہ قصر
کس کا ہے۔ اس نے کہا تمہارے پدر امام حسینؑ کا ہے۔ میں نے کہا۔ یہ مرد پیر نورانی کون ہیں اس نے کہا
اے سکینہ تم نے نہیں پہچانا۔ وہ تمہارے جد حضرت رسولؐ ہیں۔ میں نے پوچھا۔ وہ کہاں گئے۔ اس نے
کہا۔ تمہارے پدر امام حسینؑ پاس گئے ہیں۔ میں نے کہا واللہ میں اپنے جد پاس جا کے اپنے حال کی
ان سے شکایت کرتی ہوں۔ پھر میں نے ایک مرد خوش رو نورانی کو دیکھا۔ کہ نہایت حزن و اندوہ
سے کھڑا ہے اور شمشیر ہاتھ میں ہے۔ میں نے پوچھا کون ہیں۔ اس نے کہا۔ تمہارے جد علیؑ ابن ابی
طالب ہیں۔ یہ سن کر میں اُن کے پاس گئی۔ اور بروایت دیگر حضرت رسولؐ پاس گئی۔ اور کہا۔ یا جداہ
ہمارے مردوں کو قتل کیا۔ اور ہماری خونریزی کر کے ہماری حرمت کو ضائع کیا۔ ہم کو شتر برہنہ پر سوار
کر کے یزید کے دربار میں لے گئے۔ پس حضرت رسولؐ نے مجھے گود میں لیا۔ اور فرمایا۔ اے پیغمبران
خدا دیکھو میری امت نے میری ذریت فرزندوں سے کیا سلوک کیا۔ اس حوریہ نے کہا اے سکینہ اپنی
شکایت موقوف کرو۔ کہ حضرت رسولؐ کو تم نے رلا دیا۔ بعد ازاں مجھے دوسرے قصر میں لے گئے اس قصر
میں پانچ بیبیاں نہایت باعظمت و شان تھیں اور ان میں ایک بی بی سب سے عظیم مرتبہ سیاہ لباس
پہنے اور بال سر کے بکھرے تھی۔ اور پیراہن خون آلود ہاتھ میں تھا۔ جس وقت وہ اٹھتی تھیں ان کی
تعظیم کو سب بیبیاں اٹھتی تھیں۔ اور جب وہ بیٹھتی تھیں۔ اس وقت سب بیبیاں بیٹھتی تھیں۔ اور
ہر امر میں ان کی عزت کرتی تھیں۔ میں نے اس حوریہ سے پوچھا۔ یہ خواتین معظمہ کون ہیں۔ اس نے
کہا اے سکینہ ایک حضرت حوا ہیں۔ اور دوسری مریم مادر عیسیٰ ہیں اور تیسری خدیجہؑ اور چوتھی سارہ
زوجہ حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ ہیں۔ و بروایتے ہاجرہؑ مادر اسماعیلؑ ہیں اور جن کے ہاتھ میں پیراہن ہے
اور سب ان کی تعظیم کرتے ہیں وہ تمہاری دادی فاطمہ زہراؑ ہیں۔ یہ سن کر میں اپنی دادی پاس گئی۔ اور کہا
اے جدۂ نامدار میرے پدر کو قتل کیا۔ اور مجھے یتیم کیا۔ انہوں نے مجھے سینہ سے لگایا۔ اور بہت گریہ و زاری
کی اور وہ خواتین بھی بہت روئیں اور کہا۔ اے فاطمہؑ خدا تمہارے اور یزید کے درمیان بروز قیامت حکم کرے گا۔

ناگاہ میں نے دیکھا۔ درہائے آسمان کھل گئے اور ملائکہ فوج فوج میرے پدر کے سر اقدس کی زیارت کو آتے اور زیارت کر کے چلے جاتے ہیں۔ جب یزید نے یہ خواب سُنا۔ اپنے منہ پر طمانچے مار کے رونے لگا۔ اور کہا۔ مجھے قتل حسینؑ سے کیا مطلب تھا۔ بروایت دیگر اس خواب کو سچ نہ جانا اور اٹھ کر چلا گیا۔

محافظ سر امام حسینؑ کا خواب دیکھنا

قطب راوندیؒ نے اعمش سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے میں کعبہ میں طواف کرتا تھا۔ ناگاہ میں نے دیکھا۔ ایک شخص دعا کر کے کہتا ہے۔ خداوندا مجھے بخش دے۔ مگر میں جانتا ہوں۔ تو نہ بخشے گا۔ جب میں نے اس سے سبب ناامیدی پوچھا۔ وہ مجھ کو حرم سے باہر لے گیا۔ اور کہا۔ میں ان میں سے ہوں۔ جو عمر بن سعد لعین کے لشکر میں تھے اور ان چالیس نفر سے ہوں۔ جو امام حسینؑ کا سر شام لے گئے۔ اور راہ میں بہت معجزات سر بزرگوار سے مشاہدہ کئے۔ جب ہم دمشق میں داخل ہوئے۔ جس روز اس سر مطہر کو یزید کی مجلس میں لئے جاتے تھے۔ قاتل نے سر مبارک اٹھا کر یہ رجز پڑھا۔ کہ میری سپر کو طلا و نقرہ سے بھر دے۔ اس لئے کہ میں نے بادشاہ بزرگ کو قتل کیا اور میں نے اس شخص کو قتل کیا۔ جو سب سے افضل ہے یزید نے کہا۔ جبکہ تو جانتا تھا۔ کہ وہ ایسے بزرگ ہیں۔ پھر کیوں ان کو قتل کیا۔ بعد اس کے اس ملعون کے قتل کا حکم دیدیا اور اس سر منور کو اپنے آگے رکھ کے بہت خوش ہوا۔ اور اہل مجلس نے اس پر اتمام حجت کی۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا بعد اس منور کو ایک حجرے میں کہ اس کی مجلس عیش و شراب کے متصل تھا۔ ایک نیزہ پر نصب کیا۔ اور مجھے اس مبارک کا پاسبان مقرر کیا۔ اس سر اقدس کے معجزات سے مجھے دہشت پیدا ہوئی۔ اور نیند نہ آئی۔ جب ایک ثلث شب گذری اور میرے ہمراہی خواب مرگ میں گئے ناگاہ میرے کان میں آسمان سے آوازیں آئیں۔ اور میں نے سُنا۔ ایک منادی نے کہا۔ اے آدمؑ اترو پس حضرت آدمؑ مع ملائکہ آسمان سے اُترے۔ ناگاہ دوسری آواز آئی کہ ابراہیمؑ اترو پس وہ حضرت بھی مع ملائکہ بے شمار آئے۔ اور اسی طرح حضرت موسیٰؑ و حضرت عیسیٰؑ مع ملائکہ بحد و شمار آئے۔ بعد ازاں ایک غلغلہ عظیم سُنا اور ایک آواز آئی۔ کہ اے محمدؐ آیئے۔ ناگاہ میں نے دیکھا حضرت رسولؐ مع افواج ملائکہ آسمان سے اترے۔ اور ملائکہ نے اس حجرہ کو جس میں امام حسینؑ کا سر تھا۔ گھیر لیا۔ اور حضرت رسولؐ اس حجرے میں داخل ہوئے۔ جب امام حسینؑ کے سر کو دیکھا۔ تو حضرت رسولؐ پر صدمہ و رنج کی وجہ سے ضعف طاری ہوا۔ اور بیٹھ گئے۔ ناگاہ میں نے دیکھا۔ جس نیزے پر سر امام حسینؑ نصب تھا۔ وہ خم ہوا اور وہ سر منور آنحضرت کی گود میں آ گیا۔ حضرت نے اس سر مطہر کو اپنے سے لگایا۔ اور حضرت آدمؑ پاس لائے اور کہا۔ اے پدر دیکھئے میری امت نے میرے فرزند دلبند کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ ناگاہ جبرئیل حضرت رسولؐ پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ میں زلزلہ زمین پر مامور ہوں مجھے اجازت

دیجئے کہ زمین کو متزلزل کردوں۔ اور ایک ایسا نعرہ ماروں کہ یہ سب ہلاک ہو جائیں۔ حضرت نے اجازت نہ دی۔ جبرئیل نے کہا اجازت دیجئے۔ کہ ان چالیس نفر کو ہلاک کردوں۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ تم کو اختیار ہے۔ پس جبرئیل جس پر کچھ پھونک دیتے تھے اس کے بدن میں آگ لگ جاتی تھی اور اس کے بدن کو جلا دیتی تھی۔ یہاں تک کہ میری نوبت پہونچی۔ میں نے فریاد اور استغاثہ کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اس ملعون کو چھوڑ دو۔ خدا اس کو نہ بخشے۔ یہ سن کر مجھے چھوڑ دیا۔ اور سر اُٹھا کر لے گئے۔ اور پھر دوسری شب کسی نے اس سر کو نہ دیکھا۔ جب عمر سعد لعین ملک رے کی طرف روانہ ہوا۔ راہ میں جہنم واصل ہوا اور اپنے مطلب کو نہ پہنچا۔ مولف فرماتے ہیں۔ در باب سر مبارک سید الشہدا از اہل سنت میں بہت اختلاف ہے۔ مگر علمائے شیعہ میں یہ مشہور رہے۔ کہ امام زین العابدین مع سر ہائے شہدا ار روز اربعین کربلا میں آئے اور ان سروں کو جسموں سے ملحق کیا۔ یہ قول بحسب روایات بہت بعید معلوم ہوتا ہے۔ اور حدیث کثیرہ اس پر دلالت کرتی ہے۔ کہ ایک شخص شیعان آنحضرتؐ سے اس سر مبارک کو لے گیا۔ اور بالائے سر حضرت امیر المومنین دفن کیا۔ اس سبب سے وہاں بھی زیارت امام حسینؑ پڑھنا سنت ہے اور یہ روایات اس پر دلالت کرتی ہے۔ کہ حضرت رسولؐ اس سر منور کو اپنے ہمراہ لے گئے۔ واضح ہو کہ اگرچہ حقیقت واقعی سر اقدس کی دریافت نہ ہو۔ لیکن اس میں تو شک نہیں کہ وہ سر اطہر اور جسم انور مقام شریف اور محل لطیف کو منتقل ہو کے عالم قدس میں باہم گر ملحق ہوئے۔

بیان زندان اہل بیت عصمت و طہارت ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ یزید ملعون نے حضرت امام زین العابدینؑ کو مع مخدرات مطہرات ایسے مکان میں قید کیا جہاں کچھ سایہ نہ تھا۔ یہاں تک کہ چہرہ ہائے نورانی کے پوست جدا ہو گئے اور ان دنوں میں بیت المقدس میں جو پتھر اٹھاتے تھے اس کے نیچے سے خون تازہ جوش مارتا تھا۔ اور وقت طلوع شعاع آفتاب دیواریں سرخ ہو جاتی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ گویا دیوار پر سرخ چادر ڈال دی ہے۔ یہاں تک کہ حضرت امام زین العابدین خواتین معظمہ اور سروں کو کربلا میں لائے۔ بصائر الدرجات میں حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے جب حضرت علیؑ بن حسینؑ کو یزید پلید پاس لے گئے اور ان کو ایک کھنڈر میں اس نے قید کیا۔ بعض اہل بیت نے کہا۔ ہم کو اس واسطے اس کھنڈر میں قید کیا ہے کہ یہ مکان ہم پر گر پڑے۔ جو لوگ پاسبانی زندان کرتے تھے۔ انہوں نے آپس میں بزبان رومی کہا۔ یہ لوگ خائف ہیں کہ یہ مکان ہم پر گر پڑے۔ مگر نہیں جانتے کل صبح ان کو قتل کریں گے ان غلاموں کو یہ گمان تھا کہ یہ زبان رومی نہیں جانتے چونکہ حضرت امام زین العابدین تمام زبانوں سے واقف تھے فرمایا۔ خدا نہ چاہے گا۔ جب دوسرا روز ہوا۔ ان کو قید سے رہا کیا۔

سید ابن طاؤسؒ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت امام زین العابدین دمشق میں تشریف لیے جاتے
تھے منہال بن عمر نے حضرت سے پوچھا آپ کو یہ شام کس حال میں ہوئی اور کیا مصیبت گذری حضرت
نے فرمایا جس طرح بنی اسرائیل پر آل فرعون میں گذری کہ ان کے فرزندوں کو قتل اور ان کی عورتوں کو اسیر
کرتے تھے۔ اے منہال عرب عجم پر فخر کرتے ہیں۔ کہ محمدؐ عرب سے ہیں۔ اور قریش تمام عرب پر فخر کرتے ہیں
کہ وہ حضرت قریش سے ہیں اور ہم کو کہ اہل بیت رسول ہیں قتل کرتے ہیں اور اپنے ساکن و مکانات سے دور
کرتے ہیں۔ اور ہمارا حق غصب کر کے شہر بشہر ہم کو پھراتے ہیں۔ پس قضائے حق تعالےٰ پر راضی ہیں اور
کہتے ہیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ روایت کی ہے۔ ایک روز یزید ملعون نے حضرت امام زین العابدینؑ
اور عمرو فرزند امام حسنؑ کو طلب کیا۔ اور عمرو کا سن گیارہ برس کا تھا۔ عمروؑ سے کہا۔ اے فرزند خالد سے کشتی
لڑو۔ عمروؑ نے کہا۔ کشتی سے کیا فائدہ ہوگا۔ اگر ہماری شجاعت کا امتحان تجھے منظور ہے تو ایک چھری مجھے دے
ایک چھری اُسے دے تاکہ میں اس سے مقاتلہ کروں۔ یزید نے کہا۔ یہ شجاعت تمہارے باپ دادا کی میراث
ہے۔ بعد ازاں حضرت امام زین العابدینؑ سے کہا کہ اپنی حاجت مجھ سے بیان کرو۔ حضرت نے فرمایا میری
تین حاجتیں ہیں۔ اوّل یہ کہ میرے پدر بزرگوار کا سر مجھے دے۔ دوسرے حکم کر جو کچھ ہمارا مال و اسباب لوٹ
لیا ہے۔ وہ ہم کو واپس کر دیں۔ تیسرے اگر میرے قتل کا ارادہ ہو تو کسی کو مخدراتِ عصمت و طہارت کے ہمراہ
کر کے انہیں ان کے جد کے روضۂ مبارک تک پہنچا دے اس ملعون نے کہا۔ تم کبھی اپنے پدر کا سر نہ دیکھو گے
اور عورتوں کو تم خود مدینہ میں لے جاؤ۔ اور جو کچھ تمہارا مال لوٹا گیا ہے میں اس کے عوض تم کو اپنے مال سے دوں گا
حضرتؑ نے فرمایا۔ میں تیرا مال نہیں چاہتا، لیکن جو ہمارا اسباب ہے۔ اس لیے اُسے طلب کرتا ہوں۔ اس میں
کئی کپڑے ایسے ہیں جن کا تاگا ہماری جدۂ معظمہ جناب فاطمہؑ کے دست مبارک کا کاتا ہوا ہے اور
ایک مقنعہ اور ایک گردن بند اور ایک پیراہن ان معظمہ کا اس اسباب میں ہے۔ یہ سن کر اس نے حکم کیا کہ
وہ تمام اسباب دو۔ اور دو سو دینار طلائی بھی دیئے۔ حضرتؑ نے وہ روپیہ بھی فقرا و مساکین کو تقسیم کر دیا
پھر یزید نے امام زین العابدینؑ کو اس امر کی اجازت دی کہ خواہ مدینہ میں تشریف لے جائیں۔ یا دمشق میں
رہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ میں چاہتا ہوں۔ مدینہ میں جہاں میرے جد بزرگوار کا مقام ہے یعنی مقام ہجرت چلا جاؤں

ہند زوجہ یزید لعین کا خواب دیکھنا۔ بعض کتب معتبرہ میں روایت ہے۔ کہ ہند زن یزید
نے کہا۔ کہ جب شہدائے کربلا کے سر شام میں لائے ہیں میں نے ایک شب خواب میں دیکھا۔ کہ آسمان کے
دروازے کھل گئے۔ اور فوج فوج ملائکہ نازل ہو کے حضرت امام حسینؑ کے سر مبارک کے برابر کھڑے ہوتے
تھے۔ اور کہتے تھے۔ السلام علیک یا ابا عبد اللہ السلام علیک یا ابن رسول اللہ ناگاہ میں نے دیکھا۔ ایک

ابر آسمان سے اُترا۔ اور اس ابر میں بہت لوگ تھے ان میں ایک مرد نہایت ملاحت و صباحت و نور و صفا رکھتا تھا۔ جب وہ زمین پر پہنچے دوڑ کے اس سر منور کے پاس جا کے لب و دندان کے بوسے لیئے اور بکمال نوحہ و زاری کہتے تھے۔ اے میرے فرزند دلبند تجھے قتل کیا۔ اور تجھے پانی نہ دیا۔ کیا تجھے نہیں پہچانتے تھے۔ اے فرزند گرامی میں تیرا جد رسول خدا ہوں۔ اور یہ تیرا پدر علیؑ مرتضیٰ اور یہ تیرا برادر حسن مجتبیٰ ہے۔ اور یہ تیرے چچا جعفر طیار و عقیل و حمزہ و عباس ہیں۔ اسی طرح تمام اہل بیتؑ کو نام بنام بتایا۔ ہند کہتی ہیں میں اس خواب سے خائف و ترساں چونکی۔ اور جب اس منور کے پاس گئی۔ تو دیکھا کہ نور اس سر منور سے ساطع ہے۔ جانب آسمان میں نے جا کے قصد کیا۔ کہ یزید کو جگا کے اس کو اپنے خواب سے مطلع کروں۔ مگر اس کو اس کی جگہ پر نہ پایا۔ جب تلاش کیا تو دیکھا۔ ایک اندھیرے مکان میں دیوار کی طرف منہ کیئے ہوئے بیٹھا ہے اور نہایت خوف و دہشت سے کہتا ہے۔ کہ مجھے حسینؑ سے کیا مطلب تھا۔ جب اس نے میرا خواب سنا اس کا غم واندوہ زیادہ ہوا۔ اور سر جھکا کے کچھ جواب نہ دیا۔ صبح کو اہل بیت رسالت کو طلب کر کے ان کو شام میں رہنے یا مدینہ کی طرف جانے کا اختیار دیا۔ انہوں نے کہا۔ اول ہم کو امام مظلوم کا ماتم برپا کرنے کی اجازت دے اس نے کہا۔ جو تمہیں منظور ہو۔ وہ کرو۔ اور ایک مکان اہل بیتؑ کو دیا۔ اہل بیت نے جامہائے سیاہ پہنے اور ملک شام میں جس قدر قریش و بنی ہاشم تھے۔ وہ ماتم و گریہ و زاری و تعزیت و سوگواری میں ان کے شریک تھے اور سات روز تک ان حضرت پر نوحہ و زاری کی۔ روز ہشتم یزید نے ان کو طلب کیا۔ اور عذر خواہی کر کے ان کو شام میں رہنے کی تکلیف دی۔ جب انہوں نے قبول نہ کیا۔ محملیں اور ہودجیں ان کو دلوا دیں۔ اور خرچ کے لیئے مال حاضر کیا۔ اور ان سے کہا۔ یہ اس ظلم کا عوض ہے جو تم پر ہوا حضرت ام کلثومؑ نے فرمایا۔ اے یزید تو کس قدر بے حیا ہے۔ ہمارے بھائیوں اور عزیزوں کو قتل کر کے کہتا ہے۔ کہ یہ عوض ہے۔ حالانکہ تمام دنیا کا معاوضہ ان کے ایک رونگٹے کے برابر نہیں ہو سکتا۔

واپسی شام سے اہل بیت کا کربلا پہنچنا

بروایت شیخ مفیدؒ وغیرہ یزید ملعون نے نعمان ابن بشیر کو کہ اصحابہ حضرت رسولؐ سے تھے طلب کیا۔ اور کہا کسی شامی کو کہ جو صلاح و نیکی و امانت و دیانت سے موصوف ہو۔ اس کو ان کے ہمراہ کرو اور عمدہ طرح سے ان کے سفر کی تیاری کرو اور کچھ لوگ نگہبانی کے لیئے ان کے ہمراہ روانہ کرو۔ و بروایت دیگر خود نعمان بن بشیر کو روانہ کیا۔ بعد ازاں حضرت امام زین العابدین کو طلب کر کے بخیال رفع تشنیع کہا ابن مرجانہ پر خدا لعنت کرے۔ اگر میں اس کی جگہ پر ہوتا۔ تو امام حسینؑ جو کچھ مجھ سے طلب کرتے بیجان

کو دینا۔ اور ان کے قتل پر راضی نہ ہوتا۔ آپ ہمیشہ مجھ کو خط لکھا کریں۔ اور جو مجھ سے حاجت ہو وہ طلب فرمائیں کہ میں بجالاؤں گا۔ بعد ازاں جس شخص کو ان کی رفاقت اور نگہبانی پر مقرر کیا تھا۔ اس کو طلب کر کے حضرت کی رعایت کے بارے میں اس سے بہت کچھ کہتا رہا۔ اور جب اہل بیت روانہ ہو کے قریب عراق پہنچے اس شخص سے جو ان کے ہمراہ تھا۔ اس کو بلا کر کہا۔ ہم کو کربلا لے چلو۔ اور وہاں سے مدینہ کی جانب روانہ ہو۔ اس شخص نے منظور کیا۔ جب کربلا پہونچے۔ اسی روز جابرؓ بن عبداللہ انصاری اور گروہ بنی ہاشم اور ان مظلومؑ امام کے اقارب حضرتؑ کی زیارت کو آئے تھے۔ اس مقام متبرک میں آپس میں ملاقات کر کے بہت گریہ و زاری کی۔ ایک جماعت کثیر عورات قریہ و دیہات سے حاضر ہوئیں۔ اور مراسم تعزیت بجالائیں بعد اس کے روانہ ہوئے۔

مرثیہ بشیر بن جذلم مشتمل بر شہادت امام حسینؑ مدینہ منورہ میں۔ بشیر بن جذلم کہ ہمراہیان اہل بیتؑ سے تھا۔ وہ کہتا ہے۔ جب ہم قریب مدینہ پہونچے۔ حضرت سید الساجدینؑ نے ایک مقام پر قریب شہر نزول اجلال فرمایا۔ اور حکم دیا۔ کہ خیمہ نصب کریں۔ اور قنائیں کھڑی ہوں۔ پھر فرمایا اے بشیر خدا تیرے باپ پر رحم کرے۔ تیرا پدر مرد شاعر تھا۔ اپنے باپ کا حصہ تونے بھی پایا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ یا ابن رسول اللہ میں بھی شعر کہتا ہوں۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ چند شعر مرثیہ سید الشہداء میں مدینہ میں جا کے پڑھ اور اہل مدینہ کو ہمارے آنے سے مطلع کر۔ بشیر کہتا ہے کہ میں سوار ہو کے مدینہ طیبہ میں داخل ہوا۔ جب مسجد حضرت رسولؐ کے قریب پہنچا۔ میں نے صدائے گریہ و زاری چند شعر جانسوز اس مضمون کے پڑھے۔ اے اہل یثرب یہ جگہ قیام کی نہیں رہی۔ کیونکہ امام حسینؑ شہید ہو گئے۔ اور اسی سبب سے میری آنکھوں سے سیلاب اشک رواں ہے۔ ان کا بدن شریف کربلا میں خاک و خون میں غلطاں ہے۔ اور ان کا سر شہر بشہر نیزے پہ پھراتے ہیں۔ بعد ازاں کہا۔ علیؑ بن الحسینؑ معہ بقیہ اہل بیت تمہارے قریب آگئے ہیں۔ اور میں ان کا قاصد ہوں،، جب یہ آواز مدینہ میں بلند ہوئی۔ تمام مخدرات بنی ہاشم و زنان مہاجرین و انصار سر و پا برہنہ اپنے مکانوں سے نکل آئیں۔ اپنے منہ پہ طمانچے مارے اور اپنے بال بکھرا کر صدائے نالہ و نوحہ و زاری و وابلاہ و امصیبتاہ بلند کی میں نے کبھی مدینہ کو اس حال سے نہ دیکھا تھا۔ اور کبھی اس روز سے پہلے اس زور و شور کا ماتم نہ دیکھا تھا۔ پھر سب میرے پاس آئے اور کہا۔ اے بد خبر سنانے والے تونے ماتم سید الشہداء میں ہمارے اندوہ کو تازہ، اور ہمارے جراحتوں کو اپنے نالۂ جانسوز سے خراشیدہ کیا۔ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے۔ میں نے کہا۔ میں بشیر بن جذلم ہوں۔ میرے آقا علیؑ بن حسینؑ نے تم سب کے پاس بھیجا ہے۔ اور خود مع عیال امام شہید و اہل بیت فقل

مقام پر مقیم ہیں۔ جب مجھ سے یہ خبر سنی تمامی زن و مرد سر و پا برہنہ گریاں و نالاں اس طرف روانہ ہوئے۔ میں ہر چند گھوڑا دوڑاتا تھا۔ اور جلدی کرتا تھا۔ مگر کثرت ہجوم مردم سے راہ نہ ملتی تھی جب میں حضرتؑ کے قریب خیمہ پہنچا۔ میں نے دیکھا۔ امام زین العابدینؑ کرسی پر بیٹھے ہیں۔ اور چشم مبارک سے مثل باراں آنسو جاری ہیں رومال سے آنسو پاک کرتے ہیں اور ہر جانب سے صدائے نوحہ دگریہ مردمان وزناں کنیزاں وخواتین معظمہ بلند ہے۔ بکثرت لوگ چلے آتے ہیں۔ اور حضرتؑ کو پرسا دیتے ہیں۔ صدائے واحسیناہ عرش بریں تک بلند ہے سیلاب اشک اہل زمین آسمان تک پہنچا ہے قدسیوں کے اشک خونیں نے روئے زمین کو گلگوں کر دیا ہے۔ جب شور و فغاں میں کچھ کمی ہوئی۔ اس وقت حضرت نے لوگوں سے اشارہ کیا۔ کہ خاموش رہو۔ جب سب چپ ہوئے۔ حضرتؑ نے فرمایا میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں۔ جو پروردگار عالمیان اور تمام خلائق پر رحیم اور مہربان ہے۔ وہی صاحب روز جزا و آفرینندہ ارض وسما ہے اور معرفت اس کی ادراک عقول سے بعید اور رازہائے پنہاں سے قریب ہے۔ پھر کہا۔ حمد کرتا ہوں میں اس کے لئے عزائم امور و مصائب دہور اور محنتہائے دردآور دندہ اور ماتم ہائے صبر برانداز پر۔ ایہا الناس خاص خدا کے لئے حمد ہے۔ کہ ہم کو سخت ترین مصیبت میں مبتلا کیا اور اسلام میں رخنہ عظیم پیدا ہوا۔ سید جوانان بہشت کو قتل اور ان کے فرزندوں اور اہل بیتؑ کو اسیر کیا۔ اور ان کا سر نیزے پر شہر بشہر پھرایا۔ یہ وہ مصیبت ہے جس کا مثل و نظیر نہیں کون سا دل بعد دیکھنے ایسی مصیبت جانسوز کے شاد ہوگا۔ تحقیق کہ ساتوں آسمان نے حضرت کی شہادت پر گریہ کیا۔ اور دریا خروش میں آئے۔ اور آسمان و زمین کو تزلزل ہوا۔ اور درختوں میں آگ لگ گئی۔ ماہیان دریا آتش ہجران پر طپیدہ ہوئیں۔ قدسیان عالم بالا معاملان عرش اعلے نے مصیبت سید الشہداء میں اشک خونیں بہائے۔ ایہا الناس کون دل اس مصیبت سے شگافتہ اور کون سینہ اس مصیبت میں مجروح نہ ہوا۔ ایہا الناس آگاہ ہو۔ ہم کو مانند اسیروں کے طوق و زنجیر میں گرفتار کیا۔ اور شتران برہنہ پر سوار کر کے شہر بشہر دیار بدیار پھرایا۔ قسم بخدا۔ اگر پیغمبر خود ان لوگوں سے ہماری ذلت و قطع نسل کے لئے ارشاد کرتے۔ تب بھی اس سے زیادہ ظلم نہ کرتے۔ حالانکہ حضرت رسولؐ نے ہمارے اعزاز و اکرام و احترام اور رعایت حقوق کی ان سے سفارش کی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کیا ماتم جانگداز اور کیا اندوہ راحت برانداز ہے میں خدا سے اپنا صواب طلب کرتا ہوں اور اسی سے امید ثواب رکھتا ہوں۔ اور وہی ظالموں سے انتقام لینے والا۔ اور صابروں کا ثواب دینے والا۔ یہ سن کر صوحان نے اٹھ کے عذر کیا۔ کہ میں زمین پر گر گیا ہوں۔ اس سبب سے آپ کی نصرت سے نا امید رہا۔ حضرت نے اس کا عذر قبول کر کے اس کے باپ کو بکلمہ رحمت یاد کیا۔ بعد ازاں مدینہ میں

تشریف لائے ۔ جب حضرت رسولؐ کے مرقد منور پر نظر پڑی ۔ فریاد کی ۔ کہ واجداہُ محمداہ آپ کے حسینؑ کو تشنہ لب شہید کیا ۔ اور آپ کے اہل بیت کو اسیر کیا ۔ پس دوبارہ مدینہ میں غلغلہ خروش بلند ہوا ۔ اور صدائے نالہ و گریہ در و دیوار سے بلند ہوئی ۔

بیان گریہ و بکا حضرت امام زین العابدینؑ : حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت امام زین العابدینؑ چالیس سال اپنے پدر بزرگوار کے بعد دن کو روزہ رکھتے اور شب کو عبادت حق تعالیٰ میں قیام فرماتے ۔ جب حضرت کا غلام آب و طعام حاضر کرتا ۔ اور عرض کرتا ۔ آقا تناول کیجیے ۔ حضرت گریہ کر کے فرماتے تھے ۔ کیونکر یہ کھانا کھاؤں حالانکہ فرزند رسولؐ گو شہ شہید ہوا اور کیونکر یہ پانی پیوں ۔ کہ فرزند رسولؐ تشنہ لب قتل ہوا ۔ یہ کلام مقرر فرما کر یہاں تک روتے تھے کہ اس آب و طعام میں وہ آنسو مخلوط ہو جاتے تھے ۔ اور جب تک اپنے پدر بزرگوار سے ملحق نہ ہوئے ۔ اسی حال میں بسر کی ۔ یہاں تک کہ محنت دنیا سے فراغت پائی ۔ حضرت کے ایک غلام نے روایت کی ہے ۔ ایک روز میرے آقا صحرا میں تشریف لے گئے ۔ میں بھی عقب آنحضرتؑ میں تھا ۔ میں نے دیکھا ۔ حضرت زمین ناہموار میں سجدے میں گر گئے ۔ گریہ و زاری کرتے تھے ۔ اور ذکر خدا میں صدا بلند تھی ، پس ہزار مرتبہ اس تہلیل کو پڑھا ۔ لا الٰہ الا اللہ حقاً حقاً لا الٰہ الا اللہ تعبداً و رقاً لا الٰہ الا اللہ ایماناً و صدقاً ۔ جب حضرت نے سجدے سے سر اٹھایا ۔ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی تھی ۔ میں نے عرض کیا ۔ اے میرے مولا ۔ ابھی وہ وقت نہیں آیا ۔ کہ آپ کا گریہ و اندوہ کم ہو حضرت نے فرمایا ۔ وائے ہو تجھ پر حضرت یعقوبؑ خود پیغمبرؑ اور فرزند پیغمبرؑ تھے ۔ ان کے بارہ فرزند تھے حق تعالیٰ نے ان کے ایک فرزند کو ان سے جدا کر دیا ۔ اس اندوہ سے ان کے سر کے بال سفید ہو گئے ۔ اور پشت خم ہو گئی ۔ آنکھوں سے نور جاتا رہا حالانکہ ان کا پسر زندہ تھا ۔ میں نے پدر و برادر و سترہ شخص اہل بیت سے قتل ہوتے دیکھے ۔ پھر کیونکر میرا اندوہ غم کم ہو موقف فرماتے ہیں ۔ ہو سکتا ہے ۔ کہ حضرت کا گریہ محبت و خوف حق تعالیٰ سے ہو ۔ چنانچہ حضرت کی مناجات سے معلوم ہوتا ہے ۔ چونکہ یہ مصائب بھی شریک ہوئے شاید اسی طرح اظہار ۔ مصلحت فرمایا ہو ۔ تاکہ لوگوں پر اس واقعہ عظمیٰ و داہیہ کبریٰ کی رسوائی ظاہر ہو ۔ تاکہ دوستان خدا و مقربان حق تعالیٰ کا گریہ ایک وجہ سے پرشل اوروں کے نہیں ہے کہ محبت بشری سے ہو ۔ چنانچہ فوت اولاد میں اس قدر گریہ نہیں کرتے ۔ بلکہ حضرت امام زین العابدینؑ اپنے پدر بزرگوار کو اوروں سے بہتر اور فوائد وجود ان بزرگوار اور مفاسد عدم وجود اس امام اخیار کے اوروں سے زیادہ جانتے تھے اور معلوم تھا کہ وہ اپنے زمانہ میں محبوب ترین خلق خدا تھے ۔ ان کے قتل سے ایک عالم کی گمراہی منصور ہے ۔ دین خدا ضائع ہوا حضرت رسولؐ کی سنت برطرف ہوئی ۔ بنی امیہ کی بدعتیں ظاہر ہوئیں ۔ اس سبب سے گریہ کرتے تھے ۔ اور تھوڑے غور سے صاف ظاہر ہے کہ یہ گریہ خدا کی طرف راجع ہے اور کسی قدر اس کا حال کتاب حیات القلوب و عین الحیات میں مذکور ہے ۔

فصل سولہویں

بیان غرائب معجزات وگریہ وبکا آسمان وزمین بعد شہادت امام مظلوم

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے۔ بسند معتبر ایک روز ایک دشمن خدا و رسول حضرت امیر المؤمنین کی طرف سے گذرا۔ حضرت نے یہ آیتہ پڑھا۔ فما بکت علیہم السماء والارض وما کانوا منظرین یعنی نہیں گریہ کیا ان پر آسمان وزمین نے اور نہ تھے وہ مہلت یافتگان سے اسی اثنا میں امام حسین اسی طرف سے گذرے۔ حضرت نے فرمایا۔ ولیکن ان پر آسمان وزمین گریہ کریں گے۔ اور فرمایا۔ آسمان وزمین نے گریہ نہیں کیا۔ مگر یحیٰی بن زکریا اور حسین بن علی پر۔ بسند معتبر حسین بن ابی فاختہ سے روایت کی ہے کہ کہا میں نے خدمت جناب صادق میں عرض کیا۔ میں مجالس مخالفین میں شریک ہوتا۔ اور آپ کو یاد کرتا ہوں۔ اس وقت کیا کہا کروں۔ حضرت نے فرمایا۔ جب ان کی مجالس میں جایا کرو اللّٰھم ارنی الرخاء والسرور کہا کرو۔ راوی نے کہا۔ آپ پر سے فدا ہوں مجھے امام حسین یاد آتے ہیں۔ اس وقت کیا کہوں حضرت نے فرمایا تین مرتبہ کہو۔ صلی اللہ علیک یا عبد اللہ۔ پھر حضرت نے فرمایا۔ جب امام حسین شہید ہوئے۔ ان کی شہادت پر ساتوں آسمان اور ساتوں طبقات زمین اور جو کچھ درمیان آسمان وزمین ہے۔ اور جو بہشت دوزخ میں ہیں۔ اور جو خلائق حق تعالےٰ دکھائی دیتے ہیں۔ اور جو نہیں دکھائی دیتے ہیں سب روتے۔ مگر تین چیزیں گروہ امام حسین پر نہیں روئیں۔ راوی نے عرض کیا۔ میں آپ پر سے فدا ہوں۔ وہ چیزیں کون ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ بصرہ نزد دمشق اور آل حکم بن ابی عاص یہ نہیں روئے۔

روایت میثم تمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بسند معتبر جبلہ مکیہ سے روایت کی ہے میں نے میثم تمار سے کہ اصحاب حیدر کرار صاحب اسرار سے تھے سنا ہے۔ انہوں نے کہا۔ قسم بخدا میں یاد کرتا ہوں۔ کہ یہ امت اپنے پیغمبر کے فرزند کو دسویں محرم کو شہید کرے گی۔ اور دشمنان خدا اس دن کو روز برکت سمجھیں گے اور یہ امر البتہ شدنی ہے اور علم الٰہی میں گذرا ہے اور اس کی خبر میرے آقا اور مولا امیر المؤمنین نے مجھے دی ہے۔ اور مجھ سے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ امام حسین پر جمیع اشیاء یہاں تک کہ وحشیانہ صحرا و ماہیان دریا و مرغان ہوا گریہ کریں گے۔ اور آفتاب و ماہتاب و ستارگان و آسمان وزمین و مومنین جن وانس و جمیع آسمان و طبقات زمین و رضوان خازن بہشت و مالک خازن جہنم و حاملان

عرش الٰہی سب مصیبت امام حسینؑ کے روئیں گے۔ اور آسمان خون وخاکستر برسائے گا۔ اور لعنت قاتلان امام حسینؑ پر واجب ہوتی ہے۔ جس دن ان کافروں پر لعنت خدا واجب ہوتی ہے۔ جبلہ نے کہا میں نے میثم تمار سے پوچھا۔ کہ اے میثم کس طرح یہ لوگ اس دن کو جس دن ایسے بزرگوار شہید ہونگے روز برکت جان سکتے ہیں۔ یہ سن کر میثم تمار رونے لگے۔ اور کہا اس بارہ میں ایک حدیث وضع کی ہے کہ خدا نے اس روز توبۂ آدم قبول کی ہے۔ اور یہ دروغ ہے۔ بلکہ توبۂ آدم ماہ ذی الحجہ میں قبول ہوئی۔ اور کہتے ہیں۔ اس روز یونسؑ شکم ماہی سے باہر آئے۔ یہ بھی صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ یونسؑ بھی ماہ ذی الحجہ میں شکم ماہی سے باہر آئے اور کہتے ہیں کہ خدا نے اسی روز بنی اسرائیل کے لئے دریا کو شگافتہ کیا۔ حالانکہ یہ واقعہ ماہ ربیع الاول میں گذرا۔ اور کہتے ہیں۔ نوحؑ کی کشتی اسی روز کوہ جودی پر ٹھہری۔ حالانکہ وہ اٹھارویں ماہ ذی الحجہ کی تھی۔ پس میثمؒ نے کہا۔ اے جبلہ واضح ہو کہ حسین بن علیؑ سید الشہدا کو بروز قیامت اور ان کے اصحاب کو بروز قیامت جمیع شہدا پر فضیلت ہے۔ اے جبلہ جب دیکھنا۔ کہ آسمان مثل خون تازہ سرخ ہو گیا ہے۔ اس وقت جاننا کہ امام حسینؑ شہید ہوئے۔ جبلہ نے کہا۔ میں ایک روز باہر آیا۔ اور شعاع آفتاب کو دیکھا کہ دیواروں پر سرخ مثل لباس خون رنگ چمک رہی ہے۔ یہ دیکھ کر میں فریاد کر کے رونے لگا اور کہا قسم بخدا ہمارے سردار امام حسین شہید ہو گئے۔

علامات مخبر ومشعر شہادت امام حسینؑ: ابن قولویہؒ نے روایت کی ہے کہ باشندگان بیت المقدس سے ایک شخص نے مجھ سے کہا۔ قسم بخدا ہم ساکنان بیت المقدس واطراف ونواحی نے آخر روز جس دن امام حسینؑ شہید ہوئے جانا کہ امام حسینؑ شہید ہو گئے۔ راوی نے کہا۔ تم نے کیونکر جانا۔ اس شخص نے کہا۔ جو سنگ وکلوخ ہم نے اس زمین سے اٹھایا۔ اس کے نیچے سے خون تازہ جوش زن تھا اور دیواریں مثل خون سرخ ہو گئیں جیسے اور تین دن تک خون تازہ آسمان سے برسا۔ اور درمیان شب ایک منادی کی ندا ہم نے سنی کہ وہ چند شعر باآواز بلند پڑھتا تھا جن کا مضمون یہ ہے

اترجوا امۃ قتلت حسینا   شفاعۃ جدہ یوم الحساب

آیا وہ امت جس نے حسینؑ کو شہید کیا۔ معاذ اللہ ان کے جد محمد مصطفیٰؐ کی شفاعت کی بروز حساب امیدوار ہے شفاعت جد مختار وحیدر کرار اس کی نصیب نہ ہوگی۔ اس لئے کہ بہترین سواران معرکہ وشجاعت وبہترین جوانان دلیران ہر جماعت کو اس امت نے شہید کیا۔ اور تین دن تک آفتاب ایسا سیاہ وتاریک نکلا۔ کہ ستارے آسمان پر دکھائی دیتے تھے۔ بعد اس کے تھوڑے دنوں کے خبر پہنچی کہ پہلے روز جس دن سے یہ عجائب وغرائب وعلامات مشاہدہ کئے وہ روز شہادت امام حسینؑ سید الشہدا تھا زہری نے باسانید معتبرہ روایت کی ہے۔ کہ جب امام حسینؑ شہید ہوئے۔ جو سنگ ریزہ بیت المقدس سے

اٹھاتے تھے۔ اس کے نیچے سے خون رنگین جوش مارتا تھا۔ ایضاً بسند ہائے معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ کہ امام حسینؑ کی مصیبت پر ادمیان درختان و مرغان وحشیانہ صحرا سب کے سب روئے۔ ایضاً۔ بسند معتبر حارث وغیرہ سے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے فرمایا میرے پدر و مادر حسینؑ پر سے فدا ہوں۔ وہ عقب کوفہ شہید ہوگا۔ قسم بخدا میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ وحشیانہ صحرا اپنی گردنیں اٹھائے حسینؑ کی قبر مطہر کو دیکھ کے شام سے صبح تک نوحہ وزاری کرتے ہیں۔ جب ایسا سانحہ واقع ہو ہرگز ہرگز جور و جفا نہ کرو۔ اور اس امام مظلوم کی زیارت نہ چھوڑو۔ ایضاً۔ بسند معتبر روایت کی ہے۔ کہ ایک روز جناب امیرؑ مسجد کوفہ میں تشریف رکھتے تھے۔ ناگاہ امام حسینؑ آئے۔ جناب امیرؑ نے اپنا دست مبارک امام حسینؑ کے سر پر رکھا اور فرمایا۔ اے فرزند ایک جماعت کو قرآن میں لکھا ہے۔ کہ ان کی شہادت پر زمین و آسمان نے گریہ کیا۔ اور قسم بخدا اے نور چشم تجھے اشقیا قتل کریں گے۔ اور تیری مصیبت پر زمین و آسمان روئیں گے۔ بسند ہائے معتبرہ دیگر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ قتل امام حسینؑ پر زمین و آسمان روئے اور سرخ ہو گئے۔ و بروایت دیگر فرمایا۔ کہ آسمان یحییٰ بن زکریا اور حسینؑ بن علیؑ پر رویا راوی نے پوچھا۔ کہ گریہ آسمان کیونکر تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ چالیس روز وقت طلوع اور غروب سرخ ہوتا تھا۔ ایضاً۔ بروایت کی ہے کہ ایک زن صالحہ کوفیہ نے کہا۔ جب امام حسینؑ شہید ہوئے ایک سال نو مہینہ تک آسمان مثل خون سرخ تھا۔ کہ آفتاب نہ دیکھ پڑتا تھا۔ ایضاً۔ بسند معتبر امام زین العابدینؑ سے روایت ہے۔ کہ جب سے خدا نے آسمان کو پیدا کیا ہے۔ وہ کسی پر نہیں رویا ہے۔ مگر یحییٰ بن زکریا۔ اور میرے پدر امام حسینؑ پر۔ راوی نے پوچھا۔ کہ آسمان کیونکر رویا۔ حضرت نے فرمایا۔ جب کپڑے ہوا میں پھیلاتے تھے۔ خون کی چھینٹیں ان پر پڑتی تھی۔ جس طرح خون پشہ کپڑوں پر دیکھ کر پڑتا تھا۔ یعنی لگ جاتا تھا۔ ایضاً بسند موثق جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ امام حسینؑ کا قاتل ولد الزنا تھا۔ اور یحییٰ بن ذکریا کا قاتل بھی ولد الزنا تھا۔ اور جب امام مظلوم کو شہید کیا۔ ایک سال تک آسمان سرخ رہا۔ اور آسمان و زمین امام حسینؑ اور یحییٰ بن زکریا پر روئے اور گریہ آسمان اس کی سرخی تھی۔

حکایت اُلّو جانور کی

بسند ہائے معتبر امام جعفر صادقؑ اور امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ الو زمانہ جناب رسول خداؐ میں رات کو گھروں میں رہا کرتے تھے۔ اور آدمیوں سے بہت اُنس و محبت رکھتا تھا۔ اور جب دستر خوان بچھتا تھا۔ وہ بھی آگے بیٹھتے تھے اور کھانا لوگ اس کے آگے ڈالتے تھے۔ لیکن امام حسینؑ کے شہید ہونے کے بعد آدمیوں سے اُلّو بھاگنے لگا اور آبادی سے ویرانی میں نکل گیا۔ اور صحرا و جنگل میں مقیم ہوا۔ اور کہا تم لوگ بری امت ہو۔ کہ اپنے پیغمبرؐ کے فرزند کو قتل کرتے ہو۔ اور میں تم سے مطمئن اور بے خوف نہیں ہوں۔ پس دن کو مصیبت امام حسینؑ کے غم

سے روزہ رکھتا اور دانا پانی نہیں کھاتا ہے۔ جب رات ہوتی ہے صبح تک امام حسینؑ پر نوحہ وزاری کرتا ہے۔ ابن شہر آشوب نے بطریق مخالفین روایت کی ہے۔ کتب معتبرہ سے ایک زن بنی ازد سے کہ جب امام حسینؑ کو شہید کیا۔ آسمان نے خون برسایا۔ اور ہمارے قبیلہ میں کنوئیں اور گھڑے اور برتن خون سے بھر گئے ایضاً۔ عزرہ بن عبد اللہ نے روایت کی ہے۔ کہ ایک روز دن کو پانی برسا۔ جب ہم نے اپنے سفید کپڑوں پر نظر کی۔ سب خون سے رنگین ہو گئے تھے۔ جب اونٹوں کو پانی پلانے لے گئے تھے۔ سب پانی خون ہو گیا تھا۔ پھر خبر پہونچی کہ امام حسینؑ اسی روز شہید ہوئے تھے۔ جناب صادق سے روایت ہے۔ کہ آسمان امام حسینؑ کے مصائب پر چالیس روز خون سے رویا۔ ام سلیم سے روایت ہے۔ کہ جب امام حسینؑ کو شہید کیا آسمان سے خون برسا۔ کہ مکانات اور دیواریں سرخ ہو گئیں تفسیر ثعلبی میں ہے۔ کہ یہ سرخی جو آسمان پر ظاہر ہوا کرتی ہے۔ قتل امام حسینؑ کے بعد سے ظاہر ہوتی ہے۔ تاریخ نسائی میں اسود بن قیس سے روایت کی ہے۔ جب امام حسینؑ کو شہید کیا۔ سرخی مشرق و مغرب سے بلند ہوئی۔ اور درمیان آسمان قریب تھا کہ دونوں سرخیاں مل جائیں۔ مگر چھ مہینہ تک وہ سرخی اس طرح جدا جدا رہی۔ ابو قبیل سے روایت کی ہے کہ جب امام حسینؑ کو شہید کیا۔ آفتاب کو گہن لگا۔ اور اس قدر تاریک ہو گیا۔ کہ ستارے دن کو ظاہر ہوئے۔ ہم نے گمان کیا۔ کہ قیامت برپا ہوئی ہے بعض کتب معتبرہ میں ام حیان سے روایت کی ہے کہ روز شہادت امام حسین سے تین دن تک سیاہ آندھی چلی اور جو پتھر اٹھاتے تھے اس کے نیچے سے خون تازہ جوش مارتا تھا۔ شیخ طوسی نے عمار بن ابی عمار سے روایت کی ہے کہ روز شہادت امام حسینؑ خون تازہ آسمان نے زمین پر برسایا۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے امام حسینؑ کو بضرب ہائے شمشیر سے مجروح کر کے گرا دیا۔ اور آگے چاہا سر جدا کریں۔ ایک منادی نے خدا کی جانب سے درمیان آسمان ندا کی۔ اے امت مبہوت و متحیر شدہ و ستمگار اپنے پیغمبرؐ بزرگوار کے بعد خدا تم کو عید الضحیٰ و عید الفطر کی مہلت نہ دے۔ پس جناب صادق نے فرمایا قسم بخدا ان اشقیا نے نہ توفیق پائی۔ اور نہ پائیں گے کہ نماز فطر و الضحیٰ۔ امام الحق کے ہمراہ بجا لائیں۔ یہاں تک کہ طالب خون امام حسین یعنی قائم آل محمدؐ ظاہر ہوں۔ ایضاً۔ بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک دن امام حسینؑ اپنے برادر امام حسنؑ کے پاس تشریف لائے۔ جب اپنے بھائی کو دیکھا رونے لگے۔ امام حسنؑ نے فرمایا اے برادر کیوں روتے ہو امام حسین نے عرض کیا۔ مجھے اس پر رونا آتا ہے۔ آپ سے منافقین کیا سلوک کریں گے۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ مجھ سے جو سلوک کریں گے یہ ہے کہ زہر سے مجھے شہید کریں گے۔ ولیکن وہ دن مثل تمہارے دن کے نہیں اے برادر تم کو تیس ہزار ستمگار جفا کار کہ سب دعویٰ تمہارے جد بزرگوار کی امت سے ہونے کا کریں گے۔ اور

اپنے کو مسلمان کہیں گے۔ وہ تمہارے قتل اور خونریزی دہتک حرمت کرنے اور تمہارے فرزندان وزنان محترم کو اسیر کرنے اور مال لوٹ لینے پر آمادہ اور جمع ہونگے اس وقت بنی امیہ پر لعنت خدا نازل ہوگی۔ اور آسمان خاکستر و خون برسائے گا۔ اور تمہارے مصائب پر ہر چیز روئے گی۔ یہاں تک کہ وحشی جنگلوں میں اور دریاؤں میں مچھلیاں روئیں گی۔

روایت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ[۱]

ابن قولویہ نے بسند معتبر عروہ بن زبیر سے روایت کی ہے کہ جب عثمانؓ نے ابوذر غفاریؓ کو مدینہ سے بمقام ربذہ بھیج دیا۔ لوگوں نے ابوذرؓ سے کہا۔ اے ابوذرؓ شاد و خوشحال رہو۔ کہ ایسے آزار راہ خدا میں سہل ہیں ابوذر نے کہا۔ ہاں بہت سہل ہیں۔ لیکن اس وقت تمہارا حال کیا ہوگا۔ جب امام حسینؑ کو شہید کریں گے قسم بخدا امیر المومنینؑ ان کے فرزند امام حسینؑ کے قتل سے بڑھ کے اور کوئی قتل نہ ہوگا۔ خداوند عالم شمشیر انتقام اس امت پر کھینچے گا۔ اور خلائق میں ذکر کریگا یہانتک کہ ایک مرد کو قدرت امام حسینؑ سے ظاہر کرے۔ اور وہ لوگوں سے انتقام لے۔ اگر تم کو معلوم ہو جائے۔ کہ ان کے قتل ہونے پر دریاؤں اور پہاڑوں اور جنگلوں اور بیابانوں کے باشندوں کو کس قدر حزن و اندوہ ہوگا۔ پھر تم بھی اس قدر روؤ کہ اپنے کو ہلاک کر ڈالو۔ بعد اس کے روح مقدس امام حسینؑ بادل آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف سے جائیں گے۔ ستر ہزار فرشتے خالف و ترساں کھڑے ہو جائیں گے اور اعضا ان کے تا روز قیامت کانپتے رہیں گے۔ اور جو ابر اٹھتا ہے اور رعد و برق اس سے ظاہر ہوتی ہے۔ البتہ یہ سب امام حسینؑ کے قتل کرنے والوں پر لعنت کرتے ہیں اور کوئی دن ایسا نہیں ہوتا جس دن روح مقدس امام حسینؑ کو جناب رسول خدا کی ملاقات کے لئے نہ لاتے ہوں۔ وہ باہمدیگر ملاقات کرتے ہیں اور بعض کتب معتبرہ میں زن عابدہ سے روایت کی ہے کہا کہ ہر روز میں چڑیوں کے لئے روٹی کے ٹکڑے توڑتا تھا۔ اور وہ کھاتی تھیں۔ لیکن روز عاشورا بدستور جب میں نے روٹی کے ٹکڑے توڑے انہوں نے نہ کھائے۔ اس سبب سے میں نے جانا۔ کہ بخیال تعزیت امام حسین نہیں کھاتیں۔

۱۔ حضرت ابوذر غفاری رسول پاک کے جلیل القدر صحابہ میں سے تھے آخر وقت دامن اہل بیت مضبوطی سے تھامے رکھا حضرت عثمانؓ جب خلیفہ ہوئے۔ تو انہوں نے حکومت کی ہر طرح کی عنایات بنی امیہ پر نثار کر دیں۔ صوبوں کی گورنریاں ان کے ہاتھوں میں بیت المال انکے ہاتھوں میں۔ فتح افریقہ کا تمام کا تمام مال جو کہ ایک بہت بڑی رقم تھی اور فدک جس میں سات گاؤں والا باغات جسنی صافیہ مالام بیت اور برقیہ نہایت زرخیز علاقے تھے۔ جن کی سالانہ آمدن چالیس ہزار سکہ رائج الوقت تھا (روضۃ الصفا) یہ سب مروان کو دے دیا بنی امیہ کے ہاتھوں میں حکومت کا آنا تھا۔ کہ انہوں نے اسلام کی صورت بدلنے کی کوشش شروع کر دی حضرت ابوذر غفاری نے اس دور میں ہمت جوانمردی سے کام لیا اور حکومت کو بنی امیہ سے علیحدہ کر دینے اور اسلامی اصولوں کی حفاظت پر زور دیا جس کے نتیجہ میں حضرت عثمان نے حضرت ابوذر غفاری کو جلاوطن کر دیا۔ مقام ربذہ کی طرف آپ نے عالم غربت و مظلومیت میں اپنے بیٹے کے فوت ہونے کے بعد یہاں جنگل میں ہی انتقال کیا۔ بعد وفات ایک بیٹی کے سوا میت پر اور کوئی نہ

(باقی صفحہ اگلے پر)

فصل سترھویں: بیان گریہ وزاری انبیاء و اوصیا و ملائکہ مقربین

ابن بابویہ و ابن قولویہ وغیرہ نے بسند ہائے معتبرہ جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ چار ہزار فرشتوں نے حق تعالیٰ سے رخصت طلب کی کہ زمین پر جا کے امام حسینؑ کی نصرت کریں۔ جب وہ ملائکہ زمین پر آئے۔ امام حسینؑ نے اجازت نہ دی۔ وہ سب آسمان پر واپس گئے۔ اور بار دیگر اجازت لے کے زمین پر آئے۔ جب کربلا میں آئے۔ امام حسینؑ شہید ہو چکے تھے۔ وہ فرشتے ژولیدہ مو گرد آلود قبر آنحضرت کے مجاور ہوئے۔ اور مصائب آنحضرت پر تا روز قیامت روئیں گے۔ اور ان کا افسر ایک فرشتہ ہے۔ جس کا نام منصور ہے۔ جو کوئی شیعہ امام حسینؑ کی زیارت کو جاتا ہے۔ وہ فرشتے اس کا استقبال کرتے ہیں۔ اور جب رخصت ہو کے اپنے گھر جانے لگتا ہے۔ اس شیعہ کے وہ گروہ مشایعت کرتے ہیں۔ اگر بیمار ہوتا ہے۔ اس کی عیادت کو جاتے ہیں۔ اور اگر وہ شیعہ مر جاتا ہے۔ اس کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں۔ اور خدا سے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ اور منتظر ہیں۔ کہ حضرت صاحب العصر صلوات اللہ علیہ ظاہر ہوں۔ اور خون آنحضرتؑ کا طلب کریں۔ شیخ طوسیؒ نے بسند ہائے معتبرہ امام محمد باقر و امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب امام حسینؑ شہید ہوئے۔ ملائکہ رونے لگے اور شور و فغاں کر کے کہا۔ اے خداوند ہمارے اے سید ہمارے تو کیوں غفلت کرتا ہے۔ اور ان سے انتقام نہیں لیتا ہے۔ جنہوں نے تیرے برگزیدہ اور تیرے برگزیدہ کے فرزند اور بہترین خلق کو شہید کیا ہے۔ خداوند عالم نے ان کو وحی کی۔ کہ میں ان اشقیا سے انتقام لوں گا اگرچہ بعد مدت کے لیا جائے۔ بعد اس کے حق تعالیٰ نے پردہ اٹھا دیا۔ کہ انوار مقدس و ارواح منورہ ائمہ معصومین امام حسینؑ کی ملائکہ نے زیارت کی اور ان حضرات میں سے ایک بزرگوار کو دیکھا کہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں حق تعالیٰ نے ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ یہ معصوم جو کھڑا نماز پڑھ رہا ہے۔ میں اس کی معرفت انتقام لوں گا۔ ان کفار سے۔ اسی وجہ سے حضرت صاحب العصر کو قائم کہتے ہیں۔ ابن قولویہ نے روایت کی ہے کہ وہ فرشتہ جو جناب رسول خدا پاس خبر شہادت امام حسینؑ لایا۔ وہ ملک دریاؤں پر مؤکل ہے۔ تحقیق کہ ایک فرشتہ ملائکہ فردوس اعلےٰ سے نازل ہوا اور دریاؤں پر اپنے پر کھول کے کہا۔ دریاؤں کے باشندو جامہ ہائے ماتم و اندوہ پہنو۔ کہ جگر گوشہ رسول خدا کو ذبح کیا۔ پھر تربت امام حسینؑ کو اپنے بازوؤں پر اٹھا کے آسمانوں کی طرف پرواز کی۔ جو فرشتہ دیکھتا تھا۔ اس تربت کو چومتا اور برزگی اس تربت کی حاصل کر کے امام حسین کے قاتلوں اور ان اشقیا کے ناصروں اور یاوروں پر لعنت کرتا تھا۔ محاسن برقی میں بسند معتبر جناب صادقؑ سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰۹) تھا۔ ایک قافلہ نے جس کی پیش گوئی رسول اللہ نے ابوذر سے کی تھی جس میں مشہور صحابی رسول تھا آ کر میت کو دفن کیا۔ اور آپ کی بیٹی کو مدینہ لائے۔ (کوثر ہدایہ ملا ذمی)

کی ہے۔ کہ خداوند عالم نے ستر ہزار فرشتے ژولیدہ مو گرد آلود قبر امام حسینؑ پر جس روز سے آنحضرتؑ شہید ہوئے تو کل کئے ہیں۔ کہ وہ ملائکہ امام حسینؑ اور ان لوگوں پر جو مصائب امام حسینؑ پر روتے ہیں۔ تا قیام قائم آل محمد صلوٰۃ بھیجیں گے۔ ابن قولویہؒ نے بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ہر روز چار ہزار فرشتے قبر امام حسینؑ پر نازل ہو کے ژولیدہ مو گرد آلود طلوع صبح سے تا وقت زوال شمس نوحہ وگریہ کرتے ہیں۔ اور جب زوال ہوتا ہے یہ آسمان پر جاتے اور چار ہزار فرشتے اور حاضر ہوتے اور طلوع صبح تک مصائب امام حسین پر روتے ہیں۔ شیخ کلینیؒ و ابن قولویہؒ نے بسند معتبر حریر سے روایت کی ہے۔ کہ کہا میں نے خدمت جناب صادقؑ میں عرض کیا۔ میں آپ پر سے فدا ہوں۔ کس قدر آپ اہل بیت کی زندگی کم اور اجل نزدیک ہے۔ باوجودیکہ لوگوں کو آپ سے بہت احتیاج رہتی ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ ہم میں سے ہر ایک پاس ایک صحیفہ اور نامہ ہے۔ اس نامہ میں جو ہم کو اپنی مدت امامت میں کرنا چاہیئے۔ درج ہے۔ پس جب وہ امور خیر جو ہم پر مامور ہیں تمام ہو جاتے ہیں۔ اس وقت رسول خدا تشریف لاتے اور خبر وفات دیتے ہیں۔ اور منازل و درجات قرب حق تعالےٰ کے جو اس امام کے لیئے مہیا ہیں۔ دکھا دیتے ہیں۔ امام حسینؑ نے اپنا صحیفہ پڑھا۔ جو اس میں درج تھا۔ اس کی تعمیل کی۔ اور جو باقی رہا کہ بعد وفات اس کی تعمیل کرتے۔ اور جو کچھ باقی رہا کہ ایام جہات میں اس کی تعمیل نہ کی تھی۔ تا آنکہ متوجہ قتال ہوئے۔ اور جو امور باقی رہ گئے تھے۔ اور ان کی تعمیل نہ ہوتی تھی۔ وہ تھے کہ فرشتوں نے حق تعالےٰ سے سوال کیا۔ کہ ان کی نصرت کو ہم جائیں اور جب تک کہ مہیائے قتال ہوں۔ حضرت شہید ہو چکے تھے۔ جب امام حسینؑ کو شہید پایا زمین پر پہنچ کے۔ عرض کی پروردگارا ہم کو تو نے رخصت دی کہ زمین پر جا کے امام حسینؑ کی نصرت کریں۔ جب ہم یہاں آئے تو ان کو تو نے اپنی رحمت سے ملحق کیا۔ پس خداوند عالم نے ان ملائکہ کو وحی کی۔ کہا۔ ان کے قبہ مقدسہ پر مقیم رہو۔ اس وقت تک کہ دیکھو امام حسینؑ اپنی قبر سے باہر آئے ہیں۔ اور جانب دنیا رجوع کی ہے تب ان کی نصرت کرو۔ اور اب ان کی نصرت نصیب نہ ہونے سے ان کے مصائب پر گریہ و زاری کرو۔ تحقیق کہ ہم نے تم کو ان کی نصرت کے لیئے اور ان پر رونے کے لیئے مخصوص کیا ہے۔ جب یہ حکم بارگاہ خداوند عالم سے ہوا۔ ملائکہ حصول تقرب حق تعالےٰ کے لیئے اس حسرت پر جو انہیں عدم نصرت آنحضرتؑ سے میسر ہوئی۔ گریہ و زاری کرنے لگے۔ جب امام حسینؑ رجعت میں ظہور کریں گے۔ یہ فرشتے ناصران و یاوران امام حسین ہوں گے۔ ابن قولویہؒ نے بسند معتبر صفوان جمال سے روایت کی ہے۔ کہ میں راہ مکہ میں خدمت بابرکت جناب صادقؑ میں حاضر تھا۔ کہا میں۔ مکہ و مدینہ ایک روز حضرتؑ کو غمگین پا کے عرض کیا۔ یا ابن رسول اللہ آپ کا سبب حزن و اندوہ کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے صفوان جو کچھ میں سنتا ہوں۔ اگر تم بھی وہ سنو تو

تم پر بھی ایسی حالت طاری ہو کہ سوال نہ کر سکو۔ میں نے عرض کیا۔ یا حضرتؑ جو آپ سنتے ہیں وہ کیا ہے جناب
صادقؑ نے فرمایا۔ میں آواز تضرع و ابتہال ملائکہ بجانب بارگاہ ذوالجلال احسان کا لعنت کرنا قاتلان حسینؑ پر دعا امیرالمومنینؑ
پر نوحہ و زاری جنات کی اور گریہ ملائکہ حسینؑ پر اور ان کی شدت جزع سنتا ہوں۔ پس ان آوازوں
کے سننے اور ان حالات کے مشاہدہ کرنے سے کھانا کیونکر گوارا ہو۔ ایضاً۔ بسند معتبر جناب صادقؑ سے
روایت کی ہے۔ کہ جب امام حسینؑ کی زیارت کو جاؤ۔ خاموش رہو اور کوئی کلام سوائے سخن خیر زبان
سے نہ کہو۔ اس لیے کہ ملائکہ شب و روز حافظان و کاتبان اعمال ان فرشتوں پاس جو زمین کربلا پر گرد
روضہ اقدس مقیم ہیں آتے اور ان سے مصافحہ کرتے ہیں اور جب کوئی سوال کرتے ہیں۔ کثرت گریہ و
اندوہ سے جو ان پر غالب ہے جواب نہیں پاتے۔ پس زوال شمس تک اور زوال تا طلوع صبح انتظار کرتے
اور ان دو وقت میں کچھ گریہ ان فرشتوں کا کم ہو جاتا ہے۔ اس وقت وہ کلام کرتے اور ان سے
بعض امور آسمانی کا سوال کرتے ہیں۔ اور ان دو وقت کے علاوہ بات نہیں کرتے ہیں۔ اور سوائے گریہ و دعا
دوسرے امر کی طرف مشغول نہیں ہوتے پس وہ فرشتے تمہاری طرف متوجہ ہیں جو کچھ تم وقت زیارت کہتے ہو تمہاری
دعا سنتے ہیں۔ راوی نے کہا ہے میں آپ سے فدا ہوں۔ ملائکہ حائر جو گرد قبر امام حسینؑ رہتے ہیں۔ اور ملائکہ حافظان
اعمال کون ان میں سے سوال کرتا ہے۔ اور کس چیز کا سوال کرتے ہیں حضرت نے فرمایا ملائکہ حائر ملائکہ حفظ سے سوال
کرتے ہیں اسلیئے کہ ملائکہ حائر اس مکان شریف سے حرکت نہیں کرتے اور ملائکہ حفظ آسمان سے نیچے آتے اور جاتے
ہیں۔ اور اسمعیل موکل ہوا سے ملاقات کر کے خدمت جناب رسول خدا اور امیرالمومنین و جناب فاطمہؑ اور امام
حسنؑ و امام حسینؑ و جمیع از معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین جنہوں نے بعالم بقا رحلت کی ہے حاضر ہوتے
ہیں۔ جناب رسول خداؐ اور حضرات ائمہ ان فرشتوں سے سوال کرتے ہیں۔ کہ کربلا میں کون آیا ہے اور کون اس
مکان شریف میں زیارت امام حسینؑ کے لیے حاضر ہوا ہے۔ اور فرماتے ہیں۔ بشارت ہو ان کو اور میری دعا
ان کو پہنچاؤ۔ ملائکہ عرض کرتے ہیں۔ ہم ان کو کیونکر بشارت دیں۔ حالانکہ وہ ہماری بات نہیں سنتے۔ یہ سن کر ائمہ
طاہرین فرماتے ہیں۔ کہ ان پر برکت بھیجو۔ اور ان کے لئے دعا کرو۔ کہ یہ بشارت ہماری جانب سے انکی طرف ہے اور
جب واپس جاؤ اپنے بازوں سے ان کا احاطہ کر کے انکی مشایعت کرو۔ اور ہم ان زائروں کو خدا کے سپرد کرتے ہیں کہ کوئی امانت
جس کے پاس سے ضائع نہیں ہوتی اور اگر لوگ جانیں کہ انکی زیارت میں کیا ثواب ہے۔ تحقیق کہ منافسہ کریں اور اپنا جمیع مال و متاع فدا
کر کے انکی زیارت کے مصارف میں خرچ کر ڈالیں اور جناب فاطمہؑ مع ہزار پیغمبر و ہزار صدیق و ہزار شہید اور ہزار ہزار ملک یہاں اپنے فرزند امام حسینؑ یعنی
اور یہ لوگ گریہ جناب فاطمہ کے شریک ہوتے ہیں۔ اور جناب فاطمہؑ ایسے چند نعرے مارتی ہیں کہ کوئی فرشتہ آسمانوں
میں باقی نہیں رہتا۔ جو نالہ و زاری جناب فاطمہ سے نہ روتا ہو۔ اور گریہ و زاری سے خاموش نہیں ہوتیں یہاں تک کہ
جناب رسول خدا تشریف لاکے فرماتے ہیں۔ اے دختر فاطمہ اپنے رونے سے تم نے سب ساکنان آسمان کو ذکر لاالہ الا اور تسبیح و تقدیس الٰہی

سے وہ بسبب گریہ و زاری سے وہ باز رہے اب صبر کر کہ خدا تمہارا انتقام تمہارے فرزندوں کے قاتلوں سے لیگا جب جناب فاطمہؑ ان شیعوں پر جو زیارت امام حسینؑ کو آتے ہیں نظر کرتی ہیں۔ حق تعالیٰ سے ان کے لئے سراسر خیر کیلئے سوال کرتی ہیں۔ لازم ہے کہ زیارت امام حسینؑ ترک نہ کرو۔ کہ فضیلت زیارت آنحضرتؑ اس سے زیادہ ہے کہ احصا اور بیان اس کا کیا جائے۔

روایت اسحٰق بن عمار از جناب صادقؑ

ابن قولویہؒ نے بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ اسحٰق بن عمار نے بخدمت صادقؑ عرض کیا۔ کہ میں شب عرفہ حائر کربلا میں نماز پڑھ رہا تھا۔ وہاں قریب پچاس ہزار خوبصورت لوگوں کے میں نے دیکھا کہ ان سے خوشبو آتی تھی۔ تمام شب وہاں زیارت و نماز کرتے رہے۔ جب صبح طالع ہوئی۔ اور میں سجدہ میں گیا۔ اور سجدہ سے سر اٹھایا۔ کسی کو نہ دیکھا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ جب صحرائے کربلا میں امام حسینؑ کو مخالفین نے گھیر لیا۔ اس وقت پچاس ہزار فرشتوں کا گذر آنحضرتؑ کی طرف سے ہوا اور آسمان پر چلے گئے۔ جب آسمان پر پہنچے۔ خدا نے ان کو وحی کی کہ میرے حبیبؐ کے فرزند کی طرف سے تمہارا گذر ہوا۔ کہ اشقیا اسے شہید کر رہے تھے۔ اور تم نے اس کی نصرت نہ کی۔ اب زمین پر جاؤ۔ اسی جگہ نزدیک قبر سید الشہدا ژگرد آلود و ژولیدہ مو تا روز قیامت مقیم رہو۔ اے اسحٰق جن کو تم نے دیکھا۔ وہ یہ فرشتے تھے۔ ابن شہر آشوبؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ زرہ نام نوحہ و زاری کنندہ نے خواب میں دیکھا کہ جناب فاطمہؑ نزدیک قبر امام حسینؑ کھڑی رو رہی تھیں۔ مجھ سے فرمایا۔ یہ شعر پڑھ کے میرے فرزند امام حسینؑ پر گریہ و زاری کرو۔ جس کا مضمون یہ ہے۔ اے آنکھوں اشک حسرت اس شہید کربلا پر برساؤ جس کا سینہ نیزہ و تیر سے مجروح کیا۔ اور میں مصیبت حسینؑ میں حاضر نہ ہو سکی۔ اور اس کے ماتم میں اشک حسرت نہ بہا سکی۔ کلینیؒ نے بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ جب امام حسینؑ کو شہید کیا۔ جمیع آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں تھا۔ مثل ملائکہ وغیرہ سب نے فریاد کی۔ کہ پروردگارا ہم کو اجازت دے کہ خلائق کو زمین پر سے اٹھا کر پھینک دیں اور سب کو ہلاک کر ڈالیں کہ تیری ہتک حرمت انہوں نے حلال جانی۔ اور تیرے برگزیدگان بارگاہ کو قتل کیا۔ خدا نے ان کو وحی کی۔ کہ اے میرے ملائکہ اے آسمانو اے زمینو ساکن رہو۔ ناگاہ ایک حجاب اپنے حجاب سے اٹھایا۔ اس حجاب کے پیچھے رسول خدا اور ان کے بارہ وصی دیکھے پھر اشارہ بجانب قائم آل محمد کیا۔ اور تین مرتبہ فرمایا۔ اے ملائکہ اے آسمانوں اے زمینوں میں اس شخص کو حکم دوں گا۔ کہ یہ حسین بن علی و شہدائے کربلا کے قاتلوں سے انتقام لے گا

حضرت ام سلمہؓ کا خواب دیکھنا

شیخ مفید و شیخ طوسیؒ نے بسند ہائے معتبر جناب صادقؑ سے

روایت کی ہے ایک روز ام سلمہؓ گریاں و نالاں خواب سے بیدار ہوئیں۔ لوگوں نے پوچھا۔ آپ کیوں روتی ہیں۔ ام سلمہؓ نے فرمایا۔ میرا فرزند حسینؑ اس دن شہید ہوگا۔ اس لئے کہ جس دن سے رسول خداؐ نے انتقال فرمایا۔ میں نے حضرتؐ کو خواب میں نہیں دیکھا تھا۔ مگر آج کی رات میں نے حضرت رسول خداؐ کو بہت غمگین و بیقرار خواب میں دیکھا۔ میں نے کہا۔ یا رسول اللہ یہ آپ کی کیا حالت ہے۔ جو میں دیکھتی ہوں حضرتؐ نے فرمایا۔ اس تمام شب میں نے قبریں کھودی ہیں۔ اور حسینؑ و اصحاب حسینؑ کو دفن کیا ہے۔ ایضاً بسند معتبر ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ کہا۔ میں ایک روز اپنے گھر میں آرام کر رہا تھا۔ ناگاہ خانۂ ام سلمہؓ سے رونے چلانے کی آواز آئی میں نے ملازم سے کہا۔ مجھے ام سلمہؓ کے مکان میں لے چل۔ جب ان کے مکان میں پہنچا۔ مرداں و زناں مدینہ کو وہاں جمع پایا۔ میں نے کہا۔ اے ام المومنینؓ سبب گریہ و زاری کیا ہے۔ انہوں نے میرا جواب نہ دیا۔ اور زناں بنی ہاشم کی طرف متوجہ ہو کے کہا۔ اے دختران، عبد المطلب میرے رونے میں شریک ہو۔ قسم بخدا تمہارا بزرگ و سید جوانان بہشت و سبط رسول خدا گل بوستان محمد مصطفیٰ یعنی حسین مظلوم شہید ہو گیا۔ میں نے کہا۔ اے امیر المومنینؓ آپ نے کیونکر جانا۔ ام سلمہؓ نے کہا اس وقت میں نے رسول خدا کو ژولیدہ مو و گرد آلودہ غمگین خواب میں دیکھا ہے۔ اور سبب اندوہ دریافت کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ میرے فرزند حسینؑ اور اس کے اہل بیتؑ کو آج شہید کیا ہے۔ اس وقت ان کے دفن سے میں فارغ ہوا ہوں۔ جب میں خواب سے بیدار ہوئی۔ بیہوش و حواس اس گھر کے اندر دوڑی۔ کہ وہ تربت جو جناب رسول خدا کو جبرئیل نے لا کر دی تھی اور حضرتؐ نے مجھے دے کے فرمایا تھا۔ جب یہ تربت خون ہو جائے اس وقت جاننا کہ تمہارا فرزند حسینؑ شہید ہوا ہے۔ میں نے وہ خاک کربلا ایک شیشہ میں رکھ چھوڑی تھی۔ جب اس شیشہ پاس پہنچی۔ دیکھا وہ خاک سب خون ہو گئی۔ اور شیشہ کے اندر سے ابل رہی ہے۔ پھر میں نے اس خون کو لے کر اپنے منہ پر ملا۔ اور ماتم امام حسینؑ برپا کیا۔ اور نوحہ و زاری کرنے لگی یہاں تک کہ خبر پہنچی۔ امام حسینؑ اس دن شہید ہوئے تھے۔ عمرو بن ثابت نے کہا۔ جب میں نے یہ حدیث سنی۔ خدمت بابرکت جناب امام محمد باقرؑ میں حاضر ہوا۔ اور یہ حدیث عرض کی۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ یہ حدیث حق ہے اور وہ تربت اب ہمارے پاس ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس کا خواب دیکھنا

ایضاً دیگر ابن عباس سے روایت کی ہے کہ کہا۔ میں نے دن کو سوتے میں جناب رسول خدا کو خواب میں ژولیدہ مو گرد آلود ایک شیشہ خون سے بھرا ہاتھ میں لئے ہوئے دیکھا۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ یہ خون کیسا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ یہ خون میرے فرزند حسینؑ کا ہے میں نے جمع کر کے اس شیشہ میں رکھا ہے۔ جب

خبر شہادت پہنچی۔ معلوم ہوا۔ اسی دن امام حسین شہید ہوئے تھے۔

روایت حضرت ام سلمہؓ شیخ مفیدؒ نے بسند معتبر ام سلمہؓ سے روایت کی ہے۔ کہ ایک رات رسول خدا گھر سے باہر تشریف لے گئے۔ اور بڑے عرصہ کے بعد مو گرد و غبار آلود ہاتھوں میں کچھ لئے ہوئے تشریف لائے۔ میں نے کہا۔ یا رسول اللہ یہ آپ کا کیا حال ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھے اس وقت عراق کے اس موضع میں لے گئے جسے کربلا کہتے ہیں۔ وہاں جا کے مجھے میرے فرزند حسینؑ و اصحاب و فرزندان و اہل بیت حسینؑ کا مقتل دکھایا۔ میں نے اس کے قتل گاہ سے ایک مشت خاک اٹھائی ہے۔ اور یہ میرے ہاتھ میں ہے اسے لے کے رکھ چھوڑو۔ جب میں نے لی وہ خاک سرخ تھی۔ میں نے ایک شیشہ میں رکھ کے سر اس شیشہ کا مضبوط باندھ دیا۔ اور اس کی حفاظت کرتی تھی۔ جب میرا فرزند حسینؑ مکہ سے متوجہ عراق ہوا ہر شب و روز اس شیشہ کو باہر لا کے میں دیکھتی اور سونگھتی۔ اور ان کے مصائب پر روتی تھی۔ جب دسویں محرم کی ہوئی وقت صبح میں نے اس شیشہ کو دیکھا۔ بحالت اصل پایا۔ جب آخر روز نظر کی۔ اس شیشہ کو خون سے بھرا ہوا دیکھا۔ یہ دیکھ کر میں اپنے گھر میں فریاد کر کے رونے لگی۔ ولیکن بوجہ شماتت اعدا ان سے اظہار نہ کیا۔ یہاں تک کہ خبر پہونچی۔ کہ اسی روز امام حسینؑ شہید ہوئے تھے۔

روایت زبانی کسان نہر علقمہ کے بعض کتب معتبرہ میں ایک شخص قبیلہ بنی اسد سے روایت کی ہے۔ کہ ان سے کہا۔ میں نہر علقمہ کے کنارے کھیتی کرتا تھا۔ جب لشکر شقاوت اثر عمر سعد۔ وہاں سے کوچ کر گیا۔ میں نے شہدائے کربلا سے بہت عجائب مشاہدہ کئے کہ ان کا ذکر نہیں کر سکتا بنجملہ ان کے یہ ہے کہ جب ہوا ان اجسام شریف سے آتی تھی۔ خوشبو مشک و عنبر کی میرے دماغ میں پہونچتی تھی۔ اور ہمیشہ میں دیکھا کرتا تھا۔ کہ ستارے آسمان سے نیچے اس جسم مبارک کے قریب آتے اور پھر آسمان پر چلے جاتے تھے۔ میں مع عیال اس صحرا میں تنہا تھا۔ اور کسی کو نہ دیکھتا تھا۔ جس سے یہ حال دریافت کرتا۔ جب قریب غروب ہوتا تھا۔ ایک شخص کی سیاہی دکھائی دیتی تھی۔ کہ قبلہ کی طرف سے وہ آ کے درمیان کشتگان صحرا داخل ہوتا۔ اور صبح کو چلا جاتا تھا میرا گمان یہ تھا۔ کہ وہ شیر ہے گوشت کھانے آیا کرتا ہے۔ جب میں نے جا کے دیکھا۔ ان شہدا کے جسم لطیف منور تھے۔ اس حالت کے مشاہدہ سے میں متعجب ہو کے دل میں کہتا تھا۔ یہ لوگ خارجی ہیں۔ انہوں نے خلیفہ زماں پر خروج کیا ہے۔ پھر ان سے ایسے عجائب و غرائب کیوں مشاہدہ ہوتے ہیں۔ یہ سوچ کے میں نے اپنے دل میں مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ ایک رات میں نہ سوؤں گا۔ شاید اس کی حقیقت مجھ پر ظاہر ہو جائے۔ جب شام ہوئی اور وہ سیاہی بھی نمودار ہوئی مجھے وہم ہوئی۔ کہ مبادا شیر ہو اور مجھ پر حملہ کرے۔ اسی فکر و اندیشہ میں تھا۔ کہ وہ درمیان شہدا

داخل ہوا۔ اور اُن اجسام متبرکہ میں سے ایک جسم شریف کے قریب آیا۔ کہ مثل آفتاب نور
اس جسم شریف منور ساطع تھا۔ پس اس جسم شریف کو آغوش میں لے کے اپنا منہ اس جسم
سے ملا۔ اس مشاہدہ سے مجھے حیرت لگی۔ جب اندھیرا ہو گیا۔ اس صحرا میں اس قدر شمعیں روشن ہوئیں کہ دن
سے زیادہ روشنی ہو گئی۔ ناگاہ صدائے شیون و نوحہ وزاری اور پیٹنے کی آواز اس صحرا سے بلند ہوئی۔ اور یہ
معلوم ہوتا تھا۔ کہ یہ آوازیں زمین کے نیچے سے آتی تھیں۔ ان میں سے ایک کہتا تھا واحسیناہ وا ماماہ یہ
سن کے میں کانپنے لگا۔ اور نہایت خائف و ترساں اس آواز کے قریب گیا۔ اور اسے میں نے خدا و رسولؐ
کی قسم دی۔ کہ مجھ سے بیان کرو تم کون لوگ ہو۔ اور کیوں روتے ہو۔ انہوں نے کہا۔ ہم قوم جن ہیں اور ہر شب
تا صبح امام حسینؑ تشنہ لب غریب پر نوحہ و گریہ وزاری کرتے ہیں۔ اور جسے تو شبیر جانتا ہے۔ وہ شبیر ابن حسن
علیٰ ابن ابی طالب ہیں۔ جو اس شہید کے پدر عالی مقدار ہیں۔ کہ ہر شب تشریف لاتے اور اپنے فرزند پاس
گریہ وزاری کرتے ہیں۔

فصل اٹھارویں بیان گریہ وزاری جنات بر سید الشہداء

بعض کتب معتبرہ میں ہند زوجہ یزید دختر عبداللہ بن عامر سے روایت کی ہے۔ کہ جب رسول خداؐ نے
مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ آنحضرتؐ مع اصحاب ام معبد میری خالہ کے خیمہ میں اُترے اور ان سے
دودھ طلب کیا۔ ام معبد نے کہا۔ گوسفندوں کو جنگل میں چرانے لے گئے ہیں۔ مگر ایک گوسفند کو اس کی کمزوری
ولاغری کی وجہ سے دروازہ خیمہ پر چھوڑتے گئے ہیں۔ دودھ اس کے نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ مجھے اجازت
دیتی ہو کہ اسے دوہوں۔ ام معبد نے اجازت دی۔ حضرتؐ نے اپنا دست مبارک اس گوسفند کے تھنوں
پر رکھا۔ اور بالحجاز آنحضرتؐ دودھ جاری ہو گیا۔ حضرت صلعم نے دوہا۔ یہاں تک کہ ظروف ام معبد کے سب
کے سب بھر گئے اور آپ نے مع اصحاب نوش کیا۔ چونکہ اس دن گرمی بہت تھی۔ حضرتؐ نے دروازہ خیمہ
پر قیلولہ فرمایا۔ جب بیدار ہوئے پانی مانگا۔ اور درخت خاردار کے نیچے جو قریب خیمہ تھا۔ ہاتھ دھوئے کلی
کی۔ اور اپنا آب دہن مبارک اس درخت کے نیچے ڈالا۔ جب وضو سے فارغ ہوئے۔ پھر اس درخت سے
چند امور عجیب و غریب ظاہر ہوئے۔ پھر اٹھے اور دو رکعت نماز ادا کی۔ ام معبد نے کہا۔ میں ان بجا آوری
اعمال سے بہت متعجب تھی۔ اور میرے اہل قبیلہ بھی متعجب تھے۔ اس لئے کہ جب تک ہم وضو کرنا اور نماز پڑھنا
نہ جانتے تھے۔ جب دوسرا دن ہوا۔ ہم نے دیکھا۔ اس درخت کے کانٹے بڑے بڑے ہو گئے۔ اور درخت بھی بہت
بڑا ہو گیا تھا۔ کانٹے اس کے جھڑ گئے۔ شاخیں پھوٹیں۔ اس کے بعد اس میں بہت بڑے بڑے پھل بکثرت لگے

اور جب پکنے لگے۔ وہ سب پھل خوش رنگ بھی ہو گئے۔ اور خوشبو عنبر کی اور شیرینی شہد کی تھی۔ جو بھوکا اس کا
میوہ کھاتا تھا۔ سیر ہو جاتا۔ اور جو اس کا پیاسا میوہ کھاتا تھا۔ وہ بھی سیراب ہو جاتا تھا۔ جو بیمار وہ میوہ کھاتا
تھا۔ اچھا ہو جاتا تھا۔ اور جو حاجتمند وہ میوہ کھاتا تھا۔ اس کی حاجت برآتی تھی۔ جو پریشان و محتاج اس کا میوہ
کھاتا تھا مستغنی ہو جاتا تھا جو اونٹ گلے گوسفند اس درخت کے پتے کھاتے تھے۔ فربہ ہو جاتے تھے۔ اور دودھ
بہت ہو جاتا تھا۔ جس دن سے حضرت میرے خیمہ میں آئے خیر و برکت اس دن سے ہم کو بہت ہوئی۔ اور ہمارا
شہر سرسبز ہو گیا۔ اور آبادانی و فراوانی ہمارے قبیلہ میں ظاہر ہوئی اس سبب سے ہم نے اس درخت کا مبارک نام رکھا
اور جس قدر لوگ ہمارے گرد و نواح جنگل میں رہتے تھے۔ اس درخت کے سایہ میں آکے بیٹھتے اور اس کے پتے
تبرکاً اپنے ہمراہ لے جاتے تھے۔ جب کبھی جنگل میں روٹی پانی انہیں میسر نہ ہوتا تھا۔ ان پتوں کے کھانے سے سیر و
سیراب ہو جاتے تھے۔ اور ہمیشہ وہ درخت اسی طرح تھا۔ ناگاہ ایک روز صبح کو اٹھ کے جو میں دیکھتی ہوں۔ تو
کیا دیکھا۔ کہ سب میوہ اس کا جھڑ گیا۔ اور پتے اس کے زرد ہو گئے۔ میں اس امر کے مشاہدہ سے بہت
اندوہناک ہوئی۔ اور اس حادثہ سے متفکر و متردد تھی تھوڑے دنوں میں خبر وفات رسول خدا پہنچی۔ اور
معلوم ہوا۔ کہ جس روز تغیر اس درخت میں پھل لگے۔ مگر پہلے سے کم چھوٹے اور لذت بھی کم تھی۔ اور تیس سال
یہی حالت رہی۔ ناگاہ ایک دن صبح کو میں اٹھی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ وہ تمام درخت سیاہ ہو گیا ہے اور
طراوت و تر اکثر ڈالیوں اور پتوں کی جاتی رہی۔ اور میوہ بھی جھڑ گیا ہے۔ اس کیفیت کے تھوڑے دنوں
بعد معلوم ہوا۔ کہ اس روز امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب شہید ہوئے۔ اس کے بعد پھر اس درخت میں بڑا
چھوٹا زیادہ کم کچھ بھی میوہ نہ لگا۔ لیکن قبائل عرب اور بیماروں کے لئے پتے اس درخت کے لے جاتے اور
ہر امر میں اس کی شاخ و برگ سے برکت طلب کرتے تھے۔ ایک مدت تک وہ اسی حالت پر رہا۔ ایک روز
میں نے اٹھ کے دیکھا۔ کہ اس درخت کے نیچے سے خون تازہ جوش زن ہو کے زمین پر بہتا ہے اور پتے اس کے
خشک ہو گئے ہیں۔ اور اس درخت کی شاخوں اور پتوں سے قطرہ ہائے خون زمین پر ٹپکتے ہیں۔ اس حادثہ
سے میں سمجھی کوئی عظیم حادثہ ہوا ہے۔ میں ہر وقت ہراساں و غمگین منتظر خبر تھی۔ جب رات ہوئی۔ اس
درخت کے نیچے سے آواز گریہ و نالہ و زاری شدید بلند ہوئی۔ اور ایک آواز نوحہ کرنے والے کی ان میں
سے بلند تھی اور وہ یہ آواز دیتا تھا۔ اے فرزند محمد مصطفیٰ اے جگر گوشہ علی مرتضیٰ اے بقیہ پیشوایان راہنما۔
پس کثرت ہائے آواز گریہ و زاری سے اور کچھ میری سمجھ میں نہ آیا۔ کہ کیا کہتے ہیں۔ و لیکن صدائے گریہ و زاری
صبح تک بلند تھی یہاں تک کہ بعد چند روز کے خبر پہنچی کہ اس روز سید الشہدا امام حسین صحرائے کربلا میں
شہید ہوئے تھے۔ پھر وہ درخت پھننگی سے جڑ تک خشک ہو گیا۔ اور پانی و ہوا سے ٹوٹ ٹوٹ کے جاتا رہا

اور نشان تک باقی نہ رہا۔ کتاب مثیر الاحزان میں روایت کی ہے۔ کہ جس دن امام حسین شہید ہوئے اس کی رات کو صدائے نوحہ قوم جن اہل مدینہ سنتے تھے۔ اور صدائے ہاتف آئی۔ مگر کسی کو نہ دیکھا۔ اور اس صدا سے چند شعر بایں مضمون سنتے تھے۔ اے قاتلان حسینؑ از روئے جہل و ضلالت تم کو بروز قیامت عذاب کی بشارت ہو۔ ان شہیدوں پر جمیع اہل آسمان و پیغمبران و ملائکہ مقربان ایزد منان گریہ و نالہ و فغاں کرتے ہیں۔ تم کو داؤد و موسیٰؑ و عیسیٰؑ نے لعنت کی ہے۔ اور جمیع بصرہ اور سب شہروں میں۔ اسی طرح کا نوحہ اور آواز لوگ سنتے تھے۔ اور کسی کو نہ دیکھتے تھے۔ ابن قولویہؒ نے روایت کی ہے کہ قوم جن نے امام حسینؑ کے غم میں چند شعر نوحہ کے پڑھے۔ جن کا مضمون یہ ہے تم خدا اور اس کے رسول رہنما کے جواب میں کیا کہو گے۔ جس وقت تم سے سوال کرے گا۔ کہ اے امتوں کی پچھلی امت تم نے میری اہل بیت اور بھائیوں اور مخصوصوں سے کیا سلوک کیا۔ اور کس تقصیر پر انہیں خاک و خون میں غلطاں کیا۔ خدا اور رسول سے تم نے شرم نہ کھائی۔ ایضاً بسند معتبر امام رضا سے روایت کی ہے۔ جب امام متوجہ عراق ہوئے۔ ایک شب اصحاب آنحضرت نے سنا کہ قوم جن چند شعر مدح آنحضرت میں پڑھتے ہیں۔ اور حضرتؑ نے بھی چند شعر ان کے جواب میں پڑھے۔ جن کا مضمون یہ تھا۔ میں جانتا ہوں اور شہید ہونے سے مجھے پروا نہیں ہے اور قتل ہونا اس شخص کو جس کی نیت حق ہو۔ اور راہ خدا میں جہاد کرکے شائستگان خدا سے موافقت اور مجرمان و کافران باشقاوت سے مخالفت کرنے سے عار نہیں ہے۔ اگر میں زندہ ہوں نادم نہ ہوں گا۔ اور اگر قتل ہوا۔ دل ملامت نہ ہوگا۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ایک روز ام سلمہؓ اٹھیں اور کہا۔ بیشک میرا فرزند حسینؑ شہید ہو گیا۔ اس لئے کہ جس دن سے رسول خدا نے دنیا سے رحلت کی تھی۔ صدائے قوم جن میں سے نہ سنی تھی۔ رات کو صدائے جنیہ میں نے سنی کہ وہ روتی اور مرثیہ امام حسینؑ کا پڑھتی۔ شیخ مفیدؒ و شیخ طوسیؒ نے ایک پیر مرد قبیلہ بنی تمیم سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا۔ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے مجھے امام حسینؑ کی لڑائی اپنے دشمنوں سے کرنا شہید ہو جانے کی خبر نہ تھی۔ بعد عاشورا رات کو میں ایک گوشہ میں ایک اپنے قبیلہ کے ہمراہ بیٹھا تھا۔ ناگاہ صدائے ہاتف سنی۔ وہ کہتا تھا قسم بخدا میں تمہاری طرف نہیں آیا۔ مگر بعد اس کے کہ امام حسینؑ کو کربلا میں شہید اپنے خون میں ان کو غلطاں دیکھا اور گرد ان کے جوانوں کو دیکھا کہ خون ان کی گردنوں سے جاری تھا۔ ان میں سے ہر ایک چراغ ہدایت تھا۔ ہم نے اپنے اونٹ دوڑائے کہ شاید ان سے ملاقات ہو جائے۔ قبل اس کے کہ وہ حور العین کو اپنی آغوش میں لے لیں۔ قضا و قدر حق تعالیٰ کی مانع ہوئی۔ اور جو کچھ مقدر ہے وہ البتہ شدنی ہے۔ اس کے بعد بیت اشعار امام ابرار کی مدح و ثنا میں پڑھے۔ میں نے اس سے پوچھا۔ خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ تم کون ہو۔ اس نے کہا میں

سردار ایک قبیلہ کا قوم جن سے ہوں۔ کہ نصیبین میں وہ رہتے ہیں۔ بقصد معاونت و نصرت امام حسینؑ کو گیا تھا۔ کہ اپنی جان ان پر سے قربان کرتا۔ مگر اس وقت وہاں پہنچا جب امام حسینؑ مع اصحاب شہید ہو چکے تھے۔ اب بحسرت و نا امیدی اپنے قبیلہ کی طرف جاتا ہوں۔ ابن قولویہؒ نے روایت کی ہے۔ کہ پانچ شخص اہل کوفہ بقصد نصرت امام حسینؑ روانہ ہوئے رات کو ایک قریہ میں اترے۔ کہ اس موضع کا نام شاہی تھا۔ ناگاہ دو مرد ان کے پاس آئے۔ ایک جوان دوسرا بوڑھا۔ دونوں نے سلام کیا۔ اس مرد پیر نے کہا میں قوم جن سے ہوں۔ اور یہ جوان میرا بھتیجا ہے۔ چاہتا ہے۔ نصرت امام حسینؑ کو جائے میں نے اپنے اور تمہارے لئے ایک امر کو تجویز کیا ہے۔ ان کوفیوں نے کہا۔ کیا تجویز ہے۔ اس جن پیر نے کہا۔ میں پرواز کر کے جاتا ہوں اور خبر تمہارے پاس لاتا ہوں۔ پس ایک شبانہ روز غائب رہا۔ دوسرے دن اس کی آواز ہم نے سنی۔ مگر اسے نہ دیکھا۔ اس نے چند شعر پڑھے۔ جن کا مضمون حدیث سابق میں گذرا پس کوفیوں نے کہا۔ امام حسینؑ شہید ہو گئے اور جانب کوفہ واپس گئے۔ ایضاً۔ ابن قولویہؒ نے بسند ہائے معتبرہ روایت کی ہے۔ کہ بعد شہادت امام حسینؑ وقت صبح کوفہ کے کمہار لوگ جنگل میں لکڑیاں بیچنے کو جاتے تھے۔ صحرا میں وقت سحر آواز قوم جن کی نوحہ کرنے کی سنی کہ آہ و زاری کرتے تھے۔[۱]

---

[۱] امام حسینؑ اس کے جانشین تھے جو عالمین کیلئے رحمت اور نبی تھا۔ لہذا امام حسینؑ کی مصیبت تمام عالمین کے لیے باعث اندوہ ہوئی اور عالمین کی ہر ایک شے نے غم حسینؑ میں ماتم و نوحہ کیا۔ پتھروں سے خون ابلتا تھا۔ دیواریں خون رو رہی تھیں اور انبیائے اکرام ہمراہ ملائکہ خلا میں پریشان حال تھے۔ صحرا کے ذرات روتے تھے۔ دریاؤں میں مچھلیاں اور ہوا میں پرندے نوحہ خوان تھے۔ لہذا جب عالمین کی ہر شے امام مظلوم کی سوگوار تھی اور ہے۔ تو جنات کا نوحہ خوانی کرنا تعجب کی بات نہیں۔ بلکہ ان مسلمانوں کیلئے دلیل جواز ماتم ہے جو معاذ اللہ بدعت قرار دیتے ہیں۔ جس کو ہر شے روئے اور شجر و حجر شمس و قمر انبیاء و ملائکہ اور جنات سب ماتم کریں۔ اور انسان نہ روئے وہ انسان بہت ہی بدبخت ثابت ہوتا۔ جنات کے متعلق اکثر روایات ہیں مثلاً عن حبیب بن ثابت قال سمعت الجنۃ تنوح علی الحسین وھی تقول۔ مسح النبی جبینہ فلہ بریق فی الخدود۔ ابواہ فی علیا قریش وجدہ خیر الجدود (حافظ ابو نعیم سنی) حبیب بن ثابت کہتا ہے۔ میں نے عورات جنات کو امام حسین پر رونے اور نوحہ خوانی کرتے سنا ہے وہ یہ نوحہ پڑھ رہی تھی۔ نبی نے ان کے ماتھے کو چوما ہے ان کے رخساروں میں چمک تھی۔ انکے ماں باپ قریش کے بزرگ تھے۔ ان کے جد تمام اجداد میں بہتر تھے۔ اسی طرح علامہ ابن حجر مکی نے حضرت ام المومنینؓ جناب ام سلمہؓ سے نقل کیا ہے صواعق محرقہ میں عن ام سلمۃ قالت لیلۃ قتل الحسین سمعت قائلاً یقول [۱]

یا ایھا القاتلون جھلا حسینا ۔ ابشروا بالعذاب والتنکیل

قد لعنتم علی لسان ابن داؤد ۔ وموسیٰ وحامل الانجیل

باقی صفحہ ۳۲۰ پر

فصل افسوس: سبب تاخیر عذاب قاتلان امام حسین علیہ السلام بلکہ انتقام بزمانہ صاحب العصر قرار دیا

ابن بابویہؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ابوالصلت ہروی نے امام رضاؑ سے پوچھا۔ ایک حدیث جناب صادقؑ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت صاحب العصرؑ ظاہر ہونگے۔ فرزندان قاتلان امام حسینؑ کو ان کے بزرگان گذشتہ کے افعال زشت کے عوض قتل کریں گے۔ حضرت امام رضاؑ نے فرمایا۔ اسی طرح ہے۔ راوی نے کہا۔ ان کا کیا گناہ۔ امامؑ نے فرمایا۔ وہ لوگ چونکہ افعال اجداد سے راضی ہیں۔ اور ان ظالموں پر فخر کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ قتل کئے جائیں گے۔ جو کوئی کسی کے فعل زشت پر راضی ہو اسی طرح ہے کہ گویا وہ کام اس نے خود کیا ہے۔ اگر کوئی کسی کو مشرق میں مارے اور دوسرا مغرب میں اس کے اس فعل سے راضی ہو۔ تحقیق کہ وہ اس کا شریک ہوگا۔ اس وجہ سے صاحب العصرؑ ان کافروں کو قتل کریں گے کہ وہ اپنے ظالمان گذشتہ کے مظالم پر راضی ہیں، تفسیر امام حسن عسکریؑ میں لکھا ہے۔ ایک روز امام زین العابدینؑ نے اس جماعت بنی اسرائیل کا قصہ بیان کیا۔ کہ انہوں نے شکار مچھلیوں کا دوشنبہ کو کیا۔ اور خداوند عالم نے ان کو خوک (سور)، و میمون (بندر) بنا دیا۔ پھر فرمایا۔ حق تعالیٰ نے ایک جماعت کو مچھلی کو شکار دوشنبہ کے روز کرنے پر ایسا عذاب کیا۔ تو اس جماعت کا حال حضرت ذوالجلال کے نزدیک کیسا ہوگا۔ جنہوں نے اولاد حضرت رسول خداؐ کو قتل کیا اور ان کی ہتک اور حرمت

بقیہ حاشیہ جناب ام سلمہؓ فرماتی ہیں۔ میں نے شب قتل امام حسینؑ سنا کوئی کہنے والا کہتا ہے اے جہالت سے امام حسینؑ کے قتل کرنے والو تم کو عذاب و ذلت کی بشارت ہو تم پر لعنت کی جا چکی ہے۔ سلیمانؑ بن داؤدؑ کی موسیٰؑ اور حامل انجیل عیسیٰؑ کی لہٰذا جناب آج تک غم حسینؑ میں نوحہ خواں ہیں۔ اور آج تک بلکہ قیامت تک آسمان روتا رہیگا۔ غم حسینؑ میں چنانچہ وقت غروب اور طلوع جو سرخی آسمان پر ظاہر ہوئی ہے۔ یہ بسبب غم حسینؑ ہے سواد اعظم یعنی اہل سنت کے مشہور علامہ ابن سعد طبقات میں لکھتے ہیں۔ ان هذه الحمرة لم تر في السماء قبل قتله یعنی یہ مشرق کی سرخی قبل قتل حسینؑ کے کبھی نہیں دیکھی گئی۔ امام سرین لکھتے ہیں۔ اخبرنا ان حمرة اطراف السماء لم تكن قبل قتل حسينؑ۔ محمد بن سیرین کہتے ہیں۔ جو سرخی اطراف آسمان پر پائی جاتی ہے۔ قبل قتل حسینؑ نہ تھی۔ بس یہی کہا جاتا ہے۔ کہ دو دونوں جہاں میں آج سے ماتم بپا رہیگا۔

(احقر سید ظہور الحسن کوثر بریلوی)

اگرچہ خدا نے ان کو دنیا میں مسخ نہ کیا۔ ولیکن جو کچھ عذاب ان کے لیئے آخرت سے مہیا کیا ہے۔
وہ چند عذاب مسخ سے ہے۔ یہ سن کر ایک شخص نے حاضرین مجلس سے عرض کیا۔ کہ دشمنان اہل بیت
کہتے ہیں۔ اگر قتل کرنا امام حسینؑ کا شکار ماہی سے بدتر تھا۔ چاہیئے کہ خداوند عالم ان کو بھی مسخ کرتا۔ حضرت
نے جواب دیا۔ کہ شیطان کی معصیت اس گروہ سے زیادہ ہے۔ جو اس کے اغوا سے گناہ کرتے ہیں اور خدا
نے دنیا میں ان گناہوں کے عوض بہت لوگوں پر عذاب نازل کیا۔ اور شیطان پر عذاب نہ کیا۔ اور اسے
مہلت دی۔ لہٰذا بمقابلہ حکمتہائے حق تعالیٰ کلام کرنا جائز نہیں ہے اور بہت ایسا ہوتا ہے۔ کہ بعوض
گناہاں قلیل دنیا ہی میں عوض لیتا ہے۔ اور عقوبت عذابہائے کثیر کا عوض بروز قیامت قرار دیتا ہے
اس لئے کہ عذاب ان پر شدید تر اور حجت ان پر تمام تر ہو۔ لہٰذا قائم آل محمدؐ ان کافروں کی اولاد سے انتقام
لیں گے۔ ابن قولویہؒ نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ فرمایا۔ قسم بخدا قاتلان حسینؑ مارے گئے
ولیکن ہنوز طلب خون امام حسینؑ نہیں ہوا ہے۔ رجعت اور قیامت میں خون طلب کیا جائے گا۔ ابن
شہر آشوبؒ نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ کہ حق تعالیٰ نے جناب رسول خدا کو وحی کی کہ بعوض خون
حضرت یحییٰ ستر ہزار اشقیا میں نے قتل کیئے۔ اور تمہارے فرزند حسینؑ کا خون کا عوض بھی ستر ہزار سے لونگا
اور ان کو قتل کرونگا۔ ایضاً۔ جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ بعوض خون امام حسینؑ ایک لاکھ
کافر مارے گئے۔ اور ہنوز ان کا طلب خون نہیں ہوا ہے۔ اور اس کے بعد طلب خون امام حسینؑ
کیا جائے گا۔ ایضاً امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے کہ فرمایا۔ جب میں ہمراہ پدر بزرگوار کربلا
جاتا تھا۔ جس منزل پر میرے پدر عالی مقدار اترتے تھے۔ حضرت یحییٰ کو یاد کرتے تھے۔ ایک روز فرمایا
کہ سبب اس بے اعتباری دنیا کا جو خدا کے نزدیک ہے یہ تھا۔ کہ سر مبارک یحییٰ ایک زن زناکار کے
لیئے جو قوم بنی اسرائیل سے تھی بطور ہدیہ بھیجا گیا۔ اور خداوند عالم نے بخت نصر کو ان پر مسلط کیا۔ کہ
ستر ہزار ستمگار قتل کر ڈالے یہاں تک کہ خون حضرت یحییٰ ساکن ہوا۔ اے فرزند قسم بخدا میرا خون ساکن
نہ ہوگا۔ تا آنکہ مہدی میرے فرزندوں میں سے بعوض میرے خون کے ستر ہزار منافقوں کو قتل کرے۔

فصل بیسویں بیان معجزات امام حسینؑ اور عذاب قاتلان آنحضرتؑ

ابن شہر آشوبؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ امام حسینؑ نے عمر بن سعد لعین سے کہا۔ میں اسوجہ
سے خوش ہوں۔ کہ جب تو مجھے شہید کر چکے گا۔ اس وقت گندم عراق میں نہ کھا سکے گا۔ اس ملعون
نے بطور مسخرہ پن کہا۔ اگر گندم نہ ہو۔ جو ہی غنیمت ہیں۔ پس ویسا ہی ہوا۔ جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا

کہ امارت شہر رے نے میسر نہ ہوئی۔ اور مختارؒ نے اُسے روانہ نار کیا۔ ایضاً۔ روایت کی ہے کہ جس قدر
خوشبو امام حسینؑ کی لوٹ میں گئی سب خون ہو گئی۔ اور خوشبو گھانس جس قدر سے گئے تھے۔ وہ
سب آگ سے جل گئی۔ بروایت دیگر۔ اس خوشبو کا جس نے استعمال کیا۔ مرد خواہ عورت سب
مبروص ہو گئے۔ ایضاً۔ ابن شہر آشوبؒ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب امام حسینؑ صحرائے کربلا میں
پیاسے ہوئے۔ کنار فرات تشریف لے گئے۔ اور پانی اٹھایا۔ چاہا نوش کریں ناگاہ ایک ملعون
نے تیر حضرتؑ کو مارا۔ کہ وہ تیر دہن مبارک امام حسینؑ پر لگا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ خدا ہرگز تجھے معاف نہ
کرے۔ بعد اس کے اس ملعون کو پیاس لگی۔ جس قدر پانی پیتا تھا۔ پیاس نہ بجھتی تھی۔ یہاں تک وہ شقی
فرات کے کنارے کود پڑا۔ اور اس قدر پانی پیا کہ جہنم داصل ہوا۔ ایضاً۔ روایت ہے کہ جب امام
حسینؑ نے ان کافروں سے پانی مانگا۔ ایک ملعون نے ان اشقیا میں سے آواز دی۔ کہ اے حسین
ایک قطرہ آب فرات تم کو نہ ملے گا۔ یہاں تک کہ تشنہ لب شہید ہو جاؤ۔ یا حکم ابن زیاد قبول کرو۔ امام
حسینؑ نے فرمایا۔ خداوندا اس شقی کو پیاس سے ہلاک کر۔ اور ہرگز اسے نہ بخش۔ پس تشنگی اس ملعون پر
غالب ہوئی اور ہر وقت العطش کی فریاد کرتا تھا۔ اور جس قدر پانی پیتا تھا۔ سیراب نہ ہوتا تھا۔ آخر کار
اس قدر پانی پیا۔ کہ اس بدبخت کا پیٹ پھٹ گیا۔ اور جہنم واصل ہوا۔ بعضوں نے کہا۔ وہ ملعون
عبداللہ بن حصین یزدی تھا۔ اور بعضوں نے کہا۔ حمید بن اسلم تھا۔ ایضاً۔ روایت کی ہے کہ ایک
ولد الزنا نے قبیلہ دارم سے ایک تیر امام حسینؑ کی طرف پھینکا۔ اور وہ تیر گلوئے مبارک حضرت پر
لگا۔ حضرت خون اپنا آسمان کی جانب پھینکتے تھے۔ بعد اس کے وہ شقی ایسی بلا میں مبتلا ہوا۔ کہ
سردی اور گرمی سے فریاد کرتا تھا۔ آگ اس کے پیٹ سے شعلہ در ہوتی تھی اور پیٹھ سردی سے کانپتی
تھی۔ اس شقی کے پشت سر آگ روشن کرتے اور پیش سر پنکھا جھلتے اور برف اس کے شکم پر رکھتے
تھے۔ مگر وہ ملعون پیاس سے فریاد کرتا تھا۔ پانی پیتا۔ مگر سیراب نہ ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کا پیٹ
پھٹ گیا۔ اور جہنم واصل ہوا۔ ابن بابویہؒ و شیخ طوسیؒ نے بسند ہائے معتبرہ یعقوب بن سلیمان سے
روایت کی ہے۔ کہ ایام حج میں جب مجھ پر شدت تشنگی ہوئی۔ مع چند اشخاص کوفہ سے باہر گیا۔ یہاں
تک کہ کربلا میں پہنچا۔ مگر کوئی موضع ایسا نہ ملا۔ جہاں اترتا ناگاہ ایک مکان کنار فرات مجھے نظر آیا
کہ وہ مکان لکڑی اور گھانس سے بنایا تھا۔ رات کو میں نے اسی جگہ قیام کیا۔ اتفاقاً ایک مرد غریب
آیا۔ اور کہا۔ مجھے آج کی رات یہاں رہنے کی اجازت دو کہ میں غریب آدمی ہوں۔ اور دور سے
آیا ہوں۔ ہم نے اسے اجازت دی۔ اور وہ بھی داخل ہوا۔ جب آفتاب غروب ہوا۔ اور چراغ؛

نے روغن نفط سے جلایا۔ ہم سب ایک جگہ بیٹھے ادھر ادھر کا ذکر کرتے تھے۔ باتوں باتوں میں کربلا اور شہادت امام حسینؑ کا ذکر آگیا ہم نے کہا کوئی اس صحرا میں ایسا نہ بچا جس کے بدن میں کوئی بلا نازل نہ ہوئی ہو۔ یہ سن کر اس مرد غریب نے کہا۔ میں بھی ان میں سے ہوں جو اس جنگ میں تھے۔ اب تک تو کوئی بلا مجھ پر۔ . . . نازل نہیں ہوئی۔ تم شیعوں کا دارومدار جھوٹ پر ہے۔ جب ہم نے اس سے یہ کلام سنا۔ ڈر کر اپنے سخن سے پشیمان ہوئے۔ اس وقت چراغ کی روشنی ذرا دھیمی ہوگئی تھی اس ملعون نے چاہا اُسے بجھائے ہاتھ بڑھا کے چاہا بتی اس کی کاٹے۔ فوراً ہاتھ چراغ تک پہنچتے ہی آگ اس کے دست نحس میں لگ گئی۔ جب اس نے چاہا اُسے بجھائے اس کی داڑھی جلنے لگی۔ اور تمام بدن میں شعلۂ آتش مشتعل ہونے لگی۔ وہ شقی نہر فرات میں کود پڑا۔ جب اس نے غوطہ مارا پانی کے اوپر آگ اس کے سر پر رہی۔ اور اس کی منتظر تھی کہ سر باہر نکالے۔ جب سر پانی سے نکلتا تھا پھر آگ لگ جاتی تھی اور ہر وقت یہی کیفیت اس بدبخت کی تھی یہاں تک کہ جہنم واصل ہوا۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر قاسم بن اصبغ سے روایت کی ہے کہ کہا۔ ایک ملعون قبیلۂ دارم سے ہمراہ لشکر ابن زیاد ملعون صحرائے کربلا میں امام حسینؑ سے لڑنے گیا تھا۔ وہ میرے پاس آیا میں نے دیکھا منہ اس کا سیاہ ہوگیا تھا۔ اور اس واقعہ سے پہلے وہ نہایت خوبصورت اور گورا تھا۔ میں نے اس سے کہا۔ اس قدر تمہارا رنگ کیوں متغیر ہوگیا ہے۔ کہ ممکن تھا۔ کہ میں تم کو نہ پہچانتا۔ اس ملعون نے کہا۔ میں نے ایک خوبصورت گورے آدمی کو۔ اصحاب امام حسینؑ سے شہید کیا ہے کہ اثر کثرت عبادت اس کی پیشانی نورانی سے ظاہر تھا۔ اور میں اس کا سر لایا ہوں۔ راوی کہتا ہے۔ میں نے دیکھا۔ کہ وہ ملعون ایک گھوڑے پر سوار تھا۔ وہ سر مقدس زین میں لٹکا تھا۔ کہ گھوڑے کی ٹانگوں سے ٹکر کھاتا تھا۔ میں نے اپنے باپ سے کہا۔ کاش اس سر کو یہ اونچا باندھتا۔ کہ اس درجہ گھوڑے کی رانوں سے اس سر مقدس کو صدمہ نہ پہنچتا۔ میرے باپ نے مجھے جواب دیا۔ اے فرزند جو بلا اس سر کا مالک اس پر نازل کرتا ہے وہ اس صدمہ سے جو اس سر پر ہے زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے کہ اس نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ جس روز سے میں نے اس شخص کو قتل کیا ہے اب تک ہر شب میرے خواب میں آتا اور کہتا ہے۔ چل پس مجھے جانب جہنم لے جاتا ہے۔ اور جہنم میں ڈال دیتا ہے۔ صبح تک اسی عذاب میں مبتلا رہتا ہوں۔ میں نے خود اس کے ہمسایہ کے لوگوں سے سنا کہ وہ کہتے تھے راتوں کو اس کی صدائے فریاد سے ہم کو نیند نہیں آتی ہے۔ میں اس کی عورت پاس گیا۔ اور حال حقیقت دریافت کی اس کی زوجہ نے کہا۔ اس کم بخت نے خود اپنے کو رسوا کیا ہے اور درحقیقت ایسا ہی اس کا حال ہے جیسا اس نے تم سے بیان کیا ہے۔ ایضاً۔ عمار بن عمیر سے روایت کی ہے کہ جب سر عبید اللہ بن زیاد ملعون کا مع سروں کے

اصحاب شقاوت مآب کوفہ میں لائے۔ میں ان سروں کا تماشہ دیکھنے کو گیا۔ جب وہاں پہنچا۔ لوگ کہہ رہے تھے
آیا آیا۔ ناگاہ کیا۔ دیکھتا ہوں ایک سانپ آیا۔ اور ان سب سروں میں پھر کے ابن زیاد کا سر تلاش کیا۔ جب
وہ سر اس سانپ کو ملا۔ اس کی ناک کے سوراخ میں گھس گیا۔ اور کان کے راہ سے باہر نکل آیا۔ پھر کان کی طرف
سے گھسا اور ناک کی طرف سے نکل آیا۔ اور ہر وقت وہ سانپ اسی طرح کرتا رہا۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے
کتب معتبرہ سے روایت کی ہے کہ ابحر بن کعب ملعون کے ہاتھ جن ہاتھوں سے اس لعین نے بعض جامہ ہائے
امام حسین اتارے تھے گرمیوں میں مثل دو لکڑیوں کے خشک ہو جاتے اور جاڑوں میں ان دونوں ہاتھوں
سے خون بہا کرتا تھا۔ اور جابر بن یزید نے عمامہ امام حسینؑ اٹھا لیا تھا۔ جب اس شقی نے اپنے سر نحس پر باندھا
اس وقت دیوانہ ہو گیا۔ اور دوسرا جامہ امام حسینؑ جعونہ بن حویہ نے اٹھایا تھا۔ اسی وقت وہ شقی بھی زمین پر گرا
اور اپاہج ہو گیا۔ ایضاً۔ ابن حاشر نے روایت کی ہے۔ کہ کہا۔ ایک شخص ان ملاعین میں سے جو امام حسینؑ سے
لڑنے گئے تھے جب وہاں سے میرے پاس آیا۔ امام حسینؑ کے مال میں سے ایک اونٹ اور تھوڑی زعفران لایا تھا
جب اس زعفران کو پیستے تھے آگ اس میں سے شعلہ زن ہوتی تھی۔ اس کی زوجہ نے اپنے بدن پر ملی۔ اور اسی
وقت برص ہو گئی۔ جب اس شتر کو نحر کیا۔ اس اونٹ کے جس عضو کو چھری لگاتے تھے۔ آگ اس عضو سے
مشتعل ہوتی تھی۔ جب اس کے ٹکڑے کئے ان ٹکڑوں سے آگ مشتعل تھی۔ جب دیگ میں ڈالتے آگ ان سے
بھڑکتی تھی۔ اور جب دیگ سے نکالا۔ گوشت ایلوا سے زیادہ تلخ تھا۔ ایک شقی نے اشقیائے فوج عمر بن سعد
ملعون سے امام حسینؑ کو نا سزا کہا۔ ناگاہ دو تیر شہاب آسمان سے فوراً آئے۔ اور دونوں آنکھیں اس ملعون کی اندھی کر دیں
سید ابن طاؤسؒ و ابن شہر آشوبؒ وغیرہ نے عبداللہ بن رباح سے جو قاضی وقت تھا۔ روایت کی ہے۔ اس نے
کہا۔ میں نے ایک مرد نابینا کو دیکھا ہے اس سے میں نے اس کے اندھے ہو جانے کو پوچھا۔ اس اندھے نے
جواب دیا میں ان لوگوں میں سے ہوں۔ جو امام حسینؑ سے جنگ کرنے گئے تھے۔ میں ہمراہ نو آدمیوں کے تھا میں
نے کوئی نیزہ نہیں لگایا۔ اور کوئی تیر نہیں پھینکا تھا۔ لیکن جب امام حسینؑ کو شہید کیا۔ اور میں اپنے مکان میں واپس
آیا۔ نماز عشا پڑھ کے سو رہا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک شخص میرے پاس آیا۔ اور کہا۔ چل تجھے رسول خداؐ
بلاتے ہیں۔ میں نے کہا مجھے ان سے کیا کام اس شخص نے میرا جواب نہ دیا۔ اور میرا گریبان پکڑ کے مجھے خدمت رسول خداؐ
میں لے گیا۔ میں نے دیکھا۔ رسول خدا صحرا میں محزون و غمگین بیٹھے ہیں۔ اور آستینوں کو کہنیوں تک چڑھائے
ایک حربہ دست مبارک میں لئے ہیں اور فرش چرمی حضرت کے سامنے بچھا ہے۔ اور ایک فرشتہ کھڑا ہے اور ایک
شمشیر آتشی اس کے ہاتھ میں ہے اور ان نو شخصوں کو جو میرے رفیق تھے قتل کر رہا ہے۔ اپنی تلوار جس شخص کے لگاتا ہے
آگ اس کے بدن میں مشتعل ہوتی ہے اور جل جاتا ہے۔ پھر زندہ ہوتا ہے۔ اور پھر وہ فرشتہ اسے قتل کرتا ہے۔ میں نے

جب وہ حالت مشاہدہ کی۔ دوزانو بیٹھ کے کہا۔ السلام علیکم یارسول اللہ حضرت نے جواب سلام نہ دیا۔ اور ایک ساعت سر مبارک جھکائے رہے اور کہا۔ اے دشمن خدا تو نے میری ہتک و حرمت کی۔ اور میری عترت کو قتل کیا۔ میرے حق کی رعایت نہ کی۔ میں نے عرض کی۔ یارسول اللہ کوئی نیزہ و تیر تلوار میں نے نہیں لگایا۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ تو سچ کہتا ہے۔ لیکن تو اس لشکر میں تھا۔ اور ان اشقیا کے لشکر کی سپاہی کو تو نے زیادہ کیا تھا۔ میرے نزدیک آ جب میں قریب گیا۔ دیکھا۔ ایک طشت خون سے بھرا ہوا ہے اور حضرت کے آگے رکھا۔ پس حضرتؐ نے فرمایا یہ میرے فرزند حسینؑ کا ہے۔ اس خون سے دو سلائیاں میری آنکھوں میں پھیر دیں۔ جب جاگا اندھا ہو گیا۔ بعض کتب معتبرہ میں دربان ابن زیاد علیہ اللعن سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا۔ میں عقب ابن زیاد داخل قصر ہوا۔ جب قصر میں گیا۔ آگ اس کے چہرے پر مشتعل ہوئی۔ اس نے مضطرب ہو کے مجھ سے کہا۔ کیا تو نے دیکھا۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ اس شقی نے کہا۔ اور لوگوں سے یہ قصہ بیان نہیں کرنا۔

روایت کعب الاحبار

کعب الاحبار سے روایت کی ہے کہ زمانہ عمر ابن الخطاب میں تفتیش میں سے وہ واقعات آئندہ کو نقل کرتا تھا۔ جو اس عمر میں واقع ہوں گے اور جو فتنہ و فساد ظاہر ہوگا۔ پھر کعب الاحبار نے کہا تمام و فتنہ و فساد سے عظیم تر اور سب مصائب سے شدید تر قتل سید الشہدا امام حسینؑ ہوگا۔ اور یہ وہ فساد ہے۔ جس کا خدا نے قرآن میں ذکر کیا ہے۔ کہ ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس۔ سب سے پہلے فساد عالم میں ہابیل کا قتل تھا اور آخر فساد قتل امام حسین علیہ السلام ہے۔ روز شہادت امام حسینؑ دروازہ ہائے بہشت کھول دیں گے اور جمیع آسمان آنحضرتؐ کے مصائب پر خون کے آنسوؤں سے روئیں گے۔ جب دیکھنا کہ سرخی آسمان پر بلند ہوئی ہے۔ جاننا امام حسینؑ شہید ہوئے ہیں لوگوں نے کہا اے کعب الاحبار آسمان پیغمبروں کی شہادت پر کیوں نہ رویا اور امام حسینؑ کی شہادت پر رو دے گا۔ کعب الاحبار نے کہا تم پرواہ نہ ہو۔ قتل امام حسینؑ امر عظیم ہے۔ وہ فرزند برگزیدہ سید المرسلینؐ اور ان کا پارہ تن ہے۔ اور آپ نے آب دہن مبارک سے تربیت پائی ہے۔ اس فرزند رسول خداؐ کو بحور و جفا و ظلم شہید کریں گے۔ اور وصیت رسول خداؐ کی ان کے حق میں ذرہ بھر بھی رعایت نہ کریں گے۔ اس خدا کی قسم میں کھاتا ہوں۔ جس کے قبضہ قدرت میں کعب کی جان ہے۔ کہ امام حسینؑ پر گروہ ملائکہ آسمانہائے ہفتگانہ گریہ کریں گے۔ کہ قیامت تک ان کا گریہ منقطع نہ ہوگا۔ اور وہ بقعہ جہاں سید الشہدا دفن ہوں گے بہترین بقعہ ہائے زمین ہے۔ اور ہر ایک پیغمبرؑ اس بقعہ مبارک کی زیارت کو گیا ہے۔ اور مصائب امام حسینؑ پر ہر ایک پیغمبر رویا ہے۔ ہر روز فوج ہائے ملائکہ و قوم جن اس مکان شریف کی زیارت کو جاتے ہیں۔ اور ہر روز جمعہ نوّے ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ اور اس امام مظلومؑ پر گریہ کر کے فضائل بیان کرتے ہیں آسمان پر اس فرزند رسول خداؐ کو حسینؑ مذبوح اور زمین پر ابو عبداللہ مقتول کہتے ہیں۔ دریاؤں میں ان کو فرزند منور مظلوم کہتے ہیں بروز شہادت امام حسینؑ چاند گہن اور سورج گہن لگے گا یہی

دن تک تمام عالم نظر مردم میں تاریک رہے گا۔ پہاڑ پھٹ جائیں گے۔ اور دریا گردش میں آئیں گے۔ اگر بقیہ ذریت و شیعان آنحضرتؐ زمین پر نہ ہوتے۔ بتحقیق کہ خدا آگ آسمان سے زمین پر برساتا۔ پھر کعبؑ نے کہا۔ اے گروہ تم تعجب کرتے ہو۔ جو کچھ میں نے ماتم حسینؑ کے بارے میں تم سے کہا۔ اور کہہ رہا ہوں قسم بخدا خدا نے کوئی چیز جو واقع ہوئی اور آئندہ ہوگی باقی نہیں چھوڑی۔ مگر یہ کہ سب کی اطلاع حضرت موسیٰؑ کو دے دی۔ اور جو بندہ مخلوق ہوا اور ہوگا۔ سب کا حال عالم ارواح میں حضرت آدمؑ کو بتا دیا۔ اور جس قدر اختلاف و تنازعات دنیا میں ظاہر ہوں گے۔ سب کا ذکر کیا۔ حضرت آدمؑ نے کہا۔ امت پیغمبر آخر الزمان کہ بہترین امت پیغمبران ہے۔ اس میں اس قدر اختلاف کیوں ہوا خداوند عالم نے فرمایا۔ اے آدمؑ جب کہ انہوں نے اختلاف کیا۔ ان کے دل مختلف ہو گئے۔ وہ لوگ فساد زمین پر مثل فساد زمین پر مثل فساد قتل ہابیل کریں گے۔ اور میرے حبیب محمد مصطفیٰؐ کے فرزند شہید کرینگے۔ پھر حق تعالےٰ نے واقعہ کربلا حضرت آدمؑ کو دکھا دیا۔ حضرت آدمؑ نے جب امام حسینؑ کے قاتلوں کی ارواح کو دیکھا۔ رو کے عرض کیا۔ خداوندا تو قتل حسینؑ کا انتقام ان سے لینا۔ جس طرح وہ اشقیا تیرے پیغمبرؐ بزرگوار کے فرزند کو شہید کریں۔ سعید بن مسیب سے روایت کی ہے۔ کہ جب امام حسینؑ شہید ہو چکے ہیں اسکے دوسرے سال حج کو گیا کہ بخدمت امام زین العابدین بعد حج مشرف ہوں۔ ایک روز کعبہ کا طواف کر رہا تھا ناگاہ ایک شخص کو دیکھا کہ ہاتھ اس کے کٹے ہوئے اور منہ مثل شب تار سیاہ تھا۔ کعبہ کے پردہ سے لپٹا ہوا کہہ رہا تھا۔ خداوندا بحق اس خانہ محترم کے میرا گناہ بخش دے۔ اور میں جانتا ہوں تو نہ بخشے گا۔ میں نے اس سے کہا۔ وائے ہو تجھ پر تو نے وہ کونسا گناہ کیا ہے۔ کہ رحمت خداوند رحیم سے اس قدر ناامیدی ہے اس نے کہا میں جمال امام حسین کا تھا۔ جب وہ کربلا گئے تھے جب امام حسینؑ کو شہید کیا میں چھپ گیا۔ کہ بعض جا چاہئے حضرت اتار کے لے جاؤں۔ اور آنحضرت کے کپڑے اتار کے وقت شب ان کو برہنہ کر ہی رہا تھا۔ ناگاہ میں نے سنا کہ ایک گردش اور غلغلہ عظیم اس صحرا سے بلند ہوا۔ اور بہت صدائے گریہ و نوحہ سنیں۔ کہ کوئی کہتا تھا۔ اے فرزند شہید من اے حسینؑ غریب من تجھے شہید کیا۔ اور تیرا حق نہ پہچانا۔ پانی تجھے نہ دیا۔ ان صداہائے دہشت انگیز سے میں بیہوش ہو گیا۔ اور درمیان شہدا اپنے کو گرا دیا۔ میں نے اس حالت میں دیکھا۔ کہ ایک عورت اور تین مرد کھڑے ہیں۔ اور ان کے گرداگرد بہت ملائکہ احاطہ کئے ہیں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے اے فرزند نامدار اے حسینؑ مقتول سیف اشرار تجھ پر سے تیرے جد و پدر و مادر و برادر نثار ہوں ناگاہ میں نے دیکھا۔ کہ امام حسینؑ اٹھ بیٹھے۔ اور کہا۔ لبیک یا جداہ یا رسول اللہ و یا ابتاہ و یا امیر المومنینؑ و یا اماہ یا فاطمۃ الزہراؑ و یا اخاہؑ۔ آپ پر میرا سلام ہو۔ پھر فرمایا اے نانا میرے انصار کو کفار نے قتل کیا۔ اے نانا میرے اہل بیت کو اسیر کیا۔ اے نانا میرا مال لوٹ لیا۔ اے نانا میرے اطفال کو قتل کر ڈالا۔ اس کلام کے سننے سے سب کے سب گریہ و زاری کرنے لگے۔ اور جناب فاطمہ سب سے

زیادہ نوحہ و زاری کرتی تھیں۔ پھر جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ اے پدر بزرگوار آپ ملاحظہ کیجئے میرے نور چشم
کا اس امت جفا کار نے کیا حال کیا ہے۔ اے پدر عالیمقدار مجھے اجازت دیجئے۔ کہ خون اپنے فرزند کا اپنے
سر اور چہرے پر مل لوں۔ اور حبیب خدا سے ملاقات کروں۔ اس کے خون سے آلودہ ہوں۔ یہ فرما کر ان سب بزرگواروں
نے خون امام حسینؑ کا اپنے اپنے سر اور منہ پر مل لیا۔ اس کے بعد میں نے سنا۔ کہ رسول خداؐ فرماتے تھے۔ اے امام
حسینؑ میں تجھ پر سے فدا ہوں۔ تجھے میں سر بریدہ بخون غلطیدہ دیکھ رہا ہوں۔ اے فرزند گرامی تیرے کپڑے کس نے
اتارے۔ امام حسینؑ نے عرض کیا۔ اے جد بزرگوار ایک ساربان میرے ہمراہ آیا تھا۔ اور اس سے میں نے بہت نیکیاں
کی تھیں۔ اس نے بعوض ان نیکیوں کے مجھے عریان کر دیا۔ یہ سن کر جناب رسول خداؐ میرے پاس تشریف لائے۔ اور
فرمایا۔ تو نے خدا کا خوف نہ کیا۔ اور مجھ سے شرم نہ کی۔ کہ میرے نور دیدہ اور جگر گوشہ کو برہنہ کیا۔ خدا تجھے دنیا اور آخرت
میں روسیاہ کرے اور تیرے ہاتھ قطع کرے۔ اسی وقت میرا منہ سیاہ ہو گیا۔ اور دونوں ہاتھ گر پڑے۔ اب میں
دعا کرتا ہوں۔ اور جانتا ہوں۔ کہ نفرین و لعنت رسول خداؐ مجھ سے برطرف نہ ہوگی۔ اور میں بخشا نہ جاؤں گا ایضاً
روایت کی ہے کہ ایک لوہار کوفہ میں رہتا تھا۔ جب لشکر عمر بن سعد ملعون کربلا میں امام حسینؑ سے لڑنے کے لئے
کوفہ روانہ ہوا۔ اس لوہار نے بہت سا لوہا اٹھایا۔ اور لشکر کے ہمراہ کربلا گیا۔ لشکر کے نیزے ٹھیک کرتا۔ اور
خیموں کی چوبیں بناتا۔ اور شمشیر و خنجر کو صاف کرتا تھا۔ اس لوہار نے کہا۔ میں انیس روز اس لشکر میں رہا۔ اور ان
کے کام کرتا تھا۔ یہاں تک کہ امام حسینؑ کو شہید کیا۔ جب اپنے مکان پر واپس آیا۔ ایک شب اپنے مکان میں سو
رہا تھا۔ ناگاہ خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہوئی ہے۔ اور لوگوں کی تشنگی سے زبانیں نکل پڑیں۔ اور آفتاب
قریب سرہائے مردم ہے میں شدت تشنگی سے بے ہوش تھا۔ یکایک ایک سوار نمایاں ہوا۔ نہایت حسین و جمیل و جاہت
و جلالت ہمراہ اس کے پیغمبران و اوصیاء و صدیقان و شہداء بھی تھے۔ تمام محشر اس جوان کے نور جمال سے منور ہو گیا اور
وہ سوار بسرعت وہاں سے عبور کر گیا۔ بعد ایک ساعت کے دوسرا سوار مثل ماہ تاباں نمایاں ہوا۔ اور عرصہ محشر
کو اپنے نور جمال سے روشن کر دیا۔ ہزاروں آدمی اس کی رکاب سعادت انتساب میں تھے۔ جو حکم وہ جوان کرتا تھا یہ
لوگ اس کی تعمیل کرتے تھے۔ جب وہ سوار میرے قریب پہنچا۔ گھوڑے کی باگ روک لی۔ اور حکم دیا اسے پکڑ لو۔ فوراً
اس سوار کے ہمراہیوں نے میرا بازو پکڑ کے اس زور سے کھینچا۔ کہ مجھے گمان ہوا۔ شانہ الگ ہو گیا۔ میں نے کہا۔ تمہیں اس
شخص کی قسم جس نے تم کو میرے لے جانے کا حکم دیا ہے تم مجھ سے بیان کرو۔ وہ جوان کون شخص ہے۔ انہوں نے کہا
وہ علی ابن ابی طالب ہیں۔ میں نے پوچھا۔ جو ان سے پہلے گئے۔ وہ کون تھے انہوں نے کہا۔ وہ رسول خداؐ تھے۔ میں
نے پوچھا۔ ان کے گرد جو لوگ تھے وہ کون ہیں۔ انہوں نے کہا۔ وہ پیغمبران و صدیقان و شہیدان و صالحان ایزد مومنان تھے
میں نے کہا تم کون لوگ ہو جو امیر المومنینؑ کے رکاب میں حاضر ہو۔ اور جو حکم وہ دیتے ہیں تم لوگ اس حکم کی تعمیل کرتے ہو انہوں
نے کہا۔ ہم فرشتگان پروردگار عالمیان ہیں۔ ہم کو اس نے حکم فرمایا ہے کہ علی ابن ابیطالب کے تابع فرمان رہیں۔ میں نے کہا

میری گرفتاری کا کیوں حکم دیا۔ اس فرشتے نے کہا۔ تیرا حال وہ ہو گیا جو اس گروہ کا حال ہے۔ جب اس طرف میں نے نظر کی۔ عمر بن سعد شقی کو مع اس کے لشکر کے دیکھا۔ بعض کو میں پہچانتا تھا۔ اور بعض کو نہ پہچانتا تھا۔ ایک زنجیر آتشیں عمر بن سعد لعین کی گردن میں تھی۔ کہ شعلہ ہائے آتش اس کی آنکھوں اور کانوں سے باہر نکلتے تھے۔ اور وہ گروہ جو اس کے ہمراہ تھا۔ اس میں سے کچھ لوگ زنجیر ہائے آتش میں جکڑے ہوئے تھے۔ اور کچھ لوگوں کی گردن میں طوق ہائے آتش تھے اور بعضوں کے بازو مثل میرے فرشتے پکڑے ہوئے تھے۔ جب تھوڑی دور مجھے لے گئے۔ میں نے دیکھا۔ رسول خداؐ ایک کرسی بلند پر بیٹھے ہیں۔ اور دو مرد پیر نورانی ان کی داہنی جانب کھڑے ہیں۔ اس فرشتے سے میں نے پوچھا۔ کہ وہ صاحب کون ہیں۔ اس نے کہا۔ حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ ہیں۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ اے علیؑ تم نے کیا کیا۔ امیرالمؤمنینؑ نے فرمایا۔ حسینؑ کے کسی قاتل کو نہیں چھوڑا۔ اور سب کو جمع کر کے خدمت میں لایا ہوں رسول خداؐ نے فرمایا۔ ان کو میرے پاس لاؤ۔ جب ان کو رسول خداؐ کے پاس لے گئے۔ آنحضرتؐ ہر ایک سے سوال کرتے تھے۔ کہ میرے فرزند حسینؑ سے کیا سلوک کیا۔ یہ پوچھتے تھے۔ اور روتے جاتے تھے۔ اہل محشر سب کے سب گریہ آنحضرتؐ سے گریاں تھے ان اشقیا میں سے کوئی کہتا تھا۔ میں نے تیر ان کو مارا۔ کوئی کہتا تھا۔ میں نے ان کا سر اقدس جدا کیا۔ کوئی کہتا تھا میں نے ان کا فرزند ذبح کیا۔ جناب رسول خداؐ نے ان کے سننے سے فریاد کی۔ کہ اے میرے فرزند غریب بے یار و انصار اے میرے اہل بیت اطہار میرے بعد تم سے اس امت جفا کار نے ایسا سلوک کیا بعد اس کے پیغمبروں سے مخاطب ہوئے۔ اور فرمایا۔ اے پدرم آدمؑ اے برادرم نوحؑ اے پدرم ابراہیمؑ آپ دیکھئے اس میری امت نے میری ذریت سے کیا سلوک کیا ہے اس کلام کے سننے سے انبیاء و اوصیاء و جمیع اہل محشر رونے پیٹنے لگے پھر جناب رسول خداؐ نے مؤکلان جہنم کو حکم دیا۔ کہ ان ظالموں کو جہنم میں لے جاؤ۔ اس حکم سے ایک ایک کو کھینچ کے جہنم میں ڈالتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک شخص کو لائے۔ اس سے پوچھا۔ تو نے کیا کیا۔ اس نے کہا۔ میں نے کوئی تیر و نیزہ و شمشیر امام حسینؑ پر نہیں لگایا۔ بلکہ میں بڑھئی تھا۔ اور ان ستمگاروں کے لشکر کے ہمراہ تھا۔ ایک دن خیمہ حصین بن نمیر لعین کا ستون شکستہ ہو گیا میں نے اسے درست کر دیا تھا۔ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ آخر تو اس لشکر میں داخل تھا۔ اور ان کے لشکر کی سیاہی زیادہ کی تھی۔ اور میرے فرزندوں کے قاتلوں کا تو معین اور مددگار تھا۔ یہ فرما کر حکم دیا۔ کہ اسے جہنم میں ڈال دو۔ اس وقت اہل محشر خروش و فریاد کرنے لگے۔ کہ آج کے دن بجز حکم خدا و رسول خداؐ و علی مرتضیٰؑ دوسرے حکم نہیں ہے جب مجھے جناب رسول خداؐ کے سامنے لے گئے اور میں نے اپنا حال عرض کیا۔ وہی جواب جو اس بڑھئی کو دیا تھا مجھے بھی دیا۔ اور حکم فرمایا۔ مجھے جہنم میں ڈال دیں۔ اس حال کے دہشت سے میں جاگ اٹھا۔ میری زبان اور نصف بدن خشک ہو گیا تھا۔ اب سب لوگ دنیا میں بھی مجھ سے بیزار ہیں۔ اور مجھ پر لعنت کرتے ہیں مرتے وقت تک اس کا حال خسران مآل یہی رہا۔ یہاں تک کہ جہنم داخل ہوا۔

فصل اکیسویں۔ بیان مجمل احوال مختار اور قتل بعض قاتلان امام حسین علیہ السلام

شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر منہال بن عمرو سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا۔ ایک سال بعد مراجعت سفر حج مدینہ میں داخل ہوا اور بخدمت امام زین العابدینؑ گیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے منہال حرملہ بن کاہل اسدی لعین کیا ہوا۔ کہا۔ میں نے اسے کوفہ میں زندہ چھوڑ آیا ہوں۔ یہ سن کر حضرتؑ نے دستہائے مبارک دعا کے لیئے بلند فرمائے اور مکرر فرمایا خداوندا! اسے گرمی آہن و آتش چکھا۔ منہال نے کہا جب میں کوفہ میں پہنچا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ مختار بن ابی عبیدہ ثقفی نے خروج کیا ہے۔ مجھ سے مختار بہت محبت و الفت رکھتے تھے۔ بعد کئی دن کے جب لوگوں کی ملاقات سے فارغ ہوا مختار کی ملاقات کو گیا۔ اور اس وقت پہنچا جب وہ مکان کے اندر سے باہر آئے تھے۔ مختار نے مجھے دیکھ کر کہا اے منہال مدت کے بعد آئے۔ تم نے ہم کو مبارک باد نہ دی۔ اور میرے شریک بھی نہ ہوئے میں نے کہا ایہا الامیر میں شہر میں نہ تھا۔ ابھی تو سفر حج سے واپس آتا ہوں۔ یہی باتیں کرتا ہوا میں ان کے ہمراہ چلا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ مقام کناسہ میں جو ایک محلہ کوفہ کا ہے۔ وہاں پہنچے۔ اسی جگہ مختار نے گھوڑے کی باگ روک لی۔ مجھے ایسا معلوم ہوا۔ کہ یہ کسی کے منتظر ہیں۔ ناگاہ کیا دیکھتا۔ کچھ لوگ چلے آتے ہیں۔ جب قریب پہنچے۔ کہا ایہا الامیر آپ کو بشارت ہو۔ ہم نے حرملہ بن کاہل اسدی شقی کو گرفتار کیا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد اس ملعون کو لائے مختار نے کہا۔ الحمد للہ تو میرے ہاتھ آگیا۔ پھر جلادوں کو طلب کیا۔ وہ حاضر ہوئے۔ ان کو حکم دیا کہ ہاتھ پاؤں اس کے کاٹ ڈالو اور ایک گٹھا نرکل کا منگا کر حکم دیا۔ اس میں یہ ملعون جلا دیا جائے۔ جب وہ ملعون جلنے لگا۔ میں نے کہا۔ سبحان اللہ۔ مختار نے کہا۔ تسبیح خدا ہر وقت بہتر ہے۔ لیکن اے منہال اس وقت سبحان اللہ تم نے کیوں کہا۔ میں نے کہا۔ اس وقت سبحان اللہ میں نے اس وجہ سے کہا۔ کہ اس سفر کی واپسی میں۔ میں جب خدمت امام زین العابدینؑ میں حاضر ہوا۔ حضرت نے اس ملعون کا حال مجھ سے پوچھا۔ میں نے کہا کوفہ میں اسے زندہ چھوڑ آیا ہوں۔ یہ سن کر حضرت نے دستہائے مبارک بلند فرمائے دعا کے لیے اور اسے نفرین کی۔ کہ خداوند حرارت آہن و آتش حرملہ بن کاہل۔ اسدی شقی کو چکھا دے اس وقت اجابت دعائے آنحضرتؑ میں نے مشاہدہ کی۔ یہ سن کر مختار نے مجھے قسم دی۔ کہ تم نے اسی طرح امام سے سنا ہے۔ میں نے قسم کھائی ہے۔ کہ ہاں اسی طرح یہ کلام حضرت سے میں نے سنا ہے۔ پھر مختار گھوڑے سے نیچے آئے۔ اور بعد دو رکعت نماز کے سجدے میں گئے اور سجدہ طولانی ادا کر کے سوار ہوئے۔ جب دیکھا۔ وہ ملعون جل گیا ہے۔ آگے روانہ ہوئے

اور میں ہمراہ مختار روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ میرے دروازہ تک پہنچے۔ میں نے کہا۔ ایہا الامیر مجھے سرفراز کیجیے میرے گھر میں چل کے کچھ تناول فرمائیے۔ طعام میرا باعث فخر ہوگا۔ مختار نے کہا۔ اے منہال تم نے مجھے خوشخبری دی۔ کہ امام زین العابدینؑ نے دعا فرمائی اور خدا نے اس کی دعا کی اجابت میرے ہاتھ سے فرمائی۔ اب مجھ سے کہتے ہو کہ تمہارے گھر جاکر کھانا بھی کھاؤں کیا آج اس نعمت کے شکریہ میں روزہ نہ رکھوں۔ کہ حرملہ لعین کو میں نے قتل کیا ہے۔ اس لیئے کہ یہ شقی وہی ملعون ہے۔ جو امام حسینؑ کا سر مبارک ابن زیاد لعین پاس لایا۔ اور عبداللہ رضیع کو مع دیگر شہدا شہید کیا۔ اور بعضوں نے لکھا ہے کہ اسی ملعون حرملہ والدالزنا نے سر مبارک امام حسینؑ جدا کیا تھا۔

ایضاً۔ روایت کی ہے۔ کہ مختار نے سولھویں تاریخ ماہ ربیع الاول ۶۶ھ شب چہار شنبہ کو خروج کیا۔ اور لوگوں نے اس شرط پر ان سے بیعت کی۔ کہ بکتاب خدا اور رسول اللہ کی سنت پر عمل کریں اور امام حسینؑ و اہل بیت اطہار و اصحاب آنحضرتؐ کا خون طلب کریں۔ اور دفع ضرر شیعان و محتاجان کرکے مومنوں کی مدد کریں۔ اس وقت عبداللہ بن مطیع عبداللہ بن زبیر کی طرف سے حاکم کوفہ تھا۔ پس مختار نے اس پر خروج کیا۔ اور اس کا لشکر کوفہ سے باہر کر دیا۔ اور کوفہ میں محرم ۶۷ھ تک قیام کیا۔ عبیداللہ ابن زیاد ملعون اس وقت حاکم جزیرہ تھا۔ جو کہ قریب موصل ہے مختار لشکر کشی کرکے متوجہ گرفتاری عبیداللہ ابن زیاد ملعون ہوئے اور ابراہیمؓ فرزند مالک اشترؓ کو اپنے لشکر کا سپہ سالار کیا۔ اور ابو عبیداللہ جدلی اور ابو عمارہ کیسانی کو بھی ہمراہ لشکر کیا۔ ابراہیمؓ بن مالک اشتر ساتویں محرم کو مع دو ہزار مردان قبیلہ مذحج و اسد اور دو ہزار نفر قبیلہ تمیم و ہمدان اور ڈیڑھ دو ہزار شخص قبائلی۔ مدینہ اور ڈیڑھ ہزار لوگ قبائل کندہ و ربیعہ اور دو ہزار قبیلہ ہمدان کوفہ سے باہر گئے۔ و بروایت دیگر آٹھ ہزار نفر قبیلہ حمرا اور چار ہزار اور قبیلہ کے لوگ ان کے ہمراہ ہوئے۔ جب ابراہیم کوفہ سے باہر گئے۔ مختار ان کی مشایعت کو پیادہ آئے۔ ابراہیمؓ نے کہا۔ خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ سوار ہو مختار نے کہا۔ میں چاہتا ہوں۔ تمہاری مشایعت میں میرا ثواب زیادہ ہو۔ اور چاہتا ہوں۔ نصرت آل محمدؐ میں میرے پاؤں گرد آلود ہوں۔ پھر رخصت ہوکے واپس گئے۔ اور ابراہیمؓ روانہ ہوئے یہاں تک کہ مدائن میں پہنچے جب یہ خبر مختار کو پہنچی کہ ابراہیمؓ نے مدائن سے کوچ کیا۔ کوفہ سے چلے اور مدائن میں پہنچ گئے۔ جب ابراہیمؓ موصل میں پہنچے۔ عبیداللہ ابن زیاد لعین مع لشکر انبوہ متوجہ ہوا اور بفاصلہ چار فرسخ اس کا لشکر اترا جب دونوں لشکر صف آرا ہوئے ابراہیمؓ نے اپنے لشکر میں آواز دی کہ اے اہل حق اے یاوران دین۔ خدا واضح ہو کہ یہ پسر زیاد قاتل حسینؑ بن علیؑ و اہل بیتؑ آنحضرتؐ ہے اس وقت وہ مع لشکر کہ در حقیقت لشکر شیطان ہے۔ تمہارے مقابلہ کو آیا ہے۔ لہذا لازم ہے کہ اس سے مقابلہ بہ نیت درست کرو اور صابر و ثابت قدم جہاد میں رہو شاید حق تعالیٰ اس ملعون کو تمہارے ہاتھ سے قتل کرے بعد حزن و اندوہ سینہ ہائے مومنین سے براحت و سرور مبدل ہو۔ پس لڑائی شروع ہوئی۔ اہل عراق

فریاد کرتے تھے۔ اے طالبان خون حسینؑ یہانتک ایک گروہ لشکر ابراہیمؓ فسخ عزم کرکے ان سے پھر گیا اور
نزدیک تھا مغلوب ہو جائیں ابراہیمؓ نے ان کو آواز دی۔ کہ اے یادران خدا دشمنان خدا کے ساتھ جہاد
کرنے میں صبر کرو۔ یہ سن کر وہ لوگ جنہوں نے فسخ عزم کیا تھا۔ واپس آئے عبداللہ بن یسار نے کہا میں نے
امیرالمؤمنینؑ سے سنا ہے۔ کہ فرماتے تھے تم لوگ لشکر شام سے نہر جادر کے کنارے ملاقات کرو گے وہ تم
کو بھگا دیں گے۔ اور فتح و نصرت سے تم کو مایوسی ہو جائیگی۔ بعد اسکے تم ان پر پھر لڑو گے۔ اور لشکر مخالف پر
غالب ہو گے۔ اور ان کے سردار کو قتل کر ڈالو گے۔ تم پر لازم ہے صبر کرو۔ اسلیے تم ضرور ان کے لشکر پر
غالب ہو گے بعد اسکے ابراہیمؓ نے میمنہ لشکر مخالف پر حملہ کیا۔ اور سب لشکر نے ان کی جرأت دیکھ کر خود بھی حملہ
کیا۔ اور ان کو پسپا کر کے ان ملاعین کا تعاقب کیا۔ اور خوب مارا جب جنگ برطرف ہوئی معلوم ہوا۔ عبیداللہ
بن زیاد ملعون و حصین بن نمیر لعین و شرجیل بن ذی الکلاع شقی و ابن حوشب روسیاہ و غالب بن باہلی مردود و عبداللہ
بن ایاس سلمی بدبخت و ابوالاشرس نابکار حاکم خراسان و جمیع سرداران لشکر ضلالت اثر جہنم واصل ہوئے جب
جنگ سے فارغ ہوئے ابراہیمؓ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ بعد ہزیمت لشکر مخالف میں نے ایک گروہ کو دیکھا
کہ وہ مقاتلہ کر رہے ہیں میں ان کی طرف لپکا میرے برابر ایک شخص استر پر سوار آیا۔ وہ لوگوں کو لڑائی پر تحریص و
ترغیب کرتا تھا اس نے مجھ پر حملہ کیا میں نے لپک کے ایک ضربت ایسی اسکے ہاتھ پر لگائی کہ اسکا ہاتھ کٹ گیا اور
وہ کنار نہر گر پڑا اس سے بوئے مشک آتی تھی کہ اپنے کپڑوں میں لگائے تھا میرا گمان یہ ہے کہ وہ ہی عبیداللہ
ابن زیاد لعین تھا۔ یہ سن کر ایک شخص اس طرف گیا۔ جب درمیان کشتگان تلاش کیا۔ اسی جگہ جہاں کا پتہ ابراہیمؓ نے
دیا تھا۔ اس لعین کو پڑا پایا اس کا سر کاٹ کے ابراہیمؓ پاس لائے۔ ابراہیمؓ نے حکم دیا۔ کہ اس ملعون کا بدن تمام رات جلایا
اور اس شقی کے دھویں سے اپنی آنکھیں روشن اور خاکستر بداختر سے اپنے سینوں کا زنگ صاف کرکے روغن بدن
پلید سے چراغ امید صبح تک روشن رکھیں۔ جب مہران غلام ابن زیاد ملعون نے اپنے آقا کا وہ حال سنا کہ اس کی
چربی سے تمام رات چراغ روشن رکھا۔ اس نے قسم کھائی۔ کہ اس کے بعد میں پھر کبھی گوشت کی چربی نہ کھاؤنگا
کیونکہ وہ شقی اپنے آقا ملعون کو دوست رکھتا تھا اور مقرب تھا۔ جب صبح ہوئی لشکر ابراہیمؓ نے اسباب
غنیمت ہائے لشکر مخالف جمع کیا۔ اور روانہ ہوئے طرف کوفہ ایک شقی معرکہ جنگ گاہ سے بھاگ کے
عبدالملک بن مروان پاس شام میں گیا۔ جب عبدالملک نے اسے دیکھا۔ کہا ابن زیاد کی خبر ہے۔ اس مفرور نے
کہا جب لشکروں میں لڑائی شروع ہوئی۔ مجھ سے ابن زیاد نے کہا۔ ایک کوزہ پانی کا میرے پاس لا۔ جب میں پانی
لایا۔ کچھ پیا اور تھوڑا درمیان زرہ و جسم چھڑکا۔ اور باقی پانی اپنے گھوڑے پر چھڑک کے سوار ہوا۔ اور دریائے جنگ
میں غوطہ مارا۔ پھر ان کو میں نے نہ دیکھا۔ اور بھاگ کے آپ پاس چلا آیا۔ بعد اسکے ابراہیمؓ نے سر نحس عبیداللہ

ابن زیاد مع سرہائے سرداران لشکر ضلالت اثر مختارؒ پاس روانہ کیا۔ اور وہ سرہائے اشقیا اس وقت مختار پاس پہنچے جب وہ چاشت تناول کر رہے تھے دیکھ مختارؒ خداوند عالم کی حمد بجالائے۔ اور کہا۔ الحمد للہ اس والدالزنا کا سر اس وقت میرے پاس لائے کہ چاشت کھا رہا ہوں۔ اس لئے کہ سر اقدس جناب امام حسینؑ جب اس ملعون پاس لائے اس وقت یہ بھی زہر مار کر رہا تھا۔ جب وہ سرہائے گندیدہ مختار پاس لا کے رکھے ایک سفید سانپ آ کے ان سرہائے اشقیا میں پھرا یہانتک ابن زیاد لعین کے سر تک پہنچا۔ اور ملعون کی ناک میں گھس گیا اور کان کے سوراخ سے نکل آیا۔ پھر سوراخ گوش سے داخل ہوا۔ اور سوراخ بینی سے نکل آیا جب مختار چاشت سے فارغ ہوئے اور اپنا جوتا پہن کے جوتے کی تلی کئی دفعہ اس ملعون بیحیا یعنی ابن زیاد ولدالزنا کے منہ اور جبین پر رگڑیں اور وہ کفش اپنے غلام کی طرف پھینک دی اور کہا۔ اس کفش کو غوطہ دے دے۔ کافر نحس کے سر سے میں نے مل ہے بس مختارؒ نے سر ابن زیاد لعین وحصین بن نمیر وشمر جیل بن ذی الکلاع وغیرہ ہمراہ عبدالرحمنؓ بن ابی عمیر ثقفی وعبداللہ بن شداد خشیمی وصائبؓ بن مالک اشعری بخدمت محمد بن حنفیہ بھیجے۔ اور ایک عریضہ ان کی خدمت میں لکھا۔ اما بعد بتحقیق آپ کے شیعان دیاداران خیر خواہ کو آپ کے دشمنوں کی طرف میں نے روانہ کیا۔ کہ آپ کے برادر مظلوم سید الشہدا کا خون طلب کریں پس وہ محبان اہل بیت بانیت درست ان کفار کے مقابلہ کو گئے اور یہ نہایت خشمگین دشمنان دین مبین سے منزل نصیبین پر دوچار ہو کے باعانت ونصرت رب العلمین ان کفار وشیاطین کو منہزم کر کے دریاؤں جنگلوں میں متفرق کر دیا۔ اور ان کا تعاقب کر کے جہاں پایا قتل کر کے کینہ ہائے دل ہائے مومنین کو پاک اور سینہ ہائے مومنین کو شاد وفرحناک کیا اب منصوبوں کے سرداروں اور سرگروہوں اور افسروں کے سرہائے نحس آپ کی خدمت میں روانہ کرتا ہوں۔ جب یہ خط اور سرہائے ملاعین محمد بن حنفیہ پاس لائے۔ اس وقت امام زین العابدینؑ بھی تشریف رکھتے تھے محمد بن حنفیہ نے ابن زیاد ملعون کا سر نحس بخدمت باسعادت امام زین العابدین روانہ کیا۔ اور وہ سر حضرت پاس اسوقت پہنچا جب آپ چاشت تناول فرما رہے تھے حضرتؑ نے فرمایا جب مجھے اس ملعون پاس لے گئے تھے اس وقت یہ بھی چاشت زہر مار کر رہا اور میرے پدر بزرگوار کا سر اس کے سامنے رکھا تھا میں نے اس وقت دعا کیا۔ خداوندا اسوقت تک مجھے دنیا سے نہ اٹھانا جب تک ابن زیاد ملعون کا سر جب میں چاشت کھاتا ہوں۔ دکھا نہ لے۔ پھر فرمایا۔ میں اس خدا کا شکر کرتا ہوں جس نے میری دعا قبول ومستجاب فرمائی۔ بعد اسکے حضرتؑ نے حکم دیا۔ کہ اس سر نحس کو باہر پھینک دو جب اس سر نحس کو عبداللہ بن زبیر پاس لے گئے۔ حکم دیا۔ کہ نیزہ پر چڑھا کے پھرائیں۔ جب وہ سر نیزہ پر رکھا آندھی نے سر نحس کو زمین پر پھینک دیا ناگاہ ایک سانپ نکلا۔ اور اس ملعون کی ناک میں چمٹ گیا۔ دوسری دفعہ جب نیزہ پر رکھا۔ پھر ہوا سے زمین پر گر پڑا۔ اور اس کی ناک میں بدستور سانپ لپٹ گیا۔ یہانتک کہ تین مرتبہ یہی حالت ہوئی۔ جب یہ خبر عبداللہ بن زبیر کو پہنچی حکم دیا کہ اس ملعون کا سر نحس گلیوں میں ڈال دو۔ تاکہ لوگوں

انتقام مختار بن ابو عبیدہ ثقفی علیہ الرحمتہ عمر بن سعد ملعون سے

حضرت امیر مختارؓ قاتلان امام ابرارؑ کو تلاش کر کے جہاں جسے پاتے قتل کرتے تھے۔ یہاں تک بہت لوگ جمع ہو کے عمر بن سعد ملعون کی شفاعت کرنے مختارؓ پاس آئے اور امان طلب کی۔ جب مختارؓ کو بہت اضطراب و اضطرار ہوا۔ کہا میں نے اسے اس شرط پر امان دی کہ باہر نہ جائے۔ اگر باہر جائے گا تو اس کا خون مباح ہو گا۔ ایک شخص عمر بن سعد ملعون پاس آیا اور کہا میں نے آج مختارؓ سے سنا ہے کہ وہ قسم کھا کے کہتا تھا۔ میں آج ایک شقی کو قتل کرونگا۔ میرا گمان یہ ہے کہ اس کا مطلب تیرے قتل سے ہے۔ پس عمر بن سعد ملعون کوفہ سے باہر اس موضع میں جس کا نام حمام ہے چلا گیا۔ اور وہاں جا کے چھپ رہا۔ اور اس ملعون سے لوگوں نے کہا۔ تو نے خطا کی مختارؓ کے ہاتھوں سے بچ نہیں سکتا۔ جب اس کو خبر ملے گی۔ تو کوفہ سے باہر چلا آیا ہے وہ یہی کہے گا۔ اس نے میری امان پر قیام نہ کیا۔ اب اس کا قتل بلا مانع ہوا۔ یہ سن کر وہ ملعون اسی رات اپنے مکان میں واپس آگیا۔ راوی کہتا ہے جب صبح ہوئی۔ میں مختارؓ کی خدمت میں گیا۔ جب میں وہاں پہنچ کے بیٹھا۔ ہیثم بن اسود بھی آکے بیٹھے ان کے بعد حفص بن عمر بن سعد آیا۔ اور کہا میرا باپ کہتا ہے۔ وہ امان کیا ہوئی جو آپ نے مجھے دی تھی۔ اب سننے میں آیا ہے آپ میرے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں۔ مختارؓ نے کہا۔ بیٹھ جا۔ اور ابو عمرہ کو بلایا۔ پس میں نے دیکھا۔ ایک شخص کوتاہ قیامت اور سراپا غرق آہن آیا مختارؓ نے کچھ اس کے کان میں کہا اور دو شخصوں کو اس کے ہمراہ کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد ابو عمرہ عمر بن سعد ملعون کا سر کاٹ کے لے آیا۔ مختار نے حفص سے کہا۔ اس سر کو پہچانتا ہے حفص نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مختارؓ نے کہا۔ اے ابو عمرہؓ اس کو بھی اس کے پدر سے ملحق کر کہ جہنم میں وہ ملعون تنہا نہ رہے پس ابو عمرہ نے اس کو بھی قتل کیا۔ مختارؓ نے کہا۔ عمر بن سعد ملعون بعوض خون امام حسینؑ اور حفص بعوض خون علی اکبرؑ مارا گیا۔ اور ہرگز ہرگز ان دونوں کا خون ان بزرگواروں کے خون پاک کی برابری نہیں کر سکتا۔ بعد قتل ہونے عبید اللہ ابن زیاد و عمر بن سعد علیہما اللعنۃ سلطنت مختارؓ کو قوت حاصل ہوئی رؤسائے قبائل عرب و رعایا سب مطیع و منقاد مختارؓ کے ہو گئے۔

انتقام مختار قاتلان حسینؑ علیہ السلام سے

جب حکومت مختارؓ مضبوط ہو گئی اسوقت مختارؓ نے اعلان کیا۔ اور کہا۔ مجھے کوئی کھانا پینا اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ جب تک ایک ایک کو امام حسینؑ و اصحاب و اہل بیتؑ کے قاتلوں سے جو زمین پر ہیں۔ قتل نہ کر ڈالوں۔ میں ان ملاعین سے ایک کو زندہ نہ چھوڑوں گا۔ مجھ سے اب کوئی ان کا سعی و سفارش نہ کرے اور جو جو شریک خون آنحضرتؑ و اصحاب و اہل بیتؑ تھے۔ سب کو تلاش کرو۔ اور مجھے اطلاع دو

اور جو لوگ ان اشقیائے کفار کے مددگار تھے ان کی بھی خبر لاؤ۔ بعد اسکے جس کسی کو لاتے اور بیان کرتے۔ کہ یہ قاتلان امام سے ہے۔ یا قتل پر ان کے دشمنوں کی اعانت کی تھی اس کو مختارؓ قتل کرتے تھے۔ پھر خبر پہنچی کہ شمر ذی الجوشن حرامی نے شتران آنحضرتؐ سے ایک شتر لوٹ میں لیا تھا۔ اور کوفہ میں پہنچ کے اس اونٹ کو ذبح کیا اور اس کا گوشت تقسیم کیا تھا۔ جب یہ خبر مختارؓ کو معلوم ہوئی۔ حکم دیا۔ اس شقی کو تلاش کرو۔ اور وہ گوشت جس جس گھر میں تقسیم ہوا ہے۔ ان کی بھی اطلاع کرو۔ جب مطلع ہوا۔ حکم دیا۔ ان گھروں کو لوٹ لو۔ اور جس نے وہ گوشت کھالیا۔ اور کھایا تھا۔ اس کو قتل کیا۔ بعد اسکے عبداللہ بن اسید جہنی و مالک بن بشیم کندی و حمل بن مالک محاربی کو مختارؓ کے پاس لائے۔ مختار نے کہا۔ اے دشمنان خدا مجھے بتاؤ۔ کہ امام حسینؑ سے تم کس طرح پیش آئے۔ ان اشقیا نے جواب دیا ہم کو جبراً اُن سے مقاتلہ کیدے گئے تھے۔ مختارؓ نے کہا۔ آیا تم لوگ ان سے احسان نہ کرسکتے تھے۔ یا ان کو پانی نہ دے سکتے تھے۔ پس مالک بن بشیم سے کہا۔ تو ہی نے کلاہ فرزند رسالت پناہ اٹھائی تھی۔ اس نے انکار کیا۔ مختارؓ نے کہا بے شک تو ہی نے اٹھائی تھی۔ اور حکم دیا۔ کہ اس شقی کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالو۔ اور وہ بدبخت داصل جہنم ہوا۔ اور ان دو ملعونوں یعنی عبداللہ بن اسید جہنی و حمل بن مالک محاربی کے گردن زدنی کا حکم دیا۔ اور ان کی گردن زدنی کی گئی۔ اس کے بعد فراد بن مالک و عمر بن خالد عبدالرحمٰن بجلی و عبداللہ بن قیس خولانی کو اسیر کر کے لائے۔ مختار نے کہا۔ اے قاتلانِ صلحائے خدا تم سے بیزار ہو۔ تم نے عطر امام حسینؑ کو لوٹ کے اس روز جو نحس ترین ایام تھا۔ آپس میں تقسیم کیا ہے۔ پھر حکم دیا۔ کہ بازار میں لے جاکے ان کی گردن زدنی کرو۔ اور تعمیل حکم کی گئی۔ پھر معاذ بن ہانی اور ابو عمرہ کو خولی بن یزید اصبحی لعین پاس روانہ کیا۔ کہ وہ شقی ابن زیاد پاس امام حسینؑ کا سر لایا تھا جب اس کے گھر میں گئے تھے وہ ملعون پائخانہ میں ایک طرف کلاں کے نیچے چھپ گیا تھا۔ وہاں سے اس مردود کو نکال لائے۔ اثنائے راہ میں مختارؓ کو دیکھا مع لشکر چلے آتے ہیں۔ حکم دیا۔ اس شقی کو واپس اس کے گھر لے چلو۔ کہ اپنے مکان میں اپنی بدکردار زشت کی سزا پائے۔ پس دروازہ مکان پر اس ملعون کو قتل کر کے اسکا جسد پلید آگ سے جلا دیا اور وہاں سے واپس آئے جب شمر ذی الجوشن کو پکڑنے کو بھیجا وہ شقی بھاگ گیا۔ ابو عمرہ کو مع چند اشخاص اس ملعون کے تعاقب میں روانہ کیا۔ ان لوگوں نے جاکے اس لعین مصاحبین سے بہت جنگ کی اور وہ شقی بھی بہت لڑا۔ یہانتک کہ کثرت جراحت سے مجبور ہوگیا۔ پھر اس شقی کو پکڑ کے مختارؓ پاس لائے مختارؓ نے حکم دیا۔ کہ روغن زیت جوش کر کے اس میں اس روسیاہ کو ڈال دو کہ تمام جسم پلید اس بیحیا کا گھل جاوے وبروایت دیگر ابو عمرہؓ نے اس ملعون کو واصل جہنم کیا۔ اور اس کا سر مختارؓ پاس بھیجا۔ اسی طرح ہمیشہ مختارؓ قاتلانِ حسینؑ کو تلاش کر کے قتل کرتے تھے۔ اور جو بھاگ جاتا تھا اس کا گھر تہس نہس کر دیا جاتا تھا۔ اور منادی کر دی جو غلام اپنے

آقا کو قتل کرے گا۔ کہ وہ اس کا آقا۔۔۔۔۔ قاتلانِ امام حسینؑ سے ہوگا۔ اور اس اپنے آقا کا سر وہ غلام میرے
پاس لائے گا۔ میں اس غلام کو آزاد کر دونگا۔ اور بہت کچھ اسے انعام و اکرام عطا کروں گا۔ اس حکم سے بہت
غلاموں نے اپنے آقاؤں کو قتل کیا۔ اور ان کے سر ہائے نحس مختارؓ کے دربار میں حاضر کیے۔ شیخ ابو جعفرؒ نے
کتاب کل اشائر میں روایت کی ہے۔ کہ جب مختارؓ اپنے کاروبار میں مشتغل ہوا۔ اس وقت امام حسینؑ کے
قاتلوں کو تلاش و تفحص کیا۔ پہلے اس گروہ شقاوت پژدہ کو طلب کیا۔ جسم شریف کو جنہوں نے اور ان کے اخوان
و انصار کے اجسام شریف کو گھوڑوں سے روندا تھا۔ پس حکم دیا۔ ان ملاعین کو اوندھا لٹا کے ہاتھ پاؤں
میں میخیں آہن کی ٹھونک دیں اور سواروں کو حکم دیا۔ کہ ان کے بدنہائے نحس پر گھوڑے دوڑائے اور وہ ٹکیا
پارہ پارہ ہوگئے اور ان کے ٹکڑے آگ میں جلا دیئے گئے۔ بعد اسکے دو شخصوں کو حکم دیا۔ حاضر کرنے کا کہ
وہ دونوں قتل عبدالرحمٰن بن عقیل بن ابی طالب میں شریک تھے حکم ہوا کہ ان کی گردن زدنی کی گئی اور ابو عمرہؓ
کو مع ایک جماعت خولی بن یزید اصبحی ملعون کے مکان پر بھیجا وہاں جاکے اس کے گھر کا محاصرہ کیا۔ اس
کی زوجہ شیعان اہل بیت سے تھی۔ گھر سے نکل آئی۔ بظاہر اس نے کہا۔ میں نہیں جانتی مگر اشارہ سے
بتلا دیا۔ کہ پائخانہ میں چھپا ہے۔ وہاں سے اس ملعون کو نکال کے آگ میں جلا دیا۔ عبداللہ بن کامل کو حکیم
بن طفیل کے پکڑنے کو جس نے تیر حضرت عباس پر لگائے تھے۔ اور ان کا لباس اتار لیا تھا۔ روانہ کیا۔
پس اس کو پکڑ کے تیر باراں کیا۔ عبداللہ بن ناجیہ کو بطلب منقذ بن مرہ عبدی کہ وہ شقی قاتل علی اکبر تھا روانہ کیا
وہ ملعون نیزہ تانے گھر سے باہر آیا۔ اور عبداللہ کے نیزہ مار کے زمین پر گرا دیا۔ عبداللہ نے بھی جھپٹ کے
ایک تلوار اس کے دست چپ پر لگائی۔ کہ وہ ہاتھ اس نابکار کا بیکار ہوگیا۔ اور بھاگ گیا۔۔۔۔۔ اور ہاتھ نہ لگا
پس زید بن رقاد کو طلب کیا۔ اور حکم دیا سنگباراں کا سنگباری کر کے اس کے بعد جلا دیا گیا۔ سنان بن انس ملعون
کوفہ سے بصرہ بھاگ گیا۔ مختارؓ نے اسکا گھر کوفہ سے لوٹ لیا۔ پھر وہ شقی بصرہ سے قادسیہ چل دیا جب قریب
قادسیہ پہنچا۔ مختارؓ کے جاسوسوں نے اسے قید کر لیا۔ اور مختارؓ پاس لائے مختارؓ نے حکم دیا۔ کہ پہلے اس روسیاہ کی
انگلیاں کاٹی گئیں پھر ہاتھ پاؤں کاٹ کے روغن زیت کھول کے کھولتے ہوئے میں اسے ڈال دیا۔ کہ جہنم واصل کیا
پھر عمرو بن صبیح کی تلاش میں لوگوں کو روانہ کیا رات کو اسکو اسکے گھر میں پکڑا حکم دیا کہ اسکو سر سے پاؤں تک نیزے
سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے اور کر دیا۔ اسکے بعد محمد بن اشعث کو طلب کیا۔ وہ اپنے قصر میں قادسیہ جا رہا تھا۔
جب لوگ وہاں پہنچے۔ وہ قصر کے دوسرے دروازے سے نکل کے مصعب بن زبیر پاس چلا گیا۔ مختار نے حکم دیا کہ
گھر اس بدگہر کا کھود ڈالو۔ اور مال لوٹ لو۔ پھر بجدل بن سلیم شقی کو حاضر کیا۔ اور کہا اس نے انگشت مبارک
سید الشہداؑ قطع کر کے حضرت کی انگوٹھی اتاری تھی مختارؓ کے حکم سے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور وہ بدبخت جہنم واصل

حال مختارؓ بن ابو عبیدہ ثقفی حضرت امام حسن عسکریؑ کی تفسیر میں مندرج ہے۔ کہ جناب امیرؑ نے فرمایا جس طرح بعض بنی اسرائیل نے اطاعت خدا کی اور انہیں خدا نے گرامی رکھا۔ اور بعض بنی اسرائیل نے معصیت خدا کی اور خدا نے انہیں معذب کیا۔ اسی طرح تم لوگوں کا بھی حال ہوگا اصحاب جناب امیرؑ نے عرض کیا۔ اے امیرالمومنینؑ ہم لوگوں میں عاصی کس جماعت سے ہوں گے حضرت نے فرمایا وہ لوگ جن کو ہم اہل بیت کی اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے اور ہمارے حقوق کی رعایت ان پر لازم ہے۔۔ وہ لوگ ہماری مخالفت اور ہمارے حقوق سے انکار کیا کریں گے اور فرزندان و اولاد رسول خدا جن کی حرمت و تعظیم کرنے کا حکم دیا ہے۔ ان کو وہ لوگ قتل کریں گے اصحاب نے کہا۔ یا حضرتؑ یہ امور واقع ہونگے۔ حضرت نے فرمایا۔ ہاں البتہ واقع ہونگے۔ اور ان دو فرزند میرے بزرگوار حسینؑ کو شہید کرینگے خداوند عالم ان منافقین پر عذاب اس جماعت کی تلوار سے نازل کرے گا۔ جن کو ان پر مسلط کریگا۔ حضرت نے فرمایا۔ ایک پسر قبیلہ ثقیف سے ہے۔ جسے مختارؓ بن ابی عبیدہ کہتے ہیں۔ امام زین العابدینؑ نے فرمایا۔ جب یہ خبر حجاج لعین کو پہنچی اور لوگوں نے اس سے کہا۔ کہ امام زین العابدینؑ اپنے جد بزرگوار امیرالمومنینؑ سے روایت کرتے ہیں۔ حجاج نے کہا۔ مجھے یقین نہیں آتا کہ رسول خداؐ یا علیؑ ابن ابی طالبؑ نے یہ بات کہی ہو۔ علیؑ بن الحسینؑ کم عمر ہیں۔ بہت سے امور باطل کہہ کے اپنے دوستوں کو فریب دیتے ہیں اچھا مختارؓ کو میرے پاس حاضر کرو کہ ان کا جھوٹ سچ ظاہر کردوں۔ جب مختار کو حاضر کیا حجاج نے فرش چرمین منگایا اور اپنے غلاموں کو طلب کرکے حکم دیا۔ تلوار لاؤ اور اس کی گردن مارو جب ایک ساعت گذری اور تلوار نہ لائے حجاج نے کہا۔ تلوار کیوں نہیں لاتے غلاموں نے کہا۔ تلواریں خزانہ میں ہیں اور خزانہ کی کنجی نہیں ملتی۔ مختارؓ نے کہا۔ مجھے قتل نہ کر سکو گے۔ حضرت رسول خدا نے جھوٹ نہیں کہا۔ اور لو فرضاً اگر مجھے قتل بھی کردگے خدا مجھے پھر زندہ کرے گا۔ کہ تین سو ۳۸۰ اسی اشرار تم سے قتل کرونگا حجاج نے اس کلام مختارؓ سے خشمگین ہو کے ایک ملازم کو کہا۔ کہ اپنی تلوار جلاد کو دے دے تاکہ اس کی گردن زدنی کی جائے جب جلاد تلوار لے کے جلدی سے متوجہ ہوا۔ منہ کے بل گر پڑا۔ اور تلوار اسکے پیٹ میں گھس گئی۔ کہ شکم شگافتہ ہو کے مر گیا۔ پھر دوسرا جلاد بلایا جب وہ متوجہ قتل مختار ہوا۔ ایک بچھو نے اسے کاٹا۔ اور وہ جلاد زمین پر گر کے مر گیا مختارؓ نے کہا۔ اے حجاج تم مجھے قتل نہ کرو گے۔ ذرا قصہ نزار بن معد بن عدنان بمقابلہ شاپور ذوی الاکتاف یاد کرو جس وقت وہ عربوں کو قتل کرکے ان کو مستاصل کرنا چاہتا تھا۔ اور نزار نے اپنے فرزندوں کو حکم دیا۔ کہ مجھے زنبیل میں رکھ کے راستہ میں شاپور کے لٹکا دو۔ جب شاپور نزار کے قریب پہنچا۔ اور اس کی نظر ان پر پڑی۔ کہا تم کون ہو۔ اس نے کہا۔ میں ایک مرد عرب ہوں۔ اور تجھ سے میرا ایک سوال ہے۔ شاہ پور نے کہا۔ کیا سوال ہے۔ نزار نے کہا۔ تو کیوں عربوں کو قتل کرتا ہے۔ انہوں نے تم سے کیا برائی کی شاپور

نے کہا میں انہیں اسلیئے قتل کرتا ہوں کہ میں نے اپنی کتابوں میں دیکھا ہے۔ کہ ایک شخص قوم عرب سے ظاہر ہوگا۔ اور اس کا نام محمدؐ ہے۔ وہ دعویٰ پیغمبری کرے گا۔ ملک و بادشاہی اس کی وجہ سے عجم کی برطرف ہوگی۔ اس سبب سے میں قوم عرب کو قتل کرتا ہوں۔ کہ وہ پیدا نہ ہو سکے۔ نزار نے کہا جو کچھ۔ تو نے جھوٹی کتابوں میں دیکھا ہے۔ جائز نہیں ہے۔ کہ بے گناہوں کو جھوٹوں کے کہنے سے قتل کرے۔ اگر سچی کتابوں میں یہ لکھا دیکھا ہے پس خدا اس شخص کی جس کی نسل سے وہ حاضر ہوگا۔ حفاظت کریگا۔ شاپور نے کہا۔ اے نزاد یعنی لاغر نحیف تم سچ کہتے ہو۔ اسی وجہ سے لوگ ان کو نزار کہنے لگے۔ یہ کلام نزار شاپور کو پسند آیا۔ اور قتل عرب سے دستبردار ہُوا۔ اے حجاج حق تعالیٰ نے مقدر کیا ہے۔ کہ میں تم میں سے تین سو اسّی ہزار اشرار کو قتل کروں۔ اب یا تو خدا تجھے میرے قتل سے مانع ہوگا۔ اگر مار بھی ڈالے گا۔ تو خدا پھر مجھے زندہ کرے گا۔ کہ جو کچھ اس نے مقدر کیا ہے۔ میں اسکی تعمیل کروں اور فرمان رسول خدا حق ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ یہ سن کر پھر حجاج نے جلاد کو حکم دیا۔ کہ اس کی گردن زدنی کی جائے مختارؓ نے کہا۔ وہ نہ مار سکے گا۔ اگر چاہو۔ تم خود تجربہ کرو ابھی خدا ایک سانپ کو تجھ پر مسلط کرے گا جس طرح اس جلاد پر بچھو کو مسلط کیا تھا۔ جب جلاد نے قصد گردن زدنی کیا ناگاہ ایک خواص عبد الملک بن مروان سے حاضر ہُوا۔ اور چلا کے کہا۔ قتل مختار سے دستبردار ہو۔ اور ایک خط حجاج کو دیا۔ کہ عبد الملک نے اس خط میں یہ لکھا تھا۔ اما بعد اے حجاج بن یوسف واضح ہو کہ ایک کبوتر خط میرے پاس لایا۔ جس میں یہ مندرج تھا۔ کہ تم نے مختارؓ بن ابو عبیدہ ثقفی کو گرفتار کیا ہے۔ اور چاہتے ہو۔ انہیں قتل کرو۔ بسبب اس روایت کے جو رسول خدا سے تم پر پہنچی ہے۔ کہ مختارؓ بنی امیہ کے انصار کو قتل کریگا۔ لازم ہے جب یہ میرا خط تمہارے پاس پہنچے مختارؓ سے دستبردار ہو۔ اور اسکے متعرض نہ ہو تاکہ وہ شوہر دایہ پسر ولید بن عبد الملک ہے اور ولید نے مجھ سے مختارؓ کی سفارش کی ہے اور جو حدیث تم نے سنی ہے۔ اگر دروغ ہے۔ تو کیا معنی کہ ایک مسلمان کو بخبر دروغ قتل کرو۔ اگر سچ ہے تکذیب قول رسول خدا نہیں ہو سکتی۔ پس حجاج نے مختارؓ کو چھوڑ دیا۔ مختار جہاں جاتا۔ اور کہتا تھا میں خروج کر کے بنی امیہ کو قتل کر دونگا۔ جب پھر یہ اخبار حجاج کو پہنچے دوسری مرتبہ پھر اس نے مختارؓ کو پکڑ بلوایا۔ اور قصد قتل کیا۔ مختارؓ نے کہا۔ تو مجھے قتل نہ کر سکے گا۔ یہی گفتگو ہو رہی تھی۔ کہ پھر دوسرا خط عبد الملک بن مروان کا کبوتر لایا۔ اس خط میں درج تھا۔ کہ اسے حجاج متعرض مختارؓ نہ ہونا۔ کہ وہ شوہر دایۂ پسر ولید ہے۔ وہ حدیث جو تو نے سنی ہے۔ اگر سچ ہے تو اسے قتل نہ کر سکیگا جس طرح حضرت دانیال بخت نصر کو قتل نہ کر سکے۔ اس لیئے کہ یہ مقدر ہُوا تھا۔ کہ بنی اسرائیل کو وہ قتل کرے پس حجاج نے مختارؓ کو چھوڑ دیا۔ اور کہا۔ اگر اب پھر میں نے تم سے ایسا کلام سنا۔ جان لینا کہ میں تم کو مار ڈالوں گا۔ مگر مختارؓ اسی طرح لوگوں میں یہ باتیں کہا کرتے تھے پھر حجاج نے طلب کیا۔ اس دفعہ مختار چھپ رہے اور ایک

مدت تک چھپے رہے۔ یہانتک کہ حجاج نے پھر پتہ لگا کے پکڑ بلایا۔ اور ارادہ قتل کیا۔ اسوقت پھر خط عبدالملک کا پہنچا۔ کہ مختارؓ کو قتل نہ کرنا۔ حجاج نے ان کو قید کر لیا اور ایک خط عبداللہ کو لکھا۔ کہ اس شخص کے قتل سے تم مجھے کیوں منع کرتے ہو۔ جو شخص علانیہ لوگوں میں کہتا پھرتا ہے کہ میں تین سو تراسی ہزار بنی امیہ کے انصار کو قتل کرونگا۔ عبدالملک نے جواب میں لکھا۔ اے حجاجؒ تم جاہل ہو۔ مختارؓ جو کچھ کہتا ہے۔ اگر حق ہے پس ضرور میں اس کی تربیت کرونگا۔ تاکہ وہ مجھ پر مسلط ہو۔ جس طرح فرعون کو خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تربیت پر موکل کیا۔ یہانتک حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون پر مسلط ہوئے اور اگرچہ یہ خبر دروغ ہے کیونکر میں اسکی رعایت نہ کروں۔ کہ اسکا حق خدمت مجھ پر ہے۔ آخر کار مختار مسلط ہوئے۔ اور جو کچھ انہوں نے کیا ظاہر ہے۔

خروج مختارؓ بن ابو عبیدہ ثقفی

ایک روز امام زین العابدینؑ اپنے اصحاب سے مختارؓ کے خروج کرنے کا ذکر فرما رہے تھے۔ بعض اصحاب نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ آپ ہم کو خبر کیوں نہیں دیتے کہ ان کا خروج کس وقت ہوگا۔ فرمایا دوسرے سال ہوگا۔ اور عبداللہ ابن زیاد و شمر ذی الجوشن فسق کے سر ہائے نحس کاٹ کے وہ ہمارے پاس اسوقت بھیجیگا۔ جب ہم چاشت تناول کرتے ہونگے۔ بعد اسکے جب وہ وقت آیا۔ جس کی خبر حضرت نے دی تھی۔ مختار نے خروج کیا۔ اصحاب آنحضرتؑ خدمت بابرکت میں حاضر تھے۔ حضرت نے کھانا منگایا۔ اور یہ فرمایا۔ یہ کھانا نوش کرو۔ کہ آج ستمگاران بنی امیہ قتل ہو رہے ہیں۔ اصحاب نے کہا۔ اے آقا وہ لوگ کہاں قتل کیئے جاتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ فلاں موضع میں مختارؓ ان اشرار کو قتل کر رہا ہے۔ اور بہت جلد ان ظالموں میں سے دو ستمگاروں کے سر ہائے نحس میرے پاس فلاں روز لائیں گے۔ جب وہ دن آیا جس روز کی حضرتؑ نے خبر دی تھی۔ اور حضرتؑ تعقیبات نماز سے

لہ حجاج بن یوسف انتہائی ظالم انسان تھا یہ دشمن خدا و رسول اور آل رسول تھا جتنے قتل سادات اس ظالم نے کروایا۔ اتنا کسی دور میں نہیں ہوا۔ خون سادات سے دیواریں تیار کرائیں بچوں کو زندہ دیواروں میں چنوایا۔ اس کے دور میں اپنے آپ کو سید کہنا جرم بن گیا تھا۔ سادات بنی فاطمہؑ نے نسل سادات کو بچانے کیلئے اس دور میں اپنی ذات کو چھپایا۔ اس ظالم کی طرف سے انعام مقرر تھا۔ قتل سادات کیلئے اور سپاہی مقرر تھے۔ تلاش سادات کے لئے۔ نیز خاص ایک محکمہ بنایا تھا۔ چنانچہ علامہ بغدادی نے تحریر کیا ہے کہ ایک آدمی راستے پر گڑھے میں پڑا رہتا۔ اور کہتا رہتا۔ میں اندھا اس کنویں میں گر گیا کوئی نکال دے جو اسکو نکال دیتا ...... وہ اسکو پکڑ لیتا۔ اور قتل کر دیتا کہ تم سید ہو۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ یہ علامت تم نے کیسے مقرر کی۔ بولا۔ میں جانتا ہوں۔ سادات کے علاوہ رحم دل لوگوں کا ملنا مشکل ہے۔ لہذا جو رحم کھا کر مجھے نکالتا ہے اس کے رحم کی وجہ سے میں سمجھ جاتا ہوں یہ سید ہے۔ رسول پاکؐ کی پیش گوئی بھی ہے جو دربار حجاج میں مادر ابن زبیر نے پیش کی کہ میری امت میں ایک ظالم حجاج نامی پیدا ہوگا۔ خدا کی لعنت ہو بے شمار اس لعین ازلی پر۔
(کوثر بھریکوی)

فارغ ہوئے اصحاب آنحضرتؑ خدمت باسعادت میں حاضر ہوئے اور حضرتؑ نے پھر کھانا ان اصحاب کیلئے منگایا جب کھانا لائے۔ اسی وقت دو سر ملاعین حضرتؑ پاس پہنچے۔ یہ دیکھ کر حضرت سجدہ میں گر گئے اور فرمایا۔ میں اس خدا حمد کرتا ہوں جس نے مجھے دنیا سے نہ اٹھایا۔ یہانتک کہ اس وقت میرے پدر عالی مقدار کے قاتلوں کے سر مجھے دکھائے اور حضرتؑ بار بار ان اشرار کے سرہائے نحس کی طرف نظر کرتے اور شکر حق تعالیٰ بجا لاتے چونکہ مقرر تھا۔ کہ بعد چاشت کے حلوا مہمانوں کے لئے لاتے تھے۔ اس روز اس وجہ سے کہ مشغول سرہائے نحس کے دیکھنے میں تھے حلوہ لانا ہم لوگ بھول گئے۔ ایک نے اصحاب آنحضرتؑ سے کہا۔ یا ابن رسول اللہ آج حلوہ نہیں آیا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ ان سرہائے نحس کی طرف دیکھ کے مسرور ہونے سے زیادہ تر شیریں آج کون سا حلوہ ہے۔ شیخ کشیؒ نے بسند معتبر اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے۔ کہ کہا میں نے ایک روز مختارؓ کو دیکھا جب وہ بچہ سا تھا۔ اور جناب امیرؑ اسے آغوش میں لئے ہوئے تھے اور دست مبارک اس کے سر پر پھیر کے فرماتے تھے، یا کیس یعنی عقلمند و دانشمند۔

حضرت مختارؓ سے ائمہ اہل بیت کی محبت

ایضاً بسند حسن روایت کی ہے کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا مختار کو دشنام نہ دو اس لئے کہ اُسنے ہمارے بزرگوں کے قاتلوں کو قتل کر کے ہمارا طلب خون کیا۔ اور ہماری عورتوں کا نکاح کر دیا اور وقت تنگدستی مال و زر ہم میں تقسیم کیا۔ ایضاً۔ بسند معتبر عبداللہ بن شریک سے روایت کی ہے۔ کہ کہا میں بروز عید الضحیٰ بخدمت جناب امام محمد باقرؑ بمقام منیٰ حاضر ہوا۔ اس وقت حضرت تکیہ کئے ہوئے تھے اور حجام کو بلایا تھا۔ کہ حجامت بنوائیں۔ جب میں خدمت امام میں بیٹھا۔ ایک مرد پیر کوفہ کا رہنے والا حاضر ہوا۔ اور حضرت کے دست ہائے مبارک آنکھوں سے لگانے چاہے۔ حضرت نے منع کیا۔ اور فرمایا تم کون ہو۔ اس شخص نے کہا۔ میں حکم پسر مختارؓ ہوں یہ سن کر حضرتؑ نے اسے نزدیک بلایا اور اپنے بہت قریب جگہ دی۔ پسر مختارؓ نے کہا۔ یا حضرتؑ لوگ میرے پدر بزرگوار کے حق میں بہت کچھ کہتے ہیں میں چاہتا ہوں آپ سے ان کا حال سنوں اور جو کچھ آپ ان کے حق

۱؎ بعض اپنے مورخین اور غیر مورخین نے نقل کیا ہے کہ مختار مخالفین امام حسنؑ سے تھا۔ اور حضرت حسنؑ کے قتل کا ارادہ رکھتا تھا امیر مختارؓ جناب علی علیہ السلام کے پروردہ تھے ان سے ایسی حرکات کا سرزد ہونا محال ہے۔ اگر وہ موافق معاویہ اور مخالف اہل بیت تھے جو خون امام کے انتقام کے لئے نہ تلوار اٹھاتے یہ ایسی روایات مخالفین اہل بیت نے تیار کی ہوئی ہیں بعض مسلمان آج بھی امیر مختار کو ظالم قرار دیتے ہیں وہ سخت گمراہی میں جا رہے ہے۔ عمر بن خطاب نے حالت کفر میں ارادہ قتل رسول کیا تلوار لے کر آئے بھی مگر مسلمان ہوئے دربار رسالت سے یہ غلطی معاف ہو گئی اسی طرح ان لوگوں کے نزدیک تیار کردہ روایات درست ہیں تو بعد توبہ اور نصرت حسینؑ کے سب معاف ہو گئیں جیسے عمر بن خطاب ارادہ قتل رسول سے مجرم نہیں ایسے ہی ان روایات کے مطابق امیر مختارؓ بھی مجرم نہیں ان کو مجرم کہنے والا خود مجرم ہے، واللہ اعلم (کوثر جھوہلوی)

میں ارشاد فرمائیں گے اس پر اعتماد کرونگا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ لوگ کیا کہتے ہیں۔ حکم نے کہا۔ لوگ کہتے ہیں وہ دروغ گو تھے حضرتؑ نے فرمایا سبحان اللہ قسم بخدا میرے پدر عالی مقدار نے مجھے خبر دی ہے۔ کہ مہر میری والدہ ماجدہ کا اس ہدیہ سے ادا کیا۔ جو مختارؓ نے بھیجا تھا۔ مختارؓ نے ہمارے مکانات شکستہ تعمیر کیئے۔ اور ہمارے قاتلوں کو قتل کر کے ہمارا خون طلب کیا۔ خدا مختارؓ پر اپنی رحمت نازل کرے۔ قسم بخدا میرے پدر بزرگوار نے مجھے خبر دی ہے کہ مختارؓ خدمت اہل بیت اطہار میں حاضر ہوئے اور لباس ان کو نذر کرتے اور احادیث ان سے اخذ کرتے تھے۔ خدا تمہارے پدر پر رحم کرے۔ کہ انہوں نے کوئی حق ہمارے حقوق سے کسی پر نہ چھوڑا مگر یہ اسے طلب کیا اور ہمارے خون کا بدلہ لیا۔ اور ہمارے قاتلوں کو قتل کیا۔ ایضاً بسند معتبر عمرؓ پسر زین العابدین نے روایت کی ہے کہ کہا جب عبید اللہ بن زیاد و عمر بن سعد لعین کے سرہائے نحس ہمارے پدر بزرگوار پاس لائے۔ حضرتؑ نے سجدہ کیا اور فرمایا میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں۔ جس نے ہمارا خون ہمارے دشمنوں سے طلب کیا۔ اور خدا مختارؓ کو جزائے خیر عطا کرے۔ ایضاً بسند معتبر جناب صادقؑ سے منقول ہے۔ کہ جب تک مختارؓ نے سرہائے قاتلان امام حسینؑ نہ بھیجے کسی عورت نے عورات ہاشمیہ سے اپنے بالوں میں کنگھی نہ کی اور خضاب نہ کیا۔ اور بالوں میں تیل نہ ڈالا۔ ایضاً۔ عمر بن حضرت امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے۔ کہ اول مختارؓ نے میرے پدر عالی مقدار کے لئے بیس ہزار دینار بھیجے اور میرے پدر بزرگوار نے وہ دینار لے کر ان سے مکانات عقیل بن ابی طالب اور دیگر بنی ہاشم کے مکانات جو بنی امیہ نے مسمار کر ڈالے تھے تعمیر کیئے۔ اور جب مختارؓ نے مذہب باطل اختیار کیا۔ اسکے بعد پھر چالیس ہزار دینار پھر پدر بزرگوار پاس بھیجے مگر حضرتؑ نے قبول نہ فرمائے اور واپس کر دیئے۔ ایضاً بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ کہ مختارؓ نے ایک عریضہ میرے پدر بزرگوار کی خدمت میں لکھا۔ اور مع چند ہدایا و تحفہ عراق سے بخدمت آنحضرتؑ روانہ کیا۔ جب قاصدان مختارؓ در دولت حضرتؑ پر پہنچے۔ اجازت چاہی کہ حاضر ہوں۔ حضرتؑ نے کہلا بھیجا چلے جاؤ۔ میں ہدیہ دروغ گویاں قبول نہیں کرتا۔ اور ان کا خط بھی نہیں پڑھتا۔ پھر ان قاصدوں نے عنوان خط مٹائے۔ اسکی جگہ لکھا۔ کہ یہ خط مہدیؑ محمد بن علیؑ کی خدمت میں پہنچے پس اسی طرح عنوان تبدیل کرکے محمد بن حنفیہ پاس لے گئے۔ اور انہوں نے ہدایا و تحفہ قبول کئے اور مختارؓ کے خط کا جواب بھی لکھا۔

امیر مختارؓ سے ائمہ کی ناراضی کی وجہ اور محبت کے اسباب

قطب راوندی نے بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب خدا چاہتا ہے۔ کہ اپنے دوستوں کا انتقام کسی ذریعہ سے لے بذریعہ بدترین خلق انتقام لیتا ہے اور جب چاہتا ہے خاص اپنی جانب سے انتقام لے اپنے دوستوں کی معرفت انتقام لیتا ہے۔ تحقیق کہ انتقام یحییٰ بن زکریا بخت نصر کے ہاتھ سے لیا۔ کہ وہ بدترین خلق خدا تھا۔ ابن ادریس نے بسند موثق جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب قیامت

برپا ہوگی جناب رسول خدا و جناب امیرؑ و امام حسنؑ و امام حسینؑ صراط سے گذریں گے اسوقت انکو تین مرتبہ جہنم میں سے ایک شخص آواز دیگا۔ کہ یارسول اللہؐ میری فریاد کو پہنچیے آنحضرتؐ جواب نہ دیں گے۔ پھر تین مرتبہ کہے گا۔ یاامیرالمؤمنین میری فریاد کو پہنچیے۔ حضرتؑ بھی جواب نہ دیں گے۔ پھر تین مرتبہ کہیگا۔ یاامام حسن مدد کیجیے۔ حضرت بھی جواب نہ دیں گے پھر تین مرتبہ آواز دے گا۔ یاامام حسینؑ میری فریادرسی کیجئے۔ کہ میں نے آپ کے دشمنوں کو قتل کیا ہے اس وقت جناب رسول خداؐ فرمائیں گے اے حسینؑ اس نے تم پر حجت تمام کی ہے۔ اس کی فریاد کو پہنچو۔ یہ سن کر امام حسینؑ مثل اس عقاب کے جو جھپٹ کر جانور کو دبوچ لے اسی طرح اس شخص کو جہنم سے نکال لیں گے۔ راوی نے کہا میں آپ پر سے فدا ہوں یاحضرت وہ کون شخص ہے حضرت نے فرمایا۔ وہ مختار ہے۔ راوی نے پوچھا۔ مختارؓ پر کیوں جہنم میں عذاب کرینگے۔ حالانکہ اس نے بڑے بڑے کام کئے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اگر اس کا دل شگافتہ کرتے۔ بتحقیق کہ اس کے دل میں سے کچھ محبت غیروں کی ظاہر ہوتی بحق اس خدا کے جس نے حضرت رسولؐ کو برسالت وراستی بھیجا ہے میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر جبرئیل ومیکائیل کے دل میں بھی اگر کچھ اغیار ہو بیشک خدا ان کو منہ کے بل آتش دوزخ میں ڈال دے بعض کتب معتبرہ میں روایت کی ہے کہ امام زین العابدینؑ کیلئے مختارؓ نے ایک لاکھ درہم بھیجے حضرت چاہتے تھے قبول نہ کریں۔ اور خوف بھی تھا۔ کہ مبادا واپس دینے سے مختارؓ کچھ ضرر رسانی کرے لہذا حضرت نے اس مال کو اسی طرح گھر میں رہنے دیا جب مختار قتل ہوا۔ حضرت نے حقیقت حال عبدالملک کو لکھی کہ یہ مال تمہارا حق ہے۔ تم کو گوارا ہو۔ اور حضرت مختارؓ پر لعنت فرماتے تھے کہ خدا پر اور ہم پر دروغ باندھتا تھا اور دعوی کرتا تھا کہ مجھ پر وحی نازل ہوئی ہے مؤلف فرماتے تھے کہ احادیث دربارۂ مختارؓ مختلف وارد ہوئی ہیں جیسا کہ معلوم ہو چکا۔ اور درمیان علمائے امامیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی اختلاف ہے۔ ایک جماعت علماء مختارؓ کو اچھا جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امام زین العابدینؑ خروج مختارؓ سے راضی تھے اور بظاہر خوف مخالفین سے بیزار تھے اور رضامندی بیان نہ کرتے تھے۔ مختارؓ نے طلب خون امام حسینؑ کے لئے خروج کیا اور دعوی امامت وخلافت اپنے اور کسی دوسرے کیلئے بھی نہ کیا۔ اور بعض علماء کا اعتقاد یہ ہے کہ مختارؓ کی غرض ریاست و بادشاہی تھی اور اس امر خاص کو اس کا وسیلہ قرار دیا تھا پہلے متوسل بامام زین العابدینؑ ہوا اور چونکہ آنحضرت خداوند عالم کی جانب سے مامور بخروج مختارؓ نہ تھے اور نیت فاسد مختارؓ سے واقف تھے حضرت نے التماس مختار کی قبول نہ کی پھر مختارؓ محمد بن حنفیہ سے متوسل ہوا اور لوگوں کو ان کی طرف سے دعوت کرتا تھا۔ اور انہیں مہدی قرار دیتا تھا۔ اور مذہب کیسانیہ اس سے لوگوں میں ظاہر ہوا ہی نہیں بلکہ شائع ہوا اور مذہب کیسانیہ محمد بن حنفیہ کو اپنا امام آخر جانتے ہیں اور کہتے ہیں زندہ ہیں مگر غائب ہو گئے ہیں اور زمانہ آخر میں ظاہر ہوں گے لیکن الحمدللہ کہ مذہب کیسانیہ برطرف ہو گیا۔ اور کوئی اس میں سے باقی نہ رہا۔ اور ان کو کیسانی اس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ لوگ اصحاب مختارؓ اور خود

مختار کو بھی کیسان کہتے تھے۔ اسلئے کہ جناب امیرؑ نے موافق بعض روایات کیسانیہ مختارؒ کو بلفظ کیس خطاب کیا۔ یا اس اعتبار سے کہ مختارؒ کے لشکر کا سردار اور مشیر کار و مدبر ابو عمرہ تھا۔ اور اسی کا نام کیسان تھا۔ مگر چونکہ جو کچھ جمع بین الاخبار سے ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مختارؒ کے خروج کرنے سے نیتؐ صحیح نہ تھی دروغ گویوں اور پاگلوں کو مختارؒ نے وسیلہ ترویج امور دین قرار دیا تھا۔ لیکن چونکہ کار ہائے خیر عظیم اس کے وسیلہ سے جاری اور ظاہر ہوئے۔ اسکی نجات کی امید ہے اور معترض نہ ہونا حالات سے ایسے لوگوں کے بہتر ہے۔

فصل بائیسویں ۔ بیان معجزات و غرائب قبر امام حسین علیہ السلام

حکایت ابوبکر بن عیاش ۔ شیخ طوسیؒ نے یحیٰی بن عبدالحمید حمانی سے روایت کی ہے کہ کہا ایام ملکوت موسیٰ بن عیسیٰ ہاشمی ہم نے اپنی منزلت سے جانب کوفہ کوچ کیا ناگاہ ابوبکر بن عیاش اُلاغ پر سوار مجھ سے دوچار ہوئے اور کہا۔ آؤ اس شخص پاس چلیں میں نہ سمجھا انکا مطلب کیا ہے مگر چونکہ میں ان کو بڑا جلیل القدر جانتا تھا۔ اس وجہ سے میں نے ان سے نہ پوچھا۔ اور انکے ہمرکاب روانہ ہوا۔ جب ابوبکر بن عیاش دروازہ عبداللہ بن حازم پر پہنچے۔ مجھ سے ملتفت ہوئے اور کہا اسے پسر حمانی میں نے تم کو اس سبب سے زحمت دی اور اپنے ہمراہ لیا کہ تم سفر میں اس طائی ملعون سے کیا کہتا ہوں میں نے کہا ایہا الشیخ کس کو آپ فرماتے ہیں انہوں نے کہا۔ اس فاجر کافر موسیٰ بن عیسیٰ ظالم کو ذکو کہتا ہوں۔ میں نے یہ سن کر میں ان کے عقب میں روانہ ہوا۔ یہانتک کہ دروازہ موسیٰ بن عیسیٰ تک پہنچے۔ قاعدہ یہ تھا کہ پیادہ ہو کے لوگ اندر جاتے تھے۔ مگر ابوبکر بن عیاش الاغ سے نہ اترے اور چاہا سوار داخل ہوں۔ دربان نے چاہا۔ قریب آ کے منع کرے جب ان کو پہچانا منع نہ کر سکا پس ابوبکر بن عیاش اُلاغ پر سوار ایک پیراہن پہنے بند ہائے پیراہن کھولے اندر مکان کے داخل ہوئے۔ اور مجھے آواز دی۔ اے پسر حمانی چلے آؤ۔ دربان نے مجھے منع کیا۔ ابوبکر بن عیاش نے اسے للکارا کہ اے ملعون میرے رفیق کو کیوں منع کرتا ہے پس میں بھی ان کے عقب روانہ ہوا۔ اور وہ اسی طرح سوار مکان موسیٰ تک پہنچے اسوقت موسیٰ صدر مجلس میں بیٹھا تھا۔ اور دو طرفہ ملازمین مسلح کھڑے تھے جب موسیٰ نے ابوبکر کو دیکھا مرحبا کہا اور اپنے قریب بٹھایا مجھے نگہبانوں نے نہ جانے دیا۔ پھر

لہ حضرت امیر مختار صحیح العقیدہ شیعہ تھے انہوں نے نہ دعویٰ امامت کیا اور نہ مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور اس کا خروج ذاتی اقتدار کیلئے نہیں تھا بلکہ قاتلان حسینؑ کے خلاف تھا اور اس نے ایک ایک شامی کو جو کربلا میں موجود تھا قتل کیا امام زین العابدین فعل مختار سے راضی تھے جو روایات مختار کے خلاف ہیں وہ سب بنی امیہ کی بنائی ہوئی روایات ہیں آج جو لوگ مختار کے متعلق اچھا العقیدہ اور خیال نہیں رکھتے وہ بنی امیہ کی شراب کا اثر ہے جو مختار کے خلاف تیار کر کے لوگوں کو پلائی گئی (دکوثر ہمہ ریلوی)

ابوبکر بن عیاش نے آواز دی اور میں بھی داخل منزل ہوا میں ایک پیراہن و ازار پہنے تھا۔ مجھے انہوں نے اپنے نزدیک بٹھالیا۔ موسیٰ نے ابوبکر بن عیاش سے کہا۔ اس شخص کی سعی کرنے آئے ہو۔ انہوں نے کہا نہیں بلکہ انکو اپنے ہمراہ اسلئے لایا ہوں کہ تم پر گواہ کروں۔ موسیٰ نے کہا کس چیز پر گواہ کروگے۔ اور ان دونوں میں موسیٰ بن عیسیٰ شقی نے بھیجا تھا۔ لوگوں کو کہ قبر امام حسینؑ کے گرد کھیتی کریں۔ اور تخم پاشی کرکے نشان قبر سید الشہداء مٹا دیں۔ ابوبکر بن عیاش نے کہا۔ جو کچھ تو نے اس قبر کے بارے میں تجویز کی ہے۔ اس پر مجھے اطلاع ہے۔ اور چاہتا ہوں گفتگو کروں۔ موسیٰ بن عیسیٰ نے کہا۔ کون سی قبر کو کہتے ہو۔ ابوبکر بن عیاش نے کہا قبر حسینؑ بن علیؑ و فاطمہؑ دختر رسولِ خداؐ کے بارہ میں کہتا ہوں جب موسیٰ بن عیسیٰ نے یہ سُنا ایسا غضبناک ہوا۔ کہ قریب تھا۔ بیخود ہو کے اچھل پڑے۔ اور کہا تم کو ان باتوں سے کیا کام ابوبکر بن عیاش نے کہا۔ مجھ سے سنو۔ میں تم سے ایک خبر بیان کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں اپنی قوم یعنی بنی عامرہ کی طرف گیا جب کوفہ کے پل پر پہنچا۔ دس سُور مجھ پر دوڑے اور خداوند عالم نے ایک مرد بنی اسد کی کمک سے مجھے انکے شر و فساد سے محفوظ رکھا۔ پھر میں روانہ ہوا۔ جب بمقام شاہی راستہ بھول گیا۔ وہاں ایک بوڑھیا کو دیکھا۔ اس نے مجھ سے کہا۔ ایہا الشیخ کہاں کا قصد ہے۔ میں نے کہا غاضریہ جاتا ہوں۔ اسنے کہا۔ اسے جنگل میں چلے جاؤ۔ جب جنگل کی تمامی پر پہونچوگے راستہ تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ میں نے ویسا ہی کیا جب نینوا میں پہونچا۔ وہاں ایک مرد پیر کو بیٹھا دیکھا۔ میں نے پوچھا۔ کہاں کے رہنے والے ہو۔ اسنے کہا اسی موضع کا رہنے والا ہوں۔ میں نے کہا تمہاری عمر کیا ہے اس نے کہا۔ میں حساب اپنی عمر کا نہیں جانتا۔ لیکن مجھے یاد ہے کہ اس جنگل میں اسی نہر فرات کا پانی حسینؑ ابن علیؑ اور ان کے اہل بیت و اصحاب پر بند کیا تھا۔ اور وحشیان و حیوانات پر نہ بند کیا تھا۔ میں نے کہا تجھ پر وائے ہو۔ وہ واقع تجھے یاد ہے۔ اس بڈھے نے کہا۔ ہاں قسم اس خدا کے جس نے آسمان کو بلند کیا ہے میں نے اپنی آنکھوں سے وہ واقع دیکھا ہے۔ اور اب میں دیکھتا ہوں کہ تم اور تمہارے اصحاب وہ فعل کرتے ہیں جس سے لازم ہے کہ دیدہ ہائے مردمان کثرت گریہ و زاری و فغاں سے مجروح ہو جائیں بشرطیکہ دنیا میں کوئی مسلمان باقی ہو۔ میں نے کہا۔ وہ واقعہ کون سا ہے اس بڈھے نے کہا جو تمہارے حاکم نے حکم دیا ہے۔ اور تم نے اس کام سے انکار نہ کیا۔ کہ قبر فرزند رسولؐ خدا پر کھیتی کی گئی۔ اور پانی وہاں تک پہنچایا گیا۔ میں نے کہا۔ وہ قبر شریف کہاں ہے۔ اس نے کہا اسی موضع میں ہے۔ جہاں تم کھڑے ہو۔ اور تم سے بہت قریب ہے۔ نشان قبر کا مٹا دیا گیا ہے۔ ابوبکر بن عیاش نے کہا میں نے اس سے قبل وہ قبر نہ دیکھی تھی اور اپنی مدت العمر میں۔ اس قبر منور کی زیارت کو نہ گیا تھا۔ میں نے عالم خواب میں اس مرد پیر سے کہا کوئی ایسا یہاں ہے جو مجھے نشان قبر کا بتادے وہ مرد پیر میرے ساتھ ہوا۔ اور مجھے قریب حائر کے لایا۔ کہ اس کا ایک دروازہ تھا اور دروازہ پر دربان کھڑا تھا

میں نے دربان سے کہا میں زیارت فرزند رسولؐ خدا کو آیا ہوں اور اندر جانا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا اسوقت وہاں جانا نہ ملیگا۔ میں نے کہا کیوں اس دربان نے کہا۔ کہ اسوقت ابراہیم خلیل اللہ و محمد رسول اللہ مع جبرئیل و میکائیل و گروہ گروہ ملائکہ زیارت امام حسینؑ کو آتے ہیں۔ ابوبکر بن عیاش نے کہا جب میں خواب سے جاگا ترس و خوف عظیم و حزن و اندوہ فراوان مجھ پر چھا گیا۔ کئی روز اس خواب کو دیکھے گذرے ہیں۔ اور میں بھولا چاہتا تھا۔ اتفاقاً مجھے ایک ضرورت درپیش آئی۔ کہ قبیلۂ غاضریہ سے کچھ اپنا روپیہ وصول کر لاؤں۔ اس قصد سے میں روانہ ہوا۔ اور وہ خواب مطلق میرے ذہن میں نہ تھا جب کوفہ کے پل پر پہونچا دس چور مجھ پر آ پڑے۔ جب میں نے انہیں دیکھا۔ اس وقت مجھے وہ خواب یاد آیا۔ ان چوروں نے کہا جو کچھ تمہارے پاس ہے ڈال دو۔ اور چلے جاؤ میرے پاس ایک خرجین تھی۔ ان سے میں نے کہا۔ تم پر واضح ہو میں ابوبکر بن عیاش ہوں۔ اپنا روپیہ وصول کرنے جاتا ہوں۔ مجھے اپنی راہ جانے سے منع نہ کرو۔ کہ مہمان کو نہایت دوست رکھتا ہوں یہ سن کر ان میں سے ایک شخص نے آواز دی کہ یہ میرے آقا ہیں بحق خداوندان سے معترض نہ ہونا انہوں نے اپنے رفیقوں میں سے ایک شخص کو میرے ہمراہ کر دیا۔ کہ اس نے مجھے راستہ پر لگا دیا۔ مجھے اس خواب کی تعبیر میں تعجب تھا۔ کہ ساعت بساعت ظہور اس کا ہوتا تھا۔ یہانتک کہ نینوا یعنی کربلا میں پہنچا۔ اور وہاں ایک مرد پیر کو جیسا خواب میں دیکھا تھا۔ اس جگہ پایا۔ میں نے کہا۔ لاالہٰ الا اللہ میرا خواب بمنزلۂ وحی ہو گیا ہے۔ پس جو کچھ میں نے اس سے خواب میں پوچھا تھا۔ وہی سوال کیا۔ اور اس مرد پیر نے وہی جواب دیا جو کہ خواب میں دیکھا تھا۔ اس نے کہا آؤ میں تمہیں قبر شریف تک پہنچا دوں یہ کہہ کر مجھے وہ ایک مقام پر لے گیا۔ اور بتایا یہ موضع قبر شریف آنحضرت ہے۔ میں نے دیکھا کہ اطراف قبر شریف پر زراعت کی ہے۔ اور جو کچھ خواب میں نے دیکھا تھا بغیر سائر زبان میں نے وہاں سب کچھ دیکھا۔ اے موسیٰ خدا سے خوف کر میں قسم کھاتا ہوں کہ یہ خواب ہمیشہ بیان کیا کرونگا۔ اور زیارت امام حسینؑ و تعظیم و قول آنحضرت ہرگز ترک نہ کرونگا۔ اسلئے کہ خلیل خدا و حبیب خدا و جبرئیل و میکائیل و ملائکہ مقربان بارگاہ احدیت اس قبر شریف کی زیارت کو آتے ہیں۔ اے موسیٰ لازم ہے کہ مردم زیارت و تعظیم قبر سیدالشہدا میں رغبت کریں۔ بتحقیق کہ ابو حصین نے مجھے خبر دی ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھی کو خواب میں دیکھا ہے شیطان میرا شبیہہ و نظیر نہیں ہوسکتا جب ابوبکر بن عیاش نے یہانتک بیان کیا اس ملعون نے کہا۔ میں تمہارے جواب سے چپ ہوں۔ یہانتک کہ کلام احمقانہ تمہارا ختم ہو جائے۔ قسم بخدا اگر اسکے بعد میں سنوں گا۔ کہ اس کلام کو تم نے کسی اور کے سامنے نقل کیا ہے بیشک تم کو قتل کرونگا۔ اور اس گواہ کی بھی گردن زدنی کرونگا۔ ابوبکر بن عیاش نے کہا خدا حافظ و نگہبان ہے تو مجھے ضرر نہ پہنچا سکے گا۔ اسلئے کہ میں نے رضیتہً للہ تجھ سے بیان کیا ہے یہ سن کر وہ شقی نہایت خشمگین

وغضبناک ہوا۔ اور کہا تم میرا جواب دیتے ہو۔ یہ کہہ کر دشنام دیا۔ ابوبکر بن عیاش نے کہا خاموش رہ خدا تجھے ذلیل کرے اور تیری زبان کو قطع کرے یہ سن کر اس ملعون نے حکم دیا۔ اس مرد پیر کو قید کرو۔ پس میرے اور ابوبکر کے پاؤں پکڑ کے وہ لوگ گھسیٹتے ہوئے لے چلے ہمارے سر پتھروں سے ٹکراتے تھے اور ہماری داڑھیاں نوچتے تھے موسٰی للکار کے حکم دیتا تھا۔ ان دونوں ولدالزنا کو قتل کرو۔ ابوبکر بن عیاش باوجود اس حالت کے کہتے تھے بس بس خاموش رہ خدا تیری زبان کو قطع کرے اور تجھ سے انتقام لے۔ خداوندا تیری رضا کیلئے میں نے یہ ارادہ کیا تھا۔ اور تیرے پیغمبر کے فرزند کے بارہ میں کہا تھا۔ اور تجھ پر بھروسا کیا تھا۔ جس کی بابت غضب کا سامنا ہوا۔ آخر کار ہم کو قید خانہ میں لے گئے۔ جب ہم داخل زندان ہوئے۔ ابوبکر بن عیاش نے دیکھا میرے کپڑے پھٹ گئے اور خون جسم سے جاری ہے۔ کہا اے لیبر حانی ہم نے جبتہ للہ، جو حق تھا۔ کہا۔ اور داخل ثواب ہوئے واضح ہو کہ ثواب خدا ورسول ضائع نہ جائے گا۔ .. ..

تھوڑی دیر کے بعد اس ملعون کا چوبدار آیا اور ہم کو اپنے ہمراہ لے گیا۔ ہم بہت بڑے قید خانہ میں محبوس تھے بڑی تکلیف ہم کو ہوئی۔ دراز گوش چھین لیا تھا۔ چند قدم راہ چلتے اور بیٹھ کے کہتے تھے۔ خداوندا یہ تعب و مشقت تیری رضا کے لئے ہم نے اٹھائی ہے ہم کو ثواب عطا کر جب ہم کو اس پاس لیگئے اور اس نے ہم کو دیکھا۔ ابوبکر بن عیاش سے کہا۔ اے احمق جاہل ان چند امور کا تو معترض ہوتا ہے۔ جو تیرے لئے موجب ضرر ہے تجھے کیا مطلب جو ہم بنی ہاشم میں آتا ہے۔ اور بہت کچھ برا بھلا ابوبکر بن عیاش کو کہا۔ ابوبکر بن عیاش نے کہا۔ میں نے تیرا کلام سُنا خدا تجھے سمجھے موسٰی بن عیسٰی لعین نے کہا۔ خدا تیرا برا کرے باہر چلا جا۔ اب اگر میں نے سنا کہ تو نے کسی سے اس کلام کو بیان کیا۔ بیشک تجھے قتل کروں گا۔ پھر میری طرف متوجہ ہوا۔ اور مجھے بھی بہت کچھ ناسزا اس بیماتے کہہ کے تنبیہ کی جو تم نے سنا ہے۔ اگر کسی سے اظہار کرکے خواب کو بیان کریگا۔ تو مجھ سے برا کوئی نہیں۔ خدا تم پر لعنت کرے میرے سامنے سے ہٹ جاؤ۔ جب ہم وہاں سے باہر نکلے جانا پھر سے دوبارہ ہوئے اس وجہ سے کہ اپنی زندگی سے ہم کو بالکل مایوسی تھی۔ کیونکہ ان کا دراز گوش چھین لیا تھا۔ مجھ سے ابوبکر بن عیاش نے کہا۔ اس حدیث کو حفظ کرکے اپنے دل میں رکھنا اور بجز اہل عقل و ایمان و دین کے عوام سے روایت نہ کرنا

قصۂ متوکل وابراہیم دیزج

ایضاً بسند معتبر ملازمین متوکل میں سے جس کا نام ابراہیم دیزج تھا روایت کی ہے کہ کہا مجھے متوکل نے کربلا بھیجا اور حکم دیا کہ نشان قبر امام حسینؑ کو مٹا دوں اور ایک نامہ بنام جعفر بن محمد بن عمار قاضی اس مضمون کا لکھا کہ میں نے دیزج کو کربلا بھیجا ہے کہ وہ امام حسینؑ کی قبر کھود ڈالے۔ جس وقت یہ فرمان تمہارے پاس پہنچے اس کام کی نگرانی تم پر لازم ہے کہ

آیا جس امر پر میں نے اسے مقرر کر کے روانہ کیا ہے اس کی تعمیل اس نے کی یا نہیں۔ دیزج نے کہا جب میں کربلا پہنچا
اور وہاں سے واپس چلا۔ قاضی مذکور نے مجھ سے پوچھا۔ تو نے کیا کام کیا۔ میں نے کہا ہر چند نشان قبر تلاش کیا مگر وہاں
کچھ بھی نہ پایا۔ قاضی نے کہا۔ خوب گہرا کیوں نہ کھودا۔ اس نے کہا بہت گہرا کھودا۔ مگر کچھ وہاں نہ ملا یہ سن کر اس
قاضی نے متوکل کو لکھا کہ دیزج کربلا پہنچا۔ اور قبر امام حسینؑ کھود دی۔ مگر وہاں کچھ نہ پایا۔ جب متوکل نے یہ سنا حکم دیا
کہ اس زمین پر زراعت کرو اور پانی وہاں بھر دو کہ نشان قبر شریف برطرف ہو جائے راوی کہتا ہے۔ میں نے
دیزج کو ایک روز تنہائی میں دیکھ کے حقیقت حال دریافت کی۔ اس نے کہا۔ میں ہمراہ غلامان مخصوص کربلا گیا
اور کسی غیر شخص کو اپنے ہمراہ نہ لے گیا۔ جب میں نے قبر شریف آنحضرتؑ کھود دی۔ ایک نئے بوریئے پر جسم شریف
تازہ پاکیزہ بحالت خواب دیکھا۔ کہ مشک کی خوشبو سے زیادہ تر اس جسم مبارک سے خوشبو آتی ہے یہ دیکھ کر
میں نے اپنا ہاتھ اس جسم مبارک پر نہ رکھا۔ اور قبر کو بدستور کر دیا۔ اور بیلوں کو جوت کے چاہا زمین جوتوں
جب بیل اس قبر شریف پر پہنچتے تھے۔ اس طرف سے لوٹ آتے تھے۔ اس سبب سے اس مقام مبارک
کو نہ جوت سکا۔ اسوقت اپنے غلامان خاص کو بلا کے میں نے قسم دی کہ اگر اس واقعہ کی خبر تم کسی سے بیان
کروگے تو اسوقت میں تم کو قتل کر ڈالوں گا۔ ایضاً ابو عبد اللہ باقطانی نے روایت کی ہے۔ کہ کہا۔ ہارون معری
جو کہ امرائے متوکل سے تھا۔ میں اسکا کاتب ہوا۔ اسکے تمام بدن کی رنگت گوری تھی۔ مگر ہاتھ پاؤں اور
چہرہ اسکا نہایت سیاہ تھا۔ اور ہمیشہ بدبو پیپ اور اسکے منہ سے ٹپکتی تھی۔ جب میں اسکا مقرب ہوا ایک
دن میں نے اس سے پوچھا۔ کہ تمہارے سیاہی چہرے کا کیا سبب ہے۔ اس نے مجھے نہ بتایا۔ جب وہ
مرض موت میں مبتلا ہوا۔ پھر میں نے اس سے پوچھا۔ اور قسم کھائی کہ اور کسی شخص سے ذکر نہ کرونگا۔ اسوقت
اسنے مجھ سے کہا۔ کہ متوکل نے ہمراہ دیزج مجھے جانب کربلا روانہ کیا۔ کہ قبر امام حسینؑ کھود ڈالوں اور وہاں
پانی بھر دوں جب میں نے چاہا کربلا جاؤں اسوقت جناب رسول خدا کو خواب میں دیکھا۔ کہ فرماتے ہیں ہمراہ
دیزج قبر حسینؑ پر نہ جانا اور جس کام پر مامور ہوا ہے اسکی تعمیل نہ کرنا جب صبح ہوئی اور مجھے لے جانے
پر ترغیب و تحریص ہوئی مجھ پر شقاوت غالب ہو گئی۔ اور کربلا جا کے جو حکم متوکل نے دیا تھا اسکی میں
نے تعمیل کی۔ اسی رات کو پھر جناب رسول خدا کو خواب میں دیکھا۔ کہ فرماتے ہیں میں نے تجھ سے نہ
کہا تھا۔ کہ ان لوگوں کے ہمراہ نہ جانا۔ اور اس کا حکم بھی بجا نہ لانا۔ تو نے میرا کہنا نہ مانا۔ یہ کہہ کے ایک طمانچہ
میرے منہ پر لگایا۔ اور میرے منہ پر تھوک دیا۔ اسی رات سے اب تک میرا منہ اسی طرح سیاہ ہے اور
یہ بدبو پیپ بہتی ہے۔ ایضاً بسند معتبر فضل بن عبد اللہ سے روایت کی ہے۔ کہ کہا۔ میں ابراہیم دیزج کے
ہمسایہ میں رہتا تھا جب وہ بمرض موت مبتلا ہوا۔ میں اسکی عیادت کو گیا۔ اسے میں نے حالت کرب میں پایا
ایک طبیب اسکے پاس بیٹھا تھا۔ مجھ میں اور دیزج میں محبت سبب بے تکلفی بے حد تھی اور وہ اپنے راز مجھ سے

کہا کرتا تھا۔ میں نے اس سے کہا۔ کیا حال ہے۔ اور تم کو کیا ہوگیا ہے۔ میرا جواب اسنے کچھ نہ دیا۔ اور اشارہ سے کہا۔ طبیب بیٹھا ہے۔ اس کے سامنے نہیں کہہ سکتا طبیب اسکے اس اشارہ کو سمجھ کے اٹھ گیا جب تنہائی ہوئی۔ دوسری مرتبہ میں نے اس کا حال پوچھا۔ اسنے کہا میں تم سے بیان کرتا اور خدا سے آمرزش چاہتا ہوں بتحقیق کہ متوکل نے مجھے حکم دیا۔ کہ کربلا جاکے نشان قبر امام حسینؑ مٹادوں اور زمین بیلوں سے جوت کے بیج بوئوں جب میں کربلا پہنچا۔ شام ہوگئی تھی اور میں بہت سے مزدور اور کاریگر مع بیلوں اور کلنگوں کیلئے ساتھ لئے گیا تھا۔ پھر اپنے غلاموں کو میں نے حکم دیا کہ مزدوروں سے کام لو اور قبر شریف امام حسینؑ کھود کے زمین پر تخم ریزی کرو۔ مگر چونکہ سفر سے میں تھک گیا تھا مجھے نیند آگئی۔ ناگاہ شور و غل کی آواز میرے کان میں آئی اور غلاموں نے آکے مجھے جگا دیا۔ میں خواب سے ترسناک و خوفناک چونکا اور کہا۔ تمہیں کیا ہوگیا ہے انہوں نے کہا ایک ایسا امر عجیب و غریب ظاہر ہوا ہے۔ کہ اس سے بڑھ کے دوسرا امر عجیب و غریب نہیں ہوسکتا۔ ایک گروہ درمیان کارکنان متوکل اور قبر امام حسینؑ ظاہر ہوا ہے۔ اور وہ لوگ ہم کو قبر امام حسینؑ پاس جانے سے منع کرتے ہیں۔ اور ہمیں تیر مارتے ہیں۔ جب میں ان کے قریب گیا۔ اس کلام کی تصدیق ہوئی۔ اور یہ واقعہ اول شب شبہائے ماہ سے تھا۔ یہ دیکھ کر میں نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ ان لوگوں پر تم بھی تیر لگاؤ۔ جس نے تیر انکی طرف پھینکا۔ وہ تیر پلٹ کے اسی کو آلگا اور کام تمام کردیا۔ اس کیفیت کے دیکھنے سے مجھ پر دہشت اور خوف عظیم طاری ہوا۔ اور اسی وقت سے تپ و لرزہ آنے لگا۔ بعد اسکے میں نے اسباب وغیرہ لادے اور قبر مبارک سے دور ہوگیا اور مخالف حکم متوکل اور اپنا قتل ہونا دل میں ٹھان لیا۔ راوی کہتا ہے میں نے ویزج سے کہا۔ اب تم شر و فساد متوکل سے بیخوف ہوگئے۔ کیونکہ کل شب متوکل باعانت منتصر مارا گیا۔ دیزج نے کہا میں نے بھی سنا ہے لیکن اپنے جسم میں ایک ایسی حالت پاتا ہوں کہ امید زندگی مجھے نہیں ہے۔ راوی کہتا ہے یہ باتیں صبح کی تھیں اور قبل از شام وہ شقاوت انجام داخل جہنم ہوگیا۔ ایضاً۔ ابوالمفضل شیبانی سے روایت کی ہے کہ منتصر پسر متوکل نے ایک روز اپنے پدر ملعون سے سنا۔ کہ وہ جناب فاطمہؑ کو دشنام دیتا ہے منتصر نے ایک عالم سے پوچھا اور اس سے قتل متوکل پر فتویٰ چاہا۔ اس عالم نے کہا۔ اس کلام سے اس کا قتل واجب ہوگیا ہے۔ لیکن جو شخص اپنے باپ کو قتل کرتا ہے اس کی عمر دراز نہیں ہوتی۔ منتصر نے کہا۔ جبکہ ایسے پدر کے قتل سے اطاعت خدا مقصود ہے پھر مجھے اسکی پروا نہیں کہ میری عمر دراز ہو۔ بعد اسکے اپنے پدر بدگوہر کو۔ اسکے پسر منتصر نے قتل کیا۔ اور بعد قتل سات مہینے زندہ رہا۔ مؤلف فرماتے ہیں ہوسکتا ہے، کوتاہی عمر منتصر اس کی سعادت کی وجہ سے ہو۔ جبکہ اس نے یہ کار خیر کیا تھا۔ اور مدت سے زیادہ زندہ رہنے میں مبتلائے معصیت غضب خلافت ہوتا۔

قصہ متوکل وقاسم بن احمد اسدی

ایضاً بسند معتبر قاسم بن احمد اسدی سے روایت کی ہے کہ متوکل شقی کو خبر پہنچی کہ اہل عراق کربلا میں زیارت قبر امام حسینؑ کو جمع ہوتے ہیں۔ اور گروہ گروہ مردم زیارت قبر شریف کو آتے ہیں۔ یہ سن کے اسنے ایک اپنا امیر خاص کو مقرر کیا۔ اور بہت بڑا لشکر اس کے ہمراہ کیا۔ کہ کربلا جاکے قبر امام حسینؑ ہموار کر دیں اور زیارت قبر امام حسینؑ سے لوگوں کو منع کریں۔ وہ امیر مع لشکر ۲۳۶ھ میں کربلا معلیٰ پہنچا جب چاہا۔ لوگوں کو زیارت سے منع کرے اہل کربیہ درمدمان اطراف وجوانب جمع ہوئے۔ اور کہا اگر متوکل ہم سب کو قتل کر ڈالے گا۔ تو ہمارے بعد ہماری اولاد اور جو لوگ باقی رہ جائیں گے وہ ترک زیارت قبر امام حسینؑ نہ کریں گے ہم لوگ ہر روز بکثرت معجزات قبر امام حسینؑ سے دیکھتے ہیں۔ اگر تم ہم کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو گے۔ جب بھی ہم ترک زیارت نہ کریں گے جب خبر متوکل شقی کو پہنچی لکھا ان لوگوں سے دست بردار ہو کے یجانب کو فہ روانہ ہو اور یہ اظہار کرو کہ ہم اور کسی کام کو مصلحتاً گئے تھے۔ اس واقعہ کے بعد وہ شقی ۲۴۷ھ تک متعرض نہ ہوا پھر اُسے خبر پہونچی کہ اہل کوفہ واطراف وجوانب بزیارت قبر امام حسینؑ کو جایا کرتے ہیں۔ اور قبر آنحضرتؑ پر زائروں کا بڑا ہجوم ہوتا ہے اور اس دن وہاں بازار لگتا ہے اور وہاں لوگ سودا خریدتے ہیں اور معاملات تجارتی بھی بہت ہوتے ہیں۔ یہ سُن کر اس شقی نے پھر ایک اپنے امیر کو مع لشکر گراں روانہ کیا۔ اور حکم دیا۔ کہ وہاں جاکے منادی کرو۔ کہ جو کوئی قبر زیارت امام حسینؑ کو آئے گا۔ وہ میرے عہد و پیمان سے باہر ہے۔ اور جس کو پائیں کہ وہ زیارت قبر امام کو جاتا ہے اس کو قتل کر ڈالو۔ اور اسکا مکان غارت کر ڈالو۔ یہ سن کر لوگ خائف ہو کر زیارت قبر امام حسینؑ کو بہت کم جاتے تھے۔ وہ شقی سادات علوی کو تلاش وتفحص کر کے قتل کرتا اور ان کے مکانات غارت کرتا تھا۔ اس کیفیت وحالت کو تھوڑا ہی زمانہ گذرا تھا۔ کہ وہ شقی ظالم واصل جہنم ہوا۔ ایضاً عبد اللہ طوری سے روایت کی ہے کہ میں نے ۲۴۷ھ میں حج کیا جب حج سے واپس آیا متوجہ عراق ہوا اور زیارت جناب امیرؑ نہایت ترس وخوف سے کی۔ اس وجہ سے کہ متوکل شقی نے زیارت جناب امیرؑ سے منع کیا تھا۔ بعد زیارت جناب امیرؑ میں متوجہ قبر زیارت امام حسینؑ ہوا جب کربلا پہنچا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ گرد قبر امام حسینؑ پانی بھر دیا ہے۔ اور منڈیریں باندھ کے تخم ریزی کر رہے ہیں اور میں نے بچشم خود دیکھا۔ کہ جب بیلوں کو قریب قبر آنحضرت لے جاتے ہیں۔ ہر چند ان کو ڈنڈے مارتے ہیں۔ مگر وہ بیل آگے قدم نہیں بڑھاتے۔ بلکہ ادھر سے پلٹ کے داہنے بائیں ہو رہتے ہیں۔ اسوجہ سے مجھے زیارت میسر نہ ہوئی۔ لہذا دور سے زیارت کر کے بغداد کو روانہ ہوا۔ اور اپنے دل میں کہتا تھا۔ اگرچہ بنی امیہ نے امام حسینؑ کو شہید کیا۔ مگر یہ لوگ تو دعویٰ قرابت رکھتے ہیں اور افسوس کرتے ہیں کہ ہم وقت شہادت حاضر نہ تھے۔ مگر اسکے برعکس قبر شریف سید الشہدا سے انتقام لیتے ہیں جب میں داخل بغداد ہوا۔ لوگوں کو منتشر ومضطرب پاکے دریافت کیا۔ کہ کس وجہ سے تمہارا اضطراب وانتشار ہے انہوں

نے بیان کیا۔ خبر آئی ہے۔ کہ متوکل قتل ہوگیا ہے۔ اس وقت میں سمجھا۔ کہ وہ شقی بدبخت با عجاز امام حسینؑ قتل ہوا ہے یہ خبر پاکر میں نے شکر خدا کیا۔ کہ یہ دن اس دن کا بدلہ نظر آیا۔

حکایت جریر بن عبد الحمید وغیرہ

ایضاً یحییٰ بن مغیرہ سے روایت کی ہے کہ کہا میں جریر بن عبد الحمید پاس بیٹھا تھا۔ ناگاہ ایک شخص عراق سے آیا۔ جریر نے اس سے پوچھا۔ کیا خبر ہے۔ اس نے کہا۔ ہارون نے لوگوں کو بھیجا۔ کہ قبر شریف امام حسینؑ کو ہموار کریں۔ اور درخت سدر جو کہ نزدیک قبر امام حسینؑ ہے اور اس سے قبر امام حسینؑ کا نشان معلوم ہوتا ہے۔ اس درخت کو بھی کاٹ ڈالیں جب جریر نے یہ خبر سنی ہاتھ آسمان کی طرف بلند کرکے کہا۔ اللہ اکبر اب میں مطلب رسول خدا سمجھا کہ آنحضرت نے تین مرتبہ فرمایا تھا کہ خدا درخت سدر کے قطع کرنے والے پر لعنت کرے۔ آج مجھے معلوم ہوا کہ غرض رسول خدا کی اس ملعون سے تھی کہ یہ درخت سدر اسلئے قطع کریگا۔ کہ لوگوں کو زیارت قبر امام حسینؑ سے منع کرے۔ ایضاً بسند معتبر جعفر بن محمد ابوالفرج سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا مجھے میرے چچا عمر بن فرج نے خبر دی کہ متوکل نے مجھے کربلا بھیجا۔ اور حکم دیا کہ قبر شریف امام حسینؑ کھود ڈالوں جب میں کربلا پہنچا۔ اور بیلوں کو جوت کے چاہا قبر امام حسینؑ پر ہانکوں۔ جب بیل قبر پاس پہنچتے کھڑے ہوجاتے تھے اور قدم آگے نہ بڑھاتے تھے۔ یہانتک کہ میں نے ڈنڈا اٹھا کے بیلوں کو اسقدر پیٹا۔ کہ وہ ڈنڈا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا مگر انہوں نے قدم آگے نہ اٹھایا۔ اور میرا چچا اس درجے سے کہ اہل بیت رسول سے نہایت عداوت رکھتا تھا۔ یہ واقعہ کسی اور شخص سے بیان نہ کرتا تھا۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ مسترشد عباسی نے مالہائے خزانہ امام حسینؑ لوٹ لیا اور کہا۔ قبر کو خزانہ کی احتیاج نہیں اور وہ مال اپنے لشکر کو بانٹ دیا جب کربلا سے باہر نکلا۔ وہ شقی۔ اور اس کا بیٹا دونوں مارے گئے۔ اعمش نے روایت کی ہے ایک شخص نے نزدیک قبر شریف بول و براز کیا۔ وہ شقی اور اسکے اہل وعیال دیوانے ہوگئے اور ابعارضہ جذام وبرص مبتلا ہوئے۔ اور اب تک اس کی اولاد برص وجذام میں مبتلا ہے۔ ایضاً روایت کی ہے۔ کہ جب متوکل نے حکم دیا۔ کہ پانی قبر شریف امام حسینؑ پر باندھ دیں اور زراعت کریں۔ اس وقت زید دیہلول مجنوں کربلا معلی گئے۔ اور دیکھا کہ قبر شریف درمیان زمین وآسمان ہوا پر معلق ہے۔ زید نے جب یہ معجزہ دیکھا۔ اس آیہ کی تلاوت کی۔ یریدون لیطفؤا نور اللّٰہ بافواھھم ویابی اللّٰہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ اور موید اس مقال کا یہ ہے کہ سترہؔ مرتبہ قبر شریف امام حسینؑ پر ہل چلائے اور پھر جب آکے دیکھتے تھے۔ قبر شریف کو بحالت اوّل درست پاتے تھے جب اس شخص نے جو اس کام پر معین ومقرر تھا یہ معجزہ دیکھا۔ مومن وشیعہ ہوگیا۔ اور اس وجہ سے متوکل نے اس کو قتل کیا۔

روایت اعمش اور زیارت قبر امام حسینؑ بعض کتب معتبرہ میں اعمش سے روایت کی ہے جب میں کوفہ میں داخل ہوا ایک شخص میرے ہمسایہ میں رہتا تھا۔ اس کے پاس راتوں کو میں جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ شب جمعہ کو اسکے پاس گیا۔ اور کہا۔ درباره زیارت امام حسینؑ تمہارا کیا عقیدہ ہے۔ اس نے کہا۔ بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت ہے . . . . . اور ہر ضلالت کی بازگشت جانب آتش ہے یہ سن کر میں بہت خشمگین و غضب ناک اس کے پاس سے اٹھ کے اپنے گھر واپس آیا۔ اور دل میں ٹھان لیا۔ کہ کل صبح کو اس کے پاس جا کے بعض فضائل امام حسینؑ و ثواب زیارت قبر شریف آنحضرت بیان کرونگا۔ اگر وہ نہ مانے گا۔ اور اپنی عداوت پر قائم رہے گا۔ اسے میں قتل کر ڈالونگا۔ جب صبح ہوئی میں اس کے دروازے پر گیا۔ اور کنڈی کھٹکھٹا کے اسے آواز دی۔ اس کی زوجہ نے جواب دیا۔ وہ اول شب بقصد زیارت قبر امام حسینؑ کربلا گیا ہے اعمش نے کہا میں بھی اس کے عقب میں۔ روانہ ہوا۔ جب مرقد منور پر پہنچا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ شخص رو رو کے سجدہ میں دعا کر رہا ہے اور خدا سے طلب آمرزش کرتا ہے جب اس نے سر سجدہ سے اٹھایا۔ میں نے اس سے کہا۔ کل تو کہتا تھا۔ زیارت قبر امام حسینؑ بدعت ہے۔ اور آج خود ان کی زیارت کو آیا ہے اس نے کہا۔ اے اعمش مجھے ملامت نہ کرو۔ اس لئے کہ پیشتر میں اعتقاد انکی امامت پر نہ رکھتا تھا۔ اس شب عجیب خواب میں نے دیکھا ہے کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک مرد جلیل القدر میانہ قد نہایت حسین و جمیل عظیم المرتبت رفیع المرتبت بہت سے لوگوں کے بیچ میں چلا آتا ہے اور آگے ایک سوار ہے اور اس کے سر پر ایک تاج چہار گوشہ کا ہے اور ہر گوشہ پر جواہر نصب ہیں۔ کہ مسافت تین روزہ اس سے روشن ہے۔ میں نے پوچھا۔ یہ بزرگوار کون ہیں۔ کہ اس قدر لوگ انہیں گھیرے ہیں۔ ایک شخص نے کہا۔ یہ جناب رسول خدا ہیں۔ میں نے کہا وہ جو آگے جاتا ہے۔ کون ہے اس نے کہا وہ علی ابن ابی طالب ہیں۔ ناگاہ میں نے ایک ناقۂ نور دیکھا۔ کہ ہودج نور اس پر بندھا ہے۔ اور دو عورتیں با نہایت نور و جمال اس ہودج میں بیٹھی ہیں اور وہ ناقہ درمیان آسمان و زمین پرواز کرتا ہے۔ میں نے پوچھا۔ یہ عورتیں کون ہیں۔ اس شخص نے کہا۔ فاطمہ زہرا و خدیجۃ الکبریٰ ہیں اس کے بعد ایک سوار نوجوان مثل ماہ تاباں نظر پڑا میں نے پوچھا۔ یہ جوان کون ہے۔ اس نے کہا امام حسنؑ ہیں میں نے کہا یہ سب حضرات کہاں جاتے ہیں۔ اس شخص نے کہا۔ زیارت قبر شریف امام حسینؑ کو صحرائے کربلا میں جاتے ہیں۔ بعد اسکے میں نزدیک ہودج جناب فاطمہ زہرا گیا۔ دیکھا کہ رقعہ ہائے برات لکھے ہوئے آسمان سے قریب ہودج آرہے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ رقعہ ہائے برات کیسے ہیں۔ اس شخص نے کہا۔ یہ رقعہ ہائے برأت آتش ان لوگوں کے لئے ہیں۔ جو لوگ قبر شریف امام حسینؑ کی زیارت شب جمعہ کو کرتے ہیں۔ میں نے اس سے التماس کی۔ کہ ان رقعوں میں سے ایک رقعہ میرے لئے بھی ہے لو اس نے کہا۔ تو کہتا ہے کہ قبر امام حسینؑ کی

زیارت بدعت ہے۔ جب تک تو اس عقیدہ اور کلام ناجائز سے توبہ نہ کرے گا۔ اور زیارت[1] قبر امام منور کو نہ جائیگا۔ ان رقعہ ہائے برائت میں سے کوئی رقعہ تجھے نہ ملے گا۔ یہ دیکھ کر میں خائف و ترساں خواب سے بیدار ہو کے اٹھا اور متوجہ زیارت قبر امام حسینؑ ہوا۔ اور اپنے گفتار و عقیدہ باطل سے توبہ کی۔ اسے اعمش قسم بخدا جب تک میری روح میرے بدن سے مفارقت نہ کریگی تب تک میں زیارت امام حسینؑ ترک نہ کروں گا

حکایت دعبل خزاعی

ایضاً۔ بسند معتبر دعبل خزاعی مداح امام رضاؑ سے روایت کی ہے۔ کہ کہا جب میں نے اپنا قصیدہ تائیہ بخدمت امام رضاؑ پڑھا۔ اور اس کے صلہ اور عوض میں انعام و اکرام پاکے روانہ ہوا ایک شہر میں پہونچا۔ وہاں ایک رات بیٹھا اپنے مکان میں قصیدہ مدح اہل بیت میں نظم کر رہا تھا۔ ناگاہ کسی نے کنڈی کھٹکھٹائی۔ میں نے کہا کون ہے۔ اس نے کہا تمہارے بھائیوں سے ہوں جب میں نے دروازہ کھولا ایک شخص اندر آیا میں نے اسے پہچانا نا۔ اور اس سے مجھ پر خوف طاری ہوا جب وہ شخص داخل ہوا اور بیٹھا۔ اور کہا۔ واضح ہو کہ میں تمہارا بھائی قوم جن سے ہوں اور تمہاری شب ولادت میں بھی پیدا ہوا ہوں چاہتا ہوں ایک ایسی حدیث تم سے بیان کروں۔ کہ موجب سرور مزید بصیرت تمہاری ہو۔ اسے دعبل واضح ہو کہ میں دشمنان علی ابن ابی طالب سے تھا ایک روز مع گروہ سرکشان جن لوگوں کو گمراہ کرتے نکلا۔ ناگاہ۔ ایک جماعت پر ہمارا گذر ہوا کہ وہ لوگ رات کو متوجہ زیارت قبر شریف امام حسینؑ تھے۔

---

[1] اس حدیث کے راوی سلیمان اعمش امام اہل سنت ہیں۔ یہ کوفہ کے رہنے والے تھے۔ اپنے وقت کے اجل محدثین اور امہ میں شمار ہوتے تھے امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی صحیحین میں اکثر احادیث ان سے روایت کی ہیں۔ علامہ ذہبی نے ان کے متعلق میزان الاعتدال جلد دوم تحتی میں لکھا ہے۔ کہ یہ اپنے وقت کے ثقہ اور معتبر محدث و عالم ہیں۔ لہذا ایسا انسان جو مذہب اہل بیت نہ رکھتا ہو۔ اور اپنے فرقہ میں ثقہ ہو اس کی کلام ہمیشہ حق ہوتی ہے۔ کیونکہ تعریف وہ ہی جس کو دشمن بھی فخر سے بیان کرے۔ آج تک بلکہ قیامت تک کربلائے معلیٰ میں شیعان علیؑ زیارت قبر امام مظلومؑ کے جاتے ہیں اور جاتے رہیں گے۔ وہ مسلم جو شیعوں کو ملعون کرتے ہیں کہ زیارت امام حسینؑ سے کیا فائدہ اس روایت کو بغور مطالعہ فرمائیں اور توبہ کریں ورنہ زیارت قبر حسینؑ کو بدعت کہہ کر جنت میں جانا محال ہے۔ امام حسینؑ خدا و رسول کیلئے اپنے گھر کو اجاڑا اپنی لاش مبارکہ کو سم اسپاں سے پائمال ہونا گوارا کیا۔ اور خود بقول خواجہ معین الدین اجمیری جائے لا الہ بن گئے اسی وجہ سے ان کا ذکر اور انکی قبر کی زیارت عبادت خدا بن گئی معصوم کو بھی اسی لئے فرمانا پڑا۔ من زار قبر الحسین وجبت لہ الجنۃ۔ جس نے قبر امام حسینؑ کی زیارت کی اس کیلئے جنت واجب ہوگئی۔ لہذا اس محسن انسانیت اور بنائے لا الہ کی قبر مبارک کی زیارت کرنا ہر مسلمان کے لئے جو صاحب استطاعت ہو نا ضروری ہے۔ یہ وہ مقام ہے۔ ؎

سب کچھ ہے ہیچ حق کی محبت کے سامنے — سکے راستے سنے ہیں حقیقت کے سامنے

کعبہ بھی جھک گیا تری تربت کے سامنے — جلووں نے یوں طواف کیا آکے اے حسینؑ

(کوثر جعفر ملیوی عفی عنہ)

جب ہم نے چاہا۔ ان کو گزند ضرر پہنچائیں دیکھا۔ کہ بہت سے فرشتے آسمان سے زمین تک ان لوگوں کو گھیرے ہوئے ہیں۔ اور ہم کو ان کے نزدیک نہیں آنے دیتے۔ وہ فرشتے زمین کے جانوروں کی شرارت ان سے دفع کرتے ہیں۔ یہ دیکھ کر مجھ پر عظمت و بزرگی۔ اہل بیت رسول ثابت ہوئی۔ اور میں نے توبہ کی۔ اور ان زائروں کے ہمراہ متوجہ زیارت امام حسینؑ ہوا اور ان کے ہمراہ حج کو بھی گیا۔ اور زیارت قبر جناب رسول خدا سے مشرف ہوا۔ وہاں ایک مرد نورانی سے ملاقات ہوئی کہ گروہ بے شمار ان کے گرد جمع تھے اور مسائل دین ان سے دریافت کرتے تھے۔ میں نے پوچھا۔ یہ کون بزرگوار ہیں۔ لوگوں نے کہا۔ یہ فرزند رسولؐ خدا امام جعفر صادقؑ ہیں میں نے ان کے قریب جا کے معلوم کیا میرے سلام کا انہوں نے جواب دیا۔ اور فرمایا۔ خوش آمدی۔ اے عراقی وہ دن تجھے یاد ہے جس رات کو قبر شریف کے قریب تو ہمارے دوستوں کا متعرض ہوا تھا۔ اسوقت جب انکی کرامت و بزرگواری تجھ پر ظاہر ہوئی۔ تو نے توبہ کی اور خدا نے تیرا گناہ بخش دیا۔ میں نے کہا۔ اس خدا کی میں حمد کرتا ہوں جس نے آپ کی معرفت سے مجھے سرفراز کیا اور آپ کے نور ہدایت سے میرا دل منوّر کیا دیا۔ یا حضرتؑ آپ کوئی حدیث مجھ سے بیان کیجئے کہ اس سے مشرف ہو کے اپنے ہم جنسوں میں واپس جاؤں حضرت نے فرمایا۔ میرے پدر امام محمد باقرؑ نے اپنے پدر امام زین العابدین سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار امام حسینؑ سے انہوں نے اپنے پدر عالی مقدار علیؑ ابن ابی طالب سے انہوں نے جناب رسول خدا سے سنا کہ آنحضرت فرماتے تھے یا علیؑ بہشت اور پیغمبروں پر حرام ہے جب تک میں داخل بہشت نہ ہوں اور اوصیائے پیغمبران گذشتہ پر بہشت حرام ہے جب تک یا علیؑ تم داخل بہشت نہ ہو اور امتہائے گذشتہ پر بہشت حرام ہے جب تک میری امت داخل بہشت نہ ہو۔ اور میری امت پر بہشت حرام ہے۔ جب تک یا علیؑ وہ تمہاری ولایت و امامت کا اقرار اور اعتقاد نہ کریں۔ یا علیؑ میں اس خدا کی قسم کھاتا ہوں جس نے مجھے براستی بھیجا ہے کہ داخل بہشت کوئی نہ ہو سکے گا۔ جب تک تم سے کسی طرح کا وسیلہ یا سبب و نسبت درست و مہیا نہ کرے گا۔ پھر اس جن نے کہا۔ اے دعبل اس حدیث کو لکھ لو کہ ایسی حدیث مجھ ایسے کسی سے نہ سنو گے یہ کہہ کر وہ غائب ہو گیا۔ بعد اس کے پھر میں نے اسے نہ دیکھا۔

حکایت زید مجنوں و بہلول دانا رضہ

ایضاً روایت کی ہے کہ جب متوکل عباسی نے اپنے ایک ملازم کو مع ایک گروہ روانہ کربلا کیا۔ کہ نشان قبر مقدس سید الشہداء کو مٹا دے اور نہر علقمہ سے پانی کاٹ کے وہاں پانی پھیر دے۔ اور جو زیارت قبر شریف آنحضرت کو آئے اس کو قتل کر ڈالو جب یہ خبر زید مجنوں کو پہنچی وہ چونکہ شیعہ مومن تھے اور مصلحتاً اظہار ناراضگی کرتے تھے کہ ہر سخن حق کہہ دیا کریں۔ اور کوئی ان کا متعرض نہ ہو سکے۔ اس خبر کے سننے سے بہت محزون و غمگین

ہوئے اور اس وقت مصر میں تھے۔ یہ سن کر وہاں سے با دیدہ گریاں و با دل بریاں متوجہ زیارت قبر شریف امام حسین ہوئے جب کوفہ میں پہونچے بہلول دانا کو وہاں دیکھا۔ اور یہ بھی بقیل دانائے کابل تھے۔ دین حق کی حفاظت اور شرارت و ایذا رسانی مخالفین سے پناہ میں رہنے کے لئے بظاہر دیوانگی اختیار کی تھی جب زید مجنون نے بہلولؒ دانا کو دیکھا۔ سلام کیا۔ بہلول نے کہا تم نے مجھے کیونکر پہچانا۔ حالانکہ کبھی دیکھا بھی نہ تھا۔ زیدؒ نے کہا ارواح کو آپس میں رابطہ و محبت ہے۔ جو لوگ عالم ارواح میں ہیں بایکدیگر دوستی کر چکے ہیں۔ وہ اس عالم میں بھی ایک دوسرے کو اسی طرح پہچانتے ہیں بہلولؒ نے کہا۔ سچ کہتے ہو۔ اب مجھے بتاؤ۔ یہاں تم اپنے شہر سے کس کام کو آئے اور بغیر توشہ و مرکب تم یہاں تک تعقب و مشقت اٹھا کے کس لئے آئے۔ زیدؒ نے کہا جب میں نے سنا کہ متوکل شقی نے قبر جناب سید الشہدا سے یہ جور و جفا کی بیتاب ہو کے اپنے پاؤں جنگلوں میں پتھروں پر مارتا با دیدہ گریاں و سینہ بریاں محزون و غمناک یہاں تک پہنچا ہوں بہلولؒ نے کہا میں بھی اسی حالت میں تم سے موافقت کرتا ہوں۔ آؤ ہم تم آپس میں رفیق ہوں اور زیارت قبر امام حسینؑ کو چلیں۔ یہ کہہ کر ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر متوجہ زیارت قبر شریف آنحضرت ہوئے۔ جب اس مقام متبرک میں پہونچے دیکھا کہ وہاں پانی بھرا ہوا ہے اور بقدرت حق تعالیٰ پانی گرد حائر بلند ہے۔ اور ایک قطرہ حائر کے اندر نہیں جاتا ہے اور مرقد مطہر آنحضرتؑ پانی کے درمیان بلند دکھائی دیتی ہے۔ جب انہوں نے یہ حالت دیکھی ان کا یقین اور زیادہ ہوا۔ اور کہا جو کوئی چاہے کہ نورِ خدا کو برطرف کرے وہ خود ناامید ہوتا ہے اور خدا برخلاف ارادہ منکرین و کافرین روشن و ظاہر ہوتا ہے۔ پس اس شخص کو جسے یہ حکم دیا تھا۔ کہ جا کے قبر شریف کا نشان مٹا دے اور اس نے مدتوں قبر آنحضرت کے مٹانے میں کوشش و محنت کی اور وہاں پانی بھر دیا تھا۔ اور اس مقام شریف کو کھودا اور ہل چلاتے تھے۔ مگر مجبور برطرف نہ کر سکا تھا جب اسکی نظر زیدؒ بہلول پر پڑی۔ ان کے پاس آیا۔ اور زیدؒ سے کہا اے شیخ کہاں سے آتے ہو۔ زید نے فرمایا۔ مصر سے آتا ہوں۔ اس نے کہا یہاں کیوں آئے ہو۔ اسلئے کہ حکم خلیفہ کا یہ ہے کہ جو کوئی قبر شریف زیارت امام حسینؑ کو آئے اسے قتل کر ڈالو زیدؒ نے کہا میں بھی اس ارادے سے آیا ہوں۔ اس ارادے نے میرے دل میں جگہ کر کے مجھے یہاں تک پہنچایا ہے یہ سن کر وہ شخص زید کے پاؤں پر گر پڑا۔ اور زید کے قدمہائے مبارک چوم کے کہا۔ مدتوں سے میں یہاں کوشش کر رہا ہوں کہ اس نور خدا کو برطرف کر دوں مگر برعکس اس کے روز بروز یہ نورِ خدا ترقی پذیر ہے اور زیادہ ہوتا جاتا ہے اور میری کوشش وسعی کچھ مفید نہیں ہوئی۔ میں نے مقرر اس قبر شریف پر پانی بھر دیا۔ مگر پانی گرد قبر منور بلند ہو گیا۔ اور قبر کے قریب نہ گیا۔ اور ہرچند میں نے بیلوں کو ہانکا جب نزدیک قبر شریف پہنچتے تھے۔ کھڑے ہو جاتے تھے اور آگے قدم نہ بڑھاتے تھے اب تمہاری برکت سے میں نے ہدایت پائی اور تمہاری بدولت میں نے

ہدایت پائی۔ اور توبہ کی اس وقت متوکل پاس میں جاتا ہوں۔ اور حقیقت حال اس سے بیان کرتا ہوں۔ چاہے وہ مجھے مار ڈالے یا معاف کر دے۔ جب وہ شخص اس ملعون پاس گیا۔ اور معجزات مرقد منور اس سے بیان کئے وہ شقی غضب ناک ہوا اور اس کے قتل کا حکم دیا رسی پاؤں میں باندھ کے بازاروں میں کھینچتے تھے۔ اسکے بعد اس ظالم نے حکم دیا کہ اُسے سولی پر لٹکا دو تاکہ پھر کوئی فضیلت اہل بیت نقل نہ کرے۔ زیدؓ نے جب یہ واقعہ سنا۔ سر سن راستے میں گئے اور اس شخص کا جسم اٹھا کے غسل دیا۔ اور کفنا کر اس پر نماز پڑھی۔ بعد اسکے دفن کر دیا اور تین دن تک اس کی قبر پر تلاوت قرآن کرتے رہے۔ جب تیسرا دن ہوا۔ بکثرت صدائے نوحہ وگریہ زاری کان میں آئی۔ اور بکثرت مرد وعورت دیکھے کہ بال بکھرائے گریبان چاک کئے۔ چہروں پر سیاہی ملے ایک جنازہ کے پیچھے چلے آتے ہیں اور اس جنازہ کو کثیر انبوہ گھیرے ہوئے ہے۔ اور بہت سے علم بلند کئے ہیں کثرت خلائق سے راستے بند ہو گئے ہیں۔ زید نے خیال کیا متوکل مرگیا ہے۔ کسی سے پوچھا یہ جنازہ کس کا ہے۔ کہا یہ جنازہ ریحانہ کا ہے کہ منجملہ کنیزوں کے ہے۔ اس کنیز کو متوکل بہت دوست رکھتا تھا۔ پھر اس کنیز کو دفن کر کے انواع واقسام کے یاسمین ومشک وعنبر اس کے قبر پر رکھے اور مقبرہ عظیم الشان اس کی قبر پر تعمیر کیا۔ جب زیدؓ نے یہ کیفیت دیکھی خاک اُڑائی اور گریبان چاک کر کے فریاد کی کہ وا ویلا اسقدر امام حسینؑ صحرائے کربلا میں غریب الوطن تشنہ لب شہید کئے جائیں۔ ان کے فرزندوں کو قید کریں۔ اور کوئی ان پر گریہ وزاری نہ کرے۔ بلکہ سعی وکوشش کریں کہ نشان تک قبر شریف کا مٹا دیں۔ افسوس وہ جگر گوشہ محمد مصطفیٰ ونور دیدہ علی مرتضیٰؑ وسرور سینہ فاطمۃ زہراؑ ہے جس سے اسطرح کے سلوک کرتے اور اس کنیز حبشیہ کے مرنے پر اسقدر گریہ وزاری کر کے اس اکرام واحترام سے دفن کرتے ہیں بعد اسکے زیدؓ نے چند اشعار اس بارہ میں نظم کئے۔ اور ایک ملازم متوکل کو دیئے اور کہا یہ اشعار متوکل پاس پہنچا دو جب متوکل نے وہ اشعار پڑھے خشمناک ہوا اور زید کو بلا کے بہت ڈرایا دھمکایا۔ زیدؓ نے اسے بہت نصائح فرمائے متوکل اور زیادہ غضب ناک ہوا۔ اور کہا ابو تراب کون ہیں جس کے فرزندوں کی اسقدر تم مداح کرتے ہو۔ زیدؓ نے فرمایا۔ ان کی فضیلت وشرف ونسب کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ قسم بخدا ان کے فضائل سے انکار نہیں کرتا مگر کافر اور ان کو دشمن نہیں رکھتا۔ مگر منافق۔ بعد اسکے بکثرت فضائل آنحضرت اسکے سامنے ذکر کئے۔ یہاں تک کہ اس ملعون نے حکم دیا۔ ان کو قید کرو۔ جب رات ہوئی اس ملعون نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک شخص اس کے سرہانے آیا۔ اور لات مار کے کہا۔ اٹھ اور قید خانے سے زیدؓ کو رہا کر۔ ورنہ ابھی تجھے ہلاک کر دوں گا۔ یہ دیکھ کر وہ شقی اٹھا۔ اور زیدؓ کو بلا کے خلعت وانعام دینے کے حکم دیا جو تمہاری حاجت ہو مجھ سے بیان کرو۔ زیدؓ نے کہا میری حاجت یہ ہے کہ تو مجھے اجازت دے کہ قبر امام حسینؑ پر عمارت بنا دوں۔ اور انکے

زائروں کو زیارت سے منع نہ کروں۔ متوکل نے کہا۔ اچھا میں نے اجازت دی۔ یہ سن کر زید خوشحال نہایت مسرور شاداں باہر آئے شہروں میں ندا کرتے تھے جو شخص چاہے۔ کہ زیارت قبر امام حسینؑ کو جائے وہ امان میں ہے۔

زیارت قبر امام حسینؑ اور خوف متوکل عباسی

ابن قولویہ و سید ابن طاؤس نے بسند معتبر حسینؑ بو دختر زادہ ابو حمزہ ثمالی سے روایت کی ہے کہ کہا میں زمانہ آخر بنی مروان میں خوف و ترس اہل شام سے مخفی زیارت قبر منور امام حسینؑ کو گیا۔ جب کربلا میں پہنچا۔ کسی طرف میں چھپ رہا۔ یہانتک کہ آدھی رات آگئی۔ اس وقت میں مرقد منور آنحضرتؑ کی طرف گیا۔ جس وقت میں قریب مرقد پہنچا۔ ایک شخص میرے قریب آیا۔ اور کہا۔ اس وقت تم زیارت کو نہیں جاسکتے ہیں نے کہا خدا تمہیں عافیت عطا کرے میں کیونکر نہیں جاسکتا۔ حالانکہ کوفہ سے زیارت کو آیا ہوں۔ مجھے زیارت آنحضرتؑ سے منع نہ کرو۔ اس لئے کہ ڈرتا ہوں۔ صبح نہ ہو جائے۔ اور اہل شام مجھے دیکھ کے قتل کریں۔ اس شخص نے کہا تھوڑا صبر کرو۔ کہ حضرت موسیٰؑ بن عمران مع ستر ہزار فرشتوں کے حق تعالیٰ سے زیارت قبر آنحضرتؑ کی رخصت لے کے زیارت مرقد منور امام حسینؑ کو آتے ہیں۔ جب تک صبح نہ ہوگی واپس نہ جائیں گے۔ میں نے کہا تم کون ہو۔ خدا تمہیں عافیت دے اس نے کہا۔ میں ان فرشتوں میں سے ہوں جو فرشتے قبر امام حسینؑ پر موکل ہیں۔ اور زائران قبر آنحضرتؑ کے لئے استغفار کرتے ہیں جب میں نے یہ سنا۔ میرا حال متغیر ہوگیا۔ اور اول وقت طلوع صبح مرقد مقدس امام حسینؑ پر حاضر ہوا اور سلام کرکے اور حضرت کے قاتلوں پر لعنت کرکے پھر نماز صبح پڑھ کے بسرعت تمام خوف اہل شام سے واپس آیا۔

حکایت یوحنا نصرانی طبیب

شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر موسیٰ بن عبدالعزیز سے روایت کی ہے کہ کہا۔ ایک روز یوحنا نصرانی طبیب قریب مکان ابی احمد مجھ سے ملا۔ اور کہا۔ تمہیں تمہارے پیغمبر کی اور تمہارے دین کی قسم دیتا ہوں۔ تم مجھ سے بیان کرو کہ کس شخص کی قبر ان اطراف میں ہے اور قبر ابن ہبیرہ کے قریب واقع ہے۔ اور تم میں سے بہت لوگ زیارت کو جایا کرتے تھے وہ کون شخص ہیں۔ آیا۔ اصحاب پیغمبرؐ میں سے کوئی ہے۔ میں نے کہا وہ اصحاب میں سے نہیں۔ بلکہ ہمارے پیغمبرؐ کی دختر کے فرزند ہیں تمہارا مطلب اس سوال سے کیا ہے۔ اس طبیب نے کہا۔ ان کا ایک عجیب و غریب واقعہ ہے میں نے کہا وہ امر واقعہ مجھ سے بھی بیان کرو۔ اس طبیب نے کہا۔ شاپور خادم رشید نے رات کو مجھے بلایا جب میں اس کے پاس گیا۔ وہ مجھے موسیٰ بن عیسیٰ ہاشمی کے گھر لے گیا۔ میں نے اسے بیمار پایا۔ لیکن عقل اس کی بالکل زائل ہوگئی تھی اور تکیہ لگائے بیٹھا تھا۔ اور ایک طشت اس کے سامنے

دکھا تھا جس میں اسکے سب اعضائے اندرونی پڑے تھے۔ ان دنوں میں اسے ہارون نے کوفہ سے بلایا تھا۔ پھر ہارون نے اس کے خادم شاپور کو طلب کیا۔ اور کہا۔ تم پروا نہ ہو۔ موسیٰ کا کیا حال ہو گیا ہے اور یہ بلا بخیر اس پر کیونکر نازل ہوئی ہے۔ شاپور نے کہا۔ میں تم کو خبر دوں۔ واضح ہو کہ ایک ساعت قبل اس کے یہ صحیح وسالم بیٹھا تھا۔ اور مصاحبین وخواص گرد حاضر تھے۔ اس وقت یہ بہت خوش دماغ اور خوشحال تھا۔ اور مطلق کوئی علت و بیماری اسے نہ تھی۔ ناگاہ امام حسینؑ کا نام اس کے سامنے لیا گیا۔ اس نے کہا رافضی ان کے حق میں یہاں تک غلو کرتے ہیں۔ کہ ان کی خاک قبر کو دوا بناتے ہیں جب وہ لوگ بیمار ہوتے ہیں۔ خاک قبر کھا لیتے ہیں۔ ایک بنی ہاشم بھی دربار میں حاضر تھا۔ اس نے کہا۔ مجھے سخت بیماری تھی۔ جو علاج کیا۔ مفید نہ ہوا۔ یہانتک کہ میرے کاتب نے مجھ سے کہا۔ تربت خاک امام حسینؑ شفائے ہر درد وبیماری ہے۔ تھوڑی خاک وہاں سے اٹھا کر کھالو۔ اچھے ہو جاؤ گے۔ میں نے موافق اس کے کہنے کے ایسا ہی کیا اور اچھا ہو گیا۔ موسیٰ نے کہا۔ اب بھی تمہارے پاس اس میں سے کچھ باقی ہے۔ اس ہاشمی نے کہا تھوڑی سی باقی ہے۔ موسیٰ نے کہا کچھ اس میں مجھے بھی دے دو۔ اس ہاشمی نے اپنا آدمی بھیج کے قدرے قلیل تربت قبر امام حسینؑ منگائی۔ موسیٰ نے وہ تربت خاک ہاتھ اپنے میں لے کے عمداً بنظر بے ادبی ہنس کر اپنے مقام براز میں رکھ لی رکھتے ہی چلانے لگا۔ النار النار مجھ میں آگ لگ گئی۔ جلدی طشت لاؤ۔ جب میں طشت لایا یہ تمام آنتیں اور کلیجہ اس نے اگل دیا۔ مصاحب و خواص اٹھ گئے۔ صحبت خوشی بہ غم مبدل ہوئی نصرانی طبیب نے کہا۔ اسوقت شاپور نے مجھ سے کہا۔ آیا اس بارہ میں کوئی تدبیر کارگر ہو سکتی ہے۔ میں نے شمع قریب رکھی۔ اور اس طشت میں نظر کر کے دیکھا تو دل جگر اور طحال اور پھیپھڑا اس کا طشت میں پڑا ہے اور کبھی ہرگز ایسی حالت میں نے کسی کی نہ دیکھی تھی۔ میں نے شاپور سے کہا۔ اس کی چارہ جوئی کسی سے نہیں ہو سکتی۔ مگر عیسیٰ بن مریم اس کا علاج کر سکتے ہیں۔ کہ وہ مردہ کو زندہ کرتے تھے شاپور نے کہا۔ سچ کہتے ہو لیکن تم یہاں حاضر رہو۔ کہ انجام کار بھی اس کا معلوم ہو جائے۔ میں اس کے پاس حاضر تھا۔ اور موسیٰ اس طرح بدستور بے ہوش تھا۔ یہانتک کہ وقت سحر جہنم داخل ہوا۔ راوی کہتا ہے۔ اس کے بعد یوحنا نصرانی طبیب کو میں نے دیکھا۔ کہ مکرر زیارت قبر امام حسینؑ کو آتا تھا۔ باوجودیکہ نصرانی تھا۔ بعد اسکے وہ مسلمان ہو گیا۔ اور اسلام اس کا کامل ہوا۔

حکایت مریض اور خاک شفا

ایضاً محمد ازدی سے روایت کی ہے۔ کہ کہا میں نے مسجد مدینہ میں نماز پڑھی۔ میرے پہلو میں دو شخص بیٹھے تھے۔ ان میں سے ایک جامہ ہائے سفر پہنے تھا۔ ایک نے دوسرے سے کہا۔ خاک قبر امام حسینؑ تمام دردوں کی دوا ہے مجھے درد اندرونی عارض تھا جو دوا کی مفید نہ ہوئی یہانتک کہ زندگی سے ناامید ہو گیا۔ ایک بڑھیا

کوفہ کی رہنے والی میرے پاس رہتی تھی۔ ایک دن آئی اور مجھے اس حال میں دیکھ کے کہا۔ تمہارا مرض ہر روز زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ اس نے کہا۔ میں تمہارا علاج کردوں۔ انشاء اللہ بقدرت حق تعالیٰ جلد شفا پاؤ گے۔ میں نے کہا کوئی ایسا ہے۔ جو اپنی صحت نہ چاہے گا۔ پھر اس بوڑھیا نے پانی قدح میں ڈالا۔ اور میرے لئے لائی۔ میں نے وہ پانی پیا۔ اور اسی وقت شفا پائی مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا میں ہرگز بیمار نہ تھا۔ بعد چند روز کے میں اس بوڑھیا کے دیکھنے کو گیا۔ اور اس کا نام سلمہ تھا۔ میں نے کہا اے سلمہ تم نے میرا علاج کس چیز سے کیا ہے۔ اس کے ہاتھ میں تسبیح تھی۔ اس نے کہا۔ اس تسبیح کے دانہ سے میں نے تمہارا علاج کیا۔ میں نے پوچھا۔ یہ تسبیح کس چیز کی ہے۔ اس ضعیفہ نے کہا۔ خاک پاک قبر امام حسینؑ سے تسبیح بنی ہے۔ میں نے کہا اے رافضیہ تو نے خاک قبر حسینؑ سے دوا کی۔ یہ کہہ کے غضب ناک ہو کے اسکے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اسی وقت وہ بیماری مجھے پہلے سے زیادہ ہو گئی۔ اور اب تک ایذا و آوازہ میں مبتلا ہوں۔ اور زندگی سے ناامید ہو گیا ہوں۔ ناگاہ موذن نے اذان دی جب نماز کو اٹھے۔ پھر میں نے اسکو نہ دیکھا۔ مجھے یہاں پر ایک قطعہ یاد آیا۔ کوثر پھلوی ؎

دین دنیا کی ہر اک دکھ کی دوا ملتی ہے	کربلا جا کے ہمیں راہ خدا ملتی ہے
بوترابی کو اسی در سے شفا ملتی ہے	دیکھے بیمار ذرا ہو کے تو کوئی اے کوثر

فصل تیسویں۔ بیان عدد اولاد و ازواج امام حسینؑ

شیخ مفید وغیرہ نے روایت کی ہے کہ امام حسینؑ کے چھ فرزند تھے۔ علی اکبر یعنی امام زین العابدینؑ جن کی کنیت ابو محمد تھی۔ ان کی مادر گرامی شہر زمان بیٹی یزدجرد بادشاہ عجم تھی۔ اور بعضوں نے ان کا نام شہر بانو لکھا ہے و علی اصغر جو کہ صحرائے کربلا میں شہید ہوئے جن کو لوگ علی اکبر کہتے ہیں۔ ان کی ماں لیلیٰ دختر ابو مرہ ثقفی تھیں۔ و جعفر کہ ان کی ماں قبیلہ قضاعہ سے تھیں۔ اور جعفر نے حالت حیات پدر بزرگوار میں انتقال کیا تھا۔ و عبداللہ جو حالت طفولیت میں اپنے پدر عالی مقدار کے دامن میں تیر سے شہید ہوئے۔ جن کو لوگ علی اصغر کہتے ہیں۔ اور عبداللہ کی ماں بیٹی حسن کی تھیں اور سکینہ کی ماں دختر امرؤ القیس حضرت رباب تھیں۔ و فاطمہ ان کی ماں ام اسحق دختر طلحہ بن عبداللہ تیمی تھیں۔ اور فرزندان امام حسینؑ نسل امام زین العابدینؑ سے پیدا ہوئے۔ کہ بعد العصر باقی رہے۔ عدد اولاد آنحضرتؑ میں بہت اختلاف ہے۔ اظہر یہ ہے کہ جو ذکر کیا گیا۔ اور علمائے امامیہ میں بھی مشہور ہے۔ بعضوں نے گمان کیا ہے کہ وہ بزرگوار جو صحرائے کربلا میں شہید ہوئے۔ امام زین العابدینؑ

سے بڑے تھے۔ یہ خطا اس لئے ہے کہ اٹھارہ سال یا اس سے بھی وہ کم عمر تھے۔ اور اس وقت امام زین العابدین کی عمر تیئیس[۲] یا اس سے بھی زیادہ تھی امام محمد باقر اسی صحرا میں موجود تھے۔ اور چار برس کے تھے۔ شیخ کلینیؒ نے بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت کی ہے۔ کہ جب دختر یزد جرد کو عمر بن خطاب پاس لائے دختران مدینہ ان کے جمال کے مشاہدہ کو اپنے کوٹھوں پر چڑھ آئیں۔ جب ان کو مسجد میں لائے۔ ان کے چہرہ نورانی سے مسجد روشن ہوگئی۔ عمر بن خطاب نے چاہا۔ ان کے چہرہ پر نظر کرے۔ اس شہزادی نے اپنا چہرہ چھپالیا۔ اور کہا۔ ہرمز اف ہو۔ کہ اسکے فرزند تیرے اسیر ہوں۔ عمر بن خطاب نے کہا۔ اے گبر زادی مجھے دشنام دیتی ہے اور چاہا ایذا رسانی کرے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ یہ شہزادی بزرگ زادی ہے۔ تجھے سزاوار نہیں ہے کہ اس سے بدسلوک کرے۔ اور بروایت دیگر فرمایا جناب رسول خدا نے ارشاد کیا ہے۔ لازم ہے کہ ہر قوم کے بزرگ کو بزرگ جانو اور تعظیم کرو۔ ہر چند کافر ہو۔ اور فرمایا۔ اسے اختیار دے دو کہ مسلمانوں میں سے جسے چاہے۔ اختیار کرے۔ اور جسے چاہے پسند کرے۔ اس کے حصۂ غنیمت میں اسے محسوب کردے جب اس سعادت مند شاہزادی نے ان سب لوگوں کو دیکھا۔ اپنا ہاتھ امام حسینؑ کے سر مبارک پر رکھ دیا۔ اس وقت جناب امیرؑ نے پوچھا تمہارا کیا نام ہے۔ کہا۔ جہاں شاہ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ بلکہ چاہیے کہ تمہارا نام شہر بانو ہو۔ پھر امام حسینؑ سے فرمایا[۱] اے ابو عبد اللہ اس دختر سے تمہارے یہاں ایک ایسا فرزند پیدا ہوگا۔ کہ وہ بہترین اہل زمین ہوگا۔ پس امام زین العابدینؑ ان سے متولد ہوئے۔ اسی وجہ سے حضرت کو ابن الخیرتین کہتے ہیں۔ اس لئے کہ تمام عرب میں برگزیدۂ خدا حضرت ہاشم تھے۔ اور برگزیدہ عجم بادشاہ فارس تھا۔ اور نسب شریف آنحضرتؑ دونوں سے متصل ہے۔

---

[۱] حضرت شہر بانو کا مدینہ میں آنا غلط ہے جس کی تردید علمائے تاریخ اہل سنت نے بھی کی ہے۔ نیز مندرجہ بالا حدیث کے الفاظ اور حضرت شہر بانو کی عمر میں چار سال ہونا وہ از قیاس ہیں۔ یہ روایات روایت و درایت دونوں اعتبار سے غلط ہیں۔ جو اس امر کا بین ثبوت ہیں یہ کلام اہل بیت نہیں بلکہ اس کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اور علمائے امامیہ نے اس نازک دور میں نزاکت وقت کے پیش نظر ہر طرح کی احادیث و روایات ذکر اہل بیت کو محفوظ کرنے کیلئے نقل فرمادیں تاکہ آئندہ آنے والی نسلیں ان کتب سے صحیح روایات لے کر معرفت اہل بیت حاصل کرسکیں۔ لہذا یہ آنے والی نسلوں کا فریضہ ہے۔ کہ کتب رجال اور اصول روایت و درایت سے احادیث و روایات لے کر عمل کرے۔ اس لئے بندہ نے اس کتاب مطالب کا حاشیہ دے دیا۔ تاکہ مخالفین ان مقامات کو لے کر امامیہ پر اعتراض کی جسارت نہ کریں۔

کوثر بہھ یلوی عفی عنہ

باب دوئم

بیان ولادت وشہادت حضرت سید الساجدین وقبلۃ العارفین امام چہارم علیؑ بن الحسینؑ زین العابدین علیہ السّلام

فصل اوّل

بیان ولادت واسم ولقب وکنیت امام زین العابدین علیہ السّلام

شیخ مفیدؒ وشیخ طوسیؒ وسید ابن طاؤس رضوان اللہ علیہم نے ذکر کیا ہے کہ ولادت باسعادت آنحضرت پندرھویں ماہ جمادی الاول ۳۶ھ ہے شیخ محمد بن یعقوب کلینیؒ ۳۸ھ لکھا ہے اور شیخ طبرسی کا بیان ہے کہ ولادت آنحضرتؑ روز جمعہ بقول بروز پنجشنبہ پندرھویں ماہ جمادی الثانی کو واقعہ ہوئی۔ اور بعضوں نے لکھا ہے۔ کہ نہم ماہ شعبان کو متولد ہوئے کشف الغمہ میں حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ ولادت آنحضرتؑ ۳۸ھ کو دو سال قبل شہادت جناب امیرؑ واقع ہوئی۔ اور جناب کی وفات تک دس سال اور دس سال امام حسن کی وفات تک اور دس سال اپنے پدر بزرگوار کی شہادت تک رہے اور زمانہ امامت آنحضرتؑ پینتیس۳۵ سال اور عمر شریف آنحضرتؑ ستاون سال تھی۔ اور مادر آنحضرتؑ موافق مشہور شہربانو دختر یزدجرد شاہ عجم تھیں اور بعضوں نے شاہ زنان لکھا ہے[1]

[1] گذشتہ یہ روایت مخالفین اہل بیت کی تیار کردہ ہے۔ صرف اہل بیت کی تذلیل اور عمر بن الخطاب کی افضلیت کے لیے خود اس واقعہ کے متعلق مورخ اہل سنت علامہ شبلی الفاروق صفحہ ۲ میں اسطرح رقم طراز ہیں۔ حضرت شہربانو کا قصہ جو غلط طور پر مشہور ہوگیا ہے۔ اس کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ عام طور پر مشہور ہے۔ جب فارس فتح ہوا۔ تو یزدجرد کی بیٹیاں گرفتار ہو کے مدینہ آئیں۔ حضرت عمر نے عام لونڈیوں کی طرح بازار میں بیچنے کا حکم دیا۔ لیکن حضرت علی نے منع کیا کہ خاندان شاہی کے ساتھ ایسا

(باقی صفحہ ۳۶۰ پر)

قصہ حضرت شہربانو رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ابن بابویہؒ نے بسند معتبر حضرت امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ جب عبداللہ بن عامر نے خراسان کو فتح کیا۔ یزدجرد بادشاہ عجم سے دو بیٹیاں لے کے عثمان کے واسطے بھیجیں۔ اس نے ان میں سے ایک حضرت امام حسنؑ اور دوسری حضرت امام حسینؑ کو دی۔ اور جو حضرت امام حسینؑ کے پاس تھیں ان سے حضرت امام زین العابدینؑ پیدا ہوئے۔ اور جب حضرت ان سے پیدا ہوئے اس وقت حالت زچگی انہوں نے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۵۹: سلوک جائز نہیں۔ ان لڑکیوں کی قیمت کا اندازہ کیا جائے۔ پھر یہ لڑکیاں کسی کے اہتمام اور سپردگی میں دے دی جائیں۔ اور اس سے ان کی قیمت اعلیٰ سے اعلیٰ شرح پر کی جائے چنانچہ حضرت علیؓ نے خود ان کا اپنے اہتمام میں لیا۔ ایک امام حسینؑ کو ایک محمد بن ابی بکر کو اور ایک عبد اللہ بن عمر کو عنایت کی۔ اس غلط قصہ کی حقیقت یہ ہے۔ کہ زمخشری نے جس کو فن تاریخ سے کچھ بھی واسطہ نہیں ربیع الابرار میں لکھا ہے انکو اور ابن خلکان نے حالات امام زین العابدینؑ میں یہ روایت اس کے حوالے سے نقل کر دی۔ لیکن یہ محض غلط ہے۔ اولاً تو زمخشری کے سوا طبری۔ ابن الاثیر یعقوبی بلاذری اور ابن قتیبہ وغیرہ نے اس کو نقل نہیں کیا۔ اور زمخشری کا فن تاریخ میں جو پایہ ہے وہ ظاہر ہے اس کے علاوہ تاریخی قرائن بالکل اس کے خلاف ہیں۔ حضرت عمر کے عہد میں یزدجرد اور خاندان شاہی پر مسلمانوں کو مطلق تسلط حاصل نہیں ہوا۔ نیز مجھے یہ بھی شبہ ہے کہ زمخشری کو یہ معلوم تھا یا نہیں کہ یزدجرد کا قتل کس عہد میں ہوا ہے اس کے علاوہ جس وقت کا یہ واقعہ ہے۔ امام حسینؑ کی عمر دو برس تھی کیونکہ جناب ممدوح ہجرت کے پانچویں سال پیدا ہوئے تھے۔ اور فارس ۲۳ھ میں فتح ہوا۔ اس سے یہ امر بھی مستبعد ہے۔ کہ حضرت علیؓ نے نابالغی میں ان پر ایسی عنایت کیوں کی علامہ شبلی کی اس تحریر کے بعد مزید یہاں پر لکھنے کی ضرورت نہیں رہی۔ نیز علامہ قطب راوندی کی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے بیان کردہ روایت کہ جب یزدجرد بن شہریار اسخر بادشاہان عجم کی دختر کو عمر پاس لائے۔ یہ روایت اصول کافی سے ہے علمائے شیعہ خواہ مجلسی ہوں۔ یا محمد بن یعقوب کلینی صاحب اصول کافی تمام نے اسوقت جب کہ زمانہ خمینی اہل بیت پر تلا ہوا تھا شیعیت نازک دور سے گذر رہی تھی کتب کو مرتب کیا اور ہر دو روایت جو ملی خواہ کہیں سے ملی اور کیسی ہی ملی تحریر فرما دی۔ اب اس کے ضعیف یا موضوع یا صحیح کو دیکھنے کے لئے عقل اور علم رجال سے دیکھنا پڑتا ہے کیونکہ اہل اسلام کے نزدیک یہ دونوں طریق مستند ہیں لہذا پہلے اس حدیث پر عقلی تبصرہ کرتے ہیں۔ ولادت شہربانو ۱۳ھ اور ۱۴ھ کے درمیان ہوتی ہے۔ اگر ۱۳ھ فرض کی جائے۔ تو عہد عمر میں مدائن ۱۶ھ میں فتح ہوا۔ تو شہربانو کی عمر چار یا ساڑھے چار سال ہو گی۔ اور یہ بعید از عقل ہے۔ کہ ایک چھوٹی سی نابالغ بچی عمر سے منہ چھپائے اور پانچویں پشت میں اپنے جد ہرمز کا نام لے کر فریاد کرے۔ اور عمر دشنام سمجھ کر سزا دینے کے در پے ہوں جبکہ نابالغوں کو سزا دینا شرعاً درست نہیں۔ حضرت علیؓ اس بچی کو شوہر منتخب کرنے کا اختیار دلوائیں

انتقال کیا۔ اور دوسری دختر نے بھی ولادت کے وقت فرزند اوّل وفات پائی۔ حضرت امام حسینؑ کی ایک کنیز نے حضرت امام زین العابدینؑ کی پرورش کی۔ حضرت اس کو مادر کہتے تھے۔ جب امام حسینؑ شہید ہوئے امام زین العابدینؑ نے اس کنیز کا کسی شیعہ مومن سے عقد کر دیا۔ اس اشتباہ سے مشہور ہو گیا۔ کہ حضرت امام زین العابدینؑ نے اپنی مادر کا ایک شیعہ سے عقد کر دیا۔ مؤلف فرماتے ہیں۔ کہ یہ حدیث اس سے مخالفت رکھتی ہے۔ جو کچھ احوال اولاد امام حسینؑ میں گزری کہ حضرت شہر بانو کو عہد عمر بن الخطاب میں لائے اور شائد کسی راوی نے اس روایت میں شبہ کیا ہو۔ اور وہ روایت جس کا یہاں ذکر ہوا ہے۔ شہر واقوی ہے چنانچہ قطب راوندی نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ کہ جب یزدجرد بن شہریار آخر بادشاہان عجم

بقیہ حاشیہ ۳۶۰۔ اور وہ اختیار کرے۔ اور حضرت علیؑ نابالغی میں امام حسینؑ کا چھوٹی سی بچی سے نکاح کریں عقلاً یہ روایت بالکل غلط ناقابل اعتماد ہے۔ نیز اس اصول کافی میں۔ اس روایت کے چار راوی ہیں۔ ابراہیم بن اسحاق الاحمر۔ عبدالرحمن بن عبداللہ خزاعی۔ عمرو بن شمر نصر بن مزاحم۔ ابراہیم بن اسحاق کے متعلق شیخ طوسیؒ نے لکھا۔ وہ علم حدیث میں ضعیف اور دین کے لحاظ سے متہم تھا۔ رجال کشی میں شیخ نے اس کا شمار ان لوگوں میں کیا۔ جنہوں نے اہل بیت سے روایت نہیں کی۔ ابن غضائیری نے لکھا ہے اس کی احادیث میں ضعف اور دین میں غلو پایا جاتا ہے۔ عبدالرحمن بن عبداللہ خزاعی یہ بالکل مجہول الحال ہیں نہ شیعہ کتب میں ان کا تذکرہ نہ اہل سنت کے کتب رجال میں کوئی ذکر ہے۔ عمرو بن شمر علامہ نجاشی تنقیح المقال میں فرماتے ہیں یہ امام صادق سے روایت کرتا ہے مگر بہت ضعیف ہے۔ ابن غضائیری نے بھی اس کو ضعیف اور ناقابل اعتماد کہا ہے نیز صاحب مراۃ العقول بھی اس کی تضعیف کے قائل ہیں۔ نصر بن مزاحم تنقیح المقال نے علامہ نجاشی کا یہ قول نقل کیا یہ راہ راست پر تھا۔ مگر اس میں یہ خرابی تھی کہ ضعیف رواۃ سے بھی روایت کرتا تھا۔ نیز خود علامہ مجلسیؒ نے اپنی کتاب مراۃ العقول شرح اصول کافی میں روایت کو ضعیف قرار دیا ہے پس جو روایت روایۃً و درایۃً ناقابل اعتماد ہو اس کا سہارا لینا جائز نہیں دوسری روایت کہ یہ دور عثمان عرب میں آئی ہوں ــــ جو کہ بحار الانوار سے پیش کی جاتی ہے جس کے راوی محمد بن یحییٰ صولی اور عون بن محمد الکندی ہیں۔ یہ روایت بھی رواۃ کے اعتبار سے ناقابل اعتبار ہے ان راویوں کا شیعہ کتب رجال میں یا کہیں تذکرہ نہیں۔ اہل سنت کتب میں جو تذکرہ ہے۔ وہ یہ ہے۔ ابو احمد بن ابو عشار کے ذریعے سے یہ خبر ملی ہے۔ کہ ابو احمد عسکری کی طرف غلط روایات منسوب کرتا تھا۔ جس طرح صولی خود غلابی کی طرف اغلاط کو نسبت دیتا تھا۔ اور جس طرح غلابی تمام محدثین کی طرف سے خود غلط روایتیں بیان کرتا تھا لسان المیزان جلد ۵ صفحہ ۴۲۷ عون یہ صاحب اخباری تھے۔ ان سے سوائے صولی اور کسی نے روایت نہیں لی۔ لسان المیزان جلد ۴ صفحہ ۳۸۵

۔کوثر نیر دہلوی۔

کی دختر کو عمر کے پاس لائے۔ جمیع دختران مدینہ اسکے تماشائے حسن و جمال کو دیکھنے کے لیے آئیں اور جب عمر نے قصد اسکے دیکھنے کا کیا۔ وہ مانع ہوئی۔ اور کہا ہرمز کا منہ سیاہ ہو کہ تو اس کی اولاد کی طرف ہاتھ بڑھائے عمر نے کہا۔ اسے گبرزادی تو مجھے دشنام دیتی ہے۔ اور چاہا کہ اسے ایذا پہنچائیں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا اس کی بات تم کیونکر سمجھے کہ یہ تم کو دشنام دیتی ہے۔ پھر عمر نے حکم دیا۔ کہ ان کے فروخت کرنے کی سب کو اطلاع دو۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ دختران سلاطین کا بیع کرنا ہر چند کہ کافر ہوں جائز نہیں۔ لیکن اس سے کہو ان مسلمانوں میں سے کسی ایک کو قبول کرے اور اس کو اس سے تزویج کر کے اس کا مہر عطائے بیت المال سے دیا جائے۔ عمر نے قبول کیا۔ اور کہا۔ کسی کو اہل مجلس میں سے اختیار کرتی ہے اس سعادت مند نے دست مبارک امام حسینؑ پر ہاتھ رکھ دیا۔ جناب امیرؑ نے بزبان فارسی اس سے پوچھا۔ کہ تمہارا کیا نام ہے۔ اس نے کہا۔ جہاں شاہ حضرتؑ نے فرمایا۔ میں نے تمہارا نام شہر بانو رکھا۔ اس شہزادی نے کہا یہ نام میری خواہر کا ہے۔ حضرت نے بزبان فارسی۔ تم سچ کہتی ہو۔ پھر حضرت امام حسینؑ سے مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ اس سعادت مند سے بہ نیکی سلوک کرنا۔ اور اس کی حفاظت کرنا۔ کیونکہ اس سے ایک ایسا فرزند پیدا ہوگا جو بعد تمہارے بہترین اہل زمین ہوگا۔ اور یہ میرے اوصیا و ذریت طیب کی مادر ہے۔ چنانچہ حضرت زین العابدینؑ ان سے پیدا ہوئے۔ اور منقول ہے کہ قبل اس کے مسلمانوں کا لشکر ان کی طرف جائے شہر بانوؑ نے یہ خواب ایک شب دیکھا۔ کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مع حضرت امام حسینؑ ان کے گھر آئے اور ان کو ان سے تزویج کیا۔ شہر بانو کہتی ہیں جب صبح ہوئی۔ اس خورشید فلک امامت کی محبت میرے دل میں مستحکم ہو گئی اور مجھے ہر وقت ہمیشہ آنحضرت کا خیال رہتا تھا۔ جب دوسری شب میں سوئی۔ فاطمہ صلوات اللہ علیہا کو میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ میرے پاس تشریف لائیں اور اسلام کی مجھے ہدایت و دعوت کی۔ میں نے خواب میں ہی اسلام قبول کیا۔ بعد اسکے فرمایا۔ کہ لشکر اسلام تمہارے پدر پر غالب ہوگا۔ اور تم اسیر ہو کے بہت جلد میرے فرزند حسینؑ کے پاس پہنچو گی۔ اور خدا یہ امر گوارا کرے گا۔ کہ تم تک کسی غیر کا ہاتھ پہنچے۔ یہاں تک کہ میرے فرزند تک پہنچو پس حق تعالیٰ نے میری حفاظت کی۔ کہ کسی غیر شخص کا ہاتھ مجھ تک نہ پہنچا۔ یہانتک کہ مجھے مدینہ میں لائے اور جب امام حسینؑ کو میں نے دیکھا پہچان لیا۔ کہ یہ وہی ہیں جو حضرت رسولؐ کے ہمراہ خواب میں میرے پاس آئے تھے اور حضرت نے ان سے مجھے تزویج کیا تھا۔ اس سبب سے میں نے ان کو قبول کیا اور شیخ مفیدؒ نے روایت کی ہے کہ جناب امیر صلوات اللہ علیہ حریثؓ بن جابر کو بعض بلاد مشرق کا عامل کیا۔ اس نے یزدجرد

لہ اہل سنت مورخین کا کہنا ہے۔ حضرت شہر بانو دو مگر فتح مدائن کے مال غنیمت میں آئیں اور مورخین کا اتفاق ہے۔ فتح مدائن ۱۶ھ

(باقی حاشیہ صفحہ ۳۶۳ پر)

بادشاہ کی دو لڑکیاں حضرت کے واسطے بھیجیں۔ جناب امیرؑ نے ایک ان میں سے کہ شاہ زنان نام تھا حضرت امام حسینؑ کے لئے تجویز فرمایا۔ اور حضرت امام زین العابدینؑ ان سے پیدا ہوئے۔ حضرت قاسم اور حضرت امام زین العابدینؑ خالہ زاد بھائی تھے۔

بیان القاب و کنیت امام زین العابدینؑ

اور اشہر کنیت آنحضرتؑ ابو محمد ہے اور بعضوں نے ابوالحسن بھی لکھا ہے۔ والقاب مشہور آنحضرت زین العابدینؑ و سید العابدین وزکی و امین و سجاد و ذوالثفنات اور نقش نگین آنحضرتؑ بروایت امام جعفر صادق الحمد للہ العلی تھا اور بروایت امام محمد باقرؑ العزة للہ اور بروایت حضرت امام رضا خزی و شقی قاتل الحسینؑ بن علی۔
اور ابن بابویہؒ نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ کہ میرے پدر بزرگوار علیؑ ابن الحسینؑ نے کبھی کسی نعمت خدا کو یاد نہیں کیا۔ مگر یہ کہ اس نعمت کے واسطے سجدہ شکر فرمایا۔ اور نہ پڑھا کسی آیت کو کتاب خدا سے کہ جس میں سجدہ ہو۔ مگر یہ کہ سجدہ فرمایا۔ اور جب خدا نے کسی مکروہ کو جس سے ان کو خوف تھا۔ یا کسی کے مکر کو ان سے دفع کیا۔ اسوقت سجدہ کیا کرتے تھے۔ اور جس وقت بھی سجدہ شکر کرتے تھے۔ اور اثر سجدہ جمیع مواضع سجود آنحضرتؑ میں بہت نمایاں تھا اس سبب سے آنحضرتؑ کو سجاد کہتے ہیں۔ ایضاً۔ امام محمد باقرؑ سے روایت کی کہ فرمایا بکثرت سجود میرے پدر بزرگوار کی پیشانی میں گھٹا پڑ گیا تھا۔ اور سال میں دو مرتبہ اسے کاٹتے تھے اسی سبب سے آنحضرت ذوالثفنات کہتے تھے۔ اور منقول ہے۔ کہ جب زہری کہ اکابر علماء سے

بقیہ حاشیہ ۳۶۲۔ اہ سعرین ہوا تاریخ کامل صد ۱۹۷ جلد دوم اور حزدجرد کی عمر اس وقت ۲۰ سال تھی۔ تقریباً کیونکہ یزدجرد سنہ ۱۲ھ میں تخت نشین ہوا۔ اور اس وقت عمر ۱۶ سال تھی تاریخ کامل جلد دوم صد ۱۲۱ یزدجرد عرب جیسے گرم ملک کا تو نہ تھا کہ ۱۲ سال کی عمر میں عورتوں سے مباشرت کرتا ضرور ۱۰ سال کی عمر میں شادی ہوئی۔ اور حضرت شہربانو اس حساب سے اٹھارویں انیسویں سال پیدا ہوئیں۔ فتح مدائن کے وقت ان کی عمر چار پانچ سال کی تھی اس عمر میں عمر کا بکنا یا جناب امیرؑ کی خرید کر امام حسینؑ سے شادی کرنا خلاف ہے۔ ولادت امام حسینؑ سنہ ۴ھ میں ہوئی آپ کی عمر اسوقت بارہ سال تھی رسول پاک نے ۲۵ سال کی عمر میں شادی کی۔ اور جناب امیرؑ نے بھی ۲۵ سال کی عمر میں تو کیا ضرورت پڑی تھی کہ اس عمر آپ حسینؑ کی شادی ایک نابالغ بچی سے کرتے یہ تاریخی حقائق بتلاتے ہیں۔ حضرت شہربانو حضرت عمر کے دور میں نہیں حضرت علی کی خلافت کے زمانہ میں لائی گئیں۔ شبلی جیسے مورخ نے بھی الفاروق میں اس قصہ کو غلط قرار دیا ہے۔ خلافت حضرت علی سنہ ۳۶ھ میں ہوئی امام حسینؑ اسوقت تیس سال کے تھے۔ آپ نے حریث بن جابر حنفی کو خراسان کا گورنر مقرر کر کے روانہ کیا۔ حریث نے یزدجرد کی دو بیٹیاں شہربانو گیہان بانو حضرت علی کے پاس بھیجیں آپ نے شہربانو امام حسینؑ کو گیہان بانو محمد بن ابوبکر کو دی۔ شہربانو سے امام زین العابدین پیدا ہوئے اور گیہان بانو سے قاسم بن محمد پیدا ہوئے روضۃ الصفا جلد سوم صد ۹ جامع التواریخ صد ۱۱ کشف الغمہ صد ۳ نیز عقل بھی اس روایت کو تسلیم کرتی ہے لہٰذا اکثریت کا گمان اس پر ہو تا کیا ہے یہی یہ
(کوثر بجریلوی عفی عنہ)

اہل سنت سے ہے کسی حدیث کو آنحضرتؑ سے نقل کرتا تھا۔ بغیر کہتا تھا کہ خبر دی۔ مجھے زین العابدین یعنی زینت عبادت کنندگان نے سفیان بن عیینہ کہ وہ بھی علمائے مخالفین سے ہے۔ اس سے متعجب ہو کر پوچھتا تھا کہ تم زین العابدینؑ ابن آنحضرتؑ کو کہتے ہو۔ زہری جواب میں کہتا تھا۔ اسلئے میں کہتا ہوں۔ کہ میں نے سعید بن مسیب سے سنا ہے۔ اور اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا۔ قیامت میں ایک منادی ندا کرے گا۔ کہ کہاں ہیں زین العابدینؑ گویا میں دیکھتا ہوں۔ کہ میرا فرزند علیؑ ابن الحسینؑ آیا۔ اور صفوں کو شگافتہ کرکے عرش تک پہنچا۔ اور بسند ہائے معتبر یہی مضمون حضرت صادق سے منقول ہے۔

وجہ تسمیہ نام زین العابدینؑ

کشف الغمہ میں روایت کی ہے کہ ایک شب حضرتؑ محراب عبادت میں کھڑے اپنے پروردگار سے مناجات کر رہے تھے۔ ناگاہ شیطان بصورت اژدہا حاضر ہوا۔ کہ آنحضرتؑ کو اپنی طرف عبادت سے مشغول کرے۔ لیکن حضرت اسکی طرف ملتفت نہ ہوئے پھر اُسنے آکے حضرتؑ کے پاؤں کے انگوٹھے میں کاٹا یہانتک کہ نماز سے فارغ ہوگئے اور سمجھے کہ وہ شیطان ہے۔ اس سے فرمایا۔ اے ملعون دور ہو۔ اور پھر عبادت میں مشغول ہوگئے بس تین مرتبہ ہاتف نے ندا کی کہ تم زین العابدینؑ ہو۔ اوراسی سبب سے حضرت اسی لقب سے مشہور ہوگئے۔

اور بسند ہائے معتبرہ حضرت صادقؑ سے منقول ہے۔ کہ جب حق تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے۔ کہ امام کو پیدا کرے۔ فرشتہ کو بھیجتا ہے۔ اور وہ ملک عرش کے نیچے سے پانی لیکر پدر امام کو پہنچاتا ہے۔ اور وہ اس پانی کو پیتے ہیں۔ نطفہ امام اس پانی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور چالیس روز شکم مادر میں بات نہیں سنتے۔ اور بعد چالیس روز کے جو شخص کہتا ہے سنتے ہیں۔ اور امام متولد ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ اسی فرشتے کو بھیجتا ہے۔ اور وہ ملک دونوں آنکھوں کے درمیان یہ آیۂ لکھتا ہے۔ تمت کلمتُ ربک صدقا و عدلا لا مبدل لکلماتہ و ھو السمیع العلیم۔ و بروایت دیگر شکم مادر میں اس آیہ کو داہنی بازو پر لکھتے ہیں۔ اور جب وہ منصب امامت پر فائز ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ ہر ایک شہر میں اسکے لئے ایک نور مقرر کرتا ہے ہر شہر میں جو شخص جو کام کرتا ہوتا ہے۔ وہ اس نور میں مشاہدہ کرتے ہیں۔

فصل دوسری۔ بیان غم واندوہ امام زین العابدین علیہ السلام

ابن قولویہؒ و ابن شہر آشوبؒ وغیرہ نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ ابن الحسینؑ صلوات اللہ علیہم نے اپنے پدر بزرگوار بیس سال و بروایتے چالیس سال گریہ کیا۔ اور جس وقت طعام حضرتؑ کے سامنے حاضر

کرتے تھے۔ حضرت گریہ فرماتے تھے۔ اور جب پانی آنحضرتؑ کے واسطے لاتے تھے حضرتؑ اس قدر روتے تھے۔ کہ وہ پانی آنسوؤں سے دوچند ہو جاتا تھا۔ ایک غلام نے عرض کیا۔ میں آپ پر سے فدا ہوں۔ یا ابن رسول اللہ میں ڈرتا ہوں کہ آپ اپنے کو ہلاک کر ڈالیں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ انما اشکوا بثی وحزنی الی اللہ واعلم من اللہ مالا تعلمون۔ یعنی میں شکایت نہیں کرتا ہوں اپنے درد والم کی مگر خدا سے اور میں جانتا ہوں جانب خدا سے جو تم نہیں جانتے۔ پھر فرمایا میں کسی وقت خیال میں نہیں لاتا قتل ہونا فرزندان فاطمہؑ کا مگر یہ کہ گریہ میرے گلوگیر ہوتا ہے۔ و بروایت دیگر فرمایا۔ کیونکر گریہ نہ کروں۔ حالانکہ میرے پدر بزرگوار کو اس پانی سے منع کیا جسے وحشی اور پرندے پیتے تھے اور پیاسا ان کو شہید کیا و بروایت دیگر آنحضرتؑ سے عرض کیا گیا۔ کہ آپ کو اس قدر رونے سے ہم کو خوف ہے۔ کہ آپ ہلاک ہو جائیے گا۔ حضرتؑ نے فرمایا میں نے روز اوّل ہی سے اپنے نفس کو قتل کیا۔ ایضاً۔ ابن قولویہؒ و ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک نے غلامان آنحضرتؑ سے بسبب شدت گریہ آنحضرتؑ سے عرض کیا۔ کہ وقت نہیں آیا۔ کہ آپ کا گریہ آخر ہو۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ وائے ہو تجھ پر حضرت یعقوب کے بارہ بیٹے تھے۔ ایک بیٹا ان میں سے غائب ہو گیا۔ تو وہ اس قدر روئے کہ آنکھیں جاتی رہیں۔ اور دفور غم و اندوہ سے کمر خم ہو گئی۔ ہرچند کہ جانتے تھے۔ ان کا فرزند زندہ ہے۔ اور میں نے دیکھا کہ میرے پدر و برادر و عم اور سترہؔ نفر میرے عزیزوں سے میرے سامنے قتل ہوئے۔ اور ان کے سر کاٹے گئے۔ پھر میرا غم اندوہ کیونکر تمام ہو۔ ایضاً روایت کی ہے کہ حضرتؑ فرزندان عقیل پر بہت روتے تھے۔ لوگوں نے کہا یا ابن رسول اللہ فرزندان عقیلؓ پر آپ فرزندان جعفرؓ سے زیادہ گریہ فرماتے ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا مجھے یاد آتا ہے۔ ان کا پدر بزرگوار کے ہمراہ قتل ہونا۔ اور میں ان کی شہادت پر روتا ہوں۔ اور اس سبب سے زیادہ مجھے ان پر رقت قلب طاری ہوتی ہے۔

حکایت زہری اور مقبرہ امام زین العابدین

ابن شہر آشوبؒ نے زہری سے روایت کی ہے۔ کہ عبد الملک بن مروان نے حکم دیا۔ کہ حضرت امام زین العابدینؑ کو طوق و زنجیر میں گرفتار کر کے شام میں لائیں۔ اور ایک جماعت کثیر کو آنحضرتؑ پر معین و مقرر کیا۔ میں گیا اور بہت اس جماعت سے کوشش کر کے اس امر کی اجازت لی۔ کہ آنحضرت کو سلام کروں جب میں حضرتؑ کی خدمت میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ آنحضرتؑ کے پائے مبارک میں زنجیر پڑی ہے اور گلوئے مبارک میں طوق ہے۔ میں یہ حال دیکھ کر بہت رو دیا۔ اور کہا کاش میں آپ کی جگہ ہوتا۔ اور آپ عافیت سے رہتے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ تم گمان کرتے ہو۔ یہ طوق و زنجیر مجھ پر گراں

ہیں۔ اگر میں چاہتا ہوں اسوقت اس سختی کو اپنے سے دفع کروں۔ لیکن مجھے منظور ہے۔ کہ میں اسی طرح رہوں۔ اور عذاب الہٰی مجھے یاد رہے۔ یہ فرما کر ہاتھ پاؤں زنجیر سے نکال لئے اور فرمایا اگر میں چاہوں ایسا کر سکتا ہوں۔ اور پھر ہاتھ پاؤں زنجیر میں داخل کر کے فرمایا۔ میں ان کے ہمراہ دو منزل سے زیادہ نہیں جا سکتا۔ بعد چار روز کے میں نے دیکھا۔ کہ نگہبانان آنحضرت مدینہ میں حضرت کو تلاش کر رہے ہیں۔ میں نے جا کے یہ حال ان سے دریافت کیا۔ انہوں نے کہا۔ ان بزرگوار کا حال عجیب و غریب ہے۔ ہم تمام رات جاگتے رہے اور نگہبانی کی جب صبح ہوئی۔ سوائے طوق و زنجیر کے ان کے مقام پر کچھ نہ دیکھا۔ زہری نے کہا میں بعد اسکے عبدالملک کے پاس گیا۔ اس نے مجھ سے آنحضرتؑ کا حال دریافت کیا۔ میں نے یہ واقعہ اس سے نقل کیا۔ عبدالملک نے کہا جس روز پاسبانوں نے ان کو نہیں پایا تھا۔ اس دن وہ حضرتؑ میرے پاس آئے اور کہا مجھے تجھ سے کیا علاقہ ہے۔ یہ سنکر آنحضرتؑ کا خوف مجھ پر اس قدر طاری ہوا۔ کہ میں ان کی نسبت کسی برائی کا نہ کر سکا۔ میں نے کہا۔ اگر تم چاہو میرے پاس رہو۔ کہ میں تم کو بعزت و احترام رکھوں فرمایا۔ میں یہ نہیں جانتا۔ یہ کہہ کے باہر چلے گئے۔ پھر میں نے ان کو نہیں دیکھا۔ زہری کہتا ہے۔ میں نے کہا۔ علی ابن الحسینؑ ایسے نہیں جیسا تو گمان کرتا ہے اور ان کے دل میں تیری طرف سے کوئی برائی کا ارادہ نہیں ہے۔ اور وہ ہمیشہ عبادت میں مشغول ہیں۔ عبدالملک نے کہا خوب ان کا شغل ہے۔ خوشا حال ان کا اور ان کے شغل کا۔

حکایت فرشتہ محافظ امام زین العابدینؑ

ایضاً۔ سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ جب یزید بن عقبہ کو بھیجا۔ کہ مدینہ کو لوٹے اور اہل مدینہ کو قتل کرے۔ ان ملاعین نے اپنے گھوڑے ستونہائے مسجد رسولؐ سے باندھے۔ اور انکو گرد مرقد منور چھوڑ دیا۔ اور تین دن مدینہ کو لوٹا۔ اور ہر روز حضرت امام زین العابدینؑ مجھے لے کے مرقد منور حضرت رسول کے پاس لے جاتے۔ اور دعا پڑھتے تھے۔ جس کو میں نہیں سمجھ سکتا تھا۔ اور اعجاز آنحضرت سے ایسا ہوتا تھا۔ کہ میں ان کو دیکھتا تھا۔ اور لوگ مجھے نہیں دیکھتے تھے۔ اور میں نے ایک مرد کو دیکھا کہ اشب اشہب پر سوار جامہائے سبز پہنے حربہ ہاتھ میں لئے ہر روز آتا تھا۔ اور دروازہ خانہ آنحضرت پر کھڑا رہتا ہے۔ اور جو شخص آنحضرتؑ کے دروازہ پر جانے کا قصد کرتا۔ اسی حربہ کو اس کی جانب حرکت دیتا تھا۔ اور بغیر اسکے کہ وہ حربہ اس تک پہنچے۔ وہ گر کے مر جاتا تھا جب وہ ملاعین لوٹ سے دستبردار ہوئے۔ حضرت امام زین العابدینؑ اپنی دولت سرائے میں تشریف لیگئے اور عورتوں کے زیور و پوشاک اور اطفال کے گوشوارے اس سوار کے واسطے لائے اس سوار

نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ میں ایک فرشتہ ہوں۔ ملائکہ سے اور آپ کے پدر بزرگوار کے شیعوں سے ہوں جب یہ لوگ مدینہ کو لوٹنے آئے۔ میں نے حق تعالیٰ سے اجازت لی۔ کہ میں زمین پر جا کے آپ کی نصرت کروں اور جو کچھ کہ میں نے کیا۔ اس کی وجہ سے رحمت خدا و شفاعت رسول خداؐ اور آپ اہل بیتؑ کی امید رکھتا ہوں کلینیؒ نے بسند حسن حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ کہ یزید حج کے بہانے مدینہ میں آیا کہ اہل مدینہ سے بیعت لے پھر ایک قریشی کو طلب کر کے کہا میری غلامی کا اقرار کر۔ اگر میں چاہتا ہوں تجھے قتل کروں اور اگر چاہوں تجھے اپنی خدمت میں رکھوں۔ اس مرد دیندار نے کہا۔ قسم بخدا تو حسب و نسب میں مجھ سے بہتر نہیں ہے اور تیرا باپ میرے باپ سے بہتر نہ تھا۔ نہ وقت جاہلیت کے وقت اور نہ اسلام میں۔ اور تو دین سے مجھ سے بہتر نہیں ہے پھر کس واسطے میں یہ اقرار کروں۔ یزید نے کہا قسم بخدا اگر تو اقرار نہ کرے گا میں تجھے قتل کرونگا۔ اس مرد نے کہا تیرا قتل کرنا میرے واسطے زیادہ نہ ہوگا قتل حسینؑ بن علی فرزند رسول سے یہ سن کر یزید ملعون نے اسکو قتل کیا اور کچھ لوگوں کو بھیج کر حضرت علی ابن الحسینؑ کو طلب کیا۔ اور وہی کہا جو اس مرد سے کہا تھا حضرت نے فرمایا۔ اگر میں اقرار نہ کروں اسی وقت تو مجھے قتل کریگا جس طرح اس مرد کو قتل کیا۔ یزید نے کہا۔ ہاں حضرتؑ نے فرمایا۔ جو کچھ تو نے کہا[1] اسکا میں نے اقرار کیا۔ یزید نے کہا تم نے اپنی جان کی حفاظت کی۔ اور تمہارے شرف و بزرگی سے کچھ کم نہ ہوا۔ مولف فرماتے ہیں کہ یزید کا بعد شہادت امام حسینؑ کے مدینہ میں آنا مخالف تواریخ مشہور ہے۔ مگر یہ ہوسکتا ہے کہ راویوں کو اشتباہ ہوا ہو۔ اور مسلم بن عقبہ نے اس ملعون کی طرف سے آکے بیعت لی ہو

---

[1] یہ روایت بالکل غلط ہے امام زین العابدینؑ کا بھی اپنے والد امام حسینؑ کے بعد وہی مرتبہ اسلام ہے جو امام حسینؑ کا تھا۔ اگر امام زین العابدینؑ یزید کی یا مسلم بن عقبہ کی بیعت کرتے تو امام حسینؑ کیوں سر کٹواتے جب اہل بیت کا اسیر قافلہ دربار یزید میں پیش ہوا اور یہ ملعون شراب کے نشے میں چور تخت پر بیٹھا ہوا تھا جب اسکے سامنے اسیران کربلا کی فہرست پڑھی جانے لگی اور علی ابن الحسینؑ (زین العابدین) کا نام آیا۔ تو اس ظالم نے کہا۔ اس کو تو اللہ نے قتل کر دیا۔ فوراً آپ نے فرمایا۔ ملعون وہ میرا بھائی علی اکبر تھا جس کو تیری فوج نے قتل کیا۔ یزید بخس نے کہا۔ زین العابدین۔ تمہارے باپ نے میری بیعت نہ کر کے اپنے آپ کو مصیبت میں ڈال دیا۔ اور تم کو ذلیل کیا۔ بیمار کربلا کے یہ سن کر تیور بدل گئے۔ اسد اللہی جلال آیا۔ فرمایا۔ او یزید کیا کہتا ہے میرا باپ سید الشباب اہل الجنۃ تھا۔ میرا باپ وہ تھا جس کو خود رسول نے فرمایا تھا حسین منی و انا من الحسین۔ میرا باپ راکب دوش رسول تھا میرا باپ حق پر تھا۔ شمر کے خنجر سے پوچھ میرا باپ مجسم قرآن تھا۔ نوک نیزہ سے پوچھ امام کا یہ خطبہ سنکر درباریوں کے تیور بدل گئے سپاہیوں کی آنکھوں میں خلاف یزید خون اتر آیا۔ فوراً یہ دیکھ کر لعین نے مؤذن کو اذان کہنے کا حکم دیا۔ جب مؤذن نے اشہد ان محمد رسول اللہ کہا۔ آپ نے فرمایا۔ یزید محمد عربی میرے باپ حسین کے نانا تھے۔ یا تیرے۔ لعین نے جواب دیا۔ تیرے باپ کے۔ آپ نے فرمایا۔ یزید ہمارے نانا کا نام

باقی صفحہ ۳۶۸ پر

حال ناقہ حضرت امام زین العابدینؑ

بعائر الدرجات میں بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا۔ میرے جد بزرگوار امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب میرے پدر بزرگوار امام زین العابدینؑ کا وقت وفات آیا۔ فرمایا وضو کیلئے پانی لاؤ۔ جب پانی لائے۔ فرمایا اس میں مردہ کوئی جانور ہے جب میں نے اس پانی کو روشنی میں دیکھا۔ کہ چوہا مرا ہوا اس میں ہے۔ بعد اسکے ہم دوسرا پانی لائے۔ حضرت نے اس پانی سے وضو کیا۔ اور فرمایا۔ اے فرزند یہ وہ شب ہے جس شب میرا وعدہ وفات ہے۔ میرے ناقہ کو اس کی جگہ باندھ دو۔ اور کچھ چارہ اسکے آگے ڈال دو حضرت صادقؑ فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت کو دفن کیا۔ ناقہ رسی توڑ کے اپنی جگہ سے بھاگا اور نزدیک قبر جاکے اپنا منہ حضرت کی قبر کے اوپر رکھتا۔ اور فریاد و نالہ کرتا تھا۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ جب یہ خبر حضرت امام باقرؑ کو پہنچی۔ حضرت اس ناقہ کے پاس آئے۔ اور فرمایا چپ رہ۔ اور پھر جا خدا تجھے برکت دے۔ یہ سنکر ناقہ اٹھ کر اپنی جگہ چلا گیا۔ پھر تھوڑے عرصے کے بعد دوسری مرتبہ قبر شریف پاس آکے نالہ و اضطراب کرتا اور روتا تھا۔ اس مرتبہ جو اسکا حال لوگوں نے حضرت سے بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا اسکو اسکے حال پر چھوڑ دو۔ کہ وہ بہت بیتاب ہے پھر بعد تین روز کے وہ ناقہ شہید ہو گیا۔ اور حضرت نے اس ناقہ پر بائیس۲۲ حج کئے تھے اور ایک تازیانہ بھی کبھی نہ مارا تھا۔ علی بن ابراہیم نے بسند امام حسن رضا سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت علیؑ ابن الحسینؑ شب وفات بیہوش ہوئے جب ہوش میں آگئے۔ فرمایا۔ الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ واورثنا الارض نتبوء من الجنۃ حیث نشاء فنعم اجر العالمین۔ یعنی حمد کرتا ہوں میں اس خدا کی جس نے سچا کیا۔ ہمارے وعدہ کو اور ہم کو میراث دی زمین بہشت کی کہ جس جگہ وہاں ہم چاہیں رہیں۔ البتہ کیا نیک اجر عمل کنندگان واسطے خدا کے ہے۔ یہ فرما کے بجانب ریاض جنت رحلت کی۔ کلینیؒ نے بسند حسن امام رضاؑ سے اسی روایت بیان کیا ہے۔ مگر اسقدر زیادہ لکھا ہے۔ کہ سورہ واقعہ اور افتحنا کو بھی تلاوت فرمایا۔ بعد ازاں یہ آیۃ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶۷۔ یونہی تا قیامت اذان کہا جائے گا۔ میرے باپ نے قتل ہو کر تجھ کو اور تیرے خاندان کو ہمیشہ کے لئے ذلیل و رسوا کر دیا ملاحظہ ہو مقتل حسینؑ جلد دوم ص۲۱۲ عناصر الشہادتین ص ۔۔۔ دیگر کتب فضائل اہل سنت دیکھیں یہ واقعہ طبقات ابن سعد اور صاحب الامامۃ والسیاستہ نے مسلم بن عقبہ یزید کے کمانڈر سے نقل کیا ہے۔ جو کہ دشمن اسلام و اہل بیعت رسولؐ تھا۔ جس کا قول کسی طرح قابل قبول نہیں۔ دوسرے حوالہ جات کی ضرورت ہی نہیں۔ امام کا دشمن زیر قید رہنا ایک بین ثبوت ہے کہ یہ آپ پر مخالفین نے حمایت یزید میں غلط الزام عائد کیا۔ خداوند تعالیٰ ایسے راویوں کو عذاب دردناک میں مبتلا کرے

ڈاکٹر نذیر یحییٰ بھلوی

پڑھ کے رجب حدیث میں گذری ابعالم بقاد رحلت فرمائی۔ ایضاً۔ بسند معتبر حضرت امام باقرؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا۔ اے فرزند گرامی میں تم کو وصیت کرتا ہوں جو میرے پدر بزرگوار نے وقت شہادت مجھے وصیت کی تھی۔ اور وہ وصیت یہ ہے کہ ہرگز اس شخص پر ستم نہ کرنا جس کا بجز خدا کے کوئی مددگار نہ ہو اور احادیث کثیرہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حضرت کو زہر سے شہید کیا۔ ابن بابویہؒ اور ایک جماعت کا اس پر اعتقاد ہے۔ کہ ولید بن عبدالمالک نے حضرت کو زہر دیا۔ اور بعض ہشام بن عبدالملک کو کہتے ہیں۔

عظمت امام زین العابدینؑ

شیخ کشی نے بسند معتبر علی بن زیدؓ سے روایت کی ہے۔ کہ میں نے سعید بن مسیب سے کہا تم کہتے ہو کہ علی بن الحسینؑ صلوات اللہ علیہ اپنے وقت میں اپنا مثل و نظیر نہ رکھتے تھے۔ سعید نے کہا۔ ہاں ایسا ہی تھا۔ لیکن کسی نے ان کی قدر نہ جانی علی بن زید نے کہا یہی حجت تمہارے واسطے کافی ہے۔ کہ آنحضرتؑ کے جنازہ پر تم نے نماز نہ پڑھی سعید نے کہا۔ قرا مکہ معظمہ میں نہیں جاتے تھے۔ اور حضرتؑ ہی پاس حاضر رہتے تھے تاوقتیکہ حضرت تشریف لے جائیں اس وقت قرا مکہ معظمہ کو جاتے تھے۔ ایک سال میں آنحضرت کی خدمت میں گیا۔ ہزار حاجی آنحضرتؑ کی خدمت میں تھا۔ جب منزل عقبہ میں قافلہ اُترا۔ حضرت نے دو رکعت نماز ادا کی۔ بعد نماز سجدہ میں گئے اور سجدے میں تسبیح پڑھی۔ پس ہر درخت و سنگ و کلوخ کہ آنحضرت کے گرد تھے۔ آنحضرت کی تسبیح کے ساتھ تسبیح خواں ہوئے اور صدائے تسبیح سب سے بلند ہوئی یہ حال دیکھ کے میں خائف ہُوا جب حضرت نے سجدہ سے سر اٹھایا فرمایا۔ اے سعید تو خائف ہوا۔ میں نے کہا ہاں۔ یا ابن رسول اللہ حضرت نے فرمایا جب حق تعالیٰ نے جبرائیل کو خلق کیا۔ یہ تسبیح انکو تعلیم فرمائی۔ جب جبرائیل نے تسبیح پڑھی۔ تمام آسمانوں نے اور جو کچھ ان میں تھا سب نے تسبیح میں جبرائیل کی موافقت کی۔ اور اس تسبیح میں اسم اعظم حق تعالیٰ ہے۔ بعد اسکے جب آنحضرتؑ نے وفات پائی نیکوکار و بدکار سب آنحضرتؑ کے جنازہ پر حاضر ہوئے۔ اور سب نے آنحضرتؑ کو بخیر و نیکی یاد کیا۔ اور سب لوگ عقب جنازہ آنحضرت باہر گئے میں نے کہا۔ ہو سکتا ہے آج مسجد رسولؐ میں تنہا نماز پڑھوں۔ کہ بعد اس دن کے پھر ایسا دن میسر نہ ہوگا۔ کہ مسجد خالی ہو۔ جب میں نماز کے واسطے کھڑا ہُوا۔ صدائے تکبیر آسمان سے میں نے سُنی بعد اسکے صدائے تکبیرات اہل زمین سے بھی میں نے سُنی یہانتک کہ ختم تکبیر ہائے اہل آسمان سے اور تکبیر ہائے اہل زمین بھی ختم ہوگئیں ان صداہائے تکبیرات کے سننے کے بعد میں منہ کے بل زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا جب ہوش میں آیا لوگ جنازہ آنحضرتؑ سے واپس آچکے تھے۔ پس نماز جنازہ آنحضرتؑ مجھے نہ ملی اور نہ نماز مسجد میں ادا کر سکا یہی میری بدنصیبی ہے۔ اور ہمیشہ میں اس حسرت میں ہوں۔ کہ کیوں آنحضرتؑ پر نماز نہ پڑھی

تاریخ وفات حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

تاریخ وفات آنحضرتؑ میں اختلاف ہے۔ بعضے کہتے ہیں۔ اٹھارویں ماہ محرم ۹۴ھ میں واقع ہوئی۔ اور شیخ طوسیؒ نے پچیسویں ماہ محرم سنہ مذکور لکھی ہے۔ اور بعضوں نے ۹۵ھ میں لکھا ہے۔ کلینیؒ نے اس قول کو اختیار کیا ہے۔ اور ابن شہر آشوبؒ نے کہا ہے کہ وفات آنحضرتؑ کی روز شنبہ گیارھویں یا بارھویں ماہ محرم ۹۵ھ کو واقع ہوئی۔ اور کفعمیؒ نے بائیسویں محرم سنہ مذکور کی لکھی ہے اور مدت عمر شریف آنحضرتؑ میں بھی اختلاف ہے۔ اکثر ستاون سال کہتے ہیں اور کلینیؒ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ عمر شریف آنحضرتؑ وقت وفات ستاون سال تھی۔ اور وفات آنحضرتؑ ۹۵ھ میں واقع ہوئی۔ بعد شہادت امام حسینؑ کے پنتیس سال حیات ہے۔ اور کشف الغمہ میں روایت ہے کہ عمر شریف آنحضرتؑ اٹھاون سال تھی۔ اور بعضوں نے انسٹھ سال بھی لکھی ہے۔

فصل تیسری: بیان ان ظلموں کا جو زمانہ حضرت میں شیعوں پر ہوئے

حضرت صادقؑ سے منقول ہے۔ کہ سعیدؓ بن جبیر آنحضرتؑ کی امامت کا اعتقاد رکھتا تھا۔ اور آنحضرتؑ کا مداح تھا۔ اس سبب سے حجاج نے اس کو شہید کیا۔ اور جب سعیدؓ کو اس شقی پاس لے گئے۔ اس نے کہا۔ شقی بن جبیر تو ہی ہے سعیدؓ نے کہا۔ میری ماں میرے نام کو تجھ سے بہتر جانتی تھی۔ اور اس نے سعیدؓ بن جبیر میرا نام رکھا تھا۔ حجاج نے کہا ابوبکر و عمر کی شان میں کیا کہتا ہے۔ ان کو بہشت میں جاتا ہے۔ یا جہنم میں سعیدؓ نے کہا۔ اگر میں داخل بہشت ہوں۔ اور اہل بہشت کو دیکھوں اس وقت پہچان لوں گا۔ کہ کون بہشت میں ہے۔ اور اگر داخل جہنم ہوں تو اہل جہنم کو دیکھوں۔ اس وقت معلوم ہوگا۔ کون جہنم میں ہے۔ حجاج نے کہا۔ خلفائے دیگر کے حق میں کیا کہتے ہو۔ سعیدؓ نے کہا۔ مجھے ان پر وکیل نہیں کیا ہے۔ حجاج نے کہا۔ ان سے کس کو زیادہ دوست رکھتا ہے۔ اس نے کہا۔ ان میں سے جو میرے پروردگار کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ حجاج نے کہا ان میں سے کون زیادہ پروردگار کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ سعیدؓ نے کہا۔ اسکا علم اس کو ہے جو انکا علم ظاہر و باطن جانتا ہے۔ حجاج نے کہا۔ تو نہیں چاہتا۔ کہ مجھ سے سچ سچ بیان کرے۔ سعیدؓ نے کہا۔ میں نہیں چاہتا کہ تجھ سے جھوٹ کہوں۔ پھر اس لعین نے انکے قتل کا حکم دیا۔ یافعی نے کہ علمائے مخالفین سے ہے۔ نقل کیا ہے کہ حجاج بعد شہادت سعیدؓ بن جبیر چالیس روز سے زیادہ زندہ نہ رہا۔ اور ایام مرض میں بیہوش ہوتا تھا اور پھر ہوش میں آکر کہتا تھا۔ مجھ سے سعیدؓ بن جبیر کیا چاہتا ہے۔ اور دوسری روایت میں یہ ہے۔ کہ جس وقت وہ سوتا تھا۔ سعیدؓ کو دیکھتا تھا۔ کہ وہ اس کا دامن پکڑے ہے۔ اور کہتا ہے۔ اے دشمن خدا تو نے مجھے کس واسطے

قتل کیا۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر ابن بکیر سے روایت کی ہے کہ حجاج نے دو آدمیوں کو شیعان امیر المومنینؑ سے گرفتار کیا۔ ایک کو ان میں طلب کرکے کہا کہ تو علیؑ بن ابی طالبؑ سے بیزاری کر۔ اس نے کہا۔ انہوں نے کیا برائی کی ہے۔ جو میں ان سے بیزاری کروں۔ حجاج نے کہا۔ خدا مجھے قتل کرے۔ اگر میں تجھے قتل نہ کروں۔ تو خود کہہ کہ میں تجھے کسطرح قتل کروں۔ تیرے ہاتھ کاٹوں یا پاؤں۔ اسنے کہا۔ جو کچھ تو میرے ساتھ کرے گا اسی طرح روز قیامت میں تیرے ساتھ کرونگا۔ جو کچھ تجھے منظور ہو۔ وہ کر۔ حجاج نے کہا۔ تو زبان دراز ہے۔ گمان نہیں کرتا۔ کہ تو اسکو پہچانتا ہو جس نے تجھ کو خلق کیا ہے۔ بیان کر کہ تیرا پروردگار کون ہے۔ اس نے کہا۔ میرا پروردگار ستمگاروں کی گھات میں ہے۔ اور ان سے انتقام لے گا۔ یہ سن کر اس ملعون نے حکم دیا کہ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ کے سولی پر کھینچیں بعد اسکے دوسرے کو لائے۔ حجاج نے کہا۔ تو کیا کہتا ہے۔ اس نے کہا۔ اپنے رفیق کی رائے پر ہوں جس کو تو نے قتل کیا ہے۔ پس اسکو بھی قتل کرکے سولی پر کھینچا۔

حضرت قنبرؓ کا قتل

شیخ کشیؒ نے بسند معتبر حضرت امام علی نقیؑ سے روایت کی ہے کہ جب قنبرؓ غلام امیر المومنینؑ کو حجاج لعین پاس لائے۔ حجاج نے پوچھا تم علیؑ ابن ابی طالبؑ کی کیا خدمت کیا کرتے تھے۔ قنبرؓ نے کہا۔ میں پانی حضرتؑ کے وضو کے واسطے حاضر کرتا تھا۔ حجاج نے کہا جب وضو سے فارغ ہوتے تھے۔ کیا کہا کرتے تھے۔ قنبر نے کہا۔ اس آیہ کی تلاوت فرماتے تھے۔ فلما نسوا ما ذکروا به فتحنا علیهم ابواب کل شیء حتی اذا فرحوا بما اوتوا اخذناهم بغتة فاذا هم مبلسون فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد لله رب العلمین۔ یعنی جب فراموش کیا اس کو جو انہیں یاد دلایا گیا تھا۔ کھولدیے ہم نے ان پر دروازہ ہائے نعمت فراواں ہر قسم کے یہانتک کہ وہ ان نعمتوں سے فرحناک ہوا۔ جو کچھ کہ ہم نے ان کو عطا کیا تھا۔ اور یکایک لے لیا۔ ہم نے ان کو اسی طرح کہ وہ حیران و ناامید رہ گئے پس قطع کیا گیا۔ اجزا اس گروہ کا جنہوں نے ستم کیا تھا۔ اور حمد مخصوص اسکے لئے ہے۔ جو پروردگار عالم ہے۔ حجاج نے کہا۔ یہ آیہ میرے حق میں تاویل کرتے تھے۔ اور میری پادشاہی کیلئے جانتے تھے۔ قنبرؓ نے کہا۔ ہاں حجاج نے کہا۔ اگر میں حکم تیرے قتل کا کردوں۔ تو اسوقت تو کیا کریگا۔ قنبرؓ نے کہا مجھے سعادت شہادت اور تجھے شقاوت ابدی حاصل ہوگی۔ پس حجاج نے ان کو قتل کیا۔ شیخ مفیدؒ وغیرہ نے روایت کی ہے۔ کہ ایک روز حجاج لعین نے کہا۔ میں چاہتا ہوں کہ ابو ترابؑ کے اصحابؓ سے اگر ایک بھی پاؤں تو اسکے قتل کرنے سے تقرب خدا حاصل کروں اس ملعون نے ملازموں نے کہا۔ کوئی شخص قنبرؓ سے زیادہ بہتر نہیں۔ اس بارہ میں پایا جاتا۔ یہ سن کر فوراً اس شقی نے قنبرؓ کو طلب کیا۔ اور پوچھا۔ تمہیں بندہ امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب ہو۔ قنبر نے کہا۔ میں خدا کا بندہ ہوں۔ اور امیر المومنین علی ابن

ابی طالب میرے ولی نعمت ہیں حجاج نے کہا۔ ان کے دین سے بیزاری کر۔ قنبرؓ نے کہا۔ ان کے دین سے بہتر مجھے کسی کا دین بتلاوے کہ میں انکے دین سے بیزاری کروں۔ حجاج نے کہا۔ میں تجھے ضرور قتل کرونگا جس طرح تجھے اپنا قتل ہونا منظور ہو۔ وہ بیان کر۔ قنبرؓ نے کہا میں نے اس امر کا اختیار تجھ ہی کو دیا۔ حجاج نے پوچھا۔ مجھے کس لئے اختیار دیتے ہو قنبرؓ نے کہا اس واسطے کہ جس طرح تو مجھے قتل کرے گا۔ اسی طرح بروز قیامت تجھے قتل کریں گے۔ جس طرح قتل ہونا تو اپنے لئے بہتر جانے۔ میرے لئے اختیار کر۔ بتحقیق کہ حضرت امیر المومنینؑ صلوات اللہ علیہ وسلامہٗ نے مجھے خبر دی ہے کہ مثل گوسفند میرا سر قلم کریں گے۔ یہ سن کر اس ملعون نے ان کو اسی طرح قتل کیا۔

باب سوئم

بیان تاریخ ولادت و وفات و بعض حالات درج امامت و خلافت مہر سپہر عظمت و جلالت حضرت امام پنجم ابو جعفر محمد بن علی باقر علوم الاولین و الآخرین

فصل اوّل: بیان تاریخ ولادت و اسم و کنیت و لقب آنحضرت

شیخ طبرسیؒ و ابن شہر آشوبؒ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ولادت باسعادت آنحضرتؑ بروز جمعہ یا سہ شنبہ غرہ ماہ مبارک رجب میں واقع ہوئی۔ اور بعضوں نے تیسری ماہ صفر ۵۷ھ مدینہ منورہ میں لکھی ہے اور اسم شریف آنحضرتؑ محمد تھا۔ اور کنیت ابوجعفر اور القاب باقر و شاکر و ہادی ہیں اور مشہور ترین لقب ہے باقر۔ کیونکہ حضرت رسولؐ نے آنحضرتؑ کو اس لقب سے ملقب کیا تھا۔ اس لئے کہ شگافندہ علوم اولین و آخرین تھے اور حضرت رسولؐ نے جابرؓ انصاری سے کہا۔ کہ تو میرے اس فرزند کو پائے گا جس کا لقب باقر ہے اور وہ علم کو لوگوں کے لئے شگافتہ کریگا۔ اور نقش نگیں آنحضرت یہ تھا ظنی باالله الحسن و بالنبی المؤتمن و بالوصی ذالمنن و باالحسینؑ والحسنؑ و بروایت دیگر انگشتری اپنے جد امجد حضرت امام حسینؑ کی اپنے ہاتھ میں رکھتے تھے اور مادر بزرگوار آنحضرتؑ فاطمہؑ دختر حضرت امام حسنؑ تھیں اور ان کو ام عبداللہ بھی کہتے تھے اور وہ حضرتؑ نجیب الطرفین تھے۔ اور نسب شریف آنحضرتؑ کا امام حسنؑ اور امام حسینؑ تک پہنچتا ہے اور اوّل جو علوی دو علویوں سے پیدا ہوئے وہ حضرتؑ تھے۔ حدیث معتبرہ میں حضرت امام صادقؑ سے منقول ہے کہ جب مادران ائمہ معصومین علیہم السلام حاملہ ہوتی ہیں اسی روز انکو سستی مثل غشی کے طاری ہوتی ہے۔ اس وقت ایک سارد کو خواب میں دیکھتی ہیں اور وہ ان کو بشارت دیتا ہے بفرزند دانا و بردبار۔ اور جب بیدار ہوتی ہیں۔ اپنے گوشہ خانہ سے صدا سنتی ہیں۔ اور کہنے والے کو نہیں دیکھتیں۔ وہ کہتا ہے تم حاملہ ہوئیں بہترین اہل زمین سے اور تمہاری بازگشت خیر و سعادت کی طرف ہے اور بشارت ہو تم کو فرزند بردبار اور دانا سے بعد اسکے اپنے میں ثقل و گرانی نہیں پاتیں۔ یہانتک کہ نو مہینے اسکے حمل کے گذرتے ہیں اور اپنے مکان میں عملے ملائکہ سنتی ہیں اور جب شب ولادت ہوتی ہے اپنے گھر میں ایک نور دیکھتی ہیں۔ اور اس نور کو سوائے پدر امام کے اور کوئی نہیں دیکھتا

پس امام مربع بیٹھے ہوئے پیدا ہوتے ہیں اور تین مرتبہ چھینکتے ہیں۔ بعد اسکے حمد خدا بجا لاتے ہیں۔ اور ختنہ کروہ و ناف بریدہ پیدا ہوتے ہیں۔ اور خون و کثافت میں آلودہ نہیں ہوتے اور دندانہائے پیش روئیدہ ہوتے ہیں۔ اور ولادت کی رات اور دن چہرہ اور ہاتھوں سے امام کے ایک نور زرد مانند طلا کے ساطع رہتا ہے۔

فصل دوسری بیان جو کچھ درمیان حضرت و مخالفین بسبب تادیب تہمات

سید ابن طاؤس رضی اللہ عنہ نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی۔ کہ ایک سال ہشام بن عبد الملک حج کو آیا۔ اور اس سال میں اپنے پدر بزرگوار کے ہمراہ حج کو گیا تھا۔ ایک روز میں نے مکہ میں مجمع عام میں کہا۔ میں حمد کرتا ہوں اس خدا کی جس نے محمد مصطفیٰ کو براستی اپنا رسول کیا۔ اور ہم کو بسبب آنحضرت گرامی رکھا۔ ہم برگزیدگان خدا خلق پر ہیں اور پسندیدگان خدا اسکے بندوں پر ہیں۔ اور خلیفہائے خدا زمین پر ہیں۔ وہ سعادت مند ہے۔ جو ہماری متابعت کرے اور جو ہم سے مخالفت یا دشمنی کرے وہ شقی و بدبخت ہے۔ برادر ہشام نے یہ خبر اسکو پہنچائی۔ مگر اس نے اس امر میں مصلحت نہ دیکھی کہ ہمارے حال کا مکہ میں متعرض ہو۔ جب وہ دمشق میں پہنچا۔ اور ہم نے مدینہ کی طرف معاودت کی۔ ہشام نے عامل مدینہ سے کہلا بھیجا۔ کہ ہم کو اور ہمارے پدر بزرگوار کو دمشق میں بھیج دے۔ جب ہم دمشق میں پہنچے تین روز ہم کو طلب نہ کیا۔ اور روز چہارم کو اپنی مجلس میں بلایا۔ جب ہم اسکی مجلس میں گئے۔ وہ ملعون تخت شاہی پر بیٹھا تھا۔ اور اپنے لشکر کو مسلح و مکمل یمین و یسار ایستادہ کیا تھا۔ اور ایک تودہ تیراندازی کے لئے بنایا تھا۔ اور رؤسائے سلطنت اسکے سامنے شرطیہ تیر لگاتے تھے۔ جب ہم اس کے مکان میں داخل ہوئے۔ میرے پدر بزرگوار آگے تھے اور میں ان کے عقب میں تھا جب اس لعین کے نزدیک پہنچے۔ میرے پدر سے کہا ان لوگوں کے ہمراہ تم بھی تیراندازی کرو۔ میرے پدر بزرگوار نے کہا۔ میں ضعیف ہوں۔ اب مجھ سے تیراندازی نہیں ہو سکتی۔ اگر مجھے اس سے معاف رکھو تو بہتر ہے۔ اس ملعون نے قسم کھائی اور کہا۔ بحق اس خدا کے جس نے مجھے اپنے اور اپنے پیغمبر کے دین سے ممتاز کیا ہے۔ تم کو معاف نہ کروں گا۔ بعد اسکے ایک مشائخ بنی امیہ کی طرف اشارہ کیا۔ کہ اپنا تیر و کمان ان کو دے دے۔ اسوقت میرے پدر نے اسی مرد سے تیر کمان لیکر ایک تیر چلہ کمان میں رکھا۔ اور بقوت امامت نشانہ پر لگایا۔ وہ تیر وسط نشانہ پر لگا۔ اور دوسرا تیر پہلے تیر کے پیکان پر مارا۔ الغرض نو تیر اسی طرح لگائے۔ کہ تیر پہلے تیر کی پیکان پر پڑا۔ اور اسکو دو ٹکڑے کیا۔ اور جو تیر حضرت لگاتے تھے۔ گویا ہشام کے جگر پر پڑتا تھا۔ اور اس کا رنگ قوم متغیر ہو گیا تھا۔ یہاں تک کہ نویں تیر میں بیتاب ہو کے کہنے لگا ہے ابو جعفر تم نے کیا خوب تیر نشانہ پر لگایا ہے۔ اس فن میں تم ماہر عرب و عجم ہو۔ یہ کیوں کہتے تھے۔ میں بوجہ ضعف اب

قادر نہیں۔ بعد اسکے وہ ملعون پشیمان ہُوا۔ اور قتل حضرتؑ کا ارادہ کیا۔ ایک عرصہ تک سر جھکائے رہا۔ اور تدبیر قتل
میں متفکر تھا۔ ہم سامنے کھڑے رہے جب ہمارے قیام کو طول ہُوا۔ ہمارے پدر نامدار پر سخت غصہ طاری ہُوا
اور آنحضرت کا معمول تھا کہ جب زیادہ خشمناک ہوتے تھے اسوقت آسمان کی جانب دیکھتے تھے اور آثار غضب
جبین نورانی سے ظاہر ہوتے تھے۔ اسوقت ہشام لعین یہ حالت مشاہدہ کر کے خوفناک ہُوا۔ اور میرے پدر کو
بالائے تخت طلب کیا۔ اور میں عقب حضرت تھا جب نزدیک پہونچے! ہشام اُٹھ کے بغل گیر ہُوا۔ اور اپنی
داہنی طرف بٹھایا۔ بعد اسکے مجھ سے معانقہ کیا۔ اور مجھے بھی داہنی جانب میرے پدر بزرگوار کے جگہ دی اور
کہنے لگا۔ زیبا ہے کہ قبیلۂ قریش ہمیشہ عرب و عجم پر فخر کریں۔ کہ آپ ایسا بزرگ۔ ان میں موجود ہے مجھے آپ
آگاہ کریں کہ یہ تیر اندازی آپ کو کس نے تعلیم کی۔ اور کتنے عرصہ میں آپنے اس کو سیکھا حضرت نے جواب دیا تو
جانتا ہے یہ صفت اہل مدینہ میں شائع ہے۔ اور میں نے بچپن میں چند روز یہ شغل کیا تھا جب سے آج تک
اتفاق نہیں ہُوا۔ اسوقت جو تو نے اصرار کیا اور قسم دلائی۔ تو آج کمان کو اپنے ہاتھ میں میں نے لیا۔ ہشام کہنے لگا ایسا
کماندار آج تک میں نے نہیں دیکھا آیا یہ صاحبزادہ بھی اس فن میں مثل آپکے ہے حضرت نے فرمایا ہم اہلبیت
رسالتؐ ہیں علم و کمال اور اتمام دین جس کا خداوند عالم نے آیۂ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام
دنیا میں کہا ہے ہم اہلبیت کو عطا فرمایا ہے۔ ایک دوسرے سے میراث پاتے ہیں۔ اور ہر گز زمین ہم سے خالی نہیں
رہتی۔ کہ ایک کامل ہم میں سے نہ ہوں۔ اس امر میں جس میں سب قاصر رہیں جب یہ کلام اس ملعون نے آنحضرتؑ
سے سُنا رنگ اسکا سُرخ ہو گیا۔ اور نہایت غضبناک ہُوا۔ اور داہنی آنکھ اسکی کج ہو گئی۔ اور یہ علامت اس کے غضب
کی تھی۔ ایک ساعت سر جھکائے چپ رہا۔ پھر سر اُٹھا کر کہنے لگا۔ آیا ہمارا اور آپ کا نسب کہ ہم سب فرزندان
عبد مناف سے ہیں ایک نہیں ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ ایسا ہی ہے مگر حق سبحانہ تعالیٰ نے ہم کو اپنے مکنون اسرار
سے مطلع اور حاملین علم سے مخصوص کیا ہے۔ اور یہ مرتبہ دوسرے کو نہیں دیا گیا۔ وہ ملعون کہنے لگا آیا ایسا نہیں ہے
آیا خدا نے محمد صلعم کو شجرۂ عبد مناف سے تمامی خلق کی جانب سفید و سیاہ و سرخ کی طرف مبعوث فرمایا ہو پس یہ
میراث مخصوص آپ کیلئے کہاں سے ہو گئی۔ حالانکہ رسول سب خلق پر مبعوث ہوئے۔ اور خدا نے قرآن میں فرمایا
ہے۔ وللہ میراث السموٰت والارض پھر کس سبب سے میراث علم آپ کے لئے مخصوص ہوئی۔ باوجودیکہ بعد محمد کے
کوئی پیغمبر نہیں اور تم پیغمبروں سے نہیں ہو حضرت نے فرمایا خدا نے ہم کو اس جگہ مخصوص کیا ہے جس جگہ اپنے
رسول پر وحی نازل کیا۔ اور فرمایا۔ لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ اور اپنے پیغمبر کو حکم دیا۔ کہ مخصوص گردانیں ہم
کو اپنے علم سے اور اسی سبب سے پیغمبر نے بھائی اپنے علی ابن ابی طالب کو اپنے چند اسرار سے مخصوص کیا کہ تمامی اصحاب سے
وہ اسرار پوشیدہ رکھے اور جب آیۃ نازل ہُوا کہ وتعیہا اذن واعیہ یعنی یاد رکھتے ہیں اسے گوشہائے ضبط کنندہ فرمائند اسوقت حضرتؐ

رسولؐ نے فرمایا۔ کہ اے علیؑ میں خدا سے سوال کرتا ہوں کہ ان اسرار کا گوش سنوا خدا تم کو کرے۔ اور اسی سبب سے علی ابن ابی طالبؑ فرماتے تھے کہ حضرت رسولؐ نے ہزار باب مجھے علم کے سکھائے کہ اس کے ہر باب سے ہزار باب اور کھلتے ہیں۔ پس جس طرح تم لوگ اپنے خاص بندوں سے کہتے ہو۔ اور غیروں سے چھپاتے ہو اسی طرح پیغمبر نے اپنے بھیدوں کو علی ابن ابی طالبؑ سے کہا اور غیروں کو اس کا لائق نہ جانا۔ اسی طرح علی ابن ابی طالبؑ نے بھی اپنے اہل بیت سے خاص کسی کو اپنا محرم راز قرار دیا۔ اور اسی سلسلہ سے وہ علوم و اسرار ہم کو میراث میں پہنچے ہشام نے کہا علی تو مدعی اسکے تھے کہ میں علم غیب جانتا ہوں۔ حالانکہ خدا نے علم غیب میں کسی کو اپنا شریک اور مطلع نہیں کیا۔ پھر یہ کیسا دعویٰ کرتے تھے۔ حضرت نے جواب دیا۔ خداوند عالم نے اپنے حبیبؐ پر قرآن نازل کیا۔ اور جو کچھ گذر چکا ہے اور تا روز قیامت گذرے گا۔ اس میں درج ہے چنانچہ فرماتا ہے۔ ونزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شیئٍ وھدًی وموعظۃ للمتقین اور پھر فرماتا ہے وکل شیئٍ احصینٰہ فی امام مبین اور فرماتا ہے ما فرطنا فی الکتاب من شیئٍ اور خداوند عالم نے اپنے رسول کو وحی کی کہ جس غیب اور راز پر تمہیں کو مطلع کیا۔ اس پر تم علیؑ کو ضرور مطلع کرو۔ اور رسول نے علی کو حکم دیا۔ کہ بعد انکے قرآن کو جمع کریں اور متکفل غسل و کفن و حنوط آنحضرتؐ ہوں۔ اور غیروں کو نہ آنے دیں اور اپنے اصحاب سے فرمایا۔ کہ حرام ہے تم پر اور میرے ازواج پر کہ نظر کریں میری شرمگاہ کی طرف۔ بجز میرے بھائی علیؑ کے کہ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ اور جو کچھ میرے پاس ہے، وہ اسی کا مال ہے۔ اور اس پر لازم ہے۔ کہ جو کچھ مجھ پر ہے وہ میرے قرض کا ادا کرنے والا۔ اور میرے وعدوں کا وفا کرنے والا ہے۔ پھر اپنے اصحاب سے فرمایا۔ کہ علیؑ بعد میرے کافروں سے تنزیل قرآن پر مقاتلہ کریگا۔ اور کسی صحابی کو بجز علی کے قرآن کے تاویل حاصل نہ تھی اور اس سبب سے پیغمبر نے فرمایا۔ کہ۔ دانا ترین مردم علم قضا میں علی ہے۔ یعنی چاہیئے کہ وہ قاضی تم سب کا ہو۔ اور عمر ابن الخطاب نے چند بار کہا۔ کہ اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔ اور عمر نے گواہی علم آنحضرتؐ کی دی۔ اور کچھ لوگ منکر ہیں یہ سن کر ہشام بدانجام دیر تک سر جھکائے رہا۔ اور بعد ایک عرصہ کے کہنے لگا جو آپ کی حاجت ہو بیان کیجئے حضرت نے فرمایا۔ میرے اہل و عیال یہاں آنے سے نہایت متوحش اور خوفناک ہیں۔ چاہتا ہوں مجھے گھر جانے کی رخصت ملے۔ ہشام نے کہا آج ہی آپ تشریف لے جائیں یہ سن کر حضرت نے اس سے معانقہ کیا۔ اور ہم اس سے رخصت ہوئے۔

سوال وجواب درمیان امام محمدؑ باقر اور عالم راہب جب ہم ہشام کے مکان سے باہر آئے رخصت ہو کے تو ایک میدان جو سامنے ہشام کے مکان کے تھا انبوہ کثیر سے بھرا دیکھا حضرت نے پوچھا۔ یہ کون لوگ ہیں ہشام کے دربان نے کہا یہ سب قسیس اور راہب و علمائے نصاریٰ ہیں اور اس پہاڑ پر ان کا ایک بڑا عالم رہتا ہے کہ ہر سال یہ سب ان کے پاس حاضر ہو کے اپنے مسائل کو دریافت کرتے ہیں۔ اور یہ دن انکے اجتماع

کا ہے پس حضرت اس گروہ میں تشریف لے گئے اور میں بھی ہمراہ رہا حضرت نے اپنا سر مبارک ایک چادر سے لپیٹ لیا اسلئے کہ وہ لوگ نہ پہچانیں اور اس جماعت کے ہمراہ بالائے کوہ تشریف لیگئے اور درمیان نصاریٰ بیٹھے۔ اس جماعت ترسانے ایک مسند عالم کے لئے بچھائی اور وہ آ کے بیٹھا۔ وہ عالم بہت سن رسیدہ اور ایسا معمر تھا۔ کہ حواریین عیسیٰ کے کسی اصحاب کی صحبت سے مستفیض ہو چکا تھا۔ اور بوجہ پیرانہ سالی پلکیں اس کی آنکھوں کے اوپر آ گئیں تھیں جب ایک پارچہ حریر سے اٹھا کے پلکیں اوپر باندھ لیتا تھا۔ اس وقت آنکھیں اسکی مثل دیدہ افعی حرکت میں آتی تھیں۔ اور حاضرین کی طرف نگاہ کرتا تھا جب یہ خبر ہشام کو پہنچی کہ حضرتؑ دیر نصاریٰ میں تشریف لے گئے ہیں۔ ایک اپنے خواص کو تفتیش حال کیلئے بھیجا۔ کہ جو کچھ درمیان حضرتؑ اور عالم نصاریٰ بات چیت گذرے۔ اس سے مطلع کرے۔ جب اس عالم نے حضرتؑ کو دیکھا۔ پوچھا آپ ہم سے ہیں یا امت مرحومہ سے۔ حضرتؑ نے فرمایا میں امت مرحومہ سے ہوں۔ اس راہب نے پوچھا آپ ان کے علما میں سے ہیں۔ یا جہال سے۔ حضرتؑ نے فرمایا جہال سے نہیں ہوں۔ یہ سن کر وہ راہب بہت مضطرب ہوا اور کہنے لگا آپ مجھ سے سوال کریں گے یا میں آپ سے کچھ پوچھوں۔ حضرت نے فرمایا تو سوال کر۔ راہب نے کہا۔ اے گروہ نصاریٰ تعجب ہے کہ کوئی شخص امت محمد سے مجھ سے یوں کہے کہ تو سوال کر۔ سزاوار ہے کہ چند سوال اس شخص سے پوچھوں پھر اس راہب نے کہا اے بندہ خدا وہ ساعت کون ہے جس کا نہ شب میں نہ دن میں شمار ہے۔ حضرت نے جواب دیا۔ طلوع صبح سے طلوع آفتاب تک۔ راہب نے پوچھا۔ یہ ساعت کون ہے حضرتؑ نے فرمایا۔ یہ ساعت ساعات بہشت سے ہے۔ اسوقت بیماریوں کو آفاقہ اور درد و مرض میں سکون ہوتا ہے اور تمام شب جاگا ہوا اس وقت سو جاتا ہے اور حق تعالیٰ نے اس ساعت کو دنیا میں طالبان حق کیلئے باعث رغبت قرار دیا ہے اور عمل کنندگان آخرت کے لئے ایک دلیل واضح بنایا ہے اور متکبرین و منکرین آخرت کیلئے حجت گردانا ہے اس عالم نے کہا۔ آپ نے سچ فرمایا۔ اب یہ ارشاد کیجئے۔ کہ آپ لوگ دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ اہل بہشت کھاتے پیتے ہیں۔ اور ان سے بول و براز جدا نہیں ہوتا۔ آیا دنیا میں اس کی نظیر ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ ہاں بچہ ماں کے پیٹ میں کھاتا پیتا ہے۔ جو کچھ اسکی ماں کھاتی پیتی ہے۔ مگر اس بچہ کے لئے بول و براز نہیں۔ یہ سن کر وہ عالم کہنے لگا ابھی آپ نے کہا میں علمائے امت مرحومہ سے نہیں حضرتؑ نے فرمایا۔ میں نے کہا تھا جہال سے نہیں ہوں۔ راہب نے کہا۔ اس دعویٰ سے آگاہ کیجئے جو آپ لوگ کرتے ہیں کہ میوہ ہائے بہشت جس قدر تناول کئے جائیں کم نہیں ہوتے بلکہ اپنی حالت اول پر باقی رہتے ہیں۔ آیا اسکی نظیر دنیا میں ہے۔ حضرت نے جواب دیا ہاں۔ اسکی نظیر دنیا میں چراغ ہے۔ اگر ایک لاکھ چراغ ایک چراغ سے جلائے جائیں۔ اس چراغ کا نور کم نہ ہوگا۔ اور وہ اسی طرح باقی رہے گا۔ پھر راہب نے کہا آپ سے ایک مسئلہ پوچھتا ہوں۔ جس کا جواب آپ سے نہ ہو سکے گا۔ حضرت نے فرمایا

سوال کر۔ راہب نے کہا۔ مطلع کیجئے حال سے اس شخص کے کہ وہ اپنی زوجہ سے ہم بستر ہوا۔ اور اس کی زوجہ
دو فرزندوں سے حاملہ ہوئی اور دونوں ایک ساعت متولد ہوئے۔ اور ایک ہی وقت دونوں نے انتقال کیا
لیکن وقت وفات ایک کی عمر پچاس سال اور دوسرا ڈیڑھ سو برس زندگانی کر چکا تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ وہ دو فرزند
ایک کا نام عزیر دوسرے کا نام عزیز کہ ان دونوں کی ماں ایک وقت حاملہ ہوئی اور ایک ہی ساعت متولد ہوئے
اور تیس سال دونوں نے باہم زندگانی کی۔ پھر حق تعالیٰ نے عزیز کو مار ڈالا۔ بعد سو برس کے ان کو زندہ کیا۔ اس وقت
بیس برس باہم دیگر دونوں زندہ رہے۔ ایک ہی ساعت دونوں پھر فوت ہوگئے۔ یہ سن کر وہ راہب اٹھ کھڑا
ہوا۔ اور گروہ نصاریٰ سے کہنے لگا۔ تم لوگ مجھ سے زیادہ تر عالم اور دانا تر اسی لئے لائے ہو کہ مجھے رسوا کرو۔
قسم ہے خدا کی جب تک یہ شخص شام میں ہے۔ میں ہرگز تم سے کلام نہ کروں گا۔ جو چاہو اس شخص سے سوال کرو
بروایت دیگر جب رات ہوئی۔ وہ عالم حضرت پاس آیا۔ اور معجزات مشاہدہ کرکے مشرف باسلام ہوا۔ جب یہ خبر
ہشام کو پہنچی۔ اور اسے دریافت ہوا کہ خبر مباحثہ امام محمد باقرؑ راہب سے تمام شام میں مشتہر ہوئی۔ اور اہل شام پر علم و کمال
آنحضرتؑ ظاہر ہوا۔ جناب امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں۔ اس وقت ہشام نے خلعت حضرت کے لئے بھیجا اور بہت
جلد ہم کو مدینہ کی طرف روانہ کر دیا۔ بروایت دیگر آنحضرتؑ کو قید کیا۔ جب یہ خبر اس ملعون کو پہنچی کہ تمامی اہل زندان حضرتؑ
کے مرید و معتقد ہوگئے ہیں۔ اس وقت فوراً حضرتؑ کو مدینہ روانہ کیا۔ اور ہمارے آگے ایک قاصد دوڑایا کہ اثنائے
راہ سب شہروں میں منادی کرے کہ دو جادوگر فرزندان ابو ترابؑ سے ایک محمد بن علیؑ اور دوسرے جعفر بن محمدؑ
جن کو ہم نے شام میں طلب کیا تھا۔ انہوں نے مذہب انصاریٰ کی طرف رجوع کی اور ان کا مذہب اختیار کیا
پس جو شخص ان کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کرے یا ان پر اسلام کرے یا ان سے مصافحہ کرے۔ خون اس کا مباح ہے
جب وہ قاصد شہر مدائن میں پہنچا۔ اور بعد اسکے ہم اس شہر تک پہنچے۔ تو ہم نے دیکھا۔ کہ تمام اہل شہر نے ہم سے
احتراز کیا اور ہم کو دشنام دیں اور جناب امیرؑ کو ناسزا کہا۔ ہر چند ہمارے ملازموں نے حقیقت حال کو بمبالغہ بیان کیا
مگر کسی دکاندار نے کھانے تک نہ دیا۔ جب ہم نزدیک دروازہ مدائن پہنچے۔ حضرتؑ نے ان سے بمدارت کلام کرکے
فرمایا۔ خدا سے ڈرو۔ جو کچھ تم سے کہا گیا۔ سب بے اصل ہے۔ ہم ایسے نہیں ہیں اور اگر ایسا ہی سمجھتے ہو۔ تو جس
حالت میں تم یہود و نصاریٰ سے معاملہ کرتے ہو۔ پھر ہم سے کیوں انکار کرتے ہو۔ ان بدبختوں نے جواب دیا تم یہود
و نصاریٰ سے بھی بدتر ہو۔ اسلئے کہ وہ جزیہ دیتے ہیں اور تم نہیں دیتے۔ بعد انکے ہر چند حضرتؑ نے نصیحت
کی۔ فائدہ نہ بخشا۔ اور کہنے لگے ہم دروازہ نہ کھولیں گے۔ جب تک تم اور تمہارے جانور ہلاک نہ ہو جائیں جب
حضرت نے مبالغہ و اصرار ان اشرار کا مشاہدہ کیا۔ پیادہ ہو کے فرمایا۔ اے جعفر تم اس جگہ کھڑے رہو۔ اور ایک
پہاڑ اس قرب میں تھا۔ کہ شہر مدائن اس پر سے بخوبی دکھائی دیتا تھا۔ حضرتؑ اس پہاڑ پر تشریف لے گئے

اور اہل شہر کی طرف رخ کیا ۔ اور گوشہائے مبارک پر انگشت رکھ کے چند آیات جو قصۂ شعیب میں بعثت شعیب پر اہل مدائن کی طرف مشتمل ہیں اور اہل مدین کا بوجہ نافرمانی شعیب معذب ہونا حضرت نے اس مقام تک جہاں حق سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے۔ بقیۃ اللہ خیر لکم ان کنتم مؤمنین تلاوت فرمائی۔ بعد اذاں ارشاد کیا۔ قسم بخدا بقیۃ اللہ زمین پر ہم ہیں بمجرد تلاوت آنحضرتؑ ایک سیاہ آندھی ایسی چلی جس نے چھوٹے بڑے زن مرد کے کان تک یہ صدا پہنچادی۔ کہ سب پر وحشت عظیم طاری ہوئی۔ اور سب اپنی اپنی جگہ پر چڑھ کے حضرت کی طرف دیکھنے لگے۔ بعد اسکے ایک مرد پیر نے ان میں سے حضرت کو اس حال میں مشاہدہ کرکے بصدائے بلند درمیان شہر صدا دی کہ اے اہل مدین خدا سے ڈرو۔ یہ بزرگ اس جگہ کھڑا ہے جہاں حضرت شعیبؑ اپنی قوم کے واسطے کھڑے ہوئے تھے قسم بخدا اگر تم لوگ دروازہ نہ کھولوگے مانند اس عذاب کے جو قوم شعیب پر نازل ہوا تم پر بھی نازل ہوگا۔ یہ سن کر یہ ڈرے اور دروازہ کھول دیا۔ اور ہم کو اپنے مکانوں میں جگہ دی۔ اور کھانا کھلایا۔ دوسرے روز ہم نے وہاں سے کوچ کیا۔ پھر حاکم مدائن نے یہ قصہ ہشام کو لکھا۔ اس ملعون نے جواب میں لکھا۔ کہ اس مرد پیر کو قتل کرو۔ بروایت دیگر اس مرد پیر کو طلب کیا۔ ہنوز وہ ہشام تک نہ پہنچا تھا کہ انتقال کیا۔ پھر ہشام نے حاکم مدائن کو لکھا کہ حضرتؑ کو زہر دلوادے۔ اور قبل اسکے یہ ارادہ ظہور میں آئے۔ ہشام لعین جہنم واصل ہوا۔ کلینیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے زرارہ سے کہ ایک روز میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا کہ فرمایا میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک بلند پہاڑ پر کھڑا ہوں لوگ ہر طرف سے پہاڑ پر میرے پاس آتے ہیں جب لوگ بکثرت جمع ہوئے یکایک وہ پہاڑ بلند ہوا۔ اور ہر طرف سے لوگ گرنے لگے۔ یہاں تک کہ ایک جماعت قلیل باقی رہی۔ اور پانچ مرتبہ ایسا ہی ہوا گویا اس خواب کی تعبیر آنحضرت نے اپنی وفات سے فرمائی۔ بعد اس خواب کے پانچ روز گذرنے کے حضرت برحمت الٰہی ملحق ہوئے۔ قطب راوندیؒ نے بسند معتبر جناب صادقؑ سے

گفتگو درمیان زید حضرت امام محمد باقرؑ

روایت کی ہے کہ زید بن حسنؑ نے میرے پدر بزرگوار سے اوقات حضرت رسولؐ نے مخاصمہ کیا۔ زید کہتے ہیں۔ حضرت حسنؑ چونکہ اولاد اکبر ہیں۔ اس لئے ان کا فرزند اولیٰ تر فرزند حسینؑ سے ہے ایک روز زید میرے چچا کو قاضی کے پاس لے گئے۔ اثنائے خصومت میرے چچا کو کہا۔ اے فرزند کنیز سندی میرے چچا نے کہا۔ ایسی خصومت پر لطف ہو جس میں اسم مادران لیا جائے۔ اب جب تک زندہ ہوں تم سے کلام نہ کروں گا۔ یہ کہہ کے میرے پدر بزرگوار پاس آئے۔ اور کہا انہوں نے میں نے قسم کھائی ہے کہ زید سے بات نہ کروں۔ آپ ہی پر مجھے اعتماد ہے اور اگر آپ اس کے معترض نہ ہوجئے گا میرا حق ضائع ہوگا جب زید نے سُنا۔ کہ حضرت مجھ سے متعرض ہونگے خوش ہوا۔ اور یہ جانا کہ میں ان کو لوگوں کی نگاہوں میں بے قدر کردوں گا۔ پس زید میرے پدر بزرگوار امام محمد باقرؑ پاس آیا۔ اور کہا آیئے قاضی پاس چلیں جب حضرت گھر سے باہر تشریف لائے۔ اس کو نصیحت کی۔ اور کہا اس دعویٰ ناحق سے باز رہو اور دوستان خدا

سے مخاصمہ نہ کر۔ اگر تو چاہے معجزہ دکھادوں اس وقت بھانتا کہ حق ہماری طرف ہے۔ واضح ہو کہ تیرے ہاتھ میں
چھری ہے اور تو مجھ سے چھپاتا ہے۔ پھر فرمایا۔ اے چھری بقدرت خدا کلام کر اور میری گواہی دے ناگاہ
چھری اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ اور بزبان فصیح کہا اے زید تو ستمگار ہے اور امام محمد باقرؑ ذیحق ہیں اور تجھ سے
زیادہ سزا وار ہیں۔ اگر ان سے دستبردار نہ ہوگا۔ میں تجھے ہلاک کروں گی۔ زید اس حال کے مشاہدہ سے بیہوش ہوگئے
اور گر گئے۔ پھر میرے پدر عالی مقدار نے اس کا ہاتھ پکڑ کے اٹھایا۔ اور فرمایا۔ یہ پتھر جس پر زید کھڑا تھا اس
در بر ہلا۔ قریب تھا۔ کہ شگافتہ ہو جائے اور جس حصہ پر میرے پدر نامدار کھڑے تھے اسے حرکت بھی نہ ہوئی۔ اور وہ پتھر
کہنے لگا اے زید تو ستم کرتا ہے امام محمد باقر علیہ السلام تجھ سے زیادہ ذیحق ہیں۔ ان سے دستبردار نہ ہو ورنہ تجھے قتل
کرونگا۔ پھر زید بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ میرے پدر بزرگوار نے اس کا ہاتھ پکڑ کے اٹھایا۔ اور فرمایا۔ یہ درخت جو
قریب ہے گواہی دے تو باور کرے گا۔ زید نے کہا۔ ہاں۔ پس حضرت نے درخت کو بلایا اور وہ درخت بقدرت
خدا متحرک ہوا اور زمین شگافتہ کرکے قریب آیا۔ یہانتک کہ اپنی شاخوں سے ان پر سایہ کیا اور قدرت خدا سے گویا
ہو کے کہا۔ اے زید تو ستمگار ہے۔ اور امام محمد باقرؑ تجھ سے زیادہ تر ذیحق ہیں۔ ان باتوں سے ہاتھ اٹھا ورنہ
ہلاک کر ڈالوں گا۔ پھر زید بیہوش ہو کے زمین پر گر پڑا۔ حضرتؑ نے زمین سے اُسے اٹھایا۔ اور درخت اپنی جگہ
پر واپس گیا یہ دیکھ کر زید نے قسم کھائی کہ امام محمد باقرؑ سے منازعت و مخاصمت نہ کرونگا اسکے بعد حضرتؑ واپس
تشریف لائے اور زید اسی دن متوجہ شام ہو کے عبدالملک بن مروان پاس گیا جب اسکی مجلس میں داخل ہوا
کہا۔ اسوقت میں ایک ایسے جھوٹے جادوگر کے پاس سے آیا ہوں۔ کہ اس کا زندہ چھوڑنا تم پر حلال نہیں۔ بعد ازاں
جو کچھ معجزات حضرت سے مشاہدہ کئے تھے بیان کئے۔ یہ سن کر عبدالملک نے عامل مدینہ کو لکھا کہ امام محمدؑ
کو قید کر کے میرے پاس بھیج دے اور زید سے کہا۔ اگر میں انکے قتل کا حکم دوں تو بجا لاؤ گے۔ زید نے کہا
ہاں جب یہ حکم عامل مدینہ پاس پہنچا۔ اس نے جواب میں لکھا جو کچھ میں لکھتا ہوں از روئے مخالفت و نافرمانی نہ
بلکہ محض نصیحت و خیر خواہی سے ہے۔ اور جن کی ذلت و خواری کا حکم آپ نے دیا اور طلب کیا ہے۔ وہ ایسے بزرگ
ہیں کہ روئے زمین پر کوئی شخص عفت نفس اور زاہد و ورع و عبادت میں ان کا مقابلہ نہیں ہوسکتا جب وہ محراب
عبادت میں کھڑے ہوتے ہیں بسد ابتلاوت قرأت بلند کرتے ہیں۔ اسوقت وحشیان و مرغان ہوا ان کی آواز
سننے آتے ہیں۔ ان کی تلاوت مثل تلاوت داؤدؑ ہے۔ جب وہ زبور پڑھتے تھے وہ جناب داناترین مردم اور بہت
ہی نرم دل اور تضرع و زاری عبادت میں سعی کنندہ مردم ہیں۔ دولت خلیفہ کے لئے میں مناسب نہیں جانتا کہ ایسے
بزرگ سے متعرض ہو کے ایذا رسانی کی جائے۔ اسلئے کہ بر دولت خلیفہ پر مجھے خوف ہے کہ مبادا کوئی گزند پہنچے
کیونکہ سبحانہ و تعالیٰ بندوں پر اپنی نعمت کو متغیر نہیں کرتا جب تک وہ خود اپنے حالات کو اس کی شکر نعمت میں تغیر
کریں جب یہ خط عبدالملک پاس پہنچا اسے مضمون نامہ پسند آیا اور عامل سے خوش ہوا۔ کہ اسے اس امر قبیح پر سعا

کہ بلکہ اس نے جانا۔ کہ درحقیقت میری خیر خواہی کی ہے۔ جب اسکے خط کا مضمون زید کو سنایا۔ زید نے کہا۔ عامل کو اس نے روپیہ دیکر راضی کر لیا ہے۔ عبدالملک نے کہا۔ کوئی بہانہ تمہارے ذہن میں آسکتا ہے کہ اس بہانے انتقام لوں۔ زید نے کہا ہاں ان کے پاس شمشیر رسولؐ اور جمیع اسلحہ وزرہ وانگشتری وعبا اور تبرکات آنحضرتؐ ہیں کسی کو بھیج کے یہ چیزیں ان سے طلب کیجئے اگر وہ نہ بھیجیں اس وقت انکے قتل کی راہ مل سکتی ہے اور طعن مردم سے معذور رہنا بھی اس صورت میں ممکن ہے۔ پس عبدالملک نے پھر عامل مدینہ کو لکھا۔ کہ ایک لاکھ درہم امام محمد باقر علیہ السلام کو بھیج کے اسلحہ وزرہ رسول ان سے طلب کرو۔ عامل مدینہ میرے پدر پاس آیا۔ اور نامہ عبدالملک پڑھ کے سنایا حضرتؑ نے فرمایا چند روز کی مجھے مہلت دو۔ عامل نے کہا۔ بہت اچھا۔ پس میرے پدر نے اشیاء مطلوبہ عبدالملک اور علاوہ ان کے اشیاء دیگر مہیا فرما کے عامل مدینہ پاس بھیج دیں عامل نے عبدالملک پاس روانہ کیا۔ عبدالملک نے جب اشیاء مرسلہ عامل دیکھیں۔ بہت خوش ہوا۔ اور زید کو بلا کے دکھایا۔ زید نے کہا۔ انہوں نے تم کو دھوکا دیا ان میں سے ایک بھی اسلحہ رسولؐ سے نہیں۔ پھر عبدالملک نے میرے پدر بزرگوار کے پاس لکھا۔ کہ میرا مال آپ نے لے لیا۔ اور جو کچھ میں نے طلب کیا تھا۔ وہ نہ بھیجا۔ حضرت نے جواب لکھا جو کچھ میرے پاس تھا۔ تمہارے لئے بھیجا۔ یقین کرو۔ پس بظاہر عبدالملک نے حضرت کی تصدیق کر کے اہل شام کو بلایا اور بعض وہ اشیاء ان کو دکھا کے کہا۔ یہ سب امتعۂ رسول ہیں اور میرے لئے بھیجی ہیں اور بحسب ظاہر زید کو قید۔ کیا اور کہا۔ اگر ایسا نہ ہوتا۔ کہ میں نہیں چاہتا ہوں کسی فرزندان فاطمہؑ کے خون میں مبتلا ہوں۔ بتحقیق کہ تم کو قتل کرتا۔ اور ایک نامہ حضرتؑ کی خدمت میں بھیجا۔ کہ آپکے پسر عم کو آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں کہ آپ ان کو ادب دیں۔ اور وہ آپکی خدمت میں ہے۔ اور ایک گھوڑے کا زین حضرت کو ہدیہ بھیجا۔ کہ اسے گھوڑے پر باندھ کے سوار ہوا کریں جب زید کو میرے پدر عالی مقدار کی خدمت میں لائے۔ حضرتؑ نے بنور امامت جانا یہ سب مکروہ حیلہ ہے اور اس ملعون نے زید کو اسلئے بھیجا ہے۔ کہ مجھے شہید کرے۔ پس حضرتؑ نے زید سے کہا تجھ پر وائے ہو۔ تو نے ارادہ کیا ہے وہ کس قدر عظیم ہے۔ اور یہ کیا امر شنیع ہے جو تیرے ہاتھوں سے ہوگا۔ تیرے گمان میں یہ ہے میں اس سے واقف نہیں ہوں جس کا تیرا ارادہ ہے البتہ میں جانتا ہوں کہ اس زین کو کس درخت کی لکڑی سے بنایا ہے اور اس میں کیا چیز پنہاں ہے۔ لیکن یوں ہی مقدر ہوا ہے کہ اسی طرح میری شہادت ہو۔ پس بحکم عبدالملک لعین اس زین کو

بیان وفات حضرت امام محمد باقر علیہ السلام

گھوڑے پر باندھا اور حضرت سوار ہوتے اس زین کے اندر زہر رکھا تھا۔ اس زہر نے جسم مبارک میں نفوذ کیا جب حضرتؑ واپس تشریف لائے جسم مبارک پر ورم آگیا تھا۔ جب آثار موت حضرتؑ نے مشاہدہ فرمائے حکم دیا کہ کفن لائے حضرت حاضر کریں جامہ ہائے

سفید تھے۔ جن میں حضرتؑ نے احرام حج باندھا تھا۔ فرمایا۔ ان کو میرے کفن میں قرار دینا۔ بعد اسکے حضرتؑ کو
تین روز درد والم رہا۔ اور تیسرے روز جمیع شہدائے اہل بیت رسالتؐ سے ملحق ہوگئے جناب صادقؑ نے فرمایا
وہ زین اب تک ہمارے پاس لٹکا ہے جس وقت اس پر ہماری نظر پڑتی ہے۔ شہادت آنحضرتؑ یاد آتی
ہے۔ اور وہ زین اسی طرح لٹکا رہے گا۔ جب تک کہ ہم اپنا خون اپنے دشمنوں سے طلب کریں بعد کئی
روز کے زید کو ایک درد عارض ہوا۔ اور وہ مخبط ہو کے ہذیان بکتا اور نماز نہ پڑھتا تھا۔ یہانتک کہ بعذاب الٰہی
واصل ہوا۔ کلینیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ایک روز امام محمد باقرؑ علیہ السلام کا ایک دانت ٹوٹ گیا حضرتؑ
نے اس دانت کو ہاتھ میں لیا۔ اور الحمد للہ کہہ کے حضرت امام جعفر صادقؑ سے فرمایا جب مجھے دفن کرنا اس
دانت کو میرے ہمراہ کفن کر دینا۔ بعد کئی سال کے دوسرا دندان مبارک ٹوٹا۔ پھر حضرتؑ نے دست مبارک میں لیا
اور الحمد للہ کہہ کے فرمایا۔ اے جعفر جب میں دنیا سے جاؤں اس دانت کو میرے ہمراہ کفن کر دینا۔ کتاب کافی
وبصائر الدرجات وجمیع کتب معتبرہ میں روایت ہے۔ کہ جناب صادقؑ نے فرمایا۔ میرے پدر بزرگوار ایک
دفع ایسے بیمار ہوئے کہ اکثر لوگوں کو زندگی سے یاس ہوگئی۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اس مرض میں دنیا سے
رحلت نہ کرونگا۔ اسلئے کہ وہ شخص میرے پاس آئے۔ اور مجھے ایسی ہی خبر دے۔ بعد انکے اس مرض سے حضرتؑ
نے صحت پائی اور ایک مدت تک صحیح وسالم رہے۔ ایک روز امام جعفر صادقؑ کو طلب کیا۔ اور فرمایا۔ ایک جماعت
اہل مدینہ کو حاضر کرو۔ جب ان لوگوں کو حاضر کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اے جعفر جب میں بعالم بقا رحلت کروں
مجھے غسل دینا۔ اور تین کپڑوں میں کفن کرنا۔ کہ ان میں سے ایک ردائے حبرہ تھی جسے اوڑھ کر نماز جمعہ پڑھتے
تھے۔ دوسرا پیراہن جسے پہنے رہتے تھے اور فرمایا۔ ایک عمامہ میرے سر پر باندھنا اور اس عمامہ کو جامہائے
کفن میں حساب نہ کرنا۔ اور مقام لحد پر زمین کو میرے لئے کھود دینا۔ کیونکہ میں جسیم ہوں۔ زمین مدینہ میں لحد میرے
لئے نہیں بن سکتی اور میری قبر کو زمین سے چار انگشت اونچا کرنا۔ اور پانی میری قبر پر چھڑکنا پس اہل مدینہ کو
گواہ کیا۔ جب وہ لوگ باہر گئے۔ میں نے عرض کیا۔ اے پدر بزرگوار جو کچھ آپ نے فرمایا۔ اسکی میں تعمیل کرتا۔ گواہ
کی حاجت نہ تھی۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اے فرزند اسلئے میں نے ان کو گواہ کیا۔ کہ وہ لوگ سمجھ جائیں تم ہی
میرے وصی ہو۔ اور امامت میں تم سے تنازعہ نہ کریں میں نے کہا۔ اے پدر بزرگوار آج سب دن سے زیادہ
تر صحیح میں آپ کو پاتا ہوں۔ اور کوئی بیماری بھی نہیں دیکھتا حضرت نے فرمایا۔ ان دو شخصوں نے جنہوں نے
اس مرض میں صحت کی خبر دی تھی۔ اس مرض میں وہ میرے پاس آئے اور کہا آپ اس مرض میں بعالم بقا رحلت
کرینگے۔ وبروایت دیگر فرمایا۔ اے فرزند گرامی تم نے کہا نہیں کہ حضرت علی ابن الحسینؑ نے مجھے دیوار کے پیچھے
سے آواز دی۔ کہ اے محمد آ۔ اور جلدی آؤ کہ ہم تمہارے منتظر ہیں۔ کتاب بصائر الدرجات میں منقول ہے کہ

جناب صادقؑ نے فرمایا۔ کہ میں شب وفات پدر عالی مقدار کی خدمت میں حاضر ہُوا کہ حضرت سے باتیں کروں۔ مجھے حضرت نے ارشاد کیا۔ کہ الگ رہو۔ حضرت کسی سے کوئی راز کہہ رہے تھے کہ میں اس شخص کو نہیں دیکھتا تھا۔ یا یہ کہ پروردگار سے مناجات کرتے تھے۔ بعد ایک ساعت کے پھر حضرت کی خدمت میں گیا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اے فرزند گرامی میں آج کی رات اس دنیائے فانی کو وداع کرتا ہوں اور بجانب ریاض قدس کوچ کرتا ہوں۔ اور آج ہی کی رات حضرت رسولؐ نے بعالم بقا رحلت کی تھی۔ اسوقت میرے پدر بزرگوار حضرت امام زین العابدین علیہ السلام میرے لئے ایک شربت لائے اور میں نے وہ شربت پیا۔ آنحضرتؑ نے مجھے بقائے حق تعالیٰ کی بشارت دی۔ قطب راوندی نے جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب شب وفات پدر بزرگوار ہوئی۔ اور حال حضرت کا متغیر ہُوا۔ قاعدہ یہ تھا پانی حضرت کے وضو کیلئے ہر شب نزدیک خوابگاہ رکھتے تھے۔ اس شب دو مرتبہ فرمایا۔ پانی پھینک دو۔ لوگوں نے جانا حضرتؑ آپ کی بیہوشی میں فرماتے ہیں۔ ایسا پس میں نے جا کے پانی پھینک دیا۔ کیا دیکھتا ہوں ایک چوہا اس پانی میں پڑا تھا۔ اور حضرت بنور امامت مطلع تھے کلینیؒ نے جناب صادق سے روایت کی ہے کہ ایک شخص چند میل مدینہ سے دور تھا۔ اس نے خواب میں دیکھا۔ کوئی کہتا ہے جا امام محمد باقرؑ پر نماز پڑھ کر ملائکہ ان کو بقیعہ میں غسل دے رہے ہیں۔ وہ شخص بیدار ہُوا۔ اور بسرعت تمام متوجہ مدینہ ہُوا جب بقیع میں پہنچا۔ سنا کہ حضرت نے بعالم بقا رحلت کی ہے اور دیکھا کہ حضرتؑ کو غسل دے رہے ہیں

تاریخ و سن وفات امام محمد باقر علیہ السلام

ایضاً بسند موثق جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ میرے پدر بزرگوار نے فرمایا۔ اے جعفر میرے اوپر رونے والوں کے واسطے میرے مال سے کچھ وقف کردو کہ دس سال بمقام منیٰ موسم حج میں وہ مجھ پر گریہ و ندبہ کریں اور ہر سال ماتمداری میں تجدید کریں۔ اور میری مظلومیت پر روئیں۔ مشہور یہ ہے کہ وفات آنحضرتؑ سنہ ۱۱۴ھ میں واقع ہوئی اور بعضوں نے سنہ ۱۱۶ھ اور بعضوں نے سنہ ۱۱۳ھ بھی لکھی ہے۔ اور ماہ وفات آنحضرتؑ کو بھی بعض نے ماہ ذوالحجہ اور بعض ماہ ربیع الاوّل الآخر لکھتے ہیں۔ شیخ شہید اور دیگر علما نے لکھا ہے کہ عمر شریف آنحضرتؑ وقت وفات ستاون سال تھی اس حساب سے کہ اپنے جد بزرگوار امام حسینؑ کے ہمراہ چار سال اور اپنے پدر نامدار کے ساتھ چونتیس سال رہے اور مدت خلافت آنحضرتؑ ...... انیس سال تھی۔ اور بعضوں نے مدت حیات آنحضرتؑ اٹھاون لکھی ہے۔ کتاب کشف الغمہ میں محمد بن سنان سے روایت کی ہے کہ ولادت آنحضرتؑ تین سال قبل شہادت امام حسینؑ واقع ہوئی۔ اور رفت وفات عمر شریف آنحضرتؑ ستاون سال تھی اور مدت امامت انیس سال تھی اور وفات آنحضرتؑ ۱۱۴ھ میں واقع ہوئی اس حساب سے کہ اپنے پدر بزرگوار امام زین العابدینؑ علیہ السلام کے ہمراہ پینتیس سال دو مہینے کم رہے اور بعد وفات آنحضرتؑ آپ انیس سال زندہ رہے۔ کلینیؒ بسند معتبر جناب صادقؑ

سے روایت کی ہے کہ وفات آنحضرتؑ ۱۱۴ھ میں واقع ہوئی اور عمر شریف آنحضرتؑ ستاون سال ہوئی اور مدت امامت انیس سال دو ماہ تھی ابن بابویہؒ و دیگر علمائے نے لکھا ہے۔ کہ شہادت آنحضرت بحکم ابراہیم بن ولید واقع ہوئی۔ اور حضرتؑ کو زہر دیا۔ اور بعضوں نے ہشام بن عبدالملک کو بھی لکھا ہے اور روایت قطب راوندیؒ بھی اس پر دلالت کرتی ہے کہ شہادت آنحضرت بحکم عبدالملک واقع ہوئی۔ یہ روایت مخالف اول مشہورہ و تواریخ معروفہ ہے۔ اور شاید اس روایت میں ہشام لکھنا رہ گیا ہو۔ اور قبر مقدس باتفاق فریقین بقیع میں بہلوئے پدر بزرگوار امام زین العابدینؑ اور جد بزرگوار امام حسنؑ کے واقع ہے کلینیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جب امام محمد باقر علیہ السلام نے بعالم بقا رحلت کی جناب صادقؑ ہر شب حکم فرماتے تھے کہ جس حجرہ میں آنحضرتؑ نے وفات پائی۔ اس میں چراغ روشن کریں۔

****

باب چہارم

بیان تاریخ ولادت و وفات و بعض حالات بابرکات خلاصۂ دودمان سرور کائنات امام ششم حضرت مبین المشکلات جعفر بن محمد صادق ؑ

فصل اوّل

بیان نسب و اسم و کنیت و لقب و تاریخ ولادت کثیر السعادت

اسم شریف آنحضرت جعفر اور کنیت ابو عبداللہ اور القاب آنحضرت صابر و فاضل و طاہر و صادق اور مشہور ترین القاب صادق ہے۔ ابن بابویہؒ نے قطب راوندی سے روایت کی ہے کہ امام زین العابدینؑ سے پوچھا گیا۔ کہ بعد آپ کے امام کون ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ محمد باقرؑ کہ وہ علم کو شگافتہ کرتا ہے جو حق شگافتہ کرنے کا ہے پھر سوال کیا۔ ان کے بعد کون امام فرمایا جعفر کہ ان کا نام آسمانوں کے باشندوں میں صادق ہے پوچھا۔ انکو خاص صادق کیوں کہتے ہیں۔ حالانکہ سب امام صادق اور سچے ہیں۔ حضرت نے فرمایا میرے پدر بزرگوار نے اپنے پدر نامدار اور انہوں نے اپنے جد عالی مقدار جناب رسول خدا سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا جب میرا فرزند جعفر بن محمد بن علی بن حسینؑ متولد ہو اس کا نام صادق رکھنا۔ اس کیلئے کہ اس کے پانچویں فرزند کا نام جعفر ہوگا۔ وہ دعویٰ امامت دروغ کر کے خدا پر افترا کرے گا۔ اور خدا کے نزدیک جعفر کذاب مفتری ہے پھر امام زین العابدینؑ نے گریا فرما کے کہا گویا میں جعفر کذاب کو دیکھ رہا ہوں۔ کہ اس نے خلیفۂ جور کو تفحص امام زمان یعنی صاحب العصر کی تلاش پر آمادہ کیا ہے منقول ہے کہ حضرت صادقؑ میانہ قد بلند نورانی چہرہ رنگ گورا کشیدہ بینی تھے اور بال گھونگھر والے تھے اور رخسار مبارک پر ایک خال سیاہ تھا۔ بروایت امام رضا نقش انگشتری آنحضرتؑ اللہ ولیّ وعصمتی من خلقہ تھا و بروایت معتبر دیگر اللہ خالق کل شیئ و بروایت دیگر انت ثقتی فاعصمنی من الناس و بروایت دیگر۔ ربی عصمتی من خلقہ تھا ولادت آنحضرت موافق مشہور ۸۳ھ میں ہوئی اور بعض ۸۶ھ اور بعض ۸۰ھ بھی لکھتے ہیں۔ مگر اشہر یہ ہے کہ سترہویں ماہ ربیع الاوّل کو ولادت باسعادت واقع ہوئی۔ اور ماہ رجب بھی لکھی ہے۔ روز ولادت کو بعض جمعہ اور بعض دوشنبہ لکھتے ہیں۔ پدر بزرگوار آنحضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور مادر

آنحضرتؑ ام فروہ دختر قاسم پسر محمد بن ابوبکر ہیں۔ اور مضر نہیں کہ پدران و مادران انبیاء و اوصیاء میں کوئی کافر ہو یا منافق۔ اور چاہیئے تو یہ ہے۔ انبیاء اور اوصیاء پشت کافر اور شکم کافرہ میں نہ ہوں۔ اور لکھا ہے نام مادر آنحضرت فاطمہؑ تھا کلینی نے بسند معتبر آنحضرتؑ سے روایت کی ہے۔ کہ قاسم بن محمدؒ معتمدان و مخصوصان امام زین العابدینؑ سے تھے اور ہماری والدہ ان سے تھیں کہ ایمان لائی تھیں اور پرہیزگار و نیکو کار تھیں۔ خدا نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے بسند ہائے معتبرہ منقول ہے کہ جناب صادقؑ نے فرمایا۔ در بارۂ امام کچھ کلام نہ کرو۔ کہ تمہارے عقلہائے ناقص وہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔ امام جب شکم مادر میں ہوتا ہے لوگوں کے کلام سنتا ہے اور ختنہ کیا ہوا متولد ہوتا ہے اور جب شکم مادر سے پیدا ہوتا ہے۔ ہاتھ زمین پر رکھ کے صدا بکلمہ شہادتین بلند کرتا ہے اور فرشتہ دونوں آنکھوں کے درمیان اس آیہ کو لکھتا ہے۔ وتمت کلمة ربك صدقا وعدلا لا مبدل لكلمته وهو السميع العليم اور جب مرتبہ امامت فائز ہوتا ہے حق تعالیٰ اسکیلئے ہر شہر میں ایک فرشتہ مقرر کرتا ہے کہ احوال اس شہر کا امام سے عرض کیا

فصل دوسری بیان ان بعض ظلم و ستم کا جو جابروں سے حضرت کو پہنچے

روایت معتبرہ میں منقول ہے کہ ابوالعباس سفاح جو کہ پہلا خلیفہ خلفائے شقاوت اساس بنی عباس سے تھا۔ اس نے حضرتؑ کو مدینے سے عراق میں طلب کیا۔ اور بعد مشاہدہ معجزات بسیار و علوم بے شمار مقادم اخلاق و اطوار آنحضرتؑ اس سے نہ ہو سکا۔ کہ اذیت پہونچائے۔ اس وجہ سے اس نے حضرتؑ کو رخصت کر دیا اور حضرتؑ نے جانب مدینہ معاودت کی۔

احکام منصور دوانقی مشیت حضرت صادقؑ جب منصور دوانقی برادر عباس مذکور نے غصب خلافت کی۔ اور کثرت شیعان و اتباع آنحضرتؑ پر مطلع ہوا۔ دوسری مرتبہ حضرتؑ کو عراق میں طلب کیا۔ اور پانچ مرتبہ یا زیادہ قتل آنحضرت کا ارادہ کیا۔ اور ہر دفعہ معجزہ عظیم آنحضرتؑ سے مشاہدہ کر کے اپنے قصد سے باز رہا۔ چنانچہ ابن بابویہؒ و ابن شہر آشوبؒ اور دیگر علماء نے روایت کی ہے۔ کہ ایک روز منصور دوانقی نے جناب صادقؑ کو طلب کیا۔ کہ قتل کرے۔ اور حکم دیا۔ کہ تلوار حاضر کریں۔ پھر فرش چرمی بچھایا گیا۔ اسوقت ربیع دربان سے کہا جب وہ آئیں اور میں ان سے مشغول سخن ہوں۔ اور تالی بجاؤں تو ان کو قتل کرنا۔ ربیع کہتا ہے۔ جب حضرت کو لایا منصور دوانقی کی نظر حضرت پر پڑی کہا مرحبا خوش آمدی اے ابو عبداللہ میں نے تم کو اس لئے بلایا ہے۔ کہ تمہارا قرض ادا کر کے تمہاری حاجت روا کروں۔ یہ کہہ کے بہت عذر کئے اور حضرت کو روانہ کیا۔ اور مجھ سے کہہ دیا۔ حضرت کو تیسرے روز مدینے روانہ کرنا جب ربیع باہر آیا حضرتؑ کی خدمت میں پہنچا۔ اور کہا یا ابن رسول اللہ وہ تلوار اور فرش چرمی جو آپ نے ملاحظہ کیا۔ آپ کے لئے تھا۔ آپ نے کونسی دعا پڑھی کہ اس کی شرارت سے محفوظ رہے

حضرت نے فرمایا میں نے یہ دعا پڑھی تھی۔ اور دعا اسے تعلیم کی۔ وبروایت دیگر۔ ربیع پھر کے آیا۔ اور منصور سے کہا کس سبب سے آپکا خشم وغضب مبدل بہ خوشنودی ہوا منصور نے کہا۔ اسے ربیع جب وہ میرے گھر میں آئے اس وقت میں نے ایک بہت بڑے اژدہے کو دیکھا۔ کہ وہ میرے قریب آیا وہ اپنے دانت مجھ پر چباتا اور بزبان فصیح کہتا تھا۔ اگر کچھ بھی گزند واسیب امام زمان کو تو نے پہنچائی جان لینا تیرا گوشت استخوان سے جدا کر دونگا بس میں نے اس خوف سے ایسا کچھ کیا۔ سید ابن طاؤس نے روایت کی ہے جب منصور ناشکور جس سال حج کو آیا۔ بمقام ربذہ پہنچا۔ ایکروز جناب صادقؑ پر غضبناک ہوا۔ اور ابراہیم بن جبلہ سے کہا۔ جا کے جامہ ہائے جعفر بن محمد کو ان کی گردن میں ڈال دے اور کشاں کشاں میرے پاس حاضر کر۔ ابراہیم نے کہا جب میں باہر گیا حضرت کو مسجد ابوذر میں پایا۔ اس وقت مجھے شرم آئی کہ اس کا حکم بجالاؤں۔ پس حضرتؑ کی آستین سے لپٹ کے کہنے لگا چلئے آپ کو خلیفہ نے بلایا ہے حضرت نے فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مجھے دو رکعت نماز کی مہلت دے۔ پھر حضرت نے دو رکعت نماز پڑھ کے اور بہت گریہ کر کے میری طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا جس طرح اس نے تجھے حکم دیا ہے اسی طرح سے چل میں نے کہا قسم بخدا۔ اگرچہ مار بھی جاؤں۔ لیکن اسی طرح نہ لے جاؤنگا۔ میں نے حضرت کا ہاتھ پکڑا اور لے گیا مجھے یقین کامل تھا کہ وہ حضرت کو قتل کریگا۔ جب حضرت نزدیک پردہ منصور پہنچے دوسری دعا حضرتؑ نے پڑھی اور داخل مجلس ہوئے جب اس شقی کی نظر حضرت پر پڑی۔ عتاب شروع کیا۔ اور کہا قسم بخدا میں تم کو قتل کرونگا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ مجھ سے دست بردار ہو کہ میرا زمانہ مصاحبت تیرے ہمراہ بہت کم باقی ہے اور بہت جلد مفارقت ہوگی جب اس شقی نے یہ سنا حضرت کو رخصت کیا۔ اور عیسیٰ ابن علی کو عقب آنحضرتؑ روانہ کیا اور کہا جا کے دریافت کر ان سے میری مفارقت میرے انتقال کے بعد ہوگی یا ان کی موت سے۔ جب اسنے جا کے حضرتؑ سے پوچھا۔ حضرتؑ نے فرمایا بلکہ میری موت سے مفارقت ہوگی عیسیٰ نے پھر آ کے منصور سے یہ خبر بیان کی۔ وہ شقی اس خبر سے بہت خوش ہوا

حکایت ربیع دربان منصور دوانقی

ایضاً روایت کی ہے۔ کہ ایکروز منصور ملعون اپنے قصر احمر میں بیٹھا۔ اور جس روز اس قصر شوم میں وہ شقی بیٹھتا تھا۔ اس دن کا روز ذبح نام رکھا تھا۔ اسلئے کہ اس عمارت میں خاص واسطے قتل وسیاست کے بیٹھتا تھا۔ ان دنوں میں جناب صادقؑ کو مدینہ سے طلب کیا تھا۔ اور حضرت آ گئے تھے۔ جب کچھ رات گذری ربیع دربان کو طلب کیا اور کہا۔ تیری قدر ومنزلت جس قدر میرے نزدیک ہے اس سے تو واقف ہے کہ میں نے کس قدر تجھے محرم راز کیا ہے اور اکثر اوقات تجھے ایسے چند رازوں سے میں نے مطلع کر دیا ہے کہ ان کو اپنے اہل حرم تک سے پوشیدہ رکھتا تھا ربیع نے کہا یہ سب خلیفہ کا وفور اشفاق ہے بگر میں بھی خیرخواہی سرکار میں سب سے زیادہ کسی پر گمان نہیں کرتا۔ منصور نے کہا۔ ایسا ہی ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ اس وقت تم جا کے جعفرؑ

بن محمد کو جس حال میں پانا۔ اسی طرح میرے پاس لے آنا۔ اور اتنی مہلت بھی نہ دینا۔ کہ اپنی حالت و ہیئت کو بدل سکیں۔ ربیع کہتا ہے۔ میں باہر آیا۔ اور کہا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون میں ہلاک ہوا۔ اسلئے کہ اگر ان کو اس وقت اس لعین پاس لاتا ہوں۔ تو یہ شقی غصہ میں بھرا بیٹھا ہے۔ بیشک حضرت کو قتل کر دیگا۔ اور عقبیٰ میرے ہاتھ سے جاتی رہے گی اور اگر سستی و کاہلی کروں اور حضرت کو نہ لاؤں مجھے قتل کریگا۔ بلکہ میری نسل کو قطع کر کے میرا مال لوٹ لے گا۔ مجھے دنیا و آخرت کے اختیار میں تردد ہوا۔ اور میرا نفس دنیا کی طرف مائل ہو گیا۔ اور میں نے دنیا کو آخرت پر اختیار کیا۔ محمد پسر ربیع نے کہا جب میرا باپ گھر میں آیا۔ مجھے بلایا۔ اور میں سب بیٹوں میں جری و شقی القلب تھا۔ میرے باپ نے کہا۔ جعفر بن محمد پاس دیوار کی طرف سے گھر میں کود جا۔ اور جس حال میں حضرتؑ کو دیکھنا۔ اسی حال میں لے آنا۔ میں آخر شب حضرتؑ کے مکان میں سیڑھی لگا کے داخل ہوا کیا دیکھتا ہوں۔ حضرتؑ ایک پیراہن پہنے اور رومال قمر سے باندھے مشغول نماز ہیں۔ جب حضرتؑ نماز سے فارغ ہوئے میں نے کہا چلئے۔ خلیفہ نے آپ کو بلایا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ ایک دعا پڑھنے کی مہلت دے کہ غسل کر کے مہیا سفر اور جامہ پہن لوں۔ میں نے انکار کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ مجھے غسل کرنے کی مہلت دے کہ غسل کر کے مہیائے مرگ ہوں۔ میں نے کہا حکم نہیں ہے۔ پس ان بزرگ ضعیف کو کہ ستر سال سے عمر ان کی زیادہ تھی۔ اسی طرح کہ ایک پیراہن پہنے تھے۔ سر و پا برہنہ گھر سے باہر لایا۔ جب تھوڑی راہ طے کی۔ ضعف نے حضرتؑ پر غلبہ کیا۔ مجھے ان پر رحم آیا۔ اور اپنے شتر پر میں نے سوار کیا۔ جب دروازہ قصر خلیفہ پر پہنچے میں نے سنا۔ کہ خلیفہ میرے باپ سے کہہ رہا ہے۔ اے ربیع تجھ پر وائے ہو دیر لگی اور وہ نہ آئے۔ یہ سن کر ربیع باہر آیا۔ جب اسکی نظر حضرت پر پڑی اور اس حال سے ان کو دیکھا رونے لگا اس لئے کہ حضرتؑ سے وہ بہت خلوص رکھتے تھے۔ اور ان جناب کو امام زادہ جانتے تھے۔ حضرتؑ نے فرمایا اے ربیع میں جانتا ہوں کہ تم میری طرف رجحان رکھتے ہو۔ اس قدر مہلت دو کہ دو رکعت نماز پڑھوں اور اپنے پروردگار سے مناجات کر لوں۔ ربیعؒ نے کہا۔ جو آپ چاہیں کریں۔ یہ کہہ کے منصور پاس گیا۔ وہ لعین نہایت طیش و غضب میں یکتا تھا۔ کہ جعفر کو جلدی لاؤ۔ حضرت نے دو رکعت نماز پڑھی اور دیر تک خدا سے عرض نیاز کرتے تھے جب فارغ ہوئے۔ ربیع ہاتھ حضرت کا پکڑ کے داخل قصر ہوا۔ حضرت نے قصر میں بھی ایک دعا پڑھی۔ جب امام عصر کو قصر میں لے گیا۔ اور اس شقی نے حضرت کو دیکھا۔

درمیان منصور و امام جعفر صادق گفتگو

بکمال خشم و غضب منصور نے کہا۔ اے جعفر تم فرزندان عباس سے حسد و بغاوت ترک نہیں کرتے ہر چند تم ان کی خرابی ملک میں کوشش کرتے ہو۔ مگر مفید نہیں ہوتی۔ حضرت نے فرمایا قسم

بخدا جو کچھ تو نے کہا۔ اس میں سے میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔ بلکہ تو جانتا ہے۔ کہ ہم زمانہ بنی امیہ میں جو کہ ہم پر سب سے
دشمن ترین خلق تھے۔ باوجودیکہ ان سے ہم پر اور ہمارے اہل بیت پر کیا کیا آزار و ستم پہنچے۔ مگر ہم نے ان سے
برائی نہ کی۔ پھر تم سے کیوں ایسا کرتے کہ تم خویشی نسبتی ہم سے رکھتے ہو۔ اور اشفاق و الطاف تمہارے ہمارے
اور ہمارے اقارب کی نسبت بہت ہیں۔ یہ سن کر منصور ایک ساعت سر نیچے کئے رہا۔ اور اس وقت وہ
ملعون فرش پر بیٹھا تھا تکیہ کئے تھا۔ اور ہمیشہ مسند کے نیچے تلوار رکھتا تھا کہنے لگا تم جھوٹ کہتے ہو یہ کہہ کے
مسند کے نیچے سے کئی خط نکال کر حضرت کے آگے پھینک دیئے۔ اور کہا یہ خط اہل خراسان کو تم نے ہی لکھے
ہیں کہ وہ مجھ سے بیعت شکستہ کر کے تم سے بیعت کریں۔ حضرتؑ نے فرمایا قسم بخدا انہوں نے مجھ پر افترا کی
ہے۔ میں نے یہ خطوط ان کو نہیں لکھے۔ اور یہ ارادہ میں نے نہیں کیا۔ جب جوانی میں اس عزم پر جرأت
میں نے نہ کی تو اب اس ضعف و پیری میں ایسا قصد کیوں کرونگا۔ اگر منظور ہو مجھے اپنے لشکر میں مقرر کر دے
کہ موت جلدی آجائے اور میری اب موت قریب ہے۔ ہر چند حضرت سخنان نرم آمیز کہتے تھے
طیش غضب اس ملعون پر زیادہ ہو جاتا تھا۔ پھر تلوار ایک بالشت غلاف سے کھینچ لی۔ ربیع کہتا ہے
جب میں نے دیکھا کہ اس شقی نے تلوار پر ہاتھ ڈالا ہے۔ کانپنے لگا۔ اور مجھے یقین ہو گیا۔ کہ وہ لعین
حضرتؑ کو شہید کرے گا۔ اس کے بعد اس نے تلوار کو غلاف میں کیا۔ اور کہا تمہیں شرم نہیں آتی کہ
اس سن میں چاہتے ہو فتنہ برپا کرو۔ اور خونریزی ہو۔ حضرتؑ نے فرمایا قسم بخدا یہ خطوط میں نے نہیں
لکھے میرا کوئی خط اور مہر نہیں ہے مجھ پر افترا کیا ہے۔ یہ سن کے اس ملعون نے پھر تلوار ایک بالشت کے
باہر نیام سے کھینچ لی۔ اس دفعہ میرا یہ قصد ہوا۔ کہ اگر یہ شقی مجھے قتل حضرتؑ کا حکم دے گا۔ تو یہ تلوار لے کر
اپنے اوپر ماروں گا۔ اگرچہ میرے اور میری اولاد کے ہلاک کا باعث ہو۔ اور حق حضرتؑ میں جو میں نے
اس سے پہلے کہا تھا توبہ کی۔ بعد اسکے اس شقی کی آتش کینہ اور زیادہ مشتعل ہوئی۔ اور تلوار غلاف سے تمام
کھینچ لی حضرت اس بدبخت کے سامنے کھڑے منتظر شہادت تھے اور ہر چند عذر کرتے تھے۔ وہ ملعون
قبول نہ کرتا تھا۔ اس کے بعد ایک ساعت سر جھکائے رہا۔ پھر سر اٹھا کے کہا۔ تم سچ کہتے ہو اور مجھ سے
مخاطب ہو کے کہا۔ اے ربیع میرا خاص شیشہ عطر کا جلدی لا۔ جب میں لایا۔ اس نے حضرتؑ کو نزدیک بلا
کے اپنی مسند پر بٹھایا۔ اور خوشبو لے کر محاسن مبارک آنحضرتؑ کو خوشبو کیا۔ اور حکم دیا۔ کہ میرے گھوڑوں
میں جو سب سے اچھا ہو حاضر کرو۔ اور حضرتؑ کو اس پر سوار کر کے دس ہزار درہم ان کو عطا کئے۔ اور
ان کے ہمراہ انکے مکان تک مجھے جانے کا حکم دیا اور کہا۔ اختیار ہے خواہ نہایت عزت و حرمت و کرامت
سے ہم میں رہیں اور اگر چاہیں اپنے جد بزرگوار کے مدینہ تشریف لے جائیں۔ ربیع نے کہا اس حکم سے

میں شاد و خوشحال قصر سے باہر آیا۔ اور اس بارہ میں جو کچھ اس شقی نے آنحضرتؑ سے ارادہ کیا تھا۔ اور آخر میں جو حکم مجھے دیا۔ نہایت تعجب تھا جب میں صحن قصر میں پہنچا میں نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ جو کچھ اوّل اسکا قصد تھا اور آخر میں جو حکم مجھے اس نے دیا۔ اس سے مجھے تعجب ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں یہ اس کا اثر ہے۔ جو آپ نے بعد نماز کے تلاوت کی۔ اور دوسری دعا جو کہ آپ نے قصر میں پڑھی۔ حضرتؑ نے فرمایا دعائے اول دعا کرب و شدائد اور دعائے دوم میں وہ دعا تھی۔ جو حضرت رسولؐ نے بروز جنگ احزاب پڑھی تھی۔ اے ربیع اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا۔ کہ منصور آزردہ ہوگا بتحقیق کہ یہ روپیہ تجھے بخش دیتا۔ لیکن وہ کھیتی جو مدینہ میں ہے اور قبل اسکے دس ہزار درہم قیمت تو اسکی مجھے دیتا تھا۔ اور میں نے تیرے ہاتھ فروخت نہ کی تھی۔ وہ تجھے میں نے بخشش دی۔ ربیع نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ میں چاہتا ہوں وہ دونوں دعائیں آپ مجھے بھی تعلیم کریں سوائے اسکے میں اور کچھ نہیں چاہتا۔ حضرت نے فرمایا ہم اہل بیت جو کچھ جسے عطا کرتے ہیں واپس نہیں لیتے وہ دعائیں بھی میں تجھے تعلیم کرتا ہوں۔ جب ہمراہ رکاب سعادت انتساب مکان حضرتؑ میں پہنچا حضرتؑ نے وہ دعائیں پڑھیں اور میں نے لکھیں۔ بعد اسکے ایک تمسک اس مزرعہ کا حضرتؑ نے میرے نام لکھ کے مجھے دے دیا۔ میں نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ جس وقت آپ کو میں اس ملعون پاس لے گیا، اور آپ مشغول نماز ہوئے وہ شقی طیش میں غضبناک ہو گئے آپ کو طلب کرتا تھا۔ لیکن آپ کو مطلق خوف و اضطراب نہ تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا جس کے دل میں جلالت و عظمت خداوند ذوالجلال جلوہ گر ہے اسکی نظر میں شان و شوکت مخلوق نہیں آتی جو کوئی خدا سے ڈرتا ہے۔ بندوں سے پرواہ نہیں کرتا ربیع نے کہا جب میں خلیفہ پاس گیا۔ اور تخلیہ ہوا۔ میں نے کہا۔ ایہا الامیر شب گذشتہ امور عجیب و غریب آپ سے مشاہدہ ہوئے۔ پہلے آپ نے اس طیش و غضب میں جناب صادقؑ کو طلب کیا اور اسقدر میں نے آپ کو غضب آلود کبھی نہ دیکھا تھا یہانتک کہ تلوار ایک بالشت غلاف سے آپ نے کھینچی اور پھر بقدر ایک ہاتھ اور بعد اس کے پوری تلوار کھینچ لی۔ بعد ازاں اپنے قصد سے آپ باز آئے اور انکی آپ نے تعظیم و تکریم کی عطر خاص سے جس سے کبھی آپ اپنے فرزندوں کو بھی خوشبو نہ کرتے تھے اس سے ان کو خوشبو کر کے ان کا اکرام کیا۔ اور مجھے انکی مشایعت کا حکم دیا۔ اس کا سبب کیا تھا منصور نے کہا۔ اے ربیع میں کوئی راز تم سے پوشیدہ نہیں کرتا۔ لازم ہے اسے پنہاں رکھنا۔ کہ فرزندان فاطمہؑ اور شیعان علیؑ نہ کہیں سُن لیں کہ انکا موجب مزید تفاخر ہو مجھے ان کے مفاخر جو کہ درمیان مردم مشہور اور زبان زد خلق ہیں کافی ہیں۔

معجزہ صادق آل محمدؐ زبانی منصور دوانقی

منصور نے کہا۔ اے ربیع اس وقت جو کوئی قصر میں ہو اسے نکال دو۔ جب تخلیہ ہوا میں

اس کے پاس گیا۔ اس نے کہا۔ اب سوائے میرے اور تمہارے اور خدا کے کوئی اس قصر میں نہیں ہے جو کچھ
میں کہتا ہوں اگر اس میں سے ایک کلمہ بھی کسی سے سنوں گا تم کو اور تمہارے فرزندوں کو قتل کر کے تمہارا مال
لوٹ لوں گا۔ پھر کہا۔ اے ربیع جب میں نے انہیں طلب کیا مجھے یہی ضد تھی کہ قتل کروں اور ان کا کوئی
عذر نہ سنوں۔ ان کا زندہ رہنا ہر چند وہ خروج نہ کریں۔ عبداللہ بن حسن اور ان لوگوں سے جو خروج کرتے ہیں
زیادہ تر گراں ہے۔ اسلئے کہ میں جانتا ہوں۔ انہیں اور ان کے آباؤ اجداد کو لوگ امام جانتے ہیں اور ان کو
واجب الطاعتہ سمجھتے ہیں یہ جمیع خلق سے عالم تر اور زاہد و خوش اخلاق زیادہ ہیں۔ زمانہ بنی امیہ میں ان کے
احوال سے مجھے اطلاع تھی۔ جب پہلی دفعہ میں نے ان کے قتل کا قصد کیا اور تلوار ایک بالشت غلاف
سے کھینچی۔ جناب رسول خداؐ میرے اور ان کے درمیان حائل ہو گئے۔ حضرت رسولؐ دستہائے مبارک
کھولے اور آستین چڑھائے جبیں پہ جبیں خشمناک مجھے دیکھتے تھے اس وجہ سے میں نے تلوار غلاف میں کر
لی۔ اور جب دوسری مرتبہ قصد قتل کیا اور تلوار کو پہلی دفعہ سے زیادہ کھینچا۔ پھر جناب رسول خدا کو اول دفعہ سے
زیادہ قریب اور پہلے سے زیادہ تر خشمناک دیکھا اور آنحضرتؐ نے مجھ پر ایسا حملہ کیا۔ اگر میں قصد قتل جعفر
کرتا۔ اسوقت حضرت رسولؐ مجھے قتل کرتے۔ اس وجہ سے پھر میں نے تلوار غلاف میں کر لی۔ تیسری دفعہ
جرأت کر کے میں نے اپنے دل میں کہا یہ سب کرشمے جن کے ہیں ان کا خیال نہ چاہیئے یہ سوچ کے پوری تلوار
میں نے برہنہ کی۔ اس دفعہ میں نے دیکھا جناب رسول خدا دامن آستین الٹے ایسے غضب آلود برافروختہ
میرے قریب آئے۔ کہ نزدیک تھا مجھ پر حملہ کریں۔ اس سبب سے بھی اس ارادہ سے باز رہا۔ یہ لوگ
فرزندان فاطمہؑ ہیں ان کے حق سے جاہل نہیں ہوتا اگر وہ شخص جو شریعت سے بہرہ نہ رکھتا ہو۔ کوئی تم سے
یہ کیفیت سنے اس کا خیال رکھتا۔ محمد بن ربیع نے کہا میرے باپ نے یہ قصہ مجھ سے بھی نقل نہ کیا۔ مگر جب
مہدی۔ موسیٰ و ہارون و محمد امین قتل ہو گئے۔ تب بیان کیا۔ ایضاً بسند معتبر صفوان جمال سے روایت کی ہے
کہ ایک شخص مدینہ کا رہنے والا بعد قتل محمد و ابراہیم پسران عبداللہ بن حسنؑ نزدیک منصور دوانقی گیا
اور کہا۔ جعفر بن محمدؑ نے اپنے غلام معلی بن خنیس کو بھیجا کہ شیعوں سے مال اور ہتھیار لے کر خروج کریں اور محمد بن
عبداللہ نے بھی انہیں کی اعانت سے خروج کیا تھا۔ یہ سن کر وہ ملعون نہایت غضب ناک ہوا۔ اسوقت
اپنے چچا داؤد عامل مدینہ کے نام حکمنامہ لکھا۔ کہ بہت جلد جعفر بن محمدؑ کو میرے پاس بھیج دے داؤد نے
وہ نامہ صادقؑ پاس بھیجا۔ اور کہا۔ کل کے روز روانہ ہونا مناسب ہے۔ صفوان کہتے ہیں۔ حضرتؑ نے
مجھے طلب فرما کے حکم دیا۔ کہ ایک اونٹ میرے لئے لاؤ کل بجانب عراق جاؤں گا۔ یہ فرما کے اٹھے
اور مسجد حضرت رسولؐ میں جا کے چند رکعت نماز ادا کیں اور ہاتھ دعا کیلئے بلند کر کے ایک دعا پڑھی دوسرے
دن میں اونٹ لایا۔ حضرت سوار ہو کے متوجہ عراق ہوئے جب منصور کے شہر میں داخل ہوئے۔ اسکے دروازہ پہ پہنچے

اجازت چاہی اور داخل ہوئے۔ منصور دوانقی شقی نے اوّل اکرام و اعزاز کیا اس کے بعد عتاب شروع کرکے کہا مجھ کو میں نے سُنا ہے۔ کہ معلّے تمہارے سے لئے مال اور ہتھیار جمع کرتا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ معاذ اللہ یہ مجھ پر افترا ہے منصور نے کہا۔ بطلاق و عتاق قسم کھاؤ۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ میں نے خدا کی قسم کھائی۔ تو نے قبول نہ کی اب مجھ سے کہتا ہے کہ سوگند ہائے بدعت کھاؤں۔ منصور نے کہا۔ مجھ سے اظہار دانائی کرتے ہو۔ حضرت نے فرمایا۔ کیوں نہ کریں۔ حالانکہ ہم معدن علم و حکمت ہیں منصور نے کہا۔ اسوقت میں اسکا اور تمہارا سامنا کرتا ہوں جس نے مجھے یہ خبر بیان کی ہے کہ وہ تمہارے سامنے کہے۔ اسی وقت کسی کو بھیج کے اس کاذب کو بلایا۔ اور حضرتؑ کے سامنے اس سے پوچھا اس نے کہا ہاں اسی طرح ہے اور جو کچھ میں نے کہا انکے حق میں صحیح ہے حضرتؑ نے اس سے کہا۔ تو قسم کھائے گا۔ اس نے کہا ہاں اور قسم کھانی شروع کی پس کہا۔ واللہ الذی لا الٰہ الا ھو الطالب الغالب الحی القیوم۔ حضرتؑ نے فرمایا جلدی نہ کر جس طرح میں کہوں۔ اسی طرح قسم کھا منصور نے کہا۔ یہ جو قسم اس نے کھائی اس میں کیا برائی ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ حق تعالیٰ سبحانہٗ صاحب حیا اور کریم ہے۔ جو کوئی اسکے صفات کمالیہ اور اس کے رحم و کرم کی مدح کرتا ہے۔ خدا اس کا معالجہ بعقوبت نہیں کرتا پس حضرتؑ نے فرمایا اسی طرح کہے حول و قوۃ خدا سے بیزار ہوں اور داخل اپنے حول و قوۃ میں ہوں اگر اسی طرح نہ ہو۔ جو میں نے کہا جب اس نے اس طرح قسم کھائی فوراً زمین پر گر کے بعذاب الٰہی واصل ہُوا منصور یہ حال دیکھ کے کانپنے لگا اور ترساں و خوفناک ہو کے کہا۔ پھر کبھی کسی کا کلام آپکے بارہ میں قبول نہ کرونگا۔

صادق آل محمد اور منصور دوانقی کے درمیان کلام

ایضاً۔ محمد بن عبداللہ سکندری سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا۔ میں مصاحب خاص و محرم اسرار منصور دوانقی سے تھا۔ ایک روز اس کے پاس گیا۔ اور اسے نہایت مغموم پایا۔ کہ وہ آہ سرد بھرتا تھا۔ اور اندوہناک تھا۔ میں نے کہا۔ اے امیرؔ آپ کا سبب اندوہ و تفکر کیا ہے اس ملعون نے کہا۔ ایک سَو اولاد فاطمہؑ سے میں نے ہلاک کئے ہیں۔ مگر ان کا بزرگ اور سردار باقی ہے اور اس کے مقدمہ میں کوئی حیلہ نہیں بن پڑتا۔ میں نے کہا۔ وہ کون ہے۔ اس نے کہا وہ جعفر بن محمد ہیں میں نے عرض کیا۔ اے امیرؔ ان کو کثرت عبادت سے لا اُز اور شغل قرب و محبت خدا نے ان کو طلب ملک و خلافت سے غافل کر دیا ہے۔ اس نے کہا میں جانتا ہوں تو ان کی امامت پر اعتقاد رکھتا ہے۔ میں بھی انکی بزرگی جانتا ہوں۔ لیکن ملک عقیم ہے۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ قبل از شام اس اندوہ سے فارغ ہو جاؤں، راوی کہتا ہے جب میں نے اس سے یہ کلام سُنا۔ مجھ پر زمین تنگ ہوئی اور میں نہایت غمگین ہُوا اس شقی نے جلاد کو بلا کے حکم دیا۔ کہ جب میں جعفر صادق کو بلاؤں اور باتوں میں لگا کے اپنی ٹوپی سر سے تار کے زمین پر رکھوں۔ اسی وقت ان کو قتل کرنا۔ یہ میں نے تجھ کو پہچان بتا دی ہے۔ اور اسی وقت کسی کو بھیج کے حضرتؑ کو طلب

کیا جب جناب صادق داخل قصر ہوئے۔ میں نے دیکھا وہ قصر مثل کشتی متحرک ہوا جس طرح کشتی پانی میں مضطرب ہوتی ہے۔ ناگاہ منصور اُٹھ کے حضرت کے استقبال کو سر و پا برہنہ دوڑا تمام بدن کے اعضا کانپتے اور دانت بجتے تھے کبھی رنگ سرخ اور کبھی زرد ہوتا تھا۔ پھر حضرت کو نہایت اکرام و اعزاز سے لا کے اپنے تخت پر بٹھایا اور دوزانو ہو کے حضرت کی خدمت میں بیٹھا مثل اس غلام کے جو اپنے آقا کی خدمت میں بیٹھے اور کہا یا ابن رسول اللہ آپ اس وقت کیوں تشریف لائے۔ حضرتؑ نے کہا۔ باطاعت خدا اور حضرتؐ رسول تیرے کہنے سے آیا۔ اس شقی نے کہا میں نے آپ کو نہیں بلایا تھا۔ آدمی کو دھوکا ہوا اب چونکہ آپ تشریف لائے ہیں جو کچھ حاجت ہو اسے بیان کیجئے۔ حضرتؑ نے فرمایا میری حاجت یہ ہے کہ مجھے بغیر ضرورت نہ بلایا کر۔ اس نے کہا بہت اچھا پھر حضرت اُٹھ کے باہر تشریف لائے۔ اور میں نے حمد خدا ادا کیا کہ حضرتؑ کو اس سے کوئی گزند نہ پہنچی جب حضرت باہر تشریف لے گئے منصور نے لحاف مانگا۔ اور سو رہا آدھی رات تک بیدار نہ ہوا جب جاگا دیکھا میں اسکے سرہانے بیٹھا ہوں۔ اس نے کہیں نہ جانا جب تک کہ اپنے نماز ہائے قضا ادا نہ کرلوں تم سے بھی ایک قصہ نقل کروں گا جب نماز سے فارغ ہوا کہا جس وقت جناب صادق کو بہ نیت قتل کے ارادہ سے بلایا۔ اور حضرتؑ میرے قصر میں داخل ہوئے۔ کیا دیکھتا ہوں ایک بہت بڑا اژدہا ظاہر ہوا۔ اس نے اپنا منہ کھول کے اپنے اوپر کا تالو بالائے قصر اور نیچے کا تالو زیر قصر رکھ کے اپنی دم گرد قصر اور مکان بھرائی۔ اور بزبان عربی فصیح مجھ سے کہا۔ اگر امام جعفر صادقؑ سے بدی کا ارادہ کرے گا تجھے اور تیرے مکان اور قصر کو ابھی نگل جاؤں گا۔ اس حال کے مشاہدہ سے میری عقل جاتی رہی اور میرے بدن میں کپکپی اس درجہ ہوئی۔ کہ دانت بجنے لگے راوی کہتا ہے۔ میں نے کہا۔ یہ امور ان سے عجیب خیز نہیں ہیں اسلئے کہ ان کے پاس ایسے اسمائے اعظم اور دعائیں ہیں کہ اگر رات پر پڑھیں دن ہو جائے اگر دن پر پڑھیں رات ہو جائے۔ اگر موجہائے دریا پر پڑھیں ساکن ہو جائیں۔ پس کئی روز کے بعد میں نے رخصت مانگی کہ زیارت کو جاؤں اسنے مجھے اجازت دی اور منع نہ کیا جب میں حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا۔ وہ دعا جو آپ نے منصور کے قصر میں داخل ہوتے پڑھی تھی۔ مجھے بھی تعلیم کیجئے۔ حضرتؑ نے وہ دعا مجھے تعلیم فرمائی۔ ایضاً روایت کی ہے کہ ربیع دربان نے کہا۔ ایک روز مجھے منصور نے بلا کے کہا تم دیکھتے ہو کہ جعفر بن محمد کی طرف لوگ مجھے کیا کیا نقل کرتے ہیں قسم بخدا ان کی نسل کو قطع کرونگا۔ پھر اپنے ایک امیر کو بلا کے حکم دیا۔ کہ ہزار نفر اپنے ہمراہ لے کے مدینہ جاؤ اور بے خبر امام جعفر صادقؑ کے مکان میں جا کے ان اور ان کے فرزند موسیٰؑ کا سر کاٹ کے لاؤ۔ جب وہ امیرؔ داخل مدینہ ہوا۔ حضرتؑ نے فرمایا دو اونٹ لا کے گرد مکان باندھ دو اور اپنی اولاد کو جمع کر کے محراب عبادت میں بیٹھے اور مشغول دعا ہوئے۔ امام موسیٰؑ کاظم فرماتے ہیں کہ اسوقت میں کھڑا تھا۔

جب وہ امیر اپنا لشکر میرے دروازہ پر لایا۔ اور اس نے اپنے لشکر کو حکم دیا۔ کہ ان دونوں اُشتوں کے سر
کاٹ لو۔ اس کے بعد واپس گیا۔ جب منصور پاس پہنچا۔ کہا۔ جو کچھ آپ نے کہا تھا۔ اسکی میں نے تعمیل کی۔ یہ کہہ کے
تھیلی منصور پاس رکھ دی۔ جب منصور نے اس تھیلی کا منہ کھولا۔ اُشتوں کے دو سر دیکھ کے کہا۔ یہ کیا ہے
اس نے کہا۔ اے امیرؔ جب میں داخل خانۂ امام جعفر صادق ہوا میرا سر پھرنے لگا۔ اور گھر میری نظروں میں
تاریک ہوگیا۔ اس میں دو آدمی مجھے دکھائی دیئے اور ایسا معلوم ہوا یہ دونوں جعفرؑ اور موسیٰ ان کے پسر ہیں۔ لہذا
میں نے حکم دیا کہ ان دونوں کے سر کاٹ لو۔ اور میں یہاں ان سروں کو لایا ہوں منصور نے کہا۔ ہرگز ہرگز جو
کچھ تو نے دیکھا کسی سے بیان نہ کرنا۔ اور کسی کو اس معجزہ کی اطلاع نہ دینا۔ پس جب تک منصور زندہ رہا۔ کسی سے
میں نے اس قصّہ کو بیان نہ کیا۔

فصل تیسری: بیان شہادت امام جعفر صادق علیہ السلام

اس میں اختلاف نہیں ہے کہ وفات آنحضرتؑ ۱۴۸ھ میں واقع ہوئی مشہور زیادہ یہ ہے کہ ماہ شوال
میں آپ نے وفات فرمائی۔ اور بعضوں نے دوشنبہ پندرھویں ماہ رجب سنہ مذکور لکھی ہے اور اکثر عمر شریف
پینسٹھ سال اور بعضے اڑسٹھ سال لکھتے ہیں اور کشف الغمہ میں اکہتر سال کی روایت کی ہے ابن خشاب نے
محمد بن سنان سے روایت کی ہے۔ کہ ہنگام وفات عمر شریف حضرتؑ پینسٹھ سال یا اڑسٹھ سال ۱۴۸ھ میں
تھی۔ ولادت باسعادت ۸۳ھ میں ہوئی۔ ہمراہ جد بزرگوار امام زین العابدینؑ علیہ السلام بارہ سال اور چند
روز رہے و بروایت دیگر پندرہ سال رہے اور ہمراہ پدر بزرگوار انیس سال اور بعد پدر بزرگوار انیس سال
اور بعد پدر بزرگوار چونتیس سال زندہ رہے۔ کلینی نے بسند معتبر ابو بصیر سے روایت کی ہے۔ کہ جناب صادق
ہنگام وفات ۱۴۸ھ تھا پینسٹھ سال کے تھے اور ایام امامت آنحضرتؑ پدر بزرگوار چونتیس سال کے
تھے اور لکھا ہے کہ ایام امامت آنحضرت بقیہ سلطنت ہشام بن عبد الملک و عہد ولید بن عبد الملک و خلافت
ولید بن یزید و بادشاہت ابراہیم بن ولید و ملک مروان حمار تھی پس ابو مسلم نے ۱۳۲ھ میں خروج کیا۔ اور
عبد اللہ سفاح عباسی خلیفہ ہوا۔ اس نے چار سال آٹھ مہینے خلافت کی۔ بعد اسکے منصور دوانقی نے غصب
خلافت کر کے۔ بعد اسکے منصور دوانقی نے غصب خلافت کر کے ایک سال گیارہ مہینے بادشاہی کی اور اسکی
بادشاہی کے دسویں سال و بروایت دیگر دوسرے سال جناب صادقؑ اپنے آباء اکرام سے ملحق ہوئے۔ و
بقول دیگر ابتدائے امامت آنحضرتؑ زمانہ بادشاہی ابراہیم بن ولید تھی۔ ابن بابویہؒ اور دیگر علماء نے لکھا
ہے کہ بحکم منصور ملعون آنحضرتؑ کو شہید کیا اور لکھا ہے انگور زہر آلود آنحضرتؑ کو کھلائے۔ اور باتفاق علماء
ان کو بقیع میں ان کے والد بزرگوار کے پہلو میں دفن کیا۔ کلینیؒ و ابن بابویہ برقی و دیگر علماء نے روایت کی ہے

کہ جب وقت وفات آنحضرتؑ ہوا، چشمہائے مبارک کھول کے فرمایا میرے عزیزوں کو جمع کرو۔ جب سب جمع ہوئے۔ انکی طرف نظر کر کے فرمایا۔ ہماری شفاعت اُسے نصیب نہ ہوگی جو نماز کو سبک جان کے اعتنا اس کی شان و منزلت پر نہ کریگا۔ پھر فرمایا ستر دینار طلا حسن افطس کو پسر عم آنحضرتؑ تھے دے دیں اور اپنے ہر ایک عزیز کو وصیت فرمائی۔ معاملہ آزاد کرو۔ لوگوں نے کہا۔ افطس کے بارہ میں وصیت کرتے ہیں حالانکہ اس نے چھری آپ پر کھینچ کر آپ کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ تو چاہتا ہے میں قطع رحم کروں اور ان لوگوں سے نہ ہوں جن کی خداوند عالم نے بصلہ رحم کی مدح کی اور ان کی شان میں فرمایا ہے والذین یصلون ما امر اللہ بہ ان یوصل ویخشون ربھم ویخافون سوء الحساب پس فرمایا۔ ہاں اے صالحہ اس کے حق میں اسلیے سر وصیت کرتا ہوں۔ کہ حق تعالیٰ نے بہشت پیدا کیا اور اسے خوشبو فرمایا اور اسکی خوشبو دو ہزار سال کی راہ تک پہنچتی ہے۔ لیکن اس کی خوشبو عاق پدر و مادر و قطع کنندہ رحم نہیں سونگھتا۔

حال وفات حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

کلینی علیہ الرحمہ نے بسند موثق امام موسیٰ کاظم سے روایت کی ہے۔ کہ کہا۔ میں اپنے پدر بزرگوار کو دو جامہ سفید مصری کہ جن میں حضرتؑ نے احرام حج باندھا تھا۔ اور ایک پیراہن جسے پہنے رہتے تھے اور وہ عمامہ جو حضرت امام زین العابدین سے حضرت تک پہونچا تھا۔ اور ایک برد یمنی جسے چالیس دینار کو خریدا تھا اور آج کل اس کی چار سو دینار قیمت تھی۔ ان میں کفن کیا۔ ایضاً۔ روایت کی ہے کہ بعد وفات جعفر صادق امام موسیٰ کاظم فرماتے تھے کہ ہر شب اس حجرہ میں چراغ روشن رکھیں جس حجرہ میں حضرت نے وفات فرمائی تھی۔ شیخ کلینیؒ و ابن شہر آشوبؒ نے ایوب جوزی سے روایت کی ہے کہ ایک شب منصور دوانقی نے مجھے طلب کیا۔ جب میں وہاں گیا۔ دیکھا منصور کرسی پر بیٹھا ہے۔ اور شمع اسکے آگے روشن ہے وہ شقی ایک خط ہاتھ میں لئے پڑھ رہا ہے۔ جب میں نے سلام کیا۔ اس نے وہ خط میرے آگے ڈال دیا۔ اور کہا۔ یہ خط محمد بن سلیمان کا دربارۂ وفات امام جعفر صادق آیا ہے۔ پھر تین مرتبہ اس نے کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون پھر کہا۔ مثل جعفر کہاں ممکن ہے۔ بعد اسکے حکم دیا۔ کہ اگر ایک شخص کو انہوں نے وصی کیا ہے اُسے بلا کے قتل کرو۔ بعد کئی روز کے جواب آیا۔ کہ آنحضرتؑ نے پانچ شخصوں کو وصی کیا ہے خلیفہ اور محمد بن سلیمان حاکم مدینہ اور اپنے بیٹوں عبداللہ اور موسیٰ اور حمیدہ مادر موسیٰ کاظم کو۔ جب منصور نے یہ خط پڑھا۔ کہا۔ ان کا قتل کرنا کیونکر ہو سکتا ہے۔ مولف فرماتے ہیں۔ چونکہ آنحضرتؑ بعلم امامت جانتے تھے کہ وہ شقی یہ ارادہ کریگا ان لوگوں کو بسبب ظاہر وصیت میں شریک کیا تھا۔ اور اس وصیت سے بھی اہل علم جانتے ہیں کہ اس سے وصایت اور امامت مخصوص حضرت موسیٰ کاظم مراد ہے چنانچہ روایت کی ہے کہ ابوحمزہ ثمالی کا اکابر صحابہ

ائمہ سے تھے انکے پاس ایک اعرابی آیا۔ابو حمزہ ثمالی نے اس اعرابی سے پوچھا کیا خبر ہے۔اس نے کہا امام جعفر صادق نے انتقال کیا ابو حمزہ ثمالی اس خبر وحشت اثر کے سننے سے ایک نعرہ مار کے بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا۔پوچھا کسے حضرت نے وصی کیا ہے۔اس نے کہا تین شخصوں کو وصی کیا ہے۔عبداللہ افطح و موسیٰ کاظم و منصور دوانقی کو یہ سن کے ابو حمزہ ثمالی متبسم ہوئے اور کہا۔الحمد للہ کہ ہم کو حضرت نے حق ہدایت فرمائی۔کہا حق کو تم نے کہاں سے جانا ابو حمزہ نے کہا۔وصیت منور ظاہر ہے۔کہ تقیہ کے واسطے ہے اس وجہ سے کہ حضرت کے وصی کو قتل نہ کرے اور اپنے فرزند خرد موسیٰ کاظم کو اپنے فرزند بزرگ عبداللہ افطح کے ہمراہ وصایت میں اسلئے شریک کیا کہ لوگ جانیں کہ عبداللہ افطح قابل امامت نہیں ہے۔کیونکہ اگر فرزند بزرگ کوئی علت اپنے بدن یا دین میں نہ رکھتا ہو لازم ہے کہ وہی امام ہو اور عبداللہ افطح کے فیل پا تھا اور دین بھی اس کا ناقص تھا۔اور احکام شریعت سے جاہل تھا۔اگر وہ کوئی علت نہ رکھتا۔وہی کافی تھا اس سبب سے میں نے جانا۔کہ امام بحق موسیٰ کاظم علیہ السلام ہیں۔اور ذکر ان دونوں کا مصلحتا ہے۔

فصل چوتھی

بیان ان بعض ظلم و ستم جو کہ آنحضرت کے عزیزوں اور شیعوں پر ہوئے

ابن بابویہؒ نے روایت کی ہے۔کہ جب منصور دوانقی ملعون بغداد شہر میں عمارتیں بنواتا تھا۔اولاد حضرت امیر المومنینؑ کو تلاش کر کے جسے پاتا تھا ستون ہائے عمارت میں چنوا دیتا تھا۔اور وہ بزرگ اسی طرح شہید ہوتے تھے۔ایک دن ایک طفل خوش رو و خوش خو کو فرزندان امام حسنؑ سے لائے اور معمار کو دے دیا۔ اسنے اس امام زادہ مظلوم کو درمیان ستون رکھا اور ایک شخص کو نگہبان کیا۔کہ اسکے ساتھ چن دیں جب اس معمار کی نظر جمال بے مثال پر اس طفل کے پڑی۔اسے رحم آیا۔اور نہ ہو سکا۔کہ اس معصوم کو ہلاک کرے جب ستون میں چننے لگا۔ایک روشندان اس نے سانس لینے کیلئے بنا دیا۔اور کہا۔اے بے گناہ غمگین نہ ہونا۔کہ میں بہت جلد آکے تجھے اس مہلکہ سے نجات دونگا جب رات ہوئی۔اور لوگ اپنی اپنی جگہ جا کے آرام میں مشغول ہوئے وہ معمار اس ستون کے قریب آیا۔اور اس طفل کو اس ستون سے نکال کے کہا اے جوان میں نے تم پر رحم کیا۔تم بھی مجھ پر رحم کرو۔میرے خون اور سب کاریگروں کے خون میں جو میرے ہمراہ ہیں شریک نہ ہونا اور وہ یہ ہے کہ تم نظر مردم سے پنہاں ہو جاؤ اور اپنی صورت تبدیل کر دو کہ تجھے

کوئی پہچان نہ سکے میں نے اس شب تار میں آکے تمہیں نجات دی۔ اور اپنے کو خوف وہم میں فقط اسی خیال سے مبتلا کیا۔ کہ بروز قیامت تمہارے جد جناب رسول خدا مجھ سے مخاصمہ نہ کریں یہ کہہ کے کسی اوزار سے جو کہ معماروں کے پاس ہوتے ہیں۔ گیسوان کے کاٹ ڈالے اور کہا۔ اس شہر سے چلے جاؤ۔ اور اپنی ماں پاس نہ جاؤ۔ کہ مبادا میں رسوا ہوں۔ اس طفل نے کہا چونکہ تمہارے نزدیک مصلحت یہی ہے کہ میں اپنی ماں پاس نہ جاؤں تم نے مجھ پر احسان کیا۔ اور مجھے نجات دی۔ اب لازم ہے کہ میری ماں پر بھی احسان کرو۔ اور انہیں خبر پہنچادو کہ تمہارا پسر زندہ ہے۔ شاید ان کا جزع وفزع اور نالہ وزاری میں سکون ہو۔ اور یہ میرے گیسوان کے پاس بطور نشان لے جاؤ کہ تمہارے کلام کی انہیں تصدیق ہو۔ یہ کہہ کے وہ معصوم اسی شب پنہاں روانہ ہوگیا اور کسی نے نہ جانا۔ کہاں گیا۔ اس معمار نے کہا۔ اس کے بعد میں گیا۔ اور ان کی ماں کا مکان تلاش کیا۔ جب قریب مکان پہنچا۔ صدائے گریہ وزاری اس سیدہ مظلومہ کی میرے کان میں آئی پھر میں نے جاکے فرزند کی خبر حیات بیان کی وہ سیدہ خوش ہوگئیں اور میں واپس آگیا

باب پنجم

بیان تاریخ ولادت و وفات لخت جگر حضرت سید البشر شافع محشر امام ہفتم ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام

فصل اوّل

بیان ولادت باسعادت و نسب و اسم و کنیت و لقب حضرت

اسم شریف موسیٰ کنیت ابوالحسن و ابوابراہیم و ابوعلی و ابواسماعیل بھی لکھی ہے اور مشہور تر کنیت ابوالحسن ہے
القاب شریف آنحضرت کاظم صابر و صالح ہیں۔ اور امین بھی ہے اور لقب مشہور آنحضرت کاظم ہے۔ پدر بزرگوار
آنحضرت امام جعفر صادقؑ اور مادر آنحضرت ام ولد تھیں کہ ان کا نام حمیدہ بربریہ لکھا ہے اور بعضوں نے اندلسیہ
بھی لکھا ہے اور نقش نگیں آنحضرت بروایت امام رضا علیہ السلام حسبی اللہ تھا۔ اور بروایت دیگر الملک للہ وحدہ
ولادت آنحضرت ابوا منزل میں کہ درمیان مکہ و مدینہ ایک مقام ہے واقع ہوئی اور مشہور زیادہ ہے کہ ولادت
آنحضرت ۱۲۸ھ میں واقع ہوئی اور بعضوں نے ۱۲۹ھ بھی لکھی ہے اور روز ولادت آنحضرت یکشنبہ ماہ صفر
ساتویں تاریخ ہے۔ کلینیؒ و قطب راوندیؒ و دیگر علماء نے روایت کی ہے کہ ابن عکاشہ اسدی خدمت ابو جعفر
امام محمد باقرؑ میں حاضر ہوئے اس وقت امام جعفر صادق خدمت آنحضرتؑ میں کھڑے تھے۔ حضرتؑ نے
اس کا اعزاز و اکرام کر کے انگور اسکیلئے طلب فرمائے۔ اثنائے سخن میں ابن عکاشہ نے عرض کی یا ابن
رسول اللہ آپ جعفر کا عقد کیوں نہیں کرتے اس لئے کہ زمانہ ان کی تزویج کا آچکا ہے ایک ہمیان زر
پاس رکھتی تھی۔ حضرت نے فرمایا۔ بہت جلد ایک بردہ فروش ساکن بربر میمون کے گھر میں اتریگا۔ میں
اس روپیہ سے جعفر کے لئے ایک کنیز خریدونگا۔ راوی کہتا ہے بعد چند روز کے پھر حضرت کی خدمت
میں حاضر ہوا حضرتؑ نے فرمایا۔ تم کو اس بردہ فروش کی خبر دوں جس کا حال میں نے تم سے کہا تھا کہ اس
سے ایک کنیز جعفر کے لئے خریدوں گا۔ اب وہ آیا ہے جاؤ اس روپیہ سے ایک کنیز خریدو۔ جب ہم اس

بردہ فروش پاس گئے۔ اس نے کہا جس قدر کنیزیں میرے پاس تھیں سب فروخت ہوگئیں۔ مگر ہاں دو کنیزیں میرے پاس موجود ہیں۔ کہ ایک دوسرے سے بہتر ہے۔ میں نے کہا۔ انہیں لاؤ کہ ہم بھی دیکھیں جب انہیں باہر لایا میں نے کہا۔ جو یہ کنیز دوسری کنیز سے بہتر ہے کتنے کو دوگے۔ اس نے کہا آخری قیمت اس کی ستر دینار ہیں میں نے کہا۔ اگر کچھ کم قیمت کرو احسان ہوگا۔ اس نے کہا کم نہیں ہوسکتا میں نے کہا اس تھیلی میں جس قدر روپیہ ہے ہم خرید سکتے ہیں۔ ایک مرد سفید ریش اس کے پاس بیٹھا تھا۔ اس نے کہا اس تھیلی کو کھول کے شمار کرو۔ اس بردہ فروش نے کہا۔ بیکار نہ کھولو۔ اگر ستر دینار سے ایک حبہ کم ہوگا فروخت نہ کرونگا۔ اس مرد پیر نے کہا کھول کر گنو۔ جب میں نے تھیلی کھول کر گنی ستر دینار تھے۔ پس اس کنیز کو میں نے خرید کیا اور بخدمت آنحضرت لے گیا۔ اس وقت امام جعفر صادق خدمت آنحضرتؐ میں حاضر تھے۔ جو کچھ گذرا تھا میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا حضرتؐ نے مجھے آفرین کہہ کے اس کنیز سے سوال کیا۔ تمہارا کیا نام ہے۔ اس نے کہا۔ میرا نام حمیدہ ہے حضرتؐ نے فرمایا۔ دنیا میں پسندیدہ اور آخرت میں حمد و ستائش کردہ ہوگی۔ مجھے خبر دو۔ باکرہ ہو ثیبہ۔ اس کنیز نے کہا۔ باکرہ ہوں حضرت نے فرمایا کوئی کنیز دست فروشوں پاس نہیں آتی جسے وہ فاسد نہ کر دیتے ہوں۔ تم کیونکر باکرہ رہیں اس کنیز نے کہا جب وہ میرے پاس آتا تھا۔ اور مقاربت کا ارادہ کرتا تھا۔ خداوند عالم ایک مرد سفید ریش کو اس پر مسلط کرتا تھا۔ کہ اسکے منہ پر طمانچہ مار کے اس کو اس فعل سے منع کرتا تھا اور مکرر ایسا ہی واقعہ ہوا۔ اور ہر دفعہ وہ مرد پیر اس کا مانع ہوتا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے جعفرؑ اس کنیز کو تم لے جاؤ یہ تم سب سے اور اس کنیز سے ایک ایسا فرزند متولد ہوگا کہ وہ بہترین اہل زمین ہوگا۔

حال حضرت حمیدہ خاتون

بسند معتبر دیگر روایت کی ہے کہ امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا۔ حمیدہ خاتون پاک و پاکیزہ ہر کثافت و عیب سے مثل شمیمہ طلائے خالص تھی۔ اور ہمیشہ بحکم حق تعالیٰ ملائکہ نے اس کی حراست و نگہبانی کی۔ کہ بیگانہ کا ہاتھ ان تک نہ پہنچے یہاں تک کہ میری بزرگواری اور میرے بعد بزرگواری حجت خدا کیلئے مجھے ملی۔ و بروایت دیگر حمیدہ نے قبل اس کے کہ حضرت نے خریدا۔ خواب میں دیکھا۔ کہ چاند ان کے دامن میں اُتر آیا کلینیؒ و صفار و برقی و دیگر علماء نے بسند ہائے معتبر ابو بصیر سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا جس سال امام موسیٰ کاظم علیہ السلام متولد ہوئے اسی سال ہمراہ جناب صادقؑ کے حج کو گیا جب ہم منزل ابوا میں پہنچے حضرتؐ نے میرے لئے چاشت طلب فرمائی۔ اور نہایت لطیف چاشت آئی۔ اثنائے چاشت خوری میں ایک قاصد حمیدہ کی طرف سے بخدمت آنحضرتؐ حاضر ہوا۔ حمیدہ خاتون نے کہلا بھیجا۔ اب مجھ میں اثر وضع حمل ظاہر ہوئے ہیں۔ حضرتؐ نے کہلا بھیجا۔ جب اثر ظاہر ہو مجھے اطلاع دینا۔ کہ یہ فرزند مثل اور فرزندوں کے نہیں ہے یہ سن کے حضرت شاد و خوشحال اٹھ کے متوجہ خیمہ خرم ہوئے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت شگفتہ و خنداں ہم سب

لوگوں پاس تشریف لائے میں نے کہا خدا ہمیشہ آپ کے دانِ شریف کو خنداں اور آپ کے دل کو شادماں رکھے۔ مجھے خبر دیجئے کہ حمیدہ خاتون کا کیا حال ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ مجھے خدا نے ایسا پسر عطا فرمایا ہے۔ جو بہترین خلق خدا ہے۔ اور حمیدہ نے مجھے اس فرزند کے ایک ایسے امر کی اطلاع دی کہ میں اس امر پر اس سے زیادہ مطلع تھا۔ میں نے عرض کیا آپ پر سے فدا ہوں .... کس چیز کی حمیدہ نے آپ کو خبر دی حضرتؑ نے فرمایا جب وہ مولد مبارک زمین پر آیا۔ اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھ کے اپنا سر جانب آسمان بلند کر کے کہا۔ میں نے حمیدہ سے کہا۔ ولادت حضرت رسولؐ اور ولادت ہر امام کی بعد آنحضرت کے اسی طرح ہے۔ میں نے کہا۔ آپ پر سے فدا ہوں۔ یا حضرت یہ کون سے علامت امام کیلئے ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا جس شب جد بزرگوار کا نطفہ منعقد ہوا ایک فرشتہ میرے جد بزرگوار کے پدر عالی مقدار پاس آیا جبکہ وہ خواب میں تھے اور ایک شربت آسمان سے جو کہ پانی سے زیادہ صاف اور دودھ سے زیادہ سفید اور مسکہ سے زیادہ نرم اور شہد سے زیادہ شیریں اور برف سے زیادہ ٹھنڈا تھا حضرت کے لیے لایا۔ اور حضرت نے نوش کیا۔ اس فرشتہ نے پلا کے مقاربت کیلئے معروض کیا۔ حضرت نے یہ سن کر شاد و خوشحال اٹھے اور اپنی زوجہ سے مقاربت فرمائی۔ پس میرے جد بزرگوار کا نطفہ اس پانی سے منعقد ہوا۔ اور اسی طرح وقت انعقاد نطفہ پدر بزرگوار وہ فرشتہ میرے جد نامدار پاس آیا اور وہی شربت حضرت کے لئے لایا اور وقت انعقاد میرے نطفہ کے وہ فرشتہ میرے جد بزرگوار پاس آیا اور وہی شربت لایا۔ اور جس شب اس فرزند کا نطفہ منعقد ہونے والا تھا اسی شب وہ فرشتہ میرے پاس آیا اور وہ شربت میرے لئے لایا میں نے وہ شربت پی کے حمیدہ سے مقاربت کی۔ اسی وقت اس مولود کا نطفہ شکم حمیدہ میں منعقد ہوا۔ پس لازم ہے اسے پہچانو اور جانو کہ میرے بعد وہی امام ہے۔ اور نطفہ ہر امام کا اس شربت سے منعقد ہوتا ہے جس کی میں نے تم کو خبر دی۔ جب وہ نطفہ مبارک چار مہینہ شکم مادر میں رہتا ہے حق تعالیٰ اس کی روح مقدس کو بدن سے منعطف کرتا ہے۔ اس وقت ایک فرشتہ حاضر ہوتا ہے جس کا حیوان نام ہے وہ فرشتہ اس آیت کو دائیں بازو پر لکھتا ہے۔ وتمت کلمة ربك صدقا وعدلا لا مبدل لکلماته وهو السمیع العلیم۔ اور جب امام شکم مادر سے باہر آتا ہے۔ ہاتھ زمین پر رکھ کے اپنا سر بجانب آسمان بلند کرتا ہے اور منادی کی آواز سنتا ہے۔ وہ منادی از جانب رب العزت افق اعلیٰ و عرش حق تعالیٰ کے قریب سے تین مرتبہ اس کا نام اور اس کے باپ کا نام لے کے کہتا ہے کہ اے فلاں بن فلاں ثابت رہ تجھے ایک امر عظیم کے لیے میں نے خلق کیا ہے تو ہی میری تمام خلائق سے میرا برگزیدہ اور میرا محل اسرار اور میرا صندوق علوم اور وحی آسمانی پر میرا امین اور زمین پر میرا خلیفہ ہے۔ تیرے اور تیرے دوستوں پر اپنی رحمت کو میں نے واجب کیا اور بہشتیوں کو بخش دیا ہے تم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دوں گا

اپنے جلال وعزت کی میں قسم کھاتا ہوں کہ تمہارے دشمنوں کو بدترین عذاب ہائے الیم معذب کرونگا۔ ہر چند دنیا میں ان کی روزی فراخ کرونگا۔ جب یہ آواز منادی کی تمام ہوئی امام اس کے جواب میں اسی ہیئت پر جس طرح ہے کہتا ہے۔ شهد الله انه لا اله الا هو والملائكة واولو العلم قائما بالقسط لا اله الا هو العزيز الحكيم جب امام اس کلام کو تمام کرتا ہے اسی وقت حق سبحانہ تعالیٰ علوم اولین و آخرین اسے عطا کرتا ہے اور وہ امام اس کا مستحق ہوتا ہے کہ روح شب قدر کو اس کی زیارت کرے۔ میں نے کہا۔ روح جبرئیل نہیں ہے حضرتؑ نے فرمایا نہیں بلکہ روح جبرئیل سے زیادہ بزرگ ہے بتحقیق کہ جبرئیل منجملہ ملائکہ ہے اور روح ایک خلق ہے جو ملائکہ سے بھی زیادہ بزرگ ہے چنانچہ خداوند عالم نے فرمایا ہے۔ تنزل الملائكة والروح کا ملائکہ کے بعد ذکر کیا ہے۔ بسند معتبر منہال قصاب سے منقول ہے کہ جب حضرتؑ نے مدینہ میں مراجعت فرمائی اس مولود مسعود کی تہنیت میں اہل مدینہ کی تین روز دعوت کی

فصل دوسری۔ بیان تاریخ شہادت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

بعض ظلم وستم جو خلفائے جور سے حضرت پر گذرے سے زیادہ مشہور یہ ہے کہ ۱۸۳ھ میں حضرت شہید ہوئے اور بعضوں نے ۱۸۶ھ اور بعضوں نے ۱۸۱ھ بھی لکھے ہیں۔ اور روز ولادت موافق مشہور جمعہ پچیسویں ماہ رجب تھی اور بعضوں نے پانچویں ماہ رجب لکھی ہے۔ اور عمر شریف آنحضرتؑ وقت وفات موافق مشہور چپن سال تھی اور بعضوں نے چون سال بھی لکھی ہے ابتدائے امامت میں عمر شریف بیس سال تھی اور اس سے کم بھی لکھی ہے اور مدت امامت پنتیس سال ہے اور ایام امامت بقیہ خلافت منصور تھے۔ اور وہ بظاہر متعرض آنحضرتؑ نہ ہوا۔ اس کے فوت ہو جانے بعد کچھ کم دس سال ایام خلافت مہدی تھے۔ اس شقی نے حضرت کو عراق میں بلا کے قید کر لیا۔ مگر بسبب مشاہدہ معجزات کثیر اذیت نہ دے سکا۔ اس کے بعد جب ہارون خلیفہ ہوا اس ملعون نے حضرتؑ کو بغداد میں بلا کے ایک مدت تک قید رکھا یہانتک کہ اپنی خلافت کے پندرھویں سال حضرتؑ کو اس ملعون نے زہر سے شہید کیا۔ اور سبب حضرت کو عراق میں طلب کرنے کا ابن بابویہؒ اور دیگر علماء نے یہ لکھا ہے۔ کہ اس شقی نے چاہا۔ کہ خلافت کو اپنی اولاد کے لیے مستحکم کرے۔ اس ملعون نے اپنے چودہ بیٹوں میں سے تین منتخب کئے محمد امین پسر زبیدہ کو اپنا ولی عہد کیا۔ اس کے بعد خلافت عبداللہ مامون اور اس کے بعد قاسم موئمن کے نام لکھی۔ اور چونکہ جعفر بن اشعث کو اتالیق محمد امین کا کیا تھا۔ اس سبب سے یحییٰ برمکی کہ اعاظم وزرائے ہارون سے تھا متفکر ہوا۔ کہ بعد ہارون کے

اگر خلافت محمد امین کے منتقل ہوگی۔ ابن اشعث مالک و مختار ہو جائیگا اس سبب سے دولت میرے سلسلہ سے خارج ہوئیگی۔ یہ اندیشہ کرکے ابن اشعث کی بدخواہی پر کمر باندھی اور مکرر اسے ہارون کے سامنے برا کہتا تھا۔ آخرالامر یہ تہمت تشیع واقرار امامت حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام متہم کیا۔ اور کہا یہ دوستان ومحبان آنحضرتؑ سے ہے۔ یہ ان کو خلیفہ اثر جانتا اور جو کچھ پیدا کرتا ہے۔ اس میں سے خمس حضرت کے لئے روانہ کرتا ہے۔ ایسے ایسے سخنان وحشت انگیز سے ہارون متفکر ہوا یہانتک کہ ایک روز اس ملعون نے یحییٰ اپنے وزیر سے اور اس کے علاوہ اور لوگوں سے بھی پوچھا۔ کہ میں اولاد ابوطالبؑ سے بلا کے موسیٰ کاظم کا حال دریافت کروں۔ انہوں نے علی بن اسماعیل بن جعفر کا پتا بتایا

حیلہ سازی دربارہ شہادت امام موسیٰ کاظمؑ

دبرایت دیگر محمد بن اسمٰعیل برادر زادہ آنحضرت کا نشان دیا۔ حضرتؑ نے محمد بن اسمٰعیل کے ساتھ بہت احسانات کئے تھے۔ اور وہ بھی اسرار حضرتؑ پر مطلع تھا پس بحکم خلیفہ ایک نامہ اس کے نام لکھ کے طلب کیا۔ جب یہ بات حضرت کو معلوم ہوئی۔ اس کو بلا کے فرمایا۔ کہاں کا ارادہ ہے اس نے کہا بغداد کا قصد ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ وہاں کیوں جاتے ہو۔ اس نے کہا پریشان ہوں اور مقروض ہو گیا ہوں حضرتؑ نے فرمایا میں تمہارا قرض ادا کرکے خرچ کی بھی کفالت کرونگا۔ اس نے قبول نہ کیا۔ اور کہا مجھے کچھ وصیت کیجئے۔ حضرتؑ نے فرمایا میری وصیت یہ ہے کہ میرے خون میں شریک نہ ہونا۔ میری اولاد کو یتیم نہ کرنا۔ پھر اس نے کہا۔ مجھے وصیت کیجئے۔ حضرتؑ نے پھر وہی وصیت کرکے تین سو دینار طلا اور چار ہزار درہم اُسے عطا فرمائے۔ جب وہ اٹھ کے چلا گیا۔ حضرتؑ نے حاضرین سے ارشاد کیا۔ کہ قسم بخدا یہ میرے خون میں کوشش کرکے میرے فرزندوں کو یتیم کریگا۔ حاضرین نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ باوجودیکہ آپ جانتے ہیں کہ وہ ایسے کام کریگا۔ پھر اس سے احسان کیوں کیا۔ اور یہ کثیر مال کیوں بخشا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اسلئے کہ میرے بزرگوں نے جناب رسول خدا سے روایت کی ہے۔ کہ جو شخص اپنے قرابتی پر احسان کرے اور وہ اس کے مقابل میں برائی کرے۔ اور یہ شخص پھر بھی اس سے احسان کو قطع نہ کرے پس بتحقیق کہ حق تعالیٰ اپنی رحمت کو اس سے قطع کرکے اسے اپنے عذاب سے معذب کرتا ہے۔ الغرض جب علی بن اسمٰعیل بغداد میں پہنچا یحییٰ بن خالد برمکی اسے اپنے گھر لے گیا اور اس سے معاہدہ لیا۔ کہ جب محفل ہارون میں جائے ایسے چند امور اپنے چچا کی نسبت ہارون سے کہے کہ وہ غضب ناک ہو۔ یہ مشورہ کرکے اسے مجلس ہارون میں لے گیا۔ جب داخل ہوا۔ سلام کرکے کہا۔ ہرگز میں نے نہیں دیکھا کہ دو خلیفہ ایک زمانہ میں ہوں۔ آپ اس شہر میں خلیفہ ہیں۔ اور حضرت موسیٰ کاظم مدینہ میں خلیفہ ہیں۔ لوگ اطراف عالم سے ان کیلئے خراج لاتے ہیں۔ خزانہ جمع ہو گیا ہے اور بہت مال وہتھیار جمع کئے ہیں۔ پس بحکم ہارون دس ہزار درہم اسے عطا کئے گئے اور اسی شب اس کے حلق میں ایسا درد شدید ہوا کہ بعذاب الٰہی واصل ہوا اور اس

روپیہ سے کچھ بھی منتفع نہ ہوا۔ و بروایت دیگر کئی دن کے بعد عارضۂ ہیضہ میں مبتلا ہوا اور سب رگیں بیٹھ نکل پڑے جب وہ روپیہ اس کے پاس لائے۔ اس وقت وہ حالت نزع میں تھا اور اس روپیہ سے سوائے حسرت کچھ اسے ہاتھ نہ آیا۔ پھر وہ روپیہ خزانۂ خلیفہ میں واپس گیا اور اسی سال کہ ۱۷۹ھ تھا ہارون لعین نے اپنی اولاد کے استحکام خلافت اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے قید کرنے کے قصد سے ارادہ حج کیا۔ اور اطراف میں نامے روانہ کئے کہ علماء و سادات و اعیان و اشراف سب کے سب مکہ میں حاضر ہوں کہ ان سے بیعت لیکے اپنی اولاد کی ولیعہدی سب شہروں میں منتشر و مشتہر کر دے۔ اس قصد سے وہ شقی پہلے مدینہ طیبہ میں آیا۔

حال قید امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

یعقوب بن داؤد کہتا ہے کہ جب ہارون مدینہ میں آیا ایک شب یحییٰ برمکی کے گھر گیا۔ اس نے مجھ سے کہا تو نے نہیں سنا کہ ہارون قبر جناب رسول خدا سے مخاطب ہو کے کہتا تھا میرے پدر و مادر یا رسول اللہ آپ پر فدا ہوں آپ سے میں اس قصد پر عذر کرتا ہوں جو کہ دربارہ موسیٰ کاظم قصد کیا ہے میں چاہتا ہوں انہیں قید کروں اسلئے کہ مجھے خوف ہے وہ فتنہ برپا کریں کہ آپ کی امت کی خونریزی ہو یحییٰ نے کہا مجھے ایسا گمان ہے کہ کل کے روز موسیٰ کاظم کو ہارون قید کریگا۔ جب صبح ہوئی۔ ہارون لعین نے فضل ابن ربیع کو امام موسیٰ کاظم پاس اسوقت بھیجا جبکہ آنحضرت اپنے جد بزرگوار جناب رسول خدا صلعم کے روضہ میں نزدیک قبر منور آنحضرت نماز پڑھ رہے تھے۔ اثنائے نماز ہی میں حضرتؑ کو قید کر لیا۔ محمد بن سلیمان کہتا ہے کہ جب حضرتؑ کو اثنائے نماز میں پکڑ لیا اور کھینچ کر چاہا مسجد سے باہر لے جائیں۔ حضرتؑ نے اپنے جد بزرگوار کی قبر مبارک سے خطاب کر کے ارشاد کیا۔ یا رسول اللہ جو کچھ آپ کی امت بدکردار سے آپ کے اہلبیت بزرگوار پر ظلم و ستم گذرے ہیں میں ان کی شکایت کرتا ہوں۔ یہ سن کے ہر طرف سے لوگ بصدائے بلند رونے لگے۔ جب حضرتؑ کو ہارون پاس لے گئے۔ اس شقی نے بہت کچھ ناسزا حضرتؑ کو کہہ کے حکم قید دیا۔ اور دو محملیں تیار کیں۔ اسلئے کہ لوگ نہ جانے کہ حضرت کو کس طرف لئے جاتے ہیں۔ بعد اسکے ایک محمل کو جانب بصرہ اور دوسری محمل کو بغداد کی جانب روانہ کیا۔ اور حضرت اس محمل پر تھے۔ جو بصرہ روانہ کی تھی۔ اور احسان مرد امن کو ہمراہ روانہ کیا۔ کہ بصرہ میں جائے عیسیٰ بن جعفر بن منصور اس شقی کے چچا زاد بھائی کے سپرد کرے ساتویں تاریخ ماہ ذوالحج کو بصرہ پہنچے اور علانیہ ان کو عیسیٰ کے حوالے کیا۔ عیسیٰ نے حضرت امام موسیٰ کاظم کو حجرہ میں جو کہ اس کے دیوان خانہ سے متصل تھا اس میں قید کیا۔ اور مشغول عیش و عشرت ہوا۔ دن میں دو دفعہ حجرہ کو کھولتے تھے ایک مرتبہ اس لئے کہ حضرت باہر آ کے وضو کر لیں۔ اور دوسری دفعہ کھانا لے جانے کیلئے۔ محمد بن سلیمان کہتا ہے کہ عیسیٰ کے ایک محرر نے مجھ سے کہا کہ ان ایام خوشی میں اس مرد

بزرگوار نے ایسا لہو ولعب اور انواع فواحش سننے کہ مجھے گمان ہے ہر گز کبھی ان کی خاطر شریف میں بھی ایسے امور کا خطوط نہ ہوا ہوگا۔ ایک سال حضرت اس ملعون پاس رہے اور مکرر ہارون نے اسے لکھا۔ کہ حضرت کو شہید کرے اور اُسے جرأت نہ پڑتی تھی۔ کہ ایسے امر شنیع کا مرتکب ہو۔ بلکہ اس کے دوست لوگ بھی اُسے منع کرتے تھے۔ جب حضرت کو قید میں عرصہ گذرا۔ عیسیٰ نے ایک خط ہارون کو لکھا کہ موسیٰ کاظم کو یہاں قید میں عرصہ گذرا۔ اور مجھے ان کے قتل پر جرأت نہیں پڑتی ہے۔ میں نے ہر چند ان کے حالات کا تفحص کیا۔ لیکن سوائے عبادت و تفرع وزاری و تسبیح و مناجات حق تعالیٰ اور کوئی چیز ان سے نہیں سنتا ہوں۔ اور بہت دفع میں نے کان لگا کے سُنا۔ کبھی تم پر یا مجھ پر یا کسی بندہ خدا پر نفرین کرتے یا برا کہتے بھی نہیں سُنا وہ ہمیشہ متوجہ اپنے کام میں ہیں دوسرے سے انہیں کچھ سروکار نہیں۔ تم کسی کو بھیج دو کہ میں حضرت کو اس کے سپرد کر دوں ورنہ ان کو قید سے رہا کر دونگا۔ آئندہ ان کا قیدی رکھنا میں پسند نہیں کرتا۔ ایک جاسوس ملازمان عیسیٰ سے جس کو اسے تفحص احوال آنحضرتؑ پر موکل کیا تھا۔ کہتا ہے میں نے اس قید خانے سے مکرر سُنا کہ حضرت مناجات میں قاضی حاجات سے فرماتے تھے۔ خداوندا میں تجھ سے ہمیشہ اسی کا سوال کرتا تھا۔ کہ زاویہ خلوت وگوشہ عزلت وفراغ خاطر اپنی عبادت و بندگی کے لئے مجھے عطا کر۔ اب تیرا شکر کرتا ہوں کہ تو نے میری دعا مستجاب کر کے جو میں نے چاہا تھا۔ وہ مجھے عطا کیا۔ الغرض جب عیسیٰ کا خط ہارون پاس پہنچا۔ اس شقی نے کسی کو بھیج کے حضرت امام موسیٰ کاظم کو بصرہ سے بغداد میں طلب کیا۔ اور فضل بن ربیع کے مکان میں قید کیا۔ عبداللہ قزنوی کہتا ہے کہ ایک روز فضل بن ربیع کے مکان کی طرف سے میرا گذر ہوا۔ اس وقت وہ اپنے کوٹھے پر بیٹھا تھا۔ اس نے مجھے بلایا جب میں نزدیک گیا اس نے کہا اس روشندان سے جو فلاں کے مکان میں نظر کرو۔ کیا دکھائی دیتا ہے۔ میں نے کہا۔ ایک کپڑا زمین پر پڑا ہے۔ اس نے کہا۔ بغور دیکھو جب میں نے غور سے دیکھا۔ میں نے کہا کوئی آدمی سجدہ میں دکھائی دیتا ہے۔ اس نے کہا۔ یہ تمہارے مولا ہیں میں نے کہا۔ میرے مولا کون ہیں۔ اس نے کہا مجھ سے تجاہل عارفانہ کرتے ہو۔ میں نے کہا۔ نہیں۔ بلکہ فی الواقع میں نہیں جانتا اس نے کہا۔ یہ امام موسیٰ کاظمؑ ہیں۔ رات دن ان کا جو یائے احوال رہتا ہوں۔ مگر اسی طرح جسطرح تم دیکھتے ہو۔ ان کو ہمیشہ پاتا ہوں۔ جب نماز صبح سے فارغ ہوتے ہیں طلوع آفتاب تک مشغول تعقیب رہا کرتے ہیں۔ اس کے بعد سجدہ میں جاکے زوال شمس تک ہمیشہ سجدہ میں رہتے ہیں کسی کو حکم دے دو کہ جب زوال شمس ہو۔ ان کو خبر کرے۔ پس جب زوال شمس ہوتا ہے۔ اُٹھ کے بغیر تجدید وضو مشغول نماز ہوتے ہیں اس سے میں جانتا ہوں کہ وہ سجدہ میں سوتے نہیں ہیں۔ جب نماز ظہر و عصر کو مع نوافل ادا کرتے ہیں۔ پھر سجدہ میں جاتے ہیں اور سجدہ میں غروب آفتاب تک رہتے ہیں جب شام ہوتی ہے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور

اور بغیر اس کے کہ پاخانہ پیشاب کو جائیں۔ یا تجدید وضو کریں مشغول نماز مغرب ہوتے ہیں۔ اور ہمیشہ نماز تعقیب رہتے ہیں یہانتک کہ وقت نماز عشا آتا ہے۔ پھر نماز عشا ادا کر کے جب تعقیب سے فارغ ہوتے ہیں۔ قدرے قلیل طعام سے افطار کر کے تجدید وضو کرتے ہیں۔ پھر سجدہ کرتے ہیں۔ جب سر سجدہ سے اٹھاتے ہیں۔ تھوڑی دیر لیٹ رہتے ہیں اور اُٹھ کے وضو فرماتے ہیں اور ہمیشہ عبادت و نماز و دعا و تضرع میں صبح تک رہا کرتے ہیں جب صبح ہوتی ہے مشغول نماز صبح ہوتے ہیں جب سے انکو میرے پاس لائے ہیں۔ ان کی یہی حالت ہے سوائے اسکے اور کچھ ان سے میں نے نہیں دیکھا جب اس سے میں نے یہ کلام سنا۔ میں نے کہا خدا سے خوف کر و اور ان کو ایذا و تکلیف نہ دو۔ کہ باعث تمہارے زوال نعمت کا ہوگا۔ اس لئے کہ اُن سے جو کوئی برائی کرے گا۔ وہ دنیا ہی میں اپنی جزائے کردار کو پہنچے گا فضل بن ربیع نے کہا کہ ہارون نے مکرر کہلا بھیجا کہ ان کو شہید کرو۔ مگر میں نے قبول نہ کیا اور کہلا بھیجا کہ مجھ سے نہ ہو سکے گا۔ بلکہ اگر یہ مجھے قتل کریں تب بھی ایسا نہ کرونگا۔

حکایت فضل بن ربیع دربان ہارون رشید۔ حدیث دیگر میں فضل بن ربیع سے منقول ہے کہ کہا میں ہارون رشید کا دربان تھا ایک روز داخل قصر ہوا اور اسے نہایت غضب ناک پایا۔ اس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ اسے ہلاتا تھا جب اسنے مجھے دیکھا۔ کہا میں قسم کھاتا ہوں۔ کہ اگر میرے پسر عم کو اس وقت حاضر نہ کریگا تیرا سر جدا کروں گا میں نے کہا آپ کے پسر عم کون ہیں اس نے کہا۔ وہ حجازی۔ میں نے عرض کیا کون سا حجازی۔ اس نے کہا موسیٰ کاظم جب میں نے اس کا یہ حال اور خشم و غضب مشاہدہ کیا خدا سے مجھے خوف آیا۔ کہ آنحضرت کو ایسے وقت میں اسکے پاس لاؤں۔ پھر شیطان نے مجھے وسوسہ کیا۔ اور طمع مال و زر نے مجھے مجبور کردیا۔ پس عذاب خدا کو اپنے اوپر قرار دے کے کہا۔ بہت اچھا حاضر کرتا ہوں۔ ہارون نے کہا۔ دو جلاد مع تازیانہ کے حاضر کریں نے حاضر کئے اور حضرت کی تلاش میں چلا جب دریافت کیا۔ لوگوں نے ایک کھنڈل کا پتہ دیا۔ اس کھنڈل کی چھت خرموں کی لکڑیوں سے پٹی تھی اس کھنڈل میں ایک غلام حبشی کو میں نے دیکھا۔ اس سے کہا۔ اپنے آقا سے اجازت میرے آنے کی لے۔ اس غلام نے کہا جاؤ میرے آقا پاس کوئی دربان و پاسبان نہیں ہے جب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک غلام حبشی مقراض سے گوشت آنحضرت کو جو کثرت سجود سے پیشانی مبارک در بینی نورانی پر جم گیا تھا کاٹ رہا ہے۔ میں نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ آپ کو ہارون رشید نے بلایا ہے۔ حضرت نے فرمایا مجھے رشید سے کیا کام آیا۔ کثرت مال و دولت نے بھی اسے میرے سے باز نہیں رکھا۔ یہ کہہ کے جلدی اُٹھے۔ اور فرمایا اگر ایسا نہ ہوتا۔ کہ میرے جد جناب رسول خدا سے مجھ تک روایت پہنچی ہے۔ اطاعت بادشاہ جابر تقیہ کے لئے واجب ہے۔ تحقیق کہ میں نہ جاتا۔ میں نے راہ میں حضرتؑ سے کہا۔ کیا حضرت آپ

مستعد عقوبت ہیں کہ خلیفہ آپ پر بہت خشمناک ہے۔ حضرت نے فرمایا کیا میرے ساتھ مالک دنیا و آخرت نہیں ہے اس مالک سے مجھے امید ہے کہ وہ مجھے انشاء اللہ محفوظ رکھے گا۔ حضرت نے ایک دعا پڑھی اور تین مرتبہ دست مبارک اپنے سر اقدس کے گرد پھرایا۔ جب ہارون پاس پہنچے۔ دیکھا وہ شقی گھر میں حیران و پریشان ہے اور اسطرح کھڑا ہے۔ جس طرح کسی عورت کا بچہ مر گیا ہو۔ جب اس نے مجھے دیکھا۔ پوچھا میرے پسر عم کو تم لائے۔ میں نے کہا۔ ہاں لایا ہوں۔ اس نے کہا کیا تو نے ان کو میرے غصّہ و غضب سے مطلع کیا ہے کہ میں ان پر خشمناک ہوں اس لئے کہ جو کچھ میں کہہ رہا تھا۔ اس کے کل میں لانے کا ارادہ نہ تھا۔ میں نے کہا۔ ان سے کچھ نہیں ذکر کیا۔ اس نے کہا اچھا حاضر کرو۔ جب حضرت داخل ہوئے اور ہارون کی نظر حضرتؑ پر پڑی اپنی جگہ سے دوڑ کے اپنے ہاتھ حضرت کی گردن میں ڈال کے کہا۔ اے برادر عم و وارث حقیقی خلافت مرحبا۔ خوش آمدی۔ یہ کہہ کے حضرت کو قریب بٹھایا۔ اور کہا۔ میری ملاقات کو آپ کیوں کم آتے ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا تمہارے ملک کی وسعت اور تمہاری محبّت دنیا میرے کم آنے کا باعث ہے۔ اس شقی نے شیشہ عطر منگا کے حضرت کی ریش مبارک کو معطر کیا۔ اور حکم دیا۔ کہ خلعت کے دو کیسہ زر حاضر کرو۔ جب حاضر کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اگر برائے فرزندان ابو طالب کا تزویج کرنا جس سے ان کی قطع نسل قیامت تک نہ ہو۔ مجھے منظور نہ ہوتا بتحقیق کہ یہ مال میں قبول نہ کرتا۔ پس باہر تشریف لائے اور فرمایا۔ الحمد للہ رب العلمین۔ جب حضرت باہر تشریف لے گئے۔ میں نے ہارون سے کہا۔ آپ چاہتے تھے حضرت کو سیاست کریں اور جب وہ آئے۔ آپ نے انہیں خلعت دیا۔ اور کرامت و نوازش کی۔ اس کا سبب کیا ہے۔ ہارون نے کہا۔ جب تم حضرت کو لینے گئے۔ میں نے دیکھا۔ کہ ایک گروہ نے میرے گھر کو گھیر لیا ہے۔ ان کے ہاتھوں میں حربے تھے۔ وہ سب طرف سے حربوں کا رخ میرے قصر کے نیچے لے گئے۔ اور کہا اگر کچھ بھی ایذا فرزند رسول خدا کو تو نے دی۔ یہ جان لینا۔ اسی قصر کو زمین پر سے ہم پلٹ دیں گے۔ اور اگر ان سے تو نے احسان کیا۔ اس وقت ہم تجھ سے دستبردار ہو کے واپس جائیں گے۔ و بروایت دیگر ثوبانی سے منقول ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم دس سال سے زیادہ اسی طرح رہے کہ جب آفتاب ایک نیزہ بلند ہوتا تھا۔ سجدہ میں جا کے مشغول دعا و تضرع زوال شمس تک رہتے تھے اور جن دنوں حبس ہارون میں تھے وہ ملعون کرِ بالائے سقف جا کے اس حجرہ کی طرف نظر کرتا تھا۔ جس میں حضرت محبوس تھے۔ وہ شقی یہ دیکھتا تھا کہ کوئی کپڑا زمین پر پڑا ہے سوائے اس کے اور کچھ نہ دیکھتا تھا۔ ایک روز اس نے ربیع دربان سے کہا۔ یہ کپڑا کیسا اس حجرہ میں دکھ پڑتا ہے۔ ربیع نے کہا۔ یہ کپڑا نہیں۔ بلکہ۔ امام موسیٰ کاظم ہیں ہر روز بعد طلوع آفتاب سجدہ میں جا کے تا وقت زوال سجدہ میں رہتے ہیں۔ ہارون نے کہا۔ تحقیق کہ حضرت رہبانان و عباد بنی ہاشم سے ہیں ربیع نے کہا جبکہ آپ جانتے ہیں۔ وہ ایسے ہیں۔ پھر ان کو اس زندان تنگ میں کیوں رکھا ہے۔ کہا

ملعون نے کہا دولت وحشمت اس کی مقتضی ہے کہ ان کو اسی طرح رکھوں

حال زہر دادن امام موسیٰ کاظم

بروایت اول جب ہارون کو معلوم ہوا کہ فضل بن ربیع قتل حضرت نہیں چاہتا یہ خیال کر کے آنحضرت کو قید خانہ سے نکال فضل بن یحییٰ برمکی پاس محبوس کیا فضل ہر شب ایک خوان طعام حضرت کے لئے بھیجتا تھا اور دوسری جگہ سے کھانا حضرت کے لئے نہ آنے دیتا تھا شب چہارم جب خوان طعام حضرت کے لئے لائے امام مظلوم نے سر بجانب آسمان بلند کیا اور کہا۔ خداوندا تو جانتا ہے کہ اگر قبل اسکے ایسا کھانا کھاتا میں تحقیق کہ اعانت اپنے ہلاک پر کر لاتا۔ اور امشب اس طعام کے کھانے سے مجبور و معذور ہوں۔ جب اس سے تھوڑا سا طعام تناول کیا۔ اثر زہر بدن شریف حضرت میں ظاہر ہوا اور حضرت بیمار ہو گئے۔ جب صبح ہوئی۔ اس شقی نے طبیب حضرت کے پاس بھیجا۔ اور مزاج پرسی کی۔ حضرت نے جواب نہ دیا جب بہت مبالغہ واصرار کیا اس وقت حضرت نے اپنا دست مبارک اس طبیب کو دکھا کے فرمایا۔ یہ میری بیماری ہے جب طبیب نے دیکھا کہ دست کف سبز ہو گیا اور وہ زہر جو کہ حضرت کو دیا تھا۔ اس جگہ جمع ہو گیا ہے۔ طبیب یہ کیفیت دیکھ کے ہارون پاس آیا اور کہا قسم بخدا جو کچھ تم نے ان سے سلوک کیا۔ وہ اسے تم لوگوں سے زیادہ جانتے ہیں۔ پس حضرت نے اس مرض میں انتقال کیا۔ و بروایت دیگر فضل بن یحییٰ پر تاکید قتل حضرت کی مگر اسے جرأت نہ ہوئی۔ بلکہ تعظیم و تکریم حضرت کرتا تھا جب ہارون ملعون بمقام رقہ گیا۔ اسے خبر پہنچی کہ آنحضرت فضل بن یحییٰ پاس مکرم و معظم رہتے ہیں۔ اور وہ کوئی صدمہ اور تکلیف حضرتؑ کو نہیں دیتا۔ اس نے مسرور خادم کو بہ تعجیل بجانب بغداد روانہ کیا کہ بے خبر فضل بن یحییٰ کے مکان میں داخل ہو کے حال حضرتؑ مشاہدہ کرے۔ اگر اسی طرح پائے جس طرح لوگوں نے خبر دی ہے۔ اس وقت ایک خط بنام عباسؑ بن محمد اور دوسرا خط بنام سندی بن شاہک اسی مضمون کا بھیج دے کہ جو کچھ تم نے ان خطوط میں لکھا ہے اس کی تعمیل کرو۔ پس مسرور خفیہ داخل بغداد ہوا۔ اور اچانک مکان فضل بن ربیع میں گیا۔ اور کوئی نہ سمجھا۔ کہ یہ کس کام کو آیا ہے۔ جب اس نے دیکھا۔ کہ حضرت اس کے مکان میں باعزت و آبرو ہیں۔ اسی وقت وہ ملعون باہر جا کے عباس بن محمد کے مکان میں گیا اور نامہ ہارون اسے دیا۔ جب اس نے خط کھولا فوراً فضل بن یحییٰ کو بلایا۔ اور تختوں میں کھینچ کے ایک سو تازیانہ اسے لگایا۔ مسرور خادم نے جو دیکھا۔ وہ ہارون کو لکھا۔ اس نے مضمون خط پڑھ کے ایک نامہ لکھا۔ کہ آنحضرت کو سندی بن شاہک ملعون کے سپرد کر دے اور اپنی مجلس دیوانی میں باواز بلند کہا۔ کہ فضل بن یحییٰ نے میری مخالفت کی ہے میں اس پر لعن کرتا ہوں تم بھی اس پر لعنت کرو۔ یہ سن کر جمیع اہل مجلس نے بآواز بلند فضل بن یحییٰ پر لعن کیا جب یہ خبر یحییٰ

برمکی کو پہنچی وہ مضطرب ہو کے ہارون کے مکان میں گیا۔ اور دوسری راہ سے سوائے راہِ متعارف داخل ہوا۔ اور عقب ہارون آگے اس ملعون کے کان میں کہا۔ اگر میرے پسر فضل نے آپ کی مخالفت کی۔ میں تو آپ کی اطاعت کرتا ہوں۔ جو کچھ آپ کہیں اس کی تعمیل کروں۔ یہ سن کے وہ ملعون اس کے پسر فضل سے راضی ہوگا اور اہل مجلس کی جانب مخاطب ہو کے کہا فضل پر بوجہ اس کی مخالفت کے میں نے لعنت کی تھی اب اس نے توبہ کی۔ میں نے اس کی عفو کردی تم بھی اس سے راضی ہو۔ ان اشقیاء نے بآواز بلند کہا۔ ہم اسکے دوست ہیں جس کے آپ دوست ہیں۔ اور ہم اس کے دشمن ہیں جس کے آپ دشمن ہیں۔ پس یحییٰ بہ تعجیل بغداد روانہ ہوا۔ اس کے آنے سے لوگ متفکر و متوحش ہوئے۔ جو کوئی اس سے پوچھتا تھا۔ وہ کہتا تھا۔ قلعہ کی تعمیر اور عاملوں کے تفحص احوال کے لئے اس طرف آیا ہوں چند روز وہ ملعون کمال کی دیکھ بھال میں مشغول رہا بعد اسکے سندی شقی کو حکم دیا۔ کہ آنحضرتؑ کو زہر دے اور چند رطب زہر آلود کر کے سندی ملعون کو دیئے کہ حضرت کے پاس لے جائے اور مبالغہ و اصرار کر کے کھلا دے۔ اور جب تک حضرت۔ نہ کھائیں دستبردار نہ ہو جب سندی شقی وہ رطب زہر آلود حضرتؑ کے پاس لایا۔ امام مظلوم نے مجبوری تناول فرمائے۔

حال وفات حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

ابن بابویہ اور دیگر علماء نے حسن بن بشار سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا ایک مرد پیر قطیعۃ الربیع کے باشندوں سے کہ وہ مشاہیر علمائے اہل سنت سے تھا اور میں اسکے قول پر اعتماد رکھتا تھا۔ اس نے مجھے خبر دی کہ ایک روز سندی ملعون اسّی آدمی مشاہیر علماء اور اعیان بغداد سے جمع کر کے اس مکان میں لایا۔ جہاں امام موسیٰ کاظمؑ قید تھے۔ جب ہم لوگ بیٹھے سندی فسق نے کہا۔ اس شخص یعنی امام موسیٰ کاظمؑ کو دیکھو کچھ بھی انہیں صدمہ و گزند پہنچا ہے۔ حالانکہ لوگوں کو گمان ہے۔ میں نے ان کو بہت گزند اور صدمے دیئے ہیں۔ اور ان کو محنت و مشقت میں رکھتا ہوں۔ اس بارہ میں لوگ بہت کچھ کہتے ہیں۔ باوجود ایسے مکان کشادہ میں فرشہائے تکلف پر بآرام رکھتا ہوں۔ اور خلیفہ ان کی طرف سے اپنے دل میں برائی نہیں رکھتا۔ اور انہیں اسلئے یہاں رکھا ہے کہ جب پھر کے آئیگے ان سے ملاقات کرے اس وقت بھی یہ صحیح و سالم بیٹھے ہیں اور کسی بات میں ان پر تنگ گیری نہیں کی گئی اسے حاضرین اس وقت یہ بیٹھے ہیں تم ان سے دریافت کرو اور گواہ رہو۔ اس بڈھے نے کہا۔ کہ تمام حاضرین مجلس حضرتؑ کو دیکھنے میں مشغول تھے۔ اور آثار فضل و عبادت و انوار سیادت و نجابت و سیمائے فلکی در زہادت جبین مبین حضرتؑ سے ساطع و لامع تھے۔ پس حضرتؑ نے فرمایا۔ اے گروہ جو کچھ اس نے درباہ وسعت مکان و منزل و رعایت ظاہری بیان کیا۔ اسی طرح ہے جو اس نے کہا۔ لیکن تم لوگ گواہ رہو۔ کہ اس نے مجھے نو دانہ انگور میں زہر دیا ہے اور کل کے روز میرا رنگ سبز ہو جائیگا۔ اور پرسوں اس خانہ رنج و عناد سے رحلت کر کے بعالم بقاء

رفیق اعلیٰ ملحق ہوں گا۔ جب حضرت نے فرمایا۔ سندی ملعون کانپنے لگا۔ اور مثل شاخہائے درخت خرما اس کا بدن پلید کانپتا تھا۔ پھر حضرتؑ نے فرمایا اس ملعون سے کہا میرے غلام کو بھیج دے کہ میرے انتقال کے بعد وہ غلام میرا متکفل احوال ہو۔ اس شقی نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ اپنے مال سے آپ کو کفن دوں۔ حضرتؑ نے قبول نہ کیا۔ اور فرمایا ہم اہل بیت کا مہر زنان و زر حج و کفن ہمارے اہل پاکیزہ سے ہوتا ہے۔ اور میرا کفن میرے پاس موجود ہے۔ جب حضرتؑ نے رحلت فرمائی سندی ملعون نے علماء و فقہاء سارے بغداد کو طلب کیا اور کہا دیکھو کوئی نشان زخم بدن حضرت میں نہیں ہے لازم ہے کہ لوگوں سے بیان کریں کہ ہارون کی کوئی تقصیر فوت حضرت میں نہیں ہے پس حضرت کو بغداد کے پل پر لٹا کے چہرہ نورانی کھول دیا۔ اور لوگوں کو ندا کی کہ یہ امام موسیٰ کاظمؑ ہیں انہوں نے دنیا سے رحلت کی ہے ان کو دیکھو۔ اس منادی سے لوگ آئے اور چہرہ آنحضرت پر نظر کرتے تھے۔ و بروایت دیگر بعد وفات حضرت سندی شقی نے حکم دیا بحکم ہارون ستر فقہاء امراء و اشراف بغداد کو بلا کے جسم مبارک آنحضرتؑ کھولا۔ اور کہا۔ دیکھو کوئی زخم ان کے بدن پر نہیں ہے۔ اپنی موت سے انہوں نے انتقال کیا ہے گواہ رہو اور جو کچھ لوگ خلیفہ پر اتہام لگاتے تھے۔ وہ غلط ہے ان سب نے جسم شریف حضرتؑ کو دیکھا۔ اور پائے مبارک پر مہندی کا نشان پایا۔ پھر ایک محضر لکھا گیا۔ ان سب نے اس محضر باطل پر اپنی گواہی لکھ دی۔

معجزات حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

بروایت علی بن احمد آنحضرتؑ نے اپنی وفات سے تین روز پہلے مسیب بن زہیر سے موکل کو بلا کے فرمایا۔ اے مسیب اس نے کہا۔ لبیک اے میرے مولا حضرت نے فرمایا آج کی رات اپنے جد جناب رسول خدا کے مدینہ میں جاتا ہوں کہ اپنے فرزند علی کو وداع کر کے اپنا وصی کروں اور ودائع امامت و خلافت کو اسکے سپرد کر کے جس طرح میرے پدر بزرگوار نے مجھے سپرد کئے تھے سرخرو ہوں۔ مسیب نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ میں کس طرح دروازوں اور قفلوں کو کھولوں حالانکہ دربان و نگہبان دروازوں پر بیٹھے ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ تیرا یقین قدرت خدا اور ہماری بزرگی میں کس قدر ضعیف ہے کیا تو نہیں جانتا کہ ہم خدا نے در ہائے علوم اولین و آخرین کو ہم پر کھولا ہے وہ اس پر قادر نہیں کہ مجھے بغیر اسکے کہ دروازے کھولے جائیں مدینہ میں پہنچا دے مسیب نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ دعا کیجئے کہ خدا مجھے ثابت ایمان رکھے حضرت نے دعا کی۔ اور فرمایا۔ اللّٰھم ثبتہٗ۔ پھر فرمایا خدا کو اس اسم سے یاد کرتا ہوں جس اسم سے آصف بن برخیا نے خدا کو یاد کیا۔ اور تخت بلقیس کو دو مہینے کی راہ سے ایک چشم زدن میں سلیمان پاس حاضر کر دیا تھا خدا سے امید ہے کہ وہ اسی ساعت مجھے مدینہ میں علیؑ میرے فرزند پاس پہنچا دے مسیب نے کہا۔ یہ فرما کر حضرت مشغول دعا ہوگئے جب میں نے حضرت کی طرف نگاہ کی ان کو جائے نماز پر نہ دیکھا۔ متحیر اسی گھر میں کھڑا منتظر و متعجب تھا۔ تھوڑی دیر کے

بعد کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت اپنی جائے نماز پر آ گئے۔ اور زنجیریں اپنے پائے مبارک میں پہن لیں۔ یہ دیکھ کے میں نے
سجدہ شکر کیا۔ اس لئے کہ خدا نے مجھے قدر و منزلت حضرت پر مطلع کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے مسیب سر اٹھا۔ اور
سن میں تیسرے روز اس دنیا سے رحلت کرونگا۔ جب میں نے اس خبر وحشت اثر کو سنا قطرات اشک حسرت
اپنی آنکھوں سے برسائے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ گریہ نہ کرو کہ میرے بعد میرا فرزند علی امام اور تمہارا مولا ہے۔ تم کو
چاہیئے ان کا سامان ولایت تھامے رہو جب تک تم ان کے ہمراہ ہو۔ ان کی متابعت سے دستبردار نہ ہو گے ہرگز
گمراہ نہ ہو گے۔ میں نے کہا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ جب تیسرا دن ہوا میرے مولا نے مجھے طلب کیا۔ اور فرمایا جو کچھ میں نے
تم کو خبر دی تھی آج اس سفر آخرت پر عازم ہوں۔ جب میں تم سے پانی مانگ کے پیوں اور میرا شکم زہر قہر سے
نفخ کرے اور اعضا پر ورم آ جائے اور رنگ چہرہ بزردی مائل ہو اس کے بعد سرخ زرد ہو کے برنگہائے مختلف
دیکھنا اس وقت ہرگز مجھ سے کلام نہ کرنا۔ اور کسی کو قبل وفات میرے حال کی اطلاع نہ دینا۔ مسیب نے کہا میں وعدہ
آنحضرت کا منتظر حزین و غمگین کھڑا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت نے بعد ایک ساعت کے پانی طلب کر کے پیا۔ اور
فرمایا۔ اس سندی بن شاہک ملعون کو گمان ہے کہ مجھے غسل و کفن دے گا۔ نہایت دشوار ہے یہ امر ہرگز نہ
ہوگا۔ اس لئے کہ انبیاء و اوصیا کو سوائے نبی اور وصی کے دوسرا غسل نہیں دے سکتا۔ تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھتا
ہوں ایک جوان خوش رو کہ نور سیادت و ولایت جبیں مبین سے اسکے لامع تھا۔ اور سیمائے نیابت و نجابت
و امامت چہرہ نورانی سے ساطع اور حضرت امام موسیٰ کاظم سے بہت مشابہ تھے پہلوئے آنحضرتؑ میں بیٹھا
ہے۔ میں نے چاہا حضرتؑ سے اس جوان کا نام پوچھوں۔ حضرتؑ نے مجھے آواز دی۔ کہ میں تم سے نہیں
کہہ چکا ہوں کہ مجھ سے بات نہ کرنا۔ یہ سن کے میں خاموش ہو گیا۔ بعد ایک لحظہ کے امام مسموم غریب مظلوم نے
اپنے فرزند دلبند کو وداع کر کے بعالم قدس رحلت فرمائی۔ اور حضرت امام رضا علیہ السلام میری نظر سے غائب ہو گئے

حال تجہیز و تکفین امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

جب خبر وفات حضرتؑ ہارون کو پہنچی اس نے سندی بن شاہک شقی کو حکم تجہیز و تکفین آنحضرت دیا۔
خروش و غلغلہ شہر بغداد سے بلند ہوا۔ اشراف و اعیان و ساکنان شہر حاضر ہوئے۔ صدائے نالہ و فغاں بلند
ہوئی زمین و آسمان گریہ زاری کر کے مظلومیت آنحضرتؑ پر زار زار روتے تھے۔ سندی ملعون بامردماں
دیگر متوجہ غسل ہوا۔ مسیب کہتے ہیں کہ جس طرح حضرتؑ نے مجھے خبر دی تھی۔ اسی طرح یہ لوگ گمان کرتے
تھے کہ حضرتؑ کو غسل دے رہے ہیں اور قسم بخدا ان کا دست نجس بدن مطہر آنحضرتؑ تک نہ پہنچتا تھا۔ اور
وہ ملاعین یہ جانتے تھے کہ ہم حضرت کو غسل و کفن دے رہے ہیں مگر قسم بخدا ان اشقیا سے کوئی امر نسبت
آنحضرتؑ واقع نہ ہوا۔ بلکہ امام رضا علیہ السلام مشغول ہوئے اور یہ لوگ حضرتؑ کو نہ دیکھتے تھے جب حضرتؑ اپنے
پدر بزرگوار کے غسل سے فارغ ہوئے میری طرف مخاطب ہو کے فرمایا۔ اے مسیب لازم ہے کہ میری امامت

میں شک نہ کرنا اور میرے دامان متابعت سے دستبردار نہ ہونا تحقیق کہ میں تمہارا پیشوا ہوں۔ اور مقتدا اور بعد
اپنے پدر بزرگوار کے تجھ پر حجت خدا ہوں۔ یہ فرما کے حضرت موسیٰ کاظم کو مقبرہ قریش میں جہاں بالفعل مرقد مطہر
آنحضرتؑ ہے دفن کیا۔ ابن بابویہؒ اور دیگر علما نے روایت کی ہے کہ جب سندی ملعون نے جنازہ آنحضرتؑ اٹھایا
اور چاہا مقبرہ قریش میں لے جائے۔ کئی ملعونوں کو حکم دیا کہ ندا کریں معاذ اللہ جسے خبیث ابن خبیث کی طرف
دیکھنا منظور ہو وہ موسیٰ کاظم علیہ السلام کی طرف دیکھ لے۔ سلیمان بن ابی جعفر برادر ہارون کا دریا کے کنارے
ایک مکان تھا۔ جب اس نے لوگوں کے صدائے شور و غوغا سنی اور یہ آواز اس کے مکان میں پہنچی۔ قصر سے
نیچے اترا اور اپنے غلاموں کو حکم دیا۔ کہ ان ملعونوں کو ہٹا دو اور عمامہ اپنے سر سے پھینک گریبان چاک
کر برہنہ پا عقب جنازہ آنحضرت روانہ ہوا اور حکم دیا۔ کہ جنازہ آنحضرت کے آگے آگے ندا کریں جسے طیب
ابن طیب کی طرف نظر کرنا منظور ہو۔ وہ امام موسیٰ کاظمؑ کی طرف نظر کرے۔ بعد اسکے تمام مردم بغداد جمع ہو
گئے صدائے شیون و فغان زمین سے آسمان تک بلند ہوئی جب نعش مبارک کو مقبرہ قریش میں لائے
بنجیان ظاہر داری آپ کھڑے ہو کے متوجہ غسل و کفن و حنوط آنحضرتؑ ہوا اور جو کفن اسنے اپنے لئے رکھا تھا
اور اس کی قیمت اڑھائی ہزار اشرفی تھی۔ تمام قرآن اس پر لکھا تھا۔ وہ کفن کلام اللہ ناطق یعنی حضرت امام
موسیٰ کاظم کو پہنایا۔ اور باعزاز و اکرام تمام حضرتؑ کو مقبرہ قریش میں دفن کر کے قبر شریف کو زمین سے چار
انگشت بلند کیا۔ اور ضریح گرد قبر مقدس بنا کے قبہ بنوایا دیا۔ جب یہ خبر ہارون کو پہنچی۔ خوف طعن و تشنیع مردم
اس ملعون نے سلیمان کو ایک نامہ لکھا اس میں اسکی تحسین و آفرین کی۔ اور لکھا۔ کہ سندی بن شاہک سے جو
وہ اعمال زشت میرے حکم سے نہیں کئے تھے اب میں تم سے خوش ہوں کہ تم نے اسے علیحدہ کر دیا۔ آنحضرتؑ
کے خدام میں سے ایک خادم نے روایت کی ہے کہ جب حضرتؑ موسیٰ کاظم کو مدینہ سے عراق کی طرف لے
گئے امام رضا علیہ السلام نے مجھے حکم دیا۔ کہ ہر شب رخت خواب آنحضرتؑ کو مکان کی دہلیز پر بچھانا جب
حضرت تعقیب نماز عشاء نوافل سے فارغ ہوتے تھے ایک لحظہ استراحت فرما کے تمام شب وہاں عبادتؑ
میں مشغول رہتے تھے جب صبح ہوتی تھی مکان میں تشریف لے جاتے تھے۔ حسب ارشاد پدر بزرگوار چار
سال تک حضرت اس سنت پر ہر شب قیام فرماتے رہے بعد اسکے ایک شب فرش خواب حضرت کے
لئے بچھایا اور انتظار تھا۔ کہ آنحضرت مسجد رسول سے بطریق معہود تشریف لائیں۔ جسقدر انتظار کیا حضرت
نہ آئے حضرتؑ کے نہ آنے سے اہل بیت عصمت و طہارت کو نہایت تشویش و فکر ہوئی۔ جب صبح ہوئی
حضرت امام رضا تشریف لا کے ام احمد کے پاس گئے اور فرمایا وہ تبرکات جو پدر بزرگوار نے
آپ کے سپرد کئے ہیں مرحمت کیجئے ام احمد نے یہ سن کے نوحہ زاری کی اور سینہ پر درد سے آہ سرد بھر
کے گریبان صبر چاک کیا۔ اور فریاد کی کہ واللہ آنحضرت نے رحلت کی ہے۔ پس امام رضا نے ان کو تسلی و دلاسہ

دے کے رونے پیٹنے سے منع کیا اور فرمایا۔ اس راز کو افشا نہ کرنا۔ بلکہ اس آتش حسرت کو سینہ میں پنہاں رکھنا۔ کہ ابھی حاکم مدینہ کو خبر پہنچتے ہی وہ کہے گا۔ کہ یہ لوگ دعویٰ امامت رکھتے ہیں اور علم غیب کی خبریں دیتے ہیں جو سلوک ان اشقیا نے پدر نامدار سے کیا۔ وہی مجھ سے بھی کریں گے۔ یہ سُن کے جو کچھ اسرار امامت امام احمد پاس مع چار ہزار دینار سپردگی میں تھے۔ سب انہوں نے حضرت کے سپرد کئے اور کہا جس روز حضرت مجھے وداع کرتے تھے فرماتے اس امانت کو کسی پر مطلع نہ کرنا اور جو کوئی میرے فرزندوں سے تمہارے پاس آئے امانت کو ان کے سپرد کر دینا۔ واضح ہو کہ میں بسعادت شہادت فائز ہوتا ہوں۔ اور امام رضا میرا فرزند امام زمان اور جانشین میرا ہے۔ راوی کہتا ہے۔ بعد کئی روز کے خبر وفات آنحضرت مدینہ میں منتشر ہوئی اور جب ہم نے حساب کیا۔ اسی شب وفات آنحضرت واقع ہوئی جس شب امام رضا بتائید الٰہی مدینہ سے بغداد میں جا کے مشغول تجہیز و تکفین والد بزرگوار ہوئے تھے۔ اور اس شب گھر میں تشریف نہ لائے تھے۔ اس کے بعد امام رضا اور اہل بیت عصمت و طہارت نے حضرت کا ماتم برپا کیا۔

قصہ رطب ہائے زہر آلود

ابن بابویہ نے بسند معتبر عمر بن واقد سے روایت کی ہے۔ کہ جب ہارون ملعون فضائل و معجزات و علم و کمالات امام موسیٰ کاظم سے دل تنگ ہوا۔ بظاہر حضرت کو قتل نہ کر سکتا تھا۔ اس کی رائے شوم میں یہ آیا۔ کہ حضرتؑ کو زہر سے شہید کرے۔ پس ایک طبق انگور طلب کر کے تھوڑے زہر مار کئے اور سینی منگا کے بیس دانہ ان رطب کے ان سینی میں رکھے اور ایک زہر اور سوئی ڈورا منگا کے ڈورا زہر میں بھگویا۔ اور ڈورے کو کئی کئی دفعہ ایک ایک رطب میں ڈال کے کھینچا تا آنکہ جان گیا کہ زہر نے ان رطب میں اثر کیا ہے۔ پھر ان خرموں کو اور دوسرے خرموں میں رکھ کے سینی خادم کو دی اور کہا اس سینی کو امام موسیٰ کاظم پاس لے جا اور کہہ کے رطب نفیس خلیفہ کے لئے لائے تھے۔ خلیفہ نے یہ نہ چاہا کہ تنہا ان کو نوش کرے۔ بلکہ ان خرموں کو اپنے دست مبارک سے چھانٹ کے بھیجا اور کہا ہے ان سب کو آپ تناول کریں اور خادم کو حکم دیا۔ کہ حضرتؑ کو یہ سب رطب کھلا دینا۔ اور وہیں ٹھہرا رہنا کہ تیرے سامنے سب کھالیں اور سوائے حضرت کے کسی دوسرے کو نہ کھانے دینا۔ جب خادم مذکور سینی حضرتؑ پاس لایا اور پیغام ہارون کا پہنچایا حضرتؑ نے خلال مانگا۔ اور وہ خادم سامنے کھڑا رہا پس حضرتؑ اس خلال سے رطب اٹھا کے تناول فرماتے تھے۔ ہارون پاس ایک کتا تھا۔ کہ وہ شقی اسے بہت دوست رکھتا تھا۔ اور زنجیر ہائے طلا اور مرصع کا پٹہ اس کی گردن میں ڈالا کرتا تھا۔ اس وقت وہ کتا۔ باعجاز حضرت پٹہ توڑ کے زنجیر زمین پر گھسیٹتا ہوا حضرت پاس آیا حضرت نے ایک رطب زہر آلود خلال سے اٹھا کے اس کتے کو ڈال دیا۔ اس کتا نے وہ رطب اٹھا کے کھالیا۔ اور اسی وقت زمین پر لوٹنے اور چلانے لگا اور اعضا اس کے پارہ پارہ ہو گئے۔ حضرتؑ نے باقی رطب بھی نوش فرمائے۔ وہ خادم سینی ہارون پاس لے گیا۔ اس ملعون نے پوچھا سب رطب انہوں نے کھائے۔ خادم نے کہا۔ ہاں ہارون نے پوچھا۔ بعد کھانے کے ان کا کیا حال تھا۔ خادم نے کہا۔ کوئی تغیر حضرت میں نہیں دیکھا۔ اور جب کتے کا مرنا اس سگ ناپاک

نے سُنا مضطرب ہو کے اسے دیکھنے آیا. دیکھا وہ کتا پارہ پارہ ہو گیا اور اثر زہر اس میں ظاہر ہے پس ایک خادم کو بلا کے حکم تلوار لانے کا دیا. اور کہا. کہ اگر ان رطب کی خبر صحیح صحیح مجھ سے نہ کہے گا تجھے قتل کر دونگا. خادم نے جب تلوار دیکھی جو کچھ گذرا تھا سب عرض کر دیا. یہ سن کے اس شقی نے کہا. امام موسیٰؑ کاظم کے بارہ میں مجھ سے کچھ بھی بن نہیں پڑتا. ہمارے رطب نفیس کھا کے ہمارے سگ عزیز کو مار ڈالا اور ہمارا زہر ضائع کیا.

حکایت کنیز ہارون رشید

ابن شہر آشوبؒ نے کتاب انوار سے روایت کی ہے. جن دنوں امام موسیٰ کاظم ہارون ملعون کے پاس قید تھے اس شقی نے ایک کنیز نہایت حسین و جمیل حضرت کی خدمت میں زندان میں بھیج دی. کہ شاید حضرتؑ اس کی طرف مائل ہوں. اور لوگوں کی نظروں میں حقیر ہو جائیں یا اس سبب سے وہ کنیز بھیجی کہ اس کے بہانہ سے بہ مکر و فریب حضرت کو شہید کرے جب اس کنیز کو حضرت کی خدمت میں حاضر کیا. فرمایا مجھے اس کی احتیاج نہیں تم لوگوں کی نظروں میں اسکی قدر ہے. اور ہم کو مطلق اس کی قدر نہیں. جب یہ خبر ہارون کو پہنچی. وہ ملعون غضبناک ہوا اور کہا. ان سے جا کے کہو. ہم نے تم کو تمہاری رضامندی و خوشی پر حبس و قید نہیں کیا ہے اور ہم کو تمہاری اجازت درکار نہیں ہے یہ کہہ کے اس کنیز کو وہاں چھوڑ کے واپس چلے آؤ. جب اس کنیز کو حضرت پاس بھیجا اس ملعون نے مجلس برخاست کر کے ایک خادم کو حکم دیا. کہ اس کنیز کی خبر لائے. خادم مذکور جا کے واپس آیا. اور کہا. کہ وہ کنیز سجدہ میں کہہ رہی ہے. سبوح قدوس سبحانک سبحانک ہارون ملعون نے کہا. امام موسیٰ کاظمؑ نے اس پر جادو کیا ہے جب اس کنیز کو بلایا. آسمان کی جانب کانپ کانپ کے دیکھتی تھی. ہارون نے کہا تجھے کیا ہو گیا ہے. اس کنیز نے کہا مجھ پر عجیب حالت طاری ہے جب حضرت پاس گئی. آنحضرت ہر وقت مشغول نماز تھے میری طرف متوجہ نہ ہوئے. جب نماز سے فارغ ہو کے مشغول ذکر و تسبیح ہوئے. اس وقت حضرت کے قریب گئی اور میں نے کہا. کسی خدمت کا مجھے موقعہ کیوں نہیں دیتے. حضرت نے فرمایا. تیری طرف مجھے کوئی احتیاج نہیں. میں نے کہا مجھے آپ کی خدمت گذاری کو بھیجا ہے کہ آپ کی خدمت کروں. حضرت نے اشارہ سے فرمایا یہ لوگ کس لئے ہیں جب اس طرف میں نے نظر کی ایسے وسیع دبستان باغ دیکھے جن کی انتہا دکھائی نہ دیتی تھی بانواع ریاحین و میوہ جات آراستہ تھے ان باغوں میں حوراں و غلمان نظر آئے کہ ہرگز مثل انکے حسین و جمیل میں نے نہ دیکھے تھے. جامہائے حریر و دیبا پہنے تھے. تاجہائے مکلل بانواع جواہر گراں بہا سر پر رکھ کر ہر قسم کے طعام و میوہ جات و طشت و ابریق ہائے لطیف ہاتھ میں لئے حضرت کی خدمت میں کھڑے تھے. جب میں نے دیکھا بیہوش ہو کے سجدہ میں گئی اور سر سجدہ سے نہ اٹھایا. یہاں تک کہ آپکا خادم اپنے ہمراہ مجھے یہاں لایا. اس ملعون نے کہا. اے خبیثہ شائد سجدہ میں تو سو گئی اور خواب میں یہ سب تو نے دیکھا ہو. کنیز نے کہا قسم بخدا سجدہ کرنے سے پہلے یہ کیفیت میں نے دیکھی اور اس حال کے مشاہدہ سے ایک

دہشت ایسی مجھ پر طاری ہوئی کہ میں نے سجدہ کیا۔ یہ سن کے ہارون نے ایک خادم کو حکم دیا۔ کہ اس کنیز کی خبر رکھا کر یہ قصہ اور یہ کسی سے نہ ذکر کرے وہ کنیز مشغول نماز ہوتی اور ہمیشہ عبادت کیا کرتی تھی۔ لوگوں نے پوچھا نماز کیوں پڑھا کرتی تھی اس نے کہا۔ ایک عبد صالح کو میں نے دیکھا۔ کہ وہ ہمیشہ مشغول نماز رہتے ہیں میں نے بھی ان کی پیروی کی۔ پوچھا یہ نام عبد صالح تو نے کہاں سے جانا۔ اس نے کہا جن کنیزوں کو میں نے باغ میں دیکھا۔ اور جن حوروں کو مشاہدہ کیا۔ انہوں نے مجھے آواز دی کہ عبد صالح پاس سے دور ہو کہ ہم ان کی خدمت گذاری کو آتے ہیں۔ کیونکہ ہم ان کے خدمت گذار ہیں نہ تو پس میں نے ان کے کہنے سے جانا کہ لقب حضرتؑ کا عبد صالح ہے اور ہمیشہ وہ کنیز مشغول نماز و عبادت تھی یہانتک کہ دنیا سے رحلت کی اور یہ واقعہ چند روز قبل شہادت آنحضرت گذرا۔

اہتمام قتل امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

بعض کتب میں منقول ہے کہ ہارون ہر ایک شخص کو قتل آنحضرتؑ کی ترغیب دیتا تھا اور کوئی اس امر شنیع کو قبول نہ کرتا تھا۔ یہانتک کہ اس ملعون نے اپنے عاملوں کو جو بلاد فرنگ میں تھے ان کو لکھا میرے پاس ان لوگوں کو بھیج دو۔ جو لوگ خدا اور رسولؐ کو نہیں پہچانتے مجھے ان لوگوں سے ایک کام ہے ان عاملوں نے ایسے پچاس آدمی فراہم کر کے بھیجے۔ جب ہارون ملعون پاس حاضر ہوئے ان سے پوچھا تمہارا خدا اور پیغمبر کون ہے انہوں نے کہا۔ ہم خدا اور رسول کو نہیں جانتے بعد اسکے ان لوگوں کو اس گھر میں بھیجا جہاں حضرت امام موسیٰ کاظم قید تھے اور حکم دیا کہ جا کے حضرت کو قتل کرو۔ ہارون ملعون کھڑکی سے اس گھر کو دیکھتا رہا تھا۔ کہ حضرت کو یہ لوگ کس طرح قتل کریں گے۔ جب یہ لوگ مکان میں پہنچے اور حضرت پر انکی نظر پڑی ہتھیار ہاتھوں سے پھینک دیئے اعضا کانپتے تھے۔ سجدہ میں جا کے رونے لگے۔ حضرتؑ نے دست مبارک ان کے سروں پر پھیر کے ان سے انکی زبان میں باتیں کیں۔ ہارون ملعون نے جب یہ کیفیت دیکھی خوفناک ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو بلوہ ہو جائے پھر اپنے وزیر کو حکم دیا۔ کہ جلدی ان لوگوں کو مکان سے باہر کرو۔ ان لوگوں نے تعظیم کی وجہ سے حضرت کی جانب پشت نہ کی۔ پچھلے پاؤں چلتے تھے۔ یہانتک کہ اس مکان سے باہر آئے اور ہارون پاس نہ گئے بلکہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کے بغیر رخصت لیئے اپنے شہر واپس چلے گئے۔ شیخ طوسیؒ نے روایت کی ہے کہ امام موسیٰ کاظمؑ نے قید خانہ سے داؤد بن رازی برکی پاس بھیجا اور فرمایا اس سے کہو حضرت کہتے ہیں کہ کس سبب سے تو نے مجھے میرے وطن سے دور کر کے مجھ میں اور میرے عیال میں جدائی ڈالی ہے۔ جب داؤد یحییٰ پاس گیا۔ اور پیغام حضرت کا پہنچایا۔ اس ملعون نے قسمیں کھائیں اور کہا۔ میری اس امر میں کوئی تقصیر نہیں ہے۔ حضرتؑ نے دوسری مرتبہ کہلا بھیجا کہ مجھے قید خانہ سے رہا کر دے ورنہ

خدا سے تیری شکایت کرونگا۔ اور میری نفرین سے تو بچ نہ سکے گا اور ایسا ہی ہوا کہ وہ ملعون بہت جلد اپنے اعمال قبیحہ کے سبب بدترین احوال مارا گیا اور سلسلہ برامکہ قطع ہوا۔ شیخ طوسیؒ و شہر ابن آشوب نے عباد مہلبی سے روایت کی ہے کہ جب ہارون ملعون نے امام موسیٰ کاظمؑ کو قید کیا ہمیشہ عجائب و غرائب و معجزات حضرتؑ سے مشاہدہ کرتا تھا۔ اور جو بہانہ حضرت کی شہادت پر کرتا تھا مفید نہ ہوتا تھا پس یحییٰ کی کو اس نے بلا کے کہا۔ کیا تم وہ عجائب اس شخص سے مشاہدہ نہیں کرتے جو میں دیکھتا ہوں جس طرح کی حیرانی ان کے بارے میں مجھے رہا کرتی ہے کہ میرے دل کو ان کے غم والم سے فراغت حاصل ہو۔ یحییٰ نے کہا۔ میرے دل میں یہ آتا ہے کہ ان پر احسان کر کے انہیں قید سے رہا کر دیجئے اس لئے کہ ان کے قید کرنے سے لوگوں کے دل ہم سے پھر گئے ہیں۔ ہارون نے کہا اچھا زنجیر ان کے پاؤں سے نکال کے انکو میرا سلام کہو اور بیان کرو کہ آپ کا پسر عم کہتا ہے میں نے قسم کھائی ہے کہ آپ کو قید سے رہا نہ کروں تاوقتیکہ میرے پاس آ کے مجھ سے اقرار نہ کرو کہ میں نے تم سے برائی کی مجھے عفو کر دو اور کہو آپ کے اس اقرار کرنے اور اس سوال سے کوئی عار و ننگ نہ ہوگا۔ اس وقت یحییٰ بن خالد برمکی کو کہ میرا معتمد اور وزیر ہے آپ پاس بھیجتا ہوں کہ اس سے اپنے جرم کا اقرار کر کے عفو چاہو اور جو کچھ میں نے کہا ہے اسکی تعمیل کر دو کہ میں اپنی قسم سے بری ہو جاؤں۔ پھر آپ کو اختیار ہے جہاں چاہیے چلے جائیے۔ جب یحییٰ نے پیغام اس شقی کا حضرت سے بیان کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ ایک ہفتہ سے زیادہ میری عمر کا زمانہ باقی نہیں۔ اے یحییٰ جب جمعہ آئے میرے جنازہ پر حاضر ہو کے نماز پڑھنا اور واضح ہو کہ جب ہارون ملعون بمقام رقہ جا کے بجانب عراق معاودت کریگا تجھ سے اور تیری اولاد سے منحرف ہو جائیگا اور تمہارے سلسلہ کو قطع کرے گا۔ تجھے بے خوف رہنا لازم نہیں۔ اے یحییٰ میرا پیغام اس ملعون کو پہنچا اور کہہ دے کہ بروز جمعہ میرے انتقال کی خبر تجھے پہنچے گی اور بروز قیامت جب حق تعالیٰ کے سامنے ہم اور تم حاضر ہونگے اور خداوند عالم مجھ میں تجھ میں حکم کرے گا۔ اس وقت معلوم ہوگا کہ ظالم و گنہگار کون ہے والسلام یہ سن کے یحییٰ گریاں خدمت حضرت سے باہر آیا اور ہارون پاس جا کے قصہ نقل کیا۔ اس ملعون نے کہا۔ موسیٰ بن جعفر اگر چند روز پہلے اس سے دعوئی امامت کرتے اور یہ باتیں چھوڑ دیتے تو بہتر تھا جب جمعہ آیا حضرت نے رحلت فرمائی اور انتقال حضرتؑ کے وقت ہارون ملعون مقام مدائن چلا گیا۔

جواب مسائل از طرف امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

شیخ کلینیؒ نے علی بن سوید سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا جن دنوں امام موسیٰ کاظمؑ حبس و قید ہارون میں تھے۔ میں نے ایک عریضہ خدمت حضرت میں لکھا۔ اور بعد مزاج پرسی چند مسائل کا استفسار کیا بعد ایک مدت کے میرے عریضہ اور مسائل کا جواب پہنچا بعنوان خط پر بعد حمد و ثنائے الٰہی

وبیان حقائق ومعارف ربانی حضرت نے لکھا تھا۔ کہ امابعد تم نے خط لکھ کے چند مسائل دریافت کئے تھے اور میں ان کے جوابات میں تکیہ کرتا تھا۔ اور ان کا اخفا مجھ پر جائز تھا۔ اب چونکہ میں نے جہان لیا سلطنت جباروں کی مجھ سے آخر ہوگئی ہے اور ان کے تحت فرمان سے باہر ہو کے داخل سلطنت ایسے خداوند کا ہوتا ہوں جو مالک سلطنت عظیم ہے اور اس دنیا سے مفارقت کرتا ہوں جس نے اپنے کسی دوست سے وفا نہیں کی ہر چند انہوں نے اس کی محبت میں اپنے پروردگار کی مخالفت کی لہذا تیرے مسائل کا جواب لکھتا ہوں واضح ہو کہ ضعفائے شیعہ اپنے دین میں حیران نہ ہوں خدا سے خوف کر کے جو کچھ میں نے تجھے لکھا ہے کسی کو نااہل سے نہ کہنا۔ اور موجب فتنہ وبلا اپنے پیشواؤں کا نہ ہونا تحقیق کہ اول وہ چیز جس کی تجھے اطلاع دیتا ہوں یہ ہے کہ اپنی خبر مرگ تجھے بیان کروں تجھے مطلع کرتا ہوں کہ ان دنوں دنیا سے مفارقت کرنے والا ہوں بغیر اسکے کہ مفارقت دنیائے فانی سے جزع کروں یا اس سے یا جو کچھ راہ خدا میں کیا ہے نادم وپشیماں ہوں یا یہ کہ قضاہائے خدا میں شک کروں پس لازم ہے۔ کہ عروۃ الوثقائے اہل بیت رسالت سے متمسک ہو اور ہر ایک امام کا بعد دوسرے امام کے اقرار کر اور ہر ایک وصی کا بعد دوسرے وصی کے قائل رہ اور ان سے بمقام انقیاد وتسلیم رہ ان کی گفتار وکردار سے راضی رہ۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ نامہ طولانی ہے مگر میں نے اسقدر بسبب طول اکتفا کی

شہادت امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام

کتاب عیون المعجزات میں کتاب وصایائے علی بن محمد زیاد ضمیری سے روایت کی ہے کہ جب سندی شاہک ملعون نے رطب زہر آلود حضرتؑ کے لئے بھیجے آپ بھی آیا کہ دیکھے حضرتؑ نے تناول فرمائے یا نہیں اور وہ شقی اس وقت آیا۔ جب حضرتؑ رطب زہر آلود تناول فرما چکے تھے۔ اس شقی نے کہا۔ اور تناول کیجئے۔ حضرت نے فرمایا۔ یہی قدر میں نے کھائے انہیں سے تیرا مطلب حاصل ہے زیادہ کھانے کی احتیاج نہیں پس چند روز قبل وفات حضرت اس شقی نے قاضیوں عادلوں کو جمع کر کے حضرتؑ کو اُن کے سامنے بلایا اور کہا لوگ کہتے ہیں کہ امام موسیٰ کاظمؑ کو قید خانہ میں بشدت تنگی رکھا ہے۔ تم سب ان کا حال دیکھو اور گواہ رہو کہ ان کو بیماری نہیں ہے اور میں نے ان پر تنگ گیری بھی نہیں کی ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اے گروہ تم گواہ رہو کہ تیسرا روز ہے اس نے مجھے زہر دیا ہے۔ بظاہر میں صحیح وسالم جاتا ہوں لیکن زہر نے باطن پر اثر کیا ہے آج آخر وقت میرا رنگ سرخ ہو جائے گا۔ اور کل بہت زرد ہوگا۔ اور پرسوں میرا رنگ بسفید مائل ہو جائیگا۔ اور اسی وقت برحمت وخوشنودی حق تعالیٰ ملحق ہو لگا جب تیسرا دن آخر ہوا۔ روح مقدس آنحضرت ملاء اعلیٰ میں پیغمبروں صدیقوں شہیدوں سے ملحق ہوئی وبمقتضائے آیہ کریمہ واما الذین ابیضت وجوھھم ففی رحمة اللہ آنحضرت روسفید جانب ریاض رضوان تشریف لے گئے۔ کتاب بصائر الدرجات

میں بسند ہائے معتبر روایت کی ہے۔ کہ ابراہیم بن ابی محمود نے امام رضا سے پوچھا کہ امام اپنا وقت وفات جانتا ہے حضرتؑ نے فرمایا۔ ہاں جانتے تھے۔ ابراہیم نے کہا۔ دانستہ حضرتؑ نے تناول فرما کے اپنی ہلاکت پر اعانت کی حضرتؑ نے فرمایا۔ ہاں ابراہیم نے کہا۔ امام موسیٰ کاظمؑ کو یحییٰ برمکی نے رطب زہر آلود بھیجے کیا وہ جانتے تھے کہ ان کو زہر آلود کیا ہے حضرتؑ نے فرمایا قبل تناول تا کہ سامان اس کا درست کریں اور کھاتے وقت حضرت کے دل سے محو ہو گیا۔ اسلئے کہ قضائے حق تعالیٰ ٹل نہیں سکتی۔ شیخ کشی نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن طاؤس نے امام رضا سے پوچھا کہ آپ کے پدر بزرگوار کو یحییٰ بن خالد برمکی نے زہر دیا تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ ہاں تیس دانہ رطب میں زہر دیا تھا۔ اس نے کہا۔ کیا امام نہ جانتے تھے کہ ان خرموں کو زہر آلود کیا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اس وقت فرشتہ محدث نام جو کہ خدا کی طرف سے باتیں کرتا تھا۔ غائب ہو گیا۔ راوی نے کہا۔ محدث کون ہے حضرت نے کہا۔ ایک فرشتہ جبرئیل و میکائیل سے زیادہ تر بزرگ ہے۔ جو کہ حضرت رسول کے ہمراہ رہتا تھا اور سب اماموں کے ہمراہ بھی مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اسی طرح وارد ہوئی ہے۔ اور بعض احادیث سابقہ سے مفہوم ہوتا ہے۔ کہ ہنگام تناول بھی حضرت جانتے تھے۔ اور ہو سکتا ہے کہ یہ احادیث موافق عقول اکثر خلق وارد ہوئے ہوں اور مجملاً ایسے مطالب کی تحقیق احوال امام حسینؑ میں مذکور ہوئی کہ تکلیف ائمہ معصومین کی مثل دیگراں نہیں ہے اور خاص اس بارہ میں کہا جا سکتا ہے۔ کہ آنحضرتؑ کو ان خرموں کا نہ کھانا اس وقت مفید تھا جب کہ ان اشقیا کے ہاتھ سے رہائی پاتے اور وہ ملاعین کسی دوسری طرح بھی قتل نہ کر سکتے۔ لیکن حضرت جانتے تھے کہ اگر اس زہر سے شہید نہ ہوتے۔ دوسری طرح ہو کہ اس سے زیادہ امر شنیع ہوتا حضرت کو شہید کرتے پس ہو سکتا ہے کہ سہل بات کو اختیار فرمایا ہے۔ واضح ہو کہ ایسے امور میں فکر نہ کرنا اور جو کچھ ان حضرت معصومین سے صادر ہوا۔ اس کی مجملاً تصدیق کرنا عین حق و ثواب اور اولیٰ و احوط ہے۔

فصل تیسری

بیان مصائب شیعان اہل بیت

جو ظلم و ستم زمانہ آنحضرتؑ میں شیعان و عزیزان آنحضرت پر گذرے ہیں چنانچہ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر عبداللہ بزاز نیشاپوری سے روایت کی ہے کہ کہا۔ مجھ میں اور حمید بن قحطبہ طوسیؒ میں ایک معاملہ تھا۔ ایک سال اسکے پاس گیا۔ جب اس نے میرے آنے کی خبر پائی۔ اس دن قبل اسکے کہ سفر کے کپڑے اتاروں۔ اس نے مجھے طلب کیا رمضان مبارک کا وہ مہینہ تھا۔ وقت زوال جب میں اس کے پاس گیا۔ دیکھا اس مکان میں بیٹھا ہے جس میں ایک نہر جاری ہے۔ جب میں سلام کر کے بیٹھا۔ ایک آفتابہ اور لگن اس کے سامنے لائے

اس نے اپنے ہاتھ دھو کے مجھ سے بھی کہا کہ اپنے ہاتھ دھوؤ، پھر خوان طعام آیا۔ اور میں بھول گیا کہ رمضان
کا مہینہ ہے اور صوم سے ہوں۔ جب کھانے پر ہاتھ بڑھایا۔ اسی وقت مجھے یاد آیا۔ فوراً میں نے ہاتھ روک
لیا۔ حمید نے کہا۔ کیوں نہیں کھاتے۔ میں نے کہا۔ ماہ مبارک رمضان ہے۔ میں نہ بیمار ہوں اور نہ کوئی سبب ہے
کہ افطار کروں شائد آپ کو ایسا عذر ہے کہ باعث افطار ہوا ہے۔ اس ملعون نے کہا۔ میں بھی بیمار نہیں ہوں بلکہ
صحیح و سالم ہوں۔ یہ کہہ کے رونے لگا۔ جب کھانے سے فارغ ہوا میں نے کہا یا الامیر آپ نے گریہ کیوں فرمایا۔ اس نے کہا
رونے کا سبب یہ ہے کہ جب ہارون طوس میں تھا۔ ایک شب مجھے طلب کیا۔ جب ان کے پاس پہنچا
دیکھا اس کے قریب شمع روشن ہے اور ایک شمشیر برہنہ بھی اسکے سامنے رکھی ہے۔ اور ایک خادم سامنے
کھڑا ہے جب اسنے مجھے دیکھا۔ کہنے لگا۔ تمہاری اطاعت کس درجہ تک ہے میں نے کہا۔ جان و مال سے
آپ کا مطیع و فرمانبردار ہوں۔ یہ سن کے اس نے ایک ساعت سر نیچے رکھا۔ پھر حکم دیا یہاں سے چلا جا جب
مکان واپس آیا۔ پھر ایک چوبدار آ کے مجھے بلا لے گیا۔ اس وقت میں ڈرا اور کہا انا للہ و انا الیہ راجعون گویا میرا
قتل اسے منظور ہے اس وقت اسنے مجھے دیکھ کے شرم کی اب پھر بلایا ہے کہ قتل کرے جب اس کے قصر میں
گیا اس نے پھر وہی پوچھا۔ کہ تم میرے کس درجہ مطیع ہو۔ میں نے جواب دیا کہ اپنے زن و فرزندوں جان و مال سے
مطیع و فرمانبردار ہوں یہ سن کے وہ متبسم ہوا اور رخصت کیا۔ جوں ہی گھر میں پہنچا۔ دوسرا چوبدار بلانے آیا جب میں
داخل مجلس ہوا۔ پھر مجھ سے ہارون نے وہی سوال کیا۔ میں نے کہا۔ جان و مال و زن و فرزند اور دین سے
آپکی اطاعت میں حاضر ہوں۔ جب اس نے یہ سنا ہنسنے لگا۔ اور حکم دیا۔ کہ تلوار کو اٹھالے اور جو کچھ یہ خادم
کہے اس کی تعمیل کر یہ سن کر خادم نے تلوار میرے ہاتھ میں دی اور مجھے ایک مکان میں لے گیا۔ جس میں
قفل لگا تھا۔ اس خادم نے قفل کھولا۔ اور مجھے اس گھر میں لایا۔ جب میں مکان کے اندر گیا۔ ایک کنواں صحن میں دیکھا
اور تین کوٹھڑیاں اس صحن کے اطراف میں تھیں اور ہر ایک کوٹھڑی مقفل تھی۔ اس خادم نے ایک کوٹھڑی
کھولی اس میں بیس آدمی جوان و ضعیف و طفل جن کے سروں پر گیسو اور کاکل تھے مجھے نظر پڑے سب زنجیروں
میں جکڑے تھے اور سب کے سب فرزندان امیرالمومنین و فاطمہ سے تھے پھر اس خادم نے کہا تم کو خلیفہ
نے حکم دیا ہے ان سب کو قتل کرو۔ وہ خادم ایک ایک کو باہر لاتا تھا۔ اور میں اس کنوئیں کے کنارے ان
کو قتل کرتا ہوں۔ یہانتک کہ سب کو قتل کر کے سر اور بدن کنوئیں میں پھینک دیئے۔ اس خادم نے دوسری
کوٹھڑی کھولی۔ اس میں بھی بیس نفر فرزندان علی فاطمہ سے تھے۔ خادم مذکور نے کہا۔ خلیفہ نے تم کو انکے
بھی قتل کا حکم دیا ہے۔ ایک ایک کو خادم باہر لاتا تھا اور میں قتل کر کر کے کنوئیں میں پھینک دیتا تھا۔ یہاں
تک بیسوں سادات معصوم و مظلوم کو میں نے قتل کیا۔ پھر اس خادم نے تیسری کوٹھڑی کا دروازہ کھولا۔ اس

کوٹھری میں بھی بیس سادات علوی و فاطمی قید تھے اور گیسو و کاکل علامت سادات ان میں تھے۔ خادم نے کہا خلیفہ نے تم کو حکم دیا ہے ان کو بھی قتل کرو۔ ایک ایک کو وہ کوٹھری سے باہر لاتا اور میں قتل کرتا تھا۔ یہاں تک کہ انیس ۱۹ سادات کو میں قتل کر چکا۔ جب وہ خادم بیسویں کو باہر لایا۔ وہ ایک مرد ضعیف تھا۔ اس نے کہا اے ملعون تیرا ہاتھ خشک ہو۔ بروز قیامت میرے جد جناب رسول خدا کو کیا جواب دے گا اور کیا عذر کرے گا۔ جب وہ تجھ سے سوال کریں گے کہ تو نے ساٹھ نفر میرے فرزندان مظلوم کو کس وجہ سے ظلم و جور قتل کیا۔ جب اس مرد پیر سے میں نے یہ کلام سُنا۔ کانپنے لگا۔ اور بدن میں رعشہ پڑ گیا۔ یہ دیکھ کر وہ خادم میرے پاس آیا۔ اور مجھے للکارا۔ میں نے ان پیر بزرگوار کو بھی قتل کیا۔ اور ان سب کو کنویں میں ڈال دیا۔ اے عبداللہ جبکہ میں نے فرزندان حضرت رسولؐ سے ساٹھ آدمی ظلم و ستم قتل کئے ہوں۔ پھر نماز روزہ سے مجھے کیا فائدہ ہو گا۔ یقین ہے کہ ہمیشہ جہنم میں ہوں گا

****

باب ششم

بیان تاریخ ولادت و وفات زبدۃ اصفیا امام اتقیا پناہ غربا شہید زہر جفا امام ہشتم علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام

فصل اوّل

بیان تاریخ ولادت و نسب و کنیت و لقب آنحضرت

اسم شریف علی کنیت ابوالحسن و مشہور ترین القاب رضا ہے و فاضل و رضی و ولی و قرۃ عین المؤمنین و غیظ الملحدین بھی لکھتے ہیں ابن بابویہؒ نے بسند معتبر بزنطی سے روایت کی ہے کہ کہا میں نے بخدمت امام محمد تقی عرض کیا کہ ایک گروہ مخالفین کا گمان ہے کہ آپ کے والد بزرگوار کا لقب رضا مامون نے رکھا ہے جب حضرت کو اس نے اپنا ولی عہد قرار دیا تھا۔ امام محمد تقی نے فرمایا۔ دروغ کہتے ہیں بلکہ حق سبحانہ تعالیٰ نے آنحضرت کو بلفظ رضا ملقب کیا۔ . . . . اس لئے کہ آنحضرتؑ آسمان پر پسندیدہ خدا تھے اور رسول خدا و ائمہ ہدیٰ زمین پر ان سے خوشنود تھے ان کو امامت کیلئے پسند کیا۔ راوی نے کہا۔ آیا آپ کے سب بزرگوار پسندیدہ خدا اور ائمہ ہدیٰ نہ تھے۔ حضرتؑ نے فرمایا ہاں سب تھے۔ راوی نے کہا پھر خاص حضرت کو ان سب حضرات میں اس لقب سے کیوں مخصوص کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اس لئے کہ مخالفین و دشمن بھی حضرت سے اسی طرح راضی تھے۔ جس طرح دوست خوشنود تھے اور اتفاق حضرت کا دوست دشمن سے تھا۔ اس سبب سے آنحضرت کو اس لقب سے ملقب کیا۔ ایضاً بسند معتبر سلیمان بن حفص سے روایت کی ہے کہ امام موسیٰ کاظمؑ ہمیشہ اپنے فرزند کو رضا کہتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے فرزند کو رضا کہو اسلئے کہ میں نے اپنے اس فرزند کو رضا کہا ہے اور جب آنحضرت کو خطاب کرتے تھے ابوالحسن کہتے تھے۔ پدر بزرگوار آنحضرت امام موسیٰ کاظمؑ اور مادر گرامی آنحضرت ام ولد تھیں کہ ان کو تکتم و نجمہ داری و سکن و سماد ام البنین کہتے تھے اور بعضوں نے خیزران و صقر و شقرا بھی نام لکھا ہے۔

حکایت والدہ امام رضا علیہ السلام

ابن بابویہؒ نے بسند معتبر علی میثم سے روایت کی ہے کہ حمیدہ خاتون مادر گرامی امام موسیٰ کاظمؑ کہ منجملہ اشراف و بزرگان عجم سے تھیں انہوں

سے ایک کنیز خریدی اور اسکا تکتم نام رکھا۔ اور یہ کنیز عقل و دین و حیا میں بہترین زنان تھی اور اپنی خاتون حمیدہ کی بہت
تعظیم و تکریم کرتی تھی۔ جس روز سے خریدا تھا۔ کبھی برابر اپنی بی بی کے تعظیماً نہ بیٹھی تھی پس حمیدہ خاتون نے ایک
روز امام موسیٰ کاظم سے عرض کیا۔ اے فرزند گرامی تکتم ایسی کنیز ہے۔ کہ میں نے اس سے بہتر عقلمندی و حسن و آداب
میں نہیں دیکھی میں جانتی ہوں کہ جو فرزند اسسے پیدا ہوگا پاکیزہ و مطہر ہوگا۔ لہذا اس کنیز کو میں تمہے بخشا تم سے اس کی رعایت و
حرمت کرنے کو کہتی ہوں۔ جب امام رضا اس سے پیدا ہوئے اس کا نام طاہرہ رکھا۔ امام رضا دودھ بہت پیتے تھے
ایک روز طاہرہ نے کہا ایک انا تجویز کی جائے کہ وہ بھی دودھ پلائے۔ کہا کیا تمہارے دودھ کم ہے طاہرہ نے
کہا۔ بہ قسم بخدا جھوٹ نہ کہونگی میرے دودھ کم نہیں لیکن نوافل و اوراد جس کی مجھے پہلے سے عادت ہے۔ دودھ پلانے
سے کم ہوگئے ہیں اس سبب سے میں ایک انا چاہتی ہوں۔ کہ میرے اورادو نوافل ترک نہ ہوجائیں بسند معتبر روایت کی
ہے کہ جب حمیدہ خاتون نجمہ کو خریدا ایک شب جناب رسول خدا کو خواب میں دیکھا حضرتؐ نے ان سے کہا۔ اے حمیدہ
اپنی کنیز نجمہ کو اپنے فرزند امام موسیٰ کاظمؑ کو دیدو کہ اس سے ایک ایسا فرزند متولد ہوگا۔ جو بہترین اہل زمین ہوگا۔
اس سبب سے حمیدہ خاتون نے نجمہ کو دیا۔ ایضاً بسند معتبر ہشام سے روایت کی ہے کہ کہا ایک روز امام موسیٰ
کاظمؑ نے مجھ سے پوچھا۔ کہ تمہیں کوئی معلوم ہے۔ کہ مغرب سے ایک بردہ فروش یہاں آیا ہے میں نے کہا۔ یا حضرتؑ
مجھے نہیں معلوم۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ بیشک آیا ہوگا آؤ اس کے پاس چلیں۔ یہ کہہ کے حضرت سوار ہوئے اور میں بھی
خدمت حضرت میں سوار ہو کے چلا۔ جب مقام معہود پہنچے دیکھا کہ ایک تاجر مغرب کا آیا ہے۔ اور بہت سے غلام
اور کنیزیں لایا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اپنی کنیزیں مجھے دکھاؤ۔ تاجر نو کنیزیں لایا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ ان میں سے
میں کسی کو نہیں چاہتا۔ اور لاؤ۔ اس نے کہا۔ سوائے انکے اور میرے پاس کوئی کنیز نہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ بلکہ ہے
لازم ہے۔ کہ اسے بھی لے آؤ۔ اس نے کہا قسم بخدا سوائے ایک کنیز کے کہ وہ بھی بیمار ہے اور کوئی کنیز نہیں
حضرتؑ نے فرمایا۔ اسی کو لے آؤ۔ جب اسنے انکار کیا۔ حضرت دولت سرائے واپس تشریف لائے۔ دوسرے روز
حضرتؑ نے مجھے اس تاجر پاس بھیجا۔ اور فرمایا جس قیمت کو وہ کہے اس کنیز بیمار کو میرے لئے لے آؤ
جب میں نے جا کے اس تاجر سے اس بیمار کنیز کو طلب کیا۔ اس نے بہت قیمت مانگی۔ میں نے کہا اسی
قیمت پر میں نے مول لی۔ اس نے کہا۔ میں نے بھی فروخت کی۔ لیکن مجھ سے کہو وہ کون صاحب جو کل کے روز
تمہارے ہمراہ تھے۔ میں نے کہا۔ وہ بنی ہاشم سے ہیں۔ اس نے کہا کس سلسلہ سے۔ میں نے کہا۔ اور کچھ میں
نہیں جانتا۔ اس تاجر نے کہا۔ واضح ہو کہ اس کنیز کو اطراف بلاد مغرب سے میں نے خرید ا ہے۔ پھر کہا سزاوار نہیں ہے۔ کہ
یہ کنیز تم ایسے پاس رہے۔ بلکہ یہ امر ضروری ہے۔ کہ یہ کنیز بہترین اہل زمین پاس رہے۔ اور جب یہ اس کے تصرف
میں آئے ایک تھوڑا زمانہ کے بعد اس سے ایک ایسا فرزند متولد ہو جس کی اہل مشرق و مغرب اطاعت کریں او امام

رضاان سے متولد ہوئے۔ ایضاً بسند معتبر نجمہ مادر آنحضرت سے روایت کی ہے۔ کہ کہا جب میں حاملہ بفرزند بزرگوار ہوئی کسی طرح کی گرانی اپنے میں نہ پاتی تھی صدائے تسبیح و تہلیل و تمہید میرے شکم سے آتی تھی۔ اور مجھے خوف ہوتا تھا جب وہ فرزند سعادتمند متولد ہوا۔ اس نے اپنی دست مبارک زمین پر رکھے اور سر مطہر بجانب آسمان بلند کرکے لبہائے کو حرکت دی۔ اور اسطرح کلام کیا۔ کہ میں نہ سمجھی۔ اسوقت امام موسیٰ کاظمؑ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے نجمہ تم کو کرامت پروردگار مبارک ہو۔ پھر اپنے فرزند سعادتمند کو ایک جامہ سفید پہنا کے حضرتؑ کو دیا اور حضرتؑ نے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ اور آب فرات مانگا اور تالو اس سے اٹھا کے میری آغوش میں دیا۔ اور فرمایا۔ اس فرزند کو لو کہ یہ بقیہ اللہ حجت خدا خلائق پر ہے۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر محمد بن زیاد سے روایت کی ہے۔ کہ کہا جس روز امام رضا متولد ہوئے۔ اس دن امام موسیٰ کاظمؑ سے میں نے سنا کہ فرماتے تھے یہ میرا فرزند ختنہ کیا ہوا۔ پاک و پاکیزہ متولد ہوا ہے۔ اور جمیع ائمہ اسی طرح متولد ہوئے ہیں لیکن ہم مقام ختنہ پر متابعت سنت کے لئے استرا رکھتے ہیں۔ تاریخ ولادت میں اختلاف ہے۔ بعضے روز ولادت پنجشنبہ اور بعضے جمعہ کہتے ہیں ابن بابویہؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے۔ کہ حضرت مدینہ میں بروز پنجشنبہ گیارھویں ماہ ربیع الاول ۱۵۳ھ میں بعد وفات جناب صادق متولد ہوئے۔ اور کلینیؒ نے ولادت باسعادت ۱۴۸ھ لکھی ہے۔ اور بعضوں نے گیارھویں ماہ ذی الحجہ ۱۵۳ھ لکھی ہے۔ شیخ طبرسی نے گیارھویں ماہ ذیقعد ۱۴۸ھ لکھی ہے۔ اور نقش نگین آنحضرتؑ بروایت معتبرہ جو کہ خود حضرتؑ سے منقول ہے مَاشَاءَ اللّٰہ۔ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ و بروایت دیگر حسبی اللہ تھا۔

فصل دوسری

بیان خبر دینا جناب رسول خدا اور جناب امیرؑ کا اور خود حضرتؑ کا اطلاع دینا شہادت اپنی کا

ابن بابویہؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ایک شخص خراسان کا رہنے والا بخدمت حضرت امام رضا حاضر ہوا اور کہا۔ میں نے رسول خدا کو خواب میں دیکھا ہے۔ کہ حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا ہے اے اہل خراسان تمہارا کیا حال ہوگا جب میرے پارہ تن کو تمہاری زمین پر دفن کریں۔ اور تم کو میری امانت سپرد کریں۔ اور وہ میرا ستارہ تمہاری زمین میں پنہاں ہو جائے۔ امام رضاؑ نے فرمایا۔ وہ میں ہی ہوں جو تمہاری زمین میں دفن ہوگا۔ اور پارہ تن پیغمبر و امانت رسول خدا و نجم فلک امامت و خلافت میں ہی ہوں۔ جو کوئی میری زیارت کرے اور میرا حق پہچانے۔ اور میری اطاعت کو اپنے اوپر لازم جانے میں اور میرے بزرگ روز قیامت اسکے شفیع ہونگے اور جس کے ہم شفیع ہوں البتہ وہ نجات پاتا ہے۔ ہر چند اس پر گناہ جن و انس کے ہوں۔ بتحقیق کہ خبر دی مجھے میرے پدر بزرگوار نے اپنے

بزرگوں سے کہ فرمایا رسول خداؐ نے جو کوئی مجھے خواب میں دیکھے اس نے مجھے دیکھا ہے اسلئے کہ شیطان میری صورت نہیں ہو سکتا۔ اور نہ میرے کسی وصی کی صورت بن سکتا ہے اور نہ ان کے کسی شیعۂ خالص کی صورت بن سکتا ہے تحقیق کہ سچا خواب ایک جزستر جز پیغمبری سے ہے۔ وبسند معتبر آنحضرتؑ سے منقول ہے۔ کہ کہا قسم بخدا ہم اہلبیتؑ میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو قتل یا شہید نہ ہوا ہو لوگوں نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ آپکو کون شہید کرے۔ فرمایا بدترین خلق خدا میرے زمانہ میں مجھے شہید کریگا۔ اور بلاد دیار سے دور زمین غربت میں مجھے دفن کریگا پس جو کوئی میری غربت میں زیارت کریگا۔ خداوند عالم ایک لاکھ شہید اور ایک لاکھ حج کرنے والوں کا اور ایک لاکھ عمرہ کرنیوالوں اور ایک لاکھ جہاد کرنے والوں کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھے گا۔ اور ہمارے زمرہ میں وہ شخص محشور ہوگا۔ اور درجات عالیہ بہشت میں ہمارا رفیق ہوگا۔ ایضاً۔ بسند معتبر حسن بن جہم سے روایت کی ہے۔ کہ کہا جب ماموں ملعون نے علماء و فقہاء کو جمع کیا۔ کہ امام رضاؑ سے بحث کریں۔ اور حضرت مباحثہ میں سب پر غالب آئے۔ اور سب نے اقرار فضیلت آنحضرت کیا۔ بعد اسکے مجلس ماموں سے اٹھ کے اپنے گھر کی طرف مراجعت کی۔ میں خدمت آنحضرت میں تھا۔ میں نے کہا میں خدا کی حمد کرتا ہوں۔ کہ اس نے ماموں کو آپ کا مطیع کیا۔ اور آپ کی عزت و توقیر میں مبالغہ کیا اور نہایت سعی و کوشش کرتا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اے پسر جہم تجھے وہ بات فریب نہ دے۔ جو تو اس سے دیکھتا ہے۔ کہ وہ میری تعظیم و تکریم کرتا ہے۔ اور میرے سخن کو بسمع قبول سنتا ہے۔ لیکن بہت جلد وہ شقی بظلم و ستم مجھے زہر سے شہید کریگا اور یہ وہ خبر ہے۔ جو کہ بزرگوں سے مجھے ملی ہے۔ جب تک میں زندہ ہوں۔ اس خبر کا ذکر نہ کرنا۔ ایضاً۔ جعفر محمد بن نوفلی سے روایت کی ہے۔ کہ کہا۔ میں راہ خراسان میں بخدمت جناب امام رضاؑ پہنچا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اس راہ میں جاتا ہوں مگر پھر ونگا نہیں۔ اور شہر طوس میں پہلوئے ہارون میں دفن ہونگا۔ اور میرا فرزند مظلوم میرے باپ کے پہلوئے مبارک میں بغداد میں مدفون ہوگا۔ ایضاً۔ بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ رسول خداؐ نے فرمایا۔ میرا ایک پارہ تن خراسان میں دفن ہوگا۔ جو کوئی مومن اس کی زیارت کرے۔ البتہ بہشت اس پر واجب ہوگا

لہ سید الساداتؐ جناب رسول خداؐ کے فرمان سے اور شہادت و مدفن امام سے اس امر کی تصدیق ہوگئی ہے کہ رسول پاک اپنی اولاد اور امت کے افراد کے مرنے جینے اور دفن ہونے کا علم رکھتے تھے اسی کو کہتے ہیں علم غیب کا حامل ہونا۔ نیز اس حدیث کو صاحب القطرہ نے صد۱۲۲ پر بھی نقل کیا ہے۔ عن الامام علی الرضا عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم انہ قال سید فن بعضة منی بخراسان ما زارها مکروب الانفس اللہ کربتہ ولا مذنب الا غفر اللہ لہ' وقال عن عائشة قال صلی اللہ علیہ والہ وسلم من زار ولدی بالطوس فانما حج مرة قالت مرة فقال مرتین قالت مرتین فقال ثلث مرات فسکت عائشة ولو طلبت لبلغت الی سبعین۔ امام علی رضاؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ کہ عنقریب میرے جگر کا ایک ٹکڑا خراسان میں دفن ہوگا۔ جو مکروب و ستم رسیدہ اس مظلوم کی زیارت کرے گا اللہ تعالیٰ اس

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اور جہنم اس کے بدن پر حرام ہو گا۔ ایضاً۔ بسند معتبر روایت کی ہے۔ کہ جناب صادقؑ نے فرمایا میرے فرزند موسیٰؑ کا ایک فرزند ایسا ہو گا جو ہمنام علی ہو گا۔ یاسے خراسان لے جا کے زہر سے شہید کریں گے اور غربت میں دفن کریں گے جو کوئی اسکی زیارت کرے۔ اور اسکے حق کو پہچانے خداوند عالم اس کا ثواب ان کا عطا کرے گا جنہوں نے قبل فتح مکہ راہ خدا میں اپنے جان و مال کو خرچ کیا۔ ایضاً۔ بسند معتبر جناب امیر سے روایت کی ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا میرے فرزندوں میں سے ایک فرزند خراسان میں بظلم و ستم شہید ہو گا۔ اور اس کا نام مثل میرے نام کے ہو گا اور باپ اسکا ہمنام موسیٰ بن عمران ہو گا۔ جو کوئی اسکی اس غربت میں زیارت کریگا۔ خداوند عالم اس کے گناہان گذشتہ و آئندہ کو بخش دے گا۔ اگرچہ گناہ اس کے بعدد ستارہ ہائے آسمان و قطرہ ہائے باران و برگہائے درختان ہوں۔

فصل تیسری

بیان کیفیت و سبب شہادت حضرت امام رضا علیہ السلام

روایات معتبرہ سے ایسا ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جب ماموں ملعون نے کہ خلفائے شقاوت اساس بنی عباس سے تھا۔ فرمان اطراف عالم میں جاری کئے حکومت ولایت عراق عرب حسن بن سہل کے سپرد کی اور آپ بمقام مرو مقیم ہوا۔ اطراف ممالک حجاز و یمن میں غبار فتنہ و آشوب بلند ہوا۔ بعضے سادات نے بطمع خلافت رایت مخالفت بلند کیا۔ اور جب یہ خبریں بمقام مرو اس شقی کو پہنچیں۔ اس ملعون نے فضل بن سہل ذوالریاستین سے جو کہ وزیر و مشیر اس کا تھا مشورہ کیا۔ بعد تدبر و فکر تمام ان دونوں بدانجام کی رائے اس پر قرار پائی کہ امام رضاؑ کو مدینہ سے طلب کر کے ان کو اپنا ولی عہد کرنا چاہیئے تاکہ جمیع سادات مطیع ہو جائیں۔ اور طمع خلافت سے باز رہیں پس رجالان ضحاک کو ہمراہ گروہ مخصوص بجانب مدینہ خدمت امام رضاؑ روانہ کیا۔ کہ حضرت کو سفر خراسان کی ترغیب کریں۔ جب یہ لوگ بخدمت آنحضرتؑ پہنچے حضرتؑ نے پہلے تو بہت انکار کیا۔ اور جب ان لوگوں نے بیحد مبالغہ کیا۔ بمجبوری حضرتؑ نے وہ سفر محنت اثر اختیار کیا۔ ابن بابویہؒ نے بسند حسن و ثنا سے روایت کی ہے۔ کہ جناب امام رضاؑ نے فرمایا جب چاہا مجھے مدینہ سے باہر لے جائیں۔ اس وقت میں نے اپنے عیال پریشان حال کو

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۲۲۔ کی سختی و مصیبت کو رفع کریگا۔ اور جو گنہگار و خطاکار اس کی زیارت کو جائیگا۔ خدا اسکے گناہوں کو بخش دے گا۔ نیز حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ کہ رسول پاک نے فرمایا جو کوئی شہر طوس میں جا کر میرے فرزند کی زیارت کریگا اسے حج بیت اللہ کے برابر ثواب ہو گا۔ میں نے حیران ہو کر پوچھا۔ کیا ایک حج کا ثواب ملے گا حضرت نے فرمایا دو حج کا۔ پھر میں نے پوچھا۔ دو حج کا۔ حضرت نے فرمایا۔ بلکہ تین حج کا ثواب ملے گا۔ یہ سن کر میں خاموش ہو گئی حضرت نے فرمایا۔ اے عائشہ اگر تو خاموش نہ ہوتی تو میں ستر حج تک پہنچتا۔ (کوثر زیدی عفی عنہ)

جمع کرکے ان سے اپنی خبر شہادت بیان کی اور کہا میں اس سفر سے واپس نہ آؤں گا اب میری تعزیت میں قیام کرکے مجھ پر نوحہ وزاری کرو اور اشک حسرت اپنی آنکھوں سے برساؤ یہ کہکے میں نے اپنے ہر اہل بیت کو وداع کیا اور بارہ ہزار دینار طلا ان پر تقسیم کئے۔ بسند معتبر دیگر مخول سیسانی سے روایت کی ہے۔ کہ جب امام رضاؑ نے مدینہ سے سفر کا عزم کیا مسجد میں جاکے ضریح مقدس جد بزرگوار کو وداع کرکے قطرات اشک خونین مفارقت حضرت سید المرسلین و روضہ مقدس سے بے تاب ہوکے پھر واپس آئے۔ اور مکرر وداع کیا۔ اور کئی مرتبہ اس طرح وداع کرکے چند قدم واپس جاتے اور پھر واپس ہوکے گریہ وزاری فرماتے۔ روضہ میں واپس آتے تھے جب بادل پر حسرت مرقد مطہر حضرت رسالت سے جدا ہوئے میں نے بخدمت حضرتؑ جاکے سلام کیا اور اس سفر کی تہنیت و مبارک باد کہی۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ مبارک باد کیا دیتے ہو۔ میں اس سفر میں ہمسایہ جد بزرگوار سے دور ہوتا ہوں۔ اور غربت میں شہید ہوکے بدترین خلق خدا ہارون رشید کے پہلو میں دفن ہونگا۔ اس کے بعد میں حضرت کی خدمت میں رہا۔ یہانتک کہ جو حضرتؑ نے فرمایا تھا۔ وہی واقعہ ہوا۔ کتاب کشف الغمہ وغیرہ میں امیہ بن علی سے روایت کی ہے۔ کہ کہا جس سال امام رضاؑ طواف وداع کررہے تھے اور امام محمد تقی کو بھی موفق غلام کے کندھے پر طواف کراتے تھے جب حجر اسماعیل تک پہنچے۔ کندھے سے اتر کے بیٹھ گئے اور آثار حزن واندوہ چہرہ مبارک سے ظاہر ہوئے۔ اور مشغول دعا ہوکے بہت طول دیا موفق غلام نے عرض کیا۔ آپ پر سے فدا ہوں۔ اٹھیے۔ حضرتؑ نے فرمایا یہاں سے نہ اٹھونگا جب تک کہ خدا چاہے۔ موفق غلام نے حضرت امام رضا کی خدمت میں آکے انکے فرزند سعادت مند کا حال عرض کیا۔ حضرت اپنے فرزند پاس گئے۔ اور فرمایا۔ اے فرزند اٹھو۔ اے نور چشم اٹھو۔ امام محمد تقی نے کہا۔ اے پدر بزرگوار کس طرح اٹھوں جانتا ہوں۔ کہ آپ نے خانہ کعبہ کو وداع کیا۔ اور اس کے بعد پھر نہ آئیگا۔ یہ کہہ کے گریاں ہوئے اور حسب فرمان پدر بزرگوار اٹھ کھڑے ہوئے اور روانگی آنحضرتؑ بجانب خراسان ۲۰۰ھ میں ہوئی۔ اور اس وقت موافق مشہور عمر شریف حضرت امام محمد تقی سات سال تھی اور جب متوجہ سفر ہوئے ہر ایک منزل میں معجزات وکرامات کثیر حضرتؑ سے ہوئے۔ اور اب تک ان معجزات کے آثار بہت موجود ہیں۔ ابو الصلت ہروی نے روایت کی ہے۔ کہ جب حضرتؑ بمقام سناباد طوس پہنچے۔ اس قبہ میں داخل ہوئے جس میں ہارون رشید کی قبر تھی۔ حضرتؑ نے اس قبر کے سامنے ایک نشان کھینچا اور فرمایا کہ یہ میری قبر ہے۔ میں یہاں دفن ہونگا۔ خداوند عالم میرے شیعوں اور دوستوں

امام رضا علیہ السلام اور دیگر ائمہ اہل بیت یہ علم رکھتے تھے کہ انہوں نے عالم خاک سے عالم نور میں زہر سے جانا ہے یا تلوار سے اور کہاں ان کی قبر بنے گی۔ بلکہ وہ تمام نسل انسانی کے متعلق علم رکھتے ہیں کہ یہ آدمی کیسے مرے گا اور اس کی قبر کہاں بنے گی سورہ لقمان میں آخری رکوع میں اسی علم کو علم غیب کہا گیا ہے اور امام رضا کا فرمانا یہاں میری قبر بنے گی اور جب جناب کی شہادت ہوئی تو قبل شہادت آپ نے کسی کو وصیت بھی نہیں کی کہ مجھے یہاں دفن کرنا۔ مگر لوگوں نے خود بخود وہاں ہی دفن کیا جہاں امام نے خود نشان دیا تھا

(باقی حاشیہ صفحہ ۷۲۶ پر)

کے اترنے کا مقام کرے گا۔ اس جگہ قسم بخدا جو کوئی میرا شیعہ اور دوست اس مکان میں میری زیارت کرے گا یا مجھ پر سلام کرے گا۔ حق تعالیٰ اپنی مغفرت و رحمت کو ہم اہل بیت کی شفاعت سے اس پر واجب کرے گا۔ یہ فرما کے حضرتؑ نے قبلہ رو ہو کے چند رکعت نماز پڑھی۔ اور بہت دعائیں تلاوت کیں جب فارغ ہوئے سجدہ میں گئے۔ اور بہت طول دیکے پانچ سو مرتبہ تسبیح سجدہ میں کہیں جب سر سجدہ سے اٹھایا۔ باہر تشریف لائے۔

درمیان مامون رشید اور امام رضا گفتگو

پس جب امام بمقام مرو پہنچے۔ اور مامون ملعون سے ملاقات کی۔ اس شقی نے بظاہر حضرتؑ کی بہت تعظیم و تکریم کرکے کہا۔ یا ابن رسول اللہ میں نے آپ کی فضیلت و علم و زہد و ورع و عبادت کو دیکھ کے آپ کو اپنے سے زیادہ تر سزاوار خلافت پایا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ میں بندگی خدا سے فخر کرتا۔ اور بزہد دنیا کی شرارت سے امید نجات رکھتا۔ اور پرہیزگاری محرمات الہٰی سے باز رہ کے امیدوار حصول غنائم نا تمناہی رہتا ہوں۔ اور دنیا میں تواضع کرنے سے اپنے خدا کے نزدیک خواہانِ رفعت ہوں۔ مامون نے کہا میرا ارادہ ہے کہ خلافت ترک کرکے آپ کے سپرد کروں۔ اور آپ سے بیعت کروں حضرتؑ نے فرمایا۔ اگر خلافت کو خدا نے تم پر قرار دیا ہے۔ جائز نہیں کہ دوسرے کو دے دو اور اپنے کو معزول کرو۔ اگر خلافت تمہارا حق ہی نہیں ہے تم کو اس کا اختیار بھی نہیں ہے کہ دوسرے کو سپرد کرو۔ مامون نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ البتہ لازم ہے۔ کہ آپ اسے قبول کریں حضرتؑ نے فرمایا۔ اس کی غرض سے واقف تھے الکار کرتے تھے۔ جب وہ ملعون قبول خلافت آنحضرتؑ سے مایوس ہوا۔ کہا اگر آپ خلافت قبول نہیں کرتے۔ میری ولی عہدی قبول کیجئے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ کہ میرے بزرگوں نے جناب رسول خداؐ سے خبر دی ہے کہ میں تجھ سے پہلے دنیا سے مفارقت کرونگا۔ اور مجھے زہر ستم سے شہید کریں گے۔ اور مجھ پر ملائکہ آسمان و زمین سب روئیں گے۔ اور زمین غربت میں پہلوئے ہارون رشید میں دفن ہونگا۔ مامون اس بات کے سننے سے گریاں ہوا۔ اور کہا۔ یا ابن رسول اللہ آپ کو کون قتل کر سکتا ہے اور کس کی طاقت ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں۔ کوئی صدمہ و گزند آپ کو پہنچا سکے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اگر چاہوں کہہ سکتا ہوں۔ کہ مجھے کون شخص شہید کریگا۔ مامون نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ ان باتوں سے آپ کی غرض یہ ہے۔ کہ میری ولی عہدی بھی قبول نہ کیجئے اس لئے کہ لوگ کہیں گے۔ آپ نے ترک دنیا کیا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا قسم بخدا جس دن سے مجھے میرے پروردگار نے پیدا کیا ہے۔ اب تک میں نے دروغ نہیں کیا۔ اور ترک دنیا خاص دنیا کے لئے نہیں کیا۔ اور تیرا مطلب میں جانتا ہوں۔ مامون نے کہا۔ میرا مطلب کیا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۲۵۔ قبر مبارک اس نشان سے بال بھر آگے بھی اور پیچھے ہے یہی علم غیب ہے جو محمد و آل محمد علیہ السلام کو حاصل ہے۔ (کوٹلہ بھربلوی)

تیرا مطلب یہ ہے کہ لوگ کہیں علی بن موسیٰ الرضا نے دنیا کو ترک نہیں کیا۔ بلکہ دنیا نے ان کو ترک کیا ہے۔ اب جب کہ دنیا ان کو میسر ہوئی طمع خلافت کیلئے ولی عہدی قبول کی۔ مامون اس کلام سے غضب ناک ہوا۔ اور کہا۔ آپ ہمیشہ میرے سامنے سخنان ناگوار کہا کرتے ہیں۔ میرے رعب و دبدبے سے آپ بے خوف ہو گئے ہیں۔ قسم بخدا اگر آپ ولی عہدی قبول نہ کریں گے۔ آپ کو قتل کر دونگا۔ حضرت نے فرمایا۔ خدا نے کہا ہے۔ کہ اپنے کو دانستہ ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اب تو چونکہ جبر کرتا ہے میں نے اس شرط پر قبول کیا۔ کہ کسی کو نصب و عزل نہ کروں اور ایک قاعدہ کو ترک کر کے قاعدہ جدید اختراع نہ کروں دور سے سند حکومت پر نظم کروں۔ یہ سن کر مامون ملعون ان شرائط پر راضی ہوا۔ حضرت نے ہاتھ جانب آسمان بلند کر کے فرمایا۔ خداوند تو جانتا ہے کہ مجھ پر جبر کیا ہے۔ اور میں نے بضرورت اس امر کو قبول نہ کیا۔ مجھ سے مواخذہ نہ کرنا جس طرح اپنے دو بندوں یعنی حضرت یوسف و حضرت دانیال سے تو نے مواخذہ نہ کیا۔ جبکہ انہوں نے ولی عہدی کو بادشاہ کی جانب سے قبول کیا۔ خداوندا کوئی عہد نہیں مگر تیرا عہد اور کوئی ولایت نہیں مگر تیری طرف سے پس مجھے توفیق دے کہ تیرے دین کو برپا اور تیرے پیغمبرؐ کی سنت کو زندہ رکھوں۔ بتحقیق کہ تو اچھا آقا۔ اور عمدہ یاور ہے۔ یہ فرما کے محزون و گریاں ولی عہدی کو مامون سے قبول کیا۔

بیان ولی عہدی حضرت امام رضا

مامون نے دوسرے روز دربار عظیم میں ایک کرسی حضرتؑ کے لیے اپنے پہلو میں بچھائی۔ اور جمیع اکابر و اشراف و سادات و علماء کو جمع کر کے اول اپنے بیٹے عباس کو حکم دیا۔ کہ بیعت کریں۔ اس نے حضرتؑ کی بیعت کی۔ اس کے بعد سب لوگوں نے حضرتؑ سے بیعت کی۔ اور مامون نے بہت سا انعام تقسیم کیا۔ اور ایک سال کی تنخواہ لشکر کو تقسیم کیا۔ اور شاعروں و مداحوں کو حکم دیا۔ کہ قصائد فصیح و بلیغ حضرت کی شان میں تصنیف کریں۔ یہ کہہ کے انعام و اکرام ان کو عطا کیا۔ اور منبروں مناروں روپوں پیسوں پر سکہ حضرتؑ کے نام کا جاری کیا۔ اور لوگوں کو حکم دیا۔ کہ سیاہ پوشی بدعت بنی عباس کو ترک کر کے سبز کپڑے پہنیں۔ اور ایک اپنی دختر ام حبیبہ کو حضرتؑ سے تزویج کیا۔ اور دوسری دختر ام الفضل کو امام محمد تقیؑ سے نامزد کیا۔ اور حسنؑ بن سہل کی بیٹی سے خود عقد کیا۔ جب اس ملعون نے دیکھا۔ کہ ہر روز انوار علم و کمال و آثار رفعت و جلال حضرتؑ سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور محبت حضرتؑ کی لوگوں کے دلوں میں جاگزین ہوتی جاتی ہے۔ آتش حسرت اس کے سینہ پر کینہ میں مشتعل ہوئی۔ بعد اسکے وہ ملعون آنحضرتؑ پر عازم ہوا

حضرت امام رضا علیہ السلام کے قتل کا حکم

ابن بابویہؒ نے احمد بن علی سے روایت کی ہے کہ کہا میں نے ابوالصلت ہروی سے پوچھا۔ کہ مامون قاتل امام رضاؑ کیونکر ہوا۔ باوجودیکہ اس قدر اظہار محبت و تعظیم و تکریم آنحضرتؑ کرتا تھا۔ اور حضرتؑ کو اپنا ولی عہد کیا تھا۔

ابوالصلت نے کہا۔ مامون نے اس سبب سے حضرتؑ کو گرامی رکھا تھا کہ وہ فضائل و بزرگواری حضرتؑ سے واقف تھا
اور ولی عہدی اس سبب سے دی تھی۔ کہ لوگ جانیں حضرتؑ دنیا سے راغب ہیں اس خیال سے ان کی محبت لوگوں کے
دلوں سے کم ہو جائے۔ جب اس نے دیکھا۔ کہ یہ منصب ولی عہدی باعث زیادتی محبت و اخلاص مردم ہوا۔ اس نے
جمیع فرقہ یہود و نصاریٰ و مجوس و صابئین و براہمہ و ملحدان و دہریان و فضلائے جمیع فرقہ ہائے مسلمان کو جمع کیا۔ کہ
حضرتؑ سے یہ لوگ مباحثہ و مناظرہ کریں۔ شاید حضرت پر غالب رہیں۔ اور اعتقاد مردم میں نسبت آنحضرتؑ
فتور پڑ جائے۔ اس تدبیر کا نتیجہ بھی برخلاف اسکے مطلب کے ہوا۔ کیونکہ وہ سب لوگ مغلوب ہو کے قائل بفضیلت
و کمال حضرتؑ ہوئے۔ اور حضرتؑ بھی مقرر فرماتے تھے۔ کہ خلافت ہمارا حق ہے۔ اور ہم امامت کے اور لوگوں سے
زیادہ تر سزاوار ہیں۔ بدگویاں ناہنجار اس ملعون کو اس کلام سے مطلع کرتے تھے۔ اس سبب سے خشم و حسد اس پر غالب
ہوتا تھا۔ اور حضرت اسکی خاطر مدارات نہ کرتے تھے اور اکثر اوقات سخنان درشت اسکے سامنے فرماتے تھے
یہ امور اور بھی باعث اسکے مزید کینہ و بغض کے ہوتے تھے اس وجہ سے قتل آنحضرتؑ اسے منظور ہوا اور زہر
سے حضرتؑ کو شہید کیا۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر ہرثمہ بن اعین سے روایت کی ہے کہ کہا ایک روز بقصد ملاقات
امام رضاؑ قصر مامون لعین میں داخل ہوا جب دروازہ پر پہنچا صبیح دیلمی جو مقربان مامون دوستان امام رضاؑ سے تھا
اسے میں نے دیکھا جب اسکی نظر مجھ پر پڑی۔ اس نے کہا۔ اے ہرثمہ تم جانتے ہو۔ میں محل اعتماد و امین
خلیفہ ہوں۔ میں نے کہا ہاں جانتا ہوں۔ صبیح نے کہا مجھے شب گذشتہ میں غلامان خواص کے جو میرے
محرم راز تھے۔ پہر رات گئے۔ اس نے بلا بھیجا۔ جب ہم وہاں گئے دیکھا کہ اس سیاہ قلب نے بکثرت
روشنی سے اپنی محفل کو مثل روز روشن کر رکھا ہے۔ اور تلواریں زہر آلود اس کے آگے رکھی ہیں پس ہم میں سے
ہر ایک کو اپنے قریب بلا کے عہد و پیمان لیا۔ کہ جو کچھ میں حکم دوں۔ اس کی تعمیل کرنا۔ اور اس راز کو پنہاں
رکھنا۔ یہ کہہ کے ہر ایک کو تلوار زہر آلود دی۔ اور حکم کیا۔ کہ حجرہ امام رضاؑ میں جا کے جس حالت میں ان کو پاؤ۔ ان
سے کلام نہ کرو خواہ وہ بیٹھے ہوں یا کھڑے یا سوتے ہوں یا جاگتے ہوں۔ تم لوگ تلواروں سے ان پر حملہ
کر کے انکا گوشت پوست و استخواں ریزہ ریزہ کر ڈالو۔ پھر انکے بدن کے ٹکڑے ایک دوسرے سے
کے یہ تلواریں انکے فرش سے صاف کر کے میرے پاس حاضر ہو۔ اگر میرے اس حکم کی تعمیل کرو گے اور
اس راز کو افشا نہ کرو گے ہر ایک کو بارہ بارہ تھیلیاں روپیہ کی اور زمین و مکانات دونگا۔ اور جب تک زندہ رہوں
گا تم سب کو اپنا مقرب رکھوں گا۔

معجزہ امام رضا علیہ السلام مامون کا یہ حکم سن کر ہم سب تلواریں لے کے متوجہ حجرۂ آنحضرتؑ ہوئے جب
حجرہ میں گئے۔ ہم نے دیکھا۔ کہ حضرت کروٹ کے بل لیٹے اپنے ہاتھ ہلا ہلا کے باتیں کر رہے ہیں۔ اور وہ

باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آئیں۔ میں حجرہ کے ایک طرف اپنی تلوار ٹیک کے کھڑا ترساں و ہراساں دیکھ رہا تھا۔ کہ وہ سب غلامان بیحیا حضرتؑ کی طرف دوڑے۔ اور اپنی تلواریں ایک دفعہ حضرتؑ کے جسم اطہر پر لگائیں۔ اس وقت حضرتؑ کوئی زرہ اور جامہ بھی نہیں پہنے تھے۔ کہ وہ تلواریں اثر نہ کریں۔ پس حضرتؑ کو فرش میں لپیٹ دیا۔ اور مامون پاس گئے۔ اس نے پوچھا۔ تم نے کیا کیا۔ انہوں نے جواب دیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ جو حکم آپ نے دیا تھا اس کی ہم نے تعمیل کی۔ جب صبح ہوئی۔ مامون چاک گریبان سر برہنہ مثل صاحبان مصیبت گریاں و نالاں گھر سے باہر آیا۔ مجلس میں بیٹھا۔ اور بطریق تعزیت آنحضرت بیٹھ کے تھوڑی دیر پا برہنہ حجرۂ حضرتؑ کی جانب روانہ ہوا۔ کہ حضرتؑ کی تجہیز و تکفین کرے۔ جب قریب حجرہ پہنچا حضرتؑ کی آواز ہمہمہ کی سن کے خائف ہوا۔ اور کہا۔ اے صبیح تم حجرہ میں جا کے اس آواز کی حقیقت حال سے مجھے مطلع کرو۔ صبیح نے کہا۔ جب میں حجرہ میں گیا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ حضرت محراب عبادت میں بیٹھے ہیں۔ اور بعبادت حق تعالیٰ مشغول ہیں جب مامون سے میں نے یہ کیفیت بیان کی۔ وہ بیتاب ہو گیا۔ اور اس کے اعضا کانپنے لگے۔ پھر کہا تم پر خدا کی لعنت ہو۔ تم نے مجھے فریب دیا۔ اے صبیح چونکہ تم حضرتؑ کو پہچانتے ہو۔ محراب میں جا کے خوب طرح حقیقت حال دریافت کر کے مجھے مطلع کرو۔ جب میں قریب گیا۔ حضرتؑ نے آواز دی۔ کہ اے صبیح میں نے کہا۔ لبیک اے میرے مولا۔ یہ کہہ کے زمین پر گر پڑا۔ اور منہ خاک پر مل کے رونے لگا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اے صبیح خدا تم پر نازل کرے رحمت۔ اٹھو۔ پھر حضرتؑ نے یہ آیتہ تلاوت فرمایا۔ یریدون لیطفؤا نوراللّٰہ بافواھھم واللّٰہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون یعنی کفار چاہتے ہیں۔ اپنے منہ سے نور خدا کو بجھا دیں۔ اور خدا اپنے نور کا تمام کرنے والا ہے۔ ہر چند کفار نہ چاہیں۔ صبیح نے کہا۔ جب میں مامون پاس آیا۔ کثرت خشم و غضب سے اس کی صورت مثل تار سیاہ ہو گئی تھی۔ میں نے کہا۔ واللہ امام رضاؑ اپنے حجرہ میں بیٹھے مشغول عبادت ہیں۔ اور نشان تک زخم کا بدن مبارک پر نہیں ہے۔ یہ سُن کے اس ملعون نے حکم دیا۔ کہ میرے عزیز و اقارب وغیرہ جو لوگ تعزیت وغیرہ کو میرے پاس آئیں۔ ان سے کہو حضرتؑ کو غش آ گیا تھا۔ اب الحمد اللہ ہوش آیا۔ اور صحیح و سالم ہیں۔ ہرثمہ نے کہا۔ امام رضاؑ کو جب اس قصہ کو میں نے صبیح سے سُنا۔ شکر خدا بجا لایا۔ اور بخدمت امام رضاؑ حاضر ہوا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اس گروہ کے۔ مکر و غدر سے مجھے کوئی ضرر نہ پہنچے گا جب تک اجل موعود نہ آئے گی۔

کیفیت شہادت امام رضاؑ

بروایت ابوالصلت ہروی اس طرح سے کہا۔ ایک روز میں حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا قبۂ ہارون رشید میں جا کے اس ملعون کی قبر کے چاروں طرف سے ایک ایک مٹھی خاک اٹھا لا۔ جب میں لایا حضرتؑ

نے اس خاک کو جو اس کی پشت کی طرف سے اٹھائی تھی. سونگھ کے پھینک دی۔ اور کہا مامون ملعون
چاہے گا. کہ اپنے باپ کی قبر کو میری قبر کا قبلہ قرار دے۔ اور مجھے اس مکان میں دفن کرے جب وہ چاہے
گا۔ اس وقت ایک ایسا پتھر ظاہر گا. کہ اگر خراسان کے سب بیلدار جمع ہو کے چاہیں کہ اسے حرکت دیں
یا ایک ذرہ بھی اس جدا کریں نہ ہو سکیگا. بعد اس کے حضرتؑ نے سرہانے پائنتی کی خاک سونگھ کے ویسا
ہی فرمایا۔ اور جب قبلہ کی طرف کی خاک سونگھی۔ ارشاد کیا. بہت جلد میری قبر اس جگہ کھودی جائے گی۔ اس
وقت حکم دینا. کہ سات درجہ زمین کو کھودیں۔ اور لحد کو دو ہاتھ بنانا کہ خداوند عالم جس قدر چاہے۔ اسے
کشادہ کر کے ایک باغ باغہائے بہشت سے بنا دے پس سرہانے سے قبر کے ایک تری نکلے گی۔
اس وقت اس دعا کو جو میں تم کو تعلیم کرتا ہوں. پڑھنا کہ بقدرت خدا وہ پانی جاری ہوا اور قبر پانی سے
بھر جائے۔ اور کئی چھوٹی چھوٹی مچھلیاں اس پانی میں دکھائی دیں۔ جب وہ مچھلیاں دیکھنا۔ اس روٹی کو
جو کہ میں تم کو دیتا ہوں. ٹکڑے کر کے اس پانی میں ڈال دینا. کہ وہ مچھلیاں کھائیں اسوقت ایک بڑی مچھلی
آکے ان ساری مچھلیوں کو نگل جائے گی. بعد اسکے پانی پر ہاتھ رکھ کے یہ دعا جو کہ میں تمکو تعلیم کرتا ہوں۔
پڑھنا وہ پانی زمین کے اندر چلا جائے۔ اور قبر خشک ہو جائے۔ اور لازم ہے۔ ان اعمال کو مامون کے سامنے بجا
لانا. پھر فرمایا. کل کے روز اس ملعون کی مجلس میں جاؤں گا. اگر اس کی مجلس سے سر برہنہ باہر آؤں مجھ سے
باتیں کرنا. اور اگر سر پر کچھ لپیٹے ہوں. مجھ سے کلام نہ کرنا۔

ذکر خوشہ ہائے انگور زہر آلود

ابو الصلت نے کہا جب دوسرا روز ہوا امام رضاؑ نے نماز صبح ادا کی کپڑے پہن کے محراب عبادت میں بیٹھے۔ اور منتظر تھے کہ غلام
مامون بلانے آئیں. حضرتؑ نے کفش پہنی۔ اور عبا دوش مبارک پر ڈال کر اس ملعون کی مجلس میں تشریف لے
گئے. میں بھی حضرت کی خدمت میں حاضر تھا۔ اسوقت ایک طباق کئی طرح کے میوؤں سے بھرا۔ اس ملعون
کے پاس رکھا تھا۔ اور وہ ملعون ایک خوشہ انگور جس کے بعض دانوں میں ذور از ہر آلود بھرایا تھا ہاتھ میں
لئے تھا اور جن دانوں کو زہر آلود نہ کیا تھا۔ ان دانوں کو رفع تہمت کیلئے خود زہر مار کرتا تھا جب اس کی
نظر حضرتؑ پر پڑی بکمال شوق اپنی جگہ سے اٹھ کر اپنے ہاتھ گردن مبارک میں حضرتؑ کی ڈال کے اور دم
دو دیدہ حضرتؑ کا بوسے لئے. جو کچھ لوازم و اکرام و احترام ظاہری تھا۔ اس میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت
نہ کیا۔ اور حضرتؑ کو اپنی مسند پر بٹھا کے وہ خوشہ انگور زہر آلود حضرتؑ کو دیا۔ اور کہا. یا ابن رسول اللہ
انگوروں سے بہتر انگور میں نے نہیں دیکھے. حضرتؑ نے فرمایا. شائد انگور بہشت ان سے اچھے ہوں۔
مامون نے کہا. ان کو تناول کیجئے حضرتؑ نے فرمایا. ان انگوروں کے کھانے سے معاف رکھو اس شقی نے نہ

اصرار و مبالغہ کر کے کہا۔ آپ ضرور کھائیں یا حضرتؑ باوجود اس خلوص کے جو آپ مجھ سے مشاہدہ فرماتے ہیں پھر بھی آپ مجھ سے بدظن رہا کرتے ہیں۔ یہ کیا آپ کا میری نسبت گمان ہے۔ یہ کہہ کے چند دانے اس خوشہ انگور کے جو زہر آلود نہ تھے۔ اس شقی نے کھائے۔ اور حضرتؑ کے ہاتھ میں وہ خوشہ دے کے کہا۔ تناول کیجئے حضرت نے۔ حضرتؑ نے جب تین دانے زہر آلود کے تناول فرمائے۔ اسی وقت حالت حضرتؑ کی دگرگون ہو گئی۔ بعد اسکے حضرت نے وہ گوشہ انگور زمین پر پھینک دیا۔ اور متغیر الاحوال اس مجلس میں اٹھ گئے۔ مامون نے کہا۔ اے پسر عم کہاں جاتے ہو۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ وہاں جاتا ہوں جہاں تو نے مجھے بھیجا ہے یہ کہہ کے حضرتؑ غمگین و نالاں سر کو چھپائے مامون ملعون کے مکان سے باہر آئے۔ ابوالصلت نے کہا حسب الحکم میں نے حضرتؑ سے کوئی کلام نہ کیا۔ یہانتک کہ حضرتؑ اپنے مکان میں تشریف لائے۔ اور فرمایا دروازہ مکان کا بند کر لو۔ پھر نالاں و غمگین تکیہ لگا کر فرش پر بیٹھے۔

حضرت امام محمد تقی کا تشریف لانا

ابوالصلت کہتا ہے جب حضرتؑ فرش پر بیٹھے۔ میں دروازہ مکان بند کر کے گھر میں محزون و غمناک کھڑا تھا۔ ناگاہ ایک جوان خوبصورت خوشبو مو مکان میں دکھائی دیا۔ کہ آثار ولایت و امامت اسکی جبیں مبارک سے ظاہر تھے اور امام رضاؑ سے شبیہ تھا۔ میں نے اس جوان سے جا کے کہا۔ تم کہاں کسطرف سے آئے۔ میں نے دروازے بند کر دئے تھے اس جوان نے کہا۔ جس قادر نے مدینہ سے ایک لحظہ میں شہر طوس میں پہنچا دیا۔ اسی نے بند دروازے سے مکان میں پہنچا دیا۔ میں نے کہا۔ تم کون ہو۔ فرمایا۔ اے ابوالصلت میں تم پر حجت خدا ہوں اے ابوالصلت میں محمد بن علیؑ ہوں اپنے پدر عزیز والد معصوم مظلوم و مسموم کو دیکھنے اور وداع کرنے آیا ہوں۔ یہ کہہ کے اس حجرہ میں جس میں امام رضاؑ تھے تشریف لائے۔ جب امام مظلوم معصوم نے اپنے فرزند معصوم کو دیکھا۔ مثل یعقوب اپنے پسر بلند اختر کو آغوش مبارک میں لے کے اپنے ہاتھ ان کی گردن میں ڈال دیئے اور سینہ سے لگا کے درمیان دو دیدہ نور دیدہ بوسہ لیا۔ اور اپنے فرش پر لے جا کے پیار کرتے اور

۱؎ نبی اور امام متصرف فی الدنیا ہے اور ہر شے کا محمدؐ عربی رسول ہے از حضرت علیؑ تا امام مہدیؑ علیہم السلام خود کے من جانب اللہ نائب ہیں ہر شے آپ کے تابع ہے اسی لئے رسول اور امام کیلئے۔ پہاڑ۔ دریا دوری۔ دیوار سد راہ نہیں ہو سکتے امام پلک جھپکنے سے پہلے جہاں چاہے زمین و آسمان کی حکومت میں جاتا ہے امام پر موت حیات کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ وہ ازل سے تا ابد زندہ اور باقی ہے بندوں پر حجۃ اللہ اور بقیۃ اللہ ہے یہاں صرف لباس بشر میں ہے جب چاہا انہوں نے خدا نے اختیار دیا تھا لہذا نہ ظاہری زندگی میں بھی ہر جگہ آن واحد میں جاتے تھے اور بعد حیات ظاہرہ بھی جاتے ہیں لوگوں کے اعمال حالات دیکھتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں۔

(دکو ٹو بھو پالوی)

ان سے اسرار ملک و ملکوت وخزائن علوم حی لایموت تعلیم فرماتے تھے کہ میری سمجھ میں نہیں آتے تھے۔ پھر
ابواب علم اولین وآخرین ودولت امام حضرت سید المرسلینؐ اپنے فرزند کو تعلیم فرماتے تھے۔ اسوقت لبہائے مبارک
امام رضاؑ پر ایک کف برف سے سفید زیادہ دکھائی۔ حضرت امام محمد تقی نے اس کف کو چاٹ لیا۔ اور اپنا دست
مبارک درمیان سینۂ پدر بزرگوار لے جاکے ایک چیز مثل عصفور باہر لائے اور نگل گئے۔ بعد اسکے حضرت
امام رضاؑ نے انتقال فرمایا اس وقت حضرت امام تقی نے مجھ سے کہا۔ اے ابوالصلت پانی اور تختہ لاؤ۔ میں نے کہا۔
یا ابن رسول اللہ یہاں نہ پانی نہ تختہ۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ جو میں کہتا ہوں اس کی تعمیل کرو۔ تم کو ان باتوں سے کیا مطلب
جب میں نے ڈھونڈا پانی اور تختہ وہاں موجود تھا۔ پس پانی اور تختہ حاضر کرکے میں نے دامن اپنے چڑھایا اور مستعد
ہوا۔ کہ حضرتؑ کے غسل دینے میں اعانت کروں۔ حضرت امام محمد تقیؑ نے فرمایا۔ اور لوگ میرے معین ہیں۔ ملائکہ
مقربین میری مدد کو حاضر ہیں۔ تمہاری احتیاج نہیں۔ جب غسل دینے سے فارغ ہوئے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ جا
کے کفن وحنوط لے آؤ۔ جب میں نے تلاش کیا۔ ایک ظرف وہاں دیکھا جس پر کفن وحنوط رکھا تھا۔ اور قبل
اسکے ہرگز میں نے اس جگہ نہ دیکھا تھا۔ پس وہاں سے اٹھاکے حضرت پاس لایا۔ حضرت نے اپنے پدر بزرگوار
کو کفن پہنایا۔ اور سجدوں کے مقامات حنوط چھڑکا۔ اور ہمراہ ملائکہ مقربین نماز جنازہ پڑھی۔ اسوقت فرمایا کہ تابوت
لاؤ۔ میں نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ میں بڑھی پاس جاکے تابوت بنانے کو کہوں۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ مکان سے
لے آؤ۔ ناگاہ میں نے ایک ایسا تابوت وہاں دیکھا۔ کہ ہرگز وہ دیکھا نہ تھا۔ گویا دست قدرت حق تعالیٰ نے چوب
سدرۃ المنتہیٰ سے حضرت کے لئے تیار کیا تھا۔ پس امام رضاؑ کو اس تابوت میں رکھ کے دو رکعت نماز پڑھی۔
ہنوز نماز سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ تابوت بقدرت حق سبحانہ تعالیٰ زمین سے بلند ہوا۔ اس مکان کی چھت
پھٹ گئی اور تابوت شریف بجانب آسمان بلند ہوکے ہماری نظر سے غائب ہوگیا۔ اور چھت پھر بدستور ہوگئی
جب حضرت امام محمد تقی نماز سے فارغ ہوئے۔ میں نے عرض کیا۔ یا حضرتؑ اگر مامون آکے حضرت کو مجھ سے مانگے
اسے کیا جواب دوں۔ حضرتؑ نے فرمایا چپ رہ بہت جلد تابوت واپس آئے گا۔ اے ابوالصلت اگر پیغمبر
مشرق میں رحلت کرے اور اس کا وصی مغرب میں انتقال کرے۔ البتہ حق تعالیٰ انکی ارواح واجساد منور کو اعلیٰ علیین
میں ایک جا کرتا ہے۔ حضرتؑ یہ فرما ہی رہے تھے کہ چھت پھر شق ہوگئی اور وہ تابوت نیچے آگیا۔ امام محمد تقی نے
اپنے پدر بزرگوار کو تابوت سے نکال کے فرش پر اسی طرح لٹا دیا کہ اس طرح حضرتؑ لیٹا کرتے تھے۔ اور اثر غسل
وکفن بھی نہ رہا۔ بعد اسکے حضرتؑ امام محمد تقی نے مجھ سے کہا۔ جائیے دروازہ کھول دے کہ مامون ملعون آئے
جب میں نے دروازہ کھولا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ مامون مع غلاموں کے دروازہ پر کھڑا ہے۔ جب میں نے دروازہ
کھولا۔ مامون اندر گھر داخل ہوا۔ اور گریہ زاری کرکے گریبان چاک کیا۔ اور ہاتھوں سے سر پیٹ کر فریاد کی

کہ اے سید و سردار اپنی مصیبت میں آپ نے میرے دل کو دردمند کیا۔ یہ کہتا ہوا داخل حجرہ ہوا۔ اور نزدیک سر آنحضرتؑ بیٹھ کے حکم دیا کہ تدبیر تجہیز و تکفین کریں۔ پھر کہا۔ قبر شریف آنحضرت کھودیں۔ حاضرین مجلس سے ایک آدمی نے کہا۔ اے خلیفہ آپ کو ان کی امامت کا اقرار ہے۔ اس نے کہا۔ ہاں۔ . . . . . اس شخص نے کہا۔ یہ بات ضروری ہے۔ کہ امام حیات و ممات میں سب پر مقدم ہو۔ پس حکم دیا۔ کہ قبر قبلہ رخ کھودیں۔ جب پانی اور مچھلیاں ظاہر ہوئیں۔ اسوقت ماموں نے کہا۔ حالت حیات میں امام مجھے عزائب معجزات دکھاتے تھے۔ اب بعد وفات بھی اپنی کرامتیں مجھ پر ظاہر کیں۔ جب بڑی مچھلی نے چھوٹی مچھلی کو کھا لیا۔ ماموں نے وزیروں میں سے ایک سے کہا۔ اے خلیفہ کچھ آپ کو معلوم بھی ہے کہ ان کرامتوں کے ضمن میں امام نے آپ کو کس چیز کی خبر دی ہے اس نے کہا۔ میں نہیں جانتا۔ اس شخص نے کہا۔ حضرت نے اشارہ اس سے فرمایا۔ کہ تم بنی عباس کی بادشاہی اور ملک مثل ان مچھلیوں کے ہے۔ باوجودیکہ اس کثرت دولت کے جو تم کو حاصل ہے۔ عنقریب تمہارا ملک گزرنے والا ہے۔ اور تمہاری دولت و سلطنت آخری ہونے والی ہے۔ اور حق تعالیٰ تم پر ایک شخص کو مسلط کرے گا جسطرح اس بڑی مچھلی نے چھوٹی مچھلیوں کو کھا لیا۔ اسی طرح تم کو وہ شخص زمین سے خارج کر کے اہلبیت رسالتؐ کا تم سے انتقام لے گا۔ یہ سن کے ماموں نے کہا۔ تم سچ کہتے ہو۔ پس حضرتؑ کو دفن کر کے مراجعت کی۔

معجزہ امام محمد تقیؑ

ابوالصلت نے کہا۔ بعد اسکے ماموں نے مجھے طلب کیا۔ اور کہا۔ وہ دعا مجھے تعلیم کرو جو دعا تم نے اس وقت پڑھی۔ اور پانی نیچے اتر گیا۔ میں نے کہا۔ قسم بخدا میں وہ دعا بھول گیا ہوں۔ اسے یقین نہ آیا۔ ہر چند کہ میں سچ کہتا تھا۔ پس ماموں نے حکم دیا۔ کہ مجھے قید خانہ میں لے جائیں ایک سال تک اس کی قید میں رہا۔ جب میں دل تنگ ہوا۔ ایک رات جاگتا رہا۔ اور بعبادت و دعا مشغول ہو کے انوار محمد و آل محمدؐ کو اپنا شفیع کیا۔ اور ان کے وسیلہ سے میں نے خدا سے سوال کیا۔ کہ مجھے قید خانہ سے نجات دے ہنوز میری دعا تمام نہ ہوئی تھی۔ کہ امام محمد تقیؑ قید خانہ میں میرے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ اے ابوالصلت تم قید خانہ سے دل تنگ ہو گئے ہو۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں یا حضرت واللہ دل تنگ ہوں۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اٹھو یہ کہہ کے ہاتھ زنجیر پر مارا۔ وہ زنجیر میرے پاؤں پر گر پڑی پھر حضرت میرا ہاتھ پکڑ کے قید خانہ سے مجھے باہر لائے۔ فرمایا چلے جاؤ اور خدا کی امان میں ہو۔ اب ہرگز ماموں تم کو نہ دیکھ سکے گا۔ اور نہ تم اسے دیکھو گے۔ پس جو کچھ حضرتؑ نے فرمایا تھا۔ اسی طرح ہوا۔

روایت دیگر دانہ ہائے انار زہر آلود

ایضاً۔ ابن بابویہؒ نے بسند ہائے مختلفہ روایت کی ہے کہ وہ علیؑ ابن حسینؑ کاتب سے روایت کرتے ہیں کہ جن دنوں امام رضاؑ ہمراہ ماموں بجانب عراق آئے تھے۔ ایک روز حضرتؑ کو بخار آ گیا۔ حضرتؑ نے ارادہ فصد کا کیا۔

مامون ملعون نے پہلے ہی سے اپنے ایک غلام کو حکم دے رکھا تھا۔ کہ اپنے ناخن بڑھا لے۔ و بروایت شیخ مفیدؒ بشر سے کہا تھا کہ ناخن بڑھا لے۔ اور کسی کو مطلع نہ کرے جب سُنا کہ حضرتؑ کا ارادہ فصد ہُوا۔ وہ ملعون ایک زہر مثل نکال لایا۔ اور اپنے غلام سے کہا۔ اسے ریزہ ریزہ کر دے۔ اور اپنا ہاتھ نہ دھو۔ اور مجھ سے ملاقات کر یہ کہہ کے وہ ملعون سوار ہو کے حضرتؑ کی عیادت کو آیا۔ اور بیٹھ گیا۔ یہانتک کہ حضرتؑ کی فصد کھولی گئی۔ اور بروایات دیگر حضرتؑ کو فصد نہ کھولنے دی۔ جس مکان میں حضرت رہتے تھے اس میں ایک باغ تھا۔ اس باغ میں درخت انار بہت سے تھے۔ اس غلام سے مامون نے کہا تھوڑے انار توڑ لا۔ جب وہ غلام انار لایا۔ مامون نے حکم دیا کسی ظرف میں امام رضاؑ کیلئے دانے نکال۔ بعد اسکے اپنے ہاتھ سے حضرت پاس لا کے رکھا۔ انار تناول کیجئے کہ آپ کے ضعف کو بہت مفید ہوگا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ ٹھہر کے کھاؤں گا۔ اس شقی نے کہا۔ نہ قسم بخدا ابھی میرے سامنے تناول کیجئے۔ اور اگر میرا معدہ صاف ہوتا میں بھی آپ کے ہمراہ تناول کرتا۔ یہ سن کے حضرتؑ نے اس کے جبر سے کچھ انار کے دانے تناول فرمائے۔ اور مامون اٹھ کے چلا گیا۔ اسی وقت حضرت قضائے حاجت کو گئے اور ہنوز نماز عصر بھی میں نے نہ پڑھی تھی کہ پچاس دفعہ حضرتؑ کو اٹھ کے جانا پڑا۔ اور اس زہر قاتل سے جو کچھ حضرتؑ کے شکم مبارک میں تھا سب نکل گیا۔ جب یہ خبر اس ملعون کو پہنچی۔ اس نے کہلا بھیجا۔ یہ وہ مادہ ہے جو کہ فصد لینے سے حرکت میں آیا ہے اسکا اخراج آپ کے لئے مفید ہے۔ جب رات آئی۔ حضرتؑ کا حال دگرگوں ہوا۔ اور صبح کو بجانب ریاض جنت رحلت فرما کے انبیاء و شہداء اور صدیقوں سے ملحق ہوئے۔ اور آخری کلام جو کہ حضرتؑ نے فرمایا تھا یہ تھا۔ قل لو کنتم فی بیوتکم لبرز الذین کتب علیہم القتل الی مضاجعہم وکان امر اللہ قدرا مقدورا۔ یعنی اے محمدؐ کہہ دو اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے ہر آئینہ باہر آتے وہ لوگ جن کے قتل مقدور ہوا ہے اپنے مقام قتل پر یا اپنی خوابگاہ پر اور امر خدا مقدر ہونے والا ہے۔ جب یہ خبر مامون کو پہونچی اس نے حکم غسل و کفن دیا۔ اور ہمراہ جنازہ سر و پا برہنہ گریبان چاک کئے بطور مصیبت زدہ جاتا تھا۔ اور دفع تشنیع مردم کیلئے بظاہر رو رو کے کہتا تھا۔ اے برادر آپ کے مرنے سے رخنہ اسلام میں پڑ گیا۔ اور جو میرے دل میں تھا وہ نہ ہُوا۔ تقدیر خدا میری تدبیر پر ثابت ہوئی۔ و بروایت اوّل ابوالصلت ہروی نے کہا۔ جو کچھ اسنے چاہا کیا۔ اور جب مامون ملعون خدمت حضرتؑ سے باہر آیا۔ میں داخل ہُوا۔ جب حضرتؑ کی نظر مجھ پر پڑی۔ فرمایا اے ابوالصلت جو کچھ اس نے چاہا کیا۔ یہ فرما کے مشغول ذکر خدا و تسبیح و تمجید حق سبحانہ تعالیٰ ہوئے۔ اور کچھ بات نہ کی۔ کتاب بصائر الدرجات میں بسند صحیح روایت کی ہے کہ اس روز حضرتؑ نے فرمایا۔ کہ میں نے کل کی رات خواب میں حضرت رسول خدا کو دیکھا۔ کہ فرماتے تھے۔ اے علیؑ ہمارے پاس آؤ۔ کہ جو

کچھ تمہارے لئے میرے پاس ہے۔ وہ اس سے بہتر ہے جس حال میں تم ہو۔

روایت یاسر غلام حضرت رضا علیہ السلام

ابن بابویہؒ نے بسند حسن یاسر خادم امام رضا سے روایت کی ہے کہ حضرتؑ کو شہر طوس میں پہنچنے میں سات منزلیں باقی رہ گئی تھیں کہ بیمار ہو گئے۔ جب شہر طوس میں پہنچے۔ بیماری حضرت پر شدید ہوئی۔ اس سبب سے چند روز طوس میں قیام کیا۔ ہر روز مامون عیادت کو آتا تھا۔ ایک دن آخر وقت ضعف حضرت پر طاری ہوا۔ جب نماز ظہر پڑھ چکے۔ فرمایا۔ اے یاسر تم لوگوں نے کچھ کھایا ہے۔ میں نے کہا یا حضرتؑ کھانے پینے کا کسے ہوش ہے۔ آپ کی تو یہ حالت ہے یہ سن کے حضرت بپاس خاطر ملازمان و خدمت گاران اٹھ بیٹھے اور فرمایا۔ کھانا حاضر کرو۔ جب دسترخوان بچھایا۔ حضرتؑ نے اپنے سب ملازموں اور خدمت گاروں کو بلا کے دسترخوان پر بٹھایا۔ اور ایک ایک کی دلجوئی اور نوازش کرتے تھے۔ جب سب لوگ کھانا کھا چکے۔ فرمایا عورتوں کے لئے کھانا بھیج دو۔ جب سب عورات کھانا کھا چکیں اسوقت حضرت پر ضعف غالب ہوا۔ اور بے ہوش ہو گئے صدائے شیون و نوحہ وزاری حضرتؑ کے گھر سے بلند ہوئی۔ زنان و کنیزان مامون سر و پا برہنہ حضرت کے دولت سرا میں داخل ہوئیں۔ صدائے نوحہ وزاری مردم آسمان تک جاتی تھی۔ پس مامون ملعون نالاں و گریاں گھر سے باہر آیا۔ دست تاسف سے سر پیٹتا۔ اور اپنی ریش نجس کے بال نوچتا قطرات اشک حسرت آنکھوں سے برساتا اپنے جرم و روسیاہی پر روتا تھا۔ جب حضرت پاس پہنچا۔ امام مظلومؑ نے آنکھیں کھولیں۔ مامون نے کہا۔ اے میرے سید و بزرگ قسم بخدا مجھ پر آپ کی جدائی سے زیادہ کوئی مصیبت نہیں۔ آپ ایسے پیشوا و رہنما کی مفارقت بہت گراں ہے۔ اس پر بھی بہت لوگ گمان کرتے ہیں۔ کہ میں نے آپ کو قتل کیا ہے حضرتؑ نے ان باتوں کا جواب نہ دیا۔ اور چشمہائے مبارک کھول کے فرمایا۔ میرے فرزند امام محمد تقیؑ سے سلوک و معاشرت نیک کرنا۔ انکی وفات قریب قریب ہو گی۔ جب پہر رات گذری۔ حضرت نے انتقال کیا۔ وقت صبح لوگ جمع ہوئے۔ اور شور و خروش غلغلہ بلند کر کے کہا۔ مامون ملعون نے ناحق فرزند رسول خدا کو شہید کیا۔ اس پر بہت ہنگامہ لوگوں میں ہوا۔ مامون خائف ہوا۔ کہ اگر جنازہ حضرت اس روز باہر لائیں گے بلوہ ہو جائے گا۔ اس خیال سے محمد بن جعفر عم آنحضرتؑ سے کہا۔ باہر جا کے فتنہ مردم کو فرو کرو۔ اور ان کو متفرق کرو۔ کہ آج حضرت کو باہر نہ لے جائیں گے جب محمدؐ بن جعفر نے باہر آ کے لوگوں سے کہا سب متفرق ہو گئے۔ پس رات ہی کو حضرتؑ کو غسل و کفن دے کے دفن کر دیا۔ شیخ مفیدؒ نے روایت کی ہے کہ جب امام رضاؑ نے رحلت کی مامون ملعون نے ایک رات دن یہ سانحہ مخفی رکھا۔ اور محمد بن جعفر کو ہمراہ ایک گروہ اولاد ابو طالب جو حضرتؑ کے ہمراہ تھے۔ ان کو بلا کے خبر وفات آنحضرتؑ بیان کی۔ اور بہت

گریہ وزاری کرکے اظہار رنج وغم کیا۔ اوران لوگوں کو حضرت پاس لاکے جسم شریف کھولا۔ اور انکو دکھا کے کہا۔ گواہ رہو کہ میری طرف سے حضرت کو کوئی گزند و آسیب نہیں پہنچا۔ پس حضرتؑ سے مخاطب ہوکے کہا اے برادر مجھ پر گراں ہے۔ کہ میں اس حالت سے آپ کو دیکھوں۔ میں تو یہ چاہتا تھا۔ کہ آپ کے سامنے مرجاتا اور میرے آپ خلیفہ و جانشین ہوتے۔ ولیکن مقدرات خدا سے کیا چارہ ہے۔

روایت ہرثمہ بن اعینؒ

ابن بابویہؒ نے بسند معتبر ہرثمہ بن اعین سے روایت کی ہے کہ کہا۔ میں ایک شب مامون پاس تھا۔ کہ ثلث شب گزر گئی۔ جب رخصت ہوکے واپس گھر آیا۔ بعد نصف شب کے ایک آواز آئی۔ میرے ملازم نے جواب دیا کون ہے اس نے کہا ہرثمہ سے کہہ دے۔ تمہارے آقا اور مولاؑ تم کو بلاتے ہیں۔ یہ سن کے میں جلدی اٹھ بیٹھا۔ اور کپڑے پہن کے بہ تعجیل روانہ ہوا۔ جب داخل خانہ حضرتؑ ہوا۔ دیکھا کہ آنحضرتؑ مکان کے صحن میں بیٹھے ہیں۔ مجھے دیکھ کے فرمایا۔ اے ہرثمہ میں نے کہا۔ لبیک حضرتؑ نے کہا بیٹھو۔ ارشاد کیا۔ اے ہرثمہ جو کچھ میں کہتا ہوں اسے سنو اور یاد رکھو۔ واضح ہو اب وہ وقت آیا ہے کہ میں رحلت کرکے اپنے پدر بزرگوار سے ملحق ہوں میری عمر کا زمانہ آخر ہوگیا۔ اور مامون ملعون چاہتا ہے کہ مجھے انگور اور انار میں زہر دے۔ انگوروں میں ڈورا زہر دار سوئی سے کھینچے گا۔ اور انار کو اسطرح زہرآلود کریگا۔ کہ اپنے ایک غلام کے ہاتھ پر زہر لگاکے اس سے دانے نکلوائیگا۔ اور کل کے روز مجھے بلا کے وہ انگور اور انار جبراً مجھے کھلائے گا۔ بعد ازاں قضائے حق تعالیٰ مجھ میں ظاہر ہوگی۔ جب میں رحلت کرونگا۔ وہ ملعون چاہے گا۔ اپنے ہاتھ سے مجھے غسل دے۔ جب وہ یہ قصد کرے تخلیہ میں میرا پیغام اسے پہنچانا۔ اور کہنا۔ اگر تو متعرض میرے غسل وکفن و دفن کا ہوگا۔ حق تعالیٰ تجھے مہلت نہ دے گا۔ اور وہ عذاب جو آخرت میں تیرے لئے مہیا کیا ہے بہت جلد دنیا میں ہی تیرے لئے نازل کریگا۔ جب تم یہ کہو گے۔ وہ غسل وکفن سے دستبردار ہوگا۔ اور اپنے مکان کی چھت پر سے دیکھیگا۔ کہ تم مجھے کیونکر غسل دیتے ہو۔ اے ہرثمہ ہرگز تم میرے غسل کا قصد نہ کرنا تاآنکہ دیکھنا۔ اس مکان کے گوشہ میں ایک خیمہ سفید برپا کر رہے ہیں۔ جب وہ خیمہ دیکھنا مجھے اٹھاکے اس خیمہ تک لے جانا۔ آپ باہر کھڑے رہنا اور پردہ خیمہ کا اٹھاکے نہ دیکھنا۔ ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ واضح ہو کہ اس وقت مامون ملعون اپنے مکان کی چھت پر سے تم سے کہیگا اے ہرثمہ تم شیعہ لوگ کہتے ہو کہ امام کو سوائے امام کے دوسرا غسل نہیں دیتا اسوقت امام رضاؑ کو کون غسل دیتا ہے۔ حالانکہ انکا فرزند مدینہ میں ہے۔ اور تم طوس میں ہو جب وہ یہ کہے اسوقت تم کہنا ہم شیعہ کہتے ہیں۔ امام کو واجب ہے کہ امام غسل دے۔ بشرطیکہ کوئی ظالم منع نہ کرے۔ پس اگر کوئی ظالم ظلم و تعدی کرکے درمیان امام و فرزند امام جدائی ڈال دے۔ امامت امام کی باطل نہیں ہوگی۔ اگر آپ امام رضا

کو مدینہ میں رہنے دیتے۔ ان کا فرزند کہ امام زماں ہے ان کو علانیہ غسل دیتا۔ اور اس وقت بھی ان کا فرزند غسل
دے رہا ہے۔ لیکن اسطرح کہ دوسرا نہ دیکھ سکے۔ اے ہرثمہ تھوڑی دیر کے بعد تم دیکھو گے کہ وہ خیمہ کھولا جاتا
ہے۔ اور مجھے بے غسل و کفن پہنائے تابوت میں رکھا ہے پس میرا تابوت اُٹھا کے دفن کی طرف لے جانا جب قبر ہارون کی جانب
جائیں گے مامون ملعون چاہے گا کہ پشت پدر ہارون کی قبر کو میرا قبلہ کرے یہ ہرگز نہ ہوگا ہر چند بیلچے زمین پر ماریں گے بقدر ناخن بھی زمین
نہ کھدے گی۔ اے ہرثمہ جب تم یہ حالت دیکھنا اس کے پاس جا کے میری طرف سے کہنا۔ کہ یہ تو نے ارادہ کیا
ہے نہ ہوگا۔ امام کی قبر مقدم ہوتی ہے۔ اگر ہارون کی قبر پر ایک بیلچہ زمین پر لگائیں۔ قبر تیار ضریح بنی بنائی ظاہر
ہو گی۔ اور جب وہ قبر دکھائی دے گی۔ ضریح سے سفید پانی نکلے گا۔ اور وہ قبر اس پانی سے بھر جائے گی اور
ایک بڑی مچھلی اس قبر کی لمبائی تک دیکھ پڑے گی۔ اور بعد ایک ساعت کے غائب ہو جائے گی۔ اور پانی
بیٹھ جائے گا۔ اس وقت مجھے قبر میں رکھنا۔ اور کسی کو قبر میں مٹی نہ گرانے دینا۔ اسواسطے کہ قبر آپ ہی آپ بند ہو
جائیگی۔ یہ ارشاد فرما کے حضرتؑ نے کہا۔ اے ہرثمہ جو کچھ میں نے کہا۔ اسے یاد رکھو۔ اور اس کی تعمیل کرو۔ اور
کسی امر میں مخالفت نہ کرنا۔ میں نے کہا۔ اے میرے سید و مولا۔ خدا سے میں پناہ مانگتا ہوں۔ کہ آپ کے کسی حکم کی
مخالفت کروں۔ ہرثمہ کہتے ہیں۔ کہ میں حضرتؑ کی خدمت سے غمگین و نالاں باہر آیا۔ اور سوائے خدا کے کوئی میرے
مافی الضمیر سے واقف نہ تھا۔ جب دن ہوا۔ مامون نے مجھے طلب کیا۔ میں چاشت کے وقت تک اس کی
خدمت میں کھڑا تھا۔ مامون نے کہا۔ اے ہرثمہ جا کے امام رضاؑ سے میرا سلام کہو۔ اور عرض کرو۔ کہ اگر آپ
کو تکلیف نہ ہو۔ میرے پاس تشریف لائیے۔ اگر اجازت ہو تو میں خود حاضر ہوں۔ اگر حضرت آنے پر تیار ہوں
مبالغہ و اسرار کر کے بہت جلد لے آنا۔ جب میں حضرتؑ کی خدمت میں گیا۔ اس سے کہ کلام کروں حضرتؑ
نے فرمایا میری وصیتیں تم کو یاد ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں یاد ہیں۔ پس حضرتؑ نے کفش طلب کی۔ اور
فرمایا۔ میں جانتا ہوں کہ تم کو مامون ملعون نے کس کام کو بھیجا ہے۔ یہ فرما کے کفش پہنی۔ اور عبائے مبارک
کندھے پر ڈال کے تشریف لے چلے۔ جب اس ملعون کی مجلس میں داخل ہوئے۔ اس شقی نے اٹھ کے
حضرتؑ کا استقبال کیا۔ اور اپنے ہاتھ حضرتؑ کی گردن میں ڈال کے پیشانی نورانی کے بوسے لیے اور اپنے
تخت پر بٹھا کے حضرتؑ سے بہت باتیں کیں۔ اسکے بعد اپنے ایک خادم کو حکم دیا۔ کہ انگور و انار حاضر کرو۔
ہرثمہ کہتے ہیں۔ جب میں نے انگوروں کا نام سُنا۔ اور حضرتؑ کا حکم یاد آیا۔ مجھ سے اسوقت صبر نہ ہو سکا۔ میں
کانپنے لگا۔ میں نے چاہا۔ کہ میری یہ حالت مامون پر ظاہر نہ ہو۔ اس خیال سے میں باہر چلا گیا۔ اور ایک گوشہ
میں بیٹھ گیا۔ جب وقت زوال شمس ہوا۔ دیکھا کہ حضرت مجلس مامون سے باہر آ کے اپنی دولت سرا میں تشریف
لے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد مامون ملعون نے حکم دیا۔ کہ حکیموں کو امام رضاؑ پاس لے جا۔ میں نے سبب پوچھا

کہا. کوئی مرض انہیں عارض ہوا ہے۔ لوگوں کے درباره آنحضرتؑ مختلف خیالات تھے۔ اور میں صاحب یقین
تھا جب پہر رات سے کچھ زیادہ رات گذری. صدائے نالہ وشیون خانۂ حضرتؑ سے بلند ہوئی. لوگ حضرت
کی دولت سرا کی جانب دوڑے اور میں بھی بہ تعجیل حاضر ہوا. کیا دیکھتا ہوں. کہ مامون ملعون سر برہنہ چاک
گریبان کھڑا ہوا باآواز بلند نوحہ وگریہ کر رہا ہے. جب یہ کیفیت دیکھی میں بھی بیتاب ہو کے رونے لگا. پس صبح
کو وہ ملعون حضرتؑ کی تعزیت کو بیٹھا. اور تھوڑی دیر کے بعد امام رضاؑ کے گھر میں گیا. اور حکم کیا. کہ اسباب غسل
حاضر کرو. میں چاہتا ہوں حضرتؑ کو غسل دوں. جب میں نے یہ سُنا اس کے پاس جا کے حسب الحکم آنحضرتؑ
کا پیغام جو اسے حضرتؑ نے دیا تھا. اس سے بیان کیا. اس شقی نے جب یہ پیغام حضرتؑ کا سُنا. خائف ہو کے
غسل سے دستبردار ہوا. اور خدمت غسل میرے سپرد کی جب وہ شقی باہر گیا تھوڑی دیر کے بعد ایک خیمہ جیسا کہ
حضرتؑ نے فرمایا تھا تھا. برپا ہوا. اور لوگ خیمہ کے باہر آواز تسبیح وتہلیل وتکبیر حق تعالیٰ سنتے تھے. پانی گرانے
کی آواز اور ظروف کی کھڑکھڑاہٹ کی آواز ہمارے کان میں آتی تھی. اور ایسی خوشبو ہم لوگ سونگتے تھے کہ ہرگز
اس طرح کی خوشبو نہ سونگھی تھی. ناگاہ کیا دیکھتا ہوں کہ مامون ملعون سقف خانہ سے دیکھ رہا ہے. مجھے آواز
دی. اور جو کچھ حضرتؑ نے فرمایا تھا. وہی اس شقی نے کلام کیا. اور میں نے بھی وہی جواب دیا. جیسا کہ حضرتؑ
نے فرمایا تھا. پس ہم نے دیکھا. کہ خیمہ اٹھا. اور حضرتؑ کو کفنا کے تابوت میں رکھا بعد اسکے ہم حضرتؑ کا تابوت
پھر باہر لائے. مامون اور جمیع حاضرین نے حضرتؑ پر نماز پڑھی. جب ہم لوگ قبہ ہارون میں گئے دیکھا. کہ
بیلدار ہارون کی قبر کے پیچھے قبر کھودنے پر کوشش کر رہے ہیں. اور ہر چند بیلچے زمین پر مارتے ہیں. ذرہ خاک جدا نہیں
ہوتی. مامون ملعون نے کہا. دیکھتے ہو. امام رضاؑ کی قبر کھودنے سے زمین کس قدر مانع ہے. میں نے کہا
حضرتؑ نے مجھے حکم دیا ہے کہ ایک بیلچہ ہارون کی قبر کے آگے لگاتے ہی ایک تیار قبر ظاہر ہوگی. مامون
نے یہ سن کے کہا. سبحان اللہ یہ عجب سخن ہے. لیکن امام رضاؑ سے جو کچھ نہ ہو کوئی امر عجیب نہیں. اے ہرثمہ
جو کچھ امام رضاؑ نے کہا ہے اسکی تعمیل کرو. ہرثمہ کہتے ہیں. میں نے بیلچہ اٹھا کے ہارون کی قبر کے آگے زمین
پر لگایا. فوراً ایک بیلچہ لگاتے ہی قبر تیار اور اس میں ضریح بنی بنائی ظاہر ہوئی. مامون نے کہا. اے
ہرثمہ امام رضاؑ کو قبر میں اتارو. ہرثمہ نے کہا مجھے حکم فرمایا ہے کہ ابھی قبر میں نہ رکھوں. تا آنکہ چند امور ظاہر
ہوں. مجھے حضرتؑ نے خبر دی ہے. کہ اس ضریح سے سفید پانی جوش زن ہو کے قبر کو بھر دیگا. اور ایک
مچھلی اس پانی میں دکھائی دے گی. جس کا طول ساری قبر کے اتنا ہوگا اور فرمایا ہے. جب وہ مچھلی غائب ہو
جائے اور وہ پانی قبر سے برطرف ہو جائے اسوقت جسد شریف آنحضرتؑ کو قبر میں رکھوں. اور جیسے
خدا نے چاہا ہے کہ حضرت لولد میں رکھے وہ رکھے گا یہ سن کے مامون نے کہا. اے ہرثمہ جو کچھ حضرتؑ نے

فرمایا ہے اس کی تعمیل کر۔ جب موافق حضرت کے ارشاد کے پانی اور مچھلی ظاہر ہو کے غائب ہو گئی۔ میں نے نعش مبارک آنحضرت کو قبر کے کنارے رکھا۔ ناگاہ ایک پردہ سفید قبر پر ظاہر ہوا کہ قبر مجھے دکھائی نہ دی۔ پس حضرتؑ کو قبر میں اتارا۔ بغیر اسکے کہ میرا ہاتھ لگے۔ مامون نے حاضرین کو حکم دیا۔ کہ خاک قبر میں گرائیں۔ میں نے کہا حضرتؑ نے حکم دیا کہ خاک قبر میں نہ گرائیں۔ اس نے کہا اے ہرثمہ تجھ پر وائے ہو۔ کون قبر کو بھریگا میں نے کہا حضرتؑ نے فرمایا ہے کہ قبر آپ ہی آپ بھر جائیگی۔ یہ سن کے لوگوں نے اپنے ہاتھ سے مٹی زمین پر پھینک دی اور قبر مبارک کی طرف دیکھ کے ان عجائب وغرائب سے جو ظہور میں آئے تھے متعجب ہوتے تھے۔ ناگاہ قبر مقدس بھر گئی اور زمین سے بلند ہوئی جب مامون ملعون اپنے مکان واپس گیا۔ مجھ سے خلیہ میں بلا کے کہا تم کو میں قسم دیتا ہوں کہ حضرتؑ سے جو کچھ تم نے سنا ہے۔ مجھ سے بیان کرو۔ میں نے کہا جو کچھ حضرت نے فرمایا تھا میں نے اس سے بیان کر دیا۔ اس نے کہا میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ اس کے علاوہ جو کچھ اور حضرت نے بیان فرمایا۔ مجھ سے کہو جب اس نے اصرار کیا میں نے انگور و انار کی خبر بیان کی یہ سن کے اس کا رنگ متغیر ہوا تا دیر تا و آتے تھے۔ کبھی رنگ سرخ کبھی زرد کبھی سیاہ ہوتا تھا۔ پس زمین پر گر کے بے ہوش ہو گیا۔ اور اسی بیہوشی میں کہتا تھا مامون پر خدا کی طرف سے وائے ہو۔ مامون پر رسول کی طرف سے وائے ہو۔ مامون پر علی مرتضیٰ کی طرف سے وائے ہو۔ مامون پر فاطمہ زہراؑ کی طرف سے وائے ہو۔ مامون پر امام حسنؑ کی طرف سے وائے ہو۔ مامون پر امام حسینؑ کی طرف سے وائے ہو۔ مامون پر امام زین العابدین کی طرف سے وائے ہو۔ مامون پر امام محمد باقرؑ کی طرف سے وائے ہو۔ مامون پر امام جعفر صادقؑ کی طرف سے وائے ہو۔ مامون پر امام موسیٰ کاظمؑ کی طرف سے وائے ہو مامون پر بحق امام رضا وائے ہو۔ قسم بخدا یہ زیانکاری ہویدا ہے۔ اور تبکرار یہی کلام کر کے روتا و چیختا چلاتا تھا میں یہ حال دیکھ کے ڈرا اور ایک گوشہ میں جا کے چھپ رہا جب وہ شقی ملعون ہوش میں آیا مجھے بلایا۔ وہ ملعون مانند ستون کے مدہوش تھا۔ پھر مجھ سے کہا۔ قسم بخدا تم اور تمام اہل آسمان و زمین میرے نزدیک امام رضا علیہ التحیۃ والثنا سے زیادہ عزیز نہیں ہو۔ اگر میں سن پاؤں گا۔ کہ ان باتوں سے ایک بات بھی تم نے کسی سے کہی ہے جان لینا تم کو قتل کر ڈالونگا۔ میں نے کہا۔ اگر ایک بات بھی کہیں کسی سے کہوں۔ اسوقت میرا خون حلال ہوگا۔ اس پر اس ملعون نے مجھ سے بہت عہد و پیمان لئے اور بہت قسمیں مجھے دلائیں کہ ان اسرار کا اظہار نہ کرنا جب میں پیٹھ پھیر کے چلا۔ وہ شقی کف افسوس مل کے یہ آیتہ پڑھتا تھا۔ یستخفون من الناس ولا یستخفون من اللہ وھو معھم اذ یبیتون مالا یرضی من القول وکان اللہ بما تعملون محیطا۔ یعنی لوگوں سے پنہاں کرتے ہیں اور خدا سے نہیں چھپاتے حالانکہ خدا ان کے ساتھ ہے راتوں اور دنوں کو جبکہ کہتے ہیں ایسے چند سخن کہ ان سے پسند نہیں کرتا۔ اور خدا ان کے سب افعال پر احاطہ کئے ہوئے ہے اور ان کے سب حالات سے مطلع ہے۔

روایت حسنؑ عباد کاتب امام رضا علیہ السلام

قطب راوندیؒ نے حسن عباد کاتب امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ کہا۔ مامون نے جب ارادۂ سفر بغداد کیا۔ میں بخدمت امام رضا حاضر ہو گیا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اے پسر عباد میں داخل عراق نہ ہونگا۔ اور عراق کو نہ دیکھوں گا۔ جب یہ کلام حضرتؑ سے میں نے سنا رو کے عرض کیا۔ یا ابن رسول اللہ آپ نے مجھے میرے اہل کار سے ناامید کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ تم داخل ہو گے میں داخل نہ ہوں گا۔ جب حضرتؑ اطراف شہر طوس میں پہنچے۔ بیمار ہو گئے۔ اسوقت وصیت کی کہ قبر آنحضرتؑ جانب قبلہ نزدیک دیوار کھودیں۔ اور درمیان قبر آنحضرتؑ اور ہارون تین ہاتھ کا فاصلہ رکھیں اور اس کے قبل چاہا تھا کہ ہارون ملعون کی اس جگہ قبر کھودیں مگر بہت بیلچے اور کودالیں اس جگہ ٹوٹ چکے تھے اور قبر ہارون کی وہاں نہ کھد سکی تھی۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ آسانی سے میری قبر وہاں کھد سکے گی۔ اور ایک صورت مچھلی کی مثل ماہی سعن وہاں دکھائی دے گی۔ اس صورت ماہی پر بخط عبری و زبان عبری کچھ لکھا ہوگا۔ پس جب قبر اور لحد میری کھودنا بہت عمیق کرنا اور اس مچھلی کو میرے پائنتی دفن کر دینا۔ جب حضرت کی قبر کھدنی شروع ہوئی۔ جو بیلچہ نیچے مارتے تھے وہ بیلچہ مثل ریت کے نیچے چلا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ صورت مچھلی کی ظاہر ہوئی۔ اور اس مچھلی پر لکھا تھا کہ یہ روضہ علی بن موسیٰ الرضاؑ کا ہے اور وہ گڑھا ہارون جبار کا ہے مؤلف فرماتے ہیں۔ کہ اکثر یہ روایت بایکدیگر جمع ہو سکتے ہیں اس خیال سے کہ سب عجائب و غرائب جمع ہوں جو کہ ظاہر ہوئے ہیں اور امام رضاؑ کو انار و انگور دونوں میں ظاہر دیا ہو۔

تاریخ شہادت امام رضا علیہ السلام

زیادہ تر مشہور تاریخ شہادت حضرتؑ یہ ہے کہ ماہ صفر سنہ ۲۰۳ھ میں واقع ہوئی۔ اور بعضوں نے روز آخر ماہ صفر اور بعضوں نے چودھویں صفر کی لکھی ہے اور کفعمیؒ نے سترھویں ماہ صفر اور سہ شنبہ کو لکھی ہے و بروایت محمد بن سنان وغیرہ نے سنہ ۲۰۳ھ تھی۔ اور بعضوں نے سنہ ۲۰۱ھ بھی لکھا ہے اور تاریخوں کو بعضے ساتویں اور بعضے سترہ ماہ رمضان المبارک بھی کہتے ہیں۔ اور بعضوں نے تیئسویں ماہ ذی قعد کی لکھی ہے۔ ابن بابویہؒ نے ابراہیم ابن عباس سے روایت کی ہے۔ کہ بیعت آنحضرت پانچویں ماہ رمضان سنہ ۲۰۱ھ میں واقع ہوئی اور سنہ ۲۰۲ھ میں مامون نے اپنی بیٹی ام حبیبہ کا حضرتؑ سے تزویج کیا۔ اور ماہ رجب سنہ ۲۰۳ھ میں زہر سے شہید کیا۔ ابن بابویہؒ نے پھر لکھا ہے کہ وفات آنحضرتؑ اکیسویں ماہ رمضان کو بروز جمعہ سنہ ۲۰۳ھ میں واقع ہوئی۔ اس وقت عمر شریف حضرت انچاس سال چھ مہینے کی تھی۔ اس حساب سے کہ ہمراہ اپنے پدر بزرگوار انتیس سال دو مہینہ رہے اور ایام امامت بیس سال چار مہینہ تھے و بسند دیگر روایت کی ہے کہ وفات آنحضرتؑ سنہ ۲۰۳ھ ماہ صفر میں واقع ہوئی اور اس وقت عمر شریف آنحضرت باون سال تھی و بروایت دیگر پچپن سال تھی۔ شیخ طوسی نے بسند معتبر امیہ بن علی سے روایت

کی ہے کہ کہا۔ جن دنوں امام رضا خراسان میں تھے۔ میں ہمیشہ مدینہ میں بخدمت امام محمد تقی جاتا تھا۔ اور عزیز و اقارب وغیرہ ہائے حضرتؑ مکرر بخدمت امام محمد تقی حاضر ہو کے حضرتؑ کو سلام کرتے اور تعظیم و تکریم کرتے تھے اور انعامات پاتے تھے۔ ایک روز امام محمد تقی نے ان سب کے سامنے اپنی کنیز کو طلب کیا۔ اور فرمایا۔ کہ ماتم پرسے کے لئے تیار ہوں۔ عرض کی کس کے ماتم پرسے کے لئے مستعد ہوں۔ فرمایا بہترین اہل زمین کے ماتم پرسے کو۔ بعد چند روز کے خبر پہنچی کہ امام رضاؑ نے اس روز رحلت کی تھی۔ جس دن امام محمد تقی نے مدینہ میں خبر دی تھی جمیریؒ و قطب راوندیؒ اور دیگر علماء نے بسند صحیح معمر بن خلاد سے روایت کی ہے کہ ایک روز امام محمد تقیؑ نے مدینہ میں فرمایا۔ کہ اے معمر سوار ہو۔ معمر نے کہا۔ آپ کہاں تشریف لے جائیں گے فرمایا۔ سوار ہو اور کچھ نہ پوچھو۔ جب میں بخدمت آنحضرتؑ صحرا میں گیا۔ فرمایا۔ یہاں ٹھہرو۔ یہ کہہ کے حضرت غائب ہو گئے اور تھوڑی دیر کے بعد تشریف لائے۔ میں نے کہا۔ آپ پر سے فدا ہوں۔ آپ کہاں گئے تھے۔ حضرتؑ امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا خراسان گیا تھا۔ وہاں جا کے اپنے پدر مظلوم غریب علیہ السلام کو میں نے دفن کیا اور واپس آگیا ہوں

باب ہفتم

بیان تاریخ ولادت وفات امام عباد و نور دیدہ زہاد امام نہم حضرت ابی جعفر محمد بن علی الجواد علیہ السلام

فصل پہلی

بیان تاریخ ولادت واسم ولقب وکنیت آنحضرت

اسم شریف آنحضرت محمد اور کنیت مشہور ابو جعفر ہے اور بعضوں نے ابو علی بھی لکھی ہے اور یہ متروک ہے اشہر القاب آنحضرت تقی و جواد و مختار و منتجب و مرتضیٰ و قانع و عالم ہے۔ بعض علماء نے القاب آنحضرت اور بھی لکھے ہیں۔ سال ولادت باتفاق ۱۹۵ھ بنا بر اشہر روز ولادت جمعہ پندرھویں ۱۵ یا انیسویں ۱۹ ماہ مبارک رمضان ہے شیخ طوسی نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ کہ تاریخ ولادت آنحضرتؑ دس رجب ہے اور دعائے ناحیہ حضرت صاحب العصر علیہ السلام فی الجملہ شاہد اس قول کی اصلیت پر ہے۔ مقام ولادت آنحضرت باتفاق مدینہ منورہ ہے۔ پدر نامدار حضرت امام رضاؑ اور مادر آنحضرت سبیکہ ام ولد ہیں اور بعضوں نے اسم مبارک ان مخدومہ کا خیزران ریحانہ و سکینہ بھی لکھا ہے۔ مشہور یہ ہے کہ وہ مخدومہ نوبیہ تھیں اور بعضوں نے مریسیہ بھی لکھا ہے۔ منقول ہے کہ مخدومہ اقربائے ماریہ قبطیہ مادر ابراہیم فرزند رسول سے تھیں۔ ابن شہر آشوب نے بسند معتبر حکیمہ خاتون دختر امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت کی ہے کہ کہا۔ ایک روز میرے برادر امام رضا نے مجھے بلا کے فرمایا۔ اے حکیمہ آج رات کو ایک فرزند خیزران سے متولد ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ تم وقت ولادت ان کے پاس رہو۔ حسب ارشاد میں حاضر رہی جب رات ہوئی دائیوں کو بلا کے میرے ہمراہ حجرہ خیزران میں بھیج دیا۔ اور خود چراغ روشن کر کے باہر تشریف لائے اور دروازہ بند کر دیا۔ جب دردِ زہ ان مخدومہ کو شروع ہوا۔ میں نے بالائے طشت بٹھایا۔ یکایک چراغ گل ہو گیا۔ اس حال کے مشاہدہ سے پریشان ہوئی۔ ناگاہ میں نے دیکھا۔ کہ ماہ تاباں فلک امامت طالع ہوا۔ اور درمیان طشت نزول فرمایا۔ اور حضرت کو ایک پردہ باریک احاطہ کئے تھا اور نور چہرہ آنحضرتؑ سے ایسا ساطع تھا کہ تمام حجرہ روشن ہو گیا۔ اور ہم چراغ سے زیادہ روشن ہو گئے۔ میں نے اس نور مبین کو گود میں لے

لیا۔ اور اس پردہ کو خورشید جمال سے دور کر دیا۔ اس وقت امام رضا داخل حجرہ ہوئے۔ ہم نے جامہائے پاکیزہ پہنائے آنحضرتؑ نے لے کر اپنی آغوش مبارک میں لیا۔ اور گہوارہ میں لٹا کے میرے سپرد کیا۔ اور فرمایا۔ اس گہوارہ سے جدا نہ ہونا جب میرا دن ولادت سے ہوا۔ اس نور مبین نے دیدہ حق بین کھول کے جانب آسمان نگاہ کی اور دائیں بائیں دیکھا پھر زبان فصیح ندا کی اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ۔ جب یہ حالت عجیب میں نے مشاہدہ کی۔ اپنے برادر امام رضاؑ کی خدمت میں جا کے جو کچھ دیکھا اور سنا تھا بیان کیا حضرتؑ نے فرمایا۔ بعد اسکے ابھی اس سے زیادہ عجائب معائنہ کرو گی۔ کتاب عیون المعجزات میں بسند معتبر کلیم بن عمران سے روایت کی ہے۔ وہ کہتا ہے ایک دفعہ میں نے امام رضاؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ اپنے لئے خدا سے دعا کریں۔ کہ آپ کو فرزند عطا کرے۔ حضرتؑ نے فرمایا خداوند عالم مجھے ایک ایسا فرزند عطا کریگا۔ جو وارث میری امامت کا ہوگا۔ بروایت دیگر حضرت نے فرمایا۔ خداوند عالم نے مجھے ایک ایسا فرزند عطا فرمایا ہے جو شبیہ موسیٰ عمران ہے کہ دریاؤں کا شگافتہ کرتا تھا۔ اور نظیر عیسیٰ بن مریم ہے جسے خدا نے مقدس و مطہر گردانا اور پاک و پاکیزہ پیدا کیا۔ پھر حضرتؑ نے فرمایا۔ کہ یہ میرا فرزند بجور و ستم شہید ہوگا اور اہل آسمان اس پر روئیں گے اور اس کے قاتل پر خدا عذاب نازل کریگا۔ اور اس کے قتل کرنے سے اس کا قاتل اپنی زندگی سے بہرہ مند نہ ہوگا۔ اور بہت جلد بعذاب الٰہی گوگرفتار ہوگا۔ امام نعوش میں پہنچاتے رہے رنگ مبارک آنحضرت بنابر مشہور گندم گوں تھا۔ اور بعضوں نے سفید لکھا ہے۔ منقول ہے نقش مبارک خاتم آنحضرت نعم القادر اللہ تھا

فصل دوسری

بیان شہادت و بعض احوال آنحضرت

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام وقت وفات والد بزرگوار ۹ سال کے تھے اور بعضوں نے سات سال بھی کہا ہے۔ وقت شہادت والد بزرگوار حضرت مدینہ میں تھے اور بعض شیعہ بسبب صغر سن امامت حضرتؑ میں تامل کرتے تھے۔ یہانتک کہ علماء فضلا و اشراف شیعہ اطراف عالم سے متوجہ حج ہوئے اور بعد فراغ مناسک حج بخدمت آنحضرتؑ حاضر ہوئے۔ اور بعد مشاہدہ معجزات کثیرہ و کرامات و علوم و کمالات اقرار امامت کیا اور زنگ و شک و شبہ آئینہ قلوب سے صاف کیا۔ تا آنکہ کلینیؒ اور دیگر علماء نے روایت کی ہے کہ ایک مجلس میں یا کئی روز متواتر تیس ہزار مسائل مشکلہ حضرتؑ سے پوچھے اور سب کا جواب شافی پایا چونکہ مامون ملعون بعد شہادت امام رضاؑ زبان زد لعن و ہدف ملامت و طعن ہوا۔ اس نے چاہا۔ بظاہر اس جرم خطا جس کا سبب فرمانا

سے بغداد میں آیا۔ ایک عریضہ بخدمت امام محمد تقی لکھ کے باعزاز و اکرام تمام حضرت کو بلایا جب تشریف لے گئے
قبل اسکے حضرت اس شقی سے ملاقات کریں۔ ایک روز مامون ملعون بقصد شکار سوار ہوا۔ اثنائے راہ میں چند
اطفال کی طرف سے گذرا۔ اور دیکھا کہ وہ لڑکے راہ میں کھڑے تھے اور حضرت امام محمد تقیؑ بھی ان میں تھے
جب لڑکوں نے اس ملعون کو دیکھا بھاگ گئے۔ لیکن حضرت اپنی جگہ با تمکین و وقار کھڑے رہے۔ یہانتک
کہ مامون حضرت تک پہنچ گیا۔ اور انوار امامت و اثر جلالت مہابت آنحضرتؑ مشاہدہ کر کے متعجب ہوا۔ اور
باگ روک لی۔ اس وقت عمر شریف آنحضرت گیارہ سال کی تھی۔ مامون نے کہا اے کودک تو مثل کودکان دیگر
میرے راستے سے کیوں نہ بھاگا۔ اور اپنی جگہ کھڑا رہا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اے خلیفہ راستہ تنگ نہ تھا کہ تمہیں
راہ دیتا۔ اور میری کوئی جرم و خطا بھی نہ تھی کہ تم سے بھاگتا۔ اور یہ بھی گمان نہیں۔ کہ تم کسی کو بے جرم عقوبت
کرو۔ اس کلام کے سننے سے مامون زیادہ تر متعجب ہوا۔ اور مشاہدہ حسن و جمال سے بیتاب ہو کے پوچھا تمہارا
کیا نام ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ میرا نام محمد ہے اس نے کہا کس کے فرزند ہو۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام کا فرزند
ہوں۔ جب اس نے نسب شریف سنا۔ تعجب اس کا بر طرف ہوا۔ اور امام رضاؑ کے نام کے سننے سے منفعل ہوا
اسلئے کہ اس شقی نے حضرتؑ کو شہید کیا تھا۔ پس در و د رحمت حضرت امام رضا پر بھیج کے روانہ ہوا جب صحرا میں پہنچا۔ اس
کی نظر دراج پر پڑی۔ اپنا باز اس پر چھوڑ دیا۔ باز عرصہ تک غائب رہا جب ہوا سے نیچے آیا۔ ایک چھوٹی سی
مچھلی اس کی چونچ میں تھی۔ اور ہنوز رمق حیات باقی تھی۔ مامون یہ دیکھ کے خوش ہوا اور اس مچھلی کو ہاتھ
میں لے کے واپس گیا۔ جب اس جگہ پہنچا۔ جہاں حضرتؑ سے ملاقات ہوئی تھی پھر لڑکے بھاگ گئے اور حضرت
اپنی جگہ کھڑے رہے۔ مامون ملعون نے کہا۔ اے محمدؑ میرے ہاتھ میں کیا ہے حضرتؑ نے بالہام ملک علام
فرمایا۔ کہ خداوند عالم نے چند دریا پیدا کئے ہیں۔ کہ ابر ان دریاؤں سے بلند ہوتا ہے۔ اور چھوٹی چھوٹی مچھلیاں
اس ابر کے اسکے اوپر چلی جاتیا در بادشاہوں کے باز ان مچھلیوں کو چونچ میں لیتے ہیں۔ اور برگزیدگان اہلبیت نبوت
کا ان سے امتحان کرتے ہیں۔ مامون کا اس معجزہ کے مشاہدہ سے زیادہ تعجب ہوا۔ اور کہا۔ حقا تم فرزند
امام رضا ہو اور فرزند امام بزرگوار سے یہ معجزات عجیب بعید نہیں ہیں۔ پس حضرتؑ کو لا کے بہت اعزاز و اکرام
کیا۔ اور قصد کیا۔ اپنی دختر ام الفضل کو تزویج کر دے۔ اس قصد کے استماع سے۔ بنی عباس مامون پاس
جمع ہوئے۔ اور کہا۔ خلعت خلافت جبکہ بنی عباس نے پہنا۔ اور یہ شرف و کرامت ان میں قرار پایا۔
پھر آپ ان میں سے ہو کے کیوں باہر چاہتے ہیں کہ اولاد علیؑ ابن ابی طالب میں یہ امر قرار دیجئے باوجود اس
عداوت قدیم کے جو ہم میں اور ان میں ہمیشہ سے ہے جو کچھ آپ نے امام رضاؑ کے حق میں کیا۔ ہم عرصہ
سے اس کے منتظر تھے۔ تا آنکہ ان کا امر منقضی ہوا۔ مامون نے کہا۔ اس عداوت کے باقی تمہارے بزرگ تھے

نہ یہ لوگ۔ اگر ان کی خلافت غصب نہ کرتے کوئی عداوت ان میں ہم سے نہ ہوتی۔ وہ ہم سے زیادہ سزا وار ملامت وخلافت ہیں۔ ان لوگوں نے کہا۔ یہ طفل خوردسال ہے۔ تحصیل علم وکمال ابھی نہیں کیا ہے اگر انکے تحصیل علم وکمال تک صبر کیجئے۔ اس کے بعد تزویج کر دیجئے گا۔ انسب ہوگا۔ ماموں نے کہا۔ تم انکو نہیں پہچانتے ان کا علم از جانب حق تعالیٰ ہے موقوف تحصیل پر نہیں ہے ان لوگوں کے خرد وکلاں اوروں سے افضل ہیں۔ اگر تم کو میرے کلام کی تصدیق منظور ہو عالموں کو جمع کرکے اس طفل سے مباحثہ کراؤ۔

فضائل وکرامات امام محمد تقی علیہ السلام

ماموں ملعون کے کلام سننے کے بعد لوگوں نے یحییٰ ابن اکثم جو کہ ان کا عالم زبردست اور اس وقت قاضی بغداد تھا۔ بحث کے لئے پسند کیا۔ ماموں نے جلسہ عام کا حکم دے کے یحییٰ بن اکثم اور جمیع علماء واشراف کو جمع کیا۔ بعد مناظرہ اس قدر علوم وکمالات آنحضرتؑ ظاہر ہوئے کہ دوست دشمن سب کے سب فضل وکمال وعلم آنحضرتؑ کے قائل ہوگئے۔ اور بنی عباس کو محل اعتراض نہ رہا۔ پس ماموں ملعون نے اسی مجلس میں اپنی دختر ام الفضل کا تزویج حضرتؑ سے کر دیا۔ اور بہت سا مال بتقریب نثار خاص وعام واشراف واعیان پر تقسیم کیا۔ بعد اسکے ایک مدت تک حضرتؑ کو اپنے پاس معزز ومکرم رکھا۔ ام الفضل ملعونہ حضرتؑ سے اس سبب سے موافق نہ تھی۔ کہ حضرت اور عورات کی طرف بھی متوجہ ہوتے تھے اور امام علی نقی کی والدہ کو ام الفضل پر ترجیح دیتے تھے۔ اس وجہ سے وہ ملعونہ مکرر اپنے باپ ماموں سے حضرتؑ کی شکایت کیا کرتی تھی اور وہ سماعت نہ کرتا تھا جو سلوک بد اس نے امام رضاؑ سے کیا تھا۔ اس ظلم کے بعد اہل بیت رسالت کی ایذادہی مناسب اپنی دولت کے نہ جانتا تھا۔

معجزہ امام محمد تقی زبانی ام الفضل

سید ابن طاؤس نے حکیمہ خاتون دختر امام رضا سے روایت کی ہے کہا بعد فوت برادر امام محمد تقی ان کی زوجہ ام الفضل نے گریہ وزاری کرکے اوصاف حضرتؑ کے بیان کئے اور کہا۔ اے عمہ اگر آپ کہیں ایک ایسی نقل عجیب آپ سے بیان کروں۔ کہ آپ نے ویسی نقل نہ سنی ہو۔ میں نے کہا۔ بیان کرو۔ اس نے کہا۔ اولاد عمار یاسر سے ہوں اور زوجہ امام محمد تقی ہوں۔ میں نے اسکے سامنے ضبط کیا۔ جب وہ چلی گئی۔ حسد ورشک جو عورتوں کو ہوتا ہے اس قدر مجھے ہوا۔ کہ ضبط نہ کرسکی۔ تمام دن غصہ میں بسر کی۔ جب آدھی رات گذری۔ گریاں ونالاں اپنے باپ ماموں پاس گئی۔ اور بہت شکایت کرکے کہا۔ وہ سامنے میرے اور از داج رکھتے ہیں اور جب میں کوئی بات کرتی ہوں مجھے اور تمہیں اور عباس بلکہ تمام بزرگوں کو برا کہتے ہیں۔ اس وقت میرا باپ ایسا شراب سے مست تھا کہ اسے اپنی خبر بھی نہ تھی۔ اس کلام کے سننے سے تلوار لے کے

خشمناک اٹھا. اور خادم و لازم اس کے ہمراہ ہوئے جب امام محمد تقی کے سرہانے پہنچا. اور انہیں سوتا پایا تلوار
کھینچ لی اور بگمان خود ان آنحضرتؑ کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے واپس چلا گیا. میں نے اپنے کردار و گفتار کے نادم
ہو کے طمانچے اپنے منہ پر مارے اور ایک گوشے میں سو گئی. جب صبح ہو گئی یاسر خادم نے میرے باپ سے
کہا اس شب عجیب حرکت آپ سے سرزد ہوئی. اس نے پوچھا کیا. خادم نے کہا. آپ کی دختر نے ایسا ایسا کیا اور
آپ نے جا کے امام محمد تقیؑ کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا. مامون نے اس خبر سے اس قدر اپنے منہ پر طمانچے
مارے کہ پیٹتے پیٹتے بیہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا. خادم مذکور کو خبر کے لئے روانہ کیا. یاسر غلام کہتا ہے. جب
حضرتؑ کے مکان گیا. میں نے دیکھا. کہ حضرتؑ حوض کے کنارے بیٹھے مسواک کر رہے ہیں. میں نے سلام
کیا حضرت نے سلام کا جواب دیا. میں نے چاہا کچھ پوچھوں. مگر حضرت مشغول نماز ہو گئے اور میں دوڑتا ہوا
خدمت مامون پر حاضر ہوا. اور عرض کیا. اے خلیفہ آپ کو بشارت ہو. کہ امام محمد تقی پر کوئی صدمہ و گزند نہیں
پہنچا اس وقت مشغول نماز ہیں. مامون نے یہ سن کر سجدہ شکر کیا. اور ایک ہزار درہم مجھے انعام میں عطا فرمائے
اور کہا. بیس ہزار درہم امام محمد تقی پاس لے جا. اور ان سے میرا سلام کہہ. جب میں حضرتؑ کی خدمت میں حاضر
ہوا. اور چاہا جسم مبارک دیکھوں. کہ ان زخموں کے نشان بھی ہیں یا نہیں. پس میں نے عرض کیا. یا ابن رسول
اللہ یہ پیراہن جو آپ پہنے ہیں. اس کا مجھے خلعت دیجئے. کہ اپنے کفن کے لئے رکھ چھوڑوں. حضرتؑ نے
اپنا پیراہن مبارک اتار کے مجھے دیدیا. اور فرمایا جو تو نے کہا. وہ شرط ہے. میں نے کہا. یا ابن رسول اللہ
اس فعل سے وہ مطلق خبردار نہیں. بلکہ شرمندہ و پشیمان ہے. میں نے جسم شریف پر نظر کی مطلق نشان
تک نہ دیکھا. اور مامون پاس آ کے سب ماجرہ عرض کیا. مامون نے وہ گھوڑا جس پر سوار ہو کے اس شب
آیا تھا. اور وہ تلوار جو اس کے ہاتھ میں تھی دونوں چیزیں حضرتؑ پاس ہدیہ بھیج دیں. ام الفضل کہتی ہے
مامون نے پیغام بھیجا. کہ اب اگر تجھ سے میں نے ایک حرف شکایت بھی سنا جان لینا. بہت آزردہ ہونگا.
اور خود بخدمت آنحضرتؑ ہو کے بیٹھا. حضرتؑ نے نصیحت کی. کہ شراب پینا ترک کر دے. اس شقی نے
بظاہر نصیحت قبول کی. اور حضرتؑ نے اسے ایک دعا تعلیم کر کے فرمایا چونکہ اس رات کو میں نے یہ دعا پڑھی تھی
اس سبب سے تیری تلوار سے مجھے کوئی ضرر نہ پہنچا. اور وہ دعا کتاب مہج الدعوات میں موجود ہے. جب تک
مامون زندہ رہا. ان دعاؤں کی برکت سے تمام بلاؤں سے محفوظ رہا. اور بہت شہر اس نے فتح کئے

حال زہر دادن ام الفضل زوجہ حضرت امام محمد تقیؑ

بروایت شیخ مفیدؒ و دیگر علماء رحمہم اللہ

جب حضرت بسبب مامون سے پریشان
ہوئے رخصت ہو کے متوجہ بیت الحرام ہوئے اور وہاں سے مدینہ طیبہ معاودت کر کے اسی مقام متبرک

میں سکونت اختیار کی یہاں تک کہ ۲۱۸ھ میں مامون بعذاب الٰہی واصل جہنم ہوا اور اس کے بعد معتصم نے غصب خلافت کی جب اس شقی
نے شہرۂ کمالات آنحضرتؑ سنے۔ آتش حسد اسکے سینۂ پرکینہ میں مشتعل ہوئی۔ اور اس نے حضرتؑ کو ضرر رسانی کے لئے بغداد میں
طلب کیا۔ جب حضرتؑ نے ارادہ بغداد کیا امام علی نقیؑ کو اپنا خلیفہ و جانشین بنا کے کبار شیعہ و ثقات اصحاب کے روبرو نص صریح امامت آنحضرتؑ
پر بیان کیا اور کتب علوم الٰہی واسلحہ و تبرکات رسول خدا و جمیع پیغمبران گذشتہ امام علی نقیؑ کے سپرد فرمائے اور عازم شہادت ہو کے اپنے فرزند
گرامی کو وداع کیا اور بادل خونیں مفارقت تربت مقدس رسول خدا اختیار کر کے بغداد روانہ ہوئے اور بتاریخ ۲۸
محرم الحرام ۲۲۰ھ بغداد پہنچے۔ اس ملعون یعنی معتصم نے اسی سال حضرتؑ کو شہید کیا۔ و بروایت ابن بابویہؒ و دیگر
علماء واثق باللہ نے جو کہ مامون کے بعد خلیفہ ہوا حضرتؑ کو شہید کیا۔ اور کیفیت شہادت آنحضرتؑ کتاب عیون
المعجزات میں اس طرح لکھی ہے۔ کہ جب حضرتؑ بغداد میں پہنچے اور معتصم ملعون نے ام الفضل کی برخلافی نسبت
آنحضرتؑ معائنہ کی اس ملعونہ کو بلا کے قتل آنحضرتؑ پر راضی کیا۔ اور زہر اس ملعونہ پاس بھیجا۔ کہ حضرتؑ کے طعام
میں ملا دے وہ ملعونہ انگور رازقی جو ایک قسم کی انگور ہے۔ ان کو زہر آلود کر کے حضرت پاس لائی۔ جب
حضرتؑ نے تناول فرمائے اثر زہر بدن مبارک پر ظاہر ہوا۔ اس فعل شنیع سے وہ پشیمان ہوئی۔ اور کوئی
چارہ جوئی نہ کر سکی۔ گریہ وزاری کرتی تھی۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اے ملعونہ تو ہی نے مجھے قتل کیا۔ اور پھر
روتی بھی ہے۔ قسم بخدا ایسی بلا میں مبتلا ہو گی جو مرہم پذیر نہ ہوگا۔ اور ایسے درد میں مبتلا ہو گی جس سے
دنیا و آخرت میں رسوا ہو جائے گی۔ جب حضرت زہر ستم سے شہید ہوئے۔ اس ملعونہ کو معتصم اپنے محل میں
لایا۔ اور بہت جلد ایک ناسور اس کی فرج میں پڑ گیا۔ ہر چند حکیموں نے علاج کیا مفید نہ ہوا۔ یہاں تک
کہ اس ملعون کے گھر سے نکل پڑی۔ اور جس قدر مال و دولت اس کے پاس تھی سب علاج میں صرف
کی۔ آخر الامر ایسی محتاج ہو گئی کہ بھیک مانگتی تھی۔ یہاں تک کہ اسی حالت خراب و زار میں بعذاب قہار واصل
ہو کے زیاں کار دنیا و آخرت ہوئی۔ و بروایت ابن شہر آشوبؒ ہنگام مقاربت دستمال زہر آلود حضرتؑ
کو دیا جب اثر ظاہر جسد شریف حضرتؑ پر ظاہر ہوا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ خدا تجھے ایسے درد میں مبتلا کرے
جس کی دوا نہ ہو۔ پس مرض خورہ اس کی فرج میں ہوا۔ ہر چند حکیموں نے دوا کی مفید نہ ہوئی۔ تا آنکہ اسفل السافلین میں اپنے پدر لعین سے ملحق ہوئی،

روایت شربت حماض زہر دار معرفت غلام اشناس معتصم

و بروایت دیگر جب لوگوں نے معتصم سے بیعت
کی وہ شقی مستفسر حال امام محمد تقی علیہ السلام ہوا۔ اور عبد الملک حاکم مدینہ کو ایک نامہ لکھا۔ کہ حضرت کو مع ام الفضل
بغداد بھیج دے جب حضرتؑ بغداد پہنچے بظاہر اس شقی نے اعزاز و اکرام کر کے تحفہ و ہدایا آنحضرتؑ اور ام الفضل

کیلئے بھیجے اس کے بعد شربت حامض اپنے غلام اشناس کے ہاتھ زہر حضرت کیلئے بھیجا جب اس شربت کو حضرتؑ پاس لائے. کہا. یہ شربت خلیفہ نے آپ کو بھیجا ہے اور خود خلیفہ نے اپنے مخصوصوں کیلئے پیا ہے اور یہ حضرتؑ آپ کو بھیجا ہے کہ برف میں سرد کرکے نوش کیجئے اور برف بھی وہ غلام اپنے ہمراہ لایا تھا جب شربت حضرت کے لئے تیار کیا. حضرتؑ نے فرمایا. ہوسکتا ہے یہ شربت رات کو وقت افطار پیوں. اس غلام نے کہا. برف پانی ہو جائے گی اور اس شربت کو پانی کے ہمراہ پیتے ہیں. ہر چند حضرتؑ نے پینے سے انکار کیا. وہ ملعون مبالغہ و اصرار کرتا تھا مجبوری وہ شربت زہر آلود حضرتؑ نے نوش کیا. اور اپنی زندگی سے ناامید ہو گئے.

امام محمد تقی علیہ السلام کا چور کے متعلق فیصلہ

عیاشی نے اپنی تفسیر میں زرقان سے روایت کی ہے کہ ایک روز ابن ابی داؤد مجلس معتصم سے غمگین اپنے مکان میں آیا. میں سبب اندوہ دریافت. اس نے کہا. آج فرزند امام رضاؑ سے ایسا امر صادر ہوا کہ وہ میرا موجب رسوائی ہے. ایک چور کو خلیفہ پاس لائے. خلیفہ نے حکم دیا. اس کا ہاتھ کاٹا جائے مجھ سے پوچھا کہاں سے اس کا ہاتھ قطع کیا جائے میں نے کہا گٹے کے پاس سے کاٹنا چاہیئے. اکثر حاضرین نے میرے کلام کی موافقت کی اور بعضوں نے کہا. اس کا ہاتھ کہنی سے کاٹنا چاہیئے. اس پر خلیفہ نے ہر ایک سے دلیل طلب کی اور ہم نے بیان کیا. اس کے بعد خلیفہ حضرت امام محمد تقیؑ سے مخاطب ہوا. اور کہا آپ اس بارہ میں کیا کہتے ہیں. حضرت نے فرمایا جو کچھ حاضرین نے کہا تم نے سُنا. اس نے کہا مجھے ان کے کہنے سے کیا کام ہے. آپ جو جانتے ہیں بیان کیجئے. حضرتؑ نے فرمایا. اس مسئلہ کے جواب سے مجھے معاف رکھو. خلیفہ نے ان کو قسم دلائی. کہ آپ ضرور بیان کریں. حضرت نے فرمایا. اس کی چار انگلیاں کاٹی جائیں. اور ہتھیلی ہاتھ کی چھوڑ دی جائے. کہ اس سے اپنے پروردگار کی عبادت کرے اور اس پر ایسی چند دلیلیں بیان کیں. کہ ہم لوگ ان کا جواب نہ دے سکے اور مجھ پر ایسی حالت طاری ہوئی. کہ گویا قیامت بپا ہو گئی. اور سب نے آرزو کی کہ کاش مجھے بیس سال پہلے موت آجاتی. کہ ایسا دن نہ دیکھتا. ازقان نے کہا. تیسرے دن ابن ابی داؤد خلیفہ پاس گیا. اور تخلیہ میں اس سے کہا. کہ خلیفہ کی خیر خواہی مجھ پر لازم ہے. اس وجہ سے عرض کرتا ہوں کہ چند روز قبل جو واقع ہوا. مناسب دولت خلیفہ نہ تھا. اسلئے کہ خلیفہ نے وہ مسئلہ جسے خود نہ جانتا تھا. اسے اپنے وزیروں امیروں اور جمیع اکابر و اشراف و علماء و فضلاء سے دریافت کیا. اور انہوں نے جواب دیا. اور ایسی مجلس عالیشان میں اس شخص سے جس کو اہل علم سے نصف لوگ امام جانتے ہیں. اور خلیفہ کو ان کے حق کا غاصب سمجھتے ہیں. اور اس شخص کو اہل خلافت تصور کرتے ہیں اس سے دریافت کیا. اور اس نے برخلاف علماء فتویٰ دیا. اور خلیفہ نے سب عالموں کے فتویٰ کو ترک کر کے اس کے فتویٰ پر عمل کیا. اور یہ خبر درمیان مردم منتشر ہوئی جس کی وجہ سے ان

شیعوں اور دوستوں کو ایک حجت قوی ہاتھ آگئی۔ جب اس ملعون نے یہ سنا۔ رنگ اس کا متغیر ہو گیا۔ اور آتش
کفر و حسد و نفاق اسکے سینہ میں مشتعل ہوئی اور کہا۔ خدا تمہیں جزائے خیر عطا کرے۔ تم نے مجھے اس امر پر
مطلع کیا۔ جس سے میں غافل تھا دوسرے روز اس ملعون نے ایک وزیر کو محرر کو طلب کر کے حکم دیا کہ
امام محمد تقیؑ کو اپنے گھر میں دعوت کے بہانہ سے بلا کے زہر ان کے کھانے میں ڈال دے۔ اس بدبخت
نے حضرت کو دعوت کے بہانہ سے طلب کیا۔ حضرتؑ نے عذر کیا اور کہا تم جانتے ہو۔ میں تمہاری مجلسوں
میں نہیں جاتا ہوں۔ اس ملعون نے بہت مبالغہ و اصرار کر کے عرض کیا۔ میری محفل میں کوئی امر خلاف
طبع شریف نہ ہوگا۔ غرض آپ کے کھانا کھلانے سے ہے۔ بلکہ خلیفہ کے ایک وزیر کو ملاقات کا بھی شوق
ہے اور خواہاں اس کا ہے کہ آپ کی ملاقات سے مشرف ہو۔ پھر اس شقی نے اسقدر مبالغہ و اصرار کیا کہ حضرت
بمجبوری اس کے گھر تشریف لے گئے۔ جب ایک لقمہ اس طعام سے تناول کیا حضرتؑ اثر زہر اپنے گلوئے
مبارک میں پا کے اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ ملعون راہ روک کے کھڑا ہوا۔ اور کہا آپ ابھی نہ جائیے۔ حضرتؑ
نے فرمایا۔ جو کچھ تو نے مجھ سے سلوک کیا۔ اس کا مقتضی یہی ہے۔ کہ میں تیرے مکان سے چلا جاؤں پس
حضرتؑ جلدی سوار ہوئے۔ اپنے دولت سرا میں تشریف لائے۔ جب گھر میں پہونچے۔ اثر ظاہر قاتل بدن
شریف پر ظاہر ہوا۔ اس تمام دن اور رات حضرتؑ ہمین رہے تا آنکہ روح مقدس نے بجانب روضات سعادت
پرواز کیا۔

حال انتقال حضرت امام تقی علیہ السلام

قطب راوندیؒ نے ابو مسافر سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت امام محمد تقیؑ نے بعد عصر جس شب کو بعالم بقا رحلت کی۔
فرمایا۔ کہ میں آج کی رات دنیا سے جاؤں گا۔ پھر ارشاد کیا کہ ہم اہل بیت کیلئے جب خدا دنیا نہیں چاہتا ہم
کو اپنے جوار رحمت میں لے جاتا ہے۔ کتاب البصائر الدرجات میں روایت کی ہے کہ ایک شخص حضرت
امام محمد تقیؑ کا رضاع تھا۔ اس نے کہا۔ جن دنوں حضرتؑ بغداد میں تھے۔ میں ایک روز بخدمت امام علی نقی
علیہ السلام مدینہ میں حاضر تھا۔ اس وقت کم سن تھے اور ایک لوح آگے رکھے پڑھ رہے تھے۔ ناگاہ حضرت
کی حالت متغیر ہوئی۔ اور اٹھ کے گھر میں تشریف لے گئے۔ یکایک صدائے شیون و زاری حضرتؑ کے
گھر سے بلند ہوئی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت باہر تشریف لائے۔ میں نے دریافت کیا۔ حضرتؑ نے
فرمایا۔ اس وقت میرے پدر بزرگوار نے اس دار فانی سے بجانب سرائے جاودانی رحلت فرمائی۔ میں
نے کہا۔ یا حضرتؑ آپ نے کیونکر جانا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اجلال حق تعالیٰ سے ایک ایسی حالت مجھ پر طاری
ہوئی۔ کہ قبل اسکے اور کبھی یہ حال نہ ہوا تھا۔ اس سبب سے میں نے جانا کہ میرے پدر بزرگوار نے
انتقال کیا۔ اور منصب امامت میری جانب منتقل ہوا۔ بعد ایک مدت کے خبر پہونچی کہ حضرت امام محمد تقیؑ

ایسی ساعت برحمت الٰہی ملحق ہوئے تھے۔ احادیث میں وارد ہے کہ امام علی نقی علیہ السلام طے الارض کرکے بغداد میں آئے اور اپنے پدر بزرگوار کو غسل وکفن دیکے دفن کیا۔ اور اسی دن مدینہ میں واپس آ گئے۔ کلینیؒ نے بسند معتبر ہارون بن فضل سے روایت کی ہے کہ کہا۔ بخدمت امام نقی علیہ السلام مدینہ میں اس دن حاضر ہوا۔ جس روز بغداد میں امام محمد تقی نے انتقال کیا تھا۔ ناگاہ حضرت امام علی نقی نے فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میرے پدر بزرگوار نے دنیا سے رحلت کی۔ میں نے کہا۔ یا حضرتؑ آپ نے کیونکر جانا۔ حضرت نے فرمایا۔ ایسی حالت میں نے اپنے میں پائی کہ قبل اسکے یہ حالت کبھی نہ ہوئی تھی۔ میں نے جانا کہ وہ حالت لوازم امامت سے ہے۔ وبروایت دیگر حضرت اس دن گھر میں گئے۔ اور اپنی دادی کی گود میں بیٹھ کے رونے لگے۔ حضرتؑ کی دادی نے پوچھا۔ اے نور چشم کیوں روتے ہو۔ حضرتؑ نے فرمایا اس وقت میرے پدر بزرگوار نے دنیا سے رحلت کی۔ انہوں نے کہا اے فرزند گرامی ایسا نہ کہو حضرت نے فرمایا۔ قسم بخدا جو میں نے کہا۔ اسی طرح ہے۔ بعد اسکے یہ واقعہ لکھا گیا جب خبر پہونچی۔ اسی ساعت حضرت نے رحلت کی تھی۔

تاریخ وفات حضرت امام محمد تقی علیہ السلام

اشہر تاریخ وفات آنحضرتؑ میں یہ ہے کہ آخر ماہ ذی قعد ۲۲۰ھ میں واقع ہوئی۔ اور بعضوں نے روز شنبہ چھٹی ماہ ذی الحجہ بھی لکھی ہے۔ اور بعضوں نے سہ شنبہ گیارھویں ماہ ذی قعد لکھی ہے اور وقت وفات عمر شریف آنحضرتؑ کے پچیس سال سے کچھ کم دو مہینے گذرے تھے۔ اور موافق مشہور مدت امامت آنحضرتؑ کچھ کم سترہؔ سال تھی ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ وقت وفات والد بزرگوار امام محمد تقی سات سال چار مہینے دو روز کے تھے۔ اور مدت امامت بیس روز کم اٹھارہ سال کی تھی۔ کتاب کشف الغمہ میں از طریق مخالفین ایک روایت نقل کی ہے۔ کہ وفات آنحضرتؑ بروز سہ شنبہ پانچویں ماہ مذکور کو واقع ہوئی۔ وبروایت دیگر محمد بن سنان سے روایت کی ہے۔ کہ عمر شریف آنحضرتؑ پچیس سال تین ماہ بارہ روز تھی اور ولادت آنحضرتؑ ۱۹۵ھ میں تھی۔ اور اپنے پدر بزرگوار کے ہمراہ سات سال تین مہینے رہے اور وفات آنحضرت بروز سہ شنبہ چھٹی ماہ ذی الحجہ ۲۲۰ھ کو واقع ہوئی۔ وبروایت دیگر وقت وفات والد بزرگوار نو۹ سال چند ماہ کے تھے۔ کتاب دلائل حمیری میں بسند خود محمد بن سنان سے روایت کی ہے۔ کہ وقت وفات عمر گرامی آنحضرت پچیس۲۵ سال تین مہینے بارہ روز کی تھی۔ اور بروز سہ شنبہ چھٹی ماہ ذی الحجہ ۲۲۰ھ میں حضرت نے رحلت فرمائی۔ اور بعد وفات پدر عالی مقدار انیس۱۹ سال پچیس۲۵ روز کم زندہ رہے۔ اور باتفاق علمائے وفات آنحضرتؑ بغداد میں واقع ہوئی۔ اور مقبرہ قریش میں اپنے جد بزرگوار امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پہلو میں جہاں اب مرقد منور کی زیارت کرتے ہیں دفن ہوئے۔

باب ہشتم

بیان تاریخ ولادت و وفات نہال حدیقۂ مصطفویؐ گل بوستان مرتضویؑ امام دہم حضرت امام علی نقی علیہ السلام

فصل اوّل

بیان تاریخ ولادت و نسب و اسم و لقب و کنیت

اسم شریف آنحضرتؑ علی کنیت ابوالحسن ہے اور مشہور ترین القاب آنحضرت نقی وہادی ہیں ونجیب ومرتضیٰ وعالم وفقیہہ وامین وموتمن وطیب ومتوکل وعسکری بھی آنحضرت کو کہتے ہیں اور چونکہ سرمن رائے لشکر کے لئے بنایا گیا۔ اس سبب سے حضرتؑ کو عسکری کہتے ہیں اور حضرت امام علی نقیؑ اور امام حسن عسکریؑ کو وہاں کی سکونت کی وجہ سے عسکری کہتے ہیں۔ سال ولادت آنحضرتؑ ۲۱۲ھ ہے اور ایک جماعت کثیر نے ۲۱۴ھ بھی لکھا ہے۔ تاریخ ولادت مشہور پندرھویں ذی الحجہ ہے اور بروایت دیگر جو کہ شیخ علیہ الرحمہ نے مصباح میں نقل کی ہے۔ ستائیسویں ذی الحجہ ہے وبروایت ابن عباس دوسری یا پانچویں ماہ رجب کو بروز سہ شنبہ ولادت واقع ہوئی۔ وبروایت علی بن ابراہیم قمی تیرہویں ماہ رجب کو بروز سہ شنبہ ولادت باسعادت ہوئی اور زیارت ناحیۂ مقدسہ اس پر دلالت کرتی ہے۔ کہ ولادت ماہ رجب میں ہوئی اور مکان ولادت شریف ایک موضع میں اطراف مدینہ طیبہ سے ہے جس کا نام صریا ہے۔ کتاب بصائر الدرجات میں بسند معتبر امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ جب خداوند عالم چاہتا ہے کہ امام کو پیدا کرے بسات برگ بہشتی پدر امام کے لئے بھیجتا ہے۔ جب تناول کرتے ہیں نطفہ امام منعقد ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ نطفہ مبارک شکم مادر میں منتقل ہوتا۔ صدائے مردم سنتا ہے اور جب زمین پر آتا ہے۔ خداوند عالم ایک ستون نور اس کے لئے درمیان زمین وآسمان بلند کرتا ہے اور ایک فرشتہ ان کے داہنے بازو پر یہ آیہ لکھتا ہے وتمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلماتہ وھو السمیع العلیم۔ اور پدر بزرگوار

آنحضرت امام محمد علیہ السلام ہیں اور والدہ ماجدہ حضرت سمانہ مغربیہ ام ولد ہیں ونقش نگین حضرت کتاب فصول المہمہ میں اس طرح لکھا ہے۔ وھو عصمتی من خلقہ۔ وبروایت دیگر حفظ العہود من اخلاق العبود۔ ہے اور ایک روایت میں منقول ہے کہ رنگ مبارک آنحضرتؑ گندم گوں تھا۔

فصل دوسری

بیان شہادت حضرت اور بعض ظلم وستم جو مخالفین سے گذرے

شہادت آنحضرتؑ باتفاق علماء ۲۵۴ھ میں واقع ہوئی۔ تاریخ وفات آنحضرتؑ میں اختلاف ہے بروایت علی بن ابراہیم قمی وابن عیاش روز دوشنبہ تیسری ماہ رجب کی تھی اور بروایت ابن خشاب پچیسویں ماہ جمادی الآخر کی تھی وبروایت دیگر ستائیسویں وبروایت دیگر اٹھائیسویں ماہ مذکور کی تھی اور عمر شریف آنحضرت وقت وفات چالیس سال وبروایت دیگر اکتالیس سال اور چند ماہ کی تھی۔ اس حساب سے کہ ہنگام وفات اپنے والد بزرگوار کے جب منصب جلیل القدر امامت سرفراز ہوئے۔ اسوقت عمر شریف تخمیناً چھ سال پانچ ماہ کی تھی اور مدت امامت چند روز کم سات ماہ تینتیس ۳۳ سال تھی۔ اور قریب تیرہ سال کے مدینہ طیبہ میں رہے بعد اسکے متوکل لعین نے بمقام سر من رائے طلب کیا۔ ستائیس سال اسی جگہ سر من رائے جہاں اب مرقد منور ہے سکونت پذیر رہے۔ وبنابر قول ابن بابویہ وجماعت دیگر معتمد عباسی نے حضرتؑ کو زہر سے شہید کیا۔ اور وقت شہادت آنحضرتؑ پاس سوائے امام حسن عسکریؑ کے اور کوئی نہ تھا۔ اور شریک جنازہ جمیع امراء واشراف واعیان تھے۔ اور حضرت امام حسن عسکری نے ہمراہ جنازہ پدر بزرگوار گریبان چاک کیا۔ اور خود بنفس نفیس متوجہ غسل وکفن ہوئے۔ اور حضرتؑ کو اس حجرہ میں جو کہ مقام عبادت آنحضرتؑ تھا دفن کیا۔ یہ دیکھ کر ایک جماعت منافقین نے اعتراض کیا کہ مصیبت میں گریبان چاک کرنا مناسب امامت نہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ یہ احمق جہال احکام دین خدا کیا جانیں۔ حضرت موسیٰ پیغمبر خدا تھے انہوں نے اپنے برادر ہارون کے ماتم میں گریبان چاک کیا۔ اور ایام سکونت سر من رائے میں متوکل لعین وغیرہ نے اور خلفائے جور سے بہت ظلم وستم حضرت کو پہنچا اور سبب طلب آنحضرت کا بجانب سر من رائے

سکونت امام علی نقی علیہ السلام بمقام سر من رائے

بروایت شیخ مفیدؒ ودیگر علماء یہ تھا کہ محمد بن عبداللہ حاکم مدینہ اذیت واہانت آنحضرت کو پہنچاتا تھا۔ اس نے چند امور ایسے درباب آنحضرتؑ متوکل لعین کو لکھے کہ اس کا موجب مزید خشم وغضب ہوا۔ وبروایت دیگر اس ملعون کو لکھا کہ اگر آپ کو مکہ ومدینہ میں حاجت ہے امام علی نقیؑ

کو اس شہر سے بلا لیجئے کہ اس طرف کے اکثر لوگوں کو انہوں نے مطیع و منقاد کر لیا ہے۔ و بروایت اوّل جب
حضرتؑ مطلع ہوئے کہ حاکم مدینہ نے متوکل شقی کو ایسے چند امور لکھے ہیں۔ جن سے میری اذیت و ضرر مقصود ہے
پس حضرتؑ نے بھی ایک خط متوکل کو لکھا۔ کہ حاکم مدینہ مجھے آزار و رنج بیشمار پہنچاتا ہے۔ اس نے جو کچھ میرے
حق میں لکھا ہے۔ محض دروغ و افترا ہے اس خط کے جواب میں براہ مصلحت اس شقی نے مشفقانہ بصد تعظیم
و تکریم لکھا کہ مجھے معلوم ہوا۔ محمد بن عبداللہ آپ سے منحرف اور برخلاف ہے۔ لہذا میں نے اس کو وہاں
سے تبدیل کر کے محمد بن الفضل کو اسکی جگہ مقرر کیا۔ اور اس سے آپکے اعزاز و اکرام کے بارہ میں بہت کچھ
کہہ دیا ہے۔ پھر اس نے ابراہیم بن عباس سے کہا۔ کہ تم حضرتؑ کو ایک خط اس مضمون کا لکھو کہ خلیفہ آپ
کی ملاقات و افر برکات کا بہت مشتاق ہے۔ اور چاہتا ہے کہ آپ کی خدمت سے مشرف ہو۔ اگر آپ کو
زحمت نہ ہو تشریف لائیے اور اپنے اہل بیت و عزیز و اقارب و حشم و خدم و خدمتگاروں کو ہمراہ لیکر نہایت
اطمینان سے مع رفقا جب مزاج میں آئے اس طرف نزول اجلال فرمائیے اور یحییٰ بن ہرثمہ کو آپکی خدمت
میں بھیجتا ہوں۔ اگر آپ منظور کریں۔ اُسے اپنے ہمراہ راستہ میں رکھیں۔ یہ ہر امر میں آپ کی اطاعت کریگا
غرض کہ بہت اصرار و مبالغہ کیا اور لکھا۔ کہ خلیفہ کے نزدیک ان کے عزیزوں بھائیوں بیٹوں میں آپ
سے زیادہ تر کوئی گرامی نہیں۔ خلیفہ کا نہایت لطف و شفقت و مکرمت آپ پر ہے جب اس مضمون
کا نامہ حضرتؑ پاس پہنچا۔ آنحضرتؑ نے بہت جلد تہیہ سفر کر کے ہمراہ یحییٰ بن ہرثمہ متوجہ سرمن رائے
ہوئے۔ جب حضرتؑ پہنچ گئے۔ اور اس لعین کی خاطر جمع ہو گئی تب اس نے کم توجہی کر کے کئی روز
تک ملاقات بھی نہ کی اور حکم دیا۔ کہ اُسے سرائے میں جہاں گدا اور غربا اترتے ہیں۔ اتاریں چند روز کے
بعد اس نے حضرتؑ کو مکان دیا۔ حضرت اس مکان میں تشریف لے گئے۔ کلینیؒ کہ علمائے دیگر نے صالح
بن سعید سے روایت کی ہے۔ کہ کہا جس روز حضرتؑ داخل سرمن رائے ہوئے۔ میں ان کی خدمت
میں گیا۔ اور کہا۔ یا حضرتؑ ان ظالموں نے ہر طرح سے آپ کے نور کو بجھانے اور آپکے فضائل چھپانے
میں کوشش کی۔ یہاں تک کہ آپ کو ایسے مقام پر اتارا جہاں فقرا و گدایان بے نام و نشان اترتے ہیں
حضرتؑ نے فرمایا۔ اے پسر سعید اب تک تجھے قدر و منزلت ہم لوگوں کی نہیں واضح ہو کہ یہ باتیں
ہماری شان و شوکت کے سامنے کچھ بھی نہیں۔ تو کیا نہیں جانتا کہ جسے خدا بلند کرتا ہے وہ ان امور سے
پست نہیں ہوتا۔ یہ فرما کے دست مبارک سے ایک جانب اشارہ کیا۔ جب اس طرف میں نے نظر
کی بستانہائے پر تکلف بالوان ریاحین آراستہ و باغہائے زیبا بانواع میوہ ہا پیراستہ باغوں کے
صحن میں نہریں جاری قصرہائے با رفعت و حوران و غلمان ماہ طلعت ایسے مشاہدہ کیئے کہ وہاں کے

سوا ان کا نظیر خیال میں بھی نہیں۔ ان چیزوں کے معائینہ سے میری آنکھیں حیران اور عقل پریشان ہو گئی۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ ہم جہاں رہیں یہ سب ہمارے لئے مہیا ہے۔ میں سرائے فقرا میں نہیں ہوں۔ بعد اسکے متوکل شقی نے اپنی تمام عمر حضرتؑ کی ہلاکت میں بہت کوشش کی۔ اور معجزات فراوان حضرتؑ سے مشاہدہ کیے۔ آخر بنفرین حضرتؑ وہ ملعون ہلاک ہو گیا۔ اور کچھ گزند و آسیب حضرتؑ کو نہ پہنچا سکا۔

روایت زراقہ دربان متوکل وخبر زبانی معلم

سید ابن طاؤسؒ نے دیگر علماء سے روایت کی ہے کہ متوکل لعین نے اپنے وزیر فتح بن خاقان کو چاہا کہ اس کا اعزاز و اکرام کر کے قدر و منزلت اور لوگوں پر ظاہر کرے اس سے درحقیقت غرض اسکی نقص شان واستخفاف قدر حضرت امام علی نقیؑ تھی۔ یہ فقط بہانہ تھا۔ ایک روز جلتی دھوپ میں ہمراہ فتح بن خاقان سوار ہوا۔ اور حکم دیا جمیع علماء وامراء وسادات واشراف واعیان میری رکاب میں پیادہ چلیں۔ ان سب میں امام علی نقیؑ بھی تھے۔ زراقہ دربان متوکل کہتا ہے میں نے اس روز حضرتؑ کو دیکھا کہ آپ پیادہ جاتے تھے اور تعب ومشقت کی وجہ سے پسینہ جسم مبارک سے ٹپکتا تھا۔ میں نے حضرت کے قریب جا کے کہا یا ابن رسول اللہ آپ کیوں تکلیف فرماتے ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اس لعین کی غرض اس سے میری ہتک وحرمت ہے۔ لیکن میری حرمت بدن خدا کے نزدیک ناقہ صالح سے کم نہیں۔ وبروایت دیگر فرمایا۔ میرا ایک ریزہ ناخن خدا کے نزدیک ناقہ صالح اور اس کے بچہ سے زیادہ تر گرامی ہے۔ زراقہ کہتے ہیں جب میں گھر واپس گیا۔ اس قصہ کو اپنے بچوں کے معلم سے کہ مجھے اس کی طرف گمان تشیع تھا۔ بیان کیا۔ اس نے مجھے قسم دی کہ تو نے فی الحقیقت یہ کلام حضرت سے سُنا ہے۔ میں نے قسم کھائی۔ اس نے کہا۔ لازم ہے کہ اپنی فکر کرو۔ اس لئے کہ آج کے تیسرے روز متوکل ہلاک ہو جائے گا۔ کہیں تم کو اس کی ہلاکت سے کوئی گزند و آسیب نہ پہنچے۔ میں نے اس معلم سے کہا تم نے کہاں سے جانا۔ اس نے کہا۔ حضرت دروغ نہیں کہتے۔ حق تعالیٰ قصہ ہود میں فرماتا ہے۔ اس نے کہا کہ۔ تمتعوا فی دارکم ثلثة ایام اور وہ لوگ ناقہ صالح پے کرنے کے بعد تیسرے روز ہلاک ہوئے جب میں نے اس سے یہ سُنا اُسے گالیاں دیکے گھر سے باہر نکال دیا۔ جب وہ باہر گیا مجھے اندیشہ ہوا کہ مبادا یہ کلام صحیح ہو۔ اگر اپنے امور میں احتیاج کروں۔ کچھ قباحت نہیں۔ یہ خیال کر کے میں نے اپنے مال کو جابجا پھیلا دیا۔ اور اس دن کا منتظر ہوا۔ جب تیسرا روز ہوا۔ منتصر فرزند متوکل قوم ترک اور غلامان مخصوص کو ہمراہ لے کر اس کی مجلس میں گھس گیا۔ اور اسے مع فتح بن خاقان ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اس واقع کے بعد میں نے اعتقاد امامت آنحضرتؑ کیا۔ اور خدمت میں حاضر ہو کے جو کچھ مجھ میں اور معلم مذکور میں واقع ہوا تھا عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا اس معلم نے سچ کہا میں نے اس دن اس لعین پر نفرین کی۔ اور خداوند عالم نے میری دعا قبول فرمائی۔

حال قید خانہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام

ابن بابویہ رحمہ و علمائے دیگر نے صقر ابن ابی دلف سے روایت کی ہے کہ جب امام علی نقی علیہ السلام سرمن رائے میں تشریف لائے۔ میں بخدمت آنحضرت حاضر ہوا کہ حالات حضرت دریافت کروں حضرت کو زراقی پاس قید خانہ میں پایا جب میں زراقی پاس گیا۔ اس نے کہا کیا مطلب ہے۔ میں نے کہا تمہارے دیکھنے کو آیا ہوں۔ ایک ساعت بیٹھا رہا جب تخلیہ ہوا۔ اس نے کہا۔ اسلئے آیا ہے کہ اپنے امام اور مولا کی جاسوسی کرے یہ سن کے میں ڈر گیا۔ اور کہا میرا مولا خلیفہ ہے۔ اس نے کہا۔ چپ رہ تیرا مولا برحق ہے اور میں بھی اعتقاد رکھتا ہوں ان کو ہم اپنا امام جانتے ہیں۔ پھر کہا۔ ان کے پاس جانا منظور ہے۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ اس نے کہا۔ ایک ساعت صبر کرو۔ کہ صاحب البرید باہر جائے جب وہ باہر گیا۔ اس نے ایک شخص کو میرے ہمراہ کیا۔ اور کہا۔ اسے ان علوی پاس جو محبوس ہیں لے جا۔ اور پہونچا کے چلا آ۔ جب میں بخدمت حضرت پہنچا۔ دیکھا کہ حضرت بوریے پر بیٹھے ہیں اور سامنے حضرت کے ایک قبر کھدی ہے۔ پس سلام کر کے حضرت کی خدمت میں بیٹھ گیا۔ حضرت نے فرمایا کس کام کو آیا ہے میں نے کہا۔ آپ کا حال دریافت کرنے آیا ہوں۔ جب میری نظر قبر پر گئی۔ میں رونے لگا حضرت نے فرمایا مغموم نہ ہو کہ بالفعل ان اشقیا سے مجھے کوئی صدمہ و گزند نہ پہنچے گا۔ یہ سن کے میں نے الحمد اللہ کہا۔ اور چند مسائل آنحضرت سے پوچھے۔ حضرت نے مسائل کے جوابات بیان کر کے ارشاد کیا۔ اب ہم سے رخصت ہو کے باہر جاؤ کہ تمہیں مبادا کوئی ضرر پہنچے۔ قطب راوندی نے ابن اورمہ سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا۔ زمانہ خلافت متوکل میں بمقام سرمن رائے گیا۔ وہاں میں نے سنا کہ متوکل ملعون نے امام علی نقی کو سعید دربان کے مکان میں قید کیا۔ یہ سن کے مزاج پرسی کے لئے سعید کے مکان میں گیا۔ جب اسکی نظر مجھ پر پڑی اس نے کہا اپنے خدا کو دیکھنے آیا ہے۔ میں نے کہا میرا خدا اس سے منزہ ہے کہ آنکھیں اُسے دیکھ سکیں۔ اس نے کہا میں ان کو کہتا ہوں جنہیں تم اپنا امام جانتے ہو۔ میں نے کہا۔ ہاں ان کا دیکھنا مجھے منظور ہے۔ اس نے کہا۔ مجھے انکے قتل کا حکم ہے۔ کل کے روز ان کو قتل کروں گا۔ یہ کہہ کے اس نے مجھے حضرت کے پاس جانے کی اجازت دی۔ جب حضرت کی خدمت میں گیا۔ . . . . دیکھا کہ حضرت ایک حجرہ میں بیٹھے ہیں۔ اور حضرت کے سامنے ایک قبر کھودی جاتی ہے میں نے سلام کیا اور جواب سلام پایا۔ پس قبر کے مشاہدہ سے متاثر ہو کے میں رونے لگا۔ حضرت نے فرمایا گریہ نہ کرو ابھی انہیں دو روز تک میسر نہ ہوگا۔ یہانتک کہ خون متوکل و دربان متوکل کا بہایا جائے اور ایسا ہی ہوا جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا۔

حال امام علی نقی علیہ السلام اور قصہ متوکل شقی

ایضاً بسند معتبر فضل بن احمد کاتب سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا۔ کہ ایک روز میں معتزل کے ہمراہ مجلس متوکل میں گیا۔ وہ کرسی پر بیٹھا تھا اور فتح بن خاقان

وزیر اس کے قریب کھڑا تھا۔ پس معتزل سلام کر کے کھڑا ہو گیا۔ قاعدہ یہ تھا۔ کہ جب معتزل داخل مجلس متوکل
ہوتا تھا۔۔۔۔۔ متوکل اسے مرحبا کہہ کے حکم بیٹھنے کا دیتا تھا۔ برخلاف اس کے اس روز چونکہ متوکل
غضب ناک اور خشم آلود تھا۔ متوجہ معتزل نہ ہوا۔ فتح بن خاقان وزیر سے باتیں کرتا تھا۔ اور ساعت چہرہ اس
کا متغیر ہوتا تھا۔ اور شعلہ غضب زیادہ تر بھڑکتا تھا۔ فتح بن خاقان اس کے غضب کو دھیما کر کے کہتا تھا۔ یہ سب
ان پر افترا ہے وہ ایسے امور سے بری ہیں۔ فتح کا یہ کہنا مفید نہ ہوتا تھا۔ بلکہ اس شقی کا خشم و غضب زیادہ
ہوتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ قسم بخدا اس شخص کو قتل کرونگا۔ کہ وہ دعویٰ و دروغ کر کے میری دولت اور حکومت
میں رخنہ اندازی کرتا ہے۔ یہ کہہ کے حکم دیا۔ کہ چار غلامان ترکی حاضر ہوں۔ جب وہ آئے ہر ایک کو تلوار دی۔
اور حکم دیا۔ کہ جب امام علی نقیؑ آئیں۔ انہیں قتل کرنا۔ پھر کہا۔ قسم بخدا بعد قتل کے ان کا بدن جلا دوں گا۔ پس
ایک ساعت کے بعد دیکھا۔ کہ دربان لوگ آئے اور حضرتؑ بھی داخل ہوئے۔ لبہائے مبارک جنبان تھے
اور حضرت کوئی دعا پڑھ رہے تھے۔ اور مطلق اثر اضطراب و خوف حضرت میں نہ تھا۔ جب اس شقی کی نظر حضرت
پر پڑی کرسی سے اٹھ کے حضرت کے استقبال کو گیا۔ اور اپنے قریب بٹھا کے حضرت کے دست مبارک
چومے اور درمیان دو دیدہ بوسے کے کہا۔ اے فرزند رسول خدا و بہترین خلق خدا۔ اے میرے پسر عم
اے میرے مولا اے ابو الحسنؑ اس وقت کس لئے آپ نے تکلیف کی۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ تیرا پیک بلانے اس
وقت مجھے بلا لایا۔ متوکل نے کہا۔ اس ولد الزنا نے جھوٹ کہا۔ آپ جہاں چاہیں تشریف لے جائیں۔ یہ
کہہ کے اپنے وزیر فتح بن خاقان اور اپنے فرزندوں عزیزوں کو حکم دیا۔ کہ بتقریب مشایعت حضرت کے ہمراہ
جاویں۔ جب غلامان ترکی کی نظر حضرت پر پڑی۔ انہوں نے زمین پر گر کے حضرت کی تعظیم کی۔ جب حضرت باہر
تشریف لے گئے۔ متوکل ملعون نے ان غلامان ترکی کو بلا کے ترجمان سے کہا۔ ان سے سوال کر کہ انہوں
نے زمین پر گر کے حضرت کو کس وجہ سے تعظیم کی۔ انہوں نے کہا ہم بیہابت عظمت آنحضرت سے بے اختیار ہو گئے
جب حضرت آئے ایک سو سے زیادہ شمشیر ہائے برہنہ ہم نے حضرت کے گرد دیکھیں اور ان تلوار والوں
کو ہم نے نہ دیکھا۔ اس حال کے مشاہدہ سے ہم تکمیل حکم نہ کر سکے۔ ہمارے دل پر خوف و بیم طاری ہوا۔ یہ
سن کے متوکل نے فتح بن خاقان وزیر سے کہا۔ یہی تمہارے امام ہیں۔ یہ کہہ کے ہنسنے لگا۔ اور فتح بھی شاد
ہوا۔ کہ حضرت اس بلا سے محفوظ رہے اور اس کے قول کی بھی تصدیق ہوئی۔ کلینیؒ و شیخ مفیدؒ اور علمائے دیگر
نے ابراہیم بن محمدؒ طاہری سے روایت کی ہے کہ متوکل لعین کے ایک ایسا پھوڑا نکلا۔ کہ جاں بلب ہو گیا۔
کسی کی جرأت نہ پڑتی تھی کہ نشتر دے۔ پس متوکل کی ماں نے نذر مانی۔ کہ اگر میرا بیٹا اچھا ہو جائے۔ تو
مال کثیر امام علی نقیؑ خدمت میں بھیجوں گی۔ فتح بن خاقان وزیر نے متوکل سے کہا۔ اگر حکم ہو کسی کو بھیج کے امام علی نقیؑ

کو خبر کروں شاید وہ کوئی دوا اس مرض کے لئے بھیج دیں۔ اس نے اجازت دی جب حضرتؑ کی خدمت میں گئے
اور حال بیان کیا۔ حضرتؑ نے ارشاد کیا۔ بکری کی مینگنیاں گلاب کے عرق میں حل کر کے اس پھوڑے پر
باندھ دیں۔ جب متوکل سے آ کے کہا۔ متوکل کے عزیز و اقارب ہنسنے اور استہزا کرنے لگے فتح بن خاقان
نے کہا۔ میں خوب جانتا ہوں کہ کلام حضرت بے اصل نہیں جو کچھ حضرتؑ نے فرمایا ہے۔ اگر اس کی تعمیل کی جائے
مضر نہ ہوگا۔ جب یہ دوا حضرت کی بتائی ہوئی اس پھوڑے پر باندھی اسی وقت پھوڑا پھوٹ گیا۔ اور اس
ملعون نے درد و الم سے راحت پائی۔ اس کی ماں نے دس ہزار دینار سربمہر کیسہ میں حضرت پاس بھیج دیئے
جب شقی نے شفا پائی۔ ایک شخص جسے بطحائی کہتے تھے۔ وہ متوکل کے سامنے حضرتؑ کو برا کہا کرتا تھا۔
اور بیان کرتا تھا۔ کہ حضرتؑ نے بہت مال ہتھیار جمع کیا ہے۔ اور قصد ان کا خروج کرنے کا ہے پس
ایک شب متوکل نے سعید دربان کو طلب کیا۔ اور کہا۔ اچانک امام علی نقیؑ کے گھر میں جا کے جس قدر مال
و دولت و ہتھیار پانا سب لے لینا۔ سعید کہتا ہے میں رات کو سیڑھی لے کر گیا۔ اور سیڑھی دیوار پر لگا کر
کوٹھے پر آیا۔ چاہا نیچے اتروں راہ بھول کے حیران ہوگیا۔ ناگاہ حضرتؑ نے مجھے حجرہ کے اندر سے آواز
دی کہ اے سعید ٹھہر ارہ۔ میں شمع بھیجتا ہوں۔ جب شمع لائے میں نیچے گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرتؑ جبہ
پشمین سر سے اوڑھے اور جائے نماز ایک بوریئے پر بچھائے قبلہ رو بیٹھے ہیں اور خود حضرتؑ نے فرمایا
گھر میں تلاش کرو۔ جو پاؤ سب لے جاؤ۔ میں نے سب کوٹھڑیوں میں جا کے تلاش کیا۔ کچھ نہ پایا۔ مگر ایک
بدرۂ زر ملا۔ جس کے منہ پر متوکل کی مہر تھی۔ اور دوسرا کیسہ بھی سربمہر تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ میرا دوسرا مصلا بھی
اٹھا کے دیکھ لے۔ جب میں نے جانماز اٹھائی۔ اس کے نیچے ایک تلوار ملی جس پر غلاف چوبیں تھا۔ اور اس
کے سوا کچھ کام اس پر نہ تھا۔ اس تلوار اور ان دونوں بدرہ زر کو اٹھا کے متوکل پاس گیا۔ جب اس نے اپنی
ماں کی مہر دیکھی اسے بلا کے حقیقت حال دریافت کی اس نے کہا۔ تیری بیماری میں میں نے نذر مانی تھی
کہ اگر اچھا ہو جائے گا۔ دس ہزار دینار حضرتؑ کو بھیجوں گی۔ اور یہ وہی تھیلی ہے۔ جو میں نے حضرتؑ کو بھیجی تھی۔
ہنوز اسکی مہر بھی نہیں کھولی گئی ہے۔ جب دوسری تھیلی کھولی اس میں چار سو دینار تھے۔ پس متوکل نے وہ
تھیلیاں اور ایک تھیلی اپنے پاس سے بھی دے کے کہا۔ اے سعید ان تھیلیوں کو مع تلوار کے حضرتؑ
کے پاس لے جا اور عذر خواہی کر۔ جب حضرتؑ کی خدمت میں لایا۔ عرض کیا۔ اے میرے مولا۔ میری تقصیر عفو
کیجئے۔ کہ میں نے بے ادبی کی اور بے رخصت آپ کے مکان میں چلا آیا۔ چونکہ خلیفہ کی جانب سے مجھے یہ حکم تھا معذور
رہا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ یعنی عنقریب وہ جانیں گے جو

ظلم وستم کرتے ہیں۔ کہ ان کی بازگشت کہاں ہے۔ اور قصہ برکت السّباع مشہور ہے کہ اس ملعون نے اپنے قصر کے سامنے ایک برکتہ السباع بنا کے اس میں شیر بھیڑیئے اور درندگان موذی چھوڑ دیئے تھے۔ جس کو سزا دینی منظور ہوتی تھی۔ اُسے اس برکتہ السباع میں ڈال دیتے۔ ایک روز اس برکتہ السباع میں امام علی نقی علیہ السلام کو ڈال دیا حضرت مشغول نماز ہوئے۔ شیر بھیڑیئے حضرت کے گرد پھرتے تھے۔ اور عجز و انکسار سے اپنی دمیں زمین پر ملتے تھے۔ اور اپنے منہ حضرت کے پاؤں پر رکھتے تھے۔ جب اس فسق نے یہ حال دیکھا۔ حکم دیا حضرت کو نکال لائیں۔ کہ موجب مزید اعتقاد مردم نہ ہو۔

ٓ مکان شیر و درندوں کی رہنے کی جگہ

باب نہم

بیان تاریخ ولادت و وفات سردار اولیا فخر اوصیا محبوب قلوب ہر نبی و وصی امام یازدہم حضرت ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام

فصل اوّل

بیان تاریخ ولادت و نسب و اسم و لقب و کنیت آنحضرت

اسم شریف حسن اور کنیت ابو محمد اور القاب زکی و ہادی و عسکری ہے۔ پدر بزرگوار امام علی نقی اور مادر گرامی ام ولد ہیں جن کا نام حدیثہ ہے۔ . . . . اور بعضے سوسن اور بعضے سلیل بھی لکھتے ہیں۔ یہ معظمہ نہایت عفیفہ و کریمہ تقویٰ و پرہیزگاری میں تھیں۔ اور اسی طرح تمام مائیں اماموں کی عفیفہ و پرہیزگار تھیں۔ تاریخ ولادت آنحضرت مشہور زیادہ یہ ہے۔ کہ ۲۳۲ھ میں واقع ہوئی۔ اور بعضے ۲۳۱ھ بھی لکھتے ہیں۔ روز ولادت اشہر یہ ہے روز جمعہ آٹھویں ربیع الثانی کی تھی۔ بعضوں نے دسویں ماہ مذکور کی اور بعضوں نے دوشنبہ چوتھی لکھی ہے۔ شیخ مفیدؒ نے ۲۳۲ھ ماہ ربیع الاوّل کو لکھی ہے مکان۔ ولادت آنحضرت مدینہ طیبہ ہے اور بعضوں نے مکان ولادت سرمن رائے لکھی ہے۔ نقش نگین آنحضرت بروایت فصول المہمہ۔ سبحان من لہٗ مقالید السمٰوٰت والارض کفعمی انا اللّٰہ شہید تھا۔ کتاب بصائر الدرجات میں بسند معتبر جناب صادق سے منقول ہے کہ جب حق سبحانہٗ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے۔ کہ امام کو پیدا کرے ایک قطرہ پانی کا عرش کے نیچے سے زمین پر بھیجتا ہے۔ اور وہ قطرہ کسی گھاس[1] یا میوہ پر پڑتا ہے۔ پس پدر امام کا اس میوہ یا گھاس کو تناول کرتا ہے۔ اور اس قطرہ آب عرش سے نطفہ امام منعقد ہوتا ہے۔ اور جب وہ نطفہ شکم مادر میں امام سے منتقل ہوتا ہے۔ بعد چالیس روز کے آواز مردم اور ان کا سخن سنتا ہے۔ اور جب چار مہینے گذرتے ہیں اس امام کے داہنے بازو پر یہ آیہ لکھتا ہے۔ وتمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلمٰتہٖ وھو السمیع العلیم۔ اور جب امام پیدا ہوتا ہے حق سبحانہٗ تعالیٰ حکمت کی کنجیاں اس کو عطا فرماتا ہے اور حلیہ علم و وقار زینت دیتا ہے۔ اور خلعت مہابت اس کو پہناتا ہے۔ اور ایک ایسا چراغ نور اس کے دل میں

---

[1] گھاس سے مراد کھانے والی سبزیاں ہیں جیسے ساگ۔ پالک وغیرہ وغیرہ (کوثر بریلوی)

روشن کرتا ہے کہ جو کچھ لوگوں کے دلوں میں ہے۔ وہ امام جانتا ہے اور اس نور کے سبب سے اعمال
مردم پادشاہ زمان کے افعال سے مطلع ہوتا ہے۔

فصل دوسری

بیان تاریخ شہادت امام حسن عسکریؑ

ابن بابویہؒ و علمائے دیگر نے ایک اہل قم سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا۔ ایک روز میں مجلس احمد بن
عبداللہ خاقان میں کہ وہ خلیفہ کی طرف سے بمقام قم حاکم اوقاف و صدقات تھا۔ حاضر ہوا۔ حاکم مذکور اہل
بیتِ رسالت کا دشمن تھا۔ اس فاسق نے مجلس میں احوال سادات علوی جو کہ سر من رائے میں تھے۔ انکے مذہب اور
کیفیت قرب و منزلت کا خلفائے ہر عصر میں ذکر ہوا۔ احمد بن عبداللہ نے کہا۔ میں نے سادات علوی سر من رائے
میں حضرت امام حسن عسکری سے علم و ورع و زہد و عبادت و وقار و مہابت و عفت و حیا و شرف و قدر و منزلت
میں دوسرا نہیں دیکھا خلفاء و امراء و سادات و جمیع بنی ہاشم اپنے بزرگوں پر ان کو مقدم رکھتے ہیں اور صغیر و
کبیر ان کے امام حسنؑ عسکری کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ اور اسی طرح وزرا اور امرا اور سب لشکر اور عوام لوگ
بھی ان کے اعزاز و اکرام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔ ایک روز دیوان خانہ میں اپنے باپ کے
پیچھے کھڑا تھا۔ ناگاہ دربان خدمتگار دوڑے آئے اور کہا۔ امام حسنؑ عسکری دروازہ پر کھڑے ہیں۔ میرے
باپ نے پکار کے کہا۔ بلا لو۔ ناگاہ میں نے دیکھا ایک شخص گندم گوں۔ کشادہ چشم۔ خوش قامت، خوبصورت
خوش بدن۔ نوجوان با مہابت و جلالت داخل ہوا۔ جب میرے باپ کی ان پر نظر پڑی۔ اپنی جگہ سے اٹھ
کے ان کے استقبال کو گیا۔ اور ہر گز میں نے نہ دیکھا تھا۔ کہ میرے باپ نے کسی بنی ہاشم یا خلیفہ یا اولاد
خلیفہ کی تعظیم کی ہو۔ جب اس جوان کے نزدیک میرا باپ گیا اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کے پیشانی اور ہاتھ
چومے اور اپنے ہاتھ میں اس کا ہاتھ لے کے اپنی جگہ بٹھایا۔ اور آپ بادب بیٹھا۔ اس کی خدمت میں میرا
باپ ان سے باتیں کرتا۔ اور از روئے تعظیم ان سے کنیت سے خطاب کرتا اور اپنی جان اور اپنے ماں باپ
کی جان ان پر سے قربان کرتا تھا۔ میں اس بات کے مشاہدہ سے متعجب تھا۔ ناگاہ دربان نے آکے کہا
کہ موفق خلیفہ وقت آیا ہے اور قاعدہ یہ تھا۔ کہ جب خلیفہ میرے باپ پاس آنے کو ہوتا تھا۔ اس کے
خاص چوبدار و خدمتگار دو طرف صف بصف کھڑے ہوتے تھے۔ یہانتک کہ خلیفہ آکے بیٹھتے تھے اور
واپس چلے جاتے تھے۔ اس وقت باوجود اطلاع اور آمد خلیفہ وقت میرا باپ اسی طرح اس جوان سے مخاطب
تھا یہانتک کہ مخصوصان بادشاہ دکھائی دیئے۔ میرے باپ نے کہا میں آپ پر سے فدا ہوں۔ اگر آپ مناسب
جانیں تشریف لے جائیں یہ کہہ کے اپنے خادم کو حکم دیا۔ کہ اس نوجوان کو لوگوں کے پیچھے سے نکال لے جا کہ چوبداروں کی

نظر ان پر نہ پڑے۔ پھر میرے باپ نے اٹھ کے اس جوان کی تعظیم کی اور پیشانی پر بوسہ دے کے رخصت کیا۔ بعد اس کے خلیفہ کے استقبال کو گیا۔ میں نے اپنے باپ کے ملازموں اور خادموں سے دریافت کیا۔ کہ یہ جوان کون تھا۔ جس کی اس قدر میرے باپ نے تعظیم و تکریم کی۔ انہوں نے کہا۔ وہ جوان اکابر عرب سے ہے اس کا نام حسن بن علیؑ ہے اور ابن رضا مشہور ہے۔ یہ سن کے مجھے زیادہ تر تعجب ہوا۔ اور اس روز مجھے تمام دن رات یہی حیرت و فکر تھی جب رات ہوئی۔ میرا باپ حسب معمول بعد نماز مغرب و عشا کاغذات و لائف دیکھنے کو بیٹھا کہ سب کو خلیفہ سے سب حالات عرض کرے۔ میں بھی اپنے باپ پاس بیٹھ گیا۔ انہوں نے پوچھا کوئی کام ہے میں نے کہا۔ ہاں۔ اگر اجازت دیجئے عرض کروں جب انہوں نے اجازت دی۔ میں نے کہا۔ اے پدر وہ کون جوان تھا جس کی آپ نے اس روز اسقدر تعظیم و تکریم کرکے اپنی جان اور اپنے ماں باپ کی جان ان پر فدا کی۔ یہ سن کے میرے باپ نے کہا۔ اے فرزند وہ جوان رافضیوں کا امام ہے۔ یہ کہہ کے کچھ سکوت کیا۔ اور کہا اے فرزند اگر خلافت بنی عباس سے نکل جائے۔ اس شخص کے سوا دوسرا شخص مستحق خلافت نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ بسبب زہد و عبادت و فضل و علم و کمال و عفت نفس و شرافت نسب علوی حسب و جمیع صفات کمالیہ سزاوار خلافت ہیں۔ اے فرزند اگر تو ان کے باپ کو دیکھتا۔ تجھے معلوم ہوتا۔ کہ وہ کیسے شرف و جلالت فضل و کمال میں بے مثال تھے۔ ان باتوں سے مجھے غصہ آیا۔ اور حیرت و فکر مجھے زیادہ ہوا۔ اس کے بعد ہمیشہ لوگوں سے تفحص حالات کرتا تھا مگر وزرا امرا و سادات و اشراف سے سب میں ان کی توصیف فضل و جلالت و علم و بزرگواری سنتا تھا۔ اور وہ سب ان کو بنی ہاشم پر مقدم رکھتے تھے۔ اور فضیلت دیتے تھے اور کہتے تھے۔ وہ امام رافضیوں کے ہیں۔ ان حالات سے ان کی قدر و منزلت میری نظروں میں عظیم ہوئی اور میں نے ان کی رفعت شان و منزلت پہچانی۔ اس سبب سے کہ دوست دشمن سب سوائے نیکی و بزرگی اور کچھ میں نے نہیں سُنا لیکن ایک شخص نے اہل مجلس سے سوال کیا۔ کہ ان کے برادر جعفر کا کیا حال تھا۔ اس نے کہا جعفر کون ایسا تھا۔ کہ اس کے حال سے کوئی شخص سوال کرے یا اس کا نام امام حسن عسکریؑ کے نام مبارک کے ہمراہ لیا جائے۔ واضح ہو کہ جعفر ایک مرد فاسق و فاجر و شراب خوار و بدکردار تھا۔ اور مثل اسکے رسوا اور بے عقل اور بدکار۔ دوسرا میں نے نہیں دیکھا۔ پس جعفر کی مذمت کرکے پھر حضرتؑ کا حال بیان کرنا شروع کیا۔ اور کہا قسم بخدا وقت وفات امام حسن عسکری ایک ایسی حالت خلیفہ اور سب لوگوں پر طاری ہوئی کہ مجھے گمان ہے کسی کی وفات میں نہ ہوئی ہوگی۔ اور یہ واقعہ اس طرح ہے ایک روز میرے باپ پاس خبر لائے کہ حضرت امام حسن عسکریؑ بیمار ہو گئے۔ یہ سن کے میرا باپ بہ تعجیل خلیفہ پاس گیا۔ اور اسے اطلاع دی۔ خلیفہ نے یہ سن کے پانچ شخص اپنے مخصوصوں سے میرے باپ کے ہمراہ کئے ان میں سے ایک خادم کا نام تحریر تھا

کہ وہ محرمان خاص خلیفہ سے تھا۔ پس خلیفہ نے حکم دیا۔ کہ ہمیشہ حضرتؑ پاس رہنا۔ اور خدمت گذاری کرنا۔ اور ایک طبیب مقرر کیا کہ ہر روز صبح و شام حضرتؑ پاس جا کے نگران احوال رہے دو روز کے بعد میرے پاس خبر لائی۔ کہ مرض حضرتؑ شدید ہو گیا۔ اور نصف غالب ہے۔ میرا باپ سوار ہو کے حضرت پاس گیا۔ اور طبیبوں کو حکم دیا۔ کہ خدمت آنحضرتؑ سے جدا نہ ہوں۔ اور قاضی القضاۃ کو بلا کے حکم دیا۔ کہ دس علماء کو بلا کے حاضر کرے کہ وہ علماء حضرتؑ کی خدمت میں رہیں۔ مطلب اس اہتمام سے یہ تھا۔ کہ جو زہر حضرتؑ کو دیا تھا۔ مشہور لوگ اس پر مطلع نہ ہوں۔ بلکہ لوگوں کے سامنے ذکر کریں۔ کہ حضرت نے اپنی موت سے رحلت کی ہے۔ پس یہ سب لوگ ہر وقت خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ یہاں تک ماہ ربیع الاوّل کی ابتدائی تاریخ میں حضرتؑ نے رحلت کی اور ظلم و جور مخالفین سے نجات پائی جب خبر وفات آنحضرتؑ شہر سامرہ میں مشتہر ہوئی۔ ایک قیامت اس شہر میں برپا ہوئی جمیع مردمان شہر سامرہ نے صدائے نالہ و فغان و شیون بلند کی۔ خلیفہ ملعون نے فرزند سعادتمند امام حسن عسکری کے تفحص میں کوشش کی اور ملازموں کو حکم دیا۔ کہ حضرتؑ کا مکان گھیر لیں اور سب حجروں میں تلاش کریں شاید پا جائیں۔ اور عورات قبیلہ کو بھیجا کہ کنیزان امام حسن عسکری کی تفحص کریں۔ کہ مبادا ان میں سے کسی کو حمل ہو۔ ایک عورت نے کہا۔ کہ ایک کنیز حضرتؑ میں احتمال حمل ہے۔ خلیفہ نے تحریر کیا۔ خادم کو اس کنیز پر موکل کیا کہ جویائے احوال رہے تاکہ صدق و کذب اس عورت کا ظاہر ہو جائے۔ بعد ازاں خلیفہ و تکفین آنحضرت ہوا۔ بازاروں میں اطلاع ہو گئی۔

تجہیز و تکفین آنحضرتؑ

صغیر و کبیر و جمیع شریف۔ جمع ہوئے۔ اور میرا باپ کہ وزیر خلیفہ تھا مع جمیع امراء و وزراء و اہل قلم و عزیزان خلیفہ و بنی ہاشم و علویاں جمع ہوئے۔ اور تجہیز و تکفین امام زمان میں حاضر ہوئے اس دن شہر سامرہ کثرت نالہ و شیون و فغان و گریہ سے مثل صحرائے قیامت تھا۔ جب غسل و کفن حضرتؑ سے فارغ ہوئے۔ خلیفہ نے ابو عیسیٰ کو بھیجا۔ کہ حضرتؑ پر نماز پڑھے۔ جب جنازہ حضرتؑ زمین پر نماز کیلئے رکھا تو عیسیٰ نے قریب جنازہ آ کے کفن چہرہ مبارک حضرتؑ سے ہٹا دیا۔ اور رفع تہمت کیلئے علویان و ہاشمیان و وزراء نویسندگان و قضاۃ و علماء جمیع اشراف و اعیان کو قریب بلا کے کہا۔ آؤ دیکھو۔ یہ امام حسنؑ عسکری ہیں۔ انہوں نے اپنے فرش پر اپنی موت سے وفات پائی ہے اور کسی سے کوئی آسیب و گزند ان کو نہیں پہنچا ہے اور مدت علالت میں جو اطباء و قضاۃ و معتمدان عادل ان کے پاس حاضر رہتے اور نگران حالات تھے۔ وہ گواہی دیتے ہیں۔ یہ کہہ کے ابو عیسیٰ آگے کھڑا ہوا۔ اور حضرتؑ پر نماز پڑھی اور بعد فراغت حضرتؑ کو ان کے پدر بزرگوار کے پہلو میں دفن کیا۔ بعد اسکے تفحص و تجسس فرزند آنحضرتؑ میں مشغول ہوئے اس لئے کہ ان اشقیا نے سنا تھا۔ کہ ان کا فرزند تمام عالم پر حاکم ہوگا۔ اور اہل باطل کو دفع کر دیگا ہر چند تلاش کیا۔ مطلق خبر حضرتؑ امام مہدی کی نہ پائی۔ اور جس کنیز پر احتمال حمل تھا۔ دو سال

تک اسکے جو باشے احوال رہے۔ مگر کچھ اثر ظاہر نہ ہوا۔ پس موافق روایات اہل سنت میراث آنحضرتؑ درمیان مادر و جعفر کذاب کہ برادر حسن عسکری تھا۔ تقسیم کی اور اس کی ماں مدعی تھی کہ میں اس کی وصیہ ہوں اور قاضی پاس اس نے ثبوت بھی پہنچایا تھا۔

لیکن خلیفہ ملعون پھر بھی تفحص احوال صاحب العصر رہا۔ اور تلاشی سے باز نہ آتا تھا۔

حکایت دعوئ امامت جعفر کذاب

جعفر کذاب میرے باپ پاس آیا۔ اور کہا میں چاہتا ہوں منصب امامت برادر مجھے عنایت ہو۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔ کہ ہر سال بیسؔ ہزار دینار حاضر کروں گا۔ میرا باپ یہ کلام سن کے غضبناک ہوا۔ اور کہا۔ اے احمق منصب تیرے برادر کا ایسا منصب نہیں ہے کہ مال دے کے لے لیا جائے۔ سالہا سال گذرے کہ خلفا تلواریں کھینچے ہوتے ہیں۔ لوگوں کو قتل کرتے اور ڈراتے دھمکاتے ہیں کہ تمہارے پدر و برادر کی امامت کے اعتقاد سے منحرف ہو جائیں۔ اور یہ نہیں ہوتا۔ اگر تم شیعوں کے نزدیک مرتبہ امامت رکھتے ہو۔ سب تم سے رجوع کریں گے۔ تم کو خلیفہ اور کسی کی احتیاج نہیں یہ مرتبہ تمہارے لیئے اور لوگ قبول نہیں کر سکتے۔ میرے باپ کو جعفر کذاب کے اس کلام سے ان کی خفت عقل و بے وقوفی و عدم دیانت ثابت ہوئی۔ پس حکم دیا۔ کہ اس کو ہمارے دربار میں نہ آنے دیں۔ اس کے بعد جعفر کذاب میرے باپ کے دربار میں نہ آنے پایا۔ یہاں تک کہ میرے باپ نے رحلت کی۔ اور اب تک خلیفہ متفحص و متجسس فرزند امام حسن عسکری رہتا ہے۔ مگر اس کو ان کا پتہ نہیں ملتا۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر ابو الادیان سے روایت کی ہے۔ کہ کہا۔ میں خدمت باسعادت امام حسن عسکری میں حاضر تھا۔ اور حضرتؑ کے نامے شہروں میں لے جاتا تھا۔ ایک روز حضرتؑ نے بحالت بیماری کہ جس مرض میں بعالم بقا رحلت فرمائی۔ مجھے بلا کے چند نامے ساکنان مدائن کے نام لکھے۔ اور فرمایا۔ پندرہ روز کے بعد جب تم داخل سامرہ ہوگے صدائے شیون و زاری میرے گھر سے سنو گے۔ اور مجھے اس روز غسل دیتے ہوں گے۔ ابو الادیان نے عرض کیا اے مولا جب یہ سانحہ گذرے گا۔ اس وقت امام کون ہوگا۔ حضرتؑ نے فرمایا جو میرے خطوط کا تم سے جواب طلب کرے۔ وہ میرے بعد امام ہے۔ میں نے کہا۔ کچھ اور حکم دیجئے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ جو شخص تم سے کہے کہ ہمیانی میں یہ چیز ہے وہ امام ہے۔ پس ابو الادیان نے کہا۔ مہابت و صولت حضرت مانع ہوئی کہ میں ہمیانی کو پوچھتا۔ بعد اسکے میں حضرتؑ کی خدمت سے باہر آیا۔ اور خطوط اہالیان مدائن کو پہنچا کے جوابات لئے۔ اور واپس آیا۔ جس طرح حضرتؑ نے فرمایا تھا۔ پندرھویں روز سامرہ پہنچا۔ اس وقت صدائے شیون و زاری دولت سرائے آنحضرتؑ سے بلند تھی۔ جب دروازہ پر پہنچا۔ جعفر کذاب کو دیکھا کہ دروازہ پر بیٹھا ہے اور شیعان سامرہ جعفر کذاب کو گھیرے تعزیت امام حسن عسکری اور تہنیت امامت

اسے وے رہے ہیں یہ دیکھ کے میں نے دل میں کہا۔ اگر یہی امامت ہے۔ بس امامت کوئی اور چیز ہے یہ
کب لیاقت امامت رکھتا ہے۔ اسلئے کہ قبل اس کے میں نے اسے شراب پیتے جوا کھیلتے۔ طنبورہ بجاتے دیکھا
تھا۔ بمجبوری میں نے بھی آگے جاکے تعزیت و تہنیت کہی۔ اس نے مجھ سے کچھ نہ پوچھا۔ ناگاہ عقید خادم نے
باہر آکے جعفر کذاب سے کہا۔ اے سید آپکے برادر کو کفنا چکے ہیں۔ آکے ان پر نماز پڑھیئے۔ یہ سن کے جعفر کذاب اٹھا
اور شیعہ ان کے ہمراہ ہوئے۔ جب ہم صحن خانہ میں پہنچے۔ دیکھا۔ کہ امام حسنؑ عسکریؑ کو کفنا کے تابوت میں رکھا
ہے۔ پس جعفر کذاب بقصد نماز جنازہ آگے کھڑا ہوا جب چاہا تکبیر کہے۔ اس وقت ایک طفل گندم گوں پیچیدہ
وکشادہ دنداں مثل پارہ ماہ باہر آیا۔ اور چادر اپنے چچا کی کھینچ کے کہا۔ اے چچا پیچھے کھڑا ہو کہ میں اپنے پدر
کی نماز جنازہ تم سے زیادہ پڑھانے کا مستحق ہوں۔ یہ سن کے جعفر کذاب[1] پیچھے کھڑا ہوا۔ اس کا رنگ متغیر
ہوگیا تھا۔ اس طفل نے آگے کھڑے ہوکے اپنے پدر بزرگوار پہ نماز جنازہ پڑھی اور پہلو مے امام علی نقی
میں دفن کرکے میری طرف متوجہ ہوا اور کہا۔ اے ابوالادیان خطوط کا جواب دو۔ یہ سن کے میں نے سلام
کیا۔ اور اپنے دل میں کہا۔ وہ دو نشان جو حضرت امام حسنؑ عسکری نے فرمائے تھے ان میں سے ایک تو ظاہر
ہوا۔ ایک علامت باقی ہے یہ سوچتا ہوا میں باہر چلا گیا پس حاجز و شنا نے اتمام حجت کو جعفر کذاب سے
کہا۔ تم امام نہیں ہو وہ طفل کون تھا جس نے نماز جنازہ امام حسنؑ عسکری پڑھائی جعفر کذاب نے کہا۔ واللہ
اس طفل کو میں نے ہرگز نہیں دیکھا تھا۔ اور میں پہچانتا بھی نہیں ہوں۔ ناگاہ ایک گروہ قم سے آیا اور احوال
حضرتؑ امام حسن عسکریؑ دریافت کیا جب حضرتؑ کی وفات سے مطلع ہوئے پوچھا امام کون ہے لوگوں نے

---

[1] اس نے کوئی دعویٰ امامت نہیں کیا۔ بلکہ وارث امام بن گیا تھا۔ اور زندگی امام میں مخالفین ان کے دوست بن کر ان کے پاس آتے کہتے۔ جعفر امام حسن عسکری علیہ السلام کے تو کوئی اولاد نہیں ہے جو ہے بہت دور ہے تم ان کے وارث ہو۔ اور یہ مرتبہ امامت بھی تم کو ہی ملتا ہے اور یہ عوام کے کہنے میں آگئے جب جنازہ امام پر امام العصر تشریف لائے تو آپ نے ان سے کچھ کر توبہ کرلی لہذا اتاریخ میں آپ جعفر تواب کے نام سے مشہور ہیں۔ خداوند کریم لعنت کرے ان لوگوں پر جنہوں نے منافقت کرکے ان کو پھسلا دیا تھا۔ نیز حضرت جعفر تواب معصوم نہیں تھے تمام کے تمام اولاد نبی یا امام معصوم نہیں ہوا کرتی صرف وہ معصوم ہوتے ہیں جو بعد میں نبی ہوں یا امام لہذا ہو سکتا ہے جعفر معصوم تو تھے ہی نہیں۔ منافقین کے چکر میں آکر یہ دعویٰ۔ کر بیٹھے ہوں لیکن آپ کا توبہ کرنا کتب فریقین سے ثابت ہے اور مشہور نام جعفر تواب ہی ہے۔ نیز اس کے برعکس تاریخ یہ بھی نشان دہی کرتی ہے کہ اس دعویٰ کرنے کی مخالفین نے ایک غلط روایت بنا کر الزام عائد کیا ہے اور عقل بھی اس کو مانتی ہے۔ کہاں یہ دعویٰ اور کہاں امام زادہ کیا ان کو علم نہ تھا کہ میرے برادر امام کے فلاں بیٹا ہیں اور معصوم کی نماز معصوم ہی پڑھاتا ہے یہ فقط علی علیہ السلام کے مخالفین کو بچانے کے لئے افسانہ بنایا گیا ہے۔ کہ امام کا مقابلہ کر بیٹھے ہیں۔ تو یہ امام زادہ بھی مقابل امام ہے مگر الحمد للہ خود مخالفین ان کا تواب لکھ کر اپنی تردید کر دیتے ہیں

(کوثر زیدی بھریلوی)

بجانب جعفر کذاب اشارہ کیا ان لوگوں نے قریب جا کے تعزیت و تہنیت دی اور کہا ہمارے پاس خطوط اور مال ہے۔ بیان کرو کہ وہ خطوط کن لوگوں کے ہیں اور مال کس قدر ہے۔ ہم کو بتائیے کہ ہم آپ کے سپرد کریں۔ یہ سن کے جعفر کذاب اٹھ کھڑا ہوا۔ اور کہا لوگ مجھ سے علم غیب پوچھتے ہیں اسی وقت ایک خادم امام حضرت صاحب العصر کی طرف سے آیا اور کہا تمہارے پاس فلاں فلاں لوگوں کے خطوط ہیں اور ایک ہمیانی ہے۔ جس میں ایک ہزار اشرفی ہے اور دس اشرفیوں پر سونے کا ملمع ہے۔ ان لوگوں نے یہ سن کے خطوط اور مال اس خادم کے سپرد کیا۔ اور کہا جس نے تم کو بھیجا ہے۔ کہ ان خطوط اور مال کو ہم سے لے لو۔ وہ امام زمان ہیں اور مراد حضرت حسن عسکری کی اس ہمیانی سے ہی تھی پس جعفر کذاب معتمد خلیفہ وقت پاس گیا اور اس سے یہ سب قصہ بیان کیا معتمد نے اپنے خدمتگاروں کو بھیجا کہ صیقل کنیز امام حسن عسکری کو قید کرو۔ کہ ہم سے اس طفل کا حال وہ بیان کرے۔ کنیز نے انکار کیا۔ اور ان کے رفع گمان کیلئے کہا۔ مجھے امام حسن عسکری سے حمل ہے یہ سن کے ان کو ابن ابی الشوارب قاضی کے سپرد کیا۔ اور حکم دیا کہ جب فرزند متولد ہو قتل کرنا یکایک عبد اللہ بن یحییٰ وزیر مر گیا۔ اور صاحب الزنج نے بصرہ میں خروج کیا۔ یہ لوگ پریشان ہو گئے۔ اور کنیز مذکور قاضی کے گھر سے اپنے مکان میں واپس آ گئی۔

تاریخ وفات حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

ایضاً بسند معتبر محمد بن الحسین سے روایت کی ہے کہ امام حسن عسکری نے بروز جمعہ آٹھویں ماہ ربیع الاول ۲۶۰ھ کو وقت نماز صبح رحلت کی اور اسی شب بہت سے خطوط اپنے دست مبارک سے ساکنان مدینہ کو لکھے تھے۔ اس وقت حضرتؑ پاس کوئی نہ تھا۔ مگر ایک کنیز آنحضرت جس کا صیقل نام تھا اور ایک غلام آنحضرتؑ جسے عقید کہتے تھے اور وہ شخص جسے لوگ نہ جانتے تھے اور خدا جانتا تھا۔ یعنی حضرت صاحب العصر صلواۃ اللہ علیہ عقید کہتا ہے۔ اس وقت حضرت امام حسن عسکری نے وہ پانی مانگا جسے ہمراہ مصطگی کے جوش دیا تھا۔ اور چاہا نوش کریں جب میں نے وہ پانی حاضر کیا۔ فرمایا پہلے آب خالص لاؤ۔ کہ نماز پڑھ لوں۔ جب میں پانی لایا۔ حضرت نے دستمال اپنے زانو پر پھیلا کے وضو کیا۔ اور نماز صبح ادا فرمائی۔ پس آپ مصطگی سے چاہا پیالہ کے نوش کریں، شدت ضعف و غلبہ مرض سے دست مبارک کانپتا اور پیالہ دندانہائے شریف سے ٹکراتا تھا جب حضرتؑ نے پانی پی کے پیالہ صیقل کو دیا۔ روح مقدس نے بعالم بقا پرواز کیا۔ شہادت آنحضرتؑ باتفاق محدثین و مورخین آٹھویں ماہ ربیع الاول کی لکھی ہے اکثر علما نے جمعہ کا دن اور بعضوں نے چہار شنبہ اور بعض یک شنبہ کہتے ہیں۔ اور عمر شریف آنحضرت انتیس سال تھی۔ اور بعضے اٹھائیس سال بھی لکھتے ہیں۔ مدت امامت آنحضرتؑ چھ سال کے قریب تھی۔ ابن بابویہ علمائے دیگر نے لکھا ہے کہ معتمد عباسی ملعون نے حضرتؑ کو شہید کیا۔ کتاب عیون المعجزات

میں احمد بن اسحاق سے روایت ہے۔ کہ کہا۔ ایک روز بخدمت حضرت امام حسن عسکری حاضر ہوا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ تمہارا اعتقاد اس باب میں کیا ہے۔ کہ جو کچھ لوگوں کو شک و شبہ بعد میرے امام میں ہے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ یا حضرت جب ہم نے قم میں سُنا کہ ہمارے سید و آقا و مولا پیدا ہوئے ہیں۔ صغیر و کبیر مرد و زن شیعان قم سب کے سب نے اعتقاد کیا۔ با مامت آنحضرت امام حسن عسکریؑ نے فرمایا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ ہرگز زمین اس سے خالی نہیں رہتی۔ کہ حجت خدا خلق پر ہو پس ۲۵۹ھ میں حضرت نے اپنی والدہ ماجدہ کو حج کے لئے روانہ کیا۔

اور حضرتؑ نے ان کو سال آئندہ اپنی وفات اور بعد وفات فتنہ و آشوب کی خبر دی تھی۔ پس اسماء اعظم الٰہی و مواریث پیغمبراں و اسلحہ و کتب حضرت رسولؐ کو حضرت صاحب العصر صلوات اللہ علیہ کے سپرد کیا۔ اور مادر گرامی آنحضرتؑ متوجہ مکہ ہوئیں اور آنحضرتؑ نے ماہ ربیع الآخر ۲۶۰ھ دنیا سے رحلت فرمائی۔ اور سر من رائے میں اپنے جد بزرگوار کے پہلو میں دفن ہوئے۔ اس وقت عمر شریف آنحضرت انتیس سال تھی۔

باب دهم

ولادت موفور السعادت امام دوازدہم حضرت صاحب الزمان خلیفۃ الرحمٰن حجۃ ابن الحسن صلواۃ اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ اٰبائہ المنتجبین المعصومین الطاہرین

اشہر تاریخ ولادت شریف آنحضرتؑ میں یہ ہے کہ ۲۵۵ھ میں واقع ہوئی اور بعضوں نے ۲۵۶ھ اور بعضوں نے ۲۵۸ھ لکھے ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ ولادت آنحضرتؑ جمعہ پندرھویں شب ماہ شعبان المعظم کو واقع ہوئی

شیخ علامہ کمال الدین ابو سالم محمد بن طلحہ سُنی شافعی کتاب مطالب السؤل باب ثانی عشر میں لکھتے ہیں ابی القاسم محمد بن الحسن بضعۃ الرسول وطاہرۃ البتول کی نسل طیب وطاہر سے ہے سرمن رائے میں ۲۵۵ھ میں پیدا ہوئے۔ شیخ عارف الخبیر ابو المواہب عبد الوہاب بن احمد بن علی نعوانی نے کتاب الیواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر میں لکھا ہے اشراط قیامت کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں خروج مہدی کی امید ہے اور وہ فرزند امام حسن العسکری ہیں ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ کو پیدا ہوئے اور باقی ہیں جب تک عیسیٰ بن مریم سے ملیں عمران کی ہمارے اس زمانے تک سات سو چھ سال ہوتی ہے شیخ نور الدین علی بن محمد بن الصباغ سنی مالکی اپنی کتاب فصول المہمہ میں باب الفصل الثانی عشر فی ذکر ابی القاسم الحجت والخلف الصالح ابن ابی محمد الحسن باندھا ہے تاریخ پیدائش ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ لکھی ہے ابو المجد عبد الحق الدہلوی محدث نے اپنی کتاب مناقب ائمہ اہل بیت میں لکھا ہے کہ جناب محمد بن الحسن العسکری خواص اصحاب اور اہل ثقاہت میں معلوم ومعروف ہے آپ امام زمان ہیں اور ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ کو پیدا ہوئے ہیں سید جمال الدین عطاء اللہ بن غیاث الدین فضل اللہ اپنی کتاب روضۃ الاحباب میں لکھتے ہیں امام دوازدہم م۔ ح۔ م۔ د۔ بن الحسن علیہما السلام تولد ہمایوں آں در درج ولایت وجوہر معدن ہدایت بقول اکثر اہل روایت در منتصف ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ عبد الرحمٰن صوفی مراۃ الاسرار اپنی کتاب میں لکھتا ہے ذکر آں آفتاب دین ودولت آں ہادی جمیع امم وملت آں قائم مقام پاک محمدی امام برحق ابو القاسم محمد بن حسن مہدی رضی اللہ عنہ دے امام۔ دوازدہم است از ائمہ اہل بیت مادرش ام ولد بود نرجس نام داشت ولادتش شب جمعہ پانزدہم شعبان ۲۵۵ھ در سرمن رائے عرف سامرہ واقع۔ ان علمائے اہل سنت کے علاوہ کثیر علمائے اہل سنت اور شیعہ علماء نے وجود امام مہدی کو تسلیم کیا اور ان کی ولادت کے قائل ہیں۔ احادیث رسول اور آیات قرآنیہ جیسے یَا بَنِیْ آدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِنِّیْ هُدًی (الم)

(باقی حاشیہ صفحہ اگلے پر)

اور بعضوں نے آٹھویں ماہ شعبان بھی لکھی ہے۔ کتاب کشف الغمہ میں بعض مخالفین سے تیسویں ماہ رمضان المبارک کی روایت لکھی ہے اور باتفاق علماء ولادت آنحضرت بمقام سر من رائے واقع ہوئی۔ اسم و کنیت شریف مثل جناب رسول خدا ہے۔ زمانہ غیبت میں اسم شریف آنحضرت لینا جائز نہیں۔ القاب شریف قائم، مہدی و منتظر و حجت و صاحب ہے۔ شیخ طوسی نے بسند معتبر بشیر بن سلیمان بردہ فروش سے کہ وہ فرزندان ابو ایوب انصاری اور خواص شیعان امام علی نقی اور امام حسن عسکری سے تھے اور ہمسایہ میں بمقام سر من رائے رہتے تھے روایت کی ہے کہ کہا ایک روز کافور خادم علی نقیؑ میرے پاس آیا۔ اور مجھے بلا کے لے گیا جب میں بخدمت آنحضرتؑ حاضر ہوا حضرتؑ نے فرمایا کہ تم فرزندان انصار سے ہو۔ اور زمانہ حضرت رسول سے اب تک تم لوگوں کے دلوں میں ولایت و محبت ہم اہلبیت کی رہی ہے اور علیشہ تم لوگ ہمارے معتمد رہے ہو۔ میں تم کو اختیار کرتا۔ اور ایک ایسی فضیلت پر مشرف کرتا ہوں کہ کہ اس فضیلت کی وجہ سے شیعوں پر ہماری ولایت و محبت میں سبقت لے جاؤ۔ تم کو راز ہائے پنہاں پر مطلع کرتا اور ایک کنیز کے خریدنے کو بھیجتا ہوں۔ یہ فرما کے حضرتؑ نے ایک خط بزبان فرنگی نہایت پاکیزہ لکھا اور اپنی مہر اس پر کر کے ایک تھیلی لائے، جس میں دو سو اشرفیاں تھیں حضرتؑ نے فرمایا یہ خط اور اشرفیاں لے کر بغداد

اے اولاد آدم تمہارے پاس میری طرف سے آئیگا ہادی۔ قائم آل محمد کے باوجود دیر وال میں کثیر لوگوں نے جیسا کہ مہدی سوڈان غلام احمد قادیانی وغیرہ لوگوں نے امام مہدی کا دعویٰ کیا علمائے اسلام نے انکو کافر کہا موجودہ ۱۴۰۰ھ یکم محرم الحرام بروز منگل نماز فجر سے کچھ دیر قبل ایک نوجوان مکہ یونیورسٹی کا طالب علم مع سو مسلح ہمراہیوں کے مسجد الحرام میں داخل ہوا جس نے امام مہدی کا دعویٰ کیا۔ اس کا نام عبداللہ تھا امام کعبہ ہمہ بسبیل لباس بدل کر باہر آ گئے علمائے مکہ مدینہ نے مرتد ہونے کا فتویٰ دے دیا تمام عالم اسلام میں بے چینی پیدا ہو گئی کافی کشت و خون کے بعد یہ قابو کر لئے گئے اور حکومت نے واجب القتل قرار دے کر قتل کرا دیا۔ تمام عالم اسلام حضرت قائم آل محمد کی آمد کا منتظر اور عقیدہ رکھے ہوئے ہے اور امام مہدی کا نام رکھ کر جاتے امامت مہدی پر بیٹھنے والا عالم اسلام میں مرتد ہے جو امام مہدی کی جگہ پر بیٹھے وہ بھی مرتد ہے وجود امام مہدی ایک حقیقت ہے افسانہ نہیں بعض لوگ یہ کہتے ہیں وہ پیدا ہوگا اہل سنت اور شیعہ علماء کا عقیدہ ہے وہ حسن العسکری کا بیٹا ہے پیدا ہو چکا ہے بحکم خدا لوگوں کی نظر سے پوشیدہ ہے روئے زمین پر ہے اکثر اہل علم اور صاحبان زہد سے ملاقات بھی ہوئی ہے اور ہوتی ہے جب بحکم خدا آپ خانہ کعبہ میں ظہور فرمائیں گے لوگ آواز سنیں گے تو کہیں گے یہ تو فلاں جگہ دیکھا یہ امام نہیں لہذا بروایت بحار الانوار عوام اور علماء بھی منکر ہونگے ستر ہزار علماء حضور کی تیغ سے قتل ہونگے۔ اس لئے امام مہدی کا نام یاد کرنا لازم ہیں عرفان حاصل کرنا واجب ہے علمائے اسلام خصوصاً امامیہ کا فرض ہے کہ وہ لوگوں کو عرفان امام عصر سے روشناس کرائیں اور لوگوں کو کفر کی موت سے بچائیں امام کب ظہور فرمائیں گے لوگوں نے بہت پیش گوئیاں کیں مگر یہ اللہ اور رسول کے علم میں ہے اور اہل بیت رسول کے علم میں ہے واللہ اعلم

(کوثر بھر یلوی)

جاؤ۔ اور فلاں روز وقت چاشت پل پر کھڑے ہونا۔ وہاں اہل بربر کی کشتیاں اور ان میں کچھ قیدیوں کو دیکھو گے اور مختاران امرائے بنی عباس اور کچھ جوانان عرب ان اسیروں کے گرد دیکھ پڑیں گے۔ پس دور سے اس بردہ فروش کی طرف نظر کرنا جس کا نام عمرو بن یزید ہے اور تمام روز منتظر رہنا۔ یہانتک کہ وہ بردہ فروش خریداروں کے لیے ایک کنیز جس میں فلاں فلاں صفت ہے اور جمیع اوصاف حضرتؑ نے بیان فرما دیئے اور جامہ حریر کندہ پہنے ہو گی وہ کنیز خریداروں کو اپنی طرف نظر کرنے اور اپنے اوپر ہاتھ رکھنے سے منع کریگی اور تم سنو گے کہ پس پردہ آواز رومی آتی ہے۔ واضح ہو کہ وہ کنیز بزبان رومی کہتی ہو گی مجھ پر وائے ہو کہ میرا پردہ عفت دریدہ ہوا۔ پس ایک خریدار کہیگا۔ کہ میں اس کنیز کی قیمت تین سو اشرفیاں دیتا ہوں۔ اس کنیز کی عفت نے مجھے خریداری پر زیادہ تر راغب کیا ہے۔ یہ سن کے وہ کنیز بزبان عربی اس شخص سے کہے گی۔ کہ اگر حضرت سلیمانؑ کے بھیس میں تو ظاہر ہو اور ان کی بادشاہی تجھے مل جائے۔ تب بھی میں تجھ سے رغبت نہ کرونگی۔ اپنا مال ضائع نہ کر۔ اور قیمت میری نہ دے۔ وہ بردہ فروش کہیگا۔ میں تیرے لئے کیا تدبیر کروں۔ اس لئے کہ تو کسی خریدار سے راضی نہیں ہوتی اور بغیر فروخت کرنے کے دوسرا کوئی چارہ بھی نہیں۔ وہ کنیز کہے گی۔ جلدی کیوں کرتا ہے ایسا خریدار ضرور آجائے گا۔ جس کی طرف میرا دل راغب ہو اور مجھے اس کی وفا و دیانت پر اعتماد ہو۔ اس وقت تم اس بردہ فروش پاس جانا اور کہنا۔ میرے پاس ایک خط ہے کہ وہ خط ایک شخص نے اشراف و بزرگان قوم سے بزبان فرنگی بمزید تلطف لکھا ہے اور اس خط میں انہوں نے کرم و سخاوت و وفاداری و بزرگی اپنی لکھی ہے۔ لازم ہے کہ یہ اس کنیز کو دے دو کہ وہ اس کو پڑھے اگر یہ کنیز اس خط کے مالک سے راضی ہووے میں ان کی جانب سے مختار ہوں کہ اس کنیز کو ان کے لئے خرید دوں

کیفیت ملیکہ دختر یشوعا قیصر روم

بشیر بن سلیمان کہتے ہیں جو کچھ حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے مجھے خبر دی تھی۔ سب ظہور میں آئی۔ اور جن امور کا مجھے حکم دیا تھا۔ ان سب کی میں نے تعمیل کی۔ جب اس کنیز نے وہ خط پڑھا۔ بہت روئی اور عمرو بن یزید سے کہا۔ کہ مجھے اس مالک خط کے ہاتھ فروخت کر۔ اور بہت قسمیں اس کنیز نے کھائیں کہ اگر مجھے ان کے ہاتھ نہ فروخت کریگا۔ اپنے کو ہلاک کر ڈالوں گی۔ بعد اسکے میں نے اس بردہ فروش سے قیمت کے بارہ میں بہت گفتگو کی۔ یہانتک کہ جو قیمت امام علی نقیؑ نے مجھے دی تھی۔ اس قیمت پر وہ تاجر راضی ہو گیا۔ میں نے روپیہ دے کے کنیز کو خرید لیا۔ اور وہ کنیز شاداں و خنداں ہو کے ہمراہ میرے اس مکان میں آئی جو کہ میں نے بغداد میں لیا تھا۔ جب تک مکان میں جانے رہے وہ خط کھولتی اور آنکھوں سے لگاتی رہی۔ میں نے تعجب ہو کے اس سے کہا۔ خط کو تم آنکھوں سے کیوں لگاتی ہو حالانکہ خط لکھنے والے

کو تم جانتی بھی نہیں ہو. کنیز نے کہا. اے جاہل کم معرفت بزرگی فرزندان و اوصیائے پیغمبران. مجھ سے کان لگا کے سن اور اپنا دل میرے سخن سے فارغ رکھ. کہ اپنا حال تجھ سے نقل کروں. واضح ہو کہ میں بیٹی ملیکہ یشوعا قیصر روم کی ہوں. اور میری ماں فرزندان شمعون بن حمون الصفا وصی حضرت عیسیٰ ہے تجھے ایک امر عجیب کی میں خبر دیتی ہوں واضح ہو کہ میرے دادا قیصر نے چاہا. کہ مجھے اپنے بھتیجے سے تزویج کرے. اسی وقت میں تیرہ سال کی تھی. اس نے اپنے قصر میں نسل حواریین عیسیٰ اور رہبان و علمائے نصاریٰ کو مع تین سو صاحبان قدر و منزلت اور سات سو عہدہ داران و سرداران لشکر و بزرگان سپاہ اور چار ہزار افسران قبائل کو جمع کیا. اور وہ تخت جس کو اپنے زمانہ شاہی میں بانواع جواہر مرصع کیا تھا. اور اس تخت کے چالیس پائے تھے تصاویر بتاں و چلیپا ان پر نصب کی تھیں. اس تخت پر اپنے بھتیجے کو بھیجا. جب پادریوں نے انجیلیں ہاتھ میں اٹھا کے چاہا پڑھیں. سب بت اور چلیپا سرنگوں زمین پر گر پڑے. یہ کیفیت دیکھ کے پادریوں کا رنگ اڑ گیا. اعضا کانپنے لگے. ان میں سے ایک ضعیف پادری نے میرے دادا سے کہا. اے بادشاہ ہم کو اس سے معذور رکھئے. کہ ایسی نحوستیں اس امر سے ظاہر ہوئیں. جو اس پر دلالت کرتی ہیں کہ دین مسیحی بہت جلد زائل ہوگا یہ سن کر میرے دادا نے بھی اس امر کو فال بد تصور کر کے علما اور پادریوں سے کہا. اس تخت کو پھر تزئین کر کے اپنی اپنی جگہ پر بت اور چلیپا نصب کریں. اور اس برگشتہ روزگار بدبخت کے بھائی کو حاضر کریں کہ اس دختر کو اس سے تزویج کروں. تاکہ اس برادر کی نحوست اس برادر کی سعادت رفع کر دے. جب حسب الحکم بادشاہ مکرر تیاری کی گئی. اور اس دوسرے برادر کو تخت پر بٹھا کے جونہی انجیلیں پڑھنا شروع کیں فوراً مثل حالت اول تخت مذکور سے بت وغیرہ سرنگوں ہو گئے. اس برادر کی نحوست برادر اول کی نحوست سے بھی زیادہ ہوئی گو کوئی اس کا بھید نہ جانتا تھا. کہ یہ سب امور کسی سردار کی آمد کے سبب سے ہیں. نہ بوجہ نحوست ان دو برادر کے اسکے مشاہدہ سے سب لوگ متفرق ہو کے چلے گئے. اور میرا دادا محزون و غمناک محل سرائے میں گیا اور نہایت خجل تھا.

بیان خواب ملیکہ دختر قیصر روم

ملیکہ کہتی ہے. جب رات ہو گئی اور میں سو گئی خواب میں دیکھتی ہوں کہ حضرت مسیحؑ و شمعون اور ایک گروہ حواریین میرے دادا کے قصر میں جمع ہوئے اور ایک ایسا منبر نور نصب کیا. جو کہ رفعت میں آسمان سے ہمسری کرتا تھا اور اس مکان پر وہ منبر کھڑا کیا. جہاں میرے دادا نے اس تخت کو رکھا تھا. پھر جناب رسول خدا نے مع اپنے وصی و داماد علیؑ ابن ابی طالب و گروہ ائمہ اپنے فرزندوں کے اس قصر کو اپنے نور قدوم فیض لزوم سے منور کیا. حضرت مسیحؑ بقدم ادب از روئے تعظیم و اجلال استقبال جناب رسول خدا کو گئے. اور ہاتھ گلوئے مبارک رسول خدا

میں ڈال دیئے حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ اے روح اللہ میں اس لیئے آیا ہوں کہ ملیکہ تمہارے وصی شمعون کی دختر کو اپنے اس فرزند سعادتمند سے نامزد کرو اور حضرتؐ نے اشارہ ماہ برج امامت و خلافت حضرت امام حسنؑ عسکری اس خطہ کے مالک کی طرف کیا۔ یہ سن کے حضرت عیسیٰؑ نے اپنی وصی شمعون سے فرمایا۔ کہ شرف دوجہان تم کو حاصل ہو۔ اپنی دختر کو فرزند محمدؐ سے تزویج کرو۔ حضرت شمعون نے کہا۔ میں نے تزویج کیا۔ اس کے بعد سب حضرات اس منبر پر تشریف لے گئے پس حضرت رسولؐ نے خطبہ پڑھا۔ اور حضرتؐ کے سامنے میرا عقد امام حسن عسکری کے ساتھ پڑھ دیا۔ فرزندان رسول خدا مع حواریین عیسیٰ اس عقد پر گواہ ہوگئے جب میں اس خواب سے بیدار ہوئی۔ خوف قتل سے اس خواب کو میں نے اپنے باپ دادا سے ذکر نہ کیا بلکہ اس گنج شائگان کو اپنے سینہ میں پنہاں رکھا۔ آتش محبت اس خورشید فلک امامت کی روز بروز میرے سینہ میں مشتعل ہوتی تھی اور صبر نہ کر سکتی تھی۔ یہانتک کہ کھانا پینا مجھ سے حرام ہو گیا۔ میرا چہرہ متغیر اور جسم لاغر ہونے لگا۔ عشق نہاں ظاہر ہوا۔ روم کے شہروں میں کوئی طبیب ایسا نہ رہا جس کو میرے دادا نے میرے علاج کیلیے نہ بلایا ہو۔ اور دوا نہ پوچھی ہو۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ جب میرا دادا میرے علاج سے مایوس ہوا۔ ایک روز مجھ سے کہا۔ اے نور چشم اگر تیرے دل میں دنیا کی کوئی آرزو ہے۔ اسے بیان کر۔ کہ تیرے لیئے مہیا کروں۔ یہ سن کے میں نے کہا اے دادا خوشی کے دروازے بند دیکھتی ہوں۔ اگر مسلمان قیدیوں کو آپ قیدخانہ سے رہا کر دیں اور ان کی زنجیریں کھلوا کے انہیں آزاد کر دیں مجھے امید ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ اور ان کی والدہ مجھے صحت بخشیں جب اس نے میرے کہنے کی موافق کیا کچھ صحت ظاہر ہوئی۔ اور تھوڑا طعام میں نے تناول کیا میرا دادا خوش ہوا۔ اور مسلمان قیدیوں کو عزیز و گرامی رکھنے لگے۔

خواب زبانی حضرت نرجس خاتون دختر قیصر روم

ملیکہ خاتون نے کہا پھر چودھویں شب میں نے خواب دیکھا۔ کہ بہترین زنان عالمیان جناب فاطمہ زہراؑ میرے دیکھنے کو تشریف لائیں۔ اور حضرت مریم مع ایک ہزار کنیزان حوران بہشتی خدمت جناب فاطمہؑ میں حاضر تھیں۔ حضرت مریمؑ نے مجھ سے کہا۔ یہ خاتون یعنی جناب فاطمہؑ تمہارے شوہر امام حسن عسکریؑ کی بہترین مادر ہیں یہ سن کے میں ان کے دامن مبارک سے لپٹ کے رونے لگی اور میں نے شکایت کی کہ حضرت امام حسن عسکری مجھ پر جفا کرتے ہیں۔ اور میری ملاقات سے پرہیز کرتے ہیں۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ میرا فرزند حسن عسکریؑ تیری ملاقات کو کیونکر آئے حالانکہ تو بخدا شرک کرتی ہے اور مذہب ترسا رکھتی ہے اس وقت میری خواہر حضرت مریمؑ خدا کی طرف سے تیرے دین کی بیزاری کرتی ہے اگر تجھے یہ منظور ہے کہ خداوند عالم و حضرت مسیح و حضرت مریم تجھ سے خوشنود ہوں۔ اور حسن عسکریؑ

تیرے دیکھنے کو آئیں۔ پس کہہ۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ و ان ابی محمدً رسول اللہ۔ جب میں نے یہ دو کلمہ طیبہ پڑھے جناب فاطمہؑ نے مجھے اپنے سینہ سے لگایا۔ اور تسلی دلاسہ دے کر فرمایا۔ اب میرے فرزند حسن عسکریؑ کے آنے کی منتظر رہنا۔ میں ان کو تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ بعد اسکے میں خواب سے بیدار ہوئی اور اس کلمہ طیبہ کی مداومت رکھتی اور منتظر ملاقات آنحضرتؑ تھی۔ دوسری شب جب میں سو گئی خورشید جمال آنحضرتؑ طالع ہوا۔ میں نے عرض کیا۔ اے دوست من جبکہ میرا دل اپنی محبت میں آپ نے اسیر کر لیا۔ پھر اپنے جمال کی مفارقت میں مجھ پر کیوں جفا کی۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ میرے دیر میں آنے کا اور کوئی سبب سوائے اسکے نہیں کہ تم مشرکہ تھیں۔ اب چونکہ مسلمان ہو گئی ہو۔ ہر شب میں تمہارے پاس آؤں گا۔ جب تک کہ خداوند عالم ظاہر میں ہم کو تم کو یکجا کر کے ایام ہجراں کو بوصال متبدل نہ کرے۔ اس رات سے اب تک کوئی رات ایسی نہ گذری جس شب حضرت بشریت وصال میری روانہ کرتے ہو۔ بشیر بن سلیمانؓ نے کہا تم اسیر دل میں کیونکر آئیں۔ کہا۔ مجھے امام حسن عسکریؑ نے ایک شب خبر دی کہ فلاں روز تیرا دادا مسلمانوں کی لڑائی کو لشکر بھیجیگا۔ اور خود بعقب لشکر روانہ ہوگا۔ اس وقت لازم ہے کہ تم کنیزوں خدمتگاروں میں مل جانا کہ کوئی تم کو پہچان نہ سکے۔ اور اپنے دادا کے عقب فلاں راہ سے روانہ ہو جانا میں نے موافق ارشاد آنحضرتؑ ایسا ہی کیا۔ ہر اوّل لشکر ہم کو ملے۔ انہوں نے ہم کو اسیر کر لیا۔ آخری مال کار میرا وہ تھا جو تم نے دیکھا۔ اور اب تک بغیر تمہارے دوسرا واقف نہیں کہ میں دختر بادشاہ روم کی ہوں۔ اور وہ پیر مرد تاجر کہ میں جس کے قبضہ میں تھی۔ اس نے میرا نام پوچھا میں نے کہا۔ میرا نام نرجس ہے۔ اس نے کہا۔ ہاں۔ یہ نام کنیزوں کا ہے۔ یہ عجیب ہے کہ تم نسل فرنگ سے ہو اور زبان عربی بخوبی جانتی ہو میں نے کہا۔ ہاں۔ چونکہ میرے دادا کو مجھ سے بہت محبت تھی۔ اور چاہتا تھا کہ آداب حسنہ مجھے تعلیم کرے۔ اس خیال سے اس نے ایک معلمہ جو زبان عربی انگریزی دونوں جانتی تھی معین کی تھی کہ وہ ہر صبح و شام کے مجھے زبان عربی سکھاتی تھی یہانتک کہ میں عربی بولنے لگی۔

کیفیت نرجس خاتون بزبانی حضرت حکیمہ خاتون

بشیر بن سلیمانؓ کہتے ہیں۔ جب میں انکو بخدمت امام علی نقی علیہ السلام لے گیا۔ سر من رائے میں حضرتؑ نے ان سے فرمایا۔ کہ خداوند عالم نے عزت دین اسلام و ذلت دین نصاریٰ و شرف و بزرگواری جناب رسول خدا و اہل بیت رسولؐ تم پر کیونکر ظاہر کی۔ کہا۔ اے فرزند رسول خدا وہ چیز جسے آپ خوب جانتے ہیں۔ آپ سے کیا بیان کروں۔ حضرتؑ نے فرمایا میں چاہتا ہوں۔ تم کو بزرگ و گرامی رکھوں۔ ان دو باتوں میں کونسی بات تم کو اچھی معلوم ہوتی۔ ایک یہ کہ تم کو ہزار اشرفیاں عطا کروں یا کہ تم کو ایک بشارت بشرف ابدی دوں انہوں نے کہا بلکہ بشارت بشرف

ابدی چاہتی ہوں مال نہیں چاہتی۔ حضرت نے فرمایا۔ تم کو ایک ایسے فرزند کی بشارت ۔
مشرق و مغرب عالم ہوگا اور زمین کو بعد اسکے کہ ظلم و جور سے بھر گئی ہوگی۔ عدل و انصاف سے بھر دے
میں نے عرض کیا۔ یہ فرزند کس سے پیدا ہوگا۔ حضرت نے فرمایا اس شخص سے جس کیلئے رسول خدا نے
تمہاری خواستگاری کی تھی۔ اسکے بعد پوچھا حضرت مسیح اور حضرت شمعون نے تمہارا عقد کس کے ساتھ کیا ہے
کہا۔ آپ کے فرزند امام حسن عسکری سے کیا ہے۔ امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا۔ ان کو تم پہچانتی ہو کہا جس
شب سے کہ بہترین زنان عالمیان جناب فاطمہ نے مجھے مسلمان کیا ہے کوئی شب شاید ایسی گذری ہو
جس شب کو وہ میرے دیکھنے کو آئے نہ ہوں۔ یہ سن کے امام علی نقی نے فوراً اپنے خادم کافور کو طلب کر کے
کہا۔ جا کے حکیمہ خاتون کو بلا لاؤ۔ جب حکیمہ خاتون آئیں۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ وہی کنیز ہے۔ جس کا تم سے میں
نے ذکر کیا تھا۔ یہ سن کے حکیمہ خاتون نے اس کنیز کو آغوش میں لیا۔ اور خوش ہو کے بہت نوازش و کرامت
کی۔ امام علی نقی نے فرمایا۔ اے دختر رسول خدا اس کنیز کو اپنے گھر لے جاؤ۔ اور واجبات و سنت اس
کو تعلیم کرو کہ یہ زوجہ حسن عسکری ہے۔ اور مادر صاحب العصر ہے کلینی و ابن بابویہ و شیخ طوسی و سید
مرتضیٰ وغیرہ ہم رضوان اللہ علیہم نے بسند ہائے معتبر حضرت حکیمہ خاتون سے روایت کی ہے کہ ایک روز
حضرت امام حسن عسکری میرے گھر میں تشریف لائے اور بہ نگاہ تند نرجس خاتون کو دیکھا۔ میں نے
کہا۔ اگر تم کو خواہش ہے تمہاری خدمت میں حاضر کروں۔ امام حسن عسکری نے فرمایا۔ اے پھوپھی میں نے
روئے تعجب اسکی طرف دیکھا تھا۔ اسلئے کہ اسقدر جلدی خدا نے اسکو اس فرزند بزرگوار کیلئے بھیج دیا
کہ جو فرزند تمام عالم کو بعد اسکے کہ ظلم و جور سے بھر گیا ہو عدالت سے معمور کر دیگا۔ میں نے کہا۔ اچھا اسکو آپ پاس بھیج دوں۔ یہ فرمایا میرے پدر بزرگوار
سے اس بارہ میں اجازت لیجئے۔ حکیمہ فرماتی ہیں۔ کہ میں جامہ پہن کے اپنے برادر حضرت امام محمد علی نقی علیہ السلام کے گھر میں گئی جب سلام کرکے بیٹھی بغیر
اسکے کہ میں نے کچھ کلام کیا ہو حضرت نے ابتدا کہا۔ اے حکیمہ نرجس کو میرے فرزند حسن عسکری کے پاس بھیج دو۔ میں نے کہا اے برادر اسی طلب
کو میں آپ پاس حاضر ہوئی ہوں کہ آپ سے اجازت لے لوں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے بزرگوارہ صاحب برکت
خدا کو منظور ہوا۔ کہ تم کو ایسے ثواب میں شریک کرے اور خیر و سعادت سے بہرہ عظیم تم کو کرامت فرمائے
اسلئے کہ تم کو اس بات کا واسطہ کیا۔ حکیمہ خاتون کہتی ہیں۔ میں بہت جلد اپنے مکان میں گئی۔ اور زفاف معدن
فتوت عفاف کو اپنے مکان میں قرار دیا۔ کئی روز کے بعد اس سعد اکبر کو خانہ خورشید انور یعنی ان کے والد
اطہر کے گھر لے گئی۔ کچھ دنوں بعد وہ آفتاب مطلع امامت مغرب عالم بقا میں غروب ہو گیا۔ اور ماہ
برج امامت و خلافت حسن عسکری منصب امامت پر فائز ہوئے۔ میں ہمیشہ بعادت مقررہ بعہد برادر بخدمت
امام البشر جایا کرتی تھی۔ ایک روز نرجس خاتون نے آکے کہا۔ اے خاتون میری اپنے پاؤں پھیلائیے کہ آپ کے
پاؤں سے میں کفش اتاروں میں نے کہا تم میری خاتون ہو۔ میں ہرگز تم کو اپنے پاؤں سے کفش اتارنے نہ

ں بلکہ میں تمہاری خدمتگزاری کروں گی۔ اور ممنون و متشکر ہوں گی۔ جب
لام سنا۔ کہا۔ اے پھوپھی۔ خداوند عالم آپ کو جزائے خیر عطا کرے۔ پس
حاضر رہی پھر اپنی کنیز کو آواز دی کہ میرا جامہ حاضر کر۔ اپنے گھر جاؤنگی۔

حضرت صاحب العصر علیہ السلام

حضرت حکیمہ خاتون فرماتی ہیں جب میں اپنے گھر آنے کیلئے تیار ہوگئی حضرت امام حسن عسکری نے فرمایا اے پھوپھی اس رات میرے گھر میں تشریف رکھیئے کہ اس شب وہ فرزند گرامی متولد ہوگا جس کے سبب سے خداوند عالم زمین کو پھر ایمان و ہدایت سے اسکے بعد کہ وہ کفر و ضلالت سے مردہ ہوگئی ہوگی ؎ زندہ کریگا۔ میں نے کہا۔ وہ فرزند کس سے متولد ہوگا۔ حالانکہ نرجس خاتون میں حمل کا اثر بھی نہیں دیکھتی ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ نرجس خاتون ہی سے وہ فرزند متولد ہوگا۔ یہ سن کے میں اٹھی اور شکم و پشت نرجس خاتون کو دیکھا۔ مطلق اثر حمل کا نہ پایا۔ امام حسن عسکری سے میں نے آکے بیان کیا۔ حضرت نے متبسم ہوکے فرمایا۔ صبح کو اثر حمل ان میں ظاہر ہونگے۔ مثل نرجس مثل مادر موسیٰ ہے کہ ہنگام ولادت تک والدہ حضرت موسیٰ میں کچھ تغیر نہ ہوا۔ اور کوئی شخص ان کے حمل سے واقف نہ تھا۔ اسلئے کہ فرعون شکم زنان حاملہ بطلب موسیٰ چاک کرتا تھا۔ اسی فرزند کا حال بھی ان امور میں مثل احوال حضرت موسیٰ کے ہے دوسری روایت میں اسطرح منقول ہے۔ کہ حضرت علی نقی نے فرمایا۔ کہ حمل ہم اوصیائے پیغمبران کا شکم میں نہیں ہوتا۔ بلکہ پہلو میں ہوتا ہے۔ اور ہم ران اور سے متولد ہوتے ہیں۔ اسلئے کہ ہم نور حق تعالیٰ ہیں۔ اس نے ہم سے چرک و نجاست و کثافت کو دور کیا ہے۔ حکیمہ خاتون نے کہا۔ میں نرجس خاتون پاس گئی۔ اور یہ حال ان سے بیان کیا۔ اے خاتون مطلق اثر حمل اپنے میں نہیں پاتی ہوں۔ پس میں اس جگہ رہی۔ اور نماز پڑھ کے نزدیک نرجس خاتون آرام کیا۔ میں ہر وقت ان کے حال کی خبر لیتی تھی۔ مگر نرجس خاتون بحال خود آرام کر رہی تھی ہر لحظہ مجھے حیرت زیادہ ہوتی تھی۔ اس شب اور راتوں سے پہلے نماز تہجد کو اٹھی۔ اور نماز شب ادا کی جب نماز وتر

؎ امام نے قائم آل محمد پر ایک زبردست علامت قرار دے دی۔ اور رسول پاک سے بھی یہ فرمان ملتا ہے کہ وہ زمین کو عدل و انصاف سے اسطرح بھر دیگا۔ جیسا کہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ غلام احمد قادیانی جس نے مہدی موعود کا دعویٰ کرکے امت کو گمراہ کر دیا اور خود جہنم کی سند حاصل کرلی۔ اس فرمان رسول اور امام کے مطابق کاذب نہیں بلکہ کذاب و دجال ثابت ہو رہا ہے کیونکہ اس کے دور سے اور آج تک فتنہ و فساد فسق و فجور ظلم و ستم چوری۔ جوا بازی۔ زنا بڑھتا جا رہا ہے اور قائم آل محمد وہ ہوگا جو دنیا کو عدل و ایمان سے بھرے گا۔ لہذا مسلمانوں کو مرزائیوں سے بچنا چاہیئے۔ ایسے جھوٹے امامت و نبوت کے دعویٰ دار بہت ہونگے خداوند کریم سب مومنین کا ایمان سلامت رکھے۔ اور برحق قائم آل محمد کی زیارت نصیب کرے۔

(دکھو ٹو بھریلوی)

پڑھنے میں مشغول ہوئی نرجس خاتون جاگیں۔ اور وضو کر کے نماز شب پڑھی۔ اسوقت صبح کاذب تھی قریب تھا کہ میرے دل میں وعدہ حسن عسکریؑ سے مشک آئے۔ ناگاہ امام حسن عسکریؑ نے اپنے حجرہ سے آواز دی۔ کہ سورہ انا انزلنٰہ فی لیلۃ القدر نرجس پر پڑھیئے۔ میں نے نرجس خاتون سے پوچھا۔ کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا۔ جو کچھ میرے مولا نے فرمایا تھا۔ ظاہر ہوا۔ جب میں نے سورۂ انزلنا پڑھنا شروع کیا۔ اس طفل نے شکم نرجس میں تلاوت انا انزلنٰہ میرا ساتھ دیا۔ اور مجھے سلام کیا۔ میں ڈر گئی۔ حضرت امام حسن عسکریؑ نے آواز دی کہ قدرت خدا سے تعجب نہ کیجیے۔ حق تعالیٰ ہمارے اطفال کو بحکمت گویا فرماتا ہے۔ اور ان کو بحالت بزرگی زمین پر اپنا حجت کرتا ہے۔ جب امام حسن عسکریؑ یہ فرما چکے نرجس خاتون میری آنکھوں سے غائب ہوگئی۔ گویا میرے اور ان کے درمیان ایک پردہ حائل ہوگیا۔ یہ دیکھ کر میں بہ فریاد و فغان امام حسن عسکریؑ کی طرف دوڑی۔ حضرتؑ نے فرمایا اے پھوپھی لوٹ جائیے۔ نرجس کو اپنی جگہ دیکھئے گا جب میں واپس آئی پردہ اٹھ گیا۔ اور نرجس خاتون کو ایسا نورانی پایا۔ کہ میری آنکھیں چکا چوند ہوگئیں۔ حضرت صاحب العصر کو دیکھا۔ کہ قبلہ رو سجدہ میں انگشتان سبابہ کو آسمان کی طرف اٹھا کہہ رہے ہیں۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ و ان جدی رسول اللّٰہ و ان ابی امیر المومنین علیہ السلام پھر ہر ایک امام کا نام لیا جب اپنے نام تک پہنچے فرمایا۔ اللّٰھم انجز لی وعدی و اتمم لی امری و ثبت و طاتی و املاء الارض بی عدلا و قسطا۔ یعنی وعدہ نصرت جو تو نے مجھ سے فرمایا ہے اسے وفا کر اور میرے امر خلافت و امامت کو تمام کر میرے انتقام کو دشمنوں سے لے اور تسلط کو ظاہر اور زمین کو میرے سبب سے

لہ امری وغیرہ امری مخلوق میں یہ فرق ہے کہ غیر امری مخلوق یعنی امت بتدریج ترقی کرتی ہے پہلے بچہ پھر طفل پھر جوان پھر بوڑھا بچے کے ہاتھ کان۔ ناک۔ پاؤں۔ زبان تمام اعضاء ہوتے ہیں۔ مگر کام نہیں کرسکتے۔ ہاتھ پکڑ نہیں سکتے زبان بول نہیں سکتی۔ پاؤں چل نہیں سکتے۔ برعکس معصوم کے یعنی نبی و رسول اس کے اعضاء جوانی میں جیسے کہ بچپنے میں ویسے ہی کام کرتے ہیں۔ ابراہیم کا پیدا ہو کر دوڑنا۔ حضرت موسیٰ کا فرعون کی داڑھی پکڑنا۔ حضرت عیسیٰ کا پیدا ہو کر عصمت مادر کی گواہی اور اپنی نبوت کا اعلان کرنا میں دلیل ہے۔ ایسے نائب رسول و نبی امام وہ بھی پیدا ہوتے ہی کلام کرتا ہے اگر اس کے اعضاء مثل پیغمبر کام نہ کریں تو جانشین کا اہل نہیں ہو سکتا ہے۔ حضرت علی کا پیدا ہو کر دست رسول پر صحف آسمانی کی تلاوت کرنا۔ اژدر کے دو ٹکڑے کرنا امام حسن کا وصی بیان کرنا۔ ان سے امام حسین کا دودھ نہ پی کر رمضان کے چاند کی تصدیق کرنا۔ اور امام عصر کا پیدا ہو کر انگشت بلند فرما کر کلمہ شہادت پڑھنا اس امر کی بین دلیل ہے۔ ان کی اور رسول کی جنس ایک ہے ان کے اعضاء اور رسول کے اعضاء کا مقام و کام ایک ہے اور یہ برحق وارث اور رسول ہیں۔

لہ جب تک حمایت خداوندی ساتھ نہ ہو کوئی نبی و رسول کچھ نہیں کر سکتے۔ لہذا یہاں معصوم کا مقصد یہی ہے کہ دنیاوی فوج و تخت و تاج امامت و خلافت کیلئے لازم نہیں۔ بلکہ طاقت و حمایت خدا کا ہونا لازمی ہے جیسا کہ نبوت کے لئے حکومت بنی عباس اس تلاش میں تھی کہ امام حسن عسکریؑ کے بیٹے کا پتہ چلے تو فوراً ان کو قتل کر دیا جائے۔ جاسوس عورتیں چھوڑی گئیں۔ آثار حمل معلوم کرنے کے لئے۔ لیکن۔

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بعدل وداد مملو کر دے۔ دوسری روایت میں اسطرح ہے کہ جب حضرت صاحب العصرؑ متولد ہوئے۔ ایک نور حضرتؑ سے ساطع ہوا۔ اور افق آسمان پر پھیل گیا۔ جانوران سفید آسمان سے نیچے آئے۔ اور اپنے بازو اور سر اور بدن حضرتؑ سے مس کر کے پرواز کرتے تھے پس امام حسن عسکریؑ نے مجھے آواز دی۔ کہ اے پھوپھی میرے فرزند کو آغوش میں لے کے میرے پاس لائیے۔ جب میں نے حضرت صاحب العصرؑ کو گود میں لیا حضرت پاک و پاکیزہ ختنہ کئے ہوئے تھے۔ اور داہنے ہاتھ پر یہ آیۂ لکھا تھا۔ کہ جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا یعنی حق آیا۔ اور باطل مضمحل ہوگیا۔ اور محو ہوگیا۔ تحقیق کہ باطل مضمحل اور محو ہونے والا ہے اور ثبات و بقا نہیں رکھتا۔ حکیمہ خاتونؑ نے فرمایا۔ کہ جب اس فرزند سعادتمند کو۔ ان کے پدر بزرگوار امام حسن عسکریؑ پاس لے گئے جوں ہی حضرت صاحب العصرؑ کی نظر اپنے پدر بزرگوار پر پڑی۔ سلام کیا۔ امام حسن عسکریؑ نے لے کے میری گود سے اپنی زبان مبارک حضرت صاحب العصرؑ کی دونوں آنکھوں اور دونوں کانوں اور منہ پر پھرائی۔ اور بائیں ہاتھ کے کف دست پر بٹھا کے اپنا داہنا ہاتھ سر پر اپنے فرزند کے پھیرا۔ اور فرمایا۔ اے فرزند بقدرت خدا کلام کر۔ یہ سن کر حضرت صاحب العصرؑ نے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہہ کے فرمایا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم و نرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض و نجعلھم ائمۃ و نجعلھم الوارثین و نمکن لھم فی الارض و نری فرعون و ھامان و جنودھما منھم ما کانوا یحذرون۔ اور یہ آیۃ موافق احادیث معتبرہ شان حضرت صاحب العصرؑ اور ابائے بزرگوار آنحضرتؑ میں نازل ہوا۔ ترجمہ آیۂ کریمہ یہ ہے کہ میں چاہتا ہوں اس جماعت پر احسان کروں جنکو ستمگاروں نے زمین پر ضعیف کیا ہے اور ان کو وارثان زمین سے قرار دوں اور انکو روئے زمین پر مستولی کروں۔ اور دکھاؤں فرعون و ہامان (نمرود)۔۔۔۔ اور ان کے گروہ کو عزت اور اقتدار ان اماموں کا جن سے وہ حذر کرتے تھے۔ پھر حضرت صاحب العصرؑ نے جناب رسول خدا

بقیہ حاشیہ ص۴۷۵۔ نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن — پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جاسکا

جیسے حمل حضرت موسیٰؑ فرعونیوں کو معلوم نہ ہوا۔ اسی طرح حمل امام العصرؑ عباسیوں کو معلوم نہ ہوا نیز امام نے پیدا ہوتے ہی یہ فرما کر اسکا بین ثبوت مہیا کر دیا۔ کہ امام وقت پیدائش شکم مادر میں ہی علم ماکان و مایکون کا عالم ہوتا ہے۔ اور جس میں یہ صفت نہ ہوگی۔ وہ امام وقت برحق نہیں بلکہ کذاب ہے۔ غلام احمد قادیانی کا یہ دعویٰ امام مہدی خود گمراہی اور اہل اسلام کو گمراہ کرتا ہے۔ اس نے مُلّا سکول قادیان میں تعلیم پائی۔ چھٹی جماعت میں تین دفعہ فیل ہوئے۔ بعد میں دینی تعلیم مدرسہ دیوبند سے حاصل کی اور علم کی اقسام میں سے کسی ایک جزکے بھی ماہر نہ ہوسکے۔ چہ جائیکہ ماکان و مایکون اور وقت پیدائش کلمہ پڑھنا امام العصرؑ نے وقت پیدائش دعا کرکے اور شہادت دے کے ان کا زبان امامت کی جو ہونے والے تھے۔ قلعی کھولدی۔ اور اپنے ماکان و مایکون کے عالم ہونے کا ثبوت دے کر قیامت تک امام حق و امام باطل کا فرق ظاہر کر دیا۔ (کوثر جہو ملوی)

جناب امیرؑ و جمیع ائمہ گذشتہ پر اپنے پدر بزرگوار تک سلام کیا۔ اسوقت بکثرت جانور قریب سر مبارک حضرت صاحب العصرؑ ظاہر ہوئے۔ ان جانوروں میں سے ایک جانور نے آواز دی کہ اس طفل کو اٹھالو۔ اور خوب حفاظت کرو۔ اور بعد ہر چالیس روز کے میرے پاس لاؤ۔ یہ کہہ کے حضرت صاحب العصرؑ کو لیا۔ اور بجانب آسمان پرواز کیا سب جانور اسکے عقب اڑ گئے حضرت امام حسن عسکریؑ نے فرمایا۔ اے فرزند میں نے تجھے اس کے سپرد کیا جسکے سپرد حضرت موسیٰؑ کو انکی والدہ نے کیا تھا یہ دیکھ کے نرجس خاتون رونے لگیں حضرت امام حسن عسکریؑ نے فرمایا۔ خاموش رہو۔ کہ وہ فرزند تمہارے سوا دوسرے کا دودھ نہ پیئے گا۔ بہت جلد اسے تمہارے پاس لائیں گے۔ جسطرح حضرت موسیٰ کو انکی ماں پاس لائے تھے۔ جیسا کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ ہم نے موسیٰ کو ان کی ماں پاس لوٹا دیا تاکہ ان کی ماں کی آنکھیں اپنے فرزند کے دیکھنے سے روشن ہو جائیں حکیمہ خاتون نے پوچھا۔ وہ کون تھے جن کے سپرد آپ نے حضرت صاحب العصرؑ کو فرمادیا۔ حضرت امام عسکریؑ نے فرمایا۔ وہ روح القدس تھے جو معصومینؑ پر موکل ہے انکو جانب حق تعالیٰ توفیق عطا کرتا ہے اور خطا سے بچاتا اور علم سے زیب و زینت دیتا ہے حکیمہ خاتونؓ کہتی ہیں کہ بعد چالیس روز کے میں حضرتؑ کی خدمت میں گئی جب گھر میں پہنچی کیا دیکھتی ہوں۔ کہ ایک طفل گھر میں پھر رہا ہے۔ میں نے کہا۔ اے میرے سید و بزرگوار یہ طفل دو برس کا ہے حضرتؑ نے متبسم ہو کے فرمایا پیغمبروں و وصیوں کی اولاد جبکہ وہ امام ہوں برخلاف اطفال دیگر پرورش و نشو و نما پاتے ہیں امام ایک مہینہ کا مثل ایک سال کے ہوتا ہے امام شکم مادر میں کلام کرتا اور قرآن پڑھتا اور عبادت پروردگار کرتا ہے دودھ پینے کی حالت میں ملائکہ ان کا حکم بجالاتے ہیں۔ اور صبح و شام ان کے پاس ہوتے ہیں۔ حکیمہ خاتونؓ فرماتی ہیں کہ میں ہر چالیس روز کے بعد زمانہ امام حسن عسکریؑ میں بخدمت صاحب العصر جاتی تھی۔ یہانتک کہ چند روز قبل وفات حضرت حسن عسکریؑ حاضر خدمت آنحضرتؑ ہوئی حضرت صاحب العصرؑ کو بصورت مرد کامل دیکھا۔ اور میں نے نہ پہچانا حضرت امام حسن عسکریؑ سے عرض کیا یہ مرد کون ہے جس کے پاس آپ بیٹھنے کو فرماتے ہیں حضرتؑ نے فرمایا یہ فرزند نرجس ہے اور بعد میرے میرا خلیفہ ہے عنقریب میں تم سے رخصت ہونے والا ہوں۔ پس تم کو لازم ہے اس فرزند کا حکم بجالانا۔ اور اس کی اطاعت کرنا پس بعد چند روز کے حضرت امام حسن عسکریؑ نے بعالم قدس رحلت کی اور اب ہر صبح و شام حضرت صاحب العصرؑ کی ملازمت کرتی ہوں۔ اور حضرتؑ میرے ہر ایک سوال کا جواب دیتے ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہنوز میں نے ابھی سوال نہیں کیا۔ اور حضرتؑ جواب دیتے ہیں۔ دوسری روایت میں یہ وارد ہوا کہ حکیمہ خاتون نے دوسرے دن ولادت باسعادت حضرت صاحب العصر سے مشتاق لقائے آنحضرتؑ ہوئی اور بخدمت امام حضرت حسنؑ عسکری حاضر ہو کے میں نے پوچھا کہ میرا مولا کہاں ہے حضرتؑ نے فرمایا۔ اسے میں نے اس کے سپرد کیا ہے

مجھ سے اسکا زیادہ ترذکر ہوتا ہے۔ اب آپ ساتویں دن آتا جب ساتویں روز گیٔ ایک گہوارا دیکھا میں اسکی طرف دوڑی کہ اٹھاؤں دیکھا مولا کو مثل ماہ شب چہاردہ مشاہدہ کیا۔ مجھے دیکھ کے مسکراتے اور ہنستے تھے۔ حضرت امام حسن عسکریؑ نے مجھے آواز دی کہ میرے فرزند کو لے آؤ۔ جب حضرت صاحب العصرؑ کو بخدمت امام حسن عسکریؑ لے گئی حضرتؑ نے اپنی زبان اپنے فرزند کے منہ میں پھرائی اور فرمایا اے فرزند بات کر حضرت صاحب العصرؑ نے کلمہ شہادتین فرما کے درود وصلوات بجناب رسول خدا وائمہ طاہرین علیہم السلام پڑھ کے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کے آئینہ گذشتہ ونریدان نمن سے تا ما کانو یحذرون تلاوت کیا۔ بعد اسکے حضرت امام حسن عسکریؑ نے فرمایا۔ کہ اے فرزند جو کچھ حق سبحانہ تعالےٰ نے پیغمبروں کو بھیجا ہے اسکو پڑھو۔ حضرت صاحب العصرؑ نے صحف آدمؑ کو بزبان سریانی پڑھا اور کتاب ادریسؑ و کتاب ہودؑ و کتاب صالحؑ وصحف ابراہیمؑ و تورات موسیٰؑ و زبور داؤدؑ و انجیل عیسیٰؑ و قرآن محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھا۔ اس کے بعد قصص پیغمبران گذشتہ پڑھے پھر حضرت امام حسن عسکریؑ نے فرمایا۔ کہ خداوند عالم نے اس امت کے مہدیؑ کو مجھے عطا فرمایا۔ دو فرشتے بھیجے کہ وہ فرشتے صاحب العصرؑ کو پڑھا نے عرش رحمان پر لے گئے۔ پس حق سبحانہٗ تعالیٰ نے اس فرزند سے خطاب فرمایا۔ کہ اے میرے بندے تجھے مرحبا۔ کہ تجھے میں نے اپنے دین کی یاری اور اپنی شریعت کے اظہار کیلئے خلق کیا تو ہمارے بندوں کا ہادی ہے میں اپنی ذات کی قسم کھاتا ہوں کہ اطاعت کرنے والوں کو بخشوں گا۔ اور تیری مخالفت سے مخالفین کو معذب کروں گا۔ اے ملائکہ اسے اس کے پدر بزرگوار پاس لے جاؤ۔ اور میری جانب سے انکو تحفۂ سلام پہنچاؤ۔ اور کہہ دو کہ یہ میری حفظ وحمایت میں ہے۔ اسے شرارت ودشمنان اشرار سے محفوظ ماموں رکھوں گا۔ جب تک کہ اسے ظاہر کروں اور حق کو اس سے برپا رکھوں اور باطل کو اسکے سبب سے سرنگوں کروں کہ دین حق میرا خالص ہو جائے مولف فرماتے ہیں۔ اس جگہ میں نے۔ اس کتاب مستطاب کو ختم کیا۔ اور حق سبحانہ تعالیٰ سے امید وار ہوں۔ کہ بروز قیامت اس کتاب کو میرا وسیلۂ نجات کرے خداوندا جمیع مومنین ومومنات کو جو اس کتاب کو پڑھیں۔ اور اسکے مطالب سے مستفیض ہوں ان کو جمیع آفات ارضی وسماوی اور العوارض وامراض جسمانی وروحانی سے اپنی حفاظت وصیانت میں رکھ اور آخرت میں اپنی رحمت سے بہشت عطا فرما کے درجات عالیہ پر فائز کر تا بحق محمدؐ وآل محمدؐ صلوات اللہ علیہم اجمعین

لہ پروردگار کے اس ارشاد سے کوئی معلوم ہوگیا۔ کہ امام نے پیدا نہیں ہونا بلکہ پیدا ہو چکے۔ اب ظہور فرمانا ہے۔ اور اہل باطل کی شرارتوں ودشمنی سے حفظ وامان خدا میں ہیں۔ اور وہ حق کو برپا کریں گے یہ عقیدہ ملت جعفریہ کا ہی نہیں بلکہ اہل علمائے اہل سنت نے بھی اقرار کیا ہے۔ کہ امام عصر غیبت میں ہیں ظہور فرمائیں گے۔ ملاحظہ ہو مشہور دشمن شیعہ عالم اہل سنت علامہ ابن حجر مکی صاحب اپنی کتاب صواعق محرقہ میں تحریر کرتے ہیں۔ اسمہ محمدؐ کنیتہ ابو القاسم لقبہ الحجہ والمھدی والخلف الصالح والقائم والمنتظر وصاحب الزمان وعمرہ عند وفات ابیہ خمس سنین لکن اتاہ اللہ فیھا الحکمہ ویسمی القائم قبل لانہ تستر وغاب فلم یعرف این ذھب۔ آپ کا نام مبارک محمد کنیت ابو القا

ہے۔ یعنی نام و کنیت رسول پاک کا ہے لقب الحجت المہدی اور الخلف الصالح القائم۔ المنتظر اور صاحب الزمان ہے وقت وفات والد
امام حسن عسکری ؑ عمر شریف جناب کی پانچ سال تھی اس چھوٹی سی عمر میں خدا نے آپ کو حکمت عطا کی تھی اس لئے آپ کا نام قائم رکھا گیا
آپ پوشیدہ ہو گئے۔ اور نا معلوم کہاں تشریف لے گئے۔ نیز قول شیخ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف الکنجی الشافی
فی کتابہ البیان فی اخبار صاحب الزمان من الادلتہ علی کون المہدی حیا باقیا بعد غیبتہ
الی الان وانہ لا امتناع فی بقائہ کبقاء عیسیٰ ؑ بن مریم والخضر والیاس من اولیاء اللہ
وبقاء الاعور الدجال والابلیس اللعین من اعداء اللہ تعالیٰ وھولاء وقد ثبت القائہم بالکتاب
والسنت شیخ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف الکنجی الشافی اپنی کتاب البیان فی الاخبار صاحب الزمان میں جہاں پر بعد غائب ہونے امام
کے اب تک زندہ ہونے پر دلائل لکھے ہیں۔ ایک دلیل یہ بھی لکھی ہے کہ مثل عیسیٰ بن مریم اور خضر و الیاس جو اولیاء اللہ
ہیں۔ اور اعور کانا دجال و ابلیس لعین جو دشمنان خدا ہیں ان سب کا زندہ ہونا۔ آج تک کتاب و سنت سے ثابت
ہے۔ تو جناب صاحب الزمان ؑ کے زندہ ہونے میں بھی کوئی شے مانع نہیں اب یہ اعتراض کرنا کہ اتنے طویل عرصہ انسان زندہ
نہیں رہ سکتا جہل و نادانی پر مبنی ہے وہ تشریف کیوں نہیں لاتے۔ اب دشمن نہیں رہے یہ سوال بے معنی ہے۔ جب تک
حکم خدا نہیں ہوتا نبی اعلان نبوت نہیں کر سکتا لوگوں میں موجود رہتا ہے اسی طرح جب تک حکم خدا نہیں ہوتا وہ ظہور نہیں فرماتے۔ امام عصرؑ دنیا میں لوگوں
میں موجود ہیں جو ان کو پکارتا ہے اسکی مدد کو تشریف لاتے ہیں۔ اور جو صاحبان بصیرت ہیں وہ زیارت سے بھی مشرف ہوتے ہیں جیسا
کہ نبی دنیا میں ہوتا ہے جو مدد کو پکارتا ہے مدد کرتا ہے۔ اور صاحبان بصیرت (ایمان) زیارت سے مشرف بھی ہوتے ہیں لیکن عوام
اسکو اسوقت تک نہیں پہچان سکتے جب تک وہ اپنی پہچان خود نہ کروائے جیسا کہ حضرت یوسف ؑ کا واقعہ ساتھ کھیلے پڑھے پائی دن رات اکٹھے رہتے
ایک باپ کے بیٹے تھے۔ لیکن برادران یوسف مصر میں یوسف کو نہ پہچان سکے۔ جب تک خود نہ پہنچوایا۔ اسی طرح امام لوگوں میں ہیں۔
لیکن عوام نہیں پہچان سکتے۔ جب تک بحکم خدا امام اپنی پہچان خود نہیں کرائیں گے۔ قادیانیوں۔ مرزائیوں کا ڈھونگ ہے یہ غلام احمد
کا دعویٰ مہدیت ایک افترا اور جہنم خرید کرنا تھا۔ غلام احمد کا دعویٰ ہے مسیح موعود اور مہدی موعود ہونے کا۔ حالانکہ کتب احادیث
سے یہ ثابت ہے کہ یہ عیسیٰ اور مہدی دو علیحدہ شخصیتیں ہیں غلام احمد کا بیان کردہ حدیث لا مہدی الا عیسیٰ ؑ شیعہ مسلمات
سے نہیں۔ ابن ماجہ سنی اس کا ناقل رہے۔ اور علمائے اہل سنت نے اس کو موضوع قرار دیا ہے۔ نیز اصول نحو سے
بھی یہ درست نہیں۔ لا نفی جنس کا ہے۔ اور نکرہ پر آیا کرتا ہے تمام جنس کی نفی کے لئے جیسا کہ لا الہ نہیں کوئی الہ یعنی تمام
الٰہوں کی نفی کر دی۔ حدیث مذکور میں المہدی معرفہ ہے لا آ نہیں سکتا۔ نیز اگر مہدی کو نکرہ قرار دیا جائے تو ہر نبی مہدی اور
سب انبیاء سے مہدیت کی نفی ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ سب الہوں کی نفی ہو جاتی ہے۔ صرف ایک اللہ۔ اسی طرح کوئی مہدی
و ہدایت کرنے والا نہیں مگر ایک عیسیٰ ؑ ایسی حدیث تیار کرنا کفر ہے۔ لہذا یہ حدیث بنائی گئی۔ معدن رسالت سے نہیں نکلی۔
لہذا قادیانی پیر غلام احمد کذاب ہوا۔ اور خداوند عالم مؤمنین کو اس کذاب کی کاذبانہ تعلیمات سے بچائے اور خدا جانے کتنے
کذاب ابھی دعویٰ مہدویت کر کے عوام کو گمراہ کر کے دنیا میں ظلم و ستم پھیلائیں گے۔ لیکن یہ ایک حقیقت اپنے مقام
پر اٹل ہے کہ جو وفات مسیح ثابت کر کے مہدی کہلائے گا۔ کذاب ہوگا۔ اور چرخ چہارم سے حضرت عیسیٰ ؑ نزول فرما کے